کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2226 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الآرا تالیف

اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر

جلد اوّل

ترجمہ بنام

جہنّم میں لے جانے والے اعمال

مؤلِّف: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل منفرد اور معرکۃ الآراء تالیف

اَلزَّوَاجِرُعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

(جلد اوّل)

مُؤلف

شیخ الاسلام شہاب الدین

امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ
ترجمہ : جہنم میں لے جانے والے اعمال
مؤلف: امام احمد بن حجر المکی الھیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)
سن طباعت : رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ، بمطابق ستمبر 2007ء
ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی
مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور
مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی
مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)
مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان
مکتبۃ المدینہ چھوٹکی گھٹّی حیدر آباد
مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر
E.mail:ilmia26@yahoo.com
E.mail.maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net
Ph:021-4921389-90-91 Ext:1268

''کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیے'' کے 21 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مُصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی حدیث ۵۹۴۲ ج ۶ ص ۱۸۵ بیروت)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیَہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے پر کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۶، ۱۷} اس حدیثِ پاک ''تَھَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' {مؤطاامام مالک، ج۲،ص۴۰۷، رقم:۱۷۳۱} پر عمل کی نیت سے (ایک یاحسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۸} اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۱۹} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا کارڈ پر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی دس تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروادیا کروں گا۔اور {۲۰} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۱} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللہُ تعالی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ عزوجل حکیم ہے اور داناؤں کا قول ہے: ''فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَایَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔''

اللہ عزوجل نے انسانوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا اور دو راستے دکھائے، ایک راستہ جنت کی طرف جاتا ہے اور دوسرے کی انتہاء جہنم ہے، اور اللہ عزوجل نے ہمیں سیدھے راستے پر چلنے اور اچھے طریقے پر زندگی گزارنے کے لئے حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اطاعت وفرمانبرداری کا پابند بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۱) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

اور ہر کام میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیروی کا حکم یوں ارشاد فرمایا:

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ق وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج (پ۲۸، الحشر: ۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائے وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اس قادر وحکیم پروردگار عزوجل نے اپنے حبیبِ مکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حکمتوں کا بیش بہا خزانہ عطا فرمایا تو نبئ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں جن کاموں کا حکم فرمایا ان کی بجا آوری ہم پر لازم ہے کیونکہ وہ بھی باذن پروردگار عزوجل حکیم ہیں اور حکیم جن باتوں کا حکم دے اور جن سے منع کرے تو ضرور ان میں کوئی نہ کوئی حکمت مضمر ہوتی ہے، پس جو شخص طاعات پر عمل اور گناہوں سے اجتناب کرے گا اسے جنت کی ابدی وسرمدی راحتیں عطا کی جائیں گی اور جہنم سے نجات کا سامان ہوجائے گا۔

صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی پہچان حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ حضور نبئ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی گناہ بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا اور کوئی گناہ توبہ کے بعد کبیرہ نہیں رہتا۔'' (کشف الخفاء، الحدیث: ۳۰۷۰، ج۲، ص ۳۳۲)

کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا فرق مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **تفسیر نعیمی** میں اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''مطلق گناہِ کبیرہ شرک ہے اور مطلق گناہِ صغیرہ برے خیالات۔ ان کے درمیان ہر گناہ اپنے نیچے کے لحاظ سے کبیرہ ہے، اوپر کے لحاظ سے صغیرہ۔

گناہ کا صغیرہ کبیرہ ہونا کرنے والے کے لحاظ سے ہے۔ایک ہی گناہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے صغیرہ ہے اور متقی پرہیز گاروں کے لئے کبیرہ، جس پر عتاب الٰہی عزوجل ہوجاتا ہے. حسنات الابرار سیّئات المقربین بلکہ حضرات انبیاء کرام وخاص اولیاءعظام کی خطاؤں پر بھی پکڑ ہوجاتی ہے۔حالانکہ ہمارے لئے خطا گناہ ہی نہیں۔'' (تفسیر نعیمی،سورۃ النسآء تحت الآیۃ : ۳۱،ج۵،ص ۴۰۔۴۱)

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝

(پ۵،النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''کفر وشرک تو نہ بخشا جائے گا اگر آدمی اسی پر مرا (اللہ کی پناہ) باقی تمام گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اللہ کی مشیّت میں ہے چاہے ان پر عذاب کرے چاہے معاف فرمائے۔'' (خزائن العرفان،پ۵،سورۃ النسآء ،تحت الآیۃ ۳۱،ص ۱۴۹)

زیرِ نظر کتاب ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُر اثر تالیف **اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ** کے اردو ترجمہ کا پہلا حصہ ہے۔علامہ ابن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کتاب میں گناہوں کی اقسام بالتفصیل بیان فرمائی ہیں اور ہر اس قول وفعل کو شامل کرنے کی کوشش فرمائی ہے جو ربُّ العٰلمین کی ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے۔اس کتاب میں **ظاہری و باطنی** ہر دو قسم کے گناہوں کا بیان ہے۔ پہلی جلد میں تقریباً **240** گناہوں کا تذکرہ ہے جن میں سے **67** باطنی اور **173** ظاہری گناہ ہیں،جن میں سے چند ایک یہ ہیں: شرکِ اکبر،شرکِ اصغر یعنی ریاکاری، حسد، کینہ، تکبر، خود پسندی، ملاوٹ، منافقت، حرص وطمع، اُمراء کی ان کی امارت کی وجہ سے تعظیم کرنا اور غرباء کی ان کی غربت کی وجہ سے تذلیل کرنا، ناشکری، بدگمانی، معصیت پر اصرار، **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوجانا، **اللہ** عزوجل کی رحمت سے ناامید ہوجانا، والدین کی نافرمانی، اور **اللہ** اور اس کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا وغیرہ۔

تقریباً ہر مضمون کی ابتداء میں مؤلف موضوع کے مطابق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ایک یا اس سے زائد تنبیہات ذکر کرتے ہیں، ان تنبیہات میں وہ موضوع سے متعلق علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال اور اختلافات ذکر کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ سب سے آخر میں اپنی حتمی رائے بھی پیش فرماتے ہیں۔

''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' کرنے والے عاشقانِ رسول کے لئے اس کتاب میں کثیر مواد ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ تراجم کے مَدَنی اسلامی بھائیوں نے اس کتاب کے ترجمے کا بارِگراں اپنے سر لیا۔ واقفانِ حال سے مخفی نہیں کہ ترجمے کا کام تصنیف وتالیف سے قدرے مشکل ہوتا ہے۔ مستقل تصنیف کرنے والا شرعی احتیاطیں پیشِ نظر رکھتے ہوئے مواد کے انتخاب، ترتیب، حجم وغیرہ میں قدرے آزاد ہوتا ہے جبکہ مترجم کو صاحبِ کتاب کی ترجمانی کرنا ہوتی ہے۔ پھر اس دوران مقصودِ مصنف کو پیشِ نظر رکھنا، مصنف کے لکھے ہوئے عربی الفاظ کے مرادی معانی متعین کرنا، مطالب کی منتقلی کے لئے اردو زبان کے موزوں الفاظ کا انتخاب کرنا، خوّاص کے ذوقِ مطالعہ کو سلامت رکھنے کے ساتھ ساتھ عوام کی ذہنی سطح کو مدِنظر رکھتے ہوئے مضامین کی تعبیر آسان الفاظ میں کرنا اور پھر جامعیت کو بھی پیشِ نظر رکھنا؛ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن سے آسانی سے عہدہ برآ ہوا جاسکے۔

اس کتاب کو آپ تک پہنچانے کے لئے **المدینۃ العلمیۃ** کے مَدَنی اسلامی بھائیوں نے انتھک کوشش کی ہے اس میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رحیم اور اس کے محبوب کریم عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی عنایتوں اور شیخِ طریقت وشریعت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ روایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے) کئی ایک ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆......آیات کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''**کنزالایمان**'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆......احادیث کی تخریج اصل ماخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور باقی حوالہ جات میں جو کتب دستیاب ہوسکیں ان سے تخریج کی گئی ہے۔

☆......دورانِ کمپوزنگ علاماتِ ترقیم کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

☆......ترجمہ میں حتَّی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

☆......اکثر جگہ مشکل الفاظ کے معانی ومطالب بریکٹ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

☆......کئی الفاظ پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

☆......احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے وقت مختلف مشاہیر اُردو مترجمین کی کاوشوں سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔

☆......بعض جگہ بطورِ وضاحت یا احناف کا مؤقف بیان کرنے کے لئے حاشیہ لگایا گیا ہے۔

☆......کتاب کے آخر میں مأخذ ومراجع کی فہرست دے دی گئی ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینة العلمیة** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم

شعبہ تراجِمِ کتب (مجلس المدینة العلمیة)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو، وہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی، پاک دامن، مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یأکلون اموال الیتامٰی......الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

تعارفِ مُؤلِّف

نام ونسب :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسمِ گرامی احمد بن محمدبن محمد بن علی بن حجر الھیتمی السعدی الانصاری الشافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ہے،قبیلہ سعد کی نسبت سے سعدی کہلاتے ہیں،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوالعباس اور شیخ الاسلام اورشہاب الدین کے لقب سے ملقب ہیں،اپنے زمانے کے عظیم صوفی،محدِّث اور فقیہ ہیں۔

ولادت باسعادت :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ماہِ رجب المرجب ۹۰۹ھ مغربی مصر میں ابو الھیتم نامی محلّہ میں ہوئی،اسی نسبت سے آپ کو ھیتمی کہا جاتا ہے۔بچپن میں ہی باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا پس آپ کی کفالت کی ذمہ داری امام شمس الدین بن ابی الحمائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شمس الدین الشناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لے لی۔

تعلیم :

اِمام شمس الدین الشناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو لے کر محلّہ ابو الھیتم سے احمد البدوی نامی مقام کی طرف منتقل ہو گئے،جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی علوم حاصل کئے اور بچپن میں ہی حفظِ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو گئے ۹۲۴ھ میں وہ آپ کو جامع الازھر لے گئے وہاں آپ نے مصر کے نامور علماء سے علمی فیض حاصل کیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلوص دل سے علم حاصل کیا اور کثیر علوم میں مہارتِ تامہ حاصل کی مثلاً تفسیر،حدیث،علمِ کلام،فقہ،فرائض،حساب،نحو،صرف،معانی،بیان،منطق اور تصوف وغیرہ۔

اساتذہ کرام :

جن نابغۂ روزگار ہستیوں سے آپ نے علمی استفادہ کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ الاسلام قاضی زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شیخ عبدالحق سنباطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۳) شیخ شمس مشہدی علیہ رحمۃ اللہ القوی (۴) شیخ شمس سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۵) شیخ الامین غمری تلمیذ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۶) شیخ شہاب رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۷) شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸) شیخ شمس لقانی ضیروطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۹) شیخ شہاب بن نجار حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۰) شیخ رئیس

الاطباء شھاب بن صائغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۱) شیخ طبلاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے شمار طلباء نے استفادہ کیا اور آپ سے علم حاصل کرنے کی نسبت سے علماء ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں جبکہ صرف شیخ برھان بن الاحدب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالمشافہ علم حاصل کیا۔

سفرِ حج:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۹۳۳ھ ہجری کے اختتام پر مکہ مکرّمہ تشریف لے گئے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ایک سال وہیں قیام فرمایا پھر ۹۳۷ھ ہجری کے آخر میں اپنی اولاد کے ساتھ دوبارہ حج کیا تیسری بار ۹۴۰ھ ہجری میں حج کیا اور مکہ مکرّمہ میں ہی قیام پذیر ہوگئے اور وہیں درس وتدریس، افتاء اور تصنیف وتالیف کی مصروفیت میں مشغول رہے۔

تبحرِ علمی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت متبحر عالم اور حافظ الحدیث تھے، آپ کو بارگاہِ ایزدی سے قوی حافظے کی لازوال دولت عطا کی گئی تھی، آپ کے محفوظات میں سے "المنھاج الفرعی" ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیس سال سے کم عمر میں ہی آپ کے مشائخ نے مسند افتاء وتدریس آپ کو عطا فرمادی، آپ دنیا سے بے رغبت، برائی سے منع کرنے والے اور نیکی کی دعوت عام کرنے والے اور اہل تصوف کے بہت معتقد تھے چنانچہ آپ نے صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے منکرین ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کا بڑے شدومد کے ساتھ رَدّ وابطال کیا۔

تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کئی یادگار تصانیف چھوڑیں، جن کے نام یہ ہیں:

(۱) شرح مختصر الروض (۲) شرح مختصر ابی الحسن البکری (۳) تحفۃ المحتاج شرح المنھاج (۴) فتح الجواد شرح الارشاد وھو صغیر (۵) الامداد شرح الارشاد وھو کبیر (۶) تحذیر الثقات عن اکل الکفتۃ والقات (۷) کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع (ھامش الزواجر) (۸) الاعلام بقواطع الاسلام (۹) الزواجر عن اقتراف الکبائر (۱۰) الفتاوٰی الفقھیۃ (۱۱) الفتاوٰی الھیتمیۃ: اربع مجلدات (۱۲) در الغمامۃ فی الزرو الطیلسان والعمامۃ (۱۳) الجوھر المنظم فی زیارۃ قبر النبی المعظّم (۱۴) شرح

المشکوٰۃ (۱۵)جزء فی العمامۃ النبویۃ(۱۶)الاربعون حدیثاً فی العدل(۱۷)الاربعون فی الجھاد(۱۸)فتح المبین فی شرح الاربعین النوویۃ(۱۹)الایضاح شرح احادیث النکاح(۲۰)الصواعق المحرقۃ فی الردعلی اھل البدع والضلال والزندقۃ(۲۱)تطھیرالجنان واللسان عن الخطوروالتفوہ بثلب سیدنامعاویۃ بن ابی سفیان(۲۲)الفتاوٰی الحدیثیۃ(۲۳)معدن الیواقیت الملتمعۃفی مناقب الائمۃ الأربعۃ(۲۴)الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان(۲۵)المولد النبوی(۲۶)شرح الھمزیۃ البوصیریۃ(۲۷)المنھج القویم فی مسائل التعلیم علی الفیۃ عبد اللہ بافضل شرح علی قطعۃ من الفیۃبن مالک(۲۸)تحاف اھل الاسلام بخصوصیات الصیام(۲۹)اتمام النعمۃ الکبرٰی علی العالم بمولد سیدولد آدم(۳۰)تحریرالکلام فی القیام عند ذکرمولدسید الانام(۳۱) ارشاد اھل الغنی والانافۃ(۳۲)فیماجاء فی الصدقۃ والضیافۃ(۳۳)اسعاف الأبرار شرح مشکوٰۃ الأنوارفی الحدیث:أربع مجلدات(۳۴)اسنٰی المطالب فی صلۃ الأقارب(۳۵)اشرف الوسائل الی فھم المسائل(۳۶)تحریر المقال فی آداب واحکام وفوائد یحتاج الیھامؤدبوالاطفال(۳۷)تحفۃ الزوارالی قبر النبی المختار:أربع مجلدات(۳۸)تطھیر العیبۃ عن دنس الغیبۃ(۳۹)تلخیص الأحرٰی فی حکم الطلاق المعلق بالابرار(۴۰)تنبیہ الاخیارعلی معضلات وقعت فی کتاب الوظائف واذکارالاذکار(۴۱)الدر المنضود فی الصلوٰۃ علی صاحب اللواء المعقود(۴۲)الدر المنظوم فی تسلیۃالھموم(۴۳)زوائد سنن ابن ماجۃ(۴۴)فتح الإلٰہ بشرح المشکوٰۃ(۴۵)الفضائل الکاملۃ لذوی الولایۃ العادلۃ(۴۶)القول الجلی فی خفض المعتلی (۴۷)قرۃ العین فی ان التبرع لا یبطلہ الدین(۴۸)جزء ماورد فی المھدی(۴۹)القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر(۵۰)مبلغ الأرب فی فضل العرب(۵۱)المناھل العذبۃ فی اصلاح ماوھی من الکعبۃ(۵۲)المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ(۵۳)النحب الجلیلۃ فی الخطب الجزیلۃ(۵۴)نصیحۃ الملوک(۵۵)الایعاب فی شرح العباب(۵۶)شرح عین العلم ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کئی رسائل اورحواشی لکھے،آپ کی تالیفات اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی ووافی ہیں۔

وصال پُر ملال:

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ چونسٹھ سال آسمانِ علم وفن کے اُفق پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکتے رہے بالآخر رجب المرجب ۹۷۳ یا ۹۷۴ ھجری مکۂ مکرّمہ میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر خالقِ حقیقی سے جا ملے اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی

علیہ کو جنت المُعلٰی میں طبری مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ظاہری طور پر تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پردہ فرما گئے مگر سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود آپ کا نام زندہ وتابندہ ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ

ھَرگِز نَه مِیرَدآنکِه دِلَش زِندَہ شُد بَعِشق یعنی جن کے دل عشقِ حقیقی کی لذت سے زندہ ہوں وہ کبھی نہیں مرتے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(ماخوذ از فتاوی حدیثیہ، حاشیہ الفوائد البھیۃ ،)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' عرض کی گئی:''کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں! جب آدمی کسی شخص کے والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ، باب الکبائر واکبرھا،الحدیث:۲۶۳،ص۶۹۳)

شرف انتساب

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والتفسیر، وقار الملۃ والدین

حضرت علامہ **مفتی محمد وقار الدین** قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

کے نام

جنہوں نے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی مدظلہ العالی

کو خلافت سے نوازا

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبة الكتاب

قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۱، یونس: ۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔

اللّٰہ عزوجل ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں، جس نے بندوں پر رحمت اور اپنے جلالِ قدرت اور کمالِ عزت کو نامناسب اوصاف سے پاک کرنے والی غیرت کی وجہ سے انہیں کبیرہ گناہوں، بدکاریوں، ممنوع کاموں، مفاسد، نفسانی خواہشات، لہوولعب کی برائیوں اور نافرمانیوں سے روکنے والی نصوص قطعیہ کے ذریعے بچایا۔ اس کی کتابوں کی آیات علم وحکمت کے بحرِ ذُخَّار اور اس کے عدل کی خفیہ تدبیریں ہلاکت خیز اور تباہی وبربادی میں مبتلا کرنے والی ہیں۔

اگر بندے اپنے حقیقی **ربّ** عزوجل کی ناراضگی اور اس کی جانب سے ملنے والی دائمی رُسوائی اور عذاب کو لازم کرنے والے غضب سے نہ ڈریں، تو کہیں اس سبب سے وہ سخت، دشوار گزار راستوں والی چراگاہ اور ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دینے والی جہنم کی آگ میں نہ جا پڑیں۔ اسی طرح جو لوگ اس کی رحمت اور رضا کی موسلا دھار بارش اور اس کے محبوب اور پسندیدہ کاموں میں رغبت، توفیق اور ہمیشہ کی زندگی میں بزرگی کے گھر تک پہنچنے کی تمنا نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے ارادے کو مقدم کر کے اُخروی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی اس کے ناپسندیدہ بندوں سے منہ پھیرتے ہیں اور نہ ہی دنیا وآخرت میں نیک اعمال کے ذریعے غالب رہتے ہیں، وہ بھی اپنے حالات پر غور کر لیں۔

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ **اللّٰہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، ایسی گواہی جس کے ذریعے میں اس کی عالی جناب کی قطعی نافرمانی سے محفوظ رہوں اور اس کے کامل احباب کے ساتھ اس کے مقاماتِ قُرب میں ٹھکانا بنا سکوں۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا، سید الوریٰ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ **اللّٰہ** عزوجل نے ہمیں ان کے اَحکام بجالانے، ان کے منع کردہ اُمور سے رُک جانے اور ان کے اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل ان پر، ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اپنی ذات کے دوام تک مشک کی پاکیزہ اور نفیس ترین خوشبو سے معطر دُرود وسلام بھیجے، جن کی سچائی کی سفید چادر کو **اللّٰہ** عزوجل نے مخالفت کی گندگی سے آلودہ ہونے سے محفوظ رکھا اور انہیں اپنی شدید خواہشات کو **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا پر قربان کرنے کا جذبہ اور ہر قسم کے حالات میں احکام کی بجا آوری اور نواہی سے بچنے کا شعور دیا۔ اسی طرح قیامت کے اس دن تک بھلائی میں ان کی پیروی کرنے والوں پر بھی درود وسلام ہو جب ہر ایک کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق سلوک کیا جائے گا اور گنہگار سے کہا جائے گا کہ نافرمانی کا بدلہ رسوائی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ نیکوکار سے کہا جائے گا کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے علاوہ کیا ہے؟

وجہ تالیف

۹۵۳ھ ہجری سے لیکر ایک طویل عرصے تک میرے دل میں یہ خواہش رہی کہ میں **کبیرہ گناہوں** سے متعلق ایک ایسی کتاب تالیف کروں جس میں کبیرہ گناہوں کے احکام، ان کی وعیدیں اوران کے ترک پر کئے گئے اجر وثواب کے وعدوں کو جمع کردوں اوراسے خوب مفصّل اور کثیر دلائل سے آراستہ کروں، مگر میں ایک قدم اٹھاتا اور دوسرا ہٹا لیتا کیونکہ مکۂ مکرمہ میں میرے پاس اس کتاب کے لئے مواد نہیں تھا، یہاں تک کہ میں امامِ وقت اوراہلِ زمانہ کے اُستاد حافظ ابوعبداللہ ذھبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب کبیرہ گناہوں سے متعلق ایک کتاب پانے میں کامیاب ہوا، مگراس سے تشنگی نہ مٹی، کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں جتنے اِختصار سے کام لیا ہے وہ ان کے مرتبہ کوان جیسے لوگوں کے مقابلے میں کمزور کردیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس میں چند احادیث اور حکایات جمع کردیں اوران کے بارے میں اَئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں گہری نظر نہ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے محل میں بھی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس سلسلے میں اَئمہ متقدمین کے کلام سے مدد لی۔ لہذا کبیرہ گناہوں کی برائی کے ظہور اور اکثر لوگوں کے ظاہر وباطن میں ان کی پرواہ نہ کرنے جیسے حالات نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا کہ میں ایک ایسی کتاب تالیف کروں، جو کہ ان تمام اُمور پر مشتمل ہو جو میرا مقصود ہیں اوراگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو یہ کتاب گناہوں سے روکنے کا ایک بہت بڑا سبب اور زبردست نصیحت ثابت ہوگی، کیونکہ لوگ زمانہ پرست، لہو ولعب کے پجاری اور اَحکامِ الٰہیہ عزوجل کو اس قدر فراموش کرچکے ہیں کہ ان پر فسق وفجور کی باتیں غالب آگئی ہیں، نیز وہ ہمیشگی کے گھر سے منہ موڑ کر اور دھوکہ وفریب میں مبتلا ہوکر شہوات اورنافرمانیوں کی سرزمین کے باسی بن چکے ہیں، یہاں تک کہ انہیں **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر اوراس کی گرفت کی بھی کوئی پرواہ نہیں رہی حالانکہ وہ جانتے نہیں کہ ان کو اتنی ڈھیل محض اس وجہ سے دی جارہی ہے کہ وہ اپنی انہی نافرمانیوں کے باعث **اللہ** عزوجل کے قہر وغضب کے حقدار بنیں۔ اسی لئے میں نے اپنی اس کتاب کا نام ''**اَلزَّوَاجِر عَن اِقْتِرَافِ الْکَبَآئِر**'' رکھا، اور مجھے اُمید ہے کہ اگر یہ کتاب میری بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مکمل ہوگئی تو **اللہ** عزوجل اس کے ذریعے شہری اور دیہاتی ہر شخص کو نفع بخشے گا اوراسے ظاہری وباطنی پاکیزگی کا سبب بنادے گا۔

میرا بھروسہ اسی پر ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے، میں ہر چھوٹی بڑی مشکل میں اسی سے فریاد کرتا ہوں اور نیکی کی توفیق **اللہ** عزوجل ہی کی طرف سے ہے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اوراسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حسنِ ترتیب:

مَیں نے اپنی اس کتاب کو جو ترتیب دی ہے وہ ایک مقدمہ، دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں کبیرہ اور وہ گناہ جن کا عام طور پر لوگ اِرتکاب کرتے ہیں کی تعریف، ان کی تعداد اور ان کے متعلقات مذکور ہیں۔

پہلا باب ان کبائر پر مشتمل ہے جن کا تعلق باطن اور اس کے اُن توابع سے ہے جو ابوابِ فقہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔

دوسرا باب ان کبائر پر مشتمل ہے جن کا تعلق ظاہر سے ہے اور مَیں انہیں اپنی فقہ شافعیہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کروں گا تاکہ محل کے مطابق اسے سمجھنے میں آسانی ہو، البتہ ان میں سے ہر ایک کو ذکر کرتے وقت برائی اور بدی کے لحاظ سے اس کے مراتب کی تفصیل کی طرف ایسے اشارے دوں گا، جو ان کی طرف رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان پر دلالت بھی کریں گے۔

خاتمہ توبہ کے فضائل پر مشتمل ہے جبکہ توبہ کی شرائط اور اس کے متعلقات اسی طرح ''باب الشھادات'' میں ذکر کروں گا جس طرح فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اسے ''بـــاب الشھـــادات'' میں ذکر کرتے ہیں۔ پھر جہنم، اس کی صفات اور اس کے مختلف عذابوں کا تذکرہ ہوگا۔ نیز جنت، اس کے اوصاف اور اس میں شامل مختلف اِنعامات اور نعمتوں کا تذکرہ بھی ہوگا، تاکہ یہ مشیئتِ الٰہی عزوجل کے مطابق جہنم کی طرف لے جانے والے کبیرہ گناہوں سے روکنے کا زبردست داعی بن جائے اور اس طرح گناہوں سے رُک جانا ہمیشہ کی نعمتیں پالینے میں کامیابی کا سبب اور **اللہ** عزوجل کی رضا کے حصول کا باعث بن جائے۔

یقیناً یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، **اللّٰہ** عزوجل ہمیں اس کا اہل بنائے اور ہم پر ہمیشہ اپنے جُود وکرم کی بارش برساتا رہے اور ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے اور ہمیں اپنے فضل سے اَرفع واعلیٰ مقام تک پہنچائے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر اور ہر دعا قبول فرمانے والا ہے۔ (اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ وسلم)

مقدمہ

گناہ کبیرہ کی تعریف، تعداد اور دیگر متعلقات

ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے کسی بھی گناہ کے صغیرہ ہونے کا انکار کیا اور ارشاد فرمایا: ''تمام گناہ، کبیرہ ہی ہیں۔'' ان ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں اُستاذ ابواسحاق اسفراینی، قاضی ابوبکر باقلانی بھی شامل ہیں، جبکہ امام الحرمین علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اس بات کو ''الارشاد'' میں اور علامہ ابن قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المرشد'' میں نقل کیا ہے بلکہ علامہ ابن فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کو اشاعرہ سے نقل کر کے اپنی تفسیر میں **مختار مذہب** کے طور پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ،

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارے نزدیک **اللہ** عزوجل کی ہر نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور کسی گناہ کو صغیرہ یا کبیرہ صرف اُس سے بڑے دوسرے گناہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت مبارکہ:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

میں یہ تاویل بیان کی کہ اس سے مراد اس کا ظاہری معنی ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں: ''گناہوں کو دو انواع یعنی صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم کرنا صحیح نہیں۔''

بعض اوقات علامہ ابن فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی بات پر اصحاب مذہب کے اتفاق کا دعوی بھی کیا گیا اور بعض علماء جیسے امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

قاضی عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کسی گناہ کو صغیرہ کہنا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس معنی کے اعتبار سے کہا جائے کہ یہ گناہ، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی صورت میں صغیرہ ہوتا ہے۔''

یہ قول حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس روایت کے موافق ہے جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے مگر یہ روایت منقطع ہے۔ (یعنی وہ حدیث جس کے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوں)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر وہ عمل جسے کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ کبیرہ ہے۔''

اور انہی سے یہ بھی مروی ہے: ''ہر وہ عمل جس میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی جائے گناہ کبیرہ ہے۔''

جمہور علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں: ''گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ اور (۲) کبیرہ یعنی بڑے گناہ۔''

ان دونوں فریقوں کے نزدیک ان کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اختلاف تو ان کے صغیرہ یا کبیرہ نام رکھے جانے میں ہے، کیونکہ اس بات پر تو سب کا اجماع ہے کہ بعض گناہ آدمی کی عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) کو عیب دار کر دیتے ہیں جبکہ بعض گناہ عدالت میں نقص نہیں ڈالتے، لہٰذا **پہلے گروہ** نے گناہ کو صغیرہ کہنے سے اجتناب کیا اور اس نے **اللہ** عزوجل کی عظمت اور اس کے عقاب کی سختی کی طرف دیکھتے ہوئے اور اس کی جلالت کی وجہ سے اس کی نافرمانی کو صغیرہ نہ کہا کیونکہ گناہِ صغیرہ **اللہ** عزوجل کی عظمت کے پیشِ نظر نہ صرف بڑا بلکہ بہت بڑا ہے۔

جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم پر کچھ زیادہ غور و فکر نہیں کیا، کیونکہ یہ ایک بدیہی اور واضح بات ہے بلکہ انہوں نے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ (پ۲۶، الحجرات: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔

کی وجہ سے گناہوں کو دو قسموں یعنی صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم کر دیا۔ اس آیت کریمہ میں **اللہ** عزوجل نے نافرمانی کے تین درجے بیان فرمائے اور ان میں سے بعض کو فسوق یعنی حکم عدولی کہا جبکہ بعض کو فسق سے تعبیر نہ فرمایا۔ نیز ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے بھی اِستدلال کیا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ (پ۲۷، النجم: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے۔

عنقریب ایک صحیح حدیث مبارکہ پیش کی جائے گی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ''کبیرہ گناہ سات ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ ''کبیرہ گناہ نو ہیں۔''

ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''یہاں سے لے کر وہاں (مثلاً ایک نماز سے دوسری نماز) تک بیچ کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جب تک بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔''

چونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کبیرہ گناہوں کو دیگر گناہوں سے خاص فرما دیا ہے لہٰذا اس سے **معلوم** ہوا کہ اگر

تمام گناہ کبیرہ ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر گز ایسا نہ فرماتے اور جس گناہ کا فساد بڑا ہو وہ کبیرہ کہلانے ہی کا مستحق ہے اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالی شان:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے۔

گناہوں کے صغیرہ اور کبیرہ دو قسموں میں منقسم ہونے پر صریح دلیل ہے۔

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اسی لئے فرماتے ہیں: ''کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کے مابین فرق کا انکار کرنا درست نہیں کیونکہ اس کی پہچان شریعت کے اُصولوں سے ہو چکی ہے۔''

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے درمیان **فرق** کے قائل حضرات کا گناہِ کبیرہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور ہمارے شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔

پہلی تعریف:

''وہ گناہ جس کا مرتکب قرآن وسنت میں منصوص (یعنی صراحتاً بیان کی گئی) کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔''

بعض متأخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **وعید** کے ساتھ **سخت** کی قید کو حذف کر دیا کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ **اللہ** عزوجل کی ہر وعید سخت ہوتی ہے لہٰذا اس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور دوسرا یہ کہ اس تعریف میں یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ وہ وعید کتاب وسنت میں ہو، یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ **وعید** ہوتی ہی وہ ہے جو کتاب وسنت میں موجود ہو۔

دوسری تعریف:

''ہر وہ گناہ جو **حد** کو واجب کرے وہ کبیرہ ہے۔'' سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ اسی تعریف کے قائل ہیں، جبکہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ دونوں وہ تعریفیں ہیں جو اکثر کتب میں پائی جاتی ہیں، لہٰذا علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اس تعریف کو ترجیح دینے میں میلان رکھتے ہیں مگر پہلی تعریف ان کی بیان کردہ کبیرہ گناہوں کی تفصیل کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بیان کیا ہے کہ بہت سے کبیرہ گناہ ایسے ہیں جن میں حد واجب نہیں ہوتی جیسے سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، قطع رحمی کرنا، جادو کرنا، چغل خوری، جھوٹی گواہی دینا، شکوہ کرنا، بدکاری کی دلالی کرنا اور بے غیرتی وغیرہ۔

اس سے پتہ چلا کہ پہلی تعریف دوسری تعریف سے زیادہ صحیح ہے۔ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کو ''الحاوی الصغیر'' کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی نقل کیا ہے کہ ''علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم دوسری تعریف کو ترجیح دینے کی

جانب مائل ہیں۔'' جبکہ میں نے حضرت سیدنا امام اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ دونوں حضرات کا یہ قول بڑا عجیب ہے کہ ''علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم دوسری تعریف کی جانب مائل ہیں جو کہ مقصود سے دور ہے۔'' حالانکہ جب انہوں نے پہلی تعریف کو یہ کہتے ہوئے ترجیح دی کہ ہمارے نزدیک وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر نص قائم ہوا گرچہ اس پر حد کا نافذ ہونا ضروری نہیں تو اس پر کیا جانے والا یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا تھا کہ بخاری و مسلم میں والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی کو کبیرہ شمار کیا گیا ہے اس کے باوجود ان پر کوئی حد نہیں۔ تو جس طرح اس دوسری تعریف پر انہوں نے یہ مثالیں دے کر اعتراض کیا اسی طرح اس پہلی تعریف پر بھی یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ ان کا کبیرہ ہونا تو معلوم ہے لیکن ان پر کوئی نص وارد نہیں، جیسا کہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی ایسے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا ہے جن پر بالاتفاق کوئی بھی نص وارد نہیں۔

تیسری تعریف:

ہر وہ گناہ جس کی حرمت پر کوئی نص وارد ہو یا اس کی جنس میں سے کسی فعل پر حد واجب ہوتی ہو اور اس کے ارتکاب سے فوری طور پر لازم ہونے والے فرض کو چھوڑنا پڑتا ہو اور گواہی، روایت اور قسم میں جھوٹ بولنا پڑے تو یہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

علامہ ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب ''الاشراف'' اور قاضی شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الروضۃ'' میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ''اِجماعِ عام (یعنی سلف سے منقول ہر دور میں قائم رہنے والا اجماع) کا مخالف ہر قول بھی گناہِ کبیرہ ہے۔''

چوتھی تعریف:

سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اُمورِ دینیہ کی انجام دہی میں لاپرواہی و بے توجہی سے کام لینا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ دینی اُمور کی بجا آوری میں حد سے زیادہ نرمی اختیار کرنا عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) کو باطل کر دیتا ہے اور لاپرواہی و بے توجہی اُمورِ دینیہ کی ادائیگی اس بات کو ثابت نہیں کرتی بلکہ اس کے مرتکب سے ظاہری طور پر حُسنِ ظن باقی رہتا ہے اور اس کی عدالت کو باطل نہیں کرتا۔

سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دو متضاد چیزوں میں فرق کرنے کے لئے یہ سب سے بہتر تعریف ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المرشد'' میں اسے ذکر کیا اور سیدنا امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے اس تعریف کو پسند کیا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک انسان کسی فعل کو ہیچ اور حقیر جانتے ہوئے سرانجام دے لیکن اس کا یہ ہیچ سمجھنا دیانۃً نہ ہو بلکہ حد درجہ تقوی اور اُمیدِ مغفرت کی وجہ سے ہو تو گناہِ کبیرہ ہوگا اور اگر وہ فعل محض دل میں پیدا ہونے والے وسوسے یا پھر آنکھ کے

بہک جانے کے سبب ہو تو صغیرہ ہوگا۔ یہاں **دیانۃً** سے مراد یہ ہے کہ وہ اصلاً اس فعل کو حقیر نہ جانتا ہو کیونکہ اُمورِ دینیہ میں سے کسی چھوٹے سے فعل کو بھی حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعریف میں جو الفاظ استعمال کئے وہ لاپرواہی و بے توجہی کے ہیں، یہ نہیں کہا کہ قطعاً ان کی پرواہ ہی نہ کی جائے۔ کفر اگرچہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے لیکن یہاں مراد اس کے علاوہ وہ افعال ہیں جو کہ ایک مسلمان سے سرزد ہوتے ہیں۔

علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''متأخرین علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو ترجیح دی شاید اس وجہ سے کہ احادیث میں جو کبیرہ گناہوں کی تفصیل مروی ہے اور قیاس کے مطابق جو گناہ کبیرہ ہیں ان سب کو امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول کفایت کرتا ہے۔'' گویا ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان اعتراضات کو نہیں دیکھا جو انہوں نے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے بارے میں کئے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں غور وفکر کریں تو یہ بات معلوم ہوگی کہ ان کے نزدیک اس تعریف میں کبیرہ پر کوئی حد نہیں ان لوگوں کے برعکس جنہوں نے اس تعریف سے یہ سمجھا ہے کہ یہاں بھی حد ہے، کیونکہ یہ تعریف ان چھوٹی حقیر باتوں کو بھی شامل ہے جو کبیرہ گناہ نہیں، نیز اس تعریف میں ان چھوٹی حقیر باتوں کو بھی شامل کر دیا گیا ہے جن سے عدالت باطل ہو جاتی ہے اگرچہ وہ گناہِ صغیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ تعریف پہلی دو تعریفوں سے زیادہ عام ہے کیونکہ یہ آئندہ آنے والے تمام کبیرہ گناہوں پر صادق آتی ہے مگر یہ تعریف مانع نہیں جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ یہ صغیرہ گناہوں پر بھی صادق آتی ہے مثلاً صغیرہ پر اصرار وغیرہ۔

علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گذشتہ توجیہات نقل کر کے ارشاد فرمایا: ''بعض محققین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان تمام تعریفات کو جمع کر لینا چاہئے تاکہ قرآن وسنت اور قیاس سے معلوم شدہ کبیرہ گناہوں کو شمار کیا جا سکے کیونکہ بعض گناہوں پر ایک تعریف پوری طرح صادق نہیں آتی تو بعض پر دوسری اس لئے ان تعریفات کو جمع کرنے ہی سے ان کی صحیح تعداد معلوم ہو سکتی ہے۔''

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں: امام صاحب کی اس تعریف میں جو بھی تھوڑا بہت غور وفکر کرے تو اس پر یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ آئندہ بیان کئے جانے والے ہر گناہ پر یہ تعریف پوری اُترتی ہے۔'' اور ''**الخادم**'' میں سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد صاحبِ کتاب لکھتے ہیں: ''تحقیق یہ ہے کہ ان وجوہات میں سے ہر ایک کبیرہ گناہوں کی بعض اقسام پر ہی منحصر ہے، جبکہ ان سب کے مجموعے سے کبیرہ گناہوں کی معرفت کا قاعدہ کلیہ حاصل ہو جاتا ہے۔''

اسی لئے علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**کبیرہ گناہ** وہ ہے جو حد کو واجب کرے یا جس پر وعید آئی ہو۔'' اور

علامہ ابن عطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہر وہ گناہ جس پر حد واجب ہو یا جس کے ارتکاب پر جہنم کی وعید یا لعنت آئی ہو وہ کبیرہ ہے۔'' اور امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ''اگر کوئی شخص چوری کے نصاب سے کم مالیت کا مال غصب کرلے تو وہ گناہ صغیرہ کا مرتکب ہے حالانکہ اس کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے، لہٰذا قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ گناہِ کبیرہ ہونا چاہئے اور اسی طرح اجنبی عورت کو بوسہ دینا صغیرہ گناہ ہے حالانکہ ایسا کرنے والے کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں گناہوں کا صغیرہ ہونا ان علماء کرام کی رائے کے مطابق ہے جو ان تمام تعریفات کو جمع کرنے والے ہیں، جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا جبکہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف کے مطابق یہ دونوں کبیرہ ہیں لہٰذا اعتراض ہی نہ رہا، نیز یہ اعتراض تو اس وقت درست ہوتا جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہوتا کہ یہ صغیرہ گناہ ہیں حالانکہ یہ ایسے افعال ہیں جن کے کرنے والے کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے۔

پانچویں تعریف:

''ہر وہ فعل جو حد واجب کرے یا اس کے ارتکاب پر وعید آئی ہے وہ کبیرہ ہے جب کہ جس فعل میں گناہ کم ہو وہ صغیرہ ہے۔'' اس تعریف کو علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الحاوی'' میں ذکر کیا ہے۔

چھٹی تعریف:

''ہر وہ گناہ جو بذاتِ خود حرام اور فی نفسہٖ ممنوع ہو وہ کبیرہ گناہ ہے۔'' اگر کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب ان دونوں قیودات یا حرمت کی دیگر وجوہات کو پیشِ نظر رکھ کر کرے تو یہ زیادہ بُرا ہے جیسے زنا ایک کبیرہ گناہ ہے اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا اور زیادہ سخت بُرا ہے۔ اس وقت تک صغیرہ گناہ صغیرہ ہی رہے گا جب تک کہ اس کا مرتبہ منصوص علیہ (یعنی جس کے کبیرہ ہونے کا واضح حکم ہو) سے کم ہو یا وہ منصوص علیہ سے کم درجہ کی کسی اور علّت کے مقابل ہو اور اگر اس میں دو یا دو سے زیادہ حرمت کی وجوہات پائی جائیں تو وہ صغیرہ، کبیرہ ہو جائے گا، لہٰذا بوسہ دینا، چھونا اور رانوں پر ران رکھنا صغیرہ گناہ ہیں لیکن پڑوسی کی بیوی کے ساتھ یہ کام کبیرہ گناہ ہیں[1] جیسا کہ علامہ

---

[1]: اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو اگر چہ دیکھنا جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اس لئے کہ شہوت کا مکمل اندیشہ ہے کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت (اور بلوائے عام) ہے۔ چھونے کی ضرورت نہیں لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اس لئے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے، ہاں اگر وہ بہت بوڑھی ہوں کہ محلِ شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر مرد زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنے کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کرسکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص۷۸)

ابن رفعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے علامہ حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا اور عنقریب ان کی عبارت کی تفصیل اپنی جگہ آئے گی اور ان کا **مختار مذہب** بھی یہی ہے کہ ہر گناہ میں صغیرہ اور کبیرہ دونوں پہلو ہوتے ہیں۔

کبھی کسی قرینہ کی وجہ سے صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ گناہ کسی قرینہ کی وجہ سے زیادہ فحش ہو جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرنا تمام کبائر سے زیادہ بُرا ہے اور اس کی انواع میں سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔ اس کی چند مثالیں تفصیل کے ساتھ اپنے مقام پر آئیں گی۔

ساتویں تعریف:

''ہر وہ فعل جس کی حرمت پر قرآن پاک میں نص وارد ہو یعنی قرآن پاک میں اس کے بارے میں تحریم (یعنی حرام کرنے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہو۔'' قرآن کریم میں جن چیزوں کی حرمت الفاظ میں مذکور ہے وہ چار ہیں: مردار اور خنزیر کا گوشت کھانا، یتیم وغیرہ کا مال کھانا اور میدان جہاد سے بھاگنا۔ لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ کبیرہ گناہ یہی چار چیزیں ہیں۔

آٹھویں تعریف:

''کبیرہ گناہ کی کوئی خاص تعریف نہیں جس کے ذریعے بندہ اس کی معرفت حاصل کر سکے۔'' ہمارے شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''بسیط'' میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کی کوئی ایسی تعریف نہیں جس کے ذریعے بندے اس کی معرفت حاصل کر سکیں ورنہ تو لوگ صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتے بلکہ انہیں جائز ومباح سمجھنے لگتے مگر **اللہ** عزوجل نے کبیرہ گناہوں کو بندوں سے پوشیدہ رکھا تا کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کے لئے ہر ممنوع فعل سے بچنے کی کوشش کریں اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں جیسے **اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی**، (یعنی بیچ کی نماز) **لَیْلَۃُ الْقَدْر** اور دعا کی قبولیت کی گھڑی وغیرہ کو پوشیدہ رکھا گیا۔''

مگر ان کی یہ بات درست نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس کی ایک معین تعریف ممکن ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر میں نے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہی بات نقل کرتے ہوئے دیکھا مگر انہوں نے بھی اس بات کو اس طور پر بیان کیا جس سے ان پر ہونے والے اعتراضات کچھ کم ہو گئے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ شافعی مفسر علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تمام کبیرہ گناہ پہچانے نہیں جا سکتے یعنی انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔'' علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ گناہوں کے بارے میں تو بتا دیا گیا کہ یہ کبیرہ ہیں اور کچھ کے بارے میں بتا دیا گیا کہ یہ صغیرہ ہیں لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کبیرہ

گناہ تو مشہور ہیں، البتہ! اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا انہیں کسی تعریف، ضابطہ یا تعداد کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے یا نہیں؟''

اب ہم کبیرہ گناہ کے بارے میں اصحاب شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ متاخرین اور دیگر بزرگوں رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ

☆......ان میں سے ایک قول حضرت سیدنا حسن بصری، حضرت سیدنا ابن جبیر، حضرت سیدنا مجاہد اور حضرت سیدنا ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ ''ہر وہ گناہ، کبیرہ ہے جس کے مرتکب سے جہنم کا وعدہ کیا گیا ہو۔''

☆......سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''ہر وہ گناہ جسے آدمی خوف یا ندامت محسوس کئے بغیر حقیر جانتے ہوئے کرے اور وہ اس پر جری بھی ہو تو وہ کبیرہ ہے اور جو گناہ دل کے وسوسوں کی پیداوار ہو اور پھر اس پر ندامت بھی محسوس ہو نیز اس سے لذت حاصل کرنا بھی دشوار ہو تو وہ کبیرہ نہیں۔''

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''یہ ضروری نہیں کہ کبیرہ گناہوں کی کوئی خاص تعداد جانی جائے کیونکہ ان کی پہچان فقط سماعی (یعنی سنی سنائی) ہے اور ان کی تعداد کے بارے میں کوئی نص بھی نہیں۔''

علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی پہلی بات پر یہ اعتراض کیا کہ یہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تفصیل ہے، مگر یہ بات سخت مشکل میں ڈالنے والی ہے کیونکہ اگر کبیرہ گناہوں کی معرفت کا قاعدہ یہی ہو تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص زنا جیسا بُرا فعل کرے اور اس پر ندامت محسوس کرے تو کیا یہ کبیرہ گناہ شمار نہ ہوگا؟ اس صورت میں اس تعریف کے مطابق یہ گناہ کبیرہ شمار نہیں ہوتا، نہ ہی یہ معصیت اس کی عدالت کو ختم کرتی ہے، حالانکہ یہ بات بالاتفاق درست نہیں۔ البتہ اگر اس قاعدہ کو ان کبیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جن کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہوگا۔

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''شاید علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ خیال کیا ہے کہ ہر وہ گناہ جس کی تعریف بھی مذکور ہو تو وہ منصوص میں داخل ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں، یعنی امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا بیان کردہ قاعدہ منصوص کے علاوہ دیگر کبائر کے لئے ہے اور یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے، جبکہ علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفات منصوص گناہوں کے علاوہ دوسرے گناہوں کو بھی شامل ہیں۔''

☆......علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مناسب ترین بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے فاعل سے اپنے دین کو اس طرح ہلکا جاننا ظاہر ہو جس طرح کہ وہ منصوص علیہ کبیرہ گناہ کو صغیرہ سمجھتا ہو۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جب آپ صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان فرق جاننا چاہیں تو اس گناہ کے فساد کو منصوص علیہ کبیرہ گناہ کے مقابل رکھ کر دیکھیں اگر اس گناہ کا نقصان کبیرہ سے کم ہے تو یہ صغیرہ ہوگا ورنہ کبیرہ۔''

علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ''منصوص علیہ کبیرہ گناہوں کا احاطہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ان گناہوں کو نہ جان لیا جائے جو فساد کے اعتبار سے ان سے کم تر ہوں اور جب تک واقع شدہ گناہ کی خرابی کے ساتھ ان کبیرہ گناہوں کا موازنہ نہ کرلیا جائے، جو کہ دشوار ہے۔''

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ''علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض تو کر دیا مگر جب اس کے بارے میں وارِد صحیح احادیث کو جمع کیا جائے تو اس میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔'' اور حقیقت میں ایسا کرنا واقعی مشکل ہے کیونکہ اگر اس کے بیان میں وارِد صحیح احادیث کو جمع کرنے کے امکان کو فرض کر بھی لیا جائے اور ہم تمام کبیرہ گناہوں کے فساد کا احاطہ بھی کرلیں تب بھی یہ جاننا اِنتہائی مشکل اَمر ہے کہ ان میں سے کس گناہ کا فساد کم ہے کیونکہ یہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔''

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا کھوکھلا پن ظاہر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''جس نے **اللہ** عزوجل کو معاذ اللہ گالی دی یا اس کے کسی رسول کی توہین کی یا خانہ کعبہ یا قرآن پاک کو گندگی سے آلودہ کر دیا تو اس کا یہ فعل کبیرہ ترین گناہ ہے حالانکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح نہیں فرمائی۔ اور ان کے رَد کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس بدبخت کا یہ عمل **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو کہ منصوص علیہ کبیرہ گناہوں میں سرِ فہرست ہے کیونکہ یہاں شرک سے بالاجماع مطلق کفر مراد ہے نہ کہ صرف شرک۔

علامہ شمس برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ سب اس صورت میں ہے جب کبیرہ گناہ کی تفسیر امام الحرمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کردہ معنی کے مطابق نہ ہو بلکہ کفر اور دیگر گناہوں سے عام ہونے کی بناء پر کی جائے اور مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) گذشتہ صفحات میں یہ بات بیان کر چکا ہوں کہ امام الحرمین وغیرہ کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کی جو تعریفیں بیان کی گئیں ہیں یہ کفر سے کم تر گناہ کی تعریفیں ہیں کیونکہ اگر کفر کو کبیرہ گناہ کہنا درست ہو تو یہ اکبر الکبائر ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ قول کے بعد چند مثالیں بھی دی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱)......جس نے کسی شادی شدہ پاک دامن عورت کو زنا کے لئے یا کسی مسلمان کو قتل کرنے کے لئے قید کرلیا تو بلاشبہ اس کی برائی یتیم کا مال ناحق کھانے والے سے زیادہ ہے۔

(۲)......اگر کسی نے یہ جاننے کے باوجود کہ کفار میرے بتانے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے، ان کی عورتوں اور بچوں کو گالیاں دیں گے اور ان کے اموال کو غنیمت بنالیں گے، پھر بھی کافروں کو مسلمانوں کی کمزوریاں بتائیں تو اس کی برائی جہاد سے بغیر عذر فرار ہونے سے بہت زیادہ ہے۔

(۳)......اگر کسی نے مسلمان پر جھوٹا الزام لگایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ جھوٹے الزام کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے گا تو اس کی

برائی بھی بہت زیادہ ہے۔

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی مثالیں دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ''بعض علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے **کبیرہ گناہ کی پہچان** کے لئے یہ **قاعدہ** بنایا ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر کوئی وعید آئی ہو یا اس کے ارتکاب سے حد یا لعنت لازم آتی ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا راستے کے نشان بدل دینا بھی گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ اس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر وہ گناہ جس کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے مفاسد ان گناہوں کی طرح ہیں جن پر وعید، لعنت یا حد وارِد ہوئی ہے یا اُن کے مفاسد ان سے زیادہ ہیں تو وہ گناہ بھی کبیرہ ہیں۔''

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایسی صورت میں یہ بات شرط قرار پاتی ہے کہ اس برائی اور فساد کو لیا ہی نہ جائے جو کسی دوسرے اَمر سے خالی ہو کیونکہ اس میں غلطی واقع ہو سکتی ہے، مثال کے طور پر کیا آپ نہیں جانتے کہ خمر (شراب) کی جو برائی فوراً ذہن میں آتی ہے وہ نشہ اور عقل کا خلجان ہے اگر ہم فقط ان دو چیزوں کو اس کی برائی میں شمار کریں تو اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ شراب کا ایک قطرہ پینا گناہِ کبیرہ نہیں کیونکہ اس میں یہ برائیاں نہیں پائی جاتیں حالانکہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ایک قطرہ پینا زیادہ شراب پینے کا پیش خیمہ ہے جو کہ ان مفاسد میں ڈال دیتا ہے لہٰذا قطرے کی یہی حیثیت اسے کبیرہ کر دیتی ہے۔''

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شراب کے ایک قطرے کا جو ذکر کیا ہے ان سے پہلے علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ذکر کیا تھا، پھر اپنے قواعد میں یہ بات نقل کرنے کے بعد فرمایا: ''میں نے اس تعریف سے بہتر کسی عالم کی بیان کردہ تعریف نہیں دیکھی۔'' شاید ان کی مراد یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسی تعریف نہیں دیکھی جو اعتراض سے بھی محفوظ ہو اور جامع و مانع بھی ہو۔

☆......علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں: ''علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبیرہ کی اس تعریف کو اختیار کیا ہے کہ ''کبیرہ ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جو اتنا بڑا ہو کہ اسے کبیرہ گناہ کہا جا سکتا ہو اور اسے علی الاطلاق کبیرہ گناہ کے ساتھ متصف کیا جاتا ہو، اس کی چند علامتیں ہیں: (۱) وہ گناہ حد کو واجب کرتا ہو (۲) اس کے ارتکاب پر عذابِ جہنم کا وعدہ ہو اور اس کی وعید قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہو (۳) اس کے فاعل کو فاسق کہا جاتا ہو اور (۴) اس پر لعنت وارد ہوئی ہو۔''

شیخ الاسلام علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الحاوی'' کے حاشیہ پر لکھی گئی اپنی تفسیر میں اس کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے: ''تحقیق یہ ہے کہ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر قرآن وحدیث میں وعید یا لعنت وارد ہوئی ہو یا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی برائی مذکورہ گناہ جیسی یا اس سے زیادہ ہے یا منصوص علیہ کبائر کو صغیرہ گناہ جاننے کی طرح اس کے مرتکب کا اپنے دین کو ہلکا جاننا

ظاہر ہوتا ہو جیسے کسی کو بے گناہ سمجھ کر قتل کر دیا پھر پتہ چلا کہ وہ قتل ہی کا حق دار تھا یا کسی عورت سے یہ گمان کرتے ہوئے جماع کرنا کہ میں زنا کر رہا ہوں پھر پتہ چلا کہ وہ اس کی اپنی ہی بیوی یا لونڈی تھی۔''

علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو باتیں آخر میں ذکر کی ہیں انہیں علامہ ابن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قواعد کی ابتداء میں ان سے پہلے ہی ذکر کر دیا تھا اور علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کلام ابتداء میں کیا ہے، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول اس کی تائید کرتا ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر **اللہ** عزوجل نے جہنم، غضب، لعنت یا عذاب کی مُہر لگا دی ہو وہ کبیرہ گناہ ہے۔'' اسے حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

جان لیں کہ بیان کردہ تمام تعریفات سے ان بزرگوں کا مقصود فقط اعتدال کی راہ اختیار کرنا ہے ورنہ یہ تعریفات جامع نہیں ہیں اور جس چیز کی معرفت کا کوئی خاص قاعدہ مقرر نہ ہو اس کا شمار کیونکر ممکن ہے؟

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کی صرف تعداد بیان کی ہے کوئی تعریف بیان نہیں کی۔ لہٰذا حضرت سیدنا ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ ''کبیرہ گناہ وہ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل نے سورۂ نساء کی ابتدائی آیات سے لے کر اس آیت:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

تک بیان کیا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''کبیرہ گناہ سات ہیں۔'' اس پر صحیحین (یعنی بخاری مسلم) کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے چنانچہ،

{1}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو، وہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی پاک دامن مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یأکلون اموال الیتمی......الخ، الحدیث:۲۷۶۶، ص۲۲

{2}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) والدین کی نافرمانی کرنا اور (۴) کسی جان کو قتل کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث: ۲۶۱، ص۶۹۳، بدون ''السحر''

{3}......بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جھوٹی قسم اٹھانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث:۶۶۷۵، ص۵۵۸

{4 }......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں ''جھوٹی قسم'' کی جگہ ''جھوٹی گواہی'' کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا،الحدیث: ۲۶۰،ص ۶۹۳)

اس کا **جواب** یہ ہے کہ سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ تعداد حالات کے تقاضوں کی بناء پر ارشاد فرمائی تھی اس سے کبیرہ گناہوں کو اس تعداد میں محصور کرنا ہر گز مقصود نہ تھا۔

جن بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالٰی نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ ''کبیرہ گناہ صرف سات ہیں۔'' ان میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عطاء اور حضرت سیدنا عبید بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم شامل ہیں۔

ایک قول کے مطابق کبیرہ گناہ ''**پندرہ**''، ایک کے مطابق ''**چودہ**'' اور ایک قول کے مطابق ''**چار**'' ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ''گناہِ کبیرہ **تین** ہیں۔'' اور انہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ''**دس**'' ہیں۔

جبکہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے امام عبدالرزاق اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا: ''ان کی اقسام کی تعداد کا ''**ستر**'' ہونا **سات** سے زیادہ قریب ہے۔'' اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جلیل القدر شاگرد حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ان کا اپنی انواع اور اصناف کے اعتبار سے **سات سو (700)** کی تعداد میں ہونا زیادہ مناسب ہے۔''

{5 }......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قول کو حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دریافت کیا: ''کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ کیا ان کی تعداد **سات** ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی تعداد کا **سات سو (700)** ہونا **سات (7)** ہونے سے بہتر ہے مگر یہ کہ کوئی کبیرہ گناہ اِستغفار یعنی توبہ اور اس کی شرائط کی موجودگی میں کبیرہ نہیں رہتا اور کوئی صغیرہ گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے)۔''

(تفسیر درِمنثور، تحت الآیۃ ان تجتنبوا کبائر......الخ، ج ۲ ص ۵۰۰)

امام دیلمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اپنے اجتہاد سے ان کی تعداد کو اپنی ایک کتاب میں ذکر کر دیا ہے جو کہ **چالیس** سے زیادہ ہے۔'' لہٰذا حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے فرمان کی تاویل کی جائے گی۔

شیخ الاسلام علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے قواعد میں فرماتے ہیں: ''میں نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں ان کبیرہ گناہوں کو ذکر کیا جن کے کبیرہ ہونے کی شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

نے تصریح فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں: ''شرک کرنا، قتل کرنا، زنا کرنا اور زنا میں سب سے بڑا گناہ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا، میدان جنگ سے فرار ہونا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، جادو کرنا، مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسم اٹھانا، چغلی کھانا، چوری کرنا، شراب پینا، بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا، بیعت توڑنا، سنت چھوڑنا، ہجرت کے بعد عرب کا دیہاتی بننا، **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا، **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا، مسافر کو اپنی ضرورت سے زائد پانی کے استعمال سے روکنا، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا، والدین کی نافرمانی کرنا، والدین کو گالیاں دلوانے کے اسباب پیدا کرنا، وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا۔'' احادیثِ مبارکہ میں انہی پچیس (25) گناہوں کے کبیرہ ہونے کی تصریح آئی ہے۔

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کہتا ہوں: ''ان گناہوں میں یہ اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے: مالِ غنیمت میں خیانت کرنا اور نر جانور کو جفتی سے روکنا، بلکہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے سب سے بڑا کبیرہ گناہ قرار دیا ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی بزار کی روایت میں بیان ہوگا، اسی طرح بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا جیسا کہ بیہقی شریف کی روایت میں آئے گا اور یہ بے حرمتی بیت الحرام کو حلال ٹھہرانے کے علاوہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے، حرمِ پاک میں کسی بھی قسم کے گناہ کے اِرتکاب پر حرم کی بے حرمتی ثابت ہو جائے گی خواہ وہ پوشیدہ ہی ہو۔''

پھر جب مَیں نے علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ انہوں نے بیان کردہ اقوال کے بعد لکھا ہے کہ ''گذشتہ احادیث میں مذکور بہت سی چیزیں بیان ہونے سے رہ گئی ہیں۔ مثلاً نر جانور کو جفتی سے روکنا، جادو سیکھنا اور اس پر عمل کی کوشش بھی کرنا، **اللہ** عزوجل سے برا گمان رکھنا، خیانت کرنا اور بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا البتہ اس کے بارے میں وارد حدیثِ پاک ضعیف ہے، اس کے ساتھ ہی منصوص علیہ کبیرہ گناہوں کی تعداد تیس (30) ہو گئی، مگر نر جانور کو جفتی سے روکنے والی روایت کی سند بھی ضعیف ہے اور اس کا نقصان دیگر کبیرہ گناہوں سے کم ہے ہم نے اسے صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا ذکر گذشتہ صفحات میں ایک حدیثِ مبارکہ میں ہو چکا ہے۔''

اعتراض: چوری کے کبیرہ گناہ ہونے کے بارے میں کسی حدیثِ مبارکہ میں تصریح نہیں آئی بلکہ حدیثِ پاک میں تو خیانت کے گناہ کبیرہ ہونے پر تصریح وارد ہوئی جس کا مطلب مالِ غنیمت سے چوری کرنا ہے۔

جواب: اس کے بارے میں تصریح صحیحین میں موجود ہے، چنانچہ،

{6}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چور چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان......الخ، الحدیث: ۲۰۲، ص ۶۹۰)

{7}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ہے: ''اگر اس نے ایسا کیا (یعنی چوری کی) تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا پھر اگر اس نے توبہ کی تو **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔''

(سنن نسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث:۴۸۷۶، ص۲۴۰۳)

اسی طرح ان کا یہ قول کہ ''بیعت توڑنا'' تو اس کے بھی کبیرہ گناہ ہونے پر کوئی صریح نص وارد نہیں ہوئی بلکہ اس پر ایک سخت وعید آئی ہے، اسی طرح سنت ترک کرنے کے گناہِ کبیرہ ہونے پر بھی کوئی نص نہیں بلکہ امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں ایک روایت کو شرط امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا ہے کہ،

{8}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''فرض نمازوں، جمعہ اور رمضان کے کفاروں کی مثل دیگر (گناہوں کے) بھی کفارے ہیں مگر اِن تین گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا (۲) بیعت توڑنا اور (۳) سنت کو چھوڑنا۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب الصلاة المکتوبة الی ......الخ، الحدیث:۴۲۰، ج۱، ص۲۳)

{9}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بیعت توڑنے کی وضاحت یوں فرمائی ہے: ''تم قسم کے ساتھ کسی شخص کی بیعت کرو، پھر اس بیعت کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی تلوار کے ذریعے اس سے لڑ پڑو۔'' (المرجع السابق)

{10}......ترکِ سنت کی وضاحت میں حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس سے مراد جماعت سے علیحدہ ہونا ہے۔'' (المرجع السابق)

{11}......مسند احمد اور ابوداؤد شریف کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی الخوارج، الحدیث:۴۷۵۸، ص۱۵۷۳)

نیز ترکِ سنت سے مراد بدعات کی پیروی کرنا ہے **اللہ** عزوجل ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ان احادیثِ مبارکہ کی طرف اشارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں گناہوں کا تذکرہ موجود ہے، ان احادیث کی دو قسمیں ہیں: **پہلی قسم** وہ ہے جس میں کسی گناہ کے کبیرہ یا اکبر الکبائر ہونے یا سب سے بڑے گناہ، یا ہلاکت میں ڈال دینے والے گناہ ہونے کی تصریح کی گئی ہو۔ **دوسری قسم** وہ ہے جس میں لعنت، غضب یا سخت وعید کا ذکر ہو۔

پہلی قسم کی روایات:

{12}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑے تین کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا ہے۔''

راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات ارشاد فرماتے وقت دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے اور مسلسل اس کا تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ کاش! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سکوت اختیار فرمالیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث:۲۵۹، ص۶۹۳)

شیخین (یعنی امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ) سے مروی ایک روایت میں پہلے دو گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں بھی شمار کیا گیا ہے پھر اس کے ساتھ قتل کو بھی ملا دیا گیا، جبکہ جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات کرنے کو اکبرالکبائر یعنی بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

{13}......(حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کسی کو **اللہ** عزوجل کا مدِ مقابل ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔'' تو میں نے عرض کی: ''بے شک یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔'' پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس خوف سے اپنے بچے کو قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھایا کرے گا۔'' میں نے عرض کی کہ ''اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک......الخ، الحدیث:۲۵۷، ص۶۹۳)

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' عرض کی گئی: ''کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب آدمی کسی شخص کے والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث:۲۶۳، ص۶۹۳)

{15}......بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ یہ آخری بات (یعنی والدین کو گالی دینا) بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لایسب الرجل والدیہ، الحدیث:۵۹۷۳، ص۵۰۶)

{16}......بخاری شریف ہی کی ایک روایت میں شرک، والدین کی نافرمانی، قتل، اور جھوٹی قسم کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا

گیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث ۶۶۷۵، ص۵۵۸)

{17 }......جبکہ دوسری روایت میں شرک، قتلِ ناحق، یتیم کا مال کھانے، سود کھانے، جنگ کے دن میدان جہاد سے بھاگنے اور سیدھی سادی، پاکدامن شادی شدہ عورتوں پر تہمت لگانے کو ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون......الخ، الحدیث ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

{18 }......ایک صحیح روایت میں ان مذکورہ سات گناہوں، مسلمان والدین کی نافرمانی اور بیت الحرام کو حلال ٹھہرانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے

(سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم، الحدیث: ۲۸۷۵، ص۴۳۷)

عنقریب کچھ روایات ایسی بھی آئیں گی جن میں پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کو بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے۔

{19 }......ایک حدیث مبارکہ میں یہ اضافہ ہے کہ ''ہجرت کے بعد اعرابیوں (یعنی دیہاتیوں) کی طرف لوٹ جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲، ج ۱، ص ۲۹۱)

{20 }......ایک روایت ابن لہیعہ سے ہے: ''ہجرت کے بعد اعرابی (یعنی دیہاتی) بننا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۶۳۶، ج۶، ص۱۰۳)

{21 }......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ہجرت کے بعد دیہاتی پن کی طرف لوٹنا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۷۰۹، ج۴، ص۲۰۰)

شرحِ حدیث:

اس حدیث کی شرح یہ بیان کی گئی ہے کہ کوئی شخص ہجرت کے لئے نکلے، اس کے بعد جب وہ مال غنیمت میں سے حصہ پالے اور پھر جب اس پر جہاد واجب ہو جائے تو وہ اس ذمہ داری کو اپنی گردن سے اُتار دے اور پہلے کی طرح اعرابی ہو جائے۔ بعض اسلاف نے اس کی شرح کے لئے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے اِستدلال کیا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِہِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدَی ۙ (پ۲۶، محمد: ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی۔

{22 }......امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کردہ روایت بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے: ''ہجرت کے بعد اعرابی ہو جانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

{23}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ گناہ **اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ بات ارشاد فرماتے وقت حالتِ احتباء میں (یعنی گھٹنے کھڑے کر کے کپڑے کے ذریعے پیٹھ اور گھٹنوں کو باندھ کر) تشریف فرما تھے، یہ بات ارشاد فرمانے کے بعد نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ کپڑا کھول دیا پھر اپنی زبانِ حق ترجمان کو پکڑ کر ارشاد فرمایا ''سن لو اور جھوٹی بات کرنا بھی (کبیرہ گناہ ہے)۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۳، ج ۱، ص ۲۹۲)

{24}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ **اللّٰہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا٥ (پ۵، النسآء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

پھر ارشاد فرمایا: ''اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ٥ (پ۲۱، لقمٰن: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی (میرے) تک آنا ہے۔

یہ بات ارشاد فرماتے وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم زانو پر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''سن لو اور جھوٹی بات کہنا بھی (کبیرہ گناہ ہے)۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۳، ج ۱۸، ص ۱۴۰)

{25}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: **اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور یہ کہ کوئی شخص جھوٹی قسم کھائے اور پھر اُس کی مچھر کے پَر برابر بھی خلاف ورزی کرے تو **اللّٰہ** عزوجل اس کے دل میں ایک داغ بنا دے گا جس کا اثر قیامت تک رہے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن انس، الحدیث: ۱۶۰۴۳، ج ۵، ص ۴۳۰)

{26}......اللّٰہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: **اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ضرورت سے زائد پانی سے دوسروں کو روکنا اور نر جانور کو جفتی سے روکنا۔'' (البحر الزّخار المعروف بمسند البزّار، مسند بریدة بن حصیب، الحدیث: ۴۴۳۷، ج ۱۰، ص ۳۱۴)

{27}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللّٰہ** عزوجل کے

نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: (۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا (۲) مسلمان کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ کے دن راہِ خدا عزوجل میں جہاد سے فرار ہونا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔'' (صحیح ابن حبّان، ذکر کتبة المصطفیٰ ﷺ، کتابه الیٰ اهل یمن، الحدیث: ۶۵۲۵، ج۸، ص ۱۸۰)

{28}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خمر (یعنی انگور کی شراب) پینا سب سے بڑا گناہ اور بے حیائیوں کی جڑ ہے، جس نے شراب پی اس نے نماز چھوڑ دی اور گویا اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی کے ساتھ زنا کیا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الاشربة، الحدیث: ۸۱۷۴، ج۵، ص ۱۰۴)

{29}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، الحدیث: ۴۸۷۷، ص ۱۵۸۱)

{30}......امام احمد اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی یہ روایت اس کے موافق ہے: ''مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سود کھانے سے بھی بڑا گناہ ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، الحدیث: ۴۸۷۶، ص ۱۵۸۱)

{31}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازے پر آیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰة، باب ما جاء فی جمع بین الصلاتین فی الحضر، الحدیث: ۱۸۸، ص ۱۶۵۴)

{32}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا اور یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔''

{33}......جبکہ سیدنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق ''وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (سنن دارقطنی، کتاب الوصایا، الحدیث: ۴۲۴۹، ج۴، ص ۱۷۸)

دوسری قسم کی روایات:

{34}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے **اللہ** عزوجل نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پر نَظَرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اُنہیں پاک فرمائے گا نیز ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلّم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! رسوا و برباد ہونے والے یہ لوگ کون ہیں؟'' تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) (تکبر کی وجہ سے) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۳،ص۶۹۶

{35}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(وہ تین افراد یہ ہیں) (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا حکمران اور (۳) مغرور فقیر۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۶،ص۶۹۶

{36}......ایک اور روایت میں ان تین افراد کا ذکر ہے: (۱) چٹیل زمین میں ضرورت سے زائد پانی کو مسافر سے روکنے والا (۲) وہ شخص کہ عصر کے بعد اپنا سودا کسی کو بیچتا تو **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھاتا ہے تاکہ وہ شخص اتنی قیمت میں اس سے خرید لے پس وہ اس کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا تھا اور (۳) وہ شخص جو کسی حاکم کی دنیا کے لئے بیعت کرے اگر وہ حاکم اس کی منشاء کے مطابق اسے عطا کرے تو یہ اس سے وفا کرے اور اگر اسے عطا نہ کرے تو بے وفائی کرے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۷،ص۶۹۶

{37}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں جن سے وہ قیامت کے دن کلام فرمائے گا نہ اُنہیں پاک فرمائے گا اور نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! وہ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) اپنے والدین سے بیزار ہو کر منہ پھیرنے والا (۲) اپنی اولاد سے بیزار ہونے والا اور (۳) وہ شخص جس پر کسی قوم نے احسان کیا پھر اس نے احسان فراموشی کی اور ان سے بیزار ہو گیا یعنی انہوں نے اسے غلامی سے نجات دی اور یہ ان کا ناشکرا ہو گیا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن انس الجھنی،الحدیث ۱۵۶۳۶،ج۵،ص۱۲

{38}......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی قوم کے سرداروں کی مرضی کے بغیر اس قوم کا حکمران بنا، اس پر **اللہ** عزوجل، اس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ اس کے فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔'' (صحیح مسلم ، کتاب العتق ، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث:۳۷۹۲، ص ۹۳۸)

{39}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خور جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الادب، باب مایقرأمن النمیمہ، الحدیث: ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

{40}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) شراب کا عادی (۲) رشتہ داری توڑنے والا اور (۳) جادو کو سچا کہنے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ اشعری، الحدیث: ۱۹۵۸۶، ج۷، ص ۱۳۹)

{41}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ شخص جسے میرے لئے کچھ مال دیا گیا پھر اس نے اس مال میں خیانت کی (۲) وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا پھر اس کی قیمت کھالی (۳) وہ شخص جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے کام پورا لیا مگر اجرت پوری نہ دی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ، الحدیث: ۸۷۰۰، ج۳، ص۲۷۸، بدون ''العمل'')

{42}......سرکارِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''والدین کا نافرمان، شراب کا عادی اور چغل خور جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۹۰۹، ج۲، ص۶۴۷ ''نمام بدلہ'' منان)

{43}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''والدین کا نافرمان، شراب کا عادی اور تقدیر کا منکر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویمر، الحدیث: ۲۷۵۵۴، ج۱۰، ص۱۶)

{44}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ''(۱) شراب کا عادی (۲) جادو کرنے والا (۳) رشتہ داری توڑنے والا (۴) کاہن اور (۵) احسان جتلانے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۱۰۷، ج۴، ص۲۰)

{45}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیتا ہے، **اللہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے، **اللہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے اور **اللہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو زمینی راستوں کے نشان مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ......الخ، الحدیث: ۵۱۲۴، ۵۱۲۵، ص ۱۰۳۱)

{46}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین

شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے:''(۱) والدین کا نافرمان (۲) دیوث اور (۳) عورتوں کی شکل اختیار کرنے والے مرد۔''

(المستدرک، کتاب الایمان، باب ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ ......الخ، الحدیث:۲۵۲، ج ۱، ص ۵۲)

یہ وہی احادیث مبارکہ ہیں جن کی طرف علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے اشارہ کیا تھا کہ یہ احادیث اس بات پر نص ہیں کہ ان میں بیان کردہ گناہ، کبیرہ ہیں یا کبیرہ گناہوں کو لازم ہیں۔ اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو اس کی عطا کردہ مدد اور قوت سے ہم ان احادیث کی تفصیل میں جاتے ہوئے عنقریب ان گناہوں کو بھی بیان کریں گے جو مذکورہ گناہوں کے علاوہ ہیں، مگر ہم نے اس تفصیل سے پہلے علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے کلام کے ماخذ کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھا، اور جہاں تک تمام کبیرہ گناہوں اور ان کے بارے میں مروی روایات کے بیان کا تعلق ہے تو انہیں ہم ان کے تذکرہ کے موقع پر مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ **اللہ** عزوجل اپنے فضل وکرم سے یہ کام آسان فرمائے۔ (اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

کبیرہ گناھوں کی تعداد اور ان کے متعلقات

حضرت سیدنا ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**کبیرہ گناہ سترہ ہیں۔**

چار کا تعلق **دل** سے ہے: (۱) شرک (۲) گناہ پر اصرار (۳) مایوسی اور (۴) **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا،

چار کا تعلق **زبان** سے ہے: (۱) تہمت لگانا (۲) جھوٹی گواہی دینا اور (۳) جادو کرنا اور جادو ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو انسان یا اس کے بدن کے کسی حصہ (کی حالت) کو بدل دے (۴) جھوٹی قسم اٹھانا اور اس سے مراد وہ قسم ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو ثابت کیا جائے،

تین کا تعلق **پیٹ** سے ہے: (۱) یتیم کا مال ظلماً کھانا (۲) سود کھانا (۳) ہر نشہ آور چیز پینا،

دو کا تعلق **شرمگاہ** سے ہے: (۱) زنا اور (۲) لواطت،

دو کا تعلق **ہاتھوں** سے ہے: (۱) قتل کرنا اور (۲) چوری کرنا،

ایک کا تعلق **پاؤں** سے ہے: وہ جہاد سے فرار ہونا ہے،

ایک گناہِ کبیرہ کا تعلق **پورے جسم** سے ہے: وہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

خاتمہ

ہر چھوٹے بڑے گناہ سے ڈرانے کا بیان

ہم نے ان سطور کو خلافِ دُستور اس لئے مقدم کر دیا تا کہ یہ **اللہ** عزوجل کی مشیئت سے نافرمانیوں اور گناہوں کی ان حدود میں داخل ہونے سے روکنے کا ذریعہ بن جائیں جو ہلاکت و بربادی اور سلامتی کے گھر یعنی جنت سے دور کر دینے والی اور دنیا اور آخرت میں ہلاکت، ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کو واجب کرنے والی ہیں۔

(**اللہ** عزوجل تمہیں اور مجھے اپنی اطاعت کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں اپنی رضا کی وسعتوں تک پہنچائے، آمین)

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو اپنی ربوبیت کے اسرار سکھا کر اپنی نافرمانی سے ڈرایا اور نافرمانی کو اپنے قہر و جبروت اور وحدانیت پر حملہ قرار دیا۔ چنانچہ،

{۱} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پ۲۵، الزخرف:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا۔

{۲}

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ O (پ۹، الاعراف:۱۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

{۳}

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (پ۲۲، فاطر:۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

{۴}

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا O (پ۵، النسآء:۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی

{۵}

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ لَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ۝ (پ۵، النسآء:۱۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

اس ضمن میں اور بھی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں (مگر انہی کو کافی سمجھتے ہوئے اب اس ضمن میں مروی احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی)۔

{47}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں لہٰذا تم انہیں ہرگز ضائع نہ کرو، کچھ حدیں قائم کی ہیں تم ہرگز ان سے نہ گزرو، کچھ چیزیں حرام کی ہیں انہیں ہرگز ہلکا نہ جانو اور اس نے تم پر رحمت فرماتے ہوئے دانستہ کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے لہٰذا ان کی جستجو نہ کرو۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع، الحدیث:۴۳۵۰، ج۴، ص۲۱۷)

{48}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''**اللہ** عزوجل غیور ہے اور مؤمن بھی غیرت مند ہے جبکہ **اللہ** عزوجل کی غیرت اس بات پر ہے کہ بندۂ مؤمن اس کے حرام کردہ عمل میں پڑے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالیٰ ......الخ، الحدیث:۶۹۹۵، ص۱۵۶)

{49}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں اسی لئے اس نے پوشیدہ اور ظاہر بدکاریوں کو حرام کر دیا ہے اور اس سے بڑھ کر اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں۔''

(المرجع السابق، الحدیث۶۹۹۳)

{50}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور بخشش چاہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ نکتہ پھیلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل کو گھیر لیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب ذکر الذنوب، الحدیث:۴۲۴۴، ص۲۷۳۴)

یعنی وہ سیاہ نکتہ پورے دل کو ڈھانپ لیتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

کَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ (پ۳۰، المطففین:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

{51}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور **اللہ** عزوجل کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء......الخ، الحدیث:۱۴۹۶، ص۱۱۸)

{52}......حضرت سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت سیدتنا اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**گناہوں** سے ہجرت کرلو (یعنی انہیں چھوڑ دو) کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے، **فرائض** کی پابندی کرتی رہو کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے اور **اللہ** عزوجل کا **کثرت سے ذکر** کرتی رہو کیونکہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں کوئی بندہ ذکر سے زیادہ پسندیدہ شے لے کر حاضر نہیں ہوسکتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۳۱۳، ج۲۵، ص۱۲۹، ''لایأتی العبد'' بدلہ ''لا تأتی اللہ'')

{53}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سی ہجرت (یعنی ہجرت والے) افضل ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گناہوں سے ہجرت کرتے ہیں۔'' (صحیح ابن حبّان، کتاب البر والصلۃ، باب ذکر الاستحباب للمرء......الخ، الحدیث:۳۶۲، ج۱، ص۲۸۷)

اور بھی بہت سی احادیث اس معنی پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ''کیا بنی اسرائیل نے اپنا دین چھوڑ دیا تھا کہ جس کی وجہ سے انہیں مختلف قسم کے دردناک عذابوں میں مبتلا کر دیا گیا مثلاً ان کی صورتیں بگاڑ کر انہیں بندر یا خنزیر بنا دیا گیا اور اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ جب انہیں کسی چیز کا حکم دیا جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی کام سے روکا جاتا تو انجام کی پرواہ کئے بغیر اسے کر گزرتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے دین سے اس طرح نکل گئے جیسے آدمی اپنی قمیص سے نکل جاتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''**اے گناہ گار!** تُو گناہ کے انجامِ بد سے کیوں بے خوف ہے؟ حالانکہ گناہ کی طلب میں رہنا گناہ کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا دائیں، بائیں جانب کے **فرشتوں سے حیا نہ کرنا** اور گناہ پر قائم رہنا بھی بہت بڑا گناہ ہے یعنی توبہ کئے بغیر تیرا گناہ پر قائم رہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، **تیرا گناہ کر لینے پر خوش ہونا** اور قہقہہ لگانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تُو نہیں جانتا کہ **اللہ** عزوجل تیرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والا ہے، اور **تیرا گناہ میں ناکامی پر غمگین ہونا** اس سے بھی بڑا گناہ ہے، گناہ کرتے ہوئے تیز ہوا سے **دروازے کا پردہ اٹھ جائے** تو تُو ڈر

جاتا ہے مگر **اللہ** عزوجل کی اس نظر سے نہیں ڈرتا جو وہ تجھ پر رکھتا ہے تیرا یہ عمل اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

افسوس ہے تجھ پر کیا تُو جانتا ہے کہ حضرت سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ لغزش کیا تھی جس کے سبب **اللہ** عزوجل نے انہیں جسمانی مصیبت اور مال چلے جانے کی آفت میں مبتلا فرما دیا تھا؟ ان کی لغزش تو بس یہی تھی کہ ایک مسکین نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک ظالم کے خلاف اس کا ظلم دور کرنے کے لئے مدد مانگی تھی تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مدد نہ کی اور نہ ہی اس ظالم کو ظلم سے منع کیا تو **اللہ** عزوجل نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمائش میں مبتلا کر دیا۔''

ایک شبے کا ازالہ:

ظاہراً یہ قول حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی اس میں تاویل کرنا واجب ہے کیونکہ صحیح اور مختار عقیدے کے مطابق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام (اظہارِ) نبوت سے پہلے اور بعد چھوٹے، بڑے، دانستہ اور نادانستہ ہر گناہ سے **معصوم** ہیں اور شاید آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسکین کی مدد پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے سکوت فرمایا تھا، اس کے باوجود **اللہ** عزوجل کا ان پر عتاب فرمانا ممکن ہے کیونکہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسکین کی مدد کرنے کا کامل ترین عمل چھوڑ دیا، اگرچہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی مدد پر قدرت نہ پانے کا یقین تھا۔

حضرت سیدنا بلال بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو۔**'' اور حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اے انسان! گناہ کو چھوڑ دینا توبہ یعنی معافی چاہنے سے بہت آسان ہے۔''

حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل کو اپنی عبادت سے بڑھ کر یہ چیز زیادہ پسند ہے کہ اس کی نافرمانیاں چھوڑ دی جائیں۔'' ان کے اس قول کی تائید یہ حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے۔ چنانچہ،

{54}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر طاقت اس پر عمل کرو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے رُک جاؤ۔**''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرةً فی العمر، الحدیث:۳۲۵۷، ص۹۰۱، "فاجتنبوہ" بدلہ" فدعوہ)

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مامورات (یعنی جن کے کرنے کا حکم ہے) میں اِستطاعت یعنی بقدرِ طاقت کی قید لگانا اور منہیات (یعنی جن سے رکنے کا حکم ہے) میں اسے ذکر نہ کرنا اس کے نقصان کے بڑے ہونے اور اس میں پڑنے کی برائی کی طرف اشارہ ہے اور مسلمان پر اس سے دوری اختیار کرنے میں کوشش سے کام لینا واجب

ہے، خواہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو یا نہیں، جبکہ مامورات پر قدرت نہ ہونے کے سبب (ان پر قدرت پانے تک) ان کو چھوڑا جا سکتا ہے یہ نکتہ قابلِ غور ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''تیرے نزدیک گناہ جتنا چھوٹا ہوگا اتنا ہی **اللہ** عزوجل کے نزدیک بڑا ہوگا اور تیرے نزدیک گناہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی **اللہ** عزوجل کے نزدیک چھوٹا ہوگا۔''

منقول ہے کہ **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! میری مخلوق میں جو شخص سب سے پہلے مرا یعنی تباہ و برباد ہوا وہ ابلیس تھا، کیونکہ اس نے سب سے پہلے میری نافرمانی کی تھی اور میں اپنے نافرمانوں کو مُردوں میں شمار کرتا ہوں۔''

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور پھر جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک اور سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔''

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ''گناہ کفر کے قاصد ہیں یعنی اس اعتبار سے کہ یہ دل میں سیاہی پیدا کر کے اسے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ پھر وہ کبھی کسی بھلائی کو قبول نہیں کرتا، اس وقت وہ سخت ہو جاتا ہے اور اس سے ہر رحمت و مہربانی اور خوف نکل جاتا ہے، پھر وہ شخص جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے، نیز **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں شیطان کو اپنا ولی بنا لیتا ہے تو وہ شیطان اسے گمراہ کرتا، ورغلاتا، جھوٹی اُمیدیں دلاتا اور جس قدر ممکن ہو کفر سے کم کسی بات پر اس سے راضی نہیں ہوتا۔'' **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۙ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّہُمۡ وَلَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَلَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُہُمۡ وَیُمَنِّیۡہِمۡ ؕ وَمَا یَعِدُہُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ۫ وَلَا یَجِدُوۡنَ عَنۡہَا مَحِیۡصًا ﴿۱۲۱﴾

(پ۵، النسآء: ۱۱۷ تا ۱۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٝ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ (پ۲۲، فاطر: ۵، ۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔

{55}......حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''**اللہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کی طرف وحی فرمائی: ''جب بندہ میری اطاعت کرتا ہے تو میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں تو اسے برکتیں عطا فرماتا ہوں۔ (بعض روایتوں میں ہے: ''اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں۔'') اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس سے ناراض ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے ناراض ہوتا ہوں تو اس پر لعنت فرماتا ہوں اور میری لعنت اس کی سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔''

اللہ عزوجل کا یہ فرمان ان آثار کی تائید کرتا ہے:

وَ لْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ ۪ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ (پ۴، النسآء: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، **اللہ** عزوجل کے فرمانِ عالیشان:

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ (پ۱، الفاتحۃ: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: روزِ جزا کا مالک۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں دین سے مراد ''جزاء'' ہے۔

{56}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جیسا کروگے ویسا بھروگے۔''

(مصنف عبد الرزاق، باب الاغتیاب و الشتم، الحدیث: ۲۰۴۳۰، ج۱۰، ص۱۸۹)

یعنی تم جیسا سلوک کسی سے کروگے ویسا ہی سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر تم سے قصاص نہ لیا گیا تو تمہاری اولاد سے لیا جائے گا۔ اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

خَافُوْا عَلَیْهِمْ ۪ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ (پ۴، النسآء: ۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیئے کہ اللہ سے ڈریں۔

پس اگر تمہیں اپنے چھوٹوں اور محتاج ومسکین اولاد کے بارے میں کوئی ڈر ہو تو اپنے تمام اعمال خصوصاً دوسروں کی اولاد کے بارے میں **اللہ** عزوجل سے ڈرو تاکہ **اللہ** عزوجل تمہاری اولاد کے معاملہ میں تمہاری حفاظت فرمائے اور تمہارے تقویٰ کی برکت سے انہیں حفاظت وخیر اور توفیق میں آسانیاں فراہم کرے جس سے تمہاری موت کے بعد تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور زندگی میں شرحِ صدر حاصل ہو اور اگر تم دوسرے لوگوں کی اولاد اور ان کے حرم کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل سے نہیں ڈرو گے تو جان لو کہ تم سے اور تمہاری اولاد سے اس معاملہ میں مؤاخذہ ہوگا اور جو کچھ تم دوسروں کے ساتھ کرو گے وہی کچھ تمہاری اولاد کے ساتھ کیا جائے گا۔

وسوسہ: جب اولاد نے کچھ نہیں کیا تو ان کے آباؤ اجداد کی لغزشوں اور گناہوں کی وجہ سے انہیں کیونکر عذاب ہوگا؟ یا پھر ان سے انتقام کیسے لیا جائے گا؟

جواب: اس لئے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے پیروکار اور ان کی اولاد ہیں۔ جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ (پ۸، الاعراف: ۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ (پ۱۶، الکھف: ۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔

کہتے ہیں کہ ان کا وہ نیک باپ ان کی ماں کا ساتواں دادا تھا۔

سوال: ہم، گناہگاروں کی اولاد میں نیکوکار اور نیکوں کی اولاد میں گناہگار پاتے ہیں۔ کیا آپ حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے اور حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاتل بیٹے کے بارے میں نہیں جانتے اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: ایک تو یہ کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی خفیہ تدبیر کی وجہ سے ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی جانتا

ہے اگراس سے فقط یہ خبر دینا مراد ہے کہ مخلوق اگرچہ وہ کتنی ہی کامل کیوں نہ ہو اپنے اَقرباء کو ہدایت دینے سے عاجز ہے۔ ''اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ'' یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جسے چاہیں اسے اپنی مرضی سے ہدایت نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ یہ آیت مبارکہ (وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ) اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ بعض اوقات آباؤ اجداد کی وجہ سے اولاد پر عقاب ہوتا ہے اور اس سے دونوں صورتوں کا مساوی ہونا لازم نہیں آتا، ہاں! یہ ضرور ہے کہ بعض اوقات آباء کی نیکی سے اولاد کو نفع حاصل ہوتا ہے اور یہ ان دونوں معاملوں میں کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ بعض اوقات کوئی فاسق ظاہری طور پر نیک اعمال کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ان اعمال کے سبب اس کی اولاد کو نفع پہنچاتا ہے لہٰذا **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کرنا متعین ہوگیا کہ:

وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْتَرَکُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْھِمْ ص فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۝ (پ۴، النسآء: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

{57}...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب لکھا: ''**امابعد!** جب بندہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کا کوئی عمل کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والے لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں۔'' (کتابُ الزھد لامام احمد بن حنبل، زھد عائشۃرضی اللہ تعالیٰ عنہاالحدیث: ۹۱۷، ص ۱۸۶)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس بات سے ڈرو کہ مؤمنین کے دل تم سے نفرت کرنے لگیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔''

حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو بندہ تنہائی میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے **اللہ** عزوجل مؤمنین کے دلوں میں اس کے لئے اپنی ناراضگی اس طرح ڈال دیتا ہے کہ اسے اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔''

امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقروض ہوئے اور انہیں قرض کے سبب شدید غم لاحق ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اس غم کا سبب چالیس سال پہلے سرزد ہونے والے ایک گناہ کو سمجھتا ہوں۔''

حضرت سیدنا سلیمان تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''آدمی پوشیدہ طور پر ایک گناہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس پر ذلت طاری ہوجاتی ہے۔''

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''مجھے اس عاقل پر تعجب ہے جو اپنی دعا میں تو یہ کہتا ہے کہ یا **اللہ** عزوجل! مجھے مصیبت میں مبتلا کر کے میرے دشمنوں کو خوش نہ کرنا۔ حالانکہ وہ خود دشمن کو اپنی مصیبت پر خوش کرنے کے اسباب پیدا

کرتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''وہ کیسے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے اور اس طرح قیامت کے دن اپنے دشمنوں کو خوش کرے گا۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے اپنے ایک نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اپنی قوم سے کہو کہ وہ نہ تو میرے دشمنوں کے ٹھکانوں میں داخل ہوا کرے، نہ ہی میرے دشمنوں کا لباس پہنا کرے، نہ ہی میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوا کرے اور نہ ہی میرے دشمنوں کے کھانے کھایا کرے کہ کہیں وہ لوگ ان کی طرح میرے دشمن نہ ہو جائیں۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگوں نے **اللہ** عزوجل کے حقوق کو ہلکا جانا تو اس کی نافرمانی کرنے لگے اگر وہ اسے معزز جانتے تو **اللہ** عزوجل انہیں گناہوں سے محفوظ فرمالیتا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جب کامل آدمی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اسے بھلاتا نہیں اور مسلسل اس گناہ پر ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

{58}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن اپنے گناہوں کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑیں اور فاجر گناہوں کو ناک پر بیٹھنے والی مکھی کی طرح سمجھتا ہے جب وہ اسے اُڑاتا ہے تو وہ اُڑ جاتی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة، الحدیث: ٦٣٠٨، ص ٥٣١، بدون ''فطار'' وقع بدله ''مر'')

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کے ایک شخص سے گناہ سرزد ہوا تو وہ غمزدہ ہو گیا اور اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا کبھی آتا کبھی جاتا اور کہتا: ''میں اپنے رب عزوجل کو کس طرح راضی کروں۔'' تو اسے صدیقین میں لکھ دیا گیا۔''

حضرت سیدنا عمار بن داد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کہمس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''اے ابوسلمہ! میں نے ایک گناہ کیا تھا اور اس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ گناہ کیا تھا؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرا ایک بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو میں نے اس کے لئے ایک دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کی مچھلی خریدی جب اس نے کھانا کھا لیا تو میں اپنے پڑوسی کی دیوار کی طرف گیا اور اس میں سے مٹی کا ایک ڈھیلا لیا اور اس مٹی سے (بطورِ صابن) اس مہمان کے ہاتھ دھلائے میں اپنی اس خطا (یعنی پڑوسی کی دیوار سے اس کی اجازت کے بغیر مٹی لینے) پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔''

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی عامل (یعنی صدقات جمع کرنے والے) کی طرف مکتوب بھیجا (جس

میں لکھا تھا): ''**اما بعد!** جب **اللہ** عزوجل تمہیں بندوں پر ظلم کرنے کی قدرت دے تو اس بات کو یاد رکھنا کہ **اللہ** عزوجل کو تم پر کتنی قدرت ہے اور جان لو کہ تم ان پر جو بھی ظلم کرو گے وہ ظلم ان کی موت کے بعد ان سے دور ہو جائے گا جب کہ اس کی شرمندگی اور آخرت میں جہنم کی آگ تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہے گی اور یہ بھی جان لو کہ **اللہ** عزوجل ظالم سے مظلوم کا حق ضرور دلائے گا اور باز آ جاؤ اور ایسے لوگوں پر ظلم کرنے سے بچتے رہو جن کا تمہارے مقابلہ میں **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی مددگار نہیں کیونکہ **اللہ** عزوجل جب اپنی جانب بندے کی سچی التجاء اور اضطرار دیکھتا ہے تو فوراً اس کی مدد فرماتا ہے۔''

چنانچہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ (پ۲۰، النمل:۶۲) ترجمۂ کنز الایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے جب ملائکہ کو پیدا فرمایا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی: ''یارب عزوجل! تُو کس کے ساتھ ہے؟'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''جب تک مظلوم کا حق نہ دِلا دوں اس کے ساتھ ہوں۔''

اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے: ''اے گنہگارو! اپنے اُوپر **اللہ** عزوجل کی طویل بردباری (یعنی لمبی ڈھیل) سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ گناہوں کے سبب اس کی ناراضگی سے ڈرو کیونکہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پ۲۵، الزخرف:۵۵) ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا۔

حضرت سیدنا یعقوب القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں ایک طویل القامت شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے پیچھے چل رہے تھے، میں نے پوچھا: ''یہ بزرگ کون ہیں؟'' تو لوگوں نے بتایا: ''یہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا اور عرض کی: ''**اللہ** عزوجل آپ پر رحم فرمائے مجھے کوئی وصیت فرمایئے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف تیوری چڑھائی تو میں نے عرض کی: ''میں ہدایت کا طلب گار ہوں، مجھے ہدایت دیجئے **اللہ** عزوجل آپ کو سیدھے راستے پر چلائے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی اطاعت کرتے وقت اس کی رحمت طلب کرو اور **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتے وقت اس کی ناراضگی سے ڈرو اور ان دونوں حالتوں کے درمیان اس سے اپنی امید نہ توڑو۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔''

تورات شریف میں **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے بنی اسرائیل! میں تم سے محبت کرتا تھا، پھر جب تم نے

میری نافرمانی کی تو میں تم سے نفرت کرنے لگا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں چاند کی ابتدائی راتوں میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قبر سے نکلتے ہوئے دیکھا وہ زنجیر کھینچ رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ ایک اور شخص اس زنجیر کو پکڑے ہوئے ہے اس دوسرے نے باہر نکلنے والے شخص کو اپنی طرف کھینچا اور اسے قبر میں لوٹا دیا، پھر میں نے اسے اس مردے کو مارتے ہوئے دیکھا اور مردہ کہہ رہا تھا: ''کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا؟ کیا میں روزے نہیں رکھتا تھا؟'' تو اس مارنے والے نے جواب دیا: ''ہاں، کیوں نہیں، (تُو واقعی یہ کام تو کرتا تھا) مگر جب تُو تنہائی میں گناہ کیا کرتا تھا تو اس وقت **اللہ** عزوجل سے نہیں ڈرتا تھا۔''

حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں موت اور (مرنے کے بعد ہڈیوں کی) بوسیدگی کو یاد کرنے کے لئے کثرت سے قبرستان میں آتا جاتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی اور ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''یہ زنجیر پکڑو اور اس کے منہ میں داخل کر کے اس کی شرمگاہ سے نکالو۔'' تو وہ مردہ کہنے لگا: ''یا رب عزوجل! کیا میں قرآن نہیں پڑھا کرتا تھا؟ کیا میں تیرے حرمت والے گھر کا حج نہیں کرتا تھا؟'' پھر وہ اسی طرح ایک کے بعد دوسری نیکی گنوانے لگا تو میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''تو لوگوں کے سامنے یہ اعمال کیا کرتا تھا لیکن جب تُو تنہائی میں ہوتا تو نافرمانیوں کے ذریعے مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا اور مجھ سے نہیں ڈرتا تھا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مَدِینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارا ایک دوست تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں اپنی زمین کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا تو میں قریب کے ایک قبرستان کے پاس آیا اور نماز مغرب ادا کر کے ابھی وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے قبرستان کی طرف سے رونے کی ایک آواز سنی جس قبر سے رونے کی آواز آ رہی تھی میں اس کے قریب آیا تو سنا کہ وہ مردہ کہہ رہا تھا: ''آہ! بے شک میں روزے رکھا کرتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔'' یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی تو میں نے قریب کے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے بھی وہ باتیں سنیں، اس کے بعد میں اپنی زمین کی طرف چلا گیا اور جب دوسرے دن واپس آ کر اسی جگہ نماز پڑھی اور غروب آفتاب کے انتظار میں وہیں ٹھہرا رہا، پھر نماز مغرب ادا کر کے قبر کی جانب کان لگا کر سنا کہ وہ مردہ روتے ہوئے کہہ رہا ہے: ''آہ! میں نماز پڑھا کرتا تھا، میں روزے رکھا کرتا تھا۔'' اس کے بعد میں اپنے گھر لوٹ آیا اور دو مہینے مسلسل بخار میں تپتا رہا۔''

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں کہ اسی طرح کا ایک واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا تھا، ہوا یوں کہ جب میں چھوٹا

تھا تو پابندی سے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر حاضری دیا کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نماز فجر کے فوراً بعد قبرستان گیا غالباً وہ رمضان کا آخری عشرہ بلکہ شب قدر تھی، اس وقت قبرستان میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا بہر حال ابھی میں نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن پاک کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ اچانک شدید آہ وبُکا اور رونے دھونے کی آواز سنی، رونے والا بار بار ''آہ! آہ! آہ!'' کہہ رہا تھا، چونے سے تیار شدہ چمکدار سفید قبر سے نکلنے والی اس آواز نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تو میں قراءَت چھوڑ کر وہ آواز سننے لگا، میں نے قبر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی، عذاب میں مبتلا شخص اس طرح آہ وزاری کر رہا تھا جسے سننے سے دل میں قلق اور گھبراہٹ پیدا ہو رہی تھی، میں کچھ دیر تک وہ آواز سنتا رہا پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی، پھر جب ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو میں نے اس سے پوچھا: ''یہ کس کی قبر ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ فلاں کی قبر ہے۔'' میں نے اس شخص کو بچپن میں دیکھا تھا، یہ کثرت سے مسجد آتا جاتا، نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرتا اور بے جا گفتگو سے پرہیز کیا کرتا تھا، میں نے چونکہ اسے دیکھا ہوا تھا لہٰذا اس کو پہچان گیا، لیکن اس شخص کی اس موجودہ حالت نے مجھ پر بہت گہرا اثر ڈالا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے زندگی میں اعمالِ صالحہ کو محض اپنا ظاہری لبادہ بنا رکھا تھا، اس کے بعد میں نے اس کے احوال کی حقیقت جاننے والوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے مجھے بتایا: ''وہ سود کھایا کرتا تھا اور ایک تاجر تھا، جب بوڑھا ہوا اور اس کے پاس مال کم رہ گیا تو اس کا ظالم اور خبیث نفس اپنی باقی زندگی میں اس جمع شدہ پونجی سے گزارا کرنے پر راضی نہ ہوا اور شیطان نے اس کے دل میں سود کی محبت کو آراستہ کیا تاکہ اس کے مال میں کمی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ رمضان بلکہ شب قدر میں بھی اس دردناک عذاب سے دوچار ہے۔

پھر جب میں نے اس کے علاقے کے ایک شخص کے سامنے اپنا پیش آمدہ واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا: ''اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ تو فلاں قاضی کے قاصد (یعنی پیغام رساں) عبدالباسط کا ہے۔'' میں اس شخص کو بھی جانتا تھا، یہ ابتداء میں قاضیوں کا قاصد تھا پھر مالدار ہو گیا، میں نے پوچھا: ''اس کا واقعہ کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''جب ہم نے ایک مردہ کو دفنانے کے لئے اس کے قریب قبر کھودی تو اتفاق سے اس کی قبر کھل گئی ہم نے اس کی قبر میں ایک بہت بڑی زنجیر دیکھی، ایک بہت بڑا سیاہ کتا اس زنجیر میں اس کے ساتھ بندھا ہوا اس کے سر پر کھڑا تھا اور اسے اپنے پنجوں اور ناخنوں سے چیرنا پھاڑنا چاہتا تھا، ہم یہ خطرناک منظر دیکھ کر بہت زیادہ خوفزدہ ہوئے اور جلدی جلدی اس کی قبر کو مٹی سے ڈھانپ دیا۔

انہی لوگوں نے مجھے بتایا: ''ایسا ہی ایک منظر ہم نے فلاں شخص کی قبر میں بھی دیکھا تھا جب ہم نے اس کی قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کے جسم میں سے صرف کھوپڑی باقی بچی ہے اور اس میں چوڑے منہ والی بڑی میخیں ٹھکی ہوئی ہیں گویا کہ وہ ایک بڑا

دروازہ ہے ہمیں اس پر بڑا تعجب ہوا اور ہم نے اسے مٹی سے ڈھانپ دیا۔''

ایک اور واقعہ بتاتے ہوئے انہوں نے بتایا: ''ہم نے فلاں کی قبر کھودی تو اس سے بہت بڑا اژدھا نکلا، وہ اس کے جسم سے لپٹا ہوا تھا ہم نے اسے میت سے دور کرنے کی کوشش کی تو اس نے ہم پر پھنکارا جس سے ہم ایک دوسرے پر گر پڑے۔''

ہم غضب اور معصیت کے سبب ہونے والے قبر کے عذاب سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت سیدنا سلیمان بن عبد الجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا تو میں نے اسے حقیر جانا پھر جب میں سویا تو خواب میں مجھ سے کہا گیا: ''کسی گناہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ آج جو گناہ تمہارے نزدیک چھوٹا ہے کل وہی گناہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک بہت بڑا ہوگا۔''

حضرت سیدنا علی بن سلیمان انماطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے بارے میں بیان شدہ اوصاف کی ہیئت وصورت میں اُن کی زیارت کی، وہ فرما رہے تھے:

لَوْلَا الَّذِیْنَ لَهُمْ وِرْدٌ یَقُوْمُوْنَا ۔۔۔ وَآخَرُوْنَ لَهُمْ سِرْدٌ یَصُوْمُوْنَا
لَدَکْدَکَتْ اَرْضُکُمْ مِنْ تَحْتِکُمْ سِحْرًا ۔۔۔ لِاَنَّکُمْ قَوْمٌ سُوْءٌ لَا تُطِیْعُوْنَا

ترجمہ: اگر وہ لوگ نہ ہوتے جن کا وظیفہ ہماری بارگاہ میں قیام کرنا ہے اور وہ لوگ بھی نہ ہوتے جن کا وطیرہ ہمارے لئے روزے رکھنا ہے تو تمہارے نیچے کی زمین خود بخود پھٹ جاتی کیونکہ تم ایک ایسی بری قوم ہو جو ہماری اطاعت نہیں کرتی۔''

یاد رکھئے! گناہوں سے روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ **اللہ** عزوجل کا خوف، اس کے انتقام کا ڈر، اس کے عقاب، غضب اور پکڑ کا اندیشہ ہے: چنانچہ، **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ (پ۱۸، النور:۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

{59}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک جوان کے نزع کے عالم میں اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عزوجل سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوف زدہ ہوں تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''ایسے وقت میں بندے کے دل میں جب یہ دو چیزیں جمع ہوتی ہیں تو **اللہ** عزوجل اس کی اُمید اسے عطا فرما دیتا ہے اور جس چیز سے بندہ خوف زدہ ہوتا ہے اسے اس سے امن عطا فرما دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ......الخ، الحدیث: ۹۸۳، ص ۱۷۴۵)

حضرت سیدنا وہب بن ورد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے: ''جنت کی محبت اور جہنم کا خوف مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے اور بندے کو دنیوی لذات، نفسانی خواہشات اور گناہوں سے دور کرتا ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! تمہارے سامنے کئی ایسی قومیں گزر گئیں جن میں سے اگر کوئی دنیا بھر کی کنکریوں کے برابر سونا خرچ کرتا تب بھی اپنے دل میں گناہ کو بڑا جاننے کی وجہ سے نجات حاصل نہ ہونے سے ڈرتا۔''

{60}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا جو کچھ میں سن رہا ہوں، تم بھی سن رہے ہو؟ آسمان چرچرا اُٹھا ہے اور وہ اس کا حق بھی ہے کیونکہ اس پر ہر چار انگلیوں کی جگہ پر ایک فرشتہ **اللہ** عزوجل کے لئے سجدہ میں یا قیام یا رکوع میں ہے، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور **اللہ** عزوجل کے خوف سے پہاڑوں کی طرف نکل کھڑے ہوتے اور اس کی عظیم پکڑ اور سخت انتقام سے ڈرتے ہوئے اس کی پناہ مانگتے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اور تم اس بات سے بے خبر ہوتے کہ تمہیں نجات ملے گی یا نہیں۔''

(کنز العمال، کتاب العظمۃ، من قسم الاقوال، رقم ۲۹۸۲۴، ۲۹۸۲۸، ج ۱۰، ص ۱۶۶، ملخص)

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔''

{61}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر مؤمن **اللہ** عزوجل کے پاس والے عذاب کو جان لیتا تو جہنم سے بے خوف نہ رہتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، الحدیث: ۶۴۶۹، ص ۵۴۳)

{62}......بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ O (پ۱۹، الشعرآء: ۲۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

تو دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''**اے گروہِ قریش!** **اللہ** عزوجل سے اپنی جانوں کو خرید لو کیونکہ میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے بنی عبد مناف!** میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے عباس** رضی اللہ تعالٰی عنہ! **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے چچا! میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی **پھوپھی صفیہ** رضی

اللہ تعالیٰ عنہا! میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے فاطمہ بنت محمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو مگر میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ھل یدخل النساء......الخ، الحدیث:۲۷۵۳، ص ۲۲۱، بدون "بعض الالفاظ

{63}......حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے)

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُہُمۡ وَجِلَۃٌ اَنَّہُمۡ اِلٰی رَبِّہِمۡ رٰجِعُوۡنَ O (پ۱۸، المؤمنون:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔

تو اے اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو شخص زنا کرتا، چوری کرتا اور شراب پیتا ہے کیا وہ **اللہ** عزوجل سے ڈرتا بھی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! اے بنت ابوبکر! اے بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما! اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور صدقہ کرتا ہے اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال قبول ہونے سے نہ رہ جائیں

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃرضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث:۲۵۳۱۸، ج۹، ص۵۰۵، بدون "الرجل

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے ابوسعید! ہم ایسی قوم کی مجلس کے بارے میں کیا کریں جو ہمیں اتنی اُمید دلاتی ہے کہ ہمارے دل اُڑنے لگ جاتے ہیں یعنی ہم خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! تمہارا ایسی قوم کی صحبت اختیار کرنا جو تمہیں خوف دلائے یہاں تک کہ تمہیں آخرت میں اَمن حاصل ہو جائے تمہارے لئے اس قوم کی صحبت اختیار کرنے سے بہتر ہے جو تمہیں اتنا امن دلائے کہ آخرت میں تمہیں خوف زدہ کرنے والے امور لاحق ہو جائیں۔''

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''میرے رخسار کو زمین سے ملا دو، اگر **اللہ** عزوجل نے مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میری حسرت کا عالم کیا ہوگا؟'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: اے امیر المومنین! یہ خوف کیسا؟'' حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتوحات کے در کھول دیئے اور بہت سے شہر آباد کئے، کیا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری اس طرح نجات ہو جائے کہ نہ وہ مجھ سے مؤاخذہ فرمائے اور نہ مجھ پر انعام فرمائے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''نہ مجھے اجر ملے اور نہ ہی میرے

ذمہ کوئی گناہ ہو۔''

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو کرکے فارغ ہوتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس ہے! کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کی بارگاہ میں کھڑا ہو رہا ہوں اور کس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں؟''

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل مجھے کھانے، پینے اور خواہشات کی تکمیل سے روک دیتا ہے۔''

{64}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سات افراد کا تذکرہ فرمایا جنہیں **اللہ** عزوجل اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور ان خوش نصیبوں میں اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے تنہائی میں **اللہ** عزوجل کی وعیدوں اور اس کے عقاب کو یاد کیا تو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کو یاد کرکے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد......الخ، الحدیث: ۶۶۰، ص ۵۳، "تحت ظل عرشه" بدله" فی ظله")

{65}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی: ایک وہ آنکھ جو رات کے کسی حصے میں **اللہ** عزوجل کے خوف سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جو **اللہ** عزوجل کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الجهاد، باب ماجاء فی فضل الحرس......الخ، الحدیث: ۱۶۳۹، ص ۱۸۲۰، بدون" فی جوف اللیل")

{66}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں، مکینِ لامکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ان تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روئے گی: (۱) وہ آنکھ جو **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے رک جائے، (۲) وہ آنکھ جو راہ خدا عزوجل میں پہرہ دے اور (۳) وہ آنکھ جس سے خوفِ خدا عزوجل میں مکھی کے پر کے برابر آنسو نکلے۔'' (الترغيب والترهيب، كتاب التوبة والزهد، باب الترغيب فی بكاء من خشية الله، الحديث: ۵۰۹۶، ج ۴، ص ۹۹)

{67}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص خوفِ خدا عزوجل میں روئے گا وہ جہنم میں اس وقت تک داخل نہ ہوگا جب تک دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے۔ اور راہِ خدا عزوجل کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہ ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل غبار، الحدیث: ۱۶۳۳، ص ۱۸۱۹)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل میں ایک آنسو بہانا مجھے ہزار

دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

{68}......حضرت سیدنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے خبر دی گئی ہے کہ خوفِ خدا عزوجل میں نکلنے والے انسان کے آنسو اس کے جسم کے جس حصہ پر پہنچیں گے **اللہ** عزوجل اس حصے کو جہنم پر حرام فرما دے گا اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز اس طرح نکلتی تھی جیسے کھولتی ہوئی ہنڈیا کے جوش مارنے سے نکلتی ہے۔''

حضرت سیدنا کِندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل میں روتے ہوئے بہنے والے آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے کئی سمندر بجھا دیتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے: ''تیری باتیں تو زاہدوں جیسی ہیں لیکن عمل منافقوں جیسا ہے اور اس کے باوجود جنت میں داخلہ چاہتا ہے، دور ہو جا! دور ہو جا! جنت کے لئے تو دوسرے لوگ ہیں جن کے اعمال ہمارے عملوں جیسے نہیں۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ''اے **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شہزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے وصیت فرمائیے؟'' تو انہوں نے دو باتیں ارشاد فرمائیں: ''اے سفیان! (۱) مروّت جھوٹے کے لئے اور راحت حاسد کے لئے نہیں ہوتی اور (۲) اخوت تنگ دل لوگوں کے لئے اور سرداری بد اخلاق لوگوں کے لئے نہیں ہوتی۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمائیے؟'' تو انہوں نے مزید ارشاد فرمایا: ''اے سفیان! (۱) **اللہ** عزوجل کے حرام کردہ کاموں سے رکے رہو، تدبر والے بن جاؤ گے (۲) **اللہ** عزوجل نے تمہارے لئے جو تقسیم مقرر کی ہے اس پر راضی رہو، سرِ تسلیم خم کرنے والے بن جاؤ گے (۳) لوگوں سے اسی طرح ملو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے ملیں، ایمان والے بن جاؤ گے اور (۴) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو کہیں وہ تمہیں اپنی بدکاریاں نہ سکھا دے، جیسا کہ مروی ہے کہ،

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب الرجل علی دین خلیله، الحدیث:۲۳۷۸، ص ۸۹۰)

(۵) اور اپنے معاملات میں **اللہ** عزوجل کا خوف رکھنے والوں سے مشورہ کر لیا کرو۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمائیے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے

سفیان! جو خاندان کے بغیر عزت اور حکمرانی کے بغیر ہیبت اور رعب و دبدبہ حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اس کی فرمانبرداری میں آ جائے۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید نصیحت فرمایئے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین باتیں سکھاتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! (۱) جو برے آدمی کی صحبت اختیار کرتا ہے، وہ سلامت نہیں رہتا (۲) جو برائی کی جگہ جاتا ہے، اس پر تہمت لگتی ہے اور (۳) جو اپنی زبان قابو میں نہیں رکھتا، وہ نادم ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا وھیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: ''کیا **اللہ** عزوجل کا نافرمان بھی عبادت کی لذت پاتا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ جو **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کے بارے میں سوچتا ہے وہ بھی عبادت کی لذت نہیں پاتا۔''

حضرت سیدنا امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خوف خواہشات کو جلا دینے والی آگ کا نام ہے اس لئے اس کی اتنی ہی فضیلت ہے جتنا یہ خواہشات کو جلاتا، معصیت سے روکتا اور اطاعت پر اُبھارتا ہے، نیز خوف فضیلت والا کیونکر نہ ہو کہ اسی سے پاکدامنی، تقوی، پرہیزگاری، مجاہدات اور دیگر وہ اعمال حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعے بندہ **اللہ** عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ اس کی فضیلت قرآنی آیات واحادیث سے بھی ظاہر ہے، مثلاً **اللہ** عزوجل کے یہ فرامین مبارکہ:

{۱}

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف: ۱۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

{۲}

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِىَ رَبَّهٗ ۝ (پ۳۰، البینۃ: ۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

{۳}

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۴، اٰل عمران: ۱۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

{۴}

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷، الرحمٰن:۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

{۵}

سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی ۝ (پ۳۰، الاعلیٰ:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے۔

{۶}

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (پ۲۲، فاطر:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور علم کی فضیلت پر دلالت کرنے والی ہر آیت کریمہ یا حدیث مبارکہ خوفِ خدا عزوجل کی فضیلت کی بھی دلیل ہے کیونکہ خوف علم ہی کا نتیجہ ہے۔

{69}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جب بندے کے جسم پر خوفِ خدا عزوجل سے لرزہ طاری ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں۔''

(مسندبزّار، ج۴، الحدیث:۱۳۲۲، ص۱۴۸ ''باختلاف الالفاظ'')

{70}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر نہ تو دو خوف جمع کروں گا، نہ ہی دو امن، اگر میرا بندہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوگا تو میں اسے قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن عطا فرماؤں گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق من قسم الاقوال، باب حرف الخاء الخوف والرجاء، الحدیث:۵۸۷۵، ج۳، ص۶۰، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جس دل میں خوفِ خدا عزوجل نہیں وہ دل ویران ہے، کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خطا پر رولینا گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح ہوا

خشک پتوں کو جھاڑ دیتی ہے۔''

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قول ہے: ''اگر یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے علاوہ تمام لوگ جنت میں جائیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں ہی وہ شخص نہ ہوں۔'' یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد افضل انسان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے۔ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں جنت کی بشارت عطا فرمائی مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فتنوں اور منافقین سے متعلق احوال میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے راز دار صحابی حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استفسار فرمایا: ''اے حذیفہ! کیا منافقین میں میرا نام بھی ہے؟'' تو حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰہ** عزوجل کی قسم! آپ ان میں سے نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے نفس نے میرے احوال کو مشتبہ تو نہیں کر دیا اور میرے عیوب کو مجھ سے چھپا تو نہیں لیا اور یہ خوف اتنا زیادہ ہوا کہ انہوں نے رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے ملنے والی جنت کی بشارت کو چند ایسی شرائط سے مشروط جانا جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں نہ پائی جاتی تھیں، لہٰذا آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس بشارت سے اپنے آپ کو مطمئن نہ کیا۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''جب ہم سب کے باپ حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے زمین پر اترے تو تین سو سال تک خوفِ خدا عزوجل سے گریہ وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے سراندیپ کی وادیاں جاری ہو گئیں۔ سراندیپ برصغیر کا ایک خوبصورت ترین ملک ہے (اس کا موجودہ نام سری لنکا (سیلون) ہے)، اس کی فضا باقی تمام شہروں سے زیادہ معتدل ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر میں اترے تا کہ انہیں جنت سے جدائی کی وجہ سے کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچے، اگر حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی دوسرے شہر میں اترتے جہاں کے موسم میں سردی اور گرمی معتدل نہ ہوتی تو آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا زیادہ نقصان پہنچتا۔

حضرت سیدنا وہیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عزوجل نے جب حضرت سیدنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کے بیٹے کے معاملے میں عتاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ ○ (پ۱۲، ھود: ۴۶) **ترجمۂ کنز الایمان:** میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

تو حضرت سیدنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک رخساروں پر کثرتِ گریہ سے لکیریں بن گئیں۔

حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کی زمین تر ہو جاتی اور اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے گھاس اُگ جاتی پھر اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز بند ہو جاتی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار پھٹ گئے اور داڑھیں ظاہر ہوگئیں تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے آپ سے فرمایا: ''بیٹا! تم مجھے اجازت دو کہ میں اون کے دو ٹکڑے تمہارے گالوں پر رکھ دوں تا کہ تمہاری داڑھیں چھپ جائیں۔'' آپ نے اجازت دے دی تو انہوں نے آپ کے رخساروں پر انہیں چسپاں کر دیا پھر جب آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روتے تو وہ آنسوؤں سے بھر جاتے اور آپ کی والدہ انہیں نچوڑ دیتیں اور آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو اپنے بازو پر بہا دیتیں۔''

{71}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رونے والے شخص تھے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ ،باب المسجد یکون فی الطریق......الخ،الحدیث:۴۷۶،ص۴۰)

{72}......جب نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مرض میں مبتلا ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نرم دل ہیں جب وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (ان پر غم کا غلبہ ہو جائے گا اور) گریہ وزاری کے سبب لوگ تلاوت نہ سن سکیں گے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،کتاب اقامۃ الصلاۃ ، باب ماجاء فی صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ، الحدیث:۱۲۳۲،۱۲۳۴ ، ص۲۵۴۹، بتغیرٍ قلیل)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔''

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔	اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ (پ۲۳،الزمر:۹)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کریں۔'' حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، ان کے اوصاف بیان کریں۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟'' تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، میں آپ کو ان کے اوصاف بیان کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔'' تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''جب ان کے اوصاف بیان کئے بغیر کوئی چارہ نہیں تو سنئے: حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اس قدر علوم و معارف کے حامل تھے کہ اس میں ان کی انتہا کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کے معاملہ اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے تھے، فیصلہ کُن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے سوتے پھوٹتے تھے اور دہن مبارک سے حکمت کے پھول جھڑتے تھے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے اور رات اور اس کے اندھیروں سے اُنس حاصل کرتے تھے، **اللہ** عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ آنسو بہانے والے، دور اندیش اور افسوس سے ہاتھ ملنے والے تھے، کیونکہ افسردہ اور غمگین شخص ایسا ہی کرتا ہے، اپنے نفس کو بے چینی و اضطراب سے مخاطب فرماتے، لباس کھردرا پسند کرتے، جو سامنے آجاتا وہی کھالیتے، **اللہ** عزوجل کی قسم! جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تو وہ اس کا جواب دیتے اور جب انہیں دعوت دیتے تو ہماری دعوت قبول فرماتے اور **اللہ** عزوجل کی قسم! ہم ان کے قریب رہنے اور ان سے تعلق رکھنے کے باوجود ہیبت کی وجہ سے ان کے سامنے کلام نہ کرسکتے تھے، اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح (دندان مبارک چمکتے)، دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت کرتے، طاقتور کو ظلم میں اُمید نہ دلاتے اور کمزور کو انصاف میں مایوس نہ کرتے، **اللہ** عزوجل کی قسم کھا کر میں گواہی دیتا ہوں کہ آج بھی انہیں اس حال میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ جب رات اپنے پردے ڈال دیتی اور ستارے ظاہر ہوجاتے تو آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جائے نماز پر آکر اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے اور اس شخص کی طرح تڑپتے جسے سانپ نے کاٹ لیا ہو اور غمزدہ شخص کی طرح روتے گویا میں انہیں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں: ''یَا رَبَّنَا! یَا رَبَّنَا!'' یعنی اے ہمارے رب عزوجل! اے ہمارے رب عزوجل! پھر فرماتے: ''اے دنیا! تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے یا ابھی کچھ شوق باقی ہے؟ ہائے افسوس! ہائے افسوس! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب میرا تجھ سے رجوع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، کیونکہ تیری عمر کم ہے جب کہ تیری آسائشیں حقیر اور

نقصانات بہت زیادہ ہیں۔آہ! زادِراہ قلیل ہے اور سفر بہت دور کا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔'' اتنا سننے کے بعد حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بھر گئیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھنے لگے اور لوگوں کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ابو الحسن یعنی حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر رحم فرمائے، **اللہ** عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی تھے،اے ضرار! ان پر تمہارا غم کیسا ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''اس عورت جیسا جس کے پہلو میں اس کے بیٹے کو ذبح کر دیا گیا ہو تو نہ اس کے آنسو خشک ہوتے ہیں، نہ غم میں کمی آتی ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء،ذکر علی بن ابی طالب،رقم: ۲۶۱،ج ۱،ص ۱۲۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس قدر روئے کہ ٹپکنے والے مشکیزے کی طرح ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی کثرت سے روئے کہ آنکھیں کمزور ہوگئیں۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''کیا بات ہے کہ میں نے آپ کی آنکھ کو کبھی خشک نہیں پایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''اِس لئے کہ شاید **اللہ** عزوجل اس کے ذریعے مجھے نفع بخشے۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! **اللہ** عزوجل نے مجھے خبردار کیا ہے کہ اگر میں نے اس کی نافرمانی کی تو وہ مجھے جہنم میں قید کر دے گا۔ **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر وہ مجھے حمام میں قید کرنے کی بھی وعید سناتا تب بھی میں اس بات کا حق دار تھا کہ میری کوئی آنکھ خشک نہ ہوتی۔'' میں نے پوچھا: ''کیا تنہائی میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال ہوتا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''شاید **اللہ** عزوجل مجھے اس سے نفع پہنچائے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! جب میں اپنی زوجہ کے پاس ہم بستری کے ارادے سے جاتا ہوں تو یہی خیال میرے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور جب میرے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے تب بھی یہی خیال میرے اور کھانے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میری زوجہ اور بچے بھی رو پڑتے ہیں حالانکہ وہ یہ بھی نہیں جان سکتے کہ کیوں رو رہے ہیں؟ بسا اوقات میری زوجہ بے قرار ہو کر کہتی ہے ہائے افسوس! میں نے آپ کے ساتھ اس دنیوی زندگی میں اتنے غم پائے ہیں کہ میری آنکھوں نے کبھی ٹھنڈک اور قرار پایا ہی نہیں۔''

حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو طبیب نے عرض کی: ''آپ مجھے ایک چیز کی ضمانت دے دیں تو آپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' تو طبیب نے عرض کی: ''رویا نہ کریں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جو

آنکھ نہ روئے ایسی آنکھ میں بھلا کون سی بھلائی رہ جاتی ہے۔''

حضرت سیدنا حسن بن عرفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''واسط''میں حضرت سیدنا یزید بن ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، آپ کی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت تھیں پھر کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں دیکھا تو وہ نابینا ہو چکے تھے، میں نے پوچھا: ''اے ابو خالد! آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''انہیں سحر کا رونا لے گیا۔''

حضرت سیدنا فتح موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عقیدت مند آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ کو روتے ہوئے اس حال میں پایا کہ آپ کے آنسوؤں میں پیلا پن واضح تھا۔ تو اس نے دریافت کیا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خون کے آنسو رو رہے ہیں؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''کس بات پر رو رہے ہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''**اللہ** عزوجل کے واجب کردہ حق سے کوتاہی برتنے پر۔'' پھر آپ کے انتقال کے بعد اسی شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس نے مجھے بخش دیا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''آپ کے آنسوؤں کا کیا ہوا؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''**اللہ** عزوجل نے ان کے سبب مجھے اپنے قرب سے مشرف فرمایا اور مجھ سے پوچھا: ''اے فتح! تُو کس بات پر رویا کرتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''میں تیرے واجب کردہ حق کی ادائیگی میں کوتاہی پر روتا تھا۔'' پھر پوچھا: ''خون کے آنسو کیوں روتا تھا؟'' تو میں نے عرض کی: ''اس خوف سے کہ کہیں تو میرے لئے توبہ کا دروازہ نہ بند کر دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے فتح! اس (رونے) سے تیرا ارادہ کیا تھا؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! چالیس سال تک تیرے محافظ فرشتے آسمانوں پر اس طرح آئے کہ تیرے اعمال نامے میں ایک بھی گناہ نہیں تھا۔''

{73}......حضرت سیدنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ہماری ملاقات کا خیال کب آ گیا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے مادرِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں آپ کو وہی جواب دوں گا جو اگلوں نے اس موقع پر دیا: ''ملاقات میں دیر کیا کرو محبت میں اضافہ ہوگا۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''ہمیں فضول گفتگو سے معاف ہی رکھو۔'' حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں جو سب سے انوکھی چیز دیکھی وہ ہمیں بیان فرمائیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ایک رات شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آج رات مجھے اپنے رب عزوجل کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے عرض

کی: ''مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قربت محبوب ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشی بھی عزیز ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی گود مبارک تر ہو گئی، پھر اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی، جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کا وقت ہو جانے کی خبر دینے حاضر ہوئے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو روتے ہوئے پایا تو عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں **اللہ** عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ بے شک آج رات مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو اسے پڑھ کر اس میں غور نہ کرے اس کے لئے ہلاکت ہے، وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ اللَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ O (پ۲، البقرۃ:۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

(صحیح ابن حبان، باب ذکر البیان، بان المرء علیه اذا خلا......الخ، الحدیث: ۶۱۹، ج۲، ص۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! رونا یا تو غم کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر درد کی وجہ سے، کبھی گھبراہٹ کی وجہ سے ہوتا ہے تو کبھی خوشی کی وجہ سے، کبھی شکر گزاری کے لئے رونا آتا ہے تو کبھی خوفِ خدا عزوجل کی وجہ سے۔ اور یہی رونا سب سے افضل اور آخرت میں گراں قدر ہو گا جبکہ دکھاوے اور جھوٹ سے رونا، رونے والے کی سرکشی، برائی اور رحمتِ الٰہی عزوجل سے دوری میں اضافہ کرتا ہے،

لہٰذا جو شخص یہ نہیں جانتا کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے علمِ ازلی میں اس کے بارے میں اَبدی سعادت لکھی ہے یا دائمی شقاوت، بہرحال وہ ان دو حالتوں میں سے کسی میں بھی ہو وہ حرام ٹھہرائے گئے کاموں کی کشتی میں سوار ہے اور اس کے ساتھ

ساتھ مخالفتِ الٰہیہ عزوجل کی ہوا بھی چل رہی ہے، اب اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے رونے، افسوس اور غم واندوہ میں کثرت کرے اور ظاہری و باطنی گناہوں سے دوری اختیار کرے نیز اپنے سابقہ گناہوں اور خطاؤں سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں نجات طلب کرے، شاید **اللہ** عزوجل اسے سچی توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اسے جہالت اور گناہوں کی تاریکیوں سے نکال کر علم اور اطاعت کی دولت سے نواز دے اور ان دونوں کے ثمرات اس پر کھول دے۔

کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے: ''سب سے نرم دل آدمی وہی ہوتا ہے جس کے گناہ کم ہوتے ہیں۔''

{74}......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نجات کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نجات یہ ہے کہ تم اپنی زبان پر قابو پالو، اپنے گھر کو وسیع کرلو اور اپنے گناہوں پر آنسو بہایا کرو۔''

(جامع الترمذی،ابواب الزھد ، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث:۲۴۰۶،ص۱۸۹۳ "امسک "بدلہ "املک

{75}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تم سب سے زیادہ **اللہ** عزوجل کی معرفت رکھتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الایمان،باب قول النبیﷺ انا اعلمکم باللہ،الحدیث:۲۰،ص۳ ،بدون "اشد کم لہ خشیة"

اسی وجہ سے انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام اور علماء واولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا ہے جبکہ ظالم و سرکش، فرعون خصلت، بیوقوف، جاہل، عام اور کمینے ورذیل لوگوں پر **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوفی غالب رہتی ہے حتی کہ وہ سخت عتاب، جہنم کے عذاب اور حجاب کی دوری سے اس طرح بے خوف رہتے ہیں جیسے حساب و کتاب سے فارغ ہو چکے ہوں۔ **اللہ** عزوجل ان کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ۲۸،الحشر:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔

{76}......ایک انصاری خاتون حضرت سیدتنا اُم علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ''جب پہلے پہل مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان، انصار کے پاس تشریف لائے تو انصار نے (ان کی معاشی پریشانیوں کا بوجھ بانٹنے کے لئے) ان سب مہاجرین کو آپس میں قرعہ کے ذریعے تقسیم کرلیا تو جلیل القدر، عبادت گزار صحابی حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے حصہ میں آئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بدر میں سے ہیں،

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو ہم نے آپ کی تیمارداری کی یہاں تک کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا اور ہم نے انہیں کفن پہنا دیا تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: ''اے ابوسائب! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ عزوجل نے تمہیں عزت عطا فرما دی ہے۔'' تو خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں عزت عطا فرما دی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان، یہ تو میں نہیں جانتی۔'' تو سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انتقال کر گئے، اللہ عزوجل کی قسم! میں ان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں۔'' (نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ان کی گواہی پر انکار اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے کسی قابل اعتماد و قطعی دلیل کے بغیر یقینی گواہی دی تھی حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ گواہی یقین کے انداز میں نہیں بلکہ اُمید کے انداز میں دیتیں جیسا کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے طرزِ عمل سے دکھایا)

اس کے بعد محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ عزوجل کا رسول ہونے کے باوجود اپنے (ذاتی) علم سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔'' تو حضرت سیدتنا ام علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں اس کے بعد کبھی کسی کی تعریف (جزم ویقین کے ساتھ) نہیں کروں گی (بلکہ امید اور اللہ عزوجل سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے ہی اس کی تعریف کروں گی)۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزید فرمایا: ''اس واقعہ نے مجھے غمزدہ کر دیا پھر جب میں سوئی تو میں نے خواب میں حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک جاری چشمہ دیکھا تو آقائے دو جہاں، مکینِ لامکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہو کر اس خواب کا تذکرہ کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اُن کا عمل ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الشھادت، باب القرعۃ فی المشکلات، الحدیث: ۲۶۸۷، ص ۲۱۳، مختصراً)

{77}...... جب حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کے گال کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک آنسو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گال پر بہنے لگے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی رو دیئے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوسائب! تم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔'' تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ''اَلسَّلَفُ الصَّالِح'' کے نام سے پکارا، نیز یہ وہ پہلے صحابی تھے جنہیں بقیعِ غرقد میں دفن کیا گیا۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الحدیث: ۳۳۶۰۷، ج ۱۱، ص ۳۳۷)

غور کیجئے کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدری صحابی ہونے کے باوجود ان کے بارے میں یقین کے ساتھ

گواہی دینے پر مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کس طرح ممانعت فرمائی حالانکہ،

{78 }......حضور نبی ٔکریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: اور تمہیں کیا معلوم کہ **اللّٰہ** عزوجل نے اہل بدر کی شان میں یہ فرمایا ہے: ''تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل،فضائل الامۃ ، اھل بد ر، الحدیث:۳۷۹۵۶،ج ۴ اص ۳۱)

محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ان کا بوسہ لینا، ان کے لئے آنسو بہانا، انہیں افضل واعظم اوصاف سے متصف کرنا، یہ فرمانا کہ ''انہوں نے دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔'' اور یہ کہ ''یہ السلف الصالح ہیں۔'' یہ تمام معلومات اس بات کی خبر دیتی ہیں کہ تم اگرچہ کتنی ہی نیکیاں کیوں نہ کرلو تمہیں چاہئے کہ تم **اللّٰہ** عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کے عذاب اور دردناک عقاب سے خوفزدہ رہو، کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں۔

قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو۔ (پ۶،المآئدہ:۱۷)

{79 }......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس صحابیہ پر انکار فرمانے کی ایک نظیر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ بھی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایک انصاری بچے کے جنازے میں بلایا گیا، تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جنت کی اس چڑیا کے لئے سعادت ہے کہ نہ اس نے کبھی برائی کو پایا اور نہ ہی کوئی برا کام کیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا کچھ اور کہنا ہے؟ **اللّٰہ** عزوجل نے کچھ لوگوں کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن جنت کو ان کے لئے اس وقت پیدا کیا تھا جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے اور کچھ لوگوں کو جہنم کے لئے پیدا فرمایا اور جہنم کو اسی وقت ان کا مقدر بنا دیا تھا جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب القدر،باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ......الخ،الحدیث:۶۷۶۸،ص ۱۴۱

کچھ لوگوں نے اس حدیثِ مبارکہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ''مؤمنین کے نابالغ بچوں کا جنت میں داخلہ یقینی نہیں۔'' علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے قطعی آیات واحادیث کے مخالف ان کے اس شنیع قول کا خوب انکار فرمایا اور اس کے قائل کو غلط کہا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ''اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بالاجماع اس کا ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **اللّٰہ** عزوجل کے اس خبر دینے سے پہلے بیان

فرمائی تھی کہ مؤمنین کے نابالغ بچے قطعی جنتی ہیں، چونکہ اس وقت ان کا جنتی ہونا یقینی نہیں تھا لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یقین کے ساتھ اس کا انکار فرمایا۔ جبکہ نصوص قطعیہ کی گواہی کے بعد مسلمانوں کے بچوں کو قطعی جنتی کہنے والے پر انکار نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اختلاف تو کفار کے بچوں کے بارے میں ہے جبکہ صحیح ترین قول یہی ہے کہ وہ بھی جنت میں ہوں گے، اب ہم اپنی گفتگو کی طرف آتے ہیں۔

{80}......رسولِ اَکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے تمام مؤمنین کیوں نہ ڈریں کہ "**سُوْرَۂ ھُوْد، اَلْحَاقَّۃُ، اَلْوَاقِعَۃُ، عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ، اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ** اور **اَلْغَاشِیَۃُ** نے مجھے بوڑھا کر دیا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، الباب ۱۲، الحدیث: ۱۱۰۷۲، ۱۱۰۷۵، ج۷، ص۷۱)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "شاید اس کا سبب یہ ہے کہ ان سورتوں میں دلایا گیا خوف اور وعیدیں انتہائی سخت ہیں اگرچہ ان میں آخرت کے احوال، عجائبات، ہولناکیاں اور ہلاک ہونے والوں اور عذاب پانے والوں کے احوال بھی مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جبکہ **سُوْرَۂ ھُوْد** استقامت کے احکامات پر مشتمل ہے، اور یہ خوفِ خدا عزوجل وہ مشکل ترین مقام ہے جس پر قائم رہنے کے اہل صرف نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی ہیں۔ اور یہ مقامِ شکر کی طرح ہے کیونکہ شکر اس چیز کا نام ہے کہ "بندہ اپنے تمام اعضاء کو **اللہ** عزوجل کی عطا کردہ تمام نعمتوں کے ساتھ خواہ وہ ظاہری حواس ہوں یا باطنی، اپنے مقصدِ تخلیق یعنی **اللہ** عزوجل کی عبادت اور کامل طریقے سے اس کی اطاعت میں مصروف کر دے۔"

{81}......اسی لئے جب نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مجاہدات، کثرتِ گریہ اور خوف وتضرع کے بارے میں پوچھا جاتا: "یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا کر رہے ہیں؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: "کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟"

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی اللیل، الحدیث: ۱۱۳۰، ص۸۸)

کتنے تعجب کی بات ہے کہ بعض لوگ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی۝ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت بڑی امید دلائی گئی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے اس میں مغفرت تک رسائی کے لئے چار شرائط عائد کی ہیں جن کے بعد بڑی اُمید کہاں باقی رہتی ہے؟ وہ شرائط یہ ہیں: (۱) توبہ (۲) ایمان کامل (۳) نیک عمل اور (۴) ہدایت یافتہ

لوگوں کے راستے پر چلنا۔ مثال کے طور پر ہر وقت مراقبہ ومشاہدہ اور ذکر وفکر میں مگن رہنا اور اپنے قال وحال اور دعوت واخلاص کے ساتھ **اللّٰہ** عزوجل کی مخلوق کی جانب متوجہ ہونا۔

مذکورہ شرائط میں جس ایمانِ کامل کو بیان کیا گیا ہے اس کی وضاحت حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمان ذیشان میں موجود ہے:

{82}...... ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه......الخ، الحدیث:۱۳، ص ۳)

اور اس کی مثال قرآنِ کریم میں بھی ہے:

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ ۝ (پ۲۰، القصص:۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو۔

تم اس بات سے دھوکا نہ کھانا کہ ''عَسٰی'' کا لفظ جب **اللّٰہ** عزوجل کی طرف سے استعمال ہو تو وہ یقین کے معنی میں ہوتا ہے کیونکہ یہ اکثری قاعدہ تو ہے مگر کلی نہیں،

اللّٰہ عزوجل فرماتا ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی (پ۱۶، طٰہٰ:۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

حالانکہ فرعون نے نہ تو نصیحت حاصل کی اور نہ ہی نفع دینے والا خوف وخشیت اپنایا، بلکہ یہاں **اللّٰہ** عزوجل نے تمہیں خبردار کیا ہے کہ جب تم سچی توبہ کرلو، ایمانِ کامل لے آؤ اور نیک عمل کو اپنا لو، تب اپنے لئے فلاح کے حصول اور حق تعالٰی کی بارگاہ سے ہدایت وقرب کی اُمید رکھو، اور خواہ کتنے ہی نیک عمل کیوں نہ کرلو **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے سے بچتے رہو، کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

اور **اللّٰہ** عزوجل کے ان فرامین مبارکہ کو بھی پیشِ نظر رکھو:

{۱}

لِیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ (پ۲۱، الاحزاب:۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔

{۲}

وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ ؕ اِنَّ اَخْذَہٗۤ اَلِیۡمٌ شَدِیۡدٌ ۝ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّہُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّشۡہُوۡدٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُہٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ۝ یَوۡمَ یَاۡتِ لَا تَکَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ۚ فَمِنۡہُمۡ شَقِیٌّ وَّسَعِیۡدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ شَقُوۡا فَفِی النَّارِ لَہُمۡ فِیۡہَا زَفِیۡرٌ وَّ شَہِیۡقٌ ۝

(پ۱۲،ھود:۱۰۲تا۱۰۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی، جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے، جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب تو وہ جو بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے۔

{۳}

وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا ۝

(پ۱۶،مریم:۷۱۔۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

{۴}

وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰہُ ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ۝ (پ۱۹،الفرقان:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

{۵}

وَلَقَدۡ صَدَّقَ عَلَیۡہِمۡ اِبۡلِیۡسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوۡہُ اِلَّا فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (پ۲۲،سبا:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا۔

{۶}

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال:۷۔۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

{۷}

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پ۳۰، العصر:۱ تا ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس زمانہ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

بصیرت کی آنکھ اور فراست کے نور سے دیکھو! **اللہ** عزوجل نے ہر انسان پر خسارے کا حکم لگایا کیونکہ ''اَلْعَصْر'' پر ''الف لام'' عموم اور اِستغراق کے لئے ہے اور اس کی دلیل استثناء ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے مگر جو ان چار باتوں کا جامع ہوگا وہ ہلاکت میں ڈالنے والے خسارے سے نجات یافتہ ہوگا، وہ چار باتیں یہ ہیں: (۱) ایمان (۲) نیک عمل (۳) حق کی اس طرح وصیت کرنا کہ وہ لوگ کتاب وسنت سے ثابت شدہ اخلاق وآداب، احکام واقوال اور ظاہری و باطنی تمام افعال کی شرائط پر عمل کریں تاکہ ان میں سے کوئی شئے اخلاص کے بغیر نہ پائی جائے اور وہ اس سے صرف **اللہ** عزوجل کی رضا چاہیں اور (۴) انہیں صبر کی تلقین کریں کہ وہ اطاعت کرنے، ناپسندیدہ امور، آزمائشوں، گناہ چھوڑنے اور اپنی خواہشات ولذات ترک کرنے پر صبر کریں، ہماری بیان کردہ یہ چار شرائط جس میں پائی جائیں وہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ایک بڑی امید یعنی خسارے، عار اور تباہی وبربادی سے سلامتی کی راہ پر ہوگا اور اسے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں وصول کے مرتبہ سے مشاہدہ کا بلند مرتبہ حاصل ہوگا اور حال ومآل یعنی دنیا وآخرت میں اس کی رضا حاصل ہوگی۔ **اللہ** عزوجل اپنے احسان اور کرم سے ہم میں ان شرائط پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے۔ آمین

ایک عقل مند کے لئے یہ بات کس طرح درست ہوسکتی ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کی پکڑ اور اس کے انتقام سے بے خوف رہے، حالانکہ اس کا دل رحمٰن عزوجل کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے یعنی ایک قوم کے لئے خوش بختی اور دوسری کے لئے بدبختی کے ارادے کے درمیان ہے، دل کو قلب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پھرنے، بدلنے میں کھولنے والی ہانڈی سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔

{83}......اسی لئے شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دورانِ سجدہ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔''

ترجمہ: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء یا مقلب القلوب ثبت قلبی......الخ، الحدیث:۳۵۸۷، ص ۲۰۲۱)

اور مقلِّبُ القلوب عزوجل کا فرمان عبرت نشان ہے:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ (پ۲۹، المعارج:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔

اگر **اللہ** عزوجل اپنے عارف بندوں اور وارثینِ علومِ انبیاء یعنی علماء پر لطف و کرم نہ فرماتا اور امید کی سہانی مدد سے انہیں تسکین نہ دلاتا تو ان کے کلیجے جہنم کے خوف سے جل جاتے۔

بُرے خاتمے کا خوف

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے: ''جو موت کے وقت ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔'' یعنی اس کا ایمان **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، ایک شخص نے دریافت کیا: ''اے ابو عبداللہ! کیا گناہ کی کثرت نظر آ رہی ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اٹھایا اور زمین سے کچھ مٹی اٹھا کر ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس مٹھی بھر مٹی سے بھی زیادہ حقیر ہیں، میں تو موت سے پہلے ایمان چھن جانے کے خوف سے رو رہا ہوں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''جب میرے والد گرامی پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میں ان کے قریب بیٹھ گیا، میں نے ان کے جبڑے باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا پکڑ رکھا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بے چین ہو جاتے اور کبھی افاقہ محسوس کرتے اور کہتے: ''خبردار! مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔'' میں نے عرض کی: ''ابا جان! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عالم میں ایسے انداز میں کس سے مخاطب ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! کیا تم نہیں جانتے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں!'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے: ''اے احمد! مجھے ایک بار تو آزما لو۔'' لیکن میں اس سے کہہ رہا ہوں: ''جب تک میں مر نہ جاؤں مجھ سے دور رہو۔''

حضرت سیدنا سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مُرید گناہوں میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے جبکہ عارف کفر میں مبتلا

ہونے سے ڈرتا ہے۔''

منقول ہے:''کسی نبی علیہ الصلوٰۃ السلام نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں اپنی بھوک اور سردی کی شکایت کی تو **اللہ** عزوجل نے ان کی طرف وحی بھیجی:''اے میرے بندے! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں کہ میں نے تیرے دل کو اپنی ناشکری سے محفوظ کر دیا ہے، پھر بھی تُو مجھ سے دنیا کا سوال کرتا ہے۔'' تو وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر عرض کرنے لگے:''کیوں نہیں، یارب عزوجل! بے شک میں راضی ہوں، مجھے ناشکری سے بچائے رکھنا۔'' جب راسخ قدمی اور قوتِ ایمانی کے باوجود عارفین کے **برے خاتمے سے خوف** کا یہ عالم ہے تو ہم جیسے کمزور و ناتواں بندے کیوں نہ ڈریں۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:**''موت سے پہلے برے خاتمہ کی چند علامات ظاہر ہوتی ہیں،** مثلاً بدعت میں مبتلا ہونا اور عمل میں نفاق۔''

{84}......ان کی پہلی بات کی تائید دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان بھی کرتا ہے کہ ''بدعتی لوگ جہنم میں جہنمیوں کے کُتّے ہوں گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب البدع و الرفض من الاکمال، الحدیث: ۱۱۲۱، ج۱، ص۱۲۳، بدون "فی النار")

{85}......دوسری بات کی طرف نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں اشارہ فرمایا ہے:''منافق کی تین علامتیں ہیں:

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق، الحدیث: ۲۱۳۶۱۱، ص۶۹۰)

اسی وجہ سے ہمارے اسلاف اس معاملہ میں بہت زیادہ ڈرتے تھے بلکہ ان میں سے بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا:''اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہوگا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:''نفاق والے خشوع سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگا کرو۔'' آپ سے عرض کی گئی:''نفاق والا خشوع کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا:''جسم تو خاشع نظر آئے مگر دل فاسق و فاجر ہو۔''

{86}......حضرت سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''تم لوگ کچھ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں جبکہ ہم صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے میں انہیں ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال شمار کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، الحدیث: ۶۴۹۲، ص۵۴۵)

{87}......اپنے زمانہ کے شافعی مذہب کے امام حضرت سیدنا شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں: ''مجھے میرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چار باتوں کی وصیت فرمائی، جو مجھے دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کشتی کی مرمت کرلو کیونکہ دنیا کا سمندر بہت گہرا ہے، بوجھ کو ہلکا رکھو کیونکہ سفر بہت طویل ہے، توشہ ساتھ لے لو کیونکہ گھاٹی بہت لمبی ہے اور عمل میں اخلاص پیدا کرلو کیونکہ تمام معاملات کی جانچ پڑتال کرنے والا صاحبِ بصیرت ہے۔''

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خشیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خشیت یہ ہے کہ تم **اللہ** عزوجل سے اتنا ڈرو کہ اس کا ڈر تمہارے اور نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے۔''

اللہ عزوجل سے غافل ہونے سے مراد یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عزوجل کی معصیت میں اِنتہا کو پہنچ جائے اور اس کے باوجود بخشش کی تمنا رکھے۔

ایک شخص کسی تفریح گاہ میں داخل ہوا، اس کے دل میں معصیت کا خیال آیا تو اس نے سوچا کہ یہاں مجھے کون دیکھے گا؟ اچانک اس نے ایک بے چین کر دینے والی آواز سنی:

اَ لَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ ھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۰ (پ۲۹، الملک:۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار۔

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ۰ (پ۲۲، فاطر:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد گناہوں پر ہمیشگی اختیار کرنے کے باوجود مغفرت کی تمنا رکھنا ہے۔''

حضرت سیدنا بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل آپ پر رحم فرمائے مجھے کوئی نصیحت فرمائیے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کا خوف رکھتا ہو تو یہی خوف ہر خیر کی طرف اس کی رہنمائی کر دیتا ہے۔''

ایک شخص نے حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی تو اس کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے، اس نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ ہی طاؤس ہیں؟'' تو اس بزرگ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! میں ان کا بیٹا ہوں۔'' تو اس شخص نے کہا: ''اگر تم طاؤس کے بیٹے ہو تو یقیناً تمہارے والدِ گرامی سٹھیا گئے ہوں گے (یعنی **بڑھاپے** کی وجہ سے اُن کی عقل جاتی رہی

ہوگی)۔''اس بزرگ نے جواب دیا:''عالم کبھی نہیں سٹھیاتا۔''پھرانہوں نے مزید ارشاد فرمایا:''جب تم ان کے پاس جاؤ تو گفتگو مختصر کرنا۔''اور وہ شخص جب حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے نے پھر اس سے کہا: ''اگر تم کوئی سوال کرنا چاہو تو مختصر سوال کرنا۔''تو اس نے کہا:''اگر وہ مجھ سے مختصر کلام کریں گے تو میں بھی مختصر کلام کروں گا۔''اس سے حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:''میں تمہیں اپنی اس مجلس میں تورات، انجیل اور قرآن کریم سکھاؤں گا۔'' تو اس نے عرض کی:''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے یہ تینوں کتابیں سکھائیں گے تو میں بھی آپ سے کوئی سوال نہ کروں گا۔''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل سے اتنا ڈرو کہ تمہارے نزدیک اس سے زیادہ خوف میں ڈالنے والی کوئی چیز نہ ہو اور اس سے اپنے خوف سے زیادہ امید رکھو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو۔''

حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے کی اس بات کہ''عالم کبھی نہیں سٹھیاتا۔'' کی تائید حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** عزوجل کے فرمان:

وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ (پ۱۴، النحل:۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے۔

کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ''جس نے قرآن کریم کا حق ادا کرتے ہوئے اسے پڑھا وہ اس حالت کو نہیں پہنچے گا۔''

''عالم کے نہ سٹھیانے'' سے مراد یہ ہے کہ بڑی عمر میں عالم کی عقل میں عام لوگوں کی طرح فساد پیدا نہیں ہوتا یعنی جس طرح عام لوگ بڑی عمر میں بچوں کی سی بلکہ ان سے بھی بدتر حرکتیں کرنے لگتے ہیں عالم اس طرح نہیں کرے گا یہی وہ برائی ہے جس سے **اللہ** عزوجل کی طرف سے علماء کی حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ۚ﴿۴۶﴾ (پ۲۷، الرحمٰن:۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

کی تفسیر میں فرمایا:''اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کے بارے میں سوچے پھر اسے **اللہ** عزوجل کا خیال آجائے اور وہ **اللہ** عزوجل کے خوف اور اس سے حیا کرتے ہوئے اس گناہ کو چھوڑ دے۔''

دو جنتیں مل گئیں:

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیزگار

اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آ گیا پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو اس کی قبر سے آواز آئی: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک **اللہ** عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔''

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سب سے بڑا دھوکا اور سب سے بڑی جرأت یہ ہے کہ گناہگار بندہ اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار کئے بغیر **اللہ** عزوجل سے عفو کی اُمید رکھے، اعمال صالحہ کئے بغیر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ سے نیکیوں کے حصول کی اُمید رکھے، عمل کئے بغیر جزاء کا انتظار کرے اور حد سے بڑھنے کے باوجود **اللہ** عزوجل سے مغفرت کی تمنا کرے۔''

خوفِ خدا عزوجل کے حصول اور اس میں اضافہ کا سب سے بڑا ذریعہ علم ہے، جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ (پ۲۲، فاطر: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علماء صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا تھا، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کاش! میں کسی مؤمن کے سینے کا ایک بال ہوتا۔''

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا: ''عمر ہلاک ہو جائے گا اگر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کاش! مجھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہ کیا جائے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر کفریہ کلمات میں کئے گئے اعتراضات کے ذریعے کچھ اشکال وارد ہوتے ہیں مگر ان اشکالات کا جواب یہ ہے کہ ان کی یہ تمنا حقیقت پر مبنی نہ تھی بلکہ اس بات کا اظہار مقصود تھا کہ میرے بہت سے گناہ ایسے ہیں جن پر مجھے دوبارہ زندگی ملنے کے بعد مؤاخذے کا خوف ہے۔

{88}......اس کی نظیر حبیبِ خدا عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے محبوب ابنِ محبوب حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو جو کلمہ پڑھتا تھا یہ گمان کرتے ہوئے قتل کر دیا کہ یہ حقیقت میں کلمہ نہیں پڑھ رہا بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے پڑھ رہا ہے، لیکن جب یہ بات نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک پہنچی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان پر عتاب فرمایا اور بار بار یہ ارشاد فرماتے رہے: ''تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات اتنی مرتبہ ارشاد فرمائی کہ میں تمنا کرنے لگا: ''کاش! میں اس دن مسلمان نہ ہوتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عمران بن حصین، الحدیث:۱۹۹۵۷، ج۷،ص۱۷

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفر کی تمنا نہیں کی تھی بلکہ اپنے مسلمان ہونے کے اس واقعے سے مؤخر ہونے کی تمنا کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر یہ واقعہ اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا تو اسلام اسے مٹا دیتا۔ یہ مقام فکر ہے لہٰذا یہاں خوب غور کرنا چاہئے۔

جب لوگ علم سے دور ہوئے تو انہوں نے اپنے اعمال کو ملاحظہ کیا تو یہ پایا کہ ان میں سے کچھ افراد سے اتفاقاً کچھ ایسے اُمور صادر ہو رہے ہیں جو کرامات کے مشابہ ہیں، لہٰذا انہوں نے مختلف قسم کے دعوے کرنے شروع کر دیئے اور سلف صالحین کے دعویٰ نہ کرنے کے طریقے کی پیروی چھوڑ دی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص نے یہاں تک کہہ دیا: ''میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلد ہی قائم ہو جائے تاکہ میں جہنم پر اپنا خیمہ نصب کرسکوں۔'' تو ایک شخص نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: ''مجھے یقین ہے کہ جب جہنم مجھے دیکھے گی تو اس کی آگ بجھ جائے گی اور اس طرح میں مخلوق پر رحمت کا سبب بن جاؤں گا۔''

یہ انتہائی بدترین اور برا کلام ہے، کیونکہ اس میں **اللہ** عزوجل کے بیان کردہ جہنم کے عظیم معاملہ کی تحقیر پائی جاتی ہے، حالانکہ **اللہ** عزوجل نے جہنم کے اوصاف کثرت سے بیان فرمائے ہیں، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ج (پ۱،البقرۃ:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ۝ (پ۱۸،الفرقان:۱۲)

ترجمۂ کنز الایمان: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔

{89}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم جو آگ جلاتے ہو یہ جہنم کی

آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر جہنم ہماری یہی دنیوی آگ بھی ہوتی تب بھی کافی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جہنم کی آگ کو دنیوی آگ سے اُنہتّر 69 گنا زیادہ تیز کیا گیا ہے اور ان میں سے ہر جزو کی گرمی دنیوی آگ کی طرح ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجھنم، باب ماجاء ان نارکم ھذہ......الخ،الحدیث:۲۵۸۹،ص۱۹۱۲)

{90}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچتے ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجھنم،باب ماجاء فی صفۃ النار،الحدیث:۲۵۷۳،ص۱۹۱۱)

چراغ کی لو پر اُنگلی رکھ دی

ایک نیک بزرگ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، ہوا یوں کہ وہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا، اچانک ان کے دل میں گناہ کا خیال آیا تو وہ اپنے نفس سے کہنے لگے:''میں اپنی انگلی اس چراغ کی بتی پر رکھتا ہوں اگر تو نے اس پر صبر کرلیا تو میں اس گناہ کو کرنے میں تیری بات مان لوں گا۔'' پھر جب انہوں نے اس بتی پر اپنی انگلی رکھی تو بے قرار ہو کر چیختے ہوئے کہنے لگے:''اے دشمنِ خدا عزوجل! جب تو دنیا کی اس آگ پر صبر نہیں کرسکا جسے ستر مرتبہ بجھایا گیا ہے تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کرے گا؟''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہمیں ڈر والی کچھ باتیں سنائیں۔'' تو حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین! اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت کے دن ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے عمل لے کر بھی آئیں تو قیامت کے احوال دیکھ کر انہیں حقیر جاننے لگیں گے۔'' اس پر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا:''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید سنائیں۔'' تو انہوں نے عرض کی:''اے امیر المؤمنین! اگر جہنم میں سے بیل کے ناک جتنا حصہ مشرق میں کھول دیا جائے تو مغرب میں موجود شخص کا دماغ اس کی گرمی کی وجہ سے اُبل کر بہہ جائے۔'' اس پر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا:''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اور سنائیں۔'' تو انہوں نے پھر عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! قیامت کے دن جہنم اس طرح بھڑکے گا کہ کوئی مقرّب فرشتہ یا نبیٔ مُرسَل ایسا نہ ہوگا جو گھٹنوں کے بل گر کر یہ نہ کہے: رَبِّ! نَفْسِیْ! نَفْسِیْ! (یعنی اے رب عزوجل! آج میں تجھ سے اپنی بخشش کے علاوہ کچھ نہیں مانگتا)۔''

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید بتایا: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو **اللہ** عزوجل اولین و آخرین کو ایک ٹیلے پر جمع فرمائے گا، پھر فرشتے نازل ہو کر صفیں بنائیں گے۔'' اس کے بعد **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! جہنم کو لے آؤ۔'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جہنم کو اس طرح لے کر آئیں گے کہ اس کی ستر ہزار لگاموں کو کھینچا جا رہا ہو گا، پھر جب جہنم مخلوق سے سو برس کی راہ پر پہنچے گی تو اس میں اتنی شدید بھڑک پیدا ہو گی کہ جس سے مخلوق کے دل دہل جائیں گے، پھر جب دوبارہ بھڑک پیدا ہو گی تو ہر مقرب فرشتہ اور نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر جائے گا، پھر جب تیسری مرتبہ بھڑکے گی تو لوگوں کے دل گلے تک پہنچ جائیں گے اور عقلیں گھبرا جائیں گی، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: ''میں تیرے خلیل ہونے کے صدقے سے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض گزار ہوں گے: ''یا الٰہی عزوجل! میں اپنی مناجات کے صدقے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: ''یا الٰہی عزوجل! تُو نے مجھے جو عزت دی ہے اس کے صدقے میں صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں اس مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔''

{91}......رسول کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل (علیہ السلام) کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے میکائیل (علیہ السلام) کبھی نہیں ہنسے اور جب سے جہنم پیدا ہوئی، میری آنکھ اس خوف سے خشک نہیں ہوئی کہ کہیں میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی نہ کر بیٹھوں اور وہ مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا گیا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی طرف سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مجھے جہنم پر پیش کیا جائے گا مگر یہ خبر نہیں پہنچی کہ میں وہاں سے نجات پا کر نکل بھی سکوں گا۔''

جب ملائکہ، انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جہنم سے خوف کا یہ عالم ہو گا حالانکہ یہ ہستیاں گناہوں کی گندگیوں سے پاک وصاف ہیں تو اس وقت دھوکا کھائے ہوئے دعویدار کی ذلت و رسوائی کا کیا عالم ہو گا اور جسے اس کے نفس نے یہ کہہ کر گمراہ کر دیا کہ تیرا یہ خیمہ جہنم کی آگ بجھا دے گا اور جو اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں قطعی نجات یافتہ سمجھتا ہے، حالانکہ قطعی نجات تو صرف انہیں دس خوش نصیبوں کو حاصل ہو گی جنہیں نجات دہندہ شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے، اس کے باوجود ان کے خوف کا یہ عالم تھا کہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی تک یہ کہہ اٹھے: ''کاش! میں کسی مؤمن کے سینے کا بال ہوتا۔'' اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما گئے: ''اگر عمر کی مغفرت نہ ہوئی تو عمر ہلاک ہو جائے گا۔''

حدیث پاک میں ہے: جو یہ کہے: ''یقیناً میں جنت میں جاؤں گا وہ جہنم میں جائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب کراھیۃ الدعوی، الحدیث: ۸۸۰، ج ۱، ص ۴۴۳)

یہاں اس خوف سے ہماری مراد عورتوں جیسی رقتِ قلبی نہیں جو کچھ دیر کے لئے رو لیتی ہیں، پھر نیک عمل چھوڑ دیتی ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ خوف ہے جو انسان کے دل میں گھر بنا کر اسے گناہوں سے روکے اور اطاعت کی پابندی کی ترغیب دلائے، یہی وہ خوف ہے جو نفع بخش ہے اور یہ احمقوں کا خوف نہیں جو ڈرانے والی گذشتہ باتیں سنتے ہیں تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور یَا رَبِّ سَلِّمِ (یعنی خدا کی پناہ اور یارب عزوجل! سلامت رکھنا) کے علاوہ کچھ نہیں کہتے بلکہ اس کے باوجود گناہوں کے ارتکاب پر ڈٹے رہتے ہیں اور شیطان ان کا اس طرح مذاق اڑاتا ہے جیسا کہ تم اس شخص کو دیکھ کر مذاق اڑاؤ گے کہ جس پر کوئی خطرناک درندہ حملہ کرنے لگے جبکہ وہ شخص ایک محفوظ قلعے کے قریب ہو جس کا دروازہ بھی کھلا ہو مگر وہ اس میں داخل نہ ہو بلکہ رَبِّ سَلِّم کہتا رہے یہاں تک کہ وہ درندہ آ کر اسے کھا جائے۔

{92}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا، **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر **اللہ** عزوجل نے مجھے عذاب دینا چاہا تو ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا، پس جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی وصیت پر عمل کیا گیا، پھر **اللہ** عزوجل نے زمین کو حکم دیا: ''اس کے جو اَجزاء تجھ پر ہیں ان کو جمع کر دے۔'' زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ بندہ کھڑا ہو گیا تو **اللہ** عزوجل نے اس سے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھارا تھا؟'' اس نے عرض کی: ''یارب عزوجل! تیرے خوف نے۔'' تو اس کو بخش دیا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۸۱، ص ۲۸۴)

{93}......حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی کوئی حدیثِ مبارکہ سنائیں گے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے سنا: ''جب ایک شخص کی موت کا وقت آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی: ''جب میں مر جاؤں تو میرے

لئے بہت سی لکڑیاں جمع کر لینا، پھر اس میں آگ لگا کر مجھے اس میں ڈال دینا تا کہ آگ میرا گوشت کھا کر ہڈیوں کو جلا دے، پھر ان ہڈیوں کو اٹھا کر پیس لینا اور تیز ہوا کے دن اس راکھ کو اُڑا دینا۔'' (اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا گیا جیسا اس نے کہا تھا) پھر **اللہ** عزوجل نے اس شخص کی راکھ کو جمع کر کے اس سے پوچھا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' تو اس نے عرض کی: ''تیرے خوف سے۔'' تو اس کو بخش دیا گیا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء ،باب ۵۴،الحدیث: ۳۴۷۹،ص ۲۸۴،''اوقدروا'' بدله ''اورُوا نارًا'')

{94}......حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''**اللہ** عزوجل نے تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص کو کثرت سے مال و اولاد سے نوازا تھا، اس نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: ''تم نے مجھے باپ کی حیثیت سے کیسا پایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم نے آپ کو بہترین باپ پایا۔'' تو اس نے کہا: ''میں نے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا، لہٰذا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنا لینا اور پھر میری راکھ کو تیز ہوا میں اڑا دینا۔'' جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو **اللہ** عزوجل نے اسے جمع کر کے دریافت فرمایا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا تھا؟'' اس نے عرض کی: ''تیرے خوف نے۔'' تو **اللہ** عزوجل کی رحمت نے اس کا استقبال کیا۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۳۴۷۸،ص ۲۸۴،''اعطاه الله'' بدله''رغشه الله'')

رحمت کا ایک سبب

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ،رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے: ''اسباب رحمت میں ایک سبب نادار مسلمان کو **کھانا کھلانا** ہے۔

(الترغیب و الترھیب، ج ۲،ص ۳۵)

پہلا باب: **باطنی کبیرہ گناہ اور ان کے متعلّقات**

میں نے باطنی گناہوں کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ یہ ظاہری گناہوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اور ان کا مرتکب گناہگاروں میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوتا ہے۔ انہیں مقدم کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک تو ان کا وقوع عام ہے اور دوسرا ان کا ارتکاب کرنا بھی بہت آسان ہے، بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ انسان انہیں برا جانتے ہوئے چھوڑ دے، لہٰذا کبیرہ گناہوں کی اس قسم کو مقدم کرنا مناسب معلوم ہوا اور ان کا خلاصہ تحریر کرنے میں غور وفکر کرنا اچھا لگا۔

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''دلوں کے کبیرہ گناہ، اعضاء کے گناہوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب فسق اور ظلم کا باعث بنتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نیکیوں کو بھی کھا جاتے ہیں اور سخت عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔''

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے باطنی کبیرہ گناہوں کو ذکر کرنے اور ان کی تعداد **ساٹھ** (60) بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''ان کبیرہ گناہوں کی مذمت ان کے بڑے فساد، برے نتائج اور ہمیشہ رہنے والے اثرات کی وجہ سے زنا، چوری، قتل، اور شراب نوشی سے بھی زیادہ ہے، ان کے اثرات اس حیثیت سے باقی رہتے ہیں کہ وہ اس شخص کے حال اور اس کے دل کی ہیئت میں پختہ ہو جاتے ہیں، جبکہ اعضاء سے متعلق گناہوں کے اثرات توبہ واستغفار، گناہوں کو مٹانے والی نیکیوں اور مصائب سے جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ (پ۱۲، ھود: ۱۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 1: **شرکِ اکبر**

اللہ عزوجل اپنے کرم سے ہمیں اس گناہ سے پناہ میں رکھے اور کسی آزمائش کے بغیر عافیت کے ساتھ ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے، کیونکہ وہی سب سے بڑا کریم اور سب سے زیادہ رحم والا ہے، **اللہ** عزوجل مجھے اور آپ کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر اپنے کرم اور فراخ عطاؤں کی موسلا دھار بارش برسائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

گذشتہ صفحات میں گناہِ کبیرہ کی جو تعریفیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ وہ اُن کبیرہ گناہوں کی تعریفیں ہیں جو ایک مسلمان سے ایمان کی حالت میں صادر ہوتے ہیں، اسی لئے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے انہیں شمار کرتے وقت کفر سے قریب تر گناہ یعنی قتل سے ابتداء کی ہے، جبکہ ہم اس ترتیب کو قائم نہیں رکھیں گے کیونکہ اس کتاب سے ہمارا مقصد ان تمام کبیرہ گناہوں کا احاطہ ان کے مراتب اور ان کے بارے میں وارد وعیدوں کے ساتھ کرنا ہے۔

چونکہ کفر سب سے بڑا گناہ ہے، لہٰذا اس کے بارے میں کلام اور اس کے احکام کا بیان بھی مفصّل ہونا چاہئے، لہٰذا سب سے پہلے ہم اپنی گفتگو کا آغاز **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عبرت نشان سے کرتے ہیں جو اسی کے بارے میں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النسآء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ (پ۲۱، لقمان: ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ہے:

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (پ۶، المآئدۃ: ۷۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

{1}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں اکبرالکبائر (یعنی سب سے بڑے کبیرہ گناہوں) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہیں۔'' یہ بات ارشاد فرماتے وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''سن لو اور جھوٹ بولنا، سن لو اور جھوٹی گواہی دینا بھی بڑے گناہ ہیں۔'' پھر انہیں دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سکوت اختیار فرمالیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب ماقیل فی شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۶۵۴، ص ۲۰۹، بدون "ألا وشھادۃ الزور")

{2}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جود و سخاوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے

والے سات گناہوں سے اجتناب کرو۔'' پھران گناہوں میں **اللہ** عزوجل کے لئے شریک ٹھہرانے کو بھی ذکر فرمایا۔

(صحیح البخاری ، کتاب الوصایا ، با ب قول اللہ تعالیٰ (ان الذین یاکلون اموال......الخ)الحدیث:۲۷۶۶،ص۲۲۳)

{3}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث:۱۹۰۱،ج۲،ص۴۴)

{4}......سیِّدُ الْمُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' پھرارشاد فرمایا:'' کیا میں تمہیں اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ جھوٹ بولنا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب اللباس، باب عقوق الوالدین من الکبائر،الحدیث:۵۸۷۷، ص۵۰۶)

جھوٹ کا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہونا ان گناہوں کے اعتبار سے ہے جن کے بارے میں جھوٹ سے سنگین ہونے کی تصریح نہیں آئی جبکہ شرک، قتل اور زنا یقیناً جھوٹ سے بڑے گناہ ہیں۔

{5}......شَفیعُ الْمذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' کبیرہ گناہ نو ہیں اور ان میں سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۱،ج۱۷،ص۴۸)

{6}......مَحْبوبِ رَبُّ الْعٰلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔ ان میں سے **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا بھی ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۵۶۳۶،ج۶،ص۱۰۳)

{7}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' بے شک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ضرورت سے زیادہ پانی کو روک لینا اور نر سانڈ کو جفتی سے روکنا سب سے بڑے کبیرہ گناہ ہیں۔''

(البحرالزّخار بمسند البزّار،مسند بریدہ بن حصیب، الحدیث:۴۴۳۷،ج۱۰،ص۱۴)

{8}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہیں۔''

(المسند احمد بن حنبل ،مسندالبصریین،الحدیث:۲۰۴۰۷،ج۷،ص۶۰۲)

{9}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' کبیرہ گناہ سات ہیں ان میں سے ایک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۲،ج۱۷،ص۴۸)

ان گناہوں میں ہجرت کے بعد دیہاتی ہوجانے کا بھی ذکر فرمایا، اس کا بیان عنقریب آئے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

{10}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا سب سے بڑے کبیرہ گناہ ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (من احیاھا)، الحدیث: ۶۸۷۱، ص ۵۷۳)

{11}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا سب سے بڑے گناہ ہیں اور قسم اٹھانے والا جب مجبوراً **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھائے پھر اس میں مکھی کے پَر کے برابر بھی مداخلت کرے تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب (ومن سورۃ النساء) الحدیث: ۳۰۲۰، ص ۱۹۵۶)

{12}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور جھوٹی قسم اٹھانا بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۲۳۷، ج ۲، ص ۲۶۵)

{13}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سن لو! **اللہ** عزوجل کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو ان پانچ نمازوں کو قائم کرتے ہیں جنہیں اُس نے اپنے بندوں پر فرض فرمایا ہے اور رمضان کے روزے یہ سوچ کر خالص رضائے الٰہی عزوجل کے لئے رکھتے ہیں کہ ان پر روزوں کا لازم ہونا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے مال کی زکوٰۃ خوشدلی سے ادا کرتے ہیں اور ان کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں جن کے ارتکاب سے **اللہ** عزوجل نے منع فرمایا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ نو ہیں، ان میں سے بڑے گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، میدانِ جہاد سے فرار ہونا، پاکدامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور اپنے قبلہ یعنی بیت الحرام کی آباد اور بنجر زمین کو حلال سمجھنا ہیں، جب کوئی ایسا بندہ مرتا ہے جس نے یہ کبیرہ گناہ نہ کئے ہوں اور نماز قائم کی ہو اور زکوٰۃ ادا کی ہو تو وہ جنت کے درمیان (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایسی جگہ رفیق ہوگا جس کے دروازوں کے پَٹ سونے کے ہوں گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱، ج ۱۷، ص ۴۸، بدون "یری أنه علیه حق")

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابنِ خطاب! جاؤ۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اے عمر! اٹھو اور جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔'' (جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث: ۱۵۷۴، ص ۱۸۱۴، بدون "فی الناس")

اسے حضرت سیدنا امام احمد، امام مسلم اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور فرمایا: ''یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

{15}......رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر دو کہ جنت صرف مؤمن ہی کے لئے حلال ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اهل الذمة......الخ،الحدیث:۳۰۵۰،ص ۴۵۲)

{16}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے بلال! اُٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہو گا اور بے شک **اللّٰہ** عزوجل اس دین کی مدد فاجر شخص کے ذریعے بھی فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم،الحدیث:۶۶۰۶،ص ۵۵۲)

{17}...... اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں مسلمان ہی داخل ہو گا۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''جنت میں مسلمان جان ہی داخل ہو گی اور بے شک **اللّٰہ** عزوجل اس دین کی مدد فاجر شخص کے ذریعے بھی فرما دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ان الله لیؤیدالدین ......الخ،الحدیث:۳۰۶۲،ص ۲۴۶)

{18}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب الله ،الحدیث:۳۰۱۷،ص ۲۴۲)

{19}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے دین سے پھر جائے یعنی مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب حکم فیمن ارتد ، الحدیث:۴۳۵۱،ص ۱۵۴۰، "من ارتد" بدله "من بدّل")

{20}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(**اللّٰہ** عزوجل کی بارگاہ میں) سرِ تسلیم خم کر دو اگرچہ تم اس کو ناپسند ہی کرو۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل،مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۰۶۱،ج۴،ص ۲۱۸)

{21}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں تین باتوں کا حکم دیتا ہوں اور تین باتوں سے منع کرتا ہوں: **اللّٰہ** عزوجل کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، **اللّٰہ** عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا مت رہو اور **اللّٰہ** عزوجل نے جسے تمہارے معاملے کا والی بنا دیا ہو اس کی اطاعت کرو۔ اور میں تمہیں تین باتوں سے منع کرتا ہوں، فضول گفتگو سے، مال ضائع کرنے سے اور کثرت سے سوال کرنے سے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان و الاسلام،قسم الاقوال فصل الخامس،الحدیث:۴۴۵،ج ۱،ص ۶۵،بدون" وتسمعوا")

{22}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اسلام سے پھر جائے تو

اسے اسلام کی طرف بلاؤ، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مار دو اور جو عورت اسلام سے پھر جائے اسے اسلام کی دعوت دو اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قید کر دو۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۹۳،ج۲۰،ص۵۳)

اس حدیثِ مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل صحیح حدیث کے عام حکم کی وجہ سے مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم صحیح ترین مذہب کے خلاف ہے۔

{23}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''
(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لاتعذب بعذاب الله ،الحدیث:۳۰۱۷،ص۲۴۲)

{24}...... رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنا دین بدل لیا یا جو اپنے دین سے پھر گیا اسے قتل کر دو اور **اللہ** عزوجل کے بندوں کو **اللہ** عزوجل جیسا عذاب نہ دو۔'' (یعنی آگ میں نہ جلاؤ۔)

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب المرتد،باب قتل من ارتدعن الاسلام......الخ،الحدیث:۱۶۸۵۸،ج۸،ص۳۵۱،بدون"عباداللہ")

{25}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو اور جو بندہ مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کر لے **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔'' (یعنی جب تک وہ کفر پر قائم رہتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔)
(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۱۳،ج۱۹،ص۴۱۹)

{26}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو اور کسی کو **اللہ** عزوجل جیسا عذاب نہ دو (یعنی کسی کو آگ میں نہ جلاؤ)۔'' (صحیح ابن حبان،باب الرِّدَّۃ،الحدیث:۴۴۵۹،ج۶،ص۳۲۳)

{27}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین تبدیل کرلے اس کی گردن مار دو۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام،قسم الاقوال ،باب الارتداد،الحدیث:۳۹۰،ج۱،ص۶۱)

{28}......مَحْبوبِ رَبُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے مسلمانوں والے دین کی مخالفت کی اسے قتل کر دو اور جب وہ اس بات کی گواہی دینے لگے کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی کہ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) **اللہ** عزوجل کے رسول ہیں تو اسے قتل کرنے کی کوئی راہ نہیں مگر جبکہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی وجہ سے اس پر حد قائم کی جائے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۶۱۷،ج۱۱،ص۱۹۳)

﷽ ﷽ ﷽

تنبیہات

تنبیہ1:

شرک اوراس کی تمام انواع کا تذکرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ حد سے زیادہ اس میں مبتلا ہیں نیز عام لوگوں کی زبانوں پر شرکیہ کلمات جاری ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ ایسا کرنا شرک ہے لیکن اگر ان پر اس کی بعض اقسام آشکار ہو جائیں تو شاید اس سے بچنے کی کوشش بھی کریں تا کہ ان کے عمل برباد نہ ہوں اور وہ ہمیشگی کے بڑے عذاب اور سخت عقاب میں مبتلا ہونے سے بچ سکیں۔اس کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت ہی اہم کام ہے کیونکہ جو کفر کا مرتکب ہو جائے اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت مثلاً سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس پر ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب لازم ہو جائے گا۔اوران کے شاگردانِ ذی مقام نے بکثرت کفریہ اعمال واقوال بیان فرما دیئے ہیں اوراس معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس میں خوب کوشش سے کام لیا ہےاور باوجود اس کے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ اِرتداد یعنی دین سے پھرنا اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور مرتد کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اوراپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے،اس گروہ نے اس معاملہ میں دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوشش کی ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے دین پر استقامت چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کا علم حاصل کرے تا کہ ان کفریات سے بچ سکے اوران میں پڑ کر اپنے اعمال برباد نہ کر بیٹھے اوراس پر رب عزوجل کا دائمی عذاب لازم نہ ہو جائے اوران ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عورت اس کے نکاح سے نہ نکل جائے،جبکہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ارتداد اعمال کو تو برباد نہیں کرتا مگر ان کے ثواب کو ختم کر دیتا ہے،لہٰذا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان قضاء یعنی دائمی عذاب ہی کا اختلاف رہ جاتا ہے۔جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اگرچہ احناف کی تقلید نہیں کرتے مگر شریعت اور دین کی حفاظت،احتیاط اور جہاں تک ممکن ہو،اختلاف کی رعایت کا تقاضا کرتی ہے،خصوصاً ایسے معاملہ میں جو دنیا و آخرت کے شدید حرج کا سبب بن سکتا ہےاور یقیناً یہی سب سے شدید حرج ہے۔اسی لئے میں نے ان ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد اور غیر معتبر اقوال نیز دیگر مذاہب کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی اپنی اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں جس کا ذکر آئندہ آئے گا،میں ان تمام اقوال کی جانب یہاں صرف کچھ اشارے دوں گا اور جو شخص ان تمام فروعات کا احاطہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ ہماری اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کفر و شرک کی اقسام

کفر کی اقسام میں سے چند یہ ہیں:

☆......انسان مستقبل قریب یا بعید میں کفر یا شرک کرنے کا عزم کرے۔

☆......زبان یا دل سے کسی کفر کو اچھا جانے اگرچہ وہ چیز ظاہراً محالِ عقلی ہی کیوں نہ ہو، اس صورت میں وہ فوراً ہی کافر ہو جائے گا۔

☆......ایسی چیز کا عقیدہ رکھے یا ایسا کام کرے یا ایسی بات کہے جو کفر کو واجب کرتی ہو اگرچہ اس کا عقیدہ رکھتے ہوئے کہے یا عناد کے طور پر یا پھر استہزاء کے طور پر کہے، مثلاً کوئی شخص عالَم (یعنی کائنات) کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھے، اگرچہ کائنات کو نوعی طور پر قدیم جانے۔

☆......ایسی بات کی نفی کرے جس کا ثبوت **اللہ** عزوجل کے لئے اجماع سے ثابت ہو اور اس کا ضروریاتِ دین سے ہونا بھی معلوم ہو جیسے ذات باری تعالیٰ کی صفات اصلیہ مثلاً اس کے علم اور قدرت کا انکار کرنا یا **اللہ** عزوجل کے جزئیات کے عالم ہونے کا انکار کرنا۔

☆......**اللہ** عزوجل کے لئے ایسی چیز کو ثابت کرے جس کا **اللہ** عزوجل کے لئے منع ہونا ضروریات دین سے ہو جیسے رنگ، روپ وغیرہ ثابت کرنا یا یہ کہنا کہ وہ عالَم کے ساتھ متصل ہے یا ایک اختلافی مسئلہ کے مطابق عالَم سے خارج ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کی ذات کو نقص سے متصف کرنے کا اعتقاد یا تو صراحتاً رکھے یا ایسی بات کا اعتقاد رکھے جس سے نقص لازم آتا ہو، لہٰذا پہلی صورت بالاجماع کفر ہے اور دوسری کے کفر ہونے میں اختلاف ہے، جبکہ ہمارے نزدیک صحیح ترین قول کے مطابق یہ دوسری صورت کفر نہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ **اللہ** عزوجل کو مجسّم یا جوہر کہنے والے کے قول سے **اللہ** عزوجل پر جو نقص لازم آتا ہے اس بناء پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی مگر جب وہ اس نقص کا اعتقاد رکھے یا اس کی صراحت کردے تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گی، اور اسی طرح انسان کا کسی مخلوق مثلاً سورج کو سجدہ کرنا بشرطیکہ اس کے عذر پر کوئی ظاہری قرینہ دلالت نہ کر رہا ہو تو اس کی بھی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (ظاہری قرینے کے اس کے عذر پر دلالت نہ کرنے کی یہ قید آئندہ آنے والے بیشتر مسائل میں بھی آئے گی۔)

☆......نیز یہ اُصول ہے کہ ہر وہ شخص جو کوئی ایسا عمل کرے جس کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہو کہ یہ کام کافر ہی سے صادر ہو سکتا ہے تو ایسا کام کرنا بھی کفر ہے اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی صراحت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ جیسے کفار کے ساتھ ان کا مذہبی لباس مثلاً زنار وغیرہ پہن کر ان کے عبادت خانے کی طرف جانا یا کسی ایسے کاغذ کو نجاست (یعنی گندگی) میں ڈال دینا جس میں

قرآن پاک، علمِ شرعی یا **اللہ** عزوجل کا نام بلکہ کسی نبی یا فرشتے کا نام بھی لکھا ہوا ہو۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ان اشیاء کو ایسی گندگی میں ڈالنا بھی کفر ہے جو پاک ہو جیسا کہ مَنِی (جو کہ شوافع کے نزدیک پاک ہے)، رینٹھ یا تھوک میں ڈال دینا یا ان ناموں یا مسجد کو گندگی سے آلودہ کرنا بھی اسی طرح ہے اگرچہ وہ نجاست اتنی قلیل ہی کیوں نہ ہو جس کی شریعت مطہرہ میں معافی ہے۔

☆......جس نبی کی نبوت پر اجماع ہے اس کی نبوت میں شک کرنا بھی کفر ہے، اس لئے چونکہ حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت سیدنا خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت میں اختلاف ہے لہٰذا ان کی نبوت کا انکار کفر نہیں،

☆......جس کتاب کے منزل من اللہ تعالیٰ ہونے پر اجماع ہے جیسے تورات یا انجیل، حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زبور یا حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے صحیفے یا جس آیت کے قرآن ہونے پر اجماع ہے جیسے معوّذتین (یعنی سورۃ فلق اور سورۃ ناس)، لہٰذا ان میں سے کسی کے کلامِ الٰہی عزوجل ہونے میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

☆...... ہر اس شخص کی تکفیر میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کی بات سے ساری اُمت کے گمراہ ہونے کا تأثر ملتا ہو۔

☆......نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کافر کہنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

☆......مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ یا مسجد حرام کے وجود میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

☆......حج کے طریقہ یا اس کی معروف صورت نیز نماز اور روزے کی کیفیت وہیئت میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

☆......ایسے حکمِ شرعی میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کے ضروریاتِ دین میں سے ہونے پر اجماع ہو اور وہ مشہور ہو جیسے ٹیکس کی حرمت (اس کی تفصیل کبیرہ نمبر ۱۳۱ میں دیکھئے) یا سنتوں کی مشروعیت جیسے عید کی نماز وغیرہ میں شک کرنا۔

☆......کسی ایسی حرام چیز کو حلال سمجھنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کی حرمت کا ضروریاتِ دین سے ہونا مجمع علیہ اور مشہور ہو، جیسے وضو کے بغیر نماز پڑھنا، البتہ اگر کوئی شخص نجاست و پلیدگی کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے کفر میں اختلاف ہے۔

☆......کسی مسلمان یا ذمی کافر کو بلا عذر شرعی جائز سمجھتے ہوئے ایذاء دینا بھی کفر ہے۔

☆......کسی حلال کو حرام سمجھنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے جیسے خرید وفروخت یا نکاح کو حرام کہنا۔

☆...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بارے میں یہ کہنے والے کے **کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے** کہ معاذ اللہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رنگ مبارک سیاہ تھا یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصال داڑھی نکلنے سے پہلے ہی ہو گیا تھا یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم معاذ اللہ قرشی، عربی یا انسان نہیں تھے، کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم کو ایسے وصف سے موصوف کرنا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں نہ ہو آپ کی تکذیب کے مترادف ہے۔

اس سے یہ **قاعدہ** ثابت ہوتا ہے: ''ہر **وہ وصف** جس کے دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے **ثبوت پر امت کا اجماع ہو اس کا انکار کفر ہے۔**'' جیسے

☆......کوئی بد بخت خاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کو جائز مانے۔

یا اس طرح کے کلمات کہے:

☆......''میں نہیں جانتا کہ یہ نبی وہی ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں پردہ فرما گئے یا کوئی اور ہیں۔''

☆......''نبوت کسبی ہے۔''

☆......''دل کی صفائی سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔''

☆......''ولی نبی سے افضل ہوتا ہے۔''

☆......''میری طرف وحی آتی ہے۔'' اگرچہ وہ نبوت کا دعوی نہ بھی کرے۔''

☆......''میں مرنے سے پہلے جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔''

☆......یا کوئی بد بخت شخص **اللہ** کے محبوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذاتِ ستودہ صفات میں یا کسی دوسرے نبی بلکہ فرشتوں میں بھی کوئی عیب تلاش کرے۔

مثال کے طور پر:

☆......اُن پر لعنت بھیجے......یا گالی دے......یا ان کو حقیر جانے،

☆......ان کا یا ان کے کسی فعل کا مذاق اڑائے جیسے انگلیاں چاٹنے کا مذاق اڑائے،

☆......ان کی ذات، نسب، دین یا کسی فعل کو ناقص کہے،

☆......نقص کی تعریض کرے،

☆......انہیں عیب لگاتے ہوئے کسی چیز سے تشبیہ دے،

☆......ان کی تصغیر کرے یعنی انہیں چھوٹا سمجھے یا (زبان سے) کہے،

☆......ان کی قدر گھٹائے،

☆......ان کے نقصان کی تمنا کرے،

☆......ان کی برائی کے طور پر ان کی جانب کوئی ایسی بات منسوب کرے جو ان کی شان کے لائق نہ ہو،

☆......ان کی کسی بات کو ناقص، ہذیان اور جھوٹ کہہ کر ان کی توہین کرے،

☆......**یا ایسی بات کہے** جس میں ان کی کسی آزمائش یا ان کے بعض جائز عوارضِ بشریہ کو حقیر جاننا پایا جائے **تو یہ سب صورتیں بالاجماع کفر ہیں** اور ان کے **قائل کو قتل کیا جائے گا** اور اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی **توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔**

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے **''تمہارا صاحب''** کہا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کے اس کلمہ کو مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی توہین قرار دیتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

☆......اسی طرح کفر پر راضی ہونا اگرچہ ضمناً ہی کیوں نہ ہو جیسے کوئی کافر کسی مسلمان سے اپنے اسلام لانے کے بارے میں مشورہ چاہے یا نہ چاہے اور وہ مسلمان اسے یہ کہے: ''مسلمان مت ہونا۔''

☆......یا کافر نے اس سے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھا دو تو اس نے کلمہ پڑھانے میں تاخیر کی، مثلاً خطیب نے کہا: ''صبر کرو میں خطبہ سے فارغ ہو جاؤں پھر کلمہ پڑھاؤں گا۔''

☆......بددعا میں یہ معاملہ نہیں جیسے کسی کو بددعا دی کہ **اللہ** عزوجل اسے ایمان نصیب نہ فرمائے،

☆......یا اللہ عزوجل اسے کفر پر قائم رکھے،

☆......یا اللہ عزوجل فلاں مسلمان کا ایمان چھین لے جبکہ ان صورتوں میں اس پر سختی کا ارادہ ہو۔

☆......اسی طرح کسی مسلمان کے لئے کفر کا سوال کرنا بھی کفر ہے کیونکہ یہ کفر پر راضی ہونا ہے۔

☆......اسی طرح کسی مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہہ کر پکارنے سے قائل خود کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسلام کو کفر کہا۔

☆......**یا اللہ** عزوجل کے کسی اسم یا اس کے کسی نبی کے نام کا مذاق اُڑانا مثلاً اس کی تصغیر کرنا۔

☆......یا ان کے کسی امر و نہی، وعدہ یا وعید کا مذاق اڑانا جیسے کوئی کہے: ''اگر **اللہ** عزوجل بھی مجھے فلاں کام کرنے کا حکم دے تب بھی میں اسے نہیں کروں گا۔''

☆......یا کہے ''اگر فلاں جگہ کو قبلہ بنا دیا جائے تو میں اس کی طرف رُخ کر کے نماز نہیں پڑھوں گا۔''

☆......یا استخفاف وعناد کے طور پر کہے: ''اگر مجھے جنت عطا فرما دی تب بھی میں اس میں داخل نہ ہوں گا۔''

☆......یا یہ کہنا: ''اگر **اللہ** عزوجل نے میرے مرض یا تنگدستی کے باوجود نماز نہ پڑھنے پر میری پکڑ فرمائی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔''

☆......اسی طرح اگر کسی مظلوم نے ظالم سے یہ کہا: ''کیا یہ ظلم **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہے۔'' تو ظالم نے جواب دیا کہ ''میں **اللہ** عزوجل کی تقدیر کے بغیر یہ کام کرتا ہوں۔'' تو ظالم کافر ہو جائے گا۔

☆......یا یہ کہنا: ''اگر کوئی فرشتہ یا نبی بھی میرے پاس آجائے تب بھی میں اس کی تصدیق نہ کروں گا۔''

☆......یا یہ کہنا: ''اگر فلاں شخص نبی بھی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا۔''

☆......یا یہ کہنا: ''نبی نے جو کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو ہم نجات پا جائیں گے۔''

☆......یا ان پر جھوٹ کا الزام لگایا تو یہ بھی کفر ہے کیونکہ اس میں مرتبۂ نبوت کی تنقیص ہے۔

☆......یا اسے کہا گیا: ''اپنے ناخن کاٹ لو کہ یہ سنت ہے۔'' تو اس نے استہزاء کے طور پر کہا: ''میں ایسا نہیں کروں گا اگرچہ یہ سنت ہے۔''

☆......یا یہ کہے: ''**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** پڑھنے سے بھوک نہیں مٹتی۔''

☆......اسی طرح دیگر اذکار کے بارے میں یہ جملہ کہنے کا بھی یہی حکم ہے۔

☆......یا (اذان کے کلمات کے بارے میں اس طرح) کہنا: ''مؤذن جھوٹ بولتا ہے۔''

☆......یا کہے: ''مؤذن کی آواز گھنٹے کی آواز جیسی ہے۔'' اور اس قول کے ذریعے کفر کے ناقوس سے تشبیہ کا ارادہ کرے یا اذان کے استخفاف کی نیت کرے۔

☆......اسی طرح بطور استہزاء کسی حرام چیز پر **اللہ** عزوجل کا نام لے جیسے شراب پیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

☆......یا استہزاء کے طور پر کہے: ''میں محشر یا قیامت سے نہیں ڈرتا۔''

☆......یہ کہنا: ''**اللہ** عزوجل بھی چور کو تلاش نہیں کر سکتا۔'' تو چونکہ اس نے عجز کو **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب کیا لہٰذا یہ کفر ہے۔

☆......یا علماء، واعظین اور معلّمین کو حقیر جانتے ہوئے ان کا بھیس بدل کر کسی جماعت کے پاس آیا تا کہ وہ اس پر ہنسیں یا کھیل کود کریں۔

☆......یا علم کو ہلکا جانتے ہوئے کہنا: ''ثرید کا پیالہ علم سے بہتر ہے۔''

☆......کسی شخص کا مرض شدت پکڑ گیا یا بیٹا مر گیا تو وہ کہے: ''یا رب عزوجل! اگر تو چاہے تو مجھے کافر بنا کر مار یا مسلمان بنا کر۔''

☆...... یا کہے: ”تو نے میرا بیٹا لے لیا تو اب باقی کیا بچا تو نے ایسا کیوں کیا؟“

☆...... کسی شخص سے کہا گیا: ”اے کافر!“ اس نے اپنے کافر ہونے کی نیت سے ”جی“ کہا تو کافر ہے اور اگر صرف جواب کی نیت سے کہا تو کافر نہیں۔

☆...... درہم ملنے کی امید پر پہلے کفر کی تمنا کی پھر اسلام کی۔

☆...... کسی ایسی چیز کے حلال ہونے کی تمنا کرنا جو کسی زمانہ میں بھی حلال نہ تھی جیسے قتل، زنا، ظلم وغیرہ۔

☆...... **اللہ** عزوجل کی طرف بعض اشیاء کو حرام فرمانے کی وجہ سے ظلم کی نسبت کرنا۔

☆...... اگر کسی شخص نے کُفّار کے دین کی طرف مائل ہو کر ان کا لباس پہنا تو وہ کافر ہو گیا۔

☆...... کسی نے کہا: ”یہودی مسلمانوں سے اچھے ہیں۔“ تو وہ کافر ہے اور اگر نصاریٰ کو مجوسیوں سے اچھا کہا تو کافر نہیں لیکن اگر حقیقت کے اعتبار سے کہا تو کافر ہے۔

☆...... کسی نے چھینکنے والے عمر رسیدہ شخص سے کہا ”یَرْحَمُکَ اللّٰہُ“ تو کسی نے اس سے کہا: ”ایسا مت کہو۔“ اگر ارادہ یہ تھا کہ یہ رحمت سے بے نیاز ہے تو یہ کفر ہے۔

☆...... غلام نے کہا: ”میں نماز نہیں پڑھوں گا کیونکہ ثواب تو میرے آقا کو ملے گا۔“ اس کے کفر ہونے میں اختلاف ہے کیونکہ ایسی باتوں کی قباحت سے اکثر غلام جاہل ہوتے ہیں لہٰذا یہ کلام غلاموں کے بارے میں نہیں بلکہ حکم شرعی جاننے والے لوگوں سے متعلق ہے، لہٰذا مسئلہ جاننے کی صورت میں اس کے کفریہ جملہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

☆...... کسی سے پوچھا گیا: ”ایمان کیا ہے؟“ اس نے استخفافاً کہا: ”میں نہیں جانتا۔“

☆...... کسی نے اپنی بیوی سے کہا: ”تو مجھے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے زیادہ محبوب ہے۔“ تو اگر محبتِ تعظیمی کا ارادہ تھا تو کافر ہے اور اگر میلانِ قلبی مراد تھا تو کفر نہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی شروحات میں مذکور ہے۔

☆...... حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کو جھٹلانے والا ہے البتہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صحابی ہونے کا انکار کرنا کفر نہیں۔

☆...... کسی نے کہا: ”میں ہی اپنے افعال کا خالق ہوں۔“ اور وہ معنی مراد نہ لیا جو معتزلہ لیتے ہیں تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

☆...... کسی نے کہا: ”میں اللہ ہوں۔“ اگرچہ مزاح میں کہا کہنے والا کافر ہو گیا۔

☆...... **اللہ** عزوجل کے فرائض کا انکار کرتے ہوئے کہا: ”میں اللہ عزوجل کے حق کو نہیں جانتا۔“ تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی نے جھوٹ بول کر کہا: ''اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔'' تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ عزوجل کی طرف جہالت کو منسوب کیا۔

☆......کسی نے کہا: ''قرآن کریم، نماز یا ذکر یا ایسی ہی کسی عبادت سے میرا دل بھر گیا ہے۔''

☆......یا کہا: ''محشر کیا ہے؟ جہنم کیا ہے؟''

☆......یا گناہ کر کے کہا: ''میں نے کیا کیا ہے؟''

☆......کسی کو علم کی مجلس میں حاضر ہونے کی دعوت دی گئی تو اس نے کہا: ''علم کی مجلس میں آ کر کیا کروں گا۔'' ان سب صورتوں میں اگر استخفاف کی نیت تھی تو کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی نے کہا: ''**اللہ** عزوجل ہر عالم پر لعنت فرمائے۔'' تو اگر استغراق کی نیت نہ تھی تو کفر کے لئے استخفاف کی نیت شرط ہے اور اگر استغراق کی نیت تھی تو استخفاف کی نیت نہ بھی ہو تب بھی کافر ہے کیونکہ اس صورت میں انبیاء و ملائکہ بھی اس کی زد میں آ جائیں گے۔

☆......کسی عالم کا فتویٰ پھینک دیا۔

نیز اس طرح کہنے سے بھی کافر ہو جائے گا:

☆......''یہ شریعت کیا چیز ہے؟'' تو اگر استخفاف کی نیت تھی تو کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی فقیہ کے بارے میں کہا: ''یہ وہی چیز ہے۔'' اگر علم کے استخفاف کی نیت تھی تو کفر ہے۔

☆......''روح قدیم ہے۔''

☆......''جب ربوبیت ظاہر ہوگئی تو بندگی مٹ گئی۔'' اور اس سے مراد یہ لیا کہ شریعت کے احکام اٹھ گئے۔

☆......''میں اپنی ناسوتی یعنی بشری صفات سے لاھوتی (یعنی الٰہی صفات) میں فنا ہو گیا ہوں۔

☆......''میری صفات صفاتِ حق میں بدل گئی ہیں۔''

☆......''میں **اللہ** عزوجل کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں۔''

☆......''میں **اللہ** عزوجل سے آمنے سامنے کلام کرتا ہوں۔''

☆......''**اللہ** عزوجل ایک حسین صورت میں حلول کر گیا ہے۔''

☆......''اس نے مجھ سے شرع کی تکلیف ساقط کر دی ہے۔''

☆......کسی سے کہا: ''مخفی عمل کے حصول کے لئے ظاہری عبادات چھوڑ دے۔''

☆......''گانا سننا دین میں سے ہے۔''

☆......''گانا دلوں میں قرآن سے زیادہ اثر کرتا ہے۔''

☆......''بندہ **اللہ** عزوجل کا وصال عبادت کے بغیر بھی حاصل کر لیتا ہے۔''

☆......''روح **اللہ** عزوجل کا نور ہے لہٰذا نور جب نور کے ساتھ ملتا ہے تو ایک ہو جاتا ہے۔'' **یہ تمام صورتیں کفر ہیں۔**

ان کے علاوہ بہت سی فروع رہ گئیں جنہیں میں نے تفصیلی کلام کے ساتھ گذشتہ بیان کردہ قیودات، اختلاف و بحث اور مذاہبِ اربعہ کے نزدیک تمام اقوال کو جمع کر دیا ہے بلکہ ہر اس بات کو جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے اگرچہ وہ ضعیف قول کے مطابق ہی کیوں نہ ہو اپنی کتاب ''اَلْاِعْلَامُ بِمَا یَقْطَعُ الْاِسْلَامَ'' میں جمع کر دیا ہے کوئی طالب علم اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو ''اے کافر'' کہہ کر پکارا تو شرط پائے جانے یعنی مخاطب کے کافر نہ ہونے کی صورت میں کہنے والا کافر ہو جائے گا اور اسی طرح جس نے کہا کہ ''فلاں ستارے کی وجہ سے ہمیں بارش حاصل ہوئی۔'' تو اگر یہ ارادہ کیا کہ فلاں ستارے کو تاثیر کی قوت حاصل ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے۔ چنانچہ،

{29}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی جب اپنے بھائی سے کہتا ہے: ''اے کافر!'' تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اگر جسے کافر کہا گیا وہ کافر تھا (تو ٹھیک) ورنہ کفر اس کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال الاکمال، الحدیث: ۸۲۷۵، ج۳، ص ۲۵۴)

{30}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو آدمی کسی شخص کے کافر ہونے کی گواہی دیتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا، واقعی اس کے کہنے کے مطابق کافر تھا تو صحیح ہے اور اگر وہ کافر نہ تھا تو اسے کافر کہنے کی وجہ سے کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۸۲۷۶)

{31}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو مسلمانوں کے درمیان **اللہ** عزوجل کی جانب سے ایک پردہ ہے لہٰذا جب ان میں سے کوئی ایک اپنے دوست سے کہتا ہے کہ مجھ سے جدا ہو جا تو وہ **اللہ** عزوجل کے اس پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور جب اسے ''اے کافر'' کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک شخص کافر ہو جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۴۴، ج۱۰، ص ۲۲۴)

{32}......سیِّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب آدمی اپنے بھائی کو' اے کافر' کہہ کر پکارے تو گویا اس نے اسے قتل کر دیا اور مؤمن پر لعنت بھیجنا بھی اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(المعجم الكبير،الحديث:٤٦٣،ج١٨،ص١٩٤)

{33}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مسلمان کسی مسلمان کی تکفیر کرتا ہے تو اگر وہ واقعی کافر ہے (تب تو ٹھیک ہے) ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب السنة ، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه،الحديث:٤٦٨٧،ص١٥٦٧)

{34}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کہا:''میں اسلام سے بیزار ہوں۔'' تو اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہے تو بھی سلامتی کے ساتھ اسلام میں نہ لوٹ سکے گا۔''

(صحيح ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام،الحديث:٢١٠٠،ص٢٦٠٣)

{35}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب کسی نے اپنے بھائی کو' اے کافر' کہہ کر پکارا تو ان دونوں میں سے ایک شخص کافر ہو جاتا ہے۔'' (صحيح البخاری، كتاب الادب،باب من اكفراخاه......الخ،الحديث:٦١٠٣،ص٥١٥)

{36}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں سے رک جاؤ، کسی گناہ کی وجہ سے انہیں کافر نہ کہو کیونکہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں کی تکفیر کرے گا وہی کفر سے زیادہ قریب ہوگا۔''

(المعجم الكبير،الحديث:١٣٠٨٩،ج١٢،ص٢١١)

{37}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہی تھا جیسا اس نے کہا (تو درست ہے) ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔''

(صحيح مسلم، كتاب الايمان،باب حال ايمان من قال لاخيه......الخ،الحديث:٢١٦،ص٦٩٠)

{38}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب بھی کوئی شخص کسی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔'' (صحيح ابن حبان، كتاب الايمان،فصل......الخ،الحديث:٢٤٨،ج١،ص٢٣٤)

{39}......صاحبِ معطّر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل جب بھی آسمان سے کوئی برکت نازل فرماتا ہے تو لوگوں کا ایک گروہ اس کے سبب کفر کر بیٹھتا ہے، **اللہ** عزوجل بارش نازل فرماتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔''

(صحيح مسلم، كتاب الايمان،باب بيان كفر من قال مطرنا......الخ،الحديث:٢٣٣،ص٦٩٢،بدون "مطرنا")

{40}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے؟ وہ فرماتا ہے: ''جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی انعام فرماتا ہوں تو اس کی وجہ سے ان میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔'' وہ گروہ کہتا ہے: ''یہ فلاں ستارے نے کیا ہے یا فلاں ستارے کی وجہ سے یہ نعمت ملی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، الحدیث: ۸۷۴۷، ج۳، ص۲۸۶)

{41}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ آج رات تمہارے رب عزوجل نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے: ''میرے کچھ بندے مؤمن ہوئے اور کچھ کافر، جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دی گئی وہ میرا انکار کرنے والے اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، الحدیث: ۸۴۶، ص۶۷)

{42}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک میری اُمت کو ستارے گمراہ نہ کر دیں وہ ہمیشہ اپنے دین پر قائم رہے گی۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال الاکمال، الحدیث: ۸۲۸۵، ج۳، ص۲۵۵)

{43}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں سے بعض شکر کرنے والے ہیں اور انہیں میں سے بعض کفر کرنے والے بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: ''یہ رحمت ہے۔'' اور بعض کہتے ہیں: ''ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے صدقہ کیا گیا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال......الخ، الحدیث: ۲۳۴، ص۶۹۲)

تنبیہ2:

گذشتہ صفحات میں **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان گزر چکا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

یہ آیت کریمہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کے عموم کی تخصیص کرتی ہے:

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ O (پ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ بالکل حق ہے کہ''فاسق مؤمن کی میت مشیّت کے تابع ہے، اگر **اللہ** عزوجل چاہے تو اسے اپنی مشیت کے مطابق عذاب دے گا اور پھر بالآخر اسے معاف فرما کر جہنم سے نکال دے گا، اس وقت وہ جہنم میں جلنے کی وجہ سے سیاہ ہو چکا ہوگا، پھر وہ بندہ نہرِ حیات میں غوطہ لگائے گا تو اسے ایک عظیم حسن و جمال اور تازگی حاصل ہوگی پھر **اللہ** عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس نے اس بندے کے سابقہ ایمان اور اس کے اعمال صالحہ کے مطابق اس کے لئے جو انعامات تیار کئے ہوں گے وہ اسے عطا فرمائے گا جیسا کہ یہ بات بخاری وغیرہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اگر **اللہ** عزوجل چاہے تو اس بندے کو ابتداءً ہی معاف فرما کر اس پر نرمی فرمائے اور اس کے مخالفین کو اس سے راضی فرما دے اور پھر نجات پانے والوں کے ساتھ اسے بھی جنت میں داخل فرما دے۔''

خوارج کا عقیدہ:

خوارج کا یہ عقیدہ ہے:''گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے۔''

معتزلہ کا عقیدہ:

معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے:''مرتکب کبیرہ حتمی طور پر ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور اسے معاف کرنا جائز نہیں جیسا کہ مطیع کو عذاب دینا جائز نہیں۔''

خوارج ومعتزلہ کا رد:

یہ ان لوگوں کے **اللہ** عزوجل پر لگائے گئے جھوٹے الزامات میں سے ہے، جبکہ **اللہ** عزوجل منکروں اور ظالموں کے ان باطل اقوال وعقائد سے بلند وبالا ہے۔اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان کہ:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا0 (پ۵، النسآء:۹۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اسکے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

یا تو مؤمن کے قتل کو حلال سمجھنے والے پر محمول ہے کیونکہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے، تو اس صورت میں خلود سے مراد تأبید یعنی ہمیشگی ہے جیسا کہ دیگر کفار وغیرہ پر ہے، نصوصِ شرعیہ اور لغت اس بات پر گواہ ہیں کہ خلود تأبید کو مستلزم نہیں یعنی خلود کا مطلب

صرف تأبیدہی نہیں ہوتا لہٰذا اس صورت میں آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر **اللہ** عزوجل اسے عذاب دے گا تو اس کی جزاء یہ ہوگی جو آیتِ کریمہ میں بیان ہوئی ورنہ **اللہ** عزوجل اسے معاف فرما دے گا جیسا کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں ہے کہ:

وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۵، النسآء: ۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اور اس فرمانِ مبارک سے پتہ چلتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاط (پ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

جنہوں نے یہ بات کہی ہے: ''قاتل کی توبہ مقبول نہیں۔'' تو اس سے ان کی مراد قتل سے باز رکھنا اور نفرت دلانا ہے، ورنہ قرآن وسنت کی نصوص اس معاملہ میں بالکل صریح ہیں: ''جس طرح کافر کی توبہ مقبول ہے اسی طرح قاتل کی توبہ بھی مقبول ہے بلکہ قاتل کی توبہ تو بدرجۂ اَوْلیٰ مقبول ہے۔''

مُرجِیہ کا عقیدہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے: ''جس طرح کافر کو کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی اسی طرح مومن کو کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔''

یہ بھی ان (بدمذہبوں) کے **اللہ** عزوجل پر باندھے جانے والے بہتانوں میں سے ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے: ''گناہ گار مؤمنین کی ایک جماعت جہنم میں داخل ہوگی۔'' کیونکہ اس کا انکار کفر ہے اس لئے کہ یہ انکار ان صریح نصوصِ قطعیہ کو جھٹلانا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

تنبیہ 3:

امام الحرمین علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اُصولیوں سے ان کا یہ اصول ذکر کرنے کے بعد اسی کو برقرار رکھا: ''جس نے کلمۂ کفر بکا اور یہ گمان کیا کہ وہ **توریہ** (یعنی جو بات دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا) کر رہا ہے تو وہ ظاہراً یا باطناً دونوں طرح سے کافر ہے، اور جسے وسوسہ آیا اور وہ ایمان یا صانع کے بارے میں متردد ہوا یا اس کے دل میں ان کے ناقص ہونے یا انہیں گالی دینے کا خیال آیا اور وہ ان وسوسوں کو شدید ناپسند کرتا ہو مگر انہیں دور کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ یا حرج نہیں بلکہ یہ وسوسے شیطان کی طرف سے ہیں، لہٰذا اس بندے کو چاہئے کہ وہ انہیں دور کرنے کے لئے **اللہ** عزوجل سے مدد طلب کرے کیونکہ اگر یہ وسوسے اس بندے ہی کی جانب سے ہوتے تو وہ انہیں ہرگز ناپسند نہ کرتا۔'' علامہ ابنِ عبدالسلام وغیرہ نے بھی اس اصول وقاعدہ کا تذکرہ کیا ہے۔

تنبیہ4:

اصلی کافر یا مرتد کا اسلام اس وقت ثابت ہوگا جب وہ زبان سے شہادتین یعنی **اللہ** عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کا اقرار کرے گا اگرچہ ان میں سے ایک شہادت کا اقرار وہ پہلے ہی سے کرتا ہو اور اگر اس نے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) سے ''اِلٰہ'' کے لفظ کو بَارِئ، رَحْمٰن، مٰلِک، یا رَزَّاق سے بدل دیا تب بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر لَا کو مَامِنْ سے بدل دیا مثلاً مَامِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ (یعنی **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا لفظ اِلَّا کو غَیْرَ، سِوٰی یا عَدَا سے بدل دیا مثلاً کہا لَا اِلٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ، سِوَی اللّٰہِ، عَدَا اللّٰہِ (یعنی **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں)، یا پھر اسم جلالت ''اللّٰہُ'' کو اَلْمُحْیِی الْمُمِیْتُ سے بدل دیا جو کہ غیر طبعی ہے یا اَلرَّحْمٰنُ، اَلْبَارِئُ سے بدل دیا مثلاً کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا الْمُحْیِی الْمُمِیْتُ (یعنی زندگی اور موت عطا کرنے والی ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں)، لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (یعنی رحمٰن عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) وغیرہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِہِ الْمُسْلِمُوْنَ (یعنی جس ذات پر مسلمانوں کا ایمان ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا مَنْ فِی السَّمَآءِ (یعنی اس ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمانوں میں ہے) یا لَا اِلٰہَ اِلَّا الْمٰلِکُ (یعنی مالک عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّزَّاقُ (یعنی رزاق عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا تو یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اگر لَا اِلٰہَ اِلَّا سَاکِنُ السَّمَآءِ (یعنی وہ ذات جو آسمانوں میں رہنے والی ہے کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا تو جائز نہیں۔

اللہ عزوجل کو سَاکِنُ السَّمَآءِ اور مَنْ فِی السَّمَآءِ کہنے میں فرق یہ ہے کہ سَاکِنُ السَّمَآءِ کہنا ایک جہت ہے اور جہت **اللہ** عزوجل کے لئے محال ہے اور **اللہ** عزوجل اس سے اور ظالموں و منکروں کے بہتانوں سے بہت بلند ہے، بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک **اللہ** عزوجل کے لئے جہت ثابت کرنا کفر ہے، لہٰذا جو کلمات کفر پر مشتمل ہوں ان سے اسلام کا ثبوت کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ مَنْ فِی السَّمَآءِ کہنے میں **اللہ** عزوجل کے لئے جہت کی تصریح نہیں کیونکہ مَنْ فِی السَّمَآءِ سے مراد یہ ہے: ''اس کا حکم اور سلطنت آسمانوں میں قائم ہے۔'' کیونکہ یہ لفظ ان قرآنی آیات کے موافق ہے جو سَلَف و خَلَف کے نزدیک مؤوَّل ہیں۔ (اس میں حنابلہ کے ایک گمراہ فرقہ کے علاوہ کسی کو کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے) جبکہ ان دونوں کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے: ''ہم اس تاْویل کو معین کرتے ہیں اور ظاہر کو اس کی طرف نہیں پھیرتے۔'' یہ خَلَف کا مذہب ہے یا ''اجمالی تاْویل کرتے ہیں اور کسی شے کو معین نہیں کرتے بلکہ ہم اسے معین کرنے کا علم **اللہ** عزوجل پر چھوڑتے ہیں۔'' اور یہی سَلَف کا مذہب ہے، بعض متاخرین ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور بعض نے اس میں تھوڑی سی زیادتی کے ساتھ اس کو اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے: ''تاْویل کو اس طرح معین کرنا کہ وہ ظاہر کے قریب ہو جائے اور عربی لغت کے قواعد بھی اس کی درستگی پر گواہی

دیں تو یہ مناسب ہے ورنہ تفویض یعنی اس کی تعیین کے علم کو **اللہ** عزوجل کے سپرد کر دینا ہی مناسب ہے۔'' جو شخص آیات واحادیث میں غور وفکر کرے تو وہ انہیں اسی تاویل کی گواہی دیتے ہوئے پائے گا کیونکہ تاویل کے بغیر ان آیات واحادیث کا ظاہری مفہوم تناقض کا وہم پیدا کرتا ہے۔'' لہٰذا اس وہم سے بچنے کیلئے تاویل کی طرف جانا واجب ہے، کیا آپ **اللہ** عزوجل کے ان فرامین مبارکہ کو نہیں دیکھتے:

{۱}

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف (پ۸، الاعراف:۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

{۲} حالانکہ **اللہ** عزوجل نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ،

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ (پ۲۶، ق:۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

{۳}

وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ط (پ۲۷، الحدید:۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ اگر تم ڈول کو رسی سے کنوئیں میں لٹکا دو تو وہاں بھی **اللہ** عزوجل اپنے علم وقدرت سے موجود ہے۔ (کیونکہ اللہ عزوجل اپنے علم وقدرت سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے)

ان آیات واحادیث بلکہ ان جیسی تمام روایات میں سے ہر ایک میں تاویل کرنا واجب ہے کیونکہ کسی کے لئے ان نصوص کے ظاہری معنی کا قائل ہونا ممکن نہیں لہٰذا جب ان میں سے بعض میں تاویل کرنا ثابت ہوگا تو سب میں تاویل کرنا واجب ہوگا، کیونکہ خَلَف اس معاملہ میں تنہا نہیں بلکہ سَلَف کی ایک جماعت جیسے سیدنا امام مالک وجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ نے بھی ان آیات میں تاویل کی ہے۔

الغرض! اہلِ حق کا اس مسئلہ میں وہی مذہب ہے جسے میں نے بیان کر دیا ہے اور ہر ایک پر اسی کے مطابق عقیدہ رکھنا واجب ہے اور آدمی کو یہ اعتقاد اس وقت حاصل ہوگا جب وہ **اللہ** عزوجل کو ہر صریح یا التزامی عیب سے پاک مانے گا بلکہ ہر اس چیز سے بھی پاک مانے جس میں کوئی نقص تو نہ ہو مگر کمال بھی نہ ہو

☆......اور اس بات کا عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے کہ **اللہ** عزوجل اپنی ذات، ارادے، صفات، اسماء اور تمام افعال میں کمال کے سب سے اعلیٰ درجے کے ساتھ متصف ہے۔

☆......شہادتین میں سے دوسری گواہی میں لفظ مُحَمَّدًا کو اَحْمَدَ ، اَبَا الْقَاسِمِ اور لفظ رَسُوْلُ کو نَبِیٌّ سے تبدیل کر دینا بھی جائز ہے جیسے (اَشْهَدُ اَنَّ) مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی جگہ اَحْمَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَبَا الْقَاسِمِ رَسُوْلُ اللّٰهِ یا مُحَمَّدًا نَّبِیُّ اللّٰهِ کہنا۔ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم دائماً ابدًا)

نیز ان دونوں شہادتوں کو ترتیب سے ادا کرنا شرط ہے، لہٰذا اگر کسی نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو وہ مسلمان نہ ہوگا مگر جبکہ انہیں پے در پے، لگاتار کہے تو مسلمان ہو جائے گا۔ یہ کلمات عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ کسی نے اپنی مادری زبان میں **اللّٰہ** عزوجل کے حقیقی و یکتا معبود ہونے اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے رسول ہونے کی گواہی دے دی تب بھی وہ مسلمان ہو جائے گا مگر وہ شخص جو الفاظ ادا کر رہا ہو اس کا ان لفظوں کو سمجھنا شرط ہے۔

☆......جو دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت سے انکار کی وجہ سے کافر ہو اس کے مسلمان ہونے کے لئے یہ دونوں گواہیاں کافی ہیں۔

☆......اور جو لوگ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت کو عرب کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ سے کافر ہوئے جیسے عیسائی وغیرہ تو ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ کہنا شرط ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی کَآفَّةِ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ یعنی آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تمام انسانوں اور جنات کی طرف **اللّٰہ** عزوجل کے رسول ہیں۔

☆......**نیز** گونگے کا اشارہ اس کے کلام کے قائم مقام ہے۔ اور جو الفاظ پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں ان کے علاوہ کسی لفظ سے اسلام ثابت نہ ہوگا جیسے کوئی شخص صرف یہ کہے: ''میں ایمان لایا۔''

☆......یا ''میں اس پر ایمان لایا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

☆......یا ''میں مسلمان ہوں۔''

☆......یا ''میں اُمتِ محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں سے ہوں۔''

☆......یا ''میں حضرت محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے محبت کرتا ہوں۔''

☆......یا ''میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

☆......یا ''مسلمانوں کی طرح ہوں۔''

☆......یا ''مسلمانوں کا دین حق ہے۔''

☆......**جبکہ** کوئی ایسا شخص جسے کسی چیز کی پہچان نہ ہو اگر وہ یہ کہہ دے: ''میں **اللّٰہ** عزوجل پر ایمان لایا۔''

☆......یا ''**اللہ** عزوجل کے لئے اسلام لایا۔''

☆......یا ''**اللہ** عزوجل میرا خالق ہے۔''

☆......یا ''**اللہ** عزوجل میرا رب ہے۔'' پھر رسالت کی گواہی بھی دے دے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔

☆......ہر نومسلم کو قیامت کے دن اٹھنے پر ایمان لانے کا حکم دینا مستحب ہے اور اسلام کے آخرت میں نفع بخش ہونے کیلئے گذشتہ اُمور کے علاوہ **اللہ** عزوجل کی وحدانیت، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کی دل سے تصدیق کرنا بھی شرط ہے۔

☆......اگر کوئی شخص دل سے ان باتوں کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لے آیا مگر اس نے قدرت کے باوجود زبان سے شہادتین ادا نہ کیں تو وہ اپنے کفر پر قائم ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کا مستحق ہے جیسا کہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے، لیکن اس پر ایک **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ بھی ہے: ''اس کا ایمان اسے نفع دے گا اور زیادہ سے زیادہ وہ ایک گنہگار مؤمن ہے۔''

☆......اگر کوئی شخص اپنی زبان سے **اللہ** عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کی گواہی دے اور دل سے ایمان نہ لائے تو وہ آخرت میں بالاجماع کافر ہو گا جبکہ دنیا میں ظاہراً اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے، لہٰذا اگر وہ کسی مسلمان عورت سے نکاح کرے پھر دل سے ایمان لے آئے تو وہ عورت اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح نہ کرے۔''

تنبیہ5:

اہلِ حق کا مذہب ہے: ''موت کے وقت غرغر کی آواز نکلنے کے عالم میں یا عذاب دیکھتے وقت ایمان لانا نفع مند نہیں۔'' کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔

ہاں حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی قوم اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم

الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ۝ (پ۱۱، یونس ۹۸)

نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا۔

کیونکہ اس میں استثناء متصل ہے اور وہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تھے اور یہ بعض مفسرین کا قول ہے اور اس استثناء کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس قوم کے نبی کا اعزاز اور خصوصیت تھی لہٰذا اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اِیمان والدینِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہما:

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے ہمارے **مکی مدنی آقا**، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے **والدین کریمین** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انتقال کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما کر مکرم فرمایا تاکہ وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر **ایمان لے آئیں**، جیسا کہ ایک حدیث پاک میں آیا ہے جسے امام قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا **اللہ** عزوجل نے اپنے نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اکرام کی خاطر موت کے بعد خلافِ قاعدہ والدینِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا، اور یہ ایک مسلمہ اُصول ہے کہ خصوصیات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے والدینِ مصطفٰی، احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وعلیہما معہ کے زندہ کئے جانے والی حدیث میں اختلاف کیا اور اس پر طویل بحث کی ہے، میں نے اس کا رد اپنے فتاویٰ میں کر دیا ہے۔

سیدنا امام قرطبی اور ابن دحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہٌ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فضائل اور خصوصیات میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال تک مسلسل اضافہ ہوتا رہا، یہ معاملہ (یعنی والدینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا زندہ ہوجانا) بھی انہیں فضائل واعزازات میں سے ایک ہے جو **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عطا فرمائے اور ان کا زندہ ہوجانا اور ایمان لے آنا عقلی ونقلی طور پر ممکن ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کے مقتول کو قاتل کی نشاندہی کے لئے زندہ فرما دیا تھا اور حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور **اللہ** عزوجل نے اپنے حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ مبارک پر مُردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا، ایسی صورت میں والدینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انتقال کے بعد نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی فضیلت اور اعزاز میں اضافہ کے لئے انہیں دوبارہ زندہ کرنے میں کونسی چیز رکاوٹ ہے؟ بے شک یہ بات بھی درجۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ **اللہ** عزوجل نے سورج کو غروب ہوجانے کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے لوٹا دیا تھا تاکہ حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نمازِ عصر ادا کرسکیں، تو جس طرح **اللہ** عزوجل نے سورج کو لوٹا دینے اور گئے وقت کے لوٹ آنے سے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

کی عزت افزائی فرمائی اسی طرح زندگی لوٹا کر اور ایمان لانے کا وقت گزر جانے کے بعد اس وقت کو لوٹا کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت افزائی فرمائی۔''

یہ بات بعض دوسرے مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اس قول کے منافی بھی نہیں کہ ''یہ آیت مبارکہ:

وَلَاتُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ0 (پ۱، البقرۃ:۱۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے والدینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔'' کیونکہ اس آیتِ مبارکہ کے سببِ نزول کے بارے میں کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے اور اگر ہم بالفرض اسے صحیح مان بھی لیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ ''اے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی وجاہت نہ ہوتی تو یہ جہنمی تھے۔''

{44}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان من مات علی الکفر......الخ، الحدیث:۵۰۰، ص۷۱۶)

اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **اللہ** عزوجل کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اس معاملہ کا علم عطا فرمانے سے پہلے بیان فرمائی یا پھر اس اعرابی کے اطمینانِ قلب اور ہدایت کے لئے ارشاد فرمائی تھی، لہٰذا جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے فرمایا: ''تیرا باپ جہنم میں ہے۔'' تو اس کا رنگ بدل گیا تھا۔ قابلِ اعتماد علماء ومجتہدینِ اُمت رحمہم اللہ تعالٰی نے پہلی آیتِ مبارکہ یعنی:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ط (پ:۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔''

سے فرعون کے کفر پر اجماع کا استدلال کیا ہے۔

{45}......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے (یعنی فرعون کے کافر ہونے کی روایت) سورۂ یونس کی تفسیر میں دو سندوں سے روایت کر کے فرمایا: ''ان میں سے ایک سند حسن اور دوسری حسن غریب صحیح ہے۔''

{46}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا یحیٰی بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو ان کی ماں کے پیٹ میں مومن پیدا فرمایا اور فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر پیدا فرمایا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۵۴۳، ج۱۰، ص۲۲۴)

اللہ عزوجل نے فرعون کے بارے میں سورہ یونس میں جو حکایت بیان فرمائی ہے:

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

اس کا اس وقت ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے فوراً بعد ارشاد فرمایا:

آٰلْـٴٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

ایسے وقت ایمان کے مفید نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنی قوم پر آنے والے عذاب کو دیکھ کر ایمان لایا تھا اور جیسا کہ بیان ہوا کہ اس وقت ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ کہ اس کا ایمان لانا محض تقلید کے طور پر تھا جیسا کہ اس کے قول اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ سے ظاہر ہے گویا کہ اس نے اس بات کا اعتراف کیا: ''میں **اللہ** عزوجل کو تو نہیں جانتا لیکن میں نے بنی اسرائیل سے سنا ہے کہ کائنات کا ایک خدا ہے، لہٰذا میں اس خدا پر ایمان لایا جس کے بارے میں، میں نے بنی اسرائیل سے سنا ہے اور وہ قوم اس کے وجود کا اقرار کرتی ہے۔''

یہی تو تقلید محض ہے کیونکہ فرعون تو دہریہ اور صانع کے وجود کا منکر تھا اور ایسا گندا اور برائی کی انتہاء کو پہنچا ہوا اعتقاد، تقلید محض سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اسے زائل کرنے کیلئے دلیلِ قطعی کے بغیر چارہ نہیں اور اگر بالفرض دلیلِ قطعی کے بغیر بھی اسے درست مان لیا جائے تو پھر بھی دہریے اور اس جیسے سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے اپنے کفریہ عقائد کے باطل ہونے کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ پھر اگر فرعون یہ کہتا: ''اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ غَیْرُهٗ یعنی میں اس ذات پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' تب بھی وہ مسلمان نہ ہوتا کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں (کہ نزع کے عالم میں جب روح نرخرے تک پہنچ جائے یا عذاب نظر آنے لگے، ایسے وقت میں ایمان لانا مفید نہیں ہوتا) اور فرعون نے تو خالق کی نفی اور اپنی خدائی جیسے کفریہ عقائد کے بطلان کا اعتراف نہ کیا اور وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ اس کے اپنے اس قول اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ سے اس نے کیا ارادہ کیا ہے؟

جب ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ غَیْرُهٗ سے ایمان ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں دوسرے معنی کا احتمال بھی موجود ہے، لہٰذا فرعون کے اس قول سے بھی ایمان ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیں کہ اس قول سے ایمان ثابت ہو جاتا ہے، تب بھی اس قول سے فرعون کا مؤمن ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ **اللہ** عزوجل کے رسول پر ایمان نہ ہونے کی صورت میں اللہ پر ایمان لانا درست نہیں، لہٰذا اگر تسلیم کر بھی لیا

جائے کہ فرعون اللہ عزوجل پر صحیح ایمان لے آیا تھا تب بھی حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا ایمان درست نہ ہوگا اور نہ ہی اس وقت اسے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا خیال آیا تھا لہٰذا اس کا ایمان مفید نہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ اگر کوئی کافر ہزاروں مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ یا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَ بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ کہے تب بھی اس وقت تک مؤمن نہ ہوگا جب تک وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہہ لے۔

وسوسہ: جادوگروں نے تو اللہ عزوجل پر ایمان لاتے وقت حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا مگر اس کے باوجود ان کا ایمان قبول کرلیا گیا؟

جواب: آپ کی بات درست نہیں کیونکہ انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا تذکرہ اپنے اس قول:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۝ ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا۔ (پ۹، الاعراف:۱۲۱،۱۲۲)

میں کر دیا تھا کیونکہ ان کا یہ ایمان لانا حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کی بنا پر ہوا تھا اور معجزہ یہ تھا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا مبارک ان کی ایجاد کردہ بلاؤں کو کھا گیا تھا اور رسول کے معجزے پر ایمان لانے کے بعد اللہ عزوجل پر ایمان لانا دراصل رسول پر ایمان لانا ہی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر صراحۃً ایمان لے آئے تھے جبکہ فرعون نہ تو صراحۃً ایمان لایا تھا اور نہ ہی اشارۃً بلکہ اس نے تو بنی اسرائیل کو یاد کیا تھا حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں حالانکہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ عزوجل کے سچے رسول اور اللہ عزوجل اور اس کی صفات کے عارف اور راہِ نجات کے راہنما تھے لہٰذا فرعون کے اس قول میں اپنے کفر پر قائم رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

سوال: امام قاضی عبدالصمد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس بات کی تصریح کی ہے: ''صوفیاء کرام کا مذہب یہ ہے کہ ایمان لانا ہر صورت میں نفع بخش ہے، اگرچہ عذاب دیکھتے وقت ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ مذہبِ قدیم ہے کیونکہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متقدمین میں سے ہیں اور پانچویں صدی کے اوائل یعنی ۴۳۰ھ ہجری میں بقیدِ حیات تھے۔ اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''علماءِ متقدمین ومتأخرین رحمہم اللہ تعالیٰ میں تیسری صدی ہجری حدِ فاصل ہے۔'' جب صوفیاءِ کرام کا یہ مذہب ہے تو اس کے برعکس فرعون کے کفر پر اجماع کیسے ہو گیا؟

جواب: اگر ہم مجتہدین اور قابلِ اعتماد صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اس قول کو صحیح تسلیم کرلیں تا کہ ان کی مخالفت کی

صورت میں اجماع منعقد نہ ہو سکے، تب بھی یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمارے بیان کردہ فرعون کے کفر پر منعقد اجماع میں خلل ڈالتا ہے، کیونکہ ہم اس کے نا امیدی کے عالم میں ایمان لانے کی وجہ سے اس پر کفر کا حکم نہیں لگاتے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ جس انداز میں **اللہ** عزوجل پر ایمان لایا تھا وہ درست نہ تھا اور اگر بَرْ سَبِیْلِ تَنَزُّل (یعنی اس کا اللہ عزوجل پر ایمان لانا درست مان بھی لیا جائے پھر بھی) وہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اصلاً ایمان ہی نہ لایا تھا، لہٰذا صوفیاء کرام کی طرف منسوب یہ مذہب ہمارے مؤقف پر کوئی اعتراض وارد نہیں کرتا۔

امام، عارف، محقق محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''الفتوحات المکیة'' میں اضطرار کے وقت ایمان لانے کو صحیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فرعون مؤمن تھا۔'' (آئندہ آنے والے صفحات میں مصنف علیہ الرحمۃ اس کا رد کریں گے اور انہی کے حوالے سے یہ ثابت کریں گے کہ فرعون پکا کافر تھا) مزید فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''جب فرعون اور اس کے لشکر کے درمیان غرق کی مصیبت حائل ہوئی تو اس نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں التجاء کی اور اپنے باطن کی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر مشکل دور کرنے کے لئے عرض کیا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔

جیسا کہ جادوگروں نے ایمان لاتے وقت یہ بات:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۲۱،۱۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا۔

شک و شبہ اور اشکال دور کرنے کے لئے کہی تھی، پھر فرعون نے

وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں مسلمان ہوں۔

کہا تو **اللہ** عزوجل نے عتاب کرتے ہوئے اس سے ارشاد فرمایا:

وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

یعنی یہ بات اب تجھ پر ظاہر ہوئی تو نے پہلے اسے کیوں نہ جان لیا؟

پھر اس کی روح قبض کرنے سے پہلے اس سے ارشاد فرمایا:

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ (پ۱۱، یونس:۹۲)

ترجمۂ کنز الایمان: آج ہم تیری لاش کو اترا دیں (یعنی باقی رکھیں) گے کہ تو اپنے پچھلوں کیلئے نشانی ہو۔

یعنی تاکہ نجات اس کی علامت ہو جائے کیونکہ جب اس نے وہی کہا جو میں نے اسے کہا تھا تو اس کی نجات بھی میری طرف سے ایسی ہی ہوگی جیسی تمہاری ہوگی، کیونکہ عذاب کا تعلق صرف ظاہر سے ہوتا ہے اور یقیناً میں نے مخلوق کو اس کا عذاب سے نجات پانا دکھا دیا، لہٰذا غرق ہونا ابتدائی وقت میں عذاب تھا اور اس میں مرنا خالص شہادت تھی تاکہ کوئی بھی **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیونکہ،

اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝ (پ۱۳، یوسف: ۸۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اور اعمال کا دار و مدار تو خاتمہ پر ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان:

فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔

نہایت واضح ہے کہ حقیقی نفع دینے والا تو **اللّٰہ** عزوجل ہی ہے لہٰذا انہیں **اللّٰہ** عزوجل ہی نے نفع پہنچایا اور **اللّٰہ** عزوجل کے اس فرمان:

سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا

سے مراد مایوسی کے وقت ایمان لانا ہی ہے، **نیز** فرعون کی روح قبض کر لی گئی اور حالتِ ایمان میں اس کی موت میں تاخیر اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ کہیں وہ اپنے سابقہ دعوی پر نہ لوٹ آئے۔ اور **اللّٰہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ (پ۱۲، ھود: ۹۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو انہیں دوزخ میں لا اُتارے گا۔

میں اس بات کی دلیل کہاں ہے کہ فرعون بھی ان لوگوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا؟ بلکہ **اللّٰہ** عزوجل نے تو ارشاد فرمایا:

اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ (پ۲۴، المؤمن: ۴۶)

ترجمہ کنز الایمان: حکم ہوگا فرعون والوں کو داخل کرو۔

یہ نہیں فرمایا: ''اے فرعون! جہنم میں داخل ہو جا۔'' **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت اس بات سے بہت وسیع ہے کہ وہ مضطر کا ایمان قبول نہ فرمائے اور فرعون کے غرق ہوتے وقت کے اضطرار سے بڑا اضطرار کونسا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ (پ۲۰، النمل: ۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

اس آیتِ کریمہ میں **اللّٰہ** عزوجل نے مضطر کی پکار کے ساتھ مقبولیت اور برائی ہٹا دینے کو ملا دیا، لہٰذا فرعون کا عذاب

صرف غرق ہونا ہی تھا۔''

سوال: یہ ہے کہ علامہ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کلام صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح نہیں ہے تو اس کے رد کی وجہ بیان فرمائیے؟

جواب: یہ کلام صحیح نہیں، اگرچہ ہم اس کے قائل کی جلالت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر معصوم تو صرف انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام (اور ملائکہ) ہی ہیں، سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزار پُرانوار کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: ''ان صاحبِ مزار (یعنی نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے علاوہ ہر ایک سے اس کے قول کے بارے میں مؤاخذہ ہوگا اور اس کا قول اس پر لوٹا دیا جائے گا۔''

نیز بعض کتب میں امام ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود یہ بات نقل فرمائی ہے: ''ہامان وقارون کے ساتھ فرعون بھی جہنم میں ہے۔'' لہٰذا جب امام کے کلام ہی میں اختلاف ہوگیا تو اب اسی کلام کو لیا جائے گا جو ظاہری دلائل کے مطابق ہوگا اور جو اس کے خلاف ہوگا اسے چھوڑ دیا جائے گا، بلکہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ آیتِ مبارکہ اور ترمذی شریف کی صحیح حدیث، مایوسی کے وقت ایمان کے باطل ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا۔

میں اس تأویل: ''**اللہ** عزوجل ہی نفع دینے والا ہے۔'' کی طرف توجہ ہی نہیں کی جائے گی۔ اس تأویل کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن وسنت کی اصطلاح میں اشیاء کی اضافت ان کے اسباب کی طرف کی جاتی ہے، لہٰذا جب یہ کہہ دیا گیا کہ ایمان نفع نہ دے گا، تو اس کا شرعی معنی یہی ہے کہ اس شخص پر یہ حکم لگا دیا گیا کہ اس کا ایمان باطل اور ناقابلِ اعتناء ہے۔ جب **اللہ** عزوجل ہی ہر وقت حقیقی نافع ہے، تو وقوعِ عذاب کی اس حالت میں جبکہ عذاب کا واقع ہونا لازم ہوجائے تو **اللہ** عزوجل کے نافع ہونے کی تخصیص کرنے پر اس قائل کے پاس کیا دلیل ہے؟ اور اگر **اللہ** عزوجل اسے نفع دینا چاہتا تو عذاب کے ذریعے ان کی بیخ کنی کیوں کرتا؟

اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان:

وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ O (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمہ کنزالایمان: اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔

اس بات پر واضح دلیل ہے کہ:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمہ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا۔

سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان لانے کے باوجود کفر پر قائم ہیں، اس آیت کریمہ کے بارے میں ائمہ صحابہ وتابعین عظام علیہم الرضوان کی تفسیر اور ان کے بعد والوں کی صحیح اور اجماع کے مطابق (اس آیت کی) تفسیر کا ہمارے مؤقف کے موافق ہونا ہی کافی ووافی ہے۔

اور جب یہ بات ثابت اور واضح ہوگئی کہ ''مایوسی کے وقت کا ایمان درست نہیں۔'' تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ''فرعون کا ایمان درست نہیں۔'' کیونکہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ ''اگر ہم مایوس کے ایمان کو درست مان بھی لیں تب بھی مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرعون کا ایمان، حضرت سیدنا موسیٰ وھارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے درست نہ تھا، جبکہ جادوگروں کا ایمان اس لئے درست تھا کہ وہ حضرت سیدنا موسیٰ وھارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام پر ایمان لے آئے تھے۔'' جو شخص قرآن پاک میں ان کے حکایت کردہ الفاظ میں غور وفکر کرے تو وہ ان دونوں کے ایمان کے فرق کو واضح طور پر جان لے گا، لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول تو بڑا ہی عجیب ہے: ''فرعون نے اپنے باطن کی ذلت ورسوائی دیکھی تو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں التجاء کی۔'' حالانکہ جب وہ رب العزت عزوجل کی ربوبیت ہی کا منکر تھا تو ذلت وفقر میں سے اس کے باطن میں کونسی چیز تھی؟ اور وہ تو عقیدہ ہی یہ رکھتا تھا: ''وہی معبودِ مطلق اور رب اکبر ہے۔'' اسی وجہ سے وہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو ایذاء دیتا اور ان کی تکذیب کے ساتھ ساتھ ان سے دشمنی بھی رکھتا تھا، وہ تو رسول کی دشمنی میں ابوجہل کی طرح تھا، اسی لئے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ابوجہل کو اس اُمت کا فرعون قرار دیا، اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اس کا باطن ان دونوں (یعنی ذلت وفقر) پر تھا تو ایمان درست نہ ہونے کی وجہ سے اس آیتِ کریمہ:

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ O (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

کو عتاب پر محمول کر لینے سے اسے ان دونوں کے مقابلہ میں کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اگر اس کا اسلام اور ایمان درست ہوتا تو اس کی فضیلت کے لئے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق مناسب یہی تھا کہ کہا جاتا: ''آلْاٰنَ نُقْبِلُکَ وَ نُکْرِمُکَ یعنی اب ہم تجھے قبول کریں گے اور عزت سے نوازیں گے۔'' کیونکہ اس کے ایمان کی درستگی کے لئے **اللہ** عزوجل کی اس پر رضا لازم تھی اور جسے اتنی بڑی رضا حاصل ہو جائے تو مقامِ فضل کی رعایت کرتے ہوئے اس کے صحیح ایمان کے جواب میں یہ الفاظ نہیں کہے جاتے کہ:

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ O (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

کیونکہ تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر باسلیقہ شخص جانتا ہے کہ ان الفاظ کے ذریعے اسی کو مخاطب کیا جاتا ہے جس پر غضب ہوتا

ہے نہ کہ ان لوگوں کو جن پر رضا ہوتی ہے۔

''وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْن'' کی تخصیص سے بھی شیخ ابن عربی کے قول کا انکار ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اگر فرعون کا ایمان درست ہوتا تو اس کے پچھلے گناہ اور اس کے پیروکاروں میں ڈالے گئے فساد کو مٹا دیا جاتا اور اس عظیم معافی کے بعد اسے عقاب، ملامت اور زجر و توبیخ کے ساتھ کیسے مخاطب کیا جاتا؟ ایسا صرف اس پر عذاب کی عظیم میخیں گاڑنے، اس کی پچھلی برائیاں یاد دلانے اور یہ بتانے کے لئے کیا گیا تھا کہ اس کی اپنی عادتوں نے اسے آخری وقت تک ایمان لانے سے روکے رکھا تھا، لہٰذا اب اس کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا۔ خصوصاً جب کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تکذیب اور اللہ عزوجل کی آیتوں سے عناد رکھتا اور اس کی بارگاہ سے اعراض کرتا تھا۔

نیز ''بدن'' کی نجات کی تخصیص اس بات پر شاہد و عادل ہے کہ اس پر وہی اعتراض ہوتا ہے جو کچھ مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ فرعون کے خدائی دعویٰ کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کی تصدیق نہ کرتے کیونکہ (عام تاثر یہی ہے کہ) اس جیسے لوگ (یعنی خدائی دعوے دار) نہیں مرتے، لہٰذا اسے ایک بلند ٹیلے پر اچھال دیا گیا اور اس کے جسم پر اس کی زرہ بھی موجود رہی تا کہ اسے پہچانا جا سکے۔

عرب لوگ زرہ پر بھی ''بدن'' کا اطلاق کرتے ہیں، فرعون کی ایک زرہ تھی جس کے ذریعے اسے پہچانا جاتا تھا اور ایک شاذ قرأت بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ لفظِ بدن کہہ کر زرہ مراد لی جاتی ہے جیسا کہ بِاَبْدَانِکَ بھی مروی ہے جس کا معنی ہے دُرُوْعِکَ، کیونکہ فرعون اکثر اپنی جان کے خوف سے زرہ پہنے رہتا تھا، یا اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بالکل برہنہ تھا اور اس پر ستر پوشی کے لئے کوئی چیز نہ تھی، یا پھر وہ روح سے خالی جسم تھا۔ مذکورہ قرأت بھی ان تمام معانی کے منافی نہیں کیونکہ اسکے بدن کے ہر عضو کو ایک علیحدہ بدن بنا دیا گیا اور ایک شاذ قراءت میں اسے حاء کے ساتھ نُنَحِّیْکَ بھی پڑھا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ہم تجھے سمندر کے کنارے پر پھینک دیں گے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے فرعون کو مرے ہوئے بیل کی طرح سمندر کے کنارے پر پھینک دیا تا کہ وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے اور ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو شخص ظالم ہو اور اللہ عزوجل کی جناب میں تکبر کرتا ہو اس کی پکڑ اس طرح ہوتی ہے کہ اسے ذلت و اہانت کی پستی میں پھینک دیا جاتا ہے تا کہ لوگوں کو اس کے طریقہ سے ڈرایا جائے اور تمام قوموں کی اللہ عزوجل کی ظاہر و باہر قدرت کی طرف راہنمائی کی جائے، نیز حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین کے معاملہ میں ان کی تصدیق کی جا سکے۔ پھر اللہ

عزوجل نے اُمت محمدیہ علٰی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کو دلائل سے اعراض کرنے پر جھڑکتے ہوئے اوران میں غوروفکر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے اس آیتِ مبارکہ کا اختتام اس طرح فرمایا:

وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

جیسا کہ ایک دوسری جگہ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ط (پ۱۳، یوسف:۱۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔

تنبیہ 6:

مذکورہ بالا آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں: ''کافروں کو جہنم میں ملنے والا عذاب دائمی اور ابدی ہوگا اور اس مؤقف کے خلاف جو روایات آئی ہیں ان میں تاویل کرنا واجب ہے۔'' اس لئے کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

خٰلِدِیْنَ فِیْہَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ ط اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا بے شک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔

کا ظاہری معنی تو یہ ہے کہ کافروں کے عذاب کی مدت زمین وآسمان کی مدتِ بقاء کے مساوی ہے، مگر جنہیں **اللہ** عزوجل چاہے گا وہ اس مدت تک بھی جہنم میں نہ رہیں گے۔ مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیس (20) وجوہات سے اس میں تاویل کی ہے، ان میں سے بعض کا تعلق زمین وآسمان کی مدت سے مقید کرنے کی حکمت سے ہے اور بعض کا تعلق استثناء کی حکمت سے ہے۔

پہلی صورت کے اعتبار سے اس کا معنی یہ ہے: ''اس سے مراد جنت کے زمین وآسمان ہیں۔'' کیونکہ ہر وہ چیز جو تم سے بلند ہے وہ آسمان ہے اور ہر وہ چیز جس پر تم قرار پکڑتے ہو وہ زمین ہے اور اس اعتبار سے جنت کے زمین وآسمان کا وجود ایک قطعی اَمر ہے جو کہ کسی پر مخفی نہیں، لہٰذا اس بات کی یہ نظیر پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی اس طرح کہ اس آیت کو اس تاویل پر محمول کرنا ہی جائز نہیں کیونکہ یہ مخاطب لوگوں کے نزدیک معروف نہیں ہے۔

☆...... یا ''اس سے دنیا کے زمین وآسمان مراد ہیں۔'' اور اسے عرب کی کسی چیز کے دوام اور ہمیشگی کے بارے میں خبر دینے کے مطابق بیان کیا گیا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں: ''لَا اٰتِیْکَ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا جب تک زمین وآسمان قائم ہیں۔''

☆......یا جب تک رات دن میں اختلاف رہے گا،

☆......یا جب تک سمندر موجیں مارتا رہے گا،

☆......یا جب تک پہاڑ قائم رہے گا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ان سے **اللہ** عزوجل کا خطاب عربی زبان کے عرف کے مطابق ہوتا ہے اوران کے عرف میں یہ الفاظ ہمیشگی اور دوام کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زمین وآسمان کے دوام کے بارے میں مروی ہے: ''تمام مخلوق کی اصل عرش کا نور ہے اور آخرت میں زمین وآسمان اسی نور کی طرف لوٹ جائیں گے جس سے انہیں پیدا کیا گیا اور پھر ہمیشہ عرش کے نور میں رہیں گے۔''

اس جواب کواس معنی کی ضرورت ہے کہ زمین وآسمان کے دوام کی قید کواس طرح سمجھا جائے کہ کافر جہنم میں اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ زمین وآسمان قائم رہیں گے۔

☆......بعض حضرات نے یہ معنی مراد لینے سے منع کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں چیزیں جب تک قائم رہیں گی ان کا جہنم میں رہنا بھی باقی رہے گا۔اور ایک قاعدہ بیان کیا ہے: ''جب شرط پائی جائے تو مشروط کا پایا جانا بھی ضروری ہوتا ہے لیکن بعض اوقات جب شرط نہ پائی جائے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ مشروط بھی نہ پایا جائے۔اس کی مثال یہ دی جاسکتی ہے کہ جیسے آپ کہیں: ''اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے۔'' پھر کہیں: ''مگر یہ تو انسان ہی ہے۔'' لہٰذا نتیجہ نکلا کہ یہ حیوان بھی ہے، یا کہیں: ''مگر یہ انسان نہیں۔'' تو اب نتیجہ یہ نہیں نکلے گا کہ یہ حیوان بھی نہیں کیونکہ مقدم کی نقیض کا استثناء درست نہیں۔

لہٰذا اب اگر اس مثال اور قاعدہ کے مطابق آیتِ مذکورہ کے مفہوم کو سمجھا جائے تو وہ کچھ اس طرح ہوگا کہ اس میں زمین و آسمان کا دوام شرط اور دائمی عذاب مشروط ہے، لہٰذا جب ہم کہیں: ''جب تک زمین وآسمان قائم ہیں ان کا عذاب باقی رہے گا۔'' پھر کہیں: ''مگر زمین وآسمان تو قائم ہیں۔'' تو ہمارے اسی قول سے ان کے عذاب کا دائمی ہونا ثابت ہو گیا، اور اگر ہم یہ کہیں ''زمین وآسمان قائم نہیں۔'' تو یہ ضروری نہیں کہ وہ دائمی عذاب میں بھی نہ ہوں، ان کے عذاب کے دائمی ہونے کے ساتھ زمین وآسمان کی بقا یا عدمِ بقا کی بات نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا ان کے دوام کی قید کا کوئی فائدہ نہ رہا۔ کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں ایک بہت عظیم فائدہ پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تقیید اس عذاب کے طوالت اور ہمیشہ قائم رہنے پر دلالت کرتی ہے جس کی طوالت اور لمبائی کا عقل احاطہ نہیں کرسکتی۔

پھر کیا اس عذاب کی کوئی انتہاء بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیگر دلائل سے حاصل ہوگا جو کہ کافروں کے جہنم میں ہمیشگی

کی تصریح کرنے والی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے عذاب کی کوئی انتہاء نہیں۔

دوسری صورت کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جہنمیوں کا استثناء ہے کیونکہ وہ جہنم سے ''زمہریر'' اور ''حمیم'' پینے کے لئے نکلیں گے اور پھر واپس جہنم میں لوٹ جائیں گے۔ لہٰذا وہ ان اوقات کے علاوہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، یہ اوقات بھی اگرچہ عذاب ہی کے ہیں مگر اس وقت وہ حقیقتاً جہنم میں نہیں ہوں گے۔ یا پھر اس آیتِ مبارکہ میں ''ما'' ذوی العقول کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ:

فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ۴، النسآء:۳) ترجمۂ کنز الایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔

میں ہے، اس صورت میں گنہگار مؤمنین کا ''خٰلدین'' کی ضمیر سے مستثنیٰ متصل ہوگا کیونکہ ان میں شقی لوگ بھی شامل ہیں یا پھر یہ ان کو شامل نہ ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ منقطع ہے اور یہ بات زیادہ واضح ہے، یا پھر یہ مستثنیٰ منقطع تو ہے مگر اس میں لا، سوی کے معنی میں ہے، مراد یہ ہے: ''جب تک زمین وآسمان قائم رہیں گے مگر جسے تمہارا رب عزوجل چاہے گا اس کے عذاب میں اضافہ فرما دے گا۔'' اس کے اور بھی بہت سے جوابات ہیں جن کے بعید ہونے کی وجہ سے میں نے ان سے اعراض کیا ہے۔

{47}......امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کردہ حدیث اس کے منافی نہیں: ''جہنم پر ایک ایسا دن ضرور آئے گا جس میں اس کے دروازے کھل جائیں گے تو اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور یہ دن ایک زمانہ تک جہنمیوں کے جہنم میں رہنے کے بعد ہوگا۔''

کیونکہ اس کی سند میں ایسے راوی بھی ہیں جن کے بارے میں محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ''**غیر ثقہ اور کثیر جھوٹی روایات بیان کرنے والا**'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ بات جمہور محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے حضرت سیدنا ابن مسعود اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا: ''یہ حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا ابن عباس، حضرت سیدنا ابن مسعود، حضرت سیدنا ابو ہریرہ اور حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہم کا قول ہے، حضرت سیدنا حسن بصری اور حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی بھی یہی رائے ہے نیز حضرت علی بن طلحہ الوالبی اور مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قول دیگر اقوال کا رد کرتا ہے جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا کہنا ہے: ''میں نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔'' اور ظاہر بھی یہی ہے کہ مذکورہ شخصیات سے اس بارے میں کوئی صحیح روایت مروی نہیں۔ اور اگر بالفرض اسے صحیح

تسلیم کر بھی لیں تب بھی علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوگا: ''اس میں کوئی گنہگار مؤمن نہ ہوگا جبکہ کافروں کے ٹھکانے تو جہنم میں ہی ہوں گے، وہ اُن سے بھرا رہے گا اور کفار اس سے کبھی نہ نکلیں گے۔ جیسا کہ **اللہ** عزوجل نے بہت سی آیات میں اس بات کو ذکر کیا ہے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیرِ کبیر میں ہے: ''ایک قوم کا کہنا ہے کہ کافروں کا عذاب ختم ہو جائے گا اور ان کے عذاب کی بھی ایک انتہاء ہے۔'' اور وہ اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

لٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا ۝ (پ۳۰، النبأ:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اس میں قرنوں (مدتوں) رہیں گے۔

وہ اس طرح کہ ظلم کا گناہ متناہی ہے، لہٰذا اس پر لامتناہی سزا دینا ظلم ہے۔ اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کا جواب پیچھے گزر چکا اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان اَحْقَابًا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ان کے عذاب کی کوئی انتہاء ہے، کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عرب اس سے دوام کو تعبیر کرتے ہیں اور یہ کوئی ظلم نہیں، کیونکہ کافر جب تک زندہ رہا کفر کا عزم کرتا رہا، لہٰذا اسے ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کیا گیا یعنی دائمی جرم کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزا چکھایا گیا، لہٰذا اس کا عذاب اس کے جرم کی پوری پوری سزا ہے۔ یاد رکھیں کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۰۸) ترجمۂ کنزالایمان: کبھی ختم نہ ہوگی۔

کی وجہ سے اہلِ جنت کے معاملہ میں **تقیید** اور استثناء سے تمام علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اتفاق کے مطابق ظاہری معنی مراد نہیں کہ گذشتہ نظیر کی طرح اس میں تاویل کی جائے۔ بلکہ اس سے اہلِ اعراف (یعنی جنت اور جہنم کے درمیان والے) اور گنہگار مؤمن مراد لئے جائیں گے جو بعد میں جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے ہمیں اہلِ جنت کے لئے تو اپنے ارادے کی خبر اس فرمانِ عالیشان:

عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (پ۱۲، ھود۱۰۸) ترجمۂ کنزالایمان: یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

کے ذریعے دی ہے، جبکہ اہلِ جہنم کے بارے میں ہمیں اپنے ارادے کی خبر نہیں دی۔''

ایمان کی اہمیت اور مؤمن کی فضیلت

{48}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کعبہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''تُو خود اور تیری فضا کتنی اچھی ہے، تُو کتنی عظمت والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جان ہے! **اللہ** عزوجل کے نزدیک مؤمن کی جان و مال اور اس سے اچھا گمان رکھنے کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، الحديث:۳۹۳۲،ص ۲۷۱۲)

{49}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس طرح آئے کہ **اللہ** عزوجل کی عبادت کرتا ہو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، تو اس کے لئے جنت ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور مسلمان جان کو قتل کرنا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حديث ابو ايوب انصارى،الحديث: ۲۳۵۶۱،ج۹،ص ۱۳۱،"قالو اوما هى الكبائر" بدله "وسالوه ماالكبائر")

{50}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اطاعت کی اور پھر ہجرت کی میں اسے جنت کے نچلے، وسطی اور بلندترین حصے کے ایک ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں تو جو یہ کام کرے اور نہ تو خیر کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے اور نہ ہی برائی سے بھاگنے کا کوئی موقع گنوائے تو (یہی اس کے لئے کافی ہے،) وہ جہاں چاہے جا کر مر جائے۔'' (سنن النسائى ، كتاب الجهاد،باب مالمن اسلم وهاجر......الخ،الحديث:۳۱۳۵،ص ۲۲۸۹)

{51}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اخلاص کے ساتھ **اللہ** عزوجل کے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے دنیا چھوڑی، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ اس حال میں مرے گا کہ **اللہ** عزوجل اس سے راضی ہوگا۔'' (سنن ابن ماجه ، كتاب السنة،باب فى الايمان،الحديث: ۷۰،ص ۲۴۸۱)

{52}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل مؤمن کو دنیا میں نیکی کی توفیق دینے اور آخرت میں اس کا ثواب دینے میں ظلم نہیں کرے گا جبکہ کافر کی نیکیوں کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں آئے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی وجہ سے اسے کوئی بھلائی دی جائے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالك بن النضر،الحديث: ۱۲۲۳۹،ج۴،ص ۲۷)

{53}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عمل کے بغیر ایمان اور ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔'' (مجمع الزوائد، كتاب الايمان ، باب لايقبل الايمان بلا عمل ......الخ،الحديث:۹۵،ج ۱،ص۱۸۷)

{54}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے خواب دیکھا گویا کہ جبرائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سرہانے اور میکائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے قدموں میں کھڑے ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: ''ان کے لئے کوئی مثال پیش کرو۔'' تو وہ عرض کرتا ہے: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم ! توجہ سے سنیں اور غور فرمائیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت کی مثال (بلاتشبیہ) اس بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک محل بنایا، پھراس میں ایک مکان بنا کر ایک منادی کو لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، تو کچھ لوگوں نے اس منادی کی بات مان لی اور کچھ نے نہ مانی، تو جان لیں کہ وہ بادشاہ **اللہ** عزوجل ہے، وہ محل اسلام ہے اور وہ مکان جنت ہے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منادی ہیں، جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دعوت قبول کی وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوا وہی اس کے انواع واقسام کے کھانے کھائے گا۔''

(جامع الترمذی،ابواب الامثال،باب ماجاء مثل اللہ عزوجل لعبادہ ، الحدیث:۲۸۶۰،ص۱۹۳۸)

{55}......سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل موحدین کو ان کے عمل کی کمی کے مطابق جہنم میں عذاب دے گا اور پھر ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں لوٹا دے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان،قسم الاقوال،الحدیث:۲۶۶،ج۱،ص۵۰)

{56}...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے مجھے دیکھا اور ایک مرتبہ مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے سعادت ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور سات مرتبہ مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے بھی سعادت ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر،الحدیث:۱۲۵۷۹،ج۴،ص۱۰)

جبکہ علامہ طیالسی کی ایک روایت میں ''تین مرتبہ'' ایمان لانے کا ذکر ہے۔

{57}......رسولِ اکرم،نورِ مجسَّم ،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جسے اسلام کی ہدایت ملی اور بقدرِ ضرورت رزق ملا، پھراس نے اس پر قناعت کی تو وہ فلاح پا گیا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۷۸۷،ج۱۸،ص۳۰۶)

{58}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام لانا، ہجرت کرنا اور حج کرنا پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان،باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ و کذا......الخ،الحدیث: ۳۲۱،ص۶۹۸)

کبیرہ نمبر2:

شرکِ اصغر (ریاکاری)

بے شک قرآن وسنت ریاکاری کی حرمت پر گواہ ہیں نیز اس کی حرمت پر اُمت کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔

ریاکاری کی مذمت پرآیاتِ قرآنیہ:

قرآن پاک میں اس کی مذمت یوں بیان کی گئی ہے:

﴿۱﴾

الَّذِیۡنَ ھُمۡ یُرَآءُ وۡنَ O (پ۳۰،الماعون:۶) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جودکھاوا کرتے ہیں۔

{۲} ایک دوسری جگہ ہے:

وَالَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ لَھُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ (پ۲۲،فاطر:۱۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو برے داؤں (فریب) کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ان سے مراد ریاکار ہیں۔''

{۳} ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا O (پ۱۶،الکھف:۱۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے

یعنی اپنے عمل میں ریاکاری نہ کرے۔ اسی لئے یہ آیتِ مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی عبادت اور عمل پر اجر کے ساتھ ساتھ تعریف کے بھی خواہاں رہتے تھے۔

{۴} ایک اور مقام پر **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا O (پ۲۹،الدھر:۹) ترجمۂ کنزالایمان: ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں مانگتے۔

ریاکاری کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

احادیثِ مبارکہ میں ریاکاری کا ذکر کچھ اس طرح کیا گیا ہے:

{1}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر یعنی دکھاوے میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی

جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟'' (المسندللامام احمد بن حنبل،حدیث محمود بن لبید،الحدیث:۲۳۶۹۲،ج۹،ص۱۶۰)

{2}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ بندے وہ گمنام اور پرہیزگار سخی ہیں (یعنی جو اپنی عبادات چھپانے میں انتہائی مبالغہ کرتے ہیں اور اپنی ان عبادات کو ہر قسم کی فانی اغراض اور گندے اخلاق سے بچاتے ہیں) جو غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں وہ ہدایت کے امام اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۵۳،ج۲۰،ص۳۷،بدون "الاسخیاء"،"الدجی" بدلہ" العلم")

{3}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مخفی شہوت اور ریاکاری شرک ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،حرف الراء ،باب الریاء،الحدیث:۷۴۸۳،ج۳،ص۱۹۰)

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کا خوف ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند یا بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے بلکہ غیر اللہ کے لئے اعمال کریں گے اور مخفی شہوت رکھیں گے۔'' (سنن ابن ماجہ ، ابواب الزھد، باب الریاء والسمعۃ ، الحدیث:۴۲۰۵،ص۲۷۳۲)

{5}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کا شرک چیونٹی کے چکنی چٹان پر چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد،باب الریاء و خفائہ ،الحدیث:۱۷۶۶۸،ج۱۰،ص۳۸۴)

{6}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرکِ خفی یہ ہے کہ آدمی کسی آدمی کے مرتبہ کی خاطر عمل کرے۔'' (المستدرک،کتاب الرقاق، باب من تشاعبت بہ الھموم......الخ،الحدیث:۸۰۰۶، ج۵، ص۴۶۸)

{7}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کا شرک اندھیری رات میں چیونٹی کے چکنی چٹان پر رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تم ظلم کی کسی بات کو پسند کرو یا عدل و انصاف کی کسی بات سے نفرت کرو اور دین تو **اللہ** عزوجل کے لئے محبت کرنے اور **اللہ** عزوجل کے لئے نفرت کرنے ہی کا نام ہے۔ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳،اٰل عمران:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۱۳۸۳۱،ج۹،ص۲۶۴،بدون "فی امتی")

{8}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن

آئے گا تو **اللہ** عزوجل اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان پر (نقل وحرکت اور جہات واجسام کے لوازمات سے پاک) تجلّی فرمائے گا اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی، سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک قرآن کریم کا حافظ، دوسرا راہِ خدا عزوجل میں مارا جانے والا شہید اور تیسرا بہت مالدار ہوگا، **اللہ** عزوجل قاری سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، یارب عزوجل!'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''پھر تُو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں: ''فلاں شخص قاری ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر مالدار کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو وسیع نہ کیا یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہ چھوڑا؟'' تو وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں یارب عزوجل!'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو نے میرے عطا کردہ مال میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں صلہ رحمی کرتا اور صدقہ کرتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے: ''فلاں بہت سخی ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر راہِ خدا عزوجل میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل اس سے پوچھے گا: ''تجھے کیوں قتل کیا گیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں مرتے دم تک لڑتا رہا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے بلکہ تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے: ''فلاں بہت بہادر ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' اے ابوہریرہ! یہ **اللہ** عزوجل کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعة، الحدیث: ۲۳۸۲، ص ۱۸۹۰)

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائیگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اللہ** عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا کہ ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور

قرآنِ کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے **اللہ** عزوجل نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لاکر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔'' پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء......الخ، الحدیث: ۴۹۲۳، ص ۱۰۱۸)

{10}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے تین شخص جہنم میں داخل ہوں گے، ایک شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تُو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی تو میں دن رات ثواب کی اُمید پر اسے پڑھتا رہا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تو نماز اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری، نمازی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر دوسرے کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں تیرے ثواب اور جنت کی امید پر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا، مسکینوں پر خرچ کرتا اور مسافروں کو اس کے ذریعے سواری مہیا کیا کرتا تھا۔'' اس سے بھی کہا جائے گا: ''تُو جھوٹا ہے کیونکہ تو صدقہ اور صلہ رحمی اس لئے کرتا تھا کہ تجھے رحمدل اور سخی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، پھر تیسرے شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر تیری راہ میں جہاد پر نکلا اور کافروں سے لڑا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگا۔'' تو اس سے کہا جائے گا: ''تُو جھوٹا ہے، تُو نے جہاد اس لئے کیا تا کہ تجھے بہادر اور جری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔''

(المستدرک، کتاب الجهاد، باب سبب نزول آية (فمن كان يرجو لقاء ربه)، الحديث ۲۵۷۴، ج ۲، ص ۴۲)

{11}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حساب کے وقت تین شخص ہلاک ہو جائیں گے: سخی، بہادر اور عالم۔'' (المستدرک، کتاب العلم، باب ان اول الناس.....الخ، الحدیث: ۳۷۲، ج ۱، ص ۲۰۵)

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل شک وشبہ سے پاک دن یعنی قیامت میں اولین وآخرین کو جمع کرے گا تو ایک منادی ندا دے گا: ''جس نے **اللہ** عزوجل کے لئے کئے جانے والے عمل میں کسی کو شریک کیا وہ اسی کے پاس اپنا ثواب تلاش کرے کیونکہ **اللہ** عزوجل شرکاء سے بے نیاز ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند المكيين، حديث ابی سعيد بن ابی فضيله، الحديث: ۱۵۸۳۸، ج ۵، ص ۲۹)

{13}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے گا میں اسے (عذاب کا) شدید حصہ دوں گا، جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا اس کا قلیل و کثیر عمل اس کے اسی شریک کے لئے ہے جسے اس نے میرا شریک ٹھہرایا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۷۱۴۰، ج۶، ص ۸۲، بدون ''حشو

{14}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''میں شریک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا۔'' یعنی ڈھیل دوں گا اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک مُہر بند صحیفہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا **اللہ** عزوجل اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ''اِنہیں قبول کر لو اور اُنہیں چھوڑ دو۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''یا رب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تم درست کہتے ہو مگر یہ میرے غیر کے لئے ہیں اور آج میں صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تحریم الریاء، الحدیث: ۷۴۷۵، ص ۱۱۹۵

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الراء، باب الریاء، الحدیث: ۷۴۷۲، ج۳، ص ۱۸۹

{15}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب قیامت کا دن آئے گا تو کچھ مہر بند صحیفوں کو لایا جائے گا اور **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اِنہیں قبول کر لو اور اُنہیں رد کر دو۔'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یا رب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اس کا عمل میری رضا کے لئے نہیں تھا اور آج میں وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث: ۲۴۶۵، ج۱، ص ۳۵۹)

{16}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن کچھ مہر بند صحیفوں کو لا کر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا تو **اللہ** عزوجل فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''یہ چھوڑ دو اور یہ قبول کر لو۔'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یا رب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم تو اس میں خیر ہی دیکھتے ہیں۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا اور وہی زیادہ جانتا ہے: ''یہ میرے غیر کے لئے تھے آج میں وہی عمل قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔''

(سنن دارقطنی، باب النیة، الحدیث: ۱۲۹، ج۱، ص ۴۳

{17}......حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ملائکہ **اللہ** عزوجل کے بندوں میں سے کسی بندے کے عمل کو زیادہ سمجھتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائیں گے، تو **اللہ** عزوجل

ان کی طرف وحی فرمائے گا: ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص نہیں تھا لہٰذا اسے سجین میں لے جاؤ۔'' اسی طرح فرشتے ایک بندے کے عمل کو کم اور حقیر جانتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ **اللّٰہ** عزوجل اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ فرشتے وہاں پہنچ جائیں گے تو **اللّٰہ** عزوجل ان کی طرف وحی فرمائے گا: ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص ہے لہٰذا اسے علیین میں لے جاؤ۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،حرف الراء ،باب الریاء،الحدیث:۷۵۰۵،ج۳،ص ۱۹۲)

{18}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا دے گا کہ جس نے **اللّٰہ** عزوجل کے غیر کے لئے عمل کیا وہ اپنا ثواب اسی کے پاس تلاش کرے جس کے لئے اس نے عمل کیا تھا۔'' (جامع الاحادیث،الحدیث:۲۴۷۶،ج ۱،ص ۳۶۱،مفہومًا)

{19}...... حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل ان پرہیزگار گم نام بندوں سے محبت فرماتا ہے جو غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے اور جب حاضر ہوں تو پکارے نہ جائیں اور نہ ہی پہچانے جائیں وہ ہدایت کے چراغ ہیں اور ہر اندھیری زمین سے طلوع (یعنی ظاہر) ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه ، ابواب الفتن، باب من ترجی له السلامة ......الخ،الحدیث:۳۹۸۹،ص ۲۷۱۶)

{20}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وادیٔ حزن سے **اللّٰہ** عزوجل کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ ایسی وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اس میں دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے قاری داخل ہوں گے اور بے شک **اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو اُمراء سے ملنے کے لئے جاتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه ، ابواب الطهارت، باب الانتفاع بالعلم......الخ،الحدیث:۲۵۶،ص ۲۴۹۳)

{21}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، **اللّٰہ** عزوجل نے یہ وادی اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے جو قرآنِ پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لئے صدقہ کرنے والے، **اللّٰہ** عزوجل کے گھر کے حاجی اور راہ خدا عزوجل میں نکلنے والے ہوں گے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۲۸۰۳،ج ۱۲،ص ۱۳۶)

{22}...... رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللّٰہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللّٰہ** عزوجل اسے عذاب دے گا اور جو مخالفت کرے گا **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے مشقت میں ڈالے گا۔'' (جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۲۰۷۴۰،ج۷،ص ۴۴)

{23}......عقیلی اور دیلمی سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت بندہ وہ ہے جس کے کپڑے اس کے عمل سے اچھے ہوں وہ اس طرح کہ اس کا لباس تو انبیاءِ کرام علیہم السلام جیسا ہو مگر عمل متکبرین کا سا ہو۔'' (الضعفاء للعقیلی، باب السین، الحدیث:۶۷۴، ج۲، ص۵۳۵)

{24}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شہرت والی دو چیزوں سے بچتے رہو۔ صوف یعنی اُون اور ریشم سے، قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جسے لوگ تو اچھا سمجھیں مگر اس میں کوئی اچھائی نہ ہو۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث:۷۴۸۱۔۸۲، ج۳، ص۱۹۰)

{25}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے ہر ریاکار پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۶۷۲۵، ج۲، ص۴۷۶)

{26}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک زمین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ریا کے طور پر اونی لباس پہننے والوں کے بارے میں فریاد کرتی ہے۔'' (ایضاً، الحدیث:۴۹۷۵، ج۲، ص۲۱۹)

{27}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کچھ روزہ داروں کو روزے سے بھوک کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کچھ عبادت گزاروں کو رات کی عبادت سے شب بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب ماجاء فی الغیبۃ والرفث للصائم، الحدیث:۱۶۹۰، ص۲۵۷۸)

{28}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کچھ عابدوں کو عبادت سے شب بیداری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کچھ روزہ داروں کو روزے سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۳۴۱۳، ج۱۲، ص۲۹۲، بتقدم وتأخر)

{29}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے مگر آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنے والا اسے نہ پا سکے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث:۷۴۸۹، ج۳، ص۱۹۰)

{30}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کے سامنے اچھے طریقے سے اور تنہائی میں برے طریقے سے نماز ادا کی، بے شک اس نے اپنے رب عزوجل کی توہین کی۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۵۰۹۵، ج۴، ص۲۸۰)

{31}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے آخرت

کے عمل سے زینت پائی حالانکہ آخرت اس کی مراد تھی نہ طلب تو وہ زمین وآسمان میں ملعون ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد،باب ماجاء فی الریا، الحدیث:۱۷۹۴۸، ج۱۰،ص۳۷۷)

{32}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب کوئی قوم آخرت (کے اعمال) سے آراستہ ہو کر (حصولِ) دنیا کے لئے حسن وجمال کا پیکر بنے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔'' (جامع الاحادیث،الحدیث:۱۱۶۹، ج۱،ص۱۸۳)

(فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے:)''جس نے **اللہ** عزوجل کے ساتھ غیر خدا کے لئے دکھلاوا کیا تحقیق وہ **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم سے بری ہوگیا۔'' (المعجم الکبیر ،الحدیث ۸۰۵، ج۲۲،ص۳۲۰)

{33}......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو دکھاوے اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہو تو جب تک بیٹھ نہ جائے **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد،باب ماجاء فی الریا، الحدیث:۱۷۶۶۴، ج۱۰،ص۳۸۳)

{34}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا اور جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اس کے سبب عذاب دے گا۔

(سنن ابن ماجہ ، ابواب الزھد،باب الریاء والسمعۃ، الحدیث:۴۲۰۷،ص۲۷۳۲)

حدیثِ پاک کا مفہوم:

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنا نیک عمل لوگوں کے سامنے اس لئے ظاہر کرے تا کہ وہ ان کے نزدیک معظم ومحترم ہو جائے حالانکہ وہ نیک نہ ہو تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کا راز کھول دے گا۔

{35}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایسی چیز ظاہر کرنے والا جو اسے عطا نہ کی گئی ہو جھوٹ کا لباس پہننے والے کی طرح ہوتا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب النکاح،باب المتشبع بما لم ینل، وما ینھی من ......الخ،الحدیث:۵۲۱۹،ص۴۵۱)

{36}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت کا شرک چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا۔'' (الکامل فی الضعفاء، ج۹،ص۹۸)

{37}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے لوگو! شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہے۔''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم شرک سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''یہ دعا پڑھ لیا کرو: **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَانَعْلَمُہٗ،** یعنی اے **اللہ** عزوجل! ہم دانستہ طور پر کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں

اور نادانستہ طور پر ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۴۷۹، ج۲، ص ۳۴۰)

{38}...... نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا اور اب میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ جب تم اسے کروگے تو شرک کا چھوٹا بڑا عمل تم سے دُور ہو جائے گا۔ تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اُشۡرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعۡلَمُ وَ اَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَالَآ اَعۡلَمُ، یعنی اے **اللہ** عزوجل! میں جان بوجھ کر تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور لاعلمی میں ایسا عمل کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث: ۷۵۰۰، ج۳، ص ۱۹۱)

{39}...... سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا۔ بے شک آدمی کا یہ کہنا بھی شرک ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور میں چاہوں گا وہی ہو گا۔'' اور آدمی کا یہ کہنا (یعنی یہ اعتقاد رکھنا) بھی شرک ہے: ''اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں مجھے قتل کر دیتا۔'' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے سبب **اللہ** عزوجل تم سے چھوٹا بڑا شرک دور فرما دے، روزانہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اُشۡرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعۡلَمُ وَاَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَالَآ اَعۡلَمُ، یعنی اے **اللہ** عزوجل! میں جان بوجھ کر تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور لاعلمی میں ایسا عمل کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث: ۷۵۱۹، ج۳، ص ۱۹۴)

{40}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر شرک اور مخفی شہوت کا خوف ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! مگر یہ لوگ سورج، چاند، پتھر یا بتوں کی پوجا نہیں کریں گے بلکہ لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لئے عمل کریں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی روزہ رکھ کر پھر کسی نفسانی خواہش کی بناء پر توڑ ڈالے۔'' (المسند للامام احمد، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۷۱۲۰، ج۶، ص ۷۷)

{41}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ صبح کو روزہ دار ہوگا پھر اس کی کوئی خواہش اس کے سامنے آئے گی تو وہ اس خواہش میں مبتلا ہو کر اپنا روزہ توڑ ڈالے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۱۳، ج۳، ص ۱۶۸)

{42}...... نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی پوشیدہ طور پر کوئی نیکی کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے اپنے پاس پوشیدہ نیکیوں میں لکھ لیتا ہے، پھر شیطان اس شخص کے پیچھے پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنا عمل لوگوں

پر ظاہر کر دیتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے پوشیدہ اعمال سے مٹا کر اعلانیہ اعمال میں لکھ دیتا ہے، پھر جب وہ دوسری مرتبہ اپنا عمل ظاہر کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے پوشیدہ اور اعلانیہ نیکیوں میں سے مٹا کر ریاکاری میں لکھ دیتا ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۲۱۸۷، ج ۱، ص ۱۱۶)

{43}......مروی ہے کہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میں اچھا بدلہ دینے والا ہوں لہٰذا جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا وہ میرے شریک کے لئے ہی ہوگا۔'' اے لوگو! اپنے عمل میں **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص پیدا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لئے کئے جاتے ہیں اور جو کام **اللہ** عزوجل کے لئے کیا جاتا ہو اس کے بارے میں یہ مت کہو کہ میں یہ کام **اللہ** عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں، کیونکہ وہ کام پھر رشتہ داری کے لئے ہی ہوگا نہ کہ **اللہ** عزوجل کے لئے۔''

(شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ و ترک الریاء، الحدیث: ۶۸۳۶، ج ۵، ص ۳۳۶)

{44}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے حاصل کیا جانے والا علم، دنیا کا مال پانے کے لئے حاصل کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب لغیر اللہ، الحدیث: ۳۶۶۴، ص ۱۴۹۴)

{45}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر یعنی ریاکاری کا خوف ہے، جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا: ''ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۳۰۱، ج ۴، ص ۲۵۳)

{46}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ مجھے تم پر چہرے بگڑ جانے سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے، وہ شرکِ خفی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے مرتبہ کی خاطر کوئی عمل کرے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۲۵۲، ج ۴، ص ۶۱)

{47}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی اطاعت کو بندوں سے تعریف کی محبت سے ملانے (یعنی لوگوں کی زبانوں سے اپنی تعریف پسند کرنے) سے بچتے رہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، فصل فی التحذیر والوعید، الحدیث: ۱۵۶۷، ج ۱، ص ۲۲۳)

{48}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! پوشیدہ شرک سے بچتے رہو اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو اور لوگوں کی نظروں کو اپنی جانب متوجہ پانے کی وجہ سے اپنی نماز کو سنوارے یہی پوشیدہ شرک ہے۔'' (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الترغیب فی تحسین الصلوٰۃ، الحدیث: ۳۵۸۵، ج ۲، ص ۴۱۳)

{49}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرک خفی سے بچتے رہو جو یہ ہے کہ بندہ لوگوں کی نگاہوں کی وجہ سے نماز کے رکوع وسجود کامل طریقے سے ادا کرے۔''

(شعب الایمان ،باب فی الصلوات ،الحدیث: ۳۱۴۱، ج۳،ص ۱۴۴)

{50}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کا شرک چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہوگا اور مؤمن اور کافر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔''

(المستدرک ، کتاب التفسیر،باب اخبار القتل عوض الحسین......الخ،الحدیث:۳۲۰۲، ج۳،ص

(سنن ابن ماجه ، ابواب اقامة الصلوٰات ، باب ماجاء فی من ترک الصلوٰة ، الحدیث:۱۰۸۰،ص ۲۵۴۰،"الکفر" بدله" الشر

{51}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو اس کا سارا عمل اسی کے لئے ہے جبکہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب الزهد،باب الریاء والسمعة ،الحدیث:۴۲۰۲،ص ۲۷۳۲،"بتقدمٍ وتاخرٍ

{52}...... نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے مقام و مرتبہ پر ہو تو **اللہ** عزوجل جمعہ کے دن اسے لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۲۳۷، ج۲۰،ص ۱۱۹،"یوم الجمعۃ"بدله" یوم القیٰمة ")

یہاں جمعہ سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ اسی دن سب سے بڑا مجمع ہوگا۔

{53}...... شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین ،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کی خاطر ایسے اعمال سے خود کو مزین کرے کہ جن کی حقیقت **اللہ** عزوجل کے علم میں کچھ اور ہو تو **اللہ** عزوجل اس کو اپنی بارگاہ سے دور فرما دیتا ہے۔''

(جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۲۱۶۶۰، ج۷،ص ۱۶۹)

{54}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے قول اور لباس کے ذریعے لوگوں کی خاطر بنے سنورے اور عمل میں اس کے خلاف کرے اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔''

(جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۲۱۷۰۰، ج۷،ص ۱۷۵)

{55}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ریاکاری کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری کے طور پر صدقہ دیا اس نے بھی شرک کیا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۱۳۹، ج۷،ص ۲۸۱)

ریا کار خطیبوں کی سزا:

{56}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو خطبہ کے لئے کھڑا ہوا جبکہ اس کی نیت ریا کاری اور شہرت کے سوا کچھ نہ تھی تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے ریا کاروں اور شہرت کی خاطر عمل کرنے والوں کے مقام میں کھڑا کرے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۲۲۸،ج۲،ص۴۲،بدون"یوم القیامۃ")

آگ کی دو زبانیں ہوں گی:

{57}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا، جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اس کے سبب عذاب دے گا اور دنیا میں جس کی دو زبانیں ہوں گی **اللہ** عزوجل قیامت کے دن آگ سے اس کی دو زبانیں بنا دے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۶۹۷،ج۲،ص۱۷۰)

ریا کاروں کی حسرت:

{58}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات اور اہلِ جنت کے لئے **اللہ** عزوجل کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ لیں گے،تو ندا دی جائے گی: ''انہیں لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔'' تو وہ ایسی حسرت لے کر لوٹیں گے جیسی اولین وآخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر وہ عرض کریں گے: ''یارب عزوجل! اگر تو وہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''بدبختو! میں نے ارادۃً تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے جب تم تنہائی میں ہوتے تو میرے ساتھ اعلانِ جنگ کرتے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو میری بارگاہ میں دوغلے پن سے حاضر ہوتے، نیز لوگوں کے دکھلاوے کے لئے عمل کرتے جبکہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس کے بالکل برعکس صورت ہوتی، لوگوں سے محبت کرتے اور مجھ سے محبت نہ کرتے، لوگوں کی عزت کرتے اور میری عزت نہ کرتے، لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دیتے مگر میرے لئے برائی نہ چھوڑتے تھے، آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۷۸،ج۴،ص۱۳۵،مختصراً)

{59}......ایک روایت میں ہے: ''آج میں تمہیں اپنے بہترین ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب بھی چکھاؤں گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۹۹،ج۱۷،ص۸۶،بدون"جزیل")

{60}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کسی طالب شہرت، ریاکار، اور لہو ولعب میں پڑے رہنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔''

(حلية الاولياء،الربيع بن حثيم ، الحديث: ۱۷۳۲ ، ج ۲، ص ۱۳۹)

{61}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی جمع ہونے والوں کو ندا دے گا کہ لوگوں کو پوجنے والے کہاں ہیں؟ کھڑے ہو جاؤ اور جن کے لئے تم عمل کرتے تھے ان سے جا کر اپنا اَجر وصول کرو کیونکہ میں ایسا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جس میں دنیا یا اس کے کسی فرد کا دخل ہو۔''

(جامع الاحاديث،قسم الاقوال،الحديث: ۲۴۷۶، ج ۱، ص ۳۶۱)

ریاکار کے چار نام:

{62}......''ایک شخص نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''کل بروزِ قیامت کونسی چیز نجات دلائے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ بددیانتی نہ کرنا۔'' تو اس نے پھر عرض کی: ''بندہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ بددیانتی کیسے کر سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تمہیں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دیا ہو لیکن تمہارا مقصود غیر اللہ کی رضا کا حصول ہو، لہٰذا ریاکاری سے بچتے رہو کیونکہ یہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک ہے اور قیامت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا یعنی ''اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافر! اے خسارہ پانے والے! تیرا عمل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، لہٰذا آج تیرے لئے کوئی حصہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اب تُو اپنا اجر اس کے پاس جا کر تلاش کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔'' (اتحاف السادة المتقين، كتاب ذم الجاه الرياء، باب بيان ذم الرياء، ج ۱۰، ص ۷۱، ۷۵،مختصراً)

ریاکاری کی مذمت پر اِجماعِ اُمَّت

ان تمام نصوصِ قطعیہ اور احادیثِ صحیحہ کو جان لینے کے بعد ریاکاری کی حرمت پر اجماع کا معاملہ تو بالکل ظاہر ہو گیا اسی لئے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال اس کی مذمت میں متفق اور اُمت مرحومہ کا اس کی حرمت اور اس گناہ کے بڑے ہونے پر اِجماع ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اپنی گردن جھکائے پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اے گردن نیچی رکھنے والے! اپنی گردن بلند کر لے کیونکہ خشوع گردنوں میں نہیں دل میں ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں ایک شخص کو سجدہ میں روتے ہوئے پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''کاش!

تمہاری یہ حالت اپنے گھر میں ہوتی۔''

حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشادفرمایا: ''ریاکار کی تین علامتیں ہیں: تنہائی میں ہوتو عمل میں سستی کرے اور لوگوں کے سامنے ہوتو جوش دکھائے، اس کی تعریف کی جائے تو عمل میں اضافہ کردے اور اگر مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کردے۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''بندے کو اچھی نیت پر وہ انعامات دیئے جاتے ہیں جو اچھے عمل پر بھی نہیں دیئے جاتے کیونکہ نیت میں ریاکاری نہیں ہوتی۔''

ایک شخص نے کہا: ''میں راہِ خدا عزوجل میں اپنی تلوار کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی رضا اور لوگوں سے تعریف کی خواہش کی وجہ سے لڑتا ہوں۔'' تو حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے کچھ نہیں، تیرے لئے کوئی اجر نہیں، تیرے لئے کوئی ثواب نہیں، کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں۔''

سلف صالحین میں سے بہت سے بزرگوں نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو یہ کہتے ہیں: ''یہ چیز **اللہ** عزوجل اور فلاں کی رضا کے لئے ہے، کیونکہ **اللہ** عزوجل کا کوئی شریک نہیں۔''

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب بندہ ریاکاری کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''میرا بندہ مجھ سے مذاق کررہا ہے۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شہرت چاہتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی مراد پوری نہیں فرماتا۔''

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''لوگوں کے لئے عمل ترک کردینا ریاکاری ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا شرک ہے، جبکہ اخلاص یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل تجھے ان دونوں چیزوں سے نجات عطا فرمادے۔''

ایک حکیم کا قول ہے: ''دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی پوٹلی (یعنی جیب یا تھیلی) پتھروں سے بھر کر خریداری کے لئے بازار چلا گیا، جب وہ دکاندار کے سامنے اپنی پوٹلی کھولے گا تو ذلیل ورسوا ہوگا اور اس کی پٹائی ہوگی، اسے لوگوں کی اس بات کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہ ہوگا: ''اس کی جیب کتنی بھری ہوئی ہے۔'' حالانکہ اسے (اس بھری ہوئی جیب کے بدلے میں) کوئی چیز نہیں دی جاتی۔ اسی طرح دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کو لوگوں کی باتوں کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے قیامت کے دن کوئی ثواب ملے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ (پ۱۹، الفرقان: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

یعنی جب انہوں نے اپنے اعمال سے غیر اللہ کی رضا کا ارادہ کیا تو ان کا ثواب باطل ہو گیا اور وہ اڑتے ہوئے اس غبار کی طرح ہو گئے جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتا ہے۔

تنبیہات

تنبیہ1:

ریاء کی لغوی واصطلاحی تعریف:

رِیَاءٌ، رَؤْیَةٌ اور سُمْعَةٌ، سِمَاعٌ سے مأخوذ ہے۔ جس ریاء کی مذمت کی گئی ہے اس کی تعریف یہ ہے: ''بندہ **اللہ** عزوجل کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرے۔ مثلاً لوگوں کو اپنی عبادت اور کمال سے آگاہ کرنا مقصود ہوتا کہ اسے لوگوں سے مال وجاہ یا ثناء وغیرہ حاصل ہو۔

ریاکاری کی پہچان کے طریقے:

ریا کی چند اقسام ہیں: (۱) ریاء بالاحوال (۲) ریاء بالاقوال (۳) ریاء بالاعمال (۴) ریاء بالاصحاب۔

(۱)......ریاء بالاحوال:

اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کا اپنے جسم پر تھکن یا پیلاہٹ ظاہر کرنا، پراگندہ بال اور گھٹیا ہیئت کا اظہار، غم کی کثرت، غذا کی قلت اور اہم کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے آپ پر توجہ نہ دینے اور لگاتار روزوں اور شب بیداریوں، دنیا اور دنیا والوں سے بے رغبتی اور عبادت میں خوب کوشش کا وہم پیدا کرنے کے لئے پست آواز میں بولنا اور آنکھیں بند رکھنا۔

ایسے ذلیل ورسوا لوگ کیا جانیں کہ اس وقت وہ بھتہ خوروں اور ڈاکوؤں جیسے لوگوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں کیونکہ وہ تو اپنے گناہوں کے معترف ہیں اور ان رسوا اور ذلیل لوگوں کی طرح اپنی دینداری پر غرور نہیں کرتے، جبکہ یہ بدبخت وذلیل لوگ

گناہ بھی کرتے ہیں اور اس پر دلیری بھی دکھاتے ہیں۔

یا پھر صالحین کا سا حلیہ اختیار کرنا جیسے چلتے وقت سر جھکائے رکھنا، پُر وقار انداز میں چلنا، چہرہ پر سجود کا اثر باقی رکھنا، اونی اور کھردرا لباس پہننا اور ہر وہ صورت اپنانا کہ یہ وہم پیدا ہو کہ وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور سادات صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہے حالانکہ وہ علم کی حقیقت اور باطن کی صفائی کے معاملہ میں مفلس ہو۔

یہ دھوکے باز شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ جو کچھ اسے یہ لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے ملا ہے اس کو قبول کرنا اس پر حرام تھا، اگر اس نے وہ چیز قبول کر لی تو وہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا۔

(۲)......ریاء بالاقوال:

کسی کا وعظ و نصیحت اور سنتوں کو زبانی یاد کرنے کا اظہار کرنا بھی ریا کاری ہے، نیز مشائخ سے ملاقات اور علوم کی پختگی وغیرہ بہت سے ایسے طریقے ہیں جو ریا کاری کے اسباب بن سکتے ہیں کیونکہ قول کے ذریعے ریا کا وقوع کثیر ہے نیز اس کی انواع کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۳)......ریاء بالاعمال:

ارکانِ نماز کو طویل کرنا اور انہیں عمدگی سے ادا کرنا اور ان میں خشوع ظاہر کرنا، اسی طرح روزہ اور حج وغیرہ دیگر عبادات اور اعمال میں بھی ریا کاری کی انواع بے شمار ہیں۔

بعض اوقات ریا کار دکھاوے کے کاموں کو پختہ کرنے کا اتنا حریص ہوتا ہے کہ تنہائی میں بھی ان افعال کی مشق کرتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کے مجمع میں بھی اس کی یہ عادت قائم رہے، لیکن وہ ایسا خوفِ خدا عزوجل اور اس سے حیاء کے سبب نہیں کرتا۔

(۴)......ریاء بالاصحاب:

اسی طرح دوستوں اور ملاقات کے لئے آنے والوں کے ذریعے بھی ریا کاری ہو سکتی ہے جیسے کوئی کسی عالم، امیر یا نیک صالح بندے سے اپنے ہاں آنے کی تمنا کرے اور اس سے اس کی رفعت اور بزرگوں کا اس سے برکت حاصل کرنے کا گمان پیدا ہو اور اسی طرح کوئی شخص دوسروں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہے کہ وہ بہت سے شیوخ سے ملا ہے۔

یہ صورت ریا کاری کے ان ابواب کا مجموعہ ہے جو جاہ و منزلت اور شہرت کے حصول پر اُبھارتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں اور ساری دنیا کا مال و متاع اس کے پاس جمع ہو۔

تنبیہ2:

حاملینِ شرع جب ریا کاری کا لفظ مطلق استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد وہی مذموم صفت ہوتی ہے جس کی تعریف پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ پھر اگر ریا کاری کا مقصود دکھاوے کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ریا کی عبادت باطل ہو جاتی ہے، کاش! اسے اس کے علاوہ کوئی برائی حاصل نہ ہوتی مگر اس پر بڑا گناہ اور بری مذمت بھی لازم ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل سابقہ آیات واحادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔

اس کے حرام، کبیرہ گناہ اور لعنت کے مقتضی شرک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں **اللہ** عزوجل کے ساتھ استہزاء پایا جاتا ہے جیسا کہ اس کی طرف احادیثِ مبارکہ میں اشارہ ہو چکا ہے۔ اسی لئے حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ ریا کاری کا مرتکب ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''اس کی طرف دیکھو کہ کیسے میرا مذاق اڑا رہا ہے۔'' یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں کھڑے ہونے والے خادموں میں سے اگر کوئی خادم صرف بادشاہ کی کسی لونڈی یا کم سن بے ریش غلام کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ہر عقل مند شخص کے نزدیک یہ اس بادشاہ کا مذاق اڑانا ہی کہلائے گا، کیونکہ وہ شخص اس وہم کے باوجود کہ بادشاہ کا انتہائی مقرب ہوگا، اپنے اس فعل سے قرب کا قصد نہیں کر سکتا، تو اب ایسی کونسی حقارت اور استہزاء رہ گیا ہے جو تمہارا اپنے رب عزوجل کی عبادت میں اپنے جیسے اس بندے کا قصد کرنے سے زیادہ ہوگا جو خود کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانے سے عاجز ہے چہ جائیکہ وہ تمہیں فائدہ دے گا لہٰذا اس کے باوجود تمہارا یہ قصد ظاہر کرتا ہے کہ تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ وہ عاجز بندہ تمہاری اغراض پوری کرنے میں **اللہ** عزوجل سے زیادہ قدرت رکھتا ہے، اس لئے تم نے ایک کمزور اور عاجز بندے کو اپنے قوی وقادر مولا عزوجل سے بلند کر دیا، انہی وجوہات کی بناء پر ریا کاری کو ہلاکت خیز کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اسی لئے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے **''شرک اصغر''** قرار دیا، نیز ریا کاری میں مخلوق کے لئے یہ شبہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ انسان کو اس وہم میں مبتلا کر دیتی ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کا مطیع اور مخلص بندہ ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہوتا، ایسے شبہے کو **تلبیس** کہتے ہیں اور **تلبیس** بھی حرام ہے، مثلاً یہ کسی شخص کی طرف سے قرض ادا کرے تاکہ لوگوں میں یہ تأثر قائم ہو جائے کہ یہ بے لوث آدمی ہے اور لوگ اس کی سخاوت کا اعتقاد رکھنے لگیں، ایسی سوچ گناہ ہے کیونکہ یہ تلبیس اور مکر وفریب کے ذریعے لوگوں کے دل اپنی جانب مائل کرنے کا سبب ہے۔

وسوسہ: اگر آپ یہ کہیں کہ ''جب ریا کاری کا شرکِ اصغر ہونا ثابت ہو گیا تو اسے شرکِ اکبر سے جدا کیوں کیا گیا؟''

جواب: یہ بات ایک مثال سے واضح ہوگی وہ یہ کہ: ''اگر کسی نمازی کو لوگ نیک اور صالح کہنے لگتے ہیں تو اس کی ریا کاری

اسے عمل پر ابھارنے کا سبب بنتی ہے مگر وہ یہ عمل کرتے وقت کبھی تو اس سے **اللہ** عزوجل کی تعظیم کا قصد کرتا ہے اور کبھی بغیر کسی قصد کے اسے ادا کرتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی کفر نہیں جبکہ اس صورت میں شرکِ اکبر اسی وقت ہو گا جب وہ (مثال کے طور پر) سجدوں سے غیر اللہ کی تعظیم کا قصد کرے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ریا کار اس شرک میں اس وقت مبتلا ہوا جب اس کے نزدیک مخلوق کی قدر ومنزلت اس قدر بڑھ گئی کہ اس تعظیم نے اسے رکوع وسجود پر ابھارا اور ایک اعتبار سے اس سجدے سے اسی مخلوق کی تعظیم کی گئی اور یہ شرک خفی ہے جلی نہیں جو کہ جہالت کی انتہا ہے اور ایسا وہی کر سکتا ہے جسے شیطان دھوکا میں ڈالے اور اس وہم میں مبتلا کردے: ''عاجز اور کمزور بندہ **اللہ** عزوجل سے زیادہ اس کے رزق اور نفع کا مالک ہے۔'' اسی لئے وہ **اللہ** عزوجل سے اپنا قصد پھیر کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور وہ ان لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے لگا، لہٰذا **اللہ** عزوجل نے اسے دنیا اور آخرت میں انہیں کے حوالے کر دیا جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں بیان ہوا کہ ''ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ جن کے لئے تم دکھاوا کیا کرتے تھے اور ان سے اجر طلب کرو۔'' حالانکہ وہ اپنے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، خصوصاً آخرت میں زیادہ بے اختیار ہوں گے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ (پ۱۹، الشعرآء: ۸۸۔۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْــٴًـا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٝ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۱، لقمٰن: ۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئیگا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے نام پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔

اچھا لباس پہننا ریاکاری نہیں:

کبھی کبھار مباح کام مثلاً عبادت کے علاوہ عزت وجاہ کی طلب پر بھی ریاکاری کا لفظ بولا جاتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے لباس کی زینت سے اپنے حسنِ انتظام اور خوبصورتی پر تعریف کئے جانے کا قصد کرے۔ لوگوں کے لئے کی جانے والی ہر آرائش و زیبائش اور عزت افزائی کو اسی پر قیاس کرلیں جیسے مالداروں پر عبادت یا صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے خرچ کرنا کہ اسے سخی کہا جائے۔ اس نوع کے حرام نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دینی معاملات کی تلبیس اور اللہ عزوجل سے استہزاء نہیں پایا جاتا۔

بننا سنورنا سنت ہے:

{63}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جب اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے عمامہ شریف اور گیسوؤں کو درست فرمایا اور آئینہ میں اپنا مبارک چہرہ ملاحظہ فرمایا تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی ایسا کررہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! **اللہ** عزوجل بندے کا بننا سنورنا اس وقت پسند فرماتا ہے جب وہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے لگے۔'' (اتحاف السادة المتقين، كتاب ذم الجاه والرياء، باب بيان حقيقة الرياء، ج ۱۰، ص ۹۳،۹۴)

شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے یہ ایک مؤکدہ عبادت تھی کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مخلوق کو دعوت دینے اور حتی الامکان ان کے دلوں کو دینِ حق کی طرف مائل کرنے پر مامور ہیں کیونکہ اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں کی نظروں میں معزز نہ ہوتے تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ پھیر لیتے لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر لوگوں کے سامنے اپنے عمدہ ترین احوال ظاہر کرنا لازم تھا تاکہ لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ناقابلِ اعتبار سمجھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ نہ پھیریں کیونکہ عام لوگوں کی نگاہ ظاہری احوال پر ہی ہوتی ہے مخفی امور پر نہیں ہوتی۔ نیز آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ عمل بھی نیکی ہی تھا۔ یہی حکم علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے دیندار لوگوں کے لئے ہے جبکہ وہ اپنی اچھی ہیئت سے وہی قصد کریں جو اُوپر بیان ہوا۔

تنبیہ3:

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اور علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنے عمل سے ریا اور عبادت دونوں کا قصد کرتا ہے۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر دنیا کی نیت غالب ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اگر آخرت کی نیت غالب ہو تو اسے ثواب ملے گا اور اگر دونوں نیتیں برابر ہوں تب بھی ثواب نہیں ملے گا۔''

جبکہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''گذشتہ احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے اسے مطلقاً کوئی ثواب نہیں ملے گا، مثلاً ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں کسی کو میرا شریک ٹھہرایا میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جسے اس نے شریک ٹھہرایا۔'' جبکہ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس حدیثِ پاک میں یہ تأویل کی ہے کہ ''جب دونوں قصد برابر ہو جائیں یا ریا کا قصد راجح ہو تب یہ حکم ہوگا۔'' امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا کلام اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ ریا اگرچہ حرام ہے مگر ثواب کی

نیت کے غالب ہونے کی صورت میں وہ اصل ثواب کو نہیں روکتی، اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کی نشاط میں اضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر اگرچہ اس کی نیت ریا ہی کی ہو تو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہو گا، ریاء کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ ثواب کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔'' اس سے پہلے کا کلام ان کے قول کے منافی ہے: ''اگر وہ اپنے صدقہ اور نماز سے اجر اور تعریف دونوں کا خواہاں ہو تو یہ وہ شرک ہے جو اخلاص کے مخالف ہے۔'' ہم نے ''**کتاب الاخلاص**'' میں اس کا حکم ذکر کر دیا ہے اور ہم نے حضرت سیدنا سعید بن مسیّب اور حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایات نقل کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریاکار کے لئے بالکل کوئی ثواب نہیں، لہٰذا علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ہی راجح ہے۔

الغرض! اگر عبادت کے ذریعے مباح ریا کا قصد کیا جائے تو اس کا ثواب سرے سے ہی ساقط نہ ہو گا بلکہ اسے عبادت کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اگرچہ نیت کمزور ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ حرام ریا کا قصد کرے تو یہ ثواب سرے ہی سے ختم ہو جائے گا جیسا کہ گذشتہ بہت سی احادیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں، نیز **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ﴿۷﴾ (پ۳۰، الزلزال: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

اس پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ حرام قصد کی وجہ سے عمل کی کوتاہی نے اجر کے ساقط ہونے کو واجب کر دیا، لہٰذا اس کے لئے خیر کا ایک ذرہ بھی نہ بچا اسی لئے آیت کریمہ اسے شامل نہیں۔

یاد رکھئے! بندہ جب اخلاص کے ساتھ عبادت شروع کرے پھر اس پر ریاکاری کے اسباب ظاہر ہوں، اگر یہ اسباب عمل پورا ہو جانے کے بعد ظاہر ہوں تو عمل میں کوئی اثر نہ ڈالیں گے کیونکہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ پورا ہو چکا ہے، لہٰذا بعد میں طاری ہونے والی ریاکاری کے اسباب اس پر اس وقت تک اثر انداز نہ ہوں گے جب تک بندہ اپنے عمل کے اظہار اور اسے بیان کرنے میں تکلف سے کام نہ لے۔ اگر وہ ریاکاری کا قصد کرتے ہوئے تکلف کرے تو امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ خوف میں ڈالنے والی بات ہے۔'' جبکہ اخبار و آثار یعنی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریاکاری عمل کو برباد کر دیتی ہے، پیچھے گزر چکا ہے کہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بعد میں طاری ہونے والے اسباب کو عمل کے ثواب کو باطل کرنے سے بعید قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ بلکہ قرین قیاس بات یہ ہے کہ جو عمل اس نے مکمل کر لیا اس پر اسے ثواب دیا جائے گا اور **اللہ** عزوجل کی اطاعت میں کی جانے والی ریاکاری پر اسے عقاب ہو گا اگرچہ یہ ریاکاری عمل مکمل کر لینے کے بعد کی جائے اور اگر عمل کے دوران ریاکاری پیدا ہو اور عمل محض ریاکاری کے لئے ہو تو یہ عمل کو برباد بلکہ فاسد کر دیتی ہے اور اگر محض ریا کی نیت نہ ہو مگر قربت کی نیت پر ریا کا قصد غالب ہو اور قربت کی

نیت مغلوب ہو تو اس صورت میں عبادت کے فاسد ہونے میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تردد ہے، امام حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں عبادت فاسد ہو جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک اس صورت میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر عمل میں ریا کا اثر ظاہر نہ ہو بلکہ عمل خالص دینی نیت سے کیا گیا ہو لوگوں کے اس عمل پر اطلاع سے بندے کو خوشی حاصل ہوتی ہو تو اصلِ نیت کے باقی رہنے اور عمل کو مکمل کرنے کی نیت کے پائے جانے کی وجہ سے عمل فاسد نہ ہوگا اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر لوگ موجود نہ ہوتے تو بندہ اپنی نماز توڑ ڈالتا تو ایسی نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہے، اگرچہ فرض نماز ہی کیوں نہ ہو۔

ریاکاری کے احکام

ریاکاری کی مذمت میں وارد احادیثِ مبارکہ سے یہ اَحکام مستنبط ہوتے ہیں:

☆......جب صرف مخلوق کی خوشنودی کے ارادے سے عمل کیا جائے تو یہ ریاء ہے۔

☆......شرک کرنے کے بارے میں وارد احادیثِ مبارکہ ریاء اور ثواب کے قصد کے برابر ہونے یا ثواب پر ریا کی نیت کے غالب ہونے پر محمول ہیں۔

☆......اگر ثواب کے مقابلے میں ریاکاری کی نیت کمزور ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی، لیکن اگر ریاکاری کی نیت نماز میں تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام تک رہی تو بالاتفاق اس کی نماز نہیں ہوئی اور ایسی نماز کا کوئی اعتبار نہیں۔

☆......اگر نماز کے دوران یہ شخص ریاکاری سے باز آ گیا اور توبہ کر لی تو ایک گروہ کہتا ہے: ''یہ عبادت ادا نہیں ہوئی لہٰذا وہ اسے دوبارہ پڑھے گا۔'' اور دوسرا کہتا ہے: ''تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ اس کی ساری نماز باطل ہو گئی لہٰذا وہ تحریمہ پر بناء رکھتے ہوئے نماز ادا کرے گا۔'' جبکہ ایک گروہ کے نزدیک یہ ہے: ''اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی اور جہاں وہ ہے وہیں سے اپنا عمل پورا کرے گا کیونکہ اعمال کا دارومدار ان کے انجام پر ہوتا ہے جیسے اگر کوئی اخلاص کے ساتھ عمل شروع کرے اور اس کے عمل کا انجام ریاکاری پر ہو تو اس کا عمل فاسد ہو جائے گا۔'' آخری دو اقوال فقہی قیاس سے خارج ہیں، بالخصوص ان میں سے پہلا قول تو ہرگز قرینِ قیاس نہیں کیونکہ جب عمل کا اختتام اخلاص پر ہو تو وہ اس وجہ سے صحیح ہوگا کہ ریاکاری تو صرف نیت کو خراب کرتی ہے نہ کہ عمل کو۔ اور فقہی قیاس کے مطابق صحیح بات یہ ہے کہ عمل کی ابتداء کا سبب ریاکاری ہو نہ کہ ثواب کی طلب اور حکمِ شریعت کی بجا آوری تو اس کی ابتداء ہی درست نہ ہوگی لہٰذا بعد کا عمل بھی درست نہ ہوگا کیونکہ اس کی نیت ہی پختہ نہ رہی جو کہ شرط تھی اور لوگوں کی وجہ سے حرام ہو چکی تھی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی کے کپڑے نجس ہوں اور وہ تنہائی میں نماز پڑھے تو اس کے باوجود وہ نماز سرے سے نہیں ہوگی۔

☆......لیکن اگر معاملہ یوں ہو کہ لوگوں کی عدم موجودگی میں صحیح طریقے سے نماز پڑھے مگر اپنی تعریف کی رغبت بھی ہو تو اس

صورت میں عمل کا باعث دو سبب ہوں گے، ایک یہ کہ اگر ریا نفل نماز میں ہوگی تو اس ریا کاری کے باعث گنہگار رہوگا اور دوسرا یہ کہ ثواب کی نیت بھی ہو تو اس کے باعث اَجر پائے گا،

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷۔۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

لہٰذا اسے اپنے صحیح ارادے کے مطابق ثواب ملے گا اور غلط ارادے کے مطابق سزا ہوگی، نیز ان میں سے ایک سبب دوسرے کو فاسد نہیں کرے گا۔ نفل نماز صدقہ کی طرح ہی ہوتی ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اس کی نماز فاسد اور اِقتداء باطل ہے۔ اگرچہ یہ بات ظاہر بھی ہو جائے کہ اس کا مقصود ریاء اور حسنِ قراءت کا اظہار ہے تو چونکہ مسلمان سے اچھا گمان ہی رکھنا چاہئے کہ نفل سے ثواب ہی کی نیت کی ہوگی، لہٰذا اس کے اس قصد کی وجہ سے اس کی نماز اور اقتداء درست ہو جائے گی، لیکن اگر اس کی نیت میں کوئی اور قصد بھی شامل ہو جائے تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار رہوگا۔

☆...... یہ دونوں سبب (یعنی ریا اور ثواب کی اُمید) اگر فرض نماز کی ادائیگی کا باعث ہوں اور ان کی اپنی الگ کوئی مستقل حیثیت نہ ہو تو وہ فرض بندے سے ساقط ہی نہ ہوگا، لیکن اگر دونوں میں سے ہر ایک سبب الگ مستقل حیثیت میں ادائیگی کا باعث ہو مثلاً اگر ریا کا باعث بننے والا سبب نہ پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، لیکن اگر ثواب کا باعث بننے والا سبب نہ پایا جائے تو فرض نماز ریا کاری کی وجہ سے نئے سرے سے ادا کی جائے گی۔

اس صورت کا حکم محلِ نظر ہے یعنی اس اعتبار سے کہ **فرض** وہ ہوتا ہے جس کی ادائیگی محض **اللہ** عزوجل کی رضا کی خاطر ہو اور یہاں ایسی عبادت نہیں پائی گئی۔ اور اس اعتبار سے کہ **فرض** اس شرعی حکم کی بجا آوری کا نام ہے جو کہ خود ایک مستقل ادائیگی کا باعث ہوتی ہے جو کہ یہاں پائی گئی ہے، لہٰذا کسی دوسرے ارادے کا اس میں شامل ہو جانا فرض کی ادائیگی کو ساقط نہیں کر سکتا، جیسا کہ کوئی شخص غصب کی گئی زمین میں نماز پڑھے۔

☆...... اگر **ریا کاری** اصل نماز میں نہ ہو بلکہ اس کی خاطر جلدی کرنے میں ہو تو ایسی صورت میں بالاتفاق اس کی نماز درست ہو گی کیونکہ یہ ریا اصلِ نماز میں نہیں بلکہ اسے جلدی یا دیر سے ادا کرنے میں ہے۔

☆...... نیز فقط لوگوں کے اس کے نیک اعمال سے آگاہ ہو جانے پر اُس کا خوش ہونا جبکہ اس کا اثر عمل میں نہ ہو تو فقہی لحاظ سے یہ عمل بھی ادا ہوگا، فاسد نہیں ہوگا۔

یہ ایسے **مسائل** ہیں کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے ان میں بحث ہی نہیں کرتے اور جو لوگ ان میں بحث کرتے ہیں وہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے **قوانین** کا لحاظ نہیں کرتے کیونکہ وہ بندوں کے دلوں کی صفائی اور ان کی ان عبادات میں خلوص پیدا کرنے کے اِنتہائی حریص ہوتے ہیں جو (عبادات) دل میں پیدا ہونے والے ان خطرات وخدشات اور وسوسوں سے فاسد ہو جاتی ہیں، لہٰذا ان مسائل پر ہماری بحث بھی اسی حرص کا نتیجہ ہے، اور حقیقی علم **اللہ** عزوجل ہی کے پاس ہے۔

تنبیہ4:

ریاء کے مختلف درجات:

قبح کے اعتبار سے ریاء کے مختلف درجات ہیں:

(۱)......ایمان میں ریاء کا سب سے قبیح درجہ ان **منافقین** کا ہے جن کی مذمت **اللہ** عزوجل نے اپنی پاک کتاب میں بہت سے مقامات پر فرمائی، نیز اس فرمانِ عبرت نشان میں ان سے وعدہ فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج (پ۵، النسآء: ۱۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

یہ لوگ اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے کے بعد کم ہو گئے مگر قباحت میں ان جیسے لوگ کثرت سے ہونے لگے، جیسے کفریہ بدعات کا عقیدہ رکھنے والے مثلاً حشر کا انکار، **اللہ** عزوجل کے علمِ جزئیات کا انکار اور مخالفت کے اظہار کے باوجود ہر شئے میں اباحتِ مطلقہ کا عقیدہ رکھنا، ان قبیح احوال کے بعد کوئی چیز نہیں۔

(۲)......**فرض عبادات** پر ریاکاری کرنے والوں کا مرتبہ ان کے بعد ہے جیسے کوئی شخص خلوت میں عبادت ترک کرنے کی عادت بنائے اور لوگوں کے سامنے مذمت کے خوف سے اسے ادا کر لیا کرے، **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کا گناہ بہت سخت ہے کیونکہ یہ عمل جہالت کی اِنتہاء کا پتہ دیتا ہے اور نافرمانی کے سب سے بڑے درجے کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳)......**نوافل** میں ریاکاری کرنے والوں کا درجہ ان کے بعد ہے، مثلاً کوئی تنہائی میں اس وجہ سے نوافل ادا کرنے کی عادت بنائے تاکہ لوگوں کے سامنے اس میں کوتاہی نہ ہو اور سستی دور ہو جائے حالانکہ خلوت میں ان کے ثواب میں رغبت نہ ہو۔

(۴)......ان کے بعد اپنی عبادت میں **عمدہ اوصاف** کے ذریعے ریا میں مبتلا لوگوں کا درجہ ہے جیسے نماز اچھی طرح ادا کرنا، اس

کے ارکان کو طویل کرنا، اس میں خشوع کا اظہار کرنا، لوگوں کے سامنے تمام ارکان کامل طور پر ادا کرنا اور تنہائی میں نفلی عبادت اور دیگر واجبات کی کم سے کم ادائیگی پر اکتفاء کرنا، یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی گذشتہ مثالوں کی طرح مخلوق کو خالق پر مقدم کرنا پایا جا رہا ہے۔

کبھی شیطان عبادت کرنے والے کو دھوکے میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے یہ خیال دلاتا ہے کہ لوگوں کے سامنے عبادت اچھے طریقہ سے ادا کرتا کہ وہ تیری مذمت نہ کریں، حالانکہ اگر وہ سچا ہوتا تو خود تنہائی میں عبادت کی وجہ سے ان کمالات سے محرومی سے بچ جاتا، لہٰذا اس کے احوال کے قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ریاکاری کا اصل سبب مخلوق کی تعریف پر نظر رکھنا ہے نہ کہ ان کے شر سے محفوظ رہنا۔

ریاکاروں کے درجات:

☆......ریاکاری کے باعث ریاکاروں کے بھی چند درجات ہیں، جن میں سے سب سے برا درجہ یہ ہے کہ انسان برائی کے ذریعے حکمرانی کا قصد کرے جیسے کوئی شخص اس لئے تقویٰ اور زہد کا اظہار کرے تا کہ یہ اس کی پہچان بن جائیں اور ان کی وجہ سے اسے اعلیٰ منصب دیا جائے، اس کے لئے وصیت کی جائے اور اس کے سپرد امانتیں کی جائیں یا صدقات تقسیم کرنے پر اسے مقرر کیا جائے اور وہ ان تمام اُمور سے خیانت کا قصد کرے یا کوئی شخص کسی عورت یا لڑکے کو پانے کے لئے وعظ ونصیحت کرے یا علم سیکھے اور سکھائے۔ **اللہ** عزوجل کے نزدیک ایسے تمام ریاکار اِنتہائی برے ہیں جنہوں نے پروردگار عزوجل کی اطاعت کو معصیت کے زینے اور اپنے فسق تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا نیز ان کی عاقبت نہایت ہی بری ہوگی۔

☆......ان کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جسے گناہ یا خیانت کی تہمت لگائی جائے تو وہ اس تہمت کو دور کرنے کے لئے اطاعت اور صدقہ کا اظہار کرنے لگے۔

☆......اس کے بعد دنیا کی مباح چیزیں مثلاً مال یا حصولِ نکاح کی نیت سے عبادت کرنے والے کا درجہ ہے۔

☆......اس کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جو اس نیت سے عبادت، خوفِ خدا اور تقویٰ ظاہر کرے تا کہ اسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے یا اس لئے کہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا جائے اور جب وہ تنہائی میں ہو تو ان میں سے کوئی بھی عمل نہ کرے اور جس دن کا روزہ رکھنا سنت ہے اس کے بارے میں وہ اس نیت سے اپنی رائے کا اظہار نہ کرے تا کہ اس کے بارے میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ اسے نوافل میں کوئی دلچسپی نہیں۔

یہ تمام صورتیں ریاکاری کے درجات کی اصل اور ریاکاروں کی اقسام کے درجات ہیں۔ **سیدنا امام غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد

فرماتے ہیں: ''یہ سب لوگ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور اس کے غضب کے مستحق ہیں۔'' اور یہ بات سخت ترین مہلکات میں سے ہے۔

تنبیہ 5:

گذشتہ صفحات میں یہ حدیثِ پاک گزر چکی ہے: ''ریا کی ایک قسم وہ ہے جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفیف ہوتی ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب مایقول اذ خاف......الخ، الحدیث: ۱۷۶۶۹، ج ۱۰، ص ۳۸۴)

یہ وہ قسم ہے جس میں نفوس کی آفات اور قلوب کی مصیبت کی وجہ سے جاہل تو جاہل بڑے بڑے علماء بھی پھسل جاتے ہیں۔

ریاء کی اقسام:

ریا یا تو **جلی** یعنی واضح ہوتی ہے یا **خفی** ہوتی ہے۔ **جلی ریا** سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر ابھارے اور اس کا باعث بنے۔ جبکہ **خفی ریا** سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر تو نہ ابھارے البتہ مشقت میں کمی کر دے، جیسے کوئی شخص روزانہ نمازِ تہجد ادا کرنے کا عادی ہو لیکن اس طرح کہ وہ نماز اس پر گراں گزرتی ہو، مگر جب اس کے ہاں کوئی مہمان آئے یا کوئی شخص اس کی تہجد پر مطلع ہو جائے تو اب اس کی چستی میں اضافہ ہو جائے اور اس پر وہ گراں بھی نہ گزرے، نیز اس کے ساتھ ساتھ اس کا یہ عمل **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے بھی ہو (تو یہ خفی ریا ہے) کیونکہ اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو وہ تہجد ہی ادا نہ کرتا۔ **خفی ریاء کی پہچان** کی علامت یہ ہے کہ وہ تہجد ادا کرتا رہے اگرچہ کوئی اس کے عمل پر مطلع نہ بھی ہو۔

اس سے بھی زیادہ **خفی ریا** وہ ہے جو نہ تو آسانی مہیا کرے اور نہ ہی کسی تخفیف کا سبب بنے، اس کے باوجود وہ ریاکاری میں اس طرح مبتلا ہو جائے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ **اس قسم کی خفی ریا کو پہچاننا** علامات کے بغیر ممکن نہیں ہوتا اور اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ لوگوں کا کسی کی اطاعت اور عبادت پر مطلع ہونا اسے خوش کر دے۔

کچھ بندے اپنے عمل میں ریاکاری کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کی مذمت بھی کرتے ہیں، انہیں ریاکاری نہ تو کسی عمل کی ابتداء پر ابھارتی ہے نہ ہی کسی عمل پر قائم رکھتی ہے، البتہ جب لوگ ان کی عبادت پر مطلع ہوتے ہیں تو انہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اس صورت میں ریا ان کے دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ **خوشی خفی ریا پر دلالت** کرتی ہے کیونکہ اگر دل لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ اپنی عبادت پر ان کے آگاہ ہونے سے خوشی کا اظہار نہ کرتا، چونکہ ''لوگوں کے اس کے عمل سے آگاہ ہونے کو ناپسند نہ کرنے نے'' اس کے سکون کو حرکت دی تو یہی چیز **خفی ریا** کی رگ کی غذا بن گئی، اس قسم

کی ریا میں وہ کسی ایسے سبب کو تلاش کرتا ہے جو لوگوں کے آگاہ ہونے کا باعث بن سکے، خواہ وہ سبب تعریض ہو یا پست آواز کرنا ہو یا ہونٹوں کو خشک رکھنا یا طویل تہجد گزاری پر دلالت کرنے والی انگڑائیوں اور جمائیوں کے غلبے کا اظہار ہو۔

اس سے بھی بڑھ کر **خفی ریا** یہ ہے کہ نہ تو لوگوں کے آگاہ ہونے کی خواہش ہو اور نہ ہی عبادت کے ظاہر ہونے پر خوشی ہو، البتہ اس بات پر خوشی ہو کہ ملاقات کے وقت لوگ سلام کرنے میں پہل کریں اور اُسے خندہ پیشانی سے ملیں، نیز اس کی تعریف کریں اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں جلدی کریں، خرید وفروخت میں اس کی رعایت کریں اور جب وہ ان کے پاس آئے تو وہ اس کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ جب کوئی شخص ان معاملات میں ذرہ بھر کوتاہی کرے تو یہ بات اسے اُس عبادت کے عظیم ہونے کی وجہ سے ناگوار گزرے جو وہ پوشیدہ طور پر کررہا تھا۔ گویا اس کا نفس اس عبادت کے مقابلہ میں اپنا احترام چاہتا ہے یہاں تک کہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ اس نے یہ عبادات نہ کی ہوتیں تو وہ اس احترام کی خواہش بھی نہ رکھتا۔

نوٹ: جب بھی مخلوق سے متعلق چیزوں میں اطاعت کا پایا جانا اس کے نہ پائے جانے کی طرح نہ ہوجائے تو بندہ نہ تو **اللہ** عزوجل کے علم پر قناعت کرسکتا ہے اور نہ ہی چیونٹی کی چال سے زیادہ خفیف ریا کے شائبہ سے خالی ہوسکتا ہے۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''ان تمام صورتوں میں اَجر ضائع ہوسکتا ہے اور اس سے صرف صدیقین ہی محفوظ رہ سکتے ہیں۔''

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن قاریوں سے ارشاد فرمائے گا کیا تمہیں سودا سستا نہیں دیا جاتا تھا؟ کیا تمہیں سلام کرنے میں پہل نہیں کی جاتی تھی؟ کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں؟''

{64}......ایک حدیث (قُدسی) میں ہے: ''تمہارے لئے کوئی اَجر نہیں کیونکہ تم نے اپنا اَجر پورا پورا وصول کرلیا۔''

لہٰذا مخلص بندے ہمیشہ **خفی ریا** سے ڈرتے رہتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ ان کے نیک اعمال کے سلسلہ میں انہیں دھوکا نہ دے سکیں دیگر لوگ جتنی کوشش اپنے گناہ چھپانے میں کرتے ہیں یہ ان سے زیادہ اپنی نیکیاں چھپانے کے حریص ہوتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی نیکیوں کو خالص کرنا چاہتے ہیں تاکہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن لوگوں کے سامنے انہیں اَجر عطا فرمائے کیونکہ انہیں اس بات پر یقین ہے کہ **اللہ** عزوجل صرف وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ کئے ہوتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ سخت محتاج اور بھوکے ہوں گے اور ان کا مال واولاد انہیں کچھ کام نہ آئے گا سوائے اس کے جو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قلبِ سلیم (یعنی گناہوں سے محفوظ دل) لے کر حاضر ہوگا اور نہ کوئی باپ اپنی

اولاد کے کام آئے گا یہاں تک کہ صدیقین کو بھی اپنی ہی فکر ہوگی ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، جب صدیقین کا یہ حال ہوگا تو دیگر لوگ کس حال میں ہوں گے؟

ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل پر آگاہ ہونے سے فرق محسوس کرتا ہو وہ ریا کے شائبے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ نفع ونقصان دینے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا **اللّٰہ** عزوجل ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا برابر ہوتا اور بچوں یا بڑوں کے مطلع ہونے سے اس کے دل پر کوئی فرق نہ پڑتا۔ ریاء کا ہر شائبہ عمل کو فاسد اور اَجر کو ضائع کرنے والا نہیں ہوتا، اپنے اعمال پر خوشی کبھی قابل تعریف ہوتی ہے اور کبھی قابلِ مذمت۔

قابلِ تعریف خوشی جیسے(۱)...... کسی کو یہ مشاہدہ حاصل ہو کہ **اللّٰہ** عزوجل نے اس کے اچھے عمل کو ظاہر کرنے کے لئے لوگوں کو اس کے عمل پر مطلع کیا ہے اور اس پر کرم فرمایا ہے، حالانکہ وہ اپنی عبادت ومعصیت کو دل میں چھپائے ہوئے تھا لیکن **اللہ** عزوجل نے محض اپنے کرم سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اس کی عبادت کو ظاہر فرما دیا اور اس سے بڑا احسان کسی پر کیا ہوگا کہ **اللہ** عزوجل اپنے بندے کے گناہوں کو چھپا دے اور عبادت کو ظاہر کر دے لہٰذا بندہ **اللّٰہ** عزوجل کی اس پرتَمرِ رحمت کی وجہ سے خوش ہو لوگوں کی تعریف اور ان کے دلوں میں اس کے لئے جو مقام ومرتبہ ہے اس کی وجہ سے خوش نہ ہو (تو یہ ریا نہیں) جیسا کہ **اللّٰہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ (پ۱۱، یونس:۵۸)

(۲)...... یا خوشی کا قابلِ تعریف ہونا اس وجہ سے ہے کہ بندہ یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے جب دنیا میں اس کے گناہوں کو چھپایا اور اس کی نیکیوں کو ظاہر فرمایا تو آخرت میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک فرمائے گا، چنانچہ،

{65}...... صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل جس بندے کے گناہ کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب التوبۃ، قسم الاقوال، باب فی فضلہا والترغیب فیہا الحدیث:۱۰۲۹۶، ج۴، ص۹۷، بدون ''ذنبا'')

(۳)...... یا پھر بندہ یہ خیال کرے کہ میرے نیک اعمال پر مطلع ہونے والوں کو میری اِقتدا میں رغبت ملے گی اور اس طرح مجھے دُگنا ثواب ملے گا ایک ثواب تو اس بات کا ہوگا کہ اس کا مقصود ابتداء میں عمل کو پوشیدہ رکھنا تھا اور دوسرا ثواب اس کے ظاہر ہونے

اور لوگوں کی اقتداء کی وجہ سے ہوگا کیونکہ عبادت وطاعت میں جس کی پیروی کی جاتی ہے اسے ان پیروی کرنے والوں کا ثواب بھی ملتا ہے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی لہٰذا اس خیال سے خوشی حاصل ہونا بالکل درست ہے کیونکہ نفع کے آثار کا ظہور لذت بخشتا ہے اور خوشی کا سبب بنتا ہے۔

(۴)......اسی طرح کبھی بندہ اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے اسے ایسے عمل کی توفیق دی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ بعض گنہگار مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت گزار لوگوں کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے اور انہیں ایذا دیتے ہیں، اس صورت میں **اِخلاص کی علامت** یہ ہے کہ جس طرح اسے اپنی تعریف پر خوشی حاصل ہوتی ہے اسی طرح دوسروں کی تعریف بھی اس کے لئے باعثِ مسرت ہو۔

قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام ومرتبہ پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے: ''وہ اس کی تعریف وتعظیم کریں، اس کی حاجتیں پوری کریں، آمدورفت میں اسے اپنے آگے کریں حالانکہ یہ ایک ناپسندیدہ خیال ہے۔

گذشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عمل چھپانے کا مقصد اخلاص حاصل کرنا اور ریا سے نجات پانا ہے جبکہ عبادت ظاہر کرنے کا فائدہ یہ ہو کہ لوگ اس کی پیروی کریں اور ان میں نیکی کی رغبت پیدا ہو مگر اس میں ریا کاری کی آفت ہے۔

اللہ عزوجل نے ان دونوں قسموں کے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے۔

مگر **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں عمل چھپانے کی تعریف فرمائی ہے کیونکہ اس میں ان عظیم آفات سے تحفظ پایا جاتا ہے جن سے بہت کم لوگ بچ پاتے ہیں اسی طرح بعض اوقات ایسے اعمال کے اظہار کی بھی تعریف کی جاتی ہے جن کو چھپانا دشوار ہوتا ہے جیسے جہاد، حج، جمعہ اور جماعت وغیرہ ایسے اُمور کی ادائیگی میں جلدی اور رغبت ظاہر کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس میں ریا کا شائبہ نہ ہو۔

الغرض جب عمل ان تمام چیزوں سے پاک ہو اور اسے ظاہر کرنے میں کسی کی ایذا رسانی بھی نہ ہو تو اب اگر اس اظہار میں لوگوں کو اس عمل پر ابھارنے کی نیت ہوتا کہ وہ اس کی اقتدا اور پیروی کریں بشرطیکہ اس کا شمار ان علماً یا نیک لوگوں میں ہوتا ہو کہ جن کی پیروی کرنے میں تمام لوگ جلدی کرتے ہیں، لہٰذا ایسی صورت میں عمل کو ظاہر کرنا افضل ہے کیونکہ اس کی ایک وجہ تو یہ

ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اوران کے (علومِ نبوت کے) وارثین کا مقام ہے جو کہ کامل ترین اوصاف سے خاص ہیں، اوراس کی دوسری وجہ یہ ہے کیونکہ اس کا نفع متعدی ہوتا ہے۔جس کی دلیل یہ ہے:

{66}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے نہ صرف اس (اچھے کام) کا اجر ملے گا بلکہ قیامت تک اس پرعمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا''

(سنن ابن ماجہ ، ابواب السنۃ ،باب من سن سنۃ ......الخ،الحدیث:۲۰۳،ص ۲۴۸۹،بدون ”یوم القیامۃ

اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہوتو عمل چھپانا افضل ہے۔اس تفصیل کوان لوگوں کے قول پرمحمول کیا جائے گا جنہوں نے عمل چھپانے کومطلقاً افضل بیان کیا ہے،البتہ عمل کے بیجا اظہار کا مرتبہ علماً اور عبادت گزاروں کے قدم پھسلانے والا ہے کیونکہ یہ حضرات اظہار میں قوی لوگوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل اخلاص میں پختہ نہیں ہوتے لہٰذا ریاکاری کی وجہ سے ان کے اَجر برباد ہوجاتے ہیں اور یہ بات ہرایک نہیں سمجھ پاتا۔

اس میں **حق کی علامت** یہ ہے کہ جوشخص بذاتِ خودکوئی عمل بجالائے یہ جانتے ہوئے کہ اگراس کے ہم عصرلوگوں میں سے کوئی دوسرا شخص ایسا کرتا تو بھی اسے کوئی فرق نہ پڑتا **تو وہ مخلص ہے** اور اگر اپنے نفس کوایسا نہیں سمجھتا **تو ریا کار ہے** کیونکہ اگراسے مخلوق کی جانب توجہ کا خیال نہ ہوتا تو وہ خودکوغیر سے بے نیاز سمجھتے ہوئے اپنے آپ کوترجیح نہ دیتا لہٰذا بندے کو چاہئے کہ نفس کے دھوکے سے ڈرے کیونکہ یہ بہت بڑا دھوکے باز ہے اور شیطان تو پہلے ہی گھات لگائے بیٹھا ہے، چونکہ دل پر حُبِّ جاہ غالب ہوتی ہے لہٰذا ظاہری اعمال آفات وخطرات سے بہت کم سلامت رہتے ہیں جبکہ سلامتی تو اعمال کو پوشیدہ رکھنے میں ہی ہے، **عمل سے فارغ ہونے کے بعد** اس کے بارے میں گفتگو کرنا بھی عمل کا اظہار ہی ہے بلکہ یہ اس اعتبار سے زیادہ خطرناک ہے کہ بعض اوقات بندہ زبان سے زیادتی اور مبالغہ کر بیٹھتا ہے حالانکہ نفس کوتو دعوی کے اظہار ہی سے لذت حاصل ہوتی ہے، اوراس میں اس اعتبار سے خطرہ کم ہے کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد ریا سے پچھلا خالص عمل برباد نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے! بعض لوگ ریا کے خوف سے عمل چھوڑ دیتے ہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں کیونکہ **اعمال** دوطرح کے ہوتے ہیں یا تو **ان کا تعلق صرف عامل کی ذات** سے ہوتا ہے کسی غیر سے نہیں ہوتا، بلکہ ان کی اپنی ذات میں بھی کوئی لذت نہیں ہوتی جیسے روزہ، نماز اور حج وغیرہ، اب اگر **ایسے عمل کی ابتداء کا باعث** صرف لوگوں کودکھانا ہوتو یہ خالص گناہ ہے لہٰذا اسے چھوڑنا واجب ہے اوراسی کیفیت اور حالت پر رہتے ہوئے اس کے لئے کوئی رخصت نہیں اور اگر **عمل کا باعث تو اللہ**

عزوجل کی قربت کی نیت ہو مگر عمل شروع کرتے وقت ریا عارض آگئی اور بندہ اس عارض کو دفع کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا، یا اسی طرح اگر یہ نیت عمل کے دوران عارض ہو تو وہ اپنے نفس کو عمل پورا کرنے تک زبردستی اخلاص پر مائل کرے کیونکہ شیطان پہلے تمہیں عمل چھوڑنے کا کہتا ہے جب تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور عزمِ مصمّم کے ساتھ عمل شروع کر دیتے ہو تو وہ تمہیں ریاکاری کی دعوت دیتا ہے جب تم اس سے منہ پھیرتے ہو اور عمل سے فارغ ہونے تک اس سے جہاد کرتے ہو تو وہ تمہیں ندامت دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ریاکار ہو اور جب تک تم آئندہ ایسا عمل چھوڑ نہ دو **اللہ** عزوجل تمہیں اس عمل سے کوئی نفع نہ دے گا اس طرح وہ تم سے اپنی غرض پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا شیطان سے ہوشیار رہو کیونکہ اس سے بڑا مکار کوئی نہیں، اور اپنے دل میں **اللہ** عزوجل سے حیاء کو لازم کرلو کہ جب وہ کسی دینی سبب سے تم میں عمل کا جذبہ پیدا فرمائے تو اسے ہرگز نہ چھوڑو بلکہ اپنے نفس کو اس عمل میں اخلاص پر مائل کرو اور اپنے اور اپنے باپ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن شیطان کی چالوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔

یا پھر **اعمال کا تعلق مخلوق سے** ہوتا ہے (نہ کہ عامل کی ذات سے) ان کی آفات اور خطرات زیادہ ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا خطرہ خلافت میں ہے، پھر قضا میں، پھر وعظ و نصیحت اور تدریس و افتاء میں اور پھر مال خرچ کرنے میں، لہٰذا جسے نہ دنیا اپنی طرف مائل کر سکے نہ اس پر لالچ غالب آسکے اور نہ ہی **اللہ** عزوجل کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اسے روک سکے اور وہ دنیا اور دنیا والوں سب سے منہ پھیر لے اور پھر جب حرکت کرے تو حق کے لئے اور سکون اختیار کرے تو بھی حق کے لئے، تو یہی وہ شخص ہے جو دنیوی اور اخروی ولایت کا مستحق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو اس کے لئے یہ دونوں ولایتیں سخت نقصان دہ ہیں، لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ ان سے باز رہے اور دھوکا نہ کھائے، کیونکہ اس کا نفس اسے ان معاملات میں عدل، حقوق پورے کرنے، ریا کے شائبوں اور لالچ سے محفوظ رہنے کا خیال دلاتا ہے حالانکہ نفس بہت بڑا جھوٹا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ اس سے بچتا رہے کیونکہ نفس کے نزدیک جاہ و حشمت سے زیادہ لذیذ شئے کوئی نہیں حالانکہ بعض اوقات جاہ و حشمت کی محبت ہی اسے ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

اسی لئے جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے نمازِ فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع فرما دیا، تو اس نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ۔''

لہٰذا انسان کو وعظ و نصیحت اور علم کے بارے میں وارد فضائل سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کیونکہ ان کے خطرات سب سے زیادہ ہیں، ہم کسی کو یہ اعمال چھوڑنے کا نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فی نفسہٖ کوئی آفت نہیں بلکہ آفت تو وعظ و نصیحت، درس و افتاء

اور روایتِ حدیث میں ریا کاری میں مبتلا ہونے میں ہے، لہٰذا جب تک آدمی کے پیشِ نظر کوئی دینی منفعت ہو تو اسے ان اعمال کو ترک نہیں کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں ریا کاری کی ملاوٹ بھی ہو جائے بلکہ ہم تو اسے ان اعمال کے بجالانے کے ساتھ ساتھ نفس سے جہاد کرنے، اخلاص اپنانے اور ریا کے خطرات بلکہ اس کے شائبہ تک سے بھی بچنے کا کہہ رہے ہیں۔

اُمور تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) **ولایات:** سب سے بڑی آفت اسی میں ہے۔ لہٰذا کمزور لوگوں کو اسے سرے سے چھوڑ ہی دینا چاہئے،

(۲) **نماز اور دیگر بدنی عبادات:** انہیں نہ تو کوئی کمزور چھوڑ سکتا ہے نہ ہی طاقتور مگر وہ ان میں پیدا ہونے والے ریا کے شائبے کو دور کرنے کے لئے کوشش کر سکتے ہیں،

(۳) **ضرورت سے زائد علوم کے حصول کی کوشش:** یہ ان دونوں کا درمیانی مرتبہ ہے مگر یہ ولایات کے زیادہ مشابہ ہے اور آفات سے زیادہ قریب ہے، لہٰذا کمزور لوگوں کے حق میں اس سے بچنا ہی زیادہ مناسب ہے،

باقی رہ گیا چوتھا مرتبہ یعنی **مال جمع کرنا اور اسے خرچ کرنا:** تو بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر اور نوافل میں مشغول ہونے سے **افضل قرار دیا ہے**۔ جبکہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے برعکس فرمایا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس میں بھی بڑی آفات ہیں مثلاً تعریف کی تمنا، دلوں کو اپنی جانب مائل کرنا اور خود کو سخاوت کے ساتھ ممتاز کرنا وغیرہ، لہٰذا جو ان آفات سے چھٹکارا پالے تو اس کے لئے مال جمع کرنا اور اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا افضل ہے، کیونکہ یہ بچھڑوں کو ملانے، مستحقین کی ضرورت پوری کرنے اور ان کی مدد سے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قرب پانے کا ذریعہ ہے اور جو ان آفات سے خلاصی نہ پاسکے اسے عبادات کو لازم پکڑنا اور ان سے حاصل ہونے والے آداب و کمالات کے لئے کشادگی سے فارغ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے، علم کے معاملہ میں **عالم کے اخلاص کی علامت** یہ ہے کہ اگر اس سے اچھا کوئی واعظ یا اس سے زیادہ علم والا کوئی شخص ظاہر ہو جائے اور لوگ اسے زیادہ پسند کرنے لگیں تو وہ اس سے خوش ہو اور حسد نہ کرے، البتہ اس پر رشک کرنے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ رشک سے مراد یہ ہے کہ وہ عالم اپنے لئے اس جیسے علم کی تمنا کرے، اور **ایک علامت یہ بھی ہے** کہ اگر اس کی مجلس میں اکابر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ آجائیں تو اس کا کلام متغیر نہ ہو بلکہ وہ ساری مخلوق کو ایک ہی نظر سے دیکھے اور اس بات کو پسند نہ کرے کہ راستوں میں لوگ اس کے پیچھے چلیں۔

تنبیہ 6:

مذکورہ بالا آیات، احادیثِ مبارکہ اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام سے آپ پر ظاہر ہو چکا ہے کہ ریاکاری اعمال کو برباد کرنے والی اور **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور لعنت و دوری کا سبب ہے، نیز یہ مہلک کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور یہ وہ اوصاف ہیں جن کے ازالہ کے لئے توفیق دیئے گئے ہر شخص کو مجاہدے کے ذریعے کوشش کرنی چاہئے اور اس معاملہ میں خوب مشقت اٹھانی چاہئے کیونکہ اس سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اغراض اور مخلوق کے خیال سے پاک خالص قلبِ سلیم عطا ہوا اور جو ہر وقت رب العالمین عزوجل کی تجلیات کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہو، حالانکہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جبکہ مخلوق کی غالب اکثریت ان آفات میں مبتلا ہے کیونکہ بچے کو ضعیف العقل، مخلوق کی طرف نظر رکھنے والا اور کثیر الطمع بنا کر پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا جب وہ لوگوں کو دوسروں کے لئے بناوٹی عمل کرتے دیکھتا ہے تو اس پر بھی بناوٹی عمل کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور پھر یہی بات اس کے ذہن میں پختہ ہو جاتی ہے، پھر جب اس کی عقل کامل ہوتی ہے اور اسے حق کی پیروی کی توفیق ملتی ہے تو وہ اسے مہلک مرض سمجھنے لگتا ہے اور ایسی دوا کا محتاج ہوتا ہے جو اس مرض کو زائل کر دے اور تعریف کی لذت، جاہ کی تمنا اور لوگوں کے اموال پر نظر رکھنے جیسے فاسد خیالات کو ختم کر کے اس کی جڑیں کاٹ دے۔

ریا کا علاج

ریاکاری کا علاج دو قسم کی دواؤں سے ہو سکتا ہے: (۱) علمی دوا اور (۲) عملی دوا

علمی دوا:

وہ نافع دوا یہ ہے کہ وہ **ریاکاری سے منہ پھیر لے** کیونکہ یہ نقصان دہ اور دل کی اصلاح کھو دینے والی، دنیا میں توفیق اور آخرت میں بلند درجات سے محروم کر دینے والی اور سخت عذاب، شدید ناراضگی اور ظاہری رسوائی کا باعث بننے والی ہے کہ جب ریاکار کو لوگوں کے سامنے بلا کر کہا جائے گا: ''**اے فاجر!** اے دھوکے باز! اے ریاکار! **کیا تجھے حیا نہ آئی** جب تُو نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت کے بدلے دنیا کا ساز و سامان خریدا؟ تُو نے بندوں کے دلوں پر نظر رکھی، **اللہ** عزوجل کی نعمِ رحمت اور اس کی اطاعت کا مذاق اڑایا، **اللہ** عزوجل سے بغض رکھا اور اس کے بندوں سے محبت کی، لوگوں کے لئے ایسی چیزوں سے آراستہ ہوا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک بری تھیں اور **اللہ** عزوجل سے دوری اختیار کر کے لوگوں کی قربت پائی۔''

اگر ریا کی برائی فقط یہ ہوتی کہ اس کی وجہ سے کوئی ایک عبادت ہی برباد ہوتی تب بھی اس کا نقصان کافی تھا کیونکہ

قیامت کے دن انسان نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کرنے کے لئے ایک ایک عبادت کا محتاج ہوگا ورنہ جہنم میں جا پڑے گا۔ جو **اللہ** عزوجل کو ناراض کر کے مخلوق کی رضا چاہتا ہے، **اللہ** عزوجل اس پر خود بھی ناراض ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس پر ناراض کر دیتا ہے کیونکہ لوگوں کو راضی رکھنا ایک ایسی چیز ہے جو حاصل نہیں ہوسکتی، ہوسکتا ہے وہ کسی ایک قوم کو راضی کرے تو دوسری قوم ناراض ہو جائے، پھر لوگوں کی طرف سے مدح سے کوئی نفع نہ ہونے کے باوجود **اللہ** عزوجل کی طرف سے مذمت اور غضب کے مقابلے میں لوگوں کی طرف سے تعریف کو ترجیح دینے میں اس کی کون سی غرض پوشیدہ ہے؟ نہ تو اسے اس تعریف سے نفع حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ اس سے کوئی نقصان دور کر سکتی ہے کیونکہ نفع دینے اور نقصان سے بچانے والا **اللہ** عزوجل ہی ہے، اسی کا حق ہے کہ صرف اسی کا قصد کیا جائے کیونکہ وہی دلوں کو منع اور عطا کے ساتھ مسخر کرنے والا ہے اور اس کے سوا کوئی رازق، معطی، نافع اور ضارّ نہیں۔ **حقیقت یہی ہے** کہ مخلوق سے طمع رکھنے والا انسان ذلت ورسوائی یا احسان جتلائے جانے کے بوجھ واہانت سے محفوظ نہیں رہ سکتا لہٰذا وہ جھوٹی اور فاسد اُمید کے بدلے میں **اللہ** عزوجل کے اِنعامات کیسے چھوڑ دیتا ہے؟ ایسا شخص کبھی تو اپنا مقصد پا لیتا ہے اور کبھی ناکام رہتا ہے، جیسے اگر لوگ اس کے دل کی ریا پر مطلع ہو جائیں تو اسے دھتکار دیں، اس پر ناراض ہوں اور اس کی مذمت کرتے ہوئے اسے محروم کر دیں۔ لہٰذا جو ان باتوں کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھے گا لوگوں میں اس کی رغبت ختم ہو جائے گی اور وہ سچائی کو قبول کرلے گا۔

عملی دوا:

وہ دوا یہ ہے کہ **بندہ عبادت کو اس طرح چھپانے کی عادت ڈالے جیسے اپنے گناہ چھپانے کی عادت ڈالتا ہے** یہاں تک کہ اس کا دل **اللہ** عزوجل کے علم اور اس کی بصیرت پر قناعت کرنے لگے اور اس کا نفس غیر **اللہ** کے اس عمل کو جان لینے کے سلسلہ میں اس سے نزاع نہ کرے اور اسی طرح عمل کو چھپانے میں تکلف سے کام لے اگرچہ ابتداءً اس پر یہ کام گراں گزرے گا مگر جو ایک مدت تک اس پر بتکلف صبر کرے اس سے اس کی گرانی دور ہو جائے گی اور **اللہ** عزوجل اپنے فضل سے اس معاملہ میں اس کی مدد فرمائے گا اور یہی مدد اس کی نجات کا سبب بن جائے گی کیونکہ

اِنَّ اللّٰـهَ لَا يُغَيِّـرُ مَـا بِقَوْمٍ حَتّٰـى يُغَيِّـرُوْا مَـا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ (پ۱۳، الرعد:۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔

اس سلسلہ میں جب بندے کی جانب سے مجاہدہ اور **ربِّ کریم** عزوجل کے در پر دائمی حاضری ہوگی تو **اللہ** عزوجل کی جانب سے

ہدایت کی دولت نصیب ہوگی اور وہ اس کے لئے اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت عطا فرمادے گا کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَاِنۡ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفۡهَا وَیُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۝ (پ۵،النسآء:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

اخلاص کی اہمیت اور فضائل

جب ہم نے **اللّٰہ** عزوجل کے فضل، اس کی تائید، مدد و اعانت اور توفیق سے اس بدترین کبیرہ گناہ اور اس کے ان متعلقات کے بارے میں گفتگو مکمل کرلی جن کی مخلوق کو حاجت پیش آتی ہے اور کتاب کے موضوع کے اعتبار سے اس پر تفصیلی کلام کرلیا اگرچہ ریاکاری اور اس کے توابع کے بیان میں خصوصاً ''اِحۡیَاءُ عُلُوۡمِ الدِّیۡن'' میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بنسبت ہمارا کلام نہایت ہی مختصر ہے اب ہم اپنے کلام کا اختتام اخلاص کی مدح، مخلصین کے ثواب اور ان کے لئے **اللّٰہ** عزوجل کی تیار کردہ نعمتوں پر دلالت کرنے والی چند آیات اور احادیث مبارکہ سے کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ مخلوق کے لئے اخلاص کو اپنانے اور ریاکاری سے دوری اختیار کرنے کا سبب بن سکے کیونکہ اشیاء کی کامل معرفت ان کی اضداد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل فرماتا ہے:

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۵ حُنَفَآءَ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ۝ (پ۳۰،البینۃ ۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہوکر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

اور فرماتا ہے

اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡهُ یَعۡلَمۡهُ اللّٰہُ ط (پ:۳،اٰل عمران:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

{67}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے لئے ہے اور جس کی ہجرت دنیا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال......الخ،الحدیث:۵۴،ص۷)

{68}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کرتے ہوئے جب ایک بیابان علاقے میں پہنچے گا تو اس گروہ کے اگلے پچھلے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ان کے اگلوں، پچھلوں کو زمین میں کیسے دھنسایا جائے گا حالانکہ ان کے ساتھ ان کے مویشی اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟'' دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے اولین وآخرین کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں پر اُٹھایا جائے گا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق،الحدیث:۲۱۱۸،ص۱۶۵)

{69}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ اقدس میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتلانے، حمیت اور ریاکاری کے لئے جہاد کرتے ہیں کہ ان میں سے کون راہِ خدا عزوجل کا مجاہد ہے؟'' تو خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔'' ایک نسخہ میں ہے: ''وہی راہ خدا عزوجل کا مجاہد ہے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الامارۃ ،باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ......الخ،الحدیث :۴۹۲۰،ص۱۰۱۸)

{70}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے جبکہ منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور چونکہ ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے لہٰذا مؤمن جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۵۹۴۲،ج۶،ص۱۸۵)

{71}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔'' (جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۳۵۵۴،ج۲،ص۱۹)

{72}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل آخرت کی نیت پر دنیا عطا فرما دیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت عطا فرمانے سے انکار کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،حرف الزاي، باب الزھد،الحدیث:۶۰۵۳،ج۳،ص۷۵)

{73}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،حرف النون باب النیۃ،الحدیث:۷۲۴۵،ج۳،ص۱۶۹)

{74}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اچھی نیت عرش سے چمٹ جاتی ہے پس جب کوئی بندہ اپنی نیت کو سچا کر دیتا (یعنی اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا) ہے تو عرش ہلنے لگ جاتا ہے، پھر اس بندے کو بخش

دیا جاتا ہے۔'' (تاریخ بغداد،القاسم بن الحن،الحدیث:۶۹۲۶،ج۱۲،ص۴۴۴)

{75}......مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تعجب کی بات ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کی (ہلاکت کی) خاطر بیت اللہ شریف کا قصد کریں گے جس (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیت اللہ شریف میں پناہ لے رکھی ہوگی لیکن جب وہ لوگ ایک بیابان میں پہنچیں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔'' ہم (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! راستے میں کبھی کچھ اور لوگ بھی تو قافلے کے ساتھ مل جاتے ہیں (تو کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گے؟)'' شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ان میں بیکس ومجبور بھی ہوں گے اور مسافر بھی، وہ سب یکبارگی ہلاک ہو جائیں گے اور پھر (قیامت کے دن) مختلف جگہوں سے ظاہر ہوں گے، **اللہ** عزوجل انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اُٹھائے گا۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش......الخ،الحدیث:۷۲۴۴،ص۱۱۷۷

{76}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب اس قوم میں شامل تمام افراد کو گھیر لیتا ہے پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا انزل اللہ......الخ،الحدیث:۷۱۰۸،ص۵۹۳،"نیاتھم" بدلہ" اعمالھم")

{77}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے دین میں مخلص ہو جاؤ، تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوگا۔'' (المستدرک ،کتاب الرقاق ، الحدیث ۷۹۱۴،ج۵،ص۴۳۵)

{78}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے لئے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الطھارت، باب النیۃ ،الحدیث:۱۳۰،ج۱،ص۷۳

{79}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام **اللہ** عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الطھارت ، باب النیۃ ،الحدیث:۱۳۰،ج۱،ص۷۳

{80}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اور اس کی رضا کے لئے کیا جاتا ہے۔'' (سنن النسائی، کتاب الجھاد،الحدیث:۳۱۴۲،ص۲۹۰)

{81}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرو، پانچ وقت کی نماز قائم کرو، خوشدلی سے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اپنے رب عزوجل کے گھر کا حج کرو تو یقیناً اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الاخلاص، الحدیث: ۵۲۵۶، ج۳، ص ۱۲)

{82}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اخلاص کے ساتھ ایک ہستی یعنی اللہ عزوجل کی رضا کے لئے عمل کرو وہ تمام لوگوں کے مقابلے میں تمہیں کافی ہوگا۔'' (الکامل فی الضعفاء الرجال، ج۸، ص۳۰۷)

{83}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعمال ایک برتن کی مانند ہوتے ہیں یعنی جب برتن کا پیندہ اچھا ہوگا تو اس کا بالائی حصہ بھی اچھا ہوگا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الزھد، باب التوقی علی العمل، الحدیث: ۴۱۹۹، ص ۲۷۳۲)

{84}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعمال اپنے انجام کے اعتبار سے برتن کی مانند ہوتے ہیں یعنی جب اس کا بالائی حصہ پاکیزہ ہوگا تو نچلا حصہ بھی پاک ہوگا اور اگر بالائی حصہ گندا ہوگا تو نچلا حصہ بھی گندا ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الاخلاص من الاکمال، الحدیث: ۵۲۸۳، ج۳، ص ۱۳)

{85}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا سے جو کچھ بچ رہا وہ آزمائش اور فتنہ ہے اور تم میں سے کسی کے اعمال برتن کی مانند ہوتے ہیں جب اس کا بالائی حصہ اچھا ہوتا ہے تو نچلا حصہ بھی صاف ہوتا ہے اور جب اس کا بالائی حصہ گندا ہوتا ہے تو نچلا حصہ بھی گندا ہوتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۶۸۵۳، ج۶، ص۸)

{86}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل وہی عمل پسند فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اس کی رضا چاہنے کے لئے کیا جاتا ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب الجھاد، باب من غذا یلتمس......الخ، الحدیث: ۳۱۴۲، ص ۲۲۹۰)

{87}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال پر نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث: ۶۵۴۳، ص ۱۱۲۷)

{88}...... دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز

پڑھے تو اسے اچھی طرح ادا کرے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو پھر بھی اچھی طرح ادا کرے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:''یہی حقیقتاً میرا بندہ ہے۔'' (سنن ابن ماجة ، ابواب الزهد، باب التوقی علی العمل ،الحدیث: ۴۲۰۰،ص ۲۷۳۲)

{89}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز پڑھے تو اسے اچھی طرح ادا کرے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے پھر بھی اچھی طرح ادا کرے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:''میرے بندے نے اچھا کیا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاخلاص من الاکمال، الحدیث: ۵۲۷۹،ج۳،ص ۱۳)

{90}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کامل نیکی یہ ہے کہ تم اعلانیہ طور پر کئے جانے والے عمل کو پوشیدہ طور پر کرو، آدمی کا ایسی جگہ نفل نماز پڑھنا جہاں اسے لوگ نہ دیکھتے ہوں لوگوں کے سامنے پچیس 25 **نمازیں** پڑھنے کے برابر ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاخلاص ، الحدیث:۵۲۶۳،۵۲۶۲،ج۳،ص ۱۲)

{91}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''مخلص لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کیونکہ وہی ہدایت کے ایسے چراغ ہیں جن سے ہر تاریک فتنہ چھٹ جاتا ہے۔'' (الجامع الصغیر،الحدیث: ۵۲۸۹،ج۲،ص ۳۲۶)

{92}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بندے نے پوشیدہ سجدوں سے افضل کسی شئے سے **اللہ** عزوجل کا قرب حاصل نہیں کیا۔'' (الجامع الصغیر،حرف المیم،الحدیث:۷۸۷۷،ج۲،ص ۴۸۱)

{93}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو کام لوگوں کے سامنے کرنے کو ناپسند کرتے ہو وہ تنہائی میں بھی نہ کیا کرو۔'' (الجامع الصغیر،حرف المیم،الحدیث:۷۹۷۳،ج۲،ص ۴۸۷)

{94}......مَحْبوبِ رَبُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو چالیس دن **اللہ** عزوجل کے لئے مخلص ہو جائے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔''

(حلیة الاولیاء ،الحدیث : ۶۸۷۹،ج۵،ص ۲۱۵ ،بدون''من قلبه'')

{95}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے جو یہ چاہے کہ اس کے اور اس کے دل کے درمیان کوئی شئے حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاحسان فی الطاعات ،الحدیث: ۵۲۶۹،ج۳،ص ۱۳)

{96}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''پوشیدہ عمل اعلانیہ عمل سے افضل ہے اور اعلانیہ عمل اس کے لئے ہے جو اقتدا کا ارادہ رکھتا ہے۔''

(فردوس الاخبار(الدیلمی)باب السین ، ذکر الفصول من ادوات......الخ،الحدیث: ۳۳۸۹،ج ۱،ص ۴۵۳)

{97}......جبکہ ایک روایت میں ہے: ''جو اِقتدا کا ارادہ رکھتا ہے (یعنی یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں) تو اس کے لئے اعلانیہ عمل افضل ہے۔'' (فردوس الاخبار، باب السین، ذکر الفصول من ادوات......الخ، الحدیث: ۳۳۸۹، ج ۱، ص ۴۵۳، "بتقدمٍ و تاخرٍ")

{98}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۲۳۰، ج ۴، ص ۵۷)

{99}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے اور اللہ عزوجل کے مابین معاملے کو خوش اسلوبی سے نبھائے گا تو اللہ عزوجل اس کے اور لوگوں کے مابین معاملے میں اسے کفایت فرمائے گا اور جو اپنے باطن کی اصلاح کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دے گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۷۳، ج ۳، ص ۱۳)

{100}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی کام بندہ چھپ کر کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے مطابق اس بندے پر ایک چادر ڈال دیتا ہے اگر وہ کام اچھا ہو تو وہ چادر بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر برا ہو تو چادر بھی بری ہوتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۹۶، ج ۶، ص ۳۶)

{101}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو چھپ کر کوئی کام کرے خواہ وہ اچھا ہو یا برا، تو اللہ عزوجل اس پر اس کے مطابق ایک چادر ڈال دیتا ہے جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۵، ج ۳، ص ۱۴)

{102}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جو اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اللہ عزوجل اس کی پسندیدہ باتوں سے اس کے کانوں کو نہ بھر دے، اگر کوئی بندہ ستر مکانات (یعنی ایک مکان کے اندر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ 70) کے اندر اللہ عزوجل سے ڈرے جبکہ ہر مکان کا دروازہ لوہے کا ہو تو اللہ عزوجل اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگتے ہیں اور زیادتی سے کام لیتے ہیں۔'' (یعنی اس کی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ ''وہ (کسی کے عمل میں) زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟'' تو شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً متقی اگر اپنے پوشیدہ عمل میں اضافہ کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور کرتا۔ اور یہی حال فاجر شخص کا ہے، لوگ اس کے فسق وفجور کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ فاجر شخص اپنی سرکشی میں اضافہ کی استطاعت

رکھتا تو ضرور اس میں اضافہ کر لیتا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، الحدیث:۵۲۸۶، ج۳، ص۱۴)

{103}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں (حضرت سیدنا) محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! جب بھی کوئی شخص پوشیدہ طور پر کوئی عمل کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے اعلان کی چادر پہنا دیتا ہے پھر اگر اس کا باطن اچھا ہو تو چادر بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر باطن برا ہو تو چادر بھی بری ہوتی ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، الحدیث:۵۲۸۷، ج۳، ص۱۴)

کسی امام سے پوچھا گیا: ''مخلص کون ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔''

ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: ''اخلاص کی اِنتہاء کیا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔''

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا کارڈ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

کبیرہ نمبر3: ناحق غصہ کرنا، دل میں کینہ رکھنا اور حسد کرنا

یہ تینوں چونکہ ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں یعنی ان کا ایک دوسرے سے تعلق ہے کیونکہ حسد کینے کا نتیجہ ہے اور کینہ غصے کا نتیجہ ہے، لہٰذا یہ ایک ہی بدخصلت کی طرح ہوئے، اس لئے میں نے انہیں ایک ہی عنوان کے تحت جمع کر دیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی مذمت دوسرے کی مذمت کو لازم ہے، کیونکہ فرع کی مذمت درحقیقت اصل کی مذمت ہے اور اصل کی مذمت فرع کی مذمت ہے۔ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَاؕ (پ۲۶، الفتح:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اَڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اَڑ (ضد) تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

اس آیت مبارکہ میں **اللہ** عزوجل نے ناحق غصہ کے سبب صادر ہونے والی نخوت ومروّت ظاہر کرنے پر کفار کی مذمت فرمائی اور مسلمانوں کو نخوت ومروّت سے بچانے والے اطمینان اور سکینہ نازل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان کی مدح فرمائی ہے کہ انہوں نے پرہیز گاری کو لازم پکڑ لیا ہے، اس لئے وہ اس کے اہل اور مستحق ٹھہرے ہیں۔

ایک دوسری جگہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۚ (پ۵، النسآء:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

{1}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور چونکہ شیطان آگ کی پیدائش ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۱۴۶۸۵، ج۶، ص۲۵۳)

{2}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ سے اجتناب کرو۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی، الحدیث:۲۳۵۲۸، ج۹، ص۲۳)

{3}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ اَعُوْذُ بِاللہ پڑھ لے اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۶، ص۴۵۱، "احدکم" بدلہ "رجل")

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے خاموشی اختیار کرلینی چاہئے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبدالله بن العباس......الخ،الحدیث:۲۱۳۶،ج۱،ص۵۱

{5}......نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تمہیں غصہ آئے تو بیٹھ جایا کرو۔''
(جامع الاحادیث،الحدیث:۱۶۰۸،ج۱،ص۲۴۱)

{6}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس سے اس کا غصہ دور ہوجائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب مایقال عند الغضب ، الحدیث:۴۷۸۲،ص۱۵۷۵

{7}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہوئے غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھے ہوئے آئے تو لیٹ جائے۔''
(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ، باب الغضب، الحدیث:۷۷۲۲،ج۳،ص۲۱۰

{8}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''جب تمہیں غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ اگر پھر بھی رفع نہ ہو تو لیٹ جاؤ وہ جلد رفع ہوجائے گا۔'' (جامع الاحادیث،الحدیث:۲۴۰۰،ج۱،ص۳۵۰)

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سب سے زیادہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو پالے اور سب سے زیادہ بردبار وہ ہے جو طاقت کے باوجود معاف کردے۔''
(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۶۹۴،ج۳،ص۲۰۷

{10}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بیشک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ کی پیدائش ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلیا کرے۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب مایقال عند الغضب ، الحدیث:۴۷۸۴،ص۱۵۷۵

{11}......تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جہنم میں ایک ایسا دروازہ ہے جس سے وہی شخص داخل ہوگا جس کا غصہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی پر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۶۹۶،ج۳، ص۲۰۸

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کیا میں تمہیں تمہارے سب سے بہادر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تم میں سب سے بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر زیادہ قابو پانے والا ہے۔''
(مکارم الاخلاق للطبرانی،باب فضل من یملک نفسه عند الغضب، الحدیث:۳۷،ص۲۵

{13}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سختی براشگون ہے اور نرمی برکت ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ، الحدیث:۷۶۹۸،ج۳،ص۲۰۸)

{14}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''عنقریب میں تمہیں لوگوں کے معاملات اوران کی عادتوں کے بارے میں بتاؤں گا، ایک شخص کوغصہ جلدی آتا ہے اور جلد ہی رفع ہو جاتا ہے یہ شخص نہ تو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے نہ ہی کسی سے نقصان اٹھاتا ہے اور ایک شخص کو دیر سے غصہ آتا ہے مگر جلد رفع ہو جاتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے نقصان دہ نہیں، ایک شخص اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے تو غیر کا حق ادا بھی کر دیتا ہے، اس کا یہ عمل نہ اسے نقصان دیتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور ایک شخص اپنا حق تو طلب کرتا ہے لیکن غیر کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ اس کے لئے مضر ہے مفید نہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۷۶۹۹،ج۳،ص۲۰۸

{15}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''مکمل طور پر کسی کو پچھاڑ دینا یہ ہے کہ ایک شخص کوغصہ آئے اور پھر وہ بڑھتا ہی جائے یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ ہوجائے اور بال کھڑے ہوجائیں لیکن پھر اس کا غصہ ہی اس شخص کو پچھاڑ دے (یعنی وہ اپنی اس حالت پر قابو پالے)۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل،احادیث رجال......الخ،الحدیث:۲۳۱۷۶،ج۹،ص۴۵

{16}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بہادری پتھر اٹھانے میں ہے حالانکہ بہادری تو یہ ہے کہ تم میں سے کوئی غصہ سے بھر جائے اور پھر اپنے غصہ پر قابو پالے۔''

(کتاب الزهد لابن المبارک،باب اصلاح ذات البین ، الحدیث:۷۴۰،ص۲۵۶

{17}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کو پچھاڑ دینے والا بہادر نہیں ہوتا بلکہ بہادر تو وہ ہوتا ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الادب،باب الحذرمن الغضب ، الحدیث:۶۱۱۴،ص۵۱۶

{18}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں پر غالب آجانے والا بہادر نہیں بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔''

(کشف الخفاء، باب حرف اللام ،الحدیث:۲۱۳۸،ج۲،ص۱۵۲)بدون'' عندالغضب

{19}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلوان وہ نہیں جو کسی پر غالب آجائے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۷۱۱،ج۳،ص۲۰۹)

{20}...... نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کیاتم جانتے ہو کہ بہادر کون ہے؟ بے شک کامل بہادر تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے، کیاتم جانتے ہو کہ بانجھ کون ہے؟ بانجھ تو وہ ہے جس کی اولاد تو ہو مگر وہ ان میں سے کسی کو آخرت کے لئے ذخیرہ نہ کرے، کیاتم جانتے ہو کہ فقیر کون ہے؟ فقیر تو وہ ہے جس کے پاس مال تو ہو مگر وہ اس میں سے آگے کچھ نہ بھیجے۔'' (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ ، التحریض علی صدقۃ التطوع ، الحدیث:۳۳۴۱،ج۳،ص ۲۱۰)

{21}...... رسولِ اکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جہنم کا ایک دروازہ ہے جس سے وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا غصہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی پر ہی ختم ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۷۰۳،ج۳،ص ۲۰۸)

{22}...... حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے غصہ کو دور کرلے تو **اللہ** عزوجل اس سے اپنا عذاب دور فرما لیتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت کرلے تو **اللہ** عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمادیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۱۳۲۰،ج۱،ص ۳۶۲)

{23}...... مروی ہے، ایک صحابئ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں نصیحت چاہتے ہوئے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے وصیت فرمایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''غصہ نہ کیا کرو۔'' پھر عرض کی:''مجھے وصیت فرمایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:''غصہ نہ کیا کرو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الأدب،باب الحذرمن الغضب ، الحدیث:۶۱۱۶،ص ۵۱۶،مفہوماً)

{24}...... ایک روایت میں ہے:''غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ فساد ڈالتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۷۰۶،ج۳،ص ۲۰۸)

{25}...... ایک اور روایت میں ہے: میں نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کسی چھوٹے سے عمل کا حکم دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''غصہ نہ کیا کرو۔'' میں نے اس عرض کو دہرایا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:''غصہ نہ کیا کرو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث:۷۴۹۱،ج۵،ص ۳۲۷،بتغیرٍ قلیلٍ)

{26}...... حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ عالیشان میں عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی بات ارشاد فرمایئے اور اس میں کمی فرمایئے گا شاید میں اس میں غور وفکر کرسکوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''غصہ نہ کیا کرو۔'' میں نے دافِعِ رنج ومَلال،

صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں مزید دومرتبہ یہی کلمات دُہرائے مگر رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر دفعہ یہی ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' (مسند ابی یعلی موصلی، الحدیث: ۵۶۵۹، ج۵، ص۱۳۲)

{27}......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ نہ کروتو تمہارے لئے جنت ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳۵۳، ج۲، ص۲۰)

{28}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے معاویہ بن حیدہ! غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۰۹، ج۳، ص۲۰۹)

{29}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے معاویہ! غصہ سے دور رہو کیونکہ یہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (ایضاً، الحدیث: ۷۷۱۰، ج۳، ص۲۰۹)

{30}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''غصہ جہنم کی آگ کی ایک میخ ہے جسے **اللہ** عزوجل تم میں سے کسی کے دل پر رکھ دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ غصہ میں آنکھیں کیسے سرخ ہو جاتی ہیں، اس کی تیوری کیسے چڑھ جاتی ہے اور رگیں کیسے پھول جاتی ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۱۴، ج۳، ص۲۰۹)

{31}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بغض رکھنے والوں سے بچو کیونکہ بغض دین کو مونڈ ڈالتا (یعنی تباہ کر دیتا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۴۸۶، ج۳، ص۲۸)

{32}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو اپنے غصہ میں مجھے یاد رکھے گا میں اسے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ اسے ہلاک نہ کروں گا۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب القاف، الحدیث: ۶۴۴۷، ج۲، ص۱۳۷)

{33}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تُو مجھے اپنے غصہ کے وقت یاد رکھ، میں تجھے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تجھے ہلاک نہ کروں گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۱۶، ج۳، ص۲۰۹)

{34}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی غصہ کے وقت **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم** پڑھ لے تو اس کا غصہ رفع ہو جائے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۲۲، ج۵، ص۱۹۰، بدون "اذاغضب والرجیم")

{35}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو انتہائی غصہ کی حالت میں دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ غُصِیلا شخص اسے پڑھ لے تو وہ اس کا غصہ ختم کر دے گا اور وہ کلمہ یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث:۲۲۱۴۷، ج۸، ص۵۳)

{36}......(شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاؤں مبارک کی کسی انگلی میں پھُنسی نکل آئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) لے کر اس پھُنسی پر ڈالی اور یہ دعا مانگی جس سے وہ ٹھیک ہوگئی): ''اَللّٰھُمَّ مُطْفِئُ الْکَبِیْرِ وَمُکَبِّرُ الصَّغِیْرِ اَطْفِھَا عَنِّیْ یعنی اے اللہ عزوجل! اے بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کر دینے والے! میری اس پھُنسی کو ختم کر دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الحدیث:۲۳۲۰۲، ج۹، ص۵۱)

{37}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''یہ دعا مانگا کرو: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ ''یعنی اے نبی کریم محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب عزوجل! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے دل کے غصے کو دور فرما دے اور مجھے گمراہ کر دینے والے فتنوں سے محفوظ رکھ۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اُم سلمہ، الحدیث:۲۶۶۳۸، ج۱۰، ص۱۹۳)

{38}......حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! غصہ کی کثرت سے بچتے رہو کیونکہ غصہ کی کثرت بُردبار شخص کے دل کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، یحییٰ بن ابی کثیر، الحدیث: ۳۲۵۹، ج۳، ص۸۲)

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے فرمانِ عالیشان:

وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا (پ۳، اٰل عمران:۳۹) ترجمہ کنزالایمان: اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''سَیِّدًا'' سے مراد وہ شخص ہے جس پر غصہ غالب نہ آتا ہو۔

{39}......حضرت سیدنا یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ غصہ نہ کروں، میں بھی تو انسان ہی ہوں۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''پھر مال ضائع نہ کیا کرو۔'' تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ہاں یہ ہوسکتا ہے۔''

{40} ......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اے ابنِ آدم! جب تُو غصہ کرتا ہے تو اچھلتا ہے قریب ہے کہ کہیں تو ایسی چھلانگ نہ لگا بیٹھے جو تجھے جہنم میں پہنچادے۔''

حضرت ذوالقرنین ایک فرشتے سے ملے تو اس سے فرمایا: ''مجھے کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے میرے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو۔'' تو فرشتے نے کہا: ''غصہ نہ کیا کرو کیونکہ شیطان غصہ کے وقت انسان پر سب سے زیادہ غالب ہوتا ہے، لہٰذا غصے کے بدلے عفو و درگزر سے کام لیا کرو اور وقار کے ساتھ غصہ ٹھنڈا کیا کرو اور جلد بازی سے بچتے رہو کیونکہ جب آپ جلد بازی سے کام لیں گے تو اپنا حصہ گنوا بیٹھیں گے، اَقربا اور دیگر لوگوں کے لئے نرمی و آسانی مہیا کرنے والے بن جاؤ، عناد رکھنے والے اور ظالم نہ بنو۔''

حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں عبادت میں مصروف رہتا تھا شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ناکام رہا، پھر اس نے راہب کو عبادت گاہ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا مگر پھر بھی راہب خاموش رہا، تو شیطان نے اس سے کہا: ''اگر میں چلا گیا تو تجھے بہت افسوس ہوگا۔'' راہب پھر بھی خاموش رہا، یہاں تک کہ شیطان نے کہا: ''میں مسیح (علیہ السلام) ہوں۔'' تو راہب نے اسے جواب دیا: ''اگر آپ مسیح ہیں تو میں کیا کروں؟ کیا آپ نے ہی ہمیں عبادت میں کوشش کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اور کیا آپ نے ہم سے قیامت کا وعدہ نہیں کیا؟ آج اگر آپ ہمارے پاس کوئی اور چیز لے کر آئے ہیں تو ہم آپ کی بات ہرگز نہ مانیں گے۔'' تو بالآخر شیطان نے خود ہی بتا دیا: ''میں شیطان ہوں اور تجھے گمراہ کرنے آیا تھا مگر نہ کر سکا۔'' اس کے بعد شیطان نے راہب سے کہا: ''تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کر سکتے ہو۔'' تو راہب نے جواب دیا: ''میں تجھ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتا۔'' جب شیطان منہ پھیر کر جانے لگا تو راہب نے اس سے کہا: ''کیا تو سن رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! کیوں نہیں۔'' تو راہب نے اس سے پوچھا: ''مجھے بنی آدم کی ان عادتوں کے بارے میں بتا جو ان کے خلاف تیری مددگار ہیں۔'' شیطان بولا: ''وہ غصہ ہے، آدمی جب غصہ میں ہوتا ہے تو میں اسے اس طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔''

حضرت سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''**غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔**''

ایک انصاری کا قول ہے: ''غصہ حماقت کی اصل ہے اور ناراضگی اس کی راہنما ہے اور جو جہالت پر راضی ہوتا ہے وہ بردباری سے محروم رہتا ہے حالانکہ بردباری زینت اور نفع کا سبب ہے جبکہ جہالت عیب اور نقصان کا سبب ہے، نیز احمق کی بات کے جواب میں خاموش رہنا سعادت ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ ابلیس کہتا ہے: ''انسانوں نے کبھی مجھے عاجز نہیں کیا، بلکہ تین چیزوں میں تو وہ مجھے ہرگز عاجز نہیں کر سکتے: (۱) جب ان میں سے کوئی نشے میں ہوتا ہے تو میں اس کے نتھنوں سے پکڑ کر اسے جہاں چاہتا ہوں لے جاتا ہوں، پھر وہ میری خاطر ہر وہ کام کرتا ہے جسے میں پسند کرتا ہوں (۲) جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو ایسی بات کہہ جاتا ہے جسے نہیں جانتا اور ایسا عمل کرتا ہے جس پر بعد میں نادم ہوتا ہے اور (۳) جب آدمی اپنے مال میں بخل کرتا ہے تو میں اسے ایسی اُمیدیں دلاتا ہوں جن پر وہ قدرت نہیں پاتا۔''

(شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۶۰۱، ج۵، ص۱۳)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی کی بردباری اس کے غصہ کے وقت اور اس کی امانت داری اس کے لالچ کے وقت دیکھو، کیونکہ جب وہ غصہ میں نہ ہو تو تمہیں اس کے حلم کا کیا پتہ چلے گا؟ اور جب اسے کسی چیز کا لالچ ہی نہ ہو تو تمہیں اس کی امانت داری کیسے معلوم ہوگی؟''

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عامل کو مکتوب بھیجا: ''غصہ کے وقت کسی کو سزا نہ دو بلکہ اسے قید کر لو اور جب تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس کے جرم کے مطابق سزا دو اور اسے پندرہ سے زیادہ کوڑے نہ مارو۔''

ایک مرتبہ ایک قریشی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سخت بدکلامی کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک سر جھکائے رہے پھر ارشاد فرمایا: ''کیا تو چاہتا ہے کہ شیطان، بادشاہی کی عزت کا خیال دلا کر مجھ پر قابو پا لے اور میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کر بیٹھوں جس کی وجہ سے کل قیامت میں تو مجھ سے بدلہ لے سکے؟''

منقول ہے: ''لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہی ہے جسے سب سے کم غصہ آتا ہے پھر اگر وہ ایسا دنیا کے لئے کرتا ہے تو یہ اس کا مکر و حیلہ ہے اور اگر آخرت کے لئے کرتا ہے تو یہ علم و حکمت ہے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''جو خواہشات، لالچ اور غصہ سے بچ گیا وہ فلاح پا گیا۔''

منقول ہے: ''جو اپنی خواہشات اور غصہ کی اطاعت کرے گا تو یہ دونوں اسے جہنم کی طرف لے جائیں گی۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی علامتیں یہ ہیں: ''دین میں مضبوط ہونا، نرم مزاجی پر ثابت قدم رہنا، موت پر یقین رکھنا، بردباری کی حالت میں علم سیکھنا، نرمی و شفقت میں بھرپور ہونا، راہِ خدا عزوجل میں عطا کرنا، بے نیازی کا قصد کرنا، فاقہ میں صبر کرنا، قدرت کی صورت میں احسان کرنا، تنگدستی میں صبر کرنا، اس پر نہ تو غصہ غالب آتا ہے، نہ ہی حمیت طاری ہوتی

ہے، نہ اس پر خواہش غلبہ پاتی ہے، نہ اس کا پیٹ اسے رُسوا کرتا ہے، نہ ہی اس کا لالچ اسے ذلیل کرتا ہے، وہ مظلوم کی مدد کرتا اور کمزور پر رحم کھاتا ہے، اپنے مال میں بخل کرتا ہے نہ اسے فضول اُڑاتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد پر خرچ میں تنگی کرتا ہے، جب اس پر ظلم ہوتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جاہل سے درگزر کرتا ہے، اس کا نفس خود تو اس سے تکلیف پاتا ہے جبکہ لوگ اس سے خوشی پاتے ہیں۔''

حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**کفر** کے چار اسباب (یہ بھی) ہیں: غصہ، خواہش، وعدہ خلافی، طمع۔'' اس قول کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کو غصہ نے اسلام سے مرتد ہونے پر ابھارا تو وہ کافر ہو کر مرا۔ لہٰذا غصہ کی برائی اور اس کے نتائج پر خوب غور کرنا چاہئے۔

ایک نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اُمتیوں سے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو مجھے غصہ نہ کرنے کی ضمانت دے گا وہ میرا خلیفہ ہوگا اور جنت میں میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔'' تو ایک نوجوان نے عرض کی: ''میں ضمانت دیتا ہوں۔'' تو اس نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بات دہرائی تو اس نوجوان نے دوبارہ عرض کی: ''میں ضمانت دیتا ہوں۔'' پھر اس نے اپنا وعدہ نبھایا، جب اس کا انتقال ہوا تو وہ اس نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا خلیفہ بن کر ان کے درجے میں پہنچ گیا، یہ نوجوان حضرت سیدنا ذوالکفل علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، انہیں **ذوالکفل** اس لئے کہا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے بارے میں یہ ضمانت دی تھی کہ میں کبھی غصہ نہ کروں گا اور پھر اپنے اس قول کو نبھایا بھی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ انہیں ذوالکفل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رات میں عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھنے کی ضمانت دی تھی اور اسے نبھایا تھا۔

کینہ

{41}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) تجلّی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۳)

{42}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو **اللہ** عزوجل اپنی مخلوق پر تجلّی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے جبکہ کینہ پرور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے حتی کہ وہ کینہ ترک کر دیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۲، ج۳، ص۳۸۲)

{43}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر ہفتہ کے دوران پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پھر بغض و کینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مؤمن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے ان دونوں کو لمبے عرصے تک چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اُس بغض سے واپس پلٹ آئیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۷، ص۱۱۲۷)

{44}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر پیر اور جمعرات کو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں، تو **اللہ** عزوجل آپس میں بغض رکھنے اور قطع رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۴۰۹، ج۱، ص۱۶۷)

{45}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان دو دِنوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو مشرک نہ ہو مگر ایک دوسرے سے بغض رکھنے والے دو مسلمان بھائیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں صلح کر لینے تک رہنے دو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب هجرة الرجل اخاه، الحدیث:۴۹۱۶، ص۱۵۸۳)

{46}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعرات اور جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو مشرک کے علاوہ ہر شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر دو شخصوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں آپس میں صلح کر لینے تک مؤخر کر دو۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث:۶۹۷۵، ج۳، ص۱۲)

{47}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''ہر پیر اور جمعرات کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو **اللہ** عزوجل مشرک کے علاوہ ہر بندے کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو شخص اپنے بھائی سے بغض رکھتا ہے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۷۳۶۳، ج۳، ص۷۳)

{48}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو **اللہ** عزوجل آپس میں بغض رکھنے اور قطع رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کے گناہ بخش دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۴۰۹، ج۱، ص۱۶۷، بدون "الذنوب")

{49}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر پیر اور جمعرات کے دن بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو رحم کے طلبگاروں پر رحم کیا جاتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیا جاتا ہے مگر کینہ پروروں کو ان کے کینے کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۹۷۷۶، ج۱۰، ص۱۱)

{50}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور **اللہ** عزوجل ان دو دِنوں میں مشرک کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے جبکہ آپس میں کینہ رکھنے والے دو شخصوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں صلح کرنے تک چھوڑ دو۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النھی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۴، ص۱۱۲۷)

{51}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل (یعنی اس کی رحمت اور اس کا امر) شعبان کی پندرھویں رات آسمانِ دنیا پر جلوہ فگن ہوتا ہے پس والدین کے نافرمان اور کینہ پرور شخص کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۲۹، ج۳، ص۳۸۱)

{52}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل شعبان کی پندرھویں شب آسمانِ دنیا پر اپنی شایانِ شان تجلی فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ ہر مؤمن کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۳۸۲۷)

{53}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہمارا رب عزوجل پندرہ شعبان کی رات آسمانِ دنیا پر (اپنی شایانِ شان) نزول فرماتا ہے تو مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ تمام اہلِ زمین کی مغفرت فرما دیتا ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشحناء، الحدیث:۱۲۹۵۷، ج۸، ص۱۲۵)

{54}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو مشرک اور بغض وکینہ رکھنے والے کے علاوہ تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۲۱۵، ج۲۰، ص۱۰۹)

{55}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق پر زُمرِ رحمت فرماتا ہے تو کینہ پرور اور قاتل کے علاوہ اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۶۵۳، ج۲، ص۵۸۹)

حسد

{56}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، نماز مؤمن

کا نور ہے اور روزے ڈھال ہیں۔'' یعنی جہنم کے مقابلے میں ڈھال اور اس سے نجات کا ذریعہ ہیں۔

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الحسد، الحديث: ۴۲۱۰، ص ۲۷۳۳)

{57}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد (یعنی رشک) صرف دو افراد سے جائز ہے: (۱) وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے اَحکامات کی پیروی کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا (۲) اور وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور **اللہ** عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحديث: ۷۴۳۶، ج ۳، ص ۱۸۵)

{58}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا (یعنی ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحديث: ۷۴۳۷، ج ۳، ص ۱۸۶)

{59}...... سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم حسد کرو تو زیادتی نہ کرو، جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو اور جب تمہیں (کسی کام کے بارے میں) بدشگونی پیدا ہو تو اُسے کر گزرو اور **اللہ** عزوجل پر بھروسہ کرو۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالرحمن بن سعد، ج ۵، ص ۵۰۹)

{60}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسد، الحديث: ۴۹۰۳، ص ۱۵۸۳)

{61}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں پچھلی اُمتوں کی بیماری ضرور پھیلے گی اور وہ بغض وحسد ہے جو کہ اُسترے کی طرح ہے لیکن یہ اُسترا (یعنی بغض وحسد) دین کو کاٹتا ہے نہ کہ بالوں کو، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ چیز یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الزبير بن العوام، الحديث: ۱۴۱۲، ج ۱، ص ۳۴۸)

{62}...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خیانت اور حسد نیکیوں

کو اس طرح کھا جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

(کنزالعمال، ابواب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۴۴۱، ج۳، ص۱۸۶)

{63}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد کرنے والے، چغلی کھانے والے اور کاہن کے پاس جانے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الغیبة والنمیمة، الحدیث: ۱۳۱۲۶، ج۸، ص۴۷)

{64}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی حسد کرتا ہے مگر حاسد کو اُس کا حسد اُسی وقت نقصان دیتا ہے جب وہ زبان سے بولے یا ہاتھ سے عمل کرے۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۵۷۷۱، ج۶، ص۴۳۲)

{65}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''ہر آدمی حسد کرتا ہے اور حسد کرنے والے بعض لوگ دوسروں سے افضل ہوتے ہیں اور حاسد کو اس کا حسد اس وقت تک نقصان نہیں دیتا جب تک کہ وہ زبان سے نہ بولے یا ہاتھ سے اس پر عمل نہ کرے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۴۴۴، ج۳، ص۱۸۶)

{66}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ جب تک آپس میں حسد نہ کریں گے ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۱۵۷، ج۸، ص۳۰۹)

{67}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''ابلیس (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے: ''انسانوں سے ظلم اور حسد کے اعمال کراؤ کیونکہ یہ دونوں عمل اللہ عزوجل کے نزدیک شرک کے مساوی ہیں۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۷۲۶۹، ج۳، ص۶۰)

{68}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ظلم اور قطع رحمی کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے مرتکب کو اللہ عزوجل آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دینے میں جلدی کرتا ہو۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی عظم الوعید......الخ، الحدیث: ۲۵۱۱، ص۱۹۰۴)

{69}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ظلم کرنے سے ڈرو کیونکہ ظلم کی سزا سے زیادہ خطرناک کسی اور گناہ کی سزا نہیں۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۷، ص۳۱۵، اخطر بدله" اخضر")

{70}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو ان میں سے ظالم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔'' (کشف الخفاء، الحدیث: ۲۰۹۳، ج۲، ص۱۴۰)

{71}......محبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو کہ کہیں **اللہ** عزوجل اسے اس سے عافیت دے دے (اور تمہیں مبتلا فرما دے)۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۷۳۹،ج۳،ص۱۸

{72}......اور ایک روایت میں یوں ہے: ''کہیں **اللہ** عزوجل اس پر رحم فرما کر تمہیں اس مصیبت میں مبتلا نہ فرمادے۔''

(جامع الترمذی ، ابواب صفة القیامة، باب لاتظهر الشماتة......الخ، الحدیث:۲۵۰۶،ص۱۹۰۳

{73}......تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے برا ٹھکانا اس شخص کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرلی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الفتن ، باب اذا التقی المسلمان......الخ،الحدیث:۳۹۶۶،ص۲۷۱۵،ملخص

{74}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جس نے دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت کو بیچ ڈالا۔''

(تاریخ کبیر للامام بخاری،باب العین ، الحدیث:۱۹۲۷ ۴۹۹۸ ج۵،ص۳۸۸

{75}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بدتر مقام اس بندے کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کرڈالی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الفتن ، باب اذا التقی المسلمان......الخ،الحدیث:۳۹۶۶،ص۲۷۱۵

{76}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدتر ٹھکانا اس شخص کا ہوگا جس نے غیر کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ ڈالی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۵۹،ج۸،ص۱۲۳

{77}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نفسانی خواہشات سے بچتے رہو کیونکہ یہ آدمی کو اندھا، بہرہ کردیتی ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۷۸۲۸،ج۳،ص۲۱۹)

{78}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک آسمان کے نیچے پیروی کی جانے والی نفسانی خواہشات سے بڑھ کر پوجا جانے والا کوئی جھوٹا خدا نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۵۰۲،ج۸،ص۱۰۳

{79}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حسد، اس کے اسباب اور نتائج سے بچنے کے متعلق

ارشاد فرمایا: ''آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو اور نہ ہی آپس کی رشتہ داری توڑو، اے اللہ عزوجل کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدائی (یعنی ناراضگی) اختیار کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب تحریم التحاسد......الخ، الحدیث: ۶۵۲۶، ص ۱۱۲۶، بدون ''لاتنابزوا

{80}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر خدمت تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔'' تو ایک انصاری شخص داخل ہوا جس کی داڑھی وضو کی وجہ سے تر تھی اور اس نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں لٹکا رکھے تھے، اس نے حاضرِ بارگاہ ہو کر سلام عرض کیا۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہی بات ارشاد فرمائی کہ ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی مرد داخل ہوگا۔'' تو بعینہٖ وہی شخص پہلے کی طرح حاضرِ بارگاہ اقدس ہوا، پھر جب تیسرا دن آیا تو حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی بات ارشاد فرمائی تو حسبِ معمول وہی شخص داخل ہوا، پھر جب دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے پیچھے چل دیئے اور اس سے کہا: ''میں نے اپنے والد صاحب سے جھگڑ کر قسم اٹھائی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا لہٰذا اگر میں تین راتیں گزرنے تک آپ کے پاس پناہ لینا چاہوں تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔''

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے وہ تین راتیں اس کے ساتھ گزاریں لیکن رات کے وقت اسے کوئی عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا، ہاں! مگر جب وہ بیدار ہوتا یا کروٹ بدلتا تو اللہ عزوجل کا ذکر کرتا اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا اور جب تک نماز کے لئے اقامت نہ ہو جاتی بستر سے نہ اٹھتا اور میں نے اسے اچھی بات کے علاوہ کچھ کہتے ہوئے نہ سنا، پھر جب تین دن گزر گئے تو میں اس کے عمل کو معمولی جاننے لگا اور اس سے کہا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! میرے اور میرے والدِ محترم کے درمیان کوئی ناراضگی نہیں تھی مگر چونکہ میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تمہارے بارے میں تین مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا: ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا تو تینوں مرتبہ تم ہی آئے تو میں نے سوچا کہ تمہارے پاس رہ کر دیکھوں کہ تمہارا عمل کیا ہے تاکہ میں بھی تمہاری پیروی کر سکوں مگر میں نے تو تمہیں کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر تمہیں اس مقام تک کس عمل نے پہنچایا جس کے بارے میں

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی ہے؟'' تو اس نے کہا: ''میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا۔'' پھر جب میں واپس آنے لگا تو اس نے مجھے بلا کر کہا: ''میرا عمل تو وہی ہے جسے تم نے دیکھ لیا مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان سے بد دیانتی نہیں پاتا اور نہ ہی **اللہ** عزوجل کی عطا کردہ بھلائی پر کسی سے حسد کرتا ہوں۔'' تو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''بس یہی وہ اعمال ہیں جنہوں نے تجھے اس مقام تک پہنچا دیا۔''

(شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث:۶۶۰۵، ج۵، ص۲۶۴،۲۶۵، بتغیرٍ)

{81}......بعض محدّثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس نامعلوم شخص کا نام ''سعد'' بتایا ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کے آخر میں یہ اضافہ ہے: حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا مگر میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کینہ یا اس جیسی بات ہو۔'' تو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''یہی وہ عمل ہے جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام دِلایا اور ہم اس عمل پر استقامت پانے کی طاقت نہیں رکھتے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:۱۲۶۹۷، ج۴، ص۳۳۲)

{82}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے ظاہر ہوگا۔'' تو حضرت سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے سے اندر داخل ہوئے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حدیث مبارکہ بیان کی، اس میں یوں ہے: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کر لیا کہ میں اس شخص کے ساتھ رات گزاروں گا تاکہ اس کا عمل دیکھ سکوں، پھر انہوں نے حضرت سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اپنے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''انہوں نے مجھے ایک عباء یعنی بچھونا دیا جس پر میں ان سے قریب ہو کر لیٹ گیا اور اپنی آنکھوں کی جھریوں سے انہیں دیکھنے لگا، وہ جب بھی کروٹ بدلتے، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے، یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوا تو وہ اٹھے اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے اور 12 درمیانی سورتوں کے ساتھ 12 رکعتیں ادا کیں کہ نہ تو وہ لمبی تھیں اور نہ ہی چھوٹی، اور ہر دو رکعتوں میں تَشَہُّد سے فارغ ہونے کے بعد یہ تین دعائیں مانگیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(یعنی اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔)

(۲) اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا مَآ اَھَمَّنَا مِنْ اَمْرِ آخِرَتِنَا وَدُنْیَانَا۔

(یعنی اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں کو پورا فرما۔)

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْاَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ۔
(یعنی اے پروردگار عزوجل! ہم تجھ سے ہر قسم کی بھلائیوں کا سوال کرتے ہیں اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔)

ان کے اس مستقل عمل کو ذکر کرنے کے بعد روایت کے آخر میں یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جب میں سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا ہوں تو میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کینہ نہیں ہوتا۔''

(شعب الایمان ، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث:۶۶۰۷، ج۵،ص۲۶۶)

{83}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تنگدستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے اور حسد تقدیر پر غلبہ پانے کے قریب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال ، کتاب الزکاۃ ، قسم الاقوال، باب فی فضل الفقر......الخ،الحدیث:۱۶۶۸۲، ج۶،ص۲۱۰)

{84}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب میری اُمت کو پچھلی اُمتوں کی بیماری لاحق ہوگی۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''پچھلی اُمتوں کی بیماری کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تکبر کرنا، اِترانا، کثرت سے مال جمع کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا نیز آپس میں بغض وحسد رکھنا یہاں تک کہ وہ ظلم میں تبدیل ہو جائے اور پھر فتنہ وفساد بن جائے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۹۰۱۶، ج۶،ص۳۴۸،بدون "تباغضوا و تحاسدوا")

{85}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی تو یہ لوگ آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے نعمتیں چھپا کر مدد چاہو کیونکہ ہر ذی نعمت سے حسد کیا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۸۳، ج۲۰،ص۹۴)

{86}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی نعمتوں کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔'' عرض کی گئی: ''وہ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جو لوگوں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے اُن کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔''

(شعب الایمان ، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث تحت الباب، ج۵،ص۲۶۳)

{87}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ قسم کے لوگ حساب سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون

لوگ ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) اُمراء ظلم کی وجہ سے (۲) عرب عصبیت (یعنی طرف داری) کی وجہ سے (۳) رؤسا اور سردار تکبر کی وجہ سے (۴) تجارت کرنے والے خیانت کی وجہ سے (۵) دیہاتی لوگ جہالت کی وجہ سے اور (۶) علماء حسد کی وجہ سے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۴۴۰۲۳۴۴۰۲۴، ج۱۶، ص۳۷، بتغیرٍ قلیلٍ)

{88}...... **منقول** ہے کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرش کے سائے میں ایک شخص کو دیکھا، انہیں اس کے مرتبہ پر بڑا رشک آیا اور کہا: ''بے شک یہ شخص اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں معزز ہے۔'' پھر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اللہ** عزوجل سے سوال کیا کہ وہ آپ کو اس شخص کا نام بتائے تو **اللہ** عزوجل نے آپ کو اس کا نام نہ بتایا بلکہ فرمایا: ''میں تمہیں اس کے تین عمل بتاتا ہوں: (۱) یہ ان نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے اُنہیں عطا فرمائی تھیں (۲) نہ اپنے والدین کی نافرمانی کرتا اور (۳) نہ ہی چغل خوری کرتا تھا۔''

(مکارم اخلاق، باب ماجاء فی صلۃ الرحم، الحدیث: ۲۵۷، ص۱۸۳)

{89}...... حضرت سیدنا زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''حاسد میری نعمت کا دشمن، میرے فیصلے پر ناخوش اور میری تقسیم پر ناراض رہتا ہے جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان فرمائی ہے۔''

(تفسیر ابن ابی حاتم، باب ۲، ج۴، ص۲۰۳)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حسد وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی گئی، ابلیس ملعون نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کے معاملے میں اُن سے حسد کیا، پس اسی حسد نے ابلیس کو نافرمانی پر ابھارا۔'' (الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، سورۃ البقرۃ...... تحت الآیۃ ۳۴، ج۱، ص۱۲۵)

ایک دینی پیشواء نے کسی بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ یہی وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی گئی۔ پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (پ۱، البقرۃ: ۳۴) ترجمہ کنزالایمان: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

اور پھر فرمایا: ''خواہش سے بچتے رہو کیونکہ اسی کے سبب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے الگ کر دیئے گئے، **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جنت میں ٹھہرایا جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے اس میں آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کھانے کی اجازت تھی سوائے ایک درخت سے کہ اس سے **اللہ** عزوجل نے آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو منع فرمایا تھا پس خواہش کے سبب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کھالیا تو **اللہ** عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے زمین پر بھیج دیا، پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا (پ ۱۶، طٰهٰ: ۱۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اُترو۔

پھر فرمایا: ''حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد ہی نے حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ ۶، المآئدۃ: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ قتل کا سبب یہ بھی تھا کہ قاتل کی بہن مقتول کی زوجہ تھی اور وہ قاتل کی زوجہ سے زیادہ خوبصورت تھی کیونکہ حضرت سیدتنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیس حمل ہوئے تھے اور ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی یعنی دو بچے ہوتے تھے، حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کر دیا کرتے تھے، تو جب قابیل نے دیکھا کہ اس کے بھائی ہابیل کی بیوی میری بیوی سے زیادہ خوبصورت ہے تو اس سے حسد کرنے لگا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

اس دینی پیشواء کی بادشاہ کو کی جانے والی نصیحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''جب حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر ہو تو خاموش رہا کرو، جب تقدیر کا تذکرہ ہو تب بھی خاموش رہو، اسی طرح جب ستاروں کا تذکرہ ہو تو بھی خاموش رہو۔''

ایک حاسد کا عبرت ناک انجام:

ایک نیک شخص کسی بادشاہ کے پاس نصیحت کرنے کے لئے بیٹھا کرتا تھا اور وہ اس سے کہا کرتا: ''اچھے لوگوں کے ساتھ ان کی اچھائی کی وجہ سے اچھا سلوک کرو کیونکہ برے لوگوں کے لئے ان کی برائی ہی کافی ہے۔'' ایک جاہل کو اس نیک شخص کی (بادشاہ سے) اس قربت پر حسد ہوا تو اس نے اس کے قتل کی سازش تیار کی اور بادشاہ سے کہا: ''یہ شخص آپ کو بدبودار سمجھتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ اس کے قریب جائیں گے تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تا کہ آپ کی بدبو سے بچ سکے۔'' بادشاہ نے اس سے کہا: ''تم جاؤ میں خود اسے دیکھ لوں گا۔'' یہ سازشی وہاں سے نکلا اور اس نیک شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر لہسن کھلا دیا، وہ نیک آدمی وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس آیا اور حسبِ عادت بادشاہ سے کہا: ''اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ برے کو

عنقریب اس کی برائی ہی کافی ہوگی۔'' تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہیں بادشاہ لہسن کی بو نہ سونگھ لے، تو بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ فلاں آدمی سچ کہتا تھا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کے لئے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا، لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ ''جب میرا خط لانے والا یہ شخص تمہارے پاس آئے تو اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا۔'' اس نیک شخص نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا، اس نے پوچھا: ''یہ خط کیسا ہے؟'' نیک شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے۔'' سازشی شخص نے کہا: ''یہ مجھے ہبہ کر دو۔'' تو اس نیک شخص نے کہا: ''تم لے لو۔'' پھر جب وہ شخص خط لے کر عامل کے پاس پہنچا تو اس عامل نے اس سے کہا: ''تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر دوں اور تمہاری کھال میں بھوسہ بھر کر بادشاہ کو بھیج دوں۔'' اس نے کہا: ''یہ خط میرے لئے نہیں ہے میرے معاملہ میں **اللہ** عزوجل سے ڈرو تا کہ میں بادشاہ سے رابطہ کر سکوں۔'' تو عامل نے کہا: ''بادشاہ کا خط آنے کے بعد اس سے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔'' لہٰذا عامل نے اسے ذبح کر کے اور اس کی کھال بھوسے سے بھر کر بادشاہ کو بھیج دی، پھر وہی نیک شخص حسبِ عادت بادشاہ کے پاس آیا اور اپنی بات دہرائی: ''اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' تو بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا: ''تم نے خط کا کیا کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''مجھے فلاں شخص ملا تھا، اس نے مجھ سے وہ خط مانگا تو میں نے اسے دے دیا۔'' تو بادشاہ نے کہا: ''اس نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میرے جسم سے بُو آتی ہے۔'' تو اس نیک شخص نے جواب دیا کہ ''میں نے تو ایسا نہیں کہا۔'' پھر بادشاہ نے پوچھا: ''تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟'' اس نے بتایا: ''اسی شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ اس کی بو سونگھیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''تم سچے ہو اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ، برے آدمی کی برائی اسے کفایت کر گئی۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے حسد کی برائی میں غور کرو اور گزشتہ صفحات میں بیان کردہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی حقیقت جانو: ''اپنے بھائی کی پریشانی پر خوشی کا اظہار مت کرو کہیں **اللہ** عزوجل اسے اس سے نجات دے کر تمہیں اس میں مبتلا نہ فرما دے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب لاتظهر الشماتة......الخ الحدیث: ۲۵۰۶، ص ۱۹۰۳، فیہا فیه بدله "فیرحمه الله)

حسد کے متعلق بزرگانِ دین علیہم الرحمۃ کے فرامین:

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے کسی سے کسی دنیوی شے کی وجہ سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو میں دنیا کی وجہ سے اس سے حسد کیسے کروں حالانکہ وہ تو جنت کے مقابلہ میں بہت حقیر ہے، اور اگر وہ جہنمی ہے تو میں

دنیوی شے کی وجہ سے اس سے حسد کیسے کروں جبکہ وہ چیز خود جہنم میں جانے والی ہو۔''

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو بندہ کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے اس کی خوشی اور حسد میں کمی آجاتی ہے۔''

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو میری کسی نعمت سے حسد کرتا ہے میں اس کے سوا ہر شخص کو راضی کرسکتا ہوں کیونکہ حاسد اسی وقت راضی ہوگا جب وہ نعمت مجھ سے زائل ہوجائے گی۔''

ایک اعرابی کا قول ہے: ''میں نے حاسد جیسا مظلوم کوئی ظالم نہیں دیکھا کہ تمہاری نعمت اس کو بری لگتی ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! اپنے بھائی سے حسد نہ کر کیونکہ اگر **اللّٰہ** عزوجل نے اس کی تکریم کے لئے وہ نعمت اسے عطا فرمائی ہے تو جسے **اللّٰہ** عزوجل عزت دے اس سے حسد نہ کرو اور اگر کسی اور وجہ سے عطا فرمائی ہے تو اس سے حسد کیوں کرتے ہو جس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''**حاسد** شخص مجلس میں ذلت اور مذمت پاتا ہے، ملائکہ سے لعنت اور بغض پاتا ہے، مخلوق سے غم اور پریشانیاں اٹھاتا ہے، نزع کے وقت سختی اور مصیبت سے دوچار ہوتا ہے اور قیامت کے دن حشر کے میدان میں بھی رسوائی، توہین اور مصیبت پائے گا۔''

تنبیہات

تنبیہ 1:

غضب کے بارے میں وارد سابقہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ **اللّٰہ** عزوجل نے غضب کو آگ سے پیدا فرما کر اسے انسان میں رکھ دیا اور اسے اس کی فطرت میں شامل کردیا۔

غصے میں انسان کی حالتیں:

انسان بعض اوقات کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آتشِ غضب اتنا بھڑک اٹھتی ہے کہ اس سے انسان کے دل کا خون بھی کھولنے لگتا ہے، پھر وہ خون بدن کی دیگر رگوں میں پھیل جاتا ہے اور جب دماغ تک اس طرح پہنچتا ہے جیسا کہ کھولتا ہوا پانی تو وہ خون وہاں پھیلنے کے بعد چہرے میں بھی سرایت کر جاتا ہے، جس سے اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں، اور کھال کا ظاہری حصہ صاف ہونے کی وجہ سے اپنے اندر موجود خون کی سرخی کو ظاہر کردیتا ہے، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انسان یہ سمجھ لے

کہ وہ اپنے مغضوب (یعنی جس پر غصہ آیا اس) پر قدرت رکھتا ہے، ورنہ اگر انسان کو اپنے سے زیادہ طاقتور پر غصہ آئے اور اِنتقام لینے کی اُمید بھی نہ ہو تو اس کا خون کھال کے ظاہری حصے سے سمٹ کر دل کے اندر چلا جاتا ہے اور الٹا خوف پیدا ہو جاتا ہے، جس سے اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اگر کسی ہم پلہ شخص پر غصہ آئے اور اس پر قدرت پا لینے میں شک ہو تو اس کا خون پھیلنے اور سمٹنے کے درمیان متردد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کبھی اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد، نیز وہ بے چینی محسوس کرتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ **غصہ کی قوت کا مقام** انسان کا دل ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا کھولنا اِنتقام لینے کے لئے ہوتا ہے، یہ قوت آتشِ غضب کے بڑھکنے کے وقت کسی ایذاء پہنچانے والی چیز کو دور کرنے کی خاطر اس کی جانب متوجہ ہوتی ہے اس سے پہلے کہ وہ اسے تکلیف دے، یا پھر اگر ایذاء پہنچ جائے تو اس کے بعد محض دل کے اطمینان پانے یا پھر انتقام لینے کے لئے متوجہ ہوتی ہے، لہٰذا جذبۂ انتقام ہی اس سے لذت پاتا ہے اور اسے روکتا ہے۔

قوتِ غضب میں تفریط:

غصہ میں تفریط یعنی اس قدر کم آنا کہ بالکل ہی ختم ہو جائے یا پھر یہ جذبہ ہی کمزور پڑ جائے، تو یہ ایک مذموم صفت ہے کیونکہ ایسی صورت میں بندے کی مُرُوَّت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے اور جس میں غیرت یا مروّت نہ ہو وہ کسی قسم کے کمال کا اہل نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شخص عورتوں بلکہ حشرات الارض (یعنی زمینی کیڑے مکوڑوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے اس قول کا یہی معنی ہے: ''جسے غصہ دلایا گیا اور وہ غصہ میں نہ آیا تو وہ گدھا ہے اور جسے راضی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔''

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حمیت اور شدت پر ان کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{۱}

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (پ۶، المائدۃ:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

{۲}

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پ۲۶، الفتح:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

{۳}

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ (پ۱۰، التوبۃ:۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اس معاملہ میں غصے کی اس کمی کا نتیجہ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے حرم یعنی محرم عورتوں مثلاً بہن یا بیوی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ کئے جانے کے معاملہ میں غیرت کی کمی کا شکار ہو جاتا ہے، اور دوسرے یہ کہ گھٹیا اور کمینے لوگوں سے ذلت پہنچنے اور احساس کمتری میں مبتلا ہونے کا بھی احتمال ہے، حالانکہ یہ سب اِنتہائی برا اور قابلِ مذمت ہے، اگر اس کے ثمرات غیرت کی کمی اور ہیجڑوں کی سی طبیعت کے علاوہ کچھ نہ ہوں تو اس کے بارے میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان ہے:

{90}......''کیا تمہیں سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غیرت پر تعجب ہے حالانکہ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور **اللہ** عزوجل مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور اس کے غیور ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ اس نے بے حیائی کو حرام فرما دیا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، الحدیث: ۱۸۱۹۲، ج۶، ص۳۴)

{91}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ظاہری وباطنی فحاشی کو حرام فرما دیا اور **اللہ** عزوجل سے زیادہ اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں اس لئے کہ اس نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی ہے اور **اللہ** عزوجل سے زیادہ عذر کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے اور اس کی خاطر اس نے کتابیں نازل فرمائیں اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیجے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ وتحریم الفواحش، الحدیث: ۶۹۹۴/۶۹۹۳، ص۱۱۵۶)

{92}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیرت ایمان کا حصہ ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات، باب الرجل یتخذ القلام ......الخ، الحدیث: ۲۱۰۲۳، ج۱۰، ص۱۸)

{93}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی غیرت **اللہ** عزوجل کو پسند ہوتی ہے اور کوئی ناپسند، بعض تکبر کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے اور بعض کو ناپسند۔ وہ غیرت جو **اللہ** عزوجل کو پسند ہے وہ شک کے معاملہ میں غیرت کرنا ہے اور جو غیرت **اللہ** عزوجل کو ناپسند ہے وہ غیر شک میں غیرت کھانا ہے اور جن تکبر کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ جہاد کے دوران اکڑ کر چلنا یا صدقہ دیتے وقت چلنا ہے، اور جن کو **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ظلم اور فخر کی حالت میں اِترا کر چلے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، الحدیث: ۲۶۵۹، ص۱۴۱۹)

{94}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اپنے غیرت مند بندوں کو پسند فرماتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل خود بھی مسلمان کے لئے غیرت فرماتا ہے، لہٰذا چاہئے کہ وہ بھی غیرت مند ہو۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۴۴۱، ج۶، ص۱۸۳، مختصراً)

{95}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل غیور ہے اور مؤمن بھی

غیرت مند ہے، اور اللہ عزوجل اس بات پر غیرت فرماتا ہے کہ مؤمن وہ کام کرے جسے اللہ عزوجل نے اس پر حرام کر دیا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب غیرة الله وتحریم الفواحش، الحدیث:۶۹۹۵، ص ۱۵۶۱)

قوتِ غضب میں افراط:

اس قوت میں افراط یعنی اضافہ بھی نہایت مذموم ہے کیونکہ یہ قوت انسان پر غلبہ پاتی ہے تو وہ معقول ومنقول ہر دو چیزوں کی سوجھ بوجھ سے عاری ہو جاتا ہے اور اس کے پاس کسی قسم کی دانش وفکر اور اختیار نہیں رہتا بلکہ وہ ایک مضطر (یعنی بے چین) اور مجبور قسم کا انسان بن جاتا ہے جس کا اِضطرار یا تو اس کی اپنی طبیعت کا نتیجہ ہوتا ہے یا پھر دوسروں کی وجہ سے وہ اضطرار کا شکار ہوتا ہے اور یا پھر یہ دونوں وجہیں ہوسکتی ہیں، وہ اس طرح کہ اس کی طبیعت اور فطرت ہی میں غضب وغصہ بھرا ہوا ہو، یا اس کا کسی ایسے شخص سے اختلاف ہو جائے جو اسے بڑا جانتا ہو اور اس کی شجاعت اور کمال کا معترف ہو یہاں تک کہ وہ اس شخص سے صرف اپنی تعریف ہی کی توقع کرتا ہو۔ جب کبھی آتشِ غضب شدید ہو کر بھڑک جائے تو وہ اس شخص کو جس کے اندر یہ آگ بھڑک رہی ہوتی ہے، ہر قسم کی نصیحت سننے، سمجھنے سے اسے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے بلکہ اس حالت میں اس کے نورِ عقل کے بجھ جانے اور ختم ہو جانے کی وجہ سے نصیحت اس کے اِشتعال میں مزید اضافہ کرتی ہے کیونکہ دماغ جو کہ فکر کا سرچشمہ ہے غصے کے بخارات اس تک پہنچ کر محسوس کرنے کے معادن کو ڈھانپ لیتے ہیں، جس سے اس کی بصارت (یعنی سمجھ بوجھ) تاریک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسے سیاہی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا، بلکہ بعض اوقات تو اس کی آتشِ غضب میں اتنا اضافہ ہو جاتا ہے کہ اس کے دل کی وہ رطوبت جس سے دل زندگی پاتا ہے، ختم ہو جاتی ہے تو نتیجتاً وہ شخص غصے کی زیادتی کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

علاماتِ غضب

جسم پر اثرات:

غضب کے جسم پر جو اثرات طاری ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: رنگ کا متغیر ہونا، کندھوں پر کپکپی طاری ہونا، اپنے افعال پر قابو نہ رہنا، حرکات وسکنات میں بے چینی کا پایا جانا نیز کلام کا مضطرب ہو جانا یہاں تک کہ باچھوں سے جھاگ نکلنے لگتی ہے، آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جاتی ہے، ناک کے نتھنے پھول جاتے ہیں، بلکہ ساری صورت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی غضبناک شخص اس حالت میں اپنی ہی شکل دیکھ لے تو شرم کے مارے اپنی خوبصورت شکل کو بدصورتی میں تبدیل پا کر خود بخود ہی اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، کیونکہ کسی بھی انسان کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیت کی عکاس ہوتی ہے لہٰذا جب باطنی کیفیت ہی

بری ہوگی تو ظاہری حالت بھی تو اسی برائی پر پروان چڑھے گی، لہٰذا ظاہر کی تبدیلی حقیقت میں باطن کی تبدیلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

زبان پر اَثرات:

زبان پر غصے اور غضب کے اثرات اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ اس سے بری باتیں نکلتی ہیں مثلاً ایسی فحش اور گندی گالیاں وغیرہ کہ جن سے ہر صاحبِ عقل انسان کو حیا آتی ہے، ایسی گفتگو کرنے والے شخص کو غصے کے وقت اپنی باتوں پر قابو نہیں رہتا بلکہ اس کے الفاظ بھی بے ربط اور خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

اَعضا پر اَثرات:

اَعضا پر اس کے اثرات اس طرح ہوتے ہیں کہ نوبت مار پیٹ بلکہ قتل تک جا پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص بدلہ نہ لے سکتا ہو تو وہ اپنا غصہ خود پر ہی نکالنے لگتا ہے وہ اس طرح کہ وہ اپنے ہی کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے، اپنے آپ کو اور دوسروں کو یہاں تک کہ جانوروں اور دوسری اشیاء تک کو مارنے یا توڑنے لگتا ہے، بلاوجہ ایک دیوانے اور پاگل شخص کی طرح بھاگنے لگتا ہے اور بعض اوقات زمین پر گر جاتا ہے اور حرکت تک نہیں کر سکتا بلکہ غضب کی زیادتی کی وجہ سے اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

دل پر اَثرات:

دل پر اس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جس پر غصہ ہو اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے، اس کی مصیبت پر خوشی کا اور خوشی پر غم کا اظہار کرتا ہے، اس کا راز فاش کرنے، دامنِ عزت چاک کرنے اور مذاق اُڑانے کا عزمِ مصمم (یعنی پختہ ارادہ) کئے ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر برائیاں جنم لیتی ہیں۔

کمالِ مطلق:

انسان کا مطلق کمال یہ ہے کہ اس کی قوتِ غضب معتدل ہو یعنی نہ تو اس میں افراط ہو اور نہ ہی تفریط، بلکہ وہ قوت دین و عقل کے تابع ہو صرف اسی وقت بھڑکے جہاں حمیت کی ضرورت ہو، اور وہاں یہ بجھی رہے جہاں بردباری سے کام لینا ہی مناسب اور زیبا ہو، یہ وہی استقامت ہے کہ جس کا **اللّٰہ** عزوجل نے اپنے بندوں کو مکلّف (یعنی پابند) بنایا ہے اور یہی وہ حالت اعتدال ہے جس کی تعریف شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ان الفاظ میں فرمائی:

{96}......''اُمور کی بھلائی ان کا اعتدال یعنی درمیانہ پن ہے۔''

(المصنف لابن ابی شیبة ، کتاب الزھد، مطرف بن الشخیر، الحدیث:۱۳، ج۸، ص۲۴۶)

لٰہذا جو شخص افراط یا تفریط کا شکار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کا علاج کرے تا کہ اس کا نفس بھی اس صراطِ مستقیم تک پہنچ جائے یا کم از کم اس کے قریب تو ہو ہی جائے، چنانچہ اعتدال کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَيۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ (پ۵، النساء:۱۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو۔

وہ شخص جو مکمل طور پر خیر کے کام نہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ اب وہ شر کے کام کرنے لگے کیونکہ بعض شر کے افعال دوسرے برے کاموں سے زیادہ حقیر اور ہیچ ہوتے ہیں جبکہ بعض افعالِ خیر دوسرے نیک کاموں سے زیادہ قدر و منزلت والے ہوتے ہیں، اور **اللہ** عزوجل اپنے فضل و کرم سے ہر عمل کرنے والے کو اس کے ارادے کے مطابق نوازتا ہے۔

تنبیہ 2:

غضب اگر کسی باطل کی وجہ سے ہو تو قابلِ مذمت ہوتا ہے اور اگر باطل کی بجائے حق کی وجہ سے ہو تو قابلِ تعریف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کسی پر غضب فرمایا تو صرف **اللہ** عزوجل کی رضا کی خاطر فرمایا۔ چنانچہ،

{97}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے (جماعت کے بعد) تاخیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی قراءت کرتا ہے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) ''میں نے مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جتنے جلال و شدت میں اس دن نصیحت کرتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے اتنی شدت کبھی بھی نہ دیکھی تھی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو متنفّر کرتے ہیں، لٰہذا جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو نماز کو مختصر رکھے کیونکہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب امرالائمۃ......الخ، الحدیث:۱۰۴۴، ص ۷۵۱، بتغیرٍ قلیلٍ)

{98}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''ایک مرتبہ محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے گھر کے دروازے پر ایک ایسا پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر تصاویر بنی ہوئی تھیں، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ دیکھا تو اسے پھاڑ ڈالا یعنی اس میں موجود تصاویر کو مسخ کر کے اپنے

دستِ اَقدس سے اسے پھینک دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو **اللہ** عزوجل کی صفتِ تخلیق کا مقابلہ کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ماوطئی من التصاویر،الحدیث:۵۹۵۴،ص۵۰۵)

{99}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبلہ کی جانب تھوک دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بہت گراں گزرا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس سے غضب عیاں ہونے لگا، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود کھڑے ہوئے اور اپنے دستِ اقدس سے اس کومَل کر صاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عزوجل سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔'' یا ارشاد فرمایا: ''یقیناً اس کے اور قبلہ کے درمیان اس کا رب کریم عزوجل (اپنی شان کے مطابق) ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ تھوکے، بلکہ اپنے بائیں یا اپنے قدموں میں یا پھر مسجد کے علاوہ کہیں اور جا کر تھوکے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی چادر مبارک کا ایک کونہ پکڑا اور اس میں تھوک کر اس کو بقیہ چادر کے حصے پر مَلتے ہوئے رگڑا اور ارشاد فرمایا: ''یا پھر وہ ایسا کر لیا کرے۔''

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب من بزق وھو یصلی، الحدیث:۳۵۹۵،ج۲،ص۴۱۵،بدون "الغضب)

تنبیہ 3:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عبادت وریاضت سے غضب مکمل طور پر ختم ہوسکتا ہے، اور کچھ کا کہنا ہے کہ ''یہ علاج کو سرے سے قبول ہی نہیں کرتا۔'' جبکہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اس کی حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کریں گے۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک انسان کسی چیز کو پسند یا ناپسند کرتا ہے تو وہ غضب سے بھی پاک نہیں رہ سکتا، پھر اگر وہ پسندیدہ چیز ضروری ہو مثلاً غذا، رہائش، لباس اور جسمانی صحت وغیرہ تو اس کی تقویت کے لئے غضب کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے، اور اگر وہ پسندیدہ چیز غیر ضروری ہو مثلاً جاہ ومرتبہ، شہرت، مجالس میں صدارت، علم پر فخر اور کثیر مال وغیرہ تو ممکن ہے زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) وغیرہ سے اس پر غضب نہ ہو اگرچہ اس چیز کا پسندیدہ ہونا عادت اور کاموں کے انجام سے ناواقفیت کی وجہ سے ہو، لوگوں کا غضب عام طور پر بلکہ اکثر اسی قسم پر ہوتا ہے، یا پھر وہ پسندیدہ چیز بعض کے نزدیک اِنتہائی ضروری ہوگی مثلاً علماء کرام کی کتب اور کاریگروں کے آلات وغیرہ، اس قسم میں پسندیدہ چیز کے نہ ملنے پر غضب اسے ہی آتا ہے جس کا انحصار صرف اسی چیز پر ہو دوسرے لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسان کی پسند کے اعتبار سے تین قسمیں ہو سکتی ہیں یعنی یا تو وہ ضروری ہو گی یا غیر ضروری، یا پھر وہ بعض کے نزدیک ضروری ہو گی۔ تو اب یہ بھی جان لیں کہ **پہلی قسم** یعنی پسندیدہ ضروریاتِ زندگی کے زوال میں عبادت و ریاضت مکمل طور پر تو مؤثر نہیں ہوتی کیونکہ یہ فطری تقاضے ہیں البتہ اس کو ایک ایسی حد پر رکھنے میں ضرور مؤثر ہو سکتی ہے کہ جس کو شرع اور عقل دونوں اچھا جانتے ہوں، جو کہ ممکن ہے، وہ اس طرح کہ ایک مدت تک مجاہدات اور بناوٹی بردباری وغیرہ سے کام لیا جائے یہاں تک کہ وہ بردباری وغیرہ اس کی فطرت میں شامل ہو جائے۔ **دوسری قسم** کا زوال بالکلیہ مجاہدات سے ممکن ہے کیونکہ دل سے ایسی اشیاء کی محبت نکالنا ممکن ہے اس وجہ سے وہ ان کا محتاج نہیں ہوتا اور اس بات کے پیشِ نظر بھی کہ انسان کا حقیقی وطن قبر اور ٹھکانا آخرت ہے، دنیا تو محض بقدرِ ضرورت زادِ راہ اکٹھا کرنے کی جگہ ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ تو وطن (یعنی قبر) اور ٹھکانے (یعنی آخرت) میں اس پر وبال ہی ہو گا، لہٰذا دنیا کی محبت کو دل سے مٹا کر اس میں زاہدوں (یعنی دنیا سے بے رغبت لوگوں) جیسی زندگی گزارنا چاہئے، البتہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ عبادت و ریاضت اس گناہِ کبیرہ کو جڑ سے اُکھاڑ سکے۔ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان میں غور کر لینا بھی مناسب ہے کہ

{100}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! مَیں بھی تو لبادۂ بشری میں ہوں اور مجھے بھی اس حالت میں دوسرے انسانوں کی طرح بعض اوقات غصہ آ جاتا ہے، لہٰذا ہر وہ مسلمان جسے میں نے برا بھلا کہا ہو یا اس پر کسی وجہ سے ملامت کی ہو یا اسے مارا ہو تو میرے ان افعال کو قیامت کے دن میری جانب سے اس کے حق میں رحمت، باعث طہارت اور اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔''

(شرح النووی علی مسلم، کتاب البر والصلة، باب من لعنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۳۲۴)

{101}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا میں ہر وہ بات تحریر کر لیا کروں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم غصے اور رضا کی حالت میں ارشاد فرماتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس سے کبھی حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی۔'' اور ساتھ ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی زبانِ حق ترجمان کی جانب اشارہ فرمایا اور یہ نہ ارشاد فرمایا: ''میں تو غصے ہی نہیں ہوتا۔'' بلکہ ارشاد فرمایا: ''غضب مجھے حق بات کہنے سے نہیں روکتا۔'' یعنی میں غضب و غصہ کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

(ابو داؤد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، الحدیث: ۳۶۴۶، ص ۱۴۹۳، مفہوماً)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دنیا کے لئے غضب نہ فرماتے تھے، اور جب کبھی حق بات کے لئے غضب فرماتے تو کوئی پہچان نہ پاتا اور اس وقت تک غضب کی وجہ سے کسی چیز کا فیصلہ نہ فرماتے جب تک کہ اس کی تائید وتوثیق نہ ہو جاتی۔''

حاصل کلام یہ کہ غصے سے چھٹکارے کا سب سے بڑا ذریعہ دنیا کی آفات اور مصیبتوں کی پہچان حاصل ہو جانے کے بعد دل سے اس کی محبت کو مٹا دینا ہے، جبکہ اس میں وقوع کا سب سے بڑا ذریعہ غرور وتکبر، خود پسندی، مزاح، مذاق مسخری، عار دلانا، نقصان پہنچانا، دشمنی کرنا، بد دیانتی کرنا اور غیر ضروری مال وجاہ (یعنی مقام ومنصب) کا انتہائی حریص ہونا ہے، یہ سب بری اور شرعاً مذموم عادتیں ہیں اور ان اسباب کی موجودگی میں غصہ سے نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں، لہٰذا اسے ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے زائل کرنا ضروری ہے تاکہ انسان اِن کے مخالف اچھے اوصاف سے آراستہ ہو جائے۔

تنبیہ 4:

گذشتہ احادیث سے غصہ کی دوا اور اس کے ہیجان کے بعد اسے زائل کرنے اور علم وعمل کی طرف رجوع کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ غصہ پینے کی فضیلت میں وارد آئندہ آنے والی روایات اور عفو ودرگزر، بردباری اور صبر کے فضائل میں غور کرے کیونکہ اس طرح انسان **اللہ** عزوجل کے تیار کردہ ثواب میں رغبت کرتا ہے جس سے اس کا غصہ اور اہانت وسزا کی طرف مائل کرنے کا سبب زائل ہو جاتا ہے، اسی لئے جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو مارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ 0 (پ۹، الاعراف:۱۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ آیت مبارکہ سنی اور اس میں غور کیا تو اُسے معاف فرما دیا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ قرآن پاک سن کر اپنے فیصلے سے رُک جاتے اور اس سے تجاوز نہ فرماتے تھے۔

اس معاملہ میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیروی کی یوں کہ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ (پ۴، اٰل عمران:۱۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے۔

تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔

غصہ زائل کرنے کے مختلف طریقے

پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان **اللہ** عزوجل کی اپنے اوپر قدرت میں غور کرے کہ **اللہ** عزوجل اس پر غضب فرمائے گا کیونکہ انسان قیامت میں عفوودرگزر کا زیادہ محتاج ہوگا، اسی لئے حدیثِ قدسی میں آیا ہے: ''اے ابن آدم! جب تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کر لیا کر میں تجھے اپنے غضب کے دوران یادرکھوں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تجھے ہلاک نہ کروں گا۔''

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بندہ خود کو سامنے والے کے انتقام لینے سے ڈرائے کہ اگر کوئی شخص اس سے انتقام لینے پر مسلط ہو جائے، اس کی عزت دَری کرے، اس کے عیوب کو ظاہر کرے اور اس کی مصیبت پر خوشی کے اِظہار وغیرہ جیسے دشمنانہ افعال کرے (تو اس پر کیا گزرے گی) یہ وہ دنیوی مصیبتیں ہیں جس سے آخرت پر کامل بھروسہ نہ کرنے والے کو بھی چاہئے کہ ان سے غفلت نہ برتے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان غصہ کی حالت کی بری صورت میں غور کرے اور اپنے نزدیک غصہ کی قباحت اور غضب ناک شخص کی کاٹنے والے کتے سے مشابہت کا تصور وخیال کرے اور بردبار شخص کی اَنبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ورحمہم اللہ تعالیٰ سے مشابہت میں غور کرے اور پھر ان دونوں مشابہتوں کے فرق میں غور وفکر کرے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ انسان غصہ کو ابھارنے والے شیطانی وسوسہ پر کان ہی نہ دھرے کیونکہ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے عاجز ظاہر کر دے گا اور یہ سوچے کہ اس کا غصہ اور انتقام **اللہ** عزوجل کے عذاب اور اس کے انتقام سے کمتر ہے کیونکہ غضب ناک شخص کسی چیز کو اپنی چاہت کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے **اللہ** عزوجل کے اِرادے پر نظر نہیں رکھتا۔ اور جو اس آفت میں مبتلا ہو جائے تو وہ **اللہ** عزوجل کے غضب اور اس کے عذاب سے بے خوف نہیں ہو سکتا جو کہ بندے کے غصہ اور انتقام سے بہت بڑا اور سخت ہے۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ وہ یہ عمل کرے کہ شیطان مردود سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہے اور اپنی ناک پکڑ کر یہ دعا مانگے: **اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ** ۔ (یعنی یاالٰہی عزوجل! اے حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب عزوجل! میرا گناہ بخش دے اور میرے دل کے غیظ کو دور فرما اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں کی آماجگاہ سے نجات عطا فرما) کیونکہ یہ دعا حدیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے، پھر اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے پھر بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جائے تاکہ اسے جس زمین سے پیدا کیا گیا ہے اس کے قریب ہو جائے حتی کہ وہ اپنی اصل کے حقیر ہونے اور اپنے نفس کی ذلت کو پہچان لے اور غصہ سے پیدا ہونے والی حرکت اور حرارت سے پیدا ہونے والا غضب سکون پالے چنانچہ،

{102}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک غصہ دل میں دھکنے والا ایک انگارہ ہے، کیا تم غصہ کرنے والے کی رگیں پھولتے اور آنکھیں سرخ ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا تھا تو لیٹ جائے اگر اس سے بھی غصہ زائل نہ ہو تو ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرے کیونکہ آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے۔''

(اتحاف السادة المتقين، كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بيان علاج الغضب بعد هيجانه، ج ۹، ص ۴۲۵)

{103}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ پانی سے وضو کرے کیونکہ غصہ آگ سے ہے۔'' (المرجع السابق، ص ۴۲۶)

{104}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کر لے۔'' (سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب مايقال عند الغضب، الحديث:۴۷۸۴،ص ۱۵۷۵)

{105}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جایا کرو۔'' (اتحاف السادة المتقين، كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بيان علاج الغضب بعد هيجانه، ج ۹، ص ۴۲۶)

{106}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سن لو کہ غصہ آدمی کے دل میں دھکنے والا انگارہ ہے کیا تم اس کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھتے لہٰذا جسے غصہ آئے اسے چاہئے کہ اپنا گال زمین سے لگا دے یعنی لیٹ جائے۔'' (الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادى، باب الغضب جمرة فى قلب ابن آدم، ج ۲، ص ۲۸۴)

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''شاید یہ سجدوں کی طرف اور معزز ترین اَعضا کو ذلیل ترین جگہ یعنی مٹی پر لگانے کی طرف اشارہ ہے، تاکہ انسان کا نفس ذلت کا احساس پائے اور اس کی عزتِ نفس اور غرور و تکبر جو کہ غصہ کے اسباب ہیں، دور ہو جائیں۔''

{107}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ غصہ کے وقت ناک میں پانی چڑھایا اور ارشاد فرمایا:''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور یہ عمل غصہ کو دور کر دیتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب مايقال عند الغضب، الحديث:۴۷۸۴،ص ۱۵۷۵، بدون"يذهب الغضب"

{108}......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو اس کی والدہ کے بارے میں عار دلائی، کہتے ہیں کہ وہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، تو سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان پر عتاب فرمایا، پھر ان سے ارشاد

فرمایا: ''اے ابوذر! نظر اٹھا کر آسمان اور اس کے خالق کی عظمت کی طرف دیکھو، پھر یہ یقین کرلو کہ تم کسی سرخ یا سیاہ سے افضل نہیں، مگر یہ کہ تم علم میں اس سے افضل ہو جاؤ۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جب تمہیں غصہ آیا کرے تو اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو ٹیک لگا لو اور اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔''

(اتحاف السادة المتقین، کتاب ذم الغضب والحقدوالحسد، باب بیان علاج الغضب بعدھیجانه، ج ۹، ص ۲۸)

تنبیہ 5:

جب تم پر غیبت، الزام تراشی یا عیب جوئی کے ذریعے ظلم کیا جائے تو تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم بھی اس کے مقابلہ میں ویسا ہی کرو کیونکہ بدلے میں برابری کو جانچنے کا کوئی پیمانہ نہیں، جبکہ قصاص بھی انہیں چیزوں میں ہوتا ہے جن میں برابری ہوتی ہے، البتہ ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے رخصت دی ہے کہ اس کا مقابلہ ایسی شے سے کرے جو کسی سے جدا نہیں ہوتی جیسے احمق کہ حماقت اس سے جدا نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہر انسان اپنے اور اپنے رب عزوجل کے مابین معاملہ میں احمق ہے مگر بعض کی حماقت دیگر بعض سے کم ہوتی ہے۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ذاتِ الٰہی عزوجل کی معرفت کے معاملہ میں ہر انسان احمق اور جاہل کی طرح ہے کیونکہ جہالت تو ہر ایک میں ہوتی ہے۔''

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اے بداخلاق! اے بے حیا! اے عزتوں کو داغدار کرنے والے! بشرطیکہ اس میں یہ وصف ہو، اگر تجھ میں حیا ہوتی تو ہرگز ایسی بات نہ کہتا جس نے تجھے میری نظر میں حقیر کر دیا، **اللہ** عزوجل تجھے رسوا کرے اور تجھ سے اِنتقام لے۔''

کسی پر تہمت لگانا اور والدین کو گالیاں دینا تو بالاتفاق حرام ہے اور اس کو جائز کہنے کی صورت میں دلیل یہ ہے کہ،

{109} ......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو کسی وجہ سے طعنہ دیا، تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے انہیں ایسا جواب دیا کہ وہ حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا پر غالب آ گئیں جبکہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بھی موجود تھے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ (واقعی) اپنے باپ کی بیٹی ہے۔''

(الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور، سورة النور، تحت الآیة ۲۶، ج ۶، ص ۱۶۹)

یہاں طعنہ دینے سے مراد حق اور سچ بات کے مطابق جواب دینا ہے، یہ اگرچہ جائز ہے مگر اسے ترک کرنا افضل ہے

کیونکہ یہ قبیح اور برے اعمال کی طرف لے جاتا ہے چنانچہ،

{110}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کو غصہ جلدی آتا ہے اور وہ راضی بھی جلدی ہو جاتا ہے، لہٰذا یہ اسی وجہ سے ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان القدر الذی یجوز......الخ، ج۳، ص۲۲۳)

{111}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے مخلوق کو غصہ اور رضا کے لحاظ سے تیز اور سست دو حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے لہٰذا جو کسی ایک میں تیز ہو گا تو دوسرے میں سست ہو گا، اور اللہ عزوجل نے ان میں سے غصہ کے سست اور رضا میں جلدی کرنے والے کو بہتر بنایا اور اس کے برعکس کو بدتر بنایا۔''

تنبیہ 6:

گزشتہ صفحات میں گزرا کہ **حسد** اور **کینہ** غضب کے نتائج ہیں، اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب انسان کو غصہ آئے اور وہ اسے نافذ کرنے پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے پی لے تو وہ (غصہ) باطن کی طرف لوٹ جاتا ہے اور اس میں قرار پکڑ لیتا ہے پھر وہ کینہ اور حسد بن جاتا ہے، جس وقت انسان کے دل پر اس غصے کا بوجھ اور بغض ہمیشہ کے لئے طاری ہوتا ہے تو وہی اصل میں کینہ ہوتا ہے، اور اس کے نتائج یہ مرتب ہوتے ہیں کہ بندہ اپنے مغضوب (یعنی جس پر غصہ آیا اس) سے حسد کرنے لگتا ہے یعنی اس سے نعمت کے زوال کی تمنا کر کے اس نعمت سے خود نفع اٹھانا چاہتا ہے، یا اس کی پریشانی پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اس سے جدائی اختیار کر کے تعلق توڑ لیتا ہے، اور اگر وہ اس کے پاس آ جائے تو اس کی زبان اس کے بارے میں حرام کی مرتکب ہوتی ہے اور وہ اس کا مذاق اڑاتا، مسخری کرتا اور ایذا دیتا ہے، نیز اس سے اس کا حق روک لیتا ہے مثلاً صلہ رحمی اور ظلم دور کرنا وغیرہ اور یہ تمام کام سخت گناہ اور حرام ہیں اور کینہ کا سب سے کم تر درجہ دین کو نقصان پہنچانے والی ان آفات سے اِحتراز کرنا ہے۔ چنانچہ،

{112}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کینہ پرور نہیں ہوتا۔''

(کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث: ۲۶۸۴، ج۲، ص۲۶۲)

تنبیہ 7:

ابھی آپ نے حسد کا مطلب جان لیا کہ حسد صرف اس نعمت پر ہوتا ہے جس کو آپ غیر کے لئے ناپسند کریں اور اس سے اس نعمت کے زوال کو پسند کریں، اگر آپ اپنے لئے اس نعمت کو پسند کریں اور غیر سے اس نعمت کے زوال کی تمنا نہ کریں تو یہ غِبطہ (یعنی رشک کرنا) کہلاتا ہے۔ اور بعض اوقات **کسی کام میں سبقت لے جانے** کو بھی حسد کہا جاتا ہے جیسا کہ یہ حدیث مبارکہ

گزری کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد[1] (یعنی رشک) صرف دو بندوں سے ہی ہو سکتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۵۱، ج۲، ص۲۹)

{113}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن رشک کرتا ہے جبکہ منافق حسد کرتا ہے۔'' (کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث: ۲۶۹۳، ج۲، ص۲۶۳)

حسد کے احکام

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جان لیں کہ **پہلی صورت** یعنی حسد حرام اور ہر حال میں فسق ہے، البتہ فاسق کی نعمت کے زوال کی اس لئے تمنا کرنا کہ وہ نعمت اس کے فساد اور مخلوق کو ایذاء دینے کا ذریعہ ہے اور یہ کہ اگر اس کی حالت درست ہوتی تو اس کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کی جاتی تو یہ ہرگز حرام نہیں کیونکہ اس کے زوال کی تمنا اس کے نعمت ہونے کے اعتبار سے نہیں کی جا رہی بلکہ اس کے آلۂ فساد اور ذریعہ ایذاء ہونے کی وجہ سے کی جا رہی ہے، جبکہ ہماری بیان کردہ احادیث حسد کی حرمت، اس کے فسق اور کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

حسد کی ایک آفت یہ بھی ہے کہ اس میں **اللہ** عزوجل کے فیصلے پر ناراضگی پائی جاتی ہے کہ وہ کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے جس میں تمہارے لئے کسی نقصان کا پہلو نہ ہو تب بھی تم اس سے حسد کرتے ہو نیز اس میں اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ،

{۱} **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ٘ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ (پ۴، ال عمران: ۱۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔

{۲}

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (پ۱، البقرۃ: ۱۰۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔

---

[1] دو آدمیوں سے رشک کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''(۱) وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے احکامات کی پیروی کی، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا اور (۲) وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور **اللہ** عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۷۴۳۶، ج۳، ص۱۸۵)

{۳}

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً (پ۵، النسآء:۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔

{۴}

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (پ۵، النسآء:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

رشک اور مقابلہ بازی کے احکام

دوسری صورت یعنی رشک اور مقابلہ بازی حرام نہیں بلکہ یہ کبھی واجب ہوتا ہے تو کبھی مستحب اور کبھی مباح۔ چنانچہ، **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۲۷، الحدید:۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش کی طرف۔

مسابقت یعنی مقابلہ بازی کسی چیز سے محروم رہ جانے کے خوف کا تقاضا کرتی ہے جیسے دو غلام اپنے آقا کی خدمت میں ایک دوسرے سے اس لئے سبقت لے جانا چاہیں تا کہ اس کے منظورِ نظر ہو جائیں، اور یہ **دینی امورِ واجبہ میں واجب ہے** جیسے ایمان، فرض نماز اور زکوٰۃ کی نعمت پر رشک کرنا لہٰذا ان اُمور کو ادا کرنے والے کی طرح ہونے کو پسند کرنا واجب ہے ورنہ تم گناہ پر راضی ہونے والے بن جاؤ گے جو کہ حرام ہے، جبکہ **فضیلت کے کاموں میں رشک کرنا مستحب ہے** جیسے علم یا نیک کاموں میں مال خرچ کرنے پر رشک کرنا، جبکہ **مباح نعمتوں پر رشک کرنا بھی مباح ہے** جیسے نکاح وغیرہ پر رشک کرنا، البتہ مباح اُمور (یعنی جائز کاموں) میں مقابلہ بازی فضائل میں کمی کر دیتی ہے، نیز یہ زہد، رضا اور توکل کے بھی منافی ہے اور ایسے کاموں میں مقابلہ کرنا گناہ میں مبتلا ہوئے بغیر بھی مقاماتِ رفیعہ سے روک دیتا ہے۔

البتہ! یہاں ایک باریک و دقیق نکتہ کی بات سے آگاہ ہونا ضروری ہے تا کہ انسان بے خبری میں حسد کے حرام فعل میں مبتلا نہ ہو جائے، اور وہ یہ ہے کہ جو انسان غیر جیسی نعمت کے حصول سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ خود کو اس نعمت کے حامل شخص سے کم تر و ناقص سمجھنے لگتا ہے، نیز اس کا نفس یہ پسند کرنے لگتا ہے کہ اس کا نقص کسی طریقہ سے دور ہو جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اس نعمت کے حصول میں کامیاب ہو کر یا پھر اس نعمت کے حامل شخص کی نعمت کے زائل ہو جانے کے سبب اس کے ہم پلہ و برابر

ہوجائے۔

فرض کیا کہ وہ اس صاحبِ نعمت شخص کے مساوی ہونے سے مایوس ہوگیا تو تب بھی اس کے دل میں اس چیز کی محبت باقی رہ جائے گی کہ وہ نعمت اس شخص کے پاس بھی نہ رہے جس کی وجہ سے وہ اس پر ممتاز حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس نعمت کے ختم ہوتے ہی اس کا اس صاحبِ نعمت شخص سے کمتر ہونا بھی ختم ہوجائے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اب وہ اس پر فضیلت لے جائے۔

اس شخص کو قابلِ مذمت حسد کرنے والا حاسد اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ اس نعمت کو اس شخص سے زائل کرنے پر قادر ہو کہ اُسے زائل کردے، اور اگر اس نعمت کے زوال پر قدرت کے باوجود اس کا تقوی و پرہیز گاری اسے اس کام سے اور اس کی نعمت کے زوال کی تمنا سے روک دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک فطرتی اَمر ہے، نفسِ انسانی اس سے خالی نہیں ہوتا اور ہوسکتا ہے کہ اس حدیث مبارکہ کا یہی مفہوم ہو کہ،

{114}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی حاسد ہے۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۵۷۷۱، ج۶، ص۴۳۲)

{115}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان تین چیزوں سے الگ نہیں ہو سکتا: (۱) حسد (۲) گمان اور (۳) بدشگونی، اس کے لئے ان سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم حسد کرو تو حد سے تجاوز نہ کرو۔''

(اتحاف السادۃالمتقین، کتاب ذم الغضب والحقدو الحسد، باب بیان حقیقۃ الحسدحکمہ اقسامہ مراتبہ، ج۹، ص۱۰۱)

یعنی اگر تم اپنے دل میں کسی کے بارے میں کوئی چیز پاؤ تو اس پر عمل نہ کرو۔ لیکن جو شخص غیر سے کسی نعمت میں برابری حاصل کرنا چاہے اور پھر اس سے عاجز آجائے، بالخصوص جب وہ اس کا ہم مرتبہ ہو تو اس سے بعید ہے کہ وہ اس کے زوال کی تمنا نہ کرے، مقابلہ بازی کی یہ صورت حرام حسد سے مشابہ ہے، لہٰذا کامل احتیاط ضروری ہے کیونکہ آدمی جب اپنے نفس کی پسند پر کان دھرے گا اور اپنے اختیار سے ذی نعمت سے نعمت کا زوال چاہنے کے سبب مساوات و برابری کی طرف مائل ہوگا تو یقیناً حرام حسد کا شکار ہوجائے گا، اور اس سے نجات صرف وہی پاسکتا ہے جو پختہ ایمان اور تقوی میں راسخ ہو،

بعض اوقات دوسرے سے کم تر ہونے کا خوف انسان کو حرکت دیتا اور اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ ممنوع حسد کا شکار ہوجائے اور اس کی طبیعت بھی غیر کی نعمت کے زوال کی طرف مائل ہوجائے تاکہ دونوں میں مساوات ہوسکے، اس مقام میں کوئی رخصت نہیں خواہ یہ دینی مقاصد میں برابری کی خواہش ہو یا دنیوی معاملہ میں برابری کی تمنا ہو۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''مگر جب تک وہ اپنی خواہش پر عمل نہ کرے تو اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو اسے اس حسد کی لعنت سے عافیت عطا فرمائے گا، اور اس کا اپنی اس خواہش کو ناپسند کرنا ہی اس کے لئے کفارہ ہوجائے گا۔''

تنبیہ 8: حسد کے مراتب

حسد کی حقیقت اوراس کے احکام جان لینے کے بعداب اس کے مراتب بیان کئے جاتے ہیں۔

حسد کے چارمراتب ہیں:

(۱) کسی کی نعمت کے زوال کی اس طرح تمنا کرنا کہ خودکواس نعمت کے حصول کی خواہش نہ ہو یہ حسد کا انتہائی درجہ ہے (۲۔۳) غیر کی نعمت کے زوال کے ساتھ ساتھ بعینہٖ اسی نعمت یا اس جیسی دوسری نعمت کے حصول کی تمنا کرنا، اگر محسود (یعنی جس سے حسد ہواس) کی نعمت یا اس جیسی نعمت حاسد کو حاصل نہ ہوتو محض اس سے نعمت کے زوال کی تمنا اس لئے کرنا کہ وہ اس سے ممتاز نہ ہوسکے اور (۴) غیر سے نعمت کے زائل ہونے کی خواہش تو نہ ہومگر آدمی یہ پسند کرے کہ وہ اس سے ممتاز بھی نہ ہو۔ یہ آخری صورت اگر دنیا کے بارے میں ہوتو حسد کی معاف شدہ صورت ہےاوراگر دین کے معاملہ میں ہوتو مطلوب ہے۔

تنبیہ 9:

بلاشبہ حسد دل کے بڑے امراض میں سے ہےاور چونکہ دل کی باطنی بیماریوں کا علاج علم ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے لہٰذا حسد کے مرض کے لئے نفع بخش علم یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ حسد تمہارے دین اور دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے جبکہ محسود کے دین ودنیا کے لئے ہرگز مضر نہیں، کیونکہ حسد سے کبھی کوئی نعمت زائل نہیں ہوئی، ورنہ تو **اللّٰہ** عزوجل کی کسی پر کوئی نعمت باقی ہی نہ رہتی یہاں تک کہ کسی کے پاس ایمان کی دولت بھی باقی نہ رہتی، کیونکہ کفار کی تو ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کسی بھی طرح اہلِ ایمان سے ایمان کی دولت چِھن جائے، البتہ محسود کو دینی اعتبار سے تمہارے حسد کی وجہ سے فائدہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ تمہاری جانب سے مظلوم ہوتا ہے خصوصاً جب تم غیبت اوراس کی بے عزتی یا کسی اور ذریعے سے اس کو تکلیف پہنچا کر اپنے حسد کو ظاہر کرتے ہوتو ایسی صورت میں تم خود اپنی جانب سے اس کی خدمت میں اپنی نیکیوں کو بطور تحفہ وہدیہ پیش کررہے ہوتے ہوحتی کہ قیامت کے دن **اللّٰہ** عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کروگے کہ تم اس شخص کی طرح مفلس ہوگے جواس وقت بھی ان نعمتوں سے اسی طرح محروم ہوگا کہ جس طرح دنیا میں محروم تھا، اورتم جس شخص سے حسد کرتے رہے وہ تمہارے دکھ درد وغیرہ سے بے پرواہ اور محفوظ ہو گا، لہٰذا جب تمہاری بصیرت کا پردہ اوردل کا زنگ چھٹ چکا ہےاورتم نے اس بارے میں غوروفکر بھی کرلیا ہے نیز تم خود اپنی جان کے دشمن بھی نہیں اور نہ ہی اپنے دشمن کے دوست ہوتو پھرایک عظیم خطرے میں مبتلا ہوجانے کے ڈر سے اس موذی حسد سے منہ پھیرلو، اوروہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں تم **اللّٰہ** عزوجل کے فیصلے پرناراض ہوکراس کی تقسیم اورعدل کو ناپسند کروجوکہ گناہ ہے یعنی ایسا گناہ

گویا **اللہ** عزوجل کی توحید پر جرأت کرنا ہے اور دین کی بربادی کے لئے یہی جرأت کافی ہے۔

ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ تم نے اپنے اس عمل سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء کرام اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس گروہ سے جدائی اختیار کر لی جو **اللہ** عزوجل کے بندوں کو خیر پہنچانا پسند کرتے ہیں اور ابلیس وشیاطین کے اس گروہ میں شرکت کر لی ہے جو مؤمنین کے لئے مصیبتوں اور نعمتوں کے زوال کو پسند کرتے ہیں؟ دل کی یہ گندگی تمہاری نیکیوں کو اس طرح کھا جائے گی جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ حسد تمہارے دنیوی ضرر یعنی رنج وغم میں بھی اضافہ کرتا ہے وہ ایسے کہ جب تم محسود کو دیکھتے ہو کہ اس کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور تمہاری نعمتوں میں کمی ہو رہی ہے تو تم غمگین ہو جاتے ہو، پس یہ تمہارے حسد ہی کی آفت ہے کہ تم ہمیشہ اِنتہائی غمگین، رنجیدہ خاطر، تنگ دل اور شکستہ رہتے ہو، پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ تم آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور حساب وکتاب کو نہیں مانتے تب بھی حسد کو چھوڑ دینا ہی مناسب ہے تاکہ تم اُخروی عذاب سے پہلے ان دُنیوی سزاؤں سے بچ سکو۔ اس ساری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم خود ہی اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے دوست ہو کیونکہ تم ایک ایسی چیز کے عادی ہو جو دنیا وآخرت میں تمہارے لئے تو نقصان دہ ہے جبکہ تمہارے دشمن کے لئے نفع مند ہے اور یوں تم دنیا وآخرت میں خالق عزوجل اور مخلوق دونوں کے نزدیک قابلِ مذمت اور بدبخت ہو جاؤ گے۔

حسد کا علاج

اس مرض کے لئے **نافع عمل** یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اس بات کا پابند کرو کہ وہ محسود کے ساتھ اپنے حسد کے خلاف سلوک کرے، مثلاً مذمت کو مدح سے، اس کے سامنے تکبر کرنے کو تواضع اور عاجزی سے، اس پر سختی کرنے کو نرمی میں اضافہ کرنے سے بدل دے، اس طرح حسد کی بیماری کمزور ہو جائے گی اور جب تم حسد کے خلاف عمل میں اضافہ کرو گے تو تمہارے حسد میں کمی آ جائے گی یہاں تک کہ یہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا، اگر سمجھ جاؤ گے تو سلامتی پا لو گے اور اس پر عمل کرو گے تو نفع پاؤ گے، **اللہ** عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی کی طرف تمام اُمور لوٹتے ہیں۔

تنبیہ 10:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو اس کے لئے فطرتاً تکلیف دہ ہو، لہٰذا اس کے نزدیک اس شخص کی اچھی اور بری حالتیں بھی ایک جیسی نہیں ہو سکتیں، یہی وجہ ہے کہ شیطان نفس کو اس سے حسد کرنے پر ابھارتا ہے اب اگر وہ اس کی بات مان لے یہاں تک کہ حسد اس کے قول یا کسی اختیاری فعل سے ظاہر ہو جائے، یا پھر وہ دل میں اس کی نعمت کے

زوال کی محبت رکھے تو نفس کا ایسا کرنا گناہ ہے، کیونکہ حسد کے گناہ ہونے کا تعلق ہی دل سے ہے، اور یہ ایک ایسا باطنی گناہ ہے جس کا اصل تعلق مخلوق سے ہی ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ محسود سے معافی مانگے کیونکہ یہ ایک باطنی معاملہ تھا جس کو **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

جس وقت تم اپنے ظاہر کو روک لو اور اپنے دل کو اس بات پر مجبور کر دو کہ اس میں فطرتی طور پر دوسروں کی نعمت کے زوال کی جو محبت پختہ ہو چکی ہے وہ اس کو ناپسند کرے، یہاں تک کہ ایسا محسوس ہو گویا کہ تم اپنے نفس کو اس کی فطرتی غذا مہیا کرنے والے تو ہو لیکن اب اس کی ناپسندیدگی کا رخ اس کے فطری میلان کی بجائے عقل کی جانب ہو گیا ہے تو اس وقت ایسا لگے گا کہ تم اپنے فرضِ منصبی سے سبکدوش ہو گئے ہو اور اس سے بڑھ کر غالباً تم کسی اختیار کے تحت بھی داخل نہیں ہو گے۔

باقی رہی طبیعت اور فطرت کی تبدیلی کہ اس کے نزدیک احسان کرنے والے اور تکلیف دینے والے ہر دو افراد برابر ہو جائیں کہ دونوں پر انعام کی وجہ سے اس کا خوش ہونا اور دونوں پر کسی مصیبت کی وجہ سے اس کا دکھ محسوس کرنا ایک طرح کا ہو، تو یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا متحمل ہونا طبیعت کے لئے اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جبکہ وہ **اللہ** عزوجل کی محبت میں مستغرق ہو اور اس کی مشغولیت ایسی ہو کہ وہ ساری مخلوق کو ایک ہی نگاہ (یعنی شفقت کی نظر) سے دیکھے، پس جب اس قسم کی حالت کا حاصل ہونا ممکن نہ ہو تو پھر فطرت وطبیعت میں بھی دوام نہیں رہتا بلکہ وہ بھی بجلی کی طرح آئی اور گئی ہو جاتی ہے، اس کے بعد دل دوبارہ اپنے فطری میلان کی جانب مائل ہو جاتا ہے اور شیطان اسے وسوسوں کے ذریعے بھڑکانے لگتا ہے، اور پھر جب کبھی انسان اپنے دل کو ناپسندیدگی کے مقابل لا کھڑا کرے تو اپنے حقوق ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

سوال: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک حسد کا اظہار اعضا سے نہ ہو بندہ گناہ گار نہیں ہوتا اور اپنے اس قول کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ،

{116} ......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین عادتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی مؤمن ان سے بچ نہیں سکتا حالانکہ ان سے بچنے کا ایک راستہ بھی ہے، پس حسد سے چھٹکارے کا راستہ یہ ہے کہ انسان حد سے نہ بڑھے۔''

جواب: یہ قول یا تو ضعیف ہے اور یا پھر انتہائی شاذ، کیونکہ حق بات وہی ہے جو گذشتہ صفحات میں گزر چکی کہ حسد مطلقاً حرام ہے، حدیثِ پاک میں بیان کردہ صورت کی وجہ سے اگر ان کی بات صحیح مان بھی لیں تو پھر بھی حدیثِ پاک کو اس بات پر محمول کریں گے کہ جب حسد کو دشمن کی نعمت کے زوال چاہنے کے فطری میلان کے مقابل رکھا جائے تو دینی اور عقلی اعتبار سے بھی یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہی ہے، اور یہی ناپسندیدگی ہی تو انسان کو بغاوت وسرکشی اور ایذارسانی سے روکتی ہے، نیز ہر حاسد اور اس کے

گناہ کی مذمت میں کئی ایک روایات بیان کی جا چکی ہیں، حسد تو حقیقتاً ہوتا ہی دل میں ہے تو پھر کیسے کسی کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی برائی بھی چاہے جبکہ اس کا دل اپنے بھائی کی اس مصیبت کو ناپسند بھی کرتا ہو؟

غصہ پینے اور عفوودرگزر کے فضائل

{۱} **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (پ۴، آل عمران: ۱۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

{۲}

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ۝ (پ۹، الاعراف: ۱۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

{۳}

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ: ۳۴-۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔

{۴}

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (پ۲۵، الشوریٰ: ۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

{۵}

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ۝ (پ۱۴، الحجر: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

{۶}

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (پ۱۸، النور: ۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔

{۷}

وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ (پ۱۴، الحجر:۸۸) ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

ان کے علاوہ بھی کئی آیاتِ مقدسہ ان فضائل پر مبنی ہیں۔

{117}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللّٰہ** عزوجل ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب اذا عرض الذمی......الخ، الحدیث:۶۹۲۷، ص۵۷۸)

{118}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور خوشخبری سناؤ اور متنفّر نہ کرو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب فی الامر بالتیسیر......الخ، الحدیث:۴۵۲۵، ص۹۸۵، بتقدمٍ و تأخرٍ)

{119}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دونوں میں سے آسان ترین چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے دوری اختیار فرماتے، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کبھی بھی اپنے لئے کسی سے انتقام نہ لیا، مگر جب **اللّٰہ** عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللّٰہ** عزوجل کے لئے انتقام لیتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی یسروا......الخ، الحدیث:۶۱۲۶، ص۵۱۶)

{120}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اُحد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک مجھے تمہاری قوم سے بہت ایذاء پہنچی ہے جب میں نے خود کو ابن عبد یالیل بن عبد کُلال پر پیش کیا تو اس نے میری دعوت قبول نہ کی لہٰذا میں رنجیدہ چہرہ لئے چل دیا، جب میں ''قَرۡنُ الثَّعَالِبۡ'' (جو ایک جگہ کا نام ہے وہاں) پہنچا تب مجھے افاقہ ہوا، اچانک میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ فگن ہے، میں نے اسے دیکھا تو اس میں جبریلِ امین (علیہ السلام) نظر آئے انہوں نے مجھے پکار کر عرض کی: ''**اللّٰہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اپنی قوم سے گفتگو اور ان کا جواب سن کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ''مَلَکُ الۡجِبَال (یعنی پہاڑوں پر مقرر فرشتہ)'' کو بھیجا ہے تاکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں۔'' پھر ''مَلَکُ الۡجِبَال'' نے مجھے مخاطب کر کے سلام کیا اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بیشک **اللّٰہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اپنی قوم کو دی گئی دعوت اور ان کے جواب کو بھی سن لیا ہے، میں پہاڑوں پر مقرر فرشتہ

ہوں، مجھے **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے تا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم چاہیں تو میں ان پر ان دو پہاڑوں کو ملا دوں؟'' تو میں نے کہا: ''مجھے اُمید ہے کہ **اللہ** عزوجل ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک **اللہ** عزوجل کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الجھاد، باب مالقی النبی ......الخ، الحدیث:۴۶۵۳،ص ۹۹۸)

{121}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جا رہا تھا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے موٹی دھاریوں والی نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی ، راستے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایک اعرابی ملا اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چادر مبارک کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو میں نے دیکھا کہ اعرابی کے چادر کو زور سے کھینچنے کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی گردن مبارک پر چادر کی دھاریوں کے نشان پڑ گئے تھے سختی سے چمٹا لینے کی وجہ سے اس پر چادر کے گوٹے کے نشان پڑ گئے تھے، پھر اس اعرابی نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! آپ کے پاس موجود **اللہ** عزوجل کے مال میں سے میرے لئے کچھ حکم دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی کی طرف توجہ فرمائی اور مسکرانے لگے پھر اس کے لئے کچھ مال دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس ،باب ما کان النبی ......الخ،الحدیث:۳۱۴۹،ص ۲۵۴)

{122}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''گویا میں سیّدُ الْمبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انبیاء کرام میں سے ایک نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکایت بیان فرما رہے ہیں کہ انہیں ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا اور وہ نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چہرہ مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے دعا مانگ رہے تھے: ''اے **اللہ** عزوجل ! میری قوم کو معاف فرما دے کہ یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین ،باب ۵ ،الحدیث: ۶۹۲۹،ص ۵۷۸)

{123}......شَفِیعُ الْمذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلوانی لوگوں کو پچھاڑ دینے میں نہیں بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحدیث:۶۱۱۴،ص ۵۱۶)

{124}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے اور وہ حلم اور وقار ہیں۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ،باب الامر بالایمان......الخ، الحدیث:۱۱۷،ص ۶۸۳)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات حضرت سیدنا عبدالقیس اشج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمائی تھی، اس کا بیان آگے آئے گا۔

{125} ......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک **اللہ** عزوجل رفیق ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو نرمی کے علاوہ کسی شے پر عطا نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، الحدیث: ۲۶۰۱، ص ۱۳۹۱)

{126} ......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، الحدیث: ۲۶۰۲، ص ۱۳۹۱)

{127} ......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۶۵۹۸، ص ۱۱۳۹۱)

{128} ......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک **اللہ** عزوجل نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرمایا ہے، پس جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے (یعنی بغیر اذیت پہنچائے فوراً) قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کی دھار تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح......الخ، باب الامر باحسان الذبح......الخ، الحدیث: ۵۰۵۵، ص ۱۰۲۷)

{129} ......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے راہ خدا عزوجل میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی چیز، عورت یا خادم کو اپنے دستِ اقدس سے نہ مارا، اور نہ ہی ایذاء پہنچنے پر ایذاء دینے والے سے انتقام لیا، البتہ جب **اللہ** عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عزوجل کے لئے انتقام لیتے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته للآثام......الخ، الحدیث: ۶۰۵۰، ص ۱۰۸۸)

{130} ......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں تو اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں، میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں۔'' تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم واقعی ایسا کرتے ہو جیسا تم نے کہا تو گویا تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے **اللہ** عزوجل کی طرف سے ان کے مقابلے میں

تمہارے ساتھ ایک مددگار موجود ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم......الخ،الحدیث:۶۵۲۵،ص ۱۱۲۶)

{131}......جب ذُوالْخُوَیْصِرَہ نے مسجد نبوی شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرفًاوَ تَعْظِیمًا میں پیشاب کیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے مارنے کے لئے دوڑے، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو کیونکہ تمہیں نرمی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تنگی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد،الحدیث:۲۲۰،ص ۲۰،''ذوالخویصرہ''بدلہ''قام اعرابی'')

{132}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک تمہاری دو عادتیں ایسی ہیں کہ جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ وقار اور بردباری ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ......الخ، الحدیث:۱۱۷،ص ۶۸۳)

{133}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پسند فرماتے ہیں وہ خصلتیں حلم اور وقار ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، الحدیث:۸۴۰۹،ج۶،ص ۳۳۵)

{134}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے اشج! تمہاری دو عادتیں (یعنی حلم اور وقار) ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پسند فرماتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۷،ص ۲۷۳۱،بدون''ورسوله'')

{135}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ وقار اور بردباری ہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۸۱۲،ج ۲۰،ص ۳۴۶،۳۴۵)

{136}......حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سے لوگ جہنم پر حرام ہیں؟'' یا ارشاد فرمایا: ''کن لوگوں پر جہنم حرام ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر آسانی پیدا کرنے والے نرم اور خوش گفتار شخص پر جہنم حرام ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب صفة القیامة، باب فضل کل قریب......الخ،الحدیث:۲۴۸۸،ص ۹۰۲)

{137}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ میں آنے والے میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں غصہ آجائے تو فوراً رجوع کر لیتے ہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۷۹۳،ج۴،ص ۲۲۴)

ایک روایت میں ہے:''غصہ میری اُمت کے نیک لوگوں کو بھی لاحق ہوجاتا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، الحدیث سلام بن سلیم، ج۴،ص ۳۱۱)

{138}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سینوں میں موجود قرآن حکیم کی عزت وعظمت کی خاطر حاملین قرآن کو بھی غصہ لاحق ہوجاتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب حرف الحاء،الحدیث:۵۷۹۹، ج۳،ص ۵۵)

{139}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دین کے لئے غصہ میری اُمت کے بہترین اورنیک لوگوں ہی کو آتا ہے۔''
(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۰۰، ج۳،ص ۵۵)

{140}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''حاملینِ قرآن سے زیادہ دینی معاملے میں کوئی غضبناک ہونے کا مستحق نہیں کیونکہ ان کے سینے میں قرآن پاک کی عزت وعظمت ہوتی ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۰۳، ج۳،ص ۵۵)

{141}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک انسان بردباری کی وجہ سے عبادت گزاراور روزہ دارکا درجہ پا لیتا ہے، اور کبھی وہ ظالم لکھا جاتا ہے حالانکہ صرف اپنے اہل خانہ ہی پر قدرت رکھتاہے۔''
(المعجم الاوسط،الحدیث:۶۲۷۳، ج۴،ص ۳۶۹)

{142}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بردبار انسان دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار ہوتا ہے اورقریب ہے کہ بردبار انسان نبی کے فیض کو پالے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۵۸۰۷۔۵۸۱۰،ج۳،ص ۵۵)

{143}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے اشج !تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے،اوروہ بردباری اوروقار ہیں۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۷،ص ۲۷۳۱)

{144}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''وہ شخص بردبار نہیں ہوسکتا جوان لوگوں کے ساتھ اچھاسلوک نہ کرے جنہیں اس کے ساتھ رہنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اس کے لئے کوئی راہ نکال دے۔''
(شعب الایمان ، باب فی حسن الخلق،فصل فی من العشرۃ، الحدیث:۸۱۰۵،ج۶،ص۲۶۷)بتغیرٍ قلیل

{145}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بردباری سے بڑھ کر کوئی چیز اچھی

نہیں، **اللہ** عزوجل کی راہ میں جتنی ایذاء مجھے دی گئی ہے اتنی کسی کو نہیں دی گئی۔"

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۸۱۳ ،۵۸۱۵،ج۳،ص۵۶)

{146}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"بندے نے کبھی کوئی ایسا گھونٹ نہیں پیا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کی رضا کے لئے غصہ پینے سے افضل ہو۔"

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۶۱۲۲،ج۲،ص۸۲)

{147}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"**اللہ** عزوجل کے نزدیک اس گھونٹ سے زیادہ اجر والا کوئی گھونٹ نہیں جو غصے کا گھونٹ بندے نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے پیا۔"

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۹،ص۲۷۳۱)

{148}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"**اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک کوئی گھونٹ اتنا پسندیدہ نہیں جتنا بندے کا غصے کا گھونٹ پینا پسند ہے، جو بندہ غصہ پی لیتا ہے **اللّٰہ** عزوجل اس کے سینے کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔"

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۸۱۸،ج۳،ص۵۶)

{149}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے غصہ نافذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لیا تو **اللہ** عزوجل اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا،اور جس نے قدرت کے باوجود تواضع کے لئے اچھا لباس نہ پہنا **اللّٰہ** عزوجل اسے بزرگی کا جوڑا پہنائے گا،اور جس نے **اللّٰہ** عزوجل کے لئے کسی کو تاج پہنایا **اللّٰہ** عزوجل اسے بادشاہی کا تاج پہنائے گا۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب من کظم الغیظ،الحدیث:۴۷۷۷/۴۷۷۸،ص۱۵۷۵)

{150}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے غصہ نافذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لیا **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ حورِعین میں سے جسے چاہے اختیار کرے، **اللہ** عزوجل اپنی مشیّت سے اس حور کو اس شخص کے نکاح میں دے دے گا۔"

(سنن ابی داؤد ، کتاب الادب ،باب من کظم الغیظ، الحدیث:۴۷۷۷،ص۱۵۷۵ ،بدون"یزوجہ منھا")

{151}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے اپنے غصے پر قابو پالیا **اللہ** عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۶۴۶،ج۱۲،ص۳۴۷)

{152}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس کو غصہ آیا پھر بردبار ہو گیا تو وہ **اللہ** عزوجل کی محبت کا حق دار ہو گیا۔"

(الکامل فی الضعفاء الرجال،مطرف بن معقل،ج۸،ص۱۱۲)

{153 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رفعت وبلندی چاہتے ہوتو اس سے بردباری سے پیش آؤ جوتم سے جہالت کا برتاؤ کرے اوراُسے عطا کرو جوتمہیں محروم کردے۔'' (الکامل فی الضعفاء الرجال،وازع بن نافع العقیلی الجزری،ج۸،ص۳۸۸)

{154 }......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِعظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ دو چیزیں جنہیں ایک دوسرے سے ملایا گیا ہووہ بردباری اورعلم سے افضل نہیں۔'' (کشف الخفاء ،حرف المیم، الحدیث:۲۱۷۰،ج۲،ص۱۵۹)

{155 }......سرکارِوالاتبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے (کسی کو) جہالت کی وجہ سے کبھی عزت عطا نہیں فرمائی اور نہ ہی کبھی (کسی کو) بردباری کی وجہ سے ذلیل کیا اورصدقہ نے کبھی مال میں کمی نہیں کی۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال،الحدیث:۵۸۲۷،ج۳،ص۵۷،بتغیر قلیل)

{156 }...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو باتیں بہت عجیب ہیں (۱) بے وقوف آدمی سے حکمت کی بات اور(۲) بردبار شخص سے بے وقوفی کی بات، لہٰذا اس بات سے درگزر کرلیا کرو کیونکہ بردبار شخص صاحبِ فراست اور حکمت والا تجربہ کار ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۸۳۷،ج۳،ص۵۷)

{157 }......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''باوقار شخص بردبار، عالِم صاحبِ فراست اورصاحبِ حکمت تجربہ کار ہوتا ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۵۸۳۸،ایضاً)

{158 }...... نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جواہلِ زمین پر رحم نہیں کرے گا آسمان کا مالک اس پر رحم نہیں فرمائے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۲۴۹۷،ج۲،ص۳۵۵)

{159 }...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جودوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، جودوسروں سے درگزر نہیں کرتا اس سے بھی درگزر نہیں کیا جاتا اور جوتوبہ نہیں کرتا اسے معاف نہیں کیا جاتا اللہ عزوجل تو اپنے رحم دِل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۲۴۷۶،ص۳۵۱، الحدیث:۲۳۵۳،ص۳۲۴)

{160 }......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں، جوہمیں دھوکا دے وہ بھی ہم میں سے نہیں اورمؤمن اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک دیگر مؤمنین کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۸۵۴،ج۸،ص۳۰۸)

{161}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''برکت ہمارے اکابر (کی پیروی) میں ہے اور جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث، الحدیث:٧٨٩٥، ج٨،ص٢٢٧)

{162}......بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس بندے کے دل میں **اللہ** عزوجل نے انسانوں کے لئے رحم نہیں رکھا وہ ذلیل وخوار ہوا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:٥٩٦٥، ج٣، ص٦٨)

{163}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحمٰن تبارک وتعالیٰ اپنے رحمدل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے، لہٰذا اہلِ زمین پر رحم کیا کرو آسمان کا مالک تم پر رحم فرمائے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البروالصلۃ ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، الحدیث:١٩٢٤، ص١٨٤٦)

{164}......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''رحم، **اللہ** عزوجل کے نام رحمٰن سے مشتق (یعنی بنا) ہے لہٰذا جو اس سے تعلق جوڑے گا **اللہ** عزوجل اس سے تعلق جوڑے گا اور جو اس سے تعلق توڑے گا **اللہ** عزوجل اس سے تعلق توڑ لے گا۔'' (المرجع السابق)

{165}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب،باب رحمۃ الناس والبھائم، الحدیث:٦٠١٣،ص٥٠٩)

{166}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم دلی صرف بدبخت ہی سے دور کی جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرحمۃ،الحدیث:٤٩٤٢،ص١٥٨٥)

{167}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم کیا کرو تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کرنا اختیار کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا۔''

(المسند للامام احمد ، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:٧٠٦٢، ج٢،ص٦٨٢)بدون''الذین......الی......)

{168}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت وبربادی ہے ان کے لئے جو نیکی کی بات سن کر اسے جھٹلا دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے، اور ہلاکت وبربادی ہے ان کے لئے جو جان بوجھ کر گناہوں پر ڈٹے رہتے ہیں۔'' (المرجع السابق)

{169}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ دنیا میں کسی بندے کی پردہ پوشی کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البروالصلۃ،باب بشارۃ من سترہ اللہ......الخ،الحدیث:٦٥٩٥،ص١٣٠)

{170}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپایا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب ظاہر کرے گا **اللہ** عزوجل اس کے عیب ظاہر کردے گا یہاں تک کہ اسے اسی کے گھر میں رسوا کر دے گا۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب الستر علی المومن ......الخ،الحدیث: ۲۵۴۶،ص ۲۶۲۹)

{171}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکریہ ادا کرتا ہے۔''
(المعجم الکبیر،الحدیث:۴۲۵،ج ۱،ص ۱۷۱)

{172}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی ہوں گیں **اللہ** عزوجل اسے صابروشاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گیں نہ اسے شاکر لکھے گا اور نہ ہی صابر (وہ دو خصلتیں یہ ہیں)(۱) جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور دنیوی معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور **اللہ** عزوجل نے اسے اس شخص پر جو فضلیت دی ہے اس پر **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرے تو **اللہ** عزوجل اسے صابروشاکر لکھ لیتا ہے (۲) جو دین میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور دنیوی معاملہ میں اوپر والے کو دیکھے پھر اپنی محرومی پر افسوس کرے تو **اللہ** عزوجل نہ اسے صابر لکھتا ہے اور نہ ہی شاکر۔''
(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة ،باب انظروا الی من هو اسفل......الخ،الحدیث: ۲۵۱۲،ص ۱۹۰۴)

{173}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اوپر والوں کو نہ دیکھو پس تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ کہیں **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کو خود سے دور نہ کر بیٹھو۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳۴۳، ج ۲،ص ۱۸)

{174}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، کیونکہ مہربانی عقل کا سرچشمہ ہے اور دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوں گے۔''

(شعب الایمان،باب فی حسن الخلق ، فصل فی الحلم والتؤدة ، الحدیث:۸۴۷۵،ج ۶،ص ۲۵۱ الحدیث: ۸۴۴۶،ج ۶،ص ۲۴۴)

{175}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگوں پر مہربانی کرنا صدقہ ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی حسن الخلق ، فصل فی الحلم والتؤدة ، الحدیث:۸۴۴۵،ج ۶،ص ۲۴۳)

{176}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل نے مجھے لوگوں پر نرمی کرنے کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح فرائض قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، بشربن عبید، ج ۲،ص ۱۷۰)

{177}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل پر ایمان لانے کے بعد لوگوں پر مہربانی کرنا عقل کا سرچشمہ ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، سلمان بن عمرو، ج۴،ص۲۲۶)

ایک روایت میں ہے کہ''اور دنیا میں بھلائی والے آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب المعرف الی الناس......الخ،الحدیث:۴۳۷،ج۱،ص۳۰)

ایک اور روایت میں ہے:''دنیا میں تکبر کرنے والے آخرت میں بھی متکبر ہی شمار ہوں گے۔''

{178}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جائے اور وہ مدد پر قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے ذلیل کرے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند المکیین، الحدیث:۱۵۹۸۵،ج۵،ص۴۱۲،''الاشہادۃ''بدلہ ''الاخلاق'')

{179}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ آج کے دن میں انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ میرے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ، باب فضل الحب فی اللّٰہ ......الخ،الحدیث:۶۵۴۸،ص۱۱۲۷)

{180}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللّٰہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:''میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے ایسے منبر ہوں گے کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے(یعنی ان سے خوش ہوں گے)۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد ، باب ماجاء فی الحب فی اللہ ، الحدیث:۲۳۹۰،ص۱۸۹۲)

{181}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللّٰہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''وہی لوگ میری محبت کے حق دار ہیں جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے، میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے، میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

(المؤطاللامام مالک، کتاب الشعر،باب ماجاء فی المتحابین......الخ،الحدیث:۱۸۲۸،ج۲،ص۳۹)

{182}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،مسندالانصار،الحدیث:۲۱۵۷۰،ج۸،ص۱۲۱،''الرجل۔احدکم''بدلہ''اخاہ۔صاحبہ'')

کبیرہ نمبر4:

تکبر، خود پسندی اور فخر کرنا

قرآن کریم میں تکبر کی مذمت

اللہ عزوجل کا تکبر کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ (پ۹، الاعراف:۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیردوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

{۲}

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۙ (پ۱۳، ابراہیم:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا۔

{۳}

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ (پ۲۴، المؤمن:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

{۴}

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ۝ (پ۱۴، النحل:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

{۵}

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ (پ۲۴، المؤمن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

تکبر کی مذمت کے بارے میں اور بھی کئی آیات ہیں بہرحال ان پر اکتفاء کرتے ہوئے اب احادیثِ مبارکہ سے اس کی مذمت بیان کی جائے گی۔

تکبر کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ

{1}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص اپنا

پسندیدہ حلہ یعنی لباس پہنے، کنگھا کر کے اِتراتا ہوا چل رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ......الخ،الحدیث:۵۷۸۹،ص ۴۹۴)

{2}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص تکبر سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ،باب التغلیظ فی جرّالازار،الحدیث:۵۳۲۸،ص ۲۴۲۸)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم سے پہلے کا ایک شخص دو سبز چادریں اوڑھے اِتراتا ہوا نکلا، تو **اللہ** عزوجل نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا، اب وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا رہے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید خدری ،الحدیث:۱۱۳۵۶،ج۴،ص ۸۰)

{4}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایک شخص سرخ جوڑا پہنے اس پر اِترا رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب،الترغیب فی التواضع، الحدیث: ۴۴۸۱،ج۳،ص ۴۰)

{5}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب خیلاء ،الحدیث:۵۴۶۳،ص ۱۰۵۱)

{6}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' عرض کی گئی:''آدمی تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بے شک **اللہ** عزوجل جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، جبکہ تکبر تو حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب تحریم الکبروبیانہ،الحدیث:۲۶۵،ص ۶۹۴)

{7}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مگر تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کی تحقیر کا نام ہے۔'' (المستدرک، کتاب الایمان، باب اللہ جمیل ویحب الجمال،الحدیث:۷۷،ج۱،ص ۱۸۱)

{8}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب خیلاء ،الحدیث:۵۴۵۵،ص ۱۰۵۱)

{9}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص حلہ

پہنے تکبر کرتے ہوئے نکلا تو **اللہ** عزوجل نے زمین کو (اسے پکڑنے کا) حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا، اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا ہی رہے گا۔'' (جامع الترمذی،ابواب الزھد،باب ماجاء فی شدۃ ......الخ،الحدیث:۲۴۹۱،ص۱۹۰۲)

{10}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب تحریم الکبرو بیانہ،الحدیث:۲۶۶،ص۶۹۴)

{11}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے بھی وہی مصیبت پہنچتی ہے جو دوسرے جبارین کو پہنچی تھی۔''

(جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الکبر،الحدیث:۲۰۰۰،ص۱۸۵۲،بدون''یتکبر

{12}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے ''بُولَس'' نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیکر ان پر غالب آجائے گی، انہیں ''طِیْنَۃُ الْخَبَالِ'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی شدۃ ......الخ،الحدیث:۲۴۹۲،ص۱۹۰۲)

{13}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیاں بنا کر انسانی شکلوں میں اٹھایا جائے گا کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان پر غالب آجائے گی پھر انہیں جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جسے ''بُولَس'' کہا جاتا ہے، وہاں آگوں کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی، انہیں ''طِیْنَۃُ الْخَبَالِ'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، الحدیث:۶۶۸۹،ج۲،ص۵۹۶،بتغیرٍ قلیل

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ظالم اور متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، لوگ انہیں **اللہ** عزوجل کے معاملے کو ہلکا جاننے کی وجہ سے اپنے قدموں تلے روندتے ہوں گے۔'' (تخریج احادیث الاحیاء، باب ۳۴۴۱،ج۶،ص۴۲)

{15}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''کبریائی میری رِداء ہے، لہٰذا جو میری رداء کے معاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے پاش پاش کر دوں گا۔''

(المستدرک ،کتاب الایمان، باب اھل الجنۃ المغلوبون......الخ،الحدیث:۲۱۰،ج۱،ص۳۵

{16}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''کبریائی میری

رِداءاورعزت میرا ازار ہے، جوان دونوں چیزوں میں سے کسی کے بارے میں مجھ سے نزاع کرے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔''
(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الکبروالخیلاء، الحدیث:۷۷۳۹، ج۳،ص ۲۱۱)

{17}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے''کبریائی میری رداء اور عظمت میرا ازار ہے، لہٰذا جوان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی مجھ سے نزاع کرے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر،الحدیث:۴۰۹۰،ص ۱۵۲۲)

{18}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشادفرماتا ہے''عزت میرا ازاراور کبریائی میری رداء ہے،لہٰذا جوان دونوں کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔''
(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۳۸۰،ج۲،ص ۳۰۸)

{19}......حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''کبریائی میری رداءاور عظمت میرا ازار ہے، لہٰذا جوان دونوں میں سے کسی ایک کے معاملہ میں مجھ سے لڑے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔'' (سنن ابن ماجہ ، ابواب الزھد،باب البرأۃ من الکبروالتواضع، الحدیث:۴۱۷۴،ص ۲۷۳۱)

{20}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جوآدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہےاور چلنے میں اِتراتا ہے، وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر غضب فرمائے گا۔''
(المستدرک ، کتاب الایمان، باب من یتعاظم فی نفسہ......الخ،الحدیث:۲۰۸،ج۱،ص ۳۵)

{21}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم سب حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کی اولاد ہواور حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، چاہیئے کہ اپنے آباؤ اَجداد پر فخر کرنے والی قومیں باز آجائیں، یا پھر وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہوجائیں گی۔''
(البحرالزخار المعرف مسند البزار،المستظل بن حصین عن حذیفۃ،الحدیث:۲۹۳۸،ج۷،ص ۴۰)

{22}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ اسی تکبر نے ہی شیطان کواس بات پر اُبھارا تھا کہ وہ حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کوسجدہ نہ کرے، حرص سے بچو کیونکہ حرص ہی نے حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کو شجرِ ممنوعہ کھانے پر آمادہ کیا اور حسد سے بھی بچتے رہو کیونکہ حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو حسد ہی کی بنا پر قتل کیا تھا، لہٰذا حسد اس خطا کی جڑ ہے۔''
(جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال،الحدیث:۹۳۱۴،ج۳،ص ۳۹۰)

{23}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ تکبر ہر انسان میں ہوسکتا ہے اگرچہ اس نے جُبّہ ہی پہن رکھا ہو۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۳،ج ۱،ص ۱۶۶)

{24}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جَوَّاظ، متکبر اور بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب نمبر ۱، سورۃ نون، الحدیث: ۴۹۱۸، ص ۴۲۲، بدون "جعظری")

''جَوَّاظ'' سے مراد مال جمع کر کے روک لینے والا یا اِترا کر چلنے والا یا پھر زیادہ کھانے والا ہے۔

{25}......سَیِّدُ الْمُبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جَوَّاظ، اور متکبر جہنمی ہے۔'' (المرجع السابق)

{26}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''متکبر اور بڑائی چاہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۴۸۰۱، ص ۱۵۷۶)

{27}......ایک اور روایت میں ہے کہ ''اللہ عزوجل اس انسان کو پسند نہیں فرماتا، جو شکل وصورت میں (70) ستر سالہ بوڑھے اور چال ڈھال میں (20) بیس سالہ نوجوان کی طرح ہو۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۵۷۸۲،ج ۴،ص ۲۲۱)

{28}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل متکبرین اور نازو نخرے سے چلنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۲۷، ج ۳، ص ۲۱۰)

{29}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ بندہ تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میرے اس بندے کو جبارین میں لکھ دو۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عثمان بن ابی العاتکہ، ج ۶، ص ۲۸۰)

{30}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی مصیبت پہنچتی ہے جو جبارین کو پہنچی تھی۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الکبر، الحدیث: ۲۰۰۰، ص ۱۸۵۲)

{31}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم کوئی گناہ نہ کرو تو پھر بھی مجھے ڈر ہے کہ تم اس سے بڑی چیز ''**خود پسندی**'' میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی التواضع، الحدیث: ۴۴۹۰، ج ۳، ص ۴۲)

{32}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبرحق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر،الحدیث:۴۰۹۲،ص ۱۵۲۲)

تکبر کا علاج

{33}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اُون کالباس پہننا،مؤمن فقراء کی صحبت میں بیٹھنا، دراز گوش(گدھا)پرسواری کرنااوربکری کورسی سے باندھ دینا تکبر سے براءت کے اسباب ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الملابس والاوانی، فصل فی التواضع، الحدیث:۶۱۶۱،ج۵،ص۱۵۳)

{34}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنا سامان خود اٹھالیا وہ تکبر سے آزاد ہوگیا۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۲۰۱،ج۶،ص۲۹۲)

{35}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عنقریب میری اُمت کو پچھلی اُمتوں کی بدترین بیماری پہنچے گی جو کہ تکبر، کثرتِ مال کی حرص، دنیوی معاملات میں کینہ رکھنا، باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور حسد(کرنے پرمشتمل)ہے، یہاں تک کہ وہ سرکشی اختیار کرلے گی۔''

(المستدرک ،کتاب البر والصلة ، باب داء الاعم......الخ،الحدیث:۷۳۹۱،ج۵،ص۳۴)

{36}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکوں میں ہوتا ہے جب کہ اطمینان ووقار بھیڑ بکریوں کے مالکوں میں ہوتا ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۳۸۰،ج۴،ص۸۵،"بتقدمٍ وتأخرٍ")

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ لوگ

{37}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور وہ تین یہ ہیں: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور متکبر فقیر۔'' (صحیح مسلم ،کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ،الحدیث:۲۹۶،ص۶۹۶)

{38}......سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل ان چار لوگوں کو قطعاً پسند نہیں فرماتا:(۱) کثرت سے قسمیں کھانے والا تاجر (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ،باب الفقیر المختال،الحدیث:۲۵۷۷،ص۲۲۵۴)

{39}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین افراد پیش کئے گئے، جو یہ ہیں: (۱) زبردستی حکمران بننے والا (۲) اپنے مال میں سے **اللہ** عزوجل کا حق ادا نہ کرنے والا مال دار اور (۳) متکبر فقیر۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم......الخ، باب صفۃ النار واھلھا، الحدیث: ۷۴۳۸، ج ۹، ص ۲۸۲)

{40}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور خود پسند۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث: ۱۰۵۳۶، ج ۶، ص ۳۸۸)

{41}......حضور نبئ کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''متکبر فقیر، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے **اللہ** عزوجل پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(التاریخ الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الحدیث: ۲۲۵۵/۱۵۹۳، ج ۷، ص ۳۸۷)

{42}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اِترا کر چلے وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۶۰۰۲، ج ۲، ص ۶۲)

{43}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے جا رہا تھا، تکبر کے مارے اس کا تہبند لٹک رہا تھا تو **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا۔''

(المطالب العالیۃ لابن حجر، باب الزجر عن الخیلاء، الحدیث: ۵۵۴۶، ج ۴، ص ۶۸)

{44}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل اس بیس سالہ نوجوان کو پسند فرماتا ہے جو (کمزوری اور تواضع میں) 80 سالہ بوڑھے جیسا ہو اور اس 60 سالہ بوڑھے کو پسند نہیں فرماتا جو (چال ڈھال میں) 20 سالہ نوجوان جیسا ہو۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الھمزۃ مع النون، الحدیث: ۵۵۶۰، ج ۲، ص ۲۰۲)

{45}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکائے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جرثوبہٗ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۸، ص ۴۹۴)

{46}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تکبر کی بناء پر اپنا کپڑا لٹکائے

گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۶۶۵،ص۲۹۸)

{47}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر دل میں ہوتا ہے۔''

(کشف الخفاء، حرف الجیم، الحدیث: ۱۰۶۰، ج ۱، ص۲۹۵)

{48}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگ جس چیز کو بھی بلند کرتے ہیں **اللہ** عزوجل اسے گرا دیتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب الزھد، الحدیث: ۱۰۵۱۱، ج۷، ص ۳۴۱)

خود پسندی

{49}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''خود پسندی (70) ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔''

{50}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر خود پسندی انسانی شکل میں ہوتی تو سب سے بدصورت انسان ہوتا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال،الحدیث:۱۷۶۵۰، ج۵، ص ۱۳۰)

{51}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر تم گناہ نہ کرتے ہوتے تو تم پر گناہوں سے بڑی مصیبت ڈال دی جاتی جو کہ خود پسندی ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ،الحدیث:۷۲۵۵، ج۵، ص۴۵۳)

{52}......حضرت سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوہِ مروہ پر ملاقات ہوئی تو دونوں حضرات آپس میں گفتگو کرنے لگے، پھر جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگے، لوگوں نے پوچھا:''اے ابو عبدالرحمٰن! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟''تو انہوں نے ارشاد فرمایا:''انہوں نے یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، جنہیں یقین ہے کہ انہوں نے مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبر ہوگا **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق،الحدیث:۸۱۵۴، ج۶، ص ۲۸۰)

{53}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے

والی قوموں کو باز آجانا چاہئے، کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ قومیں اللہ عزوجل کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہو جائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، اللہ عزوجل نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرما دیا ہے، اب آدمی متقی ومؤمن ہوگا یا بدبخت وبدکار، سب لوگ حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، الحدیث: ۳۹۵۵، ص ۲۰۵۵)

{54}......حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن جن وانس، درندوں اور پرندوں کو باہر نکلنے کا حکم دیا تو دو لاکھ انسان اور دو لاکھ جن حاضر خدمت ہو گئے، پھر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے بلند ہوئے کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں کے فرشتوں کی تسبیح کرنے کی آواز سن لی، پھر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف لائے یہاں تک کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک سمندر سے مل گئے کہ اچانک آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آواز سنی، ''اگر تمہارے ساتھی کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوتا تو میں اسے اس سے بھی دور تک زمین میں دھنسا دیتا جتنا اسے بلندی پر لے گیا تھا۔''

{55}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء، الحدیث ۵۷۸۸، ص ۴۹۴)

{56}......حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے نئے کپڑے پہن رکھے تھے تو میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیٹا! اپنا تہبند اونچا کر لو کیونکہ میں نے محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم جر الثوب خیلاء، رقم ۵۴۵۳، ص ۱۰۵۱)

{57}......سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو مرفوع ذکر کیا ہے اور اس میں حضرت سیدنا عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قریب سے گزرنے کا ذکر نہیں۔'' نیز امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی ایک روایت میں ہے: ''گزرنے والا وہ شخص بنی لیث سے تھا جس کا نام مذکور نہیں۔''

{58}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک دن اپنا لعاب دہن اپنی مبارک ہتھیلی پر ڈالا پھر اس میں اپنی انگلی ڈال کر ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرزند آدم! کیا تو مجھے عاجز کرے گا؟ حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا فرمایا ہے، یہاں تک کہ جب میں نے تجھے درست اور بے عیب پیدا کیا تو تُو دو چادریں اوڑھ کر زمین پر اِترا کر چلنے

لگا، تُو نے مال جمع کیا اور لوگوں سے روکے رکھا یہاں کہ جب تو اِنتہا کو جا پہنچا تو کہنے لگا: ''میں صدقہ کروں گا۔'' مگر اب صدقہ کا وقت کہاں؟'' (المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء......الخ، الحدیث: ۷۹۸۴، ج۵، ص۴۶۰، بدون "بردین وللأرض منک وئید")

{59 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم سے ایک ایسا بچھو نکلے گا جس کے دو کان ہوں گے اور وہ ان سے سنتا ہوگا، دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور ایک بولنے والی زبان ہوگی، اسے تین شخصوں پر مسلّط کیا جائے گا: (۱) ہر عناد رکھنے والے ظالم (۲) مشرک اور (۳) تصویر بنانے والے پر۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة النار، الحدیث: ۲۵۷۴، ص۱۹۱۱)

{60 }......تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت اور جہنم میں مباحثہ ہو گیا تو جہنم نے کہا: ''مجھے متکبرین اور ظالموں سے ترجیح دی گئی۔'' اور جنت نے کہا: ''مجھے کیا پرواہ ہوسکتی ہے کہ مجھ میں کمزور، عاجز اور گرے پڑے لوگ داخل ہوں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے جنت سے ارشاد فرمایا: ''تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔'' اور جہنم سے ارشاد فرمایا: ''تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا، اور تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها......الخ، الحدیث: ۷۱۷۳، ص۱۱۷۲)

{61 }......دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت اور جہنم میں مباحثہ ہو گیا تو جہنم نے کہا: ''مجھ میں ظالم اور متکبر لوگ ہیں۔'' اور جنت نے کہا: ''مجھ میں کمزور اور مسکین مسلمان ہیں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کے درمیان یوں فیصلہ فرمایا: ''اے جنت! تُو میری رحمت ہے، تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا، اور اے جہنم! تُو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمۂ کرم پر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها......الخ، الحدیث: ۷۱۷۳، ص۱۱۷۲، بتغیرٍ قلیلٍ)

{62 }......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بدتر ہے وہ بندہ جو بخل اور تکبر کرے اور بلند و بالا اور بڑائی والے (یعنی **اللہ** عزوجل) کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو ظلم و زیادتی کرے اور جبار عزوجل کو بھلا دے، بدتر ہے وہ بندہ جو غافل ہو اور کھیل کود میں پڑا رہے اور قبرستان اور اس میں بوسیدہ ہونے کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو سرکشی کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی اِبتدا اور اِنتہا کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو دین کو شہواتِ نفسانیہ سے فریب اور دھوکا دے، بدتر ہے وہ بندہ جس کا رہنما حرص ہو، بدتر ہے وہ بندہ جس کو خواہشات راہِ حق سے بھٹکا دیں، بدتر ہے وہ بندہ جس کا شوق اور رغبت اس کو ذلیل وخوار کر دے۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب حدیث اضاعة الناس، الحدیث: ۲۴۴۸، ص۱۸۹۸)

{63 }......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب

فارس (ایران) وروم میری اُمت کے ماتحت ہوں گے اور وہ متکبرانہ چال چلے گی تو وہ ایک دوسرے پر ہی قبضہ جمائیں گے۔''

{64}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے آپ کو بڑا جانے یا متکبرانہ چال چلے وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا۔''

(المسندللامام احمدبن حنبل،مسندعبداللہ بن عمربن خطاب،الحدیث:۲۰۰۲،ج۲،ص۴۱۳)

{65}......نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں: (۱) لالچ جس کی اطاعت کی جائے (۲) خواہش جس کی پیروی کی جائے (۳) بندے کا اپنے عمل کو پسند کرنا یعنی خود پسندی۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان،باب فی المنھیات والمھلکات،الحدیث:۳۱۳،ج۱،ص۲۶۹)

{66}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں جن دو باتوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہیں، اور جن دو باتوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) ان میں سے پہلی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** پر استقامت ہے، کیونکہ اگر زمین وآسمان اور ان کی ہر چیز ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** ان سب پر غالب آجائے گا اور اگر زمین وآسمان ایک حلقہ ہو اور **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو اس پر رکھ دیا جائے تو یہ اس کو توڑ دے گا اور (۲) دوسری چیز جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں وہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ** پڑھنا ہے کیونکہ یہی ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی کے سبب ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل،مسندعبداللہ بن عمرو بن عاص،الحدیث:۷۱۲۳،ج۲،ص۵۹۵)

{67}......حضرت سیدنا عیسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: ''سعادت ہے اس کے لئے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنی کتاب سکھائی اور پھر وہ شخص ظالم ہو کر نہ مرا۔'' (الزھدللامام احمدبن حنبل،بقیۃ زھد عیسٰی علیہ السلام،الحدیث:۴۷۲،ص۱۲۵)

{68}......حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے اس حالت میں گزرے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھا رکھی تھی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ''جب **اللہ** عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گٹھڑی اٹھانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے آپ سے تکبر دور کرنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۰۰۰،ج۱۰،ص۷۵)

{69}......اور ایک روایت میں ہے: ''رائی کے ذرے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر، الحدیث:۲۶۷،ص ۶۹۴)

{70}......حضرت سیدنا کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر ابولہب کی بھٹی کی طرف جا رہا تھا کہ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا ہم فلاں مقام پر پہنچ گئے ہیں؟'' تو میں نے عرض کی کہ ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب اس مقام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: ''میں اس جگہ پر حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ تھا۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے متکبرانہ چال چلتا ہوا آیا، وہ اپنی چادریں دیکھتا ہوا اس پر اِترا رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے اِس جگہ زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۶۶۲۹، ج۶، ص ۵

{71}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر متکبر، اِترا کر چلنے والا، مال جمع کرنے اور دوسروں کو نہ دینے والا جہنمی ہے، جبکہ ہر کمزور و مغلوب شخص جنتی ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۱۷۰، ج۶، ص ۸۴

{72}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (حضرت سیدنا سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا: ''اے سراقہ! کیا میں تمہیں جنتی اور جہنمی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر سختی کرنے والا، اِترا کر چلنے والا، اپنی بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے جبکہ کمزور اور مغلوب لوگ جنتی ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۵۸۹، ج۷، ص ۱۲۹

{73}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں **اللہ** عزوجل کے بدترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ بد اخلاق اور متکبر ہے، کیا میں تمہیں **اللہ** عزوجل کے سب سے بہترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور اور ضعیف سمجھا جانے والا بوسیدہ لباس پہننے والا شخص ہے جسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اگر وہ کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھا لے تو **اللہ** عزوجل اس کی قسم ضرور پوری فرمائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند حذیفہ بن یمان، الحدیث: ۲۳۵۱۷، ج۹، ص ۱۲۰، بدون ''لایؤبہ لہ

{74}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے

میں خبر نہ دوں؟ (وہ) ہر کمزور یا کمزور سمجھا جانے والا وہ شخص ہے کہ جو اگر کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھالے تو وہ اس کی قسم ضرور پوری فرمائے، کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہر سرکش، اِترا کر چلنے والا اور متکبر شخص جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب عقل بعد ذالک......الخ،الحدیث:۴۹۱۸،ص۴۲۲)

{75}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے'' بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے نزدیک اور پسندیدہ شخص وہ ہوگا جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہوگا اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابلِ نفرت اور میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں سے ٹھٹھا کرنے والے اور مُتَفَیْہِق ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:'' یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بے ہودہ بکواس بکنے والوں اور لوگوں سے ٹھٹھا کرنے والوں کو تو ہم نے جان لیا مگر یہ مُتَفَیْہِق کون ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' اس سے مراد ہر تکبر کرنے والا شخص ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی معالی......الخ،الحدیث:۲۰۱۸،ص۱۸۵۳)

جہنم کی وادی ھَبْھَب کا حق دار کون؟

{76}......حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا بلال بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا:'' اے بلال! مجھے تیرے والدِ محترم نے اپنے باپ سے مروی یہ حدیث پاک بتائی تھی کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جہنم میں ایک وادی ہے جسے ھَبْھَب کہا جاتا ہے، یہ حق ہے کہ **اللہ** عزوجل ہر عناد رکھنے والے جابر انسان کو اس میں ٹھہرائے گا، لہٰذا اے بلال! تم اس وادی کے رہائشی بننے والوں میں شامل ہونے سے بچتے رہنا۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی،مسند ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث:۷۲۱۳،ج۶،ص۲۰۷)

{77}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البحث، باب کیف یحشر الناس،الحدیث: ۱۸۳۲۸،ج۱۰، ص ۴۰۶)

جہنم کے تابوت:

{78}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' بے شک جہنم میں کچھ تابوت ہیں جن میں متکبرین کو ڈال کر انہیں بند کردیا جائے گا۔''

{79}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جو بندہ روح کے جسم سے جدا ہوتے

وقت تین چیزوں سے بری ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ تین چیزیں ہیں: (۱) تکبر (۲) قرض اور (۳) خیانت۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب من مات وھو یری......الخ، الحدیث: ۲۲۶۴، ج ۲، ص ۲۴)

{80}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہوکر مرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث: ۱۵۷۲، ص ۱۸۱۴)

تکبر کے متعلق بزرگانِ دین علیھم الرحمۃ کے فرامین

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو کیونکہ حقیر مسلمان **اللہ** عزوجل کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب **اللہ** عزوجل نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''تُو ہر متکبر پر حرام ہے۔''

حضرت سیدنا احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجب ہے کہ وہ تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دومرتبہ پیشاب گاہ سے نکلا ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجب ہے کہ وہ روزانہ ایک یا دومرتبہ اپنے ہاتھ سے ناپاکی دھوتا ہے پھر بھی زمین وآسمان کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا ہے۔''

حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ گناہ تکبر ہے۔''

متکبر کو انوکھی نصیحت:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امیر کو متکبرانہ چال چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ اے احمق! تکبر سے اِتراتے ہوئے ناک چڑھا کر کہاں دیکھ رہا ہے؟ کیا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا یا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے کہ جن کا تذکرہ **اللہ** عزوجل کے احکام میں نہیں۔'' جب اس نے یہ بات سنی تو عذر پیش کرنے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے معذرت نہ کر بلکہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر کیا تم نے **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا O (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

خلیفہ بننے سے پہلے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ متکبرانہ چال چلے تو حضرت سیدنا طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کندھے پر چٹکی کاٹ کر ارشاد فرمایا: ''جس کے پیٹ میں کچھ بھلائی ہو اس کی چال ایسی نہیں ہوتی۔'' تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کی: ''اے محترم چچا جان! ایسی چال چلنے کی وجہ سے میرے ہر عضو کو ماریں تاکہ وہ جان لے۔''

حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو اِترا کر چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا ہے؟ تیری ماں کو تو میں نے دوسو درہم دے کر خریدا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ **اللہ** عزوجل مسلمانوں میں اس جیسے لوگوں کی کثرت نہ فرمائے۔''

حضرت سیدنا مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُہَلَّب (پورا نام مہلّب بن ابی صفرہ، حجاج کے لشکر کا ایک رئیس) کو ریشم کا جبہ پہنے اترا کر چلتے دیکھا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل کے بندے! یہ ایسی چال ہے جسے **اللہ** عزوجل اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ناپسند فرماتے ہیں۔'' تو مُہَلَّب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! میں جانتا ہوں کہ تمہاری ابتدا ایک حقیر نطفہ سے ہوئی اور اِنتہا بدبودار مردار کی صورت میں ہوگی اور ان دونوں کی درمیانی مدت میں گندگی اٹھائے پھر رہے ہو۔'' تو مُہَلَّب نے ایسی چال چلنا چھوڑ دی۔

تنبیہات

تنبیہ 1:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت بھی اس کی قائل ہے، بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فخر تکبر اور خود پسندی وغیرہ کو انیسواں کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، عنقریب اس کی مکمل وضاحت باب اللباس میں آئے گی، اور انہوں نے اپنے اس قول کی دلیل گزشتہ مروی احادیثِ مبارکہ کو ہی بنایا ہے چنانچہ، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر، الحدیث:۲۶۷، ص۶۹۴)

اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَ لَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ (پ۱۸، النور:۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں۔

کی وضاحت میں **تفسیرِ قرطبی** میں لکھا ہے کہ ''اگر ان عورتوں نے ایسا مردوں کے سامنے خود کو نمایاں کرنے کی غرض سے کیا تو یہ حرام ہے اور اسی طرح اُن مردوں کے لئے بھی ایسا کرنا حرام ہے جو خود پسندی کے زعم میں زور زور سے زمین پر جوتے پٹخاتے ہیں کیونکہ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔''

تکبر یا **اللّٰہ عزوجل کے مقابلہ میں** ہوگا جو کہ تکبر کی سب سے بُری قسم ہے جیسے فرعون، اور نمرود کا تکبر کہ انہوں نے **اللّٰہ** عزوجل کی بندگی سے انکار کر دیا اور ربوبیت کا دعوی کر بیٹھے، چنانچہ **اللّٰہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ (پ۲۴، المؤمن:۶۰)

{۲}

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ (پ۶، النساء:۱۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا۔

یا **اللّٰہ** عزوجل **کے رسول کے مقابلہ میں** ہوگا، اس کی صورت یہ ہے کہ تکبر، جہالت اور عناد کی بنا پر رسول کی پیروی نہ کرنا جیسا کہ **اللّٰہ** عزوجل نے کفارِ مکہ اور دیگر اُمتوں کے کافروں کی حکایات بیان فرمائی ہیں یا پھر **بندوں کے مقابلہ میں** ہوگا، وہ اس طرح کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس کی اطاعت سے انکار کرنا، اُس پر بڑائی چاہنا اور مساوات کو ناپسند کرنا، یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت بادشاہِ حقیقی عزوجل ہی کے لائق ہے نہ کہ عاجز اور کمزور بندے کے لائق، لہٰذا بندے کا تکبر کرنا **اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ اس کی ایسی صفت میں جھگڑنا ہے جو اسی مالک عزوجل کے لائق ہے، متکبر بندہ گویا اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی بادشاہ کا تاج پہنا اور پھر اس کے تخت پر بیٹھ گیا، تو اس کی ناراضگی کے مستحق ہونے اور جلد ہی ذلیل و رسوا ہو جانے کا کیا عالم ہوگا؟ اسی لئے بیان شدہ حدیث مبارکہ میں **اللّٰہ** عزوجل نے فرمایا: ''جو میری عظمت اور کبریائی میں میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے ہلاک کر دوں گا۔'' مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صفات اللہ رب العزت عزوجل ہی کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا ان میں جھگڑا کرنے والا صفاتِ الٰہیہ میں جھگڑا کرنے والا ہے، اسی طرح بندوں پر اپنی بڑائی بیان کرنا بھی **اللّٰہ** عزوجل کے ہی لائق ہے لہٰذا جو بندوں پر تکبر کرے گا اسے مجرم سمجھا جائے گا جس طرح بادشاہ کے خاص غلاموں کو ذلیل سمجھتے ہوئے کسی وجہ سے ان سے جھگڑنا اگرچہ اس کی غلطی بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے جیسی نہیں۔

تکبر کی ان دونوں قسموں میں حق کے احکام کی مخالفت لازم آتی ہے، ان میں خود پسندی اور نفسانی خواہش کی بنا پر دینی مسائل میں جھگڑنے والے بھی داخل ہیں کیونکہ متکبر کا نفس غیر سے سنی ہوئی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے، اگرچہ اس پر اس کی حقانیت بھی واضح ہوگئی ہو بلکہ اس کا تکبر اسے اس بات کو غلط اور باطل ثابت کرنے میں مبالغہ کی طرف لے جاتا ہے، لہٰذا اس شخص پر **اللہ** عزوجل کے یہ فرامین صادق آتے ہیں:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝ (پ۲۴، حٰمٓ السجدة:۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل (شور) کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔

{۲}

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۝ (پ۲، البقرة:۲۰۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**بندے کے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ اللہ عزوجل سے ڈرو تو وہ کہے تُو صرف اپنی فکر کر۔**''

{81} ......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' تو اس نے تکبر کی بنا پر کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' تو اس کا ہاتھ ہی خشک ہوگیا اور اس کے بعد وہ کبھی اپنا وہ ہاتھ اٹھا نہ سکا۔

(صحیح مسلم، کتاب ،الحدیث: ۲۰۲۱، ص۱۱۱۸، مفہوماً)

ایسی صورت میں بندوں پر تکبر کرنا خالق پر تکبر کی طرف لے جاتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ابلیس نے جب حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے اس قول (**اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ**) کے ذریعے تکبر اور حسد کیا تو اس کی یہ بات **اللہ** عزوجل کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے اسے **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تکبر کی طرف لے گئی اور وہ اَبدی ہلاکت میں مبتلا ہوگیا، اسی لئے صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حق کو قبول نہ کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کو متکبر کی علامات قرار دیا۔

تکبر کی وجوہات:

علم وعمل، نسب ومال، حسن وجمال، طاقت وقوت اور مریدین کی کثرت کی وجہ سے غیر سے کامل امتیاز کا اعتقاد رکھنا تکبر پر ابھارنے کا سبب ہے، جن علما کو **اللہ** عزوجل کی جانب سے توفیق کا نور عطا نہیں کیا گیا وہ دوسروں کے مقابلے میں جلد تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنے مقابلے میں چوپائے کی طرح سمجھتا ہے، اس لئے وہ اس کے ان شرعی حقوق کی

ادائیگی میں کمی کرتا ہے جن کا مطالبہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے جیسے سلام کرنا، عیادت کرنا اور ملاقات کے وقت خوشی کا اظہار وغیرہ کرنا، اور اس سے ان معاملات میں اس پر رفعت کی خواہش کی بنا پر کمی کی امید نہیں رکھتا، اور حقیقتاً ایسا کرنے والا ہی سب سے بڑا جاہل ہے کیونکہ وہ اپنی اوقات، اپنے رب عزوجل کی شان وعظمت، موت کے وقت کے خطرات اور حالات کے بدل جانے سے بے خبر ہے کیونکہ علم کی شان تو یہ ہے کہ وہ بندے کے خوف اور تواضع میں اضافہ کرے اس لئے کہ **اللہ** عزوجل اپنے علم حقیقی کی بنا پر اس کے خلاف ایک بہت بڑی حجت ہے، نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے بھی قاصر ہے۔ البتہ اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ اس کا علم یا تو دنیا کی خاطر ہوگا یا اسے حاصل کرنے میں اخلاص کی نیت نہ ہوگی اور اس نے کسی اور نیت سے علم حاصل کیا ہوگا اسی لئے یہ قباحتیں اسے لاحق ہوں گی۔ اسی طرح جو علماء نیک نامی کی وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں، ان کی طرف بھی تکبر جلد آ جاتا ہے کیونکہ لوگ اپنے معاملات کے فیصلے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں اور ان کی عزت کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں تو وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ ارفع واعلیٰ ہیں اور دیگر لوگ ان کے اعمال تک نہ پہنچنے کی وجہ سے ان سے کم تر ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کا یہ گمان ان سے علم چھن جانے کا سبب بن سکتا ہے۔ جیسا کہ،

بدکار کی وجہ سے عالم کے اعمال برباد ہو گئے:

بنی اسرائیل کے ایک بدکار شخص کا واقعہ ہے کہ وہ کسی عابد کے پاس اس سے نفع اٹھانے کے لئے بیٹھ گیا تو اس عابد کو اس کا بیٹھنا ناگوار گزرا اور اس نے اسے دھتکار دیا تو **اللہ** عزوجل نے اس وقت کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف وحی فرمائی کہ ”اس نے بدکار کو بخش دیا اور عابد کے عمل برباد کر دیئے۔“

اطاعت میں کبھی جاہل عالم سے بڑھ جاتا ہے:

عام اَن پڑھ شخص جب **اللہ** عزوجل کی ہیبت اور اس کے خوف سے تواضع اور عاجزی کرتا ہے تو دل سے اس کی اطاعت کرنے لگتا ہے، لہٰذا وہ متکبر عالم اور خود پسندی میں مبتلا عابد سے زیادہ اطاعت گزار ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات کچھ لوگوں کی حماقت اور بیوقوفی اس وقت اِنتہا کو پہنچ جاتی ہے جب انہیں ایذاء دی جائے تو وہ ایذا دینے والے کو دھمکاتے ہوئے کہتے ہیں: ”عنقریب تم اس کا انجام دیکھ لو گے۔“ اب اگر انہیں ایذاء دینے والا اتفاق سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو وہ لوگ اپنی قدر ومنزلت کو اعلیٰ سمجھتے ہوئے جہالت کے غلبہ کی وجہ سے اسے اپنی کرامت شمار کرنے لگتے ہیں، کیونکہ جہالت خود پسندی، تکبر اور **اللہ** عزوجل کی مشیت سے دھوکا کھانے کے مجموعہ کا نام ہے، بلاشبہ بہت سے بدبختوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کیا مگر جب انہیں دنیا میں اس کی سزا نہیں ملی تو پھر اس جاہل کی حیثیت کیا ہے؟

تکبر کے اسباب:

جب آپ پر تکبر کی یہ دونوں قسمیں واضح ہو گئیں جن پر ظاہر میں دین و دنیا کا دارو مدار ہے تو جاہ وحشمت والے لوگوں کے تکبر کا حال بھی عیاں ہو جائے گا کہ نسب پر تکبر کرنے والا بعض اوقات کم نسب والے کو اپنا غلام سمجھنے لگتا ہے، اسی طرح خوبصورت لوگ اپنے حسن پر غرور کرتے ہیں اور یہ صورت اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے، مال کی وجہ سے بھی تکبر کیا جاتا ہے جیسا کہ اربابِ اختیار اور تاجروں وغیرہ میں عام مشاہدہ کیا گیا ہے، نیز پیروی کرنے والوں اور لشکر پر تکبر کرنا اکثر بادشاہوں کا وطیرہ ہے۔ (یہ لوگ خود سے کم تر لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں)

خود پسندی، کینہ اور حسد و ریاکاری تکبر کی آگ کو بھڑکانے کے اسباب ہیں، کیونکہ تکبر ایک باطنی خصلت و عادت ہے اور یہ خود کو بڑا گمان کرنے اور دوسرے سے زیادہ قابلِ قدر سمجھنے کا نام ہے، اس کا حقیقی سبب فقط خود پسندی ہی ہے، جیسا کہ آئندہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہو گا، جو اپنے علم وعمل اور مذکورہ بالا دیگر خوبیوں پر خوش ہو گا تو اس کا نفس بھی بڑائی چاہے گا، تکبر کرے گا اور ظلم و سرکشی کا مرتکب ہو گا، جبکہ خود پسندی کے علاوہ دیگر جو اُمور ہم نے بیان کئے ہیں وہ ظاہری تکبر کے اسباب ہیں، کیونکہ ایسے تکبر پر حسد اور کینہ ہی اُبھارتے ہیں جبکہ ریاکاری تکبر کی دوسری ظاہری صورت کا سبب ہے۔

تنبیہ 2:

ہر انسان تکبر اور اس کے بُرے نتائج سے چھٹکارا چاہتا ہے کیونکہ یہ مہلکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی بیماریوں میں سے ہے، حالانکہ اس سے کوئی انسان پاک نہیں، اور اس کا ازالہ فرضِ عین ہے، جو صرف تمنا اور خواہش سے نہ ہو گا بلکہ مفید ادویہ کے استعمال سے اسے جڑ سے ختم کرنا ضروری ہے، کیونکہ جو کماحقہ اپنے نفس کو پہچان لے یعنی وہ اپنی ابتدا میں غور کرلے کہ وہ کس طرح سب سے حقیر اور ذلیل شے یعنی مٹی تھا پھر منی بنا اور ان دونوں کی درمیانی حالت میں اس طرح غور کرے کہ وہ کس کس طرح علوم و معارف سیکھنے کا اہل ہوا اور ایک درجے سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا اور اپنی انتہا میں اس طرح غور کرے کہ وہ کس طرح فنا ہو گا اور پھر اپنی ابتدا یعنی مٹی کی طرف لوٹ جائے گا پھر اسے حشر کے میدان میں لوٹایا جائے گا پھر یا تو جہنم اس کا ٹھکانا ہو گا یا پھر جنت، اور **اللہ** عزوجل نے اس کے بارے میں جو سب سے واضح اشارہ دیا ہے وہ اس فرمان میں ہے:

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ۝ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ۝ (پ۳۰، عبس: ۱۷ تا ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اسے حکم ہوا تھا تو آدمی کو چاہئے اپنے کھانوں کو دیکھے۔

لہٰذا جو شخص اس میں اور اس جیسی ان دیگر مثالوں میں غور کرے جن کی طرف یہ آیات اشارہ کرتی ہیں تو وہ جان لے گا کہ وہ ہر ذلیل وحقیر چیز سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے، اور عاجزی وانکساری اسی کے لائق ہے، نیز اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب عزوجل کی معرفت حاصل کرے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ عظمت اور کبریائی فقط **اللہ** عزوجل ہی کو زیبا ہے، جبکہ میرے نفس کو ایک لمحے کے لئے بھی خوش ہونا مناسب نہیں، آدمی کا اپنی تخلیق کے ابتدائی اور وسطی مراحل کی حقیقت جان لینے کے بعد یہ غرور وتکبر کیسا؟ اور اگر اس کا انجام بھی اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش! وہ کوئی جانور ہوتا اگرچہ اسے کتا ہی بنا دیا جاتا خصوصاً جبکہ **اللہ** عزوجل کے علم میں وہ جہنمی ہو، اور اگر دنیا والے جہنمیوں میں سے کسی کی صورت دیکھ لیں تو اس کی بدصورتی دیکھ کر چکرا کر گر پڑیں بلکہ اس کی بدبو سے مر ہی جائیں، تو جس کا انجام ایسا ہو۔ وہ کیسے تکبر اور بڑائی میں مبتلا ہوسکتا ہے؟ اور کون سا بندہ ایسا ہے جس نے کوئی ایسا گناہ ہی نہ کیا ہو کہ جس کی وجہ سے وہ **اللہ** عزوجل کے عقاب کا سزاوار ہو سکے، ہاں اگر **اللہ** عزوجل چاہے گا تو اپنے فضل سے اسے معاف فرما دے گا۔

جو ہماری ان باتوں میں حقیقی غور وفکر کرے تو اس کی نظر میں اس کے علم وعمل، جاہ ومنصب اور مال کی اہمیت ختم ہو جائے گی نیز وہ ہر چیز سے بھاگ کر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں آ کر اس کے آگے گڑگڑائے گا اور یہ یقین کر لے گا کہ وہ ہر چیز سے زیادہ ذلیل وحقیر ہے، تو پھر وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک بدبخت ہونا کیسے پسند کرے گا؟

نفس میں ظاہر ہونے والے کامل تکبر کا علم اس وقت ہوتا ہے جب کسی بندے کو اس کا نفس یہ خیال دلاتا ہے کہ وہ تکبر سے پاک ہے، لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے کسی ہم عصر سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کرے، پھر اگر اس کے مخالف کے ہاتھ پر حق ظاہر ہو جائے تو اگر اس کا دل اسے قبول کرنے پر مطمئن ہو اور اس کے شکر اور فضیلت کا اعلان کر دے اور یہ بیان کر دے کہ اس کے ہاتھ پر حق ظاہر ہو گیا ہے اور یہی معاملہ ہر اس شخص کے ساتھ ہو جس سے اس نے مناظرہ کیا ہو تو قرائن اس بات کو ظاہر کر دیں گے کہ وہ تکبر سے بری ہے، اور اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو بلاشبہ یہ شخص خود پسندی وتکبر میں مبتلا ہے اور اس پر گذشتہ

باتوں میں غور کر کے اس کا علاج کرنا لازم ہے تا کہ تکبر کی جڑیں ختم ہو جائیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہمعصر لوگوں کو مجالس میں خود پر مقدم کرے، مگر اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اس کا انداز لوگوں کو اس گمان میں نہ ڈالے کہ تواضع ظاہر کر رہا ہے جیسے ان کی صف چھوڑ کر گندی جگہ پر بیٹھنا وغیرہ کیونکہ یہ تو عین تکبر ہے، اور اس طریقہ سے بھی تکبر کی جڑیں کاٹ سکتا ہے کہ وہ فقیر کی دعوت قبول کرے، اس سے گفتگو کرے، اسے اپنے ساتھ بٹھائے، اپنی ضروریات کے لئے خود بازار جائے، فقرا ومحتاج لوگوں کی حاجت پوری کرنے کے لئے بھی بذاتِ خود جائے اور اپنی حاجت پر دوسروں کی حاجت کو ترجیح دے تو حدیثِ مبارکہ کے مطابق یہ تمام باتیں تکبر سے نجات کے طریقے ہیں، یہ باتیں خلوت اور جلوت دونوں ہی میں یکساں ہوں ورنہ وہ یا تو متکبر ہوگا یا پھر ریاکار۔ اور یہ دونوں ہی یعنی تکبر اور ریاکاری امراضِ قلوب میں سے ہیں، اگر ان کا علاج نہ کیا جائے تو یہ ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ بعض اوقات لوگوں کو یہ عادت مہلت دیتی ہے اور وہ جسم کو سنوارنے میں مشغول ہو جاتے ہیں حالانکہ آخرت میں دل کی سلامتی ہی سے سلامتی حاصل ہوگی یعنی شرک یا غیر اللہ کے خیال سے پاک دل لے کر آئے گا چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؕ (پ۱۹، الشعرآء:۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

تنبیہ 3:

عُجب یعنی خود پسندی کی مذمت اور اس کے مہلک ہونے کا ذکر احادیث میں گزر چکا ہے، **اللہ** عزوجل نے بھی اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اس کی مذمت فرمائی:

وَیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا (پ۱۰، التوبۃ:۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔

{۲}

وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶، الکہف:۱۰۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

بعض اوقات بندہ اپنے کسی کام کو پسند کرتا ہے حالانکہ کبھی تو وہ اس میں صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ہلاکت دو چیزوں میں ہے: (۱) مایوسی (۲) اور خود پسندی میں۔'' یعنی مایوس شخص اعمال کے نفع سے ناامید ہوتا ہے جس کا لازمی اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اعمال چھوڑ دیتا ہے، اور خود پسندی کا شکار اپنے آپ کو خوش بخت اور مراد پا لینے والا سمجھتا ہے لہٰذا عمل کی ضرورت نہیں سمجھتا، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠ ۝ (پ۲۷، النجم ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

تزکیۂ نفس سے یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ نیک ہے، حالانکہ خود پسندی کا بھی یہی مطلب ہے، حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اگر میں رات سو کر گزاروں اور صبح کو اس پر ندامت محسوس کروں تو یہ میرے لئے رات بھر عبادت کرنے اور صبح کو اس پر خوش ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت سیدنا بشر بن منصور رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے طویل نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''تم نے میرا جو عمل دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ ابلیس نے ایک طویل مدت تک ملائکہ کے ساتھ **اللہ** عزوجل کی عبادت کی تھی پھر بھی وہ مردود ہو گیا۔''

تنبیہ 4: خود پسندی کی آفات

عجب کی بہت سی آفتیں ہیں اس سے **کِبْر** پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا **کِبْر** کی آفات عجب کی بھی آفات ہوئیں کیونکہ وہ اصل ہے، یہ صورت بندوں کے مقابلے میں ہے جبکہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ عجب سے مراد یہ ہے کہ بندہ یہ گمان کرکے اپنے گناہ بھول جائے کہ اس پر ان کا مؤاخذہ نہ ہو گا اور نہ ہی اسے ان کی سزا ملے گی، یہ عمل بندے کو اپنی عبادات کو عظیم سمجھنے پر ابھارتا ہے، وہ انہیں ادا کرکے **اللہ** عزوجل پر گویا احسان جتلاتا ہے اور اس کی آفات کو نہ جانتے ہوئے اندھا ہو جاتا ہے اس طرح وہ اپنی تمام یا اکثر عبادات ضائع کر بیٹھتا ہے، کیونکہ عمل جب تک ان برائیوں سے پاک نہ ہو گا نفع نہ دے گا اور عمل کو ان برائیوں سے پاکیزہ رکھنے پر خوف ہی ابھار سکتا ہے، جبکہ خود پسند شخص کو اس کا نفس اپنے رب عزوجل سے دھوکے میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کی خفیہ تدبیر اور اس کے عقاب سے بے خوف ہو جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ عمل کرنے کی وجہ سے اس کا **اللہ** عزوجل پر کوئی حق ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگتا ہے، اپنی رائے، عقل اور علم پر فخر کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کا یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کا نفس علم و عمل میں غیر کی طرف رجوع کرنے سے مطمئن نہیں ہوتا اس لئے وہ نصیحت کی بات پر کان نہیں دھرتا بلکہ غیر کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے نصیحت حاصل ہی نہیں کر پاتا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خود پسندی ایسے وصف پر ہوتی ہے جو بندے کی ذات میں کمال کا درجہ رکھتا ہے، مگر بندہ جب تک اس وصف کے چھن جانے سے خوفزدہ رہتا ہے خود پسندی میں مبتلا نہیں ہوتا، اسی طرح اگر وہ اس بات پر خوش ہو کہ یہ **اللہ** عزوجل کی نعمت ہے اور اسی نے اسے عطا فرمائی ہے تب بھی وہ خود پسندی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اگر وہ اس پر اس لئے خوش ہو کہ اس کی

صفت کمال ہے اور اس کی نسبت کے **اللہ** عزوجل کی طرف ہونے سے آنکھیں بند کرلے تو یہی خود پسندی میں مبتلا ہونا، اس نعمت کو بڑا سمجھنا اور اس کی **اللہ** عزوجل کی طرف نسبت کو بھول جانا ہے۔ اب اگر اس کے اس اعتقاد کی بنا پر کہ اس کا **اللہ** عزوجل کے ہاں کچھ حق ہے، اس کی توقعات کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا جائے تو اب وہ بندہ ناز و ادا اور نخرے کے مقام پر کھڑا ہو گا جو کہ عجب سے بھی خاص ہے۔

تنبیہ 5:

عجب اور **کِبر** کے گذشتہ فرق سے معلوم ہوا کہ **کِبر** کبھی باطنی ہوتا ہے جو کہ نفس میں پیدا ہونے والی کیفیت کا نام ہے اس کیفیت کو **کِبر** کا نام دینا زیادہ مناسب ہے، اور کبھی ظاہری ہوتا ہے جو کہ اعضا سے صادر ہونے والے اعمال کا نام ہے اور یہ اعمال نفس میں پیدا شدہ اسی کیفیت کے نتائج ہوتے ہیں کہ جن کے ظہور کے وقت اس کیفیت کو تکبر کہا جاتا ہے اور ان نتائج کی عدم موجودگی کی صورت میں اسے **کِبر** کہا جاتا ہے، لہٰذا اصل وہی نفس میں پیدا ہونے والی کیفیت ہے جو خود کو کسی سے برتر سمجھنے سے تسکین پاتی ہے اور یہ کیفیت دو چیزوں کا تقاضا کرتی ہے (۱) جس پر تکبر کیا جائے (۲) جس کی وجہ سے تکبر کیا جائے۔ اسی سے تکبر اور خود پسندی میں فرق واضح ہو جاتا ہے کیونکہ عجب میں یہ دونوں چیزیں ضرورت کی نہیں ہوتیں یہاں تک کہ اگر کسی انسان کے بارے میں فرض کرلیا جائے کہ وہ ساری زندگی تنہا رہا ہو تو یہ تو ممکن ہے کہ وہ خود پسندی میں مبتلا ہو جائے مگر وہ تکبر نہیں کرسکتا کیونکہ فقط کسی شے کو بڑا سمجھنا تکبر کا سبب نہیں ہوسکتا جب تک کہ دوسرا کوئی شخص موجود نہ ہو۔

تنبیہ 6: خود پسندی کا علاج

عجب یعنی خود پسندی کا علاج بھی نہایت ضروری ہے اور کلیہ یہ ہے کہ مرض کا علاج ہمیشہ اس کی ضد سے ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کی ضد جہل محض ہے، جیسا کہ اس کی بیان کردہ تعریف سے ظاہر ہے اور اس کی شفا یہ ہے کہ ایسی بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ جس کا کوئی انکار نہ کرسکے اور وہ یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل نے تیرے لئے علم وعمل وغیرہ مقدر کر دیئے ہیں اور وہی تجھے توفیق کی نعمتیں عطا فرماتا، اور تجھے نسب و مال اور جاہ و حشمت والا بناتا ہے، لہٰذا جو چیز نہ **اللہ** عزوجل کے لئے ہو نہ ہی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہو اس پر انسان کیسے عجب کرسکتا ہے جبکہ اس کا محل ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا کیوں کہ محل کے ایجاد اور تحصیل میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ اس کے سبب ہونے پر نظر کرنا تفکر کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ جب وہ غور و فکر کرے گا کہ اسباب میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ تاثیر تو اسباب پیدا کرنے والے اور ان کے ذریعے بندوں پر انعام فرمانے والے مؤثر حقیقی **اللہ** عزوجل کے لئے ہے، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ صرف ایسی خوبی پر خود پسندی میں مبتلا ہو جو اس نے نہ کسی کو پہلے عطا فرمائی اور نہ ہی اس شخص

کے علاوہ کسی اور کو عطا فرمائے گا،

اگر کوئی یہ کہے: ''اگر **اللہ** عزوجل میرے اندر باطنی صفت محمودہ کو نہ جانتا تو مجھے دوسروں پر ہرگز ترجیح نہ دیتا۔'' اس کا جواب یہ ہے: ''وہ اوصاف حمیدہ بھی **اللہ** عزوجل کے پیدا کرنے اور نعمت فرمانے سے ہیں۔''

جو اپنے خاتمہ اور عاقبت کو جان لے وہ اس قسم کی کسی بھی شے پر خود پسندی میں کیونکر مبتلا ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اس کو جس بھی اچھی صفت کا حامل تسلیم کرلیا جائے وہ شیطان سے زیادہ عبادت گزار، اپنے زمانے میں بلعم بن باعوراء سے بڑا عالم اور ابوطالب سے زیادہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا مقرب نہیں ہوسکتا، نہ ہی وہ جنت اور مکہ مکرمہ سے زیادہ مرتبہ والا بن سکتا ہے، جب کہ تم ان لوگوں کے برے خاتمہ کا حال جان چکے ہو اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جنت میں حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور مکہ مکرمہ میں کفار کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا، تو نسب، علم، محل وغیرہ پر خود پسندی میں مبتلا ہونے سے ڈرو، یہ سب باتیں تو اس صورت میں تھیں جب تم حق پر عجب کرتے، لہٰذا باطل پر عجب میں مبتلا ہونے کی برائی کیا ہوگی؟ اور اکثر خود پسندی باطل ہی کی بنا پر ہوتی ہے، چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۗ (پ۲۲، فاطر:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہوجائے گا اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس بات کی پہلے ہی خبر دے چکے ہیں کہ یہ عمل اس اُمت کے آخری لوگوں میں غالب ہوگا کیونکہ تمام بدعتی اور گمراہ لوگ اپنی فاسد آراء پر خود پسندی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اصرار کریں گے اسی وجہ سے پچھلی اُمتیں ہلاکت میں مبتلا ہوگئیں کیونکہ وہ ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ہر ایک اپنی رائے کو پسند کرنے لگا۔ چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے کہ،

كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (پ۲۱، الروم:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے۔

{۲}

فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ○ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ○ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○ (پ۱۸، المؤمنون:۵۴۔۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم ان کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں ایک وقت تک کیا یہ خیال کررہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔

یعنی بعض اوقات یہ بدی اور استدراج ہوجاتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ○ (پ۹، الاعراف:۱۸۲، ۱۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے۔

تواضع اور عاجزی کی فضیلت

جب آپ پر غرور وتکبر اور خود پسندی کی مذمت، ان کی آفات اور برائیاں ظاہر ہوگئیں تو اب تقاضا اس بات کا ہے کہ تواضع کے فضائل اور اس کے بلند مرتبہ کو بھی بیان کیا جائے کیونکہ اشیاء کی پہچان ان کی ضدوں ہی سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں وارد روایات کچھ اس طرح ہیں:

{82}...... سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ اتنی عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر کرے نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعیمها، باب صفات التی یعرف بها، الحدیث: ۷۲۱۰، ص ۱۷۵)

{83}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، **اللہ** عزوجل بندے کے عفوودرگزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور جو شخص **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ۶۵۹۲، ص ۱۳۰)

{84}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے، لہٰذا تواضع اختیار کرو، **اللہ** عزوجل تمہیں بلندی عطا فرمائے گا اور درگزر سے کام لینا بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا عفوودرگزر سے کام لیا کرو، **اللہ** عزوجل تمہیں عزت عطا فرمائے گا اور صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا صدقہ دیا کرو **اللہ** عزوجل تم پر رحم فرمائے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۱۶، ج۳، ص ۴۸)

{85}...... نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**خوشخبری ہے اس کے لئے** جو عیب نہ ہونے کے باوجود تواضع اختیار کرے، سوال کئے بغیر خود کو ذلیل سمجھے، جائز طریقے سے کمایا ہوا مال راہ خدا عزوجل میں خرچ کرے، بے سروسامان اور مسکین لوگوں پر رحم کرے اور علم وحکمت والے لوگوں سے میل جول رکھے، **خوش بختی ہے اس کے لئے** جس کی کمائی پاکیزہ ہو، باطن اچھا ہو، ظاہر بزرگی والا ہو اور جو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اور **سعادت مندی ہے اس کے لئے**

جو اپنے علم پر عمل کرے، اپنی ضرورت سے زائد مال کو راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرے اور فضول گوئی سے رُک جائے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۴۶۱۶،ج۵،ص۷۲)

{86}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب بندہ تواضع کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرما دیتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال،باب التواضع،الحدیث:۵۷۱۷،ج۳،ص۴۹)

{87}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو **اللہ** عزوجل کے لئے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے ایک درجہ بلندی عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے **عِلِّیِّیْن** میں پہنچا دیتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان،باب التواضع والکبر والعجب، ذکر الاخبارعن وضع اللہ،الحدیث:۵۶۴۹،ج۷،ص۵۷)

{88}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''(تواضع کرنے والے کو) **اللہ** عزوجل **اَعْلٰی عِلِّیِّیْن** میں پہنچا دیتا ہے اور جو **اللہ** عزوجل پر ایک درجہ (یعنی تھوڑا سا) بھی تکبر کرے **اللہ** عزوجل اسے ایک درجہ پستی میں گرا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے **اَسْفَلُ السَّافِلِیْن** میں پہنچا دیتا ہے۔ (المرجع السابق)

{89}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔''

(سنن ابن ماجہ،ابواب الزھد، باب البرأۃ من الکبر،الحدیث:۴۱۷۹،ص۲۷۳۱،''لایبغی''بدلہ'' لایفخر

{90}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے اور جو اس پر بلندی چاہتا ہے **اللہ** عزوجل اسے پستی میں ڈال دیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۱۷۷،ج۵،ص۳۹۰

{91}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ سفید پوش آدمی بھی متکبر ہوسکتا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۳،ج۱،ص۱۶۶)

{92}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجلس میں کم رتبہ والی جگہ پر راضی ہوجانا **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع کرنے میں سے ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۰۵،ج۱،ص۱۱۴)

{93}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تواضع اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو **اللہ** عزوجل کے بڑے مرتبہ والے بندے بن جاؤ گے اور تکبر سے بھی بَری ہو جاؤ گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۲۲،ج۳،ص۴۹

{94}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی چیز کا مالک خود اس کا بوجھ اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے مگر جب وہ ضعیف ہو اور اسے اٹھا نہ سکتا ہو تو اس کا مسلمان بھائی بوجھ اٹھانے میں اس کی مدد کرے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۶۵۹۴،ج۵،ص۶۵)

{95}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تواضع کو لازم پکڑلو کیونکہ تواضع دل میں ہوتی ہے اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ایذاء نہ دے کیونکہ بعض اوقات کمزور نظر آنے والے لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھالیں تو **اللہ** عزوجل ان کی قسم ضرور پوری فرماتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۷۷۶۸،ج۸،ص۱۸۶)

{96}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کا خادم اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے اور بازار میں وہ گدھے پر سواری کرے اور بکری کا دودھ دوہنے کے لئے اس کی ٹانگیں رسی سے باندھے وہ متکبر نہیں ہوسکتا۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق ، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۱۸۸،ج۶،ص۲۸۹)

{97}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر شخص کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جسے ایک فرشتہ تھامے ہوتا ہے اگر وہ تواضع سے کام لے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے: ''اس کی قدر بلند کردو۔'' اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے: ''اس کی قدر ومنزلت کو پست کردو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۹۳۹،ج۱۲،ص۱۶۹)

{98}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کی **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرما دیتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی التواضع،الحدیث:۱۳۰۶۷،ج۸،ص۱۵۷)

{99}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کھردرا اور تنگ لباس پہنا کرو تا کہ عزت افزائی اور فخر کو تم میں کوئی جگہ نہ ملے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۲۸،ج۳،ص۴۹)

{100}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَدنی درجے کا لباس پہننا ایمان میں سے ہے۔'' یعنی **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع کرتے ہوئے اعلیٰ لباس ترک کرنا اور ادنی لباس کو ترجیح دینا ایمان کی علامت ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب ۱،الحدیث: ۴۱۶۱،ص۱۵۲۶)

{101}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قدرت کے باوجود **اللہ** عزوجل کے لئے اعلیٰ لباس ترک کردیا تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ

ایمان کا جوجوڑا چاہے پہن لے۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة،باب النساء کله، الحدیث: ۲۴۸۱،ص ۱۹۰۱)

{102}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اعتدال پسندی، میانہ روی اوراچھی نیت نبوت کے 24اجزاء میں سے ایک جُز ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی التأنی، الحدیث:۲۰۱۰،ص ۱۸۵۳)

{103}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عملِ آخرت کے علاوہ ہر چیز میں اعتدال پسندی اچھی چیز ہے۔'' (المستدرک ،کتاب الایمان، باب التؤدة فی کل شیء، الحدیث: ۲۲۱،ج ۱،ص ۲۳۹)

{104}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حلم وتدبر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

(مجمع الزوائد،کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق،الحدیث:۱۲۶۵۲،ج۸،ص ۴۳)

{105}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا:''اے عائشہ! عاجزی اپناؤ کہ اللہ عزوجل عاجزی کرنے والوں سے محبت،اور تکبر کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الخلافه، قسم الافعال، باب الهدیه، الحدیث: ۱۴۴۷۸،ج۵،ص۳۲۷)

{106}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے اللہ عزوجل اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے اللہ عزوجل اسے رُسوا کر دیتا ہے۔''

(الترغیب والترهیب، کتاب التوبة، باب الترغیب فی الزهد......الخ،الحدیث:۵۰۳۲،ج ۴،ص ۷)

{107}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے، جو خرچ میں میانہ روی اختیار کرے اللہ عزوجل اسے غنی کر دیتا ہے اور جو اللہ عزوجل کا ذکر کرے اللہ عزوجل اس سے محبت فرماتا ہے۔'' (المرجع السابق)

{108}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرمائے گا، پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوگا اور جو تکبر کرے اللہ عزوجل اسے ذلیل کر دے گا، پس وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوگا مگر خود کو بڑا سمجھتا ہوگا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۳۴،ج۳،ص ۵۰)

{109}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تواضع اختیار کی تو اللہ عزوجل اسے بلند فرما دے گا اور جو خود کو بڑا سمجھتے ہوئے غرور کرے اللہ عزوجل اسے رسوا کر دے گا،

لوگ **اللہ** عزوجل کی رحمت کے سائے میں اپنے اعمال بجالاتے ہیں جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو ذلیل ورسوا کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی رحمت کے سائے سے نکال دیتا ہے، لہٰذا اس بندے کے گناہ ظاہر ہوجاتے ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال،باب التواضع،الحدیث:۵۷۳۵،ج۳،ص۵۰)

{110}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے لہٰذا تواضع اختیار کرو **اللہ** عزوجل تمہیں رفعت عطا فرمائے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۵۷۱۶،ج۳،ص۴۸)

{111}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو میری مخلوق سے نرمی کرے اور میرے لئے تواضع اختیار کرے اور میری زمین پر تکبر نہ کرے تو میں اسے بلندی عطا کروں گا یہاں تک کہ **عِلِّیِّیْن** تک پہنچادوں گا۔''

{112}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جس پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، اگر وہ تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے رفعت وبلندی عطا فرماتا ہے اور اگر بلندی چاہتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے ذلیل کر دیتا ہے اور کبریائی **اللہ** عزوجل کی چادر ہے، تو جو **اللہ** عزوجل سے (اس میں) جھگڑے گا **اللہ** عزوجل اسے ذلیل کردے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال،باب التواضع،الحدیث:۵۷۳۹،ج۳،ص۵۰)

{113}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جسے ایک فرشتہ تھامے ہوتا ہے جب وہ تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس لگام کے ذریعے اسے بلند فرمادیتا ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''بلند ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے بلند فرمائے۔'' اور جب وہ (اکڑ کر) اپنا سر اُوپر اٹھاتا ہے تو **اللہ** عزوجل اِسے زمین کی طرف پھینک دیتا ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''پست ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے پست کرے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۵۷۴۰،ج۳،ص۵۰)

{114}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر انسان کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جو ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اس لگام کے ذریعے اُسے بلندی عطا کی جاتی ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''بلند ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے بلند فرمائے۔'' اور اگر وہ اپنے آپ کو (تکبر سے) خود ہی بلند کرتا ہے تو وہ اُسے زمین کی جانب پست کر کے کہتا ہے: ''پست ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے پست کرے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال،باب التواضع، الحدیث:۵۷۴۱،ج۳،ص۵۰)

{115}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں دو زنجیریں ہوتی

ہیں: ایک زنجیر کا سرا ساتویں آسمان پر اور دوسری کا ساتویں زمین میں ہوتا ہے، اگر وہ عاجزی کرے تو **اللہ** عزوجل زنجیر کے ذریعے اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرما دیتا ہے اور اگر وہ تکبر کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل (دوسری) زنجیر کے ذریعے اسے ساتویں زمین تک گرا دیتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۵۷۴۲، ج۳، ص ۵۰)

{116}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں سرکشی کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے ذلیل کرے گا اور جو دنیا میں تواضع اختیار کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو کہے گا: ''اے نیک بندے! **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میرے قرب میں آجا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کچھ غم۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۵۷۴۳، ج۳، ص ۵۱)

{117}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حسین وجمیل اور شریف الاصل ہونے کے باوجود مُنکسِر المزاج ہوگا تو وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نجات عطا فرمائے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، رقم:۳۷۷۳، ج۳، ص ۲۲۲)

مسلمان کا بچا ہوا پانی پینے کی فضیلت:

{118}......مَحْبُوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عاجزی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا یعنی بچا ہوا پانی پی لے اور جو اپنے بھائی کا جوٹھا پیتا ہے اس کے 70 درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں، 70 گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے 70 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۴۵، ج۳، ص ۵۱

کھردرا لباس جنت کے لباس سے بدل جائے گا:

{119}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کی خاطر زینت ترک کر دے اور **اللہ** عزوجل کی خاطر تواضع کرے اور اس کی رضا چاہتے ہوئے کھردرا لباس اپنائے تو **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت کے نفیس لباس سے تبدیل فرما دے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۵۷۴۶، ج۳، ص ۵۱، "تبدل" بدلہ "یکسوہ")

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تواضع:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی ان کے

ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھٹنوں تک پانی تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنی سے اترے اور اپنے موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے، پھر اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں داخل ہو گئے تو حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کام کر رہے ہیں مجھے یہ پسند نہیں کہ یہاں کے باشندے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر اٹھا کر دیکھیں۔'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''افسوس! اے ابو عبیدہ! اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے عبرت بنا دیتا، ہم ایک بے سروسامان قوم تھے، پھر اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت عطا فرمائی، جب بھی ہم اللہ عزوجل کی عطا کردہ عزت کے علاوہ سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ عزوجل ہمیں رسوا کر دے گا۔''

{120}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو تنگدستی نہ ہوتے ہوئے تواضع اختیار کرے اور جائز طریقہ سے حاصل کیا ہوا مال راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرے اور محتاج ومسکین پر رحم کرے اور اہل علم وفقہ سے میل جول رکھے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۴۶۱۶، ج۵، ص۷۲)

{121}......مروی ہے کہ ''مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مقام قبا میں ہمارے ساتھ تھے جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم روزے سے تھے، افطار کے وقت ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں دودھ کا ایک برتن لے کر حاضر ہوئے جس میں ہم نے کچھ شہد بھی ملا دیا تھا، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اٹھا کر چکھا اور اس کی مٹھاس پائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے اس میں کچھ شہد ملا دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ برتن رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: ''میں اسے حرام قرار نہیں دیتا مگر جو اللہ عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرے تو اللہ عزوجل اسے رفعت عطا فرماتا ہے، جو تکبر کرے اللہ عزوجل اسے رسوا کر دیتا ہے، جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے غنی فرما دیتا ہے، جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ عزوجل اسے تنگدست کر دیتا ہے اور جو کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے اللہ عزوجل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔'' (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب الذم الکبر، ج۱۰، ص۲۵۳)

{122}......اس حدیث پاک کو بزار نے بھی روایت کیا ہے مگر اُس میں نہ تو مقام قبا کا ذکر ہے نہ یہ الفاظ ہیں کہ ''جو اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اللہ عزوجل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔''

{123}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیثِ مبارکہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ''حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔'' اس کے آگے یہ الفاظ ہیں: ''میں اس

کوحرام نہیں جانتا۔'' مزید آگے الفاظ یہ ہیں: ''جو کثرت سے موت کا ذکر کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔''

(اتحاف السادۃ المتقین ، کتاب ذم الکبر، ج ۱۰ ،ص ۲۵۳)

{124}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ کسی جگہ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ دروازے پر ایک ایسا سائل آیا جو ایک موذی و ناپسندیدہ مرض میں مبتلا تھا لیکن پھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمادی، جب وہ اندر آیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنے زانو مبارک کے ساتھ ملا کر بٹھالیا اور اس سے ارشاد فرمایا: ''کھاؤ۔'' تو قریش کے ایک شخص کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے نفرت کا اظہار کیا، پس وہ شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک خود اسی موذی مرض میں مبتلا نہ ہوگیا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵۴)

شیخ الاسلام زین عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی اصل نہیں ملی البتہ بعض ایسی روایات ملتی ہیں جن میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے کوڑھ میں مبتلا شخص کے ساتھ کھانا کھانے کا ذکر ہے۔

{125}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو اسلام کی ہدایت دے، اس کی صورت بھی اچھی بنائے، اسے ایسی جگہ رکھے جو اسے عیب دار نہ کرے اور ساتھ ہی اسے تواضع بھی عطا فرمادے تو وہ **اللہ** عزوجل کا مخلص دوست ہی ہوسکتا ہے۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵۶)

{126}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''چار چیزیں **اللہ** عزوجل اپنے محبوب بندہ ہی کو عطا فرماتا ہے: (۱) خاموشی اور یہی عبادت کی ابتداء ہے (۲) توکل (۳) تواضع (۴) اور دنیا سے بے رغبتی۔'' (المرجع السابق ۲۵۶)

{127}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن تک پہنچنا عجیب ہے: (۱) خاموشی اور یہی عبادت ابتداء ہے (۲) تواضع (۳) ذکر **اللہ** عزوجل اور (۴) کم چلنا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۵۶)

{128}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کھانا تناول فرمارہے تھے: ''چیچک کے مرض میں مبتلا ایک حبشی شخص حاضرِ خدمت ہوا جس کی کھال مرض کی وجہ سے چھل چکی تھی، وہ جس شخص کے قریب جا کر بیٹھتا وہ شخص وہاں سے اٹھ جاتا تو رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنے قریب بٹھالیا۔'' (اتحاف السادۃ المتقین ، کتاب الذم الکبر، ج ۱۰، ص ۲۵۷)

{129}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا! کیا

بات ہے کہ میں تم میں عبادت کی مٹھاس نہیں پاتا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''عبادت کی مٹھاس کیا ہوتی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تواضع۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵۸)

{130}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میری اُمت کے عاجزی کرنے والے لوگوں سے ملو تو تم بھی ان کے لئے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں سے ملو تو ان کے ساتھ تکبر سے پیش آؤ کیونکہ اسی میں ان کی ذلت اور حقارت ہے۔'' (المرجع السابق ۲۵۸)

تواضع کے بارے میں سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے فرامین

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تواضع:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کی لگام (ایک مقرر فرشتے کے ذریعے) بلند فرما دیتا ہے، (پھر وہ فرشتہ) کہتا ہے: ''عاجزی اختیار کر، **اللہ** عزوجل تجھے بلندی عطا فرمائے گا۔'' اور جب بندہ تکبر اور سرکشی کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے (اسی مؤکل فرشتے کے ذریعے) سختی سے زمین پر پٹخ دیتا ہے اور (وہ فرشتہ اس بندے سے) کہتا ہے: ''دور ہو جا، **اللہ** عزوجل تجھے رسوا کرے۔'' حالانکہ وہ اپنے دل میں خود کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے جبکہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔''

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تواضع:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''تواضع کرنا افضل عبادت ہے۔''

حضرت سیدنا فُضَیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تواضع:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تواضع یہ ہے کہ تم حق کے آگے جھک جاؤ اور اس کی پیروی کرو اور اگر تم سب سے بڑے جاہل سے بھی حق بات سنو تو اسے بھی قبول کرلو۔''

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تواضع:

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کرتے تو لوگوں کے حالات جاننے کے لئے ان کے چہروں میں غور کرتے، یہاں تک کہ مساکین کے پاس جا کر بیٹھ جاتے اور ارشاد فرماتے: ''مسکین، مسکینوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تواضع:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تواضع یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جس مسلمان سے بھی ملو اسے اپنے آپ سے افضل جانو۔''

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تواضع:

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے جودی پہاڑ کو سفینۂ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ یہ دوسروں سے زیادہ عجز کا اظہار کرتا تھا اور حرا پہاڑ کو اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عبادت کے ساتھ اس لئے خاص فرمایا کیونکہ یہ دوسرے پہاڑوں سے زیادہ تواضع کرتا تھا اور **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قلب اَطہر کو اس لئے دیگر مخلوق سے ممتاز فرمایا کیونکہ یہ عجز وانکساری میں ان پر فوقیت رکھتا تھا۔''

تواضع اور عبرت:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کوہِ صفا کے قریب ایک شخص کو خچر پر سوار دیکھا، کچھ غلام اس کے سامنے سے لوگوں کو دور کر رہے تھے، پھر میں نے اسے بغداد میں اس حالت میں پایا کہ وہ ننگے پاؤں اور حسرت زدہ تھا نیز اس کے بال بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، میں نے اس سے پوچھا: ''**اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں نے ایسی جگہ رفعت چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو **اللہ** عزوجل نے مجھے ایسی جگہ رسوا کر دیا جہاں لوگ رفعت پاتے ہیں۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر 5: **دھوکا دینا**

کبیرہ نمبر 6: **نفاق**

کبیرہ نمبر 7: **ظلم کرنا**

کبیرہ نمبر 8: **تکبر کی بناء پر مخلوق کو حقیر جاننا اور اس سے منہ پھیرنا**

کبیرہ نمبر 9: **بے فائدہ کاموں میں غور وخوض کرنا**

کبیرہ نمبر 10: **طمع** (لالچ)

کبیرہ نمبر11: تنگدستی کا خوف

کبیرہ نمبر12: تقدیر پر ناراض ہونا

کبیرہ نمبر13: مال داروں پر نظر کرنا اور مال کی وجہ سے ان کی تعظیم کرنا

کبیرہ نمبر14: تنگد ستی کی بناء پر فقراء کا مذاق اڑانا

کبیرہ نمبر15: حرص

کبیرہ نمبر16: دنیاوی کاموں میں مقابلہ بازی کرنا اور اس پر فخر کرنا

کبیرہ نمبر17: مخلوق کی خاطر حرام ذرائع سے زیب وزینت حاصل کرنا

کبیرہ نمبر18: فریب کاری

کبیرہ نمبر19: ناکردہ عمل پر تعریف کاخواہاں ہونا

کبیرہ نمبر20: اپنے عیوب بُھلا کر لوگوں کے عیوب کی جستجو میں رہنا

کبیرہ نمبر21: نعمت کو فراموش کر دینا

کبیرہ نمبر22: دینِ اسلام کے خلاف کسی کی طرف داری کرنا

کبیرہ نمبر23: شکر ادا نہ کرنا

کبیرہ نمبر24: تقدیر پر راضی نہ رہنا

کبیرہ نمبر25: انسان کا حقوق اللہ عزوجل اور فرض احکام کو ہلکا جاننا

کبیرہ نمبر26: اللہ عزوجل کے بندوں کا مذاق اڑانا،ان کو دھتکارنا اور حقیر جاننا

کبیرہ نمبر27: حق سے منہ پھیرنا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا

کبیرہ نمبر28: مکر اور دھوکا دھی سے کام لینا

کبیرہ نمبر29: دنیاوی زندگی کو مطمحِ نظر بنا لینا

کبیرہ نمبر30: حق بات سے عناد رکھنا

کبیرہ نمبر31: **مسلمان سے بدگمانی رکھنا**

کبیرہ نمبر32: **حق کوقبول نہ کرنا اس وجہ سے کہ وہ خواہش نفسانی کے خلاف ہو یا پھر ناپسندیدہ اور مبغوض شخص سے ظاہر ہو**

کبیرہ نمبر33: **بندے کا گناہ پر خوش ہونا**

کبیرہ نمبر34: **گناہ پر اصرار کرنا**

کبیرہ نمبر35: **نیکی پر تعریف کا خواہاں ہونا**

کبیرہ نمبر36: **دنیاوی زندگی پر راضی اور مطمئن رہنا**

کبیرہ نمبر37: **اللہ عزوجل اور آخرت کو بھلادینا**

کبیرہ نمبر38: **نفس کے لئے غصہ کرنا اور اس کی باطل ذرائع سے مدد کرنا**

بعض متأخرین ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے پانچ سے لے کراڑتیس (38) تک مندرجہ بالا تمام گناہوں کے باہم ایک دوسرے میں کثیر تداخل کے باوجود علیحدہ علیحدہ کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح فرمائی ہے، یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فقہ ومعرفت، علم وعمل، ہدایتِ سالکین اور تربیتِ مریدین، ظاہری کرامات اور بیشمار اعلیٰ احوال واخلاق کے جامع تھے، چنانچہ اس بحث کی ابتدا میں فرماتے ہیں کہ جہاں تک باطنی کبائر کا تعلق ہے تو مکلّف پران باطنی کبائر کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے تا کہ وہ ان کو زائل کرنے کی کوشش کر سکے، کیونکہ جس کے دل میں ان میں سے ایک بھی مرض ہوگا وہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قلبِ سلیم لے کر حاضر نہ ہو سکے گا۔**اَلْعِیَاذُبِاللہِ**۔

ان باطنی امراض میں **مَعَاذَ اللہ** کفر، نفاق، تکبر، فخر، غرور، حسد، خیانت، کینہ پروری، ظلم کرنا اور غیر **اللہ** کے لئے ناراض ہونا یا غیر **اللہ** کے لئے غصہ کرنا، ریاکاری یا شہرت کے لئے عمل کرنا، ملاوٹ کرنا، بد دیانتی، بخل، اور حق سے منہ پھیرنا وغیرہ شامل ہیں۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں: ''ان جیسے گناہوں پر بندے کی مذمت کرنا اس کے زنا، چوری، شراب نوشی اور ان جیسے دیگر بدنی کبیرہ گناہوں پر مذمت کئے جانے سے بھی عظیم ہے کیونکہ اس کا فساد زیادہ اور نتیجہ برا اور دائمی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جیسے کبیرہ گناہوں کا اثر حالت اور کیفیت بن کر دل میں راسخ ہو جاتا ہے جبکہ دیگر بدنی گناہوں کے اثرات جلد زائل ہو جاتے ہیں مثلاً کبھی توبہ واستغفار کے ذریعے تو کبھی گناہ مٹا دینے والی نیکی کے ذریعے زائل ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات کوئی مصیبت وپریشانی ان گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

{1}......**اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجلّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جسم میں خون کا ایک لوتھڑا ہے، جب یہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجائے گا اور جب یہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے گا، سن لو! وہ دل ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فصل من استبرألدینه، الحدیث: ۵۲، ص ۶)

{2}......دل سارے اعضاء کا بادشاہ ہے اور دیگر اعضاء اس کے لشکر اور تابع ہیں، جب بادشاہ بگڑ جائے تو سارا لشکر بگڑ جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''دل بادشاہ ہے جبکہ دیگر اعضاء اس کے لشکر ہیں، جب بادشاہ اچھا ہو تو فوج بھی اچھی ہوتی ہے اور جب بادشاہ ہی خبیث ہوجائے تو فوج بھی خبیث ہوجاتی ہے۔''

لٰہذا جسے ان امراض سے محفوظ دل عطا کیا گیا ہو اسے چاہئے کہ **اللّٰہ** عزوجل کا شکر ادا کرے اور جو اپنے دل میں ان میں سے کوئی مرض پائے اس پر اس بیماری کے زائل ہوجانے تک اس کا علاج کرنا واجب ہے، اگر وہ اس کا علاج نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور ان امراض کی موجودگی میں بندہ اسی صورت میں گناہ گار رہتا ہے جب کہ وہ کسی گناہ کی نیت اور ارادہ اپنے دل میں کرے، محض دل میں خیال آنے یا سبقتِ لسانی سے زبان سے نکل جانے سے گناہ گار نہیں ہوتا۔

ان تمام گناہوں کو کبیرہ کہنا فقط اہلِ تصوف ومعرفت کے طریقہ کے مطابق ہے اور امام فقیہ انہی بزرگوں میں سے ہیں اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے اہل مذہب علمائے شافعیہ کے خلاف کلام کیا البتہ ان گناہوں میں بعض مُتَّفَقٌ علیہ کبیرہ گناہ بھی ہیں جیسے حسد، کینہ، ریاکاری، شہرت کے لئے عمل کرنا، تکبر اور خود پسندی وغیرہ جن کا ذکر ہوچکا ہے، اسی طرح اور بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں کبیرہ کہا جاسکتا ہے اور یہ آپ عنقریب جان لیں گے جب ہم ان کے بارے میں سخت وعید پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کریں گے۔

اصطلاحی معنی کے اعتبار سے **ظلم** فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک گناہِ صغیرہ ہے کبیرہ نہیں جیسا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی تصریح کی ہے، اسی طرح بعض گناہوں کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی جیسے ترک زکوٰۃ کے بیان میں بخل اور لالچ کی اور غیبت کے بیان میں بدگمانی کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں سے اس بات کہ ''دنیا پر خوش ہونا حرام ہے۔'' کی تصریح کرنے والوں میں حضرت سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی شامل ہیں، شاید سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے انہی سے یہ قول لیا اور اس پر یہ اضافہ کردیا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ ایسی برائیوں کا پیش خیمہ ہے جس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ دنیا پر خوش ہونے کی حرمت کا محل اسی صورت میں ہے کہ جب یہ تکبر وفخر اور ہم عصر لوگوں کی تحقیر وغیرہ جیسی خرابیوں اور برائیوں پر مشتمل ہو جبکہ اپنی عزت قائم رکھنے، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو لوگوں کے مال کی محتاجی سے بچانے کے لئے ہو یا محتاجوں کی مدد کے

لئے ہو تو یہ خوشی محمود ہے، جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام گناہوں کی بنیاد بداخلاقی اور دل کی خرابی پر ہے لہٰذا ہم اپنے اس باب کی ابتدا ان احادیث سے کرتے ہیں جو ان امراض یا ان کے متعلقات کی مذمت میں وارد ہوئیں۔

بُرے اَخلاق کی تباہ کاریاں

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (کشف الخفاء، حرف السین المھملۃ،الحدیث:۱۴۹۶، ج۱،ص۴۰۵)

{4}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی براشگون ہے،عورتوں کی اطاعت ندامت ہے اور درگزر کرنا اچھی عادت ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال،الباب الثانی فی الاخلاق والافعال المذمومۃ، الحدیث:۷۳۴۳، ج۳،ص۱۷۸)

{5}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی براشگون ہے اور تم میں بدترین وہ ہے جس کا اخلاق سب سے برا ہے۔'' (تاریخ بغداد،احمد بن عیسیٰ، ۲۳۴۱، ج۵،ص۳۱)

{6}......نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم یہ بات سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس بات کی تصدیق کر دو اور جب یہ سنو کہ کسی شخص نے اپنا اخلاق بدل لیا ہے تو ہرگز اس بات کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ بندہ اپنی عادت پر ہی قائم رہتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث ابی الدرداء،الحدیث:۲۷۵۶۹، ج۱۰،ص۴۱۹،زال بدلہ"تغیر")

{7}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک ہر گناہ کی توبہ ہے مگر بداخلاق کی توبہ نہیں، کیونکہ جب وہ کسی ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس سے بڑے گناہ میں پڑ جاتا ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال،الحدیث:۶۰۶۴، ج۲،ص۳۷۵)

{8}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک بداخلاقی کے علاوہ ہر گناہ کی توبہ ہے کیونکہ بداخلاق آدمی جب ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس سے بڑے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،فصل الترھیب،الحدیث:۷۳۵۲، ج۳،ص۱۷۸)

{9 }......محبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''براشگون بداخلاقی ہے۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل، مسند السیدہ عائشہ ، الحدیث: ۲۴۶۰۱، ج۹،ص ۲۹

{10 }......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر بداخلاقی انسان (کی شکل میں) ہوتی تو وہ شخص سب سے بدصورت ہوتا اور بے شک **اللہ** عزوجل نے مجھے بدکلامی کرنے والانہیں بنایا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،فصل الترھیب،الحدیث: ۷۳۵۱، ج۳،ص ۷۸

{11 }......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کا اخلاق براہوگا وہ تنہا رہ جائے گا اور جس کے رنج زیادہ ہوں گے اس کا بدن بیمار ہوجائے گا اور جو لوگوں کو ملامت کرے گا اس کی بزرگی جاتی رہے گی اور مروت ختم ہوجائے گی۔'' (المطالب العالیة ، کتاب البر والصلة،باب حسن الخلق،الحدیث: ۲۶۰۲، ج۷،ص ۱۱۶)

{12 }......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاق آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان الخادم،الحدیث:۱۹۴۶،ص ۱۸۴۷ ،سیئ الخلق بدلہ''سیئ الملکۃ

{13 }......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ مختلف چیزوں کے سرچشمے ہیں اور باپ دادا کی عادتیں اولاد میں ضرور منتقل ہوتی ہیں اور بے ادبی بہت بری عادت کی طرح ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الجود والسخاء، الحدیث: ۱۰۹۷۴، ج۷،ص ۴۵۵

{14 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک برااخلاق عمل کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال ،الحدیث:۷۰۰۵،ج۳،ص ۱۷

{15 }......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز شروع کرتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَایُصْرِفُ سَیِّئَھَآ اِلَّآ اَنْتَ'' یعنی اے **اللہ** عزوجل! مجھے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما کیونکہ اچھے اخلاق کی راہنمائی تو ہی فرماتا ہے اور مجھ سے بُرے اَخلاق دور رکھ کیونکہ برے اخلاق سے تو ہی دور رکھتا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب نوع اخر من الدعاء......الخ،الحدیث:۸۹۷،ص ۲۱۴۵ ،اصرف،یصرف بدلہ''قنی،یقنی

اچھے اَخلاق کی برکتیں

اس باب میں اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ،

{16}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسنِ اَخلاق دنیا اور آخرت کی بھلائیاں لے گیا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۴۱،ج۲۳،ص۲۲۲)

بعض احادیثِ مبارکہ کا مفہوم:

☆......بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پا لیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالاخانوں کو پا لیتا ہے۔

☆......بداخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆......بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆......اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆......خوش خُلقی (باعث) برکت ہے۔

☆......قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

☆......سب سے اچھا اخلاق شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا اخلاق ہے۔

☆......سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆......میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

{17}......اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا اَخلاق قرآن تھا۔'' قرآنِ کریم میں فرمانِ باری تعالٰی ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (پ۹،الاعراف:۱۹۹)

{18}......اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد یہ ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔''

(الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور،سورۃ الاعراف،آیت ۱۹۹،ج۳،ص۶۳۰)

{19}......نبی مکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: ''ابلیس اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ ظلم اور حسد کی طلب میں انسانوں کی مدد کیا کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں اللہ عزوجل کے نزدیک شرک کے برابر ہیں۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی،باب الف، فصل حکایۃ عن الانبیاء،الحدیث:۹۲۳،ج۱،ص۱۴۴)

{20}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بغض سے بچتے رہو کیونکہ یہ دین کو مونڈنے (یعنی برباد کرنے) والا ہے۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال الحدیث:۹۵۱۳،ج۳،ص ۴۱۹)

{21}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبان سے تو اسلام لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو برا مت کہو اور نہ ہی ان کے پوشیدہ معاملات کی تلاش میں رہا کرو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پوشیدہ معاملہ میں تجسس کرے تو **اللہ** عزوجل اس کا پردہ فاش کر کے اس کے پوشیدہ راز کو ظاہر فرما دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں پوشیدہ ہو۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۲۹۳۶،ج۲،ص۱۷۸،تتبعوا بدلہ" تطلبوا")

{22}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو جو زبانوں سے تو ایمان لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو ایذاء مت دو، اور نہ ان کے عیوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا عیب ظاہر فرما دے گا اور **اللہ** عزوجل جس کا عیب ظاہر فرما دے تو اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے تہ خانہ میں ہو۔''

(شعب الایمان ، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث:۶۷۰۴،ج۵،ص ۲۹۶،بتغیر)

{23}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبانوں سے تو ایمان لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو ایذاء مت دو، نہ ہی انہیں نقصان پہنچاؤ اور نہ ان کے عیوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا عیب ظاہر فرما دے گا اور **اللہ** عزوجل جس کا عیب ظاہر فرما دے تو اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے تہ خانہ میں ہو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کیا مؤمن پر پردہ ہوتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے مسلمانوں پر اتنے پردے ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا، جب مؤمن گناہ کرتا ہے تو وہ ایک ایک کر کے ان پردوں کو چاک کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس پر ایک بھی پردہ باقی نہیں رہتا تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے کے عیوب لوگوں سے چھپا دو کیونکہ وہ اسے عار تو دلائیں گے مگر بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے۔'' تو ملائکہ اپنے پروں سے ڈھانپنے کے لئے اسے گھیر لیتے ہیں، پھر اگر وہ گناہ جاری رکھتا ہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: ''اے ہمارے رب عزوجل! یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور ہمیں نجاست سے آلودہ کر دیا ہے۔'' تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''اسے کھلا چھوڑ دو پھر اگر وہ کسی تاریک رات میں تاریک مکان کی اندھیری کوٹھری میں بھی کوئی گناہ کرتا ہے، تو بھی **اللہ** عزوجل اس کو اور اس کے عمل کو ظاہر کر دیتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب تتبع العورات، الحدیث:۸۴۲۴،ج۳،ص ۱۸۴)

{24}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں سے تعریف کا خواہاں رہنا انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔'' (فردوس الاخبار، باب الحاء، الحدیث:۲۵۴۸، ج۱، ص۳۴۷)

{25}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو **اللہ** عزوجل اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو بلا کر اپنی بارگاہ میں کھڑا کرے گا اور اس سے اس کی دنیوی قدر ومنزلت کے بارے میں اسی طرح مؤاخذہ فرمائے گا جیسے اس کے مال کے بارے میں مؤاخذہ فرمائے گا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث:۱۷۵۲، ج۱، ص۲۶۱)

بدگمانی، لالچ، شک وغیرہ کی مذمت

{26}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی سے بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے رب عزوجل سے بدگمانی کی، کیونکہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بہت گمانوں سے بچو۔

(الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، سورۃ الحجرات، آیت۱۲، ج۷، ص۵۶۶)

{27}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو، جب تم حسد کرو تو حد سے نہ بڑھا کرو، جب تمہیں کسی کام کے بارے میں بدشگونی پیدا ہو تو اسے کر گزرو اور **اللہ** عزوجل پر بھروسہ رکھو اور جب کوئی چیز تولو تو زیادہ تول دیا کرو۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث:۱۵۷۷، ج۱، ص۲۳۷)

{28}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں سے منہ پھیرلو کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تم لوگوں میں شک کو تلاش کرو گے تو انہیں خراب کر دو گے یا فساد میں ڈال دو گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۸۵۹، ج۱۹، ص۳۶۵)

{29}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ ایسی پھسلانے والی چٹان ہے جس پر علماء بھی ثابت قدم نہیں رہتے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، باب الطمع، الحدیث:۷۵۷۹، ج۳، ص۱۹۹)

{30}......نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی تین چیزوں سے پناہ مانگو: (۱) ایسی خواہش سے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو (۲) ایسی خواہش سے جو عیب دار کر دے (۳) ایسے عیب سے جس کی خواہش کی جاتی ہو، ایسی خواہش سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگو جو عیب بن جائے اور ایسے عیب سے جو خواہش بن جائے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۵۸۰، ۷۵۸۱)

{31}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کی پناہ مانگو ایسی خواہش سے جو عیب میں ڈال دے اور ایسی خواہش سے جو دوسری خواہش میں ڈال دے اور بے فائدہ چیز کی خواہش سے۔''

(المسند لامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۰۸۲، ج۸، ص۲۳۷، یھوی بدلہ "یھدی

{32}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خواہشات سے بچتے رہو کیونکہ یہ بہت بری تنگدستی ہے اور ایسے کاموں سے بچو جن پر عذر پیش کرنا پڑے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۷۵۳، ج۵، ص۴۰۳)

{33}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کے مال سے مایوس ہونے کو خود پر لازم کرلو، خواہش سے بچتے رہو کیونکہ یہ بہت بری تنگدستی ہے، اس طرح نماز پڑھو جیسے تم دنیا سے جدا ہو رہے ہو اور ایسے کاموں سے بچتے رہو جن پر عذر پیش کرنا پڑے۔'' (المستدرک، کتاب الرقاق، باب ایاک والطمع......الخ، الحدیث: ۷۹۹۸، ج۵، ص۴۶۵)

خواہشات اور لمبی اُمیدوں کی مذمت

{34}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے کا دل بھی جوان ہوتا ہے اور وہ لمبی امید اور مال ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۵۶۷، ج۳، ص۱۹۸)

{35}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم اُسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو مہینے کے اُدھار پر سودا کرتا ہے، بے شک اُسامہ لمبی اُمید والا ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جب میں اپنی آنکھیں جھپکتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ کہیں میری پلکیں کھلنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل میری روح قبض نہ فرما لے اور جب اپنی پلکیں اٹھاتا ہوں تو یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں انہیں جھکانے سے پہلے ہی موت کا وعدہ نہ آجائے اور جب کوئی لقمہ منہ میں ڈالتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ موت کا اُچھو لگنے (یعنی موت آنے) سے پہلے اسے نہ نگل سکوں گا، اے لوگو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا اور تم اسے عاجز کرنے والے نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۵۶۸)

{36}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی اُمت پر جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سے خوفناک چیز نفسانی خواہش اور لمبی امید ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، علی بن ابی علی، ج۶، ص۳۱۶)

{37}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بوڑھے کا دل دو چیزوں یعنی نفسانی خواہش اور لمبی اُمید میں جوان ہی رہتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ......الخ، الحدیث: ۶۴۲۰، ص۵۳۹)

{38}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''اگر میرے بندے کا گناہ میں پڑ جانا اس کے اپنی نیکی کو پسند کرنے (یعنی خود پسندی میں مبتلا ہونے) سے بہتر نہ ہوتا تو میں اپنے مؤمن بندے کو ہرگز گناہ نہ کرنے دیتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب العجب، الحدیث:۷۶۶۹،ج۳،ص۲۰۶)

{39}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر مؤمن اپنے عمل کو پسند نہ کرتا تو اسے گناہوں سے بچالیا جاتا یہاں تک کہ اسے گناہ کا خیال تک نہ آتا،لیکن مؤمن کا گناہ میں پڑ جانا عُجب میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۷۶۷۰)

{40}......نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس بات میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں کہ بندہ اپنی زبان سے کوئی فیصلہ کرے اور دل میں اس پر خوش ہو۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۱)

{41}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو اپنی دینداری پر خوش ہوتے ہیں،اپنے عمل میں دکھاوا کرتے ہیں اور اپنی دلیل کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ دکھاوا شرک ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۷۶۷۲)

{42}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی نیک عمل پر اپنی تعریف کی اس کا شکر ضائع اور عمل بے کار ہوگیا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۷۶۷۴)

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیِّتٍ اِنَّمَا الْمَیِّتُ مَیِّتُ الْاَحْیَآءِ

یعنی جو اس جہانِ فانی سے کوچ کر جائے وہ حقیقت میں مردہ نہیں بلکہ وہ تو ابدی نیند سو رہا ہے،البتہ اصلی مردہ تو وہ ہے جو زندہ ہو کر بھی مردے کے اوصاف رکھتا ہے۔ (المرجع السابق،الحدیث:۷۶۷۵)

بدعہد،غدار،خائن اور دھوکے باز کی مذمت

{43}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن ہر خیانت کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب الغدر، الحدیث:۷۶۸۶،ج۳،ص۲۰۷)

{44}......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا:''سن لو! یہ فلاں بن فلاں کی خیانت ہے۔''(صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر،الحدیث:۴۵۳۰،ص۹۸۶)

{45}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن خائن کی سرین (یعنی پچھلے مقام) پر ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۳۰۳، ج۴، ص۰

{46}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ہر خائن کے لیے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب اثم الغادر......الخ، الحدیث:۳۱۸۶، ص۲۵۸

{47}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب اللہ عزوجل قیامت کے دن اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: ''یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۲۹، ص۹۸۶

{48}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بدعہدی کرنے والے ہر شخص کے لیے قیامت کے دن اس کی بدعہدی کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، باب البیعت، الحدیث:۲۸۷۳، ص۲۵۰)

{49}......حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر خائن کے لئے قیامت کے دن ایک عَلَم ہوگا جسے اس کی خیانت کے مطابق بلند کیا جائے گا، سن لو! حکمران سے بڑا خیانت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۳۸، ص۹۸۶)

{50}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن غدار کا جھنڈا اس کی سرین پر نصب ہوگا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۶۴، ج۲۰، ص۸۶)

{51}......حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن غدار کا جھنڈا اس کی سرین پر ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۳۷، ص۹۸۶

{52}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک لوگ اپنے آپ سے غداری نہ کرنے لگیں ہرگز ہلاک نہ ہوں گے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث:۴۳۴۷، ص۱۵۴۰

{53}......سیدِ عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر وفریب جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الامانات......الخ، الحدیث:۵۲۶۸، ج۴، ص۳۲۴

{54}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر وفریب اور خیانت جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔'' (المستدرک، کتاب الاھوال، باب تحشرھذہ الامۃ......الخ، الحدیث: ۸۸۳۱، ج۵، ص۸۳۳)

{55}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ فریب کیا وہ ملعون ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ......الخ، الحدیث: ۱۹۴۱، ص۱۸۴۷)

{56}......سرکارِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن خبب مملوکا......الخ، الحدیث: ۵۱۷۰، ص۱۶۰۱)

{57}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی اور نافرمانی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فمن --- امراۃ......الخ، ۲۱۷۵، ص۱۳۸۳)

{58}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے ساتھ بددیانتی کی وہ ہم میں سے نہیں اور مکر وفریب جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴، ج۱۰، ص۱۳۸)

{59}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے ساتھ بددیانتی کی یا اسے نقصان پہنچایا یا دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۸۰۹۶، ج۵، ص۱۹۰)

{60}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دغا باز، بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی البخل، الحدیث: ۱۹۶۳، ص۱۸۴۹)

{61}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے اہل خانہ میں بددیانتی کی اور نقصان پہنچایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المطالب العالیۃ، باب تفسیر الکبائر، الحدیث: ۲۹۴۷، ج۷، ص۴۲۴، ''ضارہ'' بدلہ'' خادمہ)

{62}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی خادم کو اس کے مالک کی سرکشی پر ابھارا اور عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کئے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۱۶۸، ج۳، ص۳۵۶)

{63}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی غلام کو اس کے آقا سے بگاڑا وہ ہم

میں سے نہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۷۸۲۶، ج۳، ص۲۱۹)

{64}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خواہشاتِ نفسانیہ سے بچتے رہو کیونکہ یہ اندھا اور بہرہ کر دیتی ہیں۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث:۹۳۱۹، ج۳، ص۳۹۱)

{65}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک آسمان کے نیچے پیروی کی جانے والی نفسانی خواہش سے بڑھ کر پوجا جانے والا کوئی خدا نہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۷۵۰۲، ج۸، ص۱۰۳)

{66}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی اپنے کسی گناہ کا عذر پیش کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے تو کل قیامت کے دن حوضِ کوثر پر نہ آسکے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب قبول المعذرۃ، الحدیث:۷۰۲۸، ج۳، ص۱۵۳)

{67}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مستحق یا غیر مستحق کا عذر قبول نہیں کرتا وہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر نہ آسکے گا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۰۲۹)

{68}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) حد سے زیادہ ظلم۔'' (کنزالعمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال، باب الفصل السادس، الحدیث:۴۴۰۱۶، ج۱۶، ص۳۶)

{69}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن 8 قسم کے افراد **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوں گے: (۱) جھوٹ بولنے والے (۲) تکبر کرنے والے (۳) وہ لوگ جو اپنے سینوں میں اپنے بھائیوں سے بغض چھپا کر رکھتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں (۴) وہ لوگ کہ جب انہیں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بلایا جاتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں اور جب شیطانی کاموں کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس میں جلدی کرتے ہیں (۵) وہ لوگ جو کسی دنیوی خواہش کی تکمیل پر قدرت پاتے ہیں تو قسمیں اٹھا کر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں اگرچہ وہ ان کے لئے جائز نہ بھی ہو (۶) چغلی کھانے والے (۷) دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور (۸) نیک لوگوں کے لئے گناہ میں مبتلاء ہونے کی تمنا کرنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۴۴۰۳۷، ج۱۶، ص۳۹)

{70}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو خود تو کھائے مگر اپنے مہمان کو کھانے سے روک دے، تنہا سفر کرے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ بھی اس سے بغض رکھیں کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جس سے شر کا خوف تو رکھا جائے مگر بھلائی کی اُمید نہ رکھی جائے، کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ ڈالے، کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو دین کے بدلے دنیا کھائے۔''

(المرجع السابق،الفصل الثامن،الحدیث:۴۴۰۳۸،ج ۱۶،ص ۲۰)

{71}......سیِّدُ الْمبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اے ابن آدم!** تیرے پاس کفایت کے مطابق مال موجود ہے پھر بھی تو ایسی چیز مانگتا ہے جو تجھے سرکش بنا دے۔ **اے ابنِ آدم!** تو قلیل پر قناعت کرتا ہے نہ کثیر سے شکم سیر ہوتا ہے، **اے ابن آدم!** جب تو اس حالت میں صبح کرے کہ تیرا جسم تندرست ہو، تیرا دل بے خوف ہو اور تیرے پاس اس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو اب دنیا پر خاک پڑے (یعنی پھر تجھے دنیا کی کسی چیز کی تمنا نہیں ہونی چاہئے)۔''

(شعب الایمان، باب فی الزھد......الخ،الحدیث:۱۰۳۶۰،ج۷،ص ۲۹۴)

{72}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنی تقسیم پر راضی کر دیتا ہے اور اس کے لئے اس کے حصہ میں برکت ڈال دیتا ہے۔''

(فردوس الاخبارللدیلمی،باب الالف،الحدیث:۹۴۷،ج ۱،ص ۱۴۷)

{73}......محبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے اس پر جسم اور مال میں فضیلت حاصل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے سے کمتر پر بھی نظر ڈال لے۔''

(شعب الایمان،باب فی تعدیدنعم اللہ و شکرھا،الحدیث:۴۵۷۴،ج ۴،ص ۱۳۷)

{74}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے اس پر مال اور صورت میں فضیلت حاصل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے سے کمتر پر بھی نظر ڈال لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق،باب لینظرالی من ھو اسفل......الخ،الحدیث:۶۴۹۰،ص ۵۴۴)

{75}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے

کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے نفس کو غنا اور دل کو خوف سے بھر دیتا ہے اور جب کسی بندے سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دیتا ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۹۴۱، ج۱، ص۱۴۶)

{76}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کو اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کر لے، پھر وہ چار گز قبر کی طرف چلا جائے گا اور معاملہ تو آخرت ہی کی طرف لوٹے گا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۸۱۸۹، ج۳، ص۲۰۶، شبر بدله "سبع

{77}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے میرا پسندیدہ ترین اور قریب ترین وہ ہوگا جو مجھے اسی حال میں ملے جس میں مجھ سے جدا ہوا تھا۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابہ، الحدیث: ۳۲۶۵۸، ج۱۳، ص۹۵

{78}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بہترین مؤمن قناعت پسند ہوتا ہے جبکہ بدترین مؤمن لالچی ہوتا ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الخاء، الحدیث: ۲۷۰۷، ج۱، ص۳۶۵)

{79}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بنی اسرائیل میں ایک بکری کے بچے کو اس کی ماں دودھ پلایا کرتی اور اسے سیراب کر دیتی تھی، پھر اس کی ماں مرگئی تو ریوڑ کی دوسری بکریاں اسے دودھ پلاتیں مگر وہ شکم سیر نہ ہوتا، تو **اللّٰہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کی طرف وحی بھیجی کہ ''اس کی مثال اس قوم کی سی ہے جو تمہارے بعد آئے گی، ان میں سے ایک شخص کو اتنا مال دیا جائے گا جو ایک اُمت اور قبیلے کے لئے کافی ہوگا پھر بھی وہ شکم سیر نہ ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۱۲۶، ج۳، ص۱۶۰

{80}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے بدتر لوگوں میں سے سب سے پہلے جہنم کی طرف ہانکے جانے والے لوگ وہ سردار ہوں گے جو کھاتے ہیں تو شکم سیر نہیں ہوتے اور جب جمع کرتے ہیں تو غنی نہیں ہوتے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۱۳۲، ص۱۶۱)

{81}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے رزق پر راضی نہ ہو اور جو اپنی بیماری کی خبر عام کرنے لگے اور اس پر صبر نہ کرے اس کا کوئی عمل **اللّٰہ** عزوجل کی طرف بلند نہ ہوگا اور وہ **اللّٰہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' (حلیۃ الاولیاء، یوسف بن اسباط، الحدیث: ۱۲۱۶۲، ج۸، ص۲۶۸)

{82}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کا مال کم ہو، اہل وعیال زیادہ ہوں، نماز اچھی ہو اور وہ مسلمانوں کی غیبت بھی نہ کرے تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو میرے ساتھ

اس طرح ہو گا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۹۸۶، ج ۱، ص ۴۲۸)

{83}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تم (آخرت میں) میرے ساتھ ملنا چاہتی ہو تو تمہارے لئے دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک مسافر کا توشہ ہوتا ہے، اغنیاء کے ساتھ بیٹھنے سے بچتی رہو اور کپڑے کو اس وقت تک پرانا نہ سمجھو جب تک اس میں پیوند نہ لگا لو۔'' (جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی ترقیع الثوب، الحدیث: ۱۷۸۰، ص ۱۸۳۳)

{84}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میرے نزدیک اپنے بندے کی سب سے پسندیدہ عبادت لوگوں سے خیر خواہی کرنا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۱۹۷، ج ۳، ص ۱۶۶)

{85}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے، بے شک دین خیر خواہی ہے، بے شک دین خیر خواہی کو کہتے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے ساتھ خیر خواہی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کی کتاب، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی [1]۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، الحدیث: ۴۹۴۴، ص ۱۵۸۵)

{86}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قیامت کے دن پانچ چیزیں لے کر آئے گا اسے جنت سے نہ روکا جائے گا: (۱) **اللہ** عزوجل (۲) اس کے دین (۳) اس کی کتاب (۴) اس کے رسول اور (۵) مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی۔'' (کنزالعمال، قسم الاقوال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۷۱۹۹، ج ۳، ص ۱۶۶)

{87}......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن اس وقت تک اپنے دین کے حصار میں رہتا ہے جب تک اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی چاہتا ہے اور جب اس کی خیر خواہی سے الگ ہو جاتا

---

[1]: امام نووی علیہ رحمۃ اللہ الولی **مسلم شریف کی شرح** میں اس کا مفہوم بیان فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے: ''اللہ عزوجل کے لئے خیر خواہی سے مراد ''اللہ عزوجل پر ایمان لانا، شرک سے بچنا، اس کی اطاعت کرنا وغیرہ، کتاب اللہ کی خیر خواہی سے مراد اس بات پر ایمان لانا کہ یہ ''اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے اور یہ مخلوق کے کلام کے مشابہ بالکل نہیں، اللہ عزوجل کے رسول کی خیر خواہی سے مراد ان کی رسالت کی تصدیق کرنا اور ان کے لائے ہوئے احکام پر ایمان لانا، ائمہ مسلمین یعنی علماءِ دین کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت واطاعت کرنا اور انہیں ان کی غفلتوں سے بچانے کی کوشش کرنا اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ ان کی دنیا وآخرت کی بہتری کے لئے انہیں نصیحت کرنا نیز ان کے ساتھ ہر طرح کی ہمدردی کرنا۔'' (ماخوذ از شرح مسلم للنووی، ج ۱، ص ۵۴)

ہے تو اس سے توفیق کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام الف، الحدیث: ۲۲۷۷، ج ۲، ص ۴۲۹)

{88}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو خاندانی غیرت کے جھنڈے تلے عصبیت (یعنی اقرباء) کی مدد کرتے ہوئے مارا جائے اور وہ عصبیت کے لئے غضب غصّہ رکھتا ہو تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ......الخ، الحدیث: ۴۷۹۲، ص ۱۰۱۰، ''یغضب بدلہ ''یدعو'')

{89}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عصبیت (یعنی اقرباء کی جماعت) کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کی وجہ سے لڑے وہ بھی ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ، الحدیث: ۵۱۲۱، ص ۱۵۹۸)

{90}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں سب سے برا اور بدتر ٹھکانا اس شخص کا ہے جو دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کردے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''سب سے زیادہ ندامت اسی شخص کو ہوگی۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''وہ قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بدتر شخص ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب العصبیۃ، الحدیث: ۷۶۵۶، ۵۷، ۵۸، ج ۳، ص ۲۰۴، ''اشر'' بدلہ ''اشد'')

{91}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کی ناراضگی سے **اللہ** عزوجل کی رضا چاہے **اللہ** عزوجل اسے لوگوں کی مدد سے کفایت کرے گا اور جو **اللہ** عزوجل کی ناراضگی سے لوگوں کی رضا چاہے **اللہ** عزوجل اسے لوگوں کے ہی سپرد کرے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب عاقبۃ من التمس......الخ، الحدیث: ۲۴۱۴، ص ۱۸۹۴)

{92}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو کُتّا اس سے بہتر ہے: (۱) ایسا تقوی جو اسے **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچائے (۲) ایسا حلم (یعنی بردباری) جس سے وہ جاہل کی جہالت کا جواب دے اور (۳) ایسا حسنِ اخلاق جس سے وہ لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی الحلم......الخ، الحدیث: ۸۴۲۳، ج ۶، ص ۳۳۹)

{93}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین بیماریاں میری اُمت کو ضرور ہوں گی: حسد، بدگمانی اور بدفالی۔ کیا میں تمہیں ان سے چھٹکارے کا طریقہ نہ بتادوں؟ جب تم میں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کر، اور جب تو حسد میں مبتلا ہو تو **اللہ** عزوجل سے استغفار کرلیا کر اور جب بدشگونی پیدا ہو تو اس کام کو کر گزر۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۲۲۷، ج ۳، ص ۲۲۸، تقدما تأخرا)

{94}......نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت تین چیزوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی:

حسد، بُرے گمان اور فال لینے سے، کیا میں تمہیں ان سے نجات کا طریقہ نہ بتاؤں؟ جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو اور جب حسد میں مبتلاء ہو جاؤ تو زیادتی مت کرو اور جب تمہیں بدشگونی پیدا ہو تو اس کام کو کر گزرو۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ،قسم الاقوال، الحدیث:۴۳۷۸۲،ج۱۶،ص۱۳)

{95}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی کو کوئی رخصت نہیں: (۱) والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر (۲) وعدہ پورا کرنا خواہ مسلمان سے کیا ہو یا کافر سے اور (۳) امانت کی ادائیگی خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔''

(شعب الایمان، باب فی الایفاء بالعقود،الحدیث:۴۳۶۳،ج۴،ص۸۲)

{96}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:''قیامت کے دن میں تین شخصوں سے جھگڑوں گا اور جس سے میں جھگڑوں گا یقیناً اس پر غالب آ جاؤں گا: (۱) وہ شخص جسے میرے لئے کچھ دیا گیا پھر اس نے اس میں بددیانتی کی (۲) جس نے کسی آزاد شخص کو بیچا پھر اس کی قیمت کھا گیا اور (۳) جس نے کسی کو اجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کا پورا حق ادا نہ کیا۔'' (سنن ابن ماجه ،ابواب الرهون، باب اجر الاجراء،الحدیث:۲۴۴۲،ص۲۶۲۳،حقه بدله"اجره")

تنبیہات

تنبیہ1:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور چونکہ انسان کی سب سے اعلیٰ چیز اس کا دل ہے لہٰذا شیطان صرف انسان کی ظاہری خرابی پر قناعت نہیں کرتا کیونکہ انسان کی ذات میں فساد ڈالنا تو اس کا مقصد ہی نہیں بلکہ اس اعلیٰ چیز کو خراب کر دینا اس کا مقصد ہے اس لئے ہر مکلّف انسان پر اپنے دل کو شیطان کے فسادات سے بچانا فرضِ عین ہے، اور چونکہ ان فسادات تک ان کے مداخل (یعنی داخل ہونے کے راستوں) کی معرفت سے ہی پہنچا جا سکتا ہے نیز فرض تک پہنچنا جس چیز پر موقوف ہو وہ بھی ضروری ہی ہوتی ہے، لہٰذا اس کے مداخل کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ مداخل بندے کی صفات ہیں۔

حرص:

یوں تو یہ صفات بہت سی ہیں مگر ان میں حسد اور حرص سرِ فہرست ہیں، بعض اوقات بندہ کسی چیز کی حرص میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس چیز کی حرص اسے اندھا، بہرہ کر دیتی ہے، چنانچہ،

{97} ......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تیری کسی چیز سے محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الھوی، الحدیث: ۵۱۳۰، ص۱۵۹۸)

اِن صفات کی پہچان صرف نورِ بصیرت ہی سے ہوسکتی ہے، لہٰذا جب اس نور ہی کو حرص اور حسد ڈھانپ لیں تو انسان اندھا ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں شیطان انسان پر قابو پالیتا ہے۔

{98} ......**منقول** ہے حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار پایا تو اس سے پوچھا: ''تو کیوں داخل ہوا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اس لئے کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالوں تاکہ ان کے دل میرے ساتھ ہو جائیں اور جسم آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ رہ جائیں۔'' تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل کے دشمن! سفینے سے اُتر جا کیونکہ تو مردود ہے۔'' تو شیطان نے کہا ''میں لوگوں کو پانچ چیزوں سے ہلاکت میں ڈالتا ہوں، تین چیزیں تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ابھی بتا سکتا ہوں صرف دو نہیں بتاؤں گا۔'' تو **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف وحی فرمائی: ''شیطان سے کہو کہ وہ دو چیزیں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بتادے اور تین چیزوں کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔'' آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس سے پوچھا: ''وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟'' تو شیطان نے جواب دیا ''وہ دو چیزیں ایسی ہیں نہ تو مجھے جھٹلاتی ہیں اور نہ ہی میرے خلاف جاتی ہیں، ان کے ذریعے میں لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتا ہوں، وہ حرص اور حسد ہیں، حسد ہی کی وجہ سے مجھ پر لعنت ہوئی اور میں مردود شیطان بن گیا اور حرص کی وجہ سے میں نے (حضرت سیدنا) آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اپنی حاجت پوری کی کیونکہ (حضرت سیدنا) آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے ایک درخت کے علاوہ ساری جنت مباح کر دی گئی تھی مگر وہ اس پر صبر نہ کر سکے۔'' (تفسیر حقی، سورۂ ھود، تحت الآیۃ: ۴۰، ج۵، ص۱۴۷)

غضب اور شہوت:

ان صفات میں سے ایک بڑی صفت غضب اور شہوت بھی ہے، غضب سے عقل کمزور پڑ جاتی ہے اور شیطان غصیلے آدمی سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

{99} ......**منقول** ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سفارشی بنایا کہ وہ اس کی توبہ قبول فرمالے، حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں سفارش کی تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! اگر یہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قبر کو سجدہ کرلے تو میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔'' حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو یہ بات بتائی تو اس پر مردود شیطان نے غصہ کی حالت میں کہا: ''جب

میں نے ان کی زندگی میں انہیں سجدہ نہیں کیا تو ان کے وصال کے بعد انہیں سجدہ کیسے کرسکتا ہوں؟ بہرحال آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سفارش کا مجھ پر حق ہے، تین وقتوں میں مجھے یاد رکھئے گا، میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ان کے معاملہ میں ہلاکت میں نہ ڈالوں گا: (۱) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) غضب ناک ہوں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جسم میں خون کی طرح رواں ہوں (۲) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسی لشکر کا سامنا کریں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ ایسے وقت میں آدمی کو اس کے بیوی بچے اور گھر والے یاد دلاتا ہوں تاکہ وہ وہاں سے بھاگ جائے اور (۳) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسی اجنبی عورت کے پاس بیٹھیں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ ایسے وقت میں مَیں اس کی طرف آپ کا اور آپ کی طرف اس کا قاصد ہوتا ہوں۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزہ، الحدیث: ۲۹۱۸، ج۳، ص۱۲۶، ملخصاً)

{100}......ایک نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان سے پوچھا: ''تُو آدمی پر کس چیز سے غالب آتا ہے؟'' تو اس نے بتایا میں غصہ اور شہوت کے وقت انسان کو پکڑتا ہوں۔''

شیطان سے پوچھا گیا ''انسان کی کون سی عادت تیری سب سے بڑی معاون ہے؟'' تو اس نے کہا ''غصہ۔ بندہ جب غصہ میں آتا ہے تو میں اس کو اس طرح گھماتا ہوں جس طرح بچے گیند کو گھماتے ہیں۔''

دل کا دنیوی زندگی اور اس کے متعلقات سے محبت کرنا:

یہ بھی ایک بُری صفت ہے، ایسے وقت میں شیطان خود بچے دیتا ہے اور انسان کے لئے آلات لہو اور **اللہ** عزوجل، اس کی نشانیوں، اس کے رسول اور ان کی سنت سے دور کرنے کے اسباب کھول دیتا ہے اور موت تک اس کے سامنے آلاتِ لہو کو آراستہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی غفلت اور باطل چیزوں میں اپنی زندگی کے اوقات گزار رہا ہوتا ہے کہ اسے موت آجاتی ہے، بعض اوقات **اللہ** عزوجل اس کا خاتمہ برا فرما دیتا ہے۔ **اَلْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔**

کھانے پینے کو پسند کرنا:

شکم سیری اگرچہ حلال اور پاکیزہ اشیاء ہی سے ہو لیکن شہوات کو قوت دیتی ہے جو کہ شیطان کا ہتھیار ہیں، اسی لئے حضرت سیدنا یحییٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کے پاس ہر چیز کو پھانسنے کے لئے کچھ پھندے ہیں تو آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ان پھندوں کے بارے میں پوچھا تو شیطان نے جواب دیا: ''یہ وہ شہوات ہیں جن کے ذریعے میں آدمی پر قابو پاتا ہوں۔'' حضرت سیدنا یحییٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ اس سے دریافت فرمایا کیا ان میں میرے لئے بھی کچھ ہے؟'' تو شیطان نے جواب دیا بعض اوقات آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیتے ہیں،

تو میں نماز اور ذکر کو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر بھاری کر دیتا ہوں۔'' پھر آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید دریافت فرمایا کیا کوئی اور چیز بھی ہے؟'' تو شیطان نے جواب دیا نہیں۔'' تو آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں کبھی شِکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔'' تو شیطان بولا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں بھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔''

(حلیۃ الاولیاء، وھیب بن ورد، الحدیث: ۱۱۷۰۴، ج۸، ص۱۵۷، بتغیرٍ قلیلٍ)

طمع: جب کسی چیز کی طمع دل پر غالب آ جائے تو شیطان اسے خوب آراستہ کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس لالچی کے لئے معبود بن جاتی ہے اور پھر بندہ اسی کی محبت کی رسی میں بندھا غور و فکر کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح اسے راضی کر سکے اگرچہ **اللہ** عزوجل کو ناراض کر بیٹھے، جیسے حرام کا اقرار کرنے کے باوجود اس کے لئے فریب کاری سے کام لینا۔

جلد بازی کرنا اور ثابت قدمی چھوڑ دینا:

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے کہ،

وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ (پ۱۵، بنی اسرآءیل:۱۱)　ترجمۂ کنز الایمان: اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

{101}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جلد بازی شیطان کی طرف سے اور غور و فکر **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۶۷۲، ج۳، ص۴۴، تقدما تأخرا)

جلد بازی ہوتی تو شیطان کی طرف سے ہے مگر وہ خود جلد باز نہیں ہوتا بلکہ انسان کو اس طرح آہستہ آہستہ برائی میں مبتلا کرتا ہے کہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی، لیکن جو شخص کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے خوب غور و فکر کر لیتا ہے تو اسے اس کام میں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے، لہٰذا جب تک کسی کام میں بصیرت حاصل نہ ہو تو فوراً واجب ہونے والے عمل کے علاوہ کسی بھی عمل میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے جبکہ یہ (عَلَی الْفَوْر واجب ہونے والا) عمل ایسا ہو کہ اس میں غور و فکر کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

مال میں زیادتی کی خواہش:

جو مال حاجت اور ضرورت سے زائد ہو تو وہ شیطان کا ٹھکانا ہوتا ہے کیونکہ جس کے پاس اس قسم کا زائد مال نہیں ہوتا اس کا دل بے جا تفکرات سے خالی ہوتا ہے، لہٰذا اگر ایسے شخص کو کسی راستے میں 100 دینار پڑے ہوئے مل جائیں تو اس کے دل میں ایسی 10 خواہشیں سر اٹھانے لگتی ہیں کہ جن میں سے ہر خواہش 100 دینار کی محتاج ہوتی ہے، لہٰذا وہ مزید 900 دینار کا محتاج ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ 100 دینار ملنے سے پہلے ہر خواہش سے بے پرواہ تھا، پھر جب اس نے 100 دینار پا لئے تو یہ خیال کیا کہ وہ محتاج نہیں ہے حالانکہ اس کا گھر، خادمہ اور ساز و سامان خریدنے کے لئے 900 دینار کا محتاج ہونا ظاہر ہو چکا، اور صرف

یہی نہیں بلکہ ان اشیاء کی خریداری کے بعد ان کے لوازمات پورے کرنے کے لئے مزید رقم کا محتاج ہونا بھی ثابت ہو گیا، تو اس طرح وہ ایک ایسی گھاٹی میں گر جائے گا جس کی اِنتہاء جہنم کی اتھاہ گہرائیوں کے سوا کچھ نہیں۔

جب ابلیس کے چیلے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کامیابی پانے سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے ابلیس سے شکایت کی تو اس نے ان سے کہا: ''صبر کرو! ہوسکتا ہے ان پر دنیا کے دروازے کھل جائیں اور پھر تم ان سے اپنی حاجتیں پوری کر سکو۔''

بخل اور تنگدستی کا خوف:

یہ مذموم صفات صدقہ کرنے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے سے روکتی اور، ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کا حکم دیتی ہیں، حالانکہ خزانہ جمع کرنے والے لوگوں کے لئے قرآنِ پاک میں **اللہ** عزوجل کے دردناک عذاب کا وعدہ ہے۔

حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''شیطان کے بہت سے ہتھیار ہیں جیسے تنگدستی کا خوف، جب اسے قبول کر لیا جاتا ہے تو انسان باطل چیزوں میں پڑ کر نفسانی خواہشات کی باتیں کرتا ہے اور اپنے رب عزوجل سے برا گمان کرتا ہے۔''

بخل کی آفتوں میں سے ایک آفت مال جمع کرنے کے لئے بازاروں میں آمدورفت کو لازم سمجھنا بھی ہے حالانکہ یہی شیطان کے ٹھکانے ہیں۔

{102}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب شیطان زمین پر اترا تو اس نے عرض کی، ''یارب عزوجل! میرا ایک گھر بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''تیرا گھر حمام ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے ایک بیٹھک بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''بازار تیری بیٹھک ہے۔'' اس نے پھر عرض کی، ''میرا ایک منادی بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''مزامیر (یعنی ڈھول باجے) تیرے منادی ہیں۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے کھانا مقرر کر دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز پر میرا نام نہ لیا جائے وہ تیرا کھانا ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے کوئی قرآن بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اَشعار تیرا قرآن ہیں۔'' اس نے پھر عرض کی ''میری حدیث بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹ تیری حدیث ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے شکاری جال بنا دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''عورتیں تیرا جال ہیں۔''

(تخریج احادیث الاحیاء، باب ۲۶۲۲، ج۶، ص۲۷۱)

تعصُّب:

مذاہب اور خواہشات پر تعصب کرنا، مخالف سے کینہ رکھنا اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو

علما وصلحاء کو بھی ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں، عوام تو پھر عوام ہیں کیونکہ لوگوں پر طعن وتشنیع میں مشغول ہونا اور ان کے طبعی نقائص کا ذکر کرنا ایسی چیزیں ہیں کہ شیطان جب بندے کو یہ خیال دلاتا ہے کہ یہی حقیقت ہے تو وہ مزید پیش رفت کرتا ہے اور اپنی کوشش میں اضافہ کر دیتا ہے اور پھر یہ گمان کرتے ہوئے خوش ہوتا ہے کہ وہ دین کے لئے کوشش کر رہا ہے حالانکہ وہ شیطان کی پیروی میں ہوتا ہے، دینی غیرت رکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والوں کی پیروی میں نہیں ہوتا، اگر وہ اپنی اصلاح کی جانب توجہ دیتا اور دینی حمیت وغیرت رکھنے والوں کی پیروی کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا، اور ہر وہ شخص جو حاکمِ اسلام سے تعصب رکھے اس کی مخالفت کرے اور اس کے قواعد وضوابط پر نہ چلے تو وہ حاکم اس سے جھگڑے گا اور اُسے کو لعن طعن کرے گا۔

{103 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی لختِ جگر حضرت سیدتنا فاطمہ بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ارشاد فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تمہیں کوئی فائدہ نہ دوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء......الخ، الحدیث:۲۷۵۳، ص ۲۲۱)

لہٰذا تم پر بھی اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح لازم ہے اور دوسروں کا صرف اتنا ہی خیال کرو جتنا شریعتِ مطہرہ نے تمہیں پابند بنایا ہے جیسے شرائط پائی جانے کی صورت میں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا وغیرہ۔

عوام الناس کو ان کی سمجھ سے بالاتر باتیں بتانا:

عوام الناس اور علوم میں مہارت نہ رکھنے والوں کو **اللہ** عزوجل کی ذات وصفات اور ایسے اُمور میں تفکر کرنے پر ابھارنا جن تک ان کی عقلوں کی رسائی نہ ہو، ان کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس طرح وہ دین کے بنیادی اصولوں میں شک کرنے لگیں گے اور بعض اوقات **اللہ** عزوجل کے بارے میں ایسی باتیں خیال کرنے لگیں گے جن سے وہ کافر یا بدعتی ہو جائیں گے اور اپنی حماقت کے غلبہ اور قلتِ عقل کی بنا پر اس پر خوش ہوں گے، لوگوں میں سب سے احمق شخص وہی ہوتا ہے جو اپنے اس اعتقاد پر زیادہ قوی ہو اور ان میں سب سے عقل مند وہ ہے جو اپنی ذات، اپنے آپ اور اپنے گمان کو زیادہ ناقص سمجھے اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اور ہدایت یافتہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی سے سوال کرنے میں زیادہ حریص ہو۔

مسلمانوں پر بدگمانی:

مسلمانوں پر بدگمانی کے بارے میں **اللہ** عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے کہ،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو۔

(پ۲۶، الحجرات:۱۲)

جو شخص صرف اپنے گمان کی وجہ سے کسی پر برائی کا حکم لگا دیتا ہے تو اصل میں شیطان اسے اس کو حقیر جاننے، اس کے حقوق ادا نہ کرنے، اس کی عزت بجالانے میں سستی کرنے اور اس کی عزت کے معاملے میں زبان دراز کرنے پر ابھارتا ہے، حالانکہ یہ سب باتیں ہلاکت کا باعث ہیں اور مہلکات میں شمار ہوتی ہیں۔

{104}......جب دو صحابیوں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی زوجۂ مطہرہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے (اندھیرے میں) گفتگو فرماتے ہوئے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تم دونوں کی ماں ہے۔'' وہ دونوں اس وضاحت سے حیران ہو گئے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان آدمی کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔''

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب بیان انه یستحب لمن ......الخ،الحدیث:٥٦٧٩،ص١٠٦٥)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ان دونوں پر کمال شفقت فرمائی اور انہیں شیطان مردود کے ہتھکنڈوں سے بچا لیا، نیز اپنی اُمت کو تہمت سے بچنے کا طریقہ ارشاد فرما دیا تاکہ کوئی پرہیزگار عالم اپنے آپ پر فخر کرتے ہوئے یہ گمان نہ کرے کہ ''اس سے اچھا ہی گمان رکھا جاتا ہوگا۔'' حالانکہ یہ ایک بہت بڑی لغزِش بھی ہے، چونکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار اور عالم ہے لہٰذا یقیناً اس سے بُغض رکھنے اور اسے ناقص کہنے والے لوگ بھی ہوں گے، اس لئے شریروں اور دشمنوں کی تہمت سے بچنا بھی ضروری ہے، کیونکہ ایسے لوگ ہر ایک سے شر ہی کی توقع رکھتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو لوگوں سے بدگمانی رکھے اور ان کے عیوب کی پردہ دری کرنے کی خواہش رکھتا ہو تو جان لو کہ وہ ایسا اپنے باطن کی خباثت کی وجہ سے کرتا ہے کیونکہ مؤمن ہمیشہ اپنے باطن کی سلامتی کی وجہ سے عذرخواہی کرتا رہتا ہے جبکہ منافق اپنے باطن کی وجہ سے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے۔

یہ چند ایک ایسے اوصاف تھے کہ جن کے ذریعے شیطان کسی کے دل تک رسائی حاصل کرتا ہے، ان کے تذکرے میں بقیہ تمام اوصاف کے بارے میں تنبیہ پائی جاتی ہے۔ انسان میں کوئی بھی ایسی مذموم صفت نہیں جو کہ شیطان کا ہتھیار نہ ہو وہ اسی سے اس کو گمراہ کرتا ہے، لہٰذا اس کے ان مذموم ہتھکنڈوں سے نجات کے لئے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں پناہ طلب کریں، امید ہے کہ وہ اپنی رحمت سے آپ کو ان مذموم اوصاف کی لعنت سے چھٹکارا عطا فرما دے گا۔

تنبیہ 2:

گذشتہ ساری بحث سے آپ پر مکمل طور پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ ان تمام اوصاف کا نقصان کتنا بڑا ہے، نیز ان

میں سے اکثر وہ ہیں جن کو سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، حالانکہ وہ ان کو کبیرہ شمار کرنے میں منفرد نہیں بلکہ کئی دوسرے علماء وائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو کبیرہ ہی شمار کیا ہے، لہٰذا اپنے دل اور باطن کو ان کبائر کی خباثت سے محفوظ رکھیں کیونکہ یہ نہ صرف آپ کے باطن بلکہ ظاہر کو بھی فساد میں مبتلا کر دیں گے۔

تنبیہ 3:

گذشتہ تمام کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بدخلقی کا باعث بنتا ہے جبکہ ان سے کنارہ کش ہونے سے انسان حسنِ اخلاق کا پیکر بن جاتا ہے، پھر یہی حسن اخلاق اس کو کمالِ حکمت سے عقلی قوت کے اعتدال اور شہوانی اور غضب کی قوت کی عذر خواہی تک لے جانے کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر شریعت کے عطا کردہ اَحکامات کی بجا آوری تک لے جاتا ہے، اس اعتدال کا حصول یا تو **اللہ** عزوجل کے خاص کرم اور فطری کمال سے ہوتا ہے یا پھر مجاہدہ اور ریاضت جیسے اسباب کو اپنانے سے ہوتا ہے، مثلاً

(۱) وہ اپنے نفس کو ہر اس کام پر مجبور کرے جس کے کرنے کا تقاضا حسنِ اخلاق کرے،

(۲) ہر برائی کی مخالفت کرے کیونکہ وہ نہ تو **اللہ** عزوجل کی محبت کا باعث بن سکتی ہے اور نہ ہی اس وقت تک **اللہ** عزوجل کے ذکر کی حلاوت حاصل ہو سکتی ہے جب تک کہ اس بری عادت سے چھٹکارا حاصل نہ کر لیا جائے،

(۳) شہوانی خواہشات سے نفس کو خلوت اور عزلت نشینی سے بچایا جائے تاکہ سننے اور دیکھنے کی صلاحیتیں اپنی پسندیدہ اشیاء سے محفوظ رہ سکیں،

(۴) اس کے بعد اسی خلوت نشینی میں دائمی ذکر و دعا کو اپنا معمول بنا لیا جائے یہاں تک کہ انسان پر **اللہ** عزوجل اور اس کے ذکر کی محبت غالب آ جائے،

جب انسان مذکورہ تمام اسباب مہیا کر لے تو بالآخر وہ اس اعتدال کی نعمت کو پانے میں کامیاب ہو جائے گا اگرچہ ابتدا میں اس پر یہ سب کچھ کرنا گراں گزرے گا، بعض اوقات مجاہدات کو کرنے والا شخص یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ شاید اس نے ان چھوٹے چھوٹے مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب اور حسنِ اخلاق کا پیکر بنا لیا ہے حالانکہ ابھی کہاں اس مرتبہ کا حصول ممکن ہو گیا، ابھی نہ تو اس میں کاملین کی صفات پائی جاتی ہیں اور نہ ہی اس نے سچے مؤمنین کے اخلاق اپنائے ہیں جیسا کہ

{۱} ان اوصاف کا تذکرہ **اللہ** عزوجل نے اپنی لاریب کتاب میں کچھ اس طرح کیا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ

ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں

یَتَوَکَّلُوْنَ ○الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ○اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ (پ۹، الانفال:۲ تا۴)

پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔ وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔ یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

{۲}

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (پ۱۸، المؤمنون:۱ تا۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں، اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

{۳}

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (پ۱۱، التوبۃ:۱۱۲)

ترجمۂ کنز الایمان: توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

{۴}

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ

ترجمۂ کنز الایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام، اور وہ

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ لَايَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ج فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ○ (پ۱۹، الفرقان: ۶۳ تا ۷۷)

جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں، اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے، بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے، اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں، اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی، اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں، اور وہ کہ جب کہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے، اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا، ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ انکے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ انکی پیشوائی ہوگی، ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ، تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو تو تم نے جھٹلایا تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا۔

جس شخص پر اپنے نفس کی حالت مشتبہ ہو جائے تو اسے ان آیاتِ کریمہ کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے اور پھر غور کرے کہ آیا ان آیات میں مذکور اوصافِ حمیدہ مجھ میں پائے جاتے ہیں یا نہیں، کیونکہ ان تمام اوصاف کا پایا جانا حسنِ اخلاق اور نہ پایا جانا بداخلاقی کی علامت ہے، اور بعض کا پایا جانا بعض عادات پر ہی دلالت کرتا ہے نہ کہ مکمل اخلاقِ حسنہ پر۔

{105}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان تمام اخلاقِ

حسنہ کو جمع فرما دیا ہے ''مؤمن اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب ......الخ،الحدیث: ۱۳،ص ۳)

نیز مؤمن اپنے اسلامی بھائی کو ہمیشہ اپنے مہمان اور پڑوسی کی عزت کرنے کا ہی حکم دے گا اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ بات کرے گا تو صرف بھلائی کی، ورنہ خاموش رہے گا۔

{106}...... نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی مؤمن کو پروقار انداز میں خاموشی کا پیکر پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس و تھذیب الاَخلاق،بیان علامات حسن الخلق، ج۳،ص ۸۵،یلقی بدلہ"یلقن

{107}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ایسی نگاہ سے اشارہ کرے جو اسے اَذیت دینے والی ہو۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الآ لفۃ.....الخ،حقوق المسلم، ج ۲،ص ۲۴۳

{108}...... نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من یأخذ الشیء من مزاح،الحدیث: ۵۰۰۴،ص ۱۵۸۹)

{109}...... نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرکائے مجلس اللہ عزوجل کے امین ہوتے ہیں تو ان میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی وہ بات ظاہر کرے جس کا ظاہر کرنا اسے ناپسند ہو۔''

(الزھد لابن المبارک،باب ماجاء فی الشح،الحدیث ۶۹۱،ص ۲۴۰،اخیہ بدلہ"صاحبہ")

کسی صاحبِ علم نے حسنِ اخلاق کی تمام علامات کو اپنے اس قول میں یوں جمع کر دیا ہے: ''**حسنِ اخلاق کا پیکر** وہ ہے جو حد سے زیادہ حیا والا ہو، بہت کم کسی کو اذیت دے، نیکیوں کا جامع ہو، سچ بولے، گفتگو کم اور عمل زیادہ کرے اور وقت بھی کم ضائع کرے نیز بہت کم لغزش کا شکار ہو، وہ نیک، پروقار، صابر، راضی بقضائے الٰہی عزوجل، شکر گزار، بردبار، نرم دل، پاکدامن اور شفیق ہو نہ کہ عیب جُو، گالیاں دینے والا، غیبت کرنے والا، جلد باز، کینہ پرور، بخیل اور حاسد ہو بلکہ ہشاش بشاش رہتا ہو **اللہ** عزوجل کی خاطر محبت اور بغض رکھے، **اللہ** عزوجل کی ہی خاطر کسی سے راضی یا ناراض ہو تو وہی شخص حسنِ اخلاق کا پیکر کہلانے کا حق رکھتا ہے۔''

اللہ عزوجل ہمیں ان اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر ہمیشہ اپنے فضل وکرم کی بارش نازل فرمائے، ہمیں اپنے قرب کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اپنے اولیاء کرام محبین عِظام اور غلاموں کی صف میں شامل فرما لے۔ آمین!

کبیرہ نمبر39: اللّٰہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا

اللّٰہ عزوجل کی رحمت پر بھروسہ بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو کر بندہ گناہوں میں بھی مستغرق ہو تو یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

{۲}

وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (پ۲۴، حٰم السجدۃ:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کردیا تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

{1}...... **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ **اللّٰہ** عزوجل اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا فرماتا ہے حالانکہ وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ عزوجل کا اُسے درجہ بدرجہ عذاب میں مبتلا کرنا ہے پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ (پ ۷، الانعام:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث:۹۲۷۲، ج۶، ص۴۲۲)

یعنی وہ نجات اور ہر بھلائی سے مایوس ہیں اور ان پر نعمتوں کی بارش ہونے اور دوسروں کی ان سے محرومی سے دھوکا کھانے کی وجہ سے ان کے لئے حسرت، غم اور رسوائی ہے۔ اسی لئے حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل جس پر وسعت فرمائے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر ہے، تو وہ بالکل بے عقل ہے۔''

اور ایک ناشکری قوم کے بارے میں فرمایا: ''ربِ کعبہ کی قسم! **اللّٰہ** عزوجل نے ان کے ساتھ خفیہ تدبیر فرمائی ان کی مرادیں پوری فرمائیں پھر ان پر پکڑ فرمائی۔''

{2}......ایک اور روایت میں ہے:''جب **اللہ** عزوجل نے ابلیس لعین کے ساتھ خفیہ تدبیر فرمائی تو حضرت سیدنا جبرائیل اور حضرت سیدنا میکائیل (علیہما الصلوٰۃ والسلام) رونے لگے، **اللہ** عزوجل نے ان سے استفسار فرمایا (حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا) تم دونوں کو کس چیز نے رلایا ہے؟''تو انہوں نے عرض کی:''یا رب عزوجل! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں۔''تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:''ایسے ہی رہو میری خفیہ تدبیر سے بے خوف مت ہونا۔'' (تفسیر روح المعانی، سورۃ النمل، تحت الآیۃ:۱۰، ج۱۹، ص۲۱۷)

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: **یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ**۔ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب دعاء "یا مقلب القلوب" الحدیث:۳۵۲۲، ص۲۰۱۴)

{4}......ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خوف رکھتے ہیں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''دل رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) دو انگلیوں کے درمیان ہے، وہ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل الثالث، الحدیث:۱۲۱۳۱/۱۲۱۲، ج۱، ص۱۳۳)

یعنی قلوب **اللہ** عزوجل کے خیر وشر کے ارادوں کے دو مظہروں کے درمیان ہیں، وہ انہیں اس تیز ہوا سے بھی جلد پھیر دیتا ہے جو قبول ومردود اور پسند وناپسند وغیرہ اوصاف میں پھرتی رہتی ہے، اور قرآن پاک میں ہے:

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ (پ۹، الانفال:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے۔

یعنی اس کے اور اس کی عقل کے درمیان یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جان پاتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ یہ حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور اس کی تائید **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان بھی کرتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ (پ۲۶، ق:۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۔

یہاں قلب سے مراد عقل ہے اور سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختار مذہب یہ ہے اس حائل ہونے سے مراد بندوں کو یہ خبر دینا ہے کہ وہ ان کے دلوں کا ان سے زیادہ مالک ہے اور وہ جب چاہتا ہے ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کوئی بھی **اللہ** عزوجل کی مشیّت کے بغیر کچھ نہیں جان پاتا۔''

{5}......جب دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا مانگتے:''**یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی**

دِیْنِکَ ۔" (یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ) تو اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی "آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کثرت سے یہ دعا مانگتے ہیں کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھی کوئی خوف ہے؟" تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں بے خوف کیسے رہ سکتا ہوں، حالانکہ قلوب رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جب اپنے کسی بندے کے دل کو پھیرنا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔"

بے شک **اللہ** عزوجل نے پختہ علم والوں کی اس دعا پر ان کی تعریف فرمائی:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔ (پ۳، اٰل عمران:۸)

یاد رکھئے! اس آیتِ مبارکہ میں معتزلہ کے عقائد کے رد اور اہل سنت کے اعتقاد کی حقیقت پر ظاہر دلالت اور واضح حجت ہے کہ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا **اللہ** عزوجل کی مخلوق اور اس کے ارادے سے ہیں، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دل خیر و شر اور ایمان و کفر کی طرف مائل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن اس کا ان میں سے کسی کی طرف کسی داعی کے بغیر مائل ہونا محال ہے بلکہ اس کے مائل ہونے کے لئے کسی ایسے داعی اور ارادے کا ہونا ضروری ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ کفر کے دواعی کے لئے قرآن پاک میں مدد چھوڑ دینا، بھٹکانا، منہ پھیرنا، مہر لگنا، زنگ آلود ہونا، دل کا سخت ہونا، کان بھر جانا وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جبکہ ایمان کے دواعی کے لئے قرآن مجید میں توفیق، ارشاد، ہدایت، تسدید، ثابت قدمی اور عصمت وغیرہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

{6}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مؤمن کا دل رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے جب وہ اسے قائم رکھنا چاہتا ہے تو قائم رکھتا ہے اور جب بھٹکانا چاہتا ہے تو راہِ حق سے بھٹکا دیتا ہے۔" (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل الثالث، الحدیث:۱۱۶۴، ج۱، ص۱۲۸، بدون "قلب المؤمن")

گذشتہ بیان کی گئی اس اور دیگر احادیث مبارکہ میں **دو انگلیوں** سے مراد یہی مذکورہ دواعی ہیں، لہٰذا اس میں خوب غور کرنا چاہئے۔

{7}......**اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر کا خوف دلانے کے لئے سید عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان عالیشان بھی ہے: "تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا

ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آ جاتا ہے تو وہ جہنمیوں کے کام کرتے ہوئے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیۃ الخلق الآدمی......الخ، الحدیث:۶۷۲۳، ص۱۱۳۸)

{8}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ جہنمیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے، کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہی ہوتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الاعمال بالخواتیم، الحدیث:۶۴۹۳، ص۵۴۵، تقدما تأخرا)

کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ کرلیں؟

{9}...... صرف تقدیر ہی پر بھروسہ کر لینا درست نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب مذکورہ بات سنی تو عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! پھر عمل کس لئے کریں، کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ نہ کرلیں؟'' تو محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ عمل کرو، کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت فرمائیں:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝ (پ۳۰، اللیل:۵تا۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے۔

اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے عالم **بلعم بن باعوراء** کا جو واقعہ بیان فرمایا ہے، اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوا اور جنت کی اَبدی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کے فانی مال پر قناعت کر کے اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ گیا۔

منقول ہے کہ ''جب اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دعا کا پختہ ارادہ کرلیا تو اس کی زبان سینے تک لٹک گئی، وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا اور **اللہ** عزوجل نے اس سے ایمان، علم اور معرفت چھین لی۔

ولی کے گستاخ کا عبرتناک انجام:

اسی طرح بَرْصِیْص نامی عابد اپنی سخت ترین عبادات ومجاہدات کے باوجود کفر پر مرا، اور ابن سقّا جو کہ بغداد کا مشہور فاضل اور **ذکی** شخص تھا، **اللہ** عزوجل کے ایک ولی کی گستاخی کا مرتکب ہوا، ان کی ولایت کا انکار کیا تو انہوں نے اسے بددعا دی،

یہ قسطنطنیہ منتقل ہوا، وہاں ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا، پھر اس کی وجہ سے نصرانی ہو گیا، اس کے بعد کسی موذی مرض میں مبتلا ہوا تو اسے سڑک پر پھینک دیا گیا، تو وہ بھیک مانگنے لگا، وہاں سے اس کا کوئی جاننے والا گزرا، اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنی آزمائش کا حال سنا دیا اور بتایا: ''میں نصرانی ہو گیا ہوں اور اب قرآن پاک کا کوئی ایک حرف یاد کرنے پر بھی قدرت نہیں پاتا اور نہ ہی میرے دل میں اس کا خیال آتا ہے۔'' اس شخص کا بیان ہے ''پھر میں تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے اسے نزع کے عالم میں پایا، اس کا چہرہ مشرق کی طرف تھا میں جب بھی اسے قبلہ کی طرف پھیرتا تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر جاتا اور روح نکلنے تک ایسے ہی رہا۔''

مصر میں ایک مؤذن تھا، وہ بہت نیک سمجھا جاتا تھا، ایک مرتبہ اس نے منارے سے ایک نصرانی عورت کو دیکھا تو اس کے فتنے میں مبتلا ہو گیا، وہ اس کی طرف گیا تو اس نے زنا پر راضی ہونے سے انکار کر دیا، اس نے کہا میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، عورت نے جواب دیا تو مسلمان ہے اور میرا باپ تجھ سے میرے نکاح پر راضی نہ ہوگا۔'' اس نے کہا: ''میں نصرانی ہو جاتا ہوں۔'' عورت نے کہا: ''پھر تو میرا باپ راضی ہو جائے گا۔'' وہ نصرانی ہو گیا اور نصرانیوں نے اس کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اس کا نکاح اس عورت سے کر دیں گے، اسی اثنا میں ایک دن وہ کسی کام سے چھت پر چڑھا تو اس کا قدم پھسلا اور وہ گر کر مر گیا نہ اپنا دین بچا سکا اور نہ ہی اس عورت کو پا سکا۔

ہم **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور اسی سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور اس کی سزا کے بدلے اس کا عفو اور ناراضگی کے بدلے اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آمین!

اسی لئے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب ہدایت پھیر دی گئی ہو اور استقامت **اللہ** عزوجل کی مشیت پر موقوف ہو، انجام کار مخفی ہو، ارادہ نامعلوم ہو اور نہ ہی کوئی اس پر غالب آسکے تو اپنے ایمان، نماز اور دیگر نیکیوں پر خوشیاں مت مناؤ کیونکہ یہ محض تمہارے رب عزوجل کے فضل و کرم سے ہیں، کہیں وہ تم سے انہیں چھین نہ لے اور تم ایسی جگہ ندامت کی اتھاہ گہرائی میں نہ جا گرو جہاں ندامت بھی نفع نہ دے۔

تنبیہ:

اس گناہ کے بارے میں آنے والی شدید وعید کی بنا پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، بلکہ حدیثِ مبارکہ میں اسے اکبر الکبائر (یعنی سب سے بڑا) گناہ کہا گیا ہے۔

{10}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا، **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا اور **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۷۸۴، ج ۹، ص ۱۵۶)

اس روایت کے بارے میں زیادہ شبہ تو یہ ہے کہ یہ موقوف ہے کیونکہ اسی گناہ کے اکبر الکبائر ہونے کی صراحت حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ امام عبدالرزاق اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے ان سے حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔

فائدہ: ان آیات میں **اللہ** عزوجل کے لئے ''مکر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، حالانکہ اس کا حقیقی معنی **اللہ** عزوجل کے لئے محال ہے، جبکہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان عالیشان تقابل کے باب سے ہے یعنی

{۱}

وَمَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ ط وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ O (پ۳، اٰل عمران: ۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

{۲}

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ج (پ۲۵، الشوریٰ: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔

{۳}

تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِکَ ط (پ۷، المائدۃ: ۱۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تقابل کا معنی یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کو **مَکر** سے موصوف کرنا اسی وقت جائز ہے جب اس کے ساتھ دوسرا ایسا لفظ آئے جسے مَکر سے موصوف کرنا درست ہو، مگر اس کا جواب یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان عالیشان:

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ج فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ (پ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے۔

میں مکر کا لفظ کسی مقابل کے بغیر آیا ہے، کیونکہ بسا اوقات **اللہ** عزوجل کو **مَکر** کے ساتھ متصف کرنا درست بھی ہوتا ہے، کیونکہ **مَکر** کا لغوی معنی پردہ ڈالنا یا چھپا دینا ہے جیسا کہ کہتے ہیں ''مَکَرَ اللَّیْلُ اَیْ سَتَرَ بِظُلْمَتِہٖ مَاھُوَ فِیْہِ''، یعنی رات نے مکر کیا مطلب یہ کہ رات نے اپنے اندھیرے سے اسے چھپا دیا اور کبھی مکر کا لفظ حیلہ بازی، دھوکا دینے اور شرارت پر بھی بولا جاتا ہے،

اسی وجہ سے بعض لغویوں نے اسے فساد ڈالنے کی کوشش سے تعبیر کیا ہے، جبکہ بعض نے حیلہ کے ذریعے غیر کو اپنے مقصد سے پھیر دینے سے تعبیر کیا اور یہ آخر الذکر معنی کبھی قابلِ تعریف ہوتا ہے جیسے برائی سے ہٹا کر خیر کی طرف پھیر دینا اور **اللّٰه** عزوجل کا یہ فرمان وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اسی معنی پر محمول ہے اور کبھی یہ تعبیر مذموم ہوتی ہے، جیسے کسی کو خیر سے ہٹا کر شر کی طرف پھیر دینا اور **اللّٰه** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں اسی معنی کا ذکر ہے:

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ (پ۲۲، فاطر:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور بُرا داؤ (فریب) اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

کبیرہ نمبر 40: اللّٰه عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا

اللّٰه عزوجل کی رحمت سے نا امید ہونا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ،

{۱} **اللّٰه** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ۱۳، یوسف:۸۷) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

{۲}

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء:۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

{۳}

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ۲۴، الزمر:۵۳) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

{۴}

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ (پ۹، الاعراف:۱۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں رحمتِ خداوندی عزوجل کا بیان

{1}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ہر رحمت زمین وآسمان کے درمیان کی ہر چیز کو ڈھانپ سکتی ہے، اللہ عزوجل نے ان میں سے ایک رحمت نازل فرما کر جن وانس اور جانوروں میں تقسیم فرما دیا، اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں، اسی وجہ سے پرندے اور وحشی جانور اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں اور باقی 99 رحمتوں کے ذریعے اللہ عزوجل قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وانھاتغلب غضبہ، الحدیث: ۶۹۷۴،۶۹۷۷ ص ۱۱۵۵)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں نے مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرزندِ آدم! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو مٹاتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں، اے ابنِ آدم! اگر تو میرے پاس زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب الحدیث القدسی، یاابن آدم، الحدیث: ۳۵۴۰، ص ۲۰۱۶)

{3}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جس پر نزع کا عالم طاری تھا، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' اس نے عرض کی ''میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوفزدہ ہوں۔'' تو صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے وقت میں جب بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ عزوجل اس کی اُمید پوری فرما دیتا ہے اور اس کے خوف سے اسے امن عطا فرماتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ والخوف......الخ، الحدیث: ۹۸۳، ص ۱۷۴۵)

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سب سے پہلے مؤمنین سے کیا فرمائے گا اور مؤمنین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کیا عرض کریں گے؟'' ہم نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمیں ضرور بتایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل مؤمنین سے استفسار فرمائے گا: ''کیا تم مجھ سے ملاقات کرنا پسند کرتے تھے؟'' وہ عرض کریں گے جی ہاں! اے ہمارے رب عزوجل!'' تو وہ دوبارہ ان سے دریافت کرے گا، کیوں؟'' مؤمنین عرض کریں گے ''ہم تجھ سے عفو اور مغفرت کی اُمید رکھتے تھے۔'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے

گا:''تو پھر تمہاری بخشش میرے ذمۂ کرم پر ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث:۲۲۱۳۳، ج۸، ص۲۴۹)

اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہے:

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ......الخ، الحدیث:۷۴۰۵، ص۶۱۶)

{6}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حسن ظن ایک اچھی عبادت ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الظن، الحدیث:۴۹۹۳، ص۱۵۸۸)

{7}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللّٰہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت میں سے ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۷۹۶۱، ج۳، ص۱۵۵)

{8}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری سے تین دن پہلے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''تم میں سے ہر ایک **اللہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ہی مرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ و نعیمھا......الخ، باب الامر بحسن الظن باللہ......الخ، الحدیث:۷۲۳۱، ص۱۱۷۶)

{9}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ خیر کا گمان کرے تو اس کے لئے خیر ہے اور اگر شر کا گمان رکھے تو اس کے لئے شر ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ، الحدیث:۹۰۸۷، ج۳، ص۳۴۴)

{10}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ایک بندے کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جب وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا تو **اللہ** عزوجل کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا:''یا رب عزوجل! تیری قسم! میں تو تیرے ساتھ اچھا گمان رکھتا تھا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:''اسے لوٹا دو کیونکہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہی معاملہ کرتا ہوں۔'' (شعب الایمان، باب فی عیادۃ المریض، فصل فی آداب العیادۃ، الحدیث:۹۲۳۶، ج۶، ص۵۴۶)

{11}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا سب سے افضل عبادت ہے **اللہ** عزوجل اپنے بندے سے ارشاد فرمائے گا کہ میں تیرے ساتھ تیرے گمان کے مطابق معاملہ کروں گا۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث:۴۹۵۶، ج۲، ص۲۱۷)

تنبیہ:

اس گناہ کو اس کے بارے میں وارد سخت وعید کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور وہ وعید آپ جان چکے ہیں بلکہ بیشتر احادیثِ مبارکہ میں اس بات کی تصریح گزر چکی ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا کبیرہ گناہ ہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اسے اکبرالکبائر بھی کہا گیا ہے۔

کبیرہ نمبر41: اللّٰہ عزوجل سے بُرا گمان رکھنا

کبیرہ نمبر42: رحمتِ الٰہی عزوجل سے نا امید ہونا

اللّٰہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

وَمَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ۝ (پ۱۴، الحجر:۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔

{1}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل سے برا گمان رکھنا سب سے بڑا گناہ ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۱۴۷۲، ج۱، ص۲۱۱)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونے سے علیحدہ کبیرہ گناہ شمار کرنا دراصل علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع میں ہے، گویا انہوں نے ان تینوں کے درمیان کے تلازم کو نظر انداز کر دیا، اسی لئے سیدنا ابو ذرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **یأس** یعنی مایوسی کا معنی **قنوط** یعنی ناامیدی بتایا، اور ظاہر بھی یہی ہے کہ **قنوط**، **یأس** سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان:

وَاِنۡ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ۝ (پ۲۵ حٰمٓ السجدۃ:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی بُرائی پہنچے تو ناامید آس ٹوٹا۔

میں اسے **یأس** کے بعد ذکر فرمایا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بدگمانی ان دونوں سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ بدگمانی مایوسی اور ناامیدی

کے ساتھ ساتھ **اللہ** عزوجل کے لئے ایسی صفت کی زیادتی کو کہتے ہیں جو **اللہ** عزوجل کے جود وکرم کے لائق نہ ہو اور تفسیر ابن منذر میں حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: ''سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف اور اُس کی رحمت سے مایوس اور نا اُمید ہونا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، سورۃ النساء، الحدیث: ۴۳۲۲، ج ۲، ص ۸۶۷)

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کا ایک قول مروی ہے۔

وسوسہ: یہ بات ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے منافی ہے جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: ''مریض کے لئے **اللہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا مستحب ہے۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''خوف کو اُمید پر غالب رکھنا بہتر ہے۔'' جبکہ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر بندہ نا اُمیدی کی بیماری سے امن میں ہو تو امید رکھنا بہتر ہے اور اگر خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو تو خوف رکھنا بہتر ہے۔''

جواب: یہاں دو مقامات پر کلام ہے،

(۱)......ایک شخص کو رحمت اور عذاب دونوں کی امید ہے یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مریض ہے تو امید کی جانب کو غلبہ دینا مستحب ہے اور اگر تندرست ہے تو اس میں اختلاف ہے۔'' جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔

(۲)......ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود رحمت کی انواع سے مایوس ہے یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں یہاں گفتگو ہو رہی ہے، یہی مایوسی بالاتفاق کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ ان نصوصِ قطعیہ کی تکذیب کو لازم ہے جن کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ پھر اس مایوسی سے کبھی اس سے بھی سخت حالت مل جاتی ہے اور وہ یہ کہ رحمت نہ ہونے کا یقین کر لینا اور (**فَھُوَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ**) کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور کبھی یہ مایوسی رحمت نہ ہونے کے یقین کے ساتھ ساتھ کافروں کی طرح سخت عذاب کے یقین کے ساتھ مل جاتی ہے اور یہاں بدگمانی سے یہی اعتقاد مراد ہے اس میں خوب غور کرنا چاہئے کیونکہ یہ نہایت اہم ہے۔

کبیرہ نمبر43: حصولِ دنیا کے لئے علمِ دین حاصل کرنا

{1 }......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے حاصل کیا جانے والا علم دنیا کا مال حاصل کرنے کے لئے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، الحدیث:۳۶۶۴،ص ۴۹۴)

ریا کاری کے بیان میں امام مسلم وغیرہ سے ایک حدیثِ پاک روایت کی گئی ہے جس میں یہ تھا:

{2 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایک شخص ساری زندگی علم سیکھتا اور سکھاتا رہا اور قرآن پڑھتا رہا، جب اسے قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا، جب وہ بندہ ان نعمتوں کا اعتراف کرلے گا تب **اللہ** عزوجل اس سے پوچھے گا:''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟''تو وہ عرض کرے گا''میں تیرے لئے علم سیکھتا اور سکھاتا اور قرآن پڑھتا رہا۔''تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا''تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے علم تو اس لئے حاصل کیا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔''پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ......الخ،الحدیث:۴۹۲۳،ص ۱۰۱۸)

{3 }......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے علماء سے مقابلہ کرنے بیوقوفوں سے جھگڑنے یا لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں ڈال دے گا۔

(جامع الترمذی،ابواب العلم،باب فیمن یطلب بعلمہ الدنیا، الحدیث: ۲۶۵۴،ص ۱۹۱۹)

{4 }......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے بیوقوفوں کے ساتھ جھگڑنے، علماء پر فخر کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا، وہ جہنمی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ،ابواب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم......الخ،الحدیث:۲۵۳،ص ۲۴۹۳)

{5 }......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے علماء کے سامنے فخر کرنے، جاہلوں سے جھگڑنے یا لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

(سنن ابن ماجہ،ابواب الطہارۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل......الخ،الحدیث:۲۶۰،ص ۲۴۹۳،یماری بدلہ''یجاری)

{6 }......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''علماء کے سامنے فخر کرنے بیوقوفوں سے جھگڑنے اور مجلس آراستہ کرنے کے لئے علم نہ سیکھو کیونکہ جو ایسا کرے گا تو (اس کے لئے) آگ ہی آگ ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۲۵۴،لاتحبروا بدلہ''تخیروا''

{7}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے **اللّٰہ** عزوجل کے علاوہ کسی کے لئے علم سیکھا یا اُس علم سے **اللّٰہ** عزوجل کے علاوہ کسی کی رضا کا ارادہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(جامع الترمذی،ابواب العلم،باب فیمن یطلب بعلمه الدنیاء، الحدیث: ۲۶۵۵،ص ۹۱۹)

{8}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عنقریب میری اُمت کے کچھ لوگ دین میں تفقہ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے:''ہم اُمراء کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان سے ان کی دنیا پائیں اور ہم اپنے دین کو اُن سے جدا رکھتے ہیں۔'' لیکن ایسا نہ ہوگا بلکہ جس طرح کسی کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی حاصل ہوتے ہیں اسی طرح وہ ان کے قریب سے گناہ ہی چن سکیں گے۔''

(سنن ابن ماجه، کتاب السنة،باب الانتفاع بالعلم والعمل به،الحدیث:۲۵۵،ص ۲۴۹۳)

محمد بن صباح فرماتے ہیں:''سوائے گناہوں کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔''

{9}......تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے لوگوں کے دلوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے عمدہ گفتگو سیکھی، **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن نہ اس کی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب ماجاء فی التشدق فی الکلام، الحدیث:۵۰۰۶،ص ۱۵۸۹)

{10}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم پر ایک ایسی آزمائش آئے گی جس میں شیرخوار بچے بڑے ہوجائیں گے، جوان بوڑھے ہوجائیں گے اور لوگ ایک سنت کو اپنائیں گے، اگر کسی دن اس میں سے کچھ چھوڑ دیا گیا تو کہا جائے گا سنت ترک کر دی گئی۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''ایسا کب ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب تمہاری آرزوئیں کم ہوجائیں گی اور امرأ زیادہ ہوجائیں گے، تمہارے فقہاء کم اور قاری زیادہ ہوجائیں گے، علمِ دین غیر اللہ کے لئے سیکھا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب کیا جائے گا۔''

(المصنف لعبدالرزاق،باب الفتن، الحدیث: ۲۰۹۰۸،ج ۱۰،ص ۳۰۸،لغیرالله بدله"لغیرالدین")

{11}......حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے بھی آئندہ آنے والے ایک فتنے کا تذکرہ کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا:''اے علی! ایسا کب ہوگا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا:''دین کو چھوڑ کر دوسرے علوم میں مہارت حاصل کی جائے گی، علم کو عمل کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے حاصل کیا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۰۹۰۹،ص ۳۰۹)

تنبیہ:

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ بعض متاخرین علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، شاید انہوں نے اس میں وارد ہونے والی سخت وعید کو دیکھتے ہوئے اسے ریا کاری سے علیحدہ کبیرہ گناہ شمار کیا اور ان احادیث کی طرف نظر نہ کی جو ریا کاری اور دنیا کمانے کے لئے علم حاصل کرنے کی مذمت کے بیان میں وارد ہوئیں لہٰذا ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 44: **علم چھپانا**

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۙ (پ۲، البقرۃ:۱۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے نزدیک یہ آیتِ مبارکہ نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ تورات میں موجود نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصاف چھپاتے تھے۔

جبکہ ایک قول یہ ہے کہ یہ (حکم میں) عام ہے اور یہی درست ہے کیونکہ الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خصوص کا نہیں کیونکہ حکم کو مناسب وصف پر مرتب کرنا علت بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دین چھپانا یقیناً لعنت کے استحقاق کے مناسب ہے، لہٰذا وصف کے عام ہونے کی صورت میں حکم کا عموم ثابت ہو جائے گا۔

نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس آیتِ مبارکہ کے عموم کی صراحت بھی کی ہے جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** عزوجل کے نازل کردہ احکامات میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔''

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ اور اس جیسی دوسری آیاتِ مبارکہ نہ ہوتیں تو ہرگز اتنی کثرت سے روایات بیان نہ ہوتیں۔''

{۱} **اللہ** عزوجل مزید ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۚۖ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۝

(پ۲، البقرۃ: ۱۷۴۔۱۷۵)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے۔

{۲}

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ۝

(پ۴، اٰل عمران: ۱۸۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے تو کتنی بری خریداری ہے۔

یہ دونوں آیتیں اگرچہ سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے اوصاف چھپانے کی وجہ سے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں مگر چونکہ اعتبار الفاظ کے عموم ہی کا ہوتا ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص عقلی دلائل کے محتاج کے سامنے دین کے ارکان کو عقلی دلائل سے مزین کر کے بیان کرنے پر قادر ہو پھر بھی بیان نہ کرے یا حاجت کے باوجود احکامِ شرع میں سے کوئی بات چھپائے تو اسے یہ وعید لاحق ہو کر رہے گی۔

لغت میں **لَعْنَۃ** کے معنی دوری کے ہیں اور شرع میں رحمت سے دوری کو **لَعْنَۃ** کہتے ہیں۔ لعنت کرنے والے زمین کے چوپائے اور حشرات (یعنی کیڑے مکوڑے) ہیں، وہ کہتے ہیں: ''بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم سے بارش روک دی گئی۔''

{۱} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

رَاَیۡتُھُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ۝ (پ۱۲، یوسف:۴) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔

{۲}

فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ۝ (پ:۲۳، یٰسٓ:۴۰) ترجمۂ کنز الایمان: گھیرے میں تیر رہا ہے۔

{۳}

اَعۡنَاقُھُمۡ لَھَا خٰضِعِیۡنَ ۝ (پ۱۹، الشعرآء:۴) ترجمۂ کنز الایمان: کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں۔

ایک قول یہ ہے: ''ان سے مراد مؤمن جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر چیز ہے۔'' اسی طرح بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان سے مراد ملائکہ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کو قرار دیا ہے، مگر سیدنا زجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملائکہ اور مؤمنین والے قول کو درست کہا ہے۔ اور امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ ابن ماجہ میں یہ روایت موجود ہے کہ شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اَللّٰعِنُوۡنَ** یعنی لعنت کرنے والوں کی تفسیر زمین کے رینگنے والے جانوروں سے کی ہے۔

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان سے مراد **اللہ** عزوجل کے تمام بندے ہیں۔'' بعض کا کہنا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ علم چھپانے کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اس پر لعنت کو واجب کیا ہے اور پسِ پشت ڈال دینا شدید اعراض کرنے سے کنایہ ہے جبکہ **ثَمَنٌ قَلِیْلٌ** سے مراد وہ مال ہے جسے وہ لوگ علم میں سردار ہونے کی وجہ سے اپنے ماتحتوں سے وصول کرتے تھے۔ ''**فَبِئۡسَ مَایَشۡتَرُوۡنَ**'' کا معنی ہے کہ ان کی خریداری بہت بری ہے اور اس میں ان کا نقصان بھی ہے۔

علم چھپانے کی وعید میں بہت سی احادیث بھی آئی ہیں:

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ، الحدیث:۲۶۴، ص۲۴۹۳)

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص کسی علم کو زبانی یاد کرے اور پھر اسے لوگوں سے چھپائے تو وہ قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ، الحدیث:۲۶۱، ص۲۴۹۳)

{3}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپا لیا تو وہ قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا اور جس نے قرآن پاک میں اپنے علم کے بغیر کلام کیا وہ بھی قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا۔'' (مسند ابی یعلی، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۵۷۸، ج ۲، ص ۵۰۰)

{4}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے علم چھپایا **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا۔'' (المستدرک، کتاب العلم، باب من سئل عن علم ......الخ،الحدیث:۳۵۲،ج ۱،ص۲۹۷)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت مثلاً حضرت سیدنا جابر، حضرت سیدنا انس، حضرت سیدنا ابن عمر، حضرت سیدنا ابن مسعود، حضرت سیدنا عَمْرُو بْنُ عَنْبَسَہ اور حضرت سیدنا علی بن طلق وغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے یہ حدیثِ مبارکہ مروی ہے جبکہ حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''جس سے علم کی ایسی بات پوچھی گئی جس کے ذریعے **اللہ** عزوجل لوگوں کو دینی معاملہ میں نفع پہنچاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ ، باب من سئل عن علم فکتمہ ،الحدیث:۲۶۵،ص۲۴۹۳)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب اس اُمت کے لوگ اگلوں پر لعنت کرنے لگیں اس وقت جو ایک حدیث چھپائے تو گویا اس نے **اللہ** عزوجل کا نازل کردہ حکم چھپایا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل عن علم فکتمہ ،الحدیث:۲۶۳،ص۲۴۹۳)

{6}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''علم حاصل کرنے کے بعد اسے بیان نہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خزانہ جمع کرتا ہے پھر اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کرتا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث ۶۸۹،ج ۱،ص ۲۰۴)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''علم کے معاملہ میں ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہو کیونکہ تم میں سے کسی کا اپنے علم میں خیانت کرنا اپنے مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے اور **اللہ** عزوجل تم سے اس کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ فرمائے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث ۱۱۷۰۱،ج ۱۱،ص ۲۱۵)

{8}......ایک دن دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کے کچھ گروہوں کی تعریف فرمائی، پھر ارشاد فرمایا:''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے پڑوسیوں کو نہیں سمجھاتے نہ سکھاتے، نہ نیکی کی دعوت دیتے اور نہ ہی برائی سے منع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے پڑوسیوں سے نہیں سیکھتے، نہ ان سے سمجھتے اور نہ ہی نصیحت طلب کرتے ہیں، **اللہ** عزوجل کی قسم! چاہئے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، سمجھائے، نصیحت کرے اور نیکی کی دعوت دے، اسی طرح دوسری قوم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے اور نصیحت حاصل کرے ورنہ جلد ہی انہیں اس کا انجام بھگتنا پڑے گا۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لے آئے، تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (ایک دوسرے سے) استفسار فرمایا کہ ''آپ کے خیال میں رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان لوگوں سے کون سے لوگ مراد لئے ہیں؟'' تو دوسروں نے انہیں بتایا: ''ان سے مراد اشعری قبیلہ والے ہیں کیونکہ وہ فقہاء کی قوم ہے اور ان کے پڑوسی جفا کار اعرابی ہیں۔''

جب یہ بات اشعریوں تک پہنچی تو وہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک قوم کی بھلائی اور ایک کی برائی کا ذکر فرمایا، ہم ان میں سے کس میں ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چاہئے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، انہیں سمجھائے، نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے، اسی طرح دوسری قوم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے اور ان سے نصیحت طلب کرے ورنہ جلد دنیا میں ہی اس کا انجام بھگتے گی۔'' انہوں نے دوبارہ عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ہم دوسرے لوگوں کو نصیحت کریں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی بات دہرائی، انہوں نے پھر یہی عرض کی ''کیا ہم دوسروں کو نصیحت کریں۔'' تو شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں ایسا ہی ہے۔'' انہوں نے پھر عرض کی ''ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ایک سال کی مہلت عطا فرما دی تاکہ یہ لوگوں کو دین سکھائیں اور نصیحت کریں، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّکَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ۝ (پ۶، المآئدۃ:۷۸)

ترجمۂ کنز الایمان: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا۔

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی تعلیم من لایعلم، الحدیث ۷۴۸، ج ۱، ص ۴۰۲، انغظ بدلہ ''انفطن'')

تنبیہ:

بہت سے متأخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اس لئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا شاید کہ ان کے پیشِ نظر بھی میری بیان کردہ سخت وعید پر مبنی روایات ہی ہیں حالانکہ یہ وعید مطلق نہیں کیونکہ علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالبِ علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت

دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے وگرنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہلِ حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

{9}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حق داروں سے علم روک کر ان پر ظلم نہ کرو اور نااہلوں کو حکمت سکھا کر ان پر ظلم نہ کرو۔'' (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورة البقرة، تحت الآیة: ۱۵۹، ج ۱، ص ۱۴۱)

{10}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خنزیروں کے گلے میں موتیوں کے ہار نہ ڈالو۔'' یعنی نااہلوں کو فقہ نہ سکھاؤ۔ (تاریخ بغداد، الحدیث ۴۹۰۷، ج ۹، ص ۳۵۶)

(علامہ ابن حجر ھیتمی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں) کافر کے بارے میں جو احکام مذکور ہوئے وہ ہمارے قواعد کے مطابق درست نہیں کیونکہ جس کافر کے اسلام لانے کی اُمید ہو اسے ہمارے نزدیک قرآن سکھانا جائز ہے لہٰذا علم سکھانا بدرجۂ اَوْلیٰ جائز ہے۔

{11}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے والا خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانے والے کی طرح ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فضل العلماء......الخ، الحدیث: ۲۲۴، ص ۲۴۹۱)

کبیرہ نمبر45:

علم پر عمل نہ کرنا

{1}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَایُسْتَجَابُ لَھَا ۔ یعنی اے **اللہ** عزوجل میں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو عاجزی وانکساری نہ کرے، ایسے نفس سے جو سَیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جا سکتی ہو تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیہ، الحدیث: ۶۹۰۶، ص ۱۱۵۰)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے گرد اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے، تو جہنمی اس کے گرد جمع ہو کر پوچھیں گے اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہمیں نیکی کی دعوت نہ دیتا تھا اور کیا تو ہمیں برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں تمہیں تو نیکی کی دعوت دیا کرتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی میں مبتلا رہتا تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانھا مخلوقة، الحدیث: ۳۲۶۷، ص ۲۶۴)

{3}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**زَبَانِیَۃ** (جہنم پر مؤکل فرشتوں کی ایک جماعت) فاسق قاریوں کی طرف بت پرستوں سے بھی پہلے جائے گی تو وہ کہیں گے: ''کیا بت پرستوں سے پہلے ہم سے ابتداء کی جا رہی ہے؟'' تو ان سے کہا جائے گا: ''جاننے والے نہ جاننے والوں کی طرح نہیں۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم......الخ، الحدیث: ۲۱۰، ج ۱، ص ۱

حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث پاک کے ''غریب'' ہونے کے باوجود اس کی ''شاہد'' موجود ہے اور ریاکاری کے بیان میں ایک صحیح روایت گزر چکی ہے کہ،

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جس نے قاری کہلانے کے لئے قرآن یاد کیا ہوگا۔'' حدیث مبارکہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ''یہ تین شخص **اللہ** عزوجل کی مخلوق میں وہ پہلا گروہ ہوں گے جن کے ذریعے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآن پاک کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھے اس کا قرآن پاک پر ایمان ہی نہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن......الخ، الحدیث: ۲۹۱۸، ص ۱۹۴۴)

{6}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندہ اس وقت

تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک اس سے یہ چار سوالات نہ کر لئے جائیں: (۱) اپنی عمر کن کاموں میں گزاری (۲) اپنے علم پر کتنا عمل کیا (۳) مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) اپنے جسم کو کن کاموں میں بوسیدہ کیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی القیامة، الحدیث: ۲۴۱۷، ص ۱۸۹۴)

{7}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن بندہ اس وقت تک قدم نہ اُٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: (۱) عمر کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی کن کاموں میں صرف کی (۳) مال کہاں سے کمایا اور (۴) کہاں خرچ کیا اور (۵) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۱۶)

{8}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کچھ جنتی لوگ جہنمیوں کی طرف جائیں گے تو ان سے پوچھیں گے تم جہنم میں کس وجہ سے داخل ہوئے، حالانکہ **اللہ** عزوجل کی قسم! ہم تو تمہاری ہی تعلیم سے جنت میں داخل ہوئے ہیں۔'' تو وہ کہیں گے ہم جو بات کہا کرتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۵، ج ۲۲، ص ۱۵۰)

{9}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس سے پوچھ گچھ ضرور فرمائے گا۔'' راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: ''یہ ضرور پوچھے گا کہ تو نے اس وعظ سے کیا نیت کی تھی۔'' (شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۸۷، ج ۲، ص ۲۸۷)

{10}...... حضرت سیدنا جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی یہ حدیثِ مبارکہ سناتے تو رو پڑتے، پھر جب افاقہ ہوتا تو ارشاد فرماتے: ''تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے سامنے وعظ کرنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ تیرا وعظ سے مقصود کیا تھا؟''

{11}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بدترین لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب میں دعا فرمائی ''اے **اللہ** عزوجل! مغفرت فرما۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ ''اچھوں کے بارے میں پوچھا کرو بروں کے بارے میں دریافت نہ کیا کرو، بدترین لوگ بُرے علماء ہیں۔''

(البحر الزخار لمسند البزار، مسند معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۶۴۹، ج ۷، ص ۹۳)

{12}...... رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کو علم سکھانے اور اپنے آپ کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے جبکہ اپنے آپ کو جلاتا ہے۔'' (العجم الکبیر، الحدیث: ۱۶۸۱، ج ۲، ص ۱۶۶)

{13}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر علم اپنے جاننے والے پر وبال ہے سوائے اس کے جو اس پر عمل کرے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب من علم فلیعمل، الحدیث: ۷۶۹، ج ۱، ص ۴۰۳)

{14}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم نے اسے نفع نہ دیا ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۸، ج ۲، ص ۲۸۵)

{15}......حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے اسلامی احکام سکھانے کے لئے قیس قبیلے کے ایک محلے میں بھیجا، میں جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ جنگلی اونٹوں کی طرح نظریں بلند رکھنے والے تھے، ان کی فکروں اور سوچوں کا محور صرف بکریاں اور اونٹ تھے، تو میں دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں لوٹ آیا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے عمار! تم نے کیا کیا؟'' تو میں نے اس قوم کی حالت اور غفلت بھی بیان کر دی، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمار! کیا میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب انگیز لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ قوم جو ایسی تمام باتیں جانتی تھی جن سے یہ لوگ ناواقف ہیں لیکن پھر بھی وہ ان کی طرح غافل ہوگئی۔'' (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب لم ینتفع بعلمه، الحدیث: ۸۷۳، ج ۱، ص ۴۴۱)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت کے کسی مؤمن یا مشرک کے بارے میں اندیشہ نہیں، مؤمن کی حفاظت تو اس کا ایمان کرے گا جبکہ مشرک کا کفر ہی اسے ذلیل و رسوا کرے گا مگر مجھے تم پر زبان کے تیز طراز (یعنی گھما پھرا کر باتیں کر کے دھوکا دینے والے) منافق کا خوف ہے جو باتیں ایسی کرے گا جنہیں تم پسند کرو گے اور عمل ایسے کرے گا جنہیں تم ناپسند کرو گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۶۵، ج ۵، ص ۲۰۰)

{17}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنے بعد تم پر ہر اس منافق کا خوف ہے جو (گھما پھرا کر) گفتگو کرنے کا ماہر ہو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۳، ج ۱۸، ص ۲۳۷)

{18}......سیِّدُ الْمبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے گمان ہے کہ آدمی اپنے کسی معلوم گناہ کی وجہ سے اسی طرح علم بھول جاتا ہے جیسے اسے یاد کرتا ہے۔''

(الترغیب والترهیب، کتاب العلم، باب الترهیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۵

{19}......منصور بن زاذان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے: ''جہنم میں کچھ ایسے لوگ داخل کئے جائیں گے جن کی بدبو سے دیگر جہنمیوں کو ایذاء پہنچے گی تو اس جہنمی سے پوچھا جائے گا تیرا ستیاناس ہو تو کون سا عمل کرتا تھا؟ کیا ہم پر پہلے کم

بلائیں تھیں کہ تو نے مزید اپنی بدبو میں بھی پھنسا دیا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں عالم تھا مگر میں نے اپنے علم سے نفع حاصل نہیں کیا۔''

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۸۹۹، ج ۲، ص ۳۰۹، ریحک بدلہ"رائحتک")

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ سے ظاہر شدید وعیدوں کی بناء پر اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

سوال: وعید کی شدت تو اسی وقت ہوگی جب کوئی شخص واجبات کو ترک کرے یا حرام کام کا ارتکاب کرے، علم پر مطلق عمل نہ کرنا مراد نہیں، اگرچہ مستحبات کا ترک اور مکروہات پر عمل ہو۔ اس صورت میں اگر اُن کا یہ بیان مان لیا جائے کہ علم پر عمل نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے تو پھر اسے ایک الگ کبیرہ گناہ شمار کرنا درست نہ ہوگا جیسا کہ فرض نماز کو ترک کرنا وغیرہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے اور (ان شاءاللہ عزوجل) ایسے گناہوں کا بیان آگے آئے گا۔

جواب: اس کی توجیہ ممکن ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے نہیں پایا کہ علم ہونے کے باوجود گناہ کرنا جہالت میں گناہ کرنے سے زیادہ برا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ **نیز** حرمِ مکہ میں گناہ کے بیان میں اس کی نظیر آئے گی کیونکہ مکہ مکرمہ کا شرف ومرتبہ اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس میں کیا جانے والا گناہ زیادہ فحش ہو، اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا عالم جب صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو وہ بھی باقی افراد کے صغیرہ گناہوں سے زیادہ فحش شمار کیا جائے گا اور یہ بات بعید بھی نہیں کیونکہ اس کا یہ صغیرہ گناہ ایک واسطے سے کبیرہ ہی بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ وہ ان علوم ومعارف کو جانتا ہے جو اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ مکروہات سے بھی رک جائے چہ جائیکہ محرمات کا ارتکاب کرے۔

کبیرہ نمبر 46: ضرورت نہ ہونے کے باوجود محض فخر کی بنا پر علم، عبادات یا قرآن فہمی کا دعوی کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام غالب ہوگا یہاں تک کہ تاجر لوگ سمندر میں کثرت سے سفر کریں گے اور راہِ خدا عزوجل میں گھوڑے کُلیلیں کریں گے (یعنی خوشی سے دائیں بائیں جانب اچھلتے کودتے پھریں گے) پھر قرآن پڑھنے والی ایک قوم ظاہر ہوگی، وہ کہیں

گے ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑا عالم کون ہے؟ ہم سے بڑا فقیہ کون ہے؟'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب کر کے استفسار فرمایا: ''کیا ان لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟'' تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''**اللہ** اور اس کا رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ تم میں سے ہی ہوں گے اور وہی جہنم کا ایندھن ہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۴۲، ج ۴، ص ۳۶۰)

{2}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک رات مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل! کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچایا؟'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد دردمند تھے لہٰذا عرض کی ''جی ہاں! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کی رغبت دلائی، اس معاملہ میں خوب کوشش کی اور خیر خواہی سے کام لیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان ضرور غالب آئے گا یہاں تک کہ کفر اپنی جگہوں کی طرف لوٹ جائے گا اور سمندر اسلام سے بھر جائیں گے اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں وہ قرآن پاک سیکھیں گے اور اس کی قراءت کریں گے، پھر کہیں گے ہم نے قرآن پاک پڑھا اور دوسروں کو سکھایا تو ہم سے بہتر کون ہے؟ کیا ان لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تم میں سے ہی ہوں گے اور وہی لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۰۱۹، ج ۱۲، ص ۱۹۴)

{3}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے بارے میں کہے: ''میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۴۶، ج ۵، ص ۱۳۹)

تنبیہ:

اس گناہ کو ان مذکورہ قیودات کی وجہ سے کبیرہ شمار کیا گیا ہے جو میں نے احادیثِ مبارکہ سے بیان کی ہیں، اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کے قیاس کی رو سے بھی یہ بعید نہیں کیونکہ جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تکبر کی وجہ سے ازار لٹکانے کو کبیرہ گناہ شمار کیا تو اس گناہ کا کبیرہ ہونا زیادہ اَوْلیٰ ہے کیونکہ یہ اس سے زیادہ قبیح اور فحش ہے، دیگر عبادات کو اس پر قیاس کرنا بھی دیگر قیودات کے ساتھ ظاہر ہے اور میں نے عنوان میں ''**ناحق اور بغیر ضرورت**'' کی قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا ہے کہ اگر کوئی عالم ایسے شہر میں جائے جہاں کے باسی اس کے علم اور اطاعت کو نہ جانتے ہوں تو اسے اس بات کا اختیار ہے کہ ان کے سامنے اس نیت سے اپنا علم وتقویٰ ظاہر کرے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں اور اس سے نفع اٹھائیں، اس کی مثال حضرت سیدنا

یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان جسے قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ج اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ0 ترجمۂ کنز الایمان: مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔ (پ۱۳، یوسف:۵۵)

اسی طرح اگر کوئی جاہل یا دشمنی رکھنے والا اس کے علم کا انکار کردے تو اسے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے علم کے بارے میں بتانے کا اختیار ہے تا کہ اس دشمنی رکھنے والے کی ناک خاک میں مل جائے اور لوگ اسے قبول کرتے ہوئے اس کے علوم سے نفع اٹھائیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر47: علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے حقوق ضائع کرنا اور انہیں ہلکا جاننا

{1}......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کے حقوق کو منافق ہی ہلکا جانے گا: (۱) جسے اسلام میں بڑھاپا آیا (۲) عالمِ دین اور (۳) انصاف پسند بادشاہ۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۱۹، ج۸، ص۲۰۲)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے علماء (کے حقوق) نہ پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۸۱۹، ج۸، ص۴۱۲)

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة السیان، الحدیث: ۱۹۲۰، ص۱۸۴۵)

{4}......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علم سیکھو، علم کے لئے سکینہ (یعنی اطمینان) اور وقار سیکھو اور جس سے علم سیکھو اس کے لئے تواضع اور عاجزی بھی کرو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۱۸۴، ج۴، ص۳۴۲)

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی''خدایا! میں وہ زمانہ نہ پاؤں یا (اے میرے صحابہ) تم وہ زمانہ نہ پاؤ کہ جس میں عالم کی پیروی اور حلیم (یعنی بردبار) سے حیا نہ کی جائے گی، اس زمانے کے لوگوں کے دل عجمیوں کے اور زبان عربوں کی ہوگی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۹۴۲، ج۸، ص۴۴۳)

{6}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے۔'' (المستدرک، کتاب الایمان، باب البرکة مع الاکابر، الحدیث: ۲۱۸، ج۱، ص۲۳۸)

{7}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۲۳۲۹، ج۱، ص۵۵۴)

{8}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة السیان، الحدیث: ۱۹۲۰، ص۱۸۴۵)

تنبیہ:

مندرجہ بالا احادیث کے ظاہر کے اعتبار سے اسے گناہِ کبیرہ کہا گیا ہے اور یہ قیاس کے طور پر بعید بھی نہیں اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ جس طرح انہوں نے غیبت کے معاملہ میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اور دیگر لوگوں میں تفریق کی ہے اسی طرح استخفاف یعنی حقوق کے ہلکا جاننے کے معاملہ میں بھی ان میں فرق ہے، عنقریب اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کو ایذا دینے کے بیان میں اس بارے میں صریح احادیث آئیں گی کیونکہ وہ حقیقتاً باعمل علماء ہی ہیں۔

{9}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۷۵۶، ج۹، ص۱۵۱)

{10}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے اور رشد وہدایت الہام فرما دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۶۸۸۰، ج۶، ص۲۳، بدون ''ألهمه رشده'')

{11}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں

غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث:۴۷۹، ج۱، ص۴۲۵)

{12}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور تمہارے دین کا بہترین عمل پرہیز گاری ہے، جو شخص کسی راستے پر علم کی تلاش میں نکلتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے، بے شک فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، عالمِ دین کے لئے زمین وآسمان والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چاند کو دیگر ستاروں پر ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه......الخ، الحدیث:۲۶۸۲، ص۱۹۲۲)

(المستدرک، کتا ب العلم، باب فضل العلم ......الخ، الحدیث:۳۲۰، ج۱، ص۳۸۳)

{13}......حضرت سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''طالبِ علم کو مرحبا(یعنی کشادہ دلی سے خوش آمدید)! بے شک طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، پھر وہ طالب علم سے طلبِ علم کی وجہ سے محبت کرتے ہوئے قطار در قطار آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۷۳۴۷، ج۸، ص۵۴)

{14}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے ابوذر! تیرا صبح کے وقت کتاب **اللہ** عزوجل کی ایک آیت سیکھنے کے لئے نکلنا تیرے لئے 100 رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے اور تیرا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا خواہ تو اس پر عمل کرے یا نہ کرے تیرے لئے 1000 رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة ، باب ثواب معلم الناس خیرا، الحدیث:۲۱۹، ص۲۴۹۰)

{15}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دنیا ملعون ہے اور **اللہ** عزوجل کے ذکر، اس کے ولی یعنی دوست اور دینی علم پڑھنے اور پڑھانے والے کے سوا اس کی ہر چیز بھی ملعون ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد ، باب مثل الدنیا، الحدیث:۴۱۱۲، ص۲۷۲۷)

{16}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''موت کے بعد مؤمن کو اس کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) اس کا وہ علم جو اس نے پھیلایا (۲) نیک بچہ چھوڑ کر مرا

(۳)مصحف یعنی قرآن کریم جسے ورثہ میں چھوڑا (۴)مسجد بنائی (۵)مسافر کے لئے مکان بنادیا (۶)نہر جاری کر دی اور (۷)اپنی زندگی اور صحت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ نکالا جو اُسے موت کے بعد بھی ملتا رہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب ثواب معلم الناس خيرا،الحديث:۲۴۲،ص۲۴۹۲)

{17}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اپنے بعد جو بہترین چیزیں چھوڑتا ہے وہ یہ 3 چیزیں ہیں: (۱) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا اجرا سے ملتا رہے اور (۳) وہ علم جس پر اس کے بعد بھی عمل کیا جاتا رہے۔'' (المرجع السابق، الحديث: ۲۴۱،ص۲۴۹۲)

{18}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس اُمت کے علماء دو طرح کے فرد ہیں: (۱)وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے لوگوں کے لئے خرچ کیا اور اس کے عوض نہ تو کوئی خواہش پوری کی اور نہ ہی اس کے بدلے مال خریدا، یہی وہ شخص ہے جس کے لئے سمندر کی مچھلیاں، خشکی کے جانور اور فضاء میں پرندے استغفار کرتے ہیں (۲) وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے **اللہ** عزوجل کے بندوں سے چھپایا، اس کے ذریعے خواہش پوری کی اور مال خریدا، یہی وہ شخص ہے جسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی اور ایک منادی ندا دے گا: ''یہ وہ شخص ہے جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے **اللہ** عزوجل کے بندوں سے چھپالیا اور اس کے ذریعے خواہشات پوری کیں اور مال خریدا۔'' اُس کے حساب سے فارغ ہونے تک یہی نداء ہوتی رہے گی۔'' (المعجم الاوسط، الحديث: ۷۱۸۷،ج۵، ص۲۳۷)

{19}......سیِّدُ الْمبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فضیلت مجھے تمہارے ادنیٰ شخص پر حاصل ہے، اور بے شک **اللہ** عزوجل، اس کے فرشتے اور زمین وآسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو خیر سکھانے والے کی بھلائی کی خواہاں رہتی ہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة،الحديث:۲۶۸۵،ص۱۹۲۲)

{20}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ارشاد فرمائے گا: میں نے اپنا علم اور حلم تمہیں اسی لئے دیا تھا کہ میں تمہاری خطائیں معاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'' (الآلئ المصنوعة، کتاب العلم، ج۱،ص۲۰۲،مفهومًا)

اس حدیث پاک میں علم اور حلم کی **اللہ** عزوجل کی طرف اضافت ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے باعمل اور مخلص ہونے کی صراحت کرتی ہے۔

{21}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علم دو طرح کے ہیں، وہ علم جو دل میں

ہواور یہی علم نافع ہوتا ہے، جبکہ وہ علم جو زبان پر ہے وہی آدمی پر **اللہ** عزوجل کی حجت ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترغیب الرحلة فی طلب العلم، الحدیث: ۱۴۰، ج ۱، ص ۴)

{22}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد کی طرف جائے اسے کامل حج کرنے والے جیسا ثواب ملے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۷۳، ج ۸، ص ۹۴)

{23}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو علم کی تلاش میں نکلا وہ واپس لوٹنے تک **اللہ** عزوجل کی راہ میں ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، الحدیث: ۲۶۴۷، ص ۱۹۱۸)

{24}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے لئے علم سیکھنے نکلتا ہے **اللہ** عزوجل اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور ملائکہ اس کے لئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، مزید ارشاد فرمایا: ''عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے چھوٹے ستارے پر۔'' (شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۹۹، ج ۲، ص ۲۶۳)

{25}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۳۶۴۱، ص ۱۴۹۳)

{26}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جس کا ازالہ نہیں ہوسکتا اور یہ ایسا خلا ہے جسے پر نہیں کیا جاسکتا گویا وہ ایک ستارہ تھا جو ماند پڑ گیا اور ایک قبیلے کی موت عالمِ دین کی موت سے زیادہ ہلکی ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۹۹، ج ۲، ص ۲۶۴، تقدما تأخرا)

{27}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس شخص کو خوشحال رکھے جس نے میرا کلام سنا پھر اسے یاد کرلیا اور جیسا سنا تھا ویسا ہی آگے پہنچایا کیونکہ بسا اوقات علم کے حامل کچھ افراد اپنے سے زیادہ فقیہ لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں اور بسا اوقات علم کے حامل کچھ افراد فقیہ نہیں ہوتے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب من بلغ علماء، الحدیث: ۲۳۶، ص ۲۴۹۱، تقدما تأخرا)

{28}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: (۱) **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا، (۲) حکمران کی خیر خواہی اور (۳) جماعت کا لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دُعا رائیگاں نہیں جاتی۔'' (المستدرک، کتاب العلم، الحدیث: ۳۰۲، ج ۱، ص ۲۷۴، بتقلیلٍ)

{29}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ان کی دعا ان کے بعد والوں کی حفاظت کرتی ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۵۴۱،ج۲،ص۱۲۶)

{30}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی نیت دنیا (کی طلب) ہو **اللہ** عزوجل اس کے کام منتشر کر دیتا ہے اور اس کی تنگدستی اس کے سامنے کر دیتا ہے حالانکہ اسے دنیا سے وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے، اور جس کی نیت آخرت (کی طلب) ہو **اللہ** عزوجل اس کے کام یکجا فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب الزهد ، باب الهم بالدنیا ،الحدیث: ۴۱۰۵،ص۲۷۲۶)

{31}...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کی اسے اس پر عمل کرنے والے جتنا ثواب ملے گا۔''

(جامع الترمذی ، ابواب العلم،باب ماجاء فی ان الدال علی الخیر......الخ،الحدیث: ۲۶۷۱،ص۱۹۲۱)

{32}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی طرح ہے اور **اللہ** عزوجل مصیبت زدہ کی مدد کو پسند فرماتا ہے۔''

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۴۲۸۰،ج۳،ص۵۲)

{33}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہدایت کی طرف بلایا اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں جتنا ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(صحیح مسلم،کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة......الخ،الحدیث: ۶۸۰۴،ص۱۱۴۴)

کبیرہ نمبر48/49: **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ (پ۲۴،الزمر:۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا کہ ان کے منہ کالے ہیں۔

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں گے تو یہ کام کریں گے اور اگر چاہیں گے تو نہیں کریں گے۔''

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب الی......الخ، الحدیث: ۱۱۰، ص ۱۲)

اس حدیثِ مبارکہ کی بہت سی صحیح اسناد ہیں جو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں کیونکہ اس کا معنی قطعی طور پر ثابت ہے اس لئے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف کوئی بات منسوب کرنے والے نے اگر جھوٹ نہ بولا تب تو واضح ہے کہ وہ سچا ہے، ورنہ بے شک اس نے دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھا اور اس وعید کا مستحق ٹھہرا۔

{2}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔''

(صحیح مسلم، مقدمة الکتاب، للامام مسلم، باب وجوب الروایة......الخ، ص ۶۷۴)

{3}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے جیسا نہیں، لہٰذا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(المرجع السابق، باب تغلیظ الکذب......الخ، الحدیث: ۵، ص ۶۷۴)

{4}......ایک مرتبہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی ''اے **اللہ** عزوجل! میرے خلفاء پر رحم فرما۔'' ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو بھی سکھائیں گے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۸۴۶، ج۴، ص ۲۳۹)

{5}......شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۷، ج ۲۲، ص ۹۸)

{6}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی قوم **اللہ** عزوجل کی کتاب لکھنے اور اس کا آپس میں تکرار کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے تو وہ **اللہ** عزوجل کی مہمان ہوتی ہے اور فرشتے انہیں ان کے

اٹھنے یا دوسری بات میں مشغول ہونے تک ڈھانپے رہتے ہیں۔ جو عالم موت کے خوف سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے یا ضائع ہو جانے کے خوف سے علم کو لکھ لیتا ہے تو وہ **اللہ** عزوجل کی راہ میں آمد و رفت رکھنے والے کی طرح ہے اور جس کا عمل اسے سست کر دے اس کا نسب اسے تیز نہیں کر سکتا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۸۴۴، ج ۲۲، ص ۳۳۷، عالم بدلہ"عبد")

{7}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے تو 3 اعمال کے علاوہ اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے اور (۳) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان......الخ، الحدیث:۴۲۲۳، ص ۹۶۳)

تنبیہ:

ان دونوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی وہ صراحت ہے جو ان کے کلام سے ظاہر ہے بلکہ شیخ ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا **کفر** ہے۔'' جبکہ بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ **اللہ** عزوجل یا اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا ایسا کفر ہے، جو انسان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور بلاشبہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دینے میں **اللہ** عزوجل یا اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا کفرِ محض ہے، جبکہ ہمارا کلام تو حرام کو حلال یا حلال کو حرام ٹھہرانے کے علاوہ معاملہ میں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنے کے بارے میں ہے۔

حضرت سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت سی احادیثِ مبارکہ میں یہ وعید آئی ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ مبارکہ حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے۔''

سیدنا بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ مبارکہ کو تقریباً 40 صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے۔'' علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ مبارکہ حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے، 80 کے لگ بھگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔''

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیثِ پاک کی اسناد کو ایک ضخیم جلد میں جمع کیا اور ارشاد فرمایا: ''70 سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان اس حدیث کے راوی ہیں۔'' اور پھر ان کے راویوں میں عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ 9 صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء ذکر فرمائے، طبرانی اور ابن مندہ نے اس کے راویوں کو 87 تک پہنچایا جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

کبیرہ نمبر 50:

برا طریقہ رائج کرنا

{1}......حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت تھے کہ ایک برہنہ قوم حاضر ہوئی، انہوں نے صرف اُون کی دھاری دار چادریں (یعنی ان چادروں کو سر کی جگہ سے کاٹ کر بطورِ لباس اوڑھا ہوا تھا) یا پھر عبائیں پہن رکھی تھیں، وہ سب کے سب بنی مضر سے تھے اور انہوں نے گلے میں تلواریں لٹکا رکھی تھیں، ان کی فاقہ زدہ حالت دیکھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ اقدس متغیر ہوگیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دولت کدہ میں تشریف لے گئے، پھر جب باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے اذان دی اور اقامت پڑھی، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۝ (پ۴، النسآء:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اور سورہ حشر کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (پ۲۸، الحشر:۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔

پھر ارشاد فرمایا: ''کوئی دینار، درہم، لباس اور گندم اور کھجوروں کے صاع میں سے صدقہ دے۔'' یہاں تک کہ فرمایا: ''اگرچہ ایک کھجور ہی صدقہ کرے۔'' تو ایک انصاری ایک تھیلا لے کر حاضر ہوا، اس کا ہاتھ اسے اٹھا نہیں پا رہا تھا بلکہ وہ اسے

اٹھانے سے عاجز تھا، پھر لوگ لگاتار آنے لگے یہاں تک کہ میں نے لباس اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور دیکھا کہ سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ مبارک ایسے چمک اٹھا جیسے تیل لگا دیا گیا ہو (یعنی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو یہ دونوں خوشی اور سرور کی شدت کی طرف اشارہ ہیں) پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا، اس کے لئے اسے رائج کرنے اور اپنے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ ہوگا، جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس طریقہ کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۲۳۵۱، ص۸۳۸)

{2}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر وہ رائج ہو گیا تو اس کے لئے اس کا اپنا اجر اور اس طریقے کی پیروی کرنے والوں کا اجر بھی ہے، نیز ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے برا طریقہ جاری کیا پھر وہ رائج ہو گیا تو اس پر اپنا گناہ تو ہے ہی (ساتھ ہی ساتھ) اس طریقے کی پیروی کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا، نیز ان پیروی کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فیمن سن خیراً......الخ، الحدیث: ۷۷۰، ج۱، ص۴۰۹)

{3}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کی زندگی اور موت کے بعد جب تک اس طریقے پر عمل کیا جاتا رہے گا اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا، اور جس نے برا طریقہ جاری کیا جب تک اسے چھوڑ نہ دیا جائے اسے اس کا گناہ ملتا رہے گا، اور جو جہاد کرتے ہوئے مرے گا قیامت کے دن اٹھنے تک اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۸۴، ج۲۲، ص۷۴)

{4}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میرے (وصال ظاہری کے) بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا تو اسے اس سنت پر عمل کرنے والوں کی مثل ثواب ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے گمراہی والی بدعت ایجاد کی جس سے **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم راضی نہیں تو اسے اس پر عمل کرنے والوں جتنا گناہ ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ......الخ، الحدیث: ۲۶۷۷، ص۱۹۲۱)

{5}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی شے کی طرف دعوت دی اسے قیامت کے دن اس کی دی ہوئی دعوت کے ساتھ اتنی دیر کھڑا کیا جائے گا جتنی دیر اس نے وہ دعوت دی ہوگی اگرچہ ایک شخص نے

ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب السنة ، باب من سنة سنة حسنة......الخ،الحديث: ۲۰۸،ص ۲۴۹۰)

{6}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''یہ بھلائی کے کام (آخرت کے) خزانے ہیں اوران خزانوں کی کچھ کنجیاں بھی ہیں، لہٰذا خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جسے **اللہ** عزوجل اچھائی و بھلائی کی کنجی اور برائی وشر کا تالا بنادے اور ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جسے **اللہ** عزوجل نے برائی کی کنجی اور بھلائی کا تالا بنادیا ہو۔''

(المرجع السابق،باب من كان مفتاحاًللخير،الحديث: ۲۳۸،ص ۲۴۹۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو ان احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ سخت وعید کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور وہ وعید گناہوں کا دُگنا ہونا ہے۔ جو کہ عذاب کے اضافے کا سبب ہے، یہ اضافہ اتنا زیادہ ہوگا کہ حساب اسے شمار میں لانے سے عاجز ہوگا۔

سوال: اگر وہ رائج کردہ معصیت کبیرہ ہو تو بھی اسے کبیرہ گناہ کہنا درست نہیں، اور اگر کبیرہ نہ ہو تو اسے کبیرہ گناہ کہنا اِشکال میں ڈالتا ہے۔

جواب: اسے کبیرہ گناہ پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا کہ اگر اس نے صغیرہ گناہ رائج کیا تو اس کے کبیرہ ہونے میں کوئی اِشکال نہیں کیونکہ جب اس نے غیر کے لئے اس گناہ کو رائج کیا اور پھر اس میں اس کی پیروی بھی کی گئی تو یہ زیادہ برا ہوگیا اور اس کی سزا بھی دُگنی ہوگئی، اس بناء پر وہ کبیرہ گناہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگیا کیونکہ کبیرہ کا گناہ تو اس سے فارغ ہونے پر ختم ہوجاتا ہے لیکن اس طرح رائج کردہ گناہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ ان دونوں صورتوں میں بہت فرق ہے، پھر میں نے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ انہوں نے دین میں نئی بات کا اضافہ کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور اس صحیح حدیثِ پاک سے استدلال کیا کہ

{7}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے (دین میں) کوئی نئی بات ایجاد کی **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔''

ابن قیم[1] سے منقول ہے:''یہ لعنت اسی ایجاد شدہ بات کے مختلف ہونے سے مختلف ہوجاتی ہے، جب وہ بات بڑی ہو

---

[1]: ابن قیم ابن تیمیہ کا شاگردِ خاص تھا، ان دونوں کے بارے میں امام حافظ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں: ''ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ وغیرہ کی کتابوں میں جو کچھ خرافات ہیں ان سے خود کو بچا کر رکھنا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ عزوجل نے جان کر ان کو گمراہیت میں چھوڑ دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مُہر لگادی اور......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......)

تو گناہ بھی بڑا ہو جائے گا۔''

سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں یہ حدیث، ''جس نے گمراہی کی دعوت دی یا برا طریقہ رائج کیا'' بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔اوراس میں ہماری بیان کردہ تفصیل کی تصریح موجود ہے۔

کبیرہ نمبر 51: سنّت چھوڑ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک فرض نماز اپنے بعد والی فرض نماز کے درمیان کے گناہوں کے لئے، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک (ماہ) رمضان اگلے (ماہ) رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' پھراس کے بعد ارشاد فرمایا: ''مگر یہ اعمال تین گناہوں کو نہیں مٹاتے، وہ گناہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) عہد توڑ دینا اور (۳) سنت چھوڑنا۔'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! شرک کو تو ہم نے جان لیا، عہد توڑنے اور سنت چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عہد توڑنے سے مراد ہے کہ تم دائیں ہاتھ سے کسی کی بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کرکے اپنی تلوار سے اسے قتل کردو اور سنت چھوڑنے سے مراد جماعت سے نکلنا ہے۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب الصلوۃ المکتوبۃ......الخ، الحدیث: ۴۲۰، ج ۱، ص ۲۳)

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ مبارکہ امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اگرچہ شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا اور ابو داؤد اور احمد کی یہ روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ،

{2}......نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ایک بالشت بھر جماعت کو چھوڑا بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخوارج، الحدیث: ۴۷۵۸، ص ۱۵۷۳)

(...بقیہ حاشیہ) ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ عزوجل کے سوا کون ہے جو ان کو ہدایت دے اور (افسوس) کیسے ان بے دینوں نے اللہ عزوجل کی حدود سے تجاوز کیا اور بدعتوں میں اضافہ کیا اور شریعت وحقیقت کی دیوار میں سوراخ کردیا۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم اپنے رب (عزوجل) کی طرف سے ہدایت پر ہیں جبکہ وہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو شدید گمراہی وگھٹیا عادات سے متصف ہیں اور انتہائی سخت سزا وخسارے کے مستحق ہیں اور انہوں نے جھوٹ و بہتان کی اِنتہا کردی، اللہ عزوجل ان کے پیروکاروں کو ذلیل ورسوا کرے اور ان جیسوں کے وجود سے زمین کو پاک کرے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

(فتاوٰی الحدیثیہ، ص ۲۷۱)

حضرت جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد بدعت کے پیروکار ہیں، **اللہ** عزوجل ہمیں اس سے عافیت عطا فرمائے۔'' آمین

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کوئی نیا کام ایجاد کیا **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل مدینہ،باب حرم المدینۃ، الحدیث:۱۸۶۷،ص۱۴۶،تقدماو تأخر)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ شخص ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل اور ہر مستجاب الدعوات نبی لعنت فرماتا ہے: (۱) **اللہ** عزوجل کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (۲) **اللہ** عزوجل کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری اُمت پر اس لئے زبردستی طاقت کے ذریعے مسلّط ہو جانے والا تاکہ جنہیں **اللہ** عزوجل نے معزز کیا انہیں ذلیل کرے اور جنہیں **اللہ** عزوجل نے رسوا کیا ہے انہیں معزز بنائے (۴) **اللہ** عزوجل کی حرمت کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میری اولاد کے معاملہ میں اس چیز کو حلال سمجھنے والا جسے **اللہ** عزوجل نے حرام کیا (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر، سورۃ واللیل اذا یغشی،باب ستۃ لعنھم اللہ ......الخ،الحدیث: ۳۹۹۶،ج۳،ص۵

{5}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، الحدیث: ۵۰۶۳،ص۴۳۸)

{6}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اُمت اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کر لیتی ہے، وہ اس جیسی سنت کو ضائع کر بیٹھتی ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۷۸،ج۱۸،ص۹۹

{7}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آسمان کے سائے تلے نہیں کوئی ایسا معبود پوجا جاتا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک پیروی کی جانے والی نفسانی خواہش سے (گناہ کے اعتبار سے) بڑا ہو۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۷۵۰۲،ج۸،ص۱۰۳

تنبیہ:

شیخ الاسلام صلاح علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قواعد میں جو صراحت کی ہے اس کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، جبکہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبیرہ گناہوں کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''سولہواں کبیرہ گناہ بدعت ہے اور ترکِ سنت سے بھی یہی مراد ہے

سنت چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟

سنت سے مراد وہی طریقہ ہے جس پر اہلِ سنت و جماعت کے دو جلیل القدر امام حضرت سیدنا ابوالحسن اشعری اور ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، اور بدعت وہ ہے جس طریقہ پر ان دو (اماموں) اور ان کے تمام پیروکاروں کے اعتقاد کے مخالف بدعتی فرقوں میں سے کوئی فرقہ ہے اور بدعتیوں کی مذمت میں بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں۔

بدعتیوں کی مذمت

{8}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے اس معاملہ (یعنی اسلام) میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام باطلة......الخ، الحدیث: ۴۴۹۲، ص ۹۸۲)

{9}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خطبہ میں اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''سب سے اچھی بات **اللہ** عزوجل کی کتاب اور سب سے بہتر ہدایت محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہدایت ہے اور سب سے برے کام نئے پیدا ہونے والے امور ہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة ......الخ، الحدیث: ۲۰۰۵، ص ۸۱۳)

{10}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر تمہارے سینوں اور شرم گاہوں کی ہلاکت خیز خواہشوں اور گمراہ کر دینے والی خواہشات کا خوف ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۹۷۹۴، ج۷، ص ۱۸۱)

{11}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نئے پیدا ہونے والے امور سے بچتے رہو کیونکہ ہر نیا کام گمراہی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، الحدیث: ۴۶۰۷، ص ۱۵۶۱)

{12}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ہر بدعتی کی توبہ کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس بدعت کو چھوڑ دے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۰۲، ج۳، ص ۱۶۵)

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب اجتناب البدع......الخ، الحدیث: ۵۰، ص ۲۴۸۰)

{13}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک بدعتی اپنی بدعت چھوڑ نہیں دیتا **اللہ** عزوجل اس کا عمل قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب اجتناب البدع والجدل، الحدیث: ۵۰، ص ۲۴۸۰)

{14 }......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اَللّٰہ** عزوجل نہ تو کسی بدعتی کا روزہ، حج، عمرہ اور جہاد قبول کرتا ہے اور نہ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول فرماتا ہے بدعتی اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکلتا ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۴۹)

{15 }......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک میں تمہارے درمیان ایسی روشن شریعت چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جس کی راتیں دن کی طرح روشن ہیں، اس سے وہی بھٹکے گا جو ہلاکت میں مبتلا ہوگا۔''

(السنۃ لابن ابی عاصم،باب ذکرقول النبی علیہ السلام ترکتکم علی مثل البیضاء،الحدیث: ۴۸،ص ۱۸)

{16 }......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہر عمل کا جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کی ایک اِنتہاء ہوتی ہے، تو جس کی اِنتہا میری سنت کی طرف ہوگی وہ ہدایت یافتہ ہوگا، اور جس کی اِنتہا دوسری جانب ہوگی تو وہ ہلاک ہوگا۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث: ۶۹۷۶،ج ۲،ص ۶۶۱ بتغیرٍقلیل)

{17 }......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''میں اپنی اُمت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں: (۱) عالم کے پھسلنے سے، (۲) نفسانی خواہش کی پیروی سے اور (۳) ظالم بادشاہ سے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۴،ج ۱۷،ص ۱۷)

{18 }......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قصہ گو کے ہاں تشریف لائے اور اسے (سرزنش کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:''تو نے گمراہی والی بدعت ایجاد کر لی ہے، کیا تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟'' یہ سن کر لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے اور اس قصہ گو کے پاس کوئی شخص باقی نہ بچا۔

(المعجم الکبیر،الحدیث:۸۶۳۷،ج ۹،ص ۱۲۷،۱۲۸،بتغیرٍقلیل)

یہ روایت اس بات پر محمول ہے کہ وہ قصہ گو شخص اپنے قصوں میں ایسی باتیں سناتا تھا جو جھوٹی اور مَن گھڑت روایات پر مبنی ہوتی تھیں، کیونکہ وہ قصے جن میں **اللہ** عزوجل، اس کی آیات اور نشانیوں کا تذکرہ ہو، نیز وہ **اللہ** عزوجل کے شایانِ شان اس کی پہچان کا باعث بنیں یا پھر عوام الناس کی تعلیم ان سے مقصود ہو تو وہ ناجائز نہیں بلکہ ایک افضل عبادت کا درجہ رکھتے ہیں۔

کبیرہ نمبر52:

تقدیر کو جُھٹلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ اس بات کا انکار کرنا کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے بندے پر خیر اور شر مقدر فرما دیئے ہیں، جیسا کہ معتزلہ کا گمان ہے۔ **اللہ** عزوجل معتزلہ پر لعنت فرمائے کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے۔ چونکہ یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں اس لئے ان کا نام **قَدْرِیَہ** رکھ دیا گیا ان کا کہنا تھا: ''اس نام کے اصل حقدار وہ لوگ ہیں جو تقدیر کو **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب کرتے ہیں۔'' آئندہ آنے والی صریح احادیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال ان کے اس فاسد گمان کا رد کرتے ہیں اور حجت اسی میں ہے ان فاسد عقلوں میں نہیں جنہوں نے اسے ان نصوص کی طرف منسوب کیا اور محض اپنے باطل تخیّلات کی بناء پر قرآن وحدیث کی صریح نصوص کو اپنی گندی اور بری عادت کے مطابق چھوڑ دیا جیسے منکر نکیر کے سوال کا انکار، عذاب قبر، پل صراط، میزان، حوضِ کوثر اور آخرت میں سر کی آنکھ سے دیدارِ الٰہی عزوجل وغیرہ ان چیزوں کا انکار جو کہ بلاشبہ صحیح بلکہ متواتر احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہیں، **اللہ** عزوجل انہیں برباد فرمائے کہ وہ سنتِ مبارکہ اور اپنے اس نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شان سے کتنے بے خبر ہیں جس کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝ (پ۲۷، النجم: ۳۔۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اور ان کے خلاف ہماری دلیل **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ (پ۲۷، القمر: ۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

شانِ نزول:

اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آیت مبارکہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کی تائید یہ روایت بھی کرتی ہے:

{1}......اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ کفارِ مکہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر تقدیر کے بارے میں جھگڑنے لگے تو یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں:

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ (پ۲۷، القمر: ۴۷۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں جس دن آگ میں اپنے مونھوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

(تفسیر الطبری، سورۃ القمر، تحت الآیۃ: ۴۶، ج ۱۱، ص ۵۶۹، ملخصًا)

قَدْرِیَہ ہی وہ مجرم ہیں جن کا ذکر **اللہ** عزوجل نے مذکورہ آیتِ مبارکہ میں کیا ہے، اسی طرح وہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جو ان کے طریقہ پر ہیں اگرچہ کامل طور پر تقدیر کے منکر نہیں جیسے معتزلہ وغیرہ۔

{2}......بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آیتِ مبارکہ کے نزول کا سبب یہ بیان کیا ہے: ''نجران کے ایک پادری نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کا خیال ہے کہ ہر گناہ تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ **اللہ** عزوجل کے مخالف ہو۔'' اس پر یہی آیتِ مبارکہ: ''اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ......اِلٰی آخر الآیۃ'' نازل ہوئی۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ القمر، تحت الآیۃ: ۴۹، ص ۱۰۹)

{3}......صحیح حدیث پاک میں ہے: ''**اللہ** عزوجل نے زمین وآسمان پیدا فرمانے سے پچاس ہزار 50,000 سال پہلے ہی ساری مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی، الحدیث: ۶۷۴۸، ص ۱۱۴۰)

{4}......حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے **اللہ** عزوجل کے کرم سے اُس کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جو کہتے تھے: ''ہر شئے **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہوتی ہے۔'' اور میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر شے **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عجز اور دوراندیشی یا عقل مندی اور عجز بھی۔'' (المرجع السابق، باب کل شئی بقدر، الحدیث: ۶۷۵۱)

{5}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے **اللہ** عزوجل پر ایمان نہیں لا سکتا: (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دے (۲) اس بات کی گواہی دے کہ میں **اللہ** عزوجل کا رسول ہوں، **اللہ** عزوجل نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (۳) موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لائے اور (۴) تقدیر کو مانے۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء ان الایمان بالقدر......الخ، الحدیث: ۲۱۴۵، ص ۱۸۶۷)

{6}......ایک اور روایت میں ہے: ''اچھی بری تقدیر کو مانے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۴۴)

مسلم شریف کی گذشتہ روایت جس میں ہے: ''ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عجز اور دانائی بھی۔'' اہلِ سنت کے مذہب پر صریح دلیل ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کل شئی بقدر، الحدیث: ۶۷۵۱، ص ۱۱۴۰)

{7}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ افراد ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل اور ہر مستجاب الدعوات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لعنت فرماتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تقدیرِ الٰہی کو جھٹلانے والا (۲) کتاب **اللہ** عزوجل میں اضافہ کرنے والا (۳) **اللہ** عزوجل کے معزز کردہ لوگوں کو ذلیل کرنے کے لئے زبردستی حاکم بن جانے والا (۴) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا (۵) میری اولاد کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل کے حرام کئے ہوئے (قتلِ ناحق) کو حلال سمجھنے والا اور (۶) میری سنت کا تارک۔'' (صحیح ابن حبان، باب اللعن، ذکر لعن المصطفیٰ ......الخ، الحدیث: ۵۷۱۹، ج۷، ص ۵۰۱، بتغیر قلیل)

فرقۂ قدریہ کی پہچان اور ان کی مذمت

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ **جَبرِیہ** فرقے کا کہنا ہے: ''جو یہ کہے کہ نیکی اور گناہ میرے اپنے فعل سے ہے وہ **قدری** ہے کیونکہ وہ تقدیر کا منکر ہے۔'' جبکہ **معتزلہ** کا کہنا ہے: ''**جَبرِیہ** فرقہ ہی **قدری** ہے کیونکہ اس فرقے کا کہنا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے مجھ پر خیر وشر مقدر فرمایا ہے، تو چونکہ یہ تقدیر کو ثابت کرتا ہے لہٰذا یہ **قدری** ہے۔'' جبکہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں: ''جو سُنّی اس بات کا قائل ہو کہ افعال **اللہ** عزوجل کی مخلوق ہیں جبکہ کسب بندے کی جانب سے ہوتا ہے وہ **قدری** نہیں۔'' (سنن ابن ماجة، کتاب السنة، باب من کان مفتاحاللخیر، الحدیث: ۲۳۸، ص ۲۴۹۲)

اگر یہ بات درست ہو تو اس میں جہنم کی طرف جاتے ہوئے **معتزلہ** کے علمبردار علامہ زمخشری کا بھی رد ہے کہ جس نے اپنے گمان میں بہت سے مقامات پر کہا ہے: ''**قَدْرِیَہ** ہی اہلسنت ہیں۔'' حالانکہ یہ اس کی کذب بیانی اور **اللہ** عزوجل وسیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور ان کے صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر بہتان ہے، اور اسے اس بہتان پر اس کے خبیث عقیدے اور عقل کی خرابی نے ہی ابھارا ہے، لہٰذا یہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر یہ آیاتِ مبارکہ پڑھی جائیں:

{۱}

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً (پ۵، النسآء: ۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔

{۲}

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (پ۱، البقرۃ: ۱۰۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔

{ ٣ }

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ج فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ٥ فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِہٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ ط وَکَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا ٥ (پ۵،النسآء:۵۴-۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے منہ پھیرا اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ۔

سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حق یہ ہے کہ **قدری** اس شخص کو کہتے ہیں جو تقدیر کا انکار کرتا ہو اور حوادث کو ستاروں کے اتصال کی طرف منسوب کرے، کیونکہ قریش کے بارے میں مروی ہے کہ وہ تقدیر میں جھگڑتے تھے اور ان کا مذہب یہ تھا کہ **اللہ** عزوجل نے بندے کو اطاعت اور معصیت پر قدرت دی ہے، لہٰذا وہ مخلوق میں یہ صلاحیتیں پیدا کرنے پر قادر ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے پر بھی قادر ہے، اسی لئے انہوں نے محتاجوں کو کھانا کھلانے کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل کی قدرت کا انکار کرتے ہوئے یہ کہا تھا:

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطْعَمَہٗٓ ق (پ۲۳،یٰسٓ:۴۷) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا۔

{8}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**قَدْرِیَہ** اس اُمت کے مجوسی ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۱، ص۱۵۶۷)

اس حدیثِ پاک میں اگر اُمت سے مراد **اُمّتِ دعوت** ہے تو اس سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری کے مشرکین ہیں جو حوادث پر **اللہ** عزوجل کی قدرت کے منکر تھے۔ اس صورت میں **معتزلہ** اس میں داخل نہ ہوں گے، اور اگر اس سے **اُمتِ اجابت** مراد ہے تو اس صورت میں **قَدْرِیَہ** کی اس اُمت کی طرف نسبت اسی طرح ہے جیسے پچھلی اُمتوں کی طرف مجوس کی نسبت ہے، کیونکہ شبہ کے اعتبار سے یہ تمام اُمتوں میں کمزور اور عقل کی مخالفت کے اعتبار سے سب سے سخت ہیں۔ اسی طرح اس اُمت میں قَدْرِیَہ اور ان کا مجوسی ہونا ان کے کفر پر جزم کو ختم نہیں کرتا، لہٰذا حق یہ ہے: ''**قدری** اسی کو کہتے ہیں جو **اللہ** عزوجل کی قدرت کا انکار کرتا ہے۔''

اللہ عزوجل کا فرمان کُل اشتغال کی بناء پر منصوب ہے اور قراءتِ شاذ میں اسے رفع کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے مگر چونکہ یہ ایسی چیز کا وہم پیدا کرتا ہے جو اہلِ سنت کے نزدیک جائز نہیں لہٰذا اسے مرفوع پڑھنا مردود ہے، کیونکہ (رفع دینے کی صورت

یں) کل مبتدا ہے اور خلقنٰہ اس کی یا شیء کی صفت ہے، اور بقدر اس کی خبر ہے یعنی کل شیء، **خلق** کے ساتھ موصوف ہے اور **خلق** اپنی ماہیت اور زمانہ میں تقدیر سے متصف ہے۔

اس صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو چیز **اللہ** عزوجل کی پیدا کردہ نہیں وہ تقدیر سے نہیں اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے کہ جو چیز **اللہ** عزوجل کی مخلوق نہیں وہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ دوسروں کی مخلوق ہے جیسے انسان اپنے افعال کا خالق ہے، جبکہ اسے منصوب پڑھنے کی صورت میں جو کہ مجمع علیہ ہے یہ **اللہ** عزوجل کے ہر شئے کو **خلق** فرمانے کے عموم کا افادہ کرتی ہے، کیونکہ تقدیر عبارت یہ ہے کہ ''انا خلقنا کل شی خلقناہ'' دوسرا ''خلقناہ'' پہلے خلقنا کی تفسیر اور تاکید ہے کسی شئے کی صفت نہیں، کیونکہ صفت موصوف سے ماقبل شئے میں عمل نہیں کرتی، اس لئے یہ کل کے نصب کو ختم نہیں کر سکتی، لہٰذا یہ بات متعین ہوگئی کہ اس کا ناصب یعنی نصب دینے والا پوشیدہ ہے، اور یہ کہ دوسرا خلقناہ پہلے کی تفسیر اور تاکید ہے، لہٰذا کل شیء اپنے تمام مخلوق کو شامل ہونے کے عموم پر باقی ہے اور بقدر حال ہے۔ یعنی ہم نے ہر چیز کو اس حال میں پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری تقدیر سے ملی ہوئی ہے یا اپنی ذات وصفات کی مقدار میں ہماری تقدیر سے ملی ہوئی ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا یہ آیتِ مبارکہ اہلِ سنت کے مذہب کے حق ہونے اور معتزلہ کے مذہب کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہے۔

یہاں پر حسبِ عادت رفع کی دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ سے علامہ زمخشری کے تعصب میں شدت پیدا نہیں ہوئی بخلاف اس قوم کے جس کا گمان ہے: ''اختیار سے مراد صناعت ہے۔'' بلکہ بعض کا گمان ہے: ''عربی میں یہی طریقہ ہے۔'' حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس سے فعل کا مطالبہ کیا جاتا ہے، لہٰذا صناعت کے اعتبار سے بھی نصب ہی مختار ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم یہاں مرفوع پڑھنا تسلیم کر بھی لیں تب بھی اس میں معتزلہ کے لئے کوئی دلیل نہیں کیونکہ **خلقناہ** جس طرح کل کا وصف ہونے کا احتمال رکھتا ہے اسی طرح خبر ہونے کا احتمال بھی رکھتا ہے، اور یہ دونوں خبریں ہیں تو یہ وہ افادات ہیں جو عموم کی صورت میں نصب کا فائدہ دیتے ہیں تو جب عموم اور غیرِ عموم کا احتمال پیدا ہو گیا تو اس بات پر دلالت نہ رہی اور عَلٰی سَبِیْلِ التَّنَزُّل اگر اسے صفت تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی امر کی غایت یہی ہوگی کہ اس سے وہی مفہوم حاصل ہوگا جسے معتزلہ اور اہلسنّت دونوں کے مذہب پر محمول کرنا ممکن ہے کیونکہ ہمارے نزدیک جو مخلوق نہیں وہ **اللہ** عزوجل کی ذات ہے، اور آیتِ مبارکہ کا یہی مفہوم ہے تو ایسی صورت میں اس بات پر کون سی دلیل ہے کہ اس آیت سے اس معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مفہوم یعنی سمجھا جاتا ہو؟ حالانکہ مفہوم کی دلالت تو نہایت ہی ضعیف ہوتی ہے کیونکہ جب ظنیات میں مفہوم کے حجت ہونے میں اختلاف ہے تو آپ کا قطعیات کے بارے میں کیا خیال ہے؟

علمِ عربی کے لطائف میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اس کی جلالت پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس آیت میں رفع اور نصب دونوں اعراب پڑھنے اور اگلی آیت یعنی کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الذُّبُرِ میں صرف رفع پڑھنے کی صورت میں کچھ دقیق معانی بھی سمجھا دیتا ہے کیونکہ اگر یہاں **کل** پر نصب پڑھا جائے تو معنی فاسد ہو جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں معنی یہ ہوگا: ''انہوں نے ہر وہ کام کیا جو صحیفوں میں ہے۔'' جو کہ خلاف واقع ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں بھی صحیفوں میں ہیں جو انہوں نے نہیں کیں جبکہ رفع کی صورت میں معنی یہ ہوگا: ''انہوں نے جو کام بھی کیا ہے وہ صحیفوں میں لکھ دیا گیا ہے۔'' جو کہ واقع کے عین مطابق ہے۔

اہلِ سنت کہتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے اشیأ کو مقدّر فرما دیا یعنی ان کی تقدیریں، ان کے احوال، زمانوں اور ان کے وجود میں آنے سے پہلے ان پر آنے والے احوال کو جان لیا، پھر اپنے سابقہ علم کی بناء پر انہیں وجود بخشا لہٰذا عالم علوی اور سفلی میں جو چیز بھی پیدا ہوگی فقط اس کے علم، قدرت اور ارادے ہی سے وجود میں آئے گی۔ اور ان انواع میں بندوں کے لئے کوئی کسب، محاولہ، اور نسبت و اضافت نہیں اور یہ تمام چیزیں تو مخلوق کو **اللہ** عزوجل کی طرف سے آسانی میسر کرنے، اس کی قدرت اور الہام سے حاصل ہوئی ہیں جیسا کہ کتاب و سنت اس پر دلالت کرتے ہیں، ایسا نہیں جیسا قدریہ وغیرہ افترأ کرتے ہیں کہ اعمال تو ہمارے ہاتھ میں ہیں جبکہ ان کا انجام غیر کے ہاتھ میں ہے۔

{9}......جب سیّدُ المبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم پر گناہ لکھ دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان کی وجہ سے عذاب بھی ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تم **اللہ** عزوجل کے مخالف ہوگے۔'' (تفسیر قرطبی، سورۃ القمر، تحت الآیت ۴۸، ج ۹، الجزء ۱۷، ص ۱۰۹)

{10}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی تقدیر کے منکر اس اُمت کے مجوسی ہیں، جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ اور جب ان سے ملو تو انہیں ہرگز سلام نہ کرو۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۹۲، ص ۲۴۸۳)

{11}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، وہ **مُرْجِئَه** اور **قَدْرِیَه** ہیں۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی الایمان، الحدیث: ۷۳، ص ۲۴۸۱)

مُرْجِئَه وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: ''ایمان کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جیسے کفر کی صورت میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔'' اور **قَدْرِیَه** کو **اللہ** عزوجل کا مخالف اس لئے کہا گیا کیونکہ وہ اس بات میں جھگڑتے ہیں کہ بندوں پر گناہ مقدّر

کر دینے کے بعد اس گناہ کے سبب انہیں عذاب دینا جائز نہیں۔

{12}......حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل قیامت کے دن مخلوق کو جمع (کرنے کا ارادہ) فرمائے گا تو ایک منادی کو اعلان کرنے کا حکم دے گا، وہ ایسی آواز سے اعلان کرے گا کہ جسے اگلے پچھلے سب سن لیں گے، وہ کہے گا: ''**اللہ** عزوجل کے مخالفین کہاں ہیں؟'' تو **قَدْرِیَہ** کھڑے ہوں گے، پھر انہیں جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا:

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ٥ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ٥ (پ۲۷، القمر: ۴۸۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

(تفسیر الخازن، سورۃ القمر، فصل فی سبب النزول، آیت، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ج۴، ص۲۰۶)

{13}......سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **معجم الاوسط** میں یہ روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے: ''قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا: ''**اللہ** عزوجل کے مخالفین کھڑے ہو جائیں اور وہ **قَدْرِیَہ** ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۵۱۰، ج۵، ص۳۹)

{14}......اسی لئے حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کوئی **قدری** اتنے روزے رکھے کہ سوکھ کر رسی کی طرح ہو جائے اور پھر اتنی نمازیں پڑھے کہ کمان کی طرح ٹیڑھا ہو جائے تب بھی **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا اور اس سے کہا جائے گا:

{۱}

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ٥ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ٥ (پ۲۷، القمر: ۴۸۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

{۲}

وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۹۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

یعنی تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا یا مراد یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے جو عمل کرتے ہو انہیں **اللہ** عزوجل ہی نے پیدا فرمایا ہے، اس میں اس بات پر دلیل ہے: ''بندوں کے تمام افعال **اللہ** عزوجل ہی کے پیدا کردہ ہیں چنانچہ، **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ٥ (پ۳۰، الشمس: ۸)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی۔

الہام کہتے ہیں دل میں کوئی بات ڈالنے کو اور چونکہ **اللہ** عزوجل ہی دل میں فجور اور تقویٰ الہام فرماتا ہے لہٰذا **اللہ** عزوجل ان دونوں کا خالق ہوا۔ اسی لئے حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل نے اس پر نافرمانی اور پرہیزگاری کو لازم کیا۔'' حضرت سیدنا ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ''اسے اپنی توفیق سے تقویٰ کا اہل بنایا یا اسے اپنی جانب سے رسوا کرتے ہوئے فجور کا اہل بنایا۔''

{15}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ایک قوم پر احسان فرمایا تو انہیں خیر کا الہام فرمایا اور انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمایا، جبکہ ایک قوم کو آزمائش میں مبتلا فرمایا تو انہیں رسوا کر دیا اور ان کے افعال پر ان کی مذمت فرمائی، جب ان لوگوں نے آزمائش سے نکلنے کی استطاعت نہ پائی تو **اللہ** عزوجل نے انہیں عذاب میں مبتلا فرما دیا اور وہ پھر بھی عادل ہی ہے کیونکہ،

لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ۝ (پ ۱۷، الانبیاء: ۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۴۷۵، ج ۲، ص ۲۹۱، بتغیر قلیل)

عنقریب اس جیسی اور بہت سی احادیث بیان ہوں گی۔ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ج وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا (پ ۸، الانعام: ۱۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے۔

یہ آیت مبارکہ، پچھلی آیتوں کی طرح **قَدْرِیَہ** کی گمراہی اور ان کے راہِ استقامت سے روگردانی کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

منکرینِ تقدیر کی مذمّت پر احادیث مبارکہ:

{16}......حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے کبھی کوئی ایسا نبی پیدا نہیں کیا جس کی اُمت میں **مُرْجِئَہ** اور **قَدْرِیَہ** نہ ہوں، بے شک **اللہ** عزوجل نے 70 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے **مُرْجِئَہ** اور **قَدْرِیَہ** پر لعنت فرمائی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۲، ج ۲۰، ص ۱۱۷)

{17}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ تقدیر کوئی شئے نہیں اور یہ کہ معاملہ از سرِ نو والا ہے (یعنی چاہے اچھا کام کرو یا برا تقدیر کوئی چیز نہیں) لہٰذا جب تم ان سے ملو تو انہیں خبر دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۵۵۱، ج۱، ص۷۴، بدون "ان الامر انف")

{18}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مزید ارشاد فرمایا: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان ہے! اگر ان میں سے کسی کے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو پھر وہ اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر دے تب بھی جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لے آئے کہ اچھی، بری تقدیر **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے **اللہ** عزوجل اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔'' (المجعم الکبیر، رقم ۷۵۰۲، ج۸، ص ۱۰۳)

{19}......اس کے بعد انہوں نے مسلم شریف میں مذکور حدیثِ جبرائیل کو ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: ''ایمان کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم **اللہ** عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ اور اچھی، بری تقدیر کو مانو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان......الخ، الحدیث: ۹۳، ص ۶۸۱)

گذشتہ احادیث کے علاوہ بھی تقدیر کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں، میں ان کے عظیم فائدے اور عمومی نفع کی بناء پر انہیں یہاں ذکر کرنا پسند کرتا ہوں۔

{20}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تقدیر کو جھٹلایا اس نے میری لائی ہوئی ہر چیز کا انکار کیا۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۴۸۰، ج۱، ص۶۸)

{21}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اچھی بُری تقدیر کو نہیں مانتا میں اس سے بیزار ہوں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ہریرہ، الحدیث: ۶۳۷۳، ج۵، ص۴۵۶)

{22}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے مؤمن نہیں ہوسکتا: (۱) اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں **اللہ** عزوجل کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (۲) موت پر ایمان لائے، (۳) قیامت کے دن اٹھنے کو مانے اور (۴) اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، الحدیث: ۷۰۰۴، ج۲، ص۶۶۲)

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء فان الایمان بالقدر......الخ، الحدیث: ۲۱۴۵، ص۱۸۶۷)

{23}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کی قضا (یعنی فیصلے) پر راضی نہیں اور تقدیر کو نہیں مانتا اسے چاہئے کہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی دوسرا خدا تلاش کرلے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۲۷۳، ج۵، ص۲۶۴)

{24}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تقدیر توحید کی لڑی ہے، لہٰذا جس نے **اللہ** عزوجل کو ایک مانا اور تقدیر پر ایمان لایا بے شک اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر، الحدیث ۱۱۸۳۵، ج۷، ص۴۰۴)

{25}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے چار کام مکمل کئے جا چکے ہیں: (۱) پیدائش (۲) اخلاق وعادات (۳) رزق اور (۴) موت کا وقت۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۳۲۵، ج۵، ص۲۷۹)

{26}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو بھٹکانا چاہتا ہے تو اسے حیلوں سے ڈھانپ دیتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۹۱۴، ج۳، ص۷۷)

{27}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''احتیاط تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی۔'' (المستدرک، کتاب الدعا......الخ، باب الدعاء ینفع ......الخ، الحدیث: ۱۸۵۶، ج۲، ص۱۶۲)

{28}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو میرے فیصلے اور میری تقدیر پر راضی نہیں اسے چاہئے کہ میرے علاوہ دوسرا رب تلاش کرلے۔''

(شعب الایمان، باب فی ان القدر خیرہ......الخ، الحدیث: ۲۰۰، ج۱، ص۲۱۸)

{29}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ماں کے پیٹ میں مؤمن پیدا فرمایا اور فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں ہی کافر پیدا فرمایا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۴۳، ج۱۰، ص۲۲۴)

{30}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوش بخت وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں خوش بخت تھا اور بد بخت وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں بد بخت تھا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب القدر، باب مایکتب علی العبد فی بطن امہ، الحدیث: ۱۱۸۰۹، ج۷، ص۳۹۷)

{31}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ہر بندے کے متعلق پانچ چیزوں کا حکم فرما چکا ہے: (۱) اس کی موت سے (۲) رزق سے (۳) اس کی عمر سے (۴) اس کے مدفن سے اور (۵) اس بات سے کہ

وہ خوش بخت ہے یا بدبخت۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۱۷۸۳/۲۱۷۸۱، ج۸، ص۱۶۹، ۱۶۸)

{32}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل زمین وآسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی تقدیریں مقرر کرنے اور دنیوی اُمور کو مکمل کر چکا تھا۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان ، قسم الاقوال،فصل السادس فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۴۹۱، ج۱، ص۶۹)

{33}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی تقدیریں لکھ دی تھیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب اعظام الامرالایمان بالقدر،الحدیث:۲۱۵۶، ص۱۸۶۸)

{34}......شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں اس وقت **اللہ** عزوجل کا عرش پانی پر تھا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ،الحدیث:۶۷۴۸، ص۱۱۴۰)

{35}......مَحْبوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ کمزوری اور دانائی بھی۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر،باب کل شی بقدر،الحدیث: ۶۷۵۱، ص۱۱۴۰)

تقدیر کا لکھا ہوا ہو کر رہتا ہے:

{36}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر آدمی اپنے رزق سے اس طرح بھاگے جیسے موت سے بھاگتا ہے تب بھی وہ رزق اسے مل کر رہے گا جیسے موت اسے آ کر رہتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء،یوسف بن اسباط، الحدیث: ۱۲۱۶۹، ج۸، ص۲۷۰)

{37}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر اسرافیل، جبرائیل، اور میکائیل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور حاملینِ عرش فرشتے بھی تمہارے لئے دعا کریں اور میں بھی ان کے ساتھ مل کر دعا کروں تب بھی تمہاری شادی اسی عورت سے ہوگی جو **اللہ** عزوجل نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب قسم الاقوال،فصل فی الایمان بالقدر،الحدیث:۴۹۷، ج۱، ص۶۹)

{38}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر **اللہ** عزوجل کوئی فیصلہ فرما دے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔'' (کشف الخفاء،حرف اللام،الحدیث: ۲۱۰۴، ج۲، ص۱۴۳)

{39}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ کمانے والا نہیں، بے شک اللہ عزوجل نے مصیبت اور موت کا وقت لکھ دیا ہے اور رزق اور عمل کو تقسیم کر دیا ہے، اب لوگ اسی کے مطابق اپنے انجام کو پہنچیں گے۔'' (حلیة الاولیاء، عبدة بن ابی لبابة، الحدیث: ۸۰۴۵، ج ۶، ص ۱۲۴)

{40}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے جو مصیبت بھی پہنچی وہ میرے لئے اس وقت سے لکھی ہوئی تھی جب (حضرت سیدنا) آدم علیہ الصلوۃ والسلام ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب اللباس، باب السحر، الحدیث: ۳۵۴۶، ص ۲۶۹۰)

{41}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے غموں میں اضافہ نہ کرو جو کچھ لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہے گا اور تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا۔'' (شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، الحدیث: ۱۱۸۸، ج ۲، ص ۷۰)

{42}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب اللہ عزوجل اپنا فیصلہ اور تقدیر نافذ کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو عقل مندوں سے ان کی عقلیں چھین لیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا فیصلہ اور تقدیر نافذ ہو جاتی ہے تو ان کی عقلیں لوٹا دیتا ہے اور ندامت ثابت ہو جاتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، باب فصل فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۵۰۵، ج ۱، ص ۷۰)

{43}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب اللہ عزوجل کوئی اَمر نافذ کرنا پسند فرماتا ہے تو ہر دانا سے اس کی دانائی چھین لیتا ہے۔'' (تاریخ بغداد، باب اللام الف، الحدیث: ۷۴۴۳، ج ۱۴، ص ۱۰۲۔۱۰۳)

{44}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عزوجل کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو وہ کام کرنے تک لوگوں کی عقلیں چھین لیتا ہے پھر جب وہ کام ہو جاتا ہے تو ان کی عقلیں لوٹا دیتا ہے اور صرف ندامت باقی رہ جاتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب الفصل السادس فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۵۰۷، ج ۱، ص ۷۰)

{45}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عزوجل کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمالے تو کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔''

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، الحدیث: ۳۵۵۴، ص ۹۲۰)

{46}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عمل کرو کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے، عمل کرو کیونکہ ہر ایک کے لئے وہ کام آسان ہے جس کی اسے قول سے ہدایت دی

گئی ہے، **اللہ** عزوجل جسے دوٹھکانوں یعنی جنت اور جہنم میں سے کسی ایک کے لئے پیدا فرماتا ہے اسے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۸۷۸، ج۳، ص ۳۷۶)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند البصریین، الحدیث: ۱۹۹۵۶، ج۷، ص ۲۱۷)

{47}...... نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر شخص کو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویم، الحدیث: ۲۷۵۵۷، ج۱۰، ص ۴۱۷)

{48}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے وہ کام آسان ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ولقد یسرنا القرآن......الخ، الحدیث: ۷۵۵۱، ص ۶۳۰)

{49}...... حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ایک قوم (کے لوگوں) پر احسان فرمایا تو اُنہیں بھلائی کا الہام فرما کر اپنی رحمت میں داخل کرلیا اور ایک قوم (کے لوگوں) کو آزمائش میں مبتلا فرما کر رُسوا کیا اور اُن کے برے کاموں پر ان کی مذمت فرمائی، جب وہ اس آزمائش سے نکلنے میں کامیاب نہ ہوئے تو **اللہ** عزوجل نے انہیں عذاب میں مبتلا فرمادیا اور یہ بھی **اللہ** عزوجل کا ان کے بارے میں عدل ہی ہے۔'' (جمع الجوامع، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۴۷۵، ج۲، ص ۲۹۱)

{50}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر **اللہ** عزوجل آسمان وزمین والوں کو عذاب میں مبتلا فرمادے تب بھی وہ انہیں عذاب دیتے وقت ظالم نہ ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کا ان پر رحم فرمانا ان کے اعمال سے بہتر ہے، اور اگر تم اُحد پہاڑ جتنا سونا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ وہ تمہارا یہ عمل ہرگز قبول نہ فرمائے گا، لہٰذا یقین کرلو کہ جو کچھ تمہیں پہنچنے والا ہے وہ ہرگز تم سے خطا نہ کرے گا، اور جو تم سے خطا ہونے والا ہے وہ ہرگز نہ تمہیں پہنچے گا اور اگر تم اس طریقے کے علاوہ مرو گے (یعنی تقدیر پر تمہارا ایمان نہ ہوگا) تو جہنم میں داخل ہوگے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۹، ص ۱۵۶۸)

{51}...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ہر جاندار نفس کا جنت یا جہنم میں ٹھکانا لکھا ہوا ہے، اور سن لو! یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خوش بخت ہے یا بدبخت۔'' عرض کی گئی ''تو کیا پھر ہم توکل نہ کریں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ عمل کرو تقدیر ہی پر تکیہ نہ کرو کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے، سعادت مندوں کے لئے سعادت والے کام آسان ہیں جبکہ بدبختوں کے لئے بدبختی والے کام آسان ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظۃ المحدث......الخ، الحدیث: ۱۳۶۲، ص ۱۰۶)

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۷۸، ص ۲۴۸۲)

{52}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تقدیر کے بارے میں کوئی بات کرے گا اس سے بروزِ قیامت اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور جو تقدیر کے بارے میں بات نہ کرے گا اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۸۴، ص ۲۴۸۲)

{53}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''طاقتور مؤمن بہتر ہے اور کمزور مؤمن کے مقابلے میں **اللہ** عزوجل کو زیادہ پسند ہے اور ہر بھلائی کے معاملے میں اپنے لئے زیادہ نفع بخش چیز کو اختیار کرو، **اللہ** عزوجل سے مدد چاہو اور مدد مانگنے سے عاجز نہ آؤ، اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو: ''**اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا**'' بلکہ یہ کہو: ''**اللہ** عزوجل **نے ایسا ہی لکھا تھا اور اس نے جو چاہا وہی کیا**'' کیونکہ: ''اگر'' کا لفظ شیطانی عمل کی ابتداء کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر......الخ، الحدیث: ۶۷۷۴، ص ۱۱۴۲)

{54}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اچھی، بری تقدیر پر ایمان نہ لے آئے، اس بات پر یقین نہ کرے کہ اسے جو مصیبت پہنچنے والی ہے وہ اس سے خطا نہ ہوگی اور جو اس سے خطا ہونے والی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء ان الایمان بالقدر خیر......الخ، الحدیث: ۲۱۴۴، ص ۱۸۶۷)

{55}......سیّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! جو کچھ تمہیں پہنچنے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایکره من التبتل......الخ، الحدیث: ۵۰۷۶، ص ۴۳۹)

{56}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے دعوت دینے اور پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اور (اس کے باوجود) ہدایت میں سے کوئی شئے میرے اپنے بس میں نہیں، جبکہ شیطان کو (خواہشات) آراستہ کر کے پیش کرنے والا بنا کر پیدا کیا گیا لیکن گمراہی کی کوئی بات اس کے بس میں نہیں۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، خالد بن عبدالرحمن، الحدیث: ۵۹۱۷/۷، ج ۳، ص ۴۷۱)

{57}......حضرت سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب ماں کے پیٹ میں نطفے پر بیالیس 42 راتیں گزر جاتی ہیں تو **اللہ** عزوجل ایک فرشتے کو اس کی طرف بھیجتا ہے، وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کی سماعت و بصارت، کھال و چربی اور ہڈی پیدا کرتا ہے پھر عرض کرتا ہے یارب عزوجل! یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟'' تو **اللہ** عزوجل جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ دیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، یارب

عزوجل! اس کی موت کب ہوگی؟'' تو اللہ عزوجل جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، وہ پھر عرض کرتا ہے: ''یا رب عزوجل! اس کا رزق کتنا ہوگا؟'' تو تیرا رب عزوجل جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ وہ صحیفہ لے کر نکلتا ہے، تو اس میں نہ کسی چیز کا اضافہ ہوتا ہے اور نہ کمی۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیۃ خلق الآدمی......الخ، الحدیث:٦٧٢٦، ص١١٣٨، ''شحمھا'' بدلہ'' لحمھ

{58}......حضرت سیدنا حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ماں کے رحم میں 40 راتوں تک نطفہ یونہی رہتا ہے، پھر اسے پیدا کرنے والا (یعنی اس کام پر مقرر) فرشتہ صورت دے دیتا ہے، پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے: ''یارب عزوجل! یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟'' تو اللہ عزوجل اسے مذکر یا مؤنّث بنا دیتا ہے، پھر فرشتہ عرض کرتا ہے: ''یہ تندرست پیدا ہوگا یا معذور؟'' تو اللہ عزوجل اسے تندرست یا معذور بنا دیتا ہے، فرشتہ پھر عرض کرتا ہے: اس کا رزق کتنا اور موت کا وقت کیا ہوگا؟ پھر اللہ عزوجل اسے شقی یا سعید بنا دیتا ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث:٦٧٢٨، ص١١٣٩

{59}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم میں قرار پکڑنے کے 40 راتیں گزرنے کے بعد ایک فرشتہ نطفے کے پاس آتا ہے اور پھر عرض کرتا ہے: ''یارب عزوجل! یہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت؟ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟'' تو اللہ عزوجل جو کچھ ارشاد فرماتا ہے فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے اور وہ فرشتہ اس کے عمل، رزق اور موت کا وقت لکھتا ہے، پھر صحیفہ لپیٹ لیتا ہے اس کے بعد نہ تو اس میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ ہی کمی۔''

(المرجع السابق، الحدیث:٦٧٢٥، ص١١٣٨

{60}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی ایک کی پیدائش کو ماں کے پیٹ میں 40 دن تک جمع کیا جاتا ہے، پھر 40 دن لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر اسی طرح 40 دن تک کے لئے مُضْغَہ بن جاتا ہے، پھر اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار چیزیں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کی موت کا وقت، اس کا رزق اور یہ لکھ دو کہ یہ شقی ہوگا یا سعید۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، بے شک تم میں سے کوئی شخص اہلِ جنت جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کی تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے تو وہ جہنمیوں جیسے عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، جبکہ ایک شخص جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اہلِ جنت جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور

جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة ......الخ، الحدیث:۳۲۰۸، ص ۲۶۰، مختصر

اس حدیثِ مبارکہ میں **ثُمَّ یعنی ''پھر''** کا لفظ ظاہراً ماقبل احادیث کی نفی کر رہا ہے، لہٰذا یا تو یہ **وَاؤ یعنی ''اور''** کے معنی میں ہے یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کے مختلف ہونے سے فرشتے کی آمد کی مدت بھی مختلف ہوتی ہے، کچھ بچوں کی طرف فرشتے کو پہلے 40 دن مکمل ہونے پر بھیجا جاتا ہے اور کچھ کی طرف تیسرے 40 دن مکمل ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

{61}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (ایک دن اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں پکڑ کر) ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ان دو کتابوں میں کیا ہے؟ یہ کتاب، **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے اس میں جنتیوں کے، ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں اجمالاً ذکر کر دیا ہے لہٰذا نہ ان میں کمی ہوگی نہ زیادتی۔ اور یہ رب العالمین عزوجل کی طرف سے دوسری کتاب ہے اس میں اہلِ جہنم، ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں ان کا اجمالاً ذکر کر دیا ہے لہٰذا ان میں نہ کبھی کمی ہوگی نہ زیادتی، سیدھے رہو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ اہلِ جنت کے اعمال پر ہوگا، اگرچہ وہ جیسے بھی عمل کرے اور جہنمی کا خاتمہ جہنمیوں کے اعمال پر ہوگا، اگرچہ وہ جیسے بھی عمل کرے، تمہارا رب عزوجل بندوں کے ایک فریق کے جنتی ہونے اور ایک کے جہنمی ہونے کا فیصلہ فرما چکا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنة......الخ، الحدیث: ۲۱۴۱، ص ۱۸۶۶

{62}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اچھے عمل کرو، اگر تم مغلوب ہو گئے تو **اللہ** عزوجل کے لکھے اور اس کی تقدیر سے ہوگے اور اپنے کلام میں **اگر** کا لفظ شامل نہ کیا کرو کیونکہ جو **اگر** کا لفظ بولتا ہے اس پر شیطان کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔'' (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عمار، الحدیث:۶۷۰۳، ج ۱۲، ص ۲۵۰)

{63}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) دایاں دستِ قدرت پھیرا (یعنی اس میں اپنی قدرت، برکت اور رحمت سے بھری ذُرِّیَّت پیدا فرمائی) پھر اس میں سے ایک قوم کو نکال کر ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ جنتی ہیں اور یہ جنتیوں جیسے عمل کریں گے۔'' پھر ان کی پشت پر اپنا دستِ قدرت پھیرا تو اس سے ایک قوم نکالی اور ارشاد فرمایا: ''میں نے اسے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ جہنمیوں جیسے کام کریں گے۔ اور جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جنتیوں جیسے کام لیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنتی اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہے اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب **اللہ** عزوجل کسی

بندے کو جہنم کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جہنمیوں جیسے کام لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اہلِ جہنم کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ ،باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۰۳،ص ۱۵۶۹)

{64}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے کچھ مخلوق کو پکڑ کر ارشاد فرمایا:''یہ لوگ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل ،مسند الشامیین،الحدیث: ۱۷۶۷۶،ج ۶،ص ۲۰۶)

حضرت سیدنا آدم وموسیٰ علیہما الصلوٰۃ السلام کے درمیان مباحثہ:

{65}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حضرت آدم وموسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) میں مباحثہ ہوا تو حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا:''آپ تو وہ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی، اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور اپنی جنت میں ٹھہرایا لیکن آپ نے اپنی لغزش کی وجہ سے لوگوں کو جنت سے نکال کر انہیں بدبخت کر دیا۔'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا:''اے موسیٰ! تم وہ ہو جسے **اللہ** عزوجل نے اپنی رسالت کے لئے چنا اور تم پر تورات نازل فرمائی تو کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جسے **اللہ** عزوجل نے مجھے پیدا کرنے سے پہلے ہی میرے لئے لکھ دیا تھا۔'' تو اس طرح حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر بحث میں غالب آ گئے۔'' (جمع الجوامع ، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۷۸،ج ۱،ص ۱۰۸)

{66}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی:''مجھے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ملوا دے۔'' تو جب **اللہ** عزوجل نے انہیں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ملوایا تو حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عرض کی:''آپ ہی ہمارے باپ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں؟ آپ ہی وہ ہیں جن میں **اللہ** عزوجل نے اپنی جانب سے روح پھونکی، آپ کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سجدہ کیا؟'' حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا:''جی ہاں!'' حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا:''پھر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکلوانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پوچھا:''تم کون ہو؟'' انہوں نے بتایا:''میں موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا:''تم بنی اسرائیل کے وہی نبی ہو جنہیں **اللہ** عزوجل

نے حجاب کے پیچھے سے اپنے کلام سے مشرف فرمایا اس وقت تمہارے اور **اللہ** عزوجل کے درمیان مخلوق میں سے کوئی قاصد نہ تھا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''ہاں!'' حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''تو کیا تم نے میری پیدائش سے پہلے میرے بارے میں لکھی گئی بات کو اپنی کتاب میں نہ پایا؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں! پایا تھا'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''تو پھر تم مجھے ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہو جس کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے پہلے ہی سے فیصلہ فرما دیا تھا'' اس طرح حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر غالب آ گئے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۰۲، ص۱۵۶۸)

گذشتہ احادیث کے علاوہ بھی **قَدرِیَہ** کے بارے میں کچھ احادیث آئی ہیں جن کو معتزلہ پر محمول کیا جا سکتا ہے اور اہلسنت ان گمراہ اور بدعتی لوگوں کے اس قول سے بری ہیں کہ ''اہل سنت ہی **قَدرِیَہ** ہیں۔''

{67}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں** اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، لہٰذا اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۵۸۸، ج۲، ص۸۹)

{68}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں** اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، لہٰذا اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو اور وہ دجال کا گروہ ہیں اور **اللہ** عزوجل ان لوگوں کا حشر دجال کے ساتھ فرمائے گا۔''

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۷۲۶۹، ج۵، ص۳۷)

{69}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''عنقریب میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔''** (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۵۶۴۳، ج۲، ص۳۹۹)

مُرجِئَہ اور قَدرِیَہ کی مذمت:

{70}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں وہ **مُرجِئَہ** اور **قَدرِیَہ** ہیں۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۶۵، ج۴، ص۳۰۵)

{71}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: **''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں قیامت کے دن میری شفاعت حاصل نہ ہوگی وہ مُرْجِئَہ اور قَدْرِیَہ ہیں۔''** (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۸۱۷، ج۴، ص۲۳۱، بدون "یوم القیامۃ")

{72}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جو میرے حوض پر نہ آسکیں گے اور نہ ہی جنت میں داخل ہوں گے وہ مُرْجِئَہ اور قَدْرِیَہ ہیں۔''** (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۰۴، ج۳، ص۱۶۶)

{73}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''میں چاہتا ہوں کہ تم تقدیر کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو۔''**[1] (تاریخ بغداد، من ذکر اسم محمد بن الحسن، الحدیث: ۶۰۸، ج۲، ص۱۸۵)

{74}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''میں چاہتا ہوں کہ تم تقدیر کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو اور آخری زمانے میں میری اُمت کے برے لوگ ہی تقدیر کے بارے میں کلام کیا کریں گے۔''**

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالرحمن بن القطامی بصری، الرقم ۱۱۴۱/۷۴، ج۵، ص۵۰۵)

{75}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''قَدْرِیَہ پر 70 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے لعنت کی گئی۔''** (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۶۲، ج۵، ص۲۳۰)

{76}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''تقدیر کے منکروں کے پاس نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ کلام کی ابتدا کرو۔''** (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۱۰، ص۱۵۶۹)

{77}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''تقدیر کے بارے میں**

---

[1]: صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب **''بہارِ شریعت''** میں فرماتے ہیں: ''قضاوقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سببِ ہلاکت ہے۔ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ماوشما کس گنتی میں۔ (یعنی میں اور آپ کس گنتی میں ہیں)۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔''

(بہار شریعت، حصہ ۱، ص۵۔۶)

کلام کرنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ نصرانیت کا حصہ ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۱۲۸۰،ج۱۱،ص۲۰۹)

{78}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قَدَرِیَہ اس اُمت کے مجوسی ہیں جب یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور جب مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۱،ص۱۵۶۷)

{79}......تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے اپنے بعد اپنی اُمت پر دو خصلتوں کا خوف ہے:(۱) تقدیر کو جھٹلانے اور (۲) ستاروں کی تصدیق کرنے کا۔''

(کنزالعمال،کتاب الایمان والاسلام،باب فرع فی دم القدریة والمرجئة،الحدیث: ۵۶۳،ج۱،ص۷۴)

{80}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن میری اُمت کے بدکارلوگوں کا آخری کلام تقدیر کے بارے میں ہوگا۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۹۰۹،ج۴،ص۲۵۶،بدون''یوم القیامة'')

تنبیہ: تقدیر کا انکار کبیرہ گناہ ہے

تقدیر کے انکار کے گناہِ کبیرہ ہونے کی بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے صراحت کی ہے،اسی لئے اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور میں نے جو احادیثِ مبارکہ اس باب میں بیان کی ہیں وہ اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلیل ہیں، تقدیر کو جھٹلانا اگرچہ ترکِ سنت میں داخل ہے جو کہ بذاتِ خود ایک کبیرہ گناہ ہے مگر اس کی حرمت کے سخت ہونے اور اہلِ سنت اور دیگر فرقوں میں تقدیر کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف کی وجہ سے اسے علیحدہ ذکر کیا گیا کیونکہ افعال کے مخلوق ہونے کا مسئلہ علمِ کلام کے نہایت اہم مسائل میں سے ہے۔

معتزلہ کے وہ دلائل جن کی بناء پر انہوں نے **اللہ** عزوجل پر افترا باندھا اور سابقہ صریح آیات اور مَحبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ماقبل میں بیان کردہ احادیث سے منہ موڑا ان میں سے ایک دلیل **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان ہے:

وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۤءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا ۝ مَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی تم فرمادو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے سننے والے تجھے جو

اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ط وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ○ بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔ (پ۵،النسآء:۷۸۔۷۹)

ابو علی جبائی کا غلط استدلال:

گمراہی میں معتزلہ کا امام ابو علی جبائی کہتا ہے: ''یہ بات تو ثابت ہے کہ **سَیِّئَۃٌ** کا لفظ کبھی مصیبت اور بخشش پر بولا جاتا ہے اور کبھی گناہ و معصیت پر، پھر یہ کہ **اللہ** عزوجل نے **سَیِّئَۃٌ** کی اضافت پہلے اپنی جانب فرمائی پھر دوسری مرتبہ بندے کی طرف، لہٰذا ان دونوں میں تطبیق ضروری ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جب پہلے معنی کے اعتبار سے **سَیِّئَۃٌ** کا لفظ **اللہ** عزوجل کی طرف مضاف ہے تو دوسرے معنی کے اعتبار سے اسے بندے کی طرف مضاف کرنا واجب ہے تاکہ دو متصل آیتوں میں پیدا ہونے والا تناقض زائل ہو جائے۔ جبکہ ہمارے مخالفین نے اپنے آپ کو آیت میں تبدیلی کرنے پر آمادہ کر لیا اور فَمِنْ نَّفْسِکَ کو اَفَمِنْ نَّفْسِکَ پڑھا یعنی اس میں استفہام کا معنی پیدا کیا اور قرآن میں تبدیلی کر کے قرآن میں دو معنی ہونے کا دعوی کرتے ہوئے **رَوَافِض** کا طریقہ اختیار کیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ **اللہ** عزوجل نے **حَسَنَۃٌ** کو اپنی طرف منسوب کیا جو کہ اطاعت ہے اور **سَیِّئَۃٌ** کو اپنی جانب منسوب نہ کیا، حالانکہ یہ دونوں تمہارے نزدیک بندے کے فعل ہیں (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) **حَسَنَۃٌ** یعنی نیکی اگرچہ بندے ہی کا فعل ہے مگر وہ اس تک **اللہ** عزوجل کے فضل ہی سے پہنچتا ہے، لہٰذا اس کی اضافت **اللہ** عزوجل کی طرف درست ہے جبکہ **سَیِّئَۃٌ** کی اضافت **اللہ** عزوجل کی طرف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو **اللہ** عزوجل نے برائی کی، نہ اس کا ارادہ فرمایا، نہ اس کا حکم دیا اور نہ ہی رغبت دلائی، لہٰذا مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْہ اس کی نسبت **اللہ** عزوجل کی طرف سے ختم ہوگئی۔''

ابو علی جبائی کا رد:

ابو علی جبائی کا کلام اس کی کم فہمی، تنگ نظری اور لاعلمی کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ دونوں مقامات پر **سَیِّئَۃٌ** اور **حَسَنَۃٌ** سے بالترتیب اطاعت و معصیت مراد نہیں بلکہ نعمت و آزمائش مراد ہیں اور یہ دونوں چیزیں بندوں کے افعال میں سے نہیں اور **اَصَابَکَ** کا لفظ ہماری اس بات پر دلیل ہے کیونکہ طاعت و معصیت کے لئے **اَصَابَنِیْ** (مجھے گناہ یا نیکی پہنچی) نہیں بولا جاتا بلکہ **اَصَبْتُہٗ** (یعنی میں نے گناہ یا نیکی کی) کہا جاتا ہے، جبکہ نعمت و آزمائش کے لئے بولا جاتا ہے کہ مجھے نعمت پہنچی اور سیاقِ عبارت بھی اسی کی صراحت کرتا ہے، کیونکہ اس آیتِ مبارکہ کا سببِ نزول یہ ہے کہ جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ منورہ میں تشریف لائے

تو منافقین اور یہودیوں نے کہا: ''جب سے یہ شخص یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور اس کے ساتھی آئے ہیں، ہمیں اپنے پھلوں اور کھیتیوں میں مسلسل نقصان ہو رہا ہے۔'' اس طرح وہ نعمتوں کو تو **اللّٰہ** عزوجل کی طرف منسوب کرتے تھے جبکہ آزمائش اور پریشانی کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف منسوب کرتے تو **اللّٰہ** عزوجل نے انہیں ان کی فاسد باتوں کی خبر دی اور پھر اس کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ۔''

پہلے افعال کا مصدرِ اصلی بیان فرمایا پھر ان کا سبب بتایا اور دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مخاطب کیا جبکہ مراد دیگر لوگ تھے اور ارشاد فرمایا کہ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ یعنی تمہیں جو نعمت یعنی خوشی اور مدد وغیرہ ملی فَمِنَ اللّٰہِ یعنی وہ محض **اللّٰہ** عزوجل کے فضل سے ملی ہے، کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ یعنی تمہیں جو تنگدستی لاحق ہوئی وہ تمہارے نفس کی نافرمانی کی وجہ سے، حقیقتًا یہ ہے تو **اللّٰہ** عزوجل ہی کی طرف سے مگر نفس کے گناہ کے سبب اسے سزا دینے کے لئے ہے، جیسا کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ (پ۲۵، الشوریٰ:۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔

حضرت سیدنا مجاہد کی حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیتِ مبارکہ کو یوں پڑھا: ''وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ وَاَنَا کَتَبۡتُھَا عَلَیۡکَ'' یعنی تجھے جو مصیبت پہنچی وہ تیرے نفس کی وجہ سے ہے میں نے تو صرف اسے تیرے لئے لکھ دیا تھا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ عزوجل علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکایت کردہ قول قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا:

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَھُوَ یَشۡفِیۡنِ ﴿ۙ۸۰﴾ (پ۱۹، الشعرآء:۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

یعنی آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض کی اضافت اپنی طرف کی اور شفا کو **اللّٰہ** عزوجل کی طرف منسوب کیا اس سے **اللّٰہ** عزوجل کے مرض کے خالق ہونے میں کوئی خرابی نہیں آتی بلکہ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ادب کی بناء پر دونوں میں فرق کیا کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل کی طرف اچھی خصوصیت ہی منسوب کی جاتی ہے گھٹیا نہیں[1]۔ لہٰذا یہ تو کہا جاتا ہے: ''اے مخلوق کے خالق!''

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''بہارِ شریعت'' میں فرماتے ہیں: ''بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیّتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ ''جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شامتِ نفس تصور کرے۔'' (بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۶)

جبکہ یہ نہیں کہا جاتا ہے: ''اے بندروں اور خنزیروں کے خالق!'' یہ کہا جاتا ہے: ''اے زمین و آسماں کے مدبّر!'' جبکہ یہ نہیں کہا جاتا: ''اے جوؤں اور گبریلوں کے مدبّر!'' اسی طرح حضرت سیدنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض کو اپنی طرف منسوب کیا اور شِفاء کی نسبت **اللہ** عزوجل کی جانب فرمائی۔

جب آپ ہماری ثابت کردہ اس بات پر غور کریں گے تو آیتِ کریمہ کے الفاظ کو حشو و زوائد یعنی کمی بیشی سے پاک اور فصاحت و بلاغت کی اِنتہا پر پائیں گے، جبکہ **معتزلہ** کا فاسد گمان الفاظِ قرآنی میں خلل ڈالتا ہے اور اس کے اسلوب کو کسی موجب اور داعی کے بغیر تبدیل کر دیتا ہے، جبکہ قرآن کی جلالت اس تبدیلی کا انکار کرتی ہے کیونکہ ہم نے لفظِ **اِصَابَۃٌ** کے استعمال کے مطابق جو تعبیر ابھی بیان کی ہے وہ ہمارے موقف پر صریح دلالت کرتی ہے، اور بالفرض اگر **سیئۃٌ** اور **حسنۃٌ** کی مراد کے بارے میں ان کی بات مان بھی لیں تب بھی اس میں ان کے مؤقف پر کوئی دلیل نہیں بلکہ آیتِ مبارکہ تو ان کے خلاف دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ایمان **اللہ** عزوجل کے تخلیق کرنے سے حاصل ہوا کیونکہ ایمان ایک نیکی ہے اور نیکی، برائی کی تمام صورتوں سے پاک ایک خوشی کا نام ہے اور ایمان بھی ایسا ہی ہے، لہٰذا اس کا نیکی ہونا ثابت ہوا، اسی لئے اس بات پر سب متفق ہیں کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے کلمہ شہادت مراد ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ: ۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔

اور **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں احسان کی تعبیر بھی کلمۂ شہادت ہی سے کی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (پ۱۴، النحل: ۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایمان ایک نیکی ہے تو اس آیت کے مطابق ہر نیکی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے اور معتزلہ کا گمان بھی یہی ہے تو پھر یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ ایمان بھی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے جیسا کہ یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ معتزلہ اس کے قائل نہیں، لہٰذا اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایمان کے حسن کی معرفت اور اس کی ضد یعنی کفر کی برائی کی وجہ سے **اللہ** عزوجل کے قول مِنَ اللّٰہِ سے مراد **اللہ** عزوجل کی تقدیر اور ہدایت ہے۔

سوال: ہم کہتے ہیں کہ تمہارے نزدیک ایمان و کفر کی طرف نسبت کرنے میں تمام شرائط مشترک ہیں تو بندہ اپنے اختیار سے اسے وجود میں لاتا ہے اور اس میں **اللہ** عزوجل کی قدرت اور اعانت کا کوئی دخل نہیں ہوتا، لہٰذا تمہارے نزدیک یہ **اللہ** عزوجل سے ہر صورت میں منقطع اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمان ''مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ'' کے مخالف ہے۔

جواب: تم نے اس آیتِ مبارکہ سے جورائے اختیار کی ہے اس کا بطلان ظاہر ہو چکا ہے اور تمہاری یہ رائے تمہیں کوئی نفع نہ دے گی، کیونکہ جب اس آیتِ کریمہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایمان **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کفر بھی **اللہ** عزوجل کی مشیّت سے ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اس بات کا قائل ہو کہ ایمان **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے وہ اس بات کا بھی قائل ہوتا ہے کہ کفر بھی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہی ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ان میں سے ایک تو **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے مگر دوسرا نہیں تو یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

اسی طرح اگر بندہ کفر ایجاد کرنے پر قادر ہو تو کفر ایجاد کرنے کی قدرت یا تو ایمان ایجاد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو گی یا نہیں، اگر اسے ایجاد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو یہ قول مردود ہو جائے گا کہ بندے کا ایمان اس کی اپنی جانب سے ہے، حالانکہ آیتِ مبارکہ سے اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے، اور اگر ایجاد کرنے کی صلاحیت نہ پائے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ ایک چیز پر قادر ہے اور اس کی ضد پر قادر نہیں، حالانکہ یہ بات معتزلہ کے نزدیک محال ہے، لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ جب بندے سے ایمان ثابت نہ ہو تو ضروری ہوگا کہ کفر بھی ثابت نہ ہو۔

جب بندہ ایمان کو ایجاد نہیں کرسکتا تو کفر کو ایجاد کرنا بدرجۂ اَولیٰ اس کے بس میں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ کسی شے کا مستقل مُوجد وہی ہوتا ہے جو اپنی مراد کے حصول پر قادر ہو، دنیا میں کوئی ایسا عقل مند نہیں جو چاہتا ہو کہ اس کے دل میں موجود خیالات جہالت اور گمراہی پر مشتمل ہوں، لہٰذا جب بندہ اپنے افعال کا موجد ہو اس حال میں کہ وہ حقیقی علم حاصل کرنے کا قصد کرے تو اس کے دل میں لازماً حق ہی آئے گا، اور جب اس کا مقصود و مطلوب اور مراد ایمان ہو اور وہ اس کی ایجاد سے واقع نہ ہو تو جس جہالت کا نہ اس نے ارادہ کیا اور نہ ہی اسے حاصل کرنے کا قصد کیا اور وہ اس سے شدید نفرت بھی کرتا ہے تو وہ بھی بدرجۂ اَولیٰ واقع نہ ہوگی۔

علامہ جبائی نے استفہام کے ساتھ یعنی اَفَمِنْ نَفْسِکَ پڑھنے والوں کے بارے میں جو الزام تراشی کی ہے وہ محض اپنے پیروکاروں کی طرح اس کا بھی ایک افترا ہے، کیونکہ اہلِ سنت اس قراءت پر اعتماد نہیں کرتے اور نہ ہی اسے معتزلہ کے خلاف دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، اس معاملہ میں حق یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام یا تابعینِ عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں سے کسی سے اس طریقے سے پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہو جائے تو اسے قبول کرنا واجب ہے، اور اس وقت یہ قراءت ان معتزلہ کے خلاف حجت ہوگی کیونکہ اگر قراءت شاذہ کی صحیح سند مل جائے تو وہ صحیح قول کے مطابق حجیت میں صحیح حدیث کی طرح ہوتی ہے اور اگر اس کی سند درجۂ صحت تک نہ پہنچے تو اس کی جانب التفات درست نہیں۔ اس آیتِ کریمہ کا معتزلہ کے خلاف حجت ہونا اس قراءت شاذہ کا

محتاج نہیں، کیونکہ قراءت مشہورہ کو بھی استفہامِ انکاری پر محمول کرنا درست ہے جیسا کہ اگر اس کا حجت ہونا ثابت ہو جائے تو مشہور قراءت میں اس کی نظیر اکثر مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو انہوں نے **اللہ** عزوجل کے اپنے خلیل حضرت سیدنا ابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے حکایت کردہ قول میں ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ (پ۷،الانعام:۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو۔

کیونکہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات استفہامِ انکاری کے طور پر ہی کہی تھی۔اسی طرح اس آیتِ مبارکہ میں بھی یہ کہنا درست ہے اگرچہ حجیت اسی پر موقوف نہیں جیسا کہ ہمارے ثابت کردہ بیان سے ظاہر ہے۔اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ ایمان جو اس بندے کے قصد سے واقع ہوا وہ **اللہ** عزوجل کے اس قول ''فَمِنَ اللّٰهِ'' سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بندے سے واقع نہیں ہوا بلکہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہوا ہے، لہٰذا وہ کفر جس کا نہ اس بندے نے قصد کیا، نہ ارادہ اور نہ ہی کبھی اس پر راضی ہوا تو عقل میں یہ بات کیسے آسکتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ کفر اس بندے سے واقع ہوا ہے، بلکہ یہ تو بدرجۂ اَولیٰ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب وہ چیز جس میں نفس کی رغبت ہو، قصد ہو اور ارادہ و محبت بھی ہو تو وہ نفس سے نہیں بلکہ **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہوتی ہے۔تو جس میں نہ نفس کا حصہ ہو، نہ محبت اور نہ ہی قصد وارادہ تو وہ چیز تو بدرجۂ اَولیٰ **اللہ** عزوجل ہی کی جانب سے ہوگی، اور **اللہ** عزوجل نے آیتِ مبارکہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۝ (پ۶،النسآء:۱۶۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی گواہی کافی۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس سے مراد تمام اُمور کا **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب ہونا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر صرف رسالت اور تبلیغ ہی کی ذمہ داری تھی جو کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اچھی طرح نبھائی اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور اس پر **اللہ** عزوجل کی گواہی ہی کافی ہے، نیز ہدایت کا حاصل ہونا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے نہیں بلکہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے، چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (پ۴،اٰل عمران:۱۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔

{۲}

اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (پ۲۰،القصص:۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو۔

{ ۳ }

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (پ۱۳،الرعد:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ گواہ کافی ہے ۔

یعنی **اللّٰہ** عزوجل کی گواہی کافی ہے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی سچائی اور رسالت پر یا اس بات پر کہ نیکی یا برائی **اللّٰہ** عزوجل ہی کی جانب سے ہے۔

اہلسنّت کے دلائل وہ مثالیں ہیں جو متعدد آیات میں بیان ہوئیں جیسے دل اور سماعت پر مہر لگنا، دل پر زنگ چڑھنا، کان بند ہو جانا، بصارت پر پردہ پڑ جانا وغیرہ ان مثالوں کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، اہلِ سنت اس بات کے قائل ہیں کہ بندوں کے افعال **اللّٰہ** عزوجل کی مخلوق ہیں اور یہ سب باتیں ان کے مذہب میں بالکل ظاہر ہیں۔ پھر ان کے بھی دو قول ہیں: (۱) یہ تمام مثالیں کافروں کے دل میں کفر پیدا کرنے سے کنایہ ہیں (۲) **اللّٰہ** عزوجل نے کچھ ایسے دواعی پیدا فرمائے ہیں کہ جب قدرت ان کے ساتھ ملتی ہے تو یہ دواعی اور قدرت کا مجموعہ وقوعِ کفر کا سبب بن جاتا ہے۔

معتزلہ ان الفاظ میں تاویل کر کے اپنی قاصر اور فاسد عقلوں سے نصوص شرعیہ میں تحریف کرتے ہوئے انہیں ان کے ظاہر سے نکال کر **تَحَكُّمًا** جیسے چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں، کبھی اسے رد کر دیتے ہیں اور کبھی اس میں تاویل کرتے ہیں۔ تو **اللّٰہ** عزوجل نے انہیں رسوا کیا اور ہلاکت میں مبتلا کر دیا، یہ کتنے غبی و بے وقوف ہیں! کتنے بہرے اندھے ہیں! گمراہی سے بچنے کے معاملہ میں راہِ ہدایت سے کتنے دور ہیں! **اللّٰہ** عزوجل کی واضح نشانیوں اور اس کے تمام حوادث کے خالق ہونے سے کتنے غافل ہیں! اور یہ بات ایک عاجز، ضعیف اور **اللّٰہ** عزوجل کی عظمت و رفعت اور اس کے خاص علوم سے جاہل بندے کے لائق کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ **اللّٰہ** عزوجل کا یہ فرمان بھلا دے:

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ (پ۱۷،الانبیآء:۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

پھر کہے: ''**اللّٰہ** عزوجل نے کفار میں جو صفات پیدا فرمائیں ان کی بناء پر وہ ان کی مذمت کیسے کر سکتا ہے؟ اس صورت میں ان کا کون سا گناہ ایسا ہے جس پر وہ انہیں عذاب دے گا؟'' وغیرہ ایسے خرافات جو ان کے بندگی کے دائرے سے فرار ہونے اور **اللّٰہ** عزوجل کے لئے عاجزی اور اس کی تقسیم پر رضامندی سے خارج ہونے کی خبر دیتے ہیں ان کی بربادی کے لئے یہی واہیات اُمور ہی کافی ہیں جن میں پڑ کر وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگے، سرکشی اختیار کی اور پھر اس پر ڈٹ بھی گئے، اگر وہ اپنے نظریات پر غور کرتے تو خود کو کفار کے اس قول سے مربوط پاتے جسے قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ ٭ (پ۲۳،یٰس:۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ان سے فرمایا جائے اللہ کے دیئے میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا۔

تو اللہ عزوجل نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ O (پ۲۳،یٰس:۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں۔

اللہ عزوجل ہمیں گمراہ کن نظریات اور فتنوں کے غول سے اپنی پناہ میں رکھے اور ہمارے ظاہری و باطنی احوال کی اصلاح فرمائے، بے شک وہ بڑا اجواد وکریم اور رءُوف ورحیم ہے۔

کبیرہ نمبر 53: وعدہ پورا نہ کرنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡئُوۡلًا O (پ۱۵، بنیۤ اسرآءیل:۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے۔

{۲}

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ (پ۶،المآئدۃ:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ بِالۡعُقُوۡدِ سے مراد اللہ عزوجل کی حرام، حلال اور فرض کردہ اشیاء اور ان میں کی گئی حد بندیاں ہیں۔'' سیدنا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

اسی وجہ سے امام ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں نبھانے کا اللہ عزوجل نے وعدہ لیا ہے کہ وہ اس کے حلال، حرام اور فرض اُمور جیسے نماز وغیرہ ادا کریں گے۔''

یہ تفسیر سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول سے بہتر ہے: ''یہ آیتِ مبارکہ اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اے پچھلی کتابوں پر ایمان لانے والو! تم سے شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بارے میں جو عہد لئے گئے ہیں انہیں پورا کرو ان میں سے ایک عہد یہ بھی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ (پ۴،اٰل عمران:۱۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ قسمیں ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں معاملات پر اٹھائی جاتی تھیں۔'' جبکہ امام زجاج کہتے ہیں: ''عقود سے مراد عہد ہیں کیونکہ عہد کسی چیز کو ثابت کرتے ہیں اور عقود بھی احکام اور معاہدے کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایمان بھی چونکہ ایک عقد اور عہد ہے یعنی **اللہ** عزوجل کی ذات، صفات اور احکام کی معرفت حاصل کرنا تو اس اعتبار سے مخلوق پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وعدے کو نبھاتے ہوئے **اللہ** عزوجل کے تمام احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

لہٰذا گذشتہ آیتِ کریمہ کا معنی یہ ہوگا: ''تم نے اپنے ایمان سے جو مختلف قسم کے عہد و پیمان اور **اللہ** عزوجل کے تمام اوامر و نواہی میں اس کی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لیا ہے تو اب ان سب عہدوں کو پورا کرو۔''

{1}......سیدنا ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو مکتوب حضرت سیدنا عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت عطا فرمایا تھا میں نے اس کی ابتداء میں یہ لکھا ہوا پڑھا: ''یہ وضاحت **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جانب سے ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىٕدَ وَ لَاۤ اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۝ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے، اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار اور خون اور

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ لا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ز فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(پ۶،المآئدۃ:۱تا۴)

سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔

حضرت سیدنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے نزدیک اس آیت کا حکم عام ہے اس سے انہوں نے عید کے دن کے روزے کی نذر صحیح ہونے پر استدلال کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ان فرامین: ''یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (پ۲۹،الدھر:۷) ترجمۂ کنزالایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔'' اور ''وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (پ۲،البقرۃ:۱۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔'' کے ساتھ مزید پختہ کیا نیز حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی نذر کو پورا کرو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اثم من لایفی بالنذر، الحدیث:۶۶۹۷، ص۵۵۹)

یوں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خیارِ مجلس کے انکار پر بھی استدلال کیا ہے کیونکہ عقد منعقد ہو چکا (تو اختیار باقی نہ رہے گا) نیز اکٹھی دی جانے والی تین طلاقوں کی حرمت پر بھی استدلال کیا ہے کیونکہ نکاح ایک عقد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط (پ۶،المآئدۃ:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے قول پورے کرو۔'' کی وجہ سے ختم کرنا حرام ہے پھر یہ کہ ایک طلاق کا

حرام نہ ہونا تو اجماع کی وجہ سے ہے لہٰذا جو ایک کے علاوہ ہے (یعنی اکٹھی تین طلاقیں) اس میں حکم اپنی اصل (یعنی حرمت) پر باقی رہے گا۔

سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ان تینوں مسائل میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: ''اس آیت کریمہ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (پ۶، المائدۃ:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو۔) کے عام حکم میں اس صحیح حدیث پاک سے تخصیص ثابت ہے کہ ''اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں ہوتی۔''

(فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النذرفیمالایملک ......الخ، ج ۱۱، ص ۵۰۲ ملخصاً)

اور اس صحیح حدیث سے خیار مجلس کی تخصیص ثابت ہے: ''دو خرید و فروخت کرنے والوں کو جدا ہونے سے پہلے اختیار حاصل ہے۔''

(السنن الکبری للامام بیہقی، کتاب البیوع، باب المتبایعان بالخیار......الخ، الحدیث: ۱۰۴۳۴، ج ۵، ص ۴۴۲)

(اور اکٹھی طلاقوں کے جائز ہونے کی قیاس جلی سے تخصیص ثابت ہے کہ) اگر ایک طلاق کو دوسری طلاق کے ساتھ جمع کرنا حرام ہوتا تو وہ نافذ نہ ہوتی پس جب اس کا نافذ ہونا بالاجماع ثابت ہے تو یہ اس کے حلال (یعنی جائز) ہونے پر دلیل ہے اور عقود کا نافذ ہو جانا اس کے حلال ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اس پر وہ صحیح حدیث پاک بھی دلالت کرتی ہے: ''لعان کرنے والے نے نافذ ہونے کا گمان کرتے ہوئے اکٹھی تین طلاقیں دیں اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کرنے سے منع نہ فرمایا۔'' اگر تین طلاقوں کو اکٹھا کرنا حرام ہوتا تو پھر تو وہ حرام کام کرنے والا ہوتا جس سے اسے منع کرنا واجب ہوتا پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کرنے سے منع نہ فرمایا تو یہ اس کے جائز ہونے پر دلیل ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لغو کام سے کیوں نہ روکا اس لئے کہ ہم نے اس کی طرف یوں اشارہ کر دیا ہے کہ وہ واقع کے اعتبار سے لغو تھی مگر اس کے گمان میں لغو نہ تھی کیونکہ اس نے گمان کیا تھا کہ اس طرح اس پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی پس اس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان یہ بات متعارف تھی کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام نہیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے ایسا کرنے سے ضرور منع فرماتے۔

یہ سب بیان کرنے کا مقصد اصل میں احکام پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا مکلّف بنانا ہے، ان ساری چیزوں کو عقود اس وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے ان کے حکم کو حتمی اور پختہ قرار دیا ہے لہٰذا ان سے کسی بھی صورت میں چھٹکارا ممکن نہیں۔ ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ یہ ایسے عقود ہیں جو عام طور پر لوگوں کے درمیان طے پاتے رہتے ہیں۔

وہ روایات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عہدوں کو پورا کرنا چاہئے اور انہیں پورا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے وہ درج ذیل ہیں:

{2}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک علامت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، اور وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ بکے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث: ۳۴، ص ۵)

{3}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ہر خائن (کی پہچان) کے لئے ایک جھنڈا ہو گا، کہا جائے گا یہ فلاں کی خیانت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب تحریم الغدر، الحدیث: ۴۵۳۳، ص ۹۸۶)

{4}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن تین افراد کا مقابل ہوں گا: (۱) وہ شخص جس کو میری خاطر کچھ دیا گیا ہو لیکن وہ اس میں خیانت کرے (۲) وہ شخص جو کسی آزاد انسان کو بیچ دے اور پھر اس کی قیمت کھا لے (۳) وہ شخص جس نے کوئی مزدور اُجرت پر لیا اور پھر اس سے کام تو پورا لیا لیکن اس کی اُجرت اسے نہ دی۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً، الحدیث: ۲۲۲۷، ص ۱۷۳)

{5}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت چھوڑ دی وہ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس (عذاب سے بچنے کی) کوئی حجت نہ ہو گی، اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹہ نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین......الخ، الحدیث: ۴۷۹۳، ص ۱۰۱۰)

تنبیہ:

عہد شکنی کو کبیرہ گناہ شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو کئی علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، البتہ ان میں سے بعض نے اس کو عہد شکنی اور بعض نے وعدہ خلافی کا نام دیا۔

سوال: دونوں اقوال یا تو آپس میں ایک جیسے ہوں گے یا پھر ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے، اس بناء پر ہر ایک کو کبیرہ شمار کرنا مشکل ہے کیونکہ شافعی مذہب میں وعدہ پورا کرنا مستحب ہے واجب نہیں، جب کہ عہد پورا کرنے کو **اللہ** عزوجل نے

واجب قرار دیا اور وعدہ خلافی کو حرام قرار دیا، لہٰذا جو چیز مستحب ہو اس کی مخالفت کرنا تو جائز ہوتا ہے لیکن جو چیز واجب یا حرام ہو اس کی مخالفت کبھی تو کبیرہ ہوتی ہے اور کبھی صغیرہ، تو پھر مطلقاً وعدہ پورا نہ کرنے کو کیسے کبیرہ گناہ کہا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر تو وعدہ پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہو کہ سرے سے پورا ہی نہ کیا جائے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس لحاظ سے اسے ایک الگ مستقل کبیرہ گناہ شمار کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اسے دوسرے کبیرہ گناہوں میں سے کسی کے ضمن میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

وہ افراد جنہوں نے اسے **عہد شکنی** کا نام دیا ہے ان کے نزدیک نذر وغیرہ کو پورا کرنا واجب ہوگا اور اس کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ نذر کو پورا کرنا شرع نے واجب قرار دیا ہے اور اسی طرح نماز، زکوٰۃ، حج یا روزے کو ترک کر دینا بھی کبیرہ گناہ ہے اس کا بیان (ان شاءاللہ عزوجل) آئندہ آئے گا۔

وہ افراد جو کہتے ہیں کہ یہ **وعدہ خلافی** ہے تو ان کے اس قول کو کسی مخصوص چیز پر محمول کیا جائے گا کہ جو وضاحت کے بغیر معلوم نہ ہو سکتی ہو، مثلاً کوئی شخص ایک امام کی بیعت کرے پھر بغیر کسی وجہ کے اس کے خلاف لڑنے کی خاطر نکل کھڑا ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

{6}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین افراد ایسے ہیں جن سے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' اس حدیث پاک میں آگے چل کر ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جو کسی امام کی بیعت دنیا کی خاطر کرے یعنی اگر وہ اسے اس کی خواہش کے مطابق دے تو اس سے وفا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو بے وفائی کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ، الحدیث: ۲۹۷، ص۶۹۶)

جبکہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ شخص جس کو میری خاطر کچھ دیا گیا ہو لیکن وہ اس میں خیانت کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً، الحدیث: ۲۲۲۷، ص۱۷۳)

اور مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت ترک کر دی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین......الخ، الحدیث: ۴۷۹۳، ص۱۰۱۰)

{7}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جنت کا مقصود بھی پورا کرے یعنی **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور اس پر لازم ہے کہ جو معاملہ اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی دوسروں کے ساتھ کرے اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دل

کی گہرائیوں سے کسی امام کی بیعت کر لے تو اب اسے چاہئے کہ بقدرِ استطاعت اس کی پیروی کرے اور اگر اس کے پاس اس کا کوئی مخالف آئے تو اس کی گردن تن سے جدا کر دے۔''

(المرجع السابق،باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة......الخ، الحدیث: ۴۷۷۶،ص ۱۰۰۹)

{8}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی حربی کو امان دی پھر اس کے ساتھ دھوکا کیا اور اسے قتل کر دیا تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔''

کبیرہ نمبر54،55: **ظالموں اور فاسقوں سے محبت کرنا اور نیک لوگوں سے بغض رکھنا**

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین باتیں بالکل حق ہیں: (۱) جس کا اسلام میں کوئی حصہ ہو گا **اللّٰہ** عزوجل اسے ان لوگوں کی طرح نہیں کرے گا جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (۲) **اللّٰہ** عزوجل جس بندے کی ذمہ داری لے لیتا ہے اسے غیر کے سپرد نہیں کرتا اور (۳) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۵۰،ج۵،ص ۱۹)

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں (۱) جس کا اسلام میں حصہ ہو گا **اللّٰہ** عزوجل اسے ان لوگوں کی طرح نہ کرے گا جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور اسلام کے تین حصے ہیں روزہ، نماز اور زکوٰۃ (۲) **اللہ** عزوجل دنیا میں جس بندے کی ذمہ داری لے لیتا ہے قیامت کے دن اسے غیر کے سپرد نہیں کرے گا اور (۳) جو شخص جس قوم سے محبت کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اُسی میں شامل کر دے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشه،الحدیث: ۲۵۱۷۵،ج۹،ص ۴۷)

{3}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرک اندھیری رات میں چیونٹی کے کسی چٹان پر رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ کسی چیز پر ظلم کو پسند کرے اور کسی چیز پر عدل سے بغض رکھے، اور دین کیا ہے؟ یہی کہ **اللہ** عزوجل کے لئے محبت کرنا اور اس کے لئے بغض رکھنا۔''

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳،اٰل عمران:۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب اخبار القتل عوض الحصین......الخ، الحدیث: ۳۲۰۲، ج۳، ص

{4}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کے علاوہ کسی سے دوستی نہ کرو اور تمہارا کھانا متقی ہی کھائے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی صحبة المومن، الحدیث: ۲۳۹۵، ص ۱۸۹۲)

تنبیہ:

ان دونوں کو گذشتہ اور آئندہ آنے والی صحیح احادیث کے تقاضا کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

{5}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ محبت کرے گا اگرچہ ان جیسے عمل نہ بھی کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن نضر، الحدیث: ۱۳۸۲۹، ج۴، ص۵۳۳، ملخصاً)

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بات تو لازم ہے کہ اس نے فاسق سے اس کے فسق کی وجہ سے محبت کی اور صالحین سے ان کی نیکی کی وجہ سے بغض رکھا، لہٰذا یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس طرح فسق کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اس سے محبت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے، صالحین سے بغض رکھنے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، کیونکہ ان بدکاروں سے محبت اور نیکوکاروں سے بغض رکھنا اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دینے پر دلالت کرتا ہے اور اسلام سے بغض رکھنا کفر ہے، لہٰذا مناسب بھی یہی ہے کہ اس کی طرف رسائی کے ذرائع بھی کبیرہ گناہ ہوں۔

اللہ عزوجل کے لئے باہم محبت کرنے والوں کے متعلق احادیث کریمہ:

{6}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی حلاوت پالے گا: (۱) جس کے نزدیک **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دوسروں سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جو کسی بندے سے محبت کرے اور اس کی محبت صرف **اللہ** عزوجل کے لئے ہو اور (۳) وہ جو **اللہ** عزوجل کے اسے کفر سے نکالنے کے بعد کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف......الخ، الحدیث: ۱۶۵، ص ۶۸۸

{7} ......ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے: ''بندہ اللہ عزوجل کے لئے کسی سے محبت کرے اور اللہ عزوجل ہی کے لئے بغض رکھے۔''
(سنن النسائی، کتاب الایمان، و شرائعه، باب طعم الایمان، الحدیث: ۴۹۹۰، ص ۲۴۰۹ بدون "المرء")

{8} ......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''میرے جلال کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ آج جبکہ میرے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا۔''
(صحیح مسلم، کتاب البر ......الخ، باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ، الحدیث: ۶۵۴۸، ص ۱۱۲۷)

{9} ......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آدمی کے ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ عزوجل کے لئے محبت کرے، اس کی محبت کسی مال کے عطیہ کرنے کی وجہ سے نہ ہو تو یہی ایمان ہے۔''
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۲۱۴، ج۵، ص ۲۴۵)

{10} ......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو دوست اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کا زیادہ محبوب ہوتا ہے۔''
(المستدرک، کتاب البر والصلة، باب اذا احب احدکم......الخ، الحدیث: ۷۴۰۳، ج۵، ص ۲۳۹، احبهما بدله "افضلهما")

{11} ......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بہترین رفیق وہ ہے جو اپنے دوستوں کے لئے زیادہ بہتر ہو اور اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے زیادہ بہتر ہو۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حق الجوار، الحدیث: ۱۹۴۴، ص ۱۸۴۷)

{12} ......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں اور میرے لئے مل کر بیٹھنے والوں، میرے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری راہ میں خرچ کرنے والوں کی محبت میرے ذمۂ کرم پر ہوگئی۔'' (یعنی میں ان سے ضرور محبت کروں گا۔)
(المستدرک، کتاب البر والصلة، باب احب لاخیک المسلم......الخ، الحدیث: ۷۳۹۴، ج۵، ص ۲۳۵)

{13} ......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزت وجلال کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور انبیاء وشہداء کرام بھی ان پر رشک کریں گے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، الحدیث: ۲۳۹۰، ص ۱۸۹۲)

{14} ......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل

نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں، میرے لئے آپس میں تعلق رکھنے والوں، میرے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں، میری راہ میں خرچ کرنے والوں اور میرے لئے آپس میں دوستی کرنے والوں کے لئے میری محبت ثابت ہوگئی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۰۶۳، ج۸، ص ۲۳۲)

{15}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل کے لئے آپس میں محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، انبیاء وشہداءِ کرام ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے۔'' (یعنی ان سے خوش ہوں گے۔) (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۸۴۶، ج۸، ص ۴۲۱)

{16}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن عرش کے دائیں جانب **اللّٰہ** عزوجل کے کچھ مہمان بیٹھے ہوں گے، **اللّٰہ** عزوجل کے عرش کی دونوں جانبیں داہنی ہی ہیں، وہ نور کے منبروں پر ہوں گے، ان کے چہرے نور بار ہوں گے، وہ نہ تو انبیاء ہوں گے، نہ شہداء اور نہ ہی صدیقین۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ **اللہ** عزوجل کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب المحابین فی اللہ، الحدیث: ۱۷۹۹۹، ج۱۰، ص ۴۹۱)

{17}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء، بلکہ انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' عرض کی گئی کہ ہمیں بتائیے: ''وہ کون ہیں؟ تاکہ ہم ان سے محبت کرنے لگیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو رشتہ داری اور کسی تعلق کے بغیر صرف **اللہ** عزوجل کے نور کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہوں گے، ان کے چہرے نور کے ہوں گے، وہ نور کے منبروں پر ہوں گے، جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے تو انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصحۃ والمجالسۃ، باب ذکر وصف المتحابین فی اللہ ......الخ، الحدیث: ۵۷۲، ج۱، ص ۹۰)

{18}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن ایک ایسی قوم کو ضرور اٹھائے گا جن کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کریں گے، وہ نہ تو انبیاء ہوں گے، نہ ہی شہداء۔'' تو ایک اعرابی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمیں ان کے اوصاف بیان فرمائیے تا کہ ہم انہیں پہچان سکیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مختلف قبیلوں اور شہروں سے تعلق رکھتے ہوں گے، **اللہ** عزوجل کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں گے، اور **اللہ** عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں گے اور اُس کا ذکر کریں گے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی مجالس الذکر ،الحدیث: ۱۶۷۷۰، ج۱۰،ص۷۷)

{19}......ایک اور روایت میں ہے: ''وہ مختلف شہروں اور قبیلوں سے تعلق رکھتے ہوں گے، ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہوگی، وہ **اللہ** عزوجل کے لئے آپس میں محبت اور دوستی رکھتے ہوں گے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نور کے منبر بچھا کر انہیں ان پر بٹھائے گا، ان کے چہرے نور بار اور کپڑے نور کے ہوں گے، قیامت کے دن لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے مگر وہ نہ گھبرائیں گے، وہ **اللہ** عزوجل کے اولیاء ہیں جن پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ ہی کچھ غم۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل ،الحدیث: ۲۲۹۶۹، ج۸،ص۴۵۰)

{20}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: ''قیامت کب قائم ہوگی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' تو اس نے عرض کی! تیاری تو کچھ نہیں کی، مگر میں **اللہ** اور اس کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے محبت کرتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو گے۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی خوشی شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمان سے ہوئی: ''تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو گے۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں میں سید عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن خطاب......الخ، الحدیث: ۳۶۸۸،ص۳۰۰)

{21}......ایک شخص نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے مگر (تقویٰ وعمل میں) اس کے برابر نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔''

(المرجع السابق، کتاب الادب، باب علامة الحبِّ فی اللہ ،الحدیث: ۶۱۶۹،ص۵۲۰)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر 56: اولیاء اللہ کو ایذاء دینا اور ان سے عداوت رکھنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠ (پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

{۲}

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۠ (پ۱۴، الحجر:۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

{1}......حضرت سیدنا انس اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اپنے بندے کو تکلیف دینے کو ناپسند جانتا ہوں مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، میرا مؤمن بندہ دنیا سے بے رغبتی جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری جیسی میری کوئی دوسری عبادت نہیں کر سکتا۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۱۶۷، ج۱، ص۲۰۰، بتقدم وتأخر)

{2}......سَیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا، میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ص۵۴۵)

{3}......حضرت ابوسفیان حضرت سیدنا سلمان، حضرت سیدنا صہیب اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گروہ کے پاس آئے تو ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے کہا: ''ابھی اللہ عزوجل کی تلواروں نے اس کے دشمنوں سے اپنا پورا حق وصول نہیں

کیا۔'' (کیونکہ ابوسفیان اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ بات تم قریش کے بزرگ اوران کے سردار سے کہہ رہے ہو؟'' پھر جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اوراس واقعہ کی خبر دی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے تو بے شک اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔'' لہٰذا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس تشریف لائے اوران سے اِستفسار فرمایا: ''اے میرے بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے بھائی! نہیں، **اللہ** عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل سلیمان و بلال و صھیب ،الحدیث: ۶۴۱۲،ص ۱۱۱۸)

فقراء خصوصاً ایمان لانے میں سبقت لانے والے فقراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احترام کی عظمت کا اندازہ **اللہ** عزوجل کے اُس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب مشرکین نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان فقراء صحابہ کے پاس بیٹھنے سے جدا کرنا چاہا اور کہا: ''انہیں چھوڑ دیجئے کیونکہ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کے ساتھ بیٹھیں اوراگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں چھوڑ دیا تو قریش کے معزز سردار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لے آئیں گے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ (پ۷،الانعام:۵۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے۔

جب کفار اس بات سے مایوس ہوگئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان فقراء صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خود سے دور نہیں کریں گے تو انہوں نے مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے درخواست کی: ''ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں اور ایک دن ان کے لئے۔'' اس پر **اللہ** عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ (پ۱۵،الکھف:۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے۔

یعنی ان سے منہ پھیر کر اوراپنی نَمرِ کرم نہ فرما کر ان پر زیادتی نہ کیجئے اور دنیا پرست لوگوں کی صحبت کو طلب نہ کیجئے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (پ۱۵،الکھف:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

{۱} پھر ان کے لئے اپنے اس فرمان سے غنی اور فقیر کی مثال بیان فرمائی:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَیْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَیْـًٔا لا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ (پ۱۵،الکھف:۳۲۔۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ میں کھیتی رکھی۔ دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی۔

{۲}

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ج فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝ وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىٕمَةً لا وَّلَىٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ (پ۱۵،الکھف ۳۴تا۳۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ پھل رکھتا تھا تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ اس سے ردوبدل کرتا تھا میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں۔ اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

{۳}

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ط ۝ لٰكِنَّاۡ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝ وَلَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لا لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ج اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّیْۤ

ترجمۂ کنز الایمان: اس کے ساتھی نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا۔ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں۔ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا اگر تو مجھے اپنے سے مال واولاد میں کم دیکھتا تھا۔ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ

اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِکَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۝ (پ۱۵، الکھف: ۳۷تا۴۰)

سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پر میدان (سفید زمین) ہو کر رہ جائے۔

{۵}

اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝ (پ۱۵، الکھف: ۴۱۔۴۲)

ترجمۂ کنز الایمان: یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے۔ اور اس کے پھل گھیر لئے گئے تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹٹیوں (اوندھے منہ) پر گرا ہوا تھا اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔

{۶}

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ (پ۱۵، الکھف: ۴۳تا۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا۔ یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا۔ اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظیم المرتبت ہونے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کی رعایت پر راغب کرنے کے لئے یہ فرمایا تھا، اسی لئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فقراء کو عزت سے نوازتے اور اہلِ صفہ کی خاص عزت افزائی فرماتے۔

اہلِ صفہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ہجرت کرنے والے وہ مہاجر فقراء تھے جو مسجد نبوی شریف کے چبوترے میں رہائش پذیر تھے، ہر مہاجر آ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاتا یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخت تنگدستی کے باوجود بہت صابر تھے، مگر انہیں **اللہ** عزوجل کے اپنے اولیاء کے لئے تیار کردہ انعامات کے مشاہدے نے اس بات پر آمادہ کیا تھا کیونکہ **اللہ** عزوجل نے ان کے دلوں سے اغیار کے ہر تعلق کو مٹا دیا تھا اور

انہیں نیکیوں میں سبقت اور فضیلت والے احوال ومقامات کی راہ دکھا دی تھی، اسی وجہ سے یہ حضرات اس بات کے حقدار ہو گئے کہ **اللّٰہ** عزوجل انہیں اپنے در سے دور نہ کرے اور اپنے محبوب بندوں کے سامنے ان کی مدح کا اعلان کرے کیونکہ مساجد ان کا ٹھکانا، **اللّٰہ** عزوجل ان کا مطلوب اور مولیٰ، بھوک ان کی غذا، رات میں جب لوگ سو جائیں تو شب بیداری کرنا ان کی ترکاری (یعنی سالن) اور فقر وفاقہ ان کا شعار اور غربت وحیا ان کی پونجی تھی، ان کا فقر وہ عام فقر نہ تھا جو **اللّٰہ** عزوجل کا مطلق محتاج ہونا ہے کیونکہ یہ تو ہر مخلوق کی صفت ہے اور **اللّٰہ** عزوجل کے اس فرمان میں بھی یہی فقر مراد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ج (پ۲۲، فاطر:۱۵) ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج۔

بلکہ ان کا فقر وہ خاص فقر تھا جو اولیاء اللہ اور مقربینِ بارگاہِ ایزدی کا شعار ہے اور وہ یہ ہے کہ دل کا غیر کے تعلق سے خالی ہونا اور تمام حرکات وسکنات میں **اللّٰہ** عزوجل کے مشاہدے سے نفع اٹھانا، **اللّٰہ** عزوجل ہمیں ان کی محبت کے حقائق سے سرفراز فرما کر ان کے گروہ میں اٹھائے۔'' آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کی ہے اور یہ اس سخت ترو عید سے بالکل ظاہر ہے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل نے اپنی محاربت یعنی جنگ کو صرف سود کھانے اور اولیاء کرام سے عداوت رکھنے کے معاملے میں ذکر فرمایا ہے اور جس سے **اللّٰہ** عزوجل محاربت فرمائے وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا بلکہ ضروری ہے کہ اس کی موت کفر پر ہو (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ) **اللّٰہ** عزوجل ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس گناہ سے عافیت عطا فرمائے۔''

آمین، بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

میں نے علامہ زرکشی کو دیکھا کہ انہوں نے **الخادم** میں مذکورہ حدیثِ پاک ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اس شدید وعید میں غور کرنے کے بعد اس سے ملی ہوئی سود کھانے پر وارد وعید پر بھی غور کر لو کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ج (پ۳، البقرۃ:۲۷۹) ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔

احناف کے ''**فتاوی بدیعی**'' میں ہے: ''جس نے کسی عالم کے حقوق کو ہلکا جانا (بطورِ علم) اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور اس کے اس عمل نے گویا اسے مرتد کر دیا۔''

امام حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے میرے بھائی! **اللّٰہ** عزوجل ہم دونوں کو توفیق بخشے اور بھلائی کے

راستے پر چلائے، جان لے کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے گوشت زہر آلود ہیں اور ان کی عزت دری (یعنی توہین) کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل کی عادت معلوم ہے کہ جو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو ملامت کرے گا **اللہ** عزوجل اسے موت سے پہلے ہی مردہ دلی میں مبتلا کر دے گا:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ (پ۱۸، النور:۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

کبیرہ نمبر 57: گردشِ اَیّام کے سبب زمانے کو برا کہنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''آدمی زمانے کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ زمانہ (بنانے والا) تو میں ہوں اور اس کے دن، رات میرے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لاتسبوا الدھر، الحدیث: ۶۱۸۱، ص ۵۲۱)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ مَیں ہی اس (یعنی زمانہ) کے دن، رات پھیرتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں ان دونوں کو روک دیتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب، باب النھی عن سب الدھر، الحدیث: ۵۸۶۴، ص ۱۰۷۷)

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ **اللہ** عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۶۷، ص ۱۰۷۷)

{4}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انگور کی بیل کو **کَرْم** نہ کہو[1] اور نہ ہی یہ کہو کہ زمانے کا برا ہو کیونکہ **اللہ** عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لاتسبوا الدھر، الحدیث: ۶۱۸۲، ص ۵۲۱)

---

[1]: حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اہل عرب انگور کو اس لئے **کَرْم** کہتے تھے کہ اس سے شراب بنتی تھی، شراب پی کر انسان نشہ میں بہت سخی بن جاتا ہے کہ اپنا مال جائز و ناجائز کاموں میں خوب اُڑاتا ہے، وہ سمجھتے تھے انگور شراب کی اصل ہے اور شراب کرم و سخاوت کی اصل، لہٰذا انگور گویا سراپا کرم و سخاوت ہے جب شراب حرام کی گئی تو انگور کو کرم کہنے سے منع کر دیا گیا اور فرمایا گیا: کرم تو مؤمن کا قلب یا خود مؤمن ہے، تم ایسا اچھا نام ایسی خبیث چیز کو کیوں کہتے ہو۔ عربی میں اچھی زمین، انگور، حج، جہاد سب کو کرم کہتے ہیں۔'' (مرأۃ المناجیح، ج ۶، ص ۴۱۲، ۴۱۳)

{5}......سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''انسان یہ کہہ کر مجھے ایذاء دیتا ہے: ''اے زمانے! تیرا برا ہو۔'' لہٰذا تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا نہ کہا کرے کیونکہ میں ہی زمانہ (بنانے والا) ہوں اس کے دن رات میں ہی پھیرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب، باب النهی عن سب الدهر، الحدیث: ۵۸۶۴،ص۱۰۷۷)

{6}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا نہ کہا کرے کیونکہ اللہ عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۶۵)

{7}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا تو اس نے مجھے قرض نہ دیا اور میرا بندہ بے خبری میں مجھے گالی دیتا ہے وہ کہتا ہے: ''ہائے زمانہ! ہائے زمانہ!'' حالانکہ زمانہ (بنانے والا) تو مَیں ہوں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريره، الحدیث: ۷۹۹۴، ج۳، ص۱۶۱)

{8}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زمانہ کو برا نہ کہا کرو کیونکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں زمانہ (بنانے والا) ہوں اس کے دن اور رات کو میں ہی تازہ کرتا ہوں اور میں ہی انہیں بوسیدہ کرتا ہوں اور میں ہی ایک بادشاہ کے بعد دوسرا بادشاہ لاتا ہوں۔'' (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی المزاح، الحدیث: ۵۲۳۷، ج۴، ص۳۱۶)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور خصوصًا اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے: ''میرا بندہ مجھے گالی دیتا ہے۔'' اللہ عزوجل نے زمانہ کو گالی دینے کو اپنی برائی قرار دیا یعنی ارشاد فرمایا: ''زمانے کو برا کہنا دراصل اللہ عزوجل کو برا کہنا ہے اور یہ کفر ہے اور جو چیز کفر کی طرف لے جانے والی ہو اس کا ادنیٰ مرتبہ گناہِ کبیرہ ہوتا ہے، مگر ہمارے شافعی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ یہ صرف مکروہ ہے نہ کہ حرام چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ہو، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے: ''جو زمانے کو برا کہتے وقت زمانہ مراد لیتا ہے تو اس کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جو اس سے اللہ عزوجل کی برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے کفر میں کوئی کلام نہیں اور اگر وہ کوئی ارادہ کئے بغیر زمانہ کو برا کہتا ہے تو یہی صورت محلِ شک ہے کیونکہ اس میں کفر اور غیر کفر دونوں کا احتمال ہے، ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ظاہری کلام اس بارے میں بھی کراہیت ہی کا ہے کیونکہ زمانے کو برا کہنے سے جو بات فوراً سمجھی جاتی ہے وہ زمانہ ہی ہے اور اس لفظ کا اللہ عزوجل پر اطلاق

کرنا جوازی ہے، اسی وجہ سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ مبارکہ کا یہ معنی بتایا ہے کہ عربوں پر جب کوئی آفت نازل ہوتی یا مصیبت آتی تو وہ یہ اعتقاد کرتے ہوئے زمانے کو برا کہتے: ''انہیں یہ مصیبت زمانے کی وجہ سے پہنچی ہے۔'' جیسا کہ وہ ستاروں سے بارش مانگتے اور کہتے: ''ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش حاصل ہوئی۔'' اور یہی اعتقاد رکھتے: ''اس کے فاعل وہی ستارے ہیں۔'' اور یہ اعتقاد فاعلِ حقیقی پر لعنت کرنے کی طرح ہے، اور چونکہ ہر چیز کا فاعل اور خالق **اللہ** عزوجل ہی ہے اس لئے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

پھر میں نے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے دیکھا: ''نازل ہونے والی آفت میں زمانے کی تاثیر کا اعتقاد رکھ کر زمانے کو برا کہنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اور پیچھے جو بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسا اعتقاد کفر ہے حالانکہ اس میں کوئی کلام نہیں اس بناء پر یہ بات محلِ نظر ہے۔

علامہ ابن داؤد نے محدثین کی اس روایت کا انکار کیا ہے کہ جس میں **اَنَا الدَّھْرُ** کے الفاظ (یعنی ''دا'' پر پیش کے ساتھ) مروی ہیں، وہ کہتے ہیں: ''اگر ایسا ہوتا تو **دَھْر، اللہ** عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہوتا۔'' لہٰذا وہ جو روایت بیان کرتے ہیں اس میں **اَنَا الدَّھْرَ** (یعنی ''دا'' پر زبر) ہے اور اس کا معنی یہ ہے: ''میں ہی زمانے کے دن رات کو بدلتا ہوں۔'' اس صورت میں **الدھر، اقلب** کی ظرف ہے، بعض دیگر افراد نے بھی ان کی پیروی کی اور دا کی زبر کو راجح قرار دیا، مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ روایت کہ ''**اللہ** عزوجل ہی دہر ہے۔'' ان کے گمان کو باطل کر رہی ہے، اسی لئے جمہور کا مؤقف یہی ہے کہ **دا** پر پیش ہے اور ابن داؤد کے گمان سے ہمارے مؤقف پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ **دَھْر اللہ** عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہونا چاہئے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ **اللہ** عزوجل پر **دَھْر** کا لفظ جوازاً بولا جاتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمان عالیشان میں **مؤثر** کو **اثر** کی تعظیم اور اس کی برائی سے روکنے میں شدت پیدا کرتے ہوئے **عین اثر** بنا دیا ہے۔

کبیرہ نمبر58: لاپرواہی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی کی بات کہنا

بعض متاخرین کے خیال کے مطابق اسے گناہِ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اس میں پائے جانے والے مفاسد عظیمہ اور ظاہری نقصان کی بناء پر یہ بعید بھی نہیں، اس کی دلیل بخاری و مسلم شریف کی یہ روایت ہے۔

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ کبھی بے سوچے سمجھے ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اس کے سبب جہنم میں مشرق ومغرب کے مابین فاصلے سے بھی زیادہ دور جا پڑتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، الحدیث: ۷۴۸۱۔۸۲، ص۱۱۹۵)

{2}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی **اللہ** عزوجل کی رضا کی کوئی بات کہتا ہے اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ بات اسے کہاں تک پہنچا دے گی، مگر **اللہ** عزوجل قیامت تک اس کے لئے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور آدمی **اللہ** عزوجل کی ناراضگی کا ایسا کلمہ بولتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ اسے کہاں پہنچا دے گا تو **اللہ** عزوجل اس کے لئے قیامت تک کے لئے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۸۵۲، ج۵، ص۳۷۵)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ بات بادشاہوں اور امراء کے سامنے اس کلام کی طرح ہے جس سے یا تو عام بھلائی یا برائی حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح کسی سنت کی مذمت یا بدعت کو رائج کرنے، حق کو باطل کرنے یا باطل کو حق ثابت کرنے، (ناحق) خون بہانے یا شرمگاہ یا مال کو حلال ٹھہرانے، کسی کی بے عزتی کرنے، قطع رحمی کرنے یا مسلمانوں سے غداری کرنے یا میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کے لئے بولے جانے والے کلمات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

﷽ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر59:

مُحسن کا احسان جھٹلانا

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، مگر چونکہ یہ بعید ہے لہٰذا اس سے **اللہ** عزوجل کی نعمت کا انکار مراد لینا متعین ہو گیا کیونکہ وہی حقیقی مُحسن ہے اور اسے ایسے محسن کے احسان جھٹلانے پر محمول کرنا بھی ممکن ہے جس کے حقوق کی رعایت کرنا واجب ہے جیسے شوہر کے حقوق ادا نہ کرنا اور نسائی شریف کی حدیثِ مبارکہ سے اس پر استدلال ہوتا ہے

{1}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس عورت پر نَظَرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اپنے شوہر سے بے نیاز بھی نہیں۔''

(المستدرک، کتاب النکاح، باب لاینظر اللہ الی امراۃ ......الخ، الحدیث: ۲۸۲۵، ج ۲، ص ۴۸)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے کا سبب ان کے اپنے شوہروں کی نعمتوں سے انکار کو قرار دیا۔

{2}......اور ارشاد فرمایا: ''اگر شوہر اپنی کسی بیوی سے ساری عمر حسنِ سلوک سے پیش آئے پھر وہ شوہر میں کوئی عیب دیکھ لے تب بھی یہی کہتی ہے میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔''

بلاشبہ ان دونوں احادیث میں جو وعید بیان ہوئی وہ بہت ہی سخت ہے، لہٰذا شوہر کے احسان کو جھٹلانے کا کبیرہ گناہ ہونا ممکن ہے اور بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے احسان فراموشی کو مطلق رکھنے پر اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ،

{3}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ **اللہ** عزوجل کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ص ۱۵۷۷)

شکریہ ادا کرنے کا طریقہ:

شکریہ کسی چیز کا بدلہ دے کر یا تعریف یا دعا کر کے ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ،

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے کوئی چیز عطا کی گئی اگر وہ استطاعت رکھے تو اس کا بدلہ دے، اگر استطاعت نہ ہو تو اس کی تعریف کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع......الخ، الحدیث: ۲۰۳۴، ص ۱۸۵۵)

مگر ان کا یہ استدلال ان کا مؤید نہیں بلکہ اسے ہماری بیان کردہ تفصیل ہی پر محمول کیا جائے گا۔

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر:60: نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کاذکرِ مبارک سُن کر درودِ پاک نہ پڑھنا

{1}......حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منبرِانور کے قریب آجاؤ۔'' تو ہم منبر شریف کے قریب حاضر ہوگئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' جب دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' اور جب تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی وہ (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا'' آمین'' جب میں نے دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھا وہ بھی (رحمتِ الٰہی عزوجل سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا'' آمین'' پھر جب میں نے تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا'' آمین۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ......الخ، الحدیث:۷۳۳۸، ج۵، ص۳

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِانور پر قدم مبارک رنجہ فرمایا تو پہلے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر جب دوسرے زینے کو اپنے قدموں سے نوازا تو فرمایا: ''آمین۔'' اور جب تیسرے زینے پر چڑھے تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے (ماہ) رمضان کو پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور برباد فرمائے۔'' تو میں نے آمین کہا۔'' اور ''جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پائے پھر بھی جہنم میں داخل ہو تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔'' میں نے آمین کہا۔'' اور ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھے تو **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(صحیح ابن حبان، باب حق الوالدین، الحدیث:۴۱۰، ج۱، ص۳۱۵

{3}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین ، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن ، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبرِ اقدس پر رونق افروز ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا، پھر ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آمین کیوں کہا؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریل امین علیہ السلام نے میرے پاس آ کر دعا مانگی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک نہ بھیجے تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' میں نے آمین کہا اور ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کر کے جہنم میں داخل ہوا اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' میں نے کہا آمین۔ اور ''جس نے رمضان کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۱ ، ج ۱۲ ، ص ۶۵)

{4}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں داخل ہو کر منبرِ انور پر رونق افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''آمین! آمین! آمین!'' پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے جانے لگے تو عرض کی گئی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا کام کرتے دیکھا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے کبھی نہیں کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے سامنے ظاہر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے اپنے والدین کو پایا، پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور مزید دور فرمائے۔'' میں نے آمین کہا، دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام نے دعا مانگی: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور (اور محروم) فرمائے۔'' تو میں نے آمین کہا، تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام میرے سامنے ظاہر ہوئے اور دعا مانگی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الادعیة، باب فیمن ذکر عندہ فلم یصل علیه، الحدیث: ۱۷۳۱۴ ، ج ۱۰ ، ص ۵۷)

{5}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر انور پر رونق افروز ہوئے تو فرمایا: ''آمین! آمین! آمین!'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر چڑھتے وقت آمین کہا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے پاس آ کر کہا: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اس

کی مغفرت نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہیے۔'' تو میں نے کہا آمین اور ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کی اور مر کر جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہیے، تو میں نے کہا آمین اور ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے اور مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہیے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الادعیة، باب فیمن ذکر رجاء دخول الجنان......الخ، الحدیث:۹۰۴، ج۲، ص۱۳۱)

{6}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے، اس کی ناک مٹی میں ملے جس پر رمضان کا مہینہ آیا پھر اس کی بخشش ہونے سے پہلے ہی گزر گیا اور اس کی ناک مٹی میں ملے جس نے اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل......الخ، الحدیث:۳۵۴۵، ص۲۰۱۶)

{7}......حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں کوتاہی کی تو بے شک وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۲۸۸۷، ج۳، ص۱۲۸)

{8}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔''

(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الفضائل، باب مااعطی اللہ محمدًا، الحدیث:۱۵۵، ج۷، ص۴۴۳)

{9}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوة، باب ماجاء فی التشهد، الحدیث:۹۰۸، ص۲۵۳۰)

{10}......حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل......الخ، الحدیث:۳۵۴۶، ص۲۰۱۶)

{11}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے

بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر بھی مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے تو وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب فی اکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۶۱۳، ج۲، ص ۳۳۲)

تنبیہ: درودِ پاک نہ پڑھنا گناہِ کبیرہ ہے یا نہیں؟

مذکورہ احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے کیونکہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان میں سخت وعید کا ذکر فرمایا ہے جیسے جہنم میں داخلہ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام کا اس کے لئے بار بار رحمت سے دوری اور بربادی کی دعا کرنا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایسے شخص کے لئے ذلت، اہانت اور بخل کے الفاظ استعمال کرنا بلکہ اسے سب سے بڑا بخیل کہنا وغیرہ یہ تمام سخت وعیدیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکر کے وقت درودِ پاک نہ پڑھنے کے گناہِ کبیرہ ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔

مگر یہ اسی صورت پر صادق آتا ہے جس کا قائل مذاہب اربعہ میں سے ایک گروہ ہے کہ جب بھی نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکرِ خیر ہو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنا واجب ہے، ان احادیثِ مبارکہ میں بھی صراحتًا یہی بیان کیا گیا ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ اس سے پہلے منعقد اجماع کے خلاف ہے کہ نماز کے علاوہ مطلقًا درودِ پاک پڑھنا واجب نہیں، لہٰذا وجوب کے قول کی صورت میں یہ کہنا ممکن ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکرِ خیر کے وقت درودِ پاک ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا واجب نہ ہونا ان صحیح احادیث کی موجودگی میں اشکال پیدا کرتا ہے، مگر اسے ایسی صورت پر محمول کرنے سے یہ اشکال دور ہو جاتا ہے جس سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بے تعظیمی ظاہر ہوتی ہو مثلاً کسی حرام کھیل میں مشغول ہونے کی وجہ سے درودِ پاک نہ پڑھنا ہی وہ اجتماعی صورت ہے جس میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حق کی رعایت نہ کرنا پایا جاتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حق کو ہلکا جاننے کی وجہ سے اس صورت کو کبیرہ گناہ قرار دینا بعید نہیں اور اس وقت یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کلی طور پر درودِ پاک واجب نہ ہونے کے بارے میں ان احادیثِ مبارکہ میں اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں، یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں کیونکہ یہ نہایت اہم ہے اور میں نے کسی کو اس بات کی تنبیہ یا اس کی جانب ہلکا سا اشارہ کرتے ہوئے بھی نہیں پایا۔

نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرود پاک پڑھنے کے فضائل

میں نے درود وسلام کے بارے میں وارد تمام روایات اوران کے متعلقات کو اپنی کتاب ''اَلدُّرُّ الْمَنْضُوْدُ فِی فَضَآئِلِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ'' میں جمع کر دیا ہے۔

{12}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ ،باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ سلّم ......الخ،الحدیث:۹۱۲،ص۲۴۳)

{13}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اسے چاہئے کہ ضرور مجھ پر درودِ پاک پڑھے۔ مزید ارشاد فرمایا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۳۹۸۹،ج۳،ص۳۷۲)

{14}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے 10 گناہ مٹا دے گا اور اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا۔''

(السنن الکبری للامام نسائی، کتاب صفۃ الصلوۃ ، باب ۸۹،الحدیث:۱۲۲۰،ج۱،ص۳۸۵)

{15}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر 10 مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا **اللہ** عزوجل اس پر 100 رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر 100 مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا **اللہ** عزوجل اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ،فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم......الخ،الحدیث:۱۷۲۹۸،ج۱۰،ص۲۵۳)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی، کیا میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو خوشخبری نہ سناؤں؟ بے شک **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔'' تو میں یہ سن کر **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوگیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عبدالرحمن بن عوف الزھری،الحدیث:۱۶۶۴،ج۱،ص۴۰۶،۴۰۷)

{17}......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے میری اُمت کے بارے میں مجھ پر جو انعام فرمایا میں اس کے شکرانہ میں سجدہ ریز ہو گیا، وہ انعام یہ ہے کہ میرا جو اُمتی مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس عبدالرحمن بن عوف، الحدیث: ۸۵۵، ج ۱، ص ۳۵۴)

ابن ابی عاصم نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ ''اس کے 10 گناہ مٹا دے گا، اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا اور یہ درودِ پاک پڑھنا اس کے لئے 10 غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔''

{18}......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا جو اُمتی اخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا، اس کے لئے 10 نیکیاں لکھے گا اور اس کے 10 گناہ مٹا دے گا۔''

(السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عمل الیوم والیلۃ، باب ثواب الصلاۃ علی النبی، الحدیث: ۹۸۹۲، ج ۶، ص ۲۱)

{19}......شَفِیعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیسُ الْغَرِیبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو تو اسی طرح کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درودِ پاک بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا اللہ عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر اللہ عزوجل سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، وسیلہ جنت میں ایک جگہ کا نام ہے اور وہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کے شایانِ شان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، لہٰذا جو اللہ عزوجل سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو جائے گی (یعنی اسے میری شفاعت ضرور ملے گی)۔''

(سنن النسائی، کتاب الآذان، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم......الخ، الحدیث: ۶۷۹، ص ۲۱۳۰)

{20}......''جو شخص محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس شخص پر 70 رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔'' یہ اگرچہ حضرت سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اپنا قول ہے لیکن ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں، لہٰذا یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۷۶۶، ج ۲، ص ۱۴)

{21}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ جبریلِ امین علیہ السلام ابھی ابھی اپنے رب عزوجل کا یہ پیغام لے کر میرے پاس حاضر ہوئے کہ زمین پر جو مسلمان آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے میں اور میرے فرشتے اس پر 10 رحمتیں نازل کرتے ہیں۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب فی اکثار......الخ، الحدیث: ۲۵۸۰، ج ۲، ص ۳۲۳)

{22}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو گھوم پھر کر میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں، تم جہاں بھی رہو مجھ پر درودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:٣٦٥،ج ١،ص ١١٦)

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب صلاۃالتطوع،باب فی ثواب الصلوۃ......الخ،الحدیث:١١،ج ٢،ص ٩٩)

{23}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے لئے دعاءِ رحمت کرتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لئے 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:١٦٤٢،ج ١،ص ٤٤٦)

{24}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ عزوجل مجھے میری قوت گویائی لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ،الحدیث:١٠٨١٧،ج ٣،ص ٦٢٠)

{25}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اللہ عزوجل نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جسے اس نے تمام مخلوق جتنی قوتِ سماعت عطا فرمائی ہے، لہٰذا قیامت تک جو بھی مجھ پر درودِ پاک پڑھے گا وہ فرشتہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام بتائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعا،باب فی اکثارالصلوٰۃ علی النبیصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّمالحدیث:٢٥٨٦،ج ٢،ص ٣٢٤)

{26}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن لوگوں میں میرے قریب ترین وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا ہوگا۔''

(شعب الایمان باب فی تعظیم النبیصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم......الخ،الحدیث: ١٥٦٣،ج ٢،ص ٢١٢)

{27}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو جب تک وہ درودِ پاک پڑھتا رہتا ہے ملائکہ اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درودِ پاک کم پڑھے یا زیادہ۔'' (لمسندللامام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ،الحدیث:١٥٦٨٠،ج ٥،ص ٣٢٤)

{28}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک چوتھائی رات گزرنے کے بعد اُٹھ کر ارشاد فرماتے:''اے لوگو! اللہ عزوجل کا ذکر کرو، پہلا صور پھونکا جانے والا ہے، اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور موت اپنی تمام تر تکالیف کے ساتھ آنے والی ہے۔''

حضرت سیدنا اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے شَفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی ''میں کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہوں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے لئے وقت کا کتنا حصہ مقرر کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو۔'' میں نے عرض کی: ''چوتھائی حصہ؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''نصف حصہ مقرر کرلوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں بھی اضافہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''اگر میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے لئے خاص کرلوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہاری پریشانیوں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب فی الترغیب فی ذکر اللہ ......الخ، الحدیث:۲۴۵۷، ص۱۸۹۸)

{29}......ایک شخص نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے میں صرف کروں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کیا خیال ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایسا کرو گے تو **اللہ** عزوجل تمہاری دنیوی واُخروی پریشانیوں میں تمہاری کفایت فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طفیل بن ابی بن کعب، الحدیث:۲۱۳۰۰، ج۸، ص۰)

{30}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعا میں '' **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ** '' (یعنی اے اللہ عزوجل! اپنے بندے اور رسول حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر رحمت نازل فرما اور تمام مؤمن اور مسلمان مردوں، عورتوں پر بھی رحمت بھیج) پڑھ لیا کرے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاطعمۃ، باب زکاۃ المسلم......الخ، الحدیث:۷۲۵۷، ج۵، ص۷۹)

{31}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا آخری مقام جنت ہوتی ہے۔'' (صحیح ابن حبان، باب الادعیۃ، الحدیث:۹۰۰، ج۲، ص۱۳۰)

{32}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے اس کے درودِ پاک سے فارغ ہونے سے پہلے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔'' حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ''یارسول

اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال (ظاہری) کے بعد؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل نے زمین پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔''

(سنن ابن ماجة،ابواب الجنائز، باب ذکر وفاته و دفنه، الحديث:۱۶۳۷،ص۲۵۷۵)

{33}......نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ میری اُمت کا درودِ پاک ہر جمعہ کو میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے،تو ان میں سے جو سب سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والا ہوگا وہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔''

(السنن الکبری للبيهقی،کتاب الجمعة، با ب مايؤمره فی ليلة الجمعة ،الحديث: ۵۹۹۵،ج۳،ص۳۵۳)

{34}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن ہے،اسی میں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی،اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت آئے گی،لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درودِ پاک میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمارا درودِ پاک آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک کیسے پہنچے گا حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال کو مدت ہو چکی ہوگی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق **اللہ** عزوجل نے زمین پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب اقامة الصلوة ، باب فی فضل الجمعة، الحديث:۱۰۸۵،ص۲۵۴۰)

{35}......جس نے یہ درود پاک پڑھا: **جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا** (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) **مَا ھُوَ اَھْلُہٗ** تو اس کے لئے ستّر (70) فرشتے ایک ہزار (1000) دن تک نیکیاں لکھتے رہتے ہیں۔''

(المعجم الکبير،الحديث:۱۱۵۰۹،ج۱۱،ص۱۶۵)

{36}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آپس میں محبت رکھنے والے دو بندے باہم ملاقات کرتے ہیں اور نبی کریم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر درودِ پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(مسند ابی يعلی الموصلی،مسند انس بن مالک،الحديث:۲۹۵۱،ج۳،ص۵)

کبیرہ نمبر 61:

دِل کاسخت ہو جانا

یعنی دل اتنا سخت ہو جائے کہ وہ کسی مجبور انسان کو کھانا تک کھلانے سے رُک جائے۔

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے بھلائی طلب کرو، ان کے قریب رہا کرو اور سنگدل لوگوں سے بھلائی نہ مانگو کیونکہ ان پر لعنت اُترتی ہے۔ اے علی! **اللہ** عزوجل نے بھلائی کو پیدا فرمایا تو اس کے اہل (یعنی افراد) کو بھی پیدا فرمایا، پھر بھلائی کو ان کا محبوب کر دیا اور اس پر عمل کرنا انہیں محبوب بنا دیا نیز انہیں اس کی طلب میں یوں لگا دیا جیسے وہ پانی کو قحط زدہ زمین کی طرف پھیر دیتا ہے کہ اس پانی کے ذریعے وہاں والوں کو جِلا بخشے اور بے شک جو لوگ دنیا میں بھلائی والے ہوں گے وہی آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء من اجتمع......الخ، الحدیث: ۷۹۷۸، ج۵، ص۵۸)

{2}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے اپنی مرادیں مانگو، ان کے قریب رہا کرو کیونکہ میری رحمت انہیں میں ہے اور سنگدل لوگوں سے مرادیں نہ مانگو کیونکہ وہ میری ناراضگی کے منتظر ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۸۰۲، ج۶، ص۲۲۰ "الفضل" بدلہ" الحوائج")

تنبیہ:

اس کا کبیرہ گناہوں میں شمار ہونا دونوں حدیثوں میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ لعنت اور ناراضگی سخت وعید ہونے کی بناء پر کبیرہ گناہ کی علامتوں میں سے ہیں لیکن اس سنگدلی کو اس کیفیت پر محمول کرنا چاہئے جسے ہم نے عنوان میں ذکر کیا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت یا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نہیں پایا۔

کبیرہ نمبر62,63: کبیرہ گناہ پر راضی ہونا یا اس میں تعاون کرنا

ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کا تذکرہ اس بحث میں آئے گا جہاں علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اَمْر بِالْمَعْرُوْف اور نَھی عَنِ الْمُنْکَر ترک کرنے کو کبیرہ کہا ہے۔

کبیرہ نمبر64: بدکاری وفحش گوئی کا عادی ہو جانا

یعنی کسی کا اس طرح اِن کا عادی ہوجانا کہ لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے اس سے ڈرنے لگیں۔

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بُرا شخص وہ ہوگا جس کی فحش کلامی سے بچنے کے لئے لوگ اسے چھوڑ دیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب مدارة من یتقی فحشه، الحدیث:۶۵۹۶، ص۱۳)

{2}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے جبکہ بے حیائی ظلم میں سے ہے اور ظلم جہنم میں لے جانے والا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الحیاء، الحدیث: ۲۰۰۹، ص۱۸۵۳)

{3}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک فحش گوئی اور بداخلاقی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور لوگوں میں سب سے اچھا اسلام اس شخص کا ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۲۰۹۹۷، ج۷، ص۴۲۳۱)

کبیرہ نمبر65:

درہم ودینار توڑنا

(چونکہ دینار سونے اور درہم چاندی کے ہوتے تھے اور لوگ بلاضرورت انہیں توڑ کر اپنے استعمال میں لے آتے لہٰذا) **بعض علماء کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کیا:

وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ۝ (پ۱۹، النمل:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے۔

{1}......مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے: ''وہ لوگ درہم توڑا کرتے تھے۔''

{2}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں میں رائج سکے بلاضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی کسرالدراھم، الحدیث: ۳۴۴۹، ص ۱۴۸۰)

تنبیہ:

میرے نزدیک اس حدیث پاک میں گناہ کے کبیرہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا تو دور کی بات ہے اس عمل کی حرمت میں بھی کلام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم وغیرہ توڑنا اسی صورت میں حرام ہوتا ہے، جب اس سے ان کی قیمت میں کمی واقع ہوتی ہو اور مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اگر درجہ صحت کو پہنچ جائے تو اسے اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

کبیرہ نمبر 66: **درہم و دینار میں ملاوٹ کرنا**

یعنی درہم و دینار کو ایسی ملاوٹ شدہ کیفیت پر ڈھالنا کہ اگر لوگ اس پر مطلع ہو جائیں تو اسے ہرگز قبول نہ کریں، اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آئندہ ''**کتاب البیع**'' میں بیان ہونے والی ملاوٹ کے دلائل اسے بھی شامل ہیں اور اس میں باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ کیمیاگری میں زیادہ انہماک رکھنے والے لوگ اسے اچھا نہیں جانتے اور یہ لوگ صرف درہم کو رنگتے ہیں یا مشتبہ بنا دیتے ہیں یا لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے والی کوئی اور ملاوٹ کر دیتے ہیں اور باطل طریقے سے ان کا مال کھاتے ہیں۔

اسی لئے آپ انہیں پائیں گے کہ **اللہ** عزوجل نے ان سے برکت ختم فرما کر انہیں ہلاکت میں مبتلا فرما دیا ہے، پس نہ ان کے عیوب کو چھپایا جاتا ہے، نہ ان کی تعریف کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کو کسی جگہ قرار آتا ہے بلکہ ان پر ذلت و رسوائی طاری رہتی ہے۔ اس طرح وہ اس بدترین وصف کے مرتکب ہو کر جنت سے محروم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کی محبت اور اسے باطل طریقے سے حاصل کرنے میں مخلص ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینے اور ان کے اموال ناحق طریقے سے کھانے اور ضائع کرنے پر راضی ہوتے ہیں۔

اللہ عزوجل انہیں حق کی پیروی کرنے، اپنے راستے پر چلنے اور باطل سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، خصوصاً اس بدترین پیشے سے وابستہ لوگوں کو جنہوں نے اس کے حصول کے لئے حیلوں کا سہارا لیا ہے حالانکہ اس کے باوجود ان کے فقر میں کمی واقع نہیں ہوتی اور انہیں اس سے ذلت و قہر ہی چکھنے کو ملتا ہے، **اللہ** عزوجل ہمیں اور انہیں اپنی اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

باب دوم:

ظاہری کبیرہ گناہ

یہاں مَیں ظاہری کبیرہ گناہوں کو فقہ کے ابواب کی ترتیب کے مطابق بیان کروں گا تاکہ یہ آسانی سے سمجھے جاسکیں۔

کتاب الطہارۃ

طہارت کا بیان

برتنوں کا بیان

کبیرہ نمبر67: سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹا غٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب......الخ، الحدیث: ۵۳۸۵/۷، ص۱۰۴۷)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔''

(السنن الکبری للنسائی، کتاب الاطعمۃ، باب صحاف الفضۃ، الحدیث: ۶۶۳۲، ج۴، ص۱۴۹)

{3}......حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب اٰنیۃ الفضۃ، الحدیث: ۵۶۳۴، ص۴۸۳)

{4}......حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''جو سونے چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب......الخ، الحدیث: ۵۳۸۵/۷، ص۱۰۴۷)

تنبیہات

تنبیہ1:

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی اتباع میں اسے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا شاید انہوں نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر انہی

احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ وعیدوں سے استدلال کیا ہے کیونکہ پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنا سخت عذاب کی وعید ہے پھر میں نے **شیخ الاسلام صلاح الدین علائی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وہی توجیہ بیان کرتے دیکھا جو میں نے بیان کی ہے البتہ انہوں نے وہ توجیہ اصحابِ مذہب سے نقل کی ہے، **شیخ الاسلام جلال بلقینی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اتباع کی اور فرمایا کہ **شیخ صلاح الدین علائی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہمارے اصحاب نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینا گناہِ کبیرہ ہے اور اس پر گذشتہ قاعدہ صادق آتا ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر جہنم کی وعید آئی ہو گناہِ کبیرہ ہے۔''

سیدنا دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ایک جماعت سے نقل کر کے اپنے منظوم کلام میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَعَدَّ مِنْهُنَّ ذُوُوا الْاَعْمَالِ ۔۔۔ اٰنِيَةَ النَّقْدَيْنِ فِی اسْتِعْمَالِ

ترجمہ: اور باعمل لوگوں نے سونے، چاندی کے برتنوں کا استعمال بھی حرام اُمور میں شمار کیا ہے۔

مگر سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر نے جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ یہ گناہ صغیرہ ہے۔

تنبیہ 2:

حدیثِ پاک میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت بطورِ مثال پیش کی گئی ہے، اسی لئے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے استعمال کے دیگر طریقوں کو بھی اس حکم کے ساتھ ملا دیا ہے اور سونے چاندی کے برتنوں کو جمع کرنا بھی اس کے ساتھ ملحق کر دیا ہے۔ لہذا یہ بھی حرام ہے کیونکہ انہیں جمع کرنا ان کے استعمال کی طرف لے جاتا ہے جیسے کھیل کود کے آلات کو جمع کرنا۔

وہ برتن جن کے استعمال کی رخصت ہے:

اِنَاءٌ (یعنی برتن) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عرف میں اس کام میں استعمال ہو جس کے لئے اسے بنایا گیا ہو، لہذا اس میں سرمہ ڈالنے والی سلائی، سرمہ دانی، خلال کرنے اور کان سے میل نکالنے والی سلائی وغیرہ بھی شامل ہے، البتہ اگر کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو اور اسے عادل طبیب کہے کہ سونے یا چاندی کی سلائی سے سرمہ ڈالنا اس تکلیف کے لئے مفید ہے تو اس کے لئے ضرورت کی بناء پر اسے استعمال کرنا جائز ہے۔

استعمال کی حرمت کے لئے برتن کا خالص سونے یا چاندی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر تانبے کے برتن پر سونے یا چاندی کا پانی اس طرح چڑھایا جائے کہ وہ اس کو چھپا دے، لیکن جب اسے آگ پر رکھا جائے تب اس کا اثر ظاہر ہو تو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔[1]

---

[1]: احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنا جائز ہے جبکہ اس جگہ سے استعمال نہ کیا جائے۔'' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۳۵)

کیونکہ اس صورت میں وہ سونے چاندی کے برتنوں کے قائم مقام ہوگا۔

اس کے حرام ہونے کی علت سونا، چاندی اور غرور وتکبر ہے، اسی لئے اگر سونے کے برتن پر تانبے کا پانی چڑھایا جائے یہاں تک کہ وہ تانبا اس پورے برتن کو گھیر لے تو اس کا استعمال جائز ہے، اگرچہ آگ پر رکھنے سے اس کا اثر ظاہر نہ ہو جیسا کہ اگر سونے کے برتن کو زنگ لگ گیا اور زنگ نے پورے برتن کو گھیر لیا تو اس کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایک علت نہ پائی گئی اور وہ غرور وتکبر ہے۔

قیمتی ونفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے مثلاً یاقوت اور موتیوں کے برتن کیونکہ ان میں سونا چاندی نہیں اور اس میں تکبر کی وجود پر نظر نہیں کی جائے گی کیونکہ حرمت کے لئے صرف تکبر کافی نہیں، اس لئے کہ یاقوت اور موتیوں کی پہچان صرف خواص کو ہوتی ہے، لہٰذا ان کے استعمال سے فقراء کی دل شکنی کا بھی اندیشہ نہیں کیونکہ جب وہ ایسے برتنوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی غالب اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی جبکہ سونے اور چاندی کے برتن کسی سے مخفی نہیں ہوتے لہٰذا اگر ان کا استعمال جائز ہوتا تو یہ ان کی دل شکنی کا باعث ہوتا۔

تنبیہ 3:

گذشتہ اشیاء کی حرمت کے معاملے میں مرد وعورت اور دیگر مُکلَّفین وغیر مُکلَّفین (یعنی مسلمان، کفار اور نابالغ) میں کوئی فرق نہیں یہاں تک کہ **عورت پر اپنے بچے کو چاندی کی نسوار کی ڈبیا میں پانی پلانا بھی حرام ہے** اور چاندی کا چھوٹا شگوفہ عرفاً زینت کی وجہ سے بیان کردہ اشیاء کے استعمال کی حرمت سے خارج ہے پس یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے برتن پر شگوفہ ہوتا تھا۔

شگوفہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے برتن کے سوراخ بند کئے جاتے ہیں جیسے وہ دھاگا جس کے ذریعے اس کا ٹوٹا ہوا حصہ باندھا جاتا ہے پھر اسے زینت کے لئے استعمال کیا جانے لگا اسی طرح شگوفے کا استعمال ضرورتاً جائز ہے لیکن اگر یہ بڑا ہو تو مکروہ ہے۔

میزاب رحمت سے گرنے والا پانی منہ یا ہاتھ پر مل کر استعمال کرنا حرام نہیں کیونکہ عرف میں اس پانی کے ایسے استعمال کو حرام شمار نہیں کیا جاتا، نہ ہی سونے چاندی سے مزین ایسی چھت کے نیچے بیٹھنا حرام ہے جس سے سونا یا چاندی ظاہر نہ ہوتا ہو[1]

---

[1] احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''مکان کو ریشم، چاندی اور سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف وآلات رکھنا جس سے مقصود محض نمائش وآرائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبُّر وتفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخر ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۳)

سونے اور چاندی کے برتن کو استعمال کرنے کا حیلہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سونے یا چاندی کے برتن میں جو چیز ہو اس کو بائیں ہاتھ پر انڈیل لیں یا پہلے کسی دوسرے برتن میں نکال لیں اس کے بعد دائیں ہاتھ سے اس چیز کو استعمال میں لایا جائے تو چونکہ اس طریقہ سے براہِ راست اس سونے چاندی کے برتن کا استعمال کرنا ثابت نہیں ہوتا لہذا عرف کا اعتبار کرتے ہوئے ایسا کرنا ممنوع بھی نہ ہوگا۔اس حیلے سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ یہ اس حرمت کو روک دیتی ہے جو براہِ راست اس برتن کو استعمال کرنے کی وجہ سے لازم آتی ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حدث کا بیان

کبیرہ نمبر68: قرآن کی کوئی سورت، آیت یا حرف بھلا دینا

{1}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''مجھ پرمیری اُمت کے اَجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ آدمی مسجد سے جو پر یا بال نکالتا ہے اس کا اَجر بھی پیش کیا گیا اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ پایا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔'' (جامع الترمذی،ابواب فضائل القرآن ،باب لم أر ذنبا......الخ،الحدیث:۲۹۱۶ ص ۱۹۴۴)

{2}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اسے بھلا دے وہ قیامت کے دن **اللّٰہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه ، الحدیث: ۱۴۷۴ ،ص ۱۳۳۲)

{3}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن میری اُمت کو جن گناہوں کی سزا ملے گی ان میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو کتاب اللہ عزوجل کی کوئی سورت یاد تھی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔''

{4}......حضرت سیدنا ولید بن عبداللہ بن ابومغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر گناہ پیش کئے گئے تو میں نے قرآن پڑھ کر بھلا دینے والے کے گناہ سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا۔'' (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب فضائل القرآن،باب فی نسیان القرآن،الحدیث:۴،ج۷،ص ۱۶۳)

{5}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے وہ **اللّٰہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۱ ،ج۷،ص ۱۶۲ "سعد"بدله "سعید")

{6}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے قرآن سیکھا پھر اسے بھلا دیا وہ **اللہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب فضائل القرآن، باب تعاھد القرآن و نسیانہ، الحدیث: ۱۶۳۴، ج۳، ص۲۲۳)

تنبیہات

تنبیہ1:

قرآنِ پاک بھلا دینے کو سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کی اتباع میں کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **الروضۃ** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''سیدنا امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس حدیثِ پاک کی سند ضعیف ہے کہ ''مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں پایا کہ آدمی کو قرآنِ پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔'' اور سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اس پر کلام فرمایا ہے۔''

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جس قول کی طرف سیدنا رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے: ''یہ حدیثِ پاک غریب ہے ہم اس سند کے علاوہ اس کی دوسری سند نہیں جانتے اور میں نے سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حدیثِ پاک کے بارے میں پوچھا تو وہ بھی اسے نہیں جانتے تھے انہوں نے اس حدیثِ پاک کو غریب قرار دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم مُطَّلِبُ بن حَنْطَبْ کے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ پاک سننے کے بارے میں نہیں جانتے، سیدنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سیدنا علی بن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُطَّلِب کے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ پاک سننے کا انکار کیا ہے۔''

اس تفصیل سے سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کہ ''اس کی اسناد میں ضعف یعنی انقطاع ہے۔'' کا مطلب بھی ظاہر ہو گیا کیونکہ اس کے راوی مطَّلب میں کوئی ضعف نہیں کیونکہ ایک جماعتِ محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ مگر سیدنا محمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی حدیثِ پاک سے استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اکثر نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ارسال (یعنی جس حدیث کی سند کے آخر سے راوی ساقط ہوں) کرتا ہے حالانکہ اسے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا۔'' اور سیدنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے: ''اس روایت میں ایک اور انقطاع بھی ہے وہ یہ ہے کہ اسی مُطَّلِب سے روایت کرنے والے راوی سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُطَّلِب سے کوئی حدیثِ پاک سنی ہی نہیں جیسا کہ مطَّلب نے حضرت سیدنا

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کوئی حدیثِ پاک نہیں سنی، لہٰذا یہ حدیثِ پاک اس سند کے مطابق ثابت نہیں اور یہ جو کہا گیا ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی حدیثِ پاک نہیں سنی تو اس کا رد حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ قول کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے۔''

اوراس حدیثِ پاک: ''جو قرآن کریم پڑھے پھر اسے بھلا دے تو قیامت کے دن اللّٰہ عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔'' میں اِنقطاع اور اِرسال دونوں ہیں، نیز سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سکوت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس میں یزید بن ابی زیاد ہے اور بہت سے محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک اس کی حدیثِ پاک سے حجت پکڑنا درست نہیں، مگر ابوعبید آجری سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حوالے سے کہتے ہیں: ''میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان کی حدیثِ پاک چھوڑی ہو مگر ان کے علاوہ دیگر راوی مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔'' ابن عدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''یہ اہلِ کوفہ کے شیعوں میں سے تھا اس کے ضعف کے باوجود اس کی روایات لکھی جاتی ہیں۔''

تنبیہ2:

الروضۃ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے گزشتہ قول یعنی اس کے کبیرہ ہونے کے موافق ہے کیونکہ انہوں نے حکم میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، صرف حدیثِ پاک کے ضعف کا افادہ فرما دیا، اسی لئے **الروضۃ** کو مختصر کرنے والے اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اسی طریقہ پر چلے اور اسی سے سیدنا صلاح علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا **القواعد** میں بیان کردہ قول واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میرا قرآن کریم بھلانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا اس میں وارد حدیثِ پاک کی وجہ سے ہے۔'' ان کے اس قول کو اختیار کرنے کی وجہ سے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے برقرار رکھا اور یہ ان کے اختیار اور اعتماد سے ظاہر ہے، البتہ ان کا یہ قول محلِ نظر ہے: ''اس میں حدیثِ پاک وارد ہوئی ہے۔'' کیونکہ انہوں نے اس حدیثِ پاک کی وجہ سے اسے گناہ کبیرہ نہیں کہا اور وہ کہہ بھی کیسے سکتے ہیں کہ خود ہی تو اس کے ضعف اور اس میں کئے گئے طعن کی نشاندہی کی، سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لئے اسے برقرار رکھنے کا سبب معنٰی کے اعتبار سے ہے اگرچہ اس کی دلیل میں اِنقطاع و اِرسال وغیرہ ہے اور بعض اوقات اس روایت کے تعددِ طرق سے اس کمی کو پورا کر لیا جاتا ہے۔

مَیں نے سیدنا علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں سابقہ جہت کے مطابق محلِ نظر ہونے کے باوجود اس کی جو توجیہ بیان کی ہے وہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قول سے معلوم ہوئی تھی، انہوں نے سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں اس کے

کبیرہ ہونے کے قول کو اختیار کرنے کا تذکرہ نہیں کیا جبکہ سیدنا علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس سے سیدنا زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قول کا بھی رد ہوتا ہے کہ انہوں نے **الروضۃ** میں قرآنِ کریم بھلا دینے کے کبیرہ گناہ ہونے کے معاملے میں سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مخالفت کی ہے۔

تنبیہ3:

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لفظ ''**اجذم**'' سے کٹے ہوئے ہاتھ والا شخص مراد لیا ہے جبکہ سیدنا ابن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں کہ ''اجذم'' سے مراد کوڑھی ہونا ہے اور سیدنا ابنِ اعرابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ نہ تو اس کے پاس کوئی حجت ہو اور نہ اس میں کوئی بھلائی، سیدنا سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی یہی معنی منقول ہے۔

تنبیہ4:

سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور سیدنا زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک یہ اس وقت کبیرہ ہوگا جب کوئی لاپرواہی اور سستی کرتے ہوئے اسے بھلائے گا گویا انہوں نے اپنی اس بات سے بے ہوشی اور قرآنِ کریم کی تلاوت سے روکنے والے مرض کو خارج کر دیا ہے، ایسی صورت میں بندے کا گناہ گار نہ ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ وہ اس صورت میں مجبور ہے اور کوئی اختیار نہیں رکھتا جبکہ ایسے مرض کی صورت میں قرآنِ پاک سے غفلت اختیار کرنے سے بندہ گناہ گار ہوگا جس کی موجودگی تلاوتِ قرآنِ کریم سے رُکاوٹ نہیں، اگرچہ اس کی غفلت ایسی چیز کے سبب ہو جو تلاوتِ قرآنِ کریم سے اہم اور مؤکد ہو، جیسے فرض علوم وغیرہ کیونکہ علم سیکھنے کی یہ شان نہیں کہ اس کی وجہ سے بندہ یاد کئے ہوئے قرآنِ کریم سے اتنی غفلت برتے کہ اسے بھلا ہی دے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اس قول: ''قرآنِ کریم کی ایک آیت بھی بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یقین کی درمیانی صفت کے ذریعے اسے یاد کر لیا یعنی جو اس میں توقف کرتا ہو یا اکثر غلطی کرتا ہو اس پر واجب ہے کہ اسی صفت پر قائم رہے، لہٰذا اسے اپنے حافظے میں کمی کرنا حرام ہے جبکہ اس میں اضافہ کرنا اگرچہ ایک مؤکد امر ہے اور مزید سہولت کے حصول کے لئے اس پر توجہ دینی چاہئے مگر ایسا نہ کرنا گناہ ثابت نہیں کرتا۔

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اُستاد اور سیدنا **ابن صلاح** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگرد سیدنا **ابوشامہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے قرآنِ کریم بھلا دینے کے بارے میں وارد احادیث کو قرآنِ کریم پر عمل ترک کر دینے پر محمول کیا ہے کیونکہ بھلا دینے سے مراد دراصل

اس پرعمل ترک کردیناہی ہے جیسا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا۔ (پ۱۶، طٰہٰ:۱۱۵)

سیدنا **ابوشامہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن قرآنِ پاک کی دو حالتیں ہوں گی: (۱) جس نے قرآن پڑھا اور اس پرعمل کرنا نہ بھولا قرآن اس کی شفاعت کرے گا اور (۲) جو اسے بھلا دے گا یعنی سستی کے باعث اس پرعمل کرنا چھوڑ دے گا قرآنِ پاک اس کی شکایت کرے گا اور جس نے سستی کرتے ہوئے اس کی تلاوت بھلا دی اس کا بھی یہ حال ہونا بعید نہیں۔''

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور نسیان (یعنی بھلا دینے) سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور اس سے ان کے گمان کی بجائے یہی مراد ہے عنقریب بخاری شریف کی **کتاب الصلوٰۃ** کی حدیثِ پاک میں قرآنِ پاک یاد کر کے بھلا دینے اور فرض نماز سے غفلت برت کر سوئے رہنے والے کے بارے میں ایک سخت عذاب کی وعید ذکر ہوگی اور یہ نسیان قرآنِ کریم کے معاملے میں بالکل ظاہر ہے۔

تنبیہ5:

سیدنا امام **قرطبی** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''یہ نہیں کہا جائے گا کہ جب پورا قرآن حفظ کرنا فرضِ عین نہیں تو اسے بھلا دینے والے کی مذمت کیوں کی جاتی ہے؟'' کیونکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو قرآن پاک یاد کرتا ہے اس کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذات اور قوم میں معزز ہو جاتا ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ جس نے قرآن کریم یاد کر لیا اس کے پہلو میں نبوت کا فیضان رکھ دیا گیا اور وہ ان لوگوں میں شامل ہو گیا جنہیں **اہل اللہ** اور **مقرب** کہا جاتا ہے، تو جس کا مرتبہ ایسا ہو اور وہ اپنے مرتبے میں کوتاہی کرے تو اس کی سزا کا سخت ہونا ہی مناسب ہے اور اس سے ایسی باتوں پر مؤاخذہ ہوگا جن پر دوسروں سے مؤاخذہ نہ ہوگا اور قرآن پاک کی تلاوت ترک کرنے کی عادت جہالت کا سبب ہے۔

کبیرہ نمبر 69:

قرآن کریم یا کسی دینی معاملے میں جھگڑنا اور غلبہ یا بلندی چاہنا

{1}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(مسند ابی داؤد الطیالسی، الجزء التاسع، الحدیث: ۲۲۸۶، ص ۳۰۲)

{2}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب الجدال فی القرآن کفر، الحدیث: ۲۹۳۸، ج ۲، ص ۹۶)

{3}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں بے جابحث کرنا کفر ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب النهی عن الجدال فی القرآن، الحدیث: ۴۶۰۳، ص ۱۵۶۱)

{4}......حضرت سیدنا ابوسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''قرآن میں جھگڑنے سے منع کیا گیا ہے۔''

{5}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ تم سے پہلی اُمتوں پر اسی وقت لعنت کی گئی جب انہوں نے قرآنِ پاک میں اختلاف کیا، بے شک قرآنِ پاک میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(مصنف لابن ابی شیبة، کتاب فضائل القرآن، باب من نهی عن التماری ......الخ، الحدیث: ۲، ج ۷، ص ۱۸۸، راویه: "ابن عمرو")

{6}......سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن میں نہ جھگڑو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۹۱۶، ج ۵، ص ۱۵۲)

{7}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک کے معاملے میں آپس میں نہ جھگڑو اور **اللہ** عزوجل کی کتاب کی بعض آیتوں سے دیگر آیتوں کو نہ جھٹلاؤ، **اللہ** عزوجل کی قسم! مؤمن قرآنِ پاک کے ذریعے جھگڑے گا تو غالب آجائے گا اور منافق قرآنِ پاک کے ذریعے جھگڑے گا تو مغلوب ہوجائے گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الحدیث: ۲۸۵۶، ج ۱، ص ۳۰۷ "تکذّبوا" بدله" تبدّلوا" "فیغالب" بدله" فیطلب)

{8}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

ایک ایسی قوم کے پاس تشریف لائے جو قرآنِ کریم میں جھگڑ رہی تھی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم سے صدیوں پہلے کی اُمتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں، بے شک قرآنِ کریم کی بعض آیتیں دیگر بعض آیتوں کی تصدیق کرتی ہیں لہٰذا بعض آیتوں کی وجہ سے دیگر بعض کو نہ جھٹلایا کرو۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۵۳۷۸، ج۴، ص۱۰۹)

{9}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درِاقدس پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک شخص ایک آیتِ کریمہ کے ذریعے نزاع کرتا تو دوسرا شخص دوسری آیت کے ذریعے۔ اتنے میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے گویا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ مبارک انار کے دانوں کی طرح سرخ تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! کیا تمہیں اسی لئے بھیجا گیا ہے؟ کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے نہ لگ جانا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۸۴۷۰، ج۶، ص۱۹۲)

{10}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم کو ہدایت دی گئی وہ اس وقت تک ہدایت کے راستے سے نہیں بھٹکی جب تک جھگڑنے نہ لگی پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاؕ (پ۲۵،الزخرف:۵۸) ترجمۂ کنز الایمان: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب سھو ألدالخصام،الحدیث: ۴۵۲۳،ص ۳۷۱،بدون''الذی یحج فی صحة

{11}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل کو لوگوں میں سب سے ناپسند وہ لوگ ہیں جو شدید جھگڑالو ہیں۔''

{12}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اُمور تین قسم کے ہیں: (۱) وہ جس کا صحیح ہونا تجھ پر ظاہر ہو گیا پس اس کی اِتباع کر (۲) وہ جس کا غلط ہونا تجھ پر ظاہر ہو گیا پس اس سے بچ اور (۳) وہ جس میں اختلاف ہو جائے پس اسے اس کے عالِم کی طرف لوٹا دے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب الامور ثلاثة ، الحدیث: ۷۱۲،ج۱،ص۳۹۰)

{13}......حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم دین کے کسی معاملے میں جھگڑ رہے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم شدید غضبناک ہو گئے اس کی مثل پہلے کبھی غضب ناک نہ ہوئے تھے، پھر ہمیں جھڑکا اور ارشاد فرمایا: ''اے اُمتِ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! صبر سے کام لو، بے شک تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ

اس میں خیر کی کمی ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ مؤمن جھگڑتا نہیں، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ جھگڑنے والے کا خسارہ مکمل ہو چکا ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ گناہ ہونے کے لئے کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ میں بروزِ قیامت جھگڑنے والے کی شفاعت نہیں کروں گا، جھگڑنا چھوڑ دو تو میں جنت میں تین گھروں کا ضامن ہوں گا: ایک نیچے، دوسرا درمیان میں اور تیسرا سب سے اوپر والا، جس نے جھگڑنا چھوڑ دیا وہ سچا ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ بتوں کی عبادت سے بچتے رہنے کے بعد مجھے میرے رب عزوجل نے جس چیز سے سب سے پہلے بچنے کا حکم فرمایا وہ جھگڑنا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۵۹، ج۸، ص ۱۵۲)

ضروری وضاحت:

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مذکورہ فرمانِ عالیشان سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بتوں کی عبادت کی ہو کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کفر سے **معصوم** ہیں۔

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے لیکن میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے اسے کبیرہ کہا ہو اور یہ احادیثِ مبارکہ اس میں ظاہر ہیں اور آخری حدیثِ پاک اگرچہ ضعیف ہے مگر بخاری شریف کی مذکورہ حدیثِ پاک اسے قوت دیتی ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک ناپسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔'' اور اپنی بیوی کی دُبُر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کرنے کو بھی کبیرہ گناہ شمار کئے جانے کی مثال اسی طرح ہے کہ آنے والی بعض احادیثِ مبارکہ میں اس پر بھی کفر ہونے کا حکم ہے۔

لہذا اسی طرح یہاں کہا جائے گا کہ اس گناہ کو کفر کہنا اس کے کبیرہ ہونے میں ظاہر ہے بلکہ یہ اس وطی سے بدرجہ اَولیٰ حقیقی کفر کے قریب ہے کیونکہ قرآن میں جھگڑنا اگر حقیقی تناقض کے وقوع کے اعتقاد کی طرف لے جائے یا اس کی نظم میں شبہ کی طرف لے جائے تو کفر حقیقی ہو جائے گا اگرچہ قائل کفر کے الفاظ ادا نہ کرے، لیکن اس سے اگر لوگوں کو تناقض یا خلل کا وہم ہو یا قرآنِ پاک کے بارے کلام کرنے سے ان کو محض شبہ وغیرہ ہو تو یہ اگرچہ حقیقی کفر نہیں مگر دین میں عظیم نقصان اور ملحدین کے راستے پر چلنے کی وجہ سے اس کا گناہِ کبیرہ ہونا کچھ بعید نہیں۔

اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو سزا دی تھی جس نے قرآن کریم کی بعض آیات کے بارے میں پوچھ کر لوگوں کے دلوں میں ادنیٰ سا شبہ داخل کرنے کا ارادہ کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو مدینہ شریف (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) سے نکال دیا کیونکہ آپ کو اس بات کا ڈر تھا کہ ہر عیب سے پاک قرآنِ کریم کے بارے میں لوگوں کے

اعتقاد میں دراڑ نہ پڑے، وہ بعض آیات کریمہ یہ ہیں:

{۱}

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۵۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔

{۲}

فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

{۳}

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (پ۲۳، یٰسٓ: ۶۵)

ترجمۂ کنز الایمان: آج ہم ان کے مونھوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

{۴}

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۱۸، النور: ۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔

{۵}

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ (پ۲۹، المرسلات، ۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس میں جھگڑنا یا تو کفر ہے یا دین میں بہت بڑا نقصان ہے لہذا اس برے عمل کا ارتکاب کرنا یا تو کفر ہوگا اور یا پھر کبیرہ گناہ، اس لئے جو میں نے بیان کیا وہ صحیح اور جو میں نے لکھا وہ واضح ہے، **اللہ** عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے، پھر میں نے بعض کو دیکھا جنہوں نے قرآن پاک اور دین کے کسی معاملے میں جھگڑنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور یہ میرے بیان کردہ کی تائید ہے۔

قرآن مجید سے متعلق اہم اُمور پر متنبہ کرنے والی بعض احادیث

{14}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''قرآن کو یاد رکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ لوگوں کے سینوں سے اونٹوں کے رسیوں سے چھٹکارا پانے سے بھی تیز نکل جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن، الحدیث: ۵۰۳۳، ج۳، ص۴۳۶)

{15}...... **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ کریم کو پڑھتے اور سنتے رہو (یعنی تکرار کرتے رہو) کیونکہ یہ وحشی (یعنی جنگلی درندوں کی طرح) ہے اور یہ اونٹوں کے رسیوں سے رہائی پانے سے بھی تیز لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۴۱۵، ج۱۰، ص۱۸۹، بلفظ" ولھو اشد تفصیا...... الخ")

{16}...... حضورِ نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ کریم کو پڑھتے اور سنتے رہو اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ وطن سے دور اونٹوں سے بھی تیز لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۴۷، ج۱۰، ص۱۶۸، بدون "فوالذی نفسی بیدہ")

{17}...... **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم میں مکمل قرآن پڑھا اس نے سمجھا نہیں۔'' یعنی کیونکہ اس وقت وہ اس کے مطالب میں غور وفکر نہیں کرے گا اور اس سے حاصل شدہ احکام پر عمل نہ کر سکے گا۔ (جامع الترمذی، ابواب القراء ات، باب فی کم أقرأ القرآن؟، الحدیث: ۲۹۴۹، ص۱۹۴۸)

{18}...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ حکیم کو پاک ہونے کی حالت میں ہی چھوؤ۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۱۳۵، ج۳، ص۲۰۵)

{19}...... دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن پاک کو سوائے پاک شخص کے کوئی نہ چھوئے۔'' (کتاب المراسیل لأبی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی من نام عن الصلوٰۃ، ص۸)

{20}...... رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلا دی گئی۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب الامر بتعھد القرآن، الحدیث: ۱۸۴۲، ص۸۰۲)

{21}......نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کے لئے یہ کہنا بہت بُرا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلا دی گئی۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و تعاھدہ،الحدیث: ۵۰۳۲،ص ۴۳۶)

{22}......مروی ہے کہ ''سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دشمن کی سرزمین میں قرآنِ پاک لے کر سفر کرنے سے منع کیا ہے۔'' (سنن ابن ماجۃ،ابواب الجھاد،باب النھی ان یسافربالقرآن......الخ،الحدیث: ۲۸۷۹،ص ۲۶۵۱)

{23}......حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ قرآنِ پاک پر یقین نہیں رکھتا جو اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانتا ہے۔'' (جامع الترمذی،ابواب فضائل القرآن،باب من قرأ القرآن......الخ،الحدیث: ۲۹۱۸،ص ۱۹۴۴)

{24}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق و امین عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قرآنِ پاک پڑھا تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کے مال کھائے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایسی ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔'' (شعب الایمان،باب فی تعظیم القرآن،فصل فی ترک قرأۃ القرآن......الخ،الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۲، ص ۵۳۳)

{25}......حضرت سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: ''میں نے ایک آدمی کو قرآنِ پاک پڑھایا اس نے میری طرف ایک کمان ھدیۃً بھیجی تو میں نے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو نے اسے لے لیا تو تُو نے آگ کی کمان لی۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن،الحدیث: ۲۱۵۸،ص ۲۶۰۲)

{26}......اسی کی مثل ایک روایت حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے اور اس میں مَخْزنِ جودو سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ارشاد فرمایا: ''اگر تُو آگ کا طوق پہننا پسند کرتا ہے تو اس کمان کو لے لے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ ، باب فی کسب المعلم، الحدیث: ۳۴۱۶،ص ۱۴۷۸)

{27}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر تُو چاہتا ہے کہ **اللہ** عزوجل آگ کی کمان تیرے گلے میں لٹکائے تو اُسے لے لے۔''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۷۹۰۹،ج ۶،ص ۸۹)

{28}......حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآنِ کریم کی تعلیم پر کمان لے گا **اللہ** عزوجل آگ کی کمان اس کے گلے میں لٹکائے گا۔'' (السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الاجارۃ، باب من کرہ اخذ الاجرۃ،الحدیث: ۱۱۶۵۵،ج ۶،ص ۲۰۸)

{29}......سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قرآن پڑھانے پر بدلہ لیا پس اس نے دنیا ہی میں اپنی نیکیوں کا بدلہ لینے میں جلدی کی اور قرآنِ پاک قیامت کے دن اس سے جھگڑے گا۔''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۴۶۳۰، ج ۴، ص ۲۲، ''یحاجّہ'' بدلہ ''یخاصمہ'')

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہر کو لیا اور تعلیمِ قرآن پر اُجرت کو حرام قرار دیا جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ مبارک کی وجہ سے اُجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے کہ،

{30}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جن چیزوں پر بدلہ لیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ حقدار **اللہ** عزوجل کی کتاب ہے۔''[1]

(السنن الکبریٰ للبیھقی،کتاب الاجارۃ ، باب اخذالاجرۃ علی تعلیم القرآن ، الحدیث: ۱۱۶۷۶،ج۶،ص۲۰۵)

{31}......حضرت سیدنا عمیر بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قرآنِ کریم سن کر وہ اثر پاتے ہیں جو خلوت میں خود پڑھنے سے نہیں پاتے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بالکل ٹھیک ہے، میں باطنی طور پر پڑھتا ہوں جبکہ تم ظاہری طور پر پڑھتے ہو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! باطن کیا ہے اور ظاہر کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''میں پڑھتا ہوں اور غور وفکر کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرتا ہوں جبکہ تم اس طرح پڑھتے ہو (یہ فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے) اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے ہاتھ سے رسی کو بل (یعنی مروڑ) دیا ہو۔''

(کنز العمال،کتاب الاذکار،فرع فی محظورات التلاوۃ......الخ،الحدیث:۲۸۷۶،ج۱،ص۳۰۹،بتقدمٍ وتاخ

---

[1] حضرت صدرالشریعہ، بدرالطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''طاعت وعبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے،امامت کے لیے،قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے،حج کے لئے یعنی اس لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے،متقدمین فقہاء کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا۔ انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرمادیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم القرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہوکر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے۔اسی طرح اگر موذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہوجائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہوجائے گی اسی طرح بعض علماء نے واعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ وتقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دے دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کردیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں اس کا انسداد ہوجائے گا یہاں یہ بتادینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندۂ خدا سے ہوسکے کہ ان امور کو محض خالصاً لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کرکے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت وامداد ہے۔'' (بہارشریعت،ج۲،حصہ۱۴،ص۸۲)

{32}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن پڑھنے والے تین طرح کے لوگ ہیں: (۱) وہ جس نے اسے اُجرت کا ذریعہ بنایا (۲) وہ جو منبر پر بیٹھ کر شیخی بگھارتا ہے یہاں تک کہ یہ بات اسے مزامیر سے زیادہ پسند ہوتی ہے پس وہ کہتا ہے: ''خدا کی قسم! نہ تو میں کلام میں غلطی کرتا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی حرف عیب والا ہے پس یہ میری اُمت کا شریرترین گروہ ہے اور (۳) وہ جس کے پیٹ (کے تقاضے) نے اسے لباس پہنایا اور دل (کی حرص) نے کھانا کھلایا لہٰذا اس نے اپنے دل کو ایک ایسا محراب بنالیا کہ جس سے لوگ تو عافیت میں ہیں لیکن وہ خود مصیبت میں گرفتار ہے، ایسے لوگ (مرتبہ کے لحاظ سے) میری اُمت میں سرخ گندھک سے بھی کم ہیں۔'' (المرجع السابق ،الحدیث:۲۸۷۷)

{33}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن کو پڑھنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وہ جس نے قرآن پاک پڑھا پھر اس کو سامانِ تجارت بنالیا اور اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا (۲) وہ جس نے قرآن کو پڑھا اور اس کے حروف کو صحیح ادا کیا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اکثر قرآن پڑھنے والے ایسے ہی ہیں، **اللہ** عزوجل ان کو زیادہ نہ کرے (امین) اور (۲) وہ جس نے قرآن پڑھا پس قرآن کی دوا کو دل کی بیماری پر لگالیا، قرآن کے ذریعے اپنی راتوں کو بیدار کیا اور اس کے ذریعے اپنے دن کو پیاسا کیا، انہوں نے اپنی سجدہ گاہوں میں قیام کیا اور اس کی عزت کی، تو یہی وہ لوگ ہیں **اللہ** عزوجل جن کی برکت سے بلائیں ٹالتا ہے، دشمنوں سے بچاتا ہے اور آسمان کی بارش نازل فرماتا ہے، خدا کی قسم! ایسے **قُرَّآء** سرخ گندھک سے بھی زیادہ عزت والے (یعنی قیمتی) ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن،فصل فی ترک المباھاۃ بقراءۃ ،الحدیث: ۲۶۲۱،ج۲،ص ۵۳۱)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

قضاء حاجت کا بیان

کبیرہ نمبر 70: گزر گاھوں پر پاخانہ کرنا

{1}......ایک شخص نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''آپ نے ہمیں ہر چیز کے بارے میں شرعی احکام بیان فرما دیئے ہیں، اب ہمیں قضائے حاجت کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں کے کسی راستے میں پاخانہ کیا اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۲۶، ج۴، ص ۱۲۲)

{2}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کو ان کے کسی راستے کے معاملے میں تکلیف دیتا ہے اس پر مسلمانوں کی لعنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۰۵۰، ج۳، ص ۱۷۹)

{3}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی ایسی نہر کے کنارے پاخانہ کرے جس سے وضو کیا جاتا ہو یا پانی پیا جاتا ہو اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔''

(تاریخ بغداد، داود بن عبدالجبار......الخ، الرقم: ۴۴۵۶، ج۸، ص ۳۵۱، "حافة" بدله "ضفة")

{4}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لعنت کے تین کاموں سے بچتے رہو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لعنت کے وہ تین کام کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہیں کہ تم میں سے کوئی کسی سائبان، راستے یا جمع شدہ پانی میں پاخانہ کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عباس......الخ، الحدیث: ۲۷۱۵، ج۱، ص ۶۴۰)

{5}......ایک اور روایت میں ہے کہ مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لعنت والے تین کاموں سے بچتے رہو یعنی بیٹھنے کی جگہوں، راستے کے کونوں اور سائے میں پاخانہ مت کیا کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب المواضع التی نهی......الخ، الحدیث: ۲۶، ص ۱۲۲۴)

{6}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لعنت والے دو کاموں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہیں کہ آدمی لوگوں کی گزرگاہوں اور سایہ دار جگہ میں پاخانہ کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النھی عن التخلی فی الطرق......الخ،الحدیث:۶۱۸،ص۲۴

وضاحت:

امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''سائے سے مراد مطلق سایہ دار جگہ نہیں بلکہ وہ سایہ ہے جسے لوگ آرام کرنے یا پڑاؤ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کیونکہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھجور کے درخت کے نیچے قضائے حاجت فرمائی اور لامحالہ وہ سایہ دار درخت تھا۔''

{7}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''راستوں میں لوگوں کے پڑاؤ کرنے اور نماز پڑھنے کی جگہوں سے بچتے رہو کیونکہ یہ کیڑے مکوڑوں اور درندوں کے ٹھکانے ہیں اور ان پر قضائے حاجت کرنے والوں پر یہ جانور لعنت بھیجتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجه،ابواب الطهارة وسننها،باب النهى عن الخلاء...... الخ،الحديث: ۳۲۹،ص۲۴۹۷

تنبیہ:

پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے تقاضا کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامتوں میں سے ہے، ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مابین اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ عمل صغیرہ گناہ ہے یا مکروہ؟ صحیح ترین قول یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے مگر یہ احادیثِ مبارکہ اس کی حرمت کو راجح قرار دیتی ہیں، بخاری ومسلم نے **باب الشھادۃ** میں ان سے روایتیں نقل کیں اور انہیں برقرار رکھا اور بعض متاخرین نے اس پر اعتماد کیا ہے۔**الخادم** میں ہے کہ **صاحب العدۃ** کے نزدیک اس اعتبار سے حرمت مراد ہے کہ ناحق راستے کو استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں مسلمانوں کی ایذاء پائی جارہی ہے جبکہ یہ عمل قضائے حاجت کے آداب میں سے ہونے کے اعتبار سے حرمت پر ختم نہیں ہوتا،لہٰذا ان کے اس قول میں دو احتمال ہوئے اور یہ اسی صورت میں ہے کہ جب **صاحب العدۃ** کے قول سے وہی مراد ہو جو امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھے ہیں حالانکہ ظاہر اس کے خلاف ہے کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ ان کاموں میں سے ہے جن کے سبب گواہی مردود ہو جاتی ہے اس وجہ سے کہ یہ عمل محض مروّت کے خلاف ہے نہ کہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 71: **بدن یا کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانا**

{1} ......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑی چیز کے سبب نہیں ہو رہا مگر یہ بڑا گناہ ضرور ہے ان میں سے ایک چغلخوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ، باب الدلیل علی نجاسۃ البول......الخ، الحدیث:۶۷۷، ص۷۲۴)

{2} ......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک دیوار کے قریب سے گزرے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے سبب سے نہیں ہو رہا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔''

(صحیح ابن حزیمہ، کتاب الوضوء، باب التحفظ من البول کی لایصیب ......الخ، الحدیث: ۵۵، ج۱، ص۳۲)

{3} ......ایک اور روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عذابِ قبر عموماً پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۲۰، ج۱۱، ص۷۰)

{4} ......ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''قبر کا عذاب پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچو۔''

{5} ......ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اکثر عذابِ قبر پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الطھارۃ، باب التشدید فی البول، الحدیث: ۳۴۸، ص۲۴۹۸)

{6} ......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچتے رہو کیونکہ قبر میں بندے سے سب سے پہلے پیشاب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۰۵، ج۸، ص۱۳۳)

{7} ......حضرت سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان تشریف لے جا رہے تھے، اسی اثناء میں دو قبروں پر پہنچے تو ارشاد فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے، لہٰذا تم دونوں مجھے ایک ٹہنی لا کر دو۔'' حضرت سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں: ''میں اور میرا رفیق ٹہنی لینے چلے گئے، پھر میں نے ایک ٹہنی لا کر پیش کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ تر رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۴۷، ج۳، ص ۲۱)

{8}......حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک مرتبہ سخت گرم دن میں بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے گئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیچھے پیچھے چل دیئے جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جوتوں کی آواز سنی تو ٹھہر کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ انہیں آگے جانے دیا پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بقیعِ غرقد پہنچ کر دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے تو دریافت فرمایا: ''آج تم نے یہاں کس کو دفن کیا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''فلاں، فلاں کو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! معاملہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا جبکہ دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک تر ٹہنی پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور قبر پر رکھ دیئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیوں کیا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تا کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''انہیں کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیب کی بات ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی جانتا ہے اور اگر تمہارے دل منتشر نہ ہوتے اور گفتگو میں زیادتی نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔''

(المسند للامام احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی الحدیث: ۲۲۳۵۵، ج۸، ص ۳۰۴، "تمزع" بدلہ "تمترع")

{9}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹھہر گئے لہٰذا ہم بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ٹھہر گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رنگ مبارک متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قمیص مبارک کی آستین کپکپانے لگی، تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ماجرا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم بھی وہ آواز سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟'' تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیا سماعت فرما رہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں افراد پر ان کی قبروں میں انتہائی سخت عذاب ہو رہا ہے وہ بھی ایسے گناہ کی وجہ سے جو حقیر ہے۔'' (یعنی ان دونوں کے خیال میں حقیر تھا یا پھر یہ کہ اس سے بچنا ان کے لئے آسان تھا) ہم نے عرض

کی: ''وہ کون سا گناہ ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو اذیت دیتا تھا اور چغلی کرتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھجور کی دو ٹہنیاں منگوائیں اور ان میں سے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹہنی رکھ دی تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ چیز ان کو کوئی نفع دے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب تک یہ دونوں ٹہنیاں تر رہیں گی ان سے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الأذکار، الحدیث: ۸۲۱، ج۲، ص۹۶، "لایستنزہ" بدلہ "لایستتر")

{10}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''چار شخص جہنمیوں کو ان کے عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید ایذاء دیں گے، وہ **حَمِیْم** (کھولتے پانی) اور **جَحِیْم** (آگ) میں دوڑتے ہوں گے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کی دعا کریں گے، جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: ''انہیں کیا ہوا کہ یہ ہمیں مزید ایذاء دے رہے ہیں حالانکہ ہم پہلے ہی تکلیف میں مبتلا ہیں؟'' ان میں سے ایک شخص پر آگ کا صندوق لٹک رہا ہوگا، دوسرا اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہوگا، تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور چوتھا اپنا ہی گوشت کھا رہا ہوگا، صندوق والے سے کہا جائے گا: ''رحمتِ الٰہی عزوجل سے دور اس شخص کا کیا معاملہ ہے جو ہمیں عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید تکلیف دے رہا ہے؟'' تو وہ کہے گا: ''**اللہ** عزوجل کی رحمت سے دور یہ شخص جب مرا تو اس کی گردن پر لوگوں کے ان اموال کا بوجھ تھا جنہیں وہ ادا یا پورا نہ کرسکا۔'' پھر اپنی انتڑیاں کھینچنے والے سے کہا جائے گا: ''رحمت سے دور اس بندے کا کیا معاملہ ہے جو ہمیں عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید تکلیف پہنچا رہا ہے؟'' تو وہ کہے گا کہ ''رحمت سے دور یہ بندہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ اسے (کپڑوں یا جسم پر) کہاں پیشاب لگا اور یہ اسے نہیں دھوتا تھا۔''

(بقیہ مکمل حدیثِ پاک غیبت کے باب میں بیان ہوگی) (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۲۶، ج۷، ص۳۱۱)

{11}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل کو کیا مصیبت پہنچی؟ ان (کے کپڑوں) کو جب کہیں پیشاب لگتا تو وہ اس جگہ کو قینچیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے، پھر ان کے ایک ساتھی نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۷۷۳، ج۶، ص۲۲۷)

تنبیہ:

پس معلوم ہوا کہ یہ احادیثِ مبارکہ پیشاب سے نہ بچنے کے کبیرہ گناہ ہونے میں صریح ہیں، سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ

الباری نے گذشتہ احادیث کا عنوان اس طرح قائم کیا: **بَابٌ مِنَ الْکَبَآئِرِ اَنْ لَّا یَسْتَتِرَ مِنَ الْبَوْلِ** یہ باب اس بیان میں ہے کہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان: ''انہیں کسی بڑی چیز کے سبب عذاب نہیں ہو رہا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی ایسے عمل پر عذاب نہیں ہو رہا جو ان پر بڑا تھا یا اگر وہ اسے کرتے تو یہ انہیں مشقت میں ڈال دیتا اور وہ کام پیشاب سے بچنا اور چغل خوری ترک کرنا ہے، یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کا گناہ دین کے معاملے میں بڑا نہیں اور ان کا گناہ کم اور آسان ہے۔''

حافظ منذری علیہ رحمۃ اللہ الولی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اسی (مذکورہ) وہم کو زائل کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔'' ان احادیثِ مبارکہ میں ہمارے اصحاب کے اس قول پر واضح دلیل موجود ہے: ''چلتے چلتے یا عضوِ تناسل کو کھینچ کر یا کھنکار کر استبراء کرنا واجب ہے۔'' کیونکہ ہر انسان کے لئے استبراء کے طریقے میں ایک عادت ہوتی ہے جس کے بغیر پیشاب کے بچے ہوئے قطرے خارج نہیں ہوتے، لہٰذا ہر انسان کو اپنی عادت کے مطابق استبراء کرنا چاہئے، مگر اس معاملہ میں جڑ سے ابتداء نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ عمل وسوسے پیدا کرتا ہے، اور اگر عضوِ تناسل کو سختی سے دبایا جائے تو یہ نقصان دہ ہے۔

اسی طرح ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ کو دھونے میں مبالغہ سے کام لے اور تھوڑا ڈھیلا کرے تاکہ شرمگاہ کے حلقے کے پردے میں رہ جانے والی نجاست دُھل جائے کیونکہ اعضاء کو ڈھیلا نہ چھوڑنے اور اس جگہ کو دھونے میں مبالغہ سے کام نہ لینے والے اکثر لوگ نجاست ہی کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں وارد اس سخت وعید کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ اس حدیث پاک کا حکم پیشاپ (کی نجاست) سے بڑھ کر پاخانہ (کی نجاست) کے لئے ہے کیونکہ اس میں زیادہ گندگی ہے اور یہ زیادہ بُرا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت ابن ابی زید مالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے انتقال کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی **اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے بخش دیا گیا۔'' پوچھا گیا کہ ''کس وجہ سے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے اس قول کی وجہ سے جو میں نے استنجاء سے متعلق اپنے رسالے میں لکھا تھا کہ قضائے حاجت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھیلا چھوڑے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یہ بات فرمانے والے پہلے شخص تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان جب اپنی مقعد کو

ڈھیلا چھوڑتا ہے تو شرمگاہ کے اندر موجود جھلیاں اور پردے ظاہر ہو جاتے ہیں، لہٰذا جب وہاں پانی پہنچتا ہے تو اس کے اندر موجود نجاست دُھل جاتی ہے جبکہ ایسا کئے بغیر دھونے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا اس پر ایسا کرنا واجب ہے تا کہ تمام ظاہری جلد سے نجاست اور اس کے اثر کے دُھل جانے کا گمان غالب ہو جائے اور جب اسے غالب گمان ہو جائے اور پھر بھی ہاتھوں سے اس کی بدبُو آتی ہوئی محسوس ہو تو اگر محلِ نجاست سے ملنے والے ہاتھ پر اس کا جَرم موجود ہے تو اسے دھونا فرض ہے کیونکہ یہ نجاست کی دلیل ہے اور اگر اس ہاتھ سے بدبُو محسوس نہ ہو مثلاً انگلیوں کے درمیان سے بدبُو آئے یا بدبو محسوس ہونے میں شک ہو تو اس پر فقط ہاتھ دھونا لازم ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ بدبُو ہاتھ کے اس حصے سے آ رہی ہو جو محلِ نجاست سے مس نہ ہوا تھا۔

وضو کا بیان

کبیرہ نمبر72: وضو کا کوئی فرض ترک کرنا

{1}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو پانی کے ذریعے انگلیوں میں خلال نہ کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے آگ سے چیر دے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۵۶، ج۲۲، ص۶۴)

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''تم انگلیاں دھونے میں مبالغے سے کام لوگے یا پھر آگ اسے جلانے میں مبالغہ کرے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۶۷۴، ج۲، ص۱۰۶)

{3}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''پانچوں انگلیوں کا خلال کرلیا کروتا کہ **اللہ** عزوجل انہیں آگ سے نہ بھردے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۹۲۱۳، ج۹، ص۲۴۷)

{4}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی ایڑیاں نہ دھوئی تھیں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما،الحدیث: ۵۷۳،ص ۱۲۷)

{5}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو کوزوں یعنی لوٹوں سے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ کامل طریقے سے وضو کرو کیونکہ میں نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے یا جہنمی کونچوں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما،الحدیث:۵۷۵،ص ۱۲۷)

{6}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنمی ایڑیوں اور تلووں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث:۱۷۷۲۳، ج۶، ص۲۱۵)

{7}......حضرت سیدنا ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پاؤں کا تلوا (یعنی اسے دھوؤ)۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۱۱، ج۲۲، ص۳۶۳)

{8}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کچھ لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ جن کی ایڑیاں خشک تھیں تو ارشاد

فرمایا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے پورا وضو کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ ، باب فی اسباغ الوضوء،الحدیث:۹۷،ص ۱۲۲۹)

ناقص وُضو، نماز میں شُبہ پیدا کرتا ہے:

{9}......سیّدُ المُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی اور اس میں شبہ پیدا ہو گیا تو (نماز مکمل ہونے کے بعد) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان نے ان لوگوں کی وجہ سے ہم پر قرأت مشتبہ کر دی جو بغیر وضو نماز کے لئے آجاتے ہیں، لہٰذا جب تم نماز کے لئے آیا کرو تو اچھی طرح وضو کر لیا کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،الحدیث:۱۵۸۷۲،ج۵،ص ۳۸۰)

{10}......ایک اور روایت میں ہے: ''(آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو) ایک آیت میں تردد ہوا تو شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز مکمل فرمانے کے بعد اِرشاد فرمایا: ''ہم پر قراءت اس لئے مشتبہ ہوگئی کہ تم میں سے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والے کچھ لوگ اچھی طرح وضو نہیں کرتے ، لہٰذا جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کر لیا کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،الحدیث:۱۵۸۷۴،ج۵،ص ۳۸۰)

{11}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ **اللہ** عزوجل کے حکم کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کر لے یعنی جب تک چہرہ، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ، سر کا مسح اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت نہ دھولے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب الطھارۃ سننھا،باب ماجاء فی الوضوء علی ماامر ......الخ،الحدیث: ۴۶۰،ص ۲۶۹)

{12}......راوی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کے خلال کرنے والے لوگ کتنے اچھے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! خلال کرنے والے لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو وضو کے دوران اور کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۶۱،ج۴،ص ۱۷۷)

وضو کے خلال سے مراد کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کا خلال کرنا ہے جبکہ **کھانے کا خلال** کھانے کے بعد ہوتا ہے کیونکہ کراماً کاتبین پر اس سے زیادہ گراں کوئی بات نہیں گزرتی کہ ان کا رفیق نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات پھنسے ہوئے ہوں۔

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ سے ہاتھ اور پاؤں دھونے کے فرائض میں سے کسی چیز کو ترک کرنے پر سخت وعید ظاہر ہوئی، وضو کے بقیہ فرائض کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے تو وہ بھی اس وعید کی بناء پر ان کی طرح کبیرہ گناہوں میں داخل ہو جائیں گے اور یہ نماز کے ترک کو لازم ہے لہٰذا یہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت داخل ہوگا کہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

غسل کا بیان

کبیرہ نمبر73: غسل کا کوئی فرض چھوڑ دینا

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جنابت سے غسل کرتے وقت اپنے جسم سے بال برابر جگہ دھونا چھوڑ دی اس کے ساتھ جہنم میں ایسا ایسا کیا جائے گا۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''اسی لئے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کر لی ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سر کے بال منڈوائے رکھتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ،باب فی الغسل من الجنابۃ ،الحدیث: ۲۴۹،ص ۱۲۴۰

{2}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ ، ماجاء ان تحت کل شعرۃ جنابۃ،الحدیث:۱۰۶،ص ۱۶۴۳ ا

{3}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے لہٰذا بالوں کو تر کر کے جلد صاف کر لیا کرو۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الطھارۃ ، باب فرض الغسل وفیہ دلالۃ علی ......الخ،الحدیث: ۸۴۹،ج ۱،ص ۲۷۶

{4}......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہر بال پر جنابت ہوتی ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل ،مسند السیدۃ عائشۃ،الحدیث: ۲۴۸۵۱،ج ۹،ص ۱۶ ا

{5}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈرو اور اچھی طرح غسل کیا کرو کیونکہ یہ وہی امانت ہے جسے تم نے اٹھایا ہے اور انہی اسرار میں سے ہے جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۶۴،ج ۲۵،ص ۳۶)

تنبیہ:

اس باب کی ابتدائی احادیثِ مبارکہ میں مذکور وعید کس قدر شدید ہے اسی بناء پر اس گناہ کا کبیرہ گناہوں میں سے ہونا واضح ہو گیا خصوصاً جب آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ غسل کی تکمیل میں کوتاہی سے نماز کا ترک کرنا لازم آتا ہے۔

کبیرہ نمبر 74:

بلا ضرورت ستر کھولنا

جیسے حمام میں تہبند وغیرہ سے ستر پوشی کئے بغیر داخل ہونا۔

{1}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو شخص پاخانہ کرتے وقت باہم سرگوشی نہ کیا کریں اس طرح کہ وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتے ہوں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة و سننها، باب النهی عن الاجتماع علی الخلاء، الحدیث: ۳۴۲، ص ۴۹۸)

{2}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو افراد پاخانہ کے لئے اس طرح نہ نکلیں کہ بے پردہ ہو کر باتیں کریں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب کراهية الکلام......الخ، الحدیث: ۱۵، ص ۱۲۲۳)

{3}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو افراد پاخانہ کے لئے اس طرح مت جائیں کہ وہ دونوں اپنے ستر کھولے ہوئے بیٹھ کر باتیں کرتے ہوں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۲۶۴، ج ۱، ص ۳۴۸)

{4}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو مرد قضائے حاجت کرنے لگیں تو ایک دوسرے سے چھپ جائیں۔'' (تاریخ بغداد، باب العین، حرف الیاء من آباء العین، الرقم: ۶۵۷۴، ج ۱۲، ص ۱۲۲)

{5}......رحمت عالم، نور مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ دوسروں سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔'' عرض کی گئی: ''جب قوم آپس میں مل کر بیٹھی ہو تو کیا کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ تمہاری شرمگاہ کوئی نہ دیکھ سکے تو کوئی نہ دیکھے۔'' عرض کی گئی: ''اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو کیا کرے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگوں سے زیادہ اُس سے حیا کی جائے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب فی التعری، الحدیث: ۴۰۱۷، ص ۱۵۱۷)

{6}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل حیاء والا اور مخفی ہے، حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرنے لگے تو پردہ کر لیا کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب النهی عن التعری، الحدیث: ۴۰۱۲، ص ۵۱۶)

{7}......حضرت سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہماری شرمگاہیں نظر آئیں۔''

(المستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضوان الله، باب مناقب جبار بن صخر رضی الله عنه، الحدیث: ۵۰۳۷، ج ۴، ص ۲۸)

{8}......حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''مجھے اس بات سے منع کیا گیا کہ میں برہنہ یعنی کپڑوں کے بغیر چلوں۔'' (البحرالزخار، بمسندالبزار، مسند العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۱۲۹۵، ج۴، ص۱۲۵)

{9}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عریانی سے بچتے رہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (یعنی فرشتے) ہوئے ہیں جو صرف پاخانہ کرتے وقت اور آدمی کے اپنی اہلیہ کے پاس جاتے وقت جدا ہوتے ہیں، لہٰذا ان سے حیاء کرو اور ان کا اکرام کرو۔'' (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الاستتار عند الجماع، الحدیث: ۲۸۰۰، ص۱۹۳۳)

{10}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل حیاء والا، علم والا اور پوشیدہ ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرلیا کرے اگرچہ دیوار کی آڑ ہی میں ہو۔''

(کنزالعمال، کتاب الطھارۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۶۶۰۰، ج۹، ص۱۶۸)

{11}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل حیاء والا ہے حیاء کو پسند فرماتا ہے، مخفی ہے پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرنے لگے تو پردے میں ہوجایا کرے۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الطھارۃ، باب ستر الرجل اذا اغتسل، الحدیث: ۱۱۱۱، ج۱، ص۲۲۲)

{12}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! تمہارا رب عزوجل حیاء والا اور کریم ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرلیا کرے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۷۰، ج۲۲، ص۲۶۰)

{13}......نبئ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''پردہ کئے بغیر پانی میں داخل مت ہوا کرو بے شک پانی کی بھی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام، الحدیث: ۷۵۳۵، ج۲، ص۴۱۴)

{14}......حضرت سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ کا مزدور ننگا نہا رہا تھا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں **اللہ** عزوجل سے حیاء کرنے والا نہیں پاتا، اپنی مزدوری پکڑ، ہمیں تمہاری کوئی حاجت نہیں۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الطھارۃ، باب ستر الرجل اذا اغتسل، الحدیث: ۱۱۱۲، ج۱، ص۲۲۳)

عورتوں کا حمام میں جانا منع ہے:

{15}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پردہ کئے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان

رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام نہ لے جائے۔''

(سنن النسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب الرخصة فی دخول الحمام، الحدیث: ۴۰۱، ص ۲۱۱۲)

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث: ۲۸۰۱، ص ۱۹۳۳)

{16}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم پر عجم کی زمین کھول دی جائے گی اور تم وہاں ایسے مکانات پاؤ گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے، اس میں مرد بغیر اِزار کے داخل نہ ہوں اور مریضہ اور نفاس والی عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو اس میں داخل ہونے سے منع کر دینا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب الدخول فی الحمام، الحدیث: ۴۰۱۱، ص ۱۵۱۶)

{17}......مروی ہے: ''مردوں اور عورتوں کو حمام میں داخل ہونے سے منع کر دیا گیا تھا پھر مردوں کو اِزار باندھ کر داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی اور عورتوں کو نہ دی گئی۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الادب، باب دخول الحمام، الحدیث: ۳۷۴۹، ص ۲۷۰۰)

{18}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کی عورتوں پر حمام میں داخل ہونا حرام ہے۔''　(المستدرک، کتاب الادب، باب الحمام حرام علی ......الخ، الحدیث: ۷۸۵۴، ج۵، ص ۴۱۲)

{19}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور تمہاری جو عورتیں **اللہ** عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں وہ حمام میں ہرگز داخل نہ ہوں۔''

اور یہ بات درست ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس روایت کی بناء پر عورتوں کو حمام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔　(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار......الخ، الحدیث: ۱۷۳، ص ۶۸۸)

(المستدرک، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ......الخ، الحدیث: ۷۸۵۳، ج۵، ص ۴۱۱)

{20}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس گھر سے بچتے رہو جسے حمام کہا جاتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''حمام میں نہانا تو مَیل کو دور کرتا اور مریض کو نفع دیتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر جو اس میں داخل ہو وہ پردہ کر لیا کرے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب القسم والنشور، باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث: ۱۴۸۰۵، ج۷، ص ۵۰۴، بدوُّالمریض)

{21}......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کی ابتداء میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ''سب سے بدترین گھر حمام

ہیں ان میں آوازیں بلند کی جاتی ہیں اور بے پردگی کی جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۹۲۶، ج۱۱، ص۲۱)

{22}......حمص یا شام کی کچھ عورتیں اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے پوچھا: ''کیا تم وہی ہو جن کی عورتیں حمام میں جاتی ہیں؟ میں نے خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اپنے رب عزوجل کے درمیان کا پردہ پھاڑ ڈالتی ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث: ۲۸۰۳، ص۱۹۳۳)

{23}......ایک اور روایت میں ہے کہ ایسا ہی ایک واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پیش آیا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے مخاطب ہوئیں تو ارشاد فرمایا: ''(کیا تم وہی عورتیں ہو جو حمام میں جاتی ہو؟) حالانکہ حمام میں حرج ہے؟ میں نے شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو عورت اپنا لباس اپنے گھر کے علاوہ کہیں اُتارتی ہے اللہ عزوجل اس سے اپنی رحمت کا پردہ ہٹا دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اُم سلمہ، الحدیث: ۲۶۶۳۱، ج۱۰، ص۹۱)

{24}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پردہ کئے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی یا لونڈی کو حمام میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۴۶۵۷، ج۵، ص۱۰۱)

{25}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حمام کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے (وصالِ ظاہری کے) بعد حمام ہوں گے اور عورتوں کے لئے حمام میں کوئی بھلائی نہیں۔'' پھر انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! عورتیں اِزار پہن کر حمام میں داخل ہوتی ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، اگرچہ ازار، قمیص اور اوڑھنی اوڑھ کر داخل ہوں اور جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ اپنی اوڑھنی اتارتی ہے وہ اپنے اور رب عزوجل کے درمیان کا پردہ کھول دیتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۲۸۶، ج۲، ص۲۷۹)

{26}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب تم ایسے علاقے فتح کرو گے کہ جن میں ایسے گھر ہوں گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا، میری اُمت پر ان میں داخل ہونا حرام ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ تو مرض کو دور کرتے ہیں اور میل کچیل کو صاف کرتے ہیں۔'' تو

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(تو پھر) چادر میں جانا میری اُمت کے مردوں پر حلال اور عورتوں پر حرام ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۷۶، ج ۲۰، ص ۲۸۴)

{27}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں داخل نہ ہو، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں جانے کی اجازت نہ دے، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ شراب نہ پئے، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر بھی نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو اور جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملے جس سے اس کا محرم ہونے کا رشتہ نہ ہو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۶۲، ج ۱۱، ص ۱۵۳، بتغیرٍ قلیل)

{28}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حمام ایسا گھر ہے جہاں پردہ نہیں ہوتا اور نہ ہی پانی پاک ہوتا ہے، کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کپڑا باندھے بغیر اس میں داخل ہو، مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ اپنی عورتوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ۵، النسآء: ۳۴) ترجمۂ کنز الایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر۔

عورتوں کو سکھاؤ اور تسبیح کرنے کا حکم دو۔'' (شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، الحدیث: ۷۷۷۳، ج ۶، ص ۱۵۸)

{29}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حمام بہت ہی برے گھر ہیں ان میں (بیہودہ) آوازیں بلند ہوتی ہیں اور شرمگاہیں ظاہر ہوتی ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الطھارۃ، قسم الاقوال، فصل فی دخول الحمام، الحدیث: ۲۶۶۱۲، ج ۹، ص ۱۶۹)

{30}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے میری اُمت کے مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حمام میں بغیر چادر کے داخل نہ ہوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تو ہرگز ان میں داخل نہ ہوں۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۶۱۴)

{31}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے برے گھر حمام ہیں کہ ان میں (بیہودہ) آوازیں بلند ہوتی اور شرمگاہیں کھلتی ہیں، لہذا جو ان میں داخل ہو تو وہ بغیر پردے کے داخل نہ ہو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۹۲۶، ج ۱۱، ص ۲۱)

{32}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بغیر پردے کے حمام میں

داخل ہوگا اس پر **اللہ** عزوجل اور ملائکہ کی لعنت ہوگی۔'' (جامع الصغیر،الحدیث: ۸۲۶۱،ص ۵۲۵)

{33}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان مرد جن گھروں میں داخل ہوتا ہے ان میں سب سے اچھا گھر حمام ہے کہ جب وہ اس میں داخل ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل سے جنت کا سوال کرتا ہے اور جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور سب سے برا گھر جس میں مسلمان داخل ہوتا ہے دلہن کا کمرہ ہے کہ وہ اسے دنیا کی طرف راغب کرتا ہے اور آخرت بھلا دیتا ہے۔'' (شعب الایمان،باب الحیاء،فصل فی الحمام ،الحدیث: ۷۷۷۹،ج۶،ص ۱۶۰)

{34}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے جو حمام میں داخل ہوئے اور ان کے لئے بال دور کرنے والا پاؤڈر رکھا گیا وہ حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام تھے، جب آپ حمام میں داخل ہوئے اور اس میں گرمی اور غم کو پایا تو فرمایا: ''ہائے، **اللہ** عزوجل کے عذاب کی تکلیف! اس سے پہلے کوئی تکلیف نہیں۔''

(شعب الایمان،باب الحیاء،فصل فی الحمام ،الحدیث:۷۷۷۸،ج۶،ص ۱۶۰)

{35}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آخری زمانہ آئے گا تو میری اُمت کے مردوں کو پردے کے ساتھ بھی حمام میں جانا حرام ہوگا۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسا کس لئے ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیونکہ وہ ایک ننگی قوم پر داخل ہوں گے، سن لو! **اللہ** عزوجل (دوسروں کا ستر) دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا جا رہا ہو (جبکہ وہ خود دکھا تا ہو تو) دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔'' (جامع الاحادیث:الحدیث:۲۴۸۸،ج ۱،ص ۳۶۳)

{36}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ناف اور گھٹنے کے درمیان کی جگہ سِتر (یعنی مرد کے لئے اسے چھپانا فرض) ہے۔''

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ،باب النھی عن ثمن الکلب......الخ، الحدیث: ۶۴۷۷، ج۴، ص ۱)

{37}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مرد کا ستر اس کی ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الصلوٰۃ ،قسم الاقوال، الفصل الاول،الحدیث:۱۹۰۹۶،ج۷،ص ۱۳۴)

{38}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھٹنوں سے اوپر کا حصہ عورت ہے اور ناف سے نچلا بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الصلوٰۃ، باب الامر بتعلیم الصلوات والضرب......الخ،الحدیث: ۸۷۹،ج ۱،ص ۱۸)

{39}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان مرد کی ران اس کے ستر کا

حصہ ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۲۱۴۹، ج ۲، ص ۲۷۳)

{40}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنی ران کو چھپا کر رکھو کیونکہ یہ بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الأدب،باب ماجاء ان الفخذعورة،الحدیث:۲۷۹۸، ص ۱۹۳۲)

{41}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: ''ران چھپانے کی چیز ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۷۹۵، ص ۱۹۳۲)

{42}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سیدنا جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے جرہد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اپنی ران چھپالو کیونکہ ران چھپانے کی چیز ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۷۹۸، ص ۱۹۳۲)

(المسند للامام حمدبن حنبل، الحدیث: ۱۵۹۳۲، ج ۵، ص ۳۹۵)

{43}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنی ران ظاہر مت کرواور نہ ہی کسی زندہ یا مردہ کی ران پر نظر ڈالو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز،باب فی ستر المیت عند غسله ،الحدیث:۳۱۴۰، ص ۱۴۵۹)

{44}......حضور نبیٔ پاک ، صاحبِ لَو لاک ، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: ''ایک مرد کا ستر دوسرے مرد کے لئے اسی طرح ہے جس طرح عورت کا ستر مرد کے لئے ہے اور ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے لئے اسی طرح ہے جس طرح عورت کا ستر مرد کے لئے ہے۔''

(المستدرک، کتاب اللباس، باب التشدیدفی کشف العورة،الحدیث:۷۴۳۸، ج ۵، ص ۵۳)

تنبیہ 1:

گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ یہ بات کہ ''کسی کے سامنے ستر ظاہر کرنا **اللہ** عزوجل کو ناپسند ہے۔'' اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ (ستر کھولے بغیر) بات چیت کرنا تو مباح ہے اس پر ناراضگی مرتب نہیں ہوتی اور حمام میں جانے سے متعلق میں نے جو احادیثِ مبارکہ ذکر کی ہیں وہ ہماری بیان کردہ اس بات پر شاہد ہیں کہ مرد کا اپنی بیوی یا کنیز (جو اس کے لئے حلال ہو) کے علاوہ کسی کے سامنے شرمگاہ کھولنا خواہ صغریٰ ہو یا کبریٰ کبیرہ گناہ ہے۔[1]

---

[1]: احناف کے نزدیک: ''مرد اپنی زوجہ یا باندی کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے اسی طرح یہ بھی اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر ہے کہ مقامِ مخصوص کی طرف نظر نہ کرے کہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص ۵۷)

حضرت سیدنا ابراہیم بن عتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا فسق مغلظ یعنی دُوگنی برائی ہے اور حمام میں کھولنا اس سے قدرے کم برا ہے۔''

طبقات العبادی میں ہے کہ سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حمام میں برہنہ نظر آنے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ ستر پوشی فرض ہے۔''

سیدنا توحیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **کتاب البصائر** میں سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے مگر اس میں برہنہ نظر آنے کے بجائے ستر نظر آنے کا ذکر ہے اور یہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کرنے پر بھی وہ شخص فاسق کہلائے گا اور یہ معاملہ کبیرہ گناہ ہی کا ہے۔

سیدنا ابن شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر سیدنا حسن بن احمد حداد بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب **ادب القضاء** کی یہ بات بھی اس کے موافق ہے کہ سیدنا ذکریا ساجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حمام یا نہر میں ستر پوشی کے بغیر داخل ہو اس کی گواہی قبول کرنا جائز نہیں۔''

سیدنا ابوبکر احمد بن عبداللہ بن سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سند سے سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے روایت کرتے ہوئے اسے بطور سند ذکر کیا ہے، پھر سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سیدنا زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''یہ بات زیادہ مناسب ہے اگرچہ اس کا ستر دیکھنے والا کوئی نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل مروّت میں سے نہیں۔'' سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی رائے کو درست قرار دیا اور فرمایا: ''یہ عمل مروّت کو ساقط کر دیتا ہے اگرچہ تنہائی میں ایسا کرنا گناہ نہیں۔''

سیدنا ابن سراقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **اَدَبُ الشَّاھِدُ** میں صراحت کی ہے: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا گواہی کو ساقط کر دیتا ہے۔'' مگر انہوں نے اس میں اس قید کا اضافہ کیا ہے: ''جبکہ وہ بلاضرورت ایسا کرے۔''

فَتَاوٰی الشَّاشِیُ میں ہے: ''حمام میں ستر ظاہر کرنا عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) میں نقص ڈالتا ہے۔'' سیدنا ابن برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا عدالت میں نقص ڈالتا ہے تنہائی میں نہیں۔'' مگر شیخین نے **اَلرَّوْضَۃ** میں اور اس کی اصل میں **صَاحِبُ الْعُدَّۃ** نے اسے مطلقاً صغیرہ گناہ قرار دیا ہے، اور سیدنا حناطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ بھی اس کے موافق ہے کہ ''جو شخص حمام میں بغیر ازار کے داخل ہو اور وہ اس طرح کرنے کا عادی ہو جائے تو فاسق ہے۔'' فسق کو تکرار کے ساتھ مقید کرنا اس کے صغیرہ ہونے کی تصریح ہے، بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے خلوت میں ستر کھولنے کے صغیرہ ہونے کو خلوت میں بھی ستر پوشی کے وجوب پر محمول کیا ہے اگرچہ وہ کسی دیکھنے والے کی نظر سے محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمارے شافعی مذہب میں معتمد بات یہی ہے کہ ستر کھولنا مطلقاً صغیرہ گناہ ہے مگر لوگوں کی موجودگی میں ایسا کرنا مروّت کو کم کر دیتا ہے اور باہمی فخر کی کمی کو واجب کرتا ہے، جس سے شہادت باطل ہو جاتی ہے اور سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب **اَدَبُ الْقَضَاء** کے حوالے سے اور اس کے بعد جو بات گزری اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا اور کبیرہ گناہ کی تعریف میں کیا گیا کلام بھی اس پر دلالت کرتا ہے، ہمارے اصحاب نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ لوگوں کے سامنے بغیر ضرورت ستر کھولنا کبیرہ گناہ ہے۔

تنبیہ2:

وہ آخری حدیثِ پاک جس میں دیکھنے والے اور دکھانے والے پر لعنت آئی ہے، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ستر کی طرف دیکھنا کبیرہ گناہ ہے اور اسے کھولنا بھی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے اور یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اجنبیہ یا اَمرَد (یعنی خوبصورت لڑکے) کو بغیر حاجت عمداً دیکھنا فسق ہے، اس کے نقصانات کا ذکر عنقریب آئے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

باب الحیض (حیض کا بیان)

کبیرہ نمبر75:
حائضہ سے وطی کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حیض والی عورت سے ملاپ کرے یا عورت کی پچھلی شرمگاہ میں وطی کرے یا کاہن کے پاس آئے بے شک وہ اس قرآن کا منکر ہے جو (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر نازل ہوا۔''

تنبیہ:

زِیَادَۃُ الرَّوْضَۃ میں سیدنا محاملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے نقل کر کے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، شیخ الاسلام جلال الدین بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ظاہر یہی ہے کہ شیخ محی الدین نے اسے غیر سے نقل نہیں کیا لہٰذا اسے نقل کرنا غریب وشاذ ہے حالانکہ اس کے متعلق حدیثِ پاک وارد ہوئی ہے، پھر مذکورہ حدیثِ پاک ذکر کر کے فرمایا کہ یہ حدیثِ پاک ضعیف الاسناد ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں جیسا کہ سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تاویل کی گنجائش کی صورت میں اس سے کبیرہ گناہ ثابت نہیں ہوتا اور تاویل یہ ہے کہ یہ حکم ان امور کو جائز اور حلال سمجھنے والے کا ہے کیونکہ ان امور کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے، لہٰذا انہیں حلال جاننے والا کافر ہوگا۔''

سیدنا شیخ صلاح الدین علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''حالتِ حیض میں وطی کرنے والے پر بعض احادیثِ مبارکہ میں لعنت وارد ہوئی ہے جبکہ میں اس وقت تک ان پر مطلع نہ ہو سکا مگر ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے **اَلرَّوْضَۃ** اور **اَلْمَجْمُوْع** میں سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

کبیرہ نمبر76: جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا

اللہ عزوجل نے جہنمیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ 0قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ0وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ 0وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ 0(پ۲۹،المدثر:۴۲تا۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے۔

{1 }......سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنے کا فرق ہے۔''(مسند احمد بن حنبل،الحدیث:۱۵۱۸۵،ج۵،ص۱۹۹)

{2 }......سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ،باب بیان اطلاق اسم الکفر......الخ، الحدیث:۲۴۶،ص۲۹۲)

{3 }......سیدنا امام ابوداؤد اور سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی روایت اس طرح ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ،باب الحکم فی تارک الصلاۃ،الحدیث:۴۶۵،ص۱۱۷)

{4 }......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں روایت کیا ہے کہ سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ،الحدیث ۲۶۱۸،ص۹۱۶)

{5 }......سیدنا امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا ، باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰۃ الحدیث ، ۱۰۷۸ ، ص ۲۵۴۰)

{6}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہمارے اور کفار کے درمیان پہچان نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها،باب ماجاء فيمن ترک الصلوٰة الحديث، ۱۰۷۹ ،ص ۲۵۴۰)

{7}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔''

(المعجم الاوسط ،الحديث ۳۳۴۸، ج ۲ ، ص ۲۹۹)

{8}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے کفر کیا۔''

(مسندابی يعلٰی الموصلی،الحديث ۴۰۸۶،ج۳،ص۳۹۷)

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے اور شرک کے درمیان سوائے نماز ترک کرنے کے کچھ فرق نہیں لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے شرک کیا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها،باب ماجاء فيمن ترک الصلاة الحديث، ۱۰۸۰ ، ص ۲۵۴۰)

{10}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام کا تاج اور دین کے قواعد (یعنی بنیادیں) تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اس کا منکر ہے اور اس کا خون حلال (یعنی قتل جائز) ہے: (۱) **اللہ** عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دینا (۲) فرض نماز اور (۳) رمضان کے روزے۔''

(مسند ابی يعلیٰ الموصلی ، الحديث ۲۳۴۵ ، ج ۲ ، ص ۳۷۸ بدون "ولا يقبل منه صرف ولا عدل")

{11}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعِزَّت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ان تینوں (یعنی توحید، فرض نماز اور رمضان کے روزے) میں سے ایک کو چھوڑا وہ **اللہ** عزوجل کا منکر ہوا اور اس کی فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفل، بلکہ اس کا خون اور مال حلال ہو گئے۔''

(المرجع السابق،الحديث:۲۳۴۵،ج ۲،ص ۳۷۸،بدون "ولا يقبل منه صرف ولا عدل")

{12}......حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے سات کاموں کی وصیت کی اور ارشاد فرمایا: ''کسی چیز کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا محروم کر دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے، جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا وہ ملت سے خارج ہو جائے گا، نافرمانیوں پر کمر نہ باندھو کیونکہ یہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی والے کام ہیں اور شراب نہ پیئو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''

{13}......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: ''سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز چھوڑنے کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھا کرتے تھے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ،الحدیث:۲۶۲۲، ص ۱۹۱۶)

{14}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے اور کفر وایمان کے درمیان فرق نماز ہے،لہذا جس نے اس کو چھوڑا اس نے شرک کیا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ ،الحدیث:۲۶۲۰، ۲۶۱۸،ص۱۹۱۶،بدون"من ترکھافقد أشرک")

{15}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی نماز نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلاۃ ، الترھیب عن ترک الصلاۃ،الحدیث:۱۹۰۹۴،ج۷ ، ص۱۳۳)

{16}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں، جس کی طہارت نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں کیونکہ نماز کا دین میں وہی مقام ہے جو سر کا جسم میں ہے۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث ۲۲۹۲، ج ۱ ، ص ۶۲۲)

{17}......حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے خلیل صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ ''کسی کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے،فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے اس سے امان اٹھالی جاتی ہے اور شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب الاشربۃ ، باب الخمر مفتاح کل شر، الحدیث ۴۰۳۴، ص ۲۷۲۰)

{18}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھوں کی سیاہی باقی رہنے کے باوجود میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا: ''ہم آپ کا علاج کرتے ہیں کیا آپ کچھ دن نماز چھوڑ سکتے ہیں؟'' تو میں نے کہا: ''نہیں، کیونکہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز چھوڑی تو وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب فرمائے گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ،باب فی تارک الصلاۃ،الحدیث:۱۶۳۲ ،ج ۲،ص ۶)

{19}......ایک شخص نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے یا جلا دیا جائے، اپنے والدین کی اطاعت

کرو اگرچہ وہ تمہیں مال اور تمہاری ہر چیز سے محروم کر دیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم سے بری ہو جاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث ۷۹۵۶، ج ۶، ص ۴۹)

{20}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی ہرگز نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں تمہارے مال اور گھر والوں (یعنی اہل وعیال) سے دور ہو جانے کا حکم دیں، جان بوجھ کر فرض نماز ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے **اللہ** عزوجل کا ذمۂ کرم اس سے اُٹھ جاتا ہے، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ شراب نوشی تمام بدکاریوں کی جڑ ہے، گناہ سے بچتے رہو کیونکہ گناہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی کو حلال کرتا ہے (یعنی اس کا سبب بنتا ہے)، میدان جہاد سے بھاگنے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں اگرچہ لوگوں کو موت آگھیرے مگر تم ثابت قدم رہو، اپنی طاقت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، ادب سکھانے کے لئے ان سے اپنی لاٹھی دور نہ کرو اور **اللہ** عزوجل کے معاملے میں انہیں خوف دلاتے رہو۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الوصایا، باب وصیة رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم، الحدیث ۷۱۱۰، ج ۴، ص ۳۹۱)

{21}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بادل والے دن نماز جلدی ادا کر لیا کرو کیونکہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاة، باب الوعید علی ترک الصلاة، الحدیث ۱۴۶۱، ج ۳، ص ۱۳)

{22}......حضرت سیدتنا اُمیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور عرض کی: ''مجھے کچھ وصیت کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگر وہ تمہیں اپنے اہل یعنی بیوی اور دنیوی مال ومتاع سے جدا ہونے کا حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ دو، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے اور جان بوجھ کر ہرگز کوئی نماز ترک نہ کرو کہ جس نے ایسا کیا تو اس سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۴۷۹، ج ۲۴، ص ۱۹۰)

{23}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا **اللہ** عزوجل اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہوگا۔''

(کنز العمال، کتاب الصلاة، الترھیب عن ترک الصلاة، الحدیث ۱۹۰۸۶، ج ۷، ص ۳۲)

{24}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز چھوڑی اس نے اپنے اہل وعیال

اور مال کو گھٹا دیا۔'' (کنز العمال ، کتاب الصلاۃ ، الترھیب عن ترک الصلاۃ ، الحدیث ۱۹۰۸۵ ، ج۷، ص ۱۳۲)

{25}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے یا پھر میں تم پر ایسے شخص کو بھیجوں گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں مارے گا۔''

(المستدرک ، کتاب الایمان والنذور ، باب من قال انا بری من الاسلام فھو کما قال ، الحدیث ۷۸۸۹، ج۵ ، ص ۲۵

{26}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی کوئی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ، الحدیث ۸۱۶، ج۱، ص ۵۸

{27}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: ''**اللہ** عزوجل نے اسلام میں چار چیزوں کو فرض فرمایا ہے، لہٰذا جو ان میں سے تین پر عمل کرے گا وہ اس کے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ ان سب پر عمل نہ کرے اور وہ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث ۱۷۸۰۴ ، ج۶، ص ۲۳۶

{28}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی **اللہ** عزوجل اس کے عمل برباد کر دے گا اور **اللہ** عزوجل کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا جب تک کہ وہ توبہ کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں رجوع نہ کرے۔'' (المعجم الکبیر ،الحدیث ۲۳۳، ج۲۰، ص۱۱۷، مختصراً

{29}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے نماز ترک کی اس نے اعلانیہ کفر کیا۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث:۳۳۴۸، ج۲، ص ۲۹۹

{30}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۰۲۳، ج۱۲، ص۱۹۶ بدن''لاتترک الصلوٰۃ متعمداً

{31}......حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: ''جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلوۃ ،الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا ، الحدیث ۲۱۶۴۹ ،ج۸، ص ۸

{32}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلوۃ ، الحدیث ۱۶۳۸ ،ج۲ ،ص۷

{33}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصلاۃ ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا ......الخ ،الحدیث ۸۳۲ ، ج ۱ ، ص ۲۱)

{34}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔''

(کنزالعمال ، کتاب الصلوۃ ، الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا ، الحدیث ۲۱۶۴۹ ، ج ۸ ، ص ۸)

{35}......حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو وضو نہ کرے اس کی کوئی نماز نہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الصلوۃ ،ا لباب الاول فی فضلھا ووجوبھا ،الحدیث ۲۱۶۴۲ ، ج۸ ، ص ۷)

{36}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔'' (صحیح ابن حبان ، کتاب الصلاۃ ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ ، الحدیث ۱۴۶۱ ، ج ۳ ، ص ۳)

{37}......حضرت سیدنا محمد بن نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات مروی ہے:''تارکِ نماز کافر ہے۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصلاۃ ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا ......الخ الحدیث ۸۳۴ ، ج ۱ ، ص ۲۱)

خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے عہد مبارک میں اہلِ علم کی یہی رائے تھی کہ بغیر عذر کے جان بوجھ کر نماز کو اتنا مؤخر کرنے والا کہ نماز کا وقت ہی چلا جائے کافر ہے۔حضرت سیدنا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''نماز ترک کرنا ایسا کفر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔''[1]

---

[1] ''بہار شریعت''میں ہے:''نماز کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔'' (بہار شریعت، ج ۱ ،حصہ ۳،ص ۹)

کبیرہ نمبر77:

نماز بلا عذر مقدَّم یامؤخَّر کرنا

یعنی سفر،مرض یا کسی اور عذر کے بغیر جان بوجھ کر نماز کو اس کے وقت سے پہلے یا بعد میں ادا کرنا

اللّٰہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۶،مریم:۵۹تا۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے تھے بلکہ وہ وقت گزار کر نماز پڑھتے تھے۔''

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''وقت گزار کر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کر دے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک اور عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوعِ آفتاب تک مؤخر کر دے، لہٰذا جو شخص ایسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے مرجائے اور توبہ نہ کرے تو **اللّٰہ** عزوجل نے اس کے ساتھ **غَیّ** کا وعدہ فرمایا ہے۔ **غَیّ** جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ بہت پست اور عذاب بہت سخت ہے۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۱۹)

اللّٰہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۲۸،المنافقون:۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا قول ہے: ''اس آیتِ مبارکہ میں **ذِکْرِ اللّٰہ** سے مراد پانچ نمازیں ہیں، لہٰذا جو اپنے مال مثلاً خرید وفروخت یا پیشے یا اپنی اولاد کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے سے غفلت اختیار کرے گا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۲۰)

{1}......اسی لئے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پا جائے گا

اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہو جائے گا۔''

(جامع الترمذی،ابواب الصلوٰۃ ......الخ ،باب ما جاء ان اوّل ما یحاسب ......الخ،الحدیث :۴۱۳،ص ۱۶۸۳ ،مختصراً

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ 0 الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ 0 (پ۳۰،الماعون:۵۔۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:''یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۱۹)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا 0 (پ۵،النساء:۱۰۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

{2}......ایک دن مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ''جو نماز کی پابندی کرے گا یہ اس کے لئے نور، برہان یعنی رہنما اور نجات ثابت ہوگی اور جو اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص ، الحدیث ، ۶۵۸۷، ج ۲ ، ص ۵۷۴

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:''بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر اُبَیّ بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۲۱

{3}......حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضورنبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:''اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ 0 (پ۳۰،الماعون:۵) ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو

اس کا وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ،باب فی من یوخر الصلاۃ عن وقتھا ، الحدیث ۱۸۲۳ ،ج ۲ ،ص ۸۰)

{4}......حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا: ''آپ کا **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان: ''اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ O(پ۳۰،الماعون:۵) ترجمۂ کنزالایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔'' کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو؟ ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند سعد بن ابی وقاص ،الحدیث ۷۰۰، ج ۱، ص ۳۰۰)

وَیۡل کیا ھے؟ ویل سے مراد عذاب کی شدت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، یہ ان لوگوں کا ٹھکانا ہوگی جو نماز کو ہلکا جانتے ہیں یا وقت گزار کر پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلیں اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوں۔

{5}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی ایک نماز فوت ہوگئی اس کے اہل اور مال میں کمی ہوگئی۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ ،باب الوعید علی ترک الصلاۃ،الحدیث ۱۴۶۶ ، ج۳، ص ۱۴)

{6}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو (ایک وقت میں) جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آیا۔''

(المستدرک ، کتاب الامامۃ وصلاۃ ......الخ ، باب الزجر عن الجمع ......الخ ،الحدیث ۱۰۵۸ ،ج ۱ ،ص ۶۶۴)

{7}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔'' (صحیح البخاری ،کتاب مواقیت الصلاۃ ، باب اثم من فاتتہ العصر ، الحدیث ۵۵۲ ، ص ۴۵)

حضرت سیدنا ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے: ''سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس سے مراد وقت کا گزر جانا ہے۔''

{8}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نمازوں میں سے ایک نماز ایسی بھی ہے کہ جس سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ العصر فی السفر،الحدیث: ۴۸۰، ص ۱۱۸۲)

{9}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک یہ نماز یعنی عصر تم سے پہلی اُمتوں پر پیش کی گئی تو انھوں نے اسے ضائع کر دیا،لہٰذا آج تم میں سے جو اس کی حفاظت کرے گا اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اس نماز کے بعد ستارے ظاہر ہونے تک کوئی نماز نہیں۔''

(صحیح مسلم ،کتاب صلاۃ المسافرین ، باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ ......الخ الحدیث ۱۹۲۷ ، ص ۱۰۷)

{10}......صاحبِ معطر پسینہ،باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے نمازِ عصر ترک کی تو اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

(صحیح البخاری ،کتاب مواقیت الصلاہ ، باب من ترک العصر ، الحدیث ۵۵۳ ، ص ۴۵)

{11}......نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے نمازِ عصر جان بوجھ کر چھوڑی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی تو اس کا عمل ضائع ہوگیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث بریدۃ الاسلمی ، الحدیث۲۳۱۰۷ ، ج ۹ ، ص ۳۱،بتغیرٍقلیل)

{12}......دو جہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے نمازِ عصر میں بلاعذر تاخیر کی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تو اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ ، کتاب الصلاۃ ، باب فی التفریط فی الصلاۃ ، الحدیث ۲۷،ج ۱، ص۳۷۷)

{13}......سرکارِوالا تَبار،ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے کسی کے اہل اور مال میں کمی کر دی جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب الصلاۃ ، باب وقت صلاۃ العصر ، الحدیث ۱۷۱۵ ، ج ۲ ، ص ۵۰)

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار بِاذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے جان بوجھ کر نمازِ عصر میں اتنی تاخیر کی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،المسند عبداللہ بن عمر الخ ،الحدیث ۵۴۶۸ ، ج ۲ ، ص ۲۶۸)

{15}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(السنن الکبری للبیھقی،کتاب الصلاہ ، باب کراھیۃ تاخیر العصر، الحدیث:۲۰۹۵،ج ۱، ص۵۳)

{16}......حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ ابد قرار،شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اکثر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کرتے:''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟''راوی کہتے ہیں کہ''جس کو

اللّٰہ عزوجل چاہتا وہ اپنا خواب بیان کر دیتا۔'' چنانچہ ایک صبح آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے، انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: ''چلیں۔'' میں ان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا شخص اس کے قریب پتھر لئے کھڑا تھا، وہ اس کے سر پر پتھر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا پھر وہ پتھر لُڑھک کر دور جا گرتا اور وہ شخص پتھر اٹھانے کے لئے چلا جاتا اس کے لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، پھر وہ واپس آکر اس کے سر پر اسی طرح پتھر مارتا جس طرح پہلی دفعہ مارا تھا،

میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا ''**سُبْحَانَ اللّٰه** ! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے، پھر ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص اس کے پاس کھڑا تھا اور آنکس (یعنی لوہے کا ایسا راڈ جس کا ایک سرا قدرے مڑا ہوتا ہے) کے ذریعے اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیر دیتا تھا۔'' ابو عوف کہتے ہیں کہ کبھی ابو رجاء یوں بیان کرتے: ''وہ چیر کر دوسری جانب چلا جاتا اور وہاں بھی ایسا ہی کرتا جیسا پہلی طرف کیا تھا جب وہ ایک جانب چیر کر فارغ ہوتا تو دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو چکی ہوتی، پھر وہ دوبارہ ویسے ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

میں نے پھر کہا: ''**سُبْحَانَ اللّٰه** ! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''اور آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ تنور جیسی ایک چیز کے پاس پہنچے۔'' راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: ''اس میں سے شور و غل کی آوازیں آرہی تھیں، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جب انہیں نیچے سے آگ کی لپٹ پہنچتی تو چیخنے چلانے لگتے۔

میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''مزید آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ ہم ایک نہر پر پہنچے۔'' راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا تھا: ''وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی، نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ دوسرا شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اور اس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے، جب وہ اندر والا تیرتا ہوا اس شخص کے قریب آتا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے تو آکر اپنا منہ کھول دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا واپس چلا جاتا اور جب واپس لوٹ کر آتا تو اسی طرح یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔''

میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''مزید آگے چلیں۔'' تو ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک نہایت ہی بدصورت آدمی کے پاس پہنچے اتنا بدصورت کہ تم نے کبھی دیکھا نہ ہو، اس کے پاس آگ تھی جسے وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے چلیں۔'' ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے اس میں موسمِ بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے، باغ کے درمیان ایک دراز قد شخص کھڑا تھا، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی بلندی کے باعث میں اس کا سر نہ دیکھ سکا، اس شخص کے گرد اتنے بچے تھے جتنے میں نے کسی کے نہیں دیکھے۔

میں نے پوچھا: ''یہ شخص کون ہے اور یہ بچے کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے پھر ہم ایک اتنے بڑے باغ میں پہنچے جتنا بڑا اور خوبصورت کوئی باغ میں نے نہیں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا: ''اس پر چڑھیں۔'' چنانچہ ہم اس پر چڑھ گئے تو ہمیں ایک شہر نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی، جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اسے کھولنے کے لئے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ایسے لوگوں سے ملے جن کا نصف بدن تو اتنا خوبصورت تھا جتنا تم نے نہ دیکھا ہو اور نصف اتنا بدصورت کہ جتنا تم نے نہ دیکھا ہو، ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا: ''جاؤ اور اس نہر میں کُود پڑو۔'' وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی بالکل سفید تھا وہ لوگ جا کر اس نہر میں کود پڑے، پھر جب وہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ خوبصورت ہو گئے تھے۔

ان فرشتوں نے مجھ سے کہا: ''یہ باغِ عدن ہے اور یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مکان ہے۔'' میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ سفید ابر یعنی بادل کی طرح تھا، میں نے ان سے کہا: ''**اللہ** عزوجل تمہیں برکت دے مجھے اس کے اندر جانے دو۔'' انہوں نے جواب دیا: ''ابھی نہیں، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔''

پھر میں نے ان سے کہا: ''رات بھر میں نے جو عجیب چیزیں دیکھیں وہ کیا ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہم ابھی عرض کئے دیتے ہیں، جس پہلے شخص کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن پڑھ کر بھلانے والا اور نماز کے وقت سو جانے والا تھا، وہ شخص جس کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جو صبح گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں گھڑتا اور انہیں دنیا بھر میں پھیلا دیتا، وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور سے مشابہ جگہ میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں، وہ شخص کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے پاس پہنچے تو وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے وہ سود خور تھا، اور وہ ہیبت ناک صورت والا شخص جو آگ کے قریب تھا اور اسے بھڑکا کر اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ داروغۂ جہنم (یعنی جہنم پر مقرر فرشتے) حضرت **مالک** علیہ السلام تھے اور بلند قامت آدمی جو باغ میں تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ فطرتِ اسلامیہ پر فوت ہونے والے تھے۔''

راوی کا بیان ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور مشرکین کے

بچے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مشرکین کے بچے بھی۔'' اور وہ لوگ جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے یعنی اچھے عمل بھی کئے اور برے بھی تو **اللہ** عزوجل نے ان سے درگزر فرمایا۔'' (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، الحدیث ۷۰۴۷، ص ۵۸۸)

{17}......ایک اور روایت میں ہے: پھر شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا جب بھی انہیں کچلا جاتا وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں کوئی سستی نہ برتی جاتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے ہیں۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب منہ فی الاسراء، الحدیث ۲۳۵، ج ۱، ص ۲۳۶)

{18}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام نے نماز کی تعلیم دی تو جس کا دل نماز کے لئے فارغ ہوا اور اس نے اس کے حقوق، وقت اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ پابندی کی تو وہی (کامل) مؤمن ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الفصل الاول، الحدیث ۱۸۸۶۲، ج۷، ص ۱۱۳)

{19}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور خود سے عہد کیا کہ جس نے انہیں ان کے اوقات میں ادا کیا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے ان کی حفاظت نہ کی اس کا میرے پاس کوئی عہد نہیں۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب ماجاء فی فرض الصلوات الخمس......الخ الحدیث: ۱۴۰۳، ص ۲۵۶۱)

{20}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''جس نے جان لیا کہ نماز لازمی حق ہے اور پھر اسے ادا بھی کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان، الحدیث ۴۲۳، ج ۱، ص ۱۳۲)

{21}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہو گیا اگر اس کے فرائض میں کمی ہوئی تو رب عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو جس کے ذریعے تم اس کے فرض کی کمی کو پورا کر سکو۔'' پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ......الخ، باب ماجاء ان اول مایحاسب......الخ الحدیث: ۴۱۳، ص ۱۶۸۳)

{22}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس کا حساب ہوگا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان جس کا فیصلہ ہوگا وہ خون

(یعنی قتل) ہے۔'' (سنن النسائی ،کتاب المحاربۃ ، باب تعظیم الدم ، الحدیث ۳۹۹۶ ، ص ۲۳۴۹)

بروز قیامت فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی:

{23 }......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندے کا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر وہ مکمل ہوئی تو اس کے لئے کامل ہونا لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ مکمل نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''ذرا دیکھو تو کیا تم میرے بندے کے پاس نوافل پاتے ہو؟'' لہٰذا وہ اس بندے کے فرائض کو اس کے نوافل سے مکمل فرما دیں گے، پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا اور اس کے بعد بقیہ اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔'' (سنن النسائی، کتاب الصلاۃ ،باب المحاسبۃ علی الصلاۃ ،الحدیث ۴۶۷،ص۲۱۱۷ بتغیرٍ قلیلٍ)

{24 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ کامل ہوئی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: کیا تم میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو۔ تو وہ اس کے فرائض کو اس کے نوافل کے ذریعے پورا کر دیں گے پھر اسی طرح زکوٰۃ اور دیگر اعمال کا حساب لیا جائے گا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاہ ، باب قول النبی علیہ السلام کل صلاۃ......الخ ،الحدیث ۸۶۴، ص ۱۲۸۷ ،''مختصراً)

{25 }......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ یہ کہ اس کی نماز دیکھی جائے گی اگر وہ صحیح ہوگی تو وہ نجات پا جائے گا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب وخاسر ہوگا۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث ، ۳۷۸۲ ،ج ۳ ، ص ۳۲)

{26 }......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر وہ صحیح ہوئی تو بقیہ سارے اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر صحیح نہ ہوئی تو بقیہ سارے بھی برباد ہو جائیں گے پھر **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفلی عبادت بھی ہے؟'' تو اگر اس کے پاس نفل ہوئے تو ان سے فرضوں کو پورا کر دے گا اور پھر اس کے بعد **اللہ** عزوجل کی رحمت سے دوسرے فرائض کا حساب ہوتا رہے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلاۃ ، قسم الاقوال،باب فی فضل الصلوۃ وجوبہا،الفصل الاول،الحدیث:۱۸۸۸۴ ،ج۷،ص ۱۵)

{27 }......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندوں سے ان کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے:

''میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا یہ مکمل ہے یا ناقص؟ اگر وہ کامل ہوگی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر اس نے اس میں کچھ کوتاہی کی ہوگی تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کے نوافل دیکھو اگر اس کے پاس کچھ نوافل ہوں تو ان سے اس کے فرائض کو پورا کر دو۔'' پھر اسی طرح بقیہ اعمال کا بھی حساب ہوگا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی کل صلاۃ ......الخ، الحدیث ۸۶۴، ص ۱۲۸۷)

{28}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرے پاس **اللہ** عزوجل کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں ان کے وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے گا تو اسے جنت میں داخل کرنا میرے ذمۂ کرم پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز میں کوتاہی کر کے مجھ سے ملے گا اس کے لئے میرے ذمۂ کرم پر کچھ نہیں، اگر میں چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا اور اگر چاہوں گا تو اس پر رحم فرماؤں گا۔''

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث ۱۸۸۷۲، ج۷، ص ۱۱۴)

{29}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز کے لئے میزان مقرر ہوگی جس نے اسے پورا کیا وہ پورا بدلہ لے گا۔''

(شعب الایمان، باب فی الصلوات/ تحسین الصلاۃ والاکثار منھا، الحدیث: ۳۱۵۱، ج۳، ص۱۴۷)

{30}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے اور **اللہ** عزوجل کے لئے محبت اور علم کے معاملے میں مودّت اس کی دم کاٹ دیتی ہے، لہٰذا جب تم یہ (اعمال) کرتے ہو تو وہ تم سے اس قدر دور ہو جاتا ہے جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اس کے غروب ہونے کی جگہ سے دور ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، حرف باب الصاد، الحدیث: ۳۶۱۵، ج۲، ص۳۰)

{31}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈرو، اپنی پانچ نمازیں ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اس کی پیروی کرو اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(جامع الترمذی، ابواب السفر، باب منہ، الحدیث ۶۱۶، ص ۱۷۰۶)

{32}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے پھر والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور پھر راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتھا، الحدیث ۵۲۸، ص ۴۴)

{33}......امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اسلام کا کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسند ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا اور جو شخص نماز چھوڑ دے اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب الترغیب فی حفظ وقت الصلاۃ ......الخ، الحدیث: ۳۱۶۵، ج ۲، ص ۳۰۴، مختص

{34}...... جب امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا تو ان سے کہا گیا: ''اے امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! نماز (کا وقت ہے)۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک نعمت ہے اور جس نے نماز کو ضائع کیا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص ۲۲، ''نعمۃ'' بدلہ ''نعم

{35}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ اوّل وقت میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور عرش تک اس کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اس نمازی کے لئے استغفار کرتی رہتی ہے اور اس سے کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تیری اسی طرح حفاظت فرمائے جس طرح تُو نے میری حفاظت فرمائی۔'' اور جب بندہ وقت گزار کر نماز پڑھتا ہے تو وہ تاریکی میں ڈوب کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے پھر جب وہ آسمان پر پہنچ جاتی ہے تو بوسیدہ کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الحدیث ۱۹۲۶۳، ج ۷، س ۱۴۷، بتغیرٍ قلیل

{36}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا۔

اور ان میں اس شخص کا ذکر فرمایا جو وقت گزار کر نماز پڑھتا ہے۔

{37}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو نماز کی پابندی کرے گا اللہ عزوجل پانچ باتوں کے ساتھ اس کا اکرام فرمائے گا: (۱) اس سے تنگی اور (۲) قبر کا عذاب دور فرمائے گا (۳) اللہ عزوجل نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا (۴) وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا اور (۵) جنت میں بغیر حساب داخل ہوگا اور جو نماز کو سستی کی وجہ سے چھوڑے گا اللہ عزوجل اسے پندرہ سزائیں دے گا: پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں: (۱) اس کی عمر سے برکت ختم کردی جائے گی (۲) اس کے چہرے سے صالحین کی علامت مٹادی جائے گی (۳) **اللہ** عزوجل اسے کسی عمل پر ثواب نہ دے گا (۴) اس کی کوئی دعا آسمان تک نہ پہنچے گی اور (۵) صالحین کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) وہ ذلیل ہو کر مرے گا (۲) بھوکا مرے گا اور (۳) پیاسا مرے گا اگرچہ اسے دنیا بھر کے سمندر پلا دیئے جائیں پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

بے نمازی کو قبر میں دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی (۲) اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی پھر وہ دن رات انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا اور (۳) قبر میں اس پر ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع** ہے، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی جبکہ ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت تک ہوگی، وہ میت سے کلام کرتے ہوئے کہے گا: ''میں **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع** یعنی گنجا سانپ ہوں۔'' اس کی آواز کڑک دار بجلی کی سی ہوگی، وہ کہے گا: ''میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ نمازِ فجر ضائع کرنے پر طلوعِ آفتاب کے بعد تک مارتا رہوں اور نمازِ ظہر ضائع کرنے پر عصر تک مارتا رہوں اور نمازِ عصر ضائع کرنے پر مغرب تک مارتا رہوں اور نمازِ مغرب ضائع کرنے پر عشاء تک مارتا رہوں اور نمازِ عشاء ضائع کرنے پر فجر تک مارتا رہوں۔'' جب بھی وہ اسے مارے گا تو وہ 70 ہاتھ تک زمین میں دھنس جائے گا اور وہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔

قبر سے نکلتے وقت میدانِ محشر میں ملنے والی سزائیں: (۱) وہ حساب کی سختی (۲) ربِّ قہار عزوجل کی ناراضگی اور (۳) جہنم میں داخلہ ہیں۔'' (کتاب الکبائر للامام الحافظ الذہبی، فصل فی المحافظۃ علی الصلوات و التھاون بھا، ص ۲۴)

وضاحت: اس حدیثِ پاک میں عدد کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ **15** کے عدد کو پورا نہیں کرتی کیونکہ تفصیل **14** سزاؤں کی بیان ہوئی ہے شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے۔

{38}......ایک اور روایت میں ہے: ''جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے چہرے پر **تین سطریں** لکھی ہوں گی: (۱) اے **اللہ** عزوجل کا حق ضائع کرنے والے (۲) اے **اللہ** عزوجل کے غضب کے ساتھ مخصوص اور (۳) جس طرح تُو نے دنیا میں **اللہ** عزوجل کا حق ضائع کیا تو آج تو بھی **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہو جا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵)

{39}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک شخص کو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں لا کر کھڑا کیا جائے گا، **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں لیجانے کا حکم فرمائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! کس جرم کی

سزائیں؟'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''نماز کو ان کے اوقات سے مؤخر کرنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے۔'' (المرجع السابق،ص ۲۵)

{40}......بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک دن اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ''دعا کرو، اے **اللہ** عزوجل! ہم میں سے کسی کو بدبخت اور محروم نہ رہنے دے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو محروم اور بدبخت کون ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز چھوڑنے والا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵)

{41}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جسے **لَمْلَمْ** کہا جاتا ہے، اس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ جتنا ہے، اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جتنی ہے، جب وہ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر **70** سال تک اس کے جسم میں جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل کر ہڈی سے الگ ہو جائے گا۔'' (المرجع السابق،ص ۲۶)

{42}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے اور میں **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ بھی کر چکی ہوں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ میرا گناہ معاف فرما کر میری توبہ قبول فرمالے۔'' حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا: ''تیرا گناہ کیا ہے؟'' تو وہ بولی: ''میں نے زنا کیا پھر اس سے جو بچہ پیدا ہوا میں نے اسے قتل کر دیا۔'' اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا: ''اے بدکار عورت! یہاں سے چلی جا، کہیں آسمان سے آگ نازل نہ ہو جائے، اور تیری بدعملی کے سبب ہم بھی اس کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔'' وہ عورت شکستہ دل لئے وہاں سے جانے لگی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی: ''اے موسیٰ علیہ السلام آپ کا رب عزوجل آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ ''آپ نے اس توبہ کرنے والی عورت کو واپس کیوں لوٹا دیا؟ کیا آپ نے اس سے بدتر کسی کو نہ پایا؟'' تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جبرائیل! اس سے بدتر کون ہوگا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''**جو جان بوجھ کر نماز ترک کر دے۔**'' (کتاب الکبائر،ص ۲۶)

سلف صالحین میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ان کی بہن کا انتقال ہو گیا جب وہ اسے دفنانے لگے تو ان کی پوٹلی جس میں کچھ پونجی جمع تھی قبر میں گر گئی، دفنا کر لوٹنے تک وہ اس سے بے خبر رہے، جب واپس لوٹ آئے تو انہیں یاد

آیا، وہ اس کی قبر پر آئے اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اسے کھودنے لگے، انہوں نے قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو مٹی ڈال کر روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی ''اے امی جان! مجھے میری بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟'' والدہ صاحبہ نے کہا! ''تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ''امی جان میں نے اس کی قبر پر دہکتی ہوئی آگ دیکھی ہے۔'' یہ سن کر وہ روتے ہوئے بولی: ''بیٹا! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور اسے وقت گزار کر پڑھا کرتی تھی۔''

جب وقت گزار کر نماز پڑھنے کا یہ حال ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ ہم **اللہ** عزوجل سے تمام آداب وکمالات اور وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق مانگتے ہیں بے شک وہ جواد وکریم اور رءُ وف ورحیم ہے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) (المرجع السابق، ص ٢٦)

تنبیہات

تنبیہ 1:

نماز نہ پڑھنے یا بلا عذر اسے وقت سے پہلے یا وقت گزار کر پڑھنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس کی وجہ شیخین کا وہ قول ہے جسے انہوں نے **صَاحِبُ الْعُدَّۃ** سے نقل کر کے برقرار رکھا اور ''**اَلْاَنْوَار**'' میں جو ''دہرائے بغیر'' کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے (یعنی اس وقت گناہ کبیرہ ہے جبکہ نماز نہ دہرائے) وہ اپنے محل میں نہیں کیونکہ قبل ادا کرنے کی صورت میں وہ جان بوجھ کر دین سے مذاق کرنے والا ہوگا اگرچہ وقت میں اعادہ بھی کرلے، جبکہ ''**اَلْاِسْنَوِی**'' کا یہ قول کہ شیخین کا نماز کو وقت سے مقدم کرنے کا قول تحقیق شدہ نہیں کیونکہ اگر وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس میں کوئی کلام نہیں اور اگر وہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا منع ہے تو اس کی نماز فاسد ہے اور ایسی صورت میں اگر اس نے وقت میں نماز پڑھی تو اس کا یہ عمل حرام ہے کیونکہ اس نے فاسد طور پر نماز ادا کی، لہٰذا اس کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اس شاذ ونادر صورت پر اقتصار نہیں کرنا چاہئے، اگر اس نے وقت پر نماز ادا نہ کی تو تاخیر اور فاسد نماز کے سبب گناہ گار ہوگا اور یہ بات بھی اپنے محل میں نہیں۔

اسی لئے سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے جو بات ذکر کی ہے وہ ایسی بے تکی بات ہے جس پر اضافہ کی گنجائش نہیں **صَاحِبُ الْعُدَّۃ** وغیرہ کے نماز کو وقت سے مقدم کرنے (کے قول) سے مراد یہ ہے کہ وہ وقت کے داخل نہ ہونے کو جاننے کے باوجود نماز کو وقت سے مقدم کر کے ادا کرے اور ایسا کرنا جائز نہیں یہ وہ بات تھی جس کا تقاضا ائمہ کرام رحمہم اللہ

تعالیٰ کے ایک گروہ کا کلام کرتا ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں اور بلاشبہ یہ عمل کبیرہ گناہ اور دین سے ہنسی مذاق کرنا ہے خواہ اس نے بعد میں نماز کی قضا کی ہو یا نہ کی ہو۔

اور ''**اَلتَّھْذِیْب**'' میں جو ایک وجہ بیان کی گئی ہے وہ ضعیف ہے کہ ایک ضعیف حکایت ہے: ''ایک مرتبہ نماز کو اتنی دیر تک ادا نہ کرنا کہ اس کا وقت گزر جائے کبیرہ گناہ نہیں اور اس عمل سے گواہی اسی وقت مردود ہوگی جبکہ وہ اسے عادت بنالے۔''

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر کوئی اس کی عادت بنالے تو یہ زیادہ برا ہے اور اگر کسی نے نماز پڑھی مگر اس کے خشوع کا حق ادا نہ کیا مثلاً اِدھر اُدھر متوجہ رہا یا اپنی انگلیاں چٹخاتا رہا یا لوگوں کی باتیں توجہ سے سنیں یا پتھر ہٹائے یا داڑھی کو بار بار چھوتا رہا تو (نماز میں) یہ اعمال صغیرہ گناہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''امام حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اعمال کے مکروہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔'' اسے ان کے قول کی طرف پھیرنا زیادہ مناسب ہے، یہ بات خشوع کے اسباب کے زیادہ موافق ہے لہٰذا خشوع کے منافی ہر بات کا یہی حکم ہے تاکہ نماز کا کوئی حصہ حرام نہ ہو جبکہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت ہے لہٰذا ان میں سے کوئی عمل حرام نہیں۔

تنبیہ 2: نماز ترک کرنا کفر ہے یا نہیں؟

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بے نمازی کے کافر ہونے کے بارے میں اختلاف ہے اور گذشتہ کئی احادیثِ مبارکہ میں بے نمازی کے کفر، شرک اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہونے کی تصریح کی گئی ہے مثلاً ''بے نمازی سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمۂ کرم اُٹھ گیا، اس کے اعمال برباد ہوگئے، اس کا کوئی دین نہیں اور اس کا کوئی ایمان نہیں وغیرہ وغیرہ۔'' بہت سے صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہری معنی کو اختیار کیا اور فرمایا: ''جو شخص جان بوجھ کر نماز کو اتنی دیر تک مؤخر کرے کہ نماز کا پورا وقت گزر جائے وہ کافر ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔''

بے نمازی کے کفر کے قائل صحابہ کرام علیہم الرضوان:

جو صحابہ کرام علیہم الرضوان بے نمازی کے کفر اور اس کے قتل کے جائز ہونے کے قائل ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے نمازی کے کفر کے قائل ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ:

غیر صحابہ میں جو ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بے نمازی کے کفر اور اس کے قتل کے جائز ہونے کے قائل ہیں ان میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدنا عبداللہ بن مبارک، سیدنا امام نخعی، سیدنا حکم بن عیینہ، سیدنا ایوب سختیانی، سیدنا ابوداؤد طیالسی، سیدنا ابوبکر بن شیبہ، اور حضرت سیدنا زہیر بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ شامل ہیں۔''[1]

ابن حزم[2] سے منقول ہے، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے: ''جس نے جان بوجھ کر ایک فرض نماز ترک کی یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا وہ کافر و مرتد ہے۔'' اور ہم ان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو اس بات کا مخالف نہیں پاتے۔''

سیدنا محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات صحیح سند کے ساتھ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے مروی ہے کہ ''نماز کا تارک کافر ہے۔'' اور شفیعِ روزِ شُمار، دوعالم کے مالک و مختار،

---

[1]: احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک '''' نماز کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۹)

[2]: ابن حزم کے متعلق حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''تعارف'' میں حافظ ابن حجر ہیتمی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کتاب (کف الرعاع ھامش الزواجر، ج ۱، ص ۱۴۵) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''ائمہ نے ''ابن حزم'' کی تذلیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن حزم کی بہت سی بے تکی باتیں ہیں اور امور قبیحہ ہیں۔ جو ان کی سختی (طبیعت) اور ظواہر پر جمود کی وجہ سے پیدا ہوئیں اسی لئے محققین نے فرمایا: ابن حزم (کی بات) کا کوئی وزن نہیں اور نہ اس کے کلام کی طرف نظر کی جائے گی اور نہ اس کے خلاف پر (جو اہل سنت سے کیا) کوئی اعتبار و اعتماد کیا جائے گا۔'' (تعارف'' چندمفسرین و محدثین کا'' ص ۹)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن ابن حزم اور اس کے عقائد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''وہابیہ کا ایک پرانا امام ''ابن حزم'' غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ملل ونحل میں کہتا ہے: اِنَّہٗ تَعَالٰی قَادِرٌ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اِذْ لَوْ لَمْ یَقْدِرْ لَکَانَ عَاجِزًا (یعنی، بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا) معاذاللہ عزوجل (یعنی اللہ عزوجل کی پناہ) (فتاوی رضویہ، رسالہ دامان باغ سبحان السبوح، ج ۱۵، ص ۳۶۰)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''حضرات مبتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر (اسماعیل دہلوی) سے پہلے ان کے مقتدا ''ابن حزم'' فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب واجلال یکسر پسِ پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ ''اِنَّہٗ تَعَالٰی قَادِرٌ الخ ......'' (یعنی اللہ عزوجل اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا) تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنی ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے (فتاوی رضویہ، رسالہ سبحان السبوح، ج ۱۵، ص ۳۶۵)

باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مقدس زمانے سے اہلِ علم کی یہی رائے رہی ہے کہ جو نماز کو بغیر کسی عذر کے اتنی دیر تک مؤخر کر کے ادا کرے کہ وقت گزر جائے، کافر ہے۔''

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف:

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بعض دوسرے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اگرچہ بے نمازی کے عدمِ کفر کے قائل ہیں جبکہ وہ نماز چھوڑنے کو حلال نہ سمجھتا ہو مگر آپ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ''ایک نماز کے ترک کی وجہ سے بھی اسے قتل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اسے نماز کا حکم دیا گیا لیکن اس نے اس کو اتنا مؤخر کر دیا کہ وقت ہی گزر گیا اور اس نے نماز نہ ادا کی، پھر اسے دوبارہ نماز کے لئے کہا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو تلوار کے ساتھ اس کی گردن ماردی جائے گی۔'' (احناف کے نزدیک ''قید کیا جائے گا'')

تنبیہ3:

{43}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے (یعنی جب سمجھدار) ہو جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر مارو جبکہ وہ 10 سال کے ہوں اور ان کے بچھونے علیحدہ کر دو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ ،متی یؤمر الغلام بالصلاۃ،الحدیث:۴۹۵،ص ۱۲۵۹)

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک بے نمازی کی سخت عقوبت پر دلالت کرتی ہے جبکہ وہ اسے کثرت سے چھوڑتا ہو، سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بعض اصحاب اس حدیثِ پاک سے بے نمازی کے قتل پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب نابالغ نماز نہ پڑھنے پر پٹائی کا مستحق ہے تو ثابت ہوا کہ بالغ ہونے کے بعد وہ ایسی عقوبت کا مستحق ہے جو پٹائی سے سخت تر ہو اور پٹائی کے بعد قتل سے زیادہ سخت کوئی سزا نہیں۔''

اس میں بھی وہی اعتراض ہے جو پچھلے کلام میں تھا اور بے نمازی کے قتل کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ تمام انبیاء، ملائکہ اور مؤمنین کا مجرم ہے کیونکہ نماز میں اس پر یہ کلمات کہنا لازم ہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ عزوجل کے نیک بندوں پر۔''

{44}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب یہ کلمات (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ) کہتا ہے تو یہ زمین و آسمان کے ہر نیک بندے تک پہنچ جاتے ہیں۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ ،باب صفۃ الصلاۃ،الحدیث:۱۹۵۲، ج ۳،ص ۲۰۵،"بلغت "بدلہ" اصابت")

نماز نہ پڑھنا ایسا جرم ہے جس کی سزا قتل ہی ہونی چاہئے مگر اَولیٰ یہی ہے کہ بے نمازی کے قتل پر ان سابقہ احادیثِ

مبارکہ سے استدلال کیا جائے کہ بے نمازی سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اٹھ جاتا ہے اور اس کا کوئی عہد نہیں کیونکہ یہ باتیں اس کا خون مباح ہونے میں ظاہر یا صریح ہیں اور جب اس کا خون بہانا لازم ہو تو اسے قتل کرنا لازم ہوگا، البتہ زکوٰۃ ترک کرنے پر قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ زکوٰۃ زبردستی بھی لی جاسکتی ہے نہ روزہ ترک کرنے پر قتل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اسے قید کرکے اور مفطر اشیاء روک کر روزہ رکھنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے مثلاً کھانا اور پانی روک کر اسے کمرے میں بند کردیا جائے، لہٰذا جب اسے یقین ہوجائے گا کہ دن کے وقت اسے کھانے پینے کی اشیاء میسّر نہیں ہوسکتیں تو وہ رات میں نیت کرکے روزہ رکھ لے گا اور اسی طرح حج ترک کرنے پر بھی قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ یہ بعد میں ادا کرنے سے بھی ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا اور اس کے انتقال کی صورت میں اس کے ترکے سے حج کی قضا کی جاسکتی ہے جبکہ نماز کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے، لہٰذا اس کے لئے قتل سے مناسب کوئی سزا نہیں اور جب زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جنگ جائز ہے تو لوگوں کو نماز کی ادائیگی پر آمادہ کرنے کے لئے بے نمازی کو قتل کرنا بدرجہ اَولیٰ جائز ہے تاکہ وہ قتل کے خوف سے نماز پڑھنے لگے۔''[1]

---

[1]: ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک بادشاہِ اسلام کو بے نمازی کے قتل کرنے کا حکم ہے جبکہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اسے قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔'' (ماخوذ از بہار شریعت ج ۱، حصہ ۳، ص ۹)

کبیرہ نمبر78:

بغیر منڈیر کی چھت پر سونا

{1}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسے مکان کی چھت پر رات گزاری جس کی منڈیر (یعنی چاردیواری) نہ تھی تو اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی سطح ......الخ، الحدیث: ۵۰۴۱، ص ۱۵۹۲)

{2}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لوگوں کو بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، الحدیث: ۲۸۵۴، ص ۱۹۳۷)

{3}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہم پر شب خون مارا وہ ہم میں سے نہیں اور جو بغیر منڈیر کی چھت پر سویا اور گر کر مر گیا اس کا خون رائیگاں گیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۷، ج۱۳، ص ۶۱)

{4}......حضرت ابو عمران جونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم فارس میں تھے، وہاں ایک شخص کو ہمارا امیر مقرر کیا گیا تھا اس کا نام زہیر بن عبداللہ تھا، ایک مرتبہ اس نے کسی مکان پر یا بغیر منڈیر کی چھت پر کسی شخص کو دیکھا تو مجھ سے پوچھا: ''کیا تم نے اس بارے میں کوئی بات سنی ہے؟'' میں نے کہا ''نہیں۔'' تو اس نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے خبر دی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''جس نے کسی مکان یا ایسی چھت پر رات گزاری جس کی منڈیر نہ ہو جو اس کے قدموں کو لوٹا سکے تو اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی اور جو سمندر میں طغیانی اور طوفان آنے کے باوجود سفر کرے اس سے بھی ذمہ داری اٹھالی گئی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۲۰۷۷۵، ج ۷، ص ۳۸۹)

{5}......حضرت ابو عمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت زہیر شوّاء رحمۃ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ایک ایسے شخص کے قریب سے گزرا جو بغیر منڈیر والی چھت پر سو رہا تھا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر ٹھوکر ماری اور کہا: ''اٹھو۔'' پھر حضرت زہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بغیر منڈیر والی چھت پر سویا اور گر کر مر گیا اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب ان ینام ......الخ الحدیث ۴۷۱۷، ج۳، ص ۵۰۹)

تنبیہ:

بہت سے متاخرین علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے ان احادیثِ مبارکہ سے استدلال کر کے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہاں ذمہ داری اٹھالینے سے وہ معنی مراد نہیں جسے ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔

کبیرہ نمبر 79:

واجبات نماز کو ترک کرنا

نماز کے واجبات میں سے کسی **مجمع علیہ** یعنی جس کے واجب ہونے پر اتفاق ہو یا **مختلف فیہ** یعنی جس کے واجب ہونے میں اختلاف ہو، کو چھوڑ دینا مثلاً رکوع وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کرنا۔

{1}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی من لا یقیم صلبه ......الخ، الحدیث ۲۶۵، ص ۱۶۶۴)

{2}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنے، درندوں کی طرح بیٹھنے، اُونٹ کے جگہ مخصوص کر لینے کی طرح کسی کے مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ خاص کر لینے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاہ، باب صلاۃ من الایقیم ......الخ، الحدیث ۸۶۲، ص ۱۲۸۷)

نماز کا چور:

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کوئی شخص اپنی نماز میں کس طرح چوری کر سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا۔'' یا ارشاد فرمایا: ''وہ رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔''[1] (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۷۰۵، ج۸، ص۳۸۶)

{4}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنی نماز میں چوری کرنے والا سب سے بڑا چور ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کوئی شخص اپنی نماز میں کیسے چوری کر سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو

---

[1]: شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار** قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''**نماز کے احکام**'' میں ص ۱۷۹ پر نقل فرماتے ہیں کہ مفسرِ شہیر، حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا کہ مال کے چور سے **نماز کا چور** بدتر ہے کیوں کہ مال کا چور اگر سزا بھی پاتا ہے تو کچھ نہ کچھ نفع بھی اٹھا لیتا ہے مگر **نماز کا چور** سزا پوری پائے گا اس کے لئے نفع کی کوئی صورت نہیں۔ مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے جبکہ **نماز کا چور** اللہ عزوجل کا حق، یہ حالت ان کی ہے جو نماز کو ناقص پڑھتے ہیں اس سے وہ لوگ درس عبرت حاصل کریں جو سِرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔'' (بحوالہ مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۷۸)

سلام کرنے میں بخل کرے۔'' (المعجم الصغیر للطبرانی،الحدیث:۳۳۶،ج ا،ص ۱۲۱)

{5}......(نماز ادا کرتے ہوئے) رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیچھے ایک شخص کو گوشۂ چشم سے دیکھا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا تو جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی نماز مکمل فرمائی تو ارشاد فرمایا: ''اے گروہِ مسلمین! جو نماز میں رکوع و سجود کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات ......الخ ،باب الركوع فى الصلاة،الحديث: ۸۷۱،ص۲۵۲۸)

نماز میں رکوع وسجود کامل طور پر ادا نہ کرنے پر وعیدیں:

{6}......حضرت سیدنا ابو عبداللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع پورا ادا نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگیں مار رہا ہے تو ارشاد فرمایا: ''اگر اس شخص کا اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو یہ حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ پر مرے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز میں رکوع پورا نہ کرنے اور سجدوں میں ٹھونگے مارنے والے کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھانے پر اکتفا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔'' (المعجم الكبير ، الحديث ۳۸۴۰ ، ج۴ ، ص ۱۱۵)

{7}......مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی ساٹھ 60 سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی، شاید وہ رکوع تو پورے کرتا ہو مگر سجدے پورے نہ کرتا ہو یا پھر سجدے پورے کرتا ہو مگر رکوع پورے نہ کرتا ہو۔''

(الترغيب والترهيب ،كتاب الصلوة ، باب الترهيب من عدم اتمام ......الخ ،الحديث۷۵۷، ج ا ، ص ۲۴۰)

{8}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (ایک ستون کی طرف اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کے پاس یہ ستون ہوتا تو وہ اسے توڑنا ہرگز پسند نہ کرتا پھر وہ جان بوجھ کر اپنی نماز کیسے توڑ دیتا ہے؟ حالانکہ وہ تو **اللہ** عزوجل کے لئے ہوتی ہے، نماز پوری کیا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل کامل نماز ہی قبول فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحديث:۶۲۹۶، ج۴ ، ص ۳۷۶،'يعمد'بدله''يعهد'')

{9}......حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع و سجود پورے ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: ''اگر یہ مر گیا تو حضرت سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرے گا۔''

(مجمع الزوائد ،كتاب الصلاة ، باب فيمن لايتم صلاته ......الخ ،، الحديث ۲۷۲۹ ، ج ۲ ، ص ۳۰۳)

{10}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجود پورے نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: ''تم نے نماز

نہیں پڑھی اور اگر تم یہ نماز اسی طرح پڑھتے ہوئے مر گئے تو حضرت سیدنا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرو گے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا لم یتم الرکوع، الحدیث ۷۹۱، ص ۶۲)

{11}......ابوداؤد شریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم کتنے عرصے سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''چالیس سال سے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تم نے چالیس سال سے کوئی نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو ملتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مرو گے۔''

{12}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل اس بندے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا (پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا) اور شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' (یہ اس وقت تھا کہ ابھی حدود کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ بدکاریاں ہیں اور ان پر سزا ہے اور سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طلق بن علی، الحدیث: ۱۶۲۸۳، ج۵، ص ۴۹۲)

(مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، الحدیث: ۴۱۰، ج ۱، ص ۱۶۴)

{13}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کامل طریقے سے وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے رکوع و سجود اور قراءت اچھی طرح ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تیری حفاظت فرمائے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔'' پھر وہ نماز آسمان کی طرف اٹھا دی جاتی ہے اور وہ روشن اور منور ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بندے کے لئے سفارش کرے اور جب بندہ نماز کے رکوع و سجود اور قراءت پوری نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تجھے برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔'' پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے، اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الطہارت، باب فضل الوضو، الحدیث: ۲۷۲۹، ج۳، ص ۱۰، مختصراً)

{14}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے وقت کے علاوہ نماز پڑھی اور

اس کے لئے کامل وضو نہ کیا اور اس کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کیا اور اس کے رکوع وسجود پورے نہ کئے تو وہ کالی سیاہ ہو کر نکلتی ہے اور کہتی ہے: ''**اللہ** عزوجل تجھے ضائع کرے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا۔'' یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل جہاں چاہتا ہے وہ اس جگہ پہنچ جاتی ہے پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۰۹۵، ج ۲، ص ۲۲۷)

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا:

{15}......مروی ہے کہ ایک شخص نے نماز ادا کی، پھر محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ''واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔'' وہ شخص لوٹ آیا اور نماز دوبارہ پڑھی اور حاضرِ بارگاہ ہو کر سلام عرض کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور پھر دوبارہ وہی حکم دیا وہ شخص لوٹ آیا پھر نماز پڑھی اور حاضرِ بارگاہ ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر نماز لوٹانے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی: ''مجھے معلوم نہیں کہ مجھ میں کیا خامی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ **اللہ** عزوجل کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو نہ کرلے یعنی اپنا چہرہ دھوئے، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئے، اپنے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے، پھر تکبیر کہے، **اللہ** عزوجل کی حمد اور بزرگی بیان کرے اور جس قدر **اللہ** عزوجل اسے توفیق دے اتنی قراءت کرے، پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ ڈھیلے ہو کر پرسکون ہو جائیں، پھر **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجائے اور اپنی پیٹھ سیدھی کرے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور زمین پر اپنی پیشانی کو خوب جمائے یہاں تک کہ اس کے جوڑ آرام پا کر ڈھیلے ہو جائیں، پھر تکبیر کہہ کر سجدے سے سر اٹھائے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی پیٹھ سیدھی کرے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا پورا طریقہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''جب تک تم میں سے کوئی اس طریقے کے مطابق نماز ادا نہ کرے گا اس کی نماز کامل نہ ہوگی۔'' (جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی وصف الصلاۃ، الحدیث: ۳۰۲، ۳۰۳، ص ۱۶۶۸، مختصراً)

{16}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز تین تہائیوں کا نام ہے، ایک تہائی طہارت، ایک تہائی رکوع اور ایک تہائی سجود ہے، جس نے اسے پورے حقوق کے ساتھ ادا کیا اس کی نماز اور تمام اعمال مقبول ہو گئے اور جس کی نماز مردود ہو گئی اس کے تمام اعمال مردود ہو گئے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب علامۃ قبول الصلاۃ، الحدیث ۲۸۹۰، ج ۲، ص ۳۴۵)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا مگر میں نے ان احادیثِ مبارکہ میں وارد سخت وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے کیونکہ **نماز میں جس چیز کے واجب ہونے پر اجماع ہو اس کا ترک کرنا ترکِ نماز کو مستلزم ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جس کے واجب ہونے میں اختلاف ہو اس کا ترک کرنا ان افراد کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے جو اسے واجب سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس واجب کا ترک ترکِ نماز کو لازم ہے** نیز ترکِ نماز کی گذشتہ وعیدیں بھی اس گناہ کو شامل ہیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

باب شروط الصلوۃ

نماز کی شرائط کا بیان

کبیرہ نمبر 80: بال جوڑنا اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر 81: گودنا[1] اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر 82: دانت کشادہ کرنا اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر 83: چہرے کے بال نوچنا اور اس کی اُجرت لینا

{1}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بال جوڑنے ، جڑوانے والی ، گودنے اور گدوانے والی پر **اللہ** عزوجل کی لعنت ہو۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحشر، باب وماآتاکم الرسول فخذوہ، الحدیث:۴۸۸۶، ص۴۱۸)

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں اور **اللہ** عزوجل کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر **اللہ** عزوجل کی لعنت ہو۔'' ایک عورت نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لعنت فرمائی ہے اور اس کا حکم قرآنِ پاک میں یوں مذکور ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (پ۲۸، الحشر:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(المرجع السابق، الحدیث ۴۸۸۶)

{3}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''بغیر کسی مرض کے بال جوڑنے، جڑوانے، چہرے کے بال نوچنے، نوچوانے، گودنے اور گدوانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر، الحدیث ۴۱۷۰، ص ۱۵۲۶)

---

[1] سوئی وغیرہ سے جسم میں چھید لگا کر اس میں رنگ یا سرمہ بھر دینے کو گودنا کہتے ہیں۔

{4}......انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی، پھر اس لڑکی کے بال جھڑ گئے تو اس انصاریہ نے عورت نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا اور عرض کی: ''اس کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بال جوڑ دوں۔'' تو دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! کیونکہ بال جڑوانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لاتطیع المراۃ ......الخ، الحدیث ۵۲۰۵، ص ۴۵۰)

{5}......حج کے سال حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور بالوں کا ایک گچھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اے مدینے والو! تمہارے علماء کرام کہاں ہیں۔'' میں نے اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا کرنے سے منع کرتے اور ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت میں مبتلا ہوئے جب ان کی عورتوں نے بال گدوانے شروع کئے۔''

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث ۳۴۶۸، ص ۲۸۳)

{6}......اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں یوں ہے کہ ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: ''میں تو سمجھتا تھا کہ ایسا صرف یہود ہی کرتے ہوں گے، بے شک شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک جب اس کی خبر پہنچی تھی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے برا عمل قرار دیا تھا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب الوصل فی الشعر، الحدیث ۵۲۴۸، ص ۲۴۲۴)

{7}......حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایک بُرا البادہ اوڑھ لیا ہے، حالانکہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس باطل کام سے منع فرمایا ہے۔'' حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک شخص لاٹھی کے سہارے چلتا ہوا آیا، اس کے سر پر بالوں کا گچھا تھا تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''سن لو! یہ باطل ہے۔'' حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''باطل کام سے مراد عورتوں کا بالوں میں کثرت سے پیوند لگانا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاویۃ بن ابی سفیان، الحدیث ۱۶۸۴۳، ج۶، ص ۶)

{8}......طبرانی شریف کی ایک روایت ابنِ لہیعہ سے مروی ہے کہ سرکار ابد قرار، شافع روز شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بالوں کا ایک گچھا لے کر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کی عورتیں اسے اپنے سروں میں لگاتی تھیں اس لئے ان عورتوں پر لعنت کی گئی اور مسجدیں ان پر حرام کر دی گئیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۷۱۸، ج۱۰، ص۲۹۷)

مذکورہ احادیثِ مبارکہ کے بعض الفاظ کی وضاحت:

وَاصِلَة سے مراد وہ عورت ہے جو بالوں کو دوسرے بالوں سے جوڑتی ہے۔**وَاشِمَة** سے مراد وہ عورت ہے جو گودتی ہے اور یہ ایک معروف کام ہے۔**نَامِصَة** سے مراد اَبرو کے بال نوچ کر باریک کرنے والی عورت ہے۔ جبکہ یہ مشہور ہے کہ **نَامِصَة** چہرے کے بال نوچنے والی کو کہتے ہیں اور **مُتَفَلِّجَة** سے مراد خوبصورتی کے لئے ریتی وغیرہ سے دانتوں کو کشادہ کرنے والی ہے جبکہ **مُسْتَوْصِلَة، مُتَنَمِّصَة** اور **مُسْتَوْشِمَة** سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ یہ افعال کئے جائیں۔

تنبیہ:

ان تمام گناہوں کو کبیرہ گناہ اس لئے شمار کیا گیا کہ شیخ الاسلام سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے دو کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سب کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کیونکہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے۔ مگر ہمارے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے مطلق نہ رکھا بلکہ فرمایا: ''شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر گدوانا اور دانت کشادہ کرنے کے علاوہ دیگر افعال حرام ہیں۔'' مگر یہ بات اشکال پیدا کرتی ہے کیونکہ آپ انصاری خاتون کا قصہ جان چکے ہیں کہ شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بال جوڑنے سے منع فرما دیا تھا حالانکہ اس نے عرض کی تھی کہ اس کے شوہر نے بال جوڑنے کا حکم دیا ہے۔

بیان شدہ **نَمص** کی دونوں صورتوں کو مکروہ کہنا بھی عجیب ہے حالانکہ اس کے بارے میں لعنت وارد ہوئی ہے نیز علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مطلقاً **نَمص** کے علاوہ باقی صورتوں کی حرمت کا قول کیا ہے یا شوہر کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا ان کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے، بہرحال جب ان سب پر ایک ہی حدیثِ پاک میں لعنت واقع ہوئی تو اب کون سا فرق باقی رہ جاتا ہے؟ اور حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کے مقام پر اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 84: **سترے کے بغیر نمازی کے آگے سے گزرنا**

{1}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اپنے گناہ کو جانتا ہوتا تو اس کے لئے چالیس (سال یادن) تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الصلاۃ ، باب اثم المار بین یدی المصلی ، الحدیث ۵۱۰ ، ص ۴۲)

{2}......اور ایک روایت میں ہے: ''تو وہ 40 سال تک کھڑا رہتا کہ یہ اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ ، باب فیمن یمر بین یدی المصلی، الحدیث: ۲۳۰۲، ج۲، ص ۲۰۲)

{3}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کا 100 سال تک کھڑے رہنا اپنے نماز پڑھتے ہوئے بھائی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الصلوۃ ، باب ماجاء فی کراھیۃ المرور...... الخ ، الحدیث ۳۳۶ ، ص ۱۶۷۳)

{4}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ ربعزوجل سے مناجات کرنے والے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کیا (سزا) ہے تو اسے اس جگہ 100 سال تک کھڑے رہنا اس کے سامنے دو قدم چلنے سے زیادہ پسند ہوتا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۸۸۴۶ ، ج۳، ص ۳۰۴)

{5}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو جو اسے لوگوں سے چھپاتی ہے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو وہ اسے اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر گزرنے والا نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الصلوۃ،باب یرد المصلی من مر بین یدیه ، الحدیث ۵۰۹ ، ص ۴۲)

{6}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نمازی کو چاہئے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے اگر وہ نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ اپنے قرین یعنی شیطان کی اطاعت کر رہا ہے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصلوۃ ، با ب منع المار بین یدی المصلی ، الحدیث:۱۱۳۰ ، ص ۷۵۷)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا راکھ میں پناہ چاہنا جان بوجھ کر نمازی کے سامنے سے گزرنے سے بہتر ہے۔''

(التمھیدلابن عبدالبر،ابوالنضرمولی عمر بن عبیداللہ ، تحت الحدیث ۱۵۹۶ ،ج۸ ، ص ۴۷۸)

تنبیہ:

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے، شاید ان کی نظر ہماری بیان کردہ احادیثِ مبارکہ پر تھی کیونکہ ان میں سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، ان احادیثِ مبارکہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی حرمت اس وقت ثابت ہوگی جب وہ سترے کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوگا (یعنی نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرے) اور ہمارے نزدیک سترہ دیوار، ستون، زمین میں گڑا ہوا عصا یا جمع شدہ سامان ہے، اگر نمازی اس سے عاجز ہو تو اسے پھیلا دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنے دائیں بائیں لمبائی میں ایک خط یعنی لکیر کھینچ دے اس صورت میں نمازی کا اس خط کے قریب ہونا شرط ہے، یعنی اس کی ایڑیوں اور خط کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور ان تین میں سے پہلے کی لمبائی دو تہائی ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو، نیز وہ راستے میں بھی کھڑا نہ ہو جیسے مطاف وغیرہ میں کسی کے طواف کرتے وقت نماز نہ پڑھے[1] اور اس کے سامنے اگلی صف میں کشادگی نہ ہو اگرچہ وہ اس سے دور ہی کیوں نہ ہو، اگر ہماری بیان کردہ شرائط میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو نمازی کے آگے سے گزرنا حرام نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہوگا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نمازی کے سجدہ کرنے کی جگہ سے گزرنا حرام ہے اور ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔''[2]

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1] لیکن احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''مسجد حرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۱)

[2] احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''نمازی کے آگے سترہ بقدر ایک ہاتھ اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو تو اس کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۱)

بابـ صلاۃ الجماعۃ

باجماعت نماز پڑھنے کا بیان

کبیرہ نمبر85 شرائط پائے جانے کے باوجود شہر یاگاؤں کے تمام لوگوں کافرض نماز کی جماعت ترک کرنے پر متفق ہوجانا

{1}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور پھر کسی کولوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور خود اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اُن کی طرف لے چلوں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے اوران پران کے گھر جلادوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید...... الخ ،الحدیث:۱۴۸۲،ص ۷۷۹)

{2}......حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''جس گاؤں یا شہر میں **تین** شخص ہوں اوران میں نماز قائم نہ کی جاتی ہو توان پر شیطان غالب آجاتا ہے، لہٰذا جماعت کولازم پکڑو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کا شکار کرتا ہے جو ریوڑ میں سے پیچھے رہ جاتی ہے۔''

(سنن النسائی،کتاب الامامۃ ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ ، الحدیث ۸۴۸، ص ۱۴۱)

{3}......جبکہ رزین کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے، جب وہ اسے اکیلا پاتا ہے تو شکار کر لیتا ہے۔'' (الترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ،باب الترہیب من ترک......الخ،الحدیث:۶۲۲،ج۱،ص۲۰۳)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل نے **تین** شخصوں پرلعنت فرمائی ہے:(۱) جوقوم کا امام بنے اورلوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وہ عورت جواس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہراس سے ناراض ہواور (۳) وہ شخص جو **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ،حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** سنے مگراس کا جواب نہ دے (یعنی نماز پڑھنے نہ آئے)۔''

(جامع الترمذی ، ابواب الصلوۃ ، باب ماجاء فیمن ام قوما...... الخ ، الحدیث:۳۵۸،ص ۱۶۷۶)

{5}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''جوکل قیامت میں **اللہ** عزوجل سے مسلمان ہوکر ملنا چاہتا ہے تو پانچوں نمازوں کی پابندی کرے جب ان کی اذان کہی جائے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے تمہارے نبی حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے سُنَنِ ھُدیٰ مشروع فرمائی (یعنی ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں) اور یہ نمازیں سُنَنِ ھُدی سے ہیں اوراگر

تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جیسے یہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا شخص پڑھ لیتا ہے تو تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو ترک کر دیا اور اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے پھر کسی مسجد کا ارادہ کرے تو **اللہ** عزوجل اسے ہر قدم چلنے پر ایک نیکی عطا فرمائے گا، اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ مٹائے گا، (حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ جماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا جس کا نفاق معلوم ہوتا اور ایک شخص کو دو افراد سہارا دے کر لاتے اور صف میں لا کر کھڑا کر دیتے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلوۃ الجماعۃ من سنن الھدی، الحدیث:۱۴۸۸، ص ۷۲۹)

{6}......ایک اور روایت میں ہے: ''ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز (باجماعت) سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا جس کے نفاق کا علم ہوتا یا مریض، اگر وہ مریض ہوتا تو دو شخصوں کے سہارے چل کر نماز کے لئے حاضر ہو جاتا۔'' حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سننِ ھدی تعلیم دی اور وہ مسجد جس میں اذان کہی جاتی ہے اس میں نماز پڑھنا بھی سننِ ھدی سے ہے۔'' (المرجع السابق)

{7}......ایک روایت میں ہے: ''اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلوۃ الجماعۃ من سنن الھدی، الحدیث:۱۴۸۸، ص ۷۲۹)

{8}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث:۵۵۰، ص ۱۲۶۴)

{9}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پورا جفا کاری، کفر اور نفاق یہ ہے کہ کوئی **اللہ** عزوجل کے منادی کو نماز کی نداء دیتے ہوئے سنے تو اسے جواب نہ دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذبن انس الجھنی، الحدیث ۱۵۶۲۷، ج۵، ص ۳۱۱)

{10}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی بدبختی اور رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو نماز کے لئے اقامت کہتے ہوئے سنے پھر بھی اسے جواب نہ دے (یعنی نماز میں حاضر نہ ہو)۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۳۹۶، ج۲۰، ص ۱۸۲)

{11}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے جوانوں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر بغیر کسی عذر کے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے والی قوم کے پاس آؤں اور ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث:۵۴۸، ص ۱۲۶۴)

سیدنا یزید بن اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''کیا اس سے جمعہ کی نماز مراد ہے یا کوئی دوسری؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے روایت کرتے ہوئے نہ سنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں، انہوں نے نہ تو جمعہ کا ذکر فرمایا اور نہ ہی کسی دوسری نماز کا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث: ۵۴۹، ص ۲۶۴

{12}......حضرت سیدنا ابن اُمِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو کم تعداد میں پایا تو ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ کسی کو لوگوں کا امام بناؤں پھر جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس شخص پر بھی قدرت پاؤں اس پر اس کا گھر جلا دوں۔'' (نابینا ہونے کی وجہ سے) حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرے اور مسجد کے درمیان درخت اور باغات ہیں اور میں ہر وقت کسی رہنما پر قدرت بھی نہیں پاتا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر نماز کے لئے آیا کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن اُم مکتوم، الحدیث: ۱۵۴۹۱، ج۵، ص۲۷۷،۲۷۸

{13}......مسلم شریف میں ہے، ایک نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسجد تک میری رہنمائی کرے۔'' پھر انہوں نے حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے (گھر میں نماز پڑھنے کی) رخصت طلب کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے رخصت عطا فرما دی، لیکن جب وہ واپس جانے لگے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بلا کر دریافت فرمایا: ''کیا تم نماز کی نداء یعنی اذان سنتے ہو؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر جواب دیا کرو (یعنی جماعت میں حاضر ہوا کرو)۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب یجب اتیان المسجد علی من الخ، الحدیث: ۱۴۸۶، ص ۷۷۹)

{14}......ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن اُمِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مدینہ شریف میں موذی جانوروں کی کثرت ہے جبکہ میں نابینا ہوں اور گھر بھی دور ہے اور کوئی مناسب رہنما بھی نہیں جو مجھے لے آیا کرے تو کیا مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا ''کیا تُو اقامت کی آواز سنتا ہے؟'' انہوں نے عرض کی ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پس تم حاضر ہوا کرو کیونکہ میں تمہیں دینے کے لئے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، الحدیث ۵۵۲، ص ۲۶۴

{15}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ ترکِ جماعت سے ضرور باز آجائیں یا پھر میں ان کے گھروں کو جلادوں گا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب المساجد، باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعۃ، الحدیث ۷۹۵، ص ۵۲۴)

{16}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو حالتِ صحت اور فراغت میں اذان سنے، پھر بھی مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(المستدرک، کتاب الامامۃ وصلوۃ الجماعۃ، باب لاصلاۃ لجار المسجد الافی المسجد، الحدیث ۹۳۴، ص ۱۹)

{17}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو نماز کے لئے اذان دینے والے کی آواز سنے تو کوئی عذر اسے نماز میں حاضری سے نہ روکے۔'' عرض کی گئی: ''عذر کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خوف یا مرض اور اس نے جو نماز (گھر میں) پڑھی وہ قبول نہ ہوگی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، الحدیث ۵۵۱، ص ۱۲۶۴)

حضرات صحابہ کرام واولیاء عظام علیہم الرضوان کے فرامین مبارکہ:

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۙ خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ؕ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ (پ۲۹، القلم: ۴۲۔۴۳)	ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کرسکیں گے نیچی نگاہیں کئے ہوئے ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''وہ قیامت کا دن ہوگا اس دن انہیں ندامت کی ذلت ڈھانپے ہوگی کیونکہ انہیں دنیا میں جب سجدوں کی طرف بلایا جاتا تو یہ تندرست ہونے کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہوتے۔'' اور مزید ارشاد فرمایا: ''انہیں اذان اور اقامت کے ذریعے فرض نمازوں کی طرف بلایا جاتا تھا۔''

{18}......حضرت سیدنا ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** کی آواز سنتے اور صحت وتندرستی کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔''

{19}......حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''خدا عزوجل کی قسم! یہ آیتِ مبارکہ جماعت سے پیچھے رہ

جانے والوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بغیر عذر کے جماعت ترک کر دینے والوں کے لئے اس سے زیادہ سخت کون سی وعید ہوگی۔''

(تفسیر قرطبی، سورۃ القلم، تحت لآیۃ ۴۳، ۴۲، ج ۹، ص ۱۸۷)

{20}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کو روزے رکھتا، رات میں عبادت کرتا مگر جماعت یا جمعہ میں حاضر نہ ہوتا۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ مرجائے تو جہنم میں جائے گا۔''

{21}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آدمی کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے تو یہ اس کے لئے اذان سن کر مسجد میں حاضر نہ ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔''

{22}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی نماز مسجد ہی میں ہوتی ہے۔'' پوچھا گیا: ''مسجد کا پڑوسی کون ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو اذان سنتا ہے۔''

وضاحت:

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دونوں اقوال حدیث پاک میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

{23}......حضرت سیدنا حاتم اَصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میری نماز فوت ہوگئی تو حضرت سیدنا ابو اسحاق بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کسی نے میری تعزیت نہ کی اور اگر میرا بچہ فوت ہو جاتا تو دس ہزار (10,000) سے زیادہ افراد مجھ سے تعزیت کرتے کیونکہ لوگوں کے نزدیک دین کی مصیبت دنیا کی مصیبت سے آسان ہوگئی ہے۔''

{24}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے، جب واپس ہوئے تو لوگ نمازِ عصر ادا کر چکے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا اور ارشاد فرمایا: ''میری عصر کی جماعت فوت ہوگئی ہے، لہٰذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مساکین پر صدقہ ہے تاکہ یہ اس کام کا کفارہ ہو جائے۔''

{25}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب کسی شخص کو فجر یا عشاء کی نماز میں غیر حاضر پاتے تو اس حدیثِ پاک کی وجہ سے اس کے منافق ہونے کا گمان کرنے لگتے۔ کیونکہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ بھاری ہیں، اگر وہ جان لیتے کہ ان دو نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹ کر آتے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، کتاب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید الخ الحدیث ۲۵۲، ص ۷۹

تنبیہ:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب (یعنی باجماعت نماز کے بارے میں اس قول) کی دلیل ہے کہ ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرضِ عین ہے۔'' اور ان احادیثِ مبارکہ کی دلالت سے یہ بات ظاہر بھی ہوتی ہے کہ مذکورہ قیودات کے ساتھ جماعت چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، ہمارا یعنی شوافع کا راجح قول یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے اور باقی رہی کہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ ترمیم کہ ''جماعت سنت ہے اور تارکینِ جماعت سے ترکِ جماعت کی وجہ سے قتال نہ کیا جائے گا۔'' تو یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ ہم جان بوجھ کر جماعت چھوڑنے کو کبیرہ گناہ نہیں سمجھتے کیونکہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان احادیثِ مبارکہ میں یہ تاویل کرتے ہوئے ان کو منافقین پر محمول کرتے ہیں کہ ''یہ کفار کی منافق قوم کے بارے میں وارد ہوئیں لہٰذا ان کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا میں کوئی حجت نہیں۔'' ان کی اس بات کو اگر نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے تارکینِ جماعت کے گھروں کو جلا دینے کے ارادے کے بارے میں تسلیم کر بھی لیا جائے تو ملعون لوگوں کے بارے میں ان کا یہ دعوی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے، لہٰذا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جماعت ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور شہر والے اگر اس کے عادی ہو جائیں تو فاسق ہو جائیں گے اگرچہ پانچوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز ہی کی جماعت ترک کرنے کے عادی ہوں جیسا کہ پیچھے گزرا کیونکہ یہ ان کے دینی حکم کو ہلکا جاننے کی دلیل ہے اور یہ ایسا جرم ہے جو اپنے مرتکب کے دینی معاملے کو کم اہمیت دینے اور اس کی دینداری کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔

پھر میں نے سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے بھی اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے مگر انہوں نے اس کی وہ وجہ بیان نہیں کی جو میں نے بیان کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''چھیاسٹواں (66) کبیرہ گناہ کسی عذر کے بغیر باجماعت نماز کے ترک پر اصرار کرنا ہے۔'' پھر مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سے بعض سے استدلال فرمایا ہے اور ان کا یہ قول امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے مطابق ہی درست ہوگا کہ باجماعت نماز ادا کرنا ہر شخص پر فرضِ عین ہے، مگر ہمارے (شافعی) مذہب کے مطابق درست نہیں کیونکہ باجماعت نماز ادا کرنا یا تو فرض کفایہ ہے یا پھر سنت اور فرض کفایہ یا سنت کی صورت میں اگر کوئی اور اسے ادا کر لے تو اس کے ترک کی وجہ سے کبیرہ گناہ تو دور کی بات ہے گناہ گار بھی نہ ہوگا۔ (لیکن احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''عاقل، بالغ، آزاد، قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہ گار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادت اور اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گناہ گار ہوئے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۶۷)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر86: قوم کے ناپسندیدہ شخص کا ان کی امامت کرنا

{1}...... اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عزوجل لعنت فرماتا ہے (۱) جو کسی قوم کی امامت کرے اور قوم اسے ناپسند کرتی ہو، (۲) جو عورت اس طرح رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳) وہ شخص جو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سنے پھر بھی جماعت میں حاضر نہ ہو۔'' (جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ام قوما الخ، الحدیث ۳۵۸، ص ۱۶۷۶)

{2}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ آئے (۲) وہ عورت جو اس طرح رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳) قوم کا وہ امام جسے اس کی قوم ناپسند کرتی ہو۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الصلوۃ،باب ماجاء فیمن ام قوما،الحدیث:۳۶۰،ص ۱۶۷۶)

{3}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتا ،(۱) جو کسی قوم کا امام بنے اور قوم اسے ناپسند کرتی ہو (۲) وہ شخص جو (بلاعذر) جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں آئے اور (۳) وہ شخص جس نے کسی آزاد کو غلام بنالیا ہو۔'' (سنن ابی داؤد،ابواب الصلوۃ باب الرجل یوم القوم...... الخ ،الحدیث:۵۹۳،ص۱۲۶۷)

{4}......حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا: ''میں امامت کرانے سے پہلے تم سے اجازت لینا بھول گیا تھا کیا تم میرے نماز پڑھانے سے راضی ہو؟'' لوگوں نے عرض کی ''جی ہاں! راضی ہیں اے صحابیٔ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کی امامت کو کون ناپسند کرسکتا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص کسی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو تو اس کی نماز اس کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۲۱۰ ،ج ۱،ص ۱۱۵)

{5}...... اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی اللہ عزوجل کوئی نماز قبول نہیں فرماتا، وہ نماز نہ تو آسمان کی طرف اٹھتی ہے نہ ہی ان کے سروں سے تجاوز کرتی ہے (۱) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنے اور وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو (۲) وہ شخص جس نے اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھا دی اور (۳) وہ عورت جسے اس کا شوہر رات میں بلائے تو وہ انکار کردے۔''

(صحیح ابن خزیمہ ،کتاب الامامۃ فی الصلوٰۃ،باب الزجرعن امامۃ......الخ،الحدیث ۱۵۱۸ ،ج۳،ص ۱

{6}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز

ان کے سروں سے بالشت بھر بھی نہیں اٹھتی (۱) وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور (۳) باہم قطع تعلقی کرنے والے دو مسلمان بھائی۔''

(سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب من امّ قوما وهم له كارهون، الحديث: ۹۷۱، ص ۲۵۳۴)

{7}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نَوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل تین قسم کے لوگوں کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتا، (۱) قوم کا وہ امام جسے قوم ناپسند کرتی ہو (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور (۳) باہم قطع تعلقی کرنے والے دو مسلمان بھائی۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوة، الحدیث: ۱۷۵۴، ج ۳، ص ۱۲۶)

تنبیہ:

ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بناء پر اسے یقین کے ساتھ کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شاید ان کی نظر انہی احادیثِ مبارکہ پر تھی حالانکہ یہ بات بڑی عجیب ہے کیونکہ ہمارے نزدیک یہ عمل مکروہ ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قوم کے اکثر لوگ اس کے کسی ایسے شرعاً مذموم عمل کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے ہوں جو اس کی عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) میں نقص نہ ڈالتا ہو نیز وہ عمل بھی ایسا ہو جو امامت یا اس کی اقتداء میں کراہت پیدا کرتا ہو، لہٰذا ایسے شخص کی امامت مطلقاً مکروہ نہیں اور نہ ہی اس کی اقتداء مطلقاً حرام ہے چہ جائیکہ اسے کبیرہ گناہ قرار دیا جائے کیونکہ امام کسی کو اپنی اقتداء پر مجبور نہیں کرتا، نیز لوگوں کو اختیار ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اس صورت میں تو لاپرواہی مقتدیوں ہی کی طرف سے ہے نہ کہ امام کی جانب سے۔ ہاں! اگر ان احادیثِ مبارکہ کو تنخواہ دار امام اور مقتدیوں پر زیادتی کرتے ہوئے زبردستی نماز پڑھانے والے پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں اس عمل کو کبیرہ گناہ کہنا ممکن ہے کیونکہ عہدہ غصب کرنے کو اموال غصب کرنے کے مقابلے میں کبیرہ گناہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

ثواب پانے والا خوش نصیب امام:

{8}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کی امامت کرائی اور وقت کو پا کر نماز مکمل کر لی تو اسے اپنا اور مقتدیوں کا بھی ثواب ملے گا اور جس نے نماز میں کوئی کمی کی تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا نہ کہ مقتدیوں پر۔'' (صحیح ابن حبان کتاب الصلوة، باب فرض متابعة الامام، الحدیث ۲۲۱۸، ج ۳، ص ۳۱۹)

{9}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی قوم کا امام بنے اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے اور یہ یاد رکھے کہ وہ ضامن ہے اور اس سے اس کی ضمانت کے بارے میں پوچھا جائے گا، لہٰذا جو اپنی ذمہ داری

احسن طریقے سے نبھائے گا اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں جتنا ثواب ملے گا اور ان مقتدیوں کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور نماز میں جو کوتاہی ہوگی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔'' (مجمع الزوائد ، کتاب الصلوۃ ، باب الامام ضامن ،الحدیث:۲۳۳۵ ، ج ۲ ، ص ۲۰۹)

{10}......سیِّدُ المُبلغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگر وہ درست نماز پڑھائیں تو تمہیں بھی ثواب ملے گا اور اگر وہ غلطی کریں تو تمہاری نماز ہو جائے گی اور اس کا وبال انہی پر ہوگا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب اذا لم یتم الا مام ......الخ،الحدیث ۶۹۴،ص ۵۶)

{11}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے (راوی فرماتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن (۱) وہ غلام جس نے **اللہ** عزوجل اور اپنے دنیوی آقاؤں کا حق ادا کیا (۲) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنا اور اس کی قوم اس سے راضی ہو اور (۳) وہ شخص جو ہر دن اور رات میں پانچ نمازوں کے لئے اذان کہے۔''

(سنن الترمذی ، ابواب صفۃ الجنۃ ، باب احادیث صفۃ الثلاثۃ الذین یحبھم اللہ ، الحدیث ۲۵۶۶ ، ص ۱۹۱۰ ،"بتقدمٍ وتأخرٍ")

{12}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہوں گے جنہیں بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) خوف زدہ نہ کرے گی اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا، وہ لوگ مخلوق کے حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ٹیلے پر ہوں گے: وہ شخص جس نے **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے قرآن پاک پڑھا اور اس کے ذریعے کسی قوم کی امامت کرائی اور وہ قوم بھی اس سے راضی ہو اور **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے نماز کی طرف بلانے (یعنی اذان کہنے) والا اور وہ غلام جو اپنے رب عزوجل اور اپنے (دنیاوی) آقاؤں کے حقوق احسن طریقے سے ادا کرنے والا۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ،باب فضل الاذان ،الحدیث ۱۸۴۶ ، ج ۲ ،ص ۸۵)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر87: صف کو مکمل نہ کرنا

کبیرہ نمبر88: صف کو سیدھا نہ کرنا

{1}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کو ملائے گا **اللہ** عزوجل اسے ملا دے گا اور جو صف کو قطع کرے گا **اللہ** عزوجل اسے قطع کر دے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث ۶۶۶، ص ۱۲۷۲)

{2}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے صف پوری کرنے والوں پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلاۃ......الخ، باب اقامۃ الصفوف، الحدیث:۹۹۵، ص۲۵۳۵)

{3}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صفوں میں اپنے مبارک ہاتھ سے برابر کرتے اور ارشاد فرماتے تھے: ''الگ الگ مت رہو کہیں تمہارے دل بھی الگ نہ ہو جائیں۔'' اور ارشاد فرماتے: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث ۶۶۴، ص۱۲۷۲، بدون"انہ کان یسویھم فی صفوفھم بیدہ یقول")

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کی کشادگی پُر کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب صلۃ الصفوف وسد الفرج، الحدیث:۲۵۰۲، ج۲، ص ۲۵۰)

{5}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کے خلاء کو پُر کرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔'' (المرجع السابق، الحدیث ۲۵۰۳، ج۲، ص ۲۵۱)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے صفیں پوری کرنے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور جو بندہ صف پوری کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ملائکہ اس کے پاس خیر لے آتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب صلۃ الصفوف وسد الفرج، الحدیث:۲۵۰۸، ج۲، ص ۲۵۱)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم صفیں ضرور برابر کیا کرو ورنہ **اللہ**

عزوجل تمہارے چہرے بدل دے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویة الصفوف عند الاقامة و بعد ھا، الحدیث: ۷۱۷، ص۵۷)

{8}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صفیں قائم کرو ورنہ **اللہ** عزوجل تمہارے دل بدل دے گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف، الحدیث: ۶۶۲، ص۱۲۷۲)

{9}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم صفیں ضرور سیدھی کروگے یا تمہارے چہروں کا نور چھین لیا جائے گا یا پھر تمہاری بینائی اُچک لی جائے گی۔''

(المسند للاما م احمد بن حنبل، الحدیث ۲۲۲۸۸، ج ۸، ص ۲۸۸)

تنبیہ::

ان دونوں کو اس حدیثِ پاک ''جو صف قطع کرے گا **اللہ** عزوجل اسے قطع کر دے گا۔'' کے تقاضے کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا کیونکہ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے گا یا اس کا قریب ترین معنی مراد ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے، نیز حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عبرت نشان ''ورنہ **اللہ** عزوجل تمہارے دل اور چہرے بدل دے گا۔'' بھی اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس میں دل اور چہرے بدل دینے کی وعید ہے جو کہ ایک سخت وعید ہے، مگر میں نے کسی کو ان کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ ہمارے نزدیک صف پوری نہ کرنا یا قطعِ صف صرف مکروہ ہے حرام نہیں، چہ جائیکہ اسے کبیرہ گناہ قرار دیا جائے (احناف کے نزدیک: ''جب تک اگلی صَف کونے تک پوری نہ ہوجائے جان بوجھ کر پیچھے نماز شروع کر دینا ترک واجب، حرام اور گناہ ہے۔'' تفصیل کے لئے: فتاوی رضویہ، ج۷ص۲۱۹ تا ۲۲۵)، البتہ ہمارے نزدیک قوم کی ناپسندیدگی کے باوجود امامت کرنے، بغیر منڈیر کی چھت پر سونے اور جماعت ترک کرنے کو مکروہ ہونے کے باوجود کبیرہ گناہ شمار کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا زیادہ اَولیٰ ہے کیونکہ ان میں زیادہ سخت وعید آئی ہے۔

{10}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ پہلی صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل انہیں جہنم میں پہنچا دے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب صف النساء......الخ، الحدیث: ۶۷۹، ص۱۲۷۳)

گویا ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان احادیثِ مبارکہ سے یہ سمجھا ہے کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہ ہونے پر اجماع ہے کیونکہ اس باب میں سخت وعیدوں کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ صفوں میں خلل ڈالنے پر زجر کرنا اور لوگوں کو حتی الامکان صف پوری کرنے پر ابھارنا مقصود ہے۔

کبیرہ نمبر89:
نماز میں امام سے سبقت کرنا

{1}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے رکوع یا سجدوں سے سر اٹھائے تو اللہ عزوجل اس کے سر کو گدھے کے سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت سے بدل دے۔''[1]

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب اثم من رفع راسه الخ ، الحدیث ۶۹۱ ، ص ۵۵ ،بدون "من رکوع او سجود"

{2}......شفیعِ روزِشُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس بات سے بے خوف نہ ہو کہ جب وہ امام سے پہلے سر اٹھالے گا تو اللہ عزوجل اس کے سر کو کتے کے سر سے بدل دے گا۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث ۹۱۷۵ ، ج۹ ، ص ۲۴۰ ،یحول بدله"یعود"

{3}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا امام سے پہلے سر اٹھانے والا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ عزوجل اس کے سر کو کتے کے سر سے بدل دے۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الصلوۃ ، باب مایکره للمصلی ومالا یکره ، الحدیث ۲۲۸۰ ، ج۴ ،ص ۲۳

{4}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو (رکوع وسجود میں) امام سے پہلے جھکتا اور اُٹھ جاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔''

(فتح الباری، کتاب الاذان ،باب ،قوله اثم من رفع راسه ......الخ ،ج۲ ،ص ۱۵۹

تنبیہ:

ان صحیح احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا اور بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے

---

[1]: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب ''نماز کے احکام'' میں بہارِ شریعت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیدنا امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیث لینے کے لئے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق گئے۔ وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا مگر ان کا منہ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور ان محدث صاحب نے دیکھا کہ ان کو (یعنی امام نووی) کو علمِ حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹا دیا، دیکھتے کیا ہیں کہ ان کا گدھے جیسا منہ ہے!! انہوں نے فرمایا، صاحبزادے! دورانِ جماعت امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مُسْتَبْعَد (یعنی بعض راویوں کی عدم صحت کے باعث دُور از قِیاس) جانا اور میں نے امام پر قصداً سَبْقَت کی تو میرا منہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔''

(نماز کے احکام ،باب نماز کاطریقه ،ص۲۵۷)

کبیرہ ہونے کو یقین کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور یہ بات حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے ایسا کیا اس کی نماز نہ ہوئی۔''

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اکثر اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس نے برا کام کیا مگر اس کی نماز ہوگئی جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ امام کے سجدے سے سر اٹھا لینے کے بعد اسے اتنی دیر تک سجدے میں رہنے کا حکم دیتے ہیں جتنی دیر اس نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تھا۔'' جبکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ''فقط امام سے پہلے سر اٹھانا یا قیام کرنا یا اس سے پہلے رکوع میں جھک جانا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کی طرف لوٹ جائے جبکہ امام ابھی اسی رکن میں ہو لیکن اگر وہ ایک رکن میں سبقت لے گیا مثلاً رکوع کر لیا جبکہ امام قیام میں کھڑا تھا ابھی اس نے رکوع ہی نہیں کیا تو اس کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔''

اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ کو اس صورت پر محمول کرنا بعید بھی نہیں اور نہ ہی اسے کبیرہ گناہ قرار دینا بعید ہے یا مقتدی دو ارکان میں سبقت لے گیا مثلاً امام نے ابھی رکوع بھی نہیں کیا اور مقتدی سجدے میں چلا گیا یا مقتدی نے رکوع کیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا جبکہ امام نے ابھی رکوع کیا ہی نہیں یا امام نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو مقتدی سجدے میں جھک گیا تو ان تمام صورتوں میں مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی اور اس کے اس عمل کو کبیرہ قرار دینا بالکل ظاہر ہے[1]۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں ارشاد فرماتے ہیں: ''مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجود کر لیا تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے (یا پھر) امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ سوم، ص ۷۲)

کبیرہ نمبر90: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

کبیرہ نمبر91: نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا

کبیرہ نمبر92: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا

{1}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہیں پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس معاملے میں شدت فرمائی یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ یا تو ایسا کرنے سے باز آجائیں یا پھر ان کی بصارت چھین لی جائے گی۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب رفع البصرالی السماء فی الصلاۃ،الحدیث:۷۵۰، ص ۵۹

{2}......رسول انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف نہ اٹھایا کرو کہیں تمہاری بینائی نہ چلی جائے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات،باب الخشوع فی الصلاۃ،الحدیث:۱۰۴۳ ، ص ۲۵۳۷

{3}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ ان کی بصارت اُچک لی جائے گی۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصلاۃ ، باب النہی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ ،الحدیث:۹۶۷ ، ص ۲۴۷

{4}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے والے لوگ یا تو اس سے باز آجائیں گے ورنہ ان کی نظریں ان تک واپس نہ لوٹیں گی۔''(المرجع السابق ،الحدیث ۹۶۶ ، ص ۲۴۷)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''نماز میں اپنی نگاہیں اٹھانے والے لوگ باز آجائیں یا پھر ان کی نگاہیں واپس نہ پلٹیں گی۔'' (سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ،باب النظر فی الصلاۃ ، الحدیث:۹۱۲ ، ص ۱۲۹۰

{6}......اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''یہ اُچک لینا ہے کہ شیطان بندے کی نماز اُچک لیتا ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب التفات فی الصلاۃ ، الحدیث: ۷۵۱، ص ۶۰

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تک بندہ نماز میں کسی اور جانب متوجہ نہ ہو **اللہ** عزوجل اس پر نَظَرِ رحمت فرماتا رہتا ہے، پھر جب بندہ اپنی توجہ ہٹالیتا ہے تو **اللہ** عزوجل کی رحمت بھی اس سے پھر جاتی ہے۔'' (سنن النسائی ،کتاب السھو ، باب التشدید فی التفات فی الصلاۃ، الحدیث ۱۱۹۶ ، ص ۲۱۶۵)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:''میرے خلیل، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے **تین** چیزوں کا حکم دیا اور (نماز میں) **تین** چیزوں سے منع فرمایا ہے جن تین چیزوں سے منع فرمایا وہ یہ ہیں: (۱) مرغوں کی طرح ٹھونگیں مارنا (۲) کتے کی طرح بیٹھنا اور (۳) لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر توجہ کرنا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند ابی ھریرۃ ، الحدیث: ۸۱۱۲ ، ج ۳ ، ص ۱۸۵ ،بدون"خلیلی و اوصانی" بدلہ"امرنی

کتے کی طرح بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''ہاتھ زمین پر رکھے ہوں اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنا کیونکہ دوسجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا سنت ہے اور پاؤں بچھا کر بیٹھنا افضل ہے۔''[1]

{9}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب آدمی نماز کے لئے آتا ہے تو **اللہ** عزوجل کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، پھر جب وہ کسی اور جانب متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:''اے ابن آدم! تُو کس کی طرف متوجہ ہو گیا؟ اس کی طرف کیا وہ تیرے لئے مجھ سے زیادہ بہتر ہے؟ میری طرف متوجہ ہو جا۔'' پھر جب وہ آدمی دوسری مرتبہ متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل یہی بات ارشاد فرماتا ہے اور پھر جب وہ بندہ تیسری مرتبہ غیر کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس سے اپنی رحمت پھیر لیتا ہے۔''

(کنزالعمال ،کتاب الصلوۃ ،فصل فی مفسدات الصلوٰۃ......الخ، الحدیث:۲۲۴۴۴ ، ج۸ ، ص ۸۴،ملخصا

{10}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا:''بیٹا! نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچتے رہنا کیونکہ نماز میں ایسا کرنا ہلاکت ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السفر ، باب ماذکر فی الالتفات ......الخ ، الحدیث ۵۸۹ ، ص ۱۷۰۳

---

[1]: احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک'' دوسجدوں کے درمیان اپنے ہاتھ رانوں کے اوپر رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا سنت ہے چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے: ''دونوں سجدوں کے درمیان مثل تَشَہُّد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا سنت ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۱ ،حصہ ۳،ص ۴۵)

{11}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو نماز کے لئے کھڑا ہو پھر دائیں بائیں دیکھنے لگے تو **اللہ** عزوجل اس کی نماز اسی کو لوٹا دے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب ماینھی عنہ فی الصلاۃ......الخ، الحدیث ۲۴۳۲، ج ۲، ص ۲۳۴)

{12}......بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب الخصر فی الصلاۃ، الحدیث ۱۲۱۹، ص ۹۵)

{13}......اور مسلم شریف میں ہے:''شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آدمی کو کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراھۃ الاختصار فی الصلاۃ، الحدیث:۱۲۱۸، ص ۷۶۲)

{14}......اور ابوداؤد شریف میں اس روایت میں یہ اضافہ ہے:''یعنی نمازی اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں پر رکھے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یصلی مختصرا، الحدیث ۹۴۷، ص ۱۲۹۳)

{15}......رحمتِ کونین، غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا جہنمیوں کا طریقہ ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب مایکرہ للمصلی ما لایکرہ، الحدیث ۲۲۸۳، ج ۴، ص ۲۴)

تنبیہ:

گذشتہ صفحات میں بیان کردہ کبیرہ گناہوں مثلاً ناپسندیدہ شخص کی امامت، امام سے سبقت لے جانے اور آئندہ **کتاب اللباس** میں ریشم پہننے کے بارے میں آنے والی وعیدوں پر قیاس کرتے ہوئے انہیں کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا کیونکہ پہلے گناہ میں بصارت کا اچک لیا جانا، دوسرے میں رحمت کا پھر جانا اور تیسرے میں اہلِ جہنم کا شعار ہونا پایا جا رہا ہے، تو جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ریشمی لباس سے محرومی کی علت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ قرار دے دیا تو ان گناہوں کو بدرجہ اَولیٰ کبیرہ گناہ قرار دیا جائے گا، مگر صحیح اور معتمد یہی ہے کہ گناہ تو دور کی بات ہے یہ تینوں (یعنی نماز میں آسمان کے طرف نگاہ کرنا، اِدھر اُدھر دیکھنا اور کمر پر ہاتھ رکھنا) حرام بھی نہیں بلکہ صرف مکروہ تنزیہی ہیں۔[1]

---

[1] احناف کے نزدیک''کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہِ تحریمی ہے۔''

(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۴، ۸۵)

کبیرہ نمبر93: قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

کبیرہ نمبر94: قبروں پر چراغ جلانا[1]

کبیرہ نمبر95: قبروں کوبت بنا لینا

کبیرہ نمبر96: قبروں کا طواف کرنا[2]

کبیرہ نمبر97: قبروں کو ہاتھ سے چھونا یا چومنا

کبیرہ نمبر98: قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

{1}......حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال (ظاہری) سے **پانچ راتیں** پہلے مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس کی اُمت میں سے اس کا کوئی خلیل نہ ہو اور میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے، **اللہ** عزوجل نے تمہارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا خلیل بنایا ہے، سن لو! تم سے پچھلی اُمتوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تین مرتبہ عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔'' پھر تین مرتبہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل! گواہ ہو جا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۸۹، ج۱۹ ص ۴۱)

{2}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نہ تو کسی قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو نہ ہی کسی قبر کے اوپر نماز پڑھو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۰۵۱، ج۱۱، ص ۲۹۷)

---

[1] حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک کے اس حصہ ''اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ بِسِرَاجٍ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لئے چراغ جلایا گیا'' کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی رات میں میت کو دفن کیا تو میت کے لئے یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے چراغ کی روشنی کی گئی، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قبر پر آگ لے جانا منع ہے مگر چراغ لے جانا جائز کیونکہ یہ روشنی کے لئے ہے نہ کہ مشرکین سے مشابہت کے لئے، مشرکین میت کے ساتھ آگ لے جاتے ہیں آگ کی پوجا کرنے یا میت کو جلانے کے لئے لہٰذا بزرگوں کے مزار کے پاس لوبان یا اگربتی جلانا جائز ہے تا کہ میت کو فرحت ہو اور زائرین کو راحت، اسی لئے میت کے کفن کو دھونی دینا سنت جسے فقہاء اِستِجمار کہتے ہیں'' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے........)

{3}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، انہیں سجدہ گاہ بنانے اوران پر چراغ جلانے والوں پرلعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الجنائز ، باب فی زیارۃ النساء القبور ، الحدیث ۳۲۳۶ ، ص ۱۴۶۶)

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سن لو! تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیتے تھے میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب النھی عن بناء المسجد علی القبور ، الحدیث:۱۱۸۸ ، ص ۷۶۰)

{5}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں:''لوگوں میں سب سے بدتر وہ ہیں جن پران کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی اور یہ وہ لوگ ہیں جوقبروں کوسجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۴۳۴۲،ج۲،ص۱۷۴)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حمام اور قبرستان کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے۔''(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ،باب فی المواضع التی لا تجوز فیھا الصلاۃ ،الحدیث ۴۹۲،ص ۱۲۵۹)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل یہود کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیا۔'' (صحیح البخاری ،کتاب الصلاۃ ، باب (۵۵) ، الحدیث ۴۳۷ ، ص ۳۷)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل یہود ونصاریٰ پرلعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب النھی عن بناء المسجد علی القبور ......الخ ،الحدیث ۱۱۸۶ ، ص ۷۶۰)

(...بقیہ حاشیہ) دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہذا جن بزرگوں کے مزاروں پر دن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوت قرآن کا دَور رہتا ہے وہاں ضرورَات کو روشنی کی جائے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر ہمیشہ سے اور اب ''نجدیوں'' کے زمانہ میں اور زیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں جن احادیث میں قبر پر چراغ جلانے سے ممانعت ہے وہاں بلاضرورت چراغ رکھ آنا مراد ہے کہ اس میں اسراف ہے۔خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لئے بھی روشنی کر سکتے ہیں جیسے کعبہ معظّمہ کے احترام کے لئے اس پرغلاف رہتا ہے اور دروازۂ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے، رمضان میں مسجدوں کا چراغاں بھی یہیں سے لیا گیا۔''

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص ۴۹۲۔۴۹۳)

۲؎ بلاشبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کوسجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر (یعنی قبر کے چومنے) میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط (یعنی زیادہ مناسب) منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاءِ کرام کہ ہمارے علما نے تصریح فرمائی کہ کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل (یعنی چومنا) کیونکر متصوّر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۲،ص۳۸۲)

{9}......(حضرت سیدتنا اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حبشہ کی ہجرت سے واپسی کے بعد جب حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عیسائیوں کے عبادت خانوں میں تصاویر کی موجودگی کا تذکرہ کیا جوانہوں نے وہاں ملاحظہ فرمائی تھیں تو) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک شخص مرجاتا تو یہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیتے اور اس میں اس کی تصویریں بنادیتے، یہی لوگ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بدترین مخلوق ہوں گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ......الخ، الحدیث: ۴۲۷، ص ۳۶)

{10}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب مایکرہ للمصلی ومالایکرہ، الحدیث ۲۳۱۷، ج ۴، ص ۳۴)

{11}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں ہی ان پر قیامت قائم ہوگی اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۱۳، ج ۱۰، ص ۱۸۸)

{12}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سن لو! تم سے قبل لوگ اپنے انبیاء (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، تم قبروں کو ہرگز سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب ذکر الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ تعالی عنھم الحدیث: ۳۲۵۵۷، ج ۱۱، ص ۲۴۹)

{13}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بےشک لوگوں میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''

(المصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی القبور، الحدیث ۱۵۸۸، ج ۱، ص ۳۰۷)

{14}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بنی اسرائیل اپنے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔''

(المصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی القبور، الحدیث ۱۵۹۳، ج ۱، ص ۳۰۸)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ان 6 کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شاید انہوں نے میری بیان کردہ انہی احادیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے، ان میں سے قبر کو سجدہ گاہ بنالینے کے کبیرہ گناہ ہونے پر استدلال کرنا تو بالکل واضح ہے

کیونکہ نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالینے والوں پرلعنت فرمائی اور نیک لوگوں کی قبروں کوسجدہ گاہ بنانے والوں کو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق قرار دیا،اوراس میں ہمارے لئے وعید ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ''وہ ان کو اس کام سے ڈرائیں جو وہ کرتے تھے۔''

یعنی اپنی اُمت کو یہ کہہ کر ڈرائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان لوگوں کی طرح ملعون ہوجائیں گے،قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے مراد قبر کی طرف رخ کرکے یا قبر کے اوپر نماز پڑھنا ہے،اس صورت میں''قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے''کے الفاظ مکرر ہوں گے مگر جبکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے فقط قبر کے اوپر نماز پڑھنا مراد لیا جائے تو تکرار نہ ہوگا،ہاں البتہ یہ استدلال اسی وقت درست ہوسکتا ہے جب کہ وہ قبر کسی معظَّم ہستی مثلاً نبی یا ولی کی ہو جیسا کہ یہ روایت اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ''جب ان میں سے کوئی نیک شخص ہوتا۔''

اسی لئے ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''تبرک اور تعظیم کی نیت سے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اوراولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔''انہوں نے یہاں **2** شرطیں عائد کی ہیں:(۱) قبر کسی معظم ہستی کی ہو اور (۲) اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے تعظیم اور تبرک کا قصد ہو۔اس فعل کا کبیرہ گناہ ہونا مذکورہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے۔گویا انہوں نے قبر کی ہر قسم کی تعظیم کو اسی پر قیاس کیا ہے جیسے قبر کی تعظیم اور اس سے تبرک حاصل کرنے کے لئے چراغ جلانا اور قبر کے طواف کا بھی یہی حکم ہے اس لئے یہ قیاس بعید بھی معلوم نہیں ہوتا۔خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں قبروں پر چراغ جلانے والوں پر کئی مرتبہ لعنت گزر چکی۔لہٰذا ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کو کراہت پر اس وقت محمول کیا جائے گا جبکہ قبر کی تعظیم اور اس سے تبرک حاصل کرنے کا قصد نہ کیا جائے۔

{15}......قبروں کو بت بنا لینے سے رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے:''میری قبر کو بت نہ بنالینا کہ میرے بعد اس کی پوجا ہونے لگے۔''

(التمھید لابن عبدالبر، الحدیث ۲۹۹۹، ج۲، ص ۴۷۰ تا ۴۷۱ بدون "یعبد بعدی")

یعنی اس کی ایسی تعظیم نہ کرنا جیسے دوسرے لوگ اپنے بتوں وغیرہ کی تعظیم کے لئے انہیں سجدہ وغیرہ کرتے ہیں،اگر امام صاحب کے قول''اور انہیں بت بنالینا''سے مراد یہی معنی ہو تو ان کا اس گناہ کو کبیرہ گناہ کہنا درست ہوسکتا ہے بلکہ شرط پائے جانے (یعنی عبادت کی نیت ہونے) کی صورت میں کفر بھی ہوسکتا ہے۔اگر مراد یہ ہے کہ مطلق تعظیم،جس کی اجازت نہیں دی گئی،تو وہ کبیرہ

گناہ ہے ا! البتہ اس میں بُعد ہے۔جبکہ بعض حنابلہ کہتے ہیں:''آدمی کا قبر کے تبرک کے ارادے سے قبر کے سامنے نماز پڑھنا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حقیقی دشمنی مول لینا ہے اور ایسا دین ایجاد کرنا ہے جس کی اللہ عزوجل نے اجازت نہیں دی کیونکہ اس نے تو اس سے منع فرمایا ہے پھر اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ سب سے بڑا حرام اور شرک کا سب سے بڑا سبب قبر کے سامنے نماز پڑھنا اور اسے مسجد بنالینا یا اس پر عمارت بنالینا ہے۔'' ۲

کراہت کا قول اس کے علاوہ دوسری صورت پر محمول ہے کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کا گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی ایسے فعل کو جائز قرار دیں جس کے فاعل پر نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا لعنت فرمانا تواتر سے ثابت ہو اس لئے قبروں پر بنی عمارتوں کو ڈھادینا اور قبوں کو گرادینا واجب ہے کیونکہ یہ مسجد ضرار سے زیادہ نقصان رساں ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تو اس عمل سے منع فرمایا ہے اور بلند قبروں کو ڈھانے کا حکم فرمایا ہے (خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود ونصاریٰ کی قبریں مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی، تفصیل کے لئے دیکھیں: مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص ۴۸۸)، اسی طرح قبر پر روشن ہر قندیل اور چراغ کو ہٹا دینا واجب ہے اور اسے وقف کرنا اور اس کی منت ماننا بھی درست نہیں۔'' (قبروں پر چراغ جلانے کا تفصیلی حکم صفحہ نمبر ۴۸۸۔۴۸۹ پر حاشیہ میں دیکھیں)

ا مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں سیدی امام عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے قبور اولیاء کی تعظیم کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:''ان (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی روح کی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ مزار محبوب کا ہے اس سے تبرک وتوسل کرو کہ تمہاری دعا مستجاب ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۹،ص۴۹۶)

پھر کچھ آگے انہی امام عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ''تعظیمِ خشت وگل (یعنی اینٹوں اور مٹی کی تعظیم) نہیں بلکہ روحِ محبوب کی تعظیم مقصود ہو جو بلا شبہ محمود (یعنی پسندیدہ) ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۹،ص۴۹۷)

۲ حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان اس حدیث پاک کہ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ یعنی قبر پر کچھ بنایا جائے'' کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:''اس طرح کہ قبر پر دیوار بنائی جائے،قبر دیوار میں آجائے یہ حرام ہے کہ اس میں قبر کی توہین ہے اسی لئے یہاں''عَلَیْهِ''(یعنی قبر کے اوپر) فرمایا گیا''حَوْلَهٗ''(یعنی اردگرد) نہ فرمایا،یا اس طرح کہ قبر کے آس پاس عمارت یا قبہ بنایا جائے یہ عوام کی قبروں پر ناجائز ہے کیونکہ بے فائدہ ہے،علماء ومشائخ کی قبروں پر جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے جائز ہے تاکہ لوگ اس کے سایہ میں آسانی سے فاتحہ پڑھ سکیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر عمارت اوّل (یعنی شروع) ہی سے تھی اور جب ولید بن ملک کے زمانہ میں اس کی دیوار گر گئی تو صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بنائی نیز حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی قبر پر، حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر پر، محمد ابن حنفیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی قبر پر قبے بنائے دیکھو''خلاصۃ الوفا''اور''منتقی شرح موطا''مرقات نے اس مقام پر اور شامی نے دفن میت کی بحث میں فرمایا کہ مشہور علماء ومشائخ کی قبر پر قبے بنانا جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص ۴۸۹)

بابُ السفر (سفر کا بیان)

کبیرہ نمبر 99:

انسان کا تنہا سفر کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیجڑے مردوں پر اور ان مردانی عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور بیابان میں تنہا سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند ابوھریرۃ،الحدیث:۷۸۶۰،ج۳،ص۱۳۳)

{2}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر لوگ جان لیں کہ تنہائی میں کیا ہے تو میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص رات کو اکیلا سفر کرے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الجھاد ، باب السیر وحدہ ، الحدیث ۲۹۹۸، ص ۲۴۱،بتغیرٍ قلیلٍ)

{3}......ایک شخص سفر سے واپس آیا تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم سفر میں کس کے رفیق تھے؟'' اس نے عرض کی: ''میں کسی کا رفیق نہ تھا۔'' تو شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک سوار (یعنی مسافر) شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور اگر تین ہوں تو سوار ہیں۔'' (سنن ابی داؤد ، کتاب الجھاد ، باب فی الرجل یسافر وحدہ ، الحدیث۲۶۰۷،ص ۱۴۱۶)

تین سے کم مسافروں کے گناہ گار ہونے کی دلیل یہ ہے کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی ہے کہ ایک سوار ایک شیطان ہے جبکہ دو سوار دو شیطان ہیں، شیطان کا سب سے مناسب تر معنی گناہ گار ہونا ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں شیطان سے مراد گنہگار ہے:

شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (پ۸،الانعام:۱۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان۔

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اکیلا مسافر ایک شیطان ہے، دو مسافر دو شیطان ہیں جبکہ تین شخص مسافر ہیں۔''

(صحیح ابن خزیمہ ،کتاب المناسک ، باب النھی عن سیر الاثنین ، الحدیث ۲۵۷۰، ج۴ ، ص ۱۵۲)

تنبیہ:

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا مگر یہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے

کلام کے مطابق نہیں کیونکہ وہ اس کام (یعنی تنہا سفر) کے مکروہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں لہٰذا گناہ ہونے کے قول کو اس شخص پر محمول کرنا چاہئے جو تنہا سفر کرنے یا کسی ایک کے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں ہونے والے سخت نقصان سے آگاہ ہو جیسے راستے میں نقصان پہنچانے والے وحشی درندے وغیرہ کا سامنا ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہو۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 100: عورت کا تنہا سفر کرنا

یعنی عورت کا ایسی جگہ تنہا سفر کرنا جہاں اسے اپنی آبروریزی کا خدشہ ہو

{1}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے یا کسی محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے۔''

(صحیح مسلم کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ، الحدیث:۳۲۷۰، ص ۹۰۱)

{2}......بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ''دو دن'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، الحدیث ۱۸۶۴، ص ۱۴۶)

(صحیح مسلم، تاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۱، ص ۹۰۱)

{3}......بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ''ایک دن اور ایک رات کی مسافت'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر الصلاۃ، الحدیث ۱۰۸۸، ص ۸۵)

{4}......جبکہ اور بخاری و مسلمھی کی ایک روایت میں ''ایک دن کی راہ'' کے سفر کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۷، ص ۹۰۱)

{5}......اور بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ''ایک رات کی راہ'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۶، ص ۹۰۱)

{6}......اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے: ''دو منزل کا سفر کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فی المراۃ تحج بغیر محرم، الحدیث ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ص ۳۵۱)

تنبیہ:

مذکورہ قید (یعنی آبروریزی کے خدشہ) کے ساتھ عورت کے تنہا سفر کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے کیونکہ اس صورت پر اکثر سخت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ خرابیاں بدکار اور فاسق لوگوں کا اس عورت پر قابو پالینا ہے جو کہ زنا کا وسیلہ ہے اور وسائل پر مفاسد ہی کا حکم جاری ہوتا ہے، جبکہ عورت کے تنہا سفر کرنے کی حرمت میں یہ قید ضروری نہیں کیونکہ عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے اگرچہ سفر کم ہی ہو اور کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ ہو خواہ کسی نیکی کے لئے ہی ہو جیسے نفلی حج یا عمرے کے لئے ہو اور اگرچہ مقامِ تنعیم سے عورتوں ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسے صغیرہ گناہوں میں شمار کرنے کو اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر101: بدفالی کی بناء پر سفر نہ کرنا اور واپس لوٹ آنا

{1}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بدفالی لینا شرک ہے، بدفالی لینا شرک ہے اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ عزوجل توکّل کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ، الحدیث ۳۹۱۰، ص ۱۵۱۰)

حافظ ابوالقاسم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عزوجل ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ عزوجل پر توکل کرتا ہے اور اس بدفالی پر ثابت قائم نہیں رہتا۔''

{2}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پرندے اڑا کر یا کسی اور چیز سے بدشگونی مراد لینا بے برکت کاموں میں سے ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الخط وزجر الطیر، الحدیث:۳۹۰۷، ص ۱۵۱۰

{3}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اٹکل پچو سے غیب کی بات بتائی یا جوئے کے تیروں کے ذریعے کسی سے قسم اٹھوائی یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے لوٹ آیا وہ بلند درجوں

تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔‘‘

(شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، فصل فی ذمه بناء مالا یحتاج ......الخ، الحدیث: ۱۰۷۳۹ ج۷، ص ۳۹۸)

تنبیہ:

پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری معنی کی وجہ سے بدفالی کو گناہِ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہو جو بدفالی کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو جبکہ ایسے لوگوں کے اسلام (یعنی مسلمان ہونے نہ ہونے) میں کلام ہے۔

باب صلاة الجمعة

نمازِ جمعہ کا بیان

کبیرہ نمبر102: بلاعذر نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ نہ پڑھنا اگرچہ یہ کہے: ''میں ظہر کی نماز تنہا پڑھ لیتا ہوں۔''

{1}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نمازِ جمعہ سے رہ جانے والے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر (بلاعذر) جمعہ سے رہ جانے والوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔'' (صحیح مسلم ،کتاب المساجد،باب فضل صلاة الجماعة......الخ،الحدیث:۱۴۸۵،ص ۷۷۹)

{2}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے منبر کے زینے پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے عمل سے باز آ جائیں ورنہ **اللہ** عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الجمعة ، باب التغليظ فی ترک الجمعة ، الحدیث ۲۰۰۲ ، ص ۱۳

{3}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **تین جمعے** سستی کی وجہ سے جانتے ہوئے چھوڑ دیئے اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔''

(سنن ابی داؤد ،کتاب الصلاة،باب التشديد فی ترک الجمعة ،الحدیث:۱۰۵۲،ص ۱۳۰۱

{4}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر **تین جمعے** چھوڑ دیئے وہ منافق ہے۔'' (ابن حزیمة،کتاب الجمعة،باب ذکر الدليل......الخ ،الحدیث:۱۸۵۷،ج۳،ص۱۷۶)

{5}......ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے تین جمعے کسی عذر کے بغیر چھوڑ دیئے وہ **اللہ** عزوجل سے بے علاقہ ہے۔''

{6}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی ضرورت کے بغیر **تین** مرتبہ جمعہ چھوڑ دیا **اللہ** عزوجل اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔'' (سنن ابن ماجة ،ابواب اقامة الصلوات ، باب فيمن ترک الجمعة من غير عذر ، الحدیث ۱۱۲۶ ، ص ۲۵۴۲

{7}......سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''اور اس کے دل کو منافق کا دل بنا دے گا۔''

(شعب الایمان،باب الحادی والعشرین ، فضل الجمعة ،الحدیث:۳۰۰۵ ، ج۳، ص ۱۰۳

{8}......ایک اور روایت میں کہ جس کی شواہد بھی ہیں یہ ہے: ''اسے منافقین میں لکھ دیا جائے گا۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب الصلاة،باب فيمن ترک الجمعة، الحدیث: ۳۱۷۸ ، ج ۲ ،ص ۲۲

{9}......اور ایک روایت میں ہے: ''اس نے اسلام کو ضرور پسِ پشت ڈال دیا۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ، باب فیمن ترک الجمعۃ، الحدیث ۳۱۷۷ ، ج ۲ ،ص ۲۲)

{10}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ کے دن اذان سننے کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہونے والے لوگ اپنے فعل سے ضرور باز آ جائیں ورنہ **اللہ** عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا تو وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۹۷،ج ۱۹،ص ۹۹)

{11}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو، مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو، **اللہ** عزوجل کو کثرت سے یاد کرکے اور ظاہر و پوشیدہ کثرت سے صدقہ کرکے اپنے رب عزوجل سے ناطہ جوڑلو کہ تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری پریشانیاں دور کردی جائیں گی اور جان لو! میری اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں **اللہ** عزوجل نے قیامت تک کے لئے تم پر جمعہ فرض فرما دیا ہے لہٰذا جو میری حیاتِ ظاہری میں یا میرے بعد حاکمِ اسلام کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو یا ظالم، اسے ہلکا جان کر یا بطورِ انکار چھوڑے گا **اللہ** عزوجل اس کے بکھرے ہوئے کام جمع نہ فرمائے گا اور نہ ہی اس کے کام میں برکت دے گا، سن لو! جب تک وہ توبہ نہ کرے گا اس کی کوئی نماز ہے نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ ہی کوئی نیک عمل جب تک توبہ کرے اور جو توبہ کرلے تو **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات،باب فی فرض الجمعۃ ،الحدیث: ۱۰۸۱ ،ص ۲۵۴۰)

تنبیہ:

بیان کردہ ان احادیثِ مبارکہ سے اس گناہ کا کبیرہ گناہوں میں سے ہونا بالکل واضح ہے اور بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ ہونے کی صراحت بھی کی ہے، ابوابِ فقہ میں مذکورہ افراد جنہیں کوئی عذر نہ ہو، اُن پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا بالاجماع فرضِ عین ہے، بلکہ یہ تو ضروریاتِ دین میں سے ہے لہٰذا جو مسلمان کہلانے والا شخص نمازِ جمعہ چھوڑنے کو حلال سمجھے ظاہراً اس پر حکمِ کفر ہونا چاہئے کیونکہ نمازِ جمعہ کے فرض ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ ضروریاتِ دین میں سے بھی ہے اسی وجہ سے اگر کوئی شخص کہے: ''میں نمازِ ظہر پڑھوں گا، جمعہ نہیں۔'' تو ہمارے یعنی شافعیوں کے نزدیک اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ فرضِ عین کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نمازِ جمعہ کو کسی دوسری نماز کی وجہ سے چھوڑ دینا صغیرہ گناہ ہے۔'' یہاں ان

کے قول میں کسی دوسری نماز سے مراد جمعہ کے بدلے ظہر کی نماز پڑھنا ہے اور ان کی یہ بات کہ ''یہ صغیرہ گناہ ہے'' محلِ نظر ہے۔ جیسا کہ سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

شاید سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان اس ضعیف قول پر مبنی ہے جو یہ ہے: ''جو یہ کہے کہ میں ظہر پڑھوں گا جمعہ نہیں پڑھوں گا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔'' اور اسی طرح یہ قول کہ ''جمعہ نمازِ ظہر کی قصر ہے'' بھی ضعیف ہے جبکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا (احناف کے نزدیک قتل نہیں بلکہ قید کیا جائے گا) کیونکہ نماز جمعہ ایک مستقل نماز ہے نمازِ ظہر کا بدل نہیں، لہٰذا اسے چھوڑ دینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ وہ یہ کہتا ہو کہ میں ظہر پڑھوں گا۔

نماز جمعہ نہ پڑھنے کا کفارہ:

{12}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر نمازِ جمعہ چھوڑ دی وہ ایک دینار صدقہ کرے اور جو نہ پائے وہ نصف دینار صدقہ کرے۔''[1]

(سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب کفارة من ترک الجمعة من......الخ، الحدیث: ۱۳۷۳، ص ۷۷...)

{13}......ایک اور روایت میں ہے: ''ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا ایک صاع یا ایک مد صدقہ کر دے۔''

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الجمعة، باب ما ورد فی کفارة من ترک الجمعه ......الخ، الحدیث: ۵۹۹۰، ج ۳، ص ۲...)

{14}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ایک یا نصف صاع گندم صدقہ کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب کفارة من ترکھا، الحدیث: ۱۰۵۴، ص ۱۳۰۱...)

نوٹ: حدیثِ پاک میں مذکور ''صاع'' اور ''مُد'' دو پیمانوں کے نام ہیں۔

---

[1]: ''یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لئے ہو کہ قبولِ توبہ کے لئے معین (یعنی مددگار) ہو ورنہ حقیقتاً تو توبہ کرنا فرض ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصّہ ۴، ص ۵۱)

کبیرہ نمبر103: جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا

{1}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کے لئے پل بنالیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجمعة، باب فی کراھیة التخطی یوم الجمعة، الحدیث ۵۱۳،ص ۱۶۹۵)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب آ کر بیٹھ گیا، پھر جب نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز پڑھا چکے تو ارشاد فرمایا:''اے فلاں! تجھے ہماری جماعت میں سے ہونے سے کس چیز نے منع کیا؟'' اس نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے چاہا کہ میں اس جگہ بیٹھوں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نگاہ میں ہو۔'' تو سرکارِ ابد قرار، شافع روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''میں نے تمہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے اور انہیں ایذاء پہنچاتے ہوئے دیکھا، جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے **اللہ** عزوجل کو ایذاء دی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۳۶۰۷، ج۲،ص۳۸۷)

{3}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اور امام کے (خطبہ دینے کے لئے) نکلنے کے بعد دو افراد کو درمیان سے چیرتا (یعنی الگ کر دیتا) ہے، وہ اپنی انتڑیاں آگ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۵۴۴۷، ج۵،ص۲۶۳)

محدثین کرام علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:''اس حکم کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنا غلبہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ زیادہ تر یہ کام جمعہ کے دن ہوتے ہیں۔''

{4}......حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، تو حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تنبیہ فرماتے ہوئے اُسے ارشاد فرمایا:''بیٹھ جا، تو نے بہت ایذاء دی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تخطی رقاب الناس...... الخ، الحدیث:۱۱۱۸،ص۱۳۰۵)

{5}......ایک اور روایت میں ہے:''تو نے ایذاء دی اور ایذاء پائی۔''

(صحیح ابن خزیمة، کتاب الجمعة، باب النھی عن تخطی الناس، الحدیث:۱۸۱۱، ج۳،ص۱۵۶)

{6 }......اور ایک روایت میں ہے کہ ''بیٹھ جا! تو دیر سے آیا ہے۔''

(سنن ابن ماجة ،ابواب اقامة الصلوات،باب ماجاء فی النھی عن تخطی......الخ ،الحدیث:۱۱۱۵، ص۲۵۴۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہوئے شمار کیا گیا ہے، شاید علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ ہونے کی دلیل انہیں احادیثِ مبارکہ سے حاصل کی ہے، ان کا استدلال اگرچہ حقیقت سے قریب ہے مگر ہمارے نزدیک صحیح قول کے مطابق یہ عمل مکروہِ تنزیہی ہے[۱]، ہمارے مؤقف اور ان احادیثِ مبارکہ میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان احادیثِ مبارکہ کو اس شخص پر محمول کیا جائے جو عرف کے اعتبار سے لوگوں کو سخت ایذاء دیتا ہو اور ایذاء کم ہو تو اسے کراہتِ تنزیہیہ پر محمول کیا جائے اور عنقریب ایک ایسی روایت بیان کی جائے گی جس میں حلقہ کے وسط میں بیٹھنے کا بیان ہے۔

---

[۱]: احناف کے نزدیک: ''جمعہ کے دن مقتدی کا امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔''

(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۵۵)

کبیرہ نمبر104: حلقہ کے درمیان آکر بیٹھنا

{1}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل حلقے (یعنی دائرے) کے درمیان بیٹھنے والے پر لعنت فرمائے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب الجلوس وسط الحلقۃ ،الحدیث ۴۸۲۶ ، ص ۱۵۷۸ ''لعن اللہ'' بدلہ'' لعن رسول اللہ

{2}......ایک اور روایت میں ہے:''ایک شخص حلقے کے درمیان میں آکر بیٹھ گیا تو حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم، رءُوف ورحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ حق پرست سے اس پر لعنت کی گئی ہے۔'' یا پھر یہ ارشاد فرمایا:''**اللّٰہ** عزوجل نے رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقے کے درمیان آکر بیٹھتا ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الادب ، باب ماجاء فی کراھیۃ العقود ......الخ ، الحدیث ۲۷۵۳ ،ص ۱۹۲۹

{3}......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی قوم کا حلقہ ان کی اجازت کے بغیر پھلانگا وہ گناہ گار ہے۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث ۷۹۶۳ ، ج ۸ ، ص ۲۴۶

{4}......**اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب فی الرجل یجلس بین الرجلین ، الحدیث ۴۸۴۴ ، ص ۱۵۷۹

{5}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کی اجازت کے بغیر اُن میں جدائی ڈالے۔''

(جامع التر مذی ،ابواب الادب ، باب ماجاء فی کراھیۃ الجلوس بین...... الخ، الحدیث ۲۷۵۲ ، ص ۱۹۲۹

{6}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے کوئی شخص جب کسی مجلس میں آئے تو اگر اس کی خاطر کشادگی پیدا کی جائے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ جہاں کشادگی پائے وہاں جا کر بیٹھے۔''

(شعب الایمان ، باب فی حسن الخلق ، فصل فی التو اضع ، الحدیث ۸۲۴۳، ج۶، ص ۳۰۰

تنبیہ:

اس گناہ کو بعض شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، شاید انہوں نے احادیثِ مبارکہ میں مذکور

لعنت سے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر استدلال کیا ہے، اگر عرفاً اس سے کسی کو ایذاء پہنچتی ہو تو ظاہری استدلال یہی ہے اور اسی پر حدیثِ پاک محمول ہے، جبکہ ہمارے اصحاب کے اس قول کہ ''یہ عمل مکروہ ہے۔'' کو ایذاء کی کمی پر محمول کیا جائے گا اور اس تفصیل کی تائید ہمارا وہ بیان بھی کرتا ہے جسے ہم نے کتب فقہ کے باب ''**حَمْلُ السِّلَاحِ فِیْ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ** اور **تَقْبِیْلُ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ عِنْدَ الزَّحْمَۃِ** وغیرہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایذاء کم ہو تو مکروہ ہے ورنہ حرام۔ اور اسی سے واضح ہو گیا کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اقوال اور حدیثِ پاک میں کوئی تضاد نہیں، اس میں غور کرو میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اس وضاحت سے واقف ہو۔

باب اللباس

لباس کا بیان

کبیرہ نمبر105: بلا عذرِ شرعی ریشم پہننا

یعنی جیسے جوؤں، کھجلی یا خارش وغیرہ کسی عذر کے بغیر عاقل بالغ مرد یا مخنث (ہیجڑے) کا خالص ریشم یا ایسا لباس پہننا جس کا اکثر حصہ وزن کے اعتبار سے ریشم ہو، ظاہراً ریشم نظر آنے کا اعتبار نہیں۔

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، والزینة، باب تحریم لبس الحریر، الحدیث ۵۴۱۰، ص ۰۴۹

{2}......نسائی شریف میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔''

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝ (پ ۱۷، الحج: ۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، سورة الحج، باب قوله تعالیٰ "ولباسهم فيها حرير" الحدیث: ۱۱۳۴۳، ج۶ ص ۱۱

{3}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ریشم وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال......الخ، الحدیث: ۵۸۳۵، ص ۴۹۷

{4}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل بھی ہو جائے تو اہلِ جنت تو ریشم پہنیں گے مگر وہ نہ پہن سکے گا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابه، الحدیث: ۵۴۱۳، ج ۷، ص ۳۹۷

{5}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال......الخ، الحدیث ۵۸۳۴، ص ۴۹۷)

{6}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيم روایت فرماتے ہیں کہ میں نے شفیعُ

المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا:''یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس ،باب فی الحریر للنساء، الحدیث ۴۰۵۷ ، ص ۱۵۱۹)

{7 }......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا،جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہ پی سکے گا اور جس نے دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیا وہ آخرت میں ان کے ذریعے نہ پی سکے گا۔'' پھر ارشاد فرمایا:''اہلِ جنت کا لباس ریشم،اہل جنت کا مشروب شرابِ طہور اور اہل جنت کے برتن سونے کے ہیں۔''

(المستدرک، کتاب الاشربہ ، باب من لبس الحریر فی الدنیا ......الخ ، الحدیث: ۷۲۹۸، ج۵ ،ص۹۵)

{8 }......حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا گیا:''اپنی عورتوں کو ریشم کا لباس نہ پہناؤ کیونکہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رحمتِ کونین ،ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔''　(صحیح مسلم ،کتاب اللباس ، باب تحریم لبس الحریر ......الخ ،الحدیث ۵۴۱۰ ، ص ۱۰۴۹)

{9 }......نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''اور جو آخرت میں ریشم نہ پہن سکے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ۝　(پ۱۷،الحج:۲۳)　ترجمۂ کنز الایمان:اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

(السنن الکبرٰی للنسائی،کتاب الزینۃ ، باب لبس الحریر ، الحدیث:۹۵۸۴،ج۵،ص۴۶۵)

{10 }......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنے گھر والوں کو زیور اور ریشم سے منع کرتے اور ارشاد فرماتے:''اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتے ہو تو دنیا میں یہ دو چیزیں نہ پہنا کرو۔''　(المستدرک، کتاب اللباس ، باب من کان یومن باللہ ......الخ ، الحدیث ۷۴۸۰، ج۵ ،ص ۲۶۹)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اس وعید کہ''جو دنیا میں اسے پہنے گا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔'' سے یہ سمجھنا کہ یہ عورتوں اور ان کی مثل ان افراد کے حق میں بھی جاری ہوتی ہے جن کے لئے اس کا پہننا جائز ہے، فقط احتیاط کی بناء پر تھا، ورنہ عورتوں کے لئے اس کے استعمال کے جواز سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں آخرت میں ریشم کے استعمال سے منع نہ کیا جائے گا۔

{11}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ریشم کی ایک قبا تحفۃً پیش کی گئی، جس کا پچھلا حصہ چاک تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے زیبِ تن فرما کر نماز ادا فرمائی، پھر جب نماز پوری ہوگئی تو اسے زور سے کھینچ کر اُتار دیا گویا کہ اُسے ناپسند فرماتے ہوں، پھر ارشاد فرمایا: ''پرہیزگاروں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہئے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر ......للرجال، الحدیث ۵۴۲۷، ص ۱۰۴۹)

{12}......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابہ، الحدیث: ۵۴۱۲، ج۷، ص ۳۹۶)

{13}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم و دیباج (کے کپڑے) پہننے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، الحدیث ۵۸۳۷، ص ۴۹۸)

{14}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کی ملاقات اور اس کے حساب کی امید رکھتا ہے وہ ریشم سے (بطور پہننے یا اس پر بیٹھنے کے) فائدہ نہ اٹھائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۲۲۳۶۵، ج۸، ص ۳۰۶)

{15}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرَور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جسے آخرت میں ریشم پہننے کی اُمید نہیں ہوتی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۸۳۶۳، ج۳، ص ۲۲۱)

{16}......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی طرف سے اتنی سخت وعیدیں پہنچنے کے باوجود بھی وہ ریشم کو اپنے لباس یا گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔'' (المرجع السابق)

{17}......دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس اُمت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہو کر رات گزارے گی، پھر صبح اس حال میں کرے گی کہ ان کی شکلیں بگڑ کر خنزیر اور بندر ہو چکی ہوں گی اور ان کے ساتھ دھنسانے اور پتھر برسانے کا معاملہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے: ''آج رات فلاں قوم دھنسا دی گئی، آج رات فلاں کے گھر کو دھنسا دیا گیا۔'' اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قومِ لوط کے قبیلوں

اور گھروں پر برسائے گئے اور ان کی طرف سخت ہوا بھیجی جائے گی جیسا کہ قومِ عاد کے قبیلوں اور گھروں کی طرف بھیجی گئی، یہ ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی عورتیں اپنانے، سود کھانے اور قطع رحمی کی وجہ سے ہوگا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، الترھیب من شرب الخمر ......الخ ،الحدیث ۳۵۹۴، ج۳، ص ۹۹)

{18}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت میں ایسی قومیں ضرور ہوں گی جو ریشم کو حلال جانیں گی ان میں سے کچھ لوگ قیامت تک کے لئے خنزیر اور بندر بنا دیئے جائیں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخز،الحدیث ۴۰۳۹، ص ۱۵۱۸)

{19}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میری اُمت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی (۱) ایک دوسرے پر لعنت کرنا (۲) لوگوں کا شراب پینا (۳) ریشم کا لباس پہننا (۴) گانے والی عورتیں رکھنا اور (۵) مردوں کا مردوں پر اور عورتوں کا عورتوں پر اکتفاء کرنا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب ثان فی امارات الساعۃ، الحدیث ۱۲۴۷۹، ج۷، ص ۶۴۰)

{20}......حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی وہ ریشم کے تصویر والے گدے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا، پس اس نے تکیہ فوراً ہٹا دیا اور آپ سے کہنے لگا: ''میں نے یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر ہٹایا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تُو کتنا اچھا آدمی ہے اگر تو ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (پ۲۶،الاحقاف:۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔

خدا عزوجل کی قسم! مجھے اس کے ساتھ ٹیک لگانے سے دہکتے ہوئے انگاروں پر بیٹھنا زیادہ پسند ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب ترھیب الرجال من لبس ......الخ، الحدیث ۳۱۶۱، ج۳، ص ۷)

{21}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کی جیب والا ایک جبہ دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''یہ قیامت کے دن آگ کا طوق ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۰۰۰، ج۶، ص ۶۲)

یہ حکم کناروں سے ریشم والے جبے کے علاوہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایک جبہ تھا جو کناروں سے ریشم کا تھا۔ (تلخیص الحبیر، کتاب صلاۃ العیدین،الحدیث:۶۷۹،الجزء۲،ص ۸۱)

{22}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ریشمی لباس پہنا **اللہ** عزوجل

اسے بروزِ قیامت ایک دن آگ یا آگ کا لباس پہنائے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۷۱/۱۷۰، ج ۲۴، ص ۶۵)

{23}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں ذلت کا لباس یا جہنم کا لباس پہنائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الحریر والذھب، الحدیث: ۸۶۴۴، ج ۵، ص ۲۴۹)

{24}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''جس نے ریشمی لباس پہنا **اللہ** عزوجل اسے پورے ایک دن آگ کا لباس پہنائے گا جو تمہارے دنوں جیسا نہ ہوگا بلکہ **اللہ** عزوجل کے ایام بہت طویل ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الحریر والذھب، الحدیث ۸۶۴۶، ج ۵، ص ۲۵۰)

کبیرہ نمبر 106:

مرد کا زیور پہننا

یعنی عاقل وبالغ مرد کا سونے یا چاندی کا زیور پہننا جیسے سونے کی انگوٹھی یا انگوٹھی کے علاوہ چاندی کا زیور پہننا

{1}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ریشم اور سونا ہرگز نہ پہنے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۳۱۱، ج ۸، ص ۲۹۳)

{2}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''نبی کریم، رء ُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے ''میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ شراب پیتا تھا **اللہ** عزوجل جنت میں اس پر (جنتی) شراب پینا حرام کر دے گا اور میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ دنیا میں سونے کا زیور پہنتا تھا **اللہ** عزوجل جنت میں اس پر سونا پہننا حرام فرما دے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۶۹۶۶، ج ۲، ص ۶۵۹)

{3}......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے پھر اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے۔'' حضور نبئ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: ''اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اسے بیچ کر نفع اٹھاؤ۔'' تو اس نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! جس انگوٹھی کو **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھینک دیا میں اسے ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، تحریم خاتم الذھب علی......الخ، الحدیث: ۵۴۷۲، ص ۱۰۵۲)

﴿4﴾......نجران سے ایک شخص شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا، اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے اپنا رُخِ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: ''تم اس حال میں میرے پاس آئے ہو کہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب حدیث ابی ہریرۃ والاختلاف علی ......الخ، الحدیث: ۵۱۹۱، ص ۲۴۲۱)

﴿5﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''عورتوں کو دوسرخ چیزوں یعنی سونے اور زرد رنگ سے رنگے ہوئے لباس نے ہلاکت میں ڈال دیا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرھن، باب ماجاء فی الفتن، الحدیث: ۵۹۳۷، ج۷، ص ۵۸۳)

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیضِ گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت کی اعلیٰ منزلوں میں مہاجرین فقراء اور مؤمنین کی اولاد کو پایا جبکہ عورتوں اور اغنیاء میں سے ایک بھی وہاں نہ تھا، پھر مجھے بتایا گیا: ''اغنیاء تو جنت کے دروازے پر ہیں ان سے حساب لیا جا رہا ہے اور ان کے گناہ زائل کئے جا رہے ہیں جبکہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے غفلت میں ڈال دیا ہے۔'' (الزھدالکبیرللبیھقی، فصل فی ترک الدنیا......الخ، الحدیث: ۴۴۵، ص ۱۸۵)

اس حدیثِ پاک سے پچھلی حدیثِ پاک کے الفاظ ''عورتوں کے لئے ہلاکت ہے۔'' کے معنی بھی معلوم ہو گئے کہ یہ دونوں چیزیں عورتوں کے بھلائی سے غافل ہونے اور اُس سے روگردانی کرنے کا سبب ہیں، ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں بالاجماع عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

تنبیہ:

ریشم پہننے کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا گذشتہ صحیح احادیثِ مبارکہ میں آنے والی سخت وعید سے ظاہر ہے مگر ہمارے جمہور شافعی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریشم پہننا صغیرہ گناہ ہے، شاید ان کی نظر کبیرہ گناہ کی اس تعریف پر ہے کہ ''جس گناہ پر سزا لازم آئے وہ کبیرہ ہے۔'' حالانکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صحیح قول اس کے خلاف ہے، لہٰذا ان احادیثِ مبارکہ میں غور کرتے وقت اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان (احادیثِ مبارکہ) میں سخت اور حتمی وعید کی بناء پر یہ عمل کبیرہ گناہ ہے، سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا اور امام الحرمین بھی اسی طرف مائل ہوئے اور جس سونے کے پہننے کو میں نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے وہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں موجود سخت وعید کی بناء پر کبیرہ کہلانے میں ریشم سے زیادہ اَولیٰ ہے جبکہ میرے نزدیک چاندی کے زیورات کو اس حکم کے ساتھ ملحق کرنے کا بھی احتمال ہے اگرچہ اس میں یہ فرق بیان کرنا ممکن ہے کہ سونے کے استعمال کا گناہ

زیادہ سخت ہے، اسی لئے ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا ''مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ چاندی کے بعض زیورات پہننا بھی جائز ہے۔'' جبکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے چاندی کی انگوٹھی کے جائز بلکہ مستحب ہونے اور سونے کی انگوٹھی کے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔[1]

فوائد ومسائل:

اگر ریشم پر کوئی کپڑا وغیرہ ڈالا ہوا ہوتو اس پر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ وہ باریک اور بوسیدہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ پھٹا ہوا ہو تو جائز وحلال نہیں اور اسے اوڑھنا یا ستر پوشی کے لئے استعمال کرنا حرام ہے جبکہ بقدرِ عادت پردہ کے طور پر لٹکانا حلال ہے، اسی طرح آستین پر چار انگل کے برابر بیل بوٹے (یعنی گوٹا کناری)، تسبیح کا دھاگا، نیزے کا جھنڈا اور مصحف کا جزدان بنانا، مجنون اور قریب البلوغ بچے کو سونے چاندی کے زیورات پہنانے کی طرح ہے۔[2]

سیدنا ابن عبد السلام نے ریشم استعمال کرنے والے کے گناہ گار ہونے کا فتوی دیا ہے مگر یہ گناہ ریشم پہننے سے کم ہے، جبکہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ریشم پر مہر کی رقم لکھنے کو حرام قرار دیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح گھر اور مسجد کو ریشم یا تصویروں سے مزین کرنا حرام ہے اگرچہ کسی عورت ہی کا گھر ہو جبکہ ان دو کے علاوہ دیگر اشیاء سے گھروں کو مزین کرنا مکروہ ہے،[3] زعفران، عُصْفُر اور وَرْس سے رنگے ہوئے کپڑے کا بھی ہمارے بیان کردہ کلام کے مطابق یہی حکم ہے اور یہ فوائد ''**شَرْحُ الْعُبَاب**'' میں بیان کئے گئے ہیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں (نگینے کے علاوہ) ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو۔'' (بہار شریعت، ج۲، حصہ ۱۶، ص ۴۹)

[2]: احناف کے نزدیک: ''چار انگل کے برابر بیل بوٹے اور مصحف کا جزدان ریشم کا بنانا وغیرہ جائز ہے لیکن مجنون اور قریب البلوغ بچے کو سونے، چاندی کے زیورات پہنانا حرام ہے اور ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا جائز ہے ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔''

(بہار شریعت ج۲، حصہ ۱۶، ص ۴۰، ۴۱)

[3]: احناف کے نزدیک: ''غیر ذی روح یعنی بے جان کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان کو سجانے کا رواج ہے۔''

(بہار شریعت ج۲، حصہ ۱۶، ص ۱۲۹)

کبیرہ نمبر107:

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا

یعنی مردوں کا عورتوں سے عرف میں ان کے ساتھ مخصوص اُمور مثلاً لباس، کلام، حرکت وغیرہ میں مشابہت اختیار کرنا، اسی طرح عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات ......الخ ،الحدیث: ۵۸۸۵،ص ۵۰۱)

﴿2﴾......ایک عورت گلے میں کمان لٹکائے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے گزری تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرماتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۰۳، ج ۳، ص ۱۰۶)

﴿3﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے زنانے مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین بالنساء ......الخ، الحدیث: ۵۸۸۶، ص ۵۰۱)

زنانے مردوں سے مراد عورتوں کی سی حرکات کرنے والے لوگ ہیں اگرچہ وہ کوئی فحش حرکت نہ بھی کرتے ہوں جبکہ مردانی عورتوں سے مراد مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں ہیں۔

﴿4﴾......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الحدیث: ۴۰۹۸، ص ۱۵۲۲)

﴿5﴾......رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے زنانے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورتوں پر اور بیابان میں تنہا سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۸۶۰، ج۳، ص ۱۳۳)

﴿6﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''چار طرح کے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی جاتی ہے اور ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں (۱) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مرد بنا کر پیدا کیا پھر اس نے اپنے آپ کو عورت بنا لیا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کر لی (۲) وہ عورت جسے اللہ عزوجل نے عورت بنایا مگر اس نے اپنے آپ کو مردانہ انداز

میں ڈھال لیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کرلی (۳) وہ شخص جو نابینے کو راستے سے بھٹکا دے اور (۴) حَصُوْر یعنی طاقت کے باوجود عورتوں میں رغبت نہ رکھنے والا اور **اللہ** عزوجل نے صرف حضرت سیدنا یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام ہی کو حَصُوْر پیدا فرمایا۔" (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۲۷، ج۸، ص ۲۰۴)

﴿7﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ایک مخنَّث (یعنی ہیجڑے) کو لایا گیا، اس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: "اس کا کیا معاملہ ہے؟" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے نَقِیع (مدینے سے دور ایک مقام) کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حکم المخنثین، الحدیث: ۴۹۲۸، ص ۱۵۸۴)

﴿8﴾......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیّوث[1] اور (۳) مردانی عورتیں۔" (مسند الفردوس للدیلمی، باب الثاء، الحدیث: ۲۳۲۹، ج۱، ص ۳۱۹)

﴿9﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) دیّوث (۲) مردانی عورتیں اور (۳) شراب کا عادی۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "شراب کے عادی کو تو ہم نے جان لیا، دیوث کون ہے؟" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون کون آتا ہے۔" ہم نے عرض کی: "مردانی عورتیں کون ہیں؟" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔"

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب فیمن یرضی لاھلہ بالخبث، الحدیث: ۷۷۲۲، ج۴، ص ۵۹۹)

---

[1]: امیرِ اہلِ سنت، امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" صفحہ نمبر ۲۳ تا ۲۵ میں ہے: "جو لوگ باوجود قدرت اپنی عورتوں اور محارم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ "دَیُّوث" ہیں، دَیُّوث کے بارے میں حضرتِ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی "دُرِّمختار" میں لکھتے ہیں: "دَیُّوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا کسی محرم پر غیرت نہ کھائے۔" (رد المحتار علی الدرالمختار، کتاب الحدود، ج۶، ص ۱۱۳) معلوم ہوا کہ باوجودِ قدرت اپنی زوجہ، ماں بہنوں اور اپنی جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں، شاپنگ سنٹروں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیرمَحرم ملازموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلّفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دَیّوث، جنت سے محروم، اور جہنم کے حقدار ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت، مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "دَیُّوث سخت اَخبَث فاسق (ہے) اور فاسقِ مُعلِن کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی۔ اسے امام بنانا حلال نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجب۔" (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص ۵۸۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے جیسا کہ آپ ان صحیح احادیثِ مبارکہ اوران میں وارد سخت وعید سے جان چکے ہیں جبکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس مشابہت اختیار کرنے کے بارے میں دو قول ہیں (۱) یہ حرام ہے اور سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے بلکہ اسی کو صحیح قرار دیا ہے (۲) یہ مکروہ ہے سیدنا رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الموضوع'' میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔مگر سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حرمت کا قول صحیح اور مناسب ہے بلکہ میں نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔اور کبیرہ گناہوں کے بارے میں کلام کرنے والے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اور اُس حدیثِ پاک جس میں حضور نبی کریم ،رء ُوف ٌ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگا کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے پر ہیجڑے کو جلاوطن فرما دیا تھا سے معلوم ہوا کہ مرد کو ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگنا حرام ہے بلکہ عورتوں سے مذکورہ مشابہت کی بناء پر کبیرہ گناہ ہے اور بیان کردہ حدیثِ پاک اس پر صراحتاً دلالت کرتی ہے، ماضی قریب میں جب یمن میں یہی مسئلہ پیش آیا تو وہاں کے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس کی حلت وحرمت پر کتابیں لکھ کر ۹۵۲ ہجری میں مکہ مکرمہ بھیجیں، ان میں سے تین کتابیں اس کی مطلق حلت پر اور ایک کتاب اس کی حرمت پر تھی، انہوں نے مجھ سے حق ظاہر کرنے کا مطالبہ کیا تو میں نے اس مسئلہ پر ایک جامع کتاب لکھی، جس کا نام ''شَنُّ الْغَارَةِ عَلٰی مَنْ اَظْهَرَ مَعَرَّةَ تَقَوَّلَهُ فِي الْحِنَّاءِ وَعَوَارَهُ'' رکھا تا کہ وہ اسم بامسمّٰی ہو جائے، کیونکہ حلّت (یعنی جائز ہونے) کے بعض قائلین نے اس مسئلہ میں مبالغہ سے اِتنا کام لیا کہ اجتہاد کا دعوٰی کر بیٹھے اور یہ گمان کرنے لگے کہ حرمت (یعنی ناجائز ہونے) کے قائلین ہیں کون؟ حالانکہ وہ تمام اصحابِ مذہب بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر جب کچھ زیادہ جوش میں آئے تو بغیر سوچے سمجھے اس معاملہ میں شدت اختیار کرتے ہوئے ان خرافات اور پیچیدہ باتوں میں بہت زیادہ کلام کرنے لگے اور ان کے نفس نے انہیں سمجھایا کہ ''ان علماء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) پر جو دلائل مخفی رہ گئے تھے وہ تم نے ہی تو ظاہر کئے ہیں اور یہ کہ ان کی یا حلال جاننے میں جن کی وہ پیروی کرتے ہیں اس شیخ کی تقلید کرنا ان (حرمت کے قائل) علماء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی تقلید کرنے سے بہتر ہے۔''

اس حادثے کے عظیم ضرر، بُرے اثرات اور اس شکاری جال کے لپٹنے کی وجہ سے میں نے غور وفکر، تحقیق وتفتیش اور عزم وہمت کی تیز دھار تلوار نکالی اور تاریکیوں کے چراغ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی حمیت کی خاطر کھلے حق کا اظہار کرنے اور اس واضح باطل کو مٹانے کے لئے کتاب ''زَنْدُ الْفِکْر'' لکھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا موضوع بہت وسیع ہے اور اس سے صحیح رائے

ظاہر ہوئی اپنے رب کی حمد کے ساتھ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے اسی پر توکل کیا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

گھر والوں کی اصلاح

شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو چال ڈھال، لباس اور دیگر امور وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کرے تاکہ اس کی بیوی اور وہ خود بھی لعنت سے بچ سکے۔ کیونکہ اگر وہ اسے اسی حالت پر رہنے دے تو جو لعنت و پھٹکار اس عورت پر آئے گی وہی اس شخص پر بھی آئے گی۔ نیز اس پر **اللہ** عزوجل کے اس حکم کی تعمیل بھی لازم ہے:

قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ۲۸، التحریم:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

یعنی انہیں علم و ادب سکھا کر، اپنے رب عزوجل کی اطاعت کا حکم اور اس کی معصیت سے روک کر آگ سے بچاؤ۔

﴿10﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، آدمی اپنے اہلِ خانہ پر نگہبان ہے اور اس سے قیامت کے دن ان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، الحدیث:۸۹۳، ص ۷۰، بدون "یوم القیامة")

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مردوں کی ہلاکت عورتوں کی فرمانبرداری میں ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! آج جو مرد عورت کی خواہشات کی تکمیل میں اس کی اطاعت کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔''

کبیرہ نمبر108:

عورت کا باریک لباس پہننا

یعنی عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے اس کی جلد کی رنگت یا اعضاء کی بناوٹ جھلکتی ہو

﴿1﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے (اس زمانے میں) نہیں دیکھا: (۱) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دُموں جیسے کوڑے ہوں گے، اُن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور (۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی، وہ راہِ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی راہِ حق سے بھٹکی ہوئی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک جانب جھکے ہوئے ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب النساء الکاسیات، الحدیث: ۵۵۸۲، ص ۱۰۵۸)

حدیث کی وضاحت:

اس حدیثِ پاک میں عورتوں کے لباس میں ملبوس ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گی، جبکہ بے لباس ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نعمتوں کا شکرادا نہیں کریں گی، یا اس سے مراد یہ ہے کہ ظاہری طور پر تو لباس زیبِ تن کریں گی مگر حقیقتاً بے لباس ہوں گی، وہ اس طرح کہ وہ ایسا باریک لباس پہنیں گی جن سے ان کا بدن جھلکے گا، راہِ حق سے بھٹکنے سے مراد **اللہ** عزوجل کی اطاعت سے روگردانی اور فرائض وواجبات کی ادائیگی اور ان کی حفاظت سے منہ پھیرنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو اپنے مذموم فعل کی طرف بلائیں گی۔ یا راہِ حق سے ہٹنے سے مراد مٹک مٹک کر چلنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد کندھوں کو جھٹک کر دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے یا پھر راہِ حق سے ہٹنے سے مراد بازاری عورتوں کی طرح اپنے بال کنگھی سے سنوارنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد بازاری عورتوں کی مثل دوسروں کے بال سنوارنا (یعنی ہیئر اسٹائل بنانا) ہے اور عورتوں کے سروں کا بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے سر پر کوئی کپڑا یا پٹی لپیٹ کر اسے بلند کر کے اترائیں گی۔

﴿2﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جو زینوں پر سوار ہوں گے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہوگی جو خود تو مساجد کے دروازوں پر پڑاؤ ڈالے ہوں گے لیکن ان کی عورتیں (اتنا باریک) لباس پہنے ہوں گی (کہ) بے لباس (معلوم) ہوں گی، لاغر و کمزور بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح سروں کو اٹھائے ہوں گی، ان عورتوں پر تم بھی لعنت بھیجو کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے، اگر تمہارے بعد کوئی اُمت ہوتی تو

تمہاری عورتیں اس اُمت کی اسی طرح خدمت کرتیں جس طرح تم سے پہلی اُمتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی ہے۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الحضر والا با حة ، باب اللعن ، الحدیث: ۵۷۲۳ ، ص ۵۰۲)

﴿3﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرسلاً مروی ہے: ''میری بہن حضرت سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں تو شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، بااِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُن سے چہرۂ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: ''اے اسماء! عورت جب حیض (یعنی ماہواری) کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی ان (دو) چیزوں کے علاوہ کچھ نہ نظر آنا چاہئے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس ، باب فیماتبدی المرأة من زینتها ، الحدیث:۴۱۰۴ ، ص ۱۵۲۲)

تنبیہ:

اس سخت ترعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا بلکہ یہ پچھلی عورتوں کے مردوں سے تشبہ کی بناء پر ظاہر ہے۔

سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جن کاموں کی وجہ سے عورتوں پر لعنت کی گئی ہے ان میں اپنی زینت کا اظہار مثلاً نقاب کے نیچے سے سونے یا موتیوں کے زیور ظاہر کرنا اور گھر سے نکلتے وقت خوشبو مثلاً مشک وغیرہ لگا کر نکلنا ہے، اسی طرح نکلتے وقت ہر ایسی چیز پہننا جو آراستہ ہونے کی طرف لے جائے جیسے برقعے کو رنگنا، ریشم کا تہبند پہننا اور آستین کو کھلا رکھنا یہ تمام باتیں آراستگی سے تعلق رکھتی ہیں کہ جن کے کرنے پر **اللہ** عزوجل دنیا وآخرت میں سخت ناراض ہوتا ہے اور عورتوں پر یہی قبیح عادتیں غالب ہوتی ہیں۔

﴿4﴾......انہیں کے بارے میں سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا جہنم والوں میں زیادہ جہنمی تعداد عورتوں کی ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة......الخ، الحدیث: ۳۲۴۱، ص ۲۶۳)

کبیرہ نمبر 109: بطورِ تکبر شلوار، کپڑا، آستین یا دامن بڑا رکھنا

کبیرہ نمبر 110: اِترا کر چلنا

﴿1﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ازار (یعنی تہبند) کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اسفل من الکعبین فھو فی النار، الحدیث:٥٧٨٧، ص٤٩٤)

﴿2﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مؤمن کا ازار اس کی پنڈلی کے پٹھوں تک ہے، پھر نصف پنڈلی تک، پھر ٹخنوں تک اور ٹخنوں سے نیچے جو ہوگا وہ جہنم میں ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب الترغیب فی القمیص......الخ، الحدیث:٢، ج٣، ص ٦٤)

﴿3﴾......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب......الخ، الحدیث: ٥٤٥٣، ٥٤، ص١٠٥١)

اور ایک روایت میں ہے کہ ''**اللہ** عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث:٥٤٦٣، ص١٠٥١)

﴿4﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا **اللہ** عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر میں اپنے تہبند کا خیال نہ رکھوں تو وہ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے۔'' تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث:٤٠٩٥، ص١٥٢٢)

﴿5﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دو کانوں سے رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جو محض تکبر اور لوگوں کی تحقیر کے ارادے سے اپنا تہبند گھسیٹ کر چلے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب......الخ، الحدیث:٥٤٥٩، ص١٠٥١)

﴿6﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو احکام ازار یعنی تہبند کے بارے میں ارشاد فرمائے قمیص کے بھی وہی ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ٤٠٩٥، ص ١٥٢٢)

﴿7﴾......حضرت سیدنا علاء بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہبند کے بارے میں سوال کیا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہو تو حرج نہیں۔'' یا ارشاد فرمایا: ''اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو تو گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکا کر چلے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدرموضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۱۵۲۲ "المؤمن" بدلہ "المسلم")

﴿8﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو لمبائی کی وجہ سے میرا تہبند لٹک رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کی: ''عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم واقعی **اللہ** عزوجل کے بندے ہو تو اپنا تہبند اونچا کر لو۔'' لہٰذا میں نے اپنا تہبند آدھی پنڈلیوں تک کر لیا۔'' پھر مرتے دم تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تہبند اتنا ہی رہا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۲۷۱، ج۲، ص ۵۱۰)

﴿9﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**تین** شخص ایسے ہیں کہ جن سے **اللہ** عزوجل نہ تو کلام فرمائے گا، نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **تین** مرتبہ ارشاد فرمائی، حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! خائب و خاسر ہونے والے یہ لوگ کون ہیں؟'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب الترغیب فی القمیص، الحدیث: ۳۱۲۹، ج۳، ص۵۸)

﴿10﴾......ایک اور روایت میں ''تہبند لٹکانے والا'' کے الفاظ آئے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، الحدیث: ۲۹۳، ص۶۹۶)

﴿11﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کپڑا لٹکانے کا عمل تہبند، قمیص اور عمامہ میں بھی ہو سکتا ہے، جو تکبر کی وجہ سے ان میں سے کوئی چیز گھسیٹے گا **اللہ** عزوجل بروزِ قیامت اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۴، ص۱۵۲۲)

﴿12﴾ ...... شَفِیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تہبند لٹکانے سے بچتے رہو کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور **اللہ** عزوجل اسے پسند نہیں فرماتا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب اللباس ، باب ماجاء فی اسبال الازار ، الحدیث: ٤٠٨٤ ، ص ١٥٢١)

﴿13﴾ ...... مَحبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ہے: ''اے مسلمانوں کے گروہ! **اللہ** عزوجل سے ڈرو اور آپس میں صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے زیادہ جلد کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا، ظلم سے بچتے رہو کیونکہ ظلم سے زیادہ جلد کسی گناہ کی سزا نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے بچتے رہو جنت کی خوشبو **1,000** سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے مگر خدا عزوجل کی قسم! والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر کی وجہ سے تہبند لٹکانے والا جنت کی خوشبو نہ پاسکے گا، بے شک کبریائی تمام جہانوں کے پروردگار **اللہ** عزوجل کے لئے ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ٥٦٦٤ ، ج٤ ، ص ١٨٧)

﴿14﴾ ...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ ''جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے پہنے ہوئے کپڑے لٹکائے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اگرچہ وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک معزز ہی کیوں نہ ہو۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب اللباس ، باب فی الازار و موضعہ ، الحدیث: ٨٥٤٠، ج٥، ص ٢٢١)

﴿15﴾ ...... تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس رات میں **اللہ** عزوجل بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے لیکن اس رات میں **اللہ** عزوجل مشرک، جادوگر، قطع رحمی کرنے والے، چادر لٹکانے والے، والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصوم ، باب الترغیب فی صوم شعبان، الحدیث: ١٥٥٣، ج٢، ص ٣٥)

﴿16﴾ ...... حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک شخص اپنے حلّے (جبہ) میں اِتراتا ہوا آیا، جب وہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ سے جانے لگا، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بریدہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم نہیں فرمائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب فی الازار و موضعہ ، الحدیث: ٨٥٣٢، ج٥، ص ٢١٩)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں صراحۃً بیان کی گئی شدید وعید کی بناء پر اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور حضرات شیخین وصَاحِبُ العُدَّہ کی اس بات کو برقرار رکھنا کہ اِترا کر چلنا صغیرہ گناہ ہے۔'' اس بات پر محمول ہے جبکہ اس کی حالت سے مخلوق کی تحقیر کا پہلو نہ نکلتا ہو ورنہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح گزر چکی ہے کہ تکبر کبیرہ گناہ ہے، اسی لئے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے شیخین پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اِترا کر چلنے کو صغیرہ گناہ پر برقرار رکھنا محلِ نظر ہے بشرطیکہ وہ تکبر وفخر کی نیت سے اترا کر چلے کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

متکبّرین کی مذمت:

﴿17﴾......سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، الحدیث: ۲۶۵، ص ۶۹۳)

﴿18﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں ہر سرکش، اکڑ کر چلنے والا اور بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، الحدیث: ۶۰۷۱، ص ۵۱۳)

﴿19﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب خیلاء، الحدیث: ۵۴۵۴، ص ۱۰۵۱ ثوبہ بدلہ "ازارہ")

﴿20﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنے کپڑوں میں اِتراتا ہوا سر اَکڑا کر چل رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۹، ص ۴۹۴)

کبیرہ نمبر 111:

سیاہ خضاب لگانا

یعنی داڑھی وغیرہ کو بلا کسی مقصد (مثلاً جہاد وغیرہ) کے سیاہ خضاب لگانا

﴿1﴾......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتروں[1] کے سینوں جیسا سیاہ خضاب لگائیں گے وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب السواد، الحدیث:۴۲۱۲، ص۱۵۲۹)

تنبیہ:

حدیثِ مبارکہ میں وارد اس سخت وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، میرے خیال میں اسے **کتاب الصلوٰۃ** میں بیان کردہ شرائط کے ساتھ ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے، مگر چونکہ یہ اس باب سے بھی کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتا ہے لہٰذا اسے یہاں ذکر کر دیا گیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: یہاں کبوتروں سے مراد جنگلی کبوتر ہیں کیونکہ ان کے سینے اکثر سیاہ ہوتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت، مجدِ دِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ ونیلگوں ہوتے ہیں، نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُن (یعنی سیاہ خضاب لگانے والوں) کے بالوں اور داڑھیوں کو اُن (جنگلی کبوتروں) سے تشبیہ دی۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲۳، ص۴۹۶)

باب الاستسقاء

نمازِ استسقاء کا بیان

کبیرہ نمبر112: ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا

یعنی بارش ہونے پرستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ فلاں ستارے کے فلاں برج میں پہنچنے پر بارش ہوئی

﴿1﴾......حضرت سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بارش ہونے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ) ''میرے کچھ بندے مؤمن اور کچھ کافر ہوگئے، جس نے یہ کہا: ''ہم پر اللہ عزوجل کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی۔'' وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کی تاثیر کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ ''ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی۔'' وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں کی تاثیر پر ایمان لایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب قول اللہ تعالی "وتجعلون رزقکم انکم تکذبون"، الحدیث:۱۰۳۸، ص۸۱)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ جو شخص مذکورہ اعتقاد رکھے وہ حقیقتاً کافر ہے، جبکہ ہماری کتاب ان کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہے جو اسلام کو زائل نہیں کرتے، سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو یہ کہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور اعتقاد یہ رکھے کہ اس ستارے نے بارش برسائی تو وہ کافر ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کا خون حلال ہے۔'' اور **اَلرَّوْضَہ** میں ہے اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بارش حقیقت میں ستارے نے برسائی تو یہ کفر ہے اور وہ شخص مرتد ہوگیا۔'' علّامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ ستارے کو بارش برسانے کا سبب اللہ عزوجل نے بنایا ہے، ستارہ علمِ الٰہی اور تقدیر کی بناء پر بارش برساتا ہے تو یہ اعتقاد اگرچہ مباح ہے مگر ایسا شخص اللہ عزوجل کی نعمت کا منکر اور اس کی حکمت کے لطائف سے جاہل ہے۔''[1]

---

[1] صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''بہارِ شریعت'' میں فرماتے ہیں: ''نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلافِ شرع ہے، اسی طرح نچھتروں (یعنی ستاروں) کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔'' (بہار شریعت، ج۲، حصہ ۱۶، ص ۱۵۹)

باب الجنائز

نمازِ جنازہ کا بیان

کبیرہ نمبر113: مصیبت کے وقت چہرہ نوچنا
کبیرہ نمبر114: مصیبت کے وقت چہرے پر تھپڑ مارنا
کبیرہ نمبر115: مصیبت کے وقت گریبان چاک کرنا
کبیرہ نمبر116: مصیبت کے وقت نوحہ کرنا یا سننا
کبیرہ نمبر117: مصیبت کے وقت بال مونڈنا یا نوچنا
کبیرہ نمبر118: مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی دعا کرنا

﴿1﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گال پیٹے، بال نوچے اور جاہلیت کی دعا مانگے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس من ضرب الخدود، الحدیث:۱۲۹۷، ص۱۰۱)

﴿2﴾......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جس سے **اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیزار ہیں، میں بھی اس سے بیزار ہوں، بے شک سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی، بال منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے بیزار ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من الحلق عن المصیبۃ، الحدیث:۱۲۹۶، ص۱۰۱)

﴿3﴾......اور نسائی شریف کی روایت میں ہے: ''میں تم سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح **اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس نے سر منڈوایا، گریبان چاک کیا اور نوحہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الرخصۃ فی البکاء علی المیت......الخ، الحدیث:۱۸۶۲، ص۲۲۱۰)

﴿4﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے ''لوگوں میں دو باتیں کفر کے مترادف ہیں: (۱) نسب میں

طعن کرنا اور (۲) میت پر نوحہ کرنا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر ......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ص ۶۹۱)

﴿5﴾...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''تین باتیں **اللہ** عزوجل سے کفر کے مترادف ہیں: (۱) گریبان چاک کرنا (۲) نوحہ کرنا اور (۳) نسب میں طعن کرنا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، فصل فی النیاحة ونحوھا، الحدیث: ۳۱۵۱، ج ۵، ص ۶۴)

﴿6﴾......ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: ''تین باتیں کفر ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۵۱، ج۵، ص ۶۴)

﴿7﴾......اور دوسری روایت میں ہے ''تین باتیں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۳۱)

﴿8﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جب رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو ابلیس اس قدر دھاڑیں مار مار کر رویا کہ اس کا لشکر اس کے پاس جمع ہوگیا تو وہ بولا: ''آج کے بعد اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو شرک میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاؤ، ہاں البتہ ان کے دین کے معاملے میں انہیں فتنہ میں ڈالو اور نوحہ کرنا ان میں عام کر دو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۱۸، ج ۱۲، ص ۹)

﴿9﴾...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے: (۱) خوشی کے وقت باجوں کی آواز اور (۲) مصیبت کے وقت چلانے کی آواز۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۷، ج۳، ص ۱۰۰)

﴿10﴾......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چلا کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی پر ملائکہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۷۵۴، ج ۳، ص ۲۸۷)

﴿11﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑے گی: (۱) خاندانی شرافت یعنی عظمت پر فخر کرنا (۲) نسب یعنی رشتہ داری میں طعن کرنا (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة، الحدیث: ۲۱۶۰، ص ۸۲۴)

﴿12﴾...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کر کے پگھلے ہوئے تانبے یا تارکول کا لباس اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

﴿13﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے اور اگر نوحہ کرنے والی بغیر توبہ کئے مر جائے تو **اللہ** عزوجل اسے پگھلے ہوئے تانبے (تارکول) کے کپڑے پہنائے گا اور آگ کے شعلے کا دوپٹہ اوڑھائے گا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الجنائز، باب النھی عن النیاحة، الحدیث: ۱۵۸۱، ص ۲۵۷۱)

﴿14﴾...... دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن جہنم میں دو صفوں میں کھڑا کیا جائے گا، ایک صف جہنمیوں کی دائیں جانب ہوگی اور دوسری صف جہنمیوں کی بائیں جانب ہوگی، یہ وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۹، ج۳، ص ۱۰۰)

﴿15﴾...... حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چلا کر رونے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۲۸، ص ۱۴۵۹)

﴿16﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ انور پر غم کے آثار عیاں تھے، اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''میں نے دروازے کی جھریوں سے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یا رسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی عورتیں۔'' اور پھر ان کی چیخ و پکار کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا کہ ''انہیں ایسا کرنے سے منع کرو۔'' پھر وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی: ''خدا عزوجل کی قسم! وہ مجھ پر غالب آگئیں۔'' حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے منہ مٹی سے بھر دو۔'' تو میں نے اس شخص سے کہا: ''**اللہ** عزوجل تمہاری ناک خاک آلود کرے، خدا عزوجل کی قسم! تم نہ تو کچھ کرتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیچھا چھوڑتے ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحہ، الحدیث: ۲۱۶۱، ص ۸۲۴)

﴿17﴾...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والی ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم سے جن اچھی باتوں پر عہد لیا تھا، ان میں یہ عہد بھی شامل تھا کہ ہم نہ چہرہ پیٹیں گی، نہ ہلاکت کی دعا کریں گی، نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہی بال نوچیں گی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۳۱، ص ۱۴۵۹ "ننتف" بدلہ "ننشر")

﴿18﴾...... حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ پیٹنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور ہلاکت کی دعا مانگنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن ضرب......الخ، الحدیث: ۱۵۸۵، ص ۲۵۷۱)

﴿19﴾……تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔''
(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ، الحدیث: ۲۱۴۳، ص ۸۲۳)

﴿20﴾……اور ایک روایت میں ہے: ''(میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے) جب تک اس پر نوحہ کیا جاتا ہے۔''
(المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

﴿21﴾……مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس میت پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے اس نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

﴿22﴾……حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رو رو کر کہنے لگی ہائے پہاڑ جیسا بھائی، ہائے ایسا بھائی! (یعنی ان کے اوصاف بیان کرنے لگی) پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے میرے بارے میں جو بھی بات کہی مجھ سے کہا گیا: کیا تم ایسے ہی ہو؟'' پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو وہ نہیں روئی۔''
(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ……الخ الحدیث:۴۲۶۷/ ۴۲۶۸، ص ۳۴۹)

﴿23﴾……طبرانی شریف کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جب مجھ پر غشی طاری ہوئی اور عورتیں چلا چلا کر کہنے لگیں: ''ہائے میرے سردار، ہائے میرے پہاڑ!'' تو ایک فرشتہ کھڑا ہوا اس کے پاس ایک لوہے کی سلاخ تھی اس نے اسے میرے قدموں میں رکھ کر پوچھا: ''کیا تم ایسے ہی ہو جیسا یہ کہہ رہی ہیں؟'' میں نے کہا: ''نہیں!'' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس سے مارتا۔''
(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترھیب من النیاحۃ علی المیت……الحدیث:۵۴۱۵، ج۴، ص ۱۸۴)

﴿24﴾……حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نے اپنی زوجہ سے) ارشاد فرمایا: ''تم جب بھی ہائے فلاں کہتی تو فرشتہ سختی سے جھڑک کر پوچھتا کیا تم ایسے ہی ہو؟'' تو میں کہتا: ''نہیں۔''
(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۰، ج ۲۰، ص ۳۵)

﴿25﴾……مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی شخص مرتا ہے اور اس کی قوم کا نوحہ خواں ہائے ہمارے پہاڑ، ہائے ہمارے سردار وغیرہ کہتا ہے، تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گریبان پکڑ کر پوچھتے ہیں: ''کیا تم ایسے ہی تھے؟''
(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ البکاء……الخ، الحدیث: ۱۰۰۳، ص ۱۷۴۷)

﴿26﴾......سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، وہ میت کتنی بُری ہے جب رونے والی عورت کہتی ہے: ''ہائے ہمارے بازو! ہائے ہمارے تن ڈھانپنے والے! ہائے ہمارے مددگار!'' تو اس سے پوچھا جاتا ہے: ''کیا تو ہی اس کا مددگار تھا؟ کیا تو ہی اس کا تن ڈھانپتا تھا؟''

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب الاسلام ثلاثون سهما...... الخ، الحدیث: ۳۸۰۷، ج۳، ص۲۷۸)

﴿27﴾......سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو اس میں داخل ہو گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو ہٹاتے ہٹاتے اس نوحہ کرنے والی عورت کے پاس پہنچ گئے اور اسے اتنا مارا کہ اس کا دوپٹہ گر گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اسے مارو کیونکہ یہ نائحہ (یعنی نوحہ کرنے والی) ہے اور اس کی کوئی حرمت یا لحاظ نہیں، یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی بلکہ تم سے درہم بٹورنے کے لئے روتی ہے، یہ تمہارے مُردوں کو قبروں میں اور زندوں کو گھروں میں ایذاء پہنچاتی ہے، یہ صبر سے روکتی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے صبر کا حکم دیا ہے اور سوگ کی ترغیب دیتی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے اس سے منع فرمایا ہے۔''

(کتاب الکبائر، الکبیرة التاسعة والأربعون، ص۲۱۲)

تنبیہ:

ہماری بیان کردہ ان احادیثِ مبارکہ اور ان کے لعنت پر مشتمل ہونے اور کفر کا سبب ہونے یا اسے حلال جاننے کی صورت میں کفر ہونے یا نعمتوں کی ناشکری وغیرہ وعیدوں سے متعدد علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کی صحت ثابت ہوگئی کہ ''یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے ملتے جلتے افعال بھی انہی سے ملحق ہیں۔'' جبکہ شیخین کا **صَاحِبُ الْعُدَّة** کے اس قول کو برقرار رکھنا مردود ہے کہ ''مصائب پر نوحہ، چیخ وپکار اور گریبان چاک کرنا صغیرہ گناہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کسی اور کو یہ بات کہتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ صحیح احادیث اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ یہ افعال کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کرنے والے سے برأت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، الحدیث: ۱۲۹٤، ص۱۰۱)

اور مزید ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں دو کام کفر کے مترادف ہیں: (۱) نسب پر طعن کرنا اور (۲) میت پر نوحہ کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، اطلاق اسم الکفر علی......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ص۶۹۱)

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مسلم شریف کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ پاک نسب پر طعن کرنے اور نوحہ کرنے کی حرمت کے سخت ہونے پر دلالت کرتی ہے اس کے بارے میں چار اقوال منقول ہیں: (۱) سب سے صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ کفار کے اعمال اور جاہلیت کی عادات میں سے ہیں (۲) یہ اعمال کفر کی طرف لے جانے والے ہیں (۳) یہ نعمت واحسان کی ناشکری ہے اور (۴) یہ وعید انہیں حلال جاننے والے کے لئے ہے۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم، تحت الحدیث: ۲۲۷)

اور یقینی طور پر یہ بات لازم ہے کہ جس نے حرمت کا علم ہونے، نہی یاد ہونے اور اس میں وارد سخت وعیدوں کے باوجود نوحہ کرنے، گریبان چاک کرنے اور چیخ وپکار کے افعال کا جان بوجھ کر ارتکاب کیا تو وہ ان قبیح کاموں کو جمع کرنے اور ان کے ذریعے میت کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے عدالت (یعنی گواہی دینے کی صلاحیت) سے نکل گیا جیسا کہ احادیثِ مبارکہ اس پر گواہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''نوحہ گری اور دیگر افعال اگر تقدیر پر ناراضگی اور عدمِ رضا کی وجہ سے ہوں تب تو ظاہر ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہیں اور اگر ناراضگی کی نیت کے بغیر شدتِ غم اور مصیبت کا صدمہ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے ہو تو اس میں احتمال ہے، اور کیا اس معاملہ میں جاہل کا عذر قبول ہو سکتا ہے؟ یہ محلِ نظر ہے، پھر خود ہی **اَلْخَادِم** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حدیثِ پاک میں مذکور وعید کے تقاضا کی بناء پر نوحہ گری اور دیگر افعال کبیرہ گناہ ہیں۔''

نُدْبَہ یعنی میت کے محاسن شمار کرنا اور **نَوْحَہ** یعنی بلند آواز سے رونا حرام ہے۔ اسی طرح روتے ہوئے آواز کو بلند کرنے میں افراط سے کام لینا یوں کہ مردے کی خوبیاں بیان کرنا، نوحہ کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بال پھیلا دینا، سر منڈوا دینا، بال اکھیڑ ڈالنا، چہرہ کالا کر لینا، سر پر مٹی ڈالنا اور اپنی ہلاکت کی دعا کرنا نیز ہر ایسا کام کرنا جس سے حلیہ بگڑ جائے مثلاً ایسا لباس پہننا جو عادتاً نہ پہنا جاتا ہو یا اس طریقے سے نہ پہنا جاتا ہو یا لباس میں سے کوئی چیز کم کر دینا اور اس کے بغیر نکلنا خلافِ عادت ہو (سب حرام ہے)، اور بہت سے لوگ (کسی کے مرنے پر) اپنا حلیہ بگاڑ لیتے ہیں حالانکہ ان کا حرام ہونا بلکہ بیان کردہ امور پر قیاس کرتے ہوئے کبیرہ گناہ اور فسق ہونا ثابت ہو چکا کیوں کہ علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ مذکورہ ہر گناہ کو شامل ہے، اور وہ اس بات کا واضح طور پر شعور دلاتی ہے کہ یہ افعال **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور قضائے الٰہی عزوجل سے راضی نہ ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔

ان تمام خرافات سے بچتے ہوئے رونا موت سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں جائز ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے شہزادے (حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے انتقال پر آنسو بہائے ہیں۔ مگر جہاں تک ممکن ہو موت کے بعد اس کا ترک کرنا مناسب ہے، ایک جماعت کہتی ہے: ''موت کے بعد رونا مکروہ ہے۔ چنانچہ،

﴿28﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب موت واجب یعنی واقع ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات بالطاعون، الحدیث: ۳۱۱۱، ص۱۴۵۷)

﴿29﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم رونے لگے، صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حضور نبئ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا گریہ دیکھ کر رونے لگے، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں سنتے کہ **اللہ** عزوجل آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا بلکہ ''اس'' کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔'' اور یہ فرما کر اپنی زبانِ اقدس کی جانب اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الحدیث: ۲۱۳۷، ص۸۲۲)

﴿30﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک نواسے کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا جس پر نزع کا عالم طاری تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی آنکھیں نم ہوگئیں، تو حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ رحمت ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور **اللہ** عزوجل اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام......الخ، الحدیث: ۱۲۸۴، ص۱۰۰)

﴿31﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نزع کے عالم میں تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی چشمانِ کرم نم ہوگئیں، تو حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بھی روتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔'' انہوں نے دوبارہ عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آنکھیں بہہ رہی ہیں اور دل غمگین ہے حالانکہ ہم وہی کہہ رہے ہیں جو ہمارے رب عزوجل کو پسند ہے اور یقیناً اے ابراہیم (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام انا بك لمحزونون، الحدیث: ۱۳۰۳، ص۱۰۲)

ہمارے شافعی اصحاب رحمہم اللہ تعالٰی نے ان احادیثِ مبارکہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ ''بے آواز آنسو بہنا مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے۔'' اور گذشتہ صفحات میں جو یہ بات بیان ہوئی کہ ''میت پر اس کے اہلِ خانہ کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔''

اس میں اختلاف ہے کہ اسے کس صورت پر محمول کیا جائے۔''

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ''یہ حکم نوحہ کی وصیت کر کے مرنے کی صورت پر محمول ہے اور اگر اس نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی، نہ ہی حکم دیا اور نہ ہی منع کیا (اور مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا گیا) تو اس صورت میں اسے عذاب نہ ہوگا، البتہ اگر اس نے نوحہ کا حکم دیا تو اسے حکم دینے اور لوگوں کو حکم کی تعمیل کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا، کیونکہ جو برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا، لہٰذا اس کے گناہ میں اضافہ ہوتا جائے گا جب تک اس پر عمل ہوگا اور اگر عمل نہ ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا۔''

ایک قول یہ ہے کہ ''اگر وہ (بوقت موت یا مرضِ موت میں) خاموش رہا اور انہیں نوحہ خوانی سے منع نہ کیا تب بھی اسے اس سبب سے عذاب ہوگا کیونکہ اس کا انہیں منع کرنے سے خاموش رہنا ان کے اس فعل پر رضامندی ہے، لہٰذا اسے اس کے سبب اسی طرح عذاب ہوگا جس طرح اگر وہ اس چیز کا حکم دیتا، تو جو اس قول کی پکڑ سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ جب وہ بیمار ہو تو اپنے اہلِ خانہ کو بدعات اور دیگر حرام اور برے کاموں سے منع کر دے۔''

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں: ''جو میت یا اپنی ذات، اہل یا مال کی مصیبت میں گرفتار ہو اگرچہ وہ مصیبت کم ہی کیوں نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اجِرْنِیْ فِیْ مُصِيْبَتِیْ وَ أَخْلِفْ لِیْ خَيْرًا مِّنْهَا **ترجمہ:** بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ عزوجل مجھے اس مصیبت میں صبر اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔'' کی کثرت کرے، کیونکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ایسا کہنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ''جو ایسا کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عندالمصیبة، الحدیث:٢١٢٦، ص٨٢٢)

اور **اللہ** عزوجل نے ایسا کہنے والوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ ان پر ان کے رب عزوجل کی طرف سے رحمت اور مغفرت ہو اور انہی کو ترجیع (یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہنے یا ثواب اور جنت کی ہدایت ملتی ہے۔

﴿32﴾......حضرت سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس امت کو مصیبت کے وقت پڑھنے کے لئے ایک ایسی دعا ملی ہے جو دوسری امتوں کو عطا نہ ہوئی اور وہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) ہے۔ اگر یہ پچھلی امتوں کو ملی ہوتی تو حضرت سیّدنا یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (پ١٣، یوسف:٨٤) ترجمۂ کنزالایمان: ''ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر۔'' کہنے کے بجائے یہی دعا پڑھتے۔''

(فیض القدیر، حرف الهمزة، تحت الحدیث:١١٧٦، ج٢، ص٣)

﴿33﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو

اس کا سبب یا تو کوئی ایسا گناہ ہوتا ہے جس کی بخشش اس مصیبت میں مبتلا ہونے پر موقوف ہوتی ہے یا پھر اس کی وجہ وہ درجہ ہوتا ہے جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں مل سکتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ،قسم الاقوال ،باب الصبر علی انواع......الخ ،الحدیث: ۶۸۳۰،ج۳،ص۱۳۷ ملخصاً)

﴿34﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان کو جو بھی پریشانی یا مصیبت پہنچتی ہے اگرچہ کانٹا ہی چبھے، وہ دو میں سے کسی ایک فائدے کے لئے پہنچتی ہے: (۱) **اللہ** عزوجل اس کا کوئی ایسا گناہ معاف فرما دیتا ہے جس کی مغفرت اس جیسی مصیبت پر موقوف ہوتی ہے یا (۲) بندے کو اس کی وجہ سے ایسی بزرگی عطا ہوتی ہے جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر سیما......الخ ،الحدیث: ۵۲۳۰،ج۴،ص۱۳۶)

﴿35﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ایک شہزادی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ''میرا بیٹا نزع کے عالم میں ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیغام لانے والے سے فرمایا: ''اسے جا کر بتا دو کہ یقیناً وہ سب کچھ **اللہ** عزوجل ہی کا ہے جو وہ واپس لے اور وہ سب کچھ بھی اسی کا ہے جو وہ عطا فرمائے، اس کے پاس ہر چیز کی موت کا وقت مقرر ہے لہٰذا اس سے کہو کہ صبر کرے اور اَجر کی اُمید رکھے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت ، الحدیث: ۲۱۳۵ ، ص ۸۲۲)

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ پاک اسلام کے ان عظیم قواعد میں سے ہے جو دین کے تمام مصائب، غم والم، بیماری و پریشانی پر صبر جیسے بیشتر اہم امور کے اصول وفروع اور آداب پر مشتمل ہیں۔ (حدیثِ پاک میں وارد اس فرمان) ''**اِنَّ لِلّٰہِ مَآ اَخَذَ**'' کے معنی یہ ہیں کہ پوری کائنات اس کی ملک ہے وہ تم سے جو کچھ بھی لیتا ہے وہ تمہارے پاس عاریتاً ہوتا ہے اور ''**وَلَهٗ مَآ اَعْطٰی**'' کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے وہ بھی اسی کا ہی ہے کیونکہ وہ اس کی ملک سے خارج نہیں ہوتا، لہٰذا وہ جو چاہے کرے اور ''**وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی**'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے مقرر کردہ وقت سے مقدم یا مؤخر نہیں ہوتی، تو جس شخص نے اس بات پر یقین کرلیا یہ اسے صبر واَجر کی اُمید کی طرف لے جائے گی۔''

﴿36﴾......ایک شخص پر بیٹے کی موت گراں گزری تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان دو باتوں میں سے کون سی بات پسند ہے کہ (۱) تم اپنی زندگی میں اس سے نفع اٹھاؤ یا (۲) جنت کے جس دروازے پر بھی آؤ وہ پہلے ہی سے وہاں موجود ہو اور تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے لئے ایسا ہی ہے۔'' تو عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ خوشخبری صرف انہی کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے

ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیۃ، الحدیث:٢٠٩٠، ص٢٢٢٤)

(سنن الدارقطنی، کتاب البیوع، الحدیث:٢٩٦٥، ج٣، ص٥٧)

﴿37﴾...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''مؤمن کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب ثواب المومن فیما......الخ، الحدیث:٦٥٦٥، ص١١٢٨)

﴿38﴾...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرلیا کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔'' (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب مایقول اذا اصیب بولدہ، الحدیث: ٥٨٢، ص١٧٨)

ہمارے اکابر ائمہ میں سے سیدنا قاضی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرمایا: ''ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اسے حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیا سے جدائی کا غم اپنے والدین کی دنیا سے رخصتی سے بھی زیادہ ہو جیسا کہ اس پر رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی جان و مال اور اہل وعیال سے زیادہ محبوب رکھنا واجب ہے۔''

بَیْتُ الْحَمْد کا حقدار:

﴿39﴾...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بیٹے کی موت کے وقت اللہ عزوجل کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (یعنی ہم اللہ عزوجل کا مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے) پڑھا، اللہ عزوجل ملائکہ کو اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنانے اور اس کا نام بَیْتُ الْحَمْد رکھنے کا حکم دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب، الحدیث:١٠٢١، ص١٧٤٩، مفهومًا)

﴿40﴾...... حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے جس مؤمن بندے کے کسی دنیوی عزیز کی روح قبض کرلوں پھر وہ اس پر ثواب کی امید رکھے تو اس کی جزاء جنت ہی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی وجہ ......الخ، الحدیث:٦٤٢٤، ص٥٤٠)

﴿41﴾...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صبر اوّل صدمے پر ہوتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، الحدیث:١٢٨٣، ص١٠٠)

یعنی صبر وہی قابلِ تعریف ہوتا ہے جو اچانک مصیبت پہنچنے پر کیا جائے کیونکہ بعد میں تو طبعی طور پر صبر آ ہی جاتا ہے۔ اسی لئے

بعض حکماء نے ارشاد فرمایا: ''عقل مند کو چاہیے کہ پریشانی کے ایّام کی ابتداء ہی میں وہ کام کرلیا کرے جسے احمق پانچ دن بعد کرتا ہے۔''

﴿42﴾......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تین نابالغ بچے آگے بھیجے (یعنی فوت ہوگئے اوراس نے صبر کیا تو) وہ اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میں نے دو بچے آگے بھیجے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جو دو بھیجے (یعنی اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے)۔'' ایک اور شخص نے عرض کی: ''میں نے ایک بچہ آگے بھیجا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جوایک بھیجے وہ بھی مگر یہ (فضیلت) اوّل صدمہ میں صبر کرنے پر ہے۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من اصیب بولده ، الحدیث:۱۶۰۶، ص۲۵۷۲)

(جامع الترمذی ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا،الحدیث:۱۰۶۱،ص۱۷۵۳)

﴿43﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی سفارش کے لئے دو بچے آگے جاچکے ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اور جس کی سفارش کے لئے ایک بچہ آگے گیا ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جس کی سفارش کے لئے ایک ہو وہ بھی (جنتی ہے)۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا،الحدیث:۱۰۶۲،ص۱۷۵۳)

﴿44﴾......حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والے حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اہلِ خانہ کو منع کر دیا کہ میرے علاوہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات کوئی نہ بتائے، پھر آپ ان کے پاس آئیں اور رات کا کھانا پیش کیا۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی خاطر پہلے سے زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ہم بستری کی جب انہوں نے دیکھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اُمور سے فارغ ہو چکے ہیں، تو کہا: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کا اس قوم کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے ایک خاندان کو کوئی چیز عاریتاً دی پھر جب انہوں نے اپنی عاریتاً دی ہوئی چیز واپس مانگی تو کیا انہیں وہ چیز روک لینے کا اختیار ہے؟'' انہوں نے فرمایا ''نہیں۔'' تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ''پھر اپنے بیٹے پر صبر کرو۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضبناک ہوگئے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سارا قصہ عرض کیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل تمہاری رات میں تمہارے لئے برکت فرمائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل ابی طلحة رضی الله تعالی عنه الانصاری،الحدیث:۶۳۲۲،ص۱۱۰۹)

﴿45﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صبر سے بہتر اور وسعت والی کوئی چیز

کسی کو عطا نہیں ہوئی۔'' (صحیح البخاری ،کتاب الزکاۃ ، باب استعناف عن المسالۃ ، الحدیث: ۱۴۶۹ ، ص ۱۱۶)

﴿46﴾......حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے حضرت سیدنا اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم صبر کرنا چاہو تو ایمان اور اَجر کی امید پر صبر کرلو ورنہ جانوروں کی طرح صبر آ ہی جائے گا۔''

(کتاب الکبائرللامام الذھبی،فصل فی التعزیۃ، ص۲۱۹)

ایک مقولہ:

مصیبت زدہ سے کہا جاتا ہے کہ دو عظیم مصیبتوں یعنی بچے کی موت اور اَجر کے ضیاع کو جمع نہ کرو۔

﴿47﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھوٹے بچے (گویا) جنت کے پتنگے ہیں (یعنی بلا روک ٹوک جنت میں آجا سکتے ہیں) ان میں سے کوئی ایک اپنے والد یا والدین سے ملے گا تو ان کا دامن پکڑ کر کھینچے گا یہاں تک کہ اسے جنت میں لے جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ،باب فضل من یموت لہ...... الخ،الحدیث:۶۷۰۱،ص۱۱۳۷)

﴿48﴾......جب حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے کو دفن کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرانے لگے، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے سوچا کہ شیطان کو رسوا کروں۔'' (کتاب الکبائر،فصل فی التعزیۃ ،ص ۲۲۰)

﴿49﴾......حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو نزع کے عالم میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''بیٹا! تم میرے میزان میں رکھے جاؤ یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے میزان میں رکھا جاؤں۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿50﴾......جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کا خون آپ کے چہرے پر بہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی: '' لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ .اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْنُ بِكَ عَلَیْهِمْ وَ اَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عَلٰی مَآ اَبْلَیْتَنِیْ **ترجمہ :** تیرے سوا کوئی معبود نہیں،تو پاک ہے، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔اے **اللہ** عزوجل میں ان کے مقابلے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تو نے مجھے جس آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے میں اس پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿51﴾......جب حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں ناسور کی وجہ سے کاٹا گیا تو آپ نے آہ تک نہ کی بلکہ یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۝ (پ۱۵،الکھف:۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

اور اس رات بھی اپنے رات کے وظائف ترک نہ کئے، اور اسی رات حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک نابینا شخص آیا، حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے حال دریافت فرمایا تو اس نے بتایا: ''میرے اہل وعیال، اولاد اور بہت سامال تھا، سیلاب آیا اور سب کچھ بہا کر لے گیا، میرے پاس صرف ایک اونٹ اور اس کا بچہ باقی بچا، اونٹ بدک کر بھاگا اور اس کا بچہ بھی پیچھے ہولیا تو بھیڑیا اس بچے کو کھا گیا، پھر جب میں اونٹ کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے لات ماری جس سے میری بینائی جاتی رہی، پھر وہ اونٹ بھی چلا گیا اور میں مال واولاد سے محروم ہو گیا۔'' حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اس کو حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے چلو تا کہ یہ جان لے کہ اس سے زیادہ مصیبت زدہ لوگ بھی دنیا میں ہیں۔''

(المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿52﴾...... حضرت مدائنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیابان میں ایک نہایت حسین وجمیل عورت کو دیکھا تو گمان کیا کہ شاید یہ بہت خوشحال ہے، لیکن اس نے بتایا: ''وہ غموں اور پریشانیوں کی ہم نشین ہے، ایک مرتبہ اس کے شوہر نے ایک بکری ذبح کی تو اس کے بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو اسی طرح ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اسے ذبح کر دیا پھر وہ گھبرا کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا اور بھیڑیا اسے کھا گیا، اس کا باپ اس کے پیچھے گیا تو بیابان میں بھٹک گیا اور پیاس کی شدت سے وہ بھی ہلاک ہو گیا۔'' تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہیں صبر کیسے آیا؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ تکلیف تو ایک زخم تھا جو بھر گیا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ:

﴿53﴾...... **منقول** ہے کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (توبہ سے پہلے) نشہ کے عادی تھے، آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ آپ اپنی ایک بیٹی سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اس کا انتقال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعبان کی پندرھویں رات خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ایک بہت بڑا اژدھا نکل کر آپ کے پیچھے رینگنے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تیز چلنے لگتے وہ بھی تیز ہو جاتا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک کمزور سن رسیدہ شخص کے قریب سے گزرے تو اس سے کہا: ''مجھے اس اژدھے سے بچائیں۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میں کمزور ہوں، رفتار تیز کر لو شاید اس طرح اس سے نجات پا سکو۔'' تو آپ مزید تیز چلنے لگے، اژدھا پیچھے ہی تھا یہاں تک کہ آپ آگ کے ابلتے ہوئے گڑھوں کے پاس سے گزرے، قریب تھا کہ آپ اس میں گر جاتے، اتنے میں ایک آواز آئی: ''تو میرا اہل نہیں ہے۔'' آپ چلتے رہے حتیٰ کہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، اس پر شامیانے اور سائبان لگے ہوئے تھے، اچانک ایک آواز آئی: ''اس ناامید کو دشمن کے نرغے میں جانے سے پہلے ہی گھیر لو۔'' تو بہت سے بچوں نے انہیں گھیر لیا جن میں آپ کی وہ بیٹی بھی تھی، وہ آپ کے پاس آئی اور اپنا دایاں ہاتھ اس اژدھے کو مارا تو وہ بھاگ گیا اور پھر وہ

آپ کی گود میں بیٹھ کر یہ آیت پڑھنے لگی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ (پ۲۷،الحدید:۱۶)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس بیٹی سے پوچھا: ''کیا تم (فوت ہونے والے) قرآن بھی پڑھتے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! ہم آپ (یعنی زندہ لوگوں) سے زیادہ اس کی معرفت رکھتے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس سے اس جگہ ٹھہرنے کا مقصد پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ بچے قیامت تک یہاں ٹھہر کر اپنے ان والدین کا انتظار کریں گے جنہوں نے انہیں آگے بھیجا ہے۔'' پھر اس اژدھے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: ''وہ آپ کا برا عمل ہے۔'' پھر اس ضعیف العمر شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: ''وہ آپ کا نیک عمل ہے، آپ نے اسے اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اس میں آپ کے برے عمل کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں، لہٰذا آپ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں اور ہلاک ہونے سے بچیں۔'' پھر وہ بلندی پر چلی گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اسی وقت سچی توبہ کر لی۔ (روض الریاحین، ص ۹۱)

پس اولاد کے نفع میں غور کر لو مگر یہ صرف اسے حاصل ہوگا جو مصیبت پر راضی رہے اور صبر کرے اور جو ناراض ہو کر اپنی ہلاکت و بربادی کی دعا کرنے لگے یا اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے یا سر منڈائے تو **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا اور لعنت فرمائے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

﴿54﴾......مروی ہے: ''مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنا اجر کو برباد کر دیتا ہے۔''

(فردوس الاخبار، باب الضاد، الحدیث: ۳۷۱۷، ج۲، ص۴۲)

﴿55﴾......مروی ہے: ''جسے کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ اس کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑے یا رخسار پیٹے یا گریبان چاک کرے یا بال نوچے تو گویا اس نے اپنے رب عزوجل سے جنگ کرنے کے لئے نیزہ اٹھا لیا۔'' (کتاب الکبائر، فصل فی التعزیۃ، ص ۲۲۰)

﴿56﴾......حضرت صالح مزنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں ایک مرتبہ شبِ جمعہ ایک قبرستان میں سو گیا، میں نے (خواب میں) مُردوں کو اپنی قبروں سے نکل کر حلقہ بناتے ہوئے دیکھا، ان پر غلاف سے ڈھانپے ہوئے طباق اترے جبکہ ان میں سے ایک نوجوان پر عذاب ہو رہا تھا، میں نے اس کے پاس آ کر عذاب کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: ''میری والدہ نے میت پر رونے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے والیوں کو جمع کر رکھا ہے، **اللہ** عزوجل میری طرف سے اسے اچھی جزاء نہ دے۔'' پھر وہ رونے لگا اور کہا کہ میں اس کی والدہ کے پاس جاؤں، اس نے مجھے اس کا پتہ بتایا اور کہا کہ میں اس سے یہ عذاب دور کروں جس

کے اسباب اس کی ماں نے پیدا کئے ہیں، لہٰذا جب صبح ہوئی تو میں اس کی ماں کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ رونے والی عورتیں اس کے پاس موجود ہیں اور کثرتِ گریہ اور رخسار پیٹنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے، میں نے اپنا خواب اسے سنایا تو اس نے توبہ کی اور رونے والی عورتوں کو گھر سے نکال دیا اور اس کی طرف سے صدقہ کرنے کے لئے مجھے کچھ درہم دیئے، پھر میں حسبِ معمول شبِ جمعہ قبرستان پہنچا تو وہ درہم صدقہ کر چکا تھا، جب میں سویا تو میں نے اس نوجوان کو پھر خواب میں دیکھا اس نے کہا: ''**اللہ** عزوجل آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، **اللہ** عزوجل نے مجھ سے عذاب دور کر دیا ہے اور صدقہ بھی مجھ تک پہنچ گیا ہے، آپ میری ماں کو اس کے بارے میں بتا دیں۔'' پھر میں بیدار ہو کر اس کی ماں کے پاس پہنچا تو اس کو مردہ پایا پھر میں اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوا اور اسے اس کے بیٹے کے پہلو میں دفن کر دیا۔''

قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر وثواب:

﴿57﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عافیت میں رہنے والے لوگ جب مصیبت زدہ لوگوں کا اجر دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کی کھال کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ٥٨ یوم القیامۃ و ندامۃ المحسن ......الخ، الحدیث: ٢٤٠٢، ص ١٨٩٣)

﴿58﴾......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن شہید کو لا کر حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، پھر صدقہ کرنے والے کو لایا جائے گا اور حساب کے لئے روک لیا جائے گا، پھر مصیبت زدوں کو لایا جائے گا تو ان کے لئے نہ میزان نصب کی جائے گی، اور نہ ہی اعمال نامے کھولے جائیں گے بلکہ ان پر بہت زیادہ اجر نچھاور کیا جائے گا یہاں تک کہ عافیت میں رہنے والے **اللہ** عزوجل کی طرف سے عطا کردہ ثواب دیکھ کر میدانِ حشر میں اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ١٢٨٢٩، ج ١٢، ص ١٤١)

﴿59﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت و بلا میں مبتلا فرما دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، الحدیث: ٥٦٤٥، ص ٤٨٣)

﴿60﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرما دیتا ہے، پھر جو صبر کرتا ہے اس کے لئے صبر ہے اور جو جزع فزع کرتا ہے اس کے لئے جزع ہی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ٢٣٦٩٥، ج ٩، ص ١٦١)

﴿61﴾......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک بندے کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جب وہ کسی عمل کے ذریعے اس تک نہ پہنچ سکے تو **اللہ** عزوجل اسے ایسے حالات سے دوچار کر دیتا ہے جو اسے پسند نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ اس درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الجنائز ، باب ماجاء فی الصبر وثواب الامراض ، الحدیث: ۲۸۹۷ ، ج٤ ، ص ۲٤۸)

﴿62﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندے کا **اللہ** عزوجل کے ہاں کوئی مرتبہ مقرر ہو اور وہ اس مرتبے تک کسی عمل سے نہ پہنچ سکے تو **اللہ** عزوجل اسے جسم، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے پھر اسے ان تکالیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ **اللہ** عزوجل کے ہاں اپنے مقرر درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الجنائز ، باب الامراض المکفرة ......الخ ، الحدیث: ۳۰۹۰، ص ۱٤٥٦)

﴿63﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل تمہیں آزمائش کے ذریعے اس طرح پرکھتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے سونے کو آگ پر پرکھتا ہے، لہٰذا اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سفید چمکدار سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل شبہات سے بچاتا ہے اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ ان سے کم تر ہوتے ہیں، یہ وہ ہیں جو کچھ شک وشبہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سیاہ سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو آزمائش میں مبتلا ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷٦۹۸، ج۸، ص ۱٦٦)

مؤمن کو مصیبت پر بھی اَجر ملتا ہے:

﴿64﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کو جو تھکاوٹ، بیماری، پریشانی، خوف، رنج اور غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کے عوض اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارة المرض،الحدیث: ٥٦٤١/٤٢ ،ص٤٨٣)

﴿65﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھے تو **اللہ** عزوجل اس کے عوض اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارة المرض،الحدیث: ٥٦٤٠،ص٤٨٣)

﴿66﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کسی مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کسی مصیبت کا شکار ہو تو اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ، باب ثواب المؤمن فیما......الخ،الحدیث: ٦٥٦١،ص١١٢٨)

﴿67﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن مرد وعورت پر اس کی جان، مال اور اولاد کے معاملے میں مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، الحدیث: ۲۳۹۹، ص۱۸۹۳)

﴿68﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس پر اس کے مال یا اس کی جان کے معاملے میں کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ اسے چھپائے اور لوگوں کے سامنے اس کا شکوہ نہ کرے تو **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۳۷، ج۱، ص۲۱٤)

﴿69﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کا مرض اس کی خطاؤں کا کفارہ ہوتا ہے۔'' (المستدرک، کتاب الجنائز، باب قصۃ اعرابی لم تاخذہ ......الخ، الحدیث: ۱۳۲۲، ج۱، ص٦٦٧)

﴿70﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب ایک مؤمن بیمار ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے گناہوں سے اس طرح پاک فرما دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:٤١٢٣، ج٣، ص١٤٢)

﴿71﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دیوانے پن میں مبتلا عورت نے اپنی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو یہ چاہے کہ میں **اللہ** عزوجل سے دعا کروں تو وہ تجھے شفا عطا فرما دے لیکن اگر تو صبر کرنا چاہے تو (اس کے بدلے) تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا (تو صبر کر)۔'' تو اس عورت نے عرض کی ''میں صبر کروں گی اور مجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر......الخ، الحدیث:٢٨٩٨، ج٤، ص٢٤٩)

﴿72﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی مؤمن کی کوئی رگ چڑھ جاتی ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا ایک گناہ مٹاتا، ایک نیکی لکھتا اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔''

(المستدرک، کتاب الجنائز، باب قصۃ اعرابی لم تأخذہ الحمی......الخ، الحدیث:١٣٢٤، ج١، ص٦٦٨)

﴿73﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے وہ اعمال بھی لکھے جاتے ہیں جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:١٩٦٩٩، ج٧، ص١٦١)

﴿74﴾......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''مریض کی خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جس طرح

درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث اسدبن خالد......الخ،الحدیث:١٦٦٥٤،ج٥،ص٥٩٤)

﴿75﴾......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مؤمن کا درد سر اور اسے جو بھی کانٹا چبھے یا کسی اور چیز سے اذیت پہنچے **اللہ** عزوجل اس کے عوض قیامت کے دن اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے گناہ مٹائے گا۔''

(فردوس الاخبار،باب الصاد،الحدیث:٣٥٨٨،ج٢،ص٢٧)

﴿76﴾......نبی کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل بندے کو تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ تکلیف اس کے تمام گناہ مٹا دیتی ہے۔''

(المستدرک،کتاب الجنائز،باب المریض یکتب لہ من......الخ،الحدیث: ١٣٢٦،ج١،ص٦٦٩)

﴿77﴾......رسولِ اکرم،شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بخار کو گالی نہ دو کیونکہ یہ آدمی کے گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه......الخ،الحدیث: ٦٥٧٠،ص١١٢٩)

﴿78﴾......حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل ایک رات کے بخار کے عوض مؤمن کی تمام خطائیں مٹا دیتا ہے۔''

(کشف الخفاء،کتاب حرف الحاء المهملة،باب حمی یوم کفارة سنة ، الحدیث:١١٧١،ج١،ص٣٢٦)

﴿79﴾......**اللہ** کے محبوب،دانائے غُیوب،مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بخار مؤمن کا جہنم میں سے حصہ ہے۔'' (کشف الخفاء، الحدیث:١١٧٣،ج١،ص٣٢٦)

﴿80﴾......جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ (پ٥،النساء:١٢٣) ترجمۂ کنز الایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

تو یہ بات مسلمانوں پر شدید گراں گزری، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں دنیا میں جسم کو تکلیف دینے والی مصیبت کے ذریعے اس کی جزاء دی جائے گی۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل ، الحدیث:٢٤٤٢٢،ج٩،ص٣٣٤)

﴿81﴾......حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم غمگین نہیں ہوتے؟ کیا تم پر تنگی نہیں آتی؟'' تو انہوں نے عرض کی:''کیوں نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''تمہیں جو جزاء ملتی ہے وہ یہی ہے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ٦٨،ج١،ص٣٥)

﴿82﴾......ایسی ہی ایک روایت اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کرتی ہیں:

وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ ؕ (پ۳،البقرۃ:۲۸۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر119: میت کی ہڈی توڑنا

کبیرہ نمبر120: قبر کے اوپر بیٹھنا

﴿1﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت کی ہڈی توڑنا زندگی میں اس کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز ، باب فی الحفّار یجد العظم......الخ،الحدیث:۳۲۰۷،ص۱٤٦٤)

﴿2﴾......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی جلد تک اثر پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے کسی قبر کے اوپر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز ، باب النھی عن الجلوس علی القبر......الخ،الحدیث: ۲۲٤۸،ص ۸۳۰)

﴿3﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں کسی انگارے یا تلوار پر چلوں یا میرے جوتے میرے پاؤں میں گُھس جائیں یہ مجھے کسی قبر کے اوپر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔''

(ابن ماجہ، ابواب الجنائز ،باب ماجاء فی النھی عن المشی......الخ،الحدیث: ۱۵٦۷،ص ۲۵۷۰)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''میں انگارے پر قدم رکھوں یہ مجھے مسلمان کی قبر پر قدم رکھنے سے زیادہ محبوب ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۹٦۰۵،ج۹،ص ۳۲۱)

﴿5﴾......حضرت سیدنا عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ایک قبر کے اوپر بیٹھے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے قبر والے! قبر کے اوپر بیٹھنے والے شخص نیچے اُتر جا، نہ تُو قبر والے کو ایذاء دے نہ وہ

تجھے ایذاء دے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب النساء علی القبور والجلوس......الخ، الحدیث:۴۳۲۱، ج۳، ص۱۹۱)

تنبیہ:

میں نے ان گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتے نہیں دیکھا مگر بیان کی گئی احادیثِ مبارکہ سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان میں بیان شدہ وعید بہت سخت ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کیونکہ مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے، جبکہ قبر پر بیٹھنا ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے نزدیک حرام ہے، سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی بعض کتب میں سابقہ احادیثِ مبارکہ کی بناء پر ان کی متابعت کی ہے، جس طرح انہوں نے ان احادیثِ مبارکہ سے ان دونوں افعال کی حرمت پر استدلال کیا ہے اسی طرح ہم ان کے کبیرہ گناہ ہونے پر ان احادیثِ مبارکہ ہی سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ کبیرہ کی تعریفات میں سے ایک تعریف تو اس پر صادق آتی ہے اور وہ وعید کا سخت ہونا ہے۔

کبیرہ نمبر121: قبر کے اوپر مسجد بنانا یا چراغ جلانا[1]

کبیرہ نمبر122: عورتوں کا قبر کی زیارت کرنا[2]

کبیرہ نمبر123: عورتوں کا جنازے کے ساتھ قبرستان جانا

﴿1﴾...... حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سیِّدُ المبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبرستان جانے والی عورتوں، قبر کے اوپر مسجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز ، باب فی زیارۃ النساء القبور،الحدیث:٣٢٣٦،ص١٤٦٦)

﴿2﴾...... شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی کراھیۃ زیارۃ القبور لنساء،الحدیث: ١٠٥٦،ص١٧٥٣)

﴿3﴾...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم فارغ ہو گئے تو رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی لوٹ آئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو ٹھہر گئے، اچانک ہم نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا، راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے پہچان لیا تھا، جب وہ چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے پوچھا کہ ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تمہیں کس چیز نے گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا؟'' تو انہوں نے عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں اس میت کے لواحقین سے ہمدردی کرنے آئی تھی۔'' یا پھر کہا، ''تعزیت کرنے آئی تھی۔'' تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، ''شاید تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچ گئی تھی۔'' انہوں نے عرض کی، ''معاذ اللہ! میں ایسا کیسے کرسکتی ہوں، حالانکہ میں نے عورتوں کے قبرستان

---

[1] قبروں پر چراغ جلانے کا تفصیلی حکم اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۸۸-۴۸۹ پر حاشیہ میں دیکھیں۔

[2] حضرت صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق فتاوی رضویہ شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔'' (بہارشریعت، جلد۱، حصہ۴، ص۸۹)

جانے کے بارے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ارشادات سن رکھے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو میں تمہیں اس بات پر جھڑکتا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز ،باب التعزیة ، الحدیث:۳۱۲۳،ص۱۴۵۸)

﴿4﴾......جبکہ نسائی شریف کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو اس وقت تک جنت نہ دیکھ سکتی جب تک عبدالمطلب اسے نہ دیکھ لیں۔[1]'' (سنن النسائی، کتاب الجنائز،باب النعی،الحدیث: ۱۸۸۱،ص ۲۲۱۱)

﴿5﴾......حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں کچھ عورتوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے بٹھایا ہے؟'' انہوں نے عرض کی ''ہم جنازے کا انتظار کررہی ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا ''کیا تم اسے غسل دو گی؟'' انہوں نے عرض کی ''جی نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا ''کیا اسے کندھا دوگی؟'' انہوں نے عرض کی، ''جی نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا جو پریشان حال ہے اس کے قریب جاؤ گی؟'' انہوں نے عرض کی، ''جی نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر بغیر اَجر پائے گنہگار ہو کر لوٹ جاؤ۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز،الحدیث: ۱۵۷۸،ص ۲۵۷۱)

تنبیه:

ان تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی حدیثِ پاک کی صراحت کی بناء پر ہے کیونکہ اس میں پہلے دو گناہوں کے مرتکب پر لعنت وارد ہوئی ہے، جبکہ دوسری حدیثِ پاک دوسرے گناہ کے کبیرہ ہونے پر صریح دلیل ہے اور حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیثِ پاک کا ظاہر بلکہ نسائی شریف کی حدیثِ پاک کے یہ الفاظ: ''تم جنت نہ دیکھ پاتی۔'' تیسرے گناہ کے کبیرہ ہونے پر دلیل ہیں، حالانکہ میں ان گناہوں میں سے کسی ایک کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار نہیں پاتا بلکہ ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں ان کے مکروہ ہونے کی صراحت ہے نہ کہ حرام ہونے کی چہ جائیکہ وہ اسے کبیرہ گناہ

---

[1]: مذکورہ حدیثِ پاک کی تشریح وتحقیق کرتے ہوئے امام اھلسنت، مجدّدِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثلِ صدیق وفاروق وعثمان وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں اب معنٰی حدیث بلاتکلف اور بے حاجتِ تاویل وتصرُّف عقائدِ اہلسنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخلِ بہشت ہوں گے۔'' (فتاوی رضویه ،ج ۳۰،ص ۲۷۶)

قرار دیتے، لہٰذا ان کے کبیرہ ہونے کو اس صورت پر محمول کرنا چاہئے جب کہ اس کے مفاسد بہت زیادہ ہوں جیسا کہ بہت سی عورتیں قبرستان جاتی ہیں یا بہت ہی بری حالت بنا کر جنازے کے پیچھے چلتی ہیں۔ ممانعت کی وجہ یا تو نوحہ وغیرہ کرنا ہے یا قبروں کی زیارت کے وقت اپنی زینت کرنا جس پر فتنہ کا قوی اندیشہ ہو اور اسی طرح قبر کے اوپر مسجد بنانا کیونکہ ایسی صورت میں یہ غصب کے حکم میں ہوگا کہ یہ اسراف، فضول خرچی اور حرام کاموں میں مال خرچ کرنا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں انہیں کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے، ہاں ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے قبر کے اوپر چراغ رکھنے کی حرمت کی صراحت کی ہے اگرچہ اتنا کم ہی کیوں نہ ہو جس سے نہ تو مقیم نفع اٹھا سکے اور نہ ہی زائر اور انہوں نے اسراف، اضاعۃ المال اور مجوسیوں کی مشابہت کو اس کی علّت قرار دیا، لہٰذا ایسی صورت میں اس کا کبیرہ گناہ ہونا بعید بھی نہیں۔

کبیرہ نمبر 124: چند مخصوص منتر پڑھنا

کبیرہ نمبر 125: تعویذات پہننا یا گنڈے لٹکانا[1]

﴿1﴾...... حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے تعویذ پہنا **اللہ** عزوجل اس کا کام پورا نہ کرے اور جس نے سیپ (جو بطورِ تعویذ استعمال کی جاتی ہے) لٹکائی **اللہ** عزوجل اسے بے سکون رکھے گا۔'' (المستدرك، کتاب الطب، باب اذا رأی احدکم ......الخ،الحدیث: ۷۵۷٦،ج۵،ص۳۰۵)

---

[1]: ایسے تعویذات استعمال کرنا جائز ہے جو آیاتِ قرآنیہ، اسماءِ الٰہیہ یا دعاؤں پر مشتمل ہوں، چنانچہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرماتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنَ'' اور ان میں سے جو نابالغ ہوتے اور یاد نہ کر سکتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ کلمات لکھ کر ان کا تعویذ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل، مسندعبداللہ بن عمرو، الحدیث: ٦٧٠٨، ج٢، ص ٦٠٠)

حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''بہارِ شریعت'' میں درمختار و رد المحتار کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیتِ شفاء پلانا بھی جائز ہے۔ جنب وحائض ونفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔'' (بہار شریعت، حصہ ١٦، ص١٥٥، ١٥٦)

﴿2﴾......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں 10 افراد کے قافلے میں حاضر ہوا تو سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے 9 آدمیوں کو بیعت فرمالیا اور ایک کو روک دیا لوگوں نے عرض کی، ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے بازوؤں پر تعویذ ہے۔'' لہٰذا اس شخص نے تعویذ اُتار دیا اور پھر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بیعت فرمالیا اور ارشاد فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۵۸۸، ج۵، ص ۳۰۹)

﴿3﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کے بازو پر پٹی دیکھی، راوی کہتے ہیں: ''شاید وہ پٹی زرد رنگ کی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی، ''بازو کے درد کا تعویذ ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہاری سستی میں اضافہ کرے گا اسے پھینک دو کیونکہ تم اسی حالت میں مرگئے تو کبھی فلاح نہ پاسکو گے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۰۲۰، ج۷، ص۲۲۸)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لائے، انہوں نے کوئی چیز تعویذ کے طور پر گلے میں لٹکا رکھی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھینچ کر توڑ دیا اور ارشاد فرمایا: ''جب تک کوئی حکم نازل نہ ہو عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر والے **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانے سے بے نیاز ہوچکے ہیں۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''منتر، تعویذ اور جادو ٹونہ شرک ہیں۔'' گھر والوں نے پوچھا: ''اے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ! منتر اور تعویذات کو تو ہم پہچانتے ہیں ''یہ جادو ٹونہ سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**وہ ٹوٹکے جو عورتیں شوہروں کو گرویدہ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔**''

(المستدرك، کتاب الطب، باب نھی عن الرقی والتمائم......الخ، الحدیث: ۸۰/۷۵۷۹، ج۵ ص ۳۰۶)

بعض نے کہا ہے: ٹونہ جادو سے مشابہ یا اس کی ایک قسم ہے اور عورتیں اسے اپنے شوہر کو گرویدہ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

﴿5﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے کہا: ''میں ایک دن باہر نکلی تو فلاں شخص کی مجھ پر نظر پڑی اور میری اس پر پڑنے والی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے جب میں نے یہ تعویذ پہنا تو آنکھ بہنا رک گئی اور جب تعویذ اُتارا تو آنکھ پھر بہنے لگی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''وہ شیطان ہے تم اس کی اطاعت کرتی ہو تو وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے اور جب اس کی نافرمانی کرتی ہو تو تمہاری آنکھ میں انگلی مارتا ہے، لیکن تم شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے طریقے پر عمل کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر اور حصولِ شفاء کے لئے تیز تر ثابت ہوگا، اپنی آنکھ میں

پانی ڈالو اور کہو: اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا

ترجمہ: اے لوگوں کے رب! تنگ دستی دور فرما اور شفا عطا فرما کہ تُو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے سوائے تیری شفاء کے کوئی شفاء نہیں، وہ ایسی شفاء ہے جو کوئی بیماری نہیں چھوڑتی۔'' (سنن ابن ماجة ، ابواب الطب،باب تعليق التمائم،الحديث: ۳۵۳۰،ص۲۶۸۹)

﴿6﴾...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تعویذ وہ نہیں جو مصیبت کے بعد پہنا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو مصیبت سے پہلے لٹکایا جائے۔''

(المستدرك، كتاب الطب، باب تميمة ماتعلق به......الخ،الحديث: ۷۵۸۲،ج۵ص۳۰۷)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی سخت وعید خصوصاً اسے شرک کے نام سے پکارے جانے کی وجہ سے ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو خاص طور پر اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی صراحتیں ضرور کی ہیں کہ جن سے ان کے بدرجہ اَولیٰ کبیرہ گناہ ہونے کا تاثر ملتا ہے، البتہ تعویذ نما دھاگا وغیرہ لٹکانے کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جب یہ اعتقاد ہو کہ یہ تعویذ بذاتِ خود آفات دور کرنے کا ذریعہ ہے اور بلاشبہ یہ **اعتقاد جہالت وگمراہی** اور کبیرہ ترین گناہ ہے کیونکہ اگر یہ شرک نہ بھی ہو تب بھی شرک کی طرف لے جانے والا ضرور ہے کیونکہ حقیقی نافع وضار اور مانع ودافع **اللہ** عزوجل ہی کی ذاتِ پاک ہے۔

وہ منتر جو اسی معنی پر محمول ہوں یا غیر عربی اور ایسے الفاظ پر محمول ہوں جن کا معنی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں ان کا استعمال حرام ہے جیسا کہ سیدنا خطابی اور سیدنا بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہ نے صراحت کی ہے۔

علامہ ابن سلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے مؤقف کی دلیل کے طور پر یہ حدیثِ پاک پیش کی:

﴿7﴾...... جب سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے تعویذات میرے پاس لاؤ۔'' (صحيح مسلم، كتاب السلام،باب لاباس بالرقى......الخ،الحديث:۵۷۳۲، ص۱۰۶۸)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ نامعلوم الفاظ پر مشتمل جملے کبھی جادو کے منتر ہوتے ہیں یا کفریات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات ذکر کر کے فرمایا: ''جب ان کا معنی معلوم ہو اور اس میں **اللہ** عزوجل کا ذکر ہو تو اس کا استعمال مستحب ہے اور اس سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر126: اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرنا

﴿1﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عزوجل سے ملاقات کو پسند کیا اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جس نے اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کیا اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے تو ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ مراد نہیں بلکہ مؤمن کو جب اللہ عزوجل کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جائے اور وہ اللہ عزوجل کی ملاقات کو پسند کرے تو اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور کافر کو جب اللہ عزوجل کے عذاب اور اس کی ناراضگی کے بارے میں بتایا جائے تو وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ عزوجل اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء......الخ،باب من احب لقاء......الخ،الحدیث:۶۸۲۲،ص۱۱۴۵)

﴿2﴾......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللہ عزوجل سے ملاقات پسند کرے گا اللہ عزوجل اس سے ملاقات پسند فرمائے گا اور جو اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرے گا اللہ عزوجل اس سے ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا نہیں، بلکہ جب مؤمن نزع کے عالم میں ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے پاس کوئی خوشخبری آئے تو اس کے نزدیک اللہ عزوجل کی ملاقات سے محبوب چیز کوئی نہ ہو تو اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور کافر جب نزع کے عالم میں ہو پھر اسے کوئی شر پہنچے یا عذاب کے بارے میں بتایا جائے وہ اللہ عزوجل سے ملنا ناپسند کرے تو اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء......الخ،الحدیث:۶۵۰۷،ص۵۴۶،بتغیرقلیل)

﴿3﴾......جبکہ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اس کے نزدیک کوئی بھی چیز اللہ عزوجل کی ملاقات سے بڑھ کر محبوب نہیں، تو اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے، جبکہ کافر کے پاس جب وہ ناپسندیدہ چیز (یعنی موت) آئے تو اسے اللہ عزوجل کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں تو اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو اسی طرح ناپسند فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۲۰۴۷،ج۴،ص۲۱۵،بتغیرِ قلیلٍ)

﴿4﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی: ''یا اللہ عزوجل! جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کرے

اور یقین رکھے کہ میں جو دین اس کے پاس لے کر آیا ہوں وہ تیری جانب سے حق ہے تو تُو اس کے مال اور اولاد میں کمی فرما کر اپنی ملاقات کو اس کے نزدیک محبوب بنا دے اور اسے جلدی قوت عطا فرما، لیکن جو مجھ پر ایمان لائے نہ میری تصدیق کرے اور نہ ہی اس بات پر یقین کرے کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں وہ تیری جانب سے ہے تو اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کی عمر کو طویل فرما۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب الزهد، باب فی المکثرین،الحدیث:٤١٣٣،ص٢٧٢٨)

﴿5﴾...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! جو مجھ پر ایمان لائے اس بات کی گواہی دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو تُو اُسے اپنی ملاقات کا مشتاق بنا دے اور اس کی موت اس پر آسان فرما دے اور اس کے لئے سامانِ دنیا میں کمی فرما دے، لیکن جو مجھ پر ایمان نہ لایا اور نہ اس بات کی گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو تُو نہ اسے اپنی ملاقات کی محبت عطا فرما اور نہ اس پر نزع کی تکلیف کو آسان فرما اور اس پر سامانِ دنیا کی زیادتی فرما۔''

(المعجم الکبیر ،الحدیث:٨٠٨،ج١٨،ص٣١٣)

تنبیہ:

احادیثِ مبارکہ میں بیان شدہ وعیدوں کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ **اللہ** عزوجل کا کسی بندے سے ملاقات کو ناپسند کرنا سخت وعید اور دھمکی کا اشارہ ہے اور فقط موت کو ناپسند کرنا ایسا نہیں کیونکہ یہ تو نفس کے لئے طبعی اَمر ہے لہٰذا اسے مکروہ جاننا گناہ نہ ہوگا جبکہ اسے **اللہ** عزوجل سے ملاقات کی بناء پر ناپسند کرنا رحمت سے مایوسی کا پتا دیتا ہے جیسا کہ دوسری حدیثِ پاک میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ رحمت سے مایوسی کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جو چیز اسے لازم ہو وہ بھی کبیرہ گناہ ہے پھر میں نے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ انہوں نے **اللہ** عزوجل سے بدگمانی کرنے کو بھی کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ ہمارے اس بیان پر دلیل ہے کہ **اللہ** عزوجل سے بدگمانی در اصل **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرنا ہی ہے۔

﴿6﴾...... حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے تو اسے اچھائی ملتی ہے اور اگر برا گمان رکھے تو برائی پہنچتی ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللہ، الحدیث:٦٣٨، ج٢، ص١٦)

کتاب الزکوۃ

زکوٰۃ کا بیان

کبیرہ نمبر 127: زکوٰۃ ادا نہ کرنا

کبیرہ نمبر 128: وجوبِ زکوٰۃ کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا

یعنی زکوٰۃ ادا ہی نہ کرنا یا واجب ہونے کے بعد بلا عذرِ شرعی ادائیگی میں تاخیر کرنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿1﴾

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (پ۲۴، حم سجدہ: ۶، ۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

﴿2﴾

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿3﴾

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ۱۰، التوبہ: ۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

ہے کہ ''سونے چاندی کا جو مالک اس کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی چٹانیں نصب کی جائیں گی اور انہیں جہنم کی آگ میں تپا کر اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔'' (مطلب یہ کہ ان کے جسموں کو چٹانوں کے برابر پھیلا دیا جائے گا)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۰، ص ۸۳۳)

﴾2﴿...... حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب بھی وہ آگ کی چٹانیں ٹھنڈی ہوں گی تو انہیں دوبارہ اسی طرح گرم کر لیا جائے گا یہ عمل اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہے یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور یہ اپنا ٹھکانا جنت یا جہنم میں دیکھ لے۔'' عرض کی گئی کہ ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور اگر اونٹ ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''اسی طرح اگر اونٹوں کا مالک بھی ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے اور اونٹوں کا حق یہ ہے کہ جس دن انہیں پانی پلانے لے جایا جائے تو ان کا دودھ دوہا جائے (اور مساکین کو پلایا جائے) تو (زکوۃ ادا نہ کرنے والے) ایسے شخص کو قیامت کے دن اوندھے منہ لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ خوب فربہ ہو کر آئیں گے ان کا کوئی بچہ بھی پیچھے نہ رہے گا وہ اسے اپنے قدموں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے جب ان کا ایک گروہ گزر جائے گا تو دوسرا آ جائے گا اور یہ عمل اس پورے دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہے یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور وہ جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔''

عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر گائے اور بکریاں ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گائے اور بکریوں والا اگر ان کا حق ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا اور گائے، بکری میں کوئی چیز کم نہ ہوگی (یعنی ان کے سب اعضاء سلامت ہوں گے) خواہ اُلٹے سینگوں والی ہو یا بغیر سینگوں والی یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی، سب اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی جب ان کی ایک جماعت گزر جائے گی تو دوسری آ جائے گی اور یہ عذاب اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے اور وہ جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔''

پھر عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر گھوڑے ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں: (۱) وہ جو اپنے مالک کے لئے بوجھ (یعنی گناہ) ہیں (۲) وہ جو اس کے چھٹکارے کا سبب ہیں اور (۳) وہ جو اجر و ثواب کا باعث ہیں۔ جو گھوڑے مالک پر بوجھ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: جنہیں مالک نے دکھاوے، تکبر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا ہو یہ اس کے لئے بوجھ ہیں، جو گھوڑے مالک کے لئے نجات کا سبب ہیں وہ یہ ہیں:

جنہیں مالک نے **اللہ** عزوجل کی راہ میں باندھا ہو اور وہ ان کی گردنوں اور پشتوں کے حقوق ادا کرتا ہو ایسے گھوڑے مالک کے لئے عذاب سے نجات کا سبب ہیں اور جو گھوڑے اجر وثواب کا باعث ہیں وہ یہ ہیں: جنہیں کسی نے **اللہ** عزوجل کی راہ میں مسلمانوں کی خاطر اپنی چراگاہ یا باغ میں باندھا ہو، یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے ان کے مالک کے لئے ان کے کھانے، ان کی لید اور پیشاب کی مقدار (یعنی جو گھاس وہ وہاں سے کھائیں گے اور پھر لید وغیرہ کریں گے اس) کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی، یہ گھوڑے اگر کبھی رسیاں توڑ کر ایک یا دو گھاٹیوں کا چکر لگائیں تو **اللہ** عزوجل ان کے مالک کے لئے ان کے قدموں کے نشانات کی تعداد اور لید کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھے گا اور اگر ان کا مالک انہیں لے کر کسی نہر کے قریب سے گزرے اور انہیں پانی پلانے کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو پھر بھی اگر ان گھوڑوں نے کچھ پانی پی لیا تو **اللہ** عزوجل اس مالک کے لئے اس کے پیئے ہوئے پانی کے قطروں کے برابر نیکیاں لکھے گا۔''

عرض کی گئی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! گدھوں کے بارے میں ارشاد فرمایئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن یہ آیت بہت جامع ہے:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷،۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۰، ص۸۳۳)

﴿3﴾......حضورِ نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ممیانے والی بھیڑ یا بکری ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ڈکرانے والی گائے ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا ''میں **اللہ** عزوجل کے

مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

(پھر ارشاد فرمایا) قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے کے چیتھڑے ہوں اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

(پھر ارشاد فرمایا) تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ جو قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر کوئی خاموش شئے (جیسے سونا چاندی) ہو، پس وہ شخص کہے: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری مدد فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب غلظ تحریم الغلول، الحدیث: ۴۷۳۴، ص۱۰۰۶)

﴿4﴾......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہی خسارہ پانے والے ہیں ربِّ کعبہ کی قسم! قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے ربِّ کعبہ کی قسم! وہ کثیر مال ودولت والے ہیں مگر ان میں سے جو ایسے ایسے خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں، اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بکریاں، اونٹ یا گائے چھوڑ کر مرے اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے بڑے اور فربہ ہو کر آئیں گے یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب ان میں سے آخری جماعت گزر جائے گی تو پہلی جماعت دوبارہ لوٹ آئے گی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۱۴۰۹، ج۸، ص۸۱، راوی: ابوذر غفاری)

﴿5﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک جہنمی اژدھا آئے گا اور اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار 50,000 سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاة، باب الوعید ......الخ، الحدیث: ۳۲۴۲، ج۴، ص۱۰۴)

(سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب التغلیظ فی حبس الزکاة، الحدیث: ۲۴۴۳، ص۲۲۴۵)

﴿6﴾......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اونٹوں والا اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ اونٹ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اسے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا وہ اسے اپنے اگلے اور پچھلے پاؤں سے روندیں گے، جو گائے والا اپنی گائیوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ گائیں قیامت کے دن پہلے سے زیادہ

تعداد میں آئیں گی اور اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور پچھلی ٹانگوں سے روندیں گی ان میں سے کوئی بھی بغیر سینگ والی نہ ہوگی اور نہ ہی ٹوٹے ہوئے سینگ والی ہوگی اور جو خزانے والا اپنے خزانے کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ خزانہ قیامت کے دن **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ** (یعنی گنجے اژدھے) کی صورت میں آئے گا، منہ کھولے ہوئے اس کا تعاقب کرے گا جب وہ اس کے قریب آئے گا تو یہ اس سے بھاگے گا، وہ سانپ پکارے گا کہ اپنا خزانہ لے جسے تو نے چھپایا تھا کہ میں تو اس سے غنی ہوں، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو داخل ہو جائے گا (یعنی اس کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کردے گا پس وہ اسے سانڈ کی طرح کاٹ ڈالے گا)۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۶، ص ۸۳۴)

﴿7﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس شخص کی گردن میں ہار بن جائے گا۔'' راوی فرماتے ہیں: پھر خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ط بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ط سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ O

(پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(ابن ماجہ، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی منع الزکاۃ، الحدیث: ۱۷۸۴، ص ۲۵۸۳)

﴿8﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے غنی مسلمانوں پر ان کے اموال میں قدرت کے مطابق مسلمان فقراء کا حصہ مقرر کیا ہے اور فقراء اگر بھوکے یا ننگے ہوں تو غنی لوگوں کے برباد کئے ہوئے مال کو ہی پاتے ہیں، خبردار! یقیناً **اللہ** عزوجل ان لوگوں کا شدید حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۲، ص ۳۷۴)

﴿9﴾......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت سود لینے اور دینے والوں اور اس کے گواہوں جبکہ سود کو جانتے ہوں، گودنے اور گدوانے والی عورتوں، صدقہ روک لینے والوں یا اس میں ٹال مٹول کرنے والوں اور ہجرت کے

بعد اَعرابی بن جانے والے لوگوں پر شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے لعنت کی جائے گی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۴۰۹۰، ج۲، ص ۱۲۱)

﴿10﴾......مَحبوبِ رَبُّ الْعٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود لینے اور دینے والوں، اس کے گواہوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور گودنے وگدوانے والی عورتوں، صدقہ روکنے والوں اور حلالہ کرنے والوں اور حلالہ کروانے والوں ان سب لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۶۶۰، ج۱، ص۱۸۹)

﴿11﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن فقراء سے منہ پھیرنے والے اغنیاء کے لئے ہلاکت ہوگی، فقراء کہیں گے: ''انہوں نے ہمارے ان حقوق کے معاملے میں ہم پر ظلم کیا جو ان پر فرض تھے۔'' تو **اللہ** عزوجل فرمائے گا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ضرور (اپنی رحمت کے) قریب اور انہیں (اس سے) دور کروں گا۔'' پھر تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (پ۲۹، المعارج: ۲۴،۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے۔

(المعجم الاوسط،الحدیث: ۴۸۱۳، ج۳، ص۳۴۹)

﴿12﴾......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے پہلے جنت اور جہنم میں داخل ہونے والے تین تین افراد کو میرے سامنے پیش کیا گیا، جنت میں پہلے داخل ہونے والے تین افراد یہ تھے: (۱) شہید (۲) وہ غلام جس نے اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کی اور اپنے دنیوی آقا کی خیر خواہی چاہی اور (۳) پاکدامن متوکل۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۹۴۹۷، ج۳، ص ۴۱۲)

﴿13﴾......جبکہ ایک روایت میں آخری دو کے بارے میں یہ الفاظ ہیں کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ غلام جسے دنیا کی غلامی نے اپنے رب عزوجل کی اطاعت سے نہ روکا اور پاک دامن عیالدار فقیر۔ جبکہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ تھے: (۱) زبردستی مسلط ہوجانے والا حاکم (۲) وہ مال دار جو اپنے مال سے **اللہ** عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا اور (۳) متکبر فقیر۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الاوائل، باب اول مافعل ومن فعلہ، الحدیث: ۲۳۷، ج۸، ۳۵۱)

﴿14﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس نے زکوٰۃ ادا نہ کی اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۰۰۹۵، ج۱۰، ص۱۰۳)

﴿15﴾......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ ایسا مسلمان نہیں جسے اس کا عمل نفع دے۔''

(شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة ،الجزء الرابع،باب جماع الكلام فى الايمان، الحديث:١٥٧٤،ج١،ص٧٤٣)

﴿16﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے اپنے پیچھے کنز چھوڑا (کنز ایسے خزانے کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو) اسے قیامت کے دن ایک گنجے سانپ میں بدل دیا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ دھبے ہوں گے، وہ اس شخص کے پیچھے دوڑے گا، وہ شخص پوچھے گا، ''تو کون ہے؟'' سانپ کہے گا، ''میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔'' پھر وہ اس کا پیچھا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ چباڈالے گا، پھر اس کو کاٹے گا اور اس کا سارا جسم چباڈالے گا۔''

(المستدرك، كتاب الزكاة،باب التغليظ فى منع الزكاة،الحديث:١٤٧٤،ج٢،ص٦،بدون"من أنت"خلقت بدله"تركته بعدك")

﴿17﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی صورت میں بدل دیا جائے گا، اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نکتے ہوں گے، وہ اس سے چمٹ جائے گا یا اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا: ''مَیں تیرا خزانہ ہوں، مَیں تیرا خزانہ ہوں۔''

(سنن النسائى، كتاب الزكاة،باب مانع زكاة ماله ،الحديث: ٢٤٨٣،ص٢٢٤٨)

﴿18﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل جس کو کسی مال سے نوازے لیکن وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کا وہ مال ایک ایسے گنجے اژدھے کی مثل اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا کہ جس کی آنکھیں محض دو نکتے ہوں گی، پھر وہ اژدھا اس شخص کے جبڑے پکڑ کر اس سے کہے گا: ''میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(پ۴،اٰل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(صحيح البخارى، كتاب الزكاة،باب اثم مانع الزكاة،الحديث: ١٤٠٣،ص ١١٠)

﴿19﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں **اللہ** عزوجل نے اسلام میں فرض فرمائی ہیں جو ان میں سے تین لے کر آئے گا وہ اسے کچھ کام نہ آئیں گی جب تک کہ ان سب کو لے کر نہ آئے: (۱) نماز

(۲) زکوٰۃ (۳) ماہِ رمضان کے روزے اور (۴) **بَیْتُ الله** شریف کا حج۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ۱۷۸۰٤،ج۶،ص۲۳۶)

﴾20﴿......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے (سفر کے) لئے ایک ایسا گھوڑا (یعنی براق) لایا گیا جو اپنا قدم تاحدِ نگاہ رکھتا، حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہم سفر تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کچھ ایسے لوگوں کے پاس تشریف لائے جو ایک دن کھیتی بوتے اور دوسرے دن فصل کاٹتے وہ جب بھی فصل کاٹ لیتے تو وہ پہلے کی طرح اُگ آتی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا کہ ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ راہِ خدا عزوجل کے مجاہدین ہیں، ان کی نیکیوں میں **700** گنا اضافہ کر دیا گیا ہے، یہ جو خرچ کیا کرتے تھے وہ انہیں اب بھی بہتر اَجر کی صورت میں بعد میں بھی ملتا رہتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جا رہے تھے، جب وہ پھٹ جاتے تو پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں ان سے کوئی کوتاہی نہ برتی جاتی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی، ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے تھے۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے اور پیچھے کاغذ کے پرچے تھے (جن پر وہ حقوق لکھے تھے جو ان کے ذمہ تھے) وہ ضریع، زقوم (یعنی جہنم کے نہایت کڑوے درخت) اور جہنم کے پتھر اس طرح چرتے تھے جیسے چوپائے چرتے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور **اللہ** عزوجل نے ان پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی **اللہ** عزوجل اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ، الحدیث:۱۱٤۵،ج۱،ص۳۶۶)

﴾21﴿...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خشکی اور تری میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ روک لینے کی وجہ سے ہوتا ہے، زکوٰۃ روک لینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۱۱٤۶/٤۷،ج۱،ص۳۶۷)

﴾22﴿......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ یا زکوٰۃ جس مال میں بھی مل جائے اسے برباد کر دیتا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، الحدیث:۳۵۲۲،ج۳،ص۲۷۳)

مراد یہ ہے کہ جس مال کا صدقہ ادا نہ کیا جائے وہ صدقہ اس مال کو برباد کر دیتا ہے اس کی دلیل گذشتہ حدیثِ پاک

ہے یا یہ مراد ہے کہ جو غنی ہونے کے باوجود زکوٰۃ لے کر اسے اپنے مال کے ساتھ ملا لے وہ صدقہ اس مال کو تباہ کر دے گا یہ تشریح امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیان فرمائی ہے۔

﴿23﴾......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن لوگوں پر نماز ظاہر کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ رکھی گئی تو وہ اسے کھا گئے وہی لوگ منافق ہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ، الحدیث:۱۱۴۹، ج۱، ص۳۶۸)

﴿24﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں **اللہ** عزوجل ان سے بارش روک لیتا ہے۔'' (المستدرک، کتاب الجھاد، باب مانقض قوم العھد......الخ، الحدیث: ۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱)

﴿25﴾......ایک صحیح روایت میں ہے: ''جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے **اللہ** عزوجل انہیں قحط سالی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۶۷۸۸، ج۵، ص۱۲۳)

﴿26﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے گروہ مہاجرین! پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے تو تم پر مصیبتیں نازل ہوں گی، میں **اللہ** عزوجل سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ: (۱) جب بھی کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے تو ان میں ایسے امراض پھوٹ پڑے جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھے (۲) جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو ان کی پکڑ قحط سالی، سخت تکلیف اور حکمرانوں کے ظلم سے کی گئی (۳) جن لوگوں نے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دی ان سے آسمان کی بارش روک لی گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی (۴) جن لوگوں نے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا عہد توڑا ان پر غیر قوم سے دشمن کو مسلط کر دیا گیا تو اس نے ان کا مال چھین لیا اور (۵) جس قوم کے حکمرانوں نے **اللہ** عزوجل کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے **اللہ** عزوجل نے ان کے درمیان آپس کے جھگڑے ڈال دیئے۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۱۹، ص۲۷۱۸)

﴿27﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''پانچ چیزیں پانچ چیزوں کا سبب ہیں۔'' عرض کی گئی یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! پانچ چیزوں کے پانچ چیزوں کا سبب ہونے سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) جس قوم نے عہد توڑا تو اس پر اُس کے دشمن کو مسلط کر دیا گیا (۲) جس قوم کے حکمرانوں نے **اللہ** عزوجل کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے تو اُس میں موت پھیل گئی (۳) جس قوم نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اُس سے بارش روک لی گئی اور (۴) جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو اُس سے سبزہ کو روک لیا گیا اور اُسے قحط سالی نے آلیا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ......الخ، الحدیث:۱۱۵۱، ج۱، ص۳۶۹)

(نوٹ: یہاں پراس حدیثِ پاک میں ۵ کی بجائے ۴ قوموں کا تذکرہ ہے شاید کتابت کی غلطی ہے)

﴿28﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں نازل ہونے والے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ۱۰، التوبۃ:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: ''جب مال جمع کر کے رکھنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو داغا جائے گا تو کوئی درہم دوسرے درہم سے اور کوئی دینار دوسرے دینار سے نہ چھوئے گا بلکہ اس کے جسم کو اتنا وسیع کر دیا جائے گا کہ اس پر ہر درہم و دینار کو رکھا جا سکے۔''
(تفسیر الدرالمنثور، تحت الآیۃ:۳۵ (یوم یحمی علیھا......الخ) ج٤، ص١٧٩، مفهومًا)

وضاحت: اللّٰہ عزوجل نے اس شخص کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغنے کے ساتھ اس لئے مخصوص فرمایا کہ بخیل مالدار جب کسی فقیر کو دیکھتا ہے تو ترش روئی دکھاتا ہے اور اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور وہ اس سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے پھر جب فقیر اس کے قریب آتا ہے تو وہ اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے لہٰذا ان اعضاء کو داغ کر سزا دی جائے گی تا کہ عمل کی سزا اسی کی جنس سے ہو۔''

﴿29﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے مالِ حلال کمایا اور زکوٰۃ روک لی تو یہ (روکا ہوا) مال حلال مال کو بھی گندا کر دے گا اور جس نے مالِ حرام کمایا تو زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اسے پاک و حلال نہ کرے گی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:٩٥٩٦، ج٩، ص٣١٩)

﴿30﴾......حضرت سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں قریش کے کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سخت بالوں، کُھر درے لباس اور بارُعب صورت والے ایک شخص نے ان کے قریب آ کر سلام کیا پھر کہا: ''خزانے جمع کر کے رکھنے والوں کو جہنم میں دہکائے ہوئے پتھر کی بشارت دے دو، جسے ان میں سے کسی کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا تو وہ اس کی پیٹھ سے نکل جائے گا اور اس کی پیٹھ پر رکھا جائے گا تو وہ اس کے چھاتی کی نوک سے نکلے گا'' یہ کہہ کر وہ شخص کانپنے لگا پھر پلٹ کر ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا، میں بھی اس کے پیچھے چل دیا اور اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے، پھر میں نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ لوگوں نے آپ کی بات کا برا منایا ہے۔'' اس نے کہا: ''میرے خلیل نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا: ''یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے پوچھا: ''آپ کے خلیل کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''نبئ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' (پھر مجھ سے پوچھا) ''کیا تمہیں اُحد پہاڑ نظر آ رہا ہے؟'' میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہ گیا

ہے، میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے اپنے کسی کام بھیجیں گے، (یہ سوچ کر) میں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' تو اس نے کہا: ''میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں تین دیناروں کے علاوہ سب کچھ خرچ کر دوں اور بے شک یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے، یہ دنیا جمع کرنے میں مصروف ہیں، خدا عزوجل کی قسم! میں ان سے دنیا نہیں مانگوں گا اور نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل سے ملاقات کرلوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب ماادّی زکاتہ فلیس ......الخ، الحدیث:۱۴۰۷/۱۴۰۸، ص۱۱۰)

﴿31﴾......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں ہے: ''خزانے جمع کر کے رکھنے والوں کو بشارت دے دو کہ ان کی پیٹھ پر داغے جانے سے وہ خزانہ ان کے پہلوؤں سے نکلے گا اور کنپٹیوں پر داغے جانے سے ان کی پیشانیوں سے نکلے گا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''پھر وہ جھک کر بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' لوگوں نے مجھے بتایا: ''یہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' میں نے ان کے پاس جا کر پوچھا: ''ابھی میں نے آپ کو جو بات کہتے سنا وہ کیا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تو وہی بات کہی ہے جسے میں نے ان کے رسول اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنا تھا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطیہ (یعنی تحفہ) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''لے لو کیونکہ آج یہ معونت (یعنی امداد) ہے، پھر جب یہ تمہارے دِین کی قیمت بننے لگے تو اسے چھوڑ دینا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکنازین للاموال ......الخ، الحدیث: ۲۳۰۷، ص۸۳۵)

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے:

﴿32﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زکوٰۃ اِسلام کا پل ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل التشدید علی من منع الزکاۃ، الحدیث: ۳۳۱۰، ج۳، ص۱۹۵)

صدقہ مریضوں کی دوا ہے:

﴿33﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زکوٰۃ کے ذریعے اپنے اموال کی حفاظت کرو، صدقے کے ذریعے اپنے مریضوں کی دوا کرو اور مصیبت کے لئے دعا کو تیار رکھو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۹۶، ج۱۰، ص۱۲۸)

﴿34﴾......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو بے شک اپنی ذمہ داری پوری کردی۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء اذا ادیت الزکاۃ......الخ، الحدیث: ۶۱۸، ص۱۷۰۶)

مال کا شر دور ہو جاتا ہے:

﴿35﴾...... دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو بے شک اس کے شر کو خود سے دور کر دیا۔'' (المستدرک، کتاب الزکاۃ، باب التغلیظ فی......الخ، الحدیث:۱۴۷۹، ج۲، ص۸)

صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے:

﴿36﴾...... رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، الحسن بن عبدالرحمن......الخ، الحدیث:۴۷۰، ج۳، ص۱۹۰)

زکوٰۃ اور کنز:

﴿37﴾...... خاتمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کردی گئی وہ کنز (یعنی خزانہ) نہیں اگرچہ زمین کے نیچے دفن ہو اور ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی وہ کنز ہے اگرچہ دفن نہ ہو۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاۃ، باب تفسیر الکنزالذی ورد......الخ، الحدیث:۷۲۳۳، ج۴، ص۱۴۰)

صدقہ، مال میں کمی نہیں کرتا:

﴿38﴾...... سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور **اللہ** عزَّوجلَّ درگزر کرنے والے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو **اللہ** عزَّوجلَّ کے لئے تواضع کرتا ہے **اللہ** عزَّوجلَّ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو......الخ، الحدیث:۶۵۹۲، ص۱۱۳۰)

آگ کے کنگن:

﴿39﴾...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں دو عورتیں حاضر ہوئیں، انہوں نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ **اللہ** عزَّوجلَّ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہرگز نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی زکاۃ الحلی، الحدیث:۶۳۷، ص۱۷۰۹)

﴿40﴾...... ایک روایت میں یوں ہے: ''کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتیں کہ **اللہ** عزَّوجلَّ تمہیں آگ کے کنگن پہنا دے، ان کی

زکوٰۃ ادا کیا کرو۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث اسماء ابنة یزید،الحدیث: ٢٧٦٨٥،ج ١٠،ص ٤٤٦)

امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کی یہی تاویل ہے:

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝ (پ١٠،التوبۃ:٣٥)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جھنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

ایک کنگن بھی جہنم میں لے جاسکتا ہے:

﴿41﴾......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے زینت اختیار کرتی ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہیں جہنم کے لئے کافی ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ،باب الکنزما هو وزکاه الحلی ،الحدیث:١٥٦٥،ص ١٣٣٨)

آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں:

﴿42﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت سونے کا ہار پہنتی ہے قیامت کے دن اس کے گلے میں ویسا ہی آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی (اور اُن کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گی) تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں ویسی ہی آگ کی بالیاں ڈالی جائیں گی۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ٤٢٣٨،ص ١٥٣١)

﴿43﴾......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کا چھلا پہنایا جائے تو وہ اسے سونے کا چھلا پہنائے اور جو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کا ہار پہنایا جائے تو وہ اُسے سونے کا ہار پہنائے اور جو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کے کنگن پہنائے جائیں تو وہ اُسے سونے کے کنگن پہنائے لیکن تم مردوں کے لئے چاندی جائز ہے پس اسے استعمال کرو۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ٤٢٣٦،ص ١٥٣٠)

ہمارے (یعنی شوافع) کے نزدیک یہ اوران کی ہم معنی دوسری احادیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کے لئے زیورات ابتدائے اسلام میں حرام تھے، پھران زیورات پرزکوٰۃ واجب ہوئی یاان سے مراد یہ ہے کہ عورتیں بہت زیادہ زیورات استعمال کرتیں تھیں اور جب زیورات میں (نصاب کو پہنچنے والی) زیادتی ہوتواس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔[1] اسی طرح اگران زیورات کا استعمال مکروہ ہوتو یہی حکم ہے مثلاً آرائش کے لئے چھوٹی چیز بنانا یاکسی ضرورت کے تحت بڑی چیز بنانا۔

﴿44﴾......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) زبردستی مسلّط ہوجانے والاحکمران (۲) وہ مال دار جواپنے مال سے **اللہ** عزوجل کا حق ادانہیں کرتا اور (۳) متکبر فقیر۔'' (المصنف لابن ابی شیبة ، کتاب الاوائل،باب اول مافعل و من فعله،الحدیث:۲۳۷،ج۸،ص ۳۵۱)

﴿45﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''جس کے پاس اتنامال ہو کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج کر سکے اورحج نہ کرے یااس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے اوروہ اس مال کی زکوٰۃ ادانہ کرے تووہ موت کے وقت واپسی کی تمنا کرے گا۔'' ایک شخص نے کہا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما! **اللہ** عزوجل سے ڈریں، واپسی کی تمنا تو کفار کریں گے۔'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہمانے ارشادفرمایا: ''میں ابھی تمہیں قرآن کریم سناتا ہوں، **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّارَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۝ (پ۲۸،المنافقون:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کروقبل اس کے کہ تم میں کسی کوموت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتااورنیکوں میں ہوتا۔

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن ، باب سورة المنافقون،الحدیث: ۳۳۱۶،ص۱۹۹۱)

منقول ہے کہ تابعین کی ایک جماعت حضرت سیدنا ابوسنان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیارت کے لئے گئی، جب یہ جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوکر بیٹھ گئی توانہوں نے ارشادفرمایا: ''ہمارے ساتھ چلوہم اپنے ایک پڑوسی سے ملنے جارہے ہیں، اس کے بھائی کا انتقال ہوگیاہےاس سے تعزیت بھی کرلیں گے۔'' محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہم ان کے ساتھ

---

[1] احناف کے نزدیک: ''سونا، چاندی جب کہ بقدر نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونایاساڑھے باون تولے چاندی) ہوں توان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہےخواہ ان کا استعمال جائز ہوجیسے عورت کے لئے زیوریامرد کے لئے چاندی کی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ایک انگوٹھی یاان کا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ کہ ان کا استعمال مردوعورت سب کے لئے حرام ہے۔'' (بہارشریعت، ج۱ ،حصہ۵،ص ۲۰)

چل دیئے جب اس شخص کے پاس پہنچے تو اسے اپنے بھائی پر بہت زیادہ گریہ وزاری کرتے اور روتے ہوئے پایا، ہم اس سے تعزیت کرنے لگے اور تسلی دینے لگے مگر اس پر تعزیت اور تسلی کا کوئی اثر نہ ہوا ہم نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ موت سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں! مگر میں تو اس عذاب پر رو رہا ہوں جو میرے بھائی کو صبح وشام ہوتا ہے۔'' ہم نے پوچھا: ''کیا **اللہ** عزوجل نے تمہیں غیب پر مطلع فرمایا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں! مگر جب میں نے اسے دفنایا اور قبر کی مٹی برابر کر دی اور لوگ واپس پلٹ آئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا، اچانک اس کی قبر سے یہ آواز آئی وہ کہہ رہا تھا: ''آہ! لوگ عذاب کا سامنا کرنے کے لئے مجھے تنہا چھوڑ گئے حالانکہ میں روزے رکھتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔'' پھر وہ شخص کہنے لگا: ''اس کی بات نے مجھے رلا دیا، پھر میں نے اس کی حالت دیکھنے کے لئے قبر سے مٹی ہٹائی تو قبر میں آگ کو دہکتے ہوئے پایا اور اس کی گردن میں آگ کا طوق دیکھا تو بھائی کی محبت مجھ پر غالب آ گئی میں نے وہ طوق اس کے گلے سے نکالنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا۔'' پھر اس شخص نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا پھر اس نے بتایا: ''میں نے اس پر مٹی ڈالی اور لوٹ آیا، اب میں اس کے حال پر کیوں نہ رؤوں اور غم کیوں نہ کروں۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارا بھائی دنیا میں کون سا عمل کیا کرتا تھا؟'' تو اس نے بتایا: ''**وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔**'' ہم نے کہا: ''یہ واقعہ تو **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کی تصدیق ہے:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (پ۴، آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

جبکہ تمہارے بھائی کو اس کی قبر ہی میں قیامت تک کے لئے عذاب شروع ہو گیا۔'' پھر ہم اس کے پاس سے لوٹ کر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس شخص کا قصہ سنا کر عرض کی: ''یہودی یا نصرانی مرتا ہے تو ہمیں اس پر کوئی عذاب نظر کیوں نہیں آتا؟'' انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں جبکہ **اللہ** عزوجل مؤمنین کا عذاب تمہیں اس لئے دکھاتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو، **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝ (پ۷، انعام:۱۰۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔

(کتاب الکبائر للامام الذھبی، الکبیرۃ الخامسۃ، باب منع الزکاۃ، ص۳۹)

﴿46﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل زندگی میں **بُخل** اور موت کے وقت سخاوت کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الھمزۃ، الحدیث:۱۸۵۷، ص۱۱۵)

﴿47﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں **بُخل** پر آمادہ کیا تو وہ **بُخل** کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح، الحدیث:۱۶۹۸، ص۱۳۴۹)

﴿48﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو خصلتیں مؤمن میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں وہ بخل اور بداخلاقی ہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی البخل من الاکمال، الحدیث:۱۹۶۲، ص۱۸۴۹)

﴿49﴾......نبیٔ مکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بدترین ہیں وہ لوگ جن سے **اللّٰہ** عزوجل کے نام پر مانگا جائے اور وہ نہ دیں۔'' (التاریخ الکبیر للبخاری، باب الالف، الحدیث:۱۱۴۹، ج۱، ص۳۴۰)

﴿50﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی سب سے بدتر خامی شدید بخل اور اِنتہائی بزدلی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اول، کتاب الجھاد، باب فی الجرأۃ والجبن، الحدیث:۲۵۱۱، ص۱۴۰۹)

﴿51﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچی آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(معجم الاوسط، الحدیث:۴۰۶۶، ج۳، ص۱۲۵)

﴿52﴾......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس اُمت کے پہلے لوگ دنیا سے بے رغبتی اور یقین کے سبب بھلائی پر ہیں جبکہ اس اُمت کے آخری لوگ بخل اور خواہشات کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۵۰، ج۵، ص۳۷۲)

﴿53﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سخی کا کھانا دوا اور لالچی کا کھانا بیماری ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الطاء، الحدیث:۵۲۵۸، ج۲، ص۳۲۵)

﴿54﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل نے اس بات پر قسم یاد فرمائی ہے کہ جنت میں کوئی بخیل داخل نہ ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۸۲، ج۳، ص۱۸۱)

﴿55﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام نے کسی چیز کو اتنا نہیں مٹایا جتنا **بُخل** کو مٹایا ہے۔''
(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند انس بن مالك، الحدیث: ٣٤٧٥، ج٣،ص٢٣٧)

﴿56﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جنہوں نے سینے سے لے کر پنڈلیوں تک لوہے کی زرہ پہن رکھی ہو، صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو وہ زِرہ اس کے جسم پر پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے پوروں کو بھی ڈھانپ دیتی ہے اور اس کے تابع رہتی ہے، جبکہ بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زِرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے اور وہ شخص اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔''
(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ،باب مثل البخیل و المتصدق،الحدیث:١٤٤٣،ص١١٣)

حدیثِ پاک کی شرح:

یعنی وہ زرہ خرچ کرنے سے بڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو چھپا لیتی ہے بصورت دیگر ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے تو وہ اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر پاتا زرہ یا پھر ایک اور روایت کے مطابق لباس سے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مراد **اللہ** عزوجل کی نعمتیں اور رزق ہے، لہٰذا خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو اس کی نعمتوں میں وسعت آجاتی ہے اور فراخی حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ نعمتوں میں پوری طرح چھپ جاتا ہے اور بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کا حرص، لالچ اور مال میں کمی کا خوف اسے روک دیتا ہے لہٰذا اس رکاوٹ کے باوجود نعمتوں اور مال میں اضافے کی تمنا سے صرف اس کی تنگی ہی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی کوئی ایسی چیز نہیں چھپائی جاتی جسے چھپانے کی وہ خواہش کرتا ہے۔

﴿57﴾...... نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''اس اُمت کے پہلے لوگ یقین اور زہد کے ذریعے نجات پائیں گے جبکہ آخری لوگ بخل اور خواہشات کے سبب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔''
(فردوس الاخبارللدیلمی،باب النون،الحدیث:٧١٠٦،ج٢،ص٣٧٤)

ہلاکت میں مبتلا ہونے والا شخص:

﴿58﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت و بربادی ہے، مکمل بربادی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے عیال کو بھلائی میں چھوڑے اور اپنے رب عزوجل کے پاس برائی سے حاضر ہو۔''
(فردوس الاخبارللدیلمی،باب الواؤ،الحدیث:٧٤٦٥،ج٢،ص٤٠٨)

﴿59﴾......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں: (۱) بخل اور (۲) جھوٹ۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۸۸، ج۳، ص ۱۸۱)

﴿60﴾......حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سردار بخیل نہیں ہوسکتا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۳۸۹، ج۳، ص ۱۸۱)

بخل سے نجات کا ذریعہ:

﴿61﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی ضیافت کی اور ناگہانی آفت میں عطیہ دیا وہ **بُخْل** سے آزاد ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۹۶، ج۴، ص۱۸۸)

﴿62﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی دو خصلتیں جوان رہتی ہیں: (۱) مال کی حرص اور (۲) لمبی عمر کی حرص۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھة الحرص علی ......الخ، الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۸۴۲)

﴿63﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہی رہتا ہے (۱) زندگی اور (۲) مال کی محبت۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۱۰، ص ۸۴۲)

﴿64﴾......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ نفسانی خواہشات اور لمبی امیدوں کا خوف ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، احادیث علی بن ابی علی اللھبی ۳۷۶، ج۶، ص ۳۱۶)

﴿65﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سچے حاجت مند سائل کی خاطر اسی طرح ناراض ہوتا ہے جیسے اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۹۸، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿66﴾......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**بُخْل** سے بچتے رہو کیونکہ **بُخْل** نے جب ایک قوم کو اُکسایا تو انہوں نے اپنی زکوٰۃ روک لی اور جب مزید اُکسایا تو انہوں نے رشتہ داریاں توڑ ڈالیں اور جب مزید اُکسایا تو وہ خونریزی کرنے لگے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۱، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿67﴾......سیّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پچھلی قوموں کو لالچ ہی نے ہلاکت میں ڈالا، لالچ نے انہیں جھوٹ پر اُبھارا تو وہ جھوٹ بولنے لگے اور جب لالچ نے ظلم پر اُبھارا تو ظلم کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو قطع رحمی کرنے لگے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۲، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿68﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**بُخل** کے **10** حصے ہیں، ان میں سے **9** حصے فارس (یعنی ایران) میں جبکہ ایک حصہ دیگر لوگوں میں ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، حرف الباء، الحدیث: ۱۰۱۱۹، ج۴، ص۵۲)

﴿69﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''لوگ کہتے ہیں یا تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے: ''لالچی انسان ظالم سے زیادہ دھوکے باز ہوتا ہے اور **اللہ** عزوجل کے نزدیک لالچ سے بڑا ظلم کون سا ہے، **اللہ** عزوجل اپنی عزت وجلال اور عظمت کی قسم اس بات پر فرماتا ہے کہ جنت میں کوئی بخیل یا لالچی داخل نہیں ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث: ۷۴۰۴، ج۳، ص۱۸۲)

﴿70﴾......محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ملامت کو پیدا فرمایا تو اسے بخل اور مال سے ڈھانپ دیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۷، ج۳، ص۱۸۳)

﴿71﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

(سنن النسائی، کتاب الجھاد، باب فضل من عمل فی......الخ، الحدیث: ۳۱۱۲، ص۲۲۸۷)

﴿72﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مؤمن بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالغفور بن عبدالعزیزابو الصباح الواسطی، الحدیث: ۱۴۸۱، ج۷، ص۲۱)

﴿73﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابنِ آدم! تُو جب تک زندہ رہا **بُخل** کرتا رہا اور جب تیری موت کا وقت آیا تو اپنا مال لٹانے لگا، دو خصلتوں کو جمع نہ کر: (۱) زندگی میں برائی اور (۲) موت کے وقت بھی برائی، بلکہ اپنے ان رشتہ داروں کی طرف دیکھ جو محروم ہیں اور وارث نہیں بنتے، لہٰذا ان کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کر۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث: ۷۴۱۳، ج۳، ص۱۸۳)

تنبیہات

تنبیہ 1:

زکوۃ ادا نہ کرنے کو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجماع کی وجہ سے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے کیونکہ گذشتہ بیان کردہ احادیث

مبارکہ میں اس پر شدید وعید آئی ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظاہری مفہوم یا وضاحت یہ ہے کہ منع زکوٰۃ میں قلیل وکثیر کا کوئی فرق نہیں مگر آئندہ غصب کے بیان میں آئے گا کہ یہ چوری کے نصاب کے ساتھ مقید ہے، ایک قول یہ ہے کہ منع زکوٰۃ میں بھی اسی قید کا احتمال ہے مگر یہ ایسی قید ہے جس کی کوئی سند نہیں۔

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں! اگر غصب کے بارے میں آنے والے بیان کو تسلیم کرلیا جائے تب بھی ہم یہاں پر اس کے قائل نہیں کیونکہ زکوٰۃ مالک کے سپرد ہوتی ہے لہٰذا اگر قلیل زکوٰۃ روکنے کو کبیرہ نہ قرار دے کر اسے رخصت دے دی جائے تو یہ (رخصت) اسے پوری زکوٰۃ روکنے کی طرف لے جائے گی جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خمر (یعنی انگوری شراب) کا ایک قطرہ بھی پینا کبیرہ گناہ ہے حالانکہ اس سے نشہ نہ ہونا متحقق ہے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس کی قلت اس کی کثرت کی طرف لے جاتی ہے، لہٰذا اس اِمکان کو مکمل طور پر ختم کردیا گیا، اسی طرح مال کی کثرت کو نفس کا پسند کرنا بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر قلیل میں اسے سہولت دی گئی تو وہ اسے کثیر زکوٰۃ روک لینے کا ذریعہ بنالے گا، لہٰذا واضح ہوگیا کہ یہاں قلیل و کثیر زکوٰۃ روک لینے میں کوئی فرق نہیں جبکہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد اس میں بلاعذر تاخیر کرنے کو کبیرہ گناہ میں شمار کرنا حضرت سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے واضح ہے کہ ''صدقہ کو مؤخر کرنے والے ان بدبختوں میں سے ہیں جن پر **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔''

اسی لئے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر جزم فرمایا ہے۔

تنبیہ2: عورتوں کے سونے کے زیورات پہننے پر گذشتہ شدید وعیدوں کے جوابات

بہت سی احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے سونے کے زیورات پہننے پر شدید وعیدیں گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں جن کے چند جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)......عورتوں کے لئے سونے کے زیورات کا جواز ثابت ہونے سے یہ احادیثِ مبارکہ منسوخ ہوگئیں۔

(۲)...... یہ حکم ان کے لئے ہے جو ان زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں مگر جو ان کی واجب زکوٰۃ ادا کرتی ہیں۔ان کے لئے یہ حکم نہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا اسی پر عمل ہے اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں ان کی پیروی کی اور ابن منذر نے بھی اسی مؤقف کو اختیار کیا جبکہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے بعد کے ائمہ مثلاً حضرت سیدنا امام مالک، حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اور حضرت سیدنا امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ زیورات میں زکوٰۃ کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''آیات کا ظاہری معنی اس پہلی جماعت کے مؤقف پر دلیل ہے کہ جس نے زیورات میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا اور احادیثِ مبارکہ بھی اسی مؤقف کی تائید کر رہی ہیں جبکہ جن حضرات نے زکوٰۃ کو ساقط قرار دیا ہے انہوں نے قیاس اور غور وفکر کو اختیار کیا اور ان کے پاس ایک حدیثِ پاک بھی ہے جبکہ احتیاط زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہے۔''

(۳)...... یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے جو زیورات سے زینت حاصل کریں اور اسے غیر مردوں پر ظاہر کریں اس کی دلیل ابو داؤد و نسائی شریف کی حدیثِ پاک ہے:

﴿74﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے اور اسے ظاہر کرے اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الذھب للنساء،الحدیث:۴۲۳۷،ص ۱۵۳۱)

البتہ یہ بات بھی درجہ صحت تک پہنچ چکی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے عیال کو زیورات اور ریشم پہننے سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے:

﴿75﴾...... ''اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پسند کرتی ہو تو دنیا میں یہ دونوں چیزیں ہرگز نہ پہنو۔''

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ،باب لبس الحریر،الحدیث: ۶۵۷۲،ج۴،ص۵۶)

(۴)......ممانعت کا سبب اس سلسلہ میں وارد ہونے والی شدید وعید ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اسراف میں ڈال دینے والی چیز سونے چاندی کو حرام کر دیتی ہے۔

تنبیہ3: بُخل کی تعریف اور اس کی مثالیں

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں **بُخل** کی مذمت اور اس کی آفات ونقصانات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ شرع میں **بُخل** زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو کہتے ہیں اور پھر ہر واجب کو بھی زکوٰۃ کے ساتھ ملا دیا گیا یعنی واجب کی عدم ادائیگی **بُخل** ہے، لہٰذا جو زکوٰۃ روک لے وہ بخیل ہے اور اسے وہی سزا ملے گی جو احادیثِ مبارکہ میں گزر چکی ہے۔

بخیل کی مختلف تعریفات:

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''ایک قوم نے **بُخل** کی تعریف واجب کی عدم ادائیگی سے کی ہے۔ لہٰذا

ان کے نزدیک جو شخص خود پر واجب حقوق ادا کر دے وہ بخیل نہ کہلائے گا مگر یہ تعریف کافی نہیں کیونکہ جو شخص گوشت یا روٹی قصاب یا نانبائی کو رتی بھر کمی کی بناء پر لوٹا دے اسے بالاتفاق بخیل شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح قاضی نے کسی شخص کے مال میں سے اس کے اہل وعیال کے لئے نفقہ مقرر کیا پھر اگر اہلِ خانہ اس کے مال میں سے ایک لقمہ یا کھجور کھالیں اور یہ شخص ان پر اس سلسلہ میں تنگی کرے تو یہ بھی بخیل کہلائے گا اور کسی شخص کے پاس روٹی رکھی ہو پھر کوئی شخص اس سے ملنے آئے اور اسے گمان ہو کہ وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائے گا تو اس خوف سے وہ اس سے روٹی چھپالے تو وہ بھی بخیل کہلائے گا۔''

دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بخیل وہ شخص ہے جس پر ہر قسم کا عطیہ دینا گراں گزرتا ہے مگر یہ بات قاصر ہے کیونکہ اگر **بُخل** سے ہر عطیہ کا گراں گزرنا مراد لے لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ بہت سے بخیلوں پر رتی بھر یا اس سے زیادہ عطیہ دینا گراں نہیں گزرتا تو یہ بات **بُخل** میں رخنہ نہیں ڈالتی۔''

جُود کی تعریف میں مختلف اقوال:

اسی طرح حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا جود وسخاوت کی تعریف میں بھی اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے: ''**جُود** احسان کر کے نہ جتلانے اور دیکھے بغیر مدد کرنے کو کہتے ہیں۔'' ایک قول یہ ہے: ''سوال کے بغیر عطا کرنا **جُود** کہلاتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے: ''سائل سے خوش ہونا اور ممکنہ حد تک عطا کرنا **جُود** کہلاتا ہے۔'' جبکہ ایک قول یہ بھی ہے: ''اس خیال سے عطا کرنا کہ میں اور میرا مال **اللہ** عزوجل ہی کا ہے **جُود** کہلاتا ہے۔'' یہ تمام تعریفیں **بُخل** اور **جُود** کی حقیقت کا احاطہ نہیں کرتیں۔

لہٰذا حق یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا **بُخل** ہے اور جہاں خرچ نہ کرنا واجب ہو وہاں خرچ کرنا **فضول خرچی اور اسراف** ہے اور ان دونوں کی درمیانی صورت قابلِ تعریف ہے اور یہی وہ صورت ہے جسے **جُود** سے تعبیر کرنا چاہیے، کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سخاوت ہی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا۝ (پ۱۵، الاسراء: ۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔

﴿۲﴾

وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا (پ۱۹، الفرقان: ۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔

لہٰذا **جُود** زیادتی وکمی اور حد سے زیادہ تنگی وکشادگی کی درمیانی کیفیت کا نام ہے اور اس کا کمال یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں کوئی غرض نہ پائے یعنی بے غرض ہو کر عطا کرے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے دل کو ایسی جگہ خرچ کرنے پر مائل کرے جہاں خرچ کرنا قابلِ تعریف ہو خواہ وہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو یا قابلِ مروت وعادت ہو، لہٰذا سخی وہ ہے جو ایسی جگہ خرچ کرنے سے نہ رکے ورنہ وہ بخیل کہلائے گا مگر واجبِ شرعی کو روک لینے والا مثلاً زکوٰۃ یا اہل وعیال کے نفقہ کو روک لینے والا مروّۃً واجب ہونے والے حق مثلاً کم قیمت اشیاء میں تنگی کرنے والے سے زیادہ برا ہے اور اس کی برائی اموال واشخاص کی تبدیلی سے مختلف ہو جاتی ہے، لہٰذا مال دار، پڑوسی، اہل خانہ اور دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ان کی اضداد سے ایسا سلوک کرنے سے زیادہ برا ہے۔

بُخل کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کی صورت میں انسان مشروع اور مروّت کے واجبات ادا کرتا رہے، پھر ان بھلائی کی جگہوں پر مال خرچ کرنا بند کر دے تاکہ وہ کسی مصیبت کے لئے مال کو بچا کر رکھ سکے نیز اپنے لئے **اللّٰہ** عزوجل کے تیار کردہ ثوابات، اعلیٰ درجات اور پسندیدہ مراتب پر فانی اغراض کو ترجیح دے تو یہ شخص بہت بڑا بخیل ہے، مگر یہ معاملہ عقل مندوں کے نزدیک ہے عام مخلوق کے نزدیک نہیں کیونکہ وہ پریشانی کے وقت کے لئے مال جمع کر کے رکھنے کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے پڑوسی فقیر کو محروم کرنے کو اس شخص کا برا عمل خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اس کی قباحت مال کی مقدار اور فقیر کی حاجت ومدد کی زیادتی کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، پھر وہ شخص ان دونوں واجبات کی ادائیگی کرنے سے **بُخل** سے بری ہو جائے گا لیکن اس کے لئے جود وسخا کی صفت اس وقت تک ثابت نہ ہوگی جب تک وہ فضیلت کے حصول کے لئے، نہ کہ تعریف یا خدمت یا بدلے کے لئے، ان دونوں جگہوں پر واجب حق سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس کے لئے اس صفت کا ثبوت اس کی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ خرچ کرنے پر ہوگا۔

تنبیہ4: بخل کا سبب

جو شخص اپنے دین اور عزت کی حفاظت کا ارادہ رکھتا ہو اس پر **بُخل** کے مہلکات سے ڈرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کا سبب اور علاج معلوم ہو، اس کا سبب یا تو مال کی ایسی محبت ہے

جو لمبی امید کے ساتھ ساتھ ان خواہشات کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جن کی تکمیل مال ہی کے ذریعے ہوسکتی ہے کیونکہ جسے یہ معلوم ہوجائے کہ ایک دن کے بعد اس کا انتقال ہوجائے گا اس میں **بُخل** کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا، یا پھر **بُخل** مال کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ جسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کے پاس کفایت سے زائد مال ہے اگر وہ طبعی عمر تک زندہ رہے اور شاہ خرچیاں کرتا رہے اور اس کا وارث بھی کوئی نہ ہو اور اس کے باوجود **بُخل** کرے اور زکوٰۃ روکے پھر اس خزانے کو، یہ جاننے کے باوجود کہ مجھے مرنا ہے، زمین میں دفن کردے بلکہ بعض اوقات موت کے وقت اسے نگل جائے تو اس عارضے کا علاج بہت مشکل بلکہ محال ہے۔

بخل کا علاج:

(۱)...... پہلے عارضے یعنی خواہشات کی محبت کا علاج بقدرِ کفایت رزق پر قناعت اور صبر کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

(۲)......لمبی امیدوں کا علاج موت کو کثرت سے یاد کرنے اور اطراف میں واقع ہونے والی اموات اور ان کے مال جمع کرنے کی مشقت اور پھر ان کے بعد اس مال کے قبیح گناہوں میں ضائع ہونے میں غور وفکر کرنے سے ممکن ہے۔

(۳)......اولاد کی طرف توجہ کا علاج گذشتہ صفحات میں بیان کردہ اس حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھنے سے ممکن ہے جس میں صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک بدترین آدمی وہ ہے جو اپنے ورثاء کو خوشحالی میں چھوڑ کر مرے اور اپنے رب عزوجل کے پاس برائی کے ساتھ حاضر ہو۔''

(فردوس الاخبار، باب الواؤ، الحدیث: ۷۴۶۵، ج ۲، ص ۴۰۸، بتغیر)

نیز اگر وہ یہ بات پیشِ نظر رکھے کہ **اللہ** عزوجل نے اس کی اولاد کے لئے رزق مقرر فرمادیا ہے اس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی۔ بہت سے لوگ جن کے والدین ان کے لئے ایک پائی بھی چھوڑ کر نہیں مرتے پھر بھی وہ غنی ہوجاتے ہیں اور بہت سے لوگ جن کے والدین خزانے چھوڑ کر مرتے ہیں جلد ہی فقیر بن جاتے ہیں۔

(۴)......اسی طرح بخیلوں کے احوال میں غور وفکر کرے کہ وہ کس طرح **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں مبتلا اور ہر بھلائی سے دور ہیں، اسی وجہ سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اس قسم کے افراد کو برا سمجھتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بخیل لوگ دوسروں کے کثرتِ بخل کو بھی برا سمجھتے ہیں جبکہ بخیل اپنے ساتھیوں کو بوجھ سمجھتا ہے اور اس بات سے غافل رہتا ہے کہ وہ خود بھی لوگوں کے دلوں پر اتنا ہی گراں اور ان کے نزدیک اتنا ہی برا ہے جتنا دوسرے بخیل اس کے نزدیک ہیں۔

(۵)......ان منافع پر غور کرے جن کی وجہ سے وہ مال جمع کررہا ہے، لہٰذا بقدرِ حاجت مال جمع کرے اور زائد مال کو **اللہ** عزوجل

کے پسندیدہ کاموں میں صرف کرکے اس کے پاس اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کرے۔

جوان ادویہ (دوا کی جمع) میں غور کرے گا اس کی فکر چمک اٹھے گی، اسے شرح صدر حاصل ہوگا اور وہ اپنی استعداد کے مطابق **بُخل** اور اس کی تمام انواع یا بعض انواع سے پہلوتہی اختیار کرلے گا اور ایسی صورت میں اسے چاہئے کہ جیسے ہی اس کے دل میں راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے کا خیال آئے فوراً اس پر عمل کر ڈالے کیونکہ بعض اوقات شیطان نفس کو اس خیال سے رک جانے کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔

اسی لئے بعض اکابر کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنے کپڑے صدقہ کرنے کا خیال آیا اس وقت آپ غسل خانے میں تھے، چنانچہ فوراً باہر تشریف لائے اور کپڑے صدقہ کر دیئے پھر واپس لوٹ گئے، پھر جب غسل خانے سے باہر نکلے تو اس کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے خوف ہوا کہ کہیں شیطان میرے ارادے کو متزلزل نہ کردے۔''

بُخل کی صفت بتکلف خرچ کرنے سے ہی زائل ہوتی ہے جیسا کہ عشق، معشوق کے محل کی جانب سفر کرنے سے ہی زائل ہوتا ہے۔

تنبیہ 5:　مال کے فوائد

(۱)...... مال کے کچھ دینی و دنیوی فوائد بھی ہیں اسی لئے **اللہ** عزوجل نے اپنے فرمانِ عالیشان:

اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۨ الْوَصِیَّةُ (پ۲، البقرہ، ۱۸۰)　　ترجمۂ کنز الایمان: اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے۔

میں اسے خیر کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس کے ذریعے اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔

﴿76﴾...... ایک اور روایت میں ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے۔''　(شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل......الخ، الحدیث: ۶۶۱۲، ج۵، ص۲۶۷)

دنیوی اور دینی فوائد:

اس کے دنیوی فوائد تو ظاہر ہیں اور دینی فوائد میں سے سب سے اہم ترین عبادات کا حصول مال کے بغیر ممکن نہیں جیسے حج و عمرہ اور مال ہی کے ذریعے عبادات پر قوت حاصل ہوتی ہے مثلاً کھانے، لباس، رہائش، نکاح اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا حصول وغیرہ کیونکہ دین کی خدمت کے لئے وہی شخص فراغت پا سکتا ہے جو ان امور میں با کفایت ہو حالانکہ (یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ)

عبادت کا حصول جن چیزوں پر موقوف ہو وہ بھی عبادت ہی ہوتی ہیں جبکہ جو مال ضرورت سے زائد ہو وہ دنیا کا حصہ ہے۔

(۲)......دینی فوائد میں سے ایک فائدہ صدقہ کرنا بھی ہے، اس کے فضائل مشہور ہیں اور میں نے اس کے بارے میں ایک کتاب بھی تالیف کی ہے۔

(۳)......اسی طرح اغنیاء کے لئے تحائف اور مہمان نوازی باعثِ فضیلت ہے۔ ان دونوں کے بھی بہت سے فضائل ہیں، نیز ان سے دوستیاں بڑھتی ہیں، سخاوت کی صفت حاصل ہوتی ہے یا شاعر یا بے دین سے عزت کی حفاظت ہوتی ہے۔

﴿77﴾......ایک اور روایت میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس مال کے ذریعے عزت بچائی جائے وہ بھی صدقہ ہے۔'' (سنن دار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۸۷۲، ج۳، ص۳۳)

(۴)......جو شخص تمہارے کام وغیرہ نپٹاتا ہو اس کی اجرت بھی مال ہی سے ادا ہو سکتی ہے کیونکہ اگر تم خود وہ کام سرانجام دیتے تو تمہارے اخروی مصالح فوت ہو جاتے اس وجہ سے کہ تم پر جو علم و عمل اور ذکر و فکر لازم ہے وہ دوسرے کسی شخص سے پورا ہونے کا تصور نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا تمہارا دوسرے کاموں میں وقت صرف کرنا فساد ہی ہے۔

(۵)......عام خیر کے کام مثلاً مسجد بنانا، قلعے یا پل بنانا، راستوں پر پانی کی سبیل بنانا، بیماروں کے لئے اسپتال قائم کرنا وغیرہ اور دیگر خیر کے کام مال ہی کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں، یہ نیکی کے وہ کام ہیں جو موت کے بعد بھی ہمیشہ رہنے والے اور ضرورت کے وقت صالحین کی دعاؤں کو سمیٹنے والے ہیں اور تمہارے لئے اس کی اتنی ہی بھلائی کافی ہے کہ یہ سب مال کے دینی فوائد ہیں جبکہ اس سے جلد حاصل ہونے والے فوائد مزید برآں ہیں مثلاً عزت، خدمتگاروں اور دوستوں کی کثرت، لوگوں کا تعظیم کرنا اور اس کے علاوہ وہ دنیوی فوائد جن کا مال و دولت تقاضا کرتا ہے۔

مال کی آفات:

مال کی دینی و دنیوی آفتیں بھی بہت سی ہیں۔

دینی آفتیں:

(۱)......دینی آفتیں مثلاً مال انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے کیونکہ کسی کا گناہ پر قدرت نہ پانا عصمت میں سے ہے، نفس جب کسی گناہ پر قدرت کا شعور پا لیتا ہے تو اس کے دواعی بھی اس کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس وقت تک قرار نہیں پاتا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔

(۲)...... مال انسان کو مباح لذتوں کی طرف لے جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ انہیں چھوڑنے پر قدرت نہیں پاتا یہاں تک کہ اگر وہ کوشش یا حلال کمائی کے ذریعے انہیں حاصل نہ کر سکے تو حرام کام بھی کرنے لگتا ہے کیونکہ جس کے پاس مال کثرت سے ہو وہ لوگوں سے میل جول اور تعلقات بڑھانے کا زیادہ محتاج ہو جاتا ہے اور جو اس چیز میں مبتلا ہو گیا وہ یقیناً لوگوں سے منافقت سے پیش آئے گا اور انہیں راضی یا ناراض کرنے کی خاطر **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا تو اس کے نتیجے میں وہ عداوت، کینہ، حسد، ریاکاری، تکبر، جھوٹ، غیبت، چغلی اور ان کے علاوہ لعنت و ناراضگی کے موجب کئی برے اخلاق میں مبتلا ہوگا۔

(۳)...... مال ان اُمور میں مبتلا ہونے کا سبب بھی بن جاتا ہے جن سے کوئی مال دار نہیں بچ سکتا یعنی مال کی اصلاح اور اس میں اضافے کی فکر کے سبب **اللہ** عزوجل کے ذکر اور اس کی رضا کے کام سے غافل ہو جانا اور ہر وہ شئے جو **اللہ** عزوجل کے ذکر سے غافل کر دے وہ نحوست اور کھلا خسارہ ہے اور یہ ایک نہایت سخت بیماری ہے کیونکہ عبادت کی اصل اور اس کا راز **اللہ** عزوجل کا ذکر اور اس کی جلالت میں تفکر کرنا ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دل ہر قسم کے تفکرات سے خالی ہو جبکہ مال کی اصلاح اور اس کے حصول میں کوشش کرنے اور اس سے نقصانات دور کرنے کی فکر کی موجودگی میں دل کا فارغ ہونا محال ہے کیونکہ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

دنیوی آفتیں:

آخرت سے پہلے دنیا میں مال داروں کو لاحق ہونے والی دنیوی آفتیں مثلاً مسلسل خوف وغم، پریشانی، اندیشہ، نقصان دور کرنے کی مشقت، مصائب کا سامنا، مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا وغیرہ مزید برآں ہیں۔

علاج:

مال کا اکسیر اور علاج یہ ہے کہ بقدرِ حاجت اپنے پاس رکھا جائے باقی بھلائی کے کاموں میں صرف کر دیا جائے کیونکہ ضرورت سے زائد مال زہرِ قاتل اور سببِ آفت ہے۔

مال خیر اور شر دونوں کا سبب ہے:

جب یہ باتیں ثابت ہو گئیں تو معلوم ہوا کہ مال نہ تو محض خیر ہے اور نہ ہی محض شر، بلکہ وہ ان دونوں باتوں کا سبب ہے یہ بعض اوقات قابلِ تعریف ہوتا ہے اور بعض اوقات قابلِ مذمت، لہٰذا جس شخص نے دنیا سے کفایت سے زائد حصہ لیا گویا اس نے

بے خبری میں اپنی موت کا سامان کرلیا اور چونکہ طبیعتیں ہدایت سے روکنے والی ہیں، شہوات وخواہشات کی طرف مائل رہتی ہیں اور مال ان میں آلے کا کام دیتا ہے تو ایسی صورت میں کفایت سے زائد مال میں شدید خطرات ہیں، اسی سبب سے انبیاء کرام علیہم السلام نے مال کے شر سے پناہ مانگی یہاں تک کہ،

﴿78﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ اٰلِ مُحَمَّدٍ کِفَافًا یعنی اے **اللہ** عزوجل! آلِ محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رزق کو بقدرِ کفایت کردے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ ، باب من صفتہ علیہ السلام واخبارہ،الحدیث: ۶۳۰۹،ج۸،ص۸۶،قوت بدلہ''رزق'')

﴿79﴾......آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دنیا سے اتنا ہی مانگا جتنا خیرِ محض ہے اور دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا یعنی اے **اللہ** عزوجل! مجھے مسکینی کی زندگی اور مسکینی کی موت عطا فرما۔''

(جامع الترمذی ، ابواب الزھد،باب ماجاء ان فقراء المھاجرین......الخ،الحدیث:۲۳۵۲،ص۱۸۸۸)

﴿80﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''درہم ودینار کا غلام (یعنی ان سے محبت کرنے والا) تباہ وبرباد ہو ہلاک ہو اور اوندھے منہ گرے اور اگر اسے کوئی کانٹا چبھے تو کبھی نہ نکلے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد،باب المکثرین،الحدیث: ۴۱۳۶،ص۲۷۲۹)

جود وسخا کے فضائل

﴿81﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دعا مانگتا ہے کہ اے **اللہ** عزوجل! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما۔ اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے **اللہ** عزوجل! مال کو روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ،باب قول اللہ تعالیٰ فامامن اعطی......الخ،الحدیث: ۱۴۴۲،ص۱۱۳)

جبکہ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر فرشتہ کہتا ہے کہ جو آج قرض دے گا وہ کل جزاء پائے گا۔'' اور دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ دعا کرتا ہے: ''اے **اللہ** عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ،باب صدقۃ التطوع ، الحدیث: ۳۳۲۳،ج۵،ص۱۴۰)

﴿82﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے

پر فرشتہ کہتا ہے کہ جو آج قرض دے گا وہ کل جزاء پائے گا۔ اور دوسرے دروازے پر فرشتہ دعا کرتا ہے کہ اے **اللہ** عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی هریره رضی الله عنه ،الحدیث: ۸۰۶۰، ج۳،ص ۱۷۳)

﴿83﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' اور پھر رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات جود و کرم کے ساتھ خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں ہوتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں برابر خرچ کر رہا ہے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جبکہ اس کا عرش پانی پر ہے اور میزانِ عدل اس کے دستِ قدرت میں ہے، وہ اسے پست و بلند کرتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،سورۂ هود(علیه السلام)،باب قوله و کان عرشه علی المآء،الحدیث: ۴۶۸۴،ص ۳۸۹)

﴿84﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اے ابنِ آدم! اگر تو حاجت سے زائد مال خرچ کرے تو یہ بہتر ہے اور اگر اسے روکے رکھے تو یہ برا ہے حالانکہ تجھے بقدرِ کفایت مال پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے زیرِ کفالت لوگوں سے ابتداء کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ ، بیان ان الید العلیاء خیر من ......الخ،الحدیث: ۲۳۸۸،ص ۸۴۱)

﴿85﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہمیشہ طلوعِ آفتاب کے وقت سورج کے پہلو میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو نداء دیتے ہیں: ''اے **اللہ** عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق،باب الفقر والزهد......الخ، الحدیث:۶۸۵، ج۲،ص ۳۷،مفهوما)

﴿86﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''ان دونوں فرشتوں کی آواز جن و انس کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگو! اپنے رب عزوجل کی طرف آجاؤ، بے شک جو چیز کم ہو اور کفایت کرے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر غفلت میں ڈال دے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۳۱۹، ج۵،ص ۱۳۸)

﴿۱﴾ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِؕ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝ (پ۱۱، یونس:۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

﴿۲﴾

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ وَ النَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ۙ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ۙ وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی ۙ وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ

(پ:۳۰، اللیل:۱ تا ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور رات کی قسم جب چھا جائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے۔

﴿87﴾......نبیِّ کریم، رؤوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دوست 3 ہیں (۱) وہ جو کہتا ہے: ''میں تیری قبر تک تیرے ساتھ جاؤں گا۔'' (۲) وہ دوست جو کہتا ہے: ''میں اس وقت تک تیرا رہوں گا جب تک تو خرچ کرتا رہے گا اور جب تو روک لے گا تو تیرا نہ رہوں گا۔'' یہ تیرا مال ہے اور (۳) وہ دوست ہے کہ جو کہتا ہے: ''تو جہاں جائے گا یا جہاں سے آئے گا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔'' یہ تیرا عمل ہے، تو وہ بندہ کہے گا: خدا کی قسم! تو مجھ پر ان تینوں میں سب سے ہلکا تھا۔''

(المستدرک، کتاب الایمان، الاخلاء ثلاثة، الحدیث: ۲۵۶، ج۱، ص۲۵۴، "بتقدمٍ و تأخرٍ")

﴿88﴾......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک وارث کے مال کے مقابلے میں اپنے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ تو اس کے وارث کا مال ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من قدم من ماله فهو له، الحدیث: ۶۴۴۲، ص۵۴۱)

﴿89﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر دریافت فرمایا: ''اے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مہمانوں کے لئے تیار کر رہا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کا دھواں نہ ہو، خرچ کر دو بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔''

(البحر الزخار، بمسند البزار، مسند ابن مسعود، الحدیث: ۱۹۷۸، ج۵، ص۳۴۸)

﴿90﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''کیا تم جہنم کی آگ میں بھاپ بلند ہونے سے نہیں ڈرتے۔''

(شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم،الحدیث: ۱۳۴۵،ج۲،ص۱۱۸)

﴿91﴾......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بخل نہ کیا کرو تا کہ تم سے بھی بخل نہ کیا جائے۔'' (یعنی اپنا مال ذخیرہ کر کے نہ رکھو اسے لوگوں پر خرچ کرنے سے نہ روکو کہیں تم اس مال کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤ۔)

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ ......الخ، الحدیث: ۱۴۳۳،ص۱۱۳)

﴿92﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عزوجل سے فقیر ہو کر ملنا غنی ہو کر مت ملنا۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تجھے جو رزق ملے اسے مت چھپانا اور تجھ سے کچھ مانگا جائے تو منع نہ کرنا۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں یہ کیسے کر سکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ہی کرو ورنہ جہنم (ٹھکانا ہوگا)۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب القی اللہ فقیراً ولا......الخ،الحدیث:۷۹۵۷،ج۵،ص۴۵۰)

﴿93﴾......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ ثقل محسوس کیا تو دریافت فرمایا: ''آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہے اس لئے آپ ہم سے ناراض ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، تم مسلمان مرد کی اچھی بیوی ہو مگر بات یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال جمع ہو گیا ہے اور میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ اس کا کیا کروں۔'' بیوی نے کہا: ''اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے، اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر وہ مال ان میں تقسیم کر دیں۔'' تو آپ نے اپنے غلام سے ارشاد فرمایا: ''اے غلام! میری قوم کے لوگوں کو بلا لاؤ۔'' اس دن جو مال تقسیم ہُوا وہ چار لاکھ 4,00,000 درہم تھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۹۵،ج۱،ص۱۱۲،بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿94﴾......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے اپنے دو بندوں پر وسعت فرماتے ہوئے انہیں کثرتِ مال و اولاد سے نوازا، پھر ان میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: ''اے فلاں بن فلاں!'' اس نے عرض کی: ''لَبَّیْکَ رَبِّ وَسَعْدَیْکَ!'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا؟'' اس نے عرض کی: ''کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل!'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''پھر تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کے عوض کیا کیا؟'' اس نے عرض کی: ''میں محتاجی کے خوف سے اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو حقیقت جان لیتا تو ہنستا کم اور روتا زیادہ تو ان کے بارے میں جن باتوں سے ڈرتا تھا میں نے وہی آفت ان پر ڈال دی ہے۔''

پھر دوسرے شخص سے ارشاد فرمائے گا: ''اے فلاں بن فلاں!'' وہ عرض کرے گا: ''لَبَّیْکَ اَیْ رَبِّ وَ سَعْدَیْکَ!'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے کثرتِ مال واولاد سے نہیں نوازا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل!'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''پھر تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے اسے تیری فرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری وسیع عطا، فضل، قدرت اور بے نیازی پر بھروسہ کیا۔'' تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہنستا زیادہ اور روتا کم تو نے ان کے لئے مجھ پر جو بھروسہ کیا تھا میں نے انہیں وہ عطا فرما دیا۔''　(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۳۸۳، ج۳، ص۲۱۷/۲۱۸)

﴿95﴾...... حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے **400** دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیئے، آپ نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا، تو وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا اور دیکھا کہ انہوں نے ایسی ہی عطا حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی تیار کر رکھی ہے، پھر آپ نے وہ عطا اس غلام کو دے کر حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی بھیجی اور اسے ان کے ہاں بھی ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار تقسیم کر دیئے، جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: ''خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمایئے۔'' آپ کے خرقہ میں دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیئے، پھر وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور قصہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶، ج۲۰، ص۳۳، بتغیر)

﴿96﴾...... جب رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرض لاحق ہوا، اس وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس سات دینار موجود تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو صدقہ کرنے کے لئے دے دیں، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس حکم پر عمل کرنا یاد نہ رہا، پھر جب بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کچھ افاقہ محسوس فرماتے انہیں یہی حکم دیتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے وہ درہم حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دے دیئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جس رات اس دنیا سے آخرت کی طرف تشریف لے گئے اس وقت اُم

المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ نہ تھا، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چراغ کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کو چراغ لینے کے لئے کسی ام المؤمنین کی طرف بھیجا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۹۰، ج۶، ص۱۹۸، بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿97﴾......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وظیفے کا مال نکال کر اپنی ضروریات میں خرچ کرلیا اور جب آپ کے پاس سات دینار بچ گئے تو آپ نے انہیں بھی نکالنے (یعنی خرچ کرنے) کا حکم دیا، جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے خلیل خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی ہے: ''جس سونے یا چاندی پر بخل کیا جاتا ہے وہ راہِ خدا عزوجل میں خرچ کئے جانے تک اپنے مالک پر انگارا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر غفاری، الحدیث: ۲۱۵۸٤، ج۸، ص۱۲۵)

﴿98﴾......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے سونے یا چاندی پر بخل کیا اور اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ نہ کیا تو وہ قیامت کے دن ایک ایسا انگارا ہوگا جس کے ساتھ اسے داغا جائے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱٦٤۱، ج۲، ص۱۵۳)

﴿99﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور اسے میں تیسرے دن کی صبح تک باقی رکھوں اور میرے پاس اس میں سے کچھ رہے مگر وہ چیز جسے میں قرض کے لئے تیار رکھوں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب فی الانفاق......الخ، الحدیث: ۱۳۸۱، ج۱، ص٤۳۸)

﴿100﴾......مَحبوبِ ربُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر اُحد پہاڑ آلِ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے لئے سونا بن جائے جسے میں **اللہ** عزوجل کی راہ میں خرچ کروں تو مجھے یہ پسند نہیں کہ جس دن میں مروں اس میں سے کچھ چھوڑوں سوائے ان دو دیناروں کے، جو میں قرض (ادا کرنے) کے لئے تیار رکھوں اگر مجھ پر قرض ہو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۲۷۲٤، ج۱، ص٦٤۲)

﴿101﴾......حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب بھیجا: ''اے میرے بھائی! دنیا کا ایسا مال جمع کرنے سے بچتے رہنا جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''**اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں **اللہ** عزوجل کی اطاعت

کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا: ''(پل صراط سے) گزر جا، تو نے میرے معاملے میں **اللہ** عزوجل کا حق ادا کر دیا تھا۔'' پھر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مال دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں **اللہ** عزوجل کی اطاعت نہیں کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا اس کا مال اس سے کہے گا: ''تُو ہلاک و برباد ہو! تُو نے میرے معاملے میں **اللہ** عزوجل کا حق کیوں ادا نہ کیا۔'' وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اپنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنے لگے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب الاموال، الحدیث: ۲۰۹۸، ج۱۰، ص۱۳۵)

﴿102﴾......حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس عطیہ بھیجا تو انہوں نے اسی وقت وہ سارا مال رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اور دعا مانگی: ''اے **اللہ** عزوجل! آئندہ سال عمر کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے، آپ نے ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین میں سے سب سے پہلے وصال فرمایا۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش، ج۸، ص۸۶/۸۷)

﴿103﴾......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! جس کسی نے درہموں کی عزت کی **اللہ** عزوجل نے اسے ذلیل کر دیا۔'' (حلیۃ الاولیاء، الحسن البصری، الحدیث: ۱۸۲۴، ج۲، ص۱۷۳)

﴿104﴾......**منقول** ہے کہ جب سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو ابلیس نے انہیں اٹھا کر پیشانی تک بلند کیا اور چوم کر کہا: ''جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا حقیقی غلام ہو گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل......الخ، بیان ذم المال......الخ، ج۳، ص۲۸۸)

﴿105﴾......اسی لئے بعض بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ دونوں (یعنی درہم و دینار) منافقین کی لگامیں ہیں جن کے ذریعے انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

﴿106﴾......حضرت سیدنا ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''درہم ایک بچھو ہے، اگر تم اسے تعویذ کے بغیر پکڑو گے تو وہ تمہیں اپنے زہر سے قتل کر دے گا۔'' پوچھا گیا: ''اس کا تعویذ کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہے کہ تم اسے حلال طریقے سے لو اور حق کی جگہ استعمال کرو۔'' (المرجع السابق)

﴿107﴾......جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان سے کہا گیا: ''آپ نے اپنے تیرہ بچوں کو حالتِ فقر میں چھوڑ دیا کہ ان کے پاس نہ تو دینار ہیں نہ ہی درہم۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے نہ ان کا حق ان سے روکا اور نہ ہی غیر کا حق انہیں دیا، میری اولاد ان دو قسموں میں سے ایک ہو گی یا تو وہ **اللہ** عزوجل کی فرمانبردار ہو گی تب تو **اللہ**

عزوجل انہیں کفایت کرے گا کیونکہ وہ صالحین کا والی ہے یا **اللّٰہ** عزوجل کی نافرمان ہوگی اس صورت میں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس حال میں رہتی ہے۔'' پوچھا گیا: ''انہوں نے اپنا اتنا مال کس کے لئے خرچ کیا، اگر وہ اپنے بیٹے کے لئے جمع کر لیتے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اسے اپنے رب عزوجل کے پاس اپنے لئے ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی اولاد کے لئے اپنے رب عزوجل کو کافی سمجھتا ہوں۔'' (المرجع السابق، ص۲۸۸/۲۸۹)

﴿108﴾...... حضرت سیدنا ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل اگلوں پچھلوں نے نہ سنی ہوں گی جو بندے کی موت کے وقت اسے پہنچتی ہیں ایک تو یہ کہ میت کا سارا مال اس سے چھین لیا جاتا ہے دوسری یہ کہ اس سے سارے مال کا حساب لیا جاتا ہے۔'' (المرجع السابق، ص۲۸۹)

کبیرہ نمبر 129: قرض خواہ کا مقروض کو بلا وجہ تنگ کرنا

یعنی قرض خواہ کا تنگدست مقروض کی تنگدستی کو جاننے کے باوجود حرص کے سبب اس کے پیچھے پڑے رہنا یا اسے قید کرا دینا

﴿1﴾...... حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد تشریف لائے تو اس طرح ارشاد فرمایا، پھر ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمین کی طرف اشارہ کیا: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کر دی **اللّٰہ** عزوجل اسے جہنم کی تپش سے بچائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۰۱۷، ج۱، ص۷۰۰، ''بتقدمٍ وتأخرٍ)

﴿2﴾...... مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ ارشاد فرماتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے: ''تم میں سے کسے یہ بات پسند ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے بچائے؟'' ہم نے عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے بچائے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے **اللّٰہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے محفوظ فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۰۱۷، ج۱، ص۷۰۰)

﴿3﴾...... مَحبوبِ رَبُّ العزت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے مقروض کی پریشانی دور کرے یا اس کا قرض معاف کر دے وہ قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۶۲۲، ج۸، ص۳۶۷)

تنگدست کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دینے کی فضیلت

قرض خواہ اگر تنگدست کو مہلت دے تو اس کے لئے عرش کے سائے میں جگہ پانے کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر،الحدیث: ۱۳۰۶،ص۱۷۸۳)

﴿5﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا **اللہ** عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب فیمن فرج عن ......الخ، الحدیث:۶۶۶۹،ج۴،ص۲۴۱)

﴿6﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے عرش کے سائے میں جگہ پانے والا سب سے پہلا شخص وہ ہوگا جو تنگدست کو اتنی مہلت دے کہ وہ قرض اُتارنے کے قابل ہو جائے یا اپنا مطلوبہ قرض اس پر صدقہ کر کے کہہ دے: ''میرا تجھ پر جتنا قرض ہے وہ **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ ہے اور قرض کی رسید پھاڑ ڈالے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۶۶۷۰،ج۴،ص۲۴۱)

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کی **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے پل صراط پر نور کی ایسی دو شاخیں بنا دے گا جن سے اتنے عالم روشن ہوں گے جنہیں **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۴۵۰۴،ج۳،ص۲۵۴)

﴿8﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور پریشانی دور ہو اسے چاہئے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عمر، الحدیث: ۴۷۴۹،ج۲،ص۲۴۸)

﴿9﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی دنیوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی **اللہ** عزوجل اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو شخص تنگدست کو دنیا میں سہولت فراہم کرے گا **اللہ** عزوجل اسے دنیا اور آخرت میں آسانی عطا فرمائے گا، جو کسی مسلمان کی دنیا

میں پردہ پوشی کرے گا **اللہ** عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور **اللہ** عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی ......الخ،الحدیث: ۶۸۵۳،ص۱۱۴۷)

﴿10﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے مہلت ختم ہونے تک روزانہ اتنی ہی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہے اور قرض کی وصولی کے دن بھی اگر مزید مہلت دے دی تو اسے روزانہ اتنی ہی رقم دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔''

(المستدرك، کتاب البیوع، باب من انظر معسراً......الخ،الحدیث: ۲۲۷۲،ج۲،ص۳۲۷)

﴿11﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ بات پسند ہو کہ **اللہ** عزوجل اسے قیامت کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اسے چاہئے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے یا اس کے قرض میں کمی کردے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ، باب فضل انظار المعسر والتجاوز......الخ،الحدیث: ۴۰۰۰،ص۹۵۰)

﴿12﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم سے پچھلی قوموں میں سے ایک شخص کے پاس فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے کہا: ''کیا تم نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟'' اس نے کہا ''میں نہیں جانتا۔'' اس سے کہا گیا: ''سوچ لو (شاید یاد آجائے)۔'' تو اس نے کہا: ''میں اور تو کچھ نہیں جانتا مگر میں دنیا میں لوگوں سے خرید وفروخت کیا کرتا تو خوشحال کو مہلت دیتا اور تنگدست سے چشم پوشی کیا کرتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل نے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث حذیفہ بن الیمان، الحدیث: ۲۳۴۱۳،ج۹،ص۹۸)

﴿13﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خدام کو حکم دے رکھا تھا کہ خوشحال افراد کو مہلت دیا کرو اور تنگدستوں سے درگزر کیا کرو تو **اللہ** عزوجل نے بھی اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اس سے چشم پوشی کرو۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ، باب فضل انظار المعسر......الخ،الحدیث: ۳۹۹۳،ص۹۴۹)

﴿14﴾......شاہِ ابرار، غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے بندے کو لایا جائے گا جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تھا، تو **اللہ** عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے دنیا میں کیا عمل کئے؟'' پھر راوی نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا (پ۵،النساء:۴۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

بندہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تھا میں لوگوں سے خرید وفروخت کیا کرتا تھا اور درگزر کرنا

میری عادت تھی، لہٰذا میں فراخ دست کو آسانی فراہم کرتا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میں تجھ سے زیادہ اپنے بندے سے چشم پوشی کرنے کا حق رکھتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ ، باب فضل انظار المعسر......الخ،الحدیث:٣٩٩٦،ص٩٤٩)

﴿15﴾......ایک دوسری روایت میں ہے: ''وہ اپنے خادم سے کہا کرتا تھا: ''جب تیرے پاس کوئی تنگدست آئے تو اس سے چشم پوشی کیا کر شاید **اللہ** عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔'' پھر جب وہ **اللہ** عزوجل سے ملا تو **اللہ** عزوجل نے اس سے چشم پوشی فرمائی۔'' (صحیح البخاری، کتب احادیث الانبیاء،باب حدیث الغار،الحدیث: ٣٤٨٠،ص٢٨٤)

﴿16﴾......نسائی شریف کی روایت میں ہے: ''جب میں اپنے خادم کو قرض وصول کرنے کے لئے بھیجتا تو اسے کہتا: ''جو خوشحال ہو اس سے لے لو اور جو تنگدست ہو اسے چھوڑ دو اور چشم پوشی کرو شاید **اللہ** عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔'' تو **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''میں نے بھی تجھ سے چشم پوشی کی۔''

(سنن النسائی ، کتاب البیوع،باب حسن المعاملۃ و الرفق......الخ،الحدیث: ٤٦٩٨،ص٢٣٩١)

تنبیہ:

میں نے جو بات ذکر کی کہ قرض خواہ کا اپنے مقروض سے مذکورہ سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہے تو یہ بات بالکل ظاہر ہے اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح نہیں کی مگر یہ عمل مسلمان کو ایسی سخت ایذاء پہنچانے میں داخل ہے جس کی عموماً وہ طاقت نہیں رکھتا اور پہلی دو حدیثوں کے مفہوم یعنی ''جو اپنے تنگدست مقروض کو مہلت نہ دے وہ جہنم کی گرمی سے نہ بچایا جائے گا۔'' میں سخت وعید ہے اور اس سے اس عمل کو کبیرہ گناہ شمار کرنا مؤکد ہو جاتا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر130:
صدقہ میں خیانت کرنا

﴿1﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی شئے چھپائے تو یہ وہ خیانت ہوگی جسے وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔'' ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری ذمہ داری مجھ سے لے لیجئے۔'' سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی ''میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔'' شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں اور وہ قلیل وکثیر لے آئے پھر اسے جو کچھ دیا جائے لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز آجائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ھدایا العمال،الحدیث:۴۷۴۳،ص۱۰۰۷)

﴿2﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوولید! **اللہ** عزوجل سے ڈرو، قیامت کے دن اس طرح مت آنا کہ تم نے ایک بلبلاتا ہوا اونٹ، ڈکراتی ہوئی گائے یا ممناتی ہوئی بکری اٹھا رکھی ہو۔'' انہوں نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ایسا بھی ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے!'' انہوں نے عرض کی، ''(مجھے بھی) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں کبھی بھی کسی چیز پر عامل نہیں بنوں گا۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الزکاۃ،باب غلول الصدقۃ،الحدیث: ۷۶۶۳،ج۴،ص۲۶۷)

﴿3﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''عنقریب تم پر مشرق ومغرب کی زمینوں کے دروازے کھل جائیں گے لیکن ان کے عمال (یعنی حکمران) جہنمی ہوں گے سوائے اس کے جو **اللہ** عزوجل سے ڈرے اور امانت ادا کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، أحادیث رجال من اصحاب النبی، الحدیث: ۲۳۱۷۰،ج۹ص۴۴)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ بقیعِ غرقد میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ''تجھ پر افسوس، تجھ پر افسوس۔'' کہتے ہوئے سنا، میں پیچھے ہٹ گیا اور سمجھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ مجھ سے فرمایا ہے، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا ہوا، چلو!'' میں نے عرض کی، ''کیا میں نے کوئی نیا کام کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی ''پھر آپ نے مجھ پر افسوس کیوں کیا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر سے نہیں کیا، بلکہ یہ فلاں شخص ہے جسے میں نے بنی فلاں پر صدقہ لینے کے لئے عامل بنا کر بھیجا پھر اس نے ایک دھاری دار اونی چادر میں خیانت کی تو اسے اتنی ہی مقدار میں جہنم کی زرہ پہنا دی گئی۔'' (سنن النسائی، کتاب الامامۃ،باب الاسرع الی......الخ،الحدیث:۸۶۳،ص۲۱۴۲)

﴿5﴾......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ کے مال میں ظلم کرنے والا صدقہ روک لینے والے کی طرح ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی المتعدی فی الصدقۃ ،الحدیث: ۶۴۶،ص۱۷۱۰)

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جس طرح صدقہ روکنے والا گنہگار ہے اسی طرح یہ بھی گنہگار ہے۔''

﴿6﴾......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں پشتوں سے پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں

کہ جہنم سے دور ہٹو، جہنم سے بچو، جہنم سے دور ہو جاؤ اور تم ہو کہ مجھ پر غالب آجاتے ہو اور پتنگوں یا ٹڈیوں کی طرح (اس میں) گرنے لگتے ہو، قریب ہے کہ میں تمہاری پشتوں کو چھوڑ دوں، اور میں حوضِ (کوثر) پر تمہارے لئے فَـرَط ہوں (فَرَط اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں سے پہلے منزل پر پہنچ کر ان کے لئے آرام وغیرہ کا اہتمام کرے![1]) تم میرے پاس اکٹھے اور ایک ایک کر کے آؤ گے اور میں تمہیں تمہارے چہروں اور ناموں سے پہچان لوں گا جیسا کہ آدمی اپنے اونٹوں میں اجنبی اونٹ پہچان لیتا ہے، تمہیں بائیں ہاتھ والوں میں بھیجا جائے گا اور میں تمہارے لئے رب عزوجل کی بارگاہ میں قسم کھاؤں گا اور کہوں گا: ''اے میرے رب عزوجل! میری قوم! اے میرے رب عزوجل! میری اُمت!'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ یہ تمہارے بعد پچھلے پاؤں لوٹ گئے تھے۔'' لہٰذا تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اس نے ایک بکری اٹھائی ہوئی ہو اور وہ ممنا رہی ہو اور پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، یقیناً میں نے تمہیں پیغامِ خدا عزوجل پہنچا دیا تھا۔''

اور تم میں سے کوئی ایسا بھی نہ ہو کہ وہ قیامت کے دن ایک گھوڑا اٹھائے ہوئے آئے جو آواز نکال رہا ہو پس وہ پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، بے شک میں نے تمہیں پیغامِ خدا پہنچا دیا تھا۔'' اور تم میں سے کوئی ایسا بھی نہ ہو کہ وہ قیامت کے دن چمڑے کا مشک اٹھائے ہوئے ہو وہ پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، بے شک میں نے تمہیں اللہ عزوجل کا پیغام پہنچا دیا تھا۔''

(الترغیب والترھیب، الترغیب فی العمل علی الصدقۃ، الحدیث: ۱۱۷۵، ج۲ ۱، ص۳۷۸)

---

[1] حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن لفظ فرط کی تشریح وتحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: فرط بمعنی فارط ہے جیسے تبع بمعنی تابع، فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آکر ہر طرح آرام پائے، مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جارہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت، تمہاری نجات، تمہاری ہر طرح کارسازی (یعنی مدد) کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہوگا وہ میرے پاس میری حفاظت، میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے، بھرے گھر میں۔ (اشعۃ اللمعات) مومن مرتے ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کا واقعہ ہوا، اور بہت مرنے والوں سے (نزع کے وقت) سنا گیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے، خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی ''فرط'' فرمایا گیا ہے مگر وہ ''فرط ناقص'' ہیں۔ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) ''فرط کامل''، یعنی ہر طرح کے منتظم نیز ''اَیۡدِیۡکُمْ'' میں خطاب ساری امت میں ہے نہ کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۸، ص۲۸۶)

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبائر میں شمار کرنا ظاہر ہے، اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کی تصریح نہیں کی کیونکہ ان کی کئی مقامات میں وضاحت ہے اور تحقیق انہوں نے مطلق خیانت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور وہ ان کو اور ان کے علاوہ گناہوں کو بھی شامل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 131:

بھتہ وصول کرنا

یعنی ایسا ٹیکس جمع کرنا اور اس کے متعلقات میں سے کوئی چیز مثلاً اس کی دستاویز وغیرہ لکھنا جب کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت مقصود نہ ہو کہ آسانی کی صورت میں وہ ٹیکس واپس لوٹا دیا جائے۔

یہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان میں داخل ہے:

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَ یَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ0 (پ۲۵، الشوریٰ:۴۲)

ترجمۂ کنز الایمان: مؤاخذہ تو اُنہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

بھتہ لینا اپنی دیگر تمام انواع مثلاً ٹیکس جمع کرنے والے، دستاویز تیار کرنے والے، گواہ، (دراہم ودنانیر کا) وزن کرنے والے اور (اجناس) ناپنے والے کے ساتھ ظلم کے بُرے ذرائع میں سے ہے، بلکہ یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کیونکہ یہ ایسی چیز لیتے ہیں جس کے مستحق نہیں اور ایسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو اس کے حق دار نہیں اسی لئے ایسا ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اس کا گوشت حرام سے نشوونما پاتا ہے، اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے ظلم کا طوق اپنے گلے میں پہنتے ہیں، قیامت کے دن یہ ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کہاں سے کریں گے، لہٰذا اگر ان کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو مظلوم لوگ ان کی نیکیاں لے لیں گے۔

مفلس کون؟

﴿1﴾......اس بات کا ثبوت حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اس حدیثِ پاک سے ہوتا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام

علیہم الرضوان نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی مال ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ اورروزے لے کر حاضر ہوگا اور اس نے اِس کو گالی دی ہوگی اور اِس کا مال چھینا ہوگا تو یہ اُس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں لے لے گا اسی طرح وہ بھی اِس کی نیکیاں لے لے گا، اگر پوراحق ادا کرنے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو یہ شخص ان لوگوں کے گناہ اپنے سر لے لے گا، پھر اسے اوندھے منہ جہنم میں گرادیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر وصلۃ ، باب تحریم الظلم،الحدیث: ٦٥٧٩،ص ١١٢٩)

﴿2﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ساعت مقرر کر رکھی تھی جس میں وہ اپنے اہل خانہ کو بیدار کر کے ارشاد فرماتے تھے: ''اے آلِ داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں **اللہ** عزوجل جادوگر اور (ناحق) عشر وصول کرنے والے کے علاوہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ١٦٢٨١،ج٥،ص ٤٩٢)

﴿3﴾......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الخراج والفئی ......الخ، باب فی السعایۃ علی الصدقۃ ، الحدیث: ٢٩٣٧،ص ١٤٤٢)

حدیثِ پاک کامفہوم:

☆......حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد (ناجائز طور پر) عشر وصول کرنے والا ہے۔''

☆......حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ٹیکس لینے والے سے مراد یہ ہے کہ جب تاجر اس کے پاس سے گزریں تو وہ عشر کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کرے۔''

☆......حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''آج کل یہ لوگ عشر کے نام پر ٹیکس لینے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں جسے کسی نام سے وصول نہیں کیا جاتا بلکہ وہ حرام طریقے سے اسے حاصل کر کے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، ان کی دلیل ان کے رب عزوجل کے ہاں مقبول نہ ہوگی اور ان پر غضب اور دردناک عذاب ہے۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات،الترغیب فی العمل علی الصدقۃ بالتقوی،تحت الحدیث:١١٧٨،ج١،ص ٣٨٠)

سیدنا سراج بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کہ

''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لینے والا بھی کرتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنیٰ، الحدیث: ۴۴۳۲، ص۹۷۸)

(یعنی سیدنا سراج بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکورہ حدیث پاک) کے بارے میں سوال ہوا کہ اس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اشیاء پر مرتب ہوتا ہے یا کوئی اور ٹیکس مراد ہے؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''ٹیکس لینے والے کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو اس ٹیکس وصول کرنے کے کام کا آغاز کرے اور اس کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو اُس کے گھٹیا طریقہ پر چلیں اور ظاہر یہی ہے کہ رسول اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مراد وہ ٹیکس لینے والا ہے جس کا گناہ عظیم ہو اور اسے **صاحبِ مکس** بھی کہتے ہیں، نیز اس سے مراد اس کے طریقے پر چلنے والے لوگ بھی ہو سکتے ہیں، اس حدیثِ پاک سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سب سے پہلے ٹیکس لینے والے کی توبہ مقبول ہے اور جو شخص برا طریقہ رائج کرے اسے اس کا گناہ اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ اسی صورت میں ہوگا جبکہ وہ توبہ نہ کرے اور جب وہ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ مقبول ہوگی اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ اس پر نہ ہوگا۔''

﴿4﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلاب بن اُمیہ کے پاس سے گزرے، وہ بصرہ میں ایک ٹیکس وصول کرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے پوچھا: ''آپ کو یہاں کس نے بٹھایا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''زیاد نے مجھے اس جگہ کا عامل مقرر کیا ہے۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی حدیث پاک نہ سناؤں؟'' انہوں نے عرض کی، ''کیوں نہیں! ضرور سنایئے۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ وہ ایک مخصوص ساعت میں اپنے گھر والوں کو بیدار کر کے ارشاد فرماتے: ''اے آلِ داؤد! اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں **اللہ** عزوجل ساحر اور عشر وصول کرنے والے کے علاوہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔'' یہ سن کر کلاب بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہو کر زیاد کے پاس آئے اور استعفیٰ پیش کیا جو اس نے قبول کر لیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۶۲۸۱، ج۵، ص۴۹۲)

﴿5﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ایک منادی نداء دیتا ہے: ''ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا جسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ جس سے تنگی دور کی جائے؟'' تو جو مسلمان بھی دعا مانگتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے مگر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی زانیہ عورت اور ٹیکس وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۳۹۱، ج۹، ص۵۹)

﴿6﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل اپنی رحمت اور فضل وجود کے ذریعے مخلوق کو اپنا قرب بخشتا ہے، پھر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی اور ٹیکس وصول کرنے والے کے علاوہ ہر بخشش چاہنے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۸۳۷۱،ج۹،ص ۵۴)

﴿7﴾......سیدنا ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امیرِ مصر مسلمہ بن مخلد نے حضرت سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹیکس وصول کرنے کا والی بننے کی پیش کش کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ٹیکس لینے والا جہنم میں ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث رویفع بن ثابت، الحدیث: ۱۶۹۹۸،ج۶،ص۴۹)

﴿8﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ لیہ وآلہ وسلَّم صحراء میں تھے کہ کسی نے پکارا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم متوجہ ہوئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی کو جال میں بندھا ہوا پایا اس نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے قریب تشریف لائیے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے قریب ہوگئے اور دریافت فرمایا: ''تجھے کیا حاجت ہے؟'' اس نے عرض کی ''اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے آزاد فرما دیں تا کہ میں انہیں دودھ پلا کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لوٹ آؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم ایسا ہی کروگی؟'' اس نے عرض کی ''اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ عزوجل مجھے وہی عذاب دے جو عشر (یعنی 10% ٹیکس) لینے والوں کو دے گا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے آزاد کر دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دوبارہ باندھ دیا، اعرابی یہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی حاجت ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اسے آزاد کر دو'' تو اس نے ہرنی کو آزاد کر دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۶۳،ج۲۳،ص ۳۳۱)

بدترین شخص کون؟

﴿9﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بُرے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو اکیلا کھائے اور اپنے مہمانوں کو کھانے سے روک دے اور تنہا سفر کرے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا میں تمہیں اس

سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو لوگوں سے بُغض رکھے اور لوگ اس سے بُغض رکھیں۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جس کے شر سے ڈرا جائے اور اس سے بھلائی کی امید نہ ہو۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت بیچ دے۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو دین کے ذریعے دنیا کھائے۔'' (کنزالعمال، کتاب المواعظ......الخ، قسم الاقوال،الحدیث: ٤٤٠٣٨، ج١٦، ص٤٠)

﴿10﴾......اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''**منصب چاہنے والوں کے لئے ہلاکت ہے، ذمہ داروں کے لئے ہلاکت ہے،** قیامت کے دن کچھ قومیں ضرور تمنا کریں گی کہ ان کی پیشانیوں کے بال ثریا ستاروں سے لٹکے ہوتے اور وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکے ہوتے اور کسی چیز کے ذمہ دار نہ بنتے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند ابوھریرہ ، الحدیث: ٨٦٣٥،ج٣،ص٢٦٧)

﴿11﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اُمراء کے لئے ہلاکت ہے، منصب چاہنے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ قومیں ضرور یہ تمنا کریں گی کہ ان کی پیشانیاں ثریا ستارے سے معلق ہوتیں اور وہ زمین وآسمان کے درمیان لٹک رہے ہوتے اور انہیں کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔''

(المستدرك، کتاب الاحکام،باب قاضیان فی النار وقاض......الخ،الحدیث: ٧٠٩٩،ج٥،ص١٢٣)

﴿12﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک پتھر ہے جسے **وَیْل** کہا جاتا ہے، منصب کے طلب گار لوگ اس پر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصدقات،باب الترغیب فی العمل علی الصدقة ......الخ،الحدیث:١١٨٥،ج١،ص٣٨٢)

﴿13﴾......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ رئیس نہیں تھا تو سعادت مند ہے۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، الحدیث: ٣٩٢٦،ج٣،ص٣٥٨)

﴿14﴾......حضرت سیدنا مِقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھوں پر دستِ مبارک مار کر ارشاد فرمایا: ''اے **قُدَیْم**! اگر تم اَمیر، کاتب اور نگران نہ بنو تو فلاح پا جاؤ گے۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الخراج، باب فی العرافة ،الحدیث: ٢٩٣٣،ص١٤٤٢)

﴿15﴾......سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راوی کا نام ذکر کئے بغیر روایت کیا ہے کہ میرے دادا جان نے سرکارِ والا تبار، ہم

بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! بنی تمیم کا ایک شخص میرا سارا مال لے گیا۔'' تو شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں۔'' پھر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں اپنی قوم کا امیر بنا دیا جائے؟'' یا یہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری قوم کا سردار نہ بنا دوں؟'' میں نے عرض کی، ''نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سردار کو تو سختی سے جہنم میں پھینکا جائے گا۔''

(المعجم الكبير، الحديث: ٦٤٦، ج ٢٢، ص ٢٤٨)

﴿16﴾......ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ ''ایک قوم کسی گھاٹ پر رہتی تھی، جب انہیں اسلام کی دعوت پہنچی تو پانی کے مالک نے اپنی قوم کو اس شرط پر 100 اونٹ دیئے کہ وہ اسلام لے آئیں، پس وہ قوم مسلمان ہوگئی اور انہوں نے وہ اونٹ آپس میں تقسیم بھی کر لئے، پھر اسے وہ اونٹ واپس لینے کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو رسول اللہ عزوجل وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا، اور پھر یہی حدیث ذکر کی جس کے آخر میں یوں ہے کہ اس کے بیٹے نے عرض کی، ''میرے والد عمر رسیدہ اور ضعیف ہو چکے ہیں اور وہ پانی کے نگہبان ہیں اور وہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے بعد یہ سرداری مجھے حاصل ہو جائے۔'' تو سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منصب داری حق ہے اور لوگوں کے لئے اس کے بغیر چارہ بھی نہیں، لیکن (بہت سے) منصب دار جہنم میں ہوں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی العرافة، الحديث: ٢٩٣٤، ص ١٤٤٢)

﴿17﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر ایسے بد بخت اُمراء ضرور مسلّط ہوں گے جو بدترین لوگوں کو اپنی قربت دیں گے اور نماز ان کے اوقات سے مؤخر کریں گے، لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسے زمانہ کو پائے وہ ہرگز نہ نگران بنے، نہ سپاہی، نہ ٹیکس وصول کرے اور نہ ہی خزانچی بنے۔''

(الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات، باب الترغيب فی العمل......الخ، الحديث: ١٩٠، ج ١، ص ٣٨٣)

﴿18﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو گوشت حرام سے پلا بڑھا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے اور ٹیکس وصول کرنا حرام کمائی کا بدترین ذریعہ ہے۔

(مجمع الزوائد، كتاب الخلافة، باب فيمن يصدق الامراء بكذبهم، الحديث: ٩٢٦٣، ج ٥، ص ٤٤٥)

﴿19﴾......سیدنا واحدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی تفسیر میں **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

لَا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (پ ٧، المائدة: ١٠٠)　ترجمۂ کنز الایمان: کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری تجارت کا ذریعہ شراب کی خرید وفروخت تھا اور میں نے اس سے بہت سا مال جمع کر رکھا ہے اب اگر میں اس مال کو **اللہ** عزوجل کی اطاعت میں خرچ کروں تو کیا مجھے اس سے نفع ہوگا؟'' نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''اگر تم یہ مال حج، جہاد یا صدقے میں خرچ کرو تب بھی **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کی حیثیت مچھر کے پر جتنی بھی نہ ہوگی، **اللہ** عزوجل صرف پاکیزہ صدقات ہی قبول فرماتا ہے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے اپنے حبیب، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کی تصدیق کے لئے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ (پ۷، المائدہ:۱۰۰) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرما دو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

(تفسیر زادالمسیر، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ(قل لایستوی الخبیث)الجزء۲، ص۲۷۰)

سیدنا حسن اور سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حلال اور حرام ہیں۔''

﴿20﴾......جس عورت نے رجم کے ذریعے پاکیزگی چاہی تھی اس کے بارے میں مروی حدیثِ پاک میں یہ الفاظ ہیں: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لینے والا بھی کرتا تو اس کی مغفرت کر دی جاتی۔'' یا یہ: ''اس کی توبہ قبول ہو جاتی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب المرأۃ التی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ......الخ، الحدیث:۴۴۴۲، ص۱۵۴۸، بدون "لقلبت منه")

﴿21﴾......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''6 چیزیں عمل کو برباد کر دیتی ہیں: (۱) لوگوں کے عیوب میں مشغول ہونا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیاء کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) بہت زیادہ ظلم۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقائق، قسم الاقوال، فصل سادس فی الترھیب السداسی، الحدیث: ۴۴۰۱۶، ج۱۶، ص۳۶)

﴿22﴾......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جا سکتا، دین دار کبھی نہ مرے گا، جو چاہو کرو تم جیسا کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے۔''

(فردوس الاخبار، باب الیاء، الحدیث: ۲۰۲۴، ج۱، ص۲۸۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے، ٹیکس لینے والے اور ان کے تمام معاونین اس وعید میں داخل ہیں اور میں نے عنوان میں ٹیکس لکھنے والے کا جو تذکرہ کیا یہ وہی قول ہے جس پر سیدنا ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ دیا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کیونکہ ظاہری طور پر بالفرض اگر وہ ٹیکس لینے کے لئے حاضر نہ ہو بلکہ جو

چیز لی اور دی جاتی ہے صرف اس پر قبضہ کرنے کی خاطر آئے تو (وعید کے لئے یہی) کافی ہے اور اگر بادشاہ نے اس کے لئے بیت المال میں سے کچھ حصہ حاضری کی شرط پر مقرر کیا پس وہ لینے کے ارادے سے حاضر ہو گیا تو جائز ہے، پھر میں نے سیدنا ابن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو دیکھا اور اس میں یہ تصریح پائی کہ لوٹانے کے ارادے سے اُجرت کا لینا جائز ہے، اس لئے جب آپ سے ٹیکس لینے کے لئے آنے والے کے بارے میں اور ظالموں کے مال لینے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ٹیکس لینے حاضر ہونے والے کا ارادہ مالکوں کے مال کی حفاظت ہوتا کہ کسی عادل کے والی بننے یا بادشاہ کے عدل کی طرف لوٹنے کی صورت میں وہ اپنے مال کی طرف رجوع کر سکیں تو جائز ہے اور اگر انہوں نے ظلم کا قصد کیا تو جائز نہیں، اور مالکوں کو لوٹانے کے ارادے سے اُجرت لینا جائز ہے مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ ان کی نیتوں پر مطلع نہیں۔

یاد رہے کہ بعض فاسق تاجر یہ گمان کرتے ہیں: **''ان سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اگر وہ زکوٰۃ کی نیت کر لیں گے تو ان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔''** ان کا یہ گمان سراسر غلط ہے اور شافعی مذہب میں اس کی کوئی سند نہیں، کیونکہ ٹیکس لینے والوں کو حاکم نے ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر نہیں کیا جن پر زکوٰۃ واجب ہے بلکہ اس نے تو ان پر ان کے مال میں سے دسواں حصہ وصول کرنے پر مقرر کیا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو کم ہو یا زیادہ، اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا نہ ہو اور اس کا گمان یہ ہو کہ اس نے یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ وہ یہ مال لے کر مسلمانوں کی مصلحت کے لئے اپنے لشکر پر خرچ کرے گا تو پھر بھی یہ مفید نہیں کیونکہ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بیت المال میں کچھ نہ ہو۔

اگر حاکم اَغنیاء کے مال سے ٹیکس وصول کرنے پر مجبور کرے تب بھی زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی کیونکہ اس نے یہ مال زکوٰۃ کے نام پر وصول نہیں کیا، مجھے بعض تاجروں نے بتایا کہ جب وہ ٹیکس وصول کرنے والے کو ٹیکس دیتے ہیں تو زکوٰۃ کی نیت کر لیتے ہیں اس طرح ٹیکس لینے والا زکوٰۃ کا مالک ہو جاتا ہے اور دوسروں کو یہ مال دے کر اپنا مال ضائع کر لیتا ہے، مگر ان کا یہ فعل کچھ نفع مند نہیں اس لئے کہ ٹیکس وصول کرنے والا اور اس کے معاونین زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے کیونکہ ان میں سے ہر شخص کمانے پر قدرت رکھتا ہے، وہ ہٹے کٹے ہوتے ہیں، اگر وہ اپنی اس قوت کو کسبِ حلال میں صرف کریں تو اس برے اور قبیح کام سے بے پرواہ ہو جائیں، پس جس کا حال ایسا ہو وہ زکوٰۃ کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن تاجروں کو مال کی محبت نے حق کی پہچان سے اندھا کر دیا اور انہیں شیطان اور اس کے سبز باغات نے مفید دینی باتیں سننے سے بہرہ کر دیا ہے کہ ان سے یہ مال ظلم کے طور پر لیا جا رہا ہے، پھر ایسی صورت میں وہ زکوٰۃ کیسے نکال سکتے ہیں؟ وہ یہ نہیں جانتے کہ **اللہ** عزوجل نے ان پر زکوٰۃ واجب کی ہے اور وہ اس

سے اسی صورت میں بریُ الذمہ ہو سکتے ہیں جب اسے جائز اور مروَّجہ طریقے سے ادا کریں اور ان پر جو ظلم ہوا تو ان کے لئے کیسے اس کے عوض نیکیاں لکھی جائیں اور ان کے درجات بلند ہوں (جبکہ انہوں نے زکوٰۃ ان کے حق داروں کو ادا ہی نہیں کی)۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ٹیکس لینے والوں کو چور اور ڈاکو بلکہ ان سے بھی بدتر قرار دیا ہے، لہٰذا اگر تم سے کوئی ڈاکو مال چھین لے اور تم زکوٰۃ کی نیت کرلو تو کیا تمہیں کوئی نفع ہوگا؟ تو جس طرح وہ نیت تمہیں نفع نہ دے گی اسی طرح یہ نیت بھی مفید نہیں اور تمہیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا، لہٰذا اس سے بچتے رہو۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان جاہلوں کا خوب تعاقب فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں: ''ٹیکس لینے والوں کو زکوٰۃ کی نیت سے مال دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔'' اور انہوں نے کہا ہے: ''اس بات کا قائل جاہل ہے اس کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ ہی اس پر اعتماد کیا جائے۔'' لہٰذا اس پر غور کرو اور عمل کرو اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو غنیمت پاؤ گے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

کبیرہ نمبر 132:

غنی کا سوال کرنا

یعنی غنی کا لالچ یا مال میں اضافہ کی خاطر مال یا صدقے کا سوال کرنا۔

﴿1﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو فقر کے بغیر سوال کرے گویا وہ انگارا کھا رہا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:١٧٥١٦، ج٦، ص١٦٢)

﴿2﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حاجت کے بغیر لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ منہ میں انگارے ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسئلۃ، الحدیث: ٣٥١٧، ج٣، ص٢٧١)

﴿3﴾......حضرت حبش بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وقوفِ عرفات کے دوران سنا کہ ایک اعرابی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چادر مبارک کا دامن تھام کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے عطا فرمایا اور وہ چلا گیا، پس اس وقت سے سوال کرنا حرام ہوا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی غنی اور تندرست و توانا کے لئے سوال کرنا جائز نہیں البتہ ذلت آمیز فقر اور مت مار دینے والے قرضے میں مبتلا شخص کے لئے جائز ہے اور جو شخص اپنے مال میں اضافہ کرنے کے لئے

لوگوں سے سوال کرے گا تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراش ہوگی اور دہکتے ہوئے پتھر ہوں گے جنہیں وہ جہنم میں کھائے گا اب جو چاہے اس میں کمی کرے اور جو چاہے اضافہ کرے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء من لا تحل لہ الصدقۃ، الحدیث: ۶۵۳، ص ۱۷۱۰)

﴿4﴾......حضرت رزین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں کسی شخص کو عطیہ دیتا ہوں تو وہ اسے اپنی بغل میں دبا کر لے جاتا ہے حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جب وہ آگ ہوتی ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کسی کو کیوں عطا فرماتے ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل میرے لئے بخل کو ناپسند فرماتا ہے اور لوگ میرے سوا کسی سے سوال کرنا ناپسند کرتے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''وہ غنا کون سی ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صبح وشام کے کھانے جتنی مقدار۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من المسألۃ وتحریمھا......الخ، الحدیث: ۱۲۰۲، ج۱، ص۳۸۶)

﴿5﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے گا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال اس کے چہرے پر خراش ہوگا۔'' عرض کی گئی: ''غنا کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پچاس (50) درہم یا اس کی قیمت کا سونا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء من لا تحل لہ الصدقۃ، الحدیث: ۶۵۰، ص ۱۷۱۰)

﴿6﴾......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھے اس بات کی ضمانت دے دے کہ کسی سے کچھ نہ مانگے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب کراھیۃ المسئلۃ، الحدیث: ۱۶۴۳، ص۱۳۴۶)

﴿7﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو میری ایک بات مان لے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، وہ بات یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب کراھیۃ المسألۃ، الحدیث ۱۶۴۳، ص۱۳۴۶)

﴿8﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ایک اوقیہ چاندی کی قیمت موجود ہونے کے باوجود سوال کیا اس نے سوال میں بہت اصرار کیا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السوال ۱۶۷۱۲، ج۶، ص۲۱۳)

﴿9﴾......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے 40 درہم جتنی مالیت رکھنے کے باوجود سوال کیا وہ سوال میں اصرار کرنے والا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب من الملحف، الحدیث: ۲۵۹۵، ص۲۲۵٦)

﴿10﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو پاک دامنی چاہے **اللہ** عزوجل اسے پاکدامن رکھے گا اور جو غنا چاہے **اللہ** عزوجل اسے غنی کر دے گا اور جو 5 اوقیہ چاندی کی قیمت موجود ہونے کے باوجود سوال کرے بے شک اس نے سوال میں اصرار کیا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۲۳۷، ج٦، ص١٠٦)

﴿11﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مال میں اضافہ کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ انگارے کم جمع کرے یا زیادہ۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسئلۃ للناس، الحدیث: ۲۳۹۹، ص۸٤۱)

﴿12﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے دہکتے پتھروں میں اضافہ کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''غنا سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رات کا کھانا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السوال ١٦٧٤٥، ج٦، ص٢١٦)

﴿13﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایک سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ جب وہ **اللہ** عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسالۃ للناس، الحدیث: ۲۳۹٦، ص۸٤۱)

﴿14﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سوال کرنا وہ خراش ہے جسے آدمی کھجلائے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی النھی عن المسألۃ، الحدیث: ٦٨١، ص١٧١٣)

﴿15﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''آدمی اس کی وجہ سے اپنا منہ کھجلائے گا اب جو چاہے ان خراشوں کو باقی رکھے اور جو چاہے ترک کر دے البتہ وہ سلطان سے سوال کر سکتا ہے یا ایسی چیز کا سوال کر سکتا ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوز فیہ المسألۃ، الحدیث:١٦٣٩، ص١٣٤٥)

﴿16﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ غنی ہونے کے باوجود سوال کرتا رہتا

ہے یہاں تک کہ اپنا چہرہ بوسیدہ کر لیتا ہے پھر **اللہ** عزوجل کے پاس اس کا کوئی مرتبہ نہیں رہتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السؤال،الحدیث ۱۶۷۳۷،ج۶،ص۲۱۵)

﴿17﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص خود پر سوال کا دروازہ کھول دے جبکہ وہ ابھی فاقوں کا شکار نہ ہوا ہو یا اس کے اہلِ خانہ ایسے نہ ہوں جوان فاقوں کو برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو **اللہ** عزوجل اس پر ایسی جگہ سے فاقے کا دروازہ کھول دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ ، فصل فی الاستعفاف عن المسألۃ ،الحدیث: ۳۵۲۶،ج۳،ص۲۷۴)

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فراخ دست کا سوال قیامت کے دن تک اس کے چہرے پر عیب ہوگا۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل،الحدیث:۱۹۸۴۲،ج۷،ص۱۹۳)

﴿19﴾...... بزار نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے: ''غنی کا سوال آگ ہے اگر اسے کم مال دیا گیا تو آگ بھی کم ہوگی اور اگر زیادہ مال دیا گیا تو آگ بھی زیادہ ہوگی۔'' (البحرالزخاربمسندالبزار ،حدیث عمران بن حصین،الحدیث:۳۵۷۲،ج۹،ص۴۹)

﴿20﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے سوال کیا حالانکہ وہ سوال کرنے سے غنی تھا تو اس کا سوال قیامت کے دن اس کے چہرے پر ایک عیب ہوگا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،الحدیث:۲۲۴۸۳،ج۸،ص۳۳۱)

﴿21﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک شخص کا جنازہ پڑھانے تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ''اس نے کتنا ترکہ چھوڑا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''2 یا 3 دینار۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے 2 یا 3 داغ چھوڑے ہیں۔''

راوی کہتے ہیں، پھر میری ملاقات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیدنا عبداللہ بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور میں نے انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا: ''یہ شخص مال میں اضافے کی خاطر لوگوں سے سوال کیا کرتا تھا۔'' (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ ، فصل فی الاستعفاف عن المسألۃ ،الحدیث: ۳۵۱۵،ج۳،ص۲۷۱)

تنبیہ:

مذکورہ عمل کو کبیرہ گناہ شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے سخت وعید پر مشتمل ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر کسی کو صراحت کرتے نہیں دیکھا اور حرمت کو غنا کے ساتھ مقید کرنا ہم بیان کر چکے ہیں۔

﴿22﴾...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو سوال سے غنی کرنے والی شئے کی موجودگی میں سوال کرتا ہے وہ آگ میں اضافہ کرتا ہے۔'' ایک راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''غنا سے کیا مراد ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اتنی مقدار جس سے وہ صبح اور شام کا کھانا کھا سکے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب مایعطی من الصدقة ......الخ ، الحدیث:۱۶۲۹،ج۳،ص ۱۳۴)

﴿23﴾...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو سوال سے غنی کرنے والی شئے کی موجودگی میں سوال کرتا ہے وہ جہنم کے انگاروں میں اضافہ کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''کون سی شئے سوال سے غنی کرتی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے وہ صبح کا کھانا کھا سکے یا شام کا کھانا کھا سکے یا اس کے پاس رات بسر کرنے کے لئے ایک ہزار (درہم) موجود ہوں۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الزکاۃ،باب المسألة والأخذوما یتعلق به ......الخ،الحدیث: ۳۳۸۵،ج۵،ص۱۶۷)

﴿24﴾......ایک اور روایت میں ہے، عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! وہ غنا کیا ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے پاس ایک دن اور ایک رات یا ایک رات اور ایک دن کے شکم سیر کرنے والے کھانے کا سامان موجود ہو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب مایعطی من الصدقة......الخ ، الحدیث:۱۶۲۹،ج۳،ص ۱۳۴)

علامہ خطابی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''لوگوں کا اس حدیثِ پاک کی تاویل میں سخت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں: ''جو ایک دن صبح شام کا گزارا کرنے کی وسعت پائے حدیثِ پاک کے ظاہری معنی کے اعتبار سے اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں۔'' اور بعض کہتے ہیں: ''یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو روزانہ صبح شام کے کھانے کی وسعت رکھے لہٰذا جب اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو طویل مدت تک اس کے گزارے کے لئے کافی ہو تو اسے سوال کرنا حرام ہے۔'' جبکہ دیگر حضرات کا کہنا ہے: ''یہ حکم ان احادیثِ مبارکہ کے ذریعے منسوخ ہے جن میں غنا کی مقدار 50 درہم کی ملکیت یا اس کی قیمت یا ایک اوقیہ یا اس کی قیمت بیان کی گئی ہے۔''

جبکہ ہمارے نزدیک نفلی صدقہ کا سوال کرنے کی صورت میں پہلا قول راجح ہے اور اگر وہ زکوٰۃ کا سوال کرتا ہے تو اس پر سوال اسی صورت میں حرام ہوگا جبکہ اس کے پاس بقیہ عمر کے اکثر حصے کے گزارے جتنا مال موجود ہو اور نسخ کا دعوی ممنوع ہے کیونکہ اس کے لئے تاریخ کا علم اور ناسخ کا منسوخ سے متأخر ہونے کا علم ہونا ضروری ہے اور یہ بات معلوم نہیں۔

غناء کی مقدار میں بزرگوں کے اقوال:

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کبھی آدمی صحت مند ہونے کی صورت میں ایک درہم سے غنی ہو جاتا ہے اور کبھی کمزوری اور کثرتِ عیال کی وجہ سے 1000 درہم بھی اسے غنی نہیں کر سکتے۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری، سیدنا عبداللہ بن مبارک، سیدنا حسن بن صالح، سیدنا امام احمد بن حنبل اور سیدنا اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے: ''جس کے پاس 50 درہم یا ان کی مالیت کا سونا ہو اسے زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔''

حضرت حسن بصری اور سیدنا ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرمایا کرتے تھے: ''جس کے پاس 40 درہم ہوں وہ غنی ہے۔'' جبکہ احناف کا کہنا ہے: ''جو نصاب سے کم مالیت رکھتا ہو اگرچہ تندرست ہو اور کمانے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔'' اور اس کے ساتھ ان کا یہ قول بھی ہے: ''جس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں۔''

﴿25﴾...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں؟'' اس نے عرض کی، ''کیوں نہیں! ایک کمبل اور ایک بڑا پیالہ ہے جس میں پانی پیا جاتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔'' وہ انصاری دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں اپنے دستِ مبارک میں پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟'' ایک شخص نے عرض کی، ''میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔'' شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے 2 یا 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کون ایک درہم سے زیادہ کرتا ہے۔'' ایک شخص نے عرض کی، ''میں 2 درہم میں خریدتا ہوں۔'' تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ دونوں چیزیں اسے عطا فرما کر 2 درہم لے لئے اور اس انصاری کو عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ایک درہم سے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔''

وہ انصاری کلہاڑی لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا اور ارشاد فرمایا: ''جاؤ، لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور میں 15 دن تک تمہیں نہ دیکھوں۔'' اس نے ایسا ہی کیا پھر حاضر ہوا تو 10 درہم کما چکا تھا، اس نے کچھ رقم سے کپڑے اور کچھ سے کھانا خریدا تو نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تمہارے چہرے پر سوال کرنے کا داغ ہو، کیونکہ سوال کرنا 3 شخصوں کے علاوہ کسی کے لئے درست نہیں: (۱) ذلت آمیز فقر والا (۲) قباحت میں حد سے بڑھے ہوئے قرض میں گھرا ہوا شخص اور (۳) مجبور کر دینے

والے خون میں پھنسا ہوا شخص۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ،باب ماتجوزفیه المسئلة، الحدیث:۱۶۴۱،ص ۱۳۴۵)

﴿26﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی اوراس کا رزق حاجت کے مطابق ہواور وہ اس پر قناعت کرے۔''

(المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند فضالة بن عبید الانصاری، الحدیث: ۲۳۹۹۹،ج۹،ص۲۴۶)

﴿27﴾......حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم مال کی قلت ہی کو فقر سمجھتے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **''غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔''**

(المستدرك ، کتاب الزکاة،باب انما الغنی غنی القلب ......الخ،الحدیث: ۷۹۹۹،ج۵،ص۴۶۶)

﴿28﴾......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین وہ نہیں جسے ایک یا دو لقمے اور ایک یا دو کھجوریں دربدر کردیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جو نہ تو ایسی غنا پائے جو اسے بے نیاز کردے اور نہ کسی کو اپنی مجبوری سمجھا سکے کہ وہ اس پر صدقہ کرے اور نہ ہی کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرسکے، غنا مال کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ غنا تو نفس کی غنا کا نام ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة ،باب المسکین الذی ......الخ،الحدیث:۲۳۹۴/۲۳۹۳،ص۸۴۱،بدون''لیس الغنی عن کثرة العرض'')

﴿29﴾......ایک شخص نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں کے مال سے خود پر مایوسی لازم کرلو اور لالچ سے بچتے رہو کیونکہ یہ فوراً لاحق ہونے والا فقر ہے اور ایسے کام سے بچتے رہو جس کا عذر پیش کرنا پڑے۔''

(المستدرك ، کتاب الرقاق، باب ایاك و الطمع فانه......الخ،الحدیث: ۷۹۹۸،ج۵،ص۴۶۵)

﴿30﴾......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قناعت لازوال خزانہ ہے۔'' (الترغیب و الترهیب، کتاب الصدقات،باب الترهیب من المسألة ......الخ،الحدیث:۱۲۳۹،ج۱،ص۳۹۸)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر133:

سوال میں اصرار کرنا

یعنی سوال میں اتنا اصرار کرنا جو مسئول یعنی جس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کو سخت تکلیف پہنچائے۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سوال میں اصرار کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔''

(کشف الخفاء ومزیل اللباس، حرف الهمزة مع النون، الحدیث: ۷۴۳، ج۱، ص۲۱۸)

﴿2﴾......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کو اپنی شرارتوں سے محفوظ نہ رکھے۔ جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللہ** عزوجل اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، **اللہ** عزوجل بردبار، پاکدامن اور غنی سے محبت فرماتا ہے اور بداخلاق، فاجر اور اصرار کرنے والے سائل کو پسند نہیں کرتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی الشیخ المجهول......الخ، الحدیث: ۱۳۰۲۷، ج۸، ص۱۴۵)

﴿3﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی شخص میرے پاس حاضر ہو کر سوال کرتا ہے تو میں اسے کچھ عطا فرماتا ہوں وہ اسے لے کر چلا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی جھولی میں آگ ہی لے کر جاتا ہے۔''

(الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات، باب الترهیب من اخذمادفع......الخ، الحدیث: ۱۲۵۱، ج۱، ص۴۰۱)

﴿4﴾......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سونا تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے بھی عطا فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بھی عطا فرما دیا، اس نے پھر عرض کی: ''عطا میں اضافہ فرمائیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے 3 مرتبہ مزید عطا فرمایا، پھر وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص میرے پاس حاضر ہو کر سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا فرماتا ہوں، وہ پھر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے 3 مرتبہ مزید عطا فرماتا ہوں پھر وہ پلٹ کر چلا جاتا ہے تو جب وہ اپنے اہلِ خانہ کی طرف لوٹتا ہے تو اپنی جھولی میں آگ بھر کر لوٹتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاة، باب الوعیدلمانع الزکاة، الحدیث: ۳۲۵۴، ج۵، ص۱۱۰)

﴿5﴾......حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ عالیشان میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے فلاں کو شکر ادا کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا

کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے 2 دینار عطا فرمائے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مگر میں نے فلاں کو 10 سے 100 کے درمیان عطا فرمائے اس نے نہ شکر ادا کیا نہ ہی یہ بات کسی سے کہی، تم میں سے کوئی شخص میرے پاس اپنی حاجت بغل میں دبا کر نکلتا ہے حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔'' میں نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انہیں کیوں عطا فرماتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مجھ ہی سے مانگتے ہیں اور **اللہ** عزوجل مجھ میں بخل کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب المسألۃ والاخذ وما یتعلق بہ......الخ،الحدیث: ۳۴۰۵، ج۵،ص۱۷۴،بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿6﴾......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گڑ گڑا کر سوال نہ کیا کرو کیونکہ جو شخص اس طرح ہم سے کوئی چیز لینے میں کامیاب ہوجاتا ہے اس کے لئے اس چیز میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۵۶۰۲، ج۵،ص۱۱۲)

﴿7﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گڑ گڑا کر سوال نہ کیا کرو، خدا کی قسم! تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور لینے میں کامیاب ہوجاتا ہے حالانکہ میں اسے ناپسند کررہا ہوتا ہوں تو اس میں کیسے برکت ہوگی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ ،باب النھی عن المسألۃ ، الحدیث: ۲۳۹۰،ص۸۴۱)

تنبیہ:

میں نے مذکورہ قید کے ساتھ سوال میں اصرار کو کبیرہ گناہ ذکر کیا ہے یہ بات بالکل ظاہر ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس کا انکار نہیں کرتا اگرچہ انہوں نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح بھی نہیں کی اور پہلی دو احادیثِ مبارکہ کا مضمون بھی ہمارے مؤقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس پر مرتب ہونے والی ناپسندیدگی اگرچہ وہ غیر کے ساتھ ہی ہو کبیرہ گناہ کی علامت یعنی لعنت کے قریب ہے، نیز تیسری اور چوتھی حدیثِ پاک میں تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصول شدہ چیز کو آگ قرار دینا بھی ایک سخت وعید ہے،

البتہ اگر سائل مجبور ہو اور مسئول (یعنی جس سے سوال کیا جائے وہ) ظلم کی بناء پر وہ چیز روک رہا ہو تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس کا اصرار حرام نہیں، نیز یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اصرار کا کبیرہ گناہ ہونا 3 مرتبہ تکرار سے مقید نہیں بلکہ اسے عرفاً ایذاء سے مقید کرنا چاہئے کیونکہ ایسی حالت مسئول کو غضب کی اِنتہاء پر اُبھارتی ہے اور اِعتدال کی راہ سے نکال کر بدترین گالی گلوچ میں ڈال دیتی ہے اور یہ ایک سخت اذیت اور بری عادت ہے اس قسم کا اصرار متعدد گناہوں کا سبب بنتا ہے لہٰذا واضح ہوا کہ ہمارے ذکر

کردہ بیان کے مطابق اس صورت میں کبیرہ گناہ ہے۔

بغیر طلب وخواہش کے ملنے والا مال لینے میں حرج نہیں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے عطا فرمایا کرتے، تو میں عرض کرتا: ''یہ چیز اس شخص کو عطا فرمایئے جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لے لو! جب اس مال میں سے کوئی چیز تمہارے پاس آئے اور تمہیں نہ اس کی خواہش ہو نہ ہی تم اس کا سوال کرو تو اسے لے لو اور جمع کر لو پھر اگر چاہو تو اسے کھا لو اور چاہو تو صدقہ کر دو اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے حضرت سیدنا سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ کسی سے کوئی چیز مانگتے اور نہ ہی جو چیز انہیں دی جاتی اسے واپس لوٹاتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب من اعطاہ اللہ شیئا......الخ،الحدیث:۱۴۷۳، ۷۱۶۳، ۷۱۶۴،ص۱۱۶،ص۵۹۷)

﴿8﴾......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی چیز بھیجی تو انہوں نے اسے لوٹا دیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے استفسار فرمایا: ''تم نے وہ چیز کیوں لوٹا دی؟'' انہوں نے عرض کی، ''کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں نہیں بتایا کہ آدمی کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ لے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم تو سوال کرنے کی صورت میں ہے اور جو چیز سوال کے بغیر حاصل ہو وہ تو رزق ہے جو **اللہ** عزوجل نے اسے عطا فرمایا ہے۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں کسی سے کوئی شئے نہ مانگوں گا اور جو چیز سوال کئے بغیر میرے پاس آئے گی اسے لے لیا کروں گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ،قسم الافعال،باب ادب الاخذ،الحدیث: ۱۷۱۴۷،ج۶،ص۲۶۹)

﴿9﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے سوال اور خواہش کے بغیر اپنے بھائی سے کوئی بھلائی پہنچے اسے چاہئے کہ وہ شئے قبول کرلے اور نہ لوٹائے کیونکہ یہ اس کا رزق ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اس کی طرف بھیجا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث:۱۷۹۵۸،ج۶،ص۲۷۶)

﴿10﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کو **اللہ** عزوجل کوئی مال بن مانگے عطا فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے قبول کرلے کیونکہ یہ اسی کا رزق ہے جو **اللہ** عزوجل نے اس کے پاس بھیجا ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ،الحدیث: ۷۹۲۶،ج۳،ص۱۴۵)

﴿11﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جسے اِس رزق سے کوئی شئے سوال اور خواہش کئے بغیر حاصل ہو اسے چاہئے کہ اس کے ذریعے اپنے رزق کو وسیع کرے پھر اگر وہ غنی ہو تو وہ چیز ایسے شخص کو دے دے جو اس سے زیادہ اس چیز کا حاجت مند ہو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۰،ج۱۸،ص۱۹)

﴿12﴾......حضرت عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد گرامی سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواہش اور آرزو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا''اس سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے دل میں کہو کہ عنقریب فلاں شخص مجھے یہ چیز بھیجے گا یا فلاں چیز مجھے ملے گی۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل،حدیث رافع بن عمرو المزنی،تحت الحدیث:۲۰۶۷۴،ج۷،ص۳۶۲)

﴿13﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:''وسعت میں عطا کرنے والا محتاجی میں قبول کرنے والے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث:۸۲۳۵،ج۶،ص۱۲۷)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر134: بلا عذر کسی کی حاجت بر آری نہ کرنا

یعنی انسان کا اپنے قریبی عزیز یا غلام سے کسی عذر کے بغیر قدرت کے باوجود ایسی چیز روک لینا جسے وہ سخت مجبوری کی بناء پر مانگ رہا ہو۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو شخص اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے پاس آکر اس کی حاجت سے زائد وہ شئے مانگے جو اسے **اللہ** عزوجل نے عطا فرمائی ہے لیکن وہ اس پر بخل کرے تو **اللہ** عزوجل جہنم سے ایک اژدھا نکالے گا جس کا نام **شجاع** ہوگا وہ منہ سے زبان نکالے ہوگا پھر وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۹۳،ج۴،ص۱۶۷)

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا، اس سے گفتگو میں نرمی کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا اور **اللہ** عزوجل کے عطا کردہ مال سے اپنے پڑوسی پر فخر نہ کیا، اے امتِ محمد! اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس

کے حسنِ سلوک کے محتاج ہوں اور وہ صدقہ کو دوسرے لوگوں کی طرف پھیر دے۔اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۲۸،ج۶،ص۲۹۶)

﴿3﴾......حضرت سیدنا بہز بن حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: میں نے عرض کی،''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں کس کے ساتھ بھلائی کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں، پھر اپنے باپ، پھر اپنے قریبی رشتہ داروں اور پھر دیگر رشتہ داروں کے ساتھ۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی برّالوالدین، الحدیث: ۵۱۳۹،ص۱۵۹۹)

﴿4﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کوئی آدمی اپنے آقا سے اس کے پاس موجود ضرورت سے زائد چیز مانگے اور وہ اس سے وہ چیز روک لے تو ضرورت سے زائد وہ چیز قیامت کے دن ''**اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع**'' نامی اژدھے کی صورت میں اسے بلائے گی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی برّالوالدین، الحدیث: ۵۱۳۹،ص۱۵۹۹)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:''**اَقْرَع** وہ سانپ ہے جس کے سر کے بال زہر کی وجہ سے جھڑ جائیں۔''

﴿5﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس شخص کے پاس اس کا چچازاد بھائی آ کر اس کے زائد مال میں سے سوال کرے تو وہ انکار کردے تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس سے اپنا فضل روک لے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۱۹۵،ج۱،ص۳۳۰)

تنبیہ:

عنوان میں مذکور گناہ کو چند شرائط کے ساتھ کبیرہ گناہ قرار دینا بالکل واضح ہے اور اس سخت وعید کو یہ احادیثِ مبارکہ بھی شامل ہیں لیکن کسی کو ان کے ظاہری معنی کے اطلاق کا قول کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا کیونکہ اس میں اِتنا حرج اور مشقت ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاسکتی، بلکہ بسا اوقات اَجنبی کی نیکوکاری کی وجہ سے **اس پر صدقہ کرنا قریبی رشتہ دار پر اس کے فسق کی وجہ سے صدقہ کرنے سے افضل ہوتا ہے**، اس میں اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ اسے اطاعت میں خرچ کرے گا جبکہ فاسق رشتہ دار اسے نافرمانی میں خرچ کرے گا۔

سوال: اگر صرف مجبور سے روکنا فرض کرلیا جائے تو اس صورت میں غلام، قریبی رشتہ داروں اور دیگر لوگوں سے روکنے کے

کبیرہ گناہ ہونے میں کوئی فرق نہ ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے؟

جواب: بات اگرچہ یہی ہے مگر اس میں فرق کی وجہ گذشتہ صفحات میں بیان شدہ اس بات سے معلوم ہو چکی ہے کہ بعض کبیرہ گناہ دیگر بعض سے زیادہ قبیح ہوتے ہیں، لہٰذا صرف مجبور سے روکنے میں اگرچہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا ظاہر ہے مگر غلام اور ایسے قریبی رشتہ داروں، جن کا نفقہ اس پر لازم ہے، سے روکنا مطلق رشتہ داروں سے روکنے سے زیادہ سخت اور قبیح ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں:

(۱)......اس پر نفقہ کا واجب ہونا (۲)......تعلق کی زیادتی (۳)......آپس کی موالات اور قرابت توڑنا (۴)......انہیں ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش وغیرہ جبکہ اجنبی میں صرف یہی ایک آخری وجہ پائی جاتی ہے پس ان کو اس کے ساتھ مختص کرنا جائز ہے یہ خاص طور پر ذکر کرنے کی حکمت ہے جو کہ بڑی واضح اور ظاہر ہے اور (۵)......اسی طرح ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں والدین کے حقوق کی رعایت کی تاکید اور پھر بقیہ رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ والدین سے رشتہ توڑنا دیگر اَقرباء سے تعلق توڑنے کی طرح نہیں۔

{6}......اسی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے رشتہ داری کو عرش کے پائے سے معلق کر دیا ہے وہ کہتی ہے: ''اے **اللہ** عزوجل! جو مجھے جوڑے تو اسے جوڑ اور جو مجھے توڑے تو اسے توڑ دے۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! جو تجھے جوڑے گا میں اسے ضرور جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے ضرور توڑ دوں گا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 135: صدقہ دے کر احسان جتانا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے اے ایمان والو

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ (پ۳، البقرۃ:۲۶۲ تا ۲۶۴)

اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے۔

{1}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اچھائی جتلانے سے بچتے رہو کیونکہ یہ شکر کو باطل کر دیتا ہے اور اجر کو مٹا دیتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سورۂ بقرہ کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ'' (تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۴، ج ۲، ص ۲۳۶)

پہلی آیتِ مبارکہ میں **اللہ** عزوجل نے یہ بات بیان فرمائی: ''جو شخص کسی نیک کام میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ اپنی جان اور اہل وعیال پر خرچ کرنے والے کی طرح ہے۔'' اور دوسری آیتِ کریمہ میں یہ بیان فرمایا: ''جو شخص کسی قسم کا کوئی صدقہ کرے تو **اللہ** عزوجل نے صدقہ کرنے والوں کے لئے جو عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے اس کو پانے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے صدقہ کو مذکورہ آیاتِ کریمہ کے مطابق **اللہ** عزوجل، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور مؤمنین پر احسان جتلانے سے سلامت رکھے۔

سیدنا قفال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''احسان نہ جتانا کبھی شرط ہوتا ہے اور یہ بات خود پر خرچ کرنے والے میں بھی معتبر ہے جیسے کوئی شخص **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں جہاد کے دوران خود پر خرچ کرے اور اس کی وجہ سے نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور مؤمنین پر احسان نہ جتائے اور نہ ہی اس قسم کی باتوں سے کسی مؤمن کو ایذاء دے کہ اگر میں حاضر نہ ہوتا تو یہ کام پورا نہ ہوتا یا کسی سے یہ نہ کہے کہ تم تو کمزور ہو جہاد میں تمہاری وجہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔''

اِحسان جتانے سے مراد یہ ہے: ''لینے والے کو اپنے احسان گنوانا یا ایسے شخص کے سامنے اس احسان کا تذکرہ کرنا جس کا آگاہ ہونا صدقہ لینے والے کو ناپسند ہو۔'' ایک قول یہ ہے: ''انسان احسان کی وجہ سے خود کو اس شخص سے افضل سمجھے جس پر صدقہ کیا جا رہا ہے۔'' اس لئے اسے چاہئے کہ نہ تو اسے دعا کے لئے کہے اور نہ اس کی طمع رکھے، کیونکہ یہ بعض اوقات اس کے احسان کا عوض ہو جاتی ہے اس طرح اس کا اَجر ساقط ہو جاتا ہے۔

مَنّ یعنی احسان جتانے کی اصل قطع کرنا (یعنی جڑ کاٹنا) ہے، اسی لئے اس کا اطلاق نعمت پر ہوتا ہے کیونکہ دینے والا اپنے مال میں اس کے لئے حصہ کاٹتا ہے جس کو مال دیا جا رہا ہے اور ''اَلْمِنَّۃُ'' نعمت یا بڑی نعمت کو کہتے ہیں، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے

اسے ''مَنَّان ''یعنی ''مُنعِم'' کے لفظ سے متصف فرمایا ہے اور مندرجہ ذیل آیتِ مبارکہ،

وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ (پ۲۹،القلم:۳) ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

بھی اسی سے ہے۔ ''مَمْنُوْن'' کا معنی ہے نہ ختم ہونے والا اور موت کو ''منون'' اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زندگی کو کاٹ دیتی ہے جبکہ اَذٰی سے مراد کسی کو جھڑکنا، عار دلانا یا گالی دینا ہے، یہ بھی احسان جتانے کی طرح اجر وثواب کو ساقط کر دیتا ہے جیسا کہ **اللہ** عزوجل نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔

احسان جتانا **اللہ** عزوجل کی اعلیٰ صفات جبکہ ہماری مذموم صفات میں سے ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل کا احسان جتانا مہربانی ہے اور مخلوق کو اس کا واجب کردہ شکر ادا کرنے کی یاد دہانی ہے جبکہ ہمارا احسان جتانا عار دلانا ہوتا ہے کیونکہ صدقہ لینے والا مثال کے طور پر غیر کا محتاج ہونے کی وجہ سے شکستہ دل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ کے اوپر ہونے کا اعتراف کرتا ہے، لہٰذا جب دینے والا اپنی نعمت کا اظہار کرے یا برتری جتائے یا اس احسان کے عوض کوئی خدمت یا شکر کا مطالبہ کرے تو یہ چیز لینے والے کے نقصان، شکستہ دلی، عار محسوس کرنے اور دل کے ٹوٹنے میں اضافہ کرتی ہے جو کہ عظیم قباحتیں ہیں کیونکہ اس میں احسان جتانے والے کے لئے ملکیت، فضل اور اس مالکِ حقیقی عزوجل سے غفلت پائی جاتی ہے جو کہ عطا فرما کر خوش ہوتا ہے اور اس عطا و بخشش پر سب سے بڑھ کر قادر ہے۔

لہٰذا **اللہ** عزوجل کی بارگاہ کو پیشِ نظر رکھنا اور اس کا شکر ادا کرتے رہنا واجب ہے نیز **اللہ** عزوجل کے فضل و جود میں اس سے جھگڑنے کی طرف لے جانے والی چیزوں سے بچنا بھی واجب ہے کیونکہ احسان وہی جتاتا ہے جو اس بات سے غافل ہوتا ہے کہ **اللہ** عزوجل ہی عطا کرنے والا اور فضل فرمانے والا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے: ''جب تم کسی شخص کو کوئی چیز دو اور دیکھو کہ تمہارا سلام کرنا اس پر گراں گزرتا ہے مثلاً وہ تمہارے احسان کی وجہ سے تمہارے لئے کھڑا ہونے کا تکلف کرتا ہے تو اسے سلام کرنے سے رُک جاؤ۔''

سیدنا امام ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دوسرے سے کہہ رہا تھا: ''میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور یہ کیا، وہ کیا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ، جب نیکی کو شمار کیا جائے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں رہتی۔'' (تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۲۶۴، ج۲، ص۲۳۶)

{2}......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پرنَظَرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' راوی کہتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات 3 مرتبہ ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ذلیل ورسوا ہونے والے وہ لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) کپڑا لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا اور (۳) جھوٹی قسم اٹھا کر مال بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۳،ص۶۹۶)

{3}......ایک اور روایت میں ہے: ''وہ احسان جتانے والا جو احسان جتائے بغیر کچھ نہیں دیتا۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۲۹۴،ص۶۹۶)

{4}......جبکہ دوسری روایت میں ہے ''اپنا تہبند لٹکانے والا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۹۴،ص۶۹۶)

{5}......نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 4 افراد پر نَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورت (۳) شراب کا عادی اور (۴) تقدیر کا منکر۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۹۳۸،ج۸،ص۲۴۰)

{6}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (سنن النسائی ، کتاب الاشربة، باب الروایة فی المدمنین فی الخمر،الحدیث: ۵۶۷۵،ص۲۴۴۹)

{7}......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد پر نَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) احسان جتلانے والا (۲) اپنا تہبند لٹکانے والا اور (۳) شراب کا عادی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۴۴۲،ج۱۲،ص۲۹۸)

{8}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد پر نَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورت اور (۳) دیُّوث۔ اور تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب کا عادی اور (۳) دے کر احسان جتانے والا۔'' (سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب المنان بما اعطیٰ، الحدیث: ۲۵۶۳،ص۲۲۵۳)

{9}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد سے نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پر نَظَرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا وہ شخص جو احسان جتائے بغیر کچھ نہیں دیتا اور (۳) جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۴۔۲۹۳،ص۶۹۶)

{10}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن 3افراد کی نہ فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل: (۱) والدین کا نافرمان، (۲) احسان جتانے والا اور (۳) تقدیر کا منکر۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۴۷، ج۸، ص ۱۱۹)

{11}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3افراد کو جہنم سے نہ بچایا جائے گا: (۱) احسان جتانے والا (۲) والدین کا نافرمان اور (۳) شراب کا عادی۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقائق، الحدیث: ۴۳۷۹۸، ج۱۶، ص ۱۴)

{12}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکّار، فریبی، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۲، ج۱، ص۲۷)

{13}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''5افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) شراب کا عادی (۲) جادو کرنے والا (۳) قطع رحمی کرنے والا (۴) کاہن اور (۵) احسان جتلانے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۱۰۷، ج۴، ص۲۰)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو کبائر میں شمار کرنے کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے اور یہ ان احادیثِ پاک میں وارد سخت وعید کی بناء پر بالکل ظاہر ہے۔

اشعار

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اشعار:

لَاتَحْمِلَنَّ مِنَ الْاَنَامِ عَلَیْکَ اِحْسَانًا وَّ مَنًّا
وَاخْتَرْ لِنَفْسِکَ حَظَّھَا وَاصْبِرْ فَاِنَّ الصَّبْرَ جُنَّۃ
مِنَنُ الرِّجَالِ عَلَی الْقُلُوْبِ اَشَدُّ مِنْ وَّقْعِ الْاَسِنَّۃ

ترجمہ: (۱) لوگوں میں سے کسی کا اپنے اوپر احسان مت اُٹھا۔

(۲) اور اپنے نفس کا حصہ اختیار کر اور صبر کر کیونکہ صبر ڈھال ہے۔

(۳) لوگوں کے احسانات دلوں پر نیزے لگنے سے زیادہ سخت ہیں۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

وَصَاحِبٌ سَلَفَتْ مِنْهُ اِلَیَّ یَدٌ ... اَبْطَا عَلَیْهِ مُکَافَاتِی فَعَادَانِی

لَمَّا تَیَقَّنَ اَنَّ الدَّهْرَ حَاوَلَنِی ... اَبْدَی النَّدَامَةَ مِمَّا کَانَ اَوْلَانِی

اَفْسَدْتَ بِالْمَنِّ مَا قَدَّمْتَ مِنْ حُسْنٍ ... لَیْسَ الْکَرِیْمُ اِذَآ اَعْطٰی بِمَنَّانِ

ترجمہ: (۱) وہ ایسا شخص ہے کہ جس کا احسان مجھ تک پہنچنے میں سبقت لے گیا لیکن میری طرف سے بدلہ اسے دیر سے پہنچا تو اس نے وہ مجھے واپس کر دیا۔

(۲) لیکن جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ زمانے نے میرا ارادہ کر لیا ہے تو اسے اس احسان سے شرمندگی ہونے لگی جو اس نے مجھ پر کیا تھا۔

(۳) جتانے سے تم نے پچھلی نیکی برباد کر دی، کیونکہ سخی جب کچھ دیتا ہے تو جتاتا نہیں۔

کبیرہ نمبر 136: حاجت مند کو زائد اَز ضرورت پانی سے روکنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا نہ ان پرنظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (ان میں ایک وہ شخص ہے جو) بیابان میں ضرورت سے زائد پانی پر قابض ہو اور مسافر کو اس سے روک دے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ، الحدیث:۲۹۷، ص۶۹۶)

{2}......ایک اور روایت میں ہے: ''**اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: آج میں تجھ سے اپنا فضل اس طرح روک لوں گا جس طرح تو نے اس چیز کو روکا جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب من رای ان صاحب الحوض ......الخ، الحدیث: ۲۳۶۹، ص۱۸۵)

{3}......ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سی چیز جس سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' اس نے پھر عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس چیز سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نمک۔'' اس نے پھر عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس چیز سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا بھلائی کے کام کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی منع الماء، الحدیث: ۳۴۷۶، ص۱۴۸۲)

{4 }......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ تین چیزوں گھاس، پانی اور آگ میں ایک دوسرے کے شریک (یعنی حصہ دار) ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۳۴۷۷،ص ۱۴۸۲،''الناس'' بدلہ'' مسلمو''ن)

{5 }......اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی، نمک اور آگ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس پانی سے نہ روکنے کی حکمت تو ہم سمجھ گئے نمک اور آگ میں کیا حکمت ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے حمیراء (بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عطا فرمایا گیا لقب)! جس نے کسی کو آگ دی گویا اس نے اس آگ میں پکنے والا تمام کھانا صدقہ کیا اور جس نے کسی کو نمک دیا گویا اس نے اس نمک سے (ذائقہ دار) بننے والا تمام کھانا صدقہ کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی موجود تھا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی موجود نہ تھا تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث:۲۴۷۴،ص ۲۶۲۵)

{6 }......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان تین چیزوں پانی، گھاس اور آگ میں شریک ہیں اور ان کی قیمت (یعنی انہیں بیچ کر لی گئی رقم) حرام ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث:۲۴۷۲،ص ۲۶۲۵)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد جاری پانی ہے۔''

تنبیہ:

شیخین کی تصریح کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل صریح ہے، پہلی حدیثِ پاک میں تو سخت وعید آئی ہے اور ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے، جن میں سیدنا جلالُ الدِّین بُلْقِینِیُّ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں، انہوں نے بھی اس شرط کو معتبر قرار دیا ہے جو ہم نے عنوان کے تحت ذکر کی ہے۔

کبیرہ نمبر 137

مخلوق کی ناشکری کرنا

یعنی مخلوق کی ایسی ناشکری کرنا جس سے اللہ عزوجل کی ناشکری لازم آئے۔

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دو، جو **اللہ** عزوجل کے نام پر تم سے سوال کرے اسے دیا کرو، جو **اللہ** عزوجل کے نام پر تم سے فریادرسی چاہے اس کی مدد کرو، جو تم سے بھلائی کے ساتھ پیش آئے تو اسے اچھا بدلہ دو اور اگر تم اس کی استطاعت نہ رکھو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب من سال باللہ عزوجل، الحدیث: ۲۵۶۸، ص ۲۵۴)

{2}......ایک اور روایت میں ہے: ''پھر اگر تم اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہو تو اس کے لئے اتنی دعائیں مانگو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اس کا شکریہ ادا کر چکے ہو کیونکہ **اللہ** عزوجل شاکر (یعنی شکر قبول کرنے والا) ہے اور شکر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۹، ج ۱، ص ۱۸)

{3}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے کچھ عطا کیا گیا اگر وہ وسعت پائے تو اس کا بدلہ ضرور دے اور اگر وسعت نہ پائے تو اس کی تعریف ہی کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع......الخ، الحدیث: ۲۰۳۴، ص ۸۵۵)

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اُس نے تعریف کے علاوہ کوئی جزاء نہ پائی تب بھی گویا اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی اور جو کسی باطل شئے سے مزین ہو وہ جھوٹ کا لبادہ پہننے والے کی طرح ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب المسالۃ والاخذوما یتعلق بہ ......الخ، الحدیث: ۳۴۰۶، ج ۵، ص ۷۵)

{5}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس پر احسان کیا جائے اور وہ اسے یاد رکھے تو گویا اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اگر وہ اسے چھپائے تو اس نے ناشکری کی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۴، ص ۱۵۷۷)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک لوگوں میں **اللّٰہ**

عزوجل کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہی ہے جو ان میں سے لوگوں کا زیادہ شکر گزار ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث الاشعث بن قیس الکندی، الحدیث: ۲۱۹۰۵، ج۸، ص۹۷)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ **اللّٰہ** عزوجل کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ص۱۵۷۷)

{8}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اسے چاہئے کہ اسے یاد رکھے کیونکہ جس نے احسان کو یاد رکھا گویا اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا بے شک اس نے ناشکری کی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۱، ج۱، ص۱۱۵)

{9}......حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تھوڑی چیز کا شکر ادا نہ کرے وہ **اللّٰہ** عزوجل کا شکر ادا نہیں کرسکتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہ کرے وہ **اللّٰہ** عزوجل کا شکر ادا نہیں کرسکتا، **اللّٰہ** عزوجل کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنا ہی ہے جبکہ اس کی نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفرانِ نعمت (یعنی نعمتوں کی ناشکری) ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر، الحدیث: ۱۸۴۷۷، ج۶، ص۳۹۴)

{10}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے کو **جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً** (یعنی اللہ عزوجل تجھے بہترین جزاء دے) کہا تو وہ ثناء کو پہنچ گیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الثناء بالمعروف، الحدیث: ۲۰۳۵، ص۱۸۵۵)

تنبیہ:

دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا کیونکہ لوگوں کی ناشکری بندے کو **اللّٰہ** عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کی طرف لے جاتی ہے، مگر میں نے کسی کو اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے نہیں پایا شاید ان کا عذر یہ تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ ''اس سے مراد مُحسن کی نعمت کی ناشکری ہے۔'' حالانکہ صرف یہی بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا تقاضا نہیں کرتی۔

کبیرہ نمبر138: اللہ تعالیٰ کے نام پر جنت کے سوا کچھ اور مانگنا

کبیرہ نمبر139: اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو کچھ نہ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرے وہ ملعون ہے اور جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ سوال کرنے والے کو نہ دے جبکہ وہ کسی بُری چیز کا سوال نہ کرے تو وہ بھی ملعون ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیة، باب السوال بوجه الله الکریم، الحدیث: ۱۷۲۴۱، ج۱۰، ص۳۴)

{2}......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نام پر جنت کے علاوہ کچھ نہ مانگا جائے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰة، باب کراهیة المسألة بوجه الله، الحدیث: ۱۶۷۱، ص۱۳۴۷)

{3}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر مانگے وہ ملعون ہے اور جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال ہو اور وہ سوال کرنے والے کو کچھ نہ دے تو وہ بھی ملعون ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۴۳، ج۲۲، ص۳۷۷)

{4}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں بدترین مصیبت و آزمائش والے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''کیوں نہیں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (ضرور بتایئے)'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ عطا نہ کرے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریره، الحدیث: ۹۱۵۳، ج۳، ص۳۵۴، "بشر البلیة" بدله "بشر البریة")

{5}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرے اسے عطا کرو، جو تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کا بدلہ دو، اگر تم اس کا بدلہ دینے کی استطاعت نہ رکھو تو اس کے لئے دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰة، باب عطیة من سأل بالله، الحدیث: ۱۶۷۲، ص۱۳۴۸)

{6}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک بار ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں حضرت خضر (علیہ السلام) کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''کیوں نہیں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (ضرور بتایئے)'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک دن وہ بنی اسرائیل کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ان

پر ایک مکاتَب غلام[1] کی نظر پڑی تو اس غلام نے ان سے عرض کی، ''مجھ پر صدقہ کیجئے، **اللہ** عزوجل آپ (علیہ السلام) کو برکت عطا فرمائے۔'' حضرت سیدنا خضر (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عزوجل پر ایمان رکھتا ہوں کہ جو معاملہ وہ چاہے وہی ہوتا ہے لہذا اس وقت میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں۔'' مسکین بولا ''میں نے آپ علیہ السلام سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا تھا کہ مجھ پر صدقہ کیجئے کیونکہ میں نے آپ علیہ السلام کے چہرے پر سخاوت کے آثار دیکھے تھے اور میں آپ علیہ السلام کے پاس برکت کی اُمید بھی رکھتا ہوں۔'' حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا: ''میرا **اللہ** عزوجل پر ایمان ہے (اس وقت) میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم مجھے لے جا کر بیچ دو۔'' مسکین نے پوچھا: ''کیا ایسا کرنا درست ہوگا؟'' حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں تم سے کہہ رہا ہوں کیونکہ تم نے ایک عظیم وسیلہ سے سوال کیا ہے لہذا میں تمہیں اپنے رب عزوجل کے نام پر رسوا نہیں کروں گا، مجھے بیچ دو۔''

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''پھر وہ مسکین انہیں بازار لے گیا اور **400** درہم میں بیچ دیا، وہ ایک مدت تک اس خریدار کے ہاں یوں ہی ٹھہرے رہے کہ وہ ان سے کوئی کام نہ لیتا تھا ایک دن آپ (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: ''تم نے مجھے کام کرانے کے لئے خریدا ہے لہذا مجھے کسی کام کا حکم دو۔'' تو اس نے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، آپ (علیہ السلام) بہت عمر رسیدہ اور ضعیف ہیں۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے مشقت نہیں ہوگی۔'' وہ بولا ''اٹھیں اور یہ پتھر یہاں سے منتقل کر دیں۔'' وہ پتھر چھ آدمی پورے ایک دن میں ہی منتقل کر سکتے تھے، پھر وہ شخص کسی کام سے چلا گیا جب واپس آیا تو اس وقت تک پتھر وہاں سے منتقل ہو چکے تھے، اس نے کہا: ''آپ (علیہ والسلام) نے بہت اچھا کیا، خوب کیا اور میں جس کام کی آپ (علیہ السلام) میں صلاحیت نہیں سمجھتا تھا آپ (علیہ السلام) نے اسے کر دکھایا۔'' پھر اس شخص کو ایک سفر درپیش آیا تو اس نے آپ (علیہ السلام) سے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو امانت دار سمجھتا ہوں اُمید ہے کہ میرے بعد میرے اہلِ خانہ کیلئے اچھے نگہبان ثابت ہوں گے۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی کام کا حکم دے جاؤ'' اس نے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے مشقت نہیں ہوگی۔'' اس نے کہا: ''پھر میری واپسی تک میرے گھر کے لئے اینٹیں بناتے رہیں۔''

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکاتب غلام کے بارے میں فرماتے ہیں: ''آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے اب یہ مکاتب ہوگیا جب کُل ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اور جب تک اس میں سے کچھ بھی باقی ہے غلام ہی ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۹، ص ۹)

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''پھر وہ شخص سفر پر چلا گیا، جب وہ واپس آیا تو آپ (علیہ السلام) اس کے لئے اینٹیں بنا چکے تھے وہ بولا: ''میں آپ (علیہ السلام) سے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ (علیہ السلام) کا ماجرا اور معاملہ کیا ہے؟'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''تم نے مجھے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھا ہے اور اللہ عزوجل کے واسطے ہی نے مجھے اس غلامی میں ڈالا ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں، مَیں وہی خضر (علیہ السلام) ہوں جس کا تذکرہ تم سن چکے ہو، مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ کا سوال کیا اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی، پھر جب اس نے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر مجھ سے مانگا تو میں نے اسے خود پر اختیار دے دیا لہٰذا اس نے مجھے بیچ دیا اور میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ جس سے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر وہ سائل کو قدرت کے باوجود خالی لوٹا دے، اسے قیامت کے دن اس حالت میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس کی جلد پر گوشت نہ ہوگا اور وہ زور زور سے آوازیں نکال رہا ہوگا۔''

اس شخص نے کہا: ''میں اللہ عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! میں نے آپ علیہ السلام کو مشقت میں ڈالا۔'' آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''کوئی حرج نہیں تم نے بہت اچھا کیا، خوب کیا۔'' تو اس آدمی نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! میرے اہل و مال کے لئے جو چاہیں حکم فرمائیں یا آزادی اختیار فرمائیں میری طرف سے آپ علیہ السلام کا راستہ کھلا ہے۔'' حضرت خضر (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا ''میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے جانے دو تا کہ میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کرسکوں۔'' تو اس نے آپ (علیہ السلام) کو رخصت کر دیا، آپ نے دعا فرمائی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْثَقَنِیْ فِی الْعُبُوْدِیَّۃِ ثُمَّ نَجَانِیْ مِنْھَا یعنی تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے غلامی میں ڈالا پھر اس سے نجات عطا فرمائی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۳۰، ج۸، ص۱۱۳)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ صحیح حدیثِ پاک میں ان پر وارد لعنت ہے اور دوسرا یہ کہ جس سے اللہ عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ عطا نہ کرے تو وہ لوگوں میں بدترین شخص ہے جیسا کہ بعد والی حدیثِ پاک میں ہے، مگر ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سے استدلال نہیں کیا بلکہ ان دونوں کاموں کو مکروہ قرار دیا ہے اور کبیرہ تو در کنار انہیں حرام بھی نہیں قرار دیا اور حدیثِ پاک میں ''سائل کو نہ دینے'' پر وارد وعید کو اس پر محمول کرنا بھی ممکن ہے کہ یہاں مراد وہ سائل ہے جو انتہائی مجبور ہو۔

اس پر نص وارد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرنا اور مجبور ہونے کے باوجود سائل کو نہ دینا قبیح

ترین اَمر ہے اور حکمِ منع کو سوال پر محمول کرنا بھی ممکن ہے جبکہ وہ مانگنے میں اصرار کرے اور **اللہ** عزوجل کے نام پر کثرت سے سوال کرے یہاں تک کہ جس سے سوال کیا جائے وہ مجبور ہو جائے اور اسے تکلیف دے تو اس صورت میں دونوں پر لعنت ہو گی اور دونوں کا کبیرہ ہونا ظاہر ہے اور ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کا کلام محض **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرنے اور اس طرح سوال کرنے والے کو کچھ نہ دینے کے بارے میں ہے، حالتِ اضطرار کی قید نہیں اور اس سے ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام اور گذشتہ احادیثِ پاک میں تطبیق واضح ہو جاتی ہے۔

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''**مِنْھَاج**'' میں لکھتے ہیں: ''کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں صغیرہ اور کبیرہ نہ ہو اور کبھی کسی قرینہ کے ملنے سے صغیرہ کبیرہ بن جاتا ہے اور کبھی کبیرہ فاحشہ کسی قرینہ کے ملنے کی وجہ سے صغیرہ بن جاتا ہے، مگر یہ کہ **اللہ** عزوجل کی ذات کے ساتھ کفر نہ ہو کیونکہ یہ کبیرہ ترین ہے اور اس نوع کا کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔'' پھر فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور سائل کو عطا نہ کرنا صغیرہ ہے اور اگر سائل کو نہ دینے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو جمع کر دیا جائے یا پھر دینا ایک کی طرف سے ہو لیکن وہ روکنے میں سختی اور جھڑکی سے کام لے تو یہ بھی کبیرہ ہوگا، اسی طرح اگر محتاج نے کسی آدمی کو دیکھا جو کھانے پر وسعت رکھتا ہو پس اس نے اس کی طرف اپنے آپ کو مائل کیا اور اس سے مانگا لیکن اس نے نہ دیا تو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔

اعتراض: علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کلام کہ ''سائل کو لوٹانا صغیرہ گناہ ہے اور محتاج کے مانگنے پر خوشحال کا نہ دینا کبیرہ گناہ ہے۔'' پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا: ''ان دونوں میں اشکال ہے مگر یہ کہ ان کی تاویل کی جائے اور سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں تاویل کی گنجائش نہیں۔''

جواب: سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں کہتا ہوں: ''دوسرا کلام مجبور کے بارے میں ہے اور پہلا کلام ایسے شخص سے مانگنے والے کے بارے میں ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور وہ ایسے شہر میں ہو جس کے فقراء قید میں ہوں۔'' پس سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی تاویل کرتے ہوئے سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو ذکر کیا وہ میرے مؤقف کی تائید میں واضح ہے۔

ہاں! سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اطلاق یہ ہے کہ جو بعد میں مذکور ہوا وہ صغیرہ ہے یہ تو دیکھنے میں بھی ظاہر ہے، بے شک جب انہوں نے ان کو تین قسموں میں شمار کیا تو سب سے کم درجہ ان لوگوں کا ہے جو مکمل طور پر زکوٰۃ کے مالک ہو گئے لہٰذا اس صورت میں ان میں سے کسی کا نہ دینا بلاشبہ کبیرہ ہے اور اگر اس میں حصر کریں تو یہ مالک پر تمام کو گھیرنے کے وجوب کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مال پورا ادا کرے غور کرو کہ اس وقت روکنا صغیرہ ہوگا کیونکہ عمومی طور پر اس پر واجب ہے لیکن وہ مکمل طور پر مالک نہیں

ہوتے لہٰذا نہ دینا صغیرہ ہوگا کبیرہ نہیں اور علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام اسی حالت کے بارے میں ہے۔

صدقہ کے فضائل، اَحکام اور اقسام

میں نے اس سلسلے میں ایک کتاب تالیف کی ہے اس میں درج فضائل، احکام، فوائد اور فروع سے بے نیازی نہیں برتی جاسکتی، لہٰذا آپ پر اس کو اختیار کرنا لازم ہے۔ جان لیجئے کہ میں نے اس خاتمہ میں جو احادیثِ مبارکہ درج کی ہیں وہ تمام صحیح ہیں مگر کچھ احادیث حسن ہیں لہذا میں نے **مُخْرِجِیْن** کا ذکر بھی نہیں کیا۔

{7}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کیا اور چونکہ **اللہ** عزوجل حلال ہی قبول فرماتا ہے لہٰذا **اللہ** عزوجل اسے بھی برکت کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لئے اس کی اسی طرح نشو ونما فرماتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے (یعنی گھوڑی کے بچے) کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، الحدیث: ۱۴۱۰، ص ۱۱

{8}......ایک اور روایت میں ہے: ''جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ ایک لقمہ اُحد پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے، اور اس کی تصدیق **اللہ** عزوجل کی کتاب میں اس طرح ہے:

{۱}

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (پ۱۱، التوبۃ: ۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے۔

{۲}

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط (پ۳، البقرۃ: ۲۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب ترغیب فی الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۱۲۷۱، ج ۱، ص ۴۰۷

{9}......رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ مال میں کوئی کمی نہیں کرتا، **اللہ** عزوجل عفو کے بدلے بندے کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو شخص **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ۶۵۹۲، ص ۱۱۳۰

{10}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور

بندہ جب صدقہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے ہی **اللہ** عزوجل اس سے راضی ہو کر اسے قبول فرمالیتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۵۰، ج ۱۱، ص ۳۲۰)

{11}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ غنی ہونے کے باوجود اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے **اللہ** عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۵۰، ج ۱۱، ص ۳۲۱)

{12}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہے: (۱) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور (۳) جو صدقہ کر کے محفوظ کر لیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھدو الرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنۃ......الخ، الحدیث: ۷۴۲۲، ص ۱۱۹۱)

{13}......خاتَمُ المُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ **اللہ** عزوجل یوں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور **اللہ** عزوجل کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا، جب وہ بندہ اپنی دائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جسے اس نے آخرت کے لئے آگے بھیجا تھا اور جب وہ اپنی بائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جسے اس نے آگے بھیجا تھا، پھر جب وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا، لہٰذا آگ سے ڈرو اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق......الخ، الحدیث: ۲۳۴۸، ص ۸۳۸)

{14}......سیِّدُ المُبلِّغین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو آگ سے بچائے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔''

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الفاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۲۹۵۳، ص ۹۴۹)

{15}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۱۶، ص ۱۹۱۵)

{16}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''(۱) اے کعب بن عُجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جس خون اور گوشت نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے۔ (۲) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ دو طرح صبح کرتے ہیں ایک شخص اپنی جان کو آزاد کرانے میں صبح کرتا ہے اور اسے آزاد کرا لیتا ہے جبکہ ایک اسے ہلاکت میں ڈال کر صبح کرتا ہے۔ (۳) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! نماز قربت یعنی نیکی ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پتھر پر برف پگھلتی

ہے۔''ایک اور روایت میں ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلوٰۃ، الحدیث:۶۱۴،ص۱۷۰۶)

{17}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بے شک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا اور بری موت سے بچاتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۶۶۴،ص۱۷۱۲)

{18}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک **اللہ** عزوجل صدقے کے ذریعے بری موت کو 70 دروازے دور فرما دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی فی السخاء والصدقۃ، الفصل الاول، الحدیث: ۱۶۱۰۶، ج۶،ص۱۵۸)

{19}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجانے تک ہر شخص اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۳۳۵، ج۶،ص۱۲۶)

{20}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''انسان 70 شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑا کر کوئی چیز صدقہ کرتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی فی السخاء والصدقۃ، الفصل الاول، الحدیث: ۱۶۱۷۳، ج۶،ص۱۶۵)

{21}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی:''کون سا صدقہ افضل ہے۔''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''تنگ دست کا حسبِ استطاعت صدقہ کرنا اور اپنے زیرِ کفالت لوگوں سے ابتداء کرنا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الرخصۃ فی ذالک، الحدیث: ۱۶۷۷،ص۱۳۴۸)

{22}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے''ایک شخص نے عرض کی،''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کیسے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایک شخص کے پاس بہت سا مال ہو وہ اس میں سے ایک لاکھ 1,00,000 درہم صدقہ کرے اور ایک شخص کے پاس صرف 2 درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم صدقہ کرے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب جہد المقل، الحدیث: ۲۵۲۹،ص۲۲۵۱،"بتقدم وتأخر)

{23}......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اپنے کسی سائل کو خالی نہ لوٹاؤ اگرچہ بکری یا گائے کا ایک کُھر ہی ہو۔''(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب الامر باعطاء السائل، الحدیث: ۲۴۷۲، ج۴،ص۱۱۱)

{24}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سات افراد ایسے ہوں گے جنہیں اللہ عزوجل عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا (پھر حدیثِ پاک بیان کی یہاں تک کہ فرمایا) اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس طرح چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، الحدیث: ۱۴۲۳،ص ۱۱۲)

{25}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کے کام کرنا ناگہانی آفات سے بچاتا ہے، پوشیدہ صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۸۰۱۴،ج۸،ص ۲۶۱)

{26}...... نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کے کام ناگہانی آفات سے بچاتے ہیں، پوشیدہ صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے، ہر بھلائی صدقہ ہے، دنیا میں بھلائی پانے والے لوگ آخرت میں بھی بھلائی پانے والے ہوں گے اور دنیا میں بدکاری کے شکار لوگ آخرت میں برائی میں گرفتار ہوں گے اور بھلائی کرنے والے ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۶۰۸۶،ج۴،ص ۳۱۱)

{27}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! صدقہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دوگنا، چارگنا اور اللہ عزوجل کے ہاں اس سے بھی زیادہ ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ (پ۲،البقرۃ:۲۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھادے۔

دوبارہ عرض کی گئی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو فقیر کو پوشیدہ طور پر دیا جائے یا تنگدست اپنی ممکنہ کوشش سے دے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ (پ۳،البقرۃ:۲۷۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر الحدیث: ۱۸۹۱،ج۸،ص ۲۲۶)

{28}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو لباس پہنایا جب تک اس میں سے کوئی دھاگا یا لڑی اس کے بدن پر رہے لباس پہنانے والا **اللہ** عزوجل کی حفاظت میں رہے گا۔''

(المستدرک ، کتاب اللباس ، باب من کسامسلماً ثوباً ......الخ،الحدیث: ۷۴۹۹،ج۵،ص۲۷)

{29}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے **اللہ** عزوجل اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا، جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے **اللہ** عزوجل اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پلائے **اللہ** عزوجل اسے مہر لگی ہوئی عمدہ لذیذ شراب پلائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۲،ص۱۳۴۸)

{30}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین پر صدقہ کرنے میں ایک ہی صدقہ ہے جبکہ رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء فی صدقة علی ذی القرابة،الحدیث: ۶۵۸،ص۱۷۱۱)

{31}......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جائے۔'' (المسندللامام احمدبن حنبل ، الحدیث: ۱۵۳۲۰،ج۵،ص۲۲۸)

{32}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دودھ دینے والا جانور یا درہم ادھار دیئے یا کسی کو راستہ بتایا تو اس کا یہ عمل ایک جان آزاد کرنے کی طرح ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی المنحة ، الحدیث: ۱۹۵۷،ص۱۸۴۸)

{33}...... نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر قرض صدقہ ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث: ۳۴۹۸،ج۲،ص۳۴۵)

{34}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: بے شک صدقہ (کا اجر) **10** گنا ہے جبکہ قرض (کا اجر) **18** گنا ہے۔''

(شعب الایمان للبیھقی،باب فی الزکاۃ،فصل فی القرض،الحدیث: ۳۵۶۶،ج۳،ص۲۸۵)

{35}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دے تو وہ دونوں قرض اس کے لئے ایک مرتبہ صدقہ کرنے کی مثل شمار ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الصدقات، باب القرض ،الحدیث: ۲۴۳۰،ص۲۶۲۲)

{36}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے تنگدست پرنرمی کی **اللہ** عزوجل دنیاوآخرت میں اس پرنرمی فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا،باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن......الخ ، الحدیث: ۶۸۵۳،ص۱۴۷

کھانا کھلانے، پانی پلانے اور سلام کو عام کرنے کی فضیلت:

{37}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کون سا اسلام افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''یہ کہ تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو سب کو سلام کرو۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام ، الحدیث: ۱۲،ص۳

{38}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے ہر شئے کی حقیقت کے بارے میں بتایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' میں نے پھرعرض کی، ''مجھے ایسا کام بتایئے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا'' کھانا کھلاؤ، سلام عام کرو، صلہ رحمی کرواوررات میں جبکہ لوگ سورہے ہوں نمازادا کیا کروسلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(المستدرک ، کتاب البر والصلة ، باب ارحموا اهل الارض یرحمکم......الخ،الحدیث: ۷۳۶۰،ج۵، ص۲۲۲)

{39}......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحمٰن عزوجل کی عبادت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الاطعمة ، باب فی فضل اطعام الطعام، الحدیث: ۱۸۵۵،ص۱۸۴۰

{40}......حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین مؤمن کو کھانا کھلانا رحمت ثابت کرنے والا عمل ہے۔'' (الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات،باب ترغیب المرأة فی الصدقة.....الخ،الحدیث: ۱۴۰۴، ج۱،ص۴۴

{41}......سیِّدُ المُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور پانی پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا تو **اللہ** عزوجل اسے جہنم سے 7 خندقوں کی مقدار دور فرمادے گا جن میں سے ہر دو خندقوں کے درمیان 500 برس کی راہ ہوگی۔''

(المستدرک، کتاب الاطعمة ، باب فضیلة اطعام الطعام،الحدیث: ۷۲۵۴، ج۵،ص۷۸

{42}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''اے ابن آدم! مَیں بیمار ہوا مگر تُو نے میری عیادت نہیں کی۔'' بندہ عرض کرے گا: ''میں تیری عیادت کیسے کرتا تُو تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہ کی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تُو نے مجھے نہیں کھلایا۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا تُو تو رب العالمین ہے؟'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تُو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اَجر میرے پاس پاتا؟ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تُو نے مجھے نہیں پلایا۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! میں تجھے پانی کیسے پلاتا تو تو رب العالمین ہے؟'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے نہیں پلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا؟''

(صحیح مسلم، کتاب البر،باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ۶۵۵۲،ص ۱۱۲۸)

{43}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں تو انہوں نے محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری والدہ محترمہ وصیت کئے بغیر وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے ایصالِ ثواب کروں تو کیا وہ صدقہ انہیں نفع دے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''ہاں اور تمہیں چاہیئے کہ پانی صدقہ کرو۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۸۰۶۱،ج۶،ص۷۷)

{44}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی پلانا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ،باب صدقۃ التطوع ،الحدیث:۳۳۳۷،ج۵،ص ۱۴۵)

{45}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کنواں کھدوایا اس میں سے

جو پیاسے جگر والا جن، انسان یا پرندہ پئے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے اَجر عطا فرمائے گا۔''

(صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاة، باب فی فضل المسجد......الخ، الحدیث: ۱۲۹۲، ج۲، ص ۲۶۹)

{46}......ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے گھٹنے پر موجود 7 سالہ ناسور کے بارے میں پوچھا کہ میں بہت سے طبیبوں سے علاج کرا چکا ہوں تو آپ نے اسے ایسی جگہ کنواں کھدوانے کا حکم دیا جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں اور اس سے ارشاد فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ جیسے ہی اس سے چشمہ پھوٹے گا تمہارا خون بند ہو جائے گا۔''

(شعب الایمان، کتاب الصلاة، باب فی الزکاة، فصل فی اطعام الطعام......الخ، الحدیث: ۳۳۸۱، ج۳، ص ۲۲۱)

{47}......سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میرے استاذ حاکم ابو عبداللہ ''صَاحِبُ الْمُسْتَدْرَک'' کے چہرے پر ایک پھوڑا نکل آیا، سال بھر علاج معالجہ جاری رہا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا تو عاجز آ کر استاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی کہ وہ جمعہ کے دن اپنی مجلس میں میرے لئے دعا فرمائیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی تو کافی لوگوں نے اس پر آمین کہی، اگلے جمعہ کو ایک عورت نے مجلس میں ایک خط بڑھایا اس میں لکھا تھا کہ میں نے گھر لوٹنے کے بعد اس رات حاکم کے لئے خوب دعا کی تو خواب میں مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو گویا ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ابو عبداللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔'' پھر وہ رقعہ حاکم کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر حوض بنانے کا حکم دیا جب مزدور اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس میں پانی بھر کر برف ڈال دی اور لوگ اس میں سے پینے لگے ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے اور وہ ناسور ختم ہو گیا اور ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گیا اس کے بعد آپ کئی سال تک زندہ رہے۔ (المرجع السابق، ج۳، ص ۲۲۲)

{48}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 عمل ایسے ہیں جو بندے کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں جبکہ وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم سکھایا (۲) نہر جاری کی (۳) کنواں کھدوایا (۴) درخت لگایا (۵) مسجد بنائی (۶) ترکے میں قرآن یا (۷) نیک بچہ چھوڑا جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔'' (مجمع الزوائدو منبع الفوائد، کتاب العلم، باب فیمن سن خیراًاو غیره ......الخ، الحدیث: ۷۶۹، ج۱، ص ۴۰۸)

{49}......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری والدہ محترمہ فوت ہو گئی ہیں لہٰذا کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ''ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ کنواں سعد کی والدہ ماجدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لئے ہے۔'' [1] (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ص۱۳۴۸)

{50}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی صدقہ پانی سے زیادہ اجر والا نہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام الطعام و سقی الماء، الحدیث: ۳۳۷۸، ج۳، ص ۲۲۱)

یعنی جس جگہ پانی کی احتیاج زیادہ ہو وہاں پانی سے زیادہ اجر والا کوئی صدقہ نہیں۔ یہ مضمون دیگر احادیثِ مبارکہ سے لیا گیا ہے اور اگر وہاں پانی سے زیادہ کسی اور چیز کی حاجت ہو تو اسے صدقہ کرنا افضل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: امیر اہلِ سنت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''نماز کے احکام'' میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا کہ یہ کنواں ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے ہے، اس کے معنٰی یہ ہیں کہ یہ کنواں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایصال ثواب کے لئے ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بزرگوں کی طرف منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ ''یہ سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بکرا ہے۔'' اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے ہے۔'' (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: ''نماز کے احکام، فاتحہ کا طریقہ، ص ۲۷۴ تا ۲۹۴)

کتاب الصیام

روزوں کا بیان

کبیرہ نمبر 140: ماہِ رمضان کا کوئی روزہ چھوڑ دینا

کبیرہ نمبر 141: ماہِ رمضان کا کوئی روزہ توڑ دینا

یعنی کسی عذر مثلاً سفر اور مرض کے بغیر رمضان المبارک کا کوئی روزہ چھوڑ دینا یا کسی مفسدِ صوم چیز کے ذریعے روزہ توڑ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام کے کڑے اور دین کے 3 ستون ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، جس نے ان میں کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے اس کا خون حلال ہے: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، (۲) فرض نماز اور (۳) رمضان المبارک کے روزے۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ، الحدیث: ۲۳۴۵، ج ۲، ص ۳۷۸)

{2}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ **اللہ** عزوجل کا منکر ہے اور اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت مقبول نہیں اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصلوۃ ، باب الترھیب من ترک الصلوٰۃ......الخ ، الحدیث: ۸۲۱، ج ۱، ص ۵۹

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی رخصت اور مرض کے بغیر رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑا وہ ساری زندگی کے روزے رکھے تب بھی اس کی کمی پوری نہیں کرسکتا۔''

(جامع الترمذی،ابواب الصوم ، باب ماجاء فی الافطارمتعمداً ،الحدیث: ۷۲۳،ص ۱۷۱۸

{4}......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''جس نے رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ کسی عذر یا مرض کے بغیر توڑ دیا اگرچہ وہ ساری زندگی کے روزے رکھے اس کی کمی پوری نہیں کرسکتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب(۲۹) اذا جامع فی رمضان،ص ۱۵۱

{5}......حضرت سیدنا علی المرتضی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ توڑ دیا ساری زندگی کے روزے اس کی کمی پوری نہیں کرسکتے۔'' (المرجع السابق)

سیدنا امام نَخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں مبالغہ کرتے ہوئے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑنے والے پر 3000 دنوں کے روزے واجب ہونے کا قول فرمایا، جبکہ حضرت سیدنا ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر رمضان المبارک کے ہر دن کے عوض 30 دن کے روزے واجب ہیں، حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ سیدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہر دن کے عوض 12 دن کے روزے رکھنا واجب ہے۔'' جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے: ''ہر دن کے بدلے ایک ہی روزہ کافی ہے اگرچہ وہ سال کے سب سے چھوٹے دن کا روزہ ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اللہ عزوجل کے فرمان سے ظاہر ہے:

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط (پ۲، البقرۃ:۱۸۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو اتنے روزے اور دنوں میں۔

{6}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس دو شخص آئے، انہوں نے مجھے میرے بازو سے تھاما اور ایک بلند پہاڑ کے پاس لے آئے اور بولے ''اوپر تشریف لے چلیں۔'' میں نے کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' وہ بولے: ''ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔'' لہذا میں اوپر چڑھنے لگا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو خوفناک آوازیں آنے لگیں، میں نے پوچھا: ''یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ جہنمیوں کے چیخنے کی آوازیں ہیں۔'' پھر وہ مجھے لے کر ایسے لوگوں کے پاس آئے جو گُھٹنوں کے بل لٹکے ہوئے تھے، ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا ''یہ لوگ کون ہیں۔'' جواب ملا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کرنے کا جائز وقت ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیتے تھے۔''

(صحیح ابن خزیمہ ، کتاب الصیام، باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت......الخ، الحدیث: ۱۹۸۶، ج۳،ص۲۳۷)

{7}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے اسلام میں 4 چیزیں فرض فرمائی ہیں، جس نے ان میں سے 3 پر عمل کیا تو وہ اسے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ وہ ان تمام کو ادا نہ کرے: (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) رمضان المبارک کے روزے اور (۴) بیت اللہ شریف کا حج۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۸۰۴، ج۶،ص۲۳۶)

{8}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حضر (یعنی قیام کی حالت) میں رمضان المبارک کا ایک روزہ افطار کیا اسے چاہئے کہ ایک گائے قربان کرے۔''

(سنن الدارقطنی ، کتاب الصیام ، باب القبلۃ للصائم، الحدیث :۲۲۸۵، ج۲،ص۲۴۲)

تنبیہ:

علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی تصریح کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس کی دلیل اوپر مذکور ہو چکی ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واجب جس کے وقت میں تنگی ہو یعنی جس کا کوئی مخصوص وقت مقرر ہو مثلاً منت کا روزہ تو اسے بھی بغیر عذر توڑ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

یاد رکھیں! اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کی وعیدوں کے روزے کی وعیدوں سے زیادہ آنے کی حکمت یہ ہے کہ کوئی شخص قدرت کے باوجود سستی کرتے ہوئے اسے ترک نہیں کرتا جبکہ اکثر لوگ نماز اور زکوٰۃ میں سستی کرتے ہیں حالانکہ وہی لوگ روزوں کی پابندی کرتے ہیں اس لئے آپ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہو گا کہ وہ روزہ رکھتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو رمضان المبارک کے علاوہ نماز پڑھتے ہی نہیں۔

کبیرہ نمبر142: **ماہِ رمضان کے قضاء روزوں میں جان بوجھ کر تاخیر کرنا**

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بھی بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا کیونکہ یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ جو رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر چھوڑے وہ فاسق ہے اور اس پر فسق سے نکلنے کے لئے فوراً توبہ کرنا واجب ہے اور چونکہ قضاء کے بغیر توبہ درست نہیں ہوتی لہٰذا جب وہ کسی عذر کے بغیر اس میں تاخیر کرے گا تو فسق میں حد سے بڑھنے والا ہو گا اور فسق میں حد سے بڑھنا بھی فسق ہے پس واضح ہوا کہ یہاں تاخیر کرنا فسق ہے لہٰذا اس میں غور کر لو۔

یہی قاعدہ ہر اس واجب میں بھی جاری ہو گا جسے اس نے جان بوجھ کر ترک کر دیا ہو اور اس کی قضاء میں تاخیر کر دی ہو جیسے فرض نماز[1] اور وہ حج جسے اس نے فاسد کر دیا ہو اور اسے اس صورت پر جاری کرنا بھی بعید نہیں جب کہ وہ ایک ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء دوسرے ماہِ رمضان المبارک تک مؤخر کر دے، اگرچہ اس نے وہ روزہ کسی عذر کی وجہ سے ترک کیا ہو کیونکہ ماہِ رمضان المبارک کی قربت کی وجہ سے اس کا وقت تنگ ہو جاتا ہے پھر میں نے علامہ ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی کتاب **ادب القضاء** میں میرے بیان کردہ مؤقف کی تصریح کی ہے کہ جن فرائض کا حکم دیا گیا ہے ان کو ترک کر دینا جب کہ وہ علی الفور واجب ہوں، کبیرہ گناہ ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: احناف کے نزدیک اگرچہ نماز کی قضا میں جلدی کرنا واجب ہے، لیکن بچوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنے کی ذمہ داری کی وجہ سے اس میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**بہارِ شریعت**'' میں نقل فرماتے ہیں: ''جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر بھی جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا بھی پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں، قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا۔''

(بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶، ۲۷)

قضا نمازوں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ 4 اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف **نماز کے احکام** کے باب ''**قضا نماز کا بیان**'' کا مطالعہ کریں۔

کبیرہ نمبر143:

عورت کا شوہر کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

{1}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ ہی شوہر کی مرضی کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح ، باب لاتأذن المرأۃ فی بیت ......الخ، الحدیث: ۵۱۹۵، ص ۴۴۹)

{2}......سیدنا امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''سوائے (ماہِ) رمضان المبارک کے (یعنی اس ماہ میں عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی روزہ رکھ سکتی ہے)۔'' (المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ ، الحدیث: ۹۷۴۰، ج۳، ص ۴۵۱)

{3}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت رمضان المبارک کے علاوہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ......الخ، الحدیث: ۷۸۲، ص ۱۷۲۴)

{4}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے پھر اس کا شوہر اس کے ساتھ کسی کام (یعنی ہم بستری وغیرہ) کا ارادہ کرے لیکن وہ منع کر دے تو **اللہ** عزوجل اس عورت پر تین کبیرہ گناہ لکھتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳، ج ۱، ص ۱۶)

{5}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت پر شوہر کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے پھر اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی پیاسی رہے گی اور اس کا روزہ قبول نہ ہوگا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ ، الحدیث: ۷۶۳۸، ج۴، ص ۵۶۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر یہ تیسری حدیثِ پاک کا بالکل صریح بیان ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ غریب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں تب بھی اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر ایک دوسرے حکم کی وجہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے جس کی طرف پہلی حدیثِ پاک میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے: ''عورت شوہر کی مرضی کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔'' اور

اس حدیثِ پاک میں جس اَمر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ عورت کا روزہ وغیرہ پر مقدم حق یعنی وطی سے روکنے کے سبب شوہر کو ایذاء دینا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ شرعاً اس کے لئے وطی کرنا لازم ہو تو گناہ عورت پر ہو گا کیونکہ عام طور پر انسان عبادت کو باطل کرنے سے ڈرتا ہے جیسا کہ اس کی تصریح گزر چکی ہے اور جب وہ ڈرے گا تو عورت سے وطی کرنے سے رُک جائے گا اگرچہ اسے وطی کرنے کی ضرورت ہو پس یقیناً اسے شدید تکلیف پہنچے گی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے کے حق کو روکنے یا اس کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اس کو شدید تکلیف پہنچانا کبیرہ گناہ ہے پس جو میں نے ذکر کیا اس میں غور وفکر کریں اور حدیثِ پاک بھی یہاں اس مؤقف کو تقویت دے رہی ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر144: عیدین اور ایامِ تشریق[1] کے روزے رکھنا

{1}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''یومِ فطر، یومِ نحر اور ایامِ تشریق ہم مسلمانوں کی عیدیں ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب صیام ایام التشریق، الحدیث: ۲۴۱۹، ص ۱۴۰۲)

{2}......حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یومِ فطر اور قربانی کے دن کے علاوہ سارا سال روزے رکھے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الصیام، باب ماجاء فی صیام نوح علیه السلام، الحدیث: ۱۷۱۴، ص ۲۵۷۹)

{3}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''2 دن روزہ رکھنا درست نہیں: (۱) قربانی کے دن اور (۲) رمضان المبارک کے بعد فطر کے دن۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تحریم صوم یومی العیدین، الحدیث: ۲۶۷۳، ص ۸۶۰)

{4}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان ایامِ تشریق میں روزے مت رکھا کرو کیونکہ یہ کھانے، پینے کے دن ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۶۰۳۸، ج۵، ص ۴۲۸، بدون "یوم التشریق")

---

[1] احناف کے نزدیک: ''عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایّامِ تشریق (یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجۃ الحرام) کے روزے مکروہ تحریمی ہیں۔''

(ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۵۰)

تنبیہ:

ان ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت پر بہت سی احادیثِ مبارکہ آئی ہیں جو اس بات کا احتمال رکھتی ہیں کہ ان ایام میں روزہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان میں روزہ رکھنے میں بندوں کا **اللہ** عزوجل کی ضیافت سے اعراض پایا جارہا ہے۔

روزوں کے فضائلِ پر احادیثِ مبارکہ

میں نے اس کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''**اِتِّحَافُ اَھْلِ الْاِسْلَامِ بِخُصُوْصِیَاتِ الصِّیَامِ**'' رکھا ہے اور یہ احادیثِ مبارکہ اس کتاب کا خلاصہ ہیں۔

{5}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''آدمی کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا۔'' اور روزہ ڈھال ہے (یعنی جہنم سے بچاتا ہے) لہٰذا جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ بیہودہ بات کرے نہ ہی چیخ وپکار کرے، پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا جھگڑا کرے تو اسے چاہئے کہ وہ کہہ دے: ''میں روزے سے ہوں۔'' اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں (حضرت سیدنا) محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو **اللہ** عزوجل کے نزدیک مُشک کی بُو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل یقول انی صائم اذا شتم، الحدیث: ۱۹۰۴، ص ۱۴۹)

{6}...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: (۱) جب وہ افطار کرتا ہے تو (طبعی طور پر ایک عظیم عبادت کی تکمیل پر) خوش ہوتا ہے اور (۲) جب وہ اپنے رب عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے پر خوش ہوگا۔'' (یعنی عظیم ثواب ملنے پر خوش ہوگا، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے یہ بتانے کے لئے روزے کی نسبت اپنی طرف فرمائی کہ غیر اس کا ثواب شمار نہیں کرسکتا)۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۱۹۰۴، ص ۱۴۹)

{7}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے ہر عمل

میں اضافہ ہوتا ہے ایک نیکی 10 سے 100 گنا تک بڑھادی جاتی ہے، **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، وہ میرے لئے اپنی خواہش اور کھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، الحدیث: ۲۷۰۷،ص ۸۶۲)

{8}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک مشک کی بُو سے زیادہ پاکیزہ ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم ، الحدیث: ۱۹۰۴ ،ص ۱۴۹ ،بدون "یوم القیامۃ

{9}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے **رَیَّان** کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا، پھر جب روزہ دار داخلِ جنت ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کبھی بھی کوئی اس میں سے داخل نہ ہو سکے گا اور جو اس میں سے داخل ہوگا وہ وہاں کے شربت پئے گا اور جو وہ شربت پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب الریّان للصائمین ، الحدیث: ۱۸۹۶ ،ص ۱۴۸ ،بدون "من دخل الی ابد

{10}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہاد کرو غنیمت پاؤ گے، روزے رکھو تندرست ہو جاؤ گے اور (تجارت کے لئے) سفر کرو غنی ہو جاؤ گے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۸۳۱۲، ج ۶، ص ۱۴۶)

{11}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''روزہ ڈھال ہے اور جہنم سے بچاؤ کے لئے بہترین قلعہ ہے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ،الحدیث: ۹۲۳۶، ج ۳،ص ۳۶۷)

{12}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: روزہ اور قرآنِ کریم قیامت کے دن بندے کے لئے شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں نے اسے کھانے پینے اور خواہش سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' اور قرآنِ کریم عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث: ۶۶۳۷، ج ۲، ص ۸۶

{13}......مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''روزے کو خود پر لازم کرلو کیونکہ اس جیسا عمل کوئی نہیں۔''

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب......الخ،الحدیث: ۲۲۲۴،ص ۲۳۲)

{14}......رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ راہِ خدا عزوجل میں ایک روزہ رکھتا ہے **اللہ** عزوجل اس ایک دن کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے 70 سال (کی مسافت) دور فرمادیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل الله لمن یطیقه ......الخ، الحدیث: ۲۷۱۱،ص ۶۲)

{15}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ایک دن راہِ خدا عزوجل میں روزہ رکھا **اللہ** عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کی مقدار خندق کھود دے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل الصوم فی سبیل الله ،الحدیث: ۱۶۲۴،ص ۸۱۹)

{16}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ایک دن راہِ خدا عزوجل میں روزہ رکھا جہنم اس سے 100 سال کی مسافت تک دور ہوجاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۲۴۹،ج۲،ص ۲۶۸)

یہاں **اللہ** عزوجل کی راہ کے لشکر جہاد کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص ہے۔

{17}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخصوں کی دعا نہیں لوٹائی جاتی (ان میں سے ایک) افطار کرتے وقت روزہ دار بھی ہے۔''

{18}......ایک اور روایت میں ہے: (۱) روزہ دار یہاں تک کہ وہ افطار کرلے (۲) انصاف پسند بادشاہ اور (۳) مظلوم کی دعا کو **اللہ** عزوجل بادل سے اوپر اٹھالیتا ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب سبق المفردون......الخ،الحدیث: ۳۵۹۸،ص ۲۰۲۲)

{19}......سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے (یعنی وہ **اللہ** عزوجل کی وحدانیت کی تصدیق کرتا اور اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو نیز اس کی رضا اور اس کے عظیم

انعامات کا طلب گار رہو) اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کرے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب من صام رمضان ایمانا ......الخ،الحدیث: ۱۹۰۱ ،ص۱۴۸ ،بتقدمٍ و تأخر)

جبکہ ایک اور روایت میں اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کا تذکرہ ہے۔

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة،الحدیث: ۹۰۱۱ ،ج۳،ص۳۳۳)

{20}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی حدود کی حفاظت کی (یعنی اس کی حرمت کا خیال رکھا) اور جن کاموں سے بچنا چاہیے ان سے بچتا رہا تو اس کے پچھلے گناہ مٹادیئے جائیں گے۔'' (تاریخ بغداد، باب الدال، دجی بن عبداللہ ، الحدیث: ۴۴۹۶ ،ج۸،ص۳۸۷)

{21}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''5 نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان المبارک اگلے رمضان المبارک تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے بچا جائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الطھارة ، باب الصلوٰات الخمس والجمعة ......الخ،الحدیث: ۵۵۲ ،ص۱۴۰)

{22}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''منبر کے قریب آجاؤ۔'' تو ہم منبر کے قریب حاضر ہوگئے، پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب دوسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جبرائیل (علیہ السلام) نے میرے پاس حاضر ہوکر عرض کی:''جو رمضان المبارک کو پائے پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو وہ ہلاک ہو لہذا میں نے آمین کہی، جب میں نے دوسرے زینے پر قدم رکھا تو اس نے عرض کی:''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے وہ ہلاکت میں مبتلا ہو تو میں نے کہا: آمین، جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو اس نے عرض کی:''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر بھی انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو وہ ہلاکت میں مبتلا ہو۔'' تو میں نے آمین کہی۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلة،باب لعن اللہ العاق لوالدیہ......الخ،الحدیث:۷۳۳۸ ،ج۵،ص۲)

ہزار مہینوں سے افضل رات

{23}......حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے شعبان المعظم کے آخری دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اے لوگو!** برکتوں اور عظمتوں والا مہینہ آ گیا ہے، وہ مہینہ کہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار **1000** مہینوں سے بہتر ہے، وہ مہینہ کہ جس کے روزے **اللہ** عزوجل نے فرض فرمائے ہیں اور اس کی رات میں قیام کو نفل (یعنی سنت) فرمایا ہے، جس نے اس مہینے میں کوئی نیک کام کیا گویا اس نے دیگر مہینوں میں فرض ادا کیا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دیگر مہینوں میں **70** فرائض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، یہ غمگساری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، اس مہینے میں جو کسی مسلمان کو روزہ افطار کرائے گا تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہو گا اور اس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد کر دی جائے گی، نیز اسے اس روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔''

راوی فرماتے ہیں، ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک روزہ دار کو افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل یہ ثواب اسے عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور، ایک گھونٹ پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے افطار کرائے گا، اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے نجات کا ہے، جو اس مہینے میں اپنے غلام پر تخفیف کرے گا **اللہ** عزوجل اس کی مغفرت فرما کر اسے جہنم سے آزاد فرما دے گا، اس مہینے میں **4** کاموں کی کثرت کرو: **2** خصلتیں ایسی ہیں کہ جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو راضی کر سکتے ہو اور **2** خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے، وہ **2** خصلتیں جن کے ذریعے تم **اللہ** عزوجل کو راضی کر سکتے ہو: وہ (۱) **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کی گواہی اور (۲) **اللہ** عزوجل سے استغفار ہے، جبکہ وہ **2** خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے: وہ (۱) **اللہ** عزوجل سے جنت کا سوال کرنا اور (۲) جہنم سے اس کی پناہ چاہنا ہے اور جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کو سیراب کرے گا **اللہ** عزوجل اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔''

(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام، باب فضائل شھر رمضان......الخ، الحدیث:۱۸۸۷، ج۳، ص۱۹۱)

{24}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ماہِ رمضان المبارک میں کسی روزہ دار کو حلال کمائی سے افطاری کرائی ملائکہ رمضان المبارک کی تمام راتوں میں اس کے لئے مغفرت

کی دعائیں کرتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام شبِ قدر میں اس سے مصافحہ فرماتے ہیں اور جس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ فرمائیں اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور اس کے آنسوؤں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

(شعب الایمان،باب فی الصیام،فصل فی من فطرصائما،الحدیث:۳۹۵۵،ج۳،ص۴۱۹)

{25}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیوں سے باندھ دیا جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الصیام،باب فضل شھررمضان،الحدیث:۲۴۹۵،ص۸۵۰)

{26}......ایک اور روایت میں ہے:''شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب الصوم،باب ماجاء فی فضل شھررمضان، الحدیث:۶۸۲، ص۱۷۱۴)

{27}......سرکارِابدِ قرار،شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب ماہِ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پورا مہینہ اس کا ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پورا مہینہ اس کا ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا اور سرکش جنات کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہر رات فجر طلوع ہونے تک ایک منادی یہ نداء دیتا رہتا ہے:''اے خیر کے طلب گار! نیکی کو پورا کر(یعنی اللہ عزوجل کی اطاعت میں آگے بڑھ) اور خوش ہو جا اور اے بدی کے طلب گار! برائی میں کمی کر اور عبرت حاصل کر، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ جس کی مغفرت کی جائے؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ جس کی توبہ قبول کی جائے؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مراد مانگنے والا کہ جس کی مراد پوری کی جائے؟ اللہ عزوجل کی طرف سے رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے اور اللہ عزوجل عید کے دن سارے مہینے کے برابر گنہگاروں کو بخشش عطا فرماتا ہے یعنی تیس مرتبہ ساٹھ ہزار کی بخشش ہوتی ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی الصیام،فضائل شھررمضان،الحدیث:۳۶۰۶،ج۳،ص۳۰۴)

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

کبیرہ نمبر 145: **اعتکاف ترک کرنا**

کبیرہ نمبر 146: **اعتکاف توڑنا**

کبیرہ نمبر 147: **مسجد میں جماع کرنا**

یعنی (۱) اس نذر مانے ہوئے اعتکاف کو چھوڑ دینا کہ جس کو فوراً پورا کیا جانا لازمی ہو (۲) کسی مفسدِ اعتکاف کام کا مرتکب ہو کر اس کو توڑ دینا اور (۳) مسجد کی حرمت کو پامال کرنا خواہ کوئی غیرِ معتکف ہی کیوں نہ ہو۔

ان گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ممکن ہے، ان میں سے دو گناہوں کو تو رمضان المبارک وغیرہ میں گذشتہ ''وجوب اور وقت کی تنگی'' کے قاعدے پر قیاس کر کے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ تیسرے کو کبیرہ گناہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اس کے مرتکب سے دین اور دینداری کو ہلکا جاننے کی شدید ترین برائی ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ مسجدیں ایسے کاموں سے پاک ہیں اور یہ بات پیچھے بیان ہو چکی ہے کہ مساجد کو گندگی سے آلودہ کرنا کفر ہے، لہٰذا اس میں جماع کرنا کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ اس میں نجاست آلودہ اشیاء کو مساجد کے قریب کر کے اس کی حرمت کو پامال کرنا پایا جاتا ہے۔

کتاب الحج

حج کا بیان

کبیرہ نمبر148: قدرت کے باوجود حج نہ کرنا

{1}......حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو زادِ راہ اور **اللہ** عزوجل کے گھر تک پہنچانے والی سواری کا مالک ہو پھر بھی حج نہ کرے تو خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط (پ۴، اٰل عمران: ۹۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اوراللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء من التغلیظ فی ترک الحج، الحدیث: ۸۱۲، ص۱۷۲۸)

مذکورہ حدیثِ پاک اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **شَرحُ الْمُھَذَّب** میں کہا ہے، البتہ! حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیثِ پاک صحیح سند سے مروی ہے،

{2}......اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان شہروں میں ان لوگوں کو (امیر بنا کر) بھیجوں جو جا کر استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تلاش کر کے ان پر جزیہ لازم کریں کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ اٰلِ عمران، تحت الآیۃ: ۹۷، ج۲، ص۷۳)

ایسی باتیں چونکہ اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتیں، لہٰذا یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے، اسی وجہ سے میں نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے، اس حدیثِ پاک کو سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی روایت کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

{3}......حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے کوئی ظاہری حاجت، سخت مرض یا ظالم بادشاہ نہ روکے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔''

(شعب الایمان، باب فی المناسک، الحدیث: ۳۹۷۹، ج۳، ص۴۳۰)

اسلام کے 8 حصے ہیں:

{4}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اسلام کے 8 حصے ہیں: (۱) کلمہ ایک حصہ ہے (۲) نماز

ایک حصہ ہے (۳) زکوٰۃ ایک حصہ ہے (۴) روزہ ایک حصہ ہے (۵) حج ایک حصہ ہے (۶) نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے (۷) برائی سے منع کرنا ایک حصہ ہے اور (۸) راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنا بھی ایک حصہ ہے اور جس کا کوئی حصہ نہیں وہ رسوا ہوگا۔''

(البحر الزخار بمسند البزار، مسند حذیفة بن الیمان، الحدیث:۲۹۲۷، ج۷، ص۳۳۰)

{5}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں کسی بندے کے جسم کو صحت مند بناؤں اور اس کی روزی میں وسعت عطا کروں پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری بارگاہ میں حاضر نہ ہو تو بے شک وہ محروم ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فی فضل الحج و العمرة، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۶، ص۹)

حضرت علی بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چند دوستوں نے بتایا کہ حضرت حسن بن حی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ حدیثِ پاک بہت پسند تھی اور وہ اسی حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہوئے خوشحال شخص کے لئے یہ پسند کرتے تھے کہ وہ مسلسل پانچ سال حج ترک نہ کرے۔

{6}......حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حج نہ کرے نہ ہی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا۔'' ان سے کہا گیا: ''مہلت تو کفار مانگیں گے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ بات **اللہ** عزوجل کی کتاب میں ہے۔ چنانچہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّارَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ0 (پ۲۸، المنٰفقون:۱۰)	ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۶۳۵/۳۶۲، ص۹۰)

حج ادا نہ کرنے والے کی محرومی:

{7}......حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: ''میرا ایک مال دار پڑوسی مر گیا اس نے حج ادا نہیں کیا تھا تو میں نے اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھی۔''

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الحج، باب فی الرجل یموت ولم یحج وھو موسر، الحدیث:۴، ج۴، ص۲۹۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صراحت کی وجہ سے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور اس کی دلیل سخت وعید ہے۔

سوال: قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے پر اس کی موت کے بعد فسق کا حکم لگانے کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: آخرت کے اعتبار سے تو بالکل واضح ہے جبکہ دنیوی احکام کے اعتبار سے اس کے چند فوائد ہیں کہ قدرت کے سالوں کے آخر میں اس کا فاسق ہو کر مرنا ظاہر جائے گا، اس صورت میں اس نے جو گواہی دی یا جو فیصلہ کیا اس کا باطل ہونا ظاہر ہو گا، نیز نابالغ بچوں کے نکاح کرانے اور ہر اس چیز کا معاملہ ہے جس میں عدالت شرط ہے کیونکہ قدرت کے سالوں میں سے آخری سال میں اس کے عمل کا باطل ہونا اس کی موت کے سبب ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ وہ عظیم فوائد ہیں جو وضاحت کے محتاج ہیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 149: احرام کھولنے سے پہلے اپنے اختیار سے جماع کرنا

یعنی حج یا عمرے کے دوران احرام کھولنے سے پہلے جان بوجھ کر اپنے اختیار سے جماع کرنا یعنی عضو تناسل کی سپاری یا اس کی مقدار، اگرچہ کٹے ہوئے عضو سے ہو، کسی (انسان یا چوپائے) کی فرج میں داخل کرنا[1]

اگرچہ میں نے اس کے بارے میں نہ تو کوئی وعید دیکھی ہے نہ ہی کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے پایا

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**بہارِ شریعت**'' میں اس مسئلہ کی چند جزئیات نقل فرماتے ہیں، جو یہ ہیں: ''جانور یا مردہ یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا انزال ہو یا نہیں مگر انزال ہوا تو دم لازم...... عورت نے جانور سے وطی کرائی یا کسی آدمی یا جانور کا کٹا ہوا آلہ اندر رکھ لیا حج فاسد ہو گیا...... وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا اسے حج کی طرح پورا کر کے دم دے اور سالِ آئندہ ہی میں اس کی قضا کر لے، عورت بھی احرامِ حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے...... وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق و طواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد (کیا) تو دم اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں، طواف سے مراد اکثر ہے یعنی **چار** پھیرے ہیں۔'' (بہارِ شریعت، حصہ ۶، ص ۷۴، ۷۵)

ہے، مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماع کے ذریعے روزہ توڑنے کو کبیرہ گناہ قرار دینے پر قیاس کی وجہ سے، جماع کے ذریعے حج کے اَرکان فاسد کرنے کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے بلکہ اس کا کبیرہ ہونا اولیٰ ہے کہ روزہ دار جب جماع کے علاوہ کسی اور ذریعے سے روزہ فاسد کرے تو اس پر گناہ اور روزہ قضاء کرنے کے علاوہ کوئی اور چیز لازم نہیں ہوتی جبکہ یہاں اس پر گناہ اور فاسد کردہ عمل کی قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے اور وہ کفارہ ایک اونٹ ذبح کرنا ہے جو کہ پورے پانچ سال کا ہوتا ہے اگر وہ اس سے عاجز ہو تو ثنیہ گائے ذبح کرے جو کہ پورے دو سال کی ہوتی ہے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو سات جذعہ بکریاں ذبح کرے جذعہ ایک سالہ بکری کو کہتے ہیں، جبکہ ثنیہ دو سالہ بکری کو کہتے ہیں، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ایک بدنہ (یعنی قربانی کے جانور) کی قیمت سے اتنی گندم خریدے جتنی فطرے میں کفایت کرتی ہے اور اسے صدقہ کر دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر مد یعنی تقریباً 2 کلو 25 گرام کے عوض میں ایک روزہ رکھے اور فساد پورا کرے اور حرم میں روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 150:

مُحْرِم کا شکار کرنا

یعنی محرم کا حج یا عمرے کے دوران کھائے جانے والے جنگلی شکار کو قتل کرنا، اگرچہ وہ مخلوق سے مانوس ہو یا ان صفات میں سے کسی ایک صفت کے حامل جانور کو جان بوجھ کر اختیار سے قتل کرنا۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (پ۷، المآئدۃ:۹۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

تنبیہ:

اس آیتِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے بھی اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کی ہے، انہوں نے یہاں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ جس نے شکار کو قتل کیا وہ فاسق ہو جائے گا کیونکہ اس نے ایک قابلِ احترام جانور کو بلاضرورت قتل کیا، مگر اس میں کلام ہے اور میں نے اس کی تفصیل کتاب ''**الایضاح**'' کے حاشیہ میں ذکر کر دی ہے۔

ظاہر یہی ہے کہ احرام میں دیگر ممنوع افعال کبیرہ گناہ نہیں کیونکہ جس نے یہ کہا کہ یہ عمل کبیرہ گناہ ہے اس نے اس کے احرام کے محرمات میں سے ہونے کا لحاظ نہیں کیا بلکہ اس بات کا لحاظ کیا کہ اس شخص نے ایک قابلِ احترام جانور کو بلاضرورت قتل کیا ہے، البتہ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ محرم کا ایسے جانور کو کسی قسم کی ایسی ایذاء دینا جس کو وہ عادۃً برداشت نہیں کر سکتا، کبیرہ گناہ ہے۔

کبیرہ نمبر151: شوہر کی اجازت کے بغیر احرام باندھنا

یعنی بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج یا عمرے کا احرام باندھنا اگرچہ وہ شوہر کے گھر سے باہر نہ بھی نکلے۔

اسے گذشتہ تفصیلی بحث یعنی عورت کے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے، پر قیاس کرتے ہوئے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے بلکہ مدت کی طوالت، سفر پر مرد سے دور جانے اور اس کی بے عزتی ہونے کی وجہ سے اس کا کبیرہ ہونا روزے سے زیادہ اَولیٰ ہے۔

کبیرہ نمبر152: **بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا**

{1}......ایک شخص نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''9 ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا (۳) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۷) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا (۸) جادو کرنا اور (۹) تمہارے قبلے یعنی بیت الحرام کے زندوں اور مردوں کو حلال ٹھہرانا۔''

(المستدرک، کتاب الایمان، باب الکبائر تسع، الحدیث: ۲۰۴، ج۱، ص۲۳۳، بدون ''عمل السحر'')

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸)

{2}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں: (۱) ان میں سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے اور (۲) کسی مؤمن کو (ناحق) قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا (۷) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۸) بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا بھی کبیرہ گناہ ہیں۔'' (شاید یہاں کتابت کی غلطی کی وجہ سے ایک گناہ رہ گیا)

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الشہادات، باب من تجوز شہادتہ......الخ، الحدیث: ۲۰۷۵۲، ج۱۰، ص۱۴)

کبیرہ نمبر153: **حرم مکہ میں بے دینی پھیلانا**

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۠ (پ۱۷، الحج: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

{1}......ابن ابی حاتم سے مروی ہے: ''یہ آیتِ مبارکہ عبداللہ بن اُنَیس کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کے ساتھ ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھیجا تو وہ اپنے نسب پر فخر کرنے لگے ابن اُنَیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا، پھر مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔'' (الدرالمنثور، سورۃ الحج، تحت الآیۃ: ۲۵، ج۶، ص۲۷)

اِلْحَاد اور ظُلْم کی وضاحت:

☆......**اِلْحَاد** کا معنی بالقصد پھرنا ہے۔

☆......مفسرین کا اس میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے: ''اس سے مراد شرک ہے۔'' اور یہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دو روایتوں میں سے ایک ہے اور یہی حضرت سیدنا مجاہد، سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بہت سے اَکابر کا قول ہے۔

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں ہے: ''اس سے مراد یہ ہے کہ تم حرم میں ایسے شخص کو قتل کرو جو تمہیں قتل نہیں کرتا یا اس پر ظلم کرو جو تم پر ظلم نہیں کرتا۔''

(تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۱۹ ، ج۹، ص ۱۳۱ ،بدون "ھو ان تقتل فیہ")

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے: ''**اِلْحَاد** یہ ہے کہ جس گفتگو یا قتل کو **اللہ** عزوجل نے حرام کیا ہے اُسے حلال جاننا پس تو اس پر ظلم کرے جو تجھ پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو قتل کرے جو تجھے قتل نہیں کرتا، لہذا جب تو نے ایسا کیا تو دردناک عذاب کا مستحق ہوگیا۔'' (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۱۹ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ظلم سے مراد حرم میں برا عمل ہے۔''

(تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۰ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا سعید بن جبیر، جندب بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِلْحَاد** سے مراد مکہ میں کھانا ذخیرہ کرنا ہے۔'' گویا انہوں نے اس کو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول سے لیا کہ ''کھانے کو ذخیرہ کرنے کے بعد مکہ میں فروخت کرنا'' جیسا کہ **اِلْحَاد** کا ظاہری معنی ہے۔ (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۶ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے: ''خادم کو گالی دینا ظلم ہے۔''

☆......حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''اس آیت میں ظلم سے مراد امیر کا مکہ میں تجارت کرنا ہے۔''

☆......حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِلْحَاد** سے مراد باہمی خرید و فروخت میں آدمی کا یہ کہنا: ''نہیں، خدا کی قسم! ہاں، کیوں نہیں، خدا کی قسم!'' (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۷ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے دو خیمے تھے، ایک حل میں اور دوسرا حرم میں، جب آپ اپنے گھر والوں سے ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتے تو حل میں ناراض ہوتے، آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ مکۂ پاک میں اِلْحَاد سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر والوں سے کہے: ''خدا کی قسم! ہرگز نہیں، خدا کی قسم! ہاں، کیوں نہیں۔'' (تفسیر الطبری، سورہ حج، آیت ۲۵، الحدیث: ۲۵۰۲۸، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''اِلْحَاد سے مراد یہ ہے کہ حرم میں بغیر احرام والے کا داخل ہونا اور احرام کی ممنوعات: درخت کاٹنے یا شکار کرنے میں سے کسی کا ارتکاب کرنا۔''

☆......یہاں ظُلْم کے لفظ کا فائدہ یہ ہے کہ یہاں پر اِلْحَاد اپنے اصلی معنی میں نہیں اور اس کا اصلی معنی مطلقاً میلان ہے۔ بے شک یہ کبھی حق کی طرف اور کبھی باطل کی طرف ہوتا ہے، یہاں اس سے مراد ایسا میلان ہے جو ظلم کے ساتھ ملا ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل میں ظلم تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو شامل ہے، ہر قسم کی نافرمانی، اگرچہ گناہِ صغیرہ ہی ہو، ظلم کہلائے گی کیونکہ ظلم یہ ہے کہ کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا۔ **اللہ** عزوجل کا فرمان ذیشان رہنمائی فرماتا ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ (پ۲۱، لقمٰن: ۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

پس عَظِیْم کی قید لگانے سے شرک کے علاوہ بقیہ سب کبیرہ گناہ اس سے خارج ہو گئے اور وہ بھی ظلم ہیں لیکن شرک کی طرح عظیم نہیں اگرچہ فی نفسہٖ عظیم ہیں، اور **اللہ** عزوجل کا فرمان نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ مذکورہ اِلْحَاد پر مرتب ہونے والی وعید کا بیان ہے۔

اس سلسلے میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول لیا گیا ہے: ''بے شک برائیاں مکہ میں دُگنی ہوتی ہیں جیسا کہ یہاں نیکیاں دُگنی ہوتی ہیں۔'' اور انہوں نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے: ''دُگنا ہونے سے مراد برائی کی قباحت اور عذاب کی زیادتی ہے نہ کہ وہ زیادتی جو نیکیوں میں ہوتی ہے۔'' کیونکہ نصوص صراحت کرتی ہیں کہ برائی پر اس کی مثل ہی جزاء متعین ہوتی ہے، لیکن سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے کلام کا ظاہر حقیقی طور پر دُگنا ہونے کا قول ہے اور وہ اس کے اِستثناء پر قائم دلیل کی وجہ سے اسے نصوص سے مُسْتَثْنٰی قرار دیتے ہیں، اگر وہ دُگنا ہونے کے حقیقی معنی کے قائل نہ ہوتے تو جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کے مخالف ہوتے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مکہ میں نافرمانی اس کے علاوہ جگہوں سے زیادہ قبیح ہے۔

اس کی دلیل کہ حرم کی خصوصیت کی وجہ سے اس میں ارادہ ہی کافی ہے، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف و مرفوع روایت ہے جو **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کے مشابہ ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ (پ۱۷، الحج: ۲۵) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''اگر کسی آدمی نے حرمِ پاک میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کیا اور وہ عدن سے بھی دور ہو پھر بھی **اللہ** عزوجل اسے دردناک عذاب چکھائے گا۔''

(تفسیر الطبری، سورہ حج، تحت الآیۃ:۲۳، الحدیث:۲۵۰۲۲۳، ج۹، ص۱۳۱، ملخصاً)

{3}......سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہی سے روایت کیا: ''جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے اگرچہ کوئی آدمی عدن سے بھی دور ہو اور ارادہ کرے کہ بیت اللہ شریف میں فلاں آدمی کو قتل کرے گا تو **اللہ** عزوجل اسے دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔''

(تفسیر الطبری، سورۂ حج، تحت الآیۃ:۲۵، الحدیث:۲۵۰۲۲، ج۹، ص۱۳۱)

تنبیہ:

حرم کو حلال سمجھنا اور **اِلْحَاد** دو الگ الگ کبیرہ گناہ ہیں جو کہ دو احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہیں، سیدنا ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے کہ،

{4}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) پاکدامن عورت پر تہمت لگانا (۳) مؤمن کو قتل کرنا (۴) جنگ سے بھاگ جانا (۵) جادو (۶) سود کھانا (۷) یتیم کا مال کھانا (۸) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۹) بیت الحرام میں **اِلْحَاد** کرنا جو کہ تمہارا زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی قبلہ ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸)

گذشتہ حدیثِ پاک میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''اِستحلال'' لفظ ذکر کرنے اور یہاں پر ''الحاد'' سے تعبیر فرمانے سے دونوں کا ایک معنی ہونے کا احتمال ہے جو کہ آیتِ مبارکہ میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے سے مراد حرم کو حلال سمجھنا ہے اگرچہ وہ حرم میں نہ ہو اور دوسرے سے مراد حرم میں گناہ (یعنی نافرمانی) کرنا ہے اور یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں اس کی طرف سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ کیا ہے پھر چند لائنوں کے بعد فرمایا: اور حرم میں **اِلْحَاد** (یعنی جھگڑا) کرنا اور آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: ''چودھواں گناہ بیت الحرام میں جھگڑا کرنا اگرچہ جان بوجھ کر کرے۔'' کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۠ ؈

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (پ۱۷، سورۃ الحج:۲۵)

آیتِ کریمہ کو مطلق لینے سے اس چیز کی تائید ہوتی ہے کہ حرم مکہ میں ہر گناہ کبیرہ ہے چنانچہ،

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''بے شک ظلم ہر نافرمانی کو شامل ہے۔''

(تفسیر الطبری ، سورۂ حج ،تحت الآیة:۲۵ ،الحدیث:۲۵۰۲۹ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......حضرت سیدنا ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے گزرا ہے کہ ''خادم کو گالی دینا یا اس سے زیادہ کچھ کہنا ظلم ہے۔''

☆......سیدنا عطاء، ابن عمر اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول: ''نہیں! خدا کی قسم، ہاں! خدا کی قسم۔'' یعنی جھگڑتے ہوئے جھوٹی قسم کھانا۔ اور سیدنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے: ''بغیر احرام کے حرم میں داخل ہونا۔''

(تفسیر الطبری ، سورۂ حج ،تحت الآیة:۲۵ ،الحدیث:۲۵۰۲۷ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......اللہ عزوجل کے فرمان ''بظلم'' کے بارے میں مفسرین کی ایک جماعت کا قول جیسا کہ گزرا ہے کہ حضرت سیدنا ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس سے مراد خادم کو گالی دینے کی طرح ہے۔

☆......اس سے بھی قوی روایت یعلی بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حرم میں کھانا روک لینا ظلم ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک ،باب تحریم مکة ،الحدیث:۲۰۲۰، ص ۱۳۷۲)

☆......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے روایت بیان کی کہ ''مکہ میں کھانا روک لینا ظلم ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی ان یحب المسلم ......الخ،فصل ترک الاحتکار،الحدیث: ۱۱۲۲۱ ، ج۷،ص۵۲۷)

اس ساری بحث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یہ تمام صورتیں اِلْحَاد کی جزئیات میں سے ہیں، پس اِلْحَاد مکہ میں کھانا روکنے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ہر ایک نافرمانی کو شامل ہے جبکہ ارادہ کے ساتھ کرے۔

پھر میں نے محدثین میں سے بعض کو دیکھا جب انہوں نے اکثر سابقہ احادیثِ مبارکہ ذکر کیں تو فرمایا کہ یہ احادیثِ مبارکہ اگرچہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ اشیاء اِلْحَاد میں سے ہیں لیکن وہ ان سے عام ہے اور بے شک یہ تنبیہ ہے کہ وہ اس سے بھی غلیظ گناہ ہے۔

اسی لئے جب ہاتھی والے لشکر نے بیت اللہ شریف کو برباد کرنے کا عزم کیا تو **اللہ** عزوجل نے ان پر پرندوں کی فوجیں بھیجیں:

تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (پ۳۰،سورۃ الفیل:۴،۵)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ)۔

یعنی اللہ عزوجل نے انہیں تباہ کر دیا اور انہیں عبرت بنا دیا اور جو برائی کا ارادہ کرے اس کے لئے عبرت ناک سزا بنا دیا اور عنقریب وہ اس لشکر کے ساتھ آئے گا جو حرم پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے کہ ان کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

{5}......سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''اے ابن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بیت اللہ شریف میں فساد کرنے سے بچو، بے شک میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''قریش کا ایک آدمی بیت اللہ شریف میں فساد کرے گا اگر اس کے گناہ جن وانس کے گناہوں کے ساتھ تولے جائیں تو بھی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، لہذا غور کر ایسا نہ کر۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۲۰۸، ج۲، ص ۹۹)

{6}......ایک دوسری روایت حضرت سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بھی ہے کہ وہ حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے جبکہ وہ حجرِ اسود کے پاس تھے اور ارشاد فرمایا: ''اے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما! حرم میں اِلْحَاد سے بچو، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، اور اس کے بعد گزشتہ روایت ذکر کی۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۶۴، ج۲، ص ۱۸۲)

مکہ شریف میں صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہوتے ہیں:

جو گناہ غیرِ مکہ میں صغیرہ ہوتے ہیں وہ مکہ شریف میں ان پر مرتب ہونے والی شدید سزا کی وجہ سے کبیرہ کہلائیں گے کیونکہ یہاں محل کا اعتبار ہے نہ کہ ذات کا، اس وقت کبیرہ گناہ فسق اور عدالت میں نقص کا موجب بھی نہ ہوں گے کیونکہ اس سے عمومیت کا قول ممکن نہیں ورنہ اہلِ حرم میں سے کوئی بھی عادل نہ رہے گا، کیونکہ صغیرہ اور ناپسندیدہ حقیر گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے اور اس بات پر جدید وقدیم علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ اہلِ حرم عادل ہیں باوجود اس کے کہ ان کے صغیرہ گناہوں کے ارتکاب کا سب کو علم ہے کیونکہ مکمل طور پر بچنا اور محفوظ رہنا مشکل ہے پس اس کو کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تاویل متعین ہوگئی، کیونکہ جس نے اسے کبیرہ شمار کیا ممکن نہیں کہ اس کی مراد یہ ہو کہ حرم میں کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ فسق ہے اور غیر حرم میں بھی کبیرہ گناہ ہے، تو اس صورت میں حرم کی کیا فضیلت رہی پس اس سے مراد یہ ہے کہ غیر مکہ میں صغیرہ گناہ مکہ میں کبیرہ ہے اور یہ ظاہراً محال ہے جیسا کہ آپ جان چکے ہیں پس تاویل متعین ہوگئی۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کبیرہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ جس میں شدید وعید آئی ہو اور یہ تو حرم میں کئے

جانے والے صغیرہ کو بھی شامل ہے؟

جواب: تو میں کہوں گا کہ سزا کو اس گناہ پر محمول کرنا بعید نہیں جس کے ذاتی طور پر قبیح ہونے کی وجہ سے اس پر وعید مرتب کی گئی نہ کہ اس کے محل کے شرف کی وجہ سے اور جو ہم نے مجبوراً یہ تاویل کی پس تاویل کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔

اَمرد کو دیکھنے سے آنکھیں اُبل پڑیں:

آپ نافرمانی کے قبیح ہونے اور سزا کے جلدی ہونے کے بارے میں اگرچہ گناہِ صغیرہ ہو، جانتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کسی اَمرد (یعنی خوبصورت لڑکے) یا عورت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑیں۔

اَجنبی عورت سے ہاتھ چمٹ گیا:

بعضوں نے اپنے ہاتھ کو کسی عورت کے ہاتھ پر رکھا تو ان دونوں کے ہاتھ چمٹ گئے اور لوگ انہیں جدا کرنے میں ناکام ہوگئے، یہاں تک کہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ وہ عہد کریں کہ ایسی نافرمانی کا ارتکاب کبھی نہیں کریں گے اور **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑا کر صدقِ دل سے توبہ کریں، پس انہوں نے ایسا کیا تو **اللہ** عزوجل نے انہیں چھٹکارا عطا فرمایا۔ اور اساف اور نائلہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے زنا کیا تو **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کا چہرہ مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔

تم یہ دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ کہ کوئی شخص نافرمانی کا مرتکب ہونے کے باوجود ابھی تک صحیح وسالم ہے اور اسے جلدی سزا نہیں ملتی، عقل مند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے نفس پر غرور کرے، اپنے نفس پر غرور کرنے والا اچھا نہیں اگرچہ وہ سلامت رہے اور اکثر **اللہ** عزوجل تمہارے لئے سزا کو جلدی مقدر کر دیتا ہے جبکہ دوسروں کے لئے نہیں کیونکہ اُسے اس سے روکنے والا کوئی نہیں کہ کبھی بہت شنیع وقبیح چیز کے ساتھ جلدی سزا ہو جاتی ہے یعنی دل کا مسخ ہونا، بارگاہِ حق میں حاضری سے دوری، ہدایت کے بعد گمراہی اور بارگاہِ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اعراض کرنا۔

اَجنبی عورت کا بوسہ لینے سے چہرہ مسخ ہوگیا:

تحقیق اسی طرح میرے جانے پہچانے ایک شخص سے ہوا، وہ اچھی شکل وصورت والا اور مکمل طور پر تندرست وتوانا تھا، لیکن وہ پھسل گیا اور اُس نے حجرِ اسود کے پاس ایک عورت کو بوسہ دیا، پھر اس حکایت کی سچائی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس کا چہرہ

مکمل طور پر مسخ ہو گیا، وہ جسم، بدن، عقل اور کلام کے اعتبار سے بوسیدہ اور قبیح شکل وصورت والا ہو گیا۔ہم بھٹکنے سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور **اللہ** عزوجل سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں مرتے دم تک آزمائشوں سے بچائے، بے شک وہ سب سے زیادہ کریم ورحیم ہے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

مجھے ایک جاننے والے کے بارے میں یہ بات معلوم ہوئی کہ اس سے مسجد حرام میں برا فعل سرزد ہو گیا تو اسے جلد ہی جسمانی اور دینی طور پر شدید سزا دی گئی۔اسی طرح ایک اور جماعت کے بارے میں بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔اگر مقام کی تنگی، رسوائی کا خوف اور ستر پوشی مقصود نہ ہوتی تو میں ان کے احوال تفصیل سے لکھتا لیکن اشارہ عبارت سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

اور بے شک اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ اکثر اوقات انسان دھوکا کھا جاتا ہے اور وہ ظاہری طور پر سزا کے جلدی نہ ہونے کی وجہ سے گمان کرتا ہے کہ سزا جلدی نہیں ہوتی ,لیکن ایسا نہیں ہے جیسے اس کا گمان ہے بلکہ سرکشی کرنے والے یا بے خوف ہو کر گناہوں کا ارتکاب کرنے والے کو لازماً ظاہری یا باطنی طور پر جلدی سزا مل جاتی ہے، یہ آخرت کے عذاب سے پہلے ہے جس کے عظیم ہونے کی طرف **اللہ** عزوجل نے اشارہ فرمایا ہے بلکہ دنیا کے عذاب کی شدت کی طرف بھی **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ اشارہ فرمایا: وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (پ:۱۷،الحج:۲۵)

حرم اور اہل حرم کے فضائل

حرمِ پاک پر روزانہ 120 رحمتوں کا نزول:

{7}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل حرم پاک کی مسجد پر روزانہ دن اور رات میں **120** رحمتیں نازل فرماتا ہے ان میں سے **60** طواف کرنے والوں کے لئے، **40** نمازیوں کے لئے اور **20** مسجد حرام کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۷۵، ج ۱۱، ص ۱۵۲)

حرمِ پاک میں ایک نماز کا ثواب:

{8}......بہت سی صحیح احادیثِ مبارکہ میں وارد ہے نیز ہم نے ''الایضاح'' کے حاشیہ میں بھی صریح طور پر نقل کیا ہے کہ ''مسجدِ حرام میں ایک نماز پڑھنا مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک کھرب نمازیں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مسجدِ

نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک نماز پڑھنے کی فضیلت مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے سے 1000 گنا زیادہ ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں 500 نمازوں کے برابر ہے۔" (فتح الباری لابن حجر عسقلانی، تحت الحدیث:۱۱۹۰ ج۳، ص۵۹، مفہوماً)

بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ثواب 1000 گنا:

{9}......ایک اور روایت میں ہے: "بیت المقدس میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں 1000 نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔"

(کشف الخفاء، حرف الباء الموحدة، تحت الحدیث:۹۲۷، ج۱، ص۲۶۰)

{10}......جبکہ ایک صحیح روایت میں ہے: "مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا مسجدِ نبوی شریف میں ایک لاکھ 1,00,000 نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔"

ان سب کو ضرب دینے سے حاصلِ ضرب ایک کھرب ہوا، اس فضل کی وسعت میں غور کریں اور میں نے کسی کو اس بات پر آگاہ نہیں پایا۔

بیت اللہ شریف کا شِکوہ:

{11}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "بے شک کعبہ کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس نے شکوہ کرتے ہوئے عرض کی: "یارب عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہو گئے ہیں۔" تو **اللہ** عزوجل نے وحی فرمائی: "میں خشوع وخضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تمہارا اس طرح مشتاق ہوگا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی مشتاق ہوتی ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۰۶۶، ج۴، ص۳۰۵)

مکہ میں رمضان المبارک گزارنے کی فضیلت:

{12}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مکہ میں رمضان المبارک گزارنا غیر مکہ میں 1000 رمضان المبارک گزارنے سے افضل ہے۔" (کنز العمال، کتاب الفضائل، فی فضائل الامکنة والازمنة، الحدیث:۳۴۶۳۸، ج۱۲، ص۹۰)

{13}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے مکہ میں رمضان المبارک کو پایا پھر اس کے روزے رکھے اور جتنا ہوسکا اس کی راتوں میں قیام کیا تو **اللہ** عزوجل اس کے لئے دیگر مقامات پر 1000 رمضان المبارک گزارنے کا ثواب لکھے گا اور **اللہ** عزوجل اس کے لئے روزانہ دن اور رات میں ایک ایک غلام آزاد

کرنے اور **اللہ** عزوجل کی راہ میں دوسواروں کو سواری دینے اور دن اور رات میں ایک ایک نیکی کا ثواب لکھے گا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب المناسک، باب صوم شهر رمضان بمكة،الحديث: ٣١١٧، ص٢٦٦)

کعبہ کو بَیْتُ الْعَتِیق کہنے کی وجہ:

{14}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کعبہ کو **بَیْتُ الْعَتِیق** اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اسے ظالم وجابر لوگوں سے آزاد فرما دیا ہے، اسی لئے اس پر کبھی کوئی ظالم قابض نہیں ہوا۔''

(شعب الایمان ، باب فی المناسک ، حديث الكعبة والمسجد الحرام ، الحديث: ٤٠١٠ ، ج٣ ، ص ٤٣)

زمین کا سب سے پہلا ٹکڑا اور پہاڑ:

{15}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''زمین میں سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا ٹکڑا رکھا گیا، پھر اس سے دوسری زمین پھیلائی گئی اور سطح زمین پر **اللہ** عزوجل نے سب سے پہلے جو پہاڑ رکھا وہ جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْس ہے پھر اس سے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا۔''

(المرجع السابق، الحديث: ٣٩٨٤ ، ج٣ ، ص ٤٣٢)

شہروں کی اصل:

{16}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''مکہ مکرمہ **اُمُّ الْقُرٰی** یعنی تمام شہروں کی اصل ہے۔''

(الكامل فی ضعفاء الرجال ،رقم:٥٤٦ ،حسام بن مصک بن ظالم ......الخ، ج٣،ص٣٦٣)

قبلہ کی تعظیم پر انعام:

{17}......مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو قبلہ کی تکریم کرے گا **اللہ** عزوجل اسے عزّت دے گا۔''

(كنزالعمال ، كتاب الفضائل ، فی فضائل الامكنه والازمنة ، الحديث: ٣٤٦٤١ ، ج١٢ ، ص ١٠)

قبلہ کی بے حرمتی کا وبال:

{18}......رحمتِ کونین ، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''یہ اُمت جب تک اس کی عظمت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی حرمت کی پاسداری کرتی رہے گی خیر سے رہے گی اور جب اسے پامال کردے گی تو ہلاکت

میں مبتلا ہوجائے گی۔'' (سنن ابن ماجه ،ابواب المناسک ، باب فضل مكة الحديث: ٣١١٠ ، ص ٢٦٦٢)

کعبہ کو دیکھنا بھی عبادت:

{19}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کعبہ شریف کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔'' (فر دو س الاخبار للدیلمی ، باب النون ، الحديث: ٧١١٦ ، ج ٢ ، ص ٣٧٥)

زمین پر سب سے پہلی دو مساجد:

{20}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زمین پر سب سے پہلے مسجدِ حرام بنائی گئی، پھر مسجدِ اقصیٰ اور ان دونوں کے درمیان 40 سال کا عرصہ تھا۔'' (صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء، باب ١٠ ،الحديث:٣٣٦٦،ص ٢٧٣ مفهوما)

مدینہ منورہ کافروں اور منافقوں سے پاک:

{21}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جسے عنقریب دجال روندتا ہوا نہ جائے، جبکہ ان شہروں کے ہر راستے پر ملائکہ صفیں باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے، لہٰذا وہ ایک دلدلی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا پھر شہرِ مدینہ تین مرتبہ لرزے گا تو اس میں موجود ہر کافر اور منافق باہر نکل جائے گا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب فضائل المدینه ، باب لایدخل الدجال المدينة ،الحديث: ١٨٨١ ، ص ١٤٧)

محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا محبوب شہر:

{22}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تُو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ، باب فی فضل مكة ،الحديث: ٣٩٢٦ ، ص ٢٠٥٣)

{23}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خدا کی قسم! تُو **اللہ** عزوجل کی سب سے بہترین زمین ہے اور مجھے **اللہ** عزوجل کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ، باب فی فضل مكة ،الحديث: ٣٩٢٥، ٢٠٥٢)

مکہ مکرمہ میں جنگ نہیں ہوگی:

{24}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج (یعنی فتح مکہ) کے بعد قیامت تک مکہ مکرمہ میں جنگ نہیں ہوگی۔''

(المسندللاما م احمد ابن حنبل،الحدیث:۱۹۰۴۲،ج۷، ص۲۶)

مکہ مکرمہ میں اسلحہ کی نمائش ممنوع:

{25}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں اسلحہ اٹھا کر لائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج،باب نھی عن حمل السلاح بمکة،الحدیث:۳۳۰۷،ص۹۰۴)

بنیادِ ابراہیمی پر تعمیرِ نو کی خواہش:

{26}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے جاہلیت کا دور نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور اس کے جو حصے اس سے نکال دیئے گئے تھے انہیں اس میں داخل کر دیتا (یعنی حجرِ اسود سے 6 یا 7 ہاتھ تک کا چھوڑا ہوا حصہ) اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا، مشرقی دروازہ اور مغربی دروازہ، پس یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کو پہنچ جاتا۔''

(صحیح البخاری ،کتاب الحج ، باب فضل مکة وبنیانھا ......الخ ، الحدیث: ۱۵۸۶ ، ص ۱۲۵)

{27}......مسلم شریف میں یہ اضافہ ہے: ''کعبہ کا خزانہ **اللہ** عزوجل کی راہ میں خرچ کر دیتا۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الحج ، باب نقض الکعبة وبنائھا، الحدیث: ۳۲۴۳،۶۹۹)

{28}......ایک اور روایت میں ہے: ''قریش نے جب بیت اللہ شریف کو بنایا تو ان کا نفقہ کم پڑ گیا۔''

(سنن النسائی ،کتاب المناسک ، باب بناء الکعبة ، الحدیث: ۲۹۰۴ ، ص ۲۷۴)

کیونکہ انہوں نے اسے صرف اسی مال سے بنایا تھا جس کی حلّت کا انہیں یقین تھا، لہٰذا وہ محتاج ہوگئے اور **شاذروان** (یعنی دیوار کے پایہ کے ساتھ عرض میں چھوڑا ہوا حصہ) اور حجرِ اسود سے مذکورہ حصے چھوڑ دیئے اور اس کی بلندی کو کم کر دیا اور غربی دروازہ بند کر کے مشرقی دروازہ اونچا کر دیا تاکہ جسے چاہیں اس میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

خواہشِ نبوی کی تکمیل:

{29}......حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے یہ احادیثِ مبارکہ سنیں تو (اپنے دَورِ خلافت میں) کعبہ مشرفہ کوگرا کر اسے اسی ہیئت پر لوٹا دیا، لیکن جب حجاج کا دور آیا تو اس نے فقط حجرِ اسود کی طرف والی تعمیر ختم کر کے اسے اس کی قریشی تعمیر والی ہیئت پر لوٹا دیا یعنی مغربی دروازہ بند کر دیا اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة البقرة، تحت الآية:۱۲۷، ج۱، ص۳۱۳)

بیت اللہ شریف پر چڑھائی کرنے والوں کا عبرتناک انجام:

{30}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک لشکر بیت اللہ شریف پر چڑھائی (کا ارادہ) کرے گا، جب وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچیں گے تو ان کے اگلوں پچھلوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، الحدیث:۲۱۱۸، ص۱۶۵)

{31}......اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی پناہ چاہنے والا کعبہ میں پناہ چاہے گا تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا لیکن جب وہ لشکر ایک چٹیل زمین میں پہنچے گا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو اسے ناپسند کرتا ہو اس کا کیا حال ہو گا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے بھی ان کے ساتھ دھنسا دیا جائے گا مگر قیامت کے دن اسے اس کی نیّت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، الحدیث:۷۲۴۰، ص۱۱۷۷)

{32}......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے: ''ان میں سے صرف ایک دھتکارا ہوا انسان ہی (دھنسنے سے) باقی بچے گا جو اس لشکر کے (زمین میں دھنس جانے کے) بارے میں لوگوں کو بتائے گا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۲۴۲)

نیز اس لشکر کو شام سے (امام) مہدی کی جانب بھیجا جائے گا تاکہ وہ اس کو قتل کر دے تو وہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں پناہ لینے کی خاطر بھاگ جائیں گے۔

نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گویا میں پتلی ٹانگوں والے سیاہ آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو ایک ایک پتھر اکھاڑ کر کعبہ کو گرا دے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۲۰۱۰، ج۱، ص۴۹۰)

{33}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک حجرِ اسود جنّتی (پتھر) ہے، لوگ طواف کر

رہے ہوں گے کہ اسے ان کے درمیان سے اٹھالیا جائے گا، اور صبح وہ اسے کھو چکے ہوں گے، اسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ذریعے یہ دیکھے گا، ایک زبان ہوگی جس سے یہ کلام کرے گا اور حق کے ساتھ اس کا اِستِــــلام (یعنی حجرِ اسود کو ہاتھ لگا کر سلام) کرنے والے کی گواہی دے گا۔'' (جامع الترمذی،ابواب الحج،باب ماجاء فی حجر الاسود،الحدیث: ۹۶۱،ص۱۷۴۳،مختصراً)

بروز قیامت سفارش کرنے والا پتھر:

{34}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا والوں میں سے جو حجرِ اسود کا استلام کرے گا یا اسے بوسہ دے گا یہ اس کے لئے گواہی دے گا اور بے شک یہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۷۲۹، ج ۲، ص ۱۸۸، بدون'' یقبلہ من اھل الدنیا'')

{35}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''قیامت کے دن رکن یمانی جَبَلِ اَبِی قُبَیْس سے بھی بڑا ہو کر آئے گا، اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، یہ برف سے زیادہ سفید تھا یہاں تک کہ مشرکوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو جو آفت زدہ انسان اسے چھوتا اسے شفا ہو جاتی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث: ۶۹۹۷، ج ۲، ص ۶۶۵، بدون''انہ کان اشد......الخ'')

{36}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ آسمان سے اُترا تو اسے ''جَبَلِ اَبِی قُبَیْس'' کی پشت پر رکھ دیا گیا گویا یہ ایک صاف شفاف جوہر تھا، یہ 40 سال تک اس پر رہا، پھر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر رکھ دیا گیا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الطواف واستلام......الخ، الحدیث: ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۴)

یہ حدیثِ پاک اگرچہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما پر موقوف ہے مگر ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں۔

{37}...... نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اللہ عزوجل کی قدرت کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے۔'' (یعنی حجرِ اسود اللہ عزوجل کی رحمت اور برکت کا منبع ہے کہ جب لوگ اس کا استلام کرتے ہیں یا اسے بوسہ دیتے ہیں تو اللہ عزوجل ان پر اس کی وجہ سے رحمت و برکت نازل فرماتا ہے۔)

(المصنف لعبدالرزاق، باب الرکن من الجنۃ، الحدیث: ۸۹۱۹، ج ۵، ص ۲۸)

{38}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں خطاؤں کو مٹاتے ہیں۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۸۹۷۵)

زبان اور ہونٹوں والا پتھر:

﴿39﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے تو ان کی دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جس نے ان کا صحیح طریقے سے استلام کیا ہوگا یہ اس کے حق میں گواہی دیں گے، اور اسی کے پاس آنسو بہائے جاتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۴۳۲،ج۱۱،ص۱۴۶،بدون''ان عندہ تسکب العبرات'')

جنت کے دو یاقوت:

﴿40﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اور یہ کہ **اللہ** عزوجل نے ان کا نور بجھا دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو مشرق و مغرب ہر شئے روشن ہو جاتی۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الحج،باب فضل مکۃ،الحدیث:۳۷۰۲،ج۶،ص۱۰)

70 فرشتے آمین کہتے ہیں:

﴿41﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''رکنِ یمانی پر 70 فرشتے مؤکل ہیں، جو بھی یہ دعا مانگتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (یعنی اے **اللہ** عزوجل! میں تجھ سے دین و دنیا میں بخشش اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے ہمارے رب عزوجل! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا) تو وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجۃ،ابواب المناسك،باب فضل الطواف،الحدیث:۲۹۵۷،ص۲۶۵۵)

بیماروں کی شفاء:

﴿42﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رکن اور مقام کے درمیان مقامِ ملتزم ہے کہ مصیبت زدہ شخص وہاں دعا مانگے تو اسے مصیبت سے چھٹکارا مل جائے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۱۸۷۳، ج۱۱،ص۲۵۴)

آبِ زمزم کے فضائل

{43}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس وقت جبرائیلِ امین (علیہ السلام) نے اپنی ایڑی مار کر زمین سے چاہِ زمزم جاری کیا تو حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی والدہ ماجدہ اسے وادی میں جمع کرنے لگیں، اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے اگر وہ اسے اسی طرح چھوڑ دیتیں تو ساری وادی بھر جاتی۔''

(السنن الکبری للنسائی، کتاب المناقب، باب ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، الحدیث: ۸۳۷۶، ج۵، ص ۹)

{44}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم جبرائیل (علیہ السلام) کا ''ھَـــزْمَۃ'' (یعنی ہاتھ یا پاؤں سے زمین میں بننے والا گڑھا) ہے، اور پھر ان دونوں (یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جبرائیل علیہ السلام) نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلایا۔''

(سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۷۱۳، ج ۲، ص ۳۶۵)

{45}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آبِ زمزم دنیا و آخرت کے جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے کافی ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب المناسک، باب الشرف من زمزم، الحدیث: ۳۰۶۲، ص ۲۶۶۲، بدون ''من امر الدنیا والآخر

{46}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم پیٹ بھر کر پینا نفاق سے چھٹکارا دیتا ہے۔''

(فردوس الأخبار، باب التاء، الحدیث: ۲۲۵۵، ج ۱، ص ۳۰۹)

{47}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم سطحِ زمین پر موجود ہر پانی سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۶۷، ج ۱۱، ص ۸۰)

حجِ مبرور کی فضیلت

{48}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کونسا عمل افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لانا۔'' عرض کی گئی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔'' عرض کی گئی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حجِ مبرور۔'' (یعنی وہ حج جس میں احرام باندھنے سے کھولنے تک کوئی صغیرہ گناہ بھی سرزد نہ ہو۔)

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال ان الایمان ھو العمل، الحدیث: ۲۶، ص ۴

{49}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے حج کیا پھر اس میں کوئی فحش کام کیا نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

(صحیح البخاری،ابواب المحصر،باب قول اللہعزوجل(فلا رفث) الحدیث: ۱۸۲۰/۱۸۱۹، ص ۱۴۲، 'خرج' بدلہ "رجع" وبدون" ذنوبہ")

گناہوں کا کفارہ اور حج مبرور کا انعام:

{50}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عمرہ اگلے عمرے تک کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حجِ مبرور کی جزاء جنت کے سوا کچھ نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج،باب فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۳۲۸۹،ص ۹۰۳)

{51}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمرو بن العاص سے ارشاد فرمایا: ''اے عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام لانا پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت بھی ماقبل گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام......الخ، الحدیث: ۳۲۱، ص ۶۹۸)

{52}......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں حاضر ہو کر عرض کی: ''میں کمزور اور بزدل ہوں (یعنی میں جہاد کے قابل نہیں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر ایسے جہاد کی طرف آ جاؤ جس میں کانٹا چبھنے کا بھی اندیشہ نہیں، حج جہاد سے بھی افضل ہے، اور حجِ مبرور سن رسیدہ لوگوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۱۰، ج۳، ص ۱۳۵)

(سنن النسائی، کتاب مناسک الحج،باب فضل الحج،الحدیث: ۲۶۲۷/۲۶۲۹، ص ۲۲۵۸)

{53}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حج اور عمرہ دونوں اعمال میں سے افضل ترین عمل ہیں مگر جو ان کی مثل حجِ مبرور یا عمرہ کرے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث: ۱۷۰۲۴، ج ۶، ص ۵۸)

{54}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجِ مبرور کی جزاء صرف جنت ہی ہے۔'' عرض کی گئی: ''اس کی نیکی کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کھانا کھلانا اور اچھا کلام کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۳۲۸۹، ص ۹۰۳)

(المستدرک، کتاب المناسک، باب بر الحج اطعام وطیب الکلام، الحدیث: ۱۸۲۱، ج ۲، ص ۸)

غور کیا جائے تو اس حدیثِ پاک میں بیان کردہ حجِ مبرور کی تفسیر گذشتہ تفسیر کے منافی نہیں۔

{55}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ یہ فقر

اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی سونے، چاندی اور لوہے کے میل کچیل یا زنگ کو نکال دیتی ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی ثواب الحج و العمرہ ،الحدیث: ۸۱۰، ص ۱۷۲۷)

{56}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجِ مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی ثواب الحج و العمرہ ،الحدیث: ۸۱۰، ص ۱۷۲۷)

{57}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مکہ مکرمہ سے حج کے لئے پیدل چلا یہاں تک کہ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آیا تو اللہ عزوجل اس کے ہر قدم پر اس کے لئے 700 نیکیاں لکھے گا، ان میں سے ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوگی۔'' عرض کی گئی: ''حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نیکی ایک لاکھ (1,00,000) نیکیوں کے برابر ہے۔'' (المستدرک، کتاب المناسک ،باب فضیلۃ الحج ماشیا، الحدیث:۱۷۳۵ ،ج ۲،ص ۴

ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف میں حاضری:

{58}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ شریف 1000 مرتبہ تشریف لائے، آپ علیہ السلام ہند سے ہمیشہ پیدل ہی آئے۔''

(صحیح ابن خزیمہ ،کتاب المناسک ، باب عد دحج آدم صلوات اللہ علیہ ......الخ ، الحدیث: ۲۷۹۲ ،ج ۴، ص ۴۵

اللہ عزوجل کے مہمان:

{59}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ عزوجل کے مہمان ہیں، وہ انہیں بلاتا ہے تو یہ اس کے بلاوے پر لبیک کہتے ہیں اور یہ اس سے سوال کرتے ہیں تو اللہ عزوجل انہیں عطا فرماتا ہے۔'' (کنز العمال ،کتاب الحج والعمرۃ قسم الاقوال ، باب فضائل الحج ووجوبہ وآدابہ، الحدیث: ۱۱۸۱۱ ، ج۵ ، ص ۵)

{60}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے اللہ عزوجل! حاجی اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے ان دونوں کی مغفرت فرما۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب المناسک، باب استحباب دعاء......الخ، الحدیث: ۲۵۱۶ ، ج ۴ ،ص ۱۳۲)

{61}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس گھر سے نفع اٹھا لو کیونکہ اسے دو مرتبہ شہید کیا گیا اور (اب اس کے بعد) تیسری مرتبہ اٹھا لیا جائے گا۔''

(المستدرک، کتاب المناسک ، باب استمتعوا من ھذا البیت،الحدیث:۱۶۵۲ ،ج ۲،ص

خانۂ کعبہ کی دوسری مرتبہ تعمیر:

{62}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''جب **اللہ** عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اُتارا تو ارشاد فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ایک گھر اُتار رہا ہوں، اس کے گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔'' پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو اسے اُٹھا لیا گیا، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کا حج تو کیا کرتے تھے مگر اس کی جگہ نہیں جانتے تھے، پھر **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اسے ظاہر فرمایا تو انہوں نے اسے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر کیا: وہ پہاڑ (۱)**جبل الحراء** (۲)**جبلِ ثبیر** (۳)**جبل لبنان** (۴)**جبل الطیر** اور (۵)**جبل الخیر** ہیں، لہٰذا تم سے جتنا ہو سکے اس سے نفع اٹھا لو۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الحج والعمرۃ...... الخ، الحدیث: ۱۷۰۹، ص ۲، ص ۵)

یہ روایت حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے اور اس قسم کی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں لہٰذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

{63}......رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا تو اس کی اونٹنی جو قدم رکھے یا اٹھائے گی اس کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ مٹایا جائے گا، بلاشبہ طواف کی دو رکعتیں اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں، **سعی** کرنا ستّر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، **وقوف** کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ ریت کے ذروں یا بارش کے قطروں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، **جِمَار** کے ہر کنکر کے عوض ہلاکت خیز گناہوں میں سے ایک کو مٹا دیا جاتا ہے، قربانی **اللہ** عزوجل کے پاس ذخیرہ ہے، ہر بال منڈوانے پر ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد طواف کرنے پر ایک فرشتہ حاجی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے: ''آئندہ کے لئے عمل کرو کیونکہ تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔'' (المرجع السابق، بتغیرٍ قلیلٍ)

سفرِ حج میں مرنے والے کی فضیلت:

{64}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حج کے ارادے سے نکلا پھر مر گیا **اللہ**

عزوجل قیامت تک اس کے لئے حج کا ثواب لکھے گا اور جو عمرہ کے ارادے سے نکلا پھر مرگیا اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا اور جو جہاد کے ارادے سے نکلا اور انتقال کر گیا اس کے لئے قیامت تک جہاد کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔'' (مسند ابی یعلیٰ الموصلی ، مسند ابی ھریرۃ ، الحدیث: ۶۳۲۷، ج۵، ص ۴۴۱)

حج پر خرچ کرنا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے افضل:

{65}......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عمرہ کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''تمہارے لئے تمہاری تکلیف، مشقت اور اخراجات کے مطابق ثواب ہے، حج پر خرچ کرنا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے سات سو (700) گنا زیادہ (افضل) ہے۔''

(المستدرک، کتاب المناسک، الاجر علی قدر النفقۃ والتعب ، الحدیث: ۱۷۷۶، ج۲ ، ص ۱۳۰ ،بدون''النفقۃ......الی...... ضع

{66}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حاجی کبھی فقیر نہیں ہوتا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی عمرۃ رمضان ،الحدیث: ۹۳۹ ، ص ۱۷۴۰ ،ملخصًا

ماہِ رمضان میں عمرہ کی فضیلت:

{67}......حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحیح مسلم ،کتاب الحج، باب باب فضل العمرۃ فی رمضان......الخ، الحدیث: ۱۲۵۶/۳۰۳۸،ص۸۸۷)

{68}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک ،باب العمرۃ، الحدیث: ۱۹۹۰ ،ص ۱۳۶۹

احرام میں دن گزارنے والے کی فضیلت:

{69}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ احرام کی حالت میں دن گزارتا ہے سورج ڈوبتے وقت اس کے گناہ اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب ،کتاب الحج ، باب الترغیب فی الاحرام والتلبیۃ......الخ، الحدیث: ۱۷۵۲ ،ج ۲ ، ص ۷

{70}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی کوئی

بندہ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں موجود زمین کی انتہا تک کا ہر درخت اور پتھر تلبیہ پڑھتا ہے۔''

(سنن ابن ماجة ،ابواب المناسک ، باب التلبية ، الحديث: ۲۹۲۱ ، ص ۲۶۵۳ ،بدون "عن يمينه وشماله")

{71}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''رکن یمانی اور شامی کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(جامع الترمذی،ابوا ب الحج ،باب ماجاء فی استلام الرکنین، الحدیث: ۹۵۹،ص ۱۷۴۲)

{72}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''طواف کرنے والا جب بھی کوئی قدم رکھتا یا اٹھاتا ہے اللہ عزوجل اس کے عوض اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے۔''

(صحيح ابن حبان ،کتاب الحج ، باب فضل الحج والعمرة ،الحديث: ۳۶۸۹، ج ۶، ص ۲)

{73}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے ایک ہفتہ بیت اللہ شریف کا اس طرح طواف کیا کہ اس میں کوئی بے ہودہ کام نہ کیا تو اس کا یہ عمل اس کے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''

(المعجم الکبير ، الحديث: ۸۴۵ ، ج ۲۰ ، ص ۳۶۰)

کبیرہ نمبر154: مدینہ شریف والوں کو ڈرانا

کبیرہ نمبر155: مدینے والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنا

کبیرہ نمبر156: مدینے میں کوئی بدعتِ سیّئہ ایجاد کرنا

کبیرہ نمبر157: مدینے میں بدعتی کو پناہ دینا

کبیرہ نمبر158: مدینہ طیِّبہ کے درخت کاٹنا

کبیرہ نمبر159: مدینہ منوَّرہ کی گھاس کاٹنا

{1}......حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مدینہ والوں کے ساتھ جو بھی چالبازی کرے گا وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینہ، باب اثم من کاد اھل المدینۃ، الحدیث: ۱۸۷۷، ص ۱۴۷)

{2}......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا **اللہ** عزوجل اسے آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جیسے سیسہ پگھلتا یا نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودُعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھا بالبرکۃ، الحدیث: ۳۳۱۹، ص ۷۰۵)

{3}......رحمتِ دوعالم، نورِ مجسَّم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مدینہ والوں کو خوف زدہ کیا بلاشبہ اس نے اسے خوف زدہ کیا جو میرے پہلوؤں کے درمیان ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابربن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۸۲۴، ج ۵، ص ۳۱)

{4}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیثِ پاک کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس نے اہلِ مدینہ کو خوف زدہ کیا اس نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوف زدہ کیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۱۵۲۲۷)

ظاہر ہے کہ یہ مقابلہ کے مجاز میں سے ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوف زدہ کرنے سے مراد خوف زدہ کرنے والے اور اس کے ساتھ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے تعلق کے ٹوٹ جانے سے کنایہ (یعنی اشارہ) ہے کیونکہ خوف زدہ کرنے

سے مراد قطع رحمی، دشمنی، دردناک اور رسوا کن عذاب، اور خوف میں سے جو چیزیں اس پر مترتب ہوتی ہیں، کا متحقق ہونا ہے۔

{5}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے **اللہ** عزوجل! جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے یا انہیں خوف میں مبتلا کرے تو اسے خوف میں مبتلا فرما اور اس پر **اللہ** عزوجل، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل (یعنی توبہ، قول اور عمل مقبول ہوگا نہ فدیہ وغیرہ)۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۲، ص ۳۷۹)

{6}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ ودُعاء النبی ......الخ، الحدیث: ۳۳۲۳، ص ۹۰۵)

ابن قیم[1] نے تصریح کی ہے کہ ''حرمِ مدینہ کو حلال جاننا کبیرہ گناہ ہے۔'' جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''مدینہ منورہ کے حرم کو حلال ٹھہرانا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے جبکہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ کو حلال ٹھہرانا کبیرہ گناہ نہیں۔''

{7}......ائمہ ثلاثہ کی دلیل مسلم شریف کی یہ حدیثِ پاک ہے کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا: ''کیا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، وہ حرم ہے اس لئے اس کی سبز گھاس نہ کاٹی جائے جو ایسا کرے گا اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ......الخ، الحدیث: ۳۳۲۴، ص ۹۰۵، "ان انساً قیل لہ" بدلہ "سالت انس

---

[1]: ''ابن قیم ابن تیمیہ کا شاگرد خاص تھا ان دونوں کے بارے میں امام حافظ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: ''ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ وغیرہ کی کتابوں میں جو کچھ خرافات ہیں ان سے خود کو بچا کر رکھنا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ عزوجل نے جان کر ان کو گمراہیت میں چھوڑ دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مُہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ عزوجل کے سوا کون ہے جو ان کو ہدایت دے اور (افسوس) کیسے ان بے دینوں نے اللہ عزوجل کی حدود سے تجاوز کیا اور بدعتوں میں اضافہ کیا اور شریعت وحقیقت کی دیوار میں سوراخ کر دیا۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم اپنے رب (عزوجل) کی طرف سے ہدایت پر ہیں جبکہ وہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو شدید گمراہی وگھٹیا عادات سے متصف ہیں اور انتہائی سخت سزا وخسارے کے مستحق ہیں اور انہوں نے جھوٹ وبہتان کی انتہا کر دی، اللہ عزوجل ان کے پیروکاروں کو ذلیل ورسوا کرے اور ان جیسوں کے وجود سے زمین کو پاک کرے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۷۱)

تنبیہ:

بیان کردہ چھ گناہوں کو ان احادیثِ مبارکہ میں وارد تصریح کی بناء پر کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے مگر میں نے کسی کو ان میں سے پہلے دو گناہوں کو بالکل ظاہر ہونے کے باوجود کبیرہ گناہ قرار دیتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر میں نے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ایک کو اس کی تصریح کرتے ہوئے دیکھا مگر انہوں نے اس کی تعبیر یوں کی: ''حرم مدینہ کو حلال ٹھہرانا اور اس میں بدعت ایجاد کرنا۔'' حالانکہ اس کا ظاہری مفہوم وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے اور جسے آپ ان صحیح احادیثِ مبارکہ کے ضمن میں جان چکے ہیں۔

سوال: پہلے دو گناہ اہل مدینہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دیگر لوگوں کے حق میں بھی کبیرہ ہونے چاہئیں جیسا کہ ایذاء اور ظلم کے بیان میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے؟

جواب: مدینہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی برائی کے ارادے یا انہیں کسی طریقے سے بھی خوف میں مبتلا کرنے کا حدیثِ پاک میں خاص طور پر ذکر ہونے کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ قرار دینا متعین ہے جبکہ دیگر لوگوں کے حق میں ایسا نہیں۔

مدینہ منورہ کے فضائل:

{8}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا جو اُمتی مدینہ منورہ کی سختی اور تنگدستی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا وہ مسلمان ہوگا تو اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینہ...... الخ الحدیث: ۳۳۴۷، ص۷۰۹، بدون "اذا کان مسلما")

{9}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں مدینہ منورہ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان کے درخت کاٹنے کو یا اس کے شکار کو حرام قرار دیتا ہوں، مدینہ منورہ ان لوگوں کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے جو اس سے روگردانی کرتے ہوئے اِسے چھوڑے گا **اللہ** عزوجل اس کی جگہ اس سے بہتر کو بدل دے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۳۳۱۸، ص۷۰۵)

{10}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہل مدینہ پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ لوگ خوشحالی کی تلاش میں یہاں سے چراگاہوں کی طرف نکل جائیں گے، پھر جب وہ خوشحالی پا لیں گے تو لوٹ کر آئیں گے اور اہلِ مدینہ کو اس کشادگی کی طرف جانے پر آمادہ کریں گے حالانکہ اگر وہ جان لیں تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ و الحدیث: ۱۴۶۸۶، ج۵، ص۱۰۶، "الاریاف" بدلہ "الافاق")

مدینہ منورہ میں مرنے کی فضیلت:

{11}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے جو مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینہ ہی میں مرے کیونکہ جو مدینہ منورہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اوراس کے حق میں گواہی دوں گا۔'' (شعب الایمان،باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ ، الحدیث:۴۱۸۲، ج۳،ص ۴۹۷)

{12}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بیماری اور دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔'' (الترغیب والترھیب،کتاب الحج،باب الترغیب فی سکنی......الخ،تحت الحدیث:۱۸۷۴،ج۲، ص ۱۹

{13}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی:''اے **اللہ** عزوجل! تیرے خلیل، تیرے بندے اور تیرے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکہ مکرمہ والوں کے لئے دعا مانگی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) تجھ سے اسی طرح مدینہ منورہ والوں کے لئے دعا مانگتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ والوں کے لئے دعا مانگی تھی، ہم تجھ سے دعا مانگتے ہیں کہ تو ان کے لئے ان کے صاع، ان کے مد اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔'' (المسندللامام احمدبن حنبل،حدیث ابی قتادۃ،الحدیث:۲۲۶۹۳، ج۸،ص ۳۸۴)

{14}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی:''یا الٰہی عزوجل! جس طرح تُو نے مکہ مکرمہ کو ہمارا محبوب بنایا اسی طرح مدینہ منورہ کو بھی ہمارا محبوب بنادے اور اس کی بیماری کو ''مقامِ جحفہ'' کی طرف منتقل فرمادے۔'' (وہاں سے کوئی پرندہ بھی اڑتا ہوا گزرتا تو بیمار ہوجاتا) (المرجع السابق،الحدیث:۲۲۶۹۳ ،ج۸ ،ص ۳۸۴

{15}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی:''اے **اللہ** عزوجل! میں نے مدینہ منورہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان کو حرم بنایا (یعنی میں نے اس کی حرمت ظاہر فرمائی) ہے جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی زبان سے مکہ مکرمہ کو حرم فرمایا ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۲۲۶۹۳ ، ج۸ ،ص ۳۸۴)

مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ زمین وآسمان کی تخلیق کے وقت سے ہی تھا مگر اس کی حرمت مخفی ہوجانے کے باعث کم ہوگئی تھی پھر **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا۔

{16}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی:''اے **اللہ** عزوجل! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے صاع

اور مد میں برکت عطا فرما۔'' (صحیح مسلم ،کتاب الحج ، باب فضل المدینة و دعاء ......الخ ،الحدیث: ۳۳۳۴ ، ص ۹۰۶

{17 }......حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! حضرت ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے، خلیل اور نبی ہیں جبکہ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں، انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ منورہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں جو انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے مانگی تھی اور اتنی ہی اس کے ساتھ مزید کی دعا مانگتا ہوں تو اس برکت کو دو برکتوں کے ساتھ ملا دے اور اس کی بیماری جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔'' (کیونکہ وہ یہودیوں کا مسکن تھا) (صحیح مسلم ،کتاب الحج ، باب فضل المدینة و دعاء النبی ......الخ ،الحدیث: ۳۳۳۴ ، ص ۹۰۶)

(صحیح البخاری ،کتاب مناقب الانصار ،باب مقدم النبی و اصحاب المدینه ، الحدیث: ۳۹۲۶،ص ۳۲۰

مدینہ منورہ ہر آفت سے محفوظ:

{18 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ میں کوئی شئے نہیں، نہ پھوٹ ہے نہ کوئی سوراخ اور دو فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مؤکل ہیں۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الحج ، باب الترغیب فی سکنی المدینة......الخ،الحدیث:۱۳۷۴ ،ص ۹۰۶

مدینہ، شام اور یمن کے لئے برکت کی دعا:

{19 }......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما، اے اللہ عزوجل ہمارے لئے ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔'' عرض کی گئی: ''اور ہمارے عراق میں بھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہاں شیطان کا سینگ (یعنی اس کی حکمرانی کی قوت) اور فتنوں کی طغیانی ہوگی اور بے شک جفا مشرق میں ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۵۳ ،ج ۱۲ ، ص ۶۶)

اسلام کی نشانی اور ایمان کا گھر:

{20 }...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مدینہ منورہ اسلام کی نشانی، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال و حرام کا ٹھکانا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۶۱۸، ج ۴ ، ص ۱۷۴ ،مثوی بدله "مبوأ"

کتاب الاضحیۃ

قربانی کا بیان

کبیرہ نمبر160: قربانی کے وُجوب کا اعتقاد رکھنے والے کا استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو قربانی کرنے کی وسعت پائے پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر (سورۃ الحج)، باب التشدید فی امر الاضحیۃ، الحدیث: ۳۵۱۹، ص ۳، ص ۴۸

تنبیہ:

اس حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ عیدگاہ میں حاضر ہونے سے منع کرنے میں سخت وعید پائی جاتی ہے جبکہ قربانی کے مستحب ہونے کے قائلین مثلاً حضرتِ سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی وغیرہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگرچہ مرفوعاً روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے مگر انہوں نے اسے موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''شاید اس میں شبہ ہے، لہٰذا حدیثِ پاک میں اس بات پر حجت پوری نہیں ہوتی کہ ہم یہ کہنے لگیں کہ حاضری سے منع کرنے میں سخت وعید ہے۔

{2}......کیا آپ نہیں جانتے کہ صحیح حدیثِ پاک میں آیا ہے: ''جس نے لہسن، پیاز یا گندنا (جو پیاز کی طرح بدبودار ہوتا ہے) کھایا۔'' جبکہ ایک اور روایت میں ہے، ''یا مولی کھائی۔'' وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ......الخ، الحدیث: ۱۲۵۴، ص ۷۶۴، بدون ''فجلا''

حالانکہ اس کے باوجود مذکورہ اشیاء کھانے میں کوئی حرمت نہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے انسانوں یا فرشتوں کو بُو کے ذریعے ایذاء پہنچتی ہے، لہٰذا ہم نے اس ممانعت کو اسی پر محمول کر لیا ہے جبکہ قربانی سے

متعلق روایات میں ممانعت کی وجہ اس کے ترک پر شدت فرمانا ہے، قربانی کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں جن سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قُربانی کے فضائل:

{3}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اٹھو اپنی قربانی کے جانور کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے پر تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ انعام ہم اہل بیت کے ساتھ خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاضاحی، باب یغفر لمن یضحی......الخ، الحدیث: ۷۶۰۰، ج۵، ص۱۴)

{4}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اٹھو اپنی قربانی کا جانور لے کر آؤ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا جبکہ وہ جانور اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور 70 گنا اضافے کے ساتھ تمہارے میزان میں رکھا جائے گا۔''

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ انعام اہل بیت (علیہم الرضوان) کے ساتھ خاص ہے؟ کیونکہ وہی اپنے ساتھ خاص شدہ بھلائیوں کے اہل ہیں یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آل اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اہل بیت (علیہم الرضوان) کے لئے خاص جبکہ دیگر مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الضحایا، باب مایستحب للمرء......الخ، الحدیث: ۱۹۱۶۱، ج۹، ص۴۷۶)

{5}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہیں۔'' انہوں نے پھر عرض کی: ''ہمارے لئے اس میں کیا اَجر ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔'' انہوں نے عرض کی: ''اور اُون میں (کیا اَجر ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ، الحدیث: ۳۱۲۷، ص۲۶۶۷)

{6}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قربانی کے دن **اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک آدمی کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی **اللّٰہ** عزوجل کے ہاں (قبولیت کے) مقام پر پہنچ جاتا ہے لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الاضاحی ، باب ماجاء فی فضل الاضحیة ،الحدیث: ۱۴۹۳ ، ص ۱۸۰۴)

{7}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قربانی کے دن آدمی کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ افضل نہیں مگر جب کہ وہ عمل صلہ رحمی کرنا ہو۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۰۹۴۸ ، ج ۱۱ ، ص ۲۷)

{8}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! خوش دلی سے قربانی کیا کرو اور ان کے خون پر رضائے الٰہی عزوجل اور اَجر کی اُمید رکھو اگرچہ وہ زمین پر گر چکا ہو کیونکہ وہ **اللّٰہ** عزوجل کی حفاظت میں گرتا ہے۔''

(العجم الاوسط ، الحدیث: ۸۳۱۹ ، ج۶، ص ۱۴۸)

{9}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنی قربانی پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ قربانی کی، وہ جانور اس کے لئے جہنم سے حجاب ہوگا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۲۷۳۶ ، ج ۳ ، ص ۸۴)

کبیرہ نمبر161: قربانی کے جانور کی کھال بیچنا

{1}......رسول کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قربانی کی کھال بیچ دی اس کی کوئی قربانی نہیں۔'' (المستدرک، کتاب التفسیر سورۃ الحج، باب التشدید فی ا مر الاضحیة ،الحدیث: ۳۵۲۰ ،ج۳ ،ص ۱۴۹)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر حدیثِ پاک کا ظاہری معنی اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ کھال بیچنے کی وجہ سے قربانی کی نفی کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عظیم عبادت کا ثواب بالکل باطل کرنے کی وجہ سے اس میں شدید وعید پائی جا رہی ہے۔

جیسا کہ موضوعِ نفی کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قربانی کی بھی سرے سے نفی ہے اور یہ اس بات کی تائید ہے کہ وہ کھال قربانی کے ساتھ ہی اس کی مِلک سے نکل جاتی ہے اور فقراء کی ملکیت بن جاتی ہے، پس جب وہ اس کا والی بنا اور اسے بیچا تو وہ غیر کے حق کو غصب کرنے والا ہوا اور عنقریب آئے گا کہ غصب کبیرہ گناہ ہے اور یہ بھی غصب ہی کی ایک صورت ہے، پس اسے کبیرہ شمار کرنا واضح ہو گیا اور قصاب کو بطورِ اُجرت قربانی کی کھال دینے کو بھی اسی سے ملانا چاہئے کیونکہ علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ بھی اسے بیچنے کی طرح حرام ہی ہے اور جس طرح بیچنے میں اس کا غصب ہونا پایا جا رہا ہے، جیسا کہ ثابت ہو چکا، اسی طرح قصاب کو بطورِ اُجرت دینے میں اس کا اسی طرح کبیرہ گناہ ہونا بعید نہیں۔[1]

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

☆......[1] احناف کے نزدیک: ''قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار اور ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لا سکتا ہے مثلاً اس کی جانماز بنائے، چلنی، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے اُجرت پر نہ دے اور اگر اُجرت پر دے دیا تو اس اُجرت کو صدقہ کرے۔ (رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب۔ ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (در مختار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لئے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لئے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان مایستحب ......الخ، ج ۵، ص ۳۰۱)

☆......جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دِقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام ان فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ (الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، باب علی من تجب الاضحیۃ، ج ۴، ص ۳۶۱)

قربانی کے جانور کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے **بہارِ شریعت حصہ 15** ''**قربانی کے جانور کا بیان**'' اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ''**اَبلق گھوڑے سوار**'' کا مطالعہ فرمائیں۔

کتاب الصید و الذبائح

شکار اور ذبح کرنے کا بیان

کبیرہ نمبر162: زندہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا

کبیرہ نمبر163: علامت کے لئے جانور کا چہرہ داغنا

کبیرہ نمبر164: جانور کو ٹارگٹ بنا کر نشانہ بازی کرنا

کبیرہ نمبر165: کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے جانور کا شکار کرنا

کبیرہ نمبر166: جانور کو اچھی طرح ذبح نہ کرنا

{1}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی ''ذی روح'' کا مُثلہ کیا پھر توبہ نہ کی تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کا مثلہ فرمائے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب ، الحدیث: ۵۶۶۵ ، ج ۲ ، ص ۴۰۳)

{2}......حضرت مالک بن **نَضْلَہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں رحمتِ کونین، غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہاری قوم کے اونٹ صحیح بچے نہیں جنتے کہ تم انہیں چھری کی طرف لے آتے ہو، ان کے کان کاٹ دیتے ہو اور جلد چیر دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ ''صرم'' ہے، (یعنی جس کے کان کاٹ دیئے جائیں) لہذا اسے اپنے آپ پر اور گھر والوں پر حرام کر دیتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ چیز جو **اللہ** عزوجل کی طرف سے تمہارے پاس آئی ہے حلال ہے، **اللہ** عزوجل کی قدرت کا بازو تمہارے بازو سے بہت قوی ہے اور اس کی چھری تمہاری چھری سے بہت تیز ہے۔'' (یعنی اگر اللہ عزوجل کو جانور کا کان چیرنا پسند ہوتا تو اُسے کان چیرا ہوا ہی پیدا کرتا اسے کیا مشکل ہے) (المرجع السابق ،الحدیث: ۱۵۸۸۸ ج۵ ، ص ۳۸۳)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسے گدھے کے پاس سے گزرے جس کے منہ کو نشانی کے لئے داغا گیا تھا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اسے داغنے والے پر لعنت فرمائے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب اللباس ، باب النھی عن الضرب الحیوان ......الخ ، الحدیث: ۵۵۵۲/۵۵۰، ص ۱۰۵۶)

چہرہ داغنے اوراس پر مارنے کی ممانعت سرکارصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

چہرے پر مارنے اور داغنے کی ممانعت اور وعیدیں:

{4}......حدیثِ پاک میں ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ داغنے والے پر لعنت فرمائی۔'' (کنزالعمال، کتاب الصحبة قسم الاقوال، الحدیث: ۲۵۰۳۶، ج۹، ص۳۳)

{5}......سرکارِمدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک گدھے کے پاس سے گزرے، اس کے چہرے کو داغا گیا تھا اور نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے ایسا کیا ہے **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ داغنے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب المثلة، الحدیث: ۵۵۹۱، ج۷، ص ۴۵۴، مختصراً)

{6}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قریش کے کچھ جوانوں کے قریب سے گزرے، انہوں نے نشانہ بازی کے لئے ایک پرندہ یا مرغی کو باندھ رکھا تھا، اور پرندے کے مالک کے لئے (نشانہ پر) نہ لگنے والے تیر مقرر کر رکھے تھے، جب انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا:''یہ کس نے کیا ہے؟ **اللہ** عزوجل ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے کیونکہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر ذی روح شئے کو نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث: ۵۰۶۲، ص۱۰۲۷، بدون''او دجاجة''

بلاضرورت پرندوں کو قتل کرنے کی ممانعت:

{7}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو آدمی کسی چڑیا کو بلاضرورت قتل کرے گا تو وہ چڑیا قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں فریاد کرے گی:''یارب عزوجل! فلاں نے مجھے بلاضرورت قتل کیا تھا کسی نفع کے لئے قتل نہیں کیا۔'' (سنن النسائی، کتاب الضحایا، باب من قتل عصفور ابغیر حقھا، الحدیث: ۴۴۵۱، ص۲۳۷۷

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی ذی روح کو ناحق قتل کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پُوچھ گُچھ فرمائے گا۔'' عرض کی گئی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ان کا حق کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کھانے کے لئے ذبح کرے اور نشانہ بازی کے لئے اس کا سر نہ کاٹے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۴۳۵۴، ص ۲۳۷۱، بدون''یوم القیامة''

{9}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ہر شئے پر احسان فرض کیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو اور جب جانور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح والقتل ......الخ الحدیث: ۵۰۵۵، ص ۲۷ ۰

{10}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک آدمی کے قریب سے گزرے، وہ بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم پہلے ایسا نہیں کر سکتے تھے؟ کیا تم اسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ اسے لٹانے سے پہلے اپنی چھری کیوں نہ تیز کر لی؟''

(المستدرک، کتاب الاضاحی، باب لتحد الشفرة قبل اصبحاع الاضحیة، الحدیث: ۷۶۳۷، ج۵، ص ۳۲۷، بدون " فلا قبل ھذ

{11}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جو بکری کو ذبح کرنے کے لئے اس کی ٹانگ کو گھسیٹ رہا تھا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے خرابی ہے، اسے موت کی طرف اچھے انداز میں لے کر جا۔''

(المصنف لعبد الرزاق، کتاب المناسک، باب سنة الذبح، الحدیث: ۸۶۳۶، ج ۴، ص ۷۶

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا:

{12}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا **اللہ** عزوجل بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، الحدیث: ۶۰۳۰، ص ۱۰۸۷

{13}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس وقت تک ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں رحم نہ کرنے لگو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک رحم دل ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے دوست پر رحم کرنا مراد نہیں بلکہ عام رحم دلی مراد ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب رحمة الناس، الحدیث: ۱۳۶۷۱، ج۸، ص ۳۴۰)

{14}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''رحم کیا کرو تم پر بھی رحم کیا جائے گا اور معاف کر دیا کرو تمہیں بھی معاف کر دیا جائے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''بات کو بے توجہی سے سننے والے کے لئے ہلاکت ہے اور جان بوجھ کر اپنے (برے اعمال) پر اصرار کرنے (یعنی ڈٹ جانے) والوں کے لئے

ہلاکت ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۵۵۲، ج۲ص۵۶۵)

اور حدیث پاک میں وارد لفظ ''**اَقْمَاعُ الْقَوْل**'' سے مراد وہ شخص ہے: ''جو سنتا تو ہے لیکن نہ یاد رکھتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے۔'' اور اس کو ''**قمع**'' اور ''**جامع**'' سے تشبیہ دی گئی۔ **قمع** سے مراد وہ چیز (یعنی قیف یا کُپّی) ہے جو تنگ برتن کے سر پر رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ برتن بھر جائے۔ اور **جامع** سے مراد یہ کہ پانی اس کے پاس سے گزر جاتا ہے لیکن اس میں نہیں ٹھہرتا، اسی طرح نصیحت ان کے کانوں پر سے گزر جاتی ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔

تنبیہ:

میں نے ان پانچ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اگرچہ میں نے کسی کو انہیں کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے نہیں دیکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے پانچ گناہوں کے کبیرہ گناہ ہونے پر پہلی حدیثِ پاک میں وارد شدید وعید صراحت کرتی ہے، جبکہ دوسری حدیثِ پاک مثلہ کے کبیرہ ہونے پر دلیل ہے، تیسری اور چوتھی حدیثِ پاک داغنے پر جبکہ پانچویں حدیثِ پاک نشانہ بازی کے لئے حیوان کو باندھ کر نشانہ بنانے پر اور چھٹی حدیثِ پاک کھانے کی ضرورت کے بغیر شکار کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلیل ہے[1]، جبکہ چھٹے گناہ پر چھٹی حدیثِ پاک بھی دلالت کر رہی ہے اور اسے مثلہ اور داغنے پر بھی قیاس کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ حیوان کو ایذاء پہنچانے یا مردار ہو جانے کے بعد اسے کھانے کا سبب ہے اور سخت ایذاء کے کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے آئندہ آنے والے مردار کھانے کے بیان سے ظاہر ہے۔

پھر میں نے ایک جماعت کو مطلقاً یہ بیان کرتے دیکھا کہ ''حیوان کو عذاب دینا کبیرہ گناہ ہے۔'' بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے حیوان کو بھوکا پیاسا قید رکھنے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور اس کے چہرے کو آگ سے داغنے یا چہرے پر مارنے کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے اور بخاری و مسلم شریف

---

[1] صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بہارِ شریعت** میں فرماتے ہیں: ''شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لہو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔ اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لئے عرفِ عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے۔ جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر اس سے بہت کم داموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے یہی وہ چاہیں گے جو کچھ ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لہو ہی ہے۔ شکار کرنا جائز و مباح اس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست واحباب کو ہدیہ کرنا اس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لئے قتل کرنا وغیر ذالک۔''
(بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۷، ص۱۱)

کی اُس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں ایک عورت کے بلی کو قید کرنے کا تذکرہ ہے کہ بلی نے اسے جہنم میں داخل کر دیا، نیز انہوں نے شرح مسلم کے یہ الفاظ بھی دلیل کے طور پر پیش کئے ہیں کہ ''وہ عورت مسلمان تھی اور اس کی نافرمانی کبیرہ گناہ تھی۔''

سوال: ہمارے شافعی ائمہ علیہم الرحمہ نے کُند چھری سے جانور ذبح کرنے کو مکروہ قرار دیا، اس صورت میں بیان کردہ بُرا سلوک کبیرہ گناہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: ان کے کلام کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جب کہ چھری کُند ہو لیکن وہ ذبیحہ کی حرکت سے قبل ہی کھانے اور سانس والی رگ کو کاٹ دے تو اس صورت میں تھوڑی سی تکلیف کے باوجود یہ جائز ہے، شافعی ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی یہی مراد ہے کہ یہ اس دلیل کی وجہ سے مکروہ ہے کہ اگر کُند چھری کے ساتھ ذبح کرنے سے صرف ذبح کرنے والے کی طاقت سے ذبح ہو تو جائز نہیں، اور اگر وہ کھانے اور سانس والی بعض رگ کٹنے سے پہلے ہی مر جائے تو یہ اسے حرام اور مردار کر دے گا، جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے لہٰذا اس گناہ کے کبیرہ ہونے کے قول کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہو جاتا ہے کیونکہ حیوان کو مردار کر دینا بلاشبہ کبیرہ گناہ ہے۔

ذبح کے صحیح اور غلط طریقے

جان لیجئے! خشکی کا حلال جانور جس پر قدرت حاصل ہو اگرچہ جنگلی ہی کیوں نہ ہو کسی مسلمان یا ذمی کے ذبح کرنے سے ہی حلال ہوسکتا ہے تو جس زندہ حالت میں ہڈی کے علاوہ کسی بھی تیز دھار آلے کے ساتھ شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا، اگرچہ دانت اور ناخن ہی سے ہو تو وہ حلال ہے۔ لیکن اگر اس نے جانور کو گدّی سے ذبح کیا یا گردن کی سطح سے یا اس کے کان میں چھری داخل کی تو ذبح ہو جائے گا۔[1] بشرطیکہ گدی سے کاٹنے کی وجہ سے ذبیحہ کی حرکت سے مری (یعنی کھانے والی رگ) اور بعض رگیں بھی کٹ جائیں لیکن وہ گنہگار اور نافرمان ہوگا اور اگر اسے (ذبح کے شرعی طریقہ کا) علم ہو اور اس کے باوجود جان بوجھ کر محض جانور کو شدید ایذاء دینے کے لئے ایسا کرے تو فاسق ہو جائے گا۔ زندگی کے پائے جانے کے لئے غالب گمان ہی کافی ہے جیسا کہ ذبح کے بعد جانور شدید حرکت کرے اور اس کا خون بہنے لگے اور وہ اچھلنے لگے، اگر کھانے اور سانس والی رگوں میں سے کوئی رگ کٹنے

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ''ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضرور نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کریں بلکہ کھپچی (یعنی بانس کے چرے ہوئے ٹکڑے) اور دھاردار پتھر سے بھی ذبح ہوسکتا ہے صرف ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتے جب کہ یہ اپنی جگہ پر قائم ہوں اور اگر ناخن کاٹ کر جدا کر لیا ہو یا دانت علیحدہ ہو گیا ہو تو اس سے اگرچہ ذبح ہو جائے گا مگر پھر بھی اس کی ممانعت ہے کہ جانور کو اس سے اذیت ہوگی۔ اسی طرح کند چھری سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴۔۷۵)

سے رہ گئی ۱؎ اور اب اس جانور کے سر کو چھری یا کسی دوسری چیز مثلاً بندوق کی گولی وغیرہ کے ذریعے جدا کر دیا اگرچہ بعد میں دونوں رگیں کاٹ دی جائیں، یا جس جانور میں ذبح کی شرائط کو پورا نہ کیا گیا یہاں تک کہ جانور کی زندگی ختم ہوگئی یا زندہ ہونے میں شک واقع ہوگیا، یا ذبح کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی انتڑیاں بھی نکال دی گئیں اور وہ کسی تیز دھار بھاری شئے کے لگنے سے مرگیا جیسے تیر کا چوڑائی میں لگنا اگرچہ وہ خون بھی بہادے، یا کسی حرام طریقے سے مرگیا جیسے تیر سے زخم لگا اور وہ گزرتے ہوئے چوڑائی میں اس سے ٹکرایا، یا کسی حلال طریقے سے مرگیا جیسے تیر سے شدید زخم لگا اور وہ کسی تیز دھار چیز پر یا پانی میں گر کر مرگیا، تو ان سب صورتوں میں حرام ہوگا۔

اور اگر کسی درندے نے شکار کو زخم لگایا یا کسی بکری پر دیوار گرگئی یا اس نے نقصان دہ گھاس کھالی پس اس کو ذبح کیا گیا تو وہ حلال نہیں، ہاں! اگر ابتدائے ذبح میں اس میں زندگی ہو تو حلال ہے، البتہ! اگر وہ جانور بیمار یا بھوکا تھا تو اسے ذبح کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں زندگی کی چند سانسیں ہی باقی ہوں کیونکہ یہاں ایسا کوئی سبب نہیں جس پر ہلاکت کا حکم لگایا جائے۔۲؎

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

☆......۱؎: احناف کے نزدیک: ''ذِبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہوجائے گا۔ کہ اکثر کے لئے وہی حکم ہے جو کل کے لئے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہوجائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴)

☆......۲؎: احناف کے نزدیک: ''جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقتِ ذبح زندہ ہو اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہے۔......بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔......بیمار بکری ذبح کی، صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کرلیا تو حلال ہے، اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کرلیں تو حلال، اور پاؤں پھیلا دیئے تو حرام اور سمیٹ لئے تو حلال، اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہوگئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے، اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا، بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴)

کبیرہ نمبر167: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا

یعنی غیراللہ کے نام پر اس طرح جانور ذبح کرنا کہ کفر لازم نہ آئے یوں کہ جس کے لئے جانور ذبح کیا جارہا ہے اس کی تعظیم مقصود نہ ہو جیسے عبادت اور سجدے سے تعظیم کی جاتی ہے۔

جیسا کہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور اس پر **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے استدلال کیا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۠ (پ۸، انعام:۱۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں بیان کردہ حکم اس وقت ہے جب جانور کو غیراللہ کے نام پر ذبح کیا جائے کیونکہ یہ عمل ہی فسق (یعنی حکم عدولی) ہے۔ چنانچہ،

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ (پ۸، الانعام:۱۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

اور اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس جانور پر **بِسْمِ اللّٰہ** نہ پڑھی جائے وہ حلال ہے۔ اور اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ مائدہ کی تیسری آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: ''اس سے مراد مردار اور گلا گھونٹ کر مارا جانے والا جانور ہے۔'' اور وہ آیتِ مبارکہ یہ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النَّطِیْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا

ترجمۂ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے

ذَکَّیْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ (پ۶، المائدۃ:۳) کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔

تفسیری اقوال:

سیدنا کلبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح نہ کیا گیا ہو یا اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔''

سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''قریش اور عرب جو جانور بتوں پر چڑھاوے کے لئے ذبح کیا کرتے تھے ان سے منع کیا گیا ہے۔''

ایک قول یہ ہے: ''وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ سے مراد ہر وہ مردار ہے جس پر اللہ عزوجل کا نام نہ لیا گیا ہو اور فسق سے مراد دین سے خارج ہو جانا ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِہِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ ج (پ:۸، الانعام:۱۲۱) کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اپنے دوستوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ وہ مردار کے بارے میں باطل طریقے سے ایمان والوں سے جھگڑیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''شیطان نے اپنے انسانی دوستوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اس ذات کی عبادت کیسے کرتے ہو؟ جس کے مارے ہوئے کو نہیں کھاتے جبکہ اپنا مارا ہوا کھالیتے ہو تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْہُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ (پ:۸، الانعام:۱۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

حضرت سیدنا زجاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''آیتِ کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس نے اللہ عزوجل کی حرام کردہ شئے کو حلال جانا یا اللہ عزوجل کی حلال کردہ شئے کو حرام جانا وہ مشرک ہے بشرطیکہ اس حلت یا حرمت پر اجماع ہو اور اس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا معلوم ہو۔''

سوال: آپ نے مسلمان کے ذبیحہ کو (بسم اللہ ترک ہونے کے باوجود) مباح کیسے قرار دیا حالانکہ آیتِ مبارکہ حرمت میں نص کی طرح ہے؟

جواب: مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر صرف مردار سے کی ہے کسی نے بھی اسے بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھنے

کی صورت میں مسلمان کے ذبیحے پر محمول نہیں کیا۔

اوراس آیتِ مبارکہ سے مردار مراد ہونے پر **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان **وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ** بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ تسمیہ ترک کرنے والے مؤمن کو حرمت کے اعتقاد کی صورت میں فاسق نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کی حلت میں قوی اختلاف کی وجہ سے مناسب ہے کہ یہ حرمت کے قائل کے نزدیک بھی صغیرہ ہو اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِہِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ** ج'' کیونکہ مفسرین کے اجماع کی وجہ سے اختلاف تو مردار میں ہے نہ کہ تسمیہ ترک کرنے والے مسلمان کے ذبیحہ میں اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان **وَاِنْ اَطَعْتُمُوْہُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ** اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شرک مردار کو حلال جاننے میں ہے نہ کہ اس ذبیحہ کو حلال جاننے میں جس پر تسمیہ نہ پڑھی گئی ہو یہ بات علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بعض دوسرے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہے۔

علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے کچھ احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں جن میں سے بعض میں بھول کر تسمیہ ترک کئے گئے ذبیحہ کی حلت اور بعض میں مطلقاً حلت کا ذکر ہے۔[1]

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذبح کے وقت، ''**بِسْمِ اللہِ وَاسْمِ مُحَمَّدٍ یابِاسْمِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللہِ**'' کہنے کو حرمت کا سبب قرار دیا ہے۔[2]

اسی طرح کتابی اپنے **کَنِیْسَہ**، صلیب، حضرت سیدنا موسیٰ یا حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے ذبح کرے اور مسلمان کعبہ، رسولِ اکرم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)، بادشاہ یا جن وغیرہ کے نام پر تقرب کی نیت سے ذبح کرے تو ان تمام صورتوں میں ذبیحہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے، البتہ! اگر کسی کے آنے پر خوشی یا **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرنے کے ارادے سے ذبح

---

[1]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''ذبح کرنے میں قصداً **بِسْمِ اللہ** نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں **بِسْمِ اللہ** کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔''

[2]: احناف کے نزدیک: ''ذبح کرتے وقت ''بِسْمِ اللہِ'' کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی لیا اس کی **دو صورتیں** ہیں اگر بغیر عطف ذکر کیا ہے مثلاً یوں کہا ''بِسْمِ اللہِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللہِ یابِسْمِ اللہِ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ'' ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا۔ اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا مثلاً یوں کہا ''بِسْمِ اللہِ وَاسْمِ فُلَانٍ'' اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔ **تیسری صورت** یہ ہے کہ ذبح سے پہلے مثلاً جانور کو لٹانے سے پہلے اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں ان لوگوں کے نام لئے جاتے ہیں جن کی طرف سے قربانی ہے اور حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: ''یہاں سے معلوم ہوا ''وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ'' جو حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کیا یا روٹھے ہوئے کو راضی کرنے یا **اللہ** عزوجل کی قربت کی نیت سے ذبح کیا تاکہ وہ اس سے جن کا شر دور کرے تو جائز و حلال ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

(.... **بقیہ حاشیہ**) ذبح کے وقت جب غیرِ خدا کا نام اس طرح لیا جائے گا اس وقت حرام ہوگا اور **وہابیہ** یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے ان کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہو تو سب ہی چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیئے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو ''مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللہ'' میں داخل کرنا جہالت ہے کیوں کہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے ''تقرُّب الیٰ غیرِ اللہ'' کی نیت کی ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے، مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لئے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔''

(بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۵۔۷۶)

کبیرہ نمبر168: جانور کو بطورِ نذر چھوڑ دینا اور نفع نہ اٹھانا

اللّٰہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ (پ۷،المآئدۃ:۱۰۳) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔

{1}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نذر کے طور پر جانوروں کو آزاد چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (لم نجده بهذااللفظ وانماوجدناه بلفظ''أول من سيب''من حديث سعيدبن مسيب) (فتح الباری، کتاب التفسیر، باب ماجعل الله ......الخ، الحدیث:۴۶۲۳، ج۷، ص ۲۴۱)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے نہیں دیکھا کیونکہ اس میں جاہلیت سے مشابہت پائی جاتی ہے اور **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان کہ ''جس نے نذر کے طور پر جانور کو آزاد چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس پر شدید وعید کا تقاضا کرتا ہے۔

ہمارے اصحاب شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جو کسی شکار کا مالک بنا پھر اسے نذر کے طور پر آزاد چھوڑ دیا تو وہ گنہگار ہے اور وہ جانور اس کی ملکیت سے نہ نکلے گا اگرچہ وہ اسے چھوڑتے وقت یہ کہہ دے کہ ''میں نے اسے مباح کر دیا جو چاہے پکڑ لے۔'' اور اگر اس نے یہ کہا کہ ''میں نے اسے مباح کیا جو چاہے پکڑ کر کھالے۔'' تو جو اسے اٹھالے گا وہ اس کا مالک بن جائے گا ایسا نہیں کہ اسے خرید کر تصرف کرنا پڑے اور مالک جو روٹی کے ٹکڑے اور کٹی ہوئی گندم کے خوشے پھینکتا ہے اس کا حکم یہ نہیں تو جو اُٹھالے گا وہ مالک بن جائے گا۔''

چند مسائل

☆......اگر کسی کا کبوتر دوسرے کے کبوتروں میں مل جائے تو اس پر وہ کبوتر واپس کرنا لازم ہے اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ مالک کو اپنا کبوتر پکڑنے کی اجازت دے دے۔

☆......ان کے جو بچے پیدا ہوں گے وہ مادہ کے مالک کی ملک ہوں گے اور اگر ان میں تمیز نہ ہو سکے تو وہ اپنی غالب رائے کے

مطابق اس سے لینے کا اختیار رکھتا ہے اور شُبہ کا خوف نہ کرے۔

☆......حرام درہم یا تیل کسی کے درہم یا تیل سے مل گیا تو اس کے لئے وہ درہم اور تیل جائز ہے جیسا کہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے فرمایا ہے کہ ''حرام کی مقدار کو علیحدہ کرے اور یہ علیحدہ کرنا اس کے حق کے اعتبار سے ہوگا۔''

اعتراض: مگر یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ شریک تقسیم میں مستقل نہیں ہوتا، لہذا اسے چاہئے کہ اسے قاضی کے پاس لے جائے تاکہ وہ دشواری کی صورت میں مالک کی جانب سے اسے تقسیم کر دے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم ضرورت کی وجہ سے ہے کیونکہ یہاں مالک کی طرف سے کوتاہی نہیں جبکہ شرکت اختیار کے ذریعے ثابت ہوتی ہے اور جو چیز اختیار کے بغیر ثابت ہو مثلاً وراثت وغیرہ وہ اختیار کے ذریعے ثابت ہونے والی اشیاء سے ملی ہوتی ہے، اس صورت میں اس کا معاملہ قاضی کے پاس لے جانے میں ظاہری مشقت ہے کیونکہ قاضی اسی وقت تقسیم کر سکتا ہے جب ان کے دلائل سن کر حقیقت حال پر گواہی قائم ہو جائے اور اگر کسی شئے پر قابض افراد قاضی کے پاس وہ شئے تقسیم کرانے لے جائیں تو وہ ایسے گواہ کے بغیر ان کی بات نہیں مانے گا جو اس کی ملکیت کی گواہی دے صرف قبضہ پر اکتفاء نہ کرے گا کیونکہ اس کا تقسیم کرنا ان کے حق میں فیصلہ کرنے کو شامل ہوگا اور یہ فقط قبضہ سے نہیں بلکہ ملکیت کے ثبوت کے وقت ہی جائز ہے لہذا طاقت سے زائد یہ مشقت ضرورتاً اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کے لئے حرام کی مقدار کو علیحدہ کر کے باقی میں تصرف کرنا جائز ہے۔

اور یہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بحث کے منافی بھی نہیں کہ ''اسے کبوتروں کے اختلاط کے حکم سے ملایا جائے گا۔'' کیونکہ ان کی اس سے مراد یہ ہے کہ ''وہ تصرف میں اس کی مثل ہے۔''

اگر فریقین کا مقدار میں اختلاف ہو جائے تو تصدیق اسی کی کی جائے گی جو صاحبِ قبضہ ہو کیونکہ قبضہ اسی کا ہے۔

اگر مملوک کبوتر (یعنی جو کسی کی ملکیت ہو) صحراء میں مباح کبوتروں (یعنی جو کسی کی ملکیت نہ ہوں) میں مل جائیں پھر اگر وہ مباح کبوتر کسی جال میں قید ہوں، اس طرح کہ انہیں صرف دیکھ کر ہی شمار کیا جا سکتا ہو تو ان کا شکار کرنا حرام ہے اور اگر قید میں نہ ہوں تو حرام نہیں۔

سیدنا ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر ایک جماعت نے اپنے کتے شکار پر چھوڑے اور انہوں نے شکار کو مردہ حالت میں پایا اور ہر شخص کہے کہ ''میرے کتے نے اس کو قتل کیا۔'' تو وہ شکار حلال ہے پھر اگر کئی کتوں نے شکار کو پکڑ رکھا ہو تو وہ ان کے مالکوں کے درمیان مشترک ہوگا یا ان میں سے ایک ہی کتے نے شکار کو پکڑ رکھا ہو تو وہ شکار اس کتے کے مالک کا ہوگا اور اگر

کتوں نے شکار کو پکڑا ہوا نہ ہوتو امام ابوثور رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک: ''قرعہ ڈالا جائے گا۔'' اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک: ''سب کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جائے اور اگر اس کے فساد کا خوف ہو تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت ان سب کی فلاح پر استعمال کی جائے۔''

کتاب العقیقة

عقیقه کا بیان

کبیرہ نمبر 169: مَلِکُ الْاَمْلَاک نام رکھنا[1]

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے مبغوض اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جو ''**مَلِکُ الْاَمْلَاک**'' (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) کہلاتا ہوگا، **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم تسمی بملک الاملاک ......الخ، الحدیث: ۵۶۱۱، ص ۱۰۶۰)

{2}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک اَخْنَع (یعنی سب سے ذلیل) نام اس شخص کا ہے جسے بادشاہوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔'' ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ''**اللہ** عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم تسمی بملک......الخ، الحدیث: ۵۶۱۰، ص ۱۰۶۰)

{3}......حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مثلاً کسی کا ''شاہین شاہ'' کہلوانا۔''

سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ابو عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے **اَخْنَع** کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔''

حضرت سیدنا سفیان بن عُیَیْنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد برا یا ناپسندیدہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۳۳۳، ج۳ ص ۴۰)

تنبیه:

ان دو احادیثِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اسے صراحتاً بیان کرتے ہوئے نہیں پایا، پھر بعد میں مَیں نے بعض علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کو اس کی صراحت کرتے ہوئے پایا۔ ہمارے ائمہ کرام

---

[1]: یہ نام رکھنے کے متعلق تفصیل وموجودہ عرف کے اعتبار سے شرعی حکم جاننے کے لئے فتاوی رضویہ (جدید)، ج۲۱، ص ۳۳۹ تا ۳۷۹ پر مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کا مبارک رسالہ ''فقہ شھنشاہ وان القلوب بیدالمحبوب بعطاء اللہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بادشاہوں کا بادشاہ یا شہنشاہ کہلانا حرام ہے اور شاہین شاہ بھی اسی معنی میں ہے کیونکہ یہ دونوں ہم معنی ہیں اور حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ان ناموں سے **اللہ** عزوجل کے سوا کسی کو متصف نہیں کیا جاسکتا۔'' ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **حاکم الحکام** اور **قاضی القضاہ** کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا ہے، اس موضوع میں اور بھی بہت سا کلام ہے جسے میں نے ''**مناسک النووی الکبری**'' کے حاشیہ پر طواف اور سعی کے بیان میں ذکر کردیا ہے۔

کتاب الاطعمة

کھانے پینے کا بیان

کبیرہ نمبر170: **نشہ آور پاک اشیاء کھانا**

یعنی نشہ آور پاک اشیاء جیسے حشیش، افیون، بھنگ [1]، عنبر، زعفران اور جوز الطیب (جائفل) وغیرہ کھانا۔ [2]

یہ تمام اشیاء نشہ آور ہیں جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان میں سے بعض کے نشہ آور ہونے کی تصریح فرمائی ہے جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے بقیہ کے نشہ آور ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور یہاں نشہ دینے سے ان کی مراد عقل پر غالب آجانا ہے، صرف بے خودی کی شدت مراد نہیں کیونکہ بے خودی نشہ آور مائع شئے کی خصوصیات میں سے ہے، عنقریب اس کی تفصیل ''**اَشْرِبَہ**'' کے بیان میں آئے گی، ہم نے یہاں ان اشیاء کے نشہ آور ہونے کا جو معنی بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انہیں سُن کرنے والی اشیاء کہنا بھی درست ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ نشہ آور یا سُن کرنے والی اشیاء ہیں تو ان کا استعمال شراب کی طرح کبیرہ گناہ اور فسق ہے اور جو وعیدیں شرابی کے بارے میں آئی ہیں وہ ان اشیاء میں سے کسی ایک کو بھی استعمال کرنے پر جاری ہوں گی کیونکہ یہ دونوں عقل کو زائل کرنے میں مشترک ہیں، اور عقل کو باقی رکھنا شریعت کا مقصود ہے اس لئے کہ عقل **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے احکام کو سمجھنے کا آلہ ہے، اسی کے ذریعے انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، عقل ہی انسان کو نقائص سے بچا کر کمالات کے حصول پر آمادہ کرتی ہے، لہٰذا عقل کو زائل کرنے والی اشیاء استعمال کرنے والے پر بھی شراب کی وہی وعید جاری ہوگی جس کا بیان آگے آئے گا۔

---

[1]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''بھنگ اور افیون اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہوجائے ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیڑے (بھنگ پینے والے) استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۷، ص ۸)

[2]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''جوز الطیب میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ ہوجائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۷، ص ۸)

میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے، جس کا نام ''تَحْذِیْرُ الثِّقَاتِ عَنْ اِسْتِعْمَالِ الْکَفْتَۃِ وَالْقَاتِ'' رکھا ہے۔ جب اہلِ یمن کا ان دونوں اشیاء میں اختلاف ہوا تو انہوں نے میری طرف تین کتابیں بھیجیں، جن میں سے دو اِن کی حلت پر اور ایک حرمت پر تھی اور ان دونوں قسموں کے بارے میں حق کو آشکار کرنے کا مطالبہ کیا، پس میں نے ان دو قسم کی اشیاء سے ڈرانے کے لئے یہ کتاب تالیف کی، اگرچہ میں نے ان دونوں کی قطعی حرمت بیان نہیں کی، بہرحال میں نے اس کتاب میں دیگر نشہ آور اشیاء کا بھی ذکر کر دیا ہے اور بعض مقامات پر کچھ تفصیلی کلام بھی کیا ہے، یہاں پر اس کا خلاصہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں چنانچہ میں کہتا ہوں کہ ان تمام اشیاء کی حرمت میں اصل یہ حدیثِ پاک ہے کہ،

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر **مُسْکِر** (یعنی نشہ آور) اور **مُفْتِر** (یعنی سکون آور) چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی سکر، الحدیث: ۳۶۸۶، ص ۱۴۹۲)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **مُفْتِر** ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل میں فتور پیدا کرے اور اعضاء کو سن کر دے۔'' اور اوپر مذکور تمام اشیاء نشہ آور، سن کرنے والی اور (عقل میں) فتور ڈالنے والی ہیں۔

علامہ قرافی اور ابن تیمیہ[1] نے بھنگ کی حرمت پر اجماع نقل کیا اور کہا ہے کہ ''جس نے اسے حلال سمجھا اس نے کفر کیا۔'' جبکہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کلام اس لئے نہیں کیا کہ یہ ان کے زمانے میں نہ تھی بلکہ چھٹی صدی ہجری کے اواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں تاتاریوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد ظاہر ہوئی۔

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قول ذکر کیا ہے: ''ایسی بوٹی جس سے بہت زیادہ نشہ طاری ہو جائے اس کے استعمال پر سزا واجب ہوگی۔''

میں نے جوز الطیب (یعنی جائفل) میں جو حکم بیان کیا ہے یہ وہی فتویٰ ہے جو میں نے بہت عرصہ پہلے حرمین شریفین اور اہلِ مصر کے نزاع کے وقت دیا تھا اور کافی تلاش کے بعد میں اس کا وہ جزئیہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جسے یہ لوگ نہ پا سکے،

---

[1]: ابن تیمیہ کا اصل نام احمد، اس کی کنیت ابوالعباس اور مشہور ابن تیمیہ ہے، ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور قلعہ دمشق میں بحالت قید ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ھ میں انتقال ہوا۔ ابن تیمیہ نے مسلمانوں کے اجماعی عقائد و اعمال سے ہٹ کر ایک نئی راہ ڈالی جس کے باعث اس کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے بڑے بڑے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بعض نے اس کی تکفیر کی، بعض نے گمراہ کہا اور بعض نے بدعتی کے نام سے موسوم کیا۔ چنانچہ، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......)

اسی لئے جب متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت سے جوز الطیب (یعنی جائفل) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کوئی شرعی دلیل پیش کئے بغیر اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا اور پھر جب وہی سوال میرے پاس بھیجا گیا تو میں نے صریح جزئیہ اور صحیح دلیل کے ساتھ اپنے مؤقف کے مخالفین کا رد کرتے ہوئے جواب دیا اگرچہ وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بلند مرتبے والے تھے۔

سوال: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ یا ان کے مقلدین میں سے کسی نے جوز الطیب کھانے کی حرمت کا قول کیا ہے؟ کیا آج کل کے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے؟ اگرچہ اس نے ان کے جزئیے پر

(.....بقیہ حاشیہ) **امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:** ''میں نے ابن تیمیہ کا انجام یہ دیکھا کہ اس کو ذلیل کیا گیا اور اس کی برائی بیان کی گئی اور حق و باطل سے اس کی تضلیل اور تکفیر ہوئی اور وہ ان خرافات میں پڑنے سے پہلے اپنی زندگی ہی میں سلف (بڑے بڑے علماء) کے نزدیک (اپنے علم کے باعث) منور و روشن تھا۔ پھر وہ (ابن تیمیہ) غلط اور بدعتی مسائل کی وجہ سے لوگوں کے نزدیک اندھیرے والا اور گرہن والا غبار آلودہ ہو گیا۔ اور اپنے اعداء اور مخالفین کے نزدیک دجال، افاک (بڑا بہتان تراش) کافر ہو گیا اور عاقلوں، فاضلوں کے گروہوں کی نظر میں فاضل محقق بارع (ماہر) بدعتی ہو گیا۔''

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (نام کے) حنبلیوں میں سے ابن تیمیہ نے تفریط (کوتاہی اور کمی) کی ہے (معاذ اللہ عزوجل) اس طرح کہ ''روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو حرام کہا۔'' جیسا کہ اس کے غیر نے (یعنی اس کے مخالف اور رد کرنے والے نے) زیادتی کی حد سے بڑھ کر اس طرح کہا کہ زیارت شریف کا قربت ہونا یہ ضروریات دین سے معلوم ہے۔ اور اس کے منکر پر حکمِ کفر ہے۔

پھر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''امید ہے کہ یہ دوسرا (یعنی منکر زیارت پر کفر کا فتویٰ دینے والا) صواب (صحیح ہونے) کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اس چیز کو حرام کہنا جو باجماع و اتفاق علماء مستحب ہو (جیسے مسئلہ زیارت) وہ کفر ہے، کیونکہ اس معاملہ میں یہ تحریم مباح (یعنی مباح کو حرام کہنے) سے بڑھ کر ہے۔ جب مباح کو حرام کہنا کفر ہے تو مستحب کو حرام کہنا بطریق اولیٰ کفر ہو گا۔''

(شرح الشفالعلامه القاری، ج۳، ص ۵۱۴، علی هامش نسیم الریاض۔ شواهد الحق ص ۱۴۷

ابن تیمیہ کے بعض من گھڑت عقائد و مسائل:

☆......اللہ تعالیٰ کا جسم ہے ☆......اللہ تعالیٰ نقل مکانی کرتا ہے ☆......اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ اس سے بڑا نہ چھوٹا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بہتان شنیع اور کفر قبیح سے پاک ہے۔ اس کے متبع ذلیل ہوئے اور اس کے معتقد خائب و خاسر ہوئے ☆......دوزخ فنا ہو جائے گی ☆......انبیاء علیہم السلام غیر معصوم ہیں ☆......حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عند اللہ کوئی مقام نہیں ان کا وسیلہ جائز نہیں ☆......روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفرِ زیارت کرنا گناہ ہے اور اس سفر میں نماز قصر نہ پڑھی جائے گی ☆......کوئی حائضہ کو طلاق دے تو واقع نہ ہو گی ☆......اگر کوئی شخص عمداً نماز ترک کر دے تو اس پر قضا ضروری نہیں ☆......حائضہ کو طواف کعبہ جائز ہے اور اس پر کوئی کفارہ بھی نہیں ☆......تین طلاقیں ایک ہی ہو گی حالانکہ اپنے دعویٰ سے پہلے اس نے اس کے خلاف (اُمت محمدیہ کا) اجماع نقل کیا، ان کے علاوہ بھی ابن تیمیہ کی خرافات ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے (آمین)

(فتاوی حدیثیه، ص ۹۹ تا ۱۰۱، مطبوعه حلبی مصر) (ملخصًا از تعارف چندمفسرین محدثین مؤرخین کا، ص ۵۸۔۵۹ اور ۸۸ تا ۹۰)

اطلاع نہ پائی ہو، اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان کے فتویٰ پر عمل کرنا واجب ہے؟

جواب : امام مجتہد، شیخ الاسلام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ ''جوز الطیب نشہ آور ہے۔'' متاخرین شوافع اور مالکی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل کر کے اس پر اعتماد کیا ہے اور آپ کے لئے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اعتماد ہی کافی ہے، بلکہ ابن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں مبالغہ کیا اور بھنگ کو جوز الطیب کا **مقیس علیہ** (یعنی جس پر قیاس کیا جائے) قرار دیا اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ حشیش کے خشک اور تر پتوں کے نشہ آور ہونے کے بارے میں علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہم عصر کسی فقیہ سے نقل کیا کہ ''تر پتوں میں نشہ نہیں ہوتا جبکہ خشک پتے نشہ آور ہوتے ہیں۔'' ابن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ قول بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''صحیح یہ ہے کہ ان کے خشک یا تر ہونے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ جوز الطیب (جائفل)، زعفران، عنبر، افیون اور بھنگ سے ملی ہوئی ہے اور یہ اشیاء نشہ آور اور اعضاء کو سن کرنے والی ہیں، اسے علامہ ابن قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''**تکریم المعیشۃ**'' میں ذکر کیا ہے۔

ان کے صحیح قول کی تعبیر کرنے سے اور بھنگ کو جس کی حرمت پر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے، جائفل کا **مقیس علیہ** ٹھہرانے پر غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بھنگ کے نشہ آور اور سکون آور ہونے کی وجہ سے جوز الطیب کی حرمت میں کوئی فرق نہیں اور علماء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے نشہ آور ہونے پر علماء مالکیہ وشافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے اتفاق کیا ہے اور ان کے متاخرین علماء میں سے (بظاہر حنبلی کہلانے والے) ابن تیمیہ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا اور دیگر نے اسے حرام قرار دینے میں اس کی پیروی کی اور بعض علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے جیسا کہ فتاویٰ مرغینانی میں ہے کہ ''نشہ آور اشیاء میں سے بھنگ اور گھوڑیوں کا دودھ حرام ہے، مگر اسے پینے والے پر سزا جاری نہ ہوگی۔'' یہ فقیہ ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی پر نص فرمائی ہے۔

امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر کے کلام سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ جوز الطیب (یعنی جائفل) بھنگ کی طرح ہوتا ہے، لہٰذا جب حنفی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھنگ کے نشہ آور ہونے کے قائل ہیں تو لازمی طور پر جوز الطیب کے نشہ آور ہونے کے بھی قائل ہوئے، لہٰذا اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ جائفل شافعی، مالکی اور حنبلی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نص کی وجہ سے حرام ہے جبکہ حنفی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اقتضاءُ النص کی بناء پر حرام ہے **(مفتی بہ قول صفحہ ۶۸۵ پر حاشیہ۲ میں دیکھیں)**، کیونکہ یہ یا تو نشہ آور ہے یا اعضاء سن کرنے والا ہے اور بھنگ میں اصل جوز الطیب پر قیاس کرنا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

شیخ ابواسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب **التذکرۃ** میں، سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **شرح المھذب** میں اور امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ ''یہ نشہ آور ہے۔'' اس کے بارے میں علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس میں ہمارے نزدیک کسی کا اختلاف معروف نہیں، بعض اوقات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ تعریف میں مدہوش انسان بھی داخل ہو جاتا ہے اور اس سے مراد وہ انسان ہے کہ جس کے منظوم کلام میں خلل آ جائے، پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے، جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور نہ ہی طول وعرض میں فرق کر سکے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ انہوں نے اس معاملہ میں اختلاف کیا ہے اور اس کے نشہ آور ہونے کا انکار کیا اور اس کا مفسد ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کا رد کیا اور ان کے مؤقف کو خطا پر مبنی ثابت کرنے میں طویل کلام کیا ہے۔

اس کے نشہ آور ہونے کی تصریح نباتات کے ماہر اَطباء نے بھی کی ہے، لہٰذا اس معاملہ میں انہیں کی طرف رجوع کیا جانا مناسب بھی ہے، اسی طرح ابن تیمیہ اور اس کے ہم مذہب متاخرین نے اسی قول کی پیروی کی ہے جبکہ اس معاملہ میں حق یہ ہے کہ دونوں باتیں یعنی اس کا نشہ آور ہونا اور مفسدِ عقل ہونا درست نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے نشہ آور ہونے کا کہا جاتا ہے تو اس سے مطلق عقل کو ڈھانپنا مراد ہوتا ہے جو کہ ایک عام لفظ ہے، نیز جب یہ لفظ بولا جائے اور اس سے نشہ و بے خودی کے ساتھ عقل کو ڈھانپنا مراد ہو تو اس صورت میں یہ خاص ہوتا ہے، اور یہاں پر نشہ آور ہونے سے یہی مراد ہے، پہلی صورت میں نشہ اور سن کرنے والی چیز میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کیونکہ ہر سُن کرنے والی شئے نشہ آور ہوتی ہے جبکہ ہر نشہ آور شئے سُن کرنے والی نہیں ہوتی، لہٰذا بھنگ، جوز الطیب اور ان جیسی دیگر اشیاء پر نشے کے اطلاق سے مراد محض سکون حاصل کرنا ہے اور جو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی نفی کرتے ہیں ان کی مراد خاص معنی ہوتی ہے۔

اس کی تحقیق یہ ہے کہ شراب وغیرہ کے نشے کی علامت یہ ہے کہ اس سے سرور ونشاط، بدخلقی اور نخوت پیدا ہو جائے، جبکہ بھنگ اور جوز الطیب کے نشے کی علامات اس کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً جسم سن ہو جاتا ہے اور اس میں فتور پیدا ہو جاتا ہے، خاموشی طویل ہو جاتی ہے یا گہری نیند آتی ہے اور نخوت باقی نہیں رہتی، میرے یہ علامات ذکر کرنے سے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کئے گئے اعتراضات کا جواب بھی ہو گیا کہ بعض شرابیوں میں بھنگ پینے والوں کی علامات پائی جاتی ہیں، اسی طرح بعض بھنگ پینے والوں میں شرابیوں کی علامات موجود ہوتی ہیں، جواب کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کا مدار ظن پر ہوتا ہے اس میں بعض افراد کا نکل جانا اثر نہیں کرتا جیسا کہ دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا مدار مشقت کے گمان کو قرار دینا جائز

ہے حالانکہ سفر کی بہت سی صورتوں میں بالکل مشقت نہیں ہوتی۔

پس اس سے واضح ہو گیا کہ جس نے بھنگ کو نشہ آور قرار دیا اور جس نے اسے بے خودی کرنے والی اور فساد میں مبتلا کرنے والی کہا، دونوں میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس سے مراد خاص فساد ہے، پس اس سے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعتراض بھی دور ہو گیا کہ اس سے مراد پاگل پن اور بے ہوشی ہے کیونکہ یہ دونوں عقل کو فاسد کرنے والے ہیں، پس سوال میں مذکور فقیہ کے قول کی صحت کو جس چیز نے ثابت کیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ بے خود کرنے والی ہے اور اس شخص کے قول کا باطل ہونا بھی ظاہر ہو گیا جس نے اس سلسلے میں جھگڑا کیا لیکن اگر عدمِ علم کی وجہ سے کیا تو معذور ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کی روشنی میں جو ہم نے ذکر کیا اس پر مطلع ہونے کے بعد جب اس کو حلال یا غیر نشہ آور اور سُن نہ کرنے والی گمان کیا تو اس جیسوں کے لئے سخت سزا ضروری ہے بلکہ ابن تیمیہ اور اس کے اہلِ مذہب نے اس بات کو ثابت رکھا کہ ''جس نے بھنگ کو حلال سمجھا اس نے کفر کیا۔''

پس اس عظیم (حنبلی) مذہب کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مشکل میں پڑنے سے انسان کو بچنا چاہئے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس نے فاسد اغراض کے لئے جائفل کے استعمال کا خطرہ مول لیا باوجود اس کے کہ ہم نے اس کے مفاسد اور گناہ ذکر کر دیئے حالانکہ وہ اغراض اس کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

رئیس الاطباء ابن سینا نے اپنی کتاب **قانون** میں اس بات کی تصریح کی ہے: ''اس کی ایک اور سنبل کی نصف مقدار اس کے برابر ہے، پس جس نے اس کی تھوڑی مقدار استعمال کی پھر اس کی ایک اور سنبل کی نصف مقدار استعمال کی تو اسے وہی تمام مقاصد حاصل ہوں گے اور وہ گناہوں اور **اللہ** عزوجل کے عذاب میں پڑنے سے بھی سلامت رہے گا۔''

اس میں پھیپھڑوں کے بھی کچھ نقصانات ہیں، جنہیں بعض اطبّاء نے ذکر کیا ہے اور سنبل ان نقصانات سے خالی ہے اور اس سے مقصود بھی حاصل ہو جاتا ہے اور دنیوی و اُخروی نقصانات سے سلامتی مزید برآں۔ جائفل کے بارے میں میرا جواب ختم ہو گیا جو کہ نفیس بحثوں پر مشتمل ہے۔

''**حَاوِی صَغِیر**'' کی شرح میں ہے کہ اگر بھنگ کا نشہ آور ہونا ثابت ہو جائے تو ناپاک ہے اور ابن تیمیہ کی کتاب ''**السیاسۃ**'' میں ہے کہ بھنگ میں شراب کی طرح حد واجب ہے، لیکن جب وہ ٹھوس ہو اور پی جانے والی نہ ہو تو حضرتِ سیدنا امام احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد وغیرہ کے مذہب میں تین اقوال پر اس کے نجس ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ نجس ہے اور یہی صحیح ہے اور حیوان کو بھنگ کھلانا حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کا نشہ دینا بھی حرام ہے، علامہ ابن دقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے ارشاد فرمایا: ''شراب کی طرح اس کو ضائع کرنے والے پر بھی کوئی ضمان نہیں۔''

امام ابوبکر بن قطب العسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقل کیا ہے: ''یہ دوسرے درجے میں گرم ہوتی ہے اور پہلے درجے میں خشک ہوتی ہے، سر کو چکرا دیتی ہے، نظر کو کمزور کر دیتی ہے، پیٹ کو گرہ لگا دیتی ہے اور منی کو خشک کر دیتی ہے، پس ہر صاحبِ عقل، سلیم الفطرت انسان پر اس سے اجتناب ضروری ہے، جس طرح کہ اس کے علاوہ دیگر ان تمام چیزوں سے اجتناب ضروری ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے اس لئے کہ یہ نقصان دہ چیزوں پر مشتمل ہے جو ہلاکت کا مبداء ہیں اور اکثر اوقات منی کے خشک ہونے اور سر چکرانے سے بھی بڑے نقصان دہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔''

اسی وجہ سے علامہ ابن بیطار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جو نباتات وغیرہ کے بارے میں معرفتِ تامہ رکھتے ہیں، نے اپنی کتاب ''**اَلْجَامِعُ لِقِوَی الْاَدْوِیَۃِ وَالْاَغْذِیَۃِ**'' میں فرمایا ہے: ''**قنب الهندی**'' (پٹ سن کی ایک قسم جس سے بھنگ بنائی جاتی ہے) اس کی تیسری قسم ہے جسے ''**قِنب**'' (یعنی پٹ سن) کہا جاتا ہے اور میں نے مصر کے علاوہ کہیں نہیں دیکھی، یہ باغات میں کاشت کی جاتی ہے اور اسے بھی بھنگ کہا جاتا ہے، یہ بہت نشہ آور ہوتی ہے، جب اس سے انسان ایک یا دو درہم کی مقدار کھالیتا ہے یہاں تک کہ اکثر کو تو ناسمجھی کی حد تک پہنچا دیتی ہے، اسے ایک قوم نے استعمال کیا تو ان کی عقلیں زائل ہوگئیں اور انہیں جنون کی حد تک پہنچا دیا اور کبھی تو ہلاک بھی کر دیتی ہے۔

علامہ قطب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیں بتایا گیا کہ جانور اسے نہیں کھاتے تو اس کھانے کی کیا قدر ہے جسے کھانے سے جانور بھی بھاگتے ہیں، یہ بھی ان دوسری چیزوں کی طرح ہے جو بدن کو تبدیل اور مسخ کرتی ہیں، قوتوں کو منجمد کرتی ہیں، خون کو جلاتی ہیں، رطوبت کو خشک کرتی ہیں اور رنگ کو زرد کر دیتی ہے۔''

امام محمد بن زکریا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جو طب میں وقت کے امام تھے، نے ارشاد فرمایا: ''یہ بہت زیادہ گھٹیا فکریں پیدا کرتی ہے اور اعضائے رئیسہ میں رطوبت کی کمی کی وجہ سے منی کو خشک کر دیتی ہے یعنی جب ان اعضاء کی رطوبت کم ہوتی ہے تو یہ خطرناک اور قبیح ترین بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے اور اس کی مذمت میں یہ اشعار کہے گئے ہیں:

قُلْ لِمَنْ یَّاْکُلُ الْحَشِیْشَۃَ جَھْلًا ۔۔۔ یَا خَسِیْسًا قَدْ عِشْتَ شَرَّ مَعِیْشَہ

ترجمہ: جو جہالت کی وجہ سے بھنگ کھاتا ہے تو اس سے کہہ! اے کمینے تو نے بری زندگی گزاری۔

دِیَۃُ الْعَقْلِ بِدُرَّۃٍ فَلِمَا ذَا ۔۔۔ یَا سَفِیْھًا قَدْ بِعْتَہٗ بِحَشِیْشَہ

ترجمہ: عقل کی قیمت تو موتی ہے پس اے بے وقوف! تو نے اسے بھنگ کے بدلے کیوں بیچ دیا؟

مزید فرماتے ہیں: ''ہمیں بے شمار لوگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے دوچار ہونے والے اچانک مر گئے اور دوسروں کی عقلیں زائل ہو گئیں اور متعدد امراض میں مبتلا ہو گئے مثلاً تپ دِق، سِل اور اِستِسقاء وغیرہ اور یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے بارے میں یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

يَا مَنْ غَدَا اَكْلُ الْحَشِيْشِ شِعَارَهٗ وَغَدَا فَلَاحَ عَوَارُهٗ وَ خِمَارُهٗ

ترجمہ: اے وہ کہ بھنگ کھانا جس کا شعار بن گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا عیب اور نشہ بن گیا۔

اَعْرَضْتَ عَنْ سُنَنِ الْهُدٰى بِزَخَارِفَ لَمَّا اِعْتَرَضْتَّ لِمَا اُشِيْعَ ضِرَارُهٗ

ترجمہ: تو نے دنیا کی پرفریب چیزوں کی وجہ سے ہدایت والے طریقوں سے اعراض کیا جب تو نے ایسی چیز کو اختیار کیا جس کا نقصان پھیلا ہوا ہے۔

اَلْعَقْلُ يَنْهِى اَنْ تَمِيْلَ اِلَى الْهَوٰى وَالشَّرْعُ يَاْمُرُ اَنْ تَبْعُدَ دَارَهٗ

ترجمہ: عقل تجھے خواہشات کی طرف مائل ہونے سے منع کرتی ہے اور شریعت تجھے اس سے دور رہنے کا حکم دیتی ہے۔

فَمَنْ اِرْتَدٰى بِرِدَآءِ زَهْرَةٍ شَهْوَةً فِيْهَا بَدَا لِلنَّاظِرِ مِنْ خِسَارِهٖ

ترجمہ: پس جس نے شہوت کی وجہ سے چمک دمک کی چادر اوڑھی دیکھنے والے پر اس کا خسارہ ظاہر ہو گیا۔

اَقْصِرْ وَتُبْ عَنْ شُرْبِهَا مُتَعَوِّذاً مِنْ شَرِّهَا فَهُوَ الطَّوِيْلُ عِثَارُهٗ

ترجمہ: اسے چھوڑ اور اس کی برائی سے پناہ طلب کرتے ہوئے اس سے توبہ کر لے پس اس کا فتنہ طویل ہے۔

بھنگ کے نقصانات:

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو کھانے میں ایک سو بیس (120) دینی و دنیوی نقصانات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......گھٹیا سوچ کا مالک بنانا (۲)......فطرتی رطوبات کو خشک کرنا (۳)......بدن میں امراض پیدا کرنا (۴)......بھولنے کی بیماری لگنا (۵)......سر کا چکرانا (۶)......نسل ختم کرنا (۷)......منی کا خشک ہونا (۸)......اچانک موت لانا (۹)......عقل کو فاسد اور زائل کرنا (۱۰)......تپ دق (۱۱)......استسقاء اور (۱۲)......سل کی بیماری پیدا کرنا (۱۳)......فکر فاسد کرنا (۱۴)......ذکرِ خدا

بھلانا (۱۵)......راز فاش کروانا (۱۶)...... برائی شروع کرنا (۱۷)......حیاء ختم کرنا (۱۸)......بہت زیادہ دکھلاوا کرنا (۱۹)......مُرُوَّت کا نہ ہونا (۲۰)......محبت کا نہ ہونا (۲۱)......ستر کا کھل جانا (۲۲)......غیرت کا نہ ہونا (۲۳)......عقل مندی کا ضائع ہونا (۲۴)......ابلیس کا ہم نشین ہونا (۲۵)......نمازوں کا چھوڑنا (۲۶)......حرام کاموں کا ارتکاب کرنا (۲۷)...... برص اور (۲۸)......کوڑھ پن کا شکار ہو جانا (۲۹)......لگاتار بیمار رہنا (۳۰)......دائمی زکام لگنا (۳۱)......جگر کا چھلنی ہو جانا (۳۲)......خون اور منہ کی بو کا جلنا (۳۳)......منہ کا بدبودار ہونا (۳۴)......دانتوں کا خراب ہو جانا (۳۵)......پلکوں کے بال گر جانا (۳۶)......دانتوں کا پیلا ہو جانا (۳۷)......نظر کا کمزور ہو جانا (۳۸)......سست ہونا (۳۹)......نیند کا زیادہ آنا (۴۰)......اور سستی آنا (۴۱)...... یہ شیر کو بچھڑا بنا دیتی ہے (۴۲)......عزت والا ذلیل ہو جاتا ہے (۴۳)......صحیح بیمار ہو جاتا ہے (۴۴)...... بہادر بزدل ہو جاتا ہے (۴۵)......کریم حقیر و کمزور ہو جاتا ہے (۴۶)......اگر اسے کھلایا جائے تو سیر نہیں ہوتا (۴۷)......عطا کیا جائے تو شکر گزار نہیں ہوتا (۴۸)......اگر بات کی جائے تو سنتا نہیں (۴۹)...... یہ ماہرِ زبان کو گونگا اور (۵۰)......ذہین کو کند ذہن بنا دیتی ہے (۵۱)......ذہانت کو ختم کر دیتی ہے (۵۲)...... پیٹ کا مرض پیدا کرتی ہے (۵۳)......نامردی اور (۵۴)......لعنت کا وارث بناتی ہے (۵۵)...... جنت سے دوری پیدا کرتی ہے (۵۶)......مرتے وقت کلمہ شہادت بھلا دیتی ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ اس کی ادنیٰ قباحتوں میں سے ہے۔

افیون کے نقصانات:

یہ تمام قباحتیں افیون وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں بلکہ افیون وغیرہ میں اس سے زیادہ ہیں کہ اس میں صورت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ اس کو کھانے والے کی حالت سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اسے کھانے والے کی حالت سے جس عجیب چیز کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے: (۱)......اس میں بدن اور (۲)...... عقل کا بگڑ جانا اور (۳)......ان کا گھٹیا ترین، بوسیدہ اور گندی صورت کی طرف پھر جانا ہے (۴)......وہ کبھی بھی سیدھے راستے کی طرف مائل نہیں ہوتے (۵)......مُرُوَّت کو خراب کرنے والی چیزوں کی طرف ہی جاتے ہیں حالانکہ یہ مذموم اور بری گمراہی ہے۔ پھر ان بڑے بڑے نقصانات کے باوجود جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے چہروں پر موجود غبار اور چھائے ہوئے دھوئیں سے تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے کوئی جاہل ہی یہ پسند کر سکتا ہے کہ ان کے نقصان دہ اور بھٹکے ہوئے گروہ میں شامل ہو، حالانکہ اس بات کا خدشہ موجود ہے کہ وہ فاسق و فاجر یا کافروں میں سے نہ ہو جائے۔

وہ شخص جس پر افیون کی برائیاں واضح ہو گئیں اور جن کثیر عیوب پر یہ مشتمل ہے وہ بھی اس پر ظاہر ہو گئے پھر بھی وہ ان کی

طرف مائل ہو جائے اور ان کی پیروی کرنے لگے تو وہ دھوکا میں مبتلا ہو گیا، حوادثاتِ زمانہ اس کی تاک میں ہیں شیطان اس سے اپنی مراد پانے میں کامیاب ہو گیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے، لہٰذا جب اس نے بندے کو اس لعنت کے گڑھے میں پھینکا تو شیطان اس سے اس طرح کھیلنے لگا جس طرح بچہ گیند سے کھیلتا ہے کیونکہ اس وقت اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے برے فعل کی طرف متوجہ کرے، اس لئے کہ عقل جو کہ کمال کا آلہ ہے وہ اپنا مقام کھو چکی ہے اور اب وہ بندہ حیوانات کی طرح ہو چکا ہے بلکہ گم گشتہ راہ (یعنی سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا) اور اہلِ دوزخ میں سے ہو گیا ہے۔ پس کتنا برا ہے جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا اور افسوس ہے اس پر جس نے دنیا و آخرت کی نعمتوں کو بیچا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے اور امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے یہی تصریح کی ہے جس طرح کہ شراب بلکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبالغہ کیا اور اسے سزا اور نجاست میں بھی شراب کی طرح قرار دیا اور وہ اس سلسلے میں اس طرف مائل ہوئے جو میں نے حنابلہ کے حوالے سے پہلے ذکر کیا اور فرمایا: ''بھنگ اس اعتبار سے خبیث ترین ہے کہ یہ عقل اور مزاج کو خراب کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کا عادی ہیجڑا بن جاتا ہے اور بے غیرت اور بے غیرتی پر اُکسانے والا ہو جاتا ہے اور شراب اس اعتبار سے خبیث ترین ہے کہ یہ لڑائی جھگڑا اور قتال کی طرف لے جاتی ہے یہ دونوں اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے روکتی ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس میں حد لگانے پر توقف کیا ہے اور رائے دی ہے کہ اس میں تعزیر (یعنی سزا) ہے کیونکہ یہ بغیر مستی کے عقل کو تبدیل کرتی ہے جیسے بھنگ، اور متقدمین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی کلام نہیں پایا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے کھانے والے کو نشہ اور شہوت آ جاتی ہے جس طرح کہ شراب پینے والا۔ اور اکثر اوقات وہ اس سے نہیں رکتے اور یہ انہیں اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔''

اس کے ٹھوس کھائی جانے والی ہونے کی وجہ سے سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے مذہب میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس کے نجس ہونے کے بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) یہ پی جانے والی شراب کی طرح نجس ہے اور یہی صحیح تعبیر ہے (۲) یہ ٹھوس ہونے کی وجہ سے نجس نہیں اور (۳) ٹھوس اور مائع بھنگ میں فرق کیا جائے گا۔ یہ لفظاً اور معناً ہر حال میں اس نشہ دینے والی

شراب میں داخل ہے جس کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حرام قرار دیا ہے۔

{2}......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! ہمیں دو شرابوں کے بارے میں حکم فرمائیں، جو ہم یمنی شراب بناتے ہیں وہ شہد سے بنتی ہے، اسے جوش دیا جاتا ہے یہاں تک کہ شدید جوش میں آجاتی ہے اور دوسری (کا نام) شرابِ مرز ہے جو مکئی اور جَو کو کھولنے تک جوش دینے سے بنتی ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو جوامع الکلم مکمل طور پر عطا فرمائے گئے تھے (یعنی مختصر الفاظ میں جامع کلام کرنے کی مکمل قدرت تھی) پس سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر......الخ، الحدیث: ۵۲۱۴، ص ۱۰۳۶)

{3}......ایک روایت میں رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: ''جس کی کثیر مقدار نشہ دے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث: ۳۶۸۱، ص ۱۴۹۶)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کھانے پینے والی چیزوں کے درمیان اس لئے فرق نہیں فرمایا، کیونکہ شراب کبھی روٹی کے ساتھ بھی کھائی جاتی تھی، بھنگ بھی کبھی پگھلائی جاتی اور کبھی پی جاتی ہے۔

سلف صالحین نے اس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ان کے زمانے میں نہیں تھی اور اس کے بارے میں کہا گیا ہے:

فَـاٰکِـلُـهَـا وَزَاعِـمُـهَـا حَلَالًا ۔۔۔ فَتِـلْـکَ عَـلَـى الشَّـقِـيِّ مُـصِـيْـبَـتَـانِ

ترجمہ: اسے کھانے والے اور اسے حلال گمان کرنے والے بدبخت پر دو مصیبتیں ہیں۔

شیطان کو خوش کرنے والے لوگ:

اللہ عزوجل کی قسم! جتنا شیطان بھنگ پینے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے نہیں ہوا کیونکہ اس نے اسے کمینے لوگوں کے لئے مزین کیا پس انہوں نے اسے حلال کرنا چاہا اور اس کی رخصت چاہی اور اس کے بارے میں لوگوں نے کہا:

قُـلْ لِـمَـنْ يَّـاْكُلُ الْحَشِيْشَةَ جَهْلًا ۔۔۔ يَـاخَسِيْسًـا قَـدْ عِشْـتَ شَرَّ مَعِيْشَـه

ترجمہ: جو جہالت کی وجہ سے بھنگ کھاتا ہے تُو اس سے کہہ! اے کمینے تُو نے بری زندگی گزاری۔

دِيَةُ الْـعَـقْـلِ بِدُرَّةٍ فَـلِـمَـا ذَا ۔۔۔ يَـا سَفِيْهًـا قَـدْ بِـعْـتَـهٗ بِحَشِيْشَـه

ترجمہ: عقل کی قیمت تو موتی ہے پس اے بے وقوف! تُو نے اسے بھنگ کے بدلے کیوں بیچ دیا؟

یہ امام ذہبی علیہ رحمۃ اللہ الولی کا کلام ہے۔

کبیرہ نمبر171: حالت اضطرار کے علاوہ رگوں کا بہتا خون پینا

کبیرہ نمبر172: اور خنزیر یا مردار کا گوشت کھانا

کبیرہ نمبر173: اور جو مردار کے حکم میں ہو اس کا گوشت کھانا

{۱} **اللہ** عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ (پ۶، المائدۃ:۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مرداراور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

{۲}

قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَۃً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّہٗ رِجۡسٌ (پ۸، الانعام:۱۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل نے پہلی آیت میں **11** قسم کی چیزوں کو مباح ہونے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(۱)......**اَلۡمَیۡتَۃُ:** (مردار)

اس کی حرمت عقل کے مطابق ہے، چونکہ خون بہت لطیف جوہر ہوتا ہے لہذا جب حیوان اپنی طبعی موت مرے تو اس کا خون رگوں میں رک کر خراب اور بدبودار ہو جاتا ہے اور اس جانور کو کھانے سے کوئی نامناسب صورت پیدا ہوسکتی ہیں، مچھلی اور ٹڈی اس سے خارج ہیں کیونکہ ان کے بارے میں دو صحیح احادیثِ مبارکہ ہیں۔

{1 }......اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنین کو ذبح کرنا اس کی ماں کو ذبح کرنے کی مثل ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب ماجاء فی زکاۃ الجنین، الحدیث: ۲۸۲۸، ص ۱۴۳۴)

جب شرعی طریقہ پر ذبح کئے ہوئے جانور کے پیٹ سے مردہ جنین نکلا یا اس حال میں تھا کہ اس کے زندہ ہونے کا یقین نہ تھا تو وہ اس ذبیحہ کے تابع ہونے کی وجہ سے حلال ہے اگرچہ بڑا ہوا اور اس کے بال بھی ہوں اور اس سے مراد وہ جانور ہے جس کی زندگی ختم ہو جائے، یہ مراد نہیں کہ غیر شرعی طور پر اسے ذبح کیا گیا ہو۔[1] پس آنے والی انواع اس میں داخل ہوں گی البتہ جنین اور شکار اگر دب کر یا بوجھ کے سبب مر جائے جیسے کُتے کا شکار کو مار دینا اور ہر وہ جنین جس کو شرعی طریقہ پر ذبح کر لیا گیا اگرچہ اس میں خون بہانا نہ پایا جائے یہ سب مذکورہ حکم سے خارج ہیں۔

(۲)......اَلدَّمُ: (خون)

اس کے حرام ہونے کا سبب بھی نجاست ہے، لوگ اس سے آنتوں یا پیٹ کو بھرتے اور بھون کر مہمانوں کو کھلاتے تھے پس **اللہ** عزوجل نے ان پر یہ حرام کر دیا، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت اور نجاست پر اتفاق کیا ہے، ہاں رگوں اور گوشت میں جو خون بچ جائے وہ معاف ہے، اسی وجہ سے دوسری آیت میں مسفوحاً (بہنے والا ہونے) کی قید لگا کر اسے خارج کر دیا، جو اس پہلی آیت میں مطلق ہونے کا فائدہ دے رہا ہے اور صحیح حدیثِ پاک کی وجہ سے جگر اور تلی کو (حکمِ حرمت سے) خارج قرار دیا گیا اور یہ دونوں بھی مسفوح کی قید لگانے سے خارج ہوئے، پس کوئی استثناء نہ ہوا اور بعض نے جمہور سے نقل کیا ہے: ''خون حرام ہے اگرچہ بہنے والا نہ ہو'' اور نہ بہنے والے خون کو حلال قرار دینے پر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا رد کیا اور اُن بعض کا یہ گمان درست نہیں۔

(۳)......خِنْزِیْر:

اس کے حرام ہونے کا سبب بھی اس کا نجس ہونا ہے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''غذاء چونکہ اپنے کھانے

---

[1]: احناف کے نزدیک: ''جنین تب حلال ہے جبکہ وہ زندہ ہو، چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں نقل فرماتے ہیں: ''گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے ذبح کر دیا جائے حلال ہو جائے گا اور مرا ہوا ہے تو حرام ہے اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے حلال ہونے کے لئے کافی نہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۷)

والے کے بدن کا جزو بن جاتی ہے، اور لازمی بات ہے کہ غذاء کھانے والا اُس جنس کی صفات واخلاق سے متصف ہوجاتا ہے جس جنس سے وہ غذاء حاصل ہورہی ہے اور خنزیر چونکہ انتہائی مذموم صفات پر پیدا کیا گیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں: حرصِ فاحش، ممنوع کاموں میں شدید رغبت اور غیرت کا نہ ہونا۔ پس انسان پر اس کا کھانا حرام کردیا گیا تاکہ وہ ایسی بری کیفیت سے متصف نہ ہوجائے اور یہی وجہ ہے کہ جب عیسائیوں اور بالخصوص فرنگیوں نے اس کو کھانے پر ہمیشگی اختیار کی تو وہ بڑے حرص، ممنوعات میں شدید رغبت اور بے غیرتی و بے حیائی کا شکار ہوگئے۔

خنزیر اپنے کسی نر ہم جنس کو اپنی مادہ سے وطی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو غیرت نہ ہونے کی وجہ سے اسے کچھ نہیں کہتا بخلاف بکری وغیرہ کے کیونکہ یہ جانور تمام صفاتِ ذمیمہ سے خالی ہوتے ہیں، پس ان کے کھانے سے انسان کو اپنے احوال سے ہٹ کر کوئی کیفیت حاصل نہیں ہوتی اور آیتِ مبارکہ میں اس لئے اس کے گوشت کا ذکر خاص طور پر کیا گیا حالانکہ خنزیر تو سرتاپا حرام ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانے میں اصل مقصود گوشت ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بالوں کے علاوہ سارا خنزیر حرام ہے، پس اس کے بالوں سے ستالی (جوتا سینے کا آلہ) بنانا جائز ہے[1]۔'' اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے کہ جائز ہے بخلاف اُس شخص کے جس نے سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی حرمت کا قول نقل کیا اور پانی کا خنزیر ہمارے نزدیک کھایا جاسکتا ہے[2]۔

(۴)......**وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ:** (یعنی وہ جانور جو بت کے نام پر ذبح کیا جائے)

اهلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے مثلاً جب کوئی تلبیہ کہے تو کہتے ہیں کہ **فُلَانٌ اَهَلَّ بِالْحَجِّ** اور جب ولادت کے

---

[1]: اعلیٰحضرت، امام اہلِ سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **خلاصۃ الفتوٰی** کے حوالے سے ''**فتاوٰی رضویہ شریف**'' میں فرماتے ہیں: ''اس (یعنی خنزیر کے بالوں) کے ساتھ سلائی کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے۔''

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں: ''ضرورت کے زائل ہونے کی صورت میں اس (یعنی خنزیر کے بالوں) کی حرمت اور نجاست پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ علامہ مقدسی (کے کلام) سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوا۔'' (فتاویٰ رضویہ، نجاستوں کا بیان، ج۴، ص ۴۲۶۔۴۳۰)

[2]: حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان **تفسیرِ خازن** کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''دریائی کتا، دریائی سور، دریائی انسان حرام ہے۔'' (تفسیرِ نعیمی، ج۷، ص ۷۸)

وقت بچہ چیخے تو کہتے ہیں **اِسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ** اور چاند کو **ھلال** اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اسے دیکھ کر بھی چلایا جاتا ہے اور کفار ذبح کے وقت کہتے تھے: ''**بِاِسْمِ اللّٰتِ وَ الْعُزّٰی**۔'' پس ان پر ایسے جانور حرام کر دیئے گئے۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ نے کہا کہ ''وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ'' کا معنیٰ ہے ''وہ جانور جو معبودانِ باطلہ اور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔'' اور دوسرے گروہ نے یہ معنی کیا کہ ''ذبح کے وقت جس جانور پر **اللہ** عزوجل کے نام کے علاوہ کسی کا نام ذکر کیا جائے۔'' سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ دوسرا قول اَولیٰ (یعنی زیادہ بہتر) ہے کیونکہ یہ آیتِ مبارکہ کے لفظ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔''

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مسلمان نے ایک جانور ذبح کیا اور اس سے غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کا قصد کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ بھی مرتد کا ذبیحہ کہلائے گا۔''

البتہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے اہل کتاب کے ذبیحے حلال ہیں:[1]

وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔
(پ۶، المائدۃ: ۵)

اگر انہوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر کوئی جانور ذبح کیا تو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک حلال نہیں اور ایک گروہ نے کہا: ''مطلق حلال ہے۔'' تو ان کو جواب دیا گیا: ''وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ'' خاص ہے، پس اسے ''وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ'' کے عموم پر مقدم کیا جائے گا اور علامہ ابن عطیہ نے کسی سے نقل کیا ہے کہ اس سے ایک

---

[1]: اعلیٰحضرت، امام اہلِ سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''**فتاویٰ رضویہ شریف**'' میں کتابیوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے جواز اور عدمِ جواز کے قائل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''**فتح القدیر** میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے......الخ

اور اگر انہیں علماء کا مذہب حق ہو اور یہ لوگ بوجہ اپنے اعتقادوں کے عنداللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غفر اللہ لہٗ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی، جہاں اُنہوں نے فرمایا کہ ''اس بناء پر ہمارے ملک کے حُکّام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصاریٰ کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۱۲۲)

عورت کے بارے میں فتوی پوچھا گیا جس نے اپنے کھلونوں کے لئے اونٹ ذبح کر دیا تھا تو اس نے فتویٰ دیا کہ اس کا کھانا حلال نہیں کیونکہ اس نے بت کے لئے ذبح کیا۔

(۵)......**اَلْمُنْخَنِقَةُ:** (اس سے مراد وہ جانور ہے جو گلا گھونٹنے سے مرجائے)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ انسان یا غیرِ انسان کے فعل سے جانور کے سانس کو روک دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور زمانہ جاہلیت کے لوگ حیوان کا گلا گھونٹ دیتے تھے، جب وہ مرجاتا تو اسے کھا لیتے۔

(۶)......**اَلْمَوْقُوْذَةُ:** (یعنی جسے ڈنڈا مار کر ہلاک کیا جائے)

یہ **وَقَذَهُ النُّعَاس** سے ہے یعنی جس پر اونگھ غالب آجائے اور گویا کہ اس کا مادہ سکون اور لٹکنے پر دلالت کرتا ہے، پس **موقوذہ** وہ جانور ہوتا ہے جس کو اتنا مارا جائے کہ وہ ڈھیلا پڑ جائے لٹک جائے اور مرجائے، نیز بندوق کی گولی سے مارا ہوا بھی اس میں شامل ہے اور یہ مردار کے معنی میں ہے اور **منخنقہ** میں بھی شامل ہے کیونکہ یہ مرجاتا ہے لیکن اس کا خون نہیں بہتا۔

(۷)......**اَلْمُتَرَدِّیَةُ:** (جو بلندی سے گرے)

مثال کے طور پر پہاڑ یا درخت سے زمین پر یا کنوئیں میں گرا اور مرگیا تو حرام ہے، اگرچہ اسے کوئی تیر لگا کیونکہ پہلی (یعنی زمین پر گرنے کی) صورت میں اس کی زندگی کسی ایسے تیز دھار آلے کے ساتھ زائل نہ ہوئی جو اسے زخمی کر دے جس کے سبب خون بہہ پڑے، جبکہ دوسری (یعنی کنوئیں میں گرنے کی) صورت میں تیز دھار آلے کے ساتھ ایک اور چیز (یعنی پانی میں ڈوبنا) شریک ہو گیا، پس غیر اس کی حرمت میں مؤثر ہو گیا (اس لئے حرام ہے) کیونکہ حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ زندگی محض تیز دھار آلے کے ساتھ زخمی کرنے سے ختم ہو۔

(۸)......**اَلنَّطِیْحَةُ:** (وہ جانور جسے دوسرا ٹکر یا سینگ مار کر ہلاک کر دے)

یہ (شرعی طریقہ پر) خون نہ بہنے کی وجہ سے مردار ہے۔

(۹)......**وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ:** (اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا بعض گوشت درندے کھالیں)

جب درندے کسی جانور کو زخمی کر کے ہلاک کر دیتے اور اس کا کچھ گوشت کھا لیتے تو زمانہ جاہلیت کے لوگ باقی بچا ہوا

کھالیتے تھے، پس **اللہ** عزوجل نے اسے بھی حرام فرما دیا۔ اور اللہ عزوجل کے فرمان ''**اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ**'' (یعنی جو مرنے سے پہلے شرعی طور پر ذبح کر دیئے جائیں) سے معلوم ہوا کہ **مُنْخَنِقَۃ** اور اس کے بعد جن جانوروں کا تذکرہ ہوا اگر ان میں سے کوئی جانور اس حالت میں پایا گیا کہ اس میں زندگی کی رمق ہو اور وہ ذبح کر لیا گیا تو حلال ہے ورنہ حرام۔

(۱۰)......**وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ:** (جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جائیں)

منقول ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہیں جن پر کفار ذبح کیا کرتے تھے، تو اس صورت میں **عَلٰی** کا حرف واضح ہے، اور ایک قول یہ ہے: ''**نُصُبْ** سے مراد بت ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے جاتے تھے۔'' تو اس صورت میں **عَلٰی، لام** کے معنی میں ہوگا یعنی بتوں کے لئے اور تقدیر کلام یوں ہوگا **وَمَا ذُبِحَ عَلٰی اِعْتِقَادِ تَعْظِیْمِهَا** یعنی جو بتوں کی تعظیم کے عقیدے پر ذبح کیا گیا۔

سیدنا مجاہد، سیدنا قتادہ اور سیدنا ابن جریج رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کعبہ کے اردگرد **360** پتھر نصب تھے، جن کی یہ لوگ عبادت کرتے، تعظیم کرتے اور ان کے لئے ذبح کرتے تھے، اور یہ (حقیقی) بت نہیں تھے کیونکہ بت سے مراد ایک منقش صورت ہوتی ہے بلکہ وہ انہی پتھروں کو (جانوروں کے) چمڑوں سے آلودہ کرتے اور ان پر گوشت رکھتے تھے۔''

{2}......صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! زمانۂ جاہلیت کے لوگ خون بہا کر بیت اللہ شریف کی تعظیم کرتے تھے جبکہ ہم اس کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں۔'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خاموش رہے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نازل ہوا:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ ؕ (پ۱۷، الحج: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

(تفسیر الطبری، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ:۳، الحدیث:۱۱۰۵۲/۱۱۰۵۶، ج۴، ص۴۱۴)

اللہ عزوجل کے اس فرمان ''**وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ**'' کا معنی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جو کرتے تھے اس سے منع کرنا کہ ان میں سے کسی کو کوئی بھی ضرورت پیش آتی تو وہ کعبہ کے خادم کے پاس آتا اور اس کے پاس سات برابر جوئے کے تیر ہوتے جو پہاڑی لکڑی کے بنے ہوتے اور انہیں **اَزْلَام** کہا جاتا کیونکہ وہ سیدھے ہوتے اور پہلے پر لکھا ہوتا **نَعَمْ**، دوسرے پر **لَا**، تیسرے پر **مِنْكُمْ**، چوتھے پر **مِنْ غَیْرِكُمْ**، پانچویں پر **مُلْصَقٌ** یعنی کس نسب سے ملا ہوا ہے، چھٹے پر **عَقْلٌ** یعنی دیت

اور ساتویں پر **لَا شَیْئَ عَلَیْہِ** یعنی اس پر کوئی چیز نہیں، جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتے یا نسب میں اختلاف ہوتا یا کسی پر دیت ہوتی تو وہ تیروں والے کے لئے سو درھم اور اُونٹ لے کر سب سے بڑے بت **ھبل** کے پاس آتے تو وہ ان تیروں کو ان کے لئے گھماتا اور وہ کہتے: ''اے ہمارے معبودو! ہم نے فلاں فلاں کام کا ارادہ کیا ہے۔'' پس جو تیر نکلتا وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ **اللہ** عزوجل نے اس سے منع فرما دیا اور اسے حرام قرار دیا اور فرمایا: ''**ذٰلِکُمْ فِسْقٌ**'' یعنی یہ گناہ ہے۔'' بتوں پر ذبح کئے جانے والے جانوروں اور جوئے کے تیروں کو اکٹھا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ (تیر) ان کے ساتھ بیت اللہ شریف کے پاس بلند کئے جاتے ہیں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اس عمل کو ''استقسام'' کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ وہ اس کے ذریعے رزق اور اپنے ارادوں کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور اس کی نظیر **اللہ** عزوجل کا نجومی کے اس قول کو حرام قرار دینا ہے کہ ''فلاں ستارے کی وجہ سے نہ نکل اور فلاں ستارے کی وجہ سے نکل۔''

ایک جماعت نے کہا: ''اس آیت سے مراد قمار (یعنی جوا) ہے۔'' اور سیدنا ابن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَزْلَام** سے مراد سفید کنکریاں ہیں جو وہ مارتے تھے۔'' اور سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یہ ایران کے تیر ہیں اور رومی ان کے ساتھ جوا کھیلتے تھے۔'' امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الولی نے فرمایا: ''**اَزْلَام**'' اہلِ عرب کے لئے ہیں اور ''**کعاب**'' (چوسر کی گوٹ یا شطرنج کا مہرہ) عجمیوں کے لئے ہیں۔''

تنبیہ:

ان تینوں کو کبیرہ گناہ شمار کرنا مذکورہ آیات سے ظاہر ہے، اس لئے کہ **اللہ** عزوجل نے اسے **فسق** کا نام دیا چنانچہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان: ''**ذٰلِکُمْ فِسْقٌ**'' مذکورہ تمام گناہوں کی طرف لوٹتا ہے جیسا کہ ہمارے کئی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے اور بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ صرف اس کی طرف لوٹتا ہے جس سے ملا ہوا ہے (یعنی یہ حکمِ فسق صرف اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا ہے) لیکن یہ اپنے محل میں نہیں کیونکہ اصول میں مقرر قاعدہ تمام کی طرف لوٹنے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس کسی ایک کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، لیکن مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے خون کی صراحت نہیں فرمائی جبکہ میں نے اس کی دلیل کو جان لیا ہے اور ہونا یہ چاہئے کہ وہ نجاست جو شریعت نے معاف نہیں کی، قیاس کرتے ہوئے اسے بھی اس حکم سے ملا دیا جائے۔

کبیرہ نمبر 174:

کسی جاندار کو آگ سے جلانا

{1}......مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلے میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ سے جلا دو لیکن اللہ عزوجل کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے یہ جائز نہیں، پس اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کردو۔'' (جامع الترمذی ،ابواب السیر ، باب النھی عن الاحراق بالنار ، الحدیث: ۱۵۷۱ ، ص ۱۸۱۴)

{2}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چیونٹیوں کا ایک گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اسے کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''ہم نے۔'' تو حضور رحمۃ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آگ کے مالک (یعنی اللہ عزوجل) کے سوا کوئی آگ کا عذاب نہ دے۔'' (سنن ابی داؤد ،کتاب الآداب ، باب فی قتل الذر ، الحدیث: ۵۲۶۸، ص ۱۶۰۷)

تنبیہ:

اس گناہ کو مطلقاً کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے، خواہ اس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہاں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اگر جلائے بغیر قتل کرنا ممکن نہ ہو تو جلانا جائز ہے اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جب فواسق خمس (یعنی چوہا، چیل، کوا، کاٹنے والا کتا (یا بچھو) اور سانپ) کے ضرر کو زائل کرنے کے لئے آگ سے جلانے کا طریقہ متعین ہو گیا تو آگ سے جلانا منع نہیں۔

اور رہا ان کے علاوہ آدمی اور حیوان کو آگ سے جلانا اگرچہ وہ حیوان کھایا نہ جاتا ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ،

{3}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بنایا ہوا تھا، جب انہوں نے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو بکھر گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کس نے کیا ہے؟ بے شک مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس طرح کرنے والے پر لعنت فرمائی اور آگ سے جلانا نشانہ بنا کر تیر مارنے کی طرح یا اس سے بھی سخت ہے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصید ، باب النھی عن صبر البھائم ،الحدیث: ۵۰۶۲، ص ۱۰۲۷)

{4}......مسلم شریف ہی کی ایک روایت میں ہے کہ مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عزوجل انہیں عذاب دے گا جو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۶۶۵۷، ص ۱۱۳۴)

{5}......مسلم شریف کی دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے: ''اللہ عزوجل انہیں عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۶۶۵۸)

راوی نے مذکورہ حدیثِ پاک اس وقت سنائی جب انہوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ انہیں دھوپ میں عذاب دیا جارہا ہے تو پھر آگ کے ساتھ جلانے والے کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر175: نجس یعنی ناپاک چیز کھانا

کبیرہ نمبر176: گندگی کھانا

کبیرہ نمبر177: نقصان دہ چیزیں کھانا

ان تینوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، پہلی چیز کے کبیرہ ہونے کے بارے میں دلیل یہ ہے کہ اسے مردار پر قیاس کیا گیا ہے کیونکہ وہ نقصان دہ ہونے کی وجہ سے حرام نہیں بلکہ نجاست کی وجہ سے ہے اور **اللہ** عزوجل نے اسے فسق کا نام دیا ہے، لہٰذا ہر غیر معاف نجاست اس سلسلے میں اس کے ساتھ ملحق ہوگی، پس اسے کبیرہ شمار کرنے کی وجہ ظاہر ہوگئی۔

دوسری چیز کے کبیرہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ گندگی ہے جیسا کہ ناک کی رینٹھ۔ اور تیسری چیز کے کبیرہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں حکم ظاہر ہے کیونکہ نقصان دہ چیز کا کھانا بدن اور عقل کو خراب کرتا ہے جو عظیم گناہ ہے اور جیسا کہ غیر کو نقصان دینا جو برداشت کی طاقت نہ رکھتا ہو کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اپنے آپ کو نقصان دینا بھی کبیرہ گناہ ہے بلکہ یہ سب سے بڑا ہے کیونکہ اپنی حفاظت غیر کی حفاظت سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔

چند مسائلِ فقہیہ:

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ ''بدن کو نقصان دینے والی پاک چیزوں کا کھانا بھی حرام ہے جیسے مٹی (احناف کے نزدیک: ''مٹی حدِ ضرر تک کھانا حرام ہے۔'' بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۶۳)، زہر اور افیون، مگر سلامتی کے غالب گمان کے ساتھ دوا

کی حاجت کے لئے اس کی قلیل مقدار جائز ہے یا عقل کو نقصان دینے والی پاک چیزوں کا کھانا بھی حرام ہے جیسے نشہ والی بوٹیاں جو سستی پیدا نہ کرتی ہوں اور ان سے علاج کروا سکتا ہے اگرچہ نشہ والی ہوں بشرطیکہ شفاء متعین ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ دو عادل طبیب کہیں: ''اس کے سوا کوئی چیز تیری بیماری کو نفع نہ دے گی۔'' اور اگر بوٹی کے بارے میں شک ہو کہ آیا یہ زہریلی ہے یا نہیں؟ یا دودھ کے بارے میں شک ہو کہ آیا ان جانوروں کا ہے کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یا جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا؟ تو اس کا کھانا یا پینا حرام ہے۔

اگر مکھی وغیرہ پکے ہوئے کھانے میں گر گئی اور اس میں گل گئی تو اس کا کھانا جائز ہے اور پرندے یا آدمی کا کوئی عضو پکے ہوئے کھانے میں گر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں اگرچہ وہ اس میں حل ہو گیا ہو۔

اگر نجاست کھانے میں پائی گئی اور وہ جمی ہوئی ہے اور شک ہے کہ کیا اس میں مائع حالت میں گری یا ٹھوس حالت میں تو اس کھانے کو کھانا جائز ہے کیونکہ اصل اس کی طہارت ہے، جبکہ اس کے جمی ہوئی حالت میں گرنے کا احتمال ہو، پس اسے اور اس کے اردگرد کو نکال دیا جائے گا اگرچہ ظن غالب ہو کہ وہ مائع حالت میں گری۔

سانپوں کے گوشت کے ساتھ ملی ہوئی دوا (یعنی دواؤں سے زہر کا اثر دور کرنے کے لئے استعمال ہونے والی دوا) حرام ہے، سوائے اس ضرورت کے جس میں مردار کھانا جائز ہوتا ہے اور اگر کسی زمین میں حرام عام ہو جائے اور کوئی حلال چیز باقی نہ رہے اور جاننے والے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں تو قدرے حاجت کھانا جائز ہے نہ کہ عیش کوشی کے لئے اور یہ (یعنی عیش پرستی کے لئے کھانا) ضرورت پر موقوف نہیں۔

نفع ونقصان دینے والے حیوانات اور ان کے احکام

☆......جو حیوان نقصان دیتے ہیں اور نفع نہیں دیتے جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چیل، کاٹنے والا کتا[1]، کوا، بھیڑیا، شیر، چیتا اور تمام (چیرنے پھاڑنے والے) درندے، ریچھ، گدھ، عقاب، پسو، چھوٹی چیونٹی، چھپکلی، دھبوں والی چھپکلی، کھٹمل اور بھڑ وغیرہ۔ یہ اور اس طرح کے جانوروں کو قتل کرنا سنت ہے اگرچہ حرم میں احرام باندھا ہوا ہو۔

---

[1]: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح مشکوۃ میں نقل فرماتے ہیں: ''اب حکم یہ ہے کہ بے ضرر کتوں کے قتل کا حکم منسوخ ہے خواہ کالے ہوں یا کچھ اور، اور ضرر والے خصوصاً دیوانے کتے کا قتل ضروری ہے اور بلا ضرورت کتا پالنا منع ہے۔'' (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص ۶۸)

☆......جو نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی جیسے تیندوا (چیتے کی طرح کا جانور)، شکرا اور باز۔ پس ان کے نفع کی وجہ سے انہیں قتل کرنا سنت نہیں اور ان کے نقصان کی وجہ سے انہیں قتل کرنا مکروہ نہیں۔

☆......اور وہ جو نہ تو نفع دیتے ہیں نہ نقصان جیسے بڑا بھونرا (پتنگا)، کالے کیڑے، دس پیروں والا بحری جانور (کیکڑا)، سفید سر اور بقیہ کالے جسم والا گھوڑا۔ ہاں وہ کتا جو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان، اس کے قتل کے جائز ہونے میں اختلاف ہے اور زیادہ قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ یہ حرام نہیں اور اس کے اور مذکورہ حیوانات کے درمیان فرق کیا جائے گا کیونکہ وہ حشرات کے ضمن میں آتے ہیں، پس ان میں اس قدر معاف ہے جو دوسروں میں نہیں اور بڑی چیونٹی کو قتل کرنا حرام ہے حالانکہ اس میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔ اسی طرح شہد کی مکھی، ابابیل کی طرح کا ایک پرندہ، لٹورا (کیڑوں کو کھانے والا اور چڑیا کا شکار کرنے والا پرندہ)، مینڈک اور وہ کتا جو شکار یا حفاظت کے لئے ہو اگرچہ کالا ہی ہو وغیرہ۔ ان سب کو قتل کرنا حرام ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

(سنن ابن ماجة، حدیث ۴۲۵۰، ص ۲۷۳۵)

کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

کبیرہ نمبر178:

آزاد انسان کو بیچنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑا کروں گا اور جس سے جھگڑا کروں گا اس پر غالب آجاؤں گا: (۱) وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اسے توڑ دیا) (۲) جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھالی اور (۳) جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کی اُجرت نہ دی۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الرھون، باب اجر الاجراء، الحدیث: ۲۴۴۲، ص ۲۶۲۳، "یعطہ" بدلہ "یوفہ")

تنبیہ:

اس حدیثِ پاک میں وارد شدید وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت بھی کی ہے اور یہ ایک واضح بات ہے، حضرتِ سیدنا امام طحاوی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ''ابتدائے اسلام میں آزاد اگر مقروض ہوتا اور اس کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی ذریعہ نہ ہوتا تو اسے بیچ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اس عمل کو منسوخ فرما دیا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ　ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔　(پ۳، البقرۃ: ۲۸۰)

جبکہ ایک قوم نے اس کے منسوخ ہونے کا قول نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ ''یہ حکم ابھی تک برقرار ہے۔'' جیسا کہ،

{2}......ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''مجھ پر کسی شخص کا مال یا قرض تھا وہ مجھے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوا لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے پاس کوئی مال نہ پایا تو مجھے اس قرض کے عوض بیچ دیا یا اس قرض کی ادائیگی کے لئے بیچ دیا۔'' (سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۳۰۰۶، ج۳، ص۷۴)

مگر یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔

کبیرہ نمبر 179: سود لینا

کبیرہ نمبر 180: سود دینا

کبیرہ نمبر 181: سودی دستاویزات لکھنا

کبیرہ نمبر 182: سودی لین دین پر گواہ بننا

کبیرہ نمبر 183: سود میں کوشش کرنا

کبیرہ نمبر 184: سود میں تعاون کرنا

{۱} اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمۡرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝ یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیۡمٍ ۝ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۵ تا ۲۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

{۲}

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال

رُؤُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝ وَ اِنۡ کَانَ ذُوۡ عُسۡرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیۡسَرَۃٍ ؕ وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡهِ اِلَی اللّٰهِ ۟ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ وَ هُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ۝

(پ۳،البقرۃ،۲۷۸تا۲۸۱)

لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھروگے اور ہر جان کو اسکی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

{۳}

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (پ۴،آل عمران:۱۳۰۔۱۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! سود دُونا دُون (دُگنا) نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

مذکورہ آیاتِ مبارکہ اور ان میں بیان کئے گئے سود خور کے انجام پر غور کیجئے، آیاتِ مبارکہ کے بعض حصوں کی مختصر تشریح سے اس کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

سود کی تعریف:[۱]

رِبا (سود) **لغت** میں زیادتی یا اضافہ کو کہتے ہیں، اور **شرع** میں ربا سے مراد یہ ہے کہ ایسے مخصوص عوض پر عقد کرنا کہ بوقتِ عقد جس کا شریعت کے تقاضوں کے مطابق برابر ہونا معلوم نہ ہو یا جو عقد بدلین یا ان میں سے کسی ایک کی تاخیر کے ساتھ ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں:

(۱)...... **ربا الفضل:**[۲] دو ہم جنس اشیاء میں سے ایک کو دوسری کے بدلے اضافے کے ساتھ بیچنا۔

---

[۱]: احناف کے نزدیک سود کی تعریف یہ ہے: ''عقدِ معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۹۶)

[۲]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''ہدایہ'' کے حوالے سے **ربا الفضل** اور **ربا النسیئۃ** کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: ''قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر......)

(۲)......**ربا بالید:** بدلین یاان میں سے کسی ایک پر قبضہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد کرنا، یااس تاخیر میں دونوں بدلوں کا متحد ہونا شرط ہواس علت کی بناء پر کہ وہ دونوں اشیاء خوردنی ہوں یا دونوں نقدی کی قسم سے ہوں اگر چہ ان کی جنس مختلف ہو۔

(۳)......**ربا النساء:** خوردنی اشیاء یا ہم جنس یا مختلف الجنس نقدی کو کسی معینہ مدت تک کے لئے بیچنا خواہ وہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو، اگر چہ وہ برابر ہی ہوں اوران پر مجلس ہی میں قبضہ کرلیا جائے۔

مثالیں:

پہلی قسم کی مثال: گندم کے ایک صاع کو گندم کے ہی ایک صاع سے کم یا زیادہ کے عوض بیچنا یا چاندی کے ایک درہم کو چاندی کے ہی ایک درہم سے کم یا زیادہ کے عوض بیچنا خواہ دونوں پر قبضہ کرلیا جائے یا نہ کیا جائے، خواہ مدت مقرر ہو یا نہ ہو۔

دوسری قسم کی مثال: ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم یا ایک درہم سونے کو ایک درہم سونے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو یا اس سے زیادہ کے عوض بیچنا یا سونے کے ایک درہم کو ایک درہم چاندی یا اس سے زیادہ کے عوض بیچنا اس شرط کے ساتھ کہ دونوں میں سے ایک پر قبضہ کرنا مجلس سے مؤخر ہو جائے۔

تیسری قسم کی مثال: یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم یا ایک درہم چاندی کو ایک درہم چاندی کے عوض بیچا جائے مگر ان میں سے ایک کے لئے کوئی مدت مقرر کرلی جائے اگر چہ وہ مدت ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو اور اگر چہ برابر ہوں اور مجلس

(.....بقیہ حاشیہ) (اس کو ربا النسیئۃ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم وبیش حرام، اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام، اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام مثلاً گیہوں کو جَو کے بدلے میں، یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے، مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں، غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں۔ لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دے کر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لے مگر ادھار بیچنا حرام اور سود ہے اگر چہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز۔ مثلاً گیہوں اور جَو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم وبیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں، اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو، جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔" (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۹۶)

میں ان پر قبضہ بھی کرلیا گیا ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب دونوں عوض جنس اور علت میں برابر ہوں مثلاً گندم کے عوض گندم، سونے کے بدلے سونا تو اس میں تین باتیں شرط ہوں گی: (۱) برابری (۲) عقد کے وقت اس برابری کا یقینی علم ہونا اور (۳) جدائی سے پہلے دونوں عوضوں پر قبضہ کرلینا۔

جب علت متحد ہو اور جنس مختلف ہو جیسے جو کے عوض گندم اور چاندی کے عوض سونا، تو اس میں دو چیزیں شرط ہیں: پہلی معلوم العقد ہونا اور دوسری یہ کہ جدائی سے پہلے باہم قبضہ کا ہونا اور ان میں تفاضل یعنی اضافہ جائز ہے۔ لیکن جب جنس اور علت دونوں مختلف ہوں مثلاً گندم سونے یا کپڑے کے عوض ہو تو پھر مذکورہ تینوں شرائط میں سے کوئی چیز شرط نہیں، **علت** سے مراد اَشیاء کا خوردنی ہونا ہے یعنی وہ اشیاء جو کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں مثلاً ترکاریاں، پھل یا ادویات وغیرہ۔

نقدی سونے چاندی میں شمار کی جاتی ہے خواہ وہ ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہو یا زیورات وغیرہ کی صورت میں، سکوں میں سود نہیں ہوتا اگرچہ وہ رائج ہی کیوں نہ ہوں۔

سیدنا متولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک چوتھی نوع کا اضافہ کیا اور وہ ''**ربا القرض**'' یعنی قرض کا سود ہے مگر حقیقت میں یہ **ربا الفضل** ہی کی طرف راجع ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی شرط ہے جو قرض دینے والے کو ایک خاص نفع پہنچاتی ہے گویا اس نے یہ چیز ایک ایسے نفع کے اضافے کے ساتھ دی جو اس کی طرف لوٹا۔

سود کی یہ چاروں اقسام مذکورہ آیاتِ مبارکہ اور آئندہ آنے والی احادیثِ مبارکہ کی بناء پر بالاجماع حرام ہیں اور ربا کی مذمت میں جو وعید بھی آئی ہے وہ ان چاروں کو شامل ہے البتہ ان میں سے بعض کی حرمت قیاس سے ثابت ہے اور بعض کی حرمت میں قیاس کو دخل نہیں۔

ربا النسیئۃ سے مراد وہ طریقہ ہے جو زمانۂ جاہلیت میں مشہور تھا یعنی وہ کسی کو معینہ مدت تک کے لئے کوئی شئے قرض دیتے اور اس پر ہر ماہ ایک معین مقدار میں نفع وصول کرتے جبکہ اصل مال جوں کا توں باقی رہتا اور جب وہ مدت پوری ہو جاتی تو وہ اپنے مال کا مطالبہ کرتا اگر مقروض ادائیگی سے معذرت کرتا تو اس مدت اور نفع میں اضافہ کر دیتا اگرچہ اس پر **ربا الفضل** کا نام بھی صادق آتا ہے لیکن اسے نسیئہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذاتی طور پر ادھار ہی مقصود ہوتا ہے اور یہ صورت

لوگوں میں اب تک رائج اور مشہور ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صرف ''**رباالنسیئۃ**'' ہی کو حرام قرار دیتے تھے اور دلیل یہ پیش فرماتے تھے کہ ہمارے درمیان یہی صورت متعارف ہے لہذا وہ نص کو اس کی طرف پھیر دیتے مگر صحیح احادیثِ مبارکہ مذکورہ چاروں صورتوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس پر کسی نے اعتراض کیا نہ ہی اس میں کسی کا اختلاف ہے، اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے خلاف اجماع کرلیا کیونکہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا چنانچہ،

حضرت سیدنا ابیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان سے کہا: ''کیا آپ اس وقت حاضر تھے جب ہم حاضر نہ تھے؟ کیا آپ نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے وہ باتیں سنی جو ہم نے نہ سنیں؟'' پھر ان کے سامنے ربا کی تمام صورتوں کی حرمت سے متعلق صریح حدیث بیان کرکے کہا: ''آپ جب تک اس مؤقف پر قائم رہیں گے ہم ایک دوسرے کو گھر کے سائے میں پناہ نہیں دیں گے۔'' تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنے مؤقف سے) رجوع فرمالیا۔

حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر تھے کہ ان میں سے ایک شخص نے پوچھا: ''کیا آپ کو یاد ہے کہ ہم فلاں شخص کے گھر پر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے اور انہوں نے ارشاد فرمایا تھا: ''میں بیع صرف[1] کو اپنی رائے سے حلال سمجھتا تھا پھر مجھے خبر ملی کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حرام فرمایا ہے، پس گواہ ہو جاؤ کہ میں اسے حرام کہتا ہوں اور اس سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں۔''

---

[1]: (بیع صرف یہ ہے کہ) ثمن کو ثمن کے بدلے بیچنا۔ (بیع) صرف میں کبھی **جنس کا جنس سے تبادلہ** ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں (سکے کے حصے یعنی اٹھنّی، چونّی وغیرہ) خریدنا، سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی **غیر جنس سے تبادلہ** ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۱۲۱)

بیع صرف کے جائز ہونے کی صورتیں:

احناف کے نزدیک: بیع صرف چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......**دونوں طرف ایک ہی جنس** (مثلاً چاندی کے بدلے چاندی یا سونے کے بدلے سونا) ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے، اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھ دی اور اس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا۔

(۲)......اتحاد جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جدھر کھرا مال ہے ادھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سود کی حرمت ظاہر کرنے والے امور:

فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے سود کی حرمت کو اس کی ہر نوع میں ظاہر کرنے والے بہت سے وہ امور بیان کئے ہیں جنہیں قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں اس لئے میں نے اپنے ماقبل کلام میں بیان کیا تھا کہ اس میں سے بعض کی حرمت میں قیاس کو دخل نہیں، ان میں سے چند امور یہ ہیں:

(۱)......جب ایک درہم کو دو درہموں سے نقد یا اُدھار بیچے تو پہلے درہم میں وہ بغیر کسی عوض کے زیادتی کو لے گا جبکہ مسلمان کے مال کی حرمت بھی اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے، اسی طرح یہی معاملہ دوسرے درہم میں ہے، کیونکہ زائد درہم کو لے کر نفع حاصل کرنا ایک وہم میں ڈالنے والا اَمر ہے۔

(۲)......اگر ربا الفضل جائز ہوتا تو تمام کاروبارِ تجارت باطل ہو کر رہ جاتے کیونکہ جب دو درہم ایک درہم کے بدلے میں حاصل ہو رہے ہوں تو کیونکر کوئی محنت ومشقت کرے گا، پس جب کاروبارِ تجارت ہی نہ ہوگا تو مخلوق کے مفادات ہی ختم ہو جائیں گے اس لئے کہ ساری دنیا کا انتظام وانصرام اسی تجارت اور صنعت وحرفت پر ہی تو ہے۔

(۳)......سود، قرض دینے کی نیکی اور احسان جیسے دروازے کو بند کر دے گا کیونکہ جب ایک درہم کے بدلے دو درہم مل رہے ہوں تو پھر کوئی بھی ایک درہم کے بدلے میں ایک ہی درہم لینا قطعاً گوارہ نہ کرے گا۔

(۴)......عام طور پر قرض خواہ امیر وغنی اور مقروض تنگ دست وفقیر ہوتا ہے، اب اگر غنی کو قرض سے زیادہ لینے کی اجازت دی جائے تو یہ فقیر کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور وہ (سود لینے والا) اللہ رحمٰن ورحیم کی رحمت وبخشش کو بھی نہ پا سکے گا۔

(..بقیہ حاشیہ) ہو کہ اس صورت میں کمی بیشی سود ہے۔

(۳)......اس کا بھی لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا ہے یا ایک سکہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام وسود ہے۔

(۴)......اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں (مثلاً روپے کے بدلے سونا یا اشرفی ہو) تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابضِ بدلین ضروری ہے اگر تقابضِ بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۱۲۱-۱۲۲)

سود کی مذمت پر نازل شدہ آیت کی وضاحت

{1} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾ یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ ﴿۲۷۶﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۵۔۲۷۶)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

وضاحت:

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ

یعنی سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو، پس جب **اللہ** عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے، وہ جب بھی کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں، پیٹھوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر و فریب اور خدا اور رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بڑھتا رہا اور اس وقت اس قدر زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہ رہیں گے، پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے رہ جائیں گے۔

یہ بھی ایک مُسلَّمہ بات ہے کہ جب بھی وہ گریں گے تو ایک آگ انہیں میدانِ محشر کی جانب ہانکے گی اور اس طرح بھی

ان کے عذاب میں مزید اضافہ ہوگا، اس طرح **اللہ** عزوجل ان پر دو بہت بڑے عذاب مسلّط فرمادے گا یعنی ایک عذاب تو ان کا چلنے میں بار بار گرنا اور دوسرا آگ کی تپش اور لپٹوں کا ان کو ہنکانا یہاں تک کہ وہ میدانِ محشر میں پہنچیں گے تو اپنی لڑکھڑاہٹ اور جنونی کیفیت کی بناء پر وہاں موجود تمام افراد کے درمیان (سودخور ہونے کی حیثیت سے) پہچانے جائیں گے، جیسا کہ،

{1}......حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''سودخور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہلِ محشر جان لیں گے۔'' (کتاب الکبائر للذھبی،الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ،باب الربا،ص۶۸

{2}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''وہ مطیع اونٹوں کی طرح بغیر سُنے سمجھے آگے بڑھتے تو یہ (بڑے) پیٹوں والے ان کو محسوس کر کے کھڑے ہوئے لیکن اپنے پیٹوں کی وجہ سے دوبارہ گر گئے اور وہاں سے نہ اُٹھ پائے یہاں تک کہ آلِ فرعون ان پر چھا گئے اور اوندھے، سیدھے پڑے ہوئے ان لوگوں کو اذیت دیتے ہوئے (جہنم میں) چلے گئے، یہ تو سودخوروں کا برزخ میں عذاب ہے جو دنیا وآخرت کے درمیان ہے۔'' شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں، میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط (یعنی پاگل) بنا دیا ہو۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع،باب ، الترھیب من الربا،الحدیث: ۲۸۹۱،ج ۲،ص۴۰۷،بدون"فیقبلون"الیٰ "مدبرین

{3} ایک اور روایت میں ہے کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بادلوں کی سی گرج اور بجلی کی سی کڑک سنی اور ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اُن میں سانپ اور بچھو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ سودخور ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب ماجاء فی الربا ، الحدیث: ۶۵۷۷، ج ۴ ، ص ۲۱۱ ،بتغیر

ان دونوں احادیثِ مبارکہ کا اس حدیثِ پاک کے ساتھ ہی تذکرہ آگے بھی ہوگا۔

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''ان گناہوں سے بچو جن کی مغفرت نہیں ہوگی: (۱) دھوکا دہی، پس جس نے کسی شئے سے دھوکا دیا تو قیامت کے دن وہ چیز لائی جائے گی اور (۲) سود خوری، پس جس نے بھی سود کھایا اسے قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۰، ج۱۸، ص ۶۰)

{5}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سود خور قیامت کے دن جنون کی حالت میں اپنی دونوں سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۹۴، ج۲، ص ۸۰)

کتاب الصلوٰۃ کی ابتداء میں ایک حدیثِ پاک گزری تھی کہ''سود خور کو مرنے سے لے کر قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا کہ وہ خون کی طرح سرخ نہر میں تیرتا رہے گا اور پتھر کھاتا رہے گا، جب بھی اس کے منہ میں پتھر ڈال دیا جائے گا تو وہ پھر نہر میں تیرنے لگے گا پھر واپس آئے گا اور پتھر کھا کر لوٹ جائے گا یہاں تک کہ دوبارہ زندگی ملنے تک اسی طرح رہے گا۔ وہ پتھر اس حرام مال کی مثال ہے جو اس نے دنیا میں جمع کیا، پس وہ اس آگ کے پتھر کو نگلتا رہے گا اور عذاب میں مبتلا رہے گا، اس کے علاوہ بھی عذاب کی کئی انواع اس کے لئے تیار کی گئی ہیں جن کا تذکرہ عنقریب ہوگا۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

ان کے اس شدید عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سود کو بیع کی طرح حلال جانا اور اس غلط اعتقاد کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خیال کیا کہ جس طرح وہ کوئی چیز 10 درہم میں خرید کر 11 درہم میں فروخت کرتے ہیں خواہ ادھار دیں یا نقد، اس طرح 10 درہم کی 11 درہم کے عوض ادھار یا نقد بیع بھی جائز ہی ہوگی کیونکہ عقلاً جب جانبین راضی ہوں تو ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں، لیکن وہ اس بات سے غافل ہوگئے کہ **اللہ** عزوجل نے ہمارے لئے کچھ حدود مقرر فرما رکھی ہیں اور ہمیں ان سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے، پس ہم پر لازم ہے کہ ہم ان حدود کی پاسداری کریں اور انہیں اپنی رائے اور عقل کے ترازو میں نہ پرکھیں (یعنی نہ تولیں)، بلکہ ان کو ہر صورت میں قبول کرلیں خواہ ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں، اور ہمارے لئے مناسب ہوں یا نہ ہوں، کیونکہ یہی عبودیت وبندگی کا مرتبہ اور شان ہے۔

کمزور و ناتواں، اور فہم وفراست سے قاصر بندے پر لازم ہے کہ اپنے قادر وقوی، علیم وحکیم، رحمٰن ورحیم اور جبار وعزیز

مولیٰ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے، کیونکہ جب بھی اس نے اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کیا اور اپنے مالک کے حکم سے روگردانی کی تو اس (مالک الملک) نے اپنے شدید عذاب سے اس کو ہلاکت و بربادی کے عمیق گڑھے میں پھینک دیا۔ چنانچہ،

{1} اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ﴿﴾ (پ۳۰، البروج:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔

{2}

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿﴾ (پ۳۰، الفجر:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

یعنی جس کے پاس اس کے رب عزوجل کی کوئی نصیحت آئے اور اس کے بعد فوراً سود لینے سے باز آ جائے تو حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جو اس نے سود لیا تھا وہ اس کے لئے جائز ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اس حکم کا مکلّف نہیں تھا جبکہ آیتِ حرمت کے نزول کے بعد اس کو لینا جائز نہیں، پس جس نے توبہ کر لی اس پر لازم ہے کہ وہ لیا ہوا تمام سود واپس کر دے، اگرچہ یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ اسے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے سود کے حرام ہونے کا علم نہ ہو سکا تھا تب بھی اس پر لازم ہے کہ لیا ہوا تمام سود واپس کر دے کیونکہ اُس نے یہ سود اُس وقت لیا تھا جب وہ اس حکم کا مکلّف تھا اور ناواقفیت کا عذر اس کے گناہ گار ہونے میں اگرچہ مؤثر نہ بھی ہو لیکن مالی حقوق میں وہ ضرور مؤثر ہوتا ہے۔ اور باقی رہا اس کے گذشتہ سود کا معاملہ تو وہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے، یا پھر سود سے باز آ جانے کا یا سود کے قابلِ معافی یا ناقابلِ معافی ہونے کا معاملہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے، اس کی توجیہات کے بارے میں مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کئی ایک آراء ہیں،

حضرتِ سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جس صورت کو میں نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حکم (وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ) اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو سود کے کھانے یا نہ کھانے کی وضاحت کئے بغیر اسے حلال نہ سمجھے۔''

مگر آیت کے آخری الفاظ (وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿﴾) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے جو سود تو لے مگر اسے حلال نہ جانے۔ اور پہلی صورت پر آیتِ مبارکہ کا لفظ ''فَانْتَهٰى'' دلالت کرتا ہے یعنی وہ یہ کہنے سے باز آ جائے کہ ''بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔''

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ

یعنی اگر وہ اپنے اسی سابقہ قول ''یعنی بیع بھی تو سود کی طرح ہے۔'' کی جانب لوٹا، لیکن سود کو حلال نہ خیال کیا بلکہ حرام ہی جانا تو اب اس کی دو صورتیں ہوں گی: (۱) وہ سود کھانے سے بھی رک جائے گا حالانکہ یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ ''وَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِ'' کا فرمان اس کے لائق نہیں، بلکہ اس کے لائق محض مدح وتعریف ہے اور (۲) اگر سود کھانے سے تو باز نہ آئے لیکن اسے حرام ضرور جانے تو یہاں اس آیۂ مبارکہ سے یہی مراد ہے کیونکہ اب اس کا معاملہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اسے سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے، جیسا کہ اس کا فرمانِ عالیشان بھی ہے:

وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۴، النساء: ۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا

یعنی **اللہ** عزوجل سود خوروں کے معاملے کو ان کے مقصود کے برعکس ملیامیٹ کر دے گا، چونکہ انہوں نے **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور غضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مال کی زیادتی کو ترجیح دی پس وہ نہ صرف اس زیادتی بلکہ اصل مال کو بھی ختم کر دے گا یہاں تک کہ ان کا انجام انتہائی فقر ہو جائے گا، جیسا کہ اکثر سود خوروں کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے، اگر فرض کر لیں کہ وہ اسی دھوکا میں مبتلا ہو کر اس دارِ فانی سے چل بسا تو **اللہ** عزوجل اس کے وارثوں کے ہاتھوں اس کا مال تباہ و برباد کر دے گا پس تھوڑی ہی مدت کے بعد انتہائی فقر اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔

سود کا انجام کمی پر ہوتا ہے:

{6}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(بظاہر) سود اگرچہ زیادہ ہی ہو آخرکار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۰۲۶، ج۲، ص۱۰۹)

اسی ہلاکت و بربادی میں سے یہ بھی ہے کہ،

(۱)......اس پر مذمت، بغض اور عدالت و امانت کے زوال کے احکام مرتّب ہوتے ہیں،

(۲)......اس کا نام فاسق، تنگ دل اور دُرشت رکھ دیا جاتا ہے،

(۳)......جس کا مال اس نے ظلماً لیا ہو اس کی بددعاؤں سے لعنت کا حقدار ٹھہرتا ہے، یہی وہ سبب ہے جو اس کی جان اور مال سے

خیر وبرکت کے خاتمے کا باعث بنتا ہے کیونکہ مظلوم کی دعا اور **اللہ** عزوجل کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

{7}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب مظلوم ظالم کے لئے بددعا کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس مظلوم سے ارشاد فرماتا ہے: ''میں تیری ضرور مدد فرماؤں گا اگرچہ کچھ مدت بعد ہی ہو۔''

(۴)......جو سود کا مال جمع کرنے میں مشہور ہو تو کئی ایک مصائب اس کا رخ کر لیتے ہیں مثلاً چور، ڈاکو وغیرہ گمان کرتے ہیں کہ حقیقتاً مال اس کا نہیں (لہذا چوری کر لیتے ہیں)۔

آخرت میں تباہی وبربادی، سودخور کا مقدر:

بیان کردہ سب ہلاکتیں وہ ہیں جن کا دنیا ہی میں سود خور کو سامنا کرنا ہوگا جبکہ آخرت کی تباہی وبربادی یہ ہے:

{8}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''اس کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صلہ رحمی۔''

(تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۷۶، ج۲، ص۲۷۴)

اس کے علاوہ وہ مرے گا تو اپنا سب مال واسباب پیچھے چھوڑ جائے گا لہذا اس کے سبب اس پر اپنا اور اپنے پیروکاروں کا بھی وبال اور عذابِ الیم ہوگا، اسی لئے منقول ہے کہ،

{9}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی ان کی مثل سے دوچار نہ ہوگا: تمام کا تمام مال چھوڑنا اور پھر اس پر سزا بھی پانا۔''

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ ''اغنیاء جنت میں فقراء سے 500 سال بعد داخل ہوں گے۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزۃ، تحت الحدیث:۲، ج۱، ص۵۲)

تو جب مالِ حلال کی وجہ سے اغنیاء کی یہ حالت ہوگی تو جن کا کاروبار ہی حرام ہو ان کا کیا حال ہوگا؟

المختصر یہ کہ یہ سب وہ ہلاکتیں، بربادیاں، نقصان، گھاٹے اور ذلتیں ہیں جن کا اسے سامنا کرنا ہوگا۔

وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ

یعنی فرشتہ دنیا میں اس کے لئے **اللہ** عزوجل سے صدقات کی زیادتی کا سوال کرتا ہے کہ وہ اس خرچ کرنے والے کو اچھا نعم البدل عطا فرمائے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ،

{10}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی دن ایسا نہیں جس

میں ایک فرشتہ یہ نہ پکارتا ہو: اے اللہ عزوجل! اس خرچ کرنے والے کو اچھا نعم البدل عطا فرما۔''

(کشف الخفاء، حرف الھمزۃ مع اللام، الحدیث: ۵۴۹، ج ۱، ص ۱۶۷)

اس طرح ہر روز اس کا مرتبہ اور ذکرِ جمیل زیادہ ہوتا جاتا ہے، دل اس کی جانب مائل ہوتے ہیں، فقراء کے دلوں سے اس کے لئے خالص دُعا نکلتی ہے، اس سے لوگوں کی حرص اور طمع ختم ہو جاتی ہے، جب وہ فقراء ومساکین کے معاملات کی دیکھ بھال میں مشہور ہو جائے تو ہر ایک اسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرتا ہے، نیز ہر لالچی اور ظالم انسان بھی اس کا سامنا کرتے ہوئے ڈرتا ہے، اور آخرت میں یہ سب کچھ بڑھ کر اس قدر ہو چکا ہوگا کہ ایک لقمہ بھی پہاڑوں کی مثل ہوگا جیسا کہ سابقہ زکوٰۃ کے باب میں بیان ہونے والی احادیثِ مبارکہ میں گزرا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ

اس آیتِ مبارکہ میں کفار اور اثیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں جن میں سود کو حلال جاننے والے اور سود کھانے والے کا ان دونوں پر استمرار پایا جا رہا ہے، ان دونوں افراد کا اپنے افعال سے رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ مروی ہے کہ

{11}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز یا حج ترک کیا اس نے کفر کیا، جس نے اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں وطی کی اس نے کفر کیا اور جس نے اس کی دُبر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کی اس نے بھی کفر کیا۔''

حدیثِ پاک کا مفہوم:

اس (حدیث) سے مراد یہ ہے کہ وہ کفر کے قریب کرنے والے اعمال ہیں کہ اگر ان اعمال خبیثہ کو بجالاتا رہا تو ایک دن یہی اس کے کفر اور بُرے خاتمہ کا باعث بنیں گے، یہاں اس مبالغہ میں بہت زیادہ ڈرانا مقصود ہے۔

{۲} فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا

لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ (پ۳، البقرۃ، ۲۷۸ تا ۲۸۱)

تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اسکی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا

قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ ترہیب (یعنی ڈرانے) کے بعد ترغیب ہوتی ہے یا پھر کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے لہذا یہاں بھی اس کے انجام سے نصیحت دلاتے ہوئے، مطیع وفرمانبردار کے مقام ومرتبہ کو ایک عاصی وگناہ گار سے ممتاز کرتے ہوئے، نیز اس پر ان کی تعریف ومذمت میں مبالغہ کرتے ہوئے ترہیب کے بعد ترغیب کا ذکر ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو! **اللہ** عزوجل سے ڈرو اور سود کی بقیہ رقم کو مقروضوں سے وصول نہ کرو، اور اس سے قبل **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان **فَلَهٗ مَا سَلَفَ** سے واضح کر دیا ہے کہ حرمتِ سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے جو سود وصول کیا گیا وہ حرام نہیں سوائے اس کے کہ جو سود حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد وصول کیا گیا کیونکہ وہ حرام ہے اب اس شخص کے لئے اپنے اصل مال سے زائد مال لینا جائز نہیں اس وجہ سے اب نزولِ حکم کے بعد مکلّف ہونے کی بناء پر اس پر ایسا کرنا حرام ہوگا۔

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہلِ مکہ تمام یا چند ایک اور اہلِ طائف کے چند افراد سودی لین دین کیا کرتے تھے لہذا جب وہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تو اس سود میں ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس پر انہوں نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا تو یہ آیتِ مبارکہ اس بات کا حکم لے کر اُتری کہ وہ صرف اپنے اصل اموال ہی واپس لیں گے اس سے زائد کچھ وصول نہیں کریں گے۔

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''خبردار، **جان لو!** زمانۂ جاہلیت کا ہر معاملہ میرے قدموں تلے ختم کر دیا گیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جس کو میں ختم کر رہا ہوں وہ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔''

(صحیح المسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۹۵۰، ص ۸۸۱)

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یعنی اگر تم ایمان والے ہو تو سودی کاروبار سے باز آجاؤ اور اگر اس سے نہ رُکے تو **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے اعلان جنگ کر دو، اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اس حرب سے مراد یا تو دُنیوی جنگ ہے یا پھر اُخروی جنگ۔

دُنیوی جنگ سے مراد یہ ہے کہ شریعت نافذ کرنے والے حکام پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں سود لینے کا پتہ چلے تو اسے قید کر دیں یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے، لیکن اگر سود خور صاحبِ حیثیت اور ذِی حشم ہو کہ تم اس پر جنگ کئے بغیر قدرت حاصل نہیں کر سکتے تو اسی طرح جنگ کرو جیسے (حضرت سیدنا) ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ کی تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے: ''جو سودی کاروبار میں ملوث ہو اس پر توبہ پیش کی جائے اگر توبہ کر لے تو اچھی بات ہے ورنہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔''

آیتِ مبارکہ میں جنگ کرنے کا یہ حکم دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے کہ یا تو مطلقاً جو بھی سود لے اس کے ساتھ جنگ کی جائے یا پھر صرف اس کے ساتھ جو اسے حلال اور جائز سمجھ کر لے، ایک قول یہ مروی ہے کہ ''اعلانِ جنگ سود کو جائز سمجھنے والے سے ہے۔'' جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے بھی اور دوسروں سے بھی ہے، لیکن آیتِ کریمہ کی ترتیب کے لحاظ سے مناسب پہلا قول ہے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل کے فرمانِ عالیشان کا مفہوم ہے کہ ''اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے چھوڑ دو جو باقی ہے، اور اگر ایمان نہیں رکھتے تو اعلانِ جنگ کر دو۔''

اُخروی جنگ سے مراد یہ ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل اس کا خاتمہ برائی پر فرمائے گا، کیونکہ جس نے بھی **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ساتھ جنگ کی تو اس کا خاتمہ بالخیر کس طرح ہو سکتا ہے؟ نیز **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے جنگ کرنا درحقیقت اس کی رحمت کے مقامات سے دوری اور بدبختی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنا ہے۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ

یعنی اگر تم سود کی حلّت کے پہلے قول سے توبہ کر لو یا دوسرے قول کے مطابق عمل سے توبہ کر لو تو تمہارے لئے صرف اصل مال لینا جائز ہے تاکہ اس اصل مال پر مقروض سے زیادہ مال لے کر نہ تو اس پر تم ظلم کرو اور نہ ہی تمہارے اصل مال میں کمی کر

کے تم پر کوئی ظلم کیا جائے گا۔

جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو سود کا تقاضا کرنے والوں نے یہ کہتے ہوئے توبہ کرلی کہ ''ہم **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں کیونکہ ہم میں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔'' لہٰذا وہ اپنے اصل مال لینے پر ہی راضی ہوگئے اور جب ان کے مطالبہ کی وجہ سے مقروضوں نے تنگ دستی کا شکوہ کیا تو انہوں نے صبر کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ

یعنی اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو تو تم پر لازم ہے کہ اسے کشادگی تک مہلت دو، اسی طرح تنگ دست کو ہر قسم کے قرض میں مہلت دینا واجب ہے[1] لیکن یہ خاص سبب سے نہیں بلکہ مذکورہ (آیۂ مبارکہ کے) الفاظ کے عموم سے استدلال ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ 0 وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ 0 (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۰۔۱۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! سود دُونا دُون (دُگنا) نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اگر کسی کا کسی پر مخصوص مدت تک کے لئے 100 درہم قرض ہوتا اور مقروض تنگ دستی کی بناء پر ادا نہ کرسکتا تو قرض خواہ اس مقروض سے کہتا: ''میں تمہاری ادائیگی کی مقررہ مدت میں اضافہ کردیتا ہوں تم مال میں اضافہ کردو۔'' اس طرح بسا اوقات اس کا مال 200 درہم ہوجاتا، اور جب دوسری مقررہ مدت آتی اور مقروض دوبارہ رقم ادا نہ کرپاتا تو وہ مزید انہی شرائط پر مدت بڑھا دیتا یہاں تک کہ اس طریقہ سے وہ کئی مدتوں تک اضافہ کرتا جاتا اور اس طرح سینکڑوں درہم اس مقروض سے وصول کرلیتا، پس اسی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مفسّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر نعیمی میں ''**احکام القرآن**'' کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''مہلت دینا ہر اس قرض میں واجب ہے جو مالی کاروبار کا ہو جیسے تجارتی قرض، مگر دین، مہر، کفالہ، حوالہ، صلح کے روپیہ پر مہلت واجب نہیں۔'' (تفسیر نعیمی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۸۰، ج۳، ص۱۶۷)

اَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یعنی سود کو چھوڑ دو اور **اللہ** عزوجل سے ڈرو تا کہ تم فلاح و کامیابی پا سکو۔ اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کی جانب اشارہ پایا جارہا ہے کہ اگر اس سودی رَوِش (یعنی خصلت) کو ترک نہ کیا تو کبھی بھی فلاح و کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے، اس کا سبب وہی ہے جو گذشتہ آیتِ مبارکہ میں گزر چکا ہے یعنی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ اور جو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے برسرِ پیکار ہو اس کی فلاح و کامیابی کا تصور کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ نیز اس آیتِ مبارکہ میں برے خاتمے کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

یعنی اس آگ سے ڈرو جس کو کافروں کے لئے ان کی ذات کی وجہ سے اور دوسروں کے لئے کافروں کی پیروی کی وجہ سے تیار کیا گیا ہے، مراد یہ ہے کہ جہنم کی اکثر گھاٹیاں کافروں کے لئے تیار کی گئی ہیں اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ گناہ گار مؤمن ان میں داخل نہیں ہوں گے، بلکہ اسی آیتِ مبارکہ میں ہی اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ وہ مسلمان جو سودی کاروبار سے منسلک رہا تو وہ اس آگ میں کفار کے ساتھ ہی ہوگا جو کہ محض انہی کے لئے تیار کی گئی ہے، لہذا جب یہ بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ یہ سود **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کھلی جنگ ہے اور بُرے خاتمہ کا باعث ہے:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱۸، النور: ۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔

پس غور و فکر کرنا چاہئے کہ **اللہ** عزوجل نے اس آگ کی صفت بیان کی ہے کہ وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے، کیونکہ اس میں حد درجہ وعید ہے اس لئے کہ وہ مؤمنین جو گناہوں سے پرہیز کرنے کے مخاطب ہیں جب انہیں یہ علم ہوگا کہ اگر انہوں نے گناہوں سے بچنے سے روگردانی کی تو انہیں اس آگ میں ڈال دیا جائے گا جو کہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اس طرح ان کے اذہان میں کفار کی سزا کی زیادتی پختہ ہوگی تو وہ گناہوں سے مکمل طور پر رک جائیں گے۔

نیز اس میں بھی غور کرنا چاہئے کہ ان آیاتِ مقدسہ میں **اللہ** عزوجل نے سود خور کی مذمت میں جو وعید ذکر کی ہے اس سے رائی کے برابر بھی عقل و دانش رکھنے والا انسان اس گناہ کا قبیح ہونا آسانی سے جان لے گا۔ خصوصاً **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے محاذ آرائی اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دشمنی جیسے قبیح گناہ کا باعث بنتی ہے، جب آپ پر دنیا و آخرت کی

ہلاکتوں کا سبب بننے والے اس گناہ کی حقیقت آشکار ہو چکی ہے تو چاہئے کہ آپ اس سے رجوع کر لیں اور اپنے پرورد گار عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں۔

سودخوروں کے لئے ان آیاتِ مقدسہ میں جو عقوبتیں اور سزائیں بیان ہوئیں ان کے علاوہ کئی احادیثِ مبارکہ میں انہی جیسا مضمون ملتا ہے، اس مضمون کی تکمیل کی خاطر انہیں بھی یہاں ذکر کرنا پسند کروں گا۔

سود کی مذمّت پر احادیثِ مبارکہ:

{13}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سے گناہ ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی، شادی شدہ، مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ (ان الذین یاکلون اموال الیتمی......الآیہ) الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

{14}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس (یعنی بیت المقدس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا، اور نہر کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، نہر میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نہر والا) شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: ''یہ نہر میں کون ہے۔'' جواب ملا: ''یہ سود کھانے والا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربا و شاھدہ و کاتبہ، الحدیث: ۲۰۸۵، ص ۱۶۳)

{15}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پرورد گار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، الحدیث: ۴۰۹۲، ص۹۵۵)

{16}......دوسری روایت میں یہ بھی ہے: ''اور سود کے گواہوں اور سود لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۴۰۹۳، ص۹۵۵)

{17}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: ''یہ سب اس گناہ میں برابر ہیں۔''

(صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۹۵۵)

{18}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور یہ اِن سب سے بڑا گناہ ہے (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) جنگ کے دن میدان سے بھاگنا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا (یعنی بدوؤں جیسی زندگی اپنالینا)۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، الباب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲/۳۹۰، ج۱، ص ۲۹۱/۲۹۴)

{19}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی، کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی جحیفۃ، الحدیث: ۱۸۷۸۱، ج۶، ص ۴۵۶، "تقدمًا و تأخرًا")

{20}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''سود لینے والے، سود دینے والے، سود کے گواہ، سود کا کاغذ لکھنے والے جبکہ سود جان کر یہ کام کرتے ہوں، اسی طرح خوبصورتی کے لئے گودنے والی، گودوانے والی، صدقہ نہ دینے والے اور ہجرت کے بعد مرتد ہو کر اعرابی بن جانے والے لوگوں پر (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۸۸۱، ج۲، ص ۷۸)

{21}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''4 افراد ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نہ تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض......الخ، الحدیث: ۲۳۰۷، ج۲، ص ۳۴۔۳۳۸)

{22}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کا گناہ 73 درجے ہے، ان میں سب سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۶، ج۲، ص ۳۸)

{23}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کا گناہ 70 سے زائد درجے ہے اور شرک بھی اسی طرح ہے۔'' (البحر الزخار بمسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۵، ج۵، ص ۳۱۸)

{24}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کا گناہ 70 درجے ہے، ان میں سب سے کم یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔'' (شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۰، ج۴، ص ۳۹۴)

{25}......حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا سود کا ایک درہم لینا **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس بندے کے حالتِ اسلام میں 33 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۴، ج۴، ص ۲۱۱)

{26}......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''سود کے 70 گناہ ہیں، سب سے ہلکا اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کرنا ہے اور سود کا ایک درہم 30 سے زیادہ بار زنا کرنے سے برا ہے۔'' مزید فرمایا: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن سوائے سود کھانے والے کے ہر نیک اور فاجر کو کھڑا ہونے کی اجازت دے گا، وہ اگر کھڑا بھی ہوگا تو اس شخص کی طرح کھڑا ہوگا جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔'' (المصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الکبائر، الحدیث: ۱۹۸۷۶، ج۱۰، ص ۲۶)

{27}......حضرت سیدنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''33 بار زنا کرنا میرے نزدیک سود کا ایک درہم کھانے سے بہتر ہے جب میں سود کھاؤں تو **اللہ** عزوجل جانتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلۃ، الحدیث: ۲۲۰۱۷، ج۸، ص ۲۳)

{28}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سود کا ایک درہم جسے آدمی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۰۱۶، ج۸، ص ۲۲۳)

{29}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور سود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سود کا ایک درہم جو آدمی کو ملتا ہے 36 بار اس کے زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۳، ج۴، ص ۳۹۵)

{30}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ظالم شخص کی باطل کام میں اعانت کی تاکہ حق کو مٹائے تو وہ **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذمہ سے بری ہوگیا اور جس نے سود کا ایک درہم کھایا تو یہ 33 بار زنا کرنے کی طرح ہے اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۹۴۴، ج۲، ص ۱۸۰)

{31}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک سود کے

70 سے زائد دروازے ہیں ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی حالتِ اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، باب الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۸۴، ج ۲، ص ۶ ۰)

{32}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک سود کا گناہ 72 درجے ہے، ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۵، ج ۴، ص ۲۱۱)

{33}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے، ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۴، ص ۲۶۱۳)

{34}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پکنے سے پہلے کھجوریں خریدنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''جب کسی گاؤں میں زنا اور سود عام ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو **اللہ** عزوجل کے عذاب کا مستحق کر دیا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب اذا ظھر الزنا والربافی قریۃ ......الخ، الحدیث: ۲۳۰۸، ج ۲، ص ۳۳۹)

{35}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحْبوبِ ربُّ الْعٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو **اللّٰہ** عزوجل کے عذاب کا حق دار ٹھہرالیا۔'' (مسندابی یعلیٰ الموصلی، مسد عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۹۶۰، ج ۴، ص ۳۱۴)

{36}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم میں بھی سود ظاہر ہوا ان کو قحط سالی نے آلیا اور جس قوم میں بھی رشوت ظاہر ہوئی وہ دشمن سے مرعوب ہو گئے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث: ۱۷۸۳۹، ج ۶، ص ۲۴۵)

{37}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے معراج کی رات دیکھا کہ جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اپنے اوپر کڑک، چمک اور گرج دیکھی، پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے جن میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ سود

کھانے والے ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند ابی هريرة، الحديث: ۸۶۴۸، ج ۳، ص ۲۶۹،"قواصف بدله"صواعق")

{38}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اوران کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جوصبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں:''اے ہمارے رب عزوجل! قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔''میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا:''یہ کون ہیں؟''تو انہوں نے بتایا:''یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں سے سود کھانے والے ہیں، یہ کھڑے نہیں ہوسکتے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے چھوکر پاگل بنادیا ہو۔''

(الترغيب والترهيب، كتاب البيوع ، باب الترهيب من الربا......الخ ،الحديث: ۲۸۹۱ ، ج ۲ ،ص ۷ ۰

{39}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے قریب زنا، سود اور شراب عام ہوجائیں گے۔'' (المعجم الاوسط ، الحديث: ۷۶۹۵، ج۵ ، ص ۳۸۶)

{40}......حضرت سیدنا قاسم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکے بنانے والوں کے بازار میں دیکھا، آپ فرمارہے تھے:''اے سکے بنانے والو! تمہیں خوشخبری ہو۔''انہوں نے کہا:''**اللہ** عزوجل آپ کو جنت کی خوشخبری دے، اے ابومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے ہمیں کس بات کی خوشخبری دی ہے۔''تو آپ نے ارشاد فرمایا: سرکارِمدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سکے بنانے والوں کو جہنم کی بشارت دے دو۔''

(مجمع الزوائد، كتاب البيوع ، باب ماجاء فى الربا،الحديث: ۶۵۸۷، ج ۴، ص ۲۱۴

{41}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں: (۱) لوٹ مار یعنی جس نے کوئی چیز چوری کی قیامت کے دن اسے لانی پڑے گی اور (۲) سود کھانا یعنی جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس مجنون بن کراٹھے گا، پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ (پ۳، البقرة:۲۷۵)

(مجمع الزوائد، كتاب البيوع ، باب ماجاء فى الربا،الحديث:۶۵۸۸، ج ۴، ص ۲۱۴

{42}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''سود کھانے والا بروز

قیامت (دیوانوں کی طرح) اپنے پہلوؤں کو گھسیٹتا ہوا آئے گا۔'' (درالمنثور، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۵ ج ۲، ص ۱۰۲)

{43}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے مال میں بھی سود سے اضافہ ہوگا اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۹، ص ۲۶۱۳)

{44}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(بظاہر) سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہوجائے اس کا انجام کمی پر ہی ہوتا ہے۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب الربا وان کثر......الخ، الحدیث: ۲۳۰۹، ج ۲، ص ۳۳۹)

{45}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا اور جو نہیں کھائے گا اس تک اس کا غبار پہنچ جائے گا۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۸، ص ۲۶۱۳)

{46}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمت کے کچھ لوگ برائی اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حرام کو حلال سمجھنے، گانے گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الاشربۃ، باب فیمن یستحل الخمر، الحدیث: ۸۲۱۵، ج ۵ ص ۱۱۹)

{47}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس اُمت کی ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گی، پھر جب وہ صبح کریں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے اور ان میں دھنسانے اور پھینکے جانے کے واقعات رونما ہوں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: ''آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا۔'' اور ان پر آسمان سے پتھر پھینکے جائیں گے جیسا کہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے اس لئے کہ وہ شراب پئیں گے، ریشم پہنیں گے، گانے گانے والیاں رکھیں گے، سود کھائیں گے اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کریں گے۔'' (کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق، قسم الاقوال، الحدیث: ۴۴۰۱۱، ج ۱۶، ص ۳۶)

تنبیہ:

سود کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں اسے کبیرہ بلکہ اکبرُ الکبائر کہا گیا ہے۔

{48}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود (۶) جنگ کے دن بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ، باب رمی المحصنات ......الخ، الحدیث: ۶۸۵۷، ص ۵۷۲)

{49}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو (ناحق) قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الشھادات، باب من تجوز شھادتہ......الخ، الحدیث: ۲۰۷۵۲، ج۱۰، ص ۳۱۴)

{50}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲، ج ۱، ص ۲۹۱)

{51}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو: **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۶۳۶، ج۶، ص ۱۰۳)

{52}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا تذکرہ تھا اور حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر بھیجا، خط میں لکھا تھا: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن **اللہ** عزوجل کے جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہیں۔''

(سنن الکبرٰی للبیھقی، کتاب الزکاۃ، باب کیف فرض الصدقۃ، الحدیث: ۷۲۵۵، ج۴، ص ۴۹)

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا (یعنی دینے والا)، لکھنے والا، گواہ، اس میں کوشش کرنے والا، اس پر مددگار تمام کے تمام فاسق ہیں اور اس میں کسی قسم کا بھی دخل کبیرہ گناہ ہے۔

کبیرہ نمبر185: قائلینِ حرمت کے نزدیک سود میں حیلہ کرنا

{1}......بعض علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، مروی ہے: ''سود خور، سود کھانے کے لئے حیلے بہانے کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن کتوں اور خنزیروں کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے، جیسا کہ اصحابِ سبت کے چہرے مسخ کر دیئے گئے، جب انہوں نے ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کا حیلہ کیا جن کا شکار کرنے سے **اللہ** عزوجل نے انہیں روک دیا تھا، پس انہوں نے حوض کھود دیئے جن میں ہفتے کے دن مچھلیاں گر جاتیں یہاں تک کہ وہ اتوار کے دن انہیں پکڑ لیتے، جب انہوں نے ایسا کیا تو **اللہ** عزوجل نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل دیا اور یہی حال ان لوگوں کا ہے جو سود پر مختلف قسم کے حیلے بہانے کرتے ہیں حالانکہ **اللہ** عزوجل پر حیلے کرنے والوں کے حیلے پوشیدہ نہیں۔'' (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، باب الربا، ص ۷۰)

سیدنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے: ''وہ **اللہ** عزوجل کو دھوکا دیتے ہیں جیسا کہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں، اگر وہ بات واضح کر دیتے تو ان پر آسان ہوتا۔''

تنبیہ: سود میں حیلہ کرنا

سود وغیرہ میں حیلہ کرنے کو حضرتِ سیدنا امام احمد بن حنبل اور حضرتِ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حرام قرار دیا ہے اور استدلال کا قیاس یہ ہے کہ قائلینِ حرمت کے نزدیک حیلہ کے ساتھ سود لینا کبیرہ گناہ ہے، اگرچہ اس کے جواز میں اختلاف ہے۔

حضرتِ سیدنا امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سود وغیرہ میں حیلہ کو جائز قرار دیا ہے اور ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل حدیثِ پاک سے اس کی حلت پر استدلال کیا ہے:

{2}......خیبر کا عامل حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بہت سی عمدہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے پوچھا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟'' اس نے جوب دیا: ''نہیں، بلکہ ہم گھٹیا کھجوریں لوٹا دیتے ہیں اور گھٹیا کے دو صاع کے بدلے میں عمدہ کھجوروں کا ایک صاع لے لیتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اس طرح کرنے سے منع فرما دیا اور اسے بتایا کہ یہ سود ہے پھر اس میں حیلہ بتایا اور وہ یہ ہے کہ دراہم کے بدلے میں گھٹیا کھجوریں بیچ دے اور ان دراہم کی عمدہ کھجوریں خرید لے۔''

یہ ان حیلوں میں سے ہے جن میں اختلاف واقع ہوا ہے پس جس کے پاس دو صاع گھٹیا کھجوریں ہوں اور وہ ان کے

بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں لینا چاہتا ہو تو اس کے لئے کسی دوسرے عقد کے واسطے کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس (یعنی دوصاع گھٹیا کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں لینے) کے سود ہونے میں اجماع ہے۔ جب اس نے ایک درہم کی دو صاع گھٹیا کھجوریں بیچیں اور اس ایک درہم کی ایک صاع عمدہ کھجوریں خریدلیں جو اس کے ذمہ تھا تو وہ سود سے بچ گیا کیونکہ عقد کھانے والی چیز اور روپے میں واقع ہوا نہ کہ دو کھانے والی چیزوں کے درمیان، لہذا ربا کی صورت نیست ونابود ہوگئی تو اس وقت حرمت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ پس معلوم ہوا کہ خیبر کے عامل کو رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے جو حیلہ سکھایا وہ سود وغیرہ میں حیلہ کے مطلق جائز ہونے میں نص ہے کیونکہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

ان لوگوں نے مذکورہ یہودیوں کے قصہ سے جو استدلال کیا وہ اس بات پر مبنی ہے کہ ''جو چیز ہم سے پہلی اُمتوں کے لئے مشروع تھی وہ ہمارے لئے بھی مشروع ہے۔'' حالانکہ صحیح بات اس کے برعکس ہے کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہماری شریعت میں ان کے مخالف کچھ بھی نہیں حالانکہ آپ جان چکے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے جو چیز ہمارے لئے مشروع قرار دی ہے وہ ان کے مخالف ہے۔

بیع کی ممنوع صورتیں

کبیرہ نمبر186: منع الفحل

(یعنی نر جانور کو جفتی کے لئے دینے سے روکنا)

{1}......حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، فالتو پانی اور نر کو روکنا ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۷، ج۱، ص ۲۹۶)

تنبیہ:

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس کا نقصان دوسرے کبیرہ گناہوں کے نقصان کو نہیں پہنچتا اور حدیث میں اس کا ذکر مقدم

ہونے کی وجہ سے ہم نے اسے ذکر کیا۔

یہ اس بات کی تائید ہے کہ جفتی کے لئے نر کو عاریتاً دینے کی غایت یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اگر اسے صحیح کہا جائے تو اسے ایسی صورت پر محمول کرنا ممکن ہے کہ اگر کسی گاؤں والے اپنے پاس نر نہ ہونے کی وجہ سے نر کے محتاج ہو گئے تو اس وقت نر کو لینا ضروری ہے کیونکہ مادہ کے پیدائش میں ہی روحوں کی اور دودھ سے بدن کی زندگی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ سب مفت میں ہو۔

اعتراض: اگر آپ کہیں کہ یہاں پر کیسے اجارہ کا تصور کیا جا سکتا ہے حالانکہ نر کی نسل کو روکنے کے بارے میں **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحیح حدیثِ پاک موجود ہے اور اس نر کی نسل کو روکنے سے مراد اس کی جفتی کرنے کی تعداد یا مادۂ منویہ کی مقدار کی بیع ہے یا جفتی کرنے کی اُجرت لینا ہے؟

جواب: مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) **کہتا ہوں:** اس کی صورت ممکن ہے وہ یہ کہ مادہ جانور کا مالک معین مدت کے لئے معین مال کے بدلے نر اُجرت پر لے اگرچہ ایک گھڑی کے لئے ہی ہو، اس سے جو چاہے نفع اٹھالے پس یہ اجارہ صحیح ہے جیسا کہ اجارہ کے باب میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا قیاس ہے اور وہ اس کے پورے منافع حاصل کرے گا اگرچہ وہ اسے اپنے مادہ جانور سے جفتی کرائے کیونکہ جس چیز کا اسے قصداً اُجرت پر لینا جائز نہیں تبعاً جائز ہو جائے گا (یعنی جفتی کے لئے اجرت پر نہیں لے سکتا لیکن کلی اختیارات کے ساتھ اُجرت پر لینے کے بعد جفتی بھی کرا سکتا ہے)۔

﷽ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 187: بیوعِ فاسدہ اور دیگر حرام ذرائع سے روزی کمانا

اللّٰہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ۵، النسآء:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

اس سے مراد کیا ہے اس میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق: ''اس سے مراد سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کے ذریعے مال بیچنا ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''باطل سے مراد وہ مال ہے جو انسان سے کسی عوض کے بغیر لیا

جاتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کسی کے ہاں کھانا کھانے سے احتراز کرنے لگے یہاں تک کہ سورۂ نور کی یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ (پ۱۸، النور:۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر۔

ایک قول یہ ہے: ''ان سے مراد عقود فاسدہ ہیں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ **مُحۡکَمۡ** ہے (یعنی اس کا حکم پختہ ہے)، منسوخ (یعنی جس کا حکم ختم ہو جائے) نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی کیونکہ باطل طریقے سے مال کھانا ہر اس صورت کو شامل ہے جس میں ناحق مال لیا جائے خواہ وہ ظلم کے طریقے سے ہو جیسے غصب، خیانت اور چوری وغیرہ یا مزاح، مسخری یا کھیل کود مثلاً جوا اور آلاتِ لہو وغیرہ (عنقریب ان تمام چیزوں کا بیان آئے گا) یا مکر وفریب کے طریقے سے لیا جائے جیسے عقدِ فاسد کے ذریعے حاصل کیا جانے والا مال۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ انسان کے اپنے ہی مال کو باطل طریقے سے کھانے کو بھی شامل ہے مثلاً آدمی اپنا اور دوسرے کا مال حرام کام میں خرچ کرے جیسے مذکورہ مثالیں۔

اللہ عزوجل کے اس فرمان: ''**اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً**'' میں استثناء منقطع ہے کیونکہ باطل کا خواہ کوئی بھی معنٰی مراد لیا جائے، تجارت باطل کی جنس سے نہیں اور اسے متصل بنانے کے لئے سبب کی تاویل کرنا اپنے محل میں نہیں اور تجارت کا لفظ اگرچہ عوض والے عقود کے ساتھ خاص ہے مگر قرض اور ہبہ وغیرہ بھی دیگر دلائل کی بناء پر اس کے ساتھ ملحق ہیں۔

اللہ عزوجل کے اس فرمان: ''**عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ**'' سے مراد یہ ہے کہ جائز طریقے کے مطابق خوش دلی ہو اور اس میں کھانے کا خاص طور پر ذکر کرنا کھانے کے ساتھ مقید کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کے مال سے نفع حاصل کرنے کے غالب ذریعہ ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے، جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ میں ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ (پ۴، النسآء:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔

اس بحث کے دلائل وافر ہیں اور اس میں سختی پر وارد احادیثِ مبارکہ بھی بیشتر ہیں مگر ہم ان میں سے بعض پر اکتفاء کریں گے۔

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور **اللہ** عزوجل نے مؤمنین کو وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو دیا تھا پس **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ ترجمۂ کنزالایمان: اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔

(پ۱۸، المؤمنون:۵۱)

اور فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

(پ۲، البقرۃ:۱۷۲)

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام ہو، پینا حرام، لباس حرام، اور غذا حرام، پھر اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔'' (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسبِ حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبولِ دعا کے اسباب بے کار ہیں) (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۳۵۶، ج۳، ص ۲۲۰)

{2}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رزقِ حلال کی تلاش ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۶۱۰، ج۶، ص ۲۳۱)

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رزقِ حلال کی تلاش فرائض کی ادائیگی کے بعد ایک فرض ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۹۹۳، ج۱۰، ص ۷۴)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے پاکیزہ کھانا کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں ایسے لوگ بہت ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے چند صدیاں بعد بھی ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب حدیث اعقلھا وتوکل ......الخ، الحدیث: ۲۵۲۰، ص۱۹۰۵)

{5}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں چار خوبیاں ہوں تو تمہیں دنیا کی

کسی محرومی سے نقصان نہ ہوگا: (۱) امانت کی حفاظت (۲) سچی بات کہنا (۳) حسن اخلاق اور (۴) پاک کھانا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۶۴، ج ۲، ص ۹۲)

{6}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی روزی پاکیزہ ہو، باطن اچھا ہو، ظاہر عزت والا ہو اور جو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے اس کے لئے خوشخبری ہے، نیز جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنا ضرورت سے زائد مال خرچ کیا اور فضول گوئی سے رکا رہا اس کے لئے سعادت ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶۱۶، ج ۵، ص ۷۲)

{7}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سعد (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! اپنی غذا پاک کر لو! مستجابُ الدعوات ہو جاؤ گے، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۹۵، ج ۵، ص ۳۴)

{8}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس میں امانت نہیں نہ اس کا دین ہے نہ نماز اور نہ ہی زکوٰۃ۔ جس نے حرام مال سے قمیص بنا کر پہنی جب تک وہ قمیص اتار نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی، بے شک یہ بات **اللہ** عزوجل کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسے شخص کا عمل یا نماز قبول فرمائے جس نے حرام کی قمیص پہن رکھی ہو۔''

(البحر الزخار، بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۱۹، ج ۳، ص ۶۱)

{9}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''جس نے 10 درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا **اللہ** عزوجل اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے یہ بات تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن خطاب، الحدیث: ۵۷۳۶، ج ۲، ص ۴۱۶ تا ۴۱۷)

چوری کا مال خریدنے کا گناہ:

{10}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود (وہ مال) خریدا وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا۔''

(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۰۰، ج ۴، ص ۳۸۹)

{11}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف جائے اور لکڑیاں جمع کرے، پھر انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور اس کے ذریعے روزی کمائے تو یہ اس کے لئے **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ شئے کو اپنے منہ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔''

(المسند لا مام احمد بن حنبل ، مسند ابی ہریرۃ ، الحدیث: ۷۴۹۳، ج ۳ ، ص ۶۸)

{12}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا اس کے لئے اس میں کوئی اجر نہیں اور اس کا بوجھ (یعنی گناہ) اسی پر ہوگا۔''

(المستدرک، کتاب الزکاۃ ، باب من تصدق من مال حرام...... الخ،الحدیث: ۱۴۸۰، ج ۲، ص

{13}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے حرام مال کمایا پھر اس سے غلام آزاد کیا اور صلہ رحمی کی تو یہ اس پر گناہ ہوگا۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترغیب فی طلب الحلال......الخ،الحدیث: ۲۶۸۳، ج ۲، ص ۵۰

{14}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:''**اللہ** عزوجل نے تمہارے درمیان اخلاق کو اسی طرح تقسیم کر دیا ہے جس طرح تمہارا رزق تقسیم فرمایا ہے اور **اللہ** عزوجل جس سے محبت فرماتا ہے اسے بھی دنیا دیتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے، مگر دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے وہ محبت فرماتا ہے اور **اللہ** عزوجل نے جسے دین عطا فرمایا گویا اُس نے اس (بندے) سے محبت فرمائی۔ اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے زبان و دل مسلمان (یعنی محفوظ وسلامت) نہ ہوجائیں اور وہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوجائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس کے شر سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس کی بددیانتی اور ظلم، اور جو بندہ مالِ حرام کما کر صدقہ کرے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا نہ ہی اس کے کسی خرچ میں برکت ہوتی ہے اور وہ جو کچھ ترکے میں چھوڑ کر مرے گا وہ جہنم کی طرف اس کا زادِراہ ہوگا، **اللہ** عزوجل برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا مگر برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے، بے شک گندگی گندگی کو نہیں مٹاتی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود ، الحدیث: ۳۶۷۲ ، ج ۲ ، ص ۳۳

{15}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کثرت سے جہنم میں داخل کرنے والی شئے کے بارے

میں سوال ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منہ اور شرمگاہ۔'' اور لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرنے والی شئے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کا ڈر اور اچھا اخلاق۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی حسن الخلق ، الحدیث: ۲۰۰۴ ، ص ۸۵۲

{16}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بروزِ قیامت بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے اِن 4 چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: (۱) عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی کے بارے میں کہ کس طرح گزاری (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب فی القیامة ، الحدیث: ۲۴۱۶ ، ص ۱۸۹۴

{17}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا سرسبز اور لذیذ ہے، جو اس میں حلال ذریعے سے کمائے گا اور اسے حق کی جگہ خرچ کرے گا **اللہ** عزوجل اُسے ثواب عطا فرما کر اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس میں حرام طریقے سے کمائے گا اور اسے ناحق جگہ خرچ کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اہانت کے گھر (یعنی جہنم) میں داخل فرمائے گا۔ **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مال میں بددیانتی کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے بروزِ قیامت (جہنم کی) آگ ہوگی۔'' چنانچہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

کُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ﴿۹۷﴾ (پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۹۷) ترجمۂ کنز الایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(شعب الایمان ، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة ، الحدیث: ۵۵۲۷، ج۴ ، ص ۳۹۶

{18}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس گوشت اور خون نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کی زیادہ حقدار ہے۔''

(صحیح ابن حبان ،کتاب الحظر والاباحة ، الحدیث: ۵۵۴۱، ج۷، ص ۴۳۶

{19}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گوشت اور خون حرام سے پلے بڑھے آگ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السفر ، باب ما ذکر فی فضل الصلاة ،الحدیث: ۶۱۴ ، ص ۱۷۰۶

{20}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس جسم نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً داخل نہ ہوگا)۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۷۹، ج۱، ص۵۷)

تنبیہ: حرام کھانے کی وجہ سے ہونے والے گناہ

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر بالکل صریح ہے کیونکہ یہ لوگوں کے مال کو باطل طریقے سے کھانا ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس باب میں ٹیکس وصول کرنے والا، خائن، چور، (مقدار میں کمی کرنے کے لئے) تیل کی کُپیاں بنانے والا، سود کھانے اور کھلانے والا، یتیم کا مال کھانے والا، جھوٹا گواہ، اُدھار چیز لے کر انکار کر دینے والا، رشوت خور، ناپ تول میں کمی کرنے والا، عیب زدہ شئے کو عیب چھپا کر بیچنے والا، جواء کھیلنے والا، جادوگر، نجومی، تصویریں بنانے والا، زنا کرنے والی، مردوں پر نوحہ کرنے والی، ایسا دلال (کمیشن ایجنٹ) جو بیچنے والے کی اجازت کے بغیر اُجرت (یعنی کمیشن) لے، خریدنے والے کو زیادہ قیمت بتانے والا اور جس نے کوئی آزاد شخص بیچ کر اس کی قیمت کھائی وغیرہ داخل ہیں۔''

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس بات کی تائید کرتا ہے جو میں نے آیتِ کریمہ کی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ باطل ان میں سے ہر چیز کو شامل ہے اور ہر اس کو بھی شامل ہے جو کسی شرعی دلیل کے بغیر حاصل کی جائے۔

{21}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل ان کی نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیسے ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے پس **اللہ** عزوجل ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔''

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثامنۃ والعشرون، فصل فی من ......الخ، ص ۱۳۶)

صالحین میں سے کسی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''**مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟**'' (یعنی **اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟) اس نے جواب دیا: ''اچھا سلوک کیا مگر مجھے ایک سوئی کی وجہ سے جنت سے روک دیا گیا جو میں نے ادھار لی تھی اور واپس نہ کی۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے نیکی کے کام میں حرام مال خرچ کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے پیشاب سے کپڑا پاک کیا۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال چیز کے 9 حصے چھوڑ دیتے تھے۔''

حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو ساریہ ستارے کے قیام جتنا قیام کرلے پھر بھی تجھے نفع حاصل نہ ہوگا جب تک کہ تو اپنے پیٹ میں داخل ہونے والے کھانے میں غور نہ کرلے۔''

{22}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عذاب کے مستحق لوگوں کے گھروں پر ہر دن اور ہر رات ایک فرشتہ نداء دیتا ہے: ''جس نے حرام کھایا اس کا نہ کوئی نفل قبول ہے نہ فرض۔''

(کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ والعشرون، فصل فی من ......الخ، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے شبہ کا ایک درہم لوٹانا ایک لاکھ، ایک لاکھ اور ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

{23}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: جس نے حرام مال سے حج کیا اور **لَبَّیْک** کہا تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''تیری کوئی **لَبَّیْک** نہیں، نہ ہی **سَعْدَیْک** اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا۔''

(کنزالعمال، کتاب الحج والعمرۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۱۸۹۶، ج۵، ص ۱۲)

ابن سباط علیہ رحمۃ ربِّ العباد ارشاد فرماتے ہیں: ''جب نوجوان عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: ''دیکھو اس کا کھانا کیسا ہے۔'' اگر اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے تو کہتا ہے: ''اسے چھوڑ دو کوشش کرتا رہے اس کا نفس ہی تمہیں کافی ہے۔'' کیونکہ حرام کھانے کی وجہ سے اس کی کوشش اسے کوئی نفع نہ دے گی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''صرف اپنا کھانا اچھا کرلے، تجھ پر رات کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا ضروری نہیں۔''

{24}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک ناجائز ہونے کے خوف سے جائز چیزوں کو بھی چھوڑ نہ دے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب علامۃ التقوی......الخ، الحدیث: ۲۴۵۱، ص ۱۸۹۸ "بتقدمٍ وتأخرٍ")

{25}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: ''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم احب من فضل العبادۃ وخیر الدین الورع، الحدیث: ۳۲۰، ج ۱، ص ۱۳)

{26}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے

اور اسے اختیار کر جس میں شبہ نہ ہو۔ نیکی وہ ہے جس پر نفس اور دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور دل اس میں متردد ہو، اگر لوگ تجھے فتویٰ دیں تو تُو انہیں فتوی دے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب حديث اعقلها وتوكل، الحديث: ۲۵۱۸، ص ۱۹۰۵)

(سنن الدارمی، كتاب البيوع، باب دع ما يريبك......الخ، الحديث: ۲۵۳۳، ج ۲، ص ۳۲۰)

{27}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حلال اور حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ اُمور ہیں، میں اس کے بارے میں تمہیں مثال ذکر کرتا ہوں: ''**اللہ** عزوجل کی ایک چراگاہ ہے اور **اللہ** عزوجل کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، لہٰذا جو اس چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ اس میں بھی چلا جائے، پس جو شک والی چیز اختیار کرتا ہے اس کے آگے بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب البيوع، باب في اجتناب الشبهات، الحديث: ۳۳۲۹، ص ۱۴۷۳)

{28}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں، پس جس نے ایسے کام کو چھوڑا جس کے گناہ ہونے کا شبہ تھا وہ واضح گناہ (یعنی محرمات) سے بھی بچ جائے گا اور جو شک والے گناہ میں پڑا ہوسکتا ہے کہ وہ واضح گناہ میں بھی پڑ جائے، نافرمانیاں **اللہ** عزوجل کی چراگاہیں ہیں اور جو چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے ممکن ہے کہ وہ چراگاہ میں بھی چلا جائے۔''

(صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين ......الخ، الحديث: ۲۰۵۱، ص ۱۶۰، "بعضُ الاختصار")

کبیرہ نمبر 188: ذخیرہ اندوزی کرنا

{1}...... نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کھانا ذخیرہ کیا وہ نافرمان ہے۔''

(صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الاقوات، الحديث: ۴۱۲۲، ص ۹۵۷، بدون "طعام")

{2}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سوائے خطا کار کے کوئی بھی ذخیرہ نہیں کرتا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البيوع، باب ماجاء في الاحتكار، الحديث: ۱۲۶۷، ص ۱۷۷۹)

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے 40 راتوں تک کھانا ذخیرہ کیا وہ **اللہ** عزوجل سے اور **اللہ** عزوجل اس سے بری ہے اور جس گھر کے افراد میں سے ایک آدمی بھی بھوک کی حالت میں صبح کرے تو ان سب سے **اللہ** عزوجل کا ذمہ ختم ہو گیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۴۸۸۰، ج۲، ص ۷۰)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے والا مرزوق (یعنی جس کو رزق دیا گیا ہو) اور ذخیرہ کرنے والا ملعون ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، الحدیث: ۲۱۵۳، ص ۲۶۰۶)

{5}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا **اللہ** عزوجل اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۵، ص ۲۶۰۶)

{6}......حضرتِ سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے: ''ایک دفعہ کچھ کھانا مسجد کے دروازے کے پاس رکھا ہوا تھا، جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کھانا کیسا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یہ کھانا شہر کے باہر سے ہمارے پاس لایا گیا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس کھانے میں اور اس کو ہمارے شہر میں لانے والے میں برکت عطا فرمائے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موجود کسی نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ ذخیرہ کیا گیا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''کس نے ذخیرہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''**فَرُّوخ** (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام) اور فلاں نے، جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں مسلمانوں کے کھانے کو روکنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا **اللہ** عزوجل اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔'' پس اسی وقت حضرتِ سیدنا فروخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں **اللہ** عزوجل سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کھانے کو ذخیرہ نہ کروں گا۔'' لہٰذا انہوں نے اسے مصر کی طرف بھیج دیا جبکہ

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: ''ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' بہرحال حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اس روایت کے راوی) فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ کی حالت میں دیکھا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عمر بن الخطاب،الحدیث: ۱۳۵ ، ج ۱ ،ص ۵۵)

سب سے بڑا ذخیرہ اندوز کون؟

{7}......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بڑا ذخیرہ اندوز وہ ہے کہ اگر **اللہ** عزوجل قیمتیں کم کردے تو غمگین ہوتا ہے اور اگر قیمتیں زیادہ کر دے تو خوش ہوتا ہے۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۸۶ ، ج ۲۰ ،ص ۹۵)

{8}......ایک اور روایت میں یوں ہے: ''اگر قیمت کی کمی کا سنتا ہے تو اسے برا لگتا ہے اور قیمت کی زیادتی کا سنتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۸۶ ، ج ۲۰ ،ص ۹۵)

{9}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دِلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ مدائن **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے ذخیرہ کرتے، لہٰذا وہ نہ تو غذاء ذخیرہ کرتے اور نہ ہی قیمتیں بڑھاتے، پس جس نے ان پر 40 دن تک کھانا روکے رکھا پھر صدقہ بھی کر دیا تو یہ اس کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔''

(الترغیب والترھیب ،کتاب البیوع ، باب الترھیب من الاحتکار ، الحدیث: ۲۷۶۲، ج ۲ ،ص ۱۷)

{10}......سیدنا رزین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ذخیرہ کرنے والے اور جانوں کو قتل کرنے والے قیامت کے دن ایک ہی درجے میں اکٹھے کئے جائیں گے اور جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کسی کو مہنگا کیا **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں عذاب دے گا۔''

(کنز العمال ،کتاب البیوع ،قسم الاقوال ، باب الثالث فی الاحتکاروا لتعسیر ، الحدیث: ۹۷۳۹۷۳۵ ،ج ۴، ص ۴۲)

{11}......سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو عبیداللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لئے آیا اور ان سے پوچھا: ''اے معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کوئی حرام خون بہایا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا۔'' تو اس نے دوبارہ پوچھا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کوئی چیز مہنگی کی ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''میں نہیں جانتا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''اسے

میرے پاس بٹھاؤ۔'' اور اس سے ارشاد فرمایا: ''اے عبید اللہ! سنو، میں تمہیں ایسی چیز بیان کرتا ہوں جو میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے صرف ایک یا دو بار نہیں سنی، میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں کوئی دخل اندازی کی تا کہ وہ مہنگی ہو جائیں تو **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ کا مزا چکھائے گا۔'' اس نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ بات خود سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایک، دو سے بھی زیادہ مرتبہ۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، معقل بن یسار، الحدیث: ۲۰۳۳۵، ج۷، ص۲۸۹)

{12}......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں یہ الفاظ نقل کئے: ''**اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں دھکیلے گا۔'' (مجمع الزوائد کتاب البیوع، باب الاحتکار، الحدیث: ۶۴۷۸، ج۴، ص ۱۸۱)

{13}......امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان الفاظ سے مختصراً روایت کیا: ''جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کسی چیز کو ان پر مہنگا کیا **اللہ** عزوجل اسے ضرور جہنم میں سر کے بل نیچے گرائے گا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب الجالب الی سوقنا کالمجاھد فی سبیل اللہ، الحدیث: ۲۲۱۴، ج۲، ص۵

{14}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکہ مکرمہ میں کھانا روکنا الحاد ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب الاحتکار، الحدیث: ۶۴۷۹، ج۴، ص ۱۸۱

{15}......امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روایت میں ہے: ''جس نے اس ارادے سے غلہ کی بندش کی کہ مسلمانوں کو مہنگا دے گا پس وہ نافرمانی کرنے والا ہے اور تحقیق اس سے **اللہ** عزوجل کا ذمہ اٹھ گیا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب لایحتکر الاخاطئ، الحدیث: ۲۲۱۱، ج۲، ص ۴۰

تنبیہ:

ان صحیح احادیثِ مبارکہ کے ظاہر کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے بعض میں شدید وعید ہے جیسے لعنت، اس سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اُٹھا لینا اور جذام اور افلاس میں مبتلا ہونا وغیرہ، ان میں سے بعض اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں لیکن عنقریب ''اَلرَّوْضَۃ'' کے حوالے سے آئے گا کہ یہ صغیرہ ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی تعریف اور اس کا حکم:

ہمارے نزدیک جو ذخیرہ اندوزی حرام ہے وہ یہ ہے: ''خوراک مہنگائی کے دنوں میں بیچنے کے لئے روک لینا جیسا کہ

کھجور اور کشمش جبکہ خریدی ہوئی چیز کو شدید حاجت کے وقت مہنگے داموں بیچنے کا ارادہ ہو۔''

حضرتِ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے خوراک کے ساتھ ہر اس چیز کو شامل کیا ہے جو اس پر معاون ہو جیسے گوشت اور پھل وغیرہ، جب مذکورہ شرط نہ پائی جائے تو کوئی حرمت نہیں یعنی وہ مہنگائی کے زمانے میں بیچنے کے لئے نہ خریدے بلکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے خریدے یا جس قیمت پر خریدا ہے اسی کی مثل یا کم پر بیچنے کے لئے خریدے یا نہ خریدے بلکہ اپنی زمین کا غلہ روک لے اگرچہ زیادہ قیمت پر بیچنے کا ارادہ ہی ہو، ہاں اس صورت میں جب لوگوں کو شدید ضرورت ہو تو اس پر بیچنا لازم ہے اگر انکار کرے تو قاضی اس پر سختی کرے۔

اگر شدید ضرورت نہ ہو تو اَولیٰ یہ ہے کہ جو غلہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے سال بھر کے استعمال سے زائد ہو اسے بیچ دے جبکہ آئندہ سال قحط سالی کا خوف نہ ہو، ورنہ اس کے لئے اپنی ضرورت کا غلہ روکنا جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں اور خوراک کے علاوہ چیزوں میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہیں، البتہ! قاضی نے تصریح کی ہے کہ ''کپڑوں کی ذخیرہ اندوزی بھی مکروہ ہے۔''

اعتراض: حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو روایت آپ نے بیان کی ہے کہ ''سوائے نافرمان کے کوئی بھی ذخیرہ نہیں کرتا۔'' (صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، الحدیث: ۴۱۲۳، ص ۹۵۷)

مذکورہ بیان کی نفی کرتی ہے کیونکہ جب ان سے عرض کی گئی کہ ''آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک معمر جو یہ حدیث بیان کرتے تھے وہ بھی ذخیرہ اندوزی کرتے تھے۔''

جواب: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسے اموال بھی ہیں جن کو ذخیرہ کرنا حرام نہیں جیسے کپڑے، لہٰذا حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو اس پر محمول کیا جائے گا، جبکہ حرمت کی شرط کھانے کی ذخیرہ اندوزی کرنے میں ہے، لہٰذا ان شروط کے پائے جانے کی بناء پر اب ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ حضرات ذخیرہ اندوزی کرتے تھے، نیز حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مجتہد ہیں تو احتمال کی وجہ سے نہ ان پر اور نہ ہی کسی دوسرے پر اعتراض کیا جا سکتا ہے، پھر سیدنا ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسری جماعت کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے کہا: ''حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں تیل ذخیرہ کرتے تھے اور تیل غذا نہیں، اسی پر سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے محمول کیا ہے اور سیدنا امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یہی سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مذہب ہے۔''

حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب: ''معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ذخیرہ کرتے تھے۔'' اس پر محمول ہے کہ وہ

ایسی چیزیں ذخیرہ کرتے تھے جو لوگوں کو نقصان نہیں دیتیں جیسے تیل، سرکہ اور کپڑے وغیرہ۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ذخیرہ اندوزی کی حرمت میں حکمت عام لوگوں سے ضرر کو دور کرنا ہے جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر ایک آدمی کے پاس کھانا ہو اور لوگوں کو اس کی سخت حاجت ہو تو ان سے ضرر دور کرنے کے لئے اسے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔''

کبیرہ نمبر189: ماں اور نا سمجھ بچے کے درمیان جدائی ڈالنا

یعنی بچے کو بیچ کر اس کی ماں اور اس بچے کے درمیان جدائی ڈالنا کبیرہ گناہ ہے لیکن اگر یہ جدائی آزادی یا وقف سے ہو تو کبیرہ نہیں

{1}......حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں (جن سے وہ محبت کرتا ہے) کے درمیان جدائی ڈالے گا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السیر ،باب فی کراھیۃ التفریق بین السبی، الحدیث: ۱۵۶۶ ، ص ۸۱۳

{2}......حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جس نے ماں اور اس کے بیٹے یا دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالی **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس پر لعنت فرمائی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب التجارات ،باب النھی عن التفریق بین السبی ،الحدیث: ۲۲۵۰ ، ص ۲۶۱۱

{3}......دارقطنی کی ایک روایت میں ہے: ''جس نے تفریق کی وہ ملعون ہے۔''

(سنن الدار قطنی ، کتاب البیوع ، الحدیث: ۳۰۲۵ ، ج ۳ ، ص ۸۱

سیدنا ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ روایت مبہم ہے اور یہ حکم ہمارے نزدیک قیدی اور والد کے درمیان ہے۔''

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگر فرض کر لیا جائے کہ اس میں پہلی روایت ہی صحیح

ہے تو اس میں بھی شدید وعید پائی جاتی ہے کیونکہ اس دن انسان اور اس کے پیاروں کے درمیان جدائی ڈالنا نفس پر بہت گراں گزرے گا۔

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں: جس طرح کہ وہ اس سے مذکورہ تفریق کی حرمت مراد لیتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اس سے وعید سمجھی، اسی طرح ہم بھی اس سے اس کا کبیرہ ہونا مراد لیتے ہیں کیونکہ جب وعید کا مفہوم مسلّم ہو تو وہی وعید، جس پر اس کا ظاہر دلالت کرتا ہے، شدید وعید ہو جائے گی۔

اعتراض: اس میں وعید کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِیٴٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ۝ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ (پ۳۰، عبس: ۳۴ تا ۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے۔

اس آیت کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک کے لئے ہوگا تو اس سے وعید کیسے سمجھی جا سکتی ہے؟

جواب: حدیثِ پاک اس کے وعید ہونے کے بارے میں نص ہے اور جس طرح یہ حدیثِ پاک ہے کہ،

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا اور جس نے دنیا میں شراب پی وہ پوری سزا پاتے ہوئے آخرت میں نہ پی سکے گا۔''

(المستدرک، کتاب الاشربه، باب من لبس الحریر ......الخ، الحدیث: ۷۲۹۸، ج۵، ص ۱۹۵، بدون " جزاء وفاق

قیامت کے دن سے مراد جنت ہے اور آیتِ مبارکہ میں میدانِ محشر میں لوگوں کی حالت کی نقشہ کشی کی گئی ہے جبکہ حدیثِ پاک میں جنت کے بارے میں بتایا گیا ہے جس طرح ریشم کے بارے میں وارد حدیثِ پاک کی وجہ سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ریشم پہننے کو حرام قرار دیا اسی طرح ہم جدائی کے بارے میں وارد حدیثِ پاک سے یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک عمل پر اس کے مطابق جزاء ہے۔

نیز جس طرح ریشم کی حدیثِ پاک اس فرمان عالیشان سے **مُخَصَّص** (یعنی جسے کسی دلیل سے خاص کیا گیا ہو) ہے:

وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ (پ۱۷، الحج: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہاں اُن کی پوشاک ریشم ہے۔

اسی طرح جدائی والی حدیثِ پاک اس آیتِ مبارکہ سے مخصص ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (پ۲۷،الطّور:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور جوایمان لائے اوران کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی۔

جدائی کی حرمت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ لونڈی اور اس بچے کے درمیان ہو جو چھوٹا یا مجنون ہونے کی وجہ سے ناسمجھ ہو مثلاً (بچہ) ایسے شخص کو بیچنا جو اسے آزاد نہ کرے یا تقسیم کردے یا فسخ کردے، اگرچہ اس کی ماں راضی ہی ہو کیونکہ بچے کا بھی کچھ حق ہے اور یہ تصرف باطل ہو جائے گا اور باپ، دادا، دادی اور نانا، نانی ماں کی عدم موجودگی میں ماں کی طرح ہی ہوتے ہیں اگرچہ دور کا رشتہ ہی ہو۔

باپ یا دادا کے ساتھ بچے کو بیچنا جائز ہے اور اسی طرح جب وہ تمیز اور سمجھ والا ہو یعنی اکیلا کھا پی لیتا ہو اور استنجاء کر لیتا ہو اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں کبھی تو 5 سال میں یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی 7 سال سے بھی مؤخر ہو جاتی ہے اور (تمیز نہ ہونے کی صورت میں) جدائی ڈالنا مکروہ ہے اگرچہ بلوغت کے بعد ہی ہو اور اسی طرح اگر ان دونوں (یعنی ماں، باپ) میں سے کوئی آزاد بھی ہو تو جدائی ڈالنا مکروہ ہے۔

لونڈی اور اس کے ناسمجھ بچے کے درمیان اور بیوی اور اس کے بچے کے درمیان سفر کے ذریعے جدائی ڈالنا بھی حرام ہے البتہ! طلاق یافتہ عورت اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ اسی طرح جانور کے بچے کو بیچنا اگر وہ (ماں کے) دودھ کا محتاج نہ ہو یا محتاج تو ہو لیکن ذبح کرنے کے لئے خریدا تو ایسی بیع جائز ہے اور اگر وہ دودھ کا محتاج ہو اور خریدنے والے کا ذبح کرنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو اسے خریدنا حرام ہے اور ایسی بیع باطل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر190: شراب بنانے والے کو انگور اور کشمش بیچنا[1]

کبیرہ نمبر191: امرد سے بدکاری کرنے والے کو اَمرد بیچنا

کبیرہ نمبر192: بدکاری پر اکسانے والے کو لونڈی بیچنا

کبیرہ نمبر193: لھو و لعب کے آلات بنانے والے کو لکڑی بیچنا

کبیرہ نمبر194: دشمنانِ اسلام کو بطورِ امداد اَسلِحہ بیچنا

کبیرہ نمبر195: شراب پینے والے کو شراب بیچنا

کبیرہ نمبر196: بھنگ پینے والے کو بھنگ بیچنا

ان سات کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان کا ضرر بہت عظیم ہے اور قاعدہ ہے کہ وسائل کے لئے بھی مقاصد کا ہی حکم ہوتا ہے اور چونکہ ان تمام کے مقاصد کبیرہ گناہ ہیں، لہذا وسائل کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے۔

کتاب الطھارۃ کے شروع میں مذکور حدیث پاک اس کی شہادت دیتی ہے: ''جس نے برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت کے دن تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔''

یہاں ظن بھی حرمت کی جانب نسبت کے اعتبار سے علم یقینی کی طرح ہی ہے، اور ان گناہوں کے کبیرہ ہونے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس میں ذہن تردد کا شکار ہے اور اسی طرح ذہن اس میں بھی متردد ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی لونڈی ایسے شخص کو

---

[1] فتاوی عالمگیری میں فتاوی قاضی خان سے ہے: ''سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک اُس شخص کو انگور کا شیرہ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اس سے شراب بنائے گا جبکہ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف و امام محمد) رحمہما اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: ''ایسا کرنا مکروہ ہے۔'' اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کے مطابق بھی اس وقت مکروہ ہے جب وہ کسی ذمی (کافر) کو اتنے دام میں بیچے کہ اتنے دام میں مسلمان نہ خریدے اور اگر مسلمان بھی اتنے دام میں خریدنے پر راضی ہو تو اس وقت شراب بنانے والے کو انگور کا شیرہ بیچنا مکروہ ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی انگور کا باغ بیچے اور اسے معلوم بھی ہے کہ خریدار انگوروں سے شراب بنائے گا، اس صورت میں اگر بیچنے سے اس کی نیت محض ثمن (یعنی قیمت) حاصل کرنا ہے تو بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا مقصود یہ ہے کہ اس سے شراب حاصل کی جائے تو مکروہ ہے اور یہی تفصیل انگور کا باغ لگانے میں ہے کہ اگر وہ شراب حاصل کرنے کی نیت سے اُگاتا ہے تو مکروہ ہے اور اگر مقصود انگور حاصل کرنا ہو تو مکروہ نہیں، اور افضل یہ ہے کہ شراب بنانے والے کو انگور کا شیرہ نہ بیچا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاشربہ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۴۱۶۔۴۱۷)

بیچی جواسے بدکاری پر اکساتا ہےاور اسلحہ باغیوں کو بیچا تا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر مدد حاصل کریں اور مرغ اور بیل اس شخص کو بیچے جو ان کی لڑائی کراتا ہے تو ان تمام صورتوں میں ذہن ان کے کبیرہ ہونے کے بارے میں متردد ہو جاتا ہے، ہاں البتہ ان میں سے بعض بعض سے زیادہ کبیرہ ہونے کے قریب ہیں، پھر میں نے شیخ الاسلام علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے اصحاب نے نص قائم کی ہے کہ شراب کا بیچنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ اپنے عادی کو فاسق کر دیتی ہے اور اسی طرح اس کے خریدنے، قیمت کھانے، لدوانے اور اس میں کسی قسم کی کوشش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔''

کبیرہ نمبر 197: نجش[1] یعنی دھوکے سے قیمت میں زیادتی کرنا

کبیرہ نمبر 198: دوسرے کی بیع پر بیع کرنا

کبیرہ نمبر 199: دوسرے کی خرید پر خرید کرنا

ان تینوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان میں غیر کو عظیم نقصان دینا پایا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر کا نقصان کرنا جس کا عادۃً احتمال نہیں ہوتا کبیرہ گناہ ہے، نیز یہ مکر اور دھوکے میں سے ہے اور عنقریب آئے گا کہ یہ کبیرہ ہے لیکن **الروضۃ** میں ہے: ''ذخیرہ اندوزی کرنا، اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا، سوم یعنی سودے پر سودا کرنا، اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح دینا، شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا، باہر سے جو غلہ وغیرہ کے آنے والے قافلوں کو بستی سے باہر جا کر ملنا، کثرت کا وہم دلانے کے لئے دودھ نہ دوہنا، عیب والی شئے عیب بیان کئے بغیر بیچنا، اس کتے کو رکھنا جس کی کمائی جائز نہ ہو، غیر حرام شراب کو روکنا، مسلمان غلام کافر کو بیچنا، اسی طرح قرآنِ پاک اور تمام علم شرعی کی کتابیں وغیرہ کافر کو بیچنا صغیرہ گناہ ہیں۔'' اگرچہ ان میں سے

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''نجش مکروہ ہے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے منع فرمایا۔ نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تا کہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۳۔۷۴)

اکثر محلِ نظر ہیں بہرحال یہ سب اسی وقت کبیرہ ہو سکتے ہیں جبکہ کبیرہ کی تعریف یوں کی جائے کہ ''جس میں سزا ہو وہ کبیرہ ہے۔''

اور اس تعریف کی بناء پر جس میں شدید وعید ہو وہ کبیرہ نہیں لیکن چونکہ دھوکا، ایذائے مسلم اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ میں شدید وعید ہے، لہٰذا مناسب یہی تعریف ہے کہ ''کبیرہ گناہ وہ ہے جس میں شدید وعید ہو۔''

پھر میں نے علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو دیکھا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**الروضۃ** میں بعض کو مطلقاً صغیرہ قرار دینا محلِ نظر ہے۔'' گویا میں نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے اور علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی جس کی جانب اشارہ کیا ہے یہی وہ سبب ہے جس کی بناء پر میں نے اختصار سے کام لیتے ہوئے **الروضۃ** کی مذکورہ مثالوں میں سے بعض کو حذف کر دیا۔

نجش سے مراد یہ ہے کہ کسی کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو لیکن دوسرے گاہک کو دھوکا دینے کے لئے قیمت میں اضافہ کرے۔

بیع علی البیع یہ ہے کہ کوئی شخص خیار کے زمانے میں خریدنے والے سے کہے: ''یہ واپس کر دے اور میں تجھے اس سے اچھی چیز اسی قیمت میں یا اس جیسی اس سے کم قیمت میں فروخت کرتا ہوں۔''

شراء علی الشراء یہ ہے کہ خیار کے زمانے میں بیچنے والے سے کہے: ''بیع فسخ کر دے تا کہ میں یہ چیز زیادہ قیمت میں تجھ سے خرید لوں۔''[1]

ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''دوسرے کے سودے پر اس کی اجازت کے بغیر سودا کرنا حرام ہے یعنی قیمت طے ہو جانے کے بعد قیمت میں اضافہ کرنا یا خریدنے والے کو اچھی چیز دکھانا۔ بیع طے ہونے کے بعد ایسا کرنا حرام ہے اور بیع لازم ہونے سے قبل ایسا کرنا اس سے بھی زیادہ حرام ہے، اور یہی دوسرے کی بیع پر بیع اور اُس کی شراء پر شراء کرنا ہے۔

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بیع علی البیع** اور **شراء علی الشراء** کا حکم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری ایک ثمن پر راضی ہو گئے صرف ایجاب و قبول ہی یا مبیع کو اٹھا کر دام دے دینا ہی باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اتنا ہی رہے گا مگر دکاندار سے اس کا میل ہے یا یہ ذی وجاہت شخص ہے دکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا۔''

مزید فرماتے ہیں: ''جس طرح خریدار کے لئے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لئے بھی ممانعت ہے۔ مثلاً ایک دکاندار سے دام طے ہو گئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم میں دوں گا یا وہ اس کا ملاقاتی ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دوں گا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے میں کم مزدوری لوں گا یا میں بھی اتنی ہی لوں گا یہ سب ممنوع ہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۴)

ہاں اگر دھو کے والا مال ہوتو سیدنا ابن کج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔

مناسب یہی ہے کہ ان کے اطلاق کے مطابق ہی ہو نیز حدیثِ پاک میں بھی کوئی فرق نہیں، نیز ایک شخص کا بیع کے لزوم سے قبل مشتری کو کوئی چیز بیچنا اسی طرح ہے کہ اس نے اس سے وہ چیز کم قیمت میں خریدی ہو جیسا کہ بیع علی البیع کی تعریف ہے اور مشتری سے بیع کے لزوم سے قبل زیادتی کا مطالبہ کرنا بھی شراء علی الشراء کی طرح ہے کیونکہ یہ دونوں صورتیں فسخ کی طرف لے جاتی ہیں اور نقصان حاصل ہوتا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 200: بیع وغیرہ میں دھوکا دینا

جیسے تصریہ یعنی خریدار کو کثرت کا وہم دلانے کے لئے دودھ والے جانور کا دودھ نہ دوہنا۔

{1}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۲۸۳، ص ۶۹۵)

{2}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک اناج کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی انگلیاں تر (یعنی گیلی) ہوگئیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے اناج والے! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس پر بارش ہوئی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اُوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۸۴، ص ۶۹۵)

{3}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (جامع الرمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ......الخ، الحدیث: ۱۳۱۵، ص ۱۷۸۴)

{4}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اناج بیچنے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس سے دریافت فرمایا: ''کیسے بیچ رہے ہو؟'' اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا پس **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف وحی

فرمائی کہ اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کیجئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیا تو اسے تر پایا چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی النھی عن الغش، الحدیث:۳۴۵۲، ص ۱۴۸۱)

{5}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک اناج کے پاس سے گزرے جس کے مالک نے اسے اچھا ظاہر کیا ہوا تھا، پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو وہ گھٹیا ثابت ہوا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ علیحدہ بیچ! اور یہ علیحدہ بیچ! جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۵۱۱۳، ج۲، ص ۰۹)

{6}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بازار تشریف لے گئے وہاں غلّے کا ایک ڈھیر دیکھا تو اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کیا اور بارش سے بھیگے ہوئے اناج کو باہر نکال کر ارشاد فرمایا: ''تمہیں کس نے اس (ملاوٹ) پر اُکسایا؟'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ ایک ہی کھانا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو نے تر اور خشک اناج کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہ رکھا تاکہ خریدنے والے جس کو جانتے خرید لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث:۳۷۷۳، ج۳، ص ۲۹)

{7}......نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اناج بیچ رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: ''اے غلّے کے مالک! کیا نیچے والا اناج اُوپر والے اناج جیسا ہی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہاں ایسا ہی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱، ج۱۸، ص ۳۵۹)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک کچی کھائی کے کنارے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک انسان دودھ بیچ رہا ہے، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ''اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھے کہا جائے گا کہ دودھ سے پانی علیحدہ کر۔'' (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامانات ووجوب ادائھاالی اھلھا،الحدیث:۵۳۱۰، ج ۴، ص ۳۳۳)

{9}......نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بیچنے کے لئے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۸، ج۴، ص ۳۳۳)

{10}......رسولِ اَکرم، شفیعِ معظّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے (یعنی سابقہ امتوں میں جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک شخص تھا وہ ایک گاؤں میں شراب بیچنے کی خاطر لے گیا، اس نے اس میں پانی ملا کر اسے دُگنا کر دیا پھر اس نے ایک بندر خرید لیا اور سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہو گیا، جب سمندر میں پہنچا تو اللہ عزوجل نے بندر کو دیناروں کی تھیلی کے بارے میں الہام فرمایا، لہٰذا اس نے وہ تھیلی لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا، اس نے تھیلی کھولی جبکہ اس کا مالک بھی اسے دیکھ رہا تھا، وہ ایک دینار سمندر میں اور ایک کشتی میں پھینکنے لگا یہاں تک کہ تمام دیناروں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔'' (المرجع السابق)

{11}......حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے ایک شخص تھا اس نے شراب لے کر اس میں آدھا پانی ملایا اور پھر اسے بیچ دیا، جب رقم اکٹھی ہو گئی تو ایک لومڑی آئی اور اس نے نقدی کی وہ تھیلی لے لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گئی اور وہ ایک دینار کشتی میں پھینکتی اور ایک سمندر میں یہاں تک کہ بٹوہ خالی ہو گیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۵۳۰۹، ج۴، ص۳۳۳)

کئی واقعات کے احتمال کی وجہ سے اس میں اور اس سے پہلے والی روایت میں کوئی منافات نہیں۔

رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، الحدیث:۲۸۳، ص۶۹۵)

{12}......حضرت سیدنا ابو سباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر نکلا تو حضرتِ سیدنا واثلہ مجھے ملے جبکہ وہ اپنا تہبند گھسیٹ رہے تھے اور دریافت فرمایا: ''آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو انہوں نے کہا: ''کیا آپ کو اس کے (عیب کے) بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے؟'' میں نے کہا: ''اس میں کیا عیب ہو سکتا ہے، بے شک یہ ظاہراً موٹی تازی صحت مند ہے۔'' آپ نے دریافت فرمایا: ''آپ کا اس سے سفر کا ارادہ ہے یا گوشت کھانے کا؟'' میں نے کہا: ''میرا تو حج کا ارادہ ہے۔'' آپ نے کہا: ''آؤ واپس لوٹانے چلیں۔'' تو اُونٹنی (بیچنے) والے نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ کی اصلاح فرمائے، آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ بیع توڑنا چاہتے ہیں؟'' تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں نے حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز کو عیب بیان کئے بغیر بیچے اور جس کو عیب معلوم ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا بھی جائز نہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب ادائها الی اهلها، الحدیث:۵۲۹۵، ج۴، ص۳۳۰)

{13}......ابن ماجہ شریف میں یہی واقعہ قدرے اختصار کے ساتھ اس فرق کے ساتھ ہے کہ حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچی وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، الحديث:٢٢٤٧، ص ٢٦١١)

{14}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کو عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچنا جائز نہیں۔'' (المرجع السابق،الحديث:٢٢٤٦، ص ٢٦١١)

{15}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن دور ہوں اور فاسق لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دینے والے اور خیانت کرنے والے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن قریب ہی ہوں۔''

(الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، الترهيب من الغش ......الخ ،الحديث:٢٧٥٠، ج٢، ص ٢٨)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے لئے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کی کتاب، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، مسلمانوں کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، اور عام لوگوں کے لئے۔'' (صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة ،الحديث:١٩٦، ص ٦٨٩)

{17}......نسائی شریف کے الفاظ یہ ہیں: ''یقیناً دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔''

(سنن النسائي، كتاب البيعة ،باب النصيحة للامام، الحديث:٤٢٠٢، ص ٢٣٦٢)

{18}......ابوداؤد شریف میں الفاظ یہ ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب في النصيحة ،الحديث:٤٩٤٤، ص ١٥٨٥)

{19}......طبرانی شریف میں اس طرح ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دین کی اصل خیر خواہی ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے لئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کے دین، مسلمانوں کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور

عام لوگوں کے لئے۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث:۱۱۸۴ ،ج ۱ ،ص۳۲۷)

{20}......حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں اسلام پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کرتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ پر ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے کی شرط عائد کی، پس میں نے اس بات پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور اس مسجد کے رب کی قسم! بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الایمان ، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم الدین النصیحۃ ، الحدیث:۵۸، ص۷)

{21}......ایک اور روایت میں اس طرح ہے: ''میں نے حکم سننے اور اطاعت کرنے پر اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور یہ کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں اور جب آپ کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو فرماتے: ''جو چیز میں نے تجھ سے لی وہ مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جو میں نے تجھے دی پس تجھے اختیار ہے۔''

(سنن ابی داؤد ،کتاب الادب ، باب فی النصیحۃ ، الحدیث:۴۹۴۵، ص ۱۵۸۵)

{22}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنے بندے کی عبادت میں سب سے زیادہ پسند میرے لئے خیر خواہی کرنا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث:۲۲۲۵۳ ، ج۸ ،ص۲۸۰)

{23}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے معاملے کو اہمیت نہیں دیتا وہ ان میں سے نہیں، اور جو صبح شام **اللہ** عزوجل، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، اس کی کتاب، اس کے امام اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی نہیں کرتا وہ بھی ان میں سے نہیں۔'' (المعجم الصغیر للطبرانی،الحدیث:۹۰۸ ، ج ۲ ،ص۵۰)

{24}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(صحیح البخاری کتاب الایمان ، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ......الخ ، الحدیث: ۱۳ ، ص ۳)

{25}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الایمان،باب ماجاء فی صفات المؤمن،، الحدیث:۲۳۵ ،ج ۱ ،ص ۲۲۹)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں اس گناہ کے مرتکب سے اسلام کی نفی کئے جانے کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ کہا گیا ہے اوراس وجہ سے بھی کہ وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، پھر میں نے بعض کواس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے بھی دیکھا، لیکن **الروضة** میں اسے صغیرہ شمار کیا گیا حالانکہ یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ اس میں شدید وعید پائی جاتی ہے۔

حرام دھوکا یہ ہے: ''سامان والا جانتا ہو، خواہ وہ بیچنے والا ہو یا خریدنے والا، کہ اس میں ایسا عیب ہے کہ اگر لینے والا اس پر مطلع ہو گیا تو اسے نہ لے گا۔'' لہٰذا اس پر لازم ہے کہ اسے بتا دے تا کہ وہ اس کو لینے میں بصیرت سے کام لے اور حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی حدیث کی بناء پر کہا گیا ہے کہ ضروری ہے کہ جو عیب نہیں جانتا اس کو وہ عیب بتا دیا جائے اگرچہ وہ اس سے نہ بھی پوچھے جیسا کہ جب کسی انسان کو دیکھے کہ وہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے اور وہ مرد یا عورت کے کسی عیب کو جانتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ انہیں خبر دے یا کسی انسان کو کسی معاملہ میں دوسرے کے ساتھ دیکھے تو وہ دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی عیب جانتا ہو تو دوسرے کو بتا دے اگرچہ وہ اس سے نہ بھی پوچھے اور عام اور خاص مسلمانوں کے لئے جس خیر خواہی کی تاکید کی گئی ہے یہ سب اسی کی ادائیگی ہے۔

ہم سے ایک طویل سوال پوچھا گیا جس میں بہت سے اَحکام کا تذکرہ ہے لہٰذا میں یہاں اس کا ذکر کرنا پسند کروں گا کیونکہ اس میں جس نقصان کی نشاندہی کی گئی ہے وہ وہی ہے جس کے بارے میں میں یہ کتاب تالیف کر رہا ہوں اور اس کا مرتکب وہی ہو سکتا ہے جس کا کوئی دین نہ ہو **نیز** جو اللہ عزوجل سے غافل ہو۔

سوال: آج کل یہ عادت ہے کہ بعض تاجر حضرات بہت چھوٹے برتن میں کالی مرچ خریدتے ہیں جیسا کہ بوریا ہوتا ہے، پھر اسے ایک ایسے بڑے اور بھاری برتن میں ڈال لیتے ہیں جو بورے کا 5 گنا ہوتا ہے کیونکہ وہ تقریباً 3 من ہوتا ہے اور پھر اس بھاری اور بڑے برتن میں تھیلے جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ 20 من ہو جاتا ہے پھر اس برتن اور اس میں موجود چیز کو بیچا جاتا ہے اور وزن کل کا ہوتا ہے لہٰذا قیمت برتن اور اس میں موجود چیز کے مطابق وصول کی جاتی ہے،

(۱)......کیا یہ فعل جائز ہے یا حرام اور دھوکا ہے، جس کے کرنے والے کو امام چاہے تو تعزیرًا کوڑے مارے، بازاروں میں چکر

لگوائے، قید کرے اور اگر حاکم کا یہ مذہب ہو کہ اس مال کا لینا جائز ہے تو لے لے؟

(۲)......تو کیا ایسی بیع صحیح ہوگی یا باطل اور اگر باطل ہے تو کیا یہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا ہوا یا نہیں؟

(۳)......کیا امیرِ شہر پر لازم ہے کہ وہ تاجروں کو ڈانٹے اور اس سے منع کرے اور ان میں سے جو ایسا کرے اس کو سزا دے؟

(۴)......کیا متقی تاجروں پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں علم ہو کہ وہ ایسا کرتا ہے کہ وہ شرعی یا سیاسی حاکموں کو خبر دیں یہاں تک کہ وہ اسے سختی سے ایسا کرنے سے منع کریں اور اگر انکار کرے تو سخت سزا دیں؟

(۵)......کیا یہ اس صورت کے علاوہ صورتوں میں بھی ممکن ہے؟ مثلاً

☆......بعض عطر بیچنے والے اور تاجر بعض چیزوں کو پانی کی طرف لے جاتے ہیں پس اس سے پانی لے لیتے ہیں جو اس کے وزن میں ایک تہائی تک کا اضافہ کر دیتا ہے مثلاً زعفران۔ (یعنی پانی ملا کر وزن میں اضافہ کر دیتے ہیں)

☆......ان میں سے بعض چیزوں کو اس طرح تیار کرتے ہیں کہ وہ مکھن کی طرح ہو جاتی ہیں پس وہ اسے مکھن ظاہر کر کے بیچتے ہیں۔

☆......بعض کپڑا بیچنے والے کپڑوں کو تھوڑا سا پیوند لگا دیتے ہیں پھر اسے بیان کئے بغیر بیچ دیتے ہیں، اور یہی طریقہ چٹائیوں وغیرہ میں بھی اپنایا جاتا ہے۔ (مگر آج کل گانٹھوں والے کپڑے عیب بیان کئے بغیر بیچے جاتے ہیں)

☆......اسی طرح بعض خام کپڑے کو اس طرح لپیٹتے ہیں کہ اس کی تمام قوت چلی جاتی ہے پھر اسے نچوڑتے ہیں اور اس میں ایک خاص قسم کی خوشبو رکھ دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ نیا ہے اور اسے نیا ظاہر کر کے بیچ دیتے ہیں۔

☆......بعض اپنی دکان میں بہت زیادہ اندھیرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ گہرا رنگ ہلکا اور بھدّ رنگ حسین نظر آئے۔ (مگر آج کل بعض دکاندار بہت تیز روشنی والے بلب لگا کر ایسا کرتے ہیں)

☆......بعض اپنے ہتھیار موم کے ساتھ صیقل کر لیتے ہیں یہاں تک کہ موم کی کثرت اور اس کی عمدہ چمک کی وجہ سے وہ مکمل طور پر نظر نہیں آتے۔

☆......بعض سنار سونا چاندی کے ساتھ کھوٹ ملا دیتے ہیں پھر تمام کو سونا یا چاندی ظاہر کر کے بیچتے ہیں۔ (ملاوٹ کی یہ صورت فی زمانہ معروف ہے)

☆......بعض سکے یا زیورات کی تیاری کے لئے سونا اور چاندی کا معلوم وزن لیتے ہیں لیکن اس وزن میں سے سونا چاندی کم کر کے اس کی جگہ کھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (جیسا کہ آج کل کاغذی جعلی نوٹ بنائے جاتے ہیں)

☆......گرم مصالحوں اور دانوں والے اکثر تاجر اپنے مال میں سے اعلیٰ کو اوپر اور ادنیٰ کو نیچے رکھ دیتے ہیں، گھٹیا کو اعلیٰ سے ملا دیتے ہیں یہاں تک کہ خریدنے والے کو معلوم نہیں ہوسکتا اور وہ گھٹیا لے لیتا ہے اگر وہ جان لے تو نہ خریدے۔

اور اس کے علاوہ بھی ملاوٹ کی بہت سی صورتیں ہیں یہاں ہم نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں تو محض اس لئے کہ ان کا آپ حکم جان لیں اور بقیہ ان تمام صورتوں کو انہی پر قیاس کرلیں جن کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔

اگر آپ کارخانوں، پیشوں، تجارتوں، خرید وفروخت، عطر، سونا اور درہم و دینار بنانے والوں میں غور کریں گے تو ان کے ہاں دھوکا، ملاوٹ، خیانت، مکر اور جھوٹے حیلوں سے حیلہ بازی کرنے والوں کو پائیں گے جس سے طبیعت نفرت کرتی ہے۔ کیونکہ ہم انہیں اپنے معاملات میں ایسا پاتے ہیں جیسا کہ دو آدمی ہیں جن کے پاس ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لئے دو تلواریں ہیں جب بھی کوئی ایک دوسرے پر قادر ہوگا تو دوسرے کو قتل کردے گا، اسی طرح تاجر اور خرید وفروخت کرنے والوں میں سے ہر ایک کی نیت ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے ساتھی پر کامیاب ہوجائے تو جائز و ناجائز ہر طریقے سے اس کا تمام مال لے لے اور اسے ہلاک کردے اور فقیر بنا دے، لہذا جب ان میں سے کسی کو یہ بات حاصل ہوجاتی ہے تو بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور اپنے خبیث نفس کو تسلی دیتا ہے کہ وہ غالب آگیا اور دھوکا دینے میں کامیاب ہوگیا ہے یہاں تک کہ اس کا تمام مال بھی لے لیا ہے اور اس کتے کی طرح کامیاب ہوگیا ہے جو مردار پر جھپٹتا ہے اور اس کو کھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوئی چیز نہیں چھوڑتا۔

لہذا مسلمانوں پر مہربانی کرتے ہوئے ان کے احکام بیان کردیں یہاں تک کہ لوگ جان لیں تاکہ مخالفت کرنے والے پر عذاب ثابت ہوجائے اور وہ حجت سے ہلاک ہوجائے اور جس کو آگاہ ہونے کے بعد عمل کی توفیق ملے وہ حجت سے زندہ ہو جائے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے لیکن لوگ ان تمام کے اَحکام کی وضاحت کے محتاج ہیں اور ان میں سے بعض اس کی حرمت کو نہ جانتے ہوئے ایسا کرتے ہیں، **اللہ** عزوجل آپ کو اپنے احسان اور کرم سے جنت عطا فرمائے (آمین)۔

جواب: برتن کو اس میں موجود چیز کے ساتھ بیچنے کے مسئلے میں شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ جب اکیلے برتن کا وزن معلوم نہ ہو تو اس میں ڈالی ہوئی چیز کے ساتھ اسے بیچا گیا تو وہ بیع باطل ہے کیونکہ اس صورت میں دھوکا ہے اور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے، اسی طرح اگر جو چیز برتن میں ڈالی جارہی ہے اس کا وزن معلوم نہ ہو یا برتن کی قیمت طے نہ ہو یعنی عقد میں ایسی چیز کے مقابلے میں مال خرچ کرنا شرط ہو جو مال نہیں ہے (تو یہ بیع بھی باطل ہوگی)۔

جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے معلوم ہوا کہ علمائے شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ اس بیع کے باطل ہونے پر متفق ہیں۔ کیونکہ **مسئلہ کی صورت**

جس طرح کہ سائل نے ذکر کی، یہ ہے کہ فاسق تاجر بہت سے پیوند لگے ہوئے تھیلے میں مرچ ڈالتے ہیں جس سے اس کا وزن بڑھ جاتا ہے، پھر اس مرچ وغیرہ کو برتن سمیت بیچتے ہیں مثال کے طور پر ہر من 10 درہم کا، پھر مرچ کا برتن سمیت وزن کرتے ہیں جب یہ تمام 100 من ہو جاتا ہے تو 1000 درہم کا بیچ دیتے ہیں اور اس میں **باطل ہونے کی وجہ** یہ ہے کہ انہوں نے برتن کو بھی بیچنے والی چیز میں شمار کیا حالانکہ اس کا وزن مجہول ہے بلکہ اس میں ملاوٹ اور ان کی طرف سے دھوکا ہے کیونکہ وہ اس برتن کے اندر مرچ کے لئے خانے بناتے ہیں جو اس کے وزن میں اضافہ کرتے ہیں اور ظاہراً اس کو ایسا رکھتے ہیں کہ خریدنے والے کو کم وزنی ہونے کا وہم ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ اگر آپ اسے ظاہری طور پر دیکھیں گے تو یہ 4 من سے زیادہ نہیں ہوگا اور جب معلوم ہونے کے بعد اسے اندر سے دیکھیں گے تو 20 من ہوگا، پس اس عظیم دھوکے کی وجہ سے ان تمام میں بیع باطل ہے یہ دھوکا **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کام میں خیانت پر مشتمل ہے جس کا انہوں نے حکم دیا اور جس سے منع فرمایا۔

اور ایسا کام وہ شخص کیسے کرسکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ اسے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور فانی زندگی میں جو جمع کیا اسے وارثوں کے لئے چھوڑ کر جانا ہے اور اس کا بھی علم نہیں کہ وہ اس سے نفع بھی اٹھائیں گے یا نہیں بلکہ اکثر تاجروں کی اولاد اسے نافرمانیوں اور بری عادتوں میں ضائع کر دیتی ہے جو کسی پر مخفی نہیں تو کیسے کوئی اس باطل جھوٹے حیلے سے اپنے بھائی کو دھوکا دے کر اس سے اس کے مال کا 80 گنا وصول کر لیتا ہے۔

یہ سوال میں مذکور اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اس زمانے میں خرید و فروخت کرنے والے ایک دوسرے کے ساتھ دو مدِ مقابل لڑنے والوں کی طرح ہیں جن کے ہاتھ میں تلواریں ہوں کہ ان دونوں میں سے جو بھی اپنے ساتھی پر قادر ہوتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے حالانکہ یہ مسلمانوں کی شان نہیں اور نہ ہی مؤمنین کا قانون ہے کیونکہ،

{26}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن مؤمن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو پختہ کرتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجدوغیرہ، الحدیث: ۴۸۱، ص ۴۰)

{27}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن مؤمن کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اسے گالی دیتا ہے اور نہ ہی اس سے بغاوت کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۸، ص ۱۱۲۹، بتغیر قلیل)

ہم تجارت یا خرید وفروخت کو حرام قرار نہیں دیتے تحقیق ہمارے پیارے آقا، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان باہم خرید وفروخت کرتے اور کپڑے وغیرہ کی تجارت بھی کرتے تھے، اوراسی طرح ان کے بعد علماء اور صلحاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی تجارت کرتے رہے لیکن شرعی قانون اوراس حال کے مطابق جس کی طرف **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اشارہ کیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ طاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۝ (پ۵، النساء:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

پس **اللہ** عزوجل نے واضح فرمادیا کہ تجارت اسی صورت میں جائز ہوسکتی ہے جبکہ فریقین کی رضامندی سے ہو اور رضامندی تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ وہاں نہ تو ملاوٹ ہو اور نہ ہی دھوکا۔

اور یہاں پر ملاوٹ اور دھوکا اس حیثیت سے ہے کہ اس شخص کا اکثر مال لے لیا گیا اور وہ اپنے ساتھ ہونے والے اس باطل حیلے سے بے خبر ہے جو ملاوٹ اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ دھوکا دہی پر دلالت کرتا ہے، پس یہ شدید حرام اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے، اور ایسا کرنے والا سابقہ وآئندہ احادیثِ مبارکہ کی وعیدوں کے تحت داخل ہے۔

پس جو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا، اپنے دین اور دنیا کی سلامتی، مُرُوَّت، عزت اور اپنی آخرت چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے دین کے لئے کوشش کرے اور اس دھوکے اور ملاوٹ پر مبنی کاروبار میں سے کوئی چیز اختیار نہ کرے اور تحریری طور پر اور سچائی کے ساتھ برتن کا وزن خریدنے والے کو بیان کردے پھر جب اس نے اس کا وزن بیان کردیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ برتن اور اُس میں موجود شےء کو ایک قیمت میں بیچ دے، یہاں تک کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر خریدنے والے کو کستوری کے برتن اور اس کے وزن کے بارے میں بتادیا یعنی کہا کہ یہ برتن دَس **10** من وزنی ہے اور یہ کستوری بیس **20** من ہے اور میں تمہیں یہ تیس **30** من ایک ہزار درہم کا بیچوں گا اور خریدنے والے نے دیکھنے اور اطمنانِ قلب کے بعد خریدلیا تو یہ بیع جائز ہے اور یہ ملاوٹ، دھوکا اور خیانت کی تمام وجوہ سے خالی ہونے کی وجہ سے مقبول ہوگی کیونکہ برتن اور کستوری کا وزن بیان کرنے کے بعد ایک من کو ایک ہزار یا سو درہم کا بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

بے شک دنیا وآخرت میں ہلاک کرنے والا بڑا عذاب اس کے لئے ہوگا جو برتن میں دھوکا دیتا ہے، پس ظاہرًا اسے ہلکا ظاہر کرتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ بھاری ہوتا ہے، پھر تمام کو ایک ہی قیمت میں بیچتا ہے اور خریدنے والا اس سے بے خبر ہوتا ہے جبکہ بیچنے والا اس سے مکاری کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا وزن کم ہے اور اس وقت زیادہ معلوم ہو رہا ہے۔ یہ پہلے سوال کا جواب ہے یعنی ایک ہی قیمت میں برتن اور اس میں موجود شے ءکو بیچنا۔

اس کے علاوہ ملاوٹ اور دھوکے بازی کی دوسری بہت سی صورتیں، جو سائل نے بیان کی ہیں ان عجیب اُمور میں سے ہیں جن کی مثال کفار سے بھی پیش نہیں کی جاسکتی چہ جائیکہ کوئی مسلمان اس طرح کرے بلکہ کفار جو تجارت کرتے ہیں اس پر **اللہ** عزوجل نے لعنت فرمائی ہے حالانکہ اتنی زیادہ ملاوٹ وہ بھی نہیں کرتے۔ اس سے میری مراد ملاوٹ کی وہ صورتیں جو تاجر، عطر بیچنے والے، کپڑا بیچنے والے، سونے کا کام کرنے والے، سکے بنانے والے، بنائی کا کام کرنے والے اور تمام کارخانوں اور صنعت وحرفت والے کرتے ہیں، یہ تمام کی تمام شدید حرام ہیں اور ایسا کرنے والا فاسق، ملاوٹ اور خیانت کرنے والا ہے جو باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاتا ہے اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھی اور اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے کیونکہ اس کا عذاب اسی کو ہوگا اور اس کی کثرت زمانے کے فساد، قیامت کے قرب، مالوں اور معاملات کے فساد، کارخانوں اور کھیتیوں سے بلکہ کاشتکاری کی زمینوں سے بھی برکات کے اُٹھ جانے کی موجب ہے اور اس فرمانِ عبرت نشان میں غور وفکر کرو کہ،

{28}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بنیاد ہے: ''بارش کا نہ ہونا قحط نہیں بلکہ قحط تو یہ ہے کہ بارش تو ہو لیکن اس میں تمہارے لئے برکت نہ ہو۔''

(مسند ابی داؤد الطیالسی، الجزء العاشر، ابوصالح عن ابی ھریرۃ، الحدیث:۲۴۲۸، ص۳۱۸ بتغیرٍ قلیل)

تجارت اور معاملات میں تاجر اور صنعت وحرفت والے جن برائیوں کا شکار ہیں ان کی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے ان پر تاریکی مُسلَّط کر دی پس ان کے مال لے لئے گئے، گھر تباہ کر دیئے گئے بلکہ ان پر کفار کو مُسلَّط کر دیا گیا پس انہوں نے انہیں قید کر کے غلام بنا لیا اور انہیں عذاب کا مزا چکھایا، اس آخری زمانے میں اکثر جگہوں پر مسلمانوں کو کفار نے قید کر کے اور مال واسباب چھین کر ان پر غلبہ پا لیا ہے کیونکہ تاجروں نے طرح طرح کی ملاوٹوں کو رائج کیا اور ظلم، دھوکا اور ناجائز طریقوں میں سے جس طریقے سے بھی لوگوں کا مال لینے پر قادر ہوئے لینے لگے، **اللہ** عزوجل جو ان کے اعمال سے آگاہ ہے، کی بھی پرواہ نہ کی اور نہ ہی

اس کے بڑے عذاب اور اس کی ناراضگی سے ڈرے حالانکہ **اللہ** عزوجل انہیں دیکھ رہا ہے:

{۱}

یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝ (پ۲۴، المؤمن:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

{۲}

فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ (پ۱۶، طٰہٰ:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

{۳}

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط (پ۲۹، الملک:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔

اگر ملاوٹ کرنے والا، باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے والا خائن اس سزا میں غور وفکر کرلے جو قرآن وحدیث میں اس گناہ کی آئی ہے تو غالباً اس سے یا اس میں سے بعض سے ضرور رُک جائے۔

{29}......اس کی سزا کے طور پر یہی فرمان کافی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک بندہ اپنے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ ڈالتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا **40** دن کا عمل قبول نہیں کرتا اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلے بڑھے آگ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔''

(مجمع البحرین، کتاب الزھد، باب فی من اطاب مطعمه، الحدیث: ۵۰۱۸، ج۴، ص۲۶۸)

{30}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جو امانتدار نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔'' (البحرالزخار بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۱۹، ج۳، ص۱۶)

{31}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل اس بات سے بلند وبرتر ہے کہ وہ بندے کا کوئی عمل یا نماز قبول کرے جبکہ اس پر حرام کا لباس ہو۔'' (المرجع السابق)

{32}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے **10** درہم کا ایک کپڑا خریدا جن میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک وہ کپڑا اس پر رہے گا **اللہ** عزوجل اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۷۳۶، ج۲، ص۴۱۶تا۴۱۷)

{33}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل جس سے محبت کرتا ہے اسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے لیکن دین صرف اسے دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور جسے **اللہ** عزوجل نے دین عطا کیا پس اس سے محبت کی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے بَوَائِق سے محفوظ نہ ہو جائے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ بَوَائِق کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کا دھوکا اور ظلم۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۷۲، ج ۲، ص ۳۳تا۳۴)

{34}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کوئی بندہ اس وقت تک قدم نہیں ہٹا سکے گا جب تک کہ اس سے 4 سوال نہ کر لئے جائیں: (۱) عمر کے بارے میں: کس کام میں فنا کی (۲) جوانی کے بارے میں: کس کام میں صرف کی (۳) مال کے بارے میں: کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) علم کے بارے میں: اس پر کتنا عمل کیا۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ (والرقائق والورع، باب فی القیامۃ، الحدیث: ۲۴۱۶، ص ۱۸۹۴)

{35}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں حرام مال کمایا اور غیر حق میں خرچ کیا اسے ذلت کے گھر میں پھینکا جائے گا، پھر کتنے ہی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں جن کے لئے قیامت کے دن عذاب ہوگا **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ (پ۱۵، الاسراء: ۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۷، ج ۴، ص ۳۹۶)

{36}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل ان نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیسے ہوگا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے پس **اللہ** عزوجل ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، سالم مولی ابی حذیفۃ، الحدیث: ۵۷۵، ج ۱، ص ۲۳۳، بتغیرٍ قلیلٍ)

پس اے مکار، دھوکے باز، ملاوٹ کرنے والے اور ان باطل بیوعات اور فاسد تجارات کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے والے جان لے! تیری کوئی نماز نہیں، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج جیسا کہ اس صادق ومصدوق نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ

عالیشان ہے جو اپنی مرضی سے نہیں بولتے اور دھوکے باز خاص طور پر اس فرمانِ عبرت نشان میں غور وفکر کرے۔ چنانچہ،

{37}......آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ سلّم (من غشنا فلیس منا)الحدیث: ۲۸۳،ص ۶۹۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکے کا معاملہ عظیم اور اس کا انجام بہت خطرناک ہے کیونکہ اکثر اوقات یہ چیز اسے اسلام سے نکلنے کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اسی چیز کے بارے میں **لَیْسَ مِنَّا** فرماتے ہیں جو بہت زیادہ قبیح ہو اور اپنے کرنے والے کو خطرناک معاملے کی طرف لے جائے اور اس سے کفر کا خوف ہو کیونکہ جو اپنے دین کو زوال کی طرف لے جاتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان سنتا ہے: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' پھر بھی دنیا کی محبت کو دین پر ترجیح دیتے ہوئے اور گمراہوں کے راستے پر رضامند رہتے ہوئے ملاوٹ سے باز نہیں آتا۔

ملاوٹ کرنے والے تاجروں اور عطر بیچنے والوں کو بھی غور کرنا چاہئے جو کہ اپنی چیزوں میں ایسی ملاوٹ کرتے ہیں جو خریدنے والے پر پوشیدہ ہوتی ہے یہاں تک کہ غیر شعوری طور پر وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اسے اس ملاوٹ کا علم ہو تو اس قیمت سے وہ چیز کبھی نہ خریدے جیسا کہ،

{38}......نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے صحیح حدیثِ پاک مروی ہے: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے سامنے اناج کا ڈھیر رکھا ہوا تھا، **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف وحی کی کہ اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کریں، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیا تو اس ڈھیر کے اندر کی تری سے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا مبارک ہاتھ بھیگ گیا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دستِ رحمت باہر نکال کر فرمایا: ''اے صاحبِ طعام! (یعنی اناج والے) یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس پر بارش ہوگئی تھی، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۲۸۳،ص ۶۹۵)

{39}......ایک اور روایت میں ہے: ''حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اناج (کے ڈھیر) کے پاس سے گزرے جس کو اس کے مالک نے خوبصورت ظاہر کر رکھا تھا، لیکن جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالا تو نیچے والے کو ردی پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اِس کو الگ اور اُس کو الگ بیچو! جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی،ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع ، الحدیث: ۱۳۱۵،ص ۱۷۸۴)

(سنن ابی داؤد، کتاب الاجارہ، باب فی النھی عن الغش ، الحدیث: ۳۴۵۲،ص ۱۴۸۱)

{40}......ایک اور روایت میں ہے: ''جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا دستِ مبارک اس غلے میں ڈالا اور بھیگا ہوا باہر نکلا، اس سے استفسار فرمایا: ''تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟'' اس نے جواب دیا: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ ایک ہی قسم کا غلّہ ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ تر اور خشک غلے کو علیحدہ علیحدہ رکھتے تا کہ لوگ اس کو جان کر خریداری کرتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۷۳، ج۳، ص ۲۹)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۱۱۳، ج۲، ص ۴۰۹)

{41}......مروی ہے: ''جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ان میں سے نہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱، ج۱۸، ص ۳۵۹)

پیچھے روایت گزر چکی ہے کہ جس نے دودھ میں پانی ملایا پھر اسے بیچا اسے قیامت کے دن کہا جائے گا: دودھ سے پانی نکالو حالانکہ وہ اس پر قادر نہ ہوگا، لہٰذا اس کے ساتھ ایسے ہی ہوگا جیسا کہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن کہا جائے گا: تم نے جو تصویریں بنائی ہیں انہیں زندہ کرو یعنی ان صورتوں میں روح پھونکو جنہیں تم دنیا میں بناتے تھے انہیں حقیر اور ذلیل کرنے کے لئے اور ان کے عجز اور **اللہ** عزوجل پر ان کی جرأت کو بیان کرنے کے لئے یہ کہا جائے گا، اسی طرح دودھ میں پانی ملانے والے کو بھی بروزِ قیامت تمام لوگوں کے سامنے حقارت اور شرمندگی دلانے کے لئے دنیا میں کی ہوئی ملاوٹ کی سزا دیتے ہوئے دودھ سے پانی نکالنے کو کہا جائے گا۔ اسی طرح تمام ملاوٹ کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل مسلمانوں سے دھوکا کرنے کی وجہ سے تمام لوگوں کے سامنے شرمسار کرے گا نیز ملاوٹ کرنے والے اس فرمان میں بھی غور کرلیں کہ،

{42}......رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کے لئے عیب بیان کئے بغیر کوئی چیز بیچنا جائز نہیں اور جو عیب جانتا ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا جائز نہیں۔''

(المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث واثلۃ بن الاسقع، الحدیث: ۱۶۰۱۳، ج۵، ص ۴۲۱)

{43}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے عیب والی چیز بیچی اور عیب بیان نہ کیا وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب من باع عیباً فلیبینہ، الحدیث: ۲۲۴۷، ص ۲۶۱۱)

{44}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ ہیں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور اجسام دور دراز ہوں اور فاجر لوگ ایک دوسرے سے

دھوکا اور خیانت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور اجسام قریب قریب ہوں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، الترھیب من الغش ......الخ، الحدیث: ۲۷۵۰، ج۲، ص۳۶۸)

دھوکے بازی اور ملاوٹ کے بارے میں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جن میں سے چند ایک پہلے گزر چکی ہیں، لہٰذا جس نے بھی ان پر غور وفکر کیا اور **اللہ** عزوجل نے اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دی تو وہ ملاوٹ سے بچ جائے گا اور اس کی عظیم برائی اور خطرے کو جان لے گا اور یہ کہ ملاوٹ کرنے والے ملاوٹ کے ذریعے جو کچھ لیتے ہیں **اللہ** عزوجل اسے مٹا دے گا جیسا کہ بندر اور لومڑی کے قصے میں گزر چکا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ان کو ملاوٹ کرنے والوں پر مُسلَّط کر دیا اور انہوں نے سمندر میں پھینک کر ملاوٹ کے ذریعے حاصل کیا ہوا مال ضائع کر دیا۔

جو ان احادیثِ مبارکہ میں غور وفکر کرے گا وہ جان لے گا کہ گذشتہ سوال میں مذکور اکثر صورتیں دھوکے بازی اور ملاوٹ میں سے ہیں جس کا حرام ہونا اس حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جب غلے میں اپنا دستِ مبارک داخل کیا اور اس ڈھیر کے اندر کی تری دیکھی تو ایسا کرنے والے پر ناراض ہوئے اور اسے ارشاد فرمایا: ''تم نے تر حصہ علیحدہ اور خشک علیحدہ کیوں نہ کیا اور علیحدہ کیوں نہ بیچا یا تر حصے کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا یہاں تک کہ لوگ اسے جان لیتے اور دیکھ کر خریدتے۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وہ آدمی جسے اپنی چیز کے بارے میں عیب معلوم ہو اس پر خریدار کو بیان کرنا لازم ہے اور اسی طرح اگر بیچنے والے کے علاوہ کسی کو عیب معلوم ہو جیسے اس کا پڑوسی یا دوست اور وہ کسی آدمی کو خریدتے دیکھے جو اس عیب کو نہ جانتا ہو تو اس پر بھی لازم ہے کہ اسے بیان کر دے۔

جیسا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کے لئے عیب بیان کئے بغیر کوئی چیز بیچنا جائز نہیں اور جو عیب جانتا ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا جائز نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث واثلۃ بن الاسقع، الحدیث: ۱۶۰۱۳، ج۵، ص۴۲۱)

اکثر لوگ خریدار کی رہنمائی نہیں کرتے یا پھر وہ خود بھی کسی عیب کو نہیں جانتے۔

ایک گزرنے والا شخص کسی کو عیب والی چیز خریدتے دیکھتا جو عیب کو نہیں جانتا اور وہ جاننے والا خیر خواہی کرنے سے خاموش رہتا ہے یہاں تک کہ بیچنے والا اس کو دھوکا دے کر باطل طریقے سے اس کا مال لے لیتا ہے، حالانکہ خاموش رہنے والا

شخص یہ شعور نہیں رکھتا کہ وہ بھی حرام، کبیرہ گناہ، فسق اور اس پر مترتب ہونے والی شدید وعید میں اس بیچنے والے کا برابر کا شریک ہے، اور وہ وعید یہ ہے: ''ملاوٹ کرنے والا جو خریدنے والے کو شئے کا عیب نہیں بتاتا ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ہمیشہ ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

{45}......اور یہ حدیثِ پاک بھی اس کی تائید کرتی ہے: ''جس نے اسلام میں برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ ہے اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث جریر بن عبد الله،الحدیث: ۱۹۲۲۱،ج۷،ص۶۴،بدون"الی یوم القیامۃ")

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملاوٹ کرنے والے نے برا طریقہ ایجاد کیا اور وہ **مبیع** (یعنی بیچی جانے والی چیز) کے عیب کو چھپانا ہے، پس اس مبیع میں جو بھی ایسا عمل کرے گا اس کا گناہ ایجاد کرنے والوں کو ہوگا اور عنقریب **مَکْر** اور **خَدِیْعَہ** کے باب میں ملاوٹ کرنے والوں کے بارے میں وعید آئے گی کیونکہ ملاوٹ، مکر اور دھوکا کی جگہ پر ہی ہے **اللہ** عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (پ۲۲،فاطر:۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور برا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

{46}......نبیِ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں اور مکر اور دھوکا دینے والا جہنم میں ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴،ج۱۰،ص۱۳۸)

{47}......ایک اور روایت میں ہے کہ سیِّدُ المُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر و فریب اور خیانت کرنے والا جہنم میں ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاھوال،باب تحشر ھذہ الامۃ علی ثلاثۃ اصناف،الحدیث: ۸۸۳۱، ج۵، ص۳۳)

{48}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دھوکا دینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (یعنی ابتداءً) (المسند لامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۲،ج۱،ص۲۷)

{49}......محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جہنمیوں میں وہ آدمی بھی شامل ہے جو صبح شام تیرے اہل یا مال میں تجھ سے دھوکا کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ،باب الصفات التی یعرف بھافی الدنیا......الخ،الحدیث:۷۲۰۷،ص۱۱۷۴)

یہ بحث اس جواب کے متعلق تھی اور بے شک ہم نے اس پر تفصیلی کلام کیا اس اُمید پر کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ

اسے توجہ سے سنے، **اللہ** عزوجل کے عذاب اور اس کی بزرگی سے ڈرے، جس کا دین اور وقار ہو اور جو اپنی موت کے بعد اپنی اولاد کے بارے میں بھی ڈرتا ہو پس وہ **اللہ** عزوجل سے ڈرے گا اور اس سوال میں مذکور ملاوٹ کی تمام صورتوں کو چھوڑ دے گا اور جان لے گا کہ یہ دنیا فانی ہے اور بے شک حساب حقیر اور معمولی چیزوں پر بھی واقع ہوگا اور عملِ صالح ہی اولاد کو نفع دے گا، تحقیق **اللہ** عزوجل کا فرمان موجود ہے:

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًاۚ (پ۱۶، الکھف: ۸۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

حالانکہ وہ شخص ماں کی طرف سے ساتواں دادا تھا، پس **اللہ** عزوجل نے اس کے صدقے اس کے یتیم بچوں کو نفع دیا اور برا عمل بھی اولاد کے حق میں مؤثر ہوتا ہے، **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝ (پ۴، النساء: ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

پس جو اس آیتِ مبارکہ میں غور کرے گا تو اپنے برے اعمال کی وجہ سے اولاد کے بارے میں ڈرے گا اور ان سے رُک جائے گا یہاں تک کہ اس کی مزید نظیر نہ مل سکے اور **اللہ** عزوجل ہی سیدھی راہ کی رہنمائی فرمانے والا ہے اور اسی کی طرف سے طاقت و قوت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 201: جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا

{1}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل ان کی طرف نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تین بار یہ بات کہی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! خائب و خاسر ہونے والے وہ لوگ کون ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال......الخ، الحدیث: ۲۹۳، ص ۶۹۶)

{2}......جبکہ ایک اور روایت میں اس طرح ہے: ''اپنے تہبند کو گھسیٹنے والا اور اپنی بخشش کو جتلانے والا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب المنان بمااعطی، الحدیث:۲۵۶۴، ص۲۲۵۳)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) تکبر کرنے والا فقیر اور (۳) ایسا آدمی جسے **اللہ** عزوجل نے مال دیا اور وہ جھوٹی قسمیں کھا کر خریدتا اور بیچتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۱۱، ج۶، ص۲۴۶)

{4}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۷۷، ج۴، ص۱۶۳)

{5}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کل (بروزِ قیامت) ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) وہ شخص جو اپنا سامان ہر جائز اور ناجائز (جھوٹی) قسمیں کھا کر بیچتا ہے اور (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۹۲، ج۱۷، ص۱۸۴)

{6}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل ان کی طرف قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) جو بیابان میں اپنے فالتو پانی سے مسافروں کو روکتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے اس چیز کا فضل روکا تھا جس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ نہیں کیا تھا، (۲) وہ آدمی جو عصر کے بعد اپنا مال بیچے اور قسم اٹھائے کہ میں نے اتنے اتنے میں لیا ہے اور خریدار اُسے سچا سمجھے حالانکہ اس نے اتنے کا نہ خریدا ہو اور (۳) ایسا شخص جو کسی امام (حکمران) کی دنیا کی خاطر بیعت کرے اگر وہ اسے اس کی خواہش کے مطابق کچھ دے تو اس سے وفا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو وفا نہ کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب اثم من منع ابن السبیل من الماء، الحدیث: ۲۳۵۸، ص۱۸۴)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ، الحدیث: ۲۹۷، ص۶۹۶)

اور ایک روایت میں وہ تین شخص یہ ہیں: ''(۱) ایسا شخص جو مال کے بارے میں قسم اٹھاتا ہے کہ مجھے اس کی قیمت اس سے زیادہ مل رہی تھی حالانکہ وہ جھوٹا ہے (۲) ایسا شخص جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاتا ہے تاکہ اس سے مسلمان بندے کا مال ختم کرے اور (۳) ایسا شخص جو فالتو پانی روکے **اللہ** عزوجل اس سے فرمائے گا: ''آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے وہ زائد چیز روک

لی تھی جسے تم نے پیدا نہیں کیا تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب من رای ان صاحب الحوض......الخ، الحدیث: ۲۳۶۹، ص ۱۸۵)

{7}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار آدمی ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل غضب فرمائے گا: (۱) جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المحتال، الحدیث: ۲۵۷۷، ص ۲۲۵۴)

{8}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل تین افراد سے محبت فرماتا ہے اور تین کو ناپسند کرتا ہے۔'' (حدیث بیان کرتے ہوئے راوی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کی: ''وہ تین کون ہیں جن پر **اللہ** عزوجل غضب فرماتا ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) تکبر اور فخر کرنے والا، اور قرآنِ حکیم میں تم پاتے ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (پ۲۱، لقمان:۱۸) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر کرتا۔

(۲) احسان جتلانے والا بخیل (۳) قسمیں کھانے والا تاجر یا جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا۔''

(المستدرک، کتاب الجهاد، ذکر رجال یبغضهم الله تعالی، الحدیث: ۲۴۹۱، ج۲، ص ۱۱)

{9}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ایک اعرابی بکری لے کر گزرا میں نے اس سے پوچھا اسے تین درہم میں بیچتے ہو؟'' اس نے کہا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! نہیں بیچتا۔'' پھر تین درہم کی بیچ دی، میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، الحدیث: ۴۸۸۹، ج۷، ص ۲۰۵)

{10}......حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہماری طرف آتے جبکہ ہم تجارت کر رہے ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: ''اے تاجروں کے گروہ! جھوٹ سے بچو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۲، ج۲۲، ص ۵۶)

{11}......سرکارِ والاتبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''(جھوٹی) قسم، سامان کو فروخت کروانے والی لیکن کمائی کو مٹانے والی ہے۔'' (سنن النسائی، کتاب البیوع، باب المنفق سلعته......الخ، الحدیث: ۴۴۶۶، ص ۲۳۷۸)

اور ابوداؤد شریف میں ہے: ''لیکن برکت کو مٹانے والی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی کراهیة الیمین فی البیع، الحدیث: ۳۳۳۵، ص ۱۴۷۳)

{12}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خرید و فروخت

میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ قسم مال تو بِکواتی ہے لیکن اس کی برکت مٹا دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب النھی عن الحلف فی البیع، الحدیث: ۴۱۲۶، ص۵۷

{13}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سچا امانت دار تاجر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار......الخ، الحدیث: ۱۲۰۹، ص ۱۷۷

{14}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچا، امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب التجارات ، باب الحث علی المکاسب، الحدیث: ۲۱۳۹، ص۲۶۰۵

{15}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے کے تلے ہوگا۔'' (کنزالعمال، کتاب البیوع، قسم الاقوال، باب الاول فی الکسب،الحدیث: ۹۲۱۴ ج۴،ص۵)

{16}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''بے شک سب سے اچھی کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب امین بنائے جائیں تو خیانت نہ کریں جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں کوئی چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں اور جب ان پر قرض ہو تو (ادائیگی میں) ٹال مٹول نہ کریں اور ان کا کسی پر قرض ہو تو اس پر (وصولی میں) تنگی نہ کریں۔''

(شعب الایمان،باب فی حفظ اللسان،الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴،ص ۲۲۱

{17}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''خریدنے اور بیچنے والے کو جدا ہونے سے پہلے پہلے اختیار ہے، اگر دونوں نے سچ بولا اور گواہ بنائے تو ان کے سودے میں برکت دی جائے گی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ہوسکتا ہے ان کو نفع تو ہو لیکن ان کے سودے سے برکت اٹھا لی جائے، کیونکہ جھوٹی قسم مال کو بِکوانے والی لیکن کمائی کی برکت مٹانے والی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین ،الحدیث: ۳۴۵۹،ص ۱۴۸۱ ،بدون "فعسی ان یربحا

{18}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز کے لئے تشریف لائے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید وفروخت کر رہے ہیں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے تاجروں کے گروہ!'' انہوں نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جواب دیا اور اپنی گردنیں اور آنکھیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف اٹھالیں (یعنی پوری طرح متوجہ ہوگئے) تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تاجر قیامت کے دن فاجر (یعنی بدکار) اٹھائے جائیں گے مگر جو (اللہ عزوجل سے) ڈرے، لوگوں

سے بھلائی کرے اور سچ بولے۔'' (جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار......الخ، الحدیث: ۱۲۱۰، ص ۱۷۷۲)

{19}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تاجر ہی فاجر ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ! کیا **اللہ** عزوجل نے خرید وفروخت حلال نہیں فرمائی ؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن وہ قسمیں کھاتے ہیں، تو جھوٹے ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عبد الرحمٰن بن شبل، الحدیث: ۱۵۵۳۰، ج۵، ص۸۸)

تنبیہ:

اس کو کبیرہ گناہ میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اسے صراحتاً ذکر نہیں کیا، شدید وعید والی کثیر احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ قرار دینا ظاہر اور واضح ہے۔

کبیرہ نمبر202: مکروفریب اور دھوکا دینا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ (پ۲۲، فاطر:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور بُرا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے ہم سے دھوکا کیا وہ ہم میں سے نہیں اور مکر اور دھوکا جہنم میں ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴، ج۱۰، ص۱۳۸)

{2}......حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر، دھوکا اور خیانت جہنم میں ہے۔''

(المستدرک ، کتاب الاھوال، باب تحشر ھذہ الامۃ علی......الخ، الحدیث: ۸۸۳۱، ج۵، ص۸۳۳)

{3}......حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی بخیل اور احسان جتلانے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۳۲، ج۱، ص۲۷)

{4 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن سیدھا سادہ، کرم کرنے والا جبکہ فاسق مکار، کمینہ ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر و الصلة ، باب ماجاء فی البخل، الحدیث: ۱۹۶۳، ص ۱۸۴۹)

اللہ عزوجل منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج (پ۵، النساء:۱۴۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔

یعنی جس طرح وہ اپنے گمان میں **اللہ** عزوجل کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں تو اسی کی مثل قیامت کے دن انہیں بھی اس کی سزا دی جائے گی اور وہ اس طرح کہ پہلے انہیں ایک نور دیا جائے گا جس طرح کہ بقیہ تمام مؤمنین کو دیا جائے گا، جب وہ اسے لے کر پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو وہ نور بجھا دیا جائے گا اور وہ تاریکی میں ہی بھٹکتے رہیں گے۔

{5 }......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔'' ان میں اس آدمی کا بھی ذکر کیا جو صبح و شام تیرے اہل یا مال میں تجھ سے دھوکا کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة و النعیم، باب الصفات التی یعرف بها......الخ، الحدیث: ۷۲۰۷، ص ۱۱۷۴)

تنبیہ:

اس کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے جس کی بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی ہے اور جو سابقہ ملاوٹ کی احادیثِ مبارکہ اور ان موجودہ احادیثِ مبارکہ سے بھی ظاہر ہے، کیونکہ مکر اور دھوکے کے جہنم میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ مکر کرنے والا اور دھوکا دینے والا جہنم میں جائے گا اور یہ ایک سخت وعید ہے۔

کبیرہ نمبر 203 ناپ،تول یا پیمائش میں کمی کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۫﴿۲﴾ وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّہُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۙ﴿۵﴾ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿۶﴾ (پ۳۰،المطففین:۱تا۶)

ترجمۂ کنز الایمان: کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

یعنی لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنے کے اٹھیں گے، پھر انہیں میدانِ حشر میں لایا جائے گا، ان میں سے بعض بجلی سے بھی تیز سوار ہو کر جا رہے ہوں گے، بعض اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے، بعض گھٹنوں کے بل چل رہے ہوں گے اور چہرے کے بل گر رہے ہوں گے، کبھی چلیں گے کبھی ٹھوکریں کھائیں گے اور کبھی سرگرداں اونٹ کی طرح بھٹک رہے ہوں گے اور ان میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو چہرے کے بل چل رہے ہوں گے اور یہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تا کہ اپنے اعمال کا حساب دیں اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھی جزاء ہوگی اور اگر اعمال برے ہوئے تو جزاء بھی بری ہوگی۔

سیدنا سدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ''جب ہمارے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف میں تشریف لائے تو وہاں پر ایک شخص تھا جس کا نام ابوجہینہ تھا اس کے دو پیمانے تھے ایک کے ساتھ دیتا اور دوسرے کے ساتھ لیتا تھا، تو **اللہ** عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔''

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جب خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ تول کے اعتبار سے سب لوگوں سے برے تھے، تو **اللہ** عزوجل نے یہ سورت نازل فرمائی، پس اس کے بعد انہوں نے پیمانے اچھے کر لئے۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب التجارات ، باب التوقى فى الكيل والوزن، الحديث : ۲۲۲۳،ص ۲۶۱۰)

{2}......نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیمائش اور وزن کرنے والوں سے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہیں ایسا کام سونپا گیا ہے جس

میں تم سے پہلی اُمتیں ہلاک ہوگئیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البیوع،باب ماجاء فی المکیال والمیزان،الحدیث: ۱۲۱۷،ص۱۷۷۳)

{3 }......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شَفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے گروہ مہاجرین! جب تم پانچ خصلتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں **اللہ** عزوجل سے تمہارے اِن میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتا ہوں: (۱) جب کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور انہوں نے اعلانیہ اس کا اِرتکاب کیا تو ان میں طاعون اور ایسی بیماری پھیل گئی جو ان کے پہلے لوگوں میں نہ تھی۔ (۲) انہوں نے ماپ تول میں کمی کی تو قحط سالی میں مبتلا ہوگئے اور سخت بوجھ اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہوگئے (۳) انہوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دی تو آسمان سے بارش روک دی گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی (۴) انہوں نے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا عہد توڑا تو **اللہ** عزوجل نے ان پر دشمن مُسلَّط کر دیئے جنہوں نے ان سے وہ سب لے لیا جو کچھ ان کے قبضہ میں تھا اور (۵) ان کے حکمرانوں نے **اللہ** عزوجل کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کیا اور **اللہ** عزوجل کے قانون میں سے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا تو **اللہ** عزوجل نے اُن کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب الفتن، باب العقوبات ، الحدیث: ۴۰۱۹،ص۲۷۱۸)

{4 }......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس قوم میں بھی لوٹ مار یعنی چوری کی کثرت ہوئی **اللہ** عزوجل نے ان کے دلوں پر دشمن کا رعب ڈال دیا، جس قوم میں بھی زنا عام ہوا ان میں اموات کی کثرت ہوگئی، جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی **اللہ** عزوجل نے ان کے رزق کو کم کر دیا، جس قوم نے بھی ناحق فیصلہ کیا ان میں لڑائی جھگڑا عام ہوگیا اور جس قوم نے بھی عہد کو توڑا **اللہ** عزوجل نے ان پر دشمن کو مُسلَّط کر دیا۔''

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب تغیر الناس،الفصل الثالث، الحدیث: ۵۳۷۰،ج۳،ص۱۷۶)

{5 }......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''**اللہ** عزوجل کی راہ میں مرنا امانت کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، (پھر ارشاد فرمایا) بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا اگرچہ وہ **اللہ** عزوجل کی راہ میں قتل کیا گیا ہو اور اس سے کہا جائے گا: ''اپنی امانت ادا کر۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عزوجل! کیسے ادا کروں حالانکہ دنیا تو ختم ہوگئی۔'' پس (فرشتوں سے) کہا جائے گا: ''اسے **ھَاوِیَة** کی طرف لے جاؤ۔'' وہ اسے لے کر **ھَاوِیَة** کی جانب چل دیں گے اور اس کی امانت اسی ہیئت میں لائی جائے گی جس میں اس دن تھی جب اسے دی گئی تھی، تو وہ اسے دیکھتے ہی پہچان لے گا اور اس کے پیچھے جائے گا یہاں تک کہ اسے حاصل کر لے گا اور اپنے کندھے پر اٹھا لے گا حتی کہ جب اسے یقین ہو جائے گا کہ وہ باہر آ گیا ہے تو وہ اس کے

کندھے سے گر جائے گی اور وہ ہمیشہ اس کے پیچھے جاتا ہی رہے گا۔

پھر فرمایا: ''نماز ایک امانت ہے، وضو بھی امانت ہے، وزن اور ماپ بھی امانت ہیں اور دیگر اشیاء شمار کیں اور ان میں سخت ترین ودیعت ہے۔'' حضرت سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''میں حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کی: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے سچ کہا ہے، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں سنا:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ (پ۵، النساء: ۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

(شعب الایمان، باب فی الامانات و وجوب ادائھا الی اھلھا، الحدیث: ۵۲۶۶، ج۴، ص ۳۲۳)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کیونکہ یہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے میں شمار ہوتا ہے، اس وجہ سے اس پر شدید وعید ہے، جیسا کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ سے آپ نے جان لیا۔

آیتِ کریمہ (وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ) کی وضاحت:

آیتِ کریمہ میں کم تولنے والے کو اس لئے **مُطَفِّف** کہا گیا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ کم تولی ہوئی چیز ہی دیتا ہے جو کہ چوری اور خیانت کی ایک قسم ہے باوجود اس کے کہ اس میں بالکل عدمِ مُرُوَّت کا اظہار ہے اور اسی وجہ سے **وَیۡل** کے ساتھ انجام بتایا گیا جو کہ شدید عذاب ہے یا جہنم میں ایک وادی ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ رکھے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، ہم اس سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور اسی طرح **اللہ** عزوجل نے ماپ تول میں کمی کی وجہ سے حضرت سیدنا شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو شدید سزا دی۔

سوال: غصب کے باب میں آئے گا کہ چار دینار سے کم غصب کرنا کبیرہ گناہ نہیں تو اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی اسی طرح ہو؟

جواب: اس میں اشکال ہے پس اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف پر اجماع ہے اور علامہ اذرعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

فرماتے ہیں کہ ''یہ حد بندی قابل اعتبار نہیں۔''

ان میں اس طور پر فرق کیا جائے گا کہ غصب ان چیزوں میں سے نہیں جن کا قلیل کثیر کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ یہ جبر اور غلبہ کے طور پر لیا جاتا ہے، لہٰذا اُس کا قلیل کثیر کی طرف نہیں لے جاتا البتہ! کم ماپ تول کا معاملہ اس کے برخلاف ہے، کیونکہ یہ مکر، خیانت اور حیلہ کے طور پر لیا جاتا ہے، لہٰذا اس کا قلیل کثیر کی طرف لے جاتا ہے پس اس سے نفرت دلانا متعین ہوگیا۔

اس کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کی قلیل اور کثیر مقدار کبیرہ گناہ ہے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو شراب کا ایک قطرہ پینے کا ہے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اس میں شراب کا فساد نہ بھی پایا جائے، اس لئے کہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اس کی قلیل مقدار کثیر کی طرف لے جاتی ہے، لہٰذا اس فرق کی بناء پر چوری کو غصب کے ساتھ ملانا مشکل نہیں ہے کیونکہ چور کو اکثر خوف ہوتا ہے اور اس کے لئے غیر کا مال لینا ممکن نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہا جائے کہ اس کی قلیل مقدار (یعنی چھوٹی چوری) کثیر مقدار (یعنی بڑی چوری) کی طرف لے جاتی ہے البتہ! ''**مُطَفِّف**'' (یعنی ماپ تول میں کمی کرنے والے) کا معاملہ اور ہے، کیونکہ اس کے لئے غیر کا مال لینا ممکن ہوتا ہے، پس اس میں قلیل مقدار کا کثیر مقدار کی طرف لے جانا زیادہ آسان اور ظاہر ہے۔ اس میں غور وفکر کرو کیونکہ میں نے کسی کو اس پر آگاہ ہوتے یا اشارہ کرتے نہیں پایا۔

نیز یہ بات اس فرق کی تائید بھی کرتی ہے کہ ایک جماعت نے غصب میں مذکورہ شرط لگائی ہے اور کہا ہے کہ ''چوری میں ایسی کوئی شرط نہیں۔'' گویا انہوں نے میرے ذکر کردہ کلام میں غور کیا اور اس کے اور غصب کے درمیان میرے ثابت کردہ ظاہر فرق کی وجہ سے بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مؤقف بھی رد ہوگیا: ''معمولی طور پر تول میں کمی کرنا صغیرہ ہے۔'' مگر غصب میں اختلاف اس صورت میں منقول ہے کہ وہ اختلاف ایک دینار اٹھا لینے پر حد لگانے کے بارے میں ہے۔

البتہ اتنی معمولی سی چیز غصب کرنا یا کم تولنا بھی صغیرہ گناہ ہونا چاہئے جس کو اکثر لوگ معاف کر دیتے ہیں غصب کرنا بھی صغیرہ ہونا چاہئے، اور یہ بعید بھی نہیں، لیکن اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''ان میں کوئی فرق نہیں۔'' اسی وجہ سے سیدنا ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ''اناج غصب کرنا یا چوری کرنا بالاجماع کبیرہ گناہ ہے۔'' گویا انہوں نے اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مطلق قول سے یہ اخذ کیا ہے جس کی جانب میں نے اشارہ بھی کیا ہے، اس کی مزید وضاحت غصب کے باب میں آئے گی۔

آگ کے دو پہاڑ:

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں ایک مرتبہ اپنے پڑوسی کے پاس گیا اس حال میں کہ اس پر موت کے آثار نمایاں تھے اور وہ کہہ رہا تھا: ''آگ کے دو پہاڑ، آگ کے دو پہاڑ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے اس سے پوچھا: ''کیا کہہ رہے ہو؟'' تو اس نے بتایا: ''اے ابو یحییٰ! میرے پاس دو پیمانے تھے، ایک سے دیتا اور دوسرے سے لیتا تھا۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اٹھا اور ایک پیمانے کو دوسرے پر (توڑنے کی خاطر) مارنے لگ گیا۔'' تو اس نے کہا: ''اے ابو یحییٰ! جب بھی آپ ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں معاملہ زیادہ شدید اور سخت ہو جاتا ہے۔'' پس وہ اسی مرض میں مر گیا۔''

کسی نیک بزرگ کا قول ہے: ''ہر تولنے اور ماپنے والے پر آگ پیش کی جائے گی کیونکہ کوئی نہیں بچ سکتا سوائے اس کے جسے **اللہ** عزوجل بچائے۔''

کم تولنے کے بارے میں حکایت:

ایک شخص کا بیان ہے: ''میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا، جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے کہا: ''اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا؟'' اس نے بتایا: ''اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔'' میں نے اسے کہا: ''**اللہ** عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟'' اس نے کہا: ''نہیں **اللہ** عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت تک اپنے ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔'' پس یہ اس کا حال ہے جو اپنے ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا جو تولتا ہی کم ہے۔

کم تولنے والوں کی مذمت:

{6}......حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک بیچنے والے کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈر! اور ماپ تول پورا پورا کر! کیونکہ کمی کرنے والوں کو میدانِ محشر میں کھڑا کیا جائے گا یہاں تک کہ ان کا پسینہ ان کے کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا۔'' (تفسیر البغوی، سورۃ المطففین، تحت الآیۃ:۳، ج۴، ص۴۲۸)

جیسا کہ ماپنے اور تولنے والے کے بارے میں گزر چکا ہے کہ جب تاجر بیچتے وقت پیمانے کو کھینچ کر رکھے اور خریدتے وقت ڈھیلا چھوڑ دے تو یہی کپڑا بیچنے والے فاسقوں اور تاجروں کی عادت ہے۔

کسی نے کتنی اچھی بات کہی ہے: ''ہلاکت ہو پھر ہلاکت ہو اس کے لئے جو ایک دانہ بیچتا ہے جو اس کی جنت کو کم کر دیتا ہے، جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے اور ایک دانہ خریدتا ہے جو جہنم کی وادی میں اضافہ کر دیتا ہے جو دنیا کے پہاڑوں اور جو کچھ ان میں ہے اسے پگھلا کر رکھ دے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

باب القرض

قرض کا بیان

کبیرہ نمبر 204: حصولِ نفع کے لئے قرض دینا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا ظاہر ہے کیونکہ یہ حقیقت میں سود ہے پس سود کے باب میں جتنی وعیدیں ذکر کی گئی ہیں وہ سب اس کو شامل ہیں۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

باب التفلیس

کنگال یا دیوالیہ ہونے کا بیان

کبیرہ نمبر 205: ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا

کبیرہ نمبر 206: ادائیگی کی امید نہ ہونا

یعنی وہ مجبور نہ ہو اور نہ ہی اس سے پورا ہونے کی ظاہری صورت ہو نیز قرض دینے والا اس کے حال سے بے خبر ہو۔

{1}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تلف کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لیا اللہ عزوجل اس پر تلف کر دے گا۔'' (یعنی نہ ادا کرنے کی توفیق ہوگی نہ بروزِ قیامت قرض خواہ راضی ہوگا)

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب من اخذ اموال الناس ......الخ، الحدیث: ۲۳۸۷، ص۱۸۷)

{2}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ادائیگی کی نیت سے قرض لیا قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی طرف سے ادا کر دے گا (یعنی قرض خواہ کو راضی کر دے گا) اور جس نے ادا نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا اور مر گیا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تو نے یہ گمان کیا کہ میں اپنے بندے کو کسی دوسرے کے حق (کو دبانے) کی وجہ سے نہیں پکڑوں گا۔'' پس اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور دوسرے کی نیکیوں میں ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الدَّین والسلم، قسم الاقوال، فصل الثالث فی نیة المستدین ......الخ، الحدیث: ۱۵۴۳۸، ج۶، ص۲)

{3}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی آدمی اس عزم سے قرض لیتا ہے کہ ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب من ادان دینا لم ینو قضاءہ، الحدیث: ۲۴۱۰، ص۲۶۲۱)

{4}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی آدمی کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا مہر ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ زانی مرے گا، جو بھی آدمی کسی آدمی سے کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ خائن مرے گا اور خیانت کرنے والا جہنمی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۳۰۲، ج۸، ص۳۵)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس حال میں مرا کہ اس پر درہم یا دینار قرض تھے تو (اس قرض کو) اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا کیونکہ اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الصدقات، باب التشدید فی الدین، الحدیث: ۲۴۱۴، ص۲۶۲۱)

{6}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرض دو قسم کے ہیں: (۱) جو اس حال میں مرا کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت تھی تو میں اس کا ولی ہوں اور (۲) جو اس حال میں مرا کہ اس کی ادائیگی کی نیت نہ تھی تو یہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترہیب من الدین وترغیب المستدین......الخ، الحدیث: ۲۸۰۳، ج۲، ص۸۱)

{7}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کم یا زیادہ مہر پر کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس کا ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو اس نے دھوکا کیا، اور ادائیگی کے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے زانی ہو کر ملے گا، اور جس آدمی نے واپس نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا تو اس نے دھوکا کیا یہاں تک کہ اس کا مال لے کر مر گیا اور اس کا قرض ادا نہ کیا تو وہ **اللہ** عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۸۵۱، ج ۱، ص ۵۰۱)

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن قرض لینے والے کو بلائے گا یہاں تک کہ بندہ اس کے سامنے کھڑا ہو گا تو اس سے کہا جائے گا: ''اے ابن آدم! تُو نے یہ قرض کیوں لیا؟ اور لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا مگر نہ اسے کھایا، نہ پیا، نہ پہنا، اور نہ ہی ضائع کیا، البتہ وہ یا تو جل گیا یا چوری ہو گیا یا جتنے میں خریدا تھا اس سے کم میں بیچ دیا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے نے سچ کہا، میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے قرض ادا کروں۔'' **اللہ** عزوجل کسی چیز کو بلائے گا اور اسے اس کے ترازو میں رکھے گا لہٰذا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو جائیں گی اور وہ **اللہ** عزوجل کے فضل ورحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر، الحدیث: ۱۷۰۸، ج ۱، ص ۲۰

{9}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''میں کفر اور قرض سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔'' ایک آدمی نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کفر کو قرض کے ہم پلہ جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الدین، الحدیث: ۵۴۷۵، ص ۲۴۳۸)

{10}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صاحبِ قرض اپنے قرض کے ساتھ بندھا ہوا **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں تنہائی کی فریاد کرے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳، ج ۱، ص ۲۵۹)

{11}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے **اللہ** عزوجل نے منع فرمایا ہے **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ مرنے کے بعد اس حالت میں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اس پر ایسا قرض ہو جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، الحدیث: ۳۳۴۲، ص ۱۴۷۴

{12}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''4 شخص ایسے ہیں جوجہنمیوں کوان کی اذیت پرمزیدتکلیف دیں گے، وہ **حَمِیْم** اور **جَحِیْم** کے درمیان دوڑیں گے، ہلاکت اورتباہی کوپکاریں گے،جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے:''یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے ہماری تکلیف کواورزیادہ کردیا؟''(۱) پہلے شخص پرانگاروں کا تابوت معلق ہوگا (۲) دوسرا اپنی انتڑیوں کوگھسیٹ رہا ہوگا (۳) تیسرے کے منہ سے پیپ اورخون بہہ رہا ہوگا اور (۴) چوتھا آدمی اپنا گوشت کھارہا ہوگا، پس تابوت والے سے کہا جائے گا:''رحمتِ الٰہی عزوجل سے دور! اس شخص کوکیا ہے کہ اس نے ہماری تکلیف کواورزیادہ کردیا'' وہ بتائے گا کہ وہ بدنصیب اس حال میں مرا تھا کہ اس کی گردن پرلوگوں کا بوجھ تھا جسے پورا کرنے کے لئے اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۲۶، ج۷، ص ۳۱۱)

{13}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اورخوشبولگائی، پھرہم اسے سرکارابدِقرار، شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے کرحاضرہوئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی:''اس کا جنازہ پڑھایئے۔'' پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا:''کیا اس پرقرض ہے؟'' ہم نے عرض کی:''اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی توہم دوبارہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اورحضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''2 دینار میرے ذمہ ہیں۔'' تو شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کر دیا گیا ہے اوراب میت اس سے بری ہے۔'' حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''جی ہاں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی نمازِجنازہ پڑھائی، پھراس کے بعدایک دن استفسارفرمایا:''ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔'' میں نے عرض کی:''وہ شخص توکل فوت ہوگیا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔'' حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''میں نے وہ ادا کر دیئے ہیں۔'' تورسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''اب اس کا جسم عذاب سے بری ہوگیا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابربن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۵۴۳، ج۵، ص ۸۳)

اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مقروض کی نمازِجنازہ نہیں ادا فرمائی لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ (یعنی ختم) ہوگیا (اورآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسے لوگوں کی نمازِجنازہ ادا فرمائی) جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے:

{14}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں جب کوئی ایسی میت لائی جاتی جس پر قرض ہوتا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دریافت فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کو پورا کرنے کے لئے کچھ چھوڑا ہے۔'' اگر کہا جاتا کہ اس نے پورا کرنے کے لئے کچھ چھوڑا ہے تو اس کا جنازہ پڑھاتے ورنہ فرماتے: ''اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھو۔'' لیکن جب **اللہ** عزوجل نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، لہٰذا جو قرض کی حالت میں مرگیا اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ ورثاء کے لئے ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب ترک مالاًلو رثته، الحدیث: ۴۱۵۷، ص ۹۵۹)

{15}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: ''مقروض کی نماز جنازہ پڑھائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیا نفع دیتا ہے کہ میں ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھاؤں جس کی روح اپنی قبر میں رہن رکھی ہوئی ہے اور جو آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی، اگر کوئی آدمی اس کے قرض کا ضامن بنے تو میں اس کی نماز پڑھاتا ہوں بے شک میری نماز اس کو نفع دے گی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الدین ......الخ، الحدیث: ۲۸۱۹، ج ۲، ص ۸۷)

{16}......رسول اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلّق رہتی ہے (یعنی اپنے اچھے مقام سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کا قرض پورا کردیا جائے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء ان نفس المؤمن ......الخ، الحدیث: ۱۰۷۹، ص ۱۷۵۵)

{17}......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک تمہارا رفیق جنت کے دروازے پر اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اگر تم چاہو تو اس کا قرض پورا ادا کرو اور اگر چاہو تو اسے (یعنی مقروض کو) عذاب کے حوالے کردو۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب لوقتل رجل......الخ، الحدیث: ۲۲۶۱، ج ۲، ص ۳۲۲)

مقروض کے ساتھ اللہ تعالٰی ہوتا ہے:

{18}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل مقروض کے ساتھ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ قرض ادا کردے جب تک وہ ایسے کام میں نہ پڑے جسے **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہو۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اللہ مع الدان......الخ، الحدیث: ۲۲۵۲، ج ۲، ص ۳۱۹)

{19}......حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے خزانچی سے فرمایا کرتے: ''جاؤ اور میرے لئے قرض لے آؤ کیونکہ

میں ناپسند کرتا ہوں کہ ایک رات بھی ایسی گزاروں جس میں **اللہ** عزوجل میرے ساتھ نہ ہو کیونکہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مندرجہ بالا فرمانِ عالیشان سنا ہے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الصدقات، باب من ادان دينا......الخ، الحديث: ۲۴۰۹، ص ۲۶۲۱)

{20}......جب اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توجہ ان کے کثرت سے قرض لینے کی جانب کرائی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت میں سے جس کسی نے قرض لیا پھر اس کی ادائیگی کی کوشش کی لیکن ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو میں اس کا ضامن ہوں، جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اور **اللہ** عزوجل دیکھ رہا ہے کہ اس کا ادا کرنے کا ارادہ بھی ہے تو **اللہ** عزوجل دنیا ہی میں اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث: ۲۵۲۶۶، ج ۹، ص ۹۶)

(الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، باب الترهيب من الدين ......الخ، الحديث: ۲۷۹۹، ج ۲، ص ۸۰)

{21}......جب اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توجہ ان کے کثرت سے قرض لینے کی جانب کرائی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کشادگی آنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس بندے کی بھی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے اسے **اللہ** عزوجل کی طرف سے مدد حاصل ہوتی ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''لہٰذا میں اسی مدد اور نصرت کی طلب میں رہتی ہوں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السيده عائشة رضى الله عنها، الحديث: ۲۴۴۹۳، ج ۹، ص ۴۶)

{22}......حضرت سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اسے **اللہ** عزوجل کی طرف سے مدد اور رزق کا وسیلہ عطا ہوتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحديث: ۷۰۶۸، ج ۵، ص ۳۶۰)

{23}......سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی حدود میں سے کسی حد میں کمی کرنے کی سفارش کی تو اس نے **اللہ** عزوجل کے حکم کی مخالفت کی، جو قرض کی حالت میں مر گیا پھر نہ دینار چھوڑے اور نہ ہی درہم، البتہ! آخرت میں اس کے درہم و دینار اس کی نیکیاں اور برائیاں ہیں، جس نے جاننے کے باوجود باطل کام میں جھگڑا کیا وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اسے ختم کرے اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اسے جہنمیوں کی بدبو اور پیپ میں بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اپنے قول سے براءت کا اظہار کرے۔''

(المستدرک، كتاب البيوع، باب من حالت شفاعته دون حد......الخ، الحديث: ۲۲۶۹، ج ۲، ص ۲۶)

{24}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بے شک **اللہ** عزوجل قیامت کے دن جن کا قرض پورا کرے گا وہ یہ ہیں: (۱) جس کی قوت **اللہ** عزوجل کے راستے میں کمزور تھی لہذا اس نے قرض لیا تا کہ اس کے ذریعے اپنے اور **اللہ** عزوجل کے دشمن پر قوت حاصل کرے (۲) جس کے ہاں کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور قرض لئے بغیر اس کا کفن دفن نہ کر سکے اور (۳) وہ شخص جسے غیر شادی شدہ رہنے کا خوف ہوا لہذا اس نے اپنے دین پر خوف کرتے ہوئے نکاح کرلیا۔'' (شعب الایمان ، باب فی قبض الید ......الخ،الحدیث: ۵۵۵۹،ج۴،ص۴۰۴،بتغیرٍ قلیلٍ)

{25}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر کوئی آدمی **اللہ** عزوجل کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو تو وہ جنت میں داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن جحش،الحدیث:۲۲۵۵۶،ج۸،ص۴۸)

{26}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''امن کے بعد اپنی جانوں کو خوف میں نہ ڈالو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''قرض۔'' (السنن الکبری للبیھقی، کتاب البیوع، باب ماجاء من التشدید فی الدین، الحدیث: ۱۰۹۲۶،ج۵،ص۵۸۲)

{27}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کم گناہ تجھ پر موت آسان کریں گے اور کم قرض تجھے آزاد رکھے گا۔'' (شعب الایمان ، باب فی قبض الید ......الخ،الحدیث: ۵۵۵۷،ج۴،ص۴۰۴)

{28}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قرض زمین میں **اللہ** عزوجل کا جھنڈا ہے جب وہ کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے۔''

(المستدرک،کتاب البیوع، باب الدین رایة اللہ......الخ، الحدیث: ۲۲۵۷، ج۲،ص۲۱)

تنبیہ:

مذکورہ دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو ان صحیح احادیثِ مبارکہ میں ظاہر ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل سے چور بن کر ملے گا اور دونوں حدیثیں ان دونوں گناہوں کو شامل ہیں۔ پہلی تو واضح ہے اور دوسری میں جیسا کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اشارہ فرمایا

کہ وہ دھوکا دے کر اپنے ساتھی کا سارا مال لے لیتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے قرض لیا ظاہری طور پر اس کی ادائیگی کی امید نہ ہو اور قرض دینے والا اس سے لاعلم ہو تو لینے والے نے اسے دھوکا دیا جب تک کہ اسے قرض ادا نہ کر دے، کیونکہ اگر وہ دھوکے میں مبتلا نہ ہوتا تو کبھی اسے قرض نہ دیتا۔

کبیرہ نمبر 207:

مطالبہ کے باوجود غنی کا بلاعذر قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرض کی ادائیگی میں مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار شخص کا حوالہ دیا جائے تو وہ اسی سے مانگے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم مطل الغنی ......الخ، الحدیث ۴۴۰۲، ص ۹۵۰)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قدرت رکھنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کے مال اور سزا کو جائز کر دیتا ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الدعوی، باب عقوبۃ الماکل، الحدیث: ۵۰۶۶، ج۷، ص ۲۷۳)

یعنی لوگوں سے اس کی ٹال مٹول اور برے معاملے کا ذکر کرنا جائز ہے کیونکہ مظلوم کے لئے صرف ظالم کے اس ظلم کا ذکر کرنا جائز ہے جو ظالم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور اسے قید کرنا یا مارنا بھی جائز ہے۔

{3}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ظلم کرنے والے امیر، بوڑھے جاہل اور تکبر کرنے والے فقیر کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۵۸، ج۴، ص ۱۳۰)

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے پریشان ہوئے بغیر اپنا حق وصول نہیں کر سکتا۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۱، ج۲۴، ص ۲۳۳)

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے

قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو ہر دن، رات، جمعہ اور مہینہ میں اس کا ظلم لکھا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۲، ج ۲۴، ص ۳۴ بتغیر قلیل)

{6}......حضرت سیدتنا خولہ زوجہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ''ایک آدمی کی سید عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک وسق (60صاع) کھجوریں قرض تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اسے ادا کرے، اس نے کم کھجوریں ادا کیں تو اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا: ''کیا تو اب سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس جائے گا؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں، اور کون شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے زیادہ عادل ہو سکتا ہے۔'' یہ سن کر حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر ارشاد فرمایا: ''اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، **اللہ** عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کر سکتا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۲۹، ج ۴، ص ۱۰)

{7}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ قوم پاک نہیں ہو سکتی جس کے کمزور کو اس کا حق پریشان کئے بغیر نہ دیا جائے۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۵۰، ج ۴، ص ۲۴۰)

{8}......ایک اعرابی کا سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قرض تھا، اس نے شدید تقاضا کیا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کہا میں آپ سے جھگڑا کروں گا مگر یہ کہ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ادا کر دیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے جھڑکا اور کہا تیرا برا ہو جانتا نہیں کس سے بات کر رہا ہے؟'' تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صاحبِ حق کے ساتھ تمہیں کیا ہے؟'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا بھیجا اور اُن سے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض دے دے جب ہمارے پاس آئیں گی تو تمہیں ادا کر دیں گے۔'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان ہوں۔'' پس انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوریں قرض دیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اعرابی کا قرض بھی ادا کیا اور اسے کھلایا بھی تو

اس نے کہا: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے پورا بدلہ عطا فرمایا، **اللہ** عزوجل آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو پورا بدلہ دے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہی نیک لوگ ہیں کیونکہ وہ قوم پاک نہیں ہوسکتی جس میں کمزور اپنا حق پریشان ہوئے بغیر نہیں لے سکتا۔'' (سنن ابن ماجة،ابواب الصدقات ، باب لصاحب الحق سلطان ،الحديث: ٢٤٢٦، ص ٢٦٢٢)

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ظلم، عزت کا حلال ہونا اور سزا بڑی وعیدوں میں سے ہے بلکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ ''اس میں اتفاق ہے کہ جس نے حاکم کے حکم کے بعد قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کیا تو حاکم کو اختیار ہے کہ اسے سخت سزا دے اور لوہے کے ساتھ سزا دے یہاں تک کہ وہ ادا کرے یا مر جائے۔ جیسا کہ نماز چھوڑنے والے کے بارے میں کہا گیا ہے۔

باب الحجر

حجر کا بیان

کبیرہ نمبر 208: یتیم کا مال کھانا

اللّٰه عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۠ (پ۴، النسآء:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑ کتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ آیتِ مبارکہ قبیلہ غطفان کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے نابالغ یتیم بھتیجے کے مال کا والی بنا اور اسے کھا گیا۔''

آیتِ کریمہ کے چند الفاظ کی وضاحت:

ظُلْم سے مراد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یا اس حال میں کہ وہ ظالم ہیں اور حق کے ساتھ کھانا اس وعید سے خارج ہو گیا جیسے کتب فقہ میں مقرر کی گئی شروط کے مطابق والی کا کھانا۔

اللّٰه عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ (پ۴، النساء:۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے۔

یعنی ضرورت کے مطابق لے یا قرض لے یا اپنے کام کی اُجرت کے مطابق یا اگر مجبور ہو تو اور اس پر آسان ہو تو ادا کرے، ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ولی اگر غنی ہو تو اس کے مال سے کچھ نہ لے اور اگر فقیر ہو اور وصیت کرنے والا ہو اور بچے کو تصرف سے روکے ہوئے مال کی دیکھ بھال سے اس کے کام میں خلل پڑے تو اس کے مال سے لے سکتا ہے اگرچہ قاضی نے فیصلہ نہ کیا ہو اور اس کی اُجرت اس کے کام اور عرف کے مطابق ہو گی جبکہ قاضی کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

باپ، دادا اور ماں جو کہ وصی ہوں ان کے لئے بھی بقدرِ ضرورت ہے کیونکہ بچے کے مال میں ان کا نفقہ واجب ہے، اگر باپ یا دادا بچے کے مال کی دیکھ بھال نہ کر سکیں تو قاضی اس کے لئے قیمت مقرر کرے یا اسے مقرر کر کے اس کے لئے بچے کے مال میں سے اُجرت مقرر کر دے تا کہ کوئی احسان نہ ہو لیکن اس کے لئے قاضی سے مطالبہ جائز نہیں اگرچہ فقیر ہو۔

ولی کے لئے یتیم کے مال کو اپنے مال سے ملانا جائز نہیں اور مخلوط مال سے مہمان نوازی کرنا بھی جائز نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو وہ یہ کہ اس میں اضافہ ہو جائے بجائے اس کے کہ وہ تنہا کھاتا اور ضیافت یتیم کے خاص حصے سے زیادہ نہ ہو۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے پیٹ ایک برتن کی مانند ہیں جو کہ آگ سے بھرے جاتے ہیں، یہ یا تو حقیقتاً اسی طرح ہوگا کہ **اللہ** عزوجل ان کے لئے ایک ایسی آگ تخلیق فرمائے گا جس کو وہ کھائیں گے، یا پھر مجازی طور پر مسبب بول کر سبب مراد لیا ہے، کیونکہ سبب مسبب کی جانب لے جانے والا ہوتا ہے، بہرحال اس سے مراد کسی بھی صورت میں مال کا ضائع کرنا، کیونکہ یتیم کا نقصان خواہ اس کے مال کو کھا کر یا کسی اور ذریعہ سے ضائع کر کے کیا جائے، کوئی فرق نہیں رکھتا۔

یہاں اس آیتِ مبارکہ میں خاص طور پر صرف کھانے کا ہی تذکرہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ اس زمانے میں عام طور پر لوگوں کے اموال جانور ہوتے تھے جن کا گوشت کھایا جاتا اور دودھ پیا جاتا تھا اس لئے اس سے مقصود دراصل تصرفات ہیں۔

علامہ ابن دقیق العید علیہ رحمۃ اللہ الوحید کا قول ہے: ''یتیم کا مال کھانا برے خاتمے کی طرف لے جاتا ہے۔'' **اللہ** عزوجل ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

لہٰذا جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملانے سے رک گئے یہاں تک کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَاِنۡ تُخَالِطُوۡھُمۡ فَاِخۡوَانُکُمۡ ط (پ۲، البقرۃ: ۲۲۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

اس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ آیتِ مبارکہ اس گذشتہ آیتِ مبارکہ کی ناسخ ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں تو ظلم کے طریقہ سے مال کھانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ اس کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے، بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ ان کا اختلاف ممنوع، شدید وعید اور عذاب والا تھا اور برے انجام کی علامت تھا اور ظلم کے طور پر جو مال لیا جائے وہ عذاب کا سبب ہے ورنہ یہ عظیم نیکی ہے، لہٰذا پہلی آیتِ کریمہ پہلی شق کے بارے میں جبکہ دوسری آیتِ کریمہ دوسری شق کے بارے میں ہے اور **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کو اس آیت میں جمع کر دیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ترجمۂ کنز الایمان: اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ (پ۸،الانعام:۱۵۲)

اللہ عزوجل نے یتیموں کے حق کی تائید فرماتے ہوئے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے متنبہ فرمایا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝ (پ۴،النساء:۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

آیتِ کریمہ میں حکم دیا جا رہا ہے کہ جس کی گود میں یتیم بچہ ہو وہ اس سے بات چیت بھی نرم لہجے میں کرے لہذا اسے اے بیٹے کہہ کر پکارے جس طرح اپنی اولاد کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کرے اور اس کے مال کا خیال رکھے جس طرح اس پر واجب ہے کہ اس کے بعد اس کے مال اور اس کی اولاد کا خیال رکھے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ (پ۱،الفاتحۃ:۴) ترجمۂ کنز الایمان: روز جزاء کا مالک۔

جیسا کرو گے تمہارے ساتھ ویسا ہی کیا جائے گا اور انسان امین ہے اور غیر کے مال و اولاد میں تصرف کرنے والا ہے اور جب اسے موت آئے گی تو مال، اولاد، اہل و عیال اور تمام تعلقات کے بارے میں جیسا اس نے کیا ہوگا **اللہ** عزوجل اسے ایسا ہی بدلہ دے گا اگر اچھا کیا تو اچھی جزاء اور اگر برا کیا تو بری جزاء ملے گی، پس عقل مند کو اپنی اولاد اور مال کے بارے میں ڈرنا چاہئے بشرطیکہ اسے اپنے دین پر خوف نہ ہو، اپنی پرورش میں پلنے والے یتیم بچوں پر اسی طرح اپنا مال خرچ کرے جس طرح کہ اگر اس کی اولاد یتیم ہوتی تو ان کے والی پر مال خرچ کرنا ضروری ہوتا۔

{1}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: ''اے داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! یتیم کے لئے رحیم باپ کی طرح ہو جا اور بیوہ کے لئے شفیق خاوند کی طرح ہو جا۔''

جان لو! جیسی فصل کاشت کرو گے ایسی ہی کاٹو گے، کیونکہ ہوسکتا ہے تو مر جائے اور یتیم بچہ اور بیوہ عورت چھوڑ جائے۔ یتیموں کے مالوں کو کھانے اور اس میں ظلم کرنے کے بارے میں کئی احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں لوگوں کو اس ہلاک کرنے والی فحش حرکت سے ڈرانے کے لئے شدید وعید ذکر کی گئی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

یتیم کا مال کھانے پر وعیدیں:

{2}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، 2 آدمیوں کا کبھی حاکم نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، الحدیث: ۴۷۲۰، ص ۱۰۰۵)

{3}......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاک دامن سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی، ان الذین یاکلون......الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

{4}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدانِ جہاد سے بھاگ جانا اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۰، ج ۱، ص ۲۹۴)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''4 شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل انہیں جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائیگا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) والدین کا نافرمان۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۸)

{6}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو خطوط حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر اہل یمن کی طرف بھیجے ان میں یہ لکھا تھا: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) شرک کرنا (۲) ناحق مؤمن کو قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگنا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی علیہ السلام، الحدیث: ۶۵۲۵، ج ۸، ص ۱۸۱)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بروزِ قیامت کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے جن کے مونہوں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔'' عرض کی گئی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کیا تم نے **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں پڑھا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۝ (پ۴، النساء:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث: ابی برزۃ الاسلمی، الحدیث: ۷۴۰۳، ج۶، ص ۲۷۲)

{8}......حدیثِ معراج میں شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کے جبڑوں کو چیرتے اور دوسرے آگ کے پتھر لے کر آتے اور ان کے مونہوں میں ڈال دیتے جو ان کی پیٹھوں سے جا نکلتے۔'' میں نے دریافت کیا:''اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے کہا:''یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، تحت الآیۃ: ۱۰، ج۲، ص ۱۹۵، مفھومًا)

{9}......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''میں نے معراج کی رات ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جو ان کے پیچھے سے نکل جاتے۔'' میں نے پوچھا:''اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا:''یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔''

(تفسیر قرطبی، الجزء الخامس، سورۃ النساء، تحت الآیۃ: ۱۰، ج۳، ص ۳۹)

تنبیہ:

یہ بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کم یا زیادہ مال کھانے میں کوئی فرق نہیں اگرچہ ایک دانہ ہی ہو جیسا کہ کم تولنے اور کم ناپنے کے بیان میں گزر چکا ہے، اس کے اور غصب اور چوری کے درمیان اسی طرح فرق ہے جس طرح میں نے ان دونوں (یعنی چوری اور غصب) کے درمیان فرق کیا اور ناپ تول میں کمی کرنا بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ یہ بھی یتیم کے مال میں تصرف کرنے پر قدرت دیتا ہے۔

اگر یتیم کا کم مال کھانے کو کبیرہ نہ قرار دیا جائے تو یہ زیادہ کھانے کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ اسے کوئی منع کرنے والا نہیں کیونکہ وہ یتیم کے تمام مال کا والی ہے، لہٰذا کم لینے پر بھی کبیرہ گناہ ہونے کا حکم متعین ہوگا بخلاف چوری اور غصب کے اور اسی سے ان کے قول کا بھی رد ہو جاتا ہے جنہوں نے یہ گمان کیا کہ ''یتیم کے مال سے تھوڑا سا لینا صغیرہ ہے۔''

یتیم کی کفالت اور اس پر شفقت کرنا اور بیواؤں کی پرورش کرنا

{10}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور انہیں کشادہ کیا۔

(صحیح البخاری ، کتاب الطلاق ، باب اللعا ن وقول اللہ تعالی (والذین یرمون ازواجھم......الخ ، الحدیث: ۵۳۰۴ ، ص ۴۵۸

{11}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے یا دوسرے کے یتیم بچے کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور راوی نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم ، کتاب الزھد ، باب فضل الاحسان الی الارملة ......الخ ، ، الحدیث: ۷۴۶۹، ص ۱۱۹۴)

{12}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کی وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ ہیں۔'' اور اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا ''اور جس نے تین بیٹیوں کو پالنے کی کوشش کی وہ جنتی ہے اور اس کے لئے **اللہ** عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے روزے دار اور نمازی کا اجر ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب فی الاولادوالاقارب......الخ، الحدیث: ۱۳۴۹۳ ، ج۸، ص ۲۸۸

{13}......رسول اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام **اللہ** عزوجل کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں۔'' اور اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔

(سنن ابن ماجة ، ابواب الادب ، باب حق الیتیم ، الحدیث: ۳۶۸۰ ، ص ۲۶۹۷

{14}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی **اللہ** عزوجل اُسے جنت میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ ایسا گناہ کرے جس کی معافی نہ ہو۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البر و الصلة ، باب ماجاء فی رحمة الیتیم و کفالته ، الحدیث: ۱۹۱۷ ، ص ۸۴۵

{15}......دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے: ''یہاں تک کہ وہ اس سے مستغنی ہو جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث مالک بن الحارث،الحدیث:۱۹۰۴۷،ج۷،ص۷)

{16}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جائے۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث: ۳۶۷۹، ج۵، ص ۲۶۹۷)

{17}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا مگر میں ایک عورت دیکھوں گا جو مجھ سے بھی سبقت لے جائے گی تو میں اس سے پوچھوں گا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے اور تم کون ہو؟'' تو وہ کہے گی: ''میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کو لئے بیٹھی رہی۔'' (اور ان کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کیا۔)

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۶۶۲۱، ج ۵، ص ۵۱۰)

{18}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس کے ساتھ نرم گفتگو کی نیز اس کی یتیمی اور مسکینی پر رحم کیا اور اپنے پڑوسی پر **اللہ** عزوجل کے عطا کئے ہوئے (مال ودولت) کی فضیلت کی بناء پر تکبر نہ کیا تو اللہ عزوجل بروزِ قیامت اسے عذاب نہ دے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۲۸، ج۶، ص ۲۹۶)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت:

{19}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے یتیم کے سر پر **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے ہاتھ رکھا تو اس کے لئے ہر بال کے بدلے جن پر اس کا ہاتھ گزرا نیکیاں ہیں اور جس نے یتیم بچے یا بچی کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث: ۲۲۲۱۵، ج۸، ص ۲۷۲)

{20}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ ان کی بینائی چلے جانے، پیٹھ جھک جانے اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھوکا روزہ دار، مسکین یتیم ان کے پاس آیا اس حال میں کہ انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی اور اسے کھالیا لیکن اس کو کچھ نہ کھلایا، پھر **اللہ** عزوجل نے انہیں بتایا کہ اسے اپنی مخلوق

سے یتیموں اور مسکینوں سے محبت کرنے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ کھانا تیار کریں اور مساکین کو دعوت دیں پس آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔''

(المستدرک ، کتاب التفسیر ، سورۃ یوسف، باب علة ذهاب بصر ......الخ ، الحدیث: ۳۳۸۱، ج۳، ص ۸۸تا ۸۹، بھ

{21}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیواؤں اور مساکین کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔'' حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الزھد ، باب فضل الاحسان الی الارملة ......الخ ، الحدیث: ۷۴۶۸، ص ۱۹۴ ۱

{22}......شَفِیعُ الْمُذْنِبِین ، اَنِیسُ الْغَرِیبِین ، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔''

(سنن ابن ماجه ، ابواب التجارات ، باب الحث علی المکاسب ، الحدیث: ۲۱۴۰ ، ص ۲۶۰۵

کسی نیک بزرگ کا کہنا ہے: ''میں ابتداءً بہت نشہ کرتا اور گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، ایک دن میں نے ایک یتیم دیکھا تو میں اس سے شفقت سے پیش آیا جیسا کہ بچے پر شفقت کی جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پھر میں سو گیا تو میں نے جہنم کے فرشتوں کو دیکھا جو مجھے سختی سے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں، اچانک وہی یتیم میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور ان فرشتوں سے کہنے لگا: ''اسے چھوڑ دو! یہاں تک کہ میں اس کے بارے میں اپنے رب عزوجل سے رجوع کر لوں۔'' مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر اچانک ایک آواز آئی: ''ہم نے اسے یتیم پر احسان کرنے کی وجہ سے اس کا حصہ عطا کر دیا ہے۔'' لہٰذا میں بیدار ہوا اور اس دن سے یتیموں کے ساتھ اور زیادہ احسان کرنے لگا۔''

منقول ہے کہ ''کسی خوشحال علوی کے ہاں لڑکیاں تھیں، وہ مر گیا تو شدید فقر نے ان کے ہاں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ انہوں نے جگ ہنسائی کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کی اور ایک شہر کی متروکہ مسجد (یعنی جس میں لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑ دی تھی) میں داخل ہو گئیں، ان کی ماں نے انہیں وہاں چھوڑا اور خود ان کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی، وہ شہر کے ایک مسلمان رئیس کے پاس سے گزری اور اسے اپنا حال بیان کیا لیکن اس نے تصدیق نہ کی اور کہا: ''مجھے اس کی دلیل پیش کرو۔'' اس نے کہا: ''میں مسافر ہوں۔'' لیکن اس مسلمان رئیس نے اس خاتون سے منہ پھیر لیا، پھر وہ ایک مجوسی کے

پاس سے گزری اوراس سے اپنی لاچارگی بیان کی تو اس نے تصدیق کرتے ہوئے اپنی ایک خاتون کواس کے ساتھ بھیجا، لہذا وہ خاتون اس کواوراس کی لڑکیوں کواپنے گھرلے آئی اوران کی بہت زیادہ عزت کی، جب نصف رات گزرگئی تو اس مسلمان نے خواب دیکھا: ''قیامت قائم ہوچکی ہے اور نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سر پر''**لِوَاءُ الْحَمْد** ''(یعنی حمد کا جھنڈا) ہے اورآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب ہی ایک عظیم الشان محل ہے، اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ محل کس کے لئے ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''کسی بھی مسلمان شخص کے لئے۔'' اس نے عرض کی: ''میں بھی تو مسلمان موحِّد ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''میرے پاس اس کی دلیل پیش کرو۔

وہ حیران وششدر ہوگیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے علوی خاتون کا قصہ بیان کیا، چونکہ وہ آدمی اس علوی خاتون کو دھتکار چکا تھا لہذا شدتِ غم والم میں بیدار ہوااورانہیں تلاش کرنا شروع کردیا یہاں تک کہ اسے ایک مجوسی کے گھر میں اس کے موجود ہونے کا پتہ چلا، پس اس نے مجوسی سے مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کردیا اور کہا: ''مجھے اس کی برکات حاصل ہوچکی ہیں، مسلمان نے کہا: ''یہ ایک ہزار (1000) دینار لے لو اور وہ علوی خاتون میرے حوالے کردو۔'' لیکن اس مجوسی نے پھر بھی انکارکردیا، تو مسلمان نے اس مجوسی کو ایسا کرنے سے متنفر کرنے کی کوشش کی لیکن اس مجوسی نے اس سے کہا: ''جوتم چاہتے ہو میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور وہ محل جوتم نے خواب میں دیکھا ہے میرے لئے بنایا گیا ہے، کیاتم مجھ پر اپنے اسلام کی وجہ سے فخر کرتے ہو، **اللہ** عزوجل کی قسم! میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے جب تک کہ اس علوی خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کرلیا اور میں نے بھی تمہارے خواب کی مثل خواب دیکھا ہے اور مجھ سے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''علوی خاتون اوراس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے ہے۔'' آخرکار وہ مسلمان چلا گیا اور اس کے حزن وملال کو **اللہ** عزوجل ہی جانتا ہے۔

کبیرہ نمبر209: **گناہ کے کام میں مال خرچ کرنا**

اگرچہ ایک فلس (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ۔

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس پر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اسے اس نادانی اور فضول خرچی میں شمار کیا ہے جو مال میں تصرف کرنے سے روکنے کا سبب ہے، اور اس بات کی بھی تصریح کی ہے: ''جس کو تصرف سے روک دیا جائے اس کی نہ تو گواہی صحیح ہوتی ہے اور نہ ہی ولایت جیسے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا۔''

شہادت اور ولایت سے اُسے روک دینا اس کے فاسق ہونے کی خبر دیتا ہے اور جس نے اسے فسق قرار دیا اس کے نزدیک یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، معنوی طور پر اس کی توجیہ یہ ہے کہ نفس کے نزدیک مال سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں اور جب اسے گناہوں میں خرچ کرنا آسان ہو جائے تو یہ گناہوں کی محبت میں مکمل طور پر اِنہماک پر دلالت کرتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس انہماک سے عظیم مفاسد پیدا ہوتے ہیں لہذا یہ معنوی طور پر بھی کبیرہ گناہ ہے۔

صلح کا بیان

کبیرہ نمبر210: پڑوسی کو رہائش کے معاملے میں تکلیف پہنچانا

پڑوسی کے گھر سے اونچا گھر بنانا یا ایسی عمارت بنانا یا ایسی طرز پر عمارت بنانا جس سے اسے تکلیف پہنچتی ہو اگرچہ پڑوسی ذمی اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ہرگز تکلیف نہ دے، جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف......الخ، الحدیث: ۱۷۴، ص ۶۸۸)

{2}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۱۷۶، ص ۶۸۸)

{3}......جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔''

(صحیح البخاری، باب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم......الخ، الحدیث: ۶۰۱۹، ص ۵۰۹)

{4}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ''تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''حرام ہے، اسے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قیامت تک کے لئے حرام فرما دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا 10 عورتوں سے زنا کرنا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم گناہ ہے۔'' پھر دریافت فرمایا: ''تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حرام قرار دیا ہے لہٰذا یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا 10 گھروں سے چوری کرنا اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے سے کم گناہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث المقداد بن الأسود، الحدیث: ۲۳۹۱۵، ج۹، ص ۲۲۶)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل کی قسم! وہ مؤمن نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا۔''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! وہ (بدنصیب) کون ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کی برائیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اثم من لایامن جارہ بوائقہ، الحدیث: ۶۰۱۶، ص ۵۰۹)

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی شریح الخزاعی، الحدیث: ۱۶۳۷۲، ج۵، ص ۱۴)

{6}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے وہ مؤمن نہیں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسندانس بن مالک، الحدیث: ۴۲۳۶، ج ۳، ص ۴۴۲)

{7}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوجائے، جب وہ (پڑوسی) شب باشی کرے تو اس کے شر سے محفوظ ہو، بے شک مؤمن تو وہ ہے جو خود پریشانی میں ہو اور دوسرے لوگ اس کی طرف سے راحت میں ہوں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من اذی......الخ، الحدیث: ۳۹۰۱، ج۳، ص ۴۰،۳۹)

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے پڑوسی یا بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان......الخ، الحدیث: ۱۷۱، ص ۶۸۸)

{9}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے فلاں قبیلے کے محلے میں رہائش اختیار کی ہے لیکن ان میں سے جو مجھے سب سے زیادہ تکلیف دیتا ہے وہ میرا سب سے زیادہ قریبی پڑوسی ہے۔''تو سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بھیجا وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر زور زور سے یہ اعلان کرنے لگے کہ بے شک چالیس گھر پڑوس میں داخل ہیں اور جس کے شر سے اس کا پڑوسی خوفزدہ ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۳، ج ۱۹، ص ۷۳)

{10}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب تک بندے کا دل سیدھا نہ ہوجائے اس کا ایمان درست نہیں ہوسکتا اور جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہوجائے اس کا دل سیدھا نہیں

ہوسکتا اور وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے بے خوف نہ ہوجائے۔‘‘

(المسندللامام احمدبن حنبل،مسندانس بن مالک بن النضر،الحدیث:۱۳۰۴۷،ج۴،ص۹۵)

مؤمن اور مسلم میں فرق:

{11}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:’’مؤمن وہ ہے جس سے لوگ بے خوف رہیں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جس کے شر سے اس کا پڑوسی بے خوف نہ ہو وہ بندہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔‘‘ (المرجع السابق، الحدیث: ۱۲۵۶۲، ج۴، ص ۳۰۸)

{12}......سرکارِ ابدقرار،شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’**اللّٰہ** عزوجل نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم کئے ہیں جس طرح تمہارے درمیان تمہارا رزق تقسیم فرمایا ہے اور **اللّٰہ** عزوجل دنیا تو اسے بھی عطا فرماتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور جس سے محبت نہیں فرماتا اسے بھی عطا فرماتا ہے مگر دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے،لہٰذا **اللّٰہ** عزوجل نے جسے دین عطا فرمایا بے شک اسے اپنا محبوب بنالیا،اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوجائے اور وہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوجائے۔‘‘

راوی کہتے ہیں، میں نے عرض کی:’’اس کے شر سے کیا مراد ہے؟‘‘ تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:’’بددیانتی اور ظلم، نیز جو بندہ حرام مال کمائے پھر اس میں سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اگر صدقہ کرے گا تو وہ قبول نہ ہوگا اور اگر اسے چھوڑ کر مرجائے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا زادِ راہ ہوگا، **اللّٰہ** عزوجل برائی کو برائی کے ذریعے نہیں مٹاتا البتہ اچھائی کے ذریعے برائی کو ضرور مٹادیتا ہے، بیشک برائی برائی کو نہیں مٹاتی۔‘‘ (المرجع السابق، مسند عبداللہ بن مسعود ، الحدیث:۳۶۷۲،ج۲ ،ص۳۳)

{13}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’جس نے اپنے پڑوسی کو ایذاء دی بیشک اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے **اللّٰہ** عزوجل کو ایذاء دی، نیز جس نے اپنے پڑوسی سے جھگڑا کیا اس نے مجھ سے جھگڑا کیا اور جس نے مجھ سے لڑائی کی بیشک اس نے **اللّٰہ** عزوجل سے لڑائی کی۔‘‘

(کنز العمال ، کتاب الصحبۃ،الحدیث: ۲۴۹۲۲ ، ج۹ ، ص ۲۵)

{14}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک غزوہ پرتشریف لے گئے اور ارشادفرمایا: ''آج وہ شخص ہمارے ساتھ نہ بیٹھے جس نے اپنے پڑوسی کو ایذاء دی ہو۔'' تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی: ''میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار کے نیچے پیشاب کیا تھا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج تم ہمارے ساتھ نہ بیٹھو۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۹۴۷۹ ، ج۶، ص ۴۸۱)

{15}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ جَارِ السُّوۡءِ فِیۡ دَارِ الۡمُقَامَۃِ (یعنی اے اللہ عزوجل! میں اس پڑاؤ میں برے پڑوسی سے پناہ چاہتا ہوں) کیونکہ صحراء کا پڑوسی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔'' (المستدرک ، کتاب الدعاء التکبیر......الخ ، باب التعوذ من جار ......الخ ، الحدیث: ۱۹۹۴ ، ج۲ ، ص ۲۱)

{16}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے (آپس میں جھگڑنے والے) دو پڑوسیوں کا جھگڑا پیش کیا جائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث عقبۃبن عامرالجھنی، الحدیث: ۱۷۳۷۷ ، ج۶، ص ۳۴)

پڑوسی کی اذیت سے بچنے کا انوکھا طریقہ:

{17}......ایک شخص نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''اپنا ساز وسامان راستے پر رکھ دو۔'' تو اس نے اپنا سامان راستے پر رکھ دیا، جو شخص بھی وہاں سے گزرتا معاملے سے واقفیت پر اس شریر پڑوسی پر لعنت بھیجتا، پس وہ رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لوگ مجھے بہت تکلیف دے رہے ہیں۔'' حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''تجھے ان سے کیا تکلیف پہنچی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''وہ مجھ پر لعنت بھیج رہے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا ''لوگوں سے پہلے اللہ عزوجل نے تجھ پر لعنت بھیجی ہے۔'' عرض کرنے لگا: ''میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔'' جب وہ شکایت کرنے والا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا: ''اب اپنا سامان اٹھالو بے شک تمہاری کفایت کردی گئی۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۳۵۶ ، ج۲۲ ، ص ۱۳۴)

{18}......دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشادفرمایا: ''اپنا ساز وسامان اٹھا کر راستے پر ڈال دو تو اس نے ایسا ہی کیا جو بھی وہاں سے گزرتا تو اس سے

پوچھتا: ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' وہ کہتا: ''میرا پڑوسی مجھے اذیت دیتا ہے۔'' تو وہ اس پڑوسی کو بددعا دیتا ہوا چلا جاتا، پس وہ پڑوسی اس کے پاس آیا اور بولا: ''اپنا سامان واپس اٹھا لو میں آئندہ تمہیں کبھی تکلیف نہ دوں گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی اذی الجار، الحدیث:۱۳۵۶۸، ج۸، ص ۲۱۰)

{19}......ایک شخص نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''جاؤ صبر کرو۔'' پھر وہ 2 یا 3 مرتبہ حاضر ہوا تو دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اپنے گھر کا سامان راستے پر ڈال دو۔'' تو اس نے ایسا ہی کیا، لوگ وہاں سے گزرتے ہوئے اس سے معاملہ پوچھتے تو وہ انہیں اپنے پڑوسی کی حرکتوں کے بارے میں بتا دیتا، لہٰذا وہ اس پر لعنت بھیجنے لگتے کہ **اللہ** عزوجل اسے سزا دے اور بعض لوگ اسے بددعائیں دیتے تو اس کا پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''واپس لوٹ آؤ آئندہ تم مجھ سے کوئی ایسی چیز نہ دیکھو گے جو تمہیں ناگوار گزرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حق الجوار، الحدیث: ۵۱۵۳، ص ۱۶۰۰)

{20}......ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت کا تذکرہ اس کی نماز صدقہ اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے کیا جاتا ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔'' تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' اس نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت نماز وروزے کی کمی اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرنے کے باعث پہچانی جاتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو ایذاء بھی نہیں دیتی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث: ۹۶۸۱، ج۳، ص ۴۴۲)

{21}......ایک اور روایت میں ہے: ''فلاں عورت دن بھر روزہ رکھتی ہے اور ساری رات قیام کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت صرف فرض نماز ہی ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے بھی صدقہ کرتی رہتی ہے لیکن اپنے کسی پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔'' (المرجع السابق)

پڑوسیوں کے حقوق:

{22}......حضرت سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آدمی پر پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر قرض مانگے تو اسے قرض دے دو اور اگر وہ عیب دار ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۴، ج ۱۹، ص ۴۱۹)

{23}......حضرت ابو شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے: ''اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے عطا کرو، کیا تم سمجھ رہے ہو جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں؟ پڑوسی کا حق کم لوگ ہی ادا کرتے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل کا رحم وکرم ہوتا ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من اذی......الخ، الحدیث: ۳۹۱۵(۲۲۹)، ج ۳، ص ۲۴۳)

{24}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر وہ تنگدست ہو جائے تو اسے تسلی دو، اگر اسے خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو، اگر اُسے مصیبت پہنچے تو اس سے تعزیت کرو، اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے اونچی عمارت بنا کر اس سے ہوا نہ روکو، بھنے ہوئے گوشت سے اسے تکلیف نہ پہنچاؤ ہاں یہ کہ اسے بھی مٹھی بھر دے دو تو صحیح ہے، اگر پھل خرید کر لاؤ تو اسے بھی اس میں سے کچھ تحفہ بھیجو اور ایسا نہ کر سکو تو اسے چھپا کر اپنے گھر لاؤ اور اپنے بچوں کو پھل دے کر باہر نہ جانے دو کہ کہیں اس سے پڑوسی کے بچے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔''

(شعب الایمان، باب فی اکرام الجار، الحدیث: ۹۵۶۰، ج ۷، ص ۸۳)

{25}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو جانتا ہو کہ اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہے پھر بھی شکم سیر ہو کر رات گزارے تو اس کا مجھ پر ایمان نہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۱، ج ۱، ص ۲۵۹)

{26}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو خود شکم سیر ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو وہ ایمان دار نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۱۲۷۴۱، ج ۱۲، ص ۱۱۹)

{27}......ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لباس عطا فرمائیے۔'' تو محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے اپنا رُخِ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے لباس عطا فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارا کوئی پڑوسی نہیں جس کے پاس دو کپڑے حاجت سے زائد ہوں؟'' اس نے عرض کی: ''کیوں نہیں، ایسے بہت سے پڑوسی ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر **اللہ** عزوجل اسے

تمہارے ساتھ جنت میں اکٹھا فرمائے گا۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث: ۷۱۸۵، ج۵ ، ص ۲۳۶)

{28}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بہت سے پڑوسی قیامت کے دن اپنے پڑوسیوں کا دامن پکڑلیں گے، مظلوم پڑوسی عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کر رکھا تھا اور اپنی ضرورت سے زائد چیزیں مجھ سے روکی تھیں۔''

(کنز العمال ، کتاب الصحبة ، قسم الاقوال ، باب الرابع فی حقوق ......الخ ،الحدیث: ۲۴۸۹۴، ج۹ ، ص ۲۳ ،لفظ آخر"فاخرق

{29}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھے پھر ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو یہ کلمات سکھائے۔'' تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ چیزیں ارشاد فرمائیں: ''(۱) حرام کاموں سے بچتے رہنا لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے (۲) **اللہ** عزوجل نے رزق کا جو حصہ تمہارے لئے تقسیم فرمایا ہے اس پر راضی رہنا سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا مؤمن ہو جاؤ گے (۴) لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو مسلمان ہو جاؤ گے اور (۵) زیادہ مت ہنسنا کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الزھد ، باب من اتقی المحارم......الخ، الحدیث: ۲۳۰۵ ، ص ۱۸۸۴

{30}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک بہترین رفیق وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے زیادہ اچھا ہے اور **اللہ** عزوجل کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں دوسروں سے زیادہ اچھا ہے۔'' (جامع الترمذی ،ابواب البر و الصلة ، ماجاء فی حق الجوار ، الحدیث: ۱۹۴۴ ، ص ۱۸۴۷

{31}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن لوگوں سے **اللہ** عزوجل محبت فرماتا ہے ان میں وہ شخص بھی شامل ہے جس کا برا پڑوسی اسے ایذاء دے تو وہ اس کی ایذاء رسانی پر صبر کرے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اس کی زندگی یا موت کے ذریعے کفایت فرمائے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۶۳۷، ج۲، ص ۱۵۲)

{32}......سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

(صحیح البخاری ،کتاب الادب ، باب الوصاءة بالجار ، الحدیث: ۶۰۱۵، ص ۵۰۹

{33}......ایک انصاری فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی

زیارت کے ارادے سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک جگہ قیام فرما ہیں اور ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ و سلَّم کی طرف متوجہ ہے میں سمجھا کہ شاید کوئی حاجت مند ہے، پس میں بیٹھ گیا، **اللہ** عزوجل کی قسم! نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ میں نے زیادہ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی وراثت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے مختص کر دی (یعنی مجھے اپنی موت کا خطرہ لگ گیا) پھر جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! یہ شخص آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ اتنی دیر کھڑا رہا کہ میں نے اپنی وراثت آپ کے لئے مقرر کر دی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے، مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے اور تم اگر انہیں سلام کرتے تو وہ تمہیں سلام کا جواب ضرور دیتے۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل،احادیث رجال من اصحاب النبی صلی الله تعالی علیہوسلّم ، الحدیث: ۲۳۱۵۴،ج۹،ص ۴۰)

{34}......حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: ''میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی **جدعاء** پر سوار ہو کر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''میں تمہیں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے پڑوسیوں کے اس قدر حقوق بیان فرمائے کہ میں نے سوچا: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۷۵۲۳، ج۸ ، ص ۱۱۱)

{35}......حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اہلِ خانہ میں ایک بکری ذبح کی گئی، جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ گھر تشریف لائے تو پوچھا: ''کیا تم نے اپنے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جبرئیل (علیہ السلام) مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البر و الصلة ، باب ماجاء فی حق الجوار ، الحدیث: ۱۹۴۳ ، ص ۱۸۴۷)

{36}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی خوش بختی میں سے ہے کہ اس کا پڑوسی نیک، سواری اچھی اور گھر وسیع ہو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث نافع بن عبد الحارث، الحدیث: ۱۵۳۷۲ ، ج۵ ، ص ۲۰)

{37}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار چیزیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2244 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الآرا تالیف

اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر

جلد دوم

ترجمہ بنام

جہنّم میں لے جانے والے اعمال

مؤلّف: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

SC1286

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2244 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الارا تالیف

(جلد دوم)

اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ (جلد2)

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

مُؤَلِّف

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ　　　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر (جلد2)

ترجمہ بنام : جہنم میں لے جانے والے اعمال

مصنف : شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

مترجمین : مدنی علما (شعبہ تراجمِ کتب)

طباعت رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۳۲ھ بمطابق جون 2011ء

طباعتِ ۱۴۳۲ھ، 2011　　تعداد: 5000

طباعتِ ۱۴۳۳ھ، 2012　　تعداد: 3000

تصدیق نامہ

تاریخ: ۸ ربیع النور ۱۴۳۲ھ　　　حوالہ نمبر: ۱۷۱

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر'' کے ترجمہ

''جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد2)''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

12-02-2011

E.mail.ilmia@dawateislami.net

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

''گناہوں سے ہردم بچایا الٰہی'' کے 21 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث۵۹۴۲، ج ٦، ص١٨٥)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دوعَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ {٦} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ {۱۰} جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۶،۱۷} اس حدیثِ پاک ''تَھَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج ۲، ص ۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۸} اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۱۹} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروادیا کروں گا۔ {۲۰} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۱} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل 6 شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتُبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب

(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامئ سنّت، ماحئ بدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات

بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہرعملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت،جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

خیر کی بنیاد خلوت وجلوت میں تقویٰ و پرہیز گاری پر ہے۔ جو اس خصلت کو اختیار کر لیتا ہے دنیا وآخرت کی بھلائیاں اس میں جمع ہو جاتی ہیں۔ تقوی کے دینی و دنیوی فوائد وفضائل بے انتہا ہیں...... متقی کو تنگ دستی سے نجات دی جاتی ہے اور وہاں سے رزق عطا کیا جاتا ہے جہاں اس کا گمان نہ ہو [۱] ...... قرآنِ حکیم سے ہدایت پاتا ہے [۲] ...... اسے علم سے نوازا جاتا ہے [۳] ...... اسے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی قوت عطا کی جاتی ہے، اس کی خطائیں مٹا دی جاتی اور گناہ بخش دیئے جاتے ہیں [۴] ...... اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی ولایت عطا فرماتا ہے [۵] ...... اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب نصیب ہوتا ہے [۶] ...... اس کے لئے جہنم سے نجات ہے [۷] ...... اور اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ [۸]

قرآن کریم میں جا بجا تقویٰ کا درس دیا گیا ہے۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''قرآنِ مجید میں تقویٰ کا اطلاق تین معانی پر کیا گیا ہے: (۱)...... ڈر اور خوف (۲)...... اطاعت وعبادت (۳)...... دل کو گناہوں سے پاک رکھنا اور یہی حقیقی تقویٰ ہے۔'' [۹]

تقویٰ ہی وہ شے ہے جو بندے کو اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ عالی کا مکرم ومعزز بناتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ۲۶، الحجرات:۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔''

الغرض اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات کی بجا آوری اور ممنوعات سے اجتناب کر کے اس کی ناراضی وعذاب سے بچنے کا نام تقویٰ ہے اور تقویٰ کی آسان تعبیر یہ ہے کہ ''اَنْ لَّا یَرَاکَ اللّٰہُ حَیْثُ نَھَاکَ وَلَا یَفْقِدُکَ حَیْثُ اَمَرَکَ یعنی تیرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے تجھے روکا ہے اور اس مقام سے غیر حاضر نہ پائے

---

[۱]......پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳۔ [۲]......پ۱، البقرۃ:۲۔ [۳]......پ۳، البقرۃ:۲۸۲۔ [۴]......پ۹، الانفال:۲۹۔

[۵]......پ۲۵، الجاثیۃ:۱۹۔ [۶]...... پ۲، البقرۃ:۱۹۴۔ [۷]......پ۱۶، مریم:۷۲۔ [۸]......پ۲۶، محمد:۱۵۔

[۹]......منہاج العابدین للغزالی، العائق الرابع النفس، ص۵۹ ملخصا۔

جہاں حاضر ہونے کا اس نے تجھے حکم دیا ہے۔'' یاد رکھیئے! رب تعالیٰ کی نافرمانی دنیا وآخرت میں تباہی و بربادی اور ذلت ورُسوائی کا سبب ہے۔اس کے متعلق چند آیات مبارکہ، احادیث طیبہ اور اقوال کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔

﴿1﴾......ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ﴿۳۶﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو حکم نہ مانے اللّٰہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

﴿2﴾......اور ایک مقام پر فرمایا:

اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی ﴿۷۴﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۷۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہوکر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے نہ جئے۔

﴿3﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دِل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلے تو دِل صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ کرتا رہے تو وہ نقطہ پھیلتا رہتا ہے یہاں تک کہ سارا دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے: '' كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، المطففین:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دِلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔''[1]

﴿4﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گناہوں کی کثرت سے دل سخت ہو جاتا ہے۔''[2]

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''گناہوں کی وجہ سے بندہ ملنے والے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''[3]

﴿6﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اے

---

[1] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی معالجة......الخ، فصل فی الطبع علی القلب الحدیث۷۲۰۷، ج۵، ص۴۴۱۔

[2] ......فردوس الاخبار بمأثور الخطاب، الحدیث۶۳۵۹، ج۴، ص۱۱۵، مفھوماً۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث۲۲۴۵۰، ج۸، ص۳۳۵۔

موسیٰ! میری مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا (یعنی برباد ہونے والا) **ابلیس** ہے کیونکہ سب سے پہلے اسی نے میری نافرمانی کی اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اسے مردہ لکھ دیتا ہوں۔''(۱)

﴿7﴾......حضرتِ سیِّدُ نا وہیب بن ورد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا نافرمان عبادت کی لذت پا سکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ جو گناہ کا پختہ ارادہ کرتا ہے وہ بھی عبادت کی لذت سے محروم رہتا ہے۔''(۲)

﴿8﴾......حضرتِ سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن علوی حداد شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نظرِ رحمت سے محروم ہونے اور اس کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گناہوں پر اصرار کرنے والا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لیتا ہے، وہ شیطان کا یار ہوتا ہے اور اہلِ ایمان اس سے بیزار ہوتے ہیں۔''(۳)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر گناہوں پر عتاب، عقاب اور عذاب نہ بھی ہو تو کیا یہ کم ہے کہ بندہ گناہوں کی وجہ سے سابقین کو ملنے والے بلند مراتب اور نیکوں کو عطا کئے جانے والے ثواب سے محروم رہتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ گناہوں میں رُسوائی، دوزخ کا عذاب، جبّار وقہّار عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کا ایسا غضب ہے جس کے آگے تمام زمین و آسمان والے ٹھہر نہ سکیں۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے خود کو بچائے تاکہ دنیا و آخرت میں رسوائی سے بچ جائے اور دونوں جہاں میں کامیابی و سرخروئی اس کا مقدر قرار پائے۔

پیشِ نظر کتاب ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد ۲)**'' علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۹۷۴ھ) کی تالیف ''**اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر** (الجزء الثانی) ﴿مطبوعہ: دارالمعرفۃ بیروت لبنان ۱۴۱۹ھ﴾'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس سے قبل جلد اول **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے ''**مکتبۃ المدینہ**'' سے طبع ہو کر عوام و خواص میں مقبول ہو چکی ہے۔ پہلی جلد کے ترجمہ کو قبلہ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ ابو بلال **محمد الیاس عطّاؔر قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، پاک و ہند کے کثیر مفتیانِ عظام اور علما و مشائخ کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی، دینی مدارس کے طلبا، نگران و اراکین مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی) اور مبلغین اسلامی بھائیوں نے خوب سراہا اور بارہا اس

---

(۱)......الزواجرعن اقتراف الکبائر، مقدمۃ المؤلف، خاتمہ، ج۱، ص۲۷، مفہوماً۔

(۲)......صفۃ الصفوۃ، وھیب بن الورد، ج۱، الجزء الثانی، ص۱۴۹۔

(۳)......رسالۃ المذاکرۃ مع الاخوان المحبین من اھل الخیر والدین (مترجم)، ص۴۳۔

کتاب کو پڑھنے اور خرید کر دوسرے اسلامی بھائیوں تک پہنچانے کی ترغیب دلائی۔ حضرت سیدنا علامہ ابن حجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کتاب میں گناہوں کی اقسام بالتفصیل بیان فرمائی ہیں۔ پہلی جلد میں **240** گناہوں کا تذکرہ ہے جن میں سے **67** باطنی اور **173** ظاہری گناہ ہیں اور دوسری جلد میں **227** ظاہری گناہوں کا تذکرہ ہے۔

''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' کے عظیم الشان جذبہ کے تحت **دعوتِ اسلامی** کی خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس ''مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ'' کے **شعبہ تراجم کتب** (عربی سے اردو) کے مَدَنی علماکَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دوسری جلد کے ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ جنہوں نے اس ترجمہ کو آپ تک پہنچانے کے لئے مسلسل کاوش اور انتھک کوشش کی ہے۔ کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً **ربِّ رحیم** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **محبوب کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی عنایتوں اور شیخ طریقت وشریعت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

المدینۃ العلمیہ اور الزواجرعن اقتراف الکبائر

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ سے کسی بھی عربی کتاب کا ترجمہ کم وبیش 16 مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔ جن میں تخریج، ترجمہ، آیات مبارکہ اور ان کے ترجمہ کا تقابل، فارمیٹنگ، پروف ریڈنگ، تفتیش تخریج، مفید ونا گزیر حواشی، شرعی تفتیش اور مشکل الفاظ کی تسہیل اور ان پر اعراب، فائنل پروف ریڈنگ وغیرہ ایسے کٹھن مراحل شامل ہیں۔

زیرِنظر ترجمہ بنام **''جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد ۲)''** پر مذکورہ مراحل کے ساتھ ساتھ درج ذیل امور کا بھی التزام کیا گیا ہے:

{1 }......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت پہنچے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

{2 }......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

{3 }......روایت کے مضمون ومفہوم کے پیشِ نظر ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

{4 }......آیات مبارکہ کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے

ترجمۂ قرآن ''**کنزالایمان**'' سے درج کیا گیا ہے۔

{5 }......احادیث کریمہ کی تخریج اصل ماخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور باقی حوالہ جات میں جو کتب دستیاب ہوسکیں ان سے تخریج کی گئی ہے۔

{6 }......کتاب کم وبیش 2244 حوالہ جات سے مزین وآراستہ ہے۔

{7 }......علاماتِ ترقیم (رموزِاوقاف) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

{8 }......ترجمہ میں حتَّی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ اسلامی بھائی اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکیں۔

{9 }......اگر کہیں مشکل اور غیر معروف الفاظ ضروری تھے تو ان پر اعراب لگا کر ہلالین میں معانی ومطالب لکھ دیئے ہیں۔

{10 }......احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے وقت اکابر مترجمین اہلسنّت کے اردو تراجم سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔

{11 }......بطورِ وضاحت یا احناف کا مؤقف بیان کرنے کے لئے حواشی بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

{12 }......ماٰخذ ومراجع کی فہرست کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کتاب کو پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص علمائے کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو تحفہ میں پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ نیز ہمیں ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِم کتب

(مجلس المدینۃ العلمیۃ)

کِتَابُ النِّکَاح

کبیرہ نمبر241: شادی نہ کرنا

اس گناہ کے کبیرہ ہونے کے متعلق بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے واضح طور پر کلام فرمایا کیونکہ انہوں نے بیان فرمایا کہ لعنت بھی کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے اور اِمَامُ الْحَرَمَیْن نے نکاح کے باب میں ذکر کیا ہے کہ،

﴿1﴾...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے نکاح نہ کرنے والے پر اپنے اس فرمان سے لعنت فرمائی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شادی نہ کرنے والے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو کہتے ہیں کہ ''ہم شادی نہیں کریں گے۔'' اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو اس طرح کہتی ہیں۔ [1]

لیکن یہ ہمارے اُصولوں کے مطابق نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نکاح نذر کے ساتھ ہی واجب ہوتا ہے اور جنہوں نے بعض حالات میں نکاح کو واجب قرار دیا مثلاً اگر نکاح نہ کرے تو زنا وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو نکاح نہ کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بعید نہیں بشرطیکہ وہ مہر اور شادی کے اخراجات پر قادر ہو اور شادی نہ کرنے کی وجہ سے اسے زنا وغیرہ میں پڑنے کا خوف یا گمان ہو تو اس صورت میں نکاح نہ کرنے میں بہت خرابیاں ہیں لہٰذا اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جائے گا۔

---

[1] ......فردوس الاخبار للدیلمی ،باب اللام ،الحدیث ۵۴۸۸، ج۲، ص ۲۳۱۔
المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند ابی ھریرۃ،الحدیث: ۷۸۹۶، ج۳،ص ۱۳۹۔

کبیرہ نمبر242: اجنبی عورت کو شہوت سے دیکھنا

(جبکہ گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر243: اجنبی عورت کو شہوت سے چھونا

(جبکہ گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر244: اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا

(جبکہ ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا محرم نہ ہو جس سے وہ شرم وحیا کریں اگرچہ عورت ہی ہو اور نہ ہی اجنبی عورت کا شوہر ہو)

﴾1﴿......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''ابنِ آدم پر زنا کا جو حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اسے ضرور پائے گا، آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (حرام) سننا ہے، زبان کا زنا بولنا (یعنی فحش کلامی کرنا) ہے، ہاتھوں کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور دل زنا کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔'' [۱]

﴾2﴿......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے، پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ دینا ہے۔'' [۲]

﴾3﴿......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق نشان ہے: ''آنکھیں زنا کرتی ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔'' [۳]

﴾4﴿......حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔'' [۴]

---

[۱] ......صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم ۔۔الخ، الحدیث:۶۷۵۴، ص۱۱۴۱۔

[۲] ......سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب فی ما یؤمر به ۔۔الخ، الحدیث:۲۱۵۳، ص۱۳۸۱۔

[۳] ......المسند للامام احمد حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث:۳۹۱۱، ج۲، ص۸۴۔

[۴] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۴۸۷، ج۲۰، ص۲۱۲۔

﴿5﴾ ...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور کسی شخص کو مٹی اور سیاہ بدبودار کیچڑ میں لت پت خنزیر روندے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت کے کندھوں کے ساتھ ہوں جو اس کے لئے حلال نہیں۔'' (۱)

﴿6﴾ ...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم یا تو اپنی نگاہیں نیچی رکھوگے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کروگے یا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔'' (۲)

﴿7﴾ ...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! بے شک جنت میں تیرے لئے خزانہ ہے اور تو اس کی دو قرنوں والا ہے (۳) ایک بار نظر پڑ جائے تو دوسری بار نہ دیکھ کیونکہ تجھے پہلی نظر معاف ہے دوسری معاف نہیں۔'' (۴)

﴿8﴾ ...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، جس نے میرے خوف سے اسے ترک کیا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (۵)

﴿9﴾ ...... تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس مسلمان کی کسی عورت کے حسن پر نظر پڑے پھر وہ اپنی نگاہیں جھکا لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی

---

(۱) ......المعجم الكبير، الحديث: ۷۸۳، ج۸، ص۲۰۵۔

(۲) ......المعجم الكبير، الحديث: ۷۸۴، ج۸، ص۲۰۸۔

(۳) ......یعنی حضرت سیِّدُنا ذوالقرنین سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی دو طرفوں کے مالک اور اس کے تمام اطراف میں چلنے والے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں منقول ہے کہ زمین میں سفر کرنے اور ان کی حکومت مشرق ومغرب کے کناروں تک پہنچنے کی وجہ سے انہیں یہ نام دیا گیا۔ ازمصنف

(۴) ......المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب فضائل علي بن ابي طالب، الحديث: ۲، ج۷، ص۴۹۸۔

(۵) ......المعجم الكبير، الحديث: ۱۰۳۶۲، ج۱۰، ص۱۷۳۔

میٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔“ (۱)

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی نظر بلاقصد غیر محرم پر پڑے پس وہ احتیاط کرتے ہوئے اپنی نگاہ پھیر لے۔“ (۲)

﴿10﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بروزِ قیامت ہر آنکھ رو رہی ہو گی سوائے اس آنکھ کے......جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں (کو دیکھنے) سے بند رہی......جس نے راہِ خدا میں جاگ کر راتیں گزاری اور......جس آنکھ سے خوفِ خدا سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا۔“ (۳)

﴿11﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تین شخص ایسے ہیں جن کی آنکھیں جہنم کو نہیں دیکھیں گی: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پہرہ دینے والی آنکھ (۲)......خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ اور (۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے باز رہنے والی آنکھ۔“ (۴)

﴿12﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تم مجھے اپنی چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱)......جب بات کرو تو سچ بولو (۲)......جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳)......جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (۴)......اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵)......اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶)......اپنے ہاتھوں کو (حرام سے) روکو۔“ (۵)

﴿13﴾......حضرت سیِّدُنا جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اچانک پڑنے والی نظر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اپنی نگاہ پھیر لو۔“ (۶)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث أبی أمامة الباهلی، الحدیث: ۲۲۳۴۴، ج۸، ص۲۹۹۔
(۲)......شعب الایمان للبیهقی ، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث: ۵۴۳۱، ج۴، ص۳۶۶۔
شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الفروج، تحت الحدیث: ۵۴۳۱، ج۴، ص۳۶۶۔
(۳)......حلیة الاولیاء ،الرقم: ۲۳۱ صفوان بن سلیم ،الحدیث: ۳۶۶۳، ج۳، ص۱۹۰۔
(۴)......المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۰۰۳، ج۱۹، ص۴۱۶، "کفت" بدله "غضت"۔
(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبادة بن الصامت ،الحدیث: ۲۲۸۲۱، ج۸، ص۴۱۲۔
(۶)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث جریر بن عبد اللّٰه ،الحدیث: ۱۹۲۱۸، ج۷، ص۶۳۔

﴿14﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشادفرماتے ہیں: ہرصبح دوفرشتے ندا کرتے ہیں:''افسوس! مردوں کے لئے عورتوں کے سبب اورعورتوں کے لئے مردوں کے سبب بربادی ہے۔''(١)

﴿15﴾......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر وبَرصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:''جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پرایمان رکھتا ہے وہ ہرگزکسی غیرمحرم عورت کے ساتھ خلوت اختیارنہ کرے۔''(٢)

﴿16﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔''توایک انصاری نےعرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حَمْو کےمتعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟''(٣) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''حَمْو(٤) تو موت ہے۔''(٥)

حضرت سیِّدُنا ابوعبید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے ضمن میں فرماتے ہیں:''یعنی بندے کے لئے اس فعل سے مرجانا بہتر ہے۔ جب شوہر کے باپ کے متعلق اتنی سخت وعید ہے حالانکہ وہ محرم ہے تو اجنبی کا معاملہ کتنا سخت ہوگا۔''(٦)

---

(١)......سنن ابن ماجه،ابواب الفتن ،باب فتنة النساء ،الحديث:٣٩٩٩،ص٢٧١٧۔

(٢)......المعجم الكبير ،الحديث:١١٤٦٢،ج١١،ص١٥٣۔

(٣)......حَمْو شوہر یا بیوی کے باپ کو یا مطلقاً رشتہ دار کو کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق صرف شوہر کے باپ کو کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے اور ایک قول کے مطابق صرف بیوی کے باپ کو کہتے ہیں۔ازمصنف

(٤)......مفسرشہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان(متوفی ١٣٩١ھ) مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 14 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:''بھاوج کا دَیْوَر(سے) بے پردہ ہونا موت کی طرح باعثِ ہلاکت ہے یہاں (صاحبِ) مرقات نے فرمایا کہ حَمْو سے مراد صرف دیور یعنی خاوند کا بھائی ہی نہیں بلکہ خاوند کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے جیسے خاوند کا چچا، ماموں، پھوپھا وغیرہ۔اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی اور اس کی بھتیجی، بھانجی وغیرہ سب کا بھی یہ ہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادۃً بھاوج دیور سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس سے دل لگی، مذاق بھی کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اجنبیہ غیرمحرم سے مذاق دل لگی کس قدر فتنہ کا باعث ہے،اب بھی زیادہ فتنہ دیور، بھاوج اور سالی، بہنوئی میں دیکھے جاتے ہیں۔''

(٥)......صحيح البخاری ،کتاب النکاح ،باب لا يخلون رجل بامرأة......الخ ،الحديث:٥٢٣٢،ص٤٥٢۔

(٦)......شعب الايمان للبيهقی، باب فی تحريم الفروج ،تحت الحديث:٥٤٣٧،ج٤،ص٣٦٨۔

تنبیہ:

مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا موقِف ہے گویا انہوں نے پہلی اور دوسری حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، لیکن شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمَا) وغیرہ نے فرمایا ہے کہ زنا کی طرف لے جانے والے امور کبیرہ گناہ نہیں اور ان دونوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ شیخین کے قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب شہوت اور فتنے کا خوف نہ ہو۔ اور دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے قول کو اس پر محمول کیا جائے کہ جب یہ دونوں چیزیں پائی جائیں۔ اسی وجہ سے میں نے پہلے موقِف کو ان دونوں (یعنی شہوت اور فتنے کے خوف) کے ساتھ مقید کیا۔ یہاں تک کہ انہیں کبیرہ گناہ قرار نہ دینے کی کوئی واضح دلیل پائی جائے اور ان دونوں کے نہ پائے جانے کے باوجود اسے کبیرہ گناہ قرار دینا انتہائی بعید از قیاس ہے۔

{......مدنی انقلاب......}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللّٰہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹیے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ''**مدنی انقلاب**'' برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو!

کبیرہ نمبر245: اَمْرَد کو دیکھنا (جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر246: اَمْرَد کو چُھونا (جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر247: اَمْرَد کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا

(جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

ان تین کو بھی سابقہ تینوں گناہوں کے طریقہ پر مبنی ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے کیونکہ امرد گناہ میں مبتلا ہونے کا بڑا سبب ہے۔ زنا، لواطت اور اسی طرح ان کے مقدمات کو علیحدہ علیحدہ کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرات شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے قول کو برقرار رکھا جس میں انہوں نے کچھ گناہوں کو صغیرہ قرار دیا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجنبیہ اور امرد کی طرف دیکھنا جائز نہیں اور حضرت سیِّدُ نا ابو حسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ھ) وغیرہ نے مطلق فرمایا ہے کہ ''بغیر حاجت کے شہوت کے ساتھ قصداً دیکھنا فسق ہے اور دیکھنے والے کی گواہی مردود ہے۔ اسی طرح اگر بغیر شہوت کے فضول نظر ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''اس مؤقف کو اختیار کیا گیا ہے کہ جب اس کی نیکیاں زیادہ ہوں تو صرف اس عمل سے فاسق نہ ہوگا جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پس یہ کبیرہ گناہ نہیں جو بندے کا عادل ہونا ختم کر دے۔ ہاں! اگر فتنے کا خوف ہو پھر نظر ڈالے تو اس صورت میں اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے۔''

یہ آخری قول میرے مؤقف کے مطابق ہے اور میں نے یہاں دونوں اقوال، جن میں سے ایک میں اسے کبیرہ اور دوسرے میں غیر کبیرہ قرار دیا گیا تھا، میں تطبیق دی ہے۔ پس اس میں غور کرو کیونکہ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ میں نے ان گناہوں کو اور گزشتہ گناہوں کو شہوت اور فتنہ کے خوف کے ساتھ مقید کیا تاکہ یہ چھ گناہ، کبیرہ گناہوں کے قریب ہو جائیں، یہ قید لگانے کی وجہ یہ نہیں کہ حرمت اس کے ساتھ مقید ہے اور اصح قول یہ ہے کہ حتی الامکان فساد کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے عورت اور امرد کے ساتھ یہ افعال کرنا بغیر شہوت کے بھی حرام ہے اگرچہ فتنہ سے امن میں ہو۔ کیونکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہونے کے باوجود اگر دیکھنا جائز ہو تب بھی یہ برائی اور فساد کی طرف لے جاتا ہے۔ پس شریعت کی خوبیوں کے

لائق یہی ہے کہ ان تمام احوال سے اِعراض کیا جائے اور فتنہ کے دروازے کو اور اس کی طرف لے جانے والی چیزوں کو مطلقاً بند کر دیا جائے۔اسی وجہ سے ہمارے ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے عورت کے ناخنوں کے تَراشوں خواہ ہاتھ سے جدا ہوں یا ہاتھ کے ساتھ، کی طرف دیکھنا حرام قرار دیا ہے[۱] اس پر بنا کرتے ہوئے کہ اصح قول کے مطابق عورت کے ہاتھوں اور چہرے کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ عورت کا ستر ہے خواہ لونڈی ہی ہو اگرچہ یہ دونوں (یعنی ہاتھ اور چہرہ) نماز میں آزاد عورت کا ستر نہیں۔اسی طرح عورت سے جدا ہونے والی باقی چیزوں کو دیکھنا بھی حرام ہے کیونکہ کبھی بعض کا دیکھنا کُل کے دیکھنے کی طرف لے جاتا ہے، پس دیکھنا مطلقاً حرام ہونا ہی بہتر ہے۔جس طرح مرد پر عورت کی بیان کردہ چیزوں کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت پر بھی حرام ہے کہ وہ مرد کی ان چیزوں کو دیکھے اگرچہ شہوت اور فتنے کا خوف نہ ہو۔اگر مرد اور عورت دونوں نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے محرم ہوں تو ناف سے لے کر گھٹنے تک کے علاوہ کی طرف دیکھنا اور آپس میں تنہائی اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ یہاں فساد کا گمان نہیں۔[۲]

اسی طرح وہ مرد بھی عورت کو دیکھ سکتا ہے جس کا آلۂ تناسل ڈھیلا پڑ جائے کہ اس میں کچھ طاقت باقی نہ رہے اور نہ ہی شہوت اور عورتوں کی طرف میلان باقی رہے۔اسی طرح اگر مرد کسی عورت کا غلام ہو اور یہ دونوں قابلِ اعتماد اور عادل ہوں تو وہ بھی اسے دیکھ سکتا ہے۔لیکن دونوں کا صرف زنا سے پاک دامن ہونا کافی نہیں بلکہ دونوں میں عدالت کی صفت کا ہونا ضروری ہے۔

انتہائی بوڑھا، مریض، عنین (یعنی جو جماع پر قادر نہ ہو) خصی (یعنی جس کے خصیے کوٹ یا نکال دیئے جائیں) اور مجبوب (یعنی جس کا آلۂ تناسل کاٹ دیا جائے) اس طرح نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک پر عورت کی طرف دیکھنا اور عورت پر ان کی طرف دیکھنا صحیح سالم مرد و عورت کی طرح حرام ہے۔

---

[۱]......**احناف کے نزدیک:** ''عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے۔'' (بہارشریعت، ج۳، حصہ۱۶، ص۴۴۹)

[۲]......**احناف کے نزدیک:** ''جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔'' (بہارشریعت، حصہ۱۶، ص۸۷)

مراہق، ذمیہ اور زانیہ فاسقہ سے پردے کا حکم:

مُرَاہِق (یعنی قَرِیْبُ الْبُلُوْغ) لڑکے یا لڑکی کا ولی انہیں ہر اس کام سے روکے جس سے بالغ یا بالغہ کو روکا جاتا ہے اور عورتوں پر قَرِیْبُ الْبُلُوْغ لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ مسلمان عورت پر واجب ہے کہ ذمی عورت سے پردہ کرے تاکہ وہ کسی فاسق یا کافر کو اس کے اوصاف بیان نہ کرے جس کی وجہ سے وہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائے۔ اور زانیہ فاسقہ بھی ذمی عورت کے حکم میں ہے، لہٰذا پاک دامن عورت کا اس سے بچنا ضروری ہے تاکہ وہ اسے اپنی بری عادات کی طرف نہ لے جائے۔

البتہ! علاج معالجہ، گواہی، تعلیم، بیع یا اس طرح کی کسی چیز کی عورت کو حاجت ہو تو بقدرِ ضرورت اس کو دیکھنا جائز ہے۔ کتبِ فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے [1]۔

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا ابوحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ھ) سے جو کلام نقل کیا ہے وہ ذکر کردہ 6

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397 صَفْحات پر مشتمل کتاب: ''**پردے کے بارے میں سوال جواب**'' صَفْحہ 36 پر شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں: اگر طبیبہ (لیڈی ڈاکٹر) مُیَسَّر نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں اجازت ہے۔ اِس بارے میں صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اجنبی عورت** کی طرف نظر کرنے میں ضَرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ **عورت بیمار** ہے، اس کے علاج میں بعض اَعضاء کی طرف نظر کرنے کی ضَرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چُھونا پڑتا ہے مَثَلاً **نبض** دیکھنے میں ہاتھ چُھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں **وَرم** کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ **پھوڑا** ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اِس صورت میں مَوضَعِ مرض (یعنی مرض کی جگہ) کی طرف نظر کرنا یا اِس ضَرورت میں بقدرِ ضَرورت اس جگہ کو چُھونا جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے (کہ) کوئی **عورت علاج** کرنے والی نہ ہو۔ ورنہ چاہیے یہ کہ **عورَتوں کو بھی علاج** کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مَواقِع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے وَرم کو دیکھ سکتی ہیں۔ جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضَرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضَرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضَروری ہے کہ صِرف اُتنا ہی حصّۂ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضَرورت ہے باقی حصّۂ بدن کو اچّھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ اگر دیکھنے سے کام چل سکتا ہے تو چُھونے کی شرعاً اجازت نہیں۔ یاد رہے! چھونا دیکھنے سے زیادہ سخت ہے۔

کبیرہ گناہوں کی تصریح کرتا ہے۔پس انہوں نے فرمایا:''حضرات شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے قول کو برقرار رکھا جس میں انہوں نے کچھ گناہوں کو صغیرہ قرار دیا مگر ان کی یہ بات محلِ نظر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجنبیہ اور امرد کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ اور اس میں بھی غور وفکر کی ضرورت ہے پس حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ھ) وغیرہ نے مطلق فرمایا ہے کہ ''بغیر حاجت کے شہوت کے ساتھ قصداً دیکھنا فسق ہے اور دیکھنے والے کی گواہی مردود ہے۔ اسی طرح اگر بغیر شہوت کے فضول نظر ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔'' امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں:''علما نے اس مؤقف کو اختیار کیا ہے کہ جب اس کی نیکیاں زیادہ ہوں تو صرف اس عمل سے فاسق نہ ہوگا جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ یہ اس درجے کا کبیرہ گناہ نہیں جو عدالت [1] سے نکال دیتا ہے۔ ہاں! اگر فتنے کا خوف ہو پھر نظر ڈالے تو اس صورت میں اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے۔''

میں نے بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے میرے ذکر کردہ مؤقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:''عورت اور امرد کی طرف شہوت سے دیکھنا زنا ہے کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ،

﴿1﴾...... ''آنکھوں کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور نفس (زنا کی) تمنا اور خواہش کرتا ہے۔'' [2]

اسی لئے صالحین نے امردوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کو دیکھنے، ان سے خلط ملط ہونے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچنے کے متعلق مبالغہ فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا حسن بن ذکوان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا:''امیروں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری عورتوں کی صورتوں جیسی ہوتی ہیں اور وہ عورتوں سے بڑھ کر فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔''

ایک تابعی فرماتے ہیں:''میں نوجوان سالک (یعنی عابد وزاہد نوجوان) کے ساتھ بے ریش لڑکے کے بیٹھنے کو سات درندوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔'' مزید فرماتے:''کوئی شخص ایک مکان میں کسی امرد کے ساتھ تنہا رات نہ

---

[1] ......عدالت کا لغوی معنی استقامت ہے اور شرعی معنی راہِ حق پر استقامت اور ممنوع باتوں سے بچنا ہے۔ (التعریفات ۱۰۵)

[2] ......صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن ادم......الخ، الحدیث ۶۷۵۳، ۶۷۵۴، ص ۱۱۴۰، ۱۱۴۱۔

گزارے۔‘‘

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے گھر، دُکان یا حمام میں امرد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا کیونکہ،

﴿2﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ’’جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔‘‘ (1)

جو امرد عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے اس میں فتنہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے عورتوں کی نسبت زیادہ برائی کا امکان ہوتا ہے اور اس کے حق میں عورتوں کی نسبت شک اور شر کے ایسے طریقے آسان ہیں جو عورت کے حق میں آسان نہیں لہٰذا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہونا چاہیئے۔ ان سے بچنے اور نفرت کرنے کے بارے میں اسلاف کے بے شمار اقوال ہیں اور وہ انہیں اَنتان (یعنی بدبودار) کہتے تھے کیونکہ ان سے شرعی طور پر نفرت کی گئی ہے۔ جو ہم نے ذکر کیا ہے ان سب میں یہی حکم ہے خواہ اچھی نیت سے ہی دیکھا جائے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) ایک حمام میں داخل ہوئے۔ آپ کے پاس ایک خوبصورت لڑکا آیا تو ارشاد فرمایا: ’’اسے مجھ سے دور کر دو کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان جبکہ اور ہر امرد کے ساتھ 17 شیاطین دیکھتا ہوں۔‘‘

ایک شخص حضرت سیِّدُنا امام احمد حنبل عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس سے دریافت فرمایا: ’’تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟‘‘ اس نے عرض کی: ’’یہ میرا بھانجا ہے۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’آئندہ اسے لے کر میرے پاس نہ آنا اور اسے ساتھ لے کر راستے میں نہ چلا کرتا کہ اسے اور تمہیں نہ جاننے والے بدگمانی نہ کریں۔‘‘

﴿3﴾......جب قبیلہ عبدُ القیس کا وفد اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عن العُیوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اسے اپنی

......المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۳، ج۸، ص۲۰۵۔

جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة، الحدیث: ۲۱۶۵، ص۱۸۶۹۔

پشت مبارک کے پیچھے بٹھا دیا اور ارشاد فرمایا: ''حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی آزمائش بھی نظر سے ہوئی۔''(1)

کہتے ہیں: ''نظر زنا کی ڈاک ہے۔'' اور سابقہ حدیثِ پاک بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ ''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔''(2)

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر248: غیبت کرنا

کبیرہ نمبر249: اس پر خاموش اور رضا مند رہنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۱۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(۱۲)

(پ۲۶، الحجرات:۱۱،۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہ ہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

آیاتِ مقدّسہ کی مختصر وضاحت

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ

''سُخْرِیَّۃ'' سے مراد یہ ہے کہ جس سے مزاح کیا جائے اس کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس حکم خداوندی

---

(1)...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ، ص۶۴۔

(2)...... المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۳۶۲، ج۱۰، ص۱۷۳۔

کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو حقیر نہ سمجھو، ہوسکتا ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تم سے بہتر، افضل اور زیادہ مقرب ہو۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کتنے ہی پریشان حال، پراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں کہ جن کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ضرور اسے پورا فرما دے۔''(1)

ابلیسِ لعین نے حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حقیر جانا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہمیشہ کے خسارے میں مبتلا کر دیا اور حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ کی عزت کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور اس میں احتمال ہے کہ عَسٰی، یَصِیْرُ کے معنی میں ہو یعنی کسی دوسرے کو حقیر نہ جان کیونکہ جب کبھی وہ عزت والا ہو جائے گا اور تو ذلیل ہو جائے گا تو پھر وہ تجھ سے انتقام لے گا۔

لَا تُهِيْنُ الْفَقِيْرَ عَلَّكَ اَنْ تَرْكَعَ يَوْمًا وَالدَّهْرُ قَدْ رَفَعَهٗ

ترجمہ:......فقیر کی توہین نہ کر شاید تو کسی دن فقیر ہو جائے اور زمانے کا مالک اسے امیر کر دے۔

وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ

یعنی تم ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور لَمز (یعنی اشارہ) قول کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے بھی، جبکہ ھَمز صرف قول کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں: ''ھَمز آنکھ، منہ اور ہاتھ سے ہوتا ہے جبکہ لَمز صرف زبان سے ہوتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا لیث رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ''لُمَزَۃ سے مراد وہ ہے جو تیری موجودگی میں تجھ پر عیب لگائے اور ھُمَزَۃ سے مراد وہ ہے کہ جو تیری عدم موجودگی میں تجھ پر عیب لگائے۔'' حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد (متوفی ۱۰۴ھ) کا اس آیتِ مبارکہ ''وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ (پ۳۰، الھمزۃ:۱) ترجمۂ کنز الایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔'' کے تحت فرماتے ہیں کہ ''ھُمَزَۃ سے مراد لوگوں میں عیب لگانے والا ہے اور لُمَزَۃ سے مراد وہ ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) ہے۔''

نَبز سے مراد پھینکنا ہے اور لقب سے مراد وہ نام ہے جو مسمّٰی کی بلندی یا پستی کا شعور دلائے یعنی ایک دوسرے

---

(1)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، الحدیث۳۸۵۴، ص۲۰۴۷، بتغیرٍ۔

کے برے نام نہ رکھو یعنی اس طرح نام نہ رکھو کہ انسان کو اس کے اصل نام کے علاوہ نام سے پکارا جائے یا جیسے اے منافق، اے فاسق کہنا حالانکہ وہ اپنے فسق سے توبہ کر چکا ہو۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں **سُخْرِیَّۃ** کو **لَمْز** اور **نَبْز** سے اس لئے مقدّم کیا گیا کہ یہ ان دونوں سے زیادہ اذیت ناک ہے کیونکہ اس میں کسی شخص کی اس کی موجودگی میں حقارت اور توہین کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور **لَمْز** سے مراد انسان کے اندر موجود عیب کا اظہار کرنا ہے اور یہ پہلے سے کم ہے۔ اس کے بعد **نَبْز** یعنی برے لقب سے پکارنا۔ یہ ان دونوں کے مقابلے میں کم ہے کیونکہ اس کے معنی کا لقب کے مطابق ہونا ضروری نہیں کہ کبھی اچھے کو برا اور برے کو اچھا نام دے دیا جاتا ہے۔ گویا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرما رہا ہے: ''تکبر نہ کرو کہ اپنے بھائیوں کو اس قدر حقیر سمجھنے لگو کہ ان کی طرف بالکل توجہ ہی نہ دو اور اسی طرح ان کے مرتبے کو کم کرنے کے لئے انہیں عیب مت لگاؤ اور ان کو ایسے ناموں سے نہ پکارو جنہیں وہ ناپسند کرتے ہوں۔''

''**اَنْفُسَکُم**'' سے ایک دقیق نکتہ پر خبردار فرمایا گیا ہے جس کو سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ''تمام مؤمنین ایک بدن کے قائم مقام ہیں کہ جب اس کے بعض حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

{شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اخوت اس کو کہتے ہیں چُبھے کانٹا جو کابُل میں تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے }

پس اس اعتبار سے جس نے کسی دوسرے کو عیب لگایا تو حقیقت میں اس نے اپنے آپ کو عیب لگایا۔ نیز جب یہ کسی کو عیب لگائے گا تو وہ بھی اسے عیب لگا سکتا ہے۔ گویا یہ ایسا شخص ہے جو خود اپنے آپ کو عیب لگاتا ہے اور درج ذیل حدیثِ پاک کی وعید کے تحت آجاتا ہے کہ،

﴿2﴾...... **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی اپنے باپ کو ہرگز گالی نہ دے۔'' صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کوئی شخص اپنے باپ کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ کسی شخص کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے گا۔'' (۱)

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر وأکبرھا، الحدیث ۲۶۳، ص ۶۹۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔

نیز اس فرمانِ باری تعالیٰ کی وعید کے تحت آ جاتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (پ۵،النسآء:۲۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۔

تَلْمِزُوْٓا اور تَنَابَزُوْا کے دونوں صیغے ایک دوسرے کے برعکس ہیں کیونکہ بعض اوقات مَلْمُوْز (یعنی جس پر عیب لگایا جاتا ہے) اسی وقت اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ عیب لگانے والے کو عیب لگائے، لہٰذا اسے عیب لگانے والے کے احوال کی جستجو کی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے بعض عیوب پر آگاہ ہو جائے، مگر نبز کا معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ جس کو ناپسندیدہ لقب دیا جائے وہ دوسرے کو بھی اسی وقت ایسا لقب دینے پر قادر ہوتا ہے، پس دونوں طرف سے یہ فعل واقع ہو سکتا ہے۔

''بِئْسَ الِاسْمُ'' کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان تینوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کیا وہ فسق کے نام کا مستحق ہو گیا اور یہ انتہائی خامی ہے حالانکہ پہلے وہ کامل الایمان تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے ساتھ سخت وعید ملا دی اور فرمایا:

''وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾''

یہ شدید وعید ان تینوں میں سے ہر ایک گناہ کے بڑے ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گمانوں سے بچنے کا حکم دیا اور اس کی وجہ بیان فرمائی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

بدگمانی کی تعریف:[1]

بدگمانی یہ ہے کہ ''کسی کے بارے میں یقینی خبر کے بغیر اس کے کسی برائی میں مبتلا ہونے کا تجھے گمان ہو اور تیرا دل اس پر پختہ ہو یا بغیر شرعی دلیل کے تو زبان سے اسے بیان کر دے۔''

﴿3﴾......اسی وجہ سے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بدگمانی سے بچو! کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔''[2]

اپنے معاملے کا یقینی علم رکھنے والا عقلمند دوسرے میں موجود یقینی عیب جاننے کے باوجود بہت کم ہی بدگمانی

---

[1] ......بدگمانی کے متعلق تفصیلی معلومات اور شرعی احکام کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 57 صفحات پر مشتمل کتاب ''**بدگمانی**'' کا مطالعہ فرمالیجئے۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینھی عن التحاسد والتدابر، الحدیث:۶۰۶۶، ص۵۱۲۔

کرتا ہے کیونکہ کوئی شئے کبھی ظاہراً تو صحیح ہوتی ہے مگر باطناً صحیح نہیں ہوتی اور کبھی معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، پس وہ اس وقت گمان پر بھروسا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

ظن کی اقسام:

(۱)......ہرگمان گناہ نہیں بلکہ بعض تو واجب ہوتے ہیں جیسے دلائلِ شرعیہ پر مرتَّب ہونے والے فروعی (یعنی دلیل سے ثابت جُزوی) مسائل میں مجتہدین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے گمان، لہٰذا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲)......بعض مستحب ہوتے ہیں جیسا کہ،

﴿4﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مومن کے بارے میں اچھا گمان رکھو۔'' [1]

(۳)......بعض مباح ہوتے ہیں۔

(۴)......اور بعض گمان حزم کہلاتے ہیں (یعنی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا اور عقل مند لوگوں کے مشورے پر عمل کرنا) اور اسی سے متعلق حدیثِ پاک ہے۔ چنانچہ،

﴿5﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بے شک بدگمانی حزم سے ہے۔'' [2]

یعنی وہم کرنے والا حقیقت میں کسی کام پر قادر بھی ہوتا ہے جیسے وہ احتیاطاً کسی ایسے شخص کے معاملہ کو طول دے جس کے حال سے وہ بے خبر ہو یہاں تک کہ وہ اس سبب سے دوسرے سے تکلیف یا دھوکے میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو جائے، پس اس گمان کا نتیجہ کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا نہیں بلکہ برائی پہنچنے سے اپنی جان کو بچانے میں مبالغہ کرنا ہے۔

تَجَسُّس کا معنی ہے چھان بین کرنا اور جاسوس اسی سے نکلا ہے اور اس سے مراد لوگوں کے عیب تلاش کرنا ہے، جبکہ **تَحَسُّس** سے مراد احساس اور ادراک ہے اور اسی سے ظاہری اور باطنی حواس ہیں۔

قرآنِ کریم کی ایک شاذ قراءت میں **تَجَسُّس** کی بجائے **تَحَسُّس** ہے، ان کے معنی ومفہوم کے متعلق چند

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۲۳۹، ج۲۳، ص۱۵۶۔

[2] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب مُداراة الناس، باب الحذر من الناس......الخ، الحدیث: ۱۱، ج۷، ص۵۳۹۔

اقوال مروی ہیں:

(۱)...... یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ان دونوں کا معنی خبروں کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

(۲)......دونوں مختلف ہیں، پہلے سے مراد ظاہر کی چھان بین اور دوسرے سے مراد باطن کی چھان بین کرنا ہے۔

(۳)...... پہلے سے برائی اور دوسرے سے بھلائی مراد ہے۔حالانکہ یہ قول محلِ نظر ہے اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یہاں یہ مراد نہیں۔

(۴)...... پہلے سے مراد ایک شخص سے کسی دوسرے کے متعلق پوچھنا اور دوسرے سے مراد کسی سے اس کے اپنے متعلق پوچھنا ہے۔

اس کا معنی جو بھی ہو بہر حال آیتِ کریمہ میں لوگوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں پڑنے اور ان کے متعلق بحث کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿6﴾......حضور نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:''نہ جاسوسی کرو،نہ حرص کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو،نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ جیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔'' (۱)

﴿7﴾......رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لائے ہو مگر تمہارے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! نہ تو مسلمانوں کی غیبت کرو اور نہ ہی ان کے پوشیدہ عیب تلاش کرو کیونکہ جو مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہر فرما دے گا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہر فرما دے تو وہ اسے ذلیل ورسوا کر دے گا اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہو۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی:''ولید بن عقبہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جبکہ اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے بہہ رہے ہوتے ہیں؟''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے ارشاد

(۱)......صحیح مسلم ،کتاب البر والصلة والادب ،باب تحریم الظن......الخ ،الحدیث:۶۵۳۶،۶۵۳۹،ص۱۱۲۷۔

(۲)......سنن ابی داود ،کتاب الادب ،باب فی الغیبة ، الحدیث:۴۸۸۰،ص۱۵۸۱۔

جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ،باب ما جاء فی تعظیم المؤمن ،الحدیث:۲۰۳۲،ص۱۸۵۵۔

فرمایا: ''ہمیں جاسوسی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر ہم پر کوئی چیز ظاہر ہوگی تو اس کے مطابق عمل کریں گے۔''[1]

غیبت کا بیان:

''وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا'' یعنی تم میں سے کوئی کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ایسا عیب بیان نہ کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو، گزشتہ آیتِ مبارکہ کی وضاحت سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کسی کے منہ پر اس کا عیب بیان کرنا غیبت سے بڑھ کر اذیت ناک ہوتا ہے۔

﴿9﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' عرض کی گئی: ''جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا فرماتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔''[2]

غیبت حرام ہونے کی حکمت:

کسی کی برائی بیان کرنے میں خواہ کوئی سچا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی غیبت کو حرام قرار دینے میں حکمت یہ ہے کہ مومن کی عزت کی حفاظت میں مبالغہ کرنا ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی حرمت اور اس کے حقوق کی بہت زیادہ تاکید ہے، نیز اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی عزت کو گوشت اور خون کے ساتھ تشبیہ دے کر مزید پختہ و مؤکد کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مبالغہ کرتے ہوئے اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا اور ارشاد فرمایا: ''اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ''[3] عزت کو گوشت سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ

---

[1] ......المستدرک، کتاب الحدود، باب النهی عن التجسس، الحدیث: ۸۱۹۸، ج۵، ص۵۳۸۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الغیبة، الحدیث: ۶۵۹۳، ص۱۱۳۰۔

[3] ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

انسان کی بے عزتی کرنے سے وہ ایسی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جیسا کہ اس کا گوشت کاٹ کر کھانے سے اس کا بدن درد محسوس کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ عقل مند کے نزدیک اس کی عزت اس کے خون اور گوشت سے زیادہ قیمتی ہے۔عقل مند انسان جس طرح لوگوں کا گوشت کھانا اچھا نہیں سمجھتا اسی طرح ان کی عزت پامال کرنا بدرجۂ اولیٰ اچھا تصور نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک تکلیف دِہ امر ہے اور پھر اپنے بھائی کا گوشت کھانے کی تاکید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بھائی کا گوشت کھانا تو دور کی بات ہے چبانا بھی ممکن نہیں ہوتا لیکن دُشمن کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ بعض اوقات انسان اپنے سخت دشمن کا گوشت بغیر کسی توقف کے کھا جاتا ہے۔

اعتراض: کسی کے سامنے اس کے عیب بیان کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے اسی وقت تکلیف ہوتی ہے جبکہ عدم موجودگی میں غیبت کرنے سے اسے اس کی اطلاع نہیں ہوتی جس کی غیبت کی گئی ہے۔

جواب: اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مَیْتًا کی قید سے یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی، اگرچہ یہ انتہائی پست اور برا فعل ہے۔لیکن بالفرض اگر وہ مردہ جان لے تو اسے ضرور تکلیف ہو کیونکہ میت کو اگر اپنا گوشت کھانے کا احساس ہو جائے تو اسے بھی ضرور تکلیف ہوگی۔اسی طرح کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان کرنا بھی حرام ہے کیونکہ جس کی غیبت کی گئی اگر اسے اطلاع ہو جائے تو اُسے بھی تکلیف ہوگی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ عزت جس طرح بندے کا اپنا حق ہے اس طرح **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا بھی تاکیدی حق ہے۔اب اگر بالفرض جس کی غیبت کی جائے اسے اطلاع ہونا ممکن نہیں تو پھر بھی **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے حق کی رعایت کرنے اور لوگوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنے سے روکنے اور غم کی وجوہات میں سے کسی وجہ میں پڑنے سے بچنے کے لئے یہ حرام ہی ہے۔سوائے چند اسباب کے، کیونکہ وہاں ضرورت کا مقام ہے۔پس ضرورت کی وجہ سے اس وقت غیبت مباح ہوگی۔جیسا کہ آیتِ کریمہ نے ''مَیْتًا'' کا ذکر کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ مردار کا گوشت کھانا (جبکہ جان جانے کا خطرہ ہو تو) ضرورتاً جائز ہے یہاں تک کہ اگر مجبور شخص (جس کی جان جانے کا خطرہ ہو) مردار آدمی کے ساتھ مردار جانور پائے تو اس کے لئے مردار آدمی کھانا جائز نہیں مگر جب صرف مردار آدمی ہی پائے تو اسے کھا سکتا ہے۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''فَکَرِهْتُمُوْهُ'' کا تقدیر کلام یہ ہے کہ تم اس کھانے یا گوشت کو ناپسند کرتے ہو، لہٰذا ایسا کام نہ کرو جو اس کے مشابہ ہو اور حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد (متوفی ۱۰۴ھ) کا یہ قول اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب لوگوں سے کہا جائے: ''اَیُحِبُّ اَحَدُ کُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا یعنی کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے؟'' تو وہ کہیں گے: ''نہیں۔'' تو پھر ان سے کہا جائے: ''فَکَرِهْتُمُوْهُ یعنی تو تمہیں یہ گوارا نہ ہوگا۔'' یعنی جیسے تم یہ ناپسند کرتے ہو (کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو) اسی طرح اس کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا بھی چھوڑ دو۔

اور اَیُحِبُّ میں ہمزہ انکاری ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ ''تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا۔ پس جب تم اس کو ناپسند کرتے ہو تو پھر اس کی برائی بیان کرنے کو بھی ناپسند کرو۔''

ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ ''فَکَرِهْتُمُوْهُ'' کا معطوف علیہ محذوف ہے یعنی اصل عبارت یوں تھی کہ ''عُرِضَ عَلَیْکُمْ ذٰلِکَ فَکَرِهْتُمُوْهُ یعنی تمہیں پیش کیا جائے تو تم اسے ناپسند کرو گے۔''

اس آیتِ کریمہ میں ''فَکَرِهْتُمُوْهُ'' کی (ہٗ) ضمیر منصوب متصل کا مرجع میت ہو تو یہ بھی درست ہے تو اس صورت میں گویا کہ یہ اس کی صفت واقع ہوگی اور اس ڈراوے میں مبالغہ کا فائدہ دے گی یعنی مطلب یہ ہوگا کہ ''مردار اگرچہ انتہائی مجبوری کی حالت میں شاذ و نادر ہی کھایا جاتا ہے لیکن وہ بھی جب بدبودار ہو جائے تو پھر تو ہر کوئی اس سے نفرت کرتا ہے اور اس جگہ سے بھی دور بھاگتا ہے اور اس کے قریب تک پھٹکنے کی کوشش نہیں کرتا تو اسے کھانے کے لئے بھلا کیسے اس کے قریب جائے گا؟ غیبت کا بھی یہی حال ہے کہ اس سے اسی طرح دور رہنا واجب ہے جس طرح بدبودار مردار سے دور رہا جاتا ہے۔''

مذکورہ دونوں آیاتِ مبارکہ سے حاصل ہونے والے نتائج و فوائد میں غور و فکر کریں گے اور ان میں اپنی فکر کے احاطے کو وسعت دیں گے تو اس برائی سے اِنْ شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ محفوظ رہیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی کتاب کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح مزید غور و فکر کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر رحمت اور مہربانی فرماتے ہوئے ان دونوں آیتوں میں سے ہر ایک کو توبہ کے ساتھ ختم کیا۔ البتہ! پہلی آیتِ مبارکہ نہی کے صیغے سے شروع کی گئی اور دونوں کے قریب

ہونے کی وجہ سے نفی ''وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ'' پرختم کی گئی اور دوسری آیتِ مبارکہ ''اجۡتَنِبُوۡا'' امر کے صیغے کے ساتھ اثبات سے شروع کی گئی اور ''اِنَّ اللّٰہ'' پرختم کی گئی اور صرف پہلی آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان ''وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ'' کے ساتھ سخت تنبیہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جو پہلی آیت طیبہ میں مذکور ہوا اس میں زیادہ برائی ہے۔ کیونکہ یہاں موجودگی میں مزاح یا اشاروں وغیرہ سے ایذا پہنچانا مراد ہے بخلاف دوسری آیتِ مبارکہ کے۔ کیونکہ یہ ایک مخفی امر ہے۔ گمان، تجسُّس اور غیبت میں سے ہر ایک پوشیدگی اور عدمِ علم کا تقاضا کرتا ہے۔

مندرجہ بالا آیاتِ مقدّسہ جن آداب، احکام، حکمتوں اور وعیدوں پر مشتمل ہیں، ان میں سے چند کا ذکر یہاں ختم ہوا کیونکہ ان کو نازل فرمانے والے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ مکمل طور پر کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ اب غیبت اور اس کے متعلقات کے بارے میں چند احادیثِ مبارکہ ذکر کی جائیں گی۔

احادیثِ مبارکہ میں غیبت کی مذمّت:

﴿10﴾...... حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر میں حرام ہے۔'' (پھر استفسار فرمایا:) ''کیا میں نے تمہیں (خدا عَزَّوَجَلَّ کا) پیغام پہنچا دیا؟'' (تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں۔'') [۱]

﴿11﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے۔'' [۲]

﴿12﴾...... بزار شریف میں ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود سے بڑھ کر گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی بے عزتی کرے۔'' [۳]

﴿13﴾...... ابوداؤد شریف کے ایک نسخہ میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ

---

[۱] ......صحیح البخاری، کتاب الأضاحی، باب من قال: الأضحی یوم النحر، الحدیث: ۵۵۵۰، ص۴۷۷۔

[۲] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث: ۶۵۴۱، ص۱۱۲۷۔

[۳] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند سعید بن زید، الحدیث: ۱۲۶۴، ج۴، ص۹۳۔

عالیشان ہے: ''بے شک کسی مسلمان کی ناحق بے عزّتی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' (۱)

﴾14﴿......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے اوران میں سب سے کم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے اورسود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی بے عزّتی کرنا ہے۔'' (۲)

﴾15﴿......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیاتم جانتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑا گناہ کون سا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کا رسول صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (۳)

(پ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴾16﴿......ابوداوٗد شریف میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی ناحق بے عزّتی کرنا ہے۔'' (۴)

﴾17﴿......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبئ کریم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سود کی قباحت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: ''آدمی کو ملنے والا سود کا ایک درہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک 36 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور بے شک سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عزّتی کرنا ہے۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، الحدیث: ۴۸۷۷، ص ۱۵۸۱، "الرجل" بدله "المرء"۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت ۔۔الخ، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۱۷۵، ج۷، ص ۱۲۵۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۱۱، ج۵، ص ۲۹۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، الحدیث: ۴۸۷۶، ص ۱۵۸۱۔

(۵)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۳۶، ج۴، ص ۳۴۵۔

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود 72 گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سے ادنیٰ ترین اپنی ماں سے زنا کرنے کی طرح ہے اور بے شک سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (۱)

﴿19﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کے 70 سے زائد دروازے ہیں، ان میں سب سے کم یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور سود سے بڑھ کر گناہ اور خباثت مسلمان کی عزت وحرمت کو ختم کرنا ہے۔'' (۲)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: '' آپ کے لئے حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی فلاں فلاں خوبیاں ہی کافی ہیں۔'' بعض راویوں نے کہا: ''یعنی ان کا پست قد ہونا۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: '' تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھولا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: '' میں نے تو ایک انسان کی حکایت ہی بیان کی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: '' میں کسی انسان کی حکایت کو پسند نہیں کرتا خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔'' (۳)

﴿21﴾......حضرت سیِّدَتُنا سُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ '' اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا صفیہ بنت حیی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا اونٹ بیمار ہو گیا جبکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس ایک اونٹ زائد تھا تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: '' ایک اونٹ انہیں دے دو۔'' اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جواب دیا: '' میں اس بنت یہودی کو دے دوں۔'' تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی اس بات پر ناراض ہو گئے جس کے باعث ذوالحجہ، محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک ان سے کلام نہ کیا۔'' (۴)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۵۱، ج۵، ص۲۲۷۔

(۲)......الدر المنثور، پ۲۶، الحجرات، تحت الایۃ ۱۲، ج۷، ص۵۷۴۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث ۴۸۷۵، ص۱۵۸۱۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب ترک السلام علی أھل الأھواء، الحدیث: ۴۶۰۲، ص۱۵۶۱۔

﴿22﴾......اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھی تھی، میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: ''یہ لمبے دامن والی ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِلْفَظِیْ اِلْفَظِیْ یعنی جو کچھ تیرے منہ میں ہے نکال پھینک۔'' تو میں نے منہ سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔'' (۱)

﴿23﴾......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''جب تک میں اجازت نہ دوں تم میں سے کوئی شخص افطار نہ کرے۔'' لہٰذا لوگوں نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ہر آدمی آتا اور عرض کرتا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں پورا دن روزے سے رہا ہوں، لہٰذا مجھے افطار کرنے کی اجازت دیجئے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے اجازت عطا فرما دیتے یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے گھر والوں میں سے دو نوجوان لڑکیاں بھی ہیں جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہونے سے شرماتی ہیں، آپ انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرما دیجئے۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ دوبارہ آیا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چہرۂ انور پھیر لیا۔ وہ پھر آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے رُخِ انور پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں نے روزہ رکھا ہی نہیں اور اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو آج پورا دن لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) رہا ہو؟ جاؤ اور انہیں حکم دو کہ اگر واقعی انہوں نے روزہ رکھا ہے تو قے کریں۔'' وہ آدمی واپس چلا گیا اور جا کر انہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم سنایا۔ جب انہوں نے قے کی تو دونوں کی قے میں خون کا لوتھڑا نکلا۔ وہی شخص دوبارہ بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہوا اور صورت حال بتائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (باذنِ پروردگار غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ دونوں اپنے پیٹوں میں اس کو باقی رکھتیں تو ان دونوں کو جہنم کی آگ کھا جاتی۔'' (۲)

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت ـ ـ الخ، باب تفسیر الغیبة، الحدیث: ۲۱۴، ج۷، ص۱۴۵ ـ

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۳۰، ج۴، ص۳۴۰ ـ

﴿24﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ کسی غلام سے ان الفاظ میں مروی ہے: ''حضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: ''قے کرو۔'' تو اس نے خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا۔ پھر دوسری سے ارشاد فرمایا: ''تم بھی قے کرو۔'' تو اس نے بھی خون، پیپ اور تازے گوشت کی قے کی یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا۔ اس کے بعد آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک انہوں نے حلال چیزوں سے روزہ رکھا لیکن حرام چیزوں سے افطار کر دیا۔ ایک دوسری کے پاس جا بیٹھی اور پھر دونوں لوگوں کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) لگیں۔'' (۱)

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ہم خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا تو لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کتنا عاجز یا کتنا کمزور ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اپنے رفیق کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔'' (۲)

﴿26﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک آدمی کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس کے کھڑے ہونے سے اس کی کمزوری کو ملاحظہ فرمایا تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کتنا عاجز ہے!'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا اور اس کی غیبت کی۔'' (۳)

﴿27﴾......لوگوں نے سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی: ''فلاں شخص خود نہیں کھا سکتا یہاں تک کہ کوئی اسے کھلائے اور نہ ہی چل سکتا ہے یہاں تک کہ کوئی اسے چلائے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اس کی غیبت کی ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے تو وہ بات بیان کی ہے جو اس میں موجود ہے۔'' ارشاد فرمایا:

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبید مولی النبی، الحدیث ۲۳۷۱۴، ج۹، ص۱۶۵۔

(۲)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث ۶۱۲۵، ج۵، ص۳۶۲۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث ۴۵۸، ج۱، ص۱۴۲۔

''جب تم نے اپنے بھائی کا عیب بیان کیا تو تمہارے لئے وہ غیبت کے طور پر کافی ہے۔'' [۱]

﴿28﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد ایک شخص نے اس کی غیبت کی تو آپ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا: ''خلال کرو۔'' اس نے عرض کی: ''میں کس وجہ سے خلال کروں حالانکہ میں نے گوشت تو نہیں کھایا؟'' ارشاد فرمایا: ''بے شک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔'' [۲]

﴿29﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: 4 آدمی ایسے ہیں کہ وہ جہنمیوں کی تکلیف اور زیادہ کر دیں گے (یعنی ان کی اذیت میں اضافے کا سبب بنیں گے) وہ کھولتے پانی اور آگ کے درمیان دوڑتے ہوئے ہلاکت وتباہی مانگتے ہوں گے، بعض جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: ''ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟'' اُن میں سے......ایک کو انگاروں کے صندوق کا طوق ڈالا گیا ہوگا......دوسرا اپنی آنتیں کھینچ رہا ہوگا......تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور......چوتھا اپنا گوشت کھا رہا ہوگا۔ صندوق والے سے کہا جائے گا: ''اس بدبخت کو کیا ہوا؟ اس نے تو ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا۔'' وہ کہے گا: ''میں اس حال میں مرا کہ میری گردن پر لوگوں کے اموال کا بوجھ (یعنی قرض) تھا۔'' پھر اپنی انتڑیاں کھینچنے والے سے کہا جائے گا: ''اس بدبخت شخص کا معاملہ کیسا ہے جس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟'' تو وہ جواب دے گا: ''میں کپڑوں کو پیشاب سے بچانے کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔'' پھر جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہی ہوگی، اس سے کہا جائے گا: ''اس بدنصیب کا معاملہ کیسا ہے جس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟'' وہ کہے گا: ''میں بدنصیب خبیث بری بات کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح لذت اُٹھاتا تھا جیسا کہ جماع کی باتوں سے۔'' پھر جو شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا اس سے پوچھا جائے گا: ''اس مردود کو کیا ہوا جس نے ہماری تکلیف میں مزید اضافہ کر دیا؟'' تو وہ جواب دے گا: ''میں بدبخت غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا اور چغلی کرتا تھا۔'' [۳]

---

[۱] ......حلية الأولياء، الرقم ۳۹۹ عبد الله بن المبارک، الحديث ۱۱۸۸۴، ج۸، ص۲۰۴۔

[۲] ......المعجم الكبير، الحديث ۱۰۰۹۲، ج۱۰، ص۱۰۲۔

[۳] ......الزهد لابن مبارک ماروا نعيم بن حماد فی نسخه، باب صفة النار، الحديث ۳۲۵، ص۹۴۔
موسوعة الامام ابن ابی الدنيا، کتاب الصمت، باب الغيبة و ذمها، الحديث ۱۸۷، ج۷، ص۱۳۲۔

﴿30﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا وہ قیامت کے دن اس کے قریب لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''اسے مردہ حالت میں کھا جس طرح اسے زندہ کھاتا تھا۔'' پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور (سخت تکلیف کی وجہ سے) شوروغل مچائے گا۔'' (١)

﴿31﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ ایک مردہ خچر کے قریب سے گزرے تو بعض احباب سے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا اسے پیٹ بھر کر کھانا مسلمان آدمی کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) سے بہتر ہے۔'' (٢)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص نے حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اپنے خلاف زنا کی گواہی دی اور عرض گزار ہوا: ''میں نے ایک عورت سے فعلِ حرام کا ارتکاب کیا ہے۔'' لیکن حضور صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر بار اس سے اعراض فرماتے۔ راوی نے آگے پوری حدیث بیان کی، یہاں تک کہ آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تیرا اس بات سے کیا ارادہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''مجھے پاک کر دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لہٰذا اسے سنگسار کر دیا گیا۔ حضور صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انصار کے دو آدمیوں کو سنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: ''اس کی طرف تو دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی لیکن اس کا دل مطمئن نہ ہوا یہاں تک کہ کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا۔'' آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے۔ پھر کچھ دیر چلنے کے بعد ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جس کے پاؤں پھیلے ہوئے تھے تو استفسار فرمایا: ''فلاں فلاں کہاں ہیں؟'' انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم حاضر ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا: ''اس مردہ گدھے کو کھاؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے صدقے ہمیں معاف فرمائے، اسے کون کھا سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس آدمی کی عزت پامال کرنے سے تمہیں جو گناہ ملا ہے وہ اس مردار کو کھانے سے زیادہ سخت ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ تو اس وقت

---

(١)......المعجم الاوسط، الحدیث: ١٦٥٦، ٥٨٥٣، ج١، ٤، ص٤٥٠، ٢٤١۔

(٢)......التوبیخ والتنبیہ لأبی الشیخ الأصبھانی، باب کفارۃ الغیبۃ، الحدیث: ٢١٤، ص٩٤۔

جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔'' (1)

﴿33﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ معراج کی رات حضور نبی ٔکریم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہنم میں ایک ایسی قوم کو دیکھا جو مردار کھا رہے تھے تو استفسار فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے۔'' اور انتہائی سرخ اور نیلے رنگ کا ایک آدمی دیکھا تو پوچھا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہے؟'' عرض کی: ''یہ اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹنے والا ہے۔'' (یہ تمام ثمودیوں میں پرلے درجے کا شریر اور خبیثُ النفس ''**قدار بن سالف**'' تھا)۔'' (2)

﴿34﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، ان سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتیں پامال کرتے تھے۔'' (3)

﴿35﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے جسموں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتے تھے۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''پھر میں ایک بدبودار گڑھے کے پاس سے گزرا تو اس میں سخت آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ آپ کی (امت کی) وہ عورتیں ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور ایسے کام کرتی ہیں جو ان کے لئے جائز نہیں۔'' پھر میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں (یعنی سینوں) کے ساتھ لٹک رہے تھے، تو میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' عرض کی: ''یہ منہ پر عیب

---

1 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، الحدیث:۴۳۸۴، ج۶، ص۲۹۰۔
سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک، الحدیث:۴۴۲۸، ص۱۵۴۶۔

2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عباس، الحدیث:۲۳۲۴، ج۱، ص۵۵۳، بتیغرٍ قلیلٍ۔

3 ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبة، الحدیث:۴۸۷۸، ص۱۵۸۱۔

لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ (پ۳۰، الھمزۃ:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔[۱]

﴿36﴾......حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بدبُو اُٹھی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے، یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔''[۲]

﴿37﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت ہے۔'' عرض کی گئی: ''وہ کیسے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک بندہ زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی۔''[۳]

دو قبروں میں ہونے والے عذاب کے اسباب:

﴿38﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ ایک آدمی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بائیں طرف تھا۔ دریں اثنا ہم نے اپنے سامنے دو قبریں پائیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔'' یہ فرما کر رو دیئے، پھر فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مجھے ایک ٹہنی لادے۔'' ہم نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں سبقت لے گیا اور ایک ٹہنی لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک رکھ دیا پھر ارشاد فرمایا: ''یہ جب تک تر رہیں گے ان پر عذاب میں کمی رہے گی اور ان دونوں کو غیبت اور

---

[۱]......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۲۵، ج۵، ص۳۰۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[۲]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث:۱۴۷۸۹، ج۵، ص۱۲۴۔

[۳]......المعجم الاوسط، الحدیث:۶۵۹۰، ج۵، ص۶۴۔

پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے[1]۔“[2]

﴿39﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قبر کے پاس تشریف لائے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: ”یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔“ پھر ایک تر ٹہنی منگوائی اور اسے قبر پر رکھ کر ارشاد فرمایا: ”اُمید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔“[3]

﴿40﴾......حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بقیعِ غرقد تشریف لائے تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو قبروں کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ”کیا تم نے فلاں اور فلانہ کو، یا فرمایا: فلاں فلاں کو دفن کر دیا؟“ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ”جی ہاں، یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!“ ارشاد فرمایا: ”ابھی فلاں کو (قبر میں) بٹھا کر (گرز) مارا گیا ہے۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اسے اتنا مارا گیا ہے کہ اس کا ہر عضو جدا ہو چکا ہے اور اس کی قبر میں آگ بھر دی گئی ہے اور اس نے ایسی چیخ ماری ہے جسے سوائے جن وانس کے تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ باتیں نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”اب دوسرے کو بھی مارا جا رہا ہے۔“ پھر ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اسے بھی اس قدر طاقت سے مارا گیا ہے کہ اس کی بھی ہر ہڈی جدا ہو گئی ہے اور اس کی قبر میں بھی آگ بھڑکا دی گئی ہے، اس نے ایک ایسی چیخ ماری ہے جسے جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ کلام نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔“ تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ”یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان دونوں کا گناہ کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا:

[1] ......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! **غیبتوں** اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا **قبر** کے عذاب کے اسباب میں سے ہے۔ آہ! ہمارا نازک بدن جو کہ معمولی کانٹے کی چبھن، دوپہر کی دھوپ کی تپش وجلن اور بخار کی معمولی سی اگن برداشت نہیں کر سکتا وہ قبر کا ہولناک عذاب کیسے سہہ سکے گا۔ (غیبت کی تباہ کاریاں، ص۷۱)

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث أبی بکرۃ، الحدیث:۲۰۳۹۵، ج۷، ص۳۰۴،"بکی" بدلہ" بلی"۔

[3] ......المعجم الاوسط ،الحدیث:۲۴۱۲، ج۲، ص۳۵۔

”پہلا پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔“ (۱)

﴿41﴾......مذکورہ حدیث پاک امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے جو چغلی کے باب میں بیان کی جائے گی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ”صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان دونوں کو کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟“ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”یہ غیب کی بات ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے (مسند احمد میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں: اور اگر تمہارے دل منتشر نہ ہوتے اور تم زیادہ کلام نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں)۔“ (۲)

یہ حدیثِ پاک صحاح ستہ اور دیگر کئی کتبِ حدیث میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ ”کِتَابُ الطَّھَارَۃ“ کی ابتدا میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان تمام روایات میں غور وفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ متعدد روایات ہیں اور اگر یہ مان لیا جائے تو پھر ان کے ظاہری الفاظ سے جس تعارض کا وہم پیدا ہوتا ہے وہ بھی خود بخود ختم ہو جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اکثر روایات میں یہ ہے کہ ان دونوں قبر والوں کو چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ دونوں روایات میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان سے گزرے۔ پہلی بار دو قبروں کے قریب سے گزرے تو ایک قبر والے کو چغلی اور دوسرے کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا اور دوسری مرتبہ گزرے تو ایک قبر والے کو غیبت اور دوسرے کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔“ (۳)

﴿42﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”غیبت اور چغلی ایمان کو اسی طرح کاٹ دیتی ہیں جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔“ (۴)

......الخصائص الکبری، باب فیما اطلع علیه......الخ، ج۲ ص ۸۹، مختصراً۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث أبی أمامة الباهلی، الحدیث ۲۲۳۵۵، ج۸، ص ۳۰۴۔

......الترغیب والترهیب، کتاب الادب، الترهیب من الغیبة......الخ، تحت الحدیث ۴۳۶۱، ج۳، ص ۴۰۵۔

......الترغیب والترهیب، کتاب الادب، الحدیث ۴۳۶۲، ج۳، ص ۴۰۵۔

مفلس کون ہے؟

﴿43﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے فلاں کو گالی دی ہوگی، فلاں پر تہمت لگائی ہوگی، فلاں کا مال کھایا ہوگا، فلاں کا خون بہایا ہوگا اور فلاں کو مارا ہوگا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمہ حقوق کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۱)

﴿44﴾......حضور سیدِ عالم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندے کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ میرے صحیفہ میں تو نہیں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تو نے جو غیبتیں کی تھیں اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔'' (۲)

﴿45﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی آدمی کو عیب لگانے کے لئے اس کے متعلق ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کی آگ میں قید کردے گا یہاں تک کہ وہ اس کے بارے میں اپنی کہی ہوئی بات کی توجیہہ پیش کرے۔'' (۳)

﴿46﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کو عیب لگانے کے لئے اس کے متعلق ایسی بات کہے جس سے وہ بَری ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے بروزِ قیامت جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کی توجیہہ پیش کرے۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من الغیبۃ......الخ، الحدیث: ۴۳۶۴، ج۳، ص ۴۰۶۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳۶، ج۶، ص ۳۲۷۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من اعانۃ المبطل......الخ، الحدیث: ۳۴۲۹، ج۳، ص ۱۵۱۔

﴿47﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی مسلمان کی برائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اس وقت تک رَدْغَۃُ الْخَبَال (یعنی دوزخیوں کے خون اور پیپ) میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل نہ آئے[1]۔'' [2]

طبرانی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے: ''اور وہ اس (جہنمیوں کے خون اور پیپ) سے نہ نکل سکے گا۔'' [3]

﴿48﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''پانچ گناہ ایسے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......کسی کو ناحق قتل کرنا (۳)......کسی مسلمان پر تہمت لگانا (۴)......جنگ سے بھاگنا اور (۵)......ایسی قسم کھانا جس کے ذریعے کسی کا مال ناحق چھینا جائے۔'' [4]

﴿49﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کو غیبت سے بچایا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرما دے۔'' [5]

﴿50﴾......سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کی عزت کو بچایا اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔'' [6]

﴿51﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی

---

[1]......حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۵۲ھ) حدیثِ پاک کے اس جملہ ''جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل نہ آئے'' کا معنی یہ بیان فرماتے ہیں: ''وہ دوزخیوں کی سی حالت میں رہے گا جب تک توبہ کر کے اس گناہ سے نہ نکل آئے یا جس عذاب کا وہ مستحق ہو چکا ہے اسے بھگتنے کے بعد پاک ہو جائے۔''
(اشعّۃ اللمعات، باب الشفاعۃ فی الحدود، الفصل الثالث، ج۳، ص ۲۹۰)

[2]......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الرجل یعین علی خصومۃ......الخ، الحدیث: ۳۵۹۷، ص ۱۴۹۰۔

[3]......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۴۳۵، ج ۱۲، ص ۲۹۷۔

[4]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۷۴۵، ج ۳، ص ۲۸۶ ''وَبَھْتٍ'' بدلہ ''اَوْنَھْبُ''۔

[5]......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب ذب المسلم عن عرض أخیہ، الحدیث: ۲۴۰، ج ۷، ص ۱۶۰۔

[6]......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، الحدیث: ۱۹۳۱، ص ۱۸۴۶۔

عزت کی حفاظت کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس سے جہنم کا عذاب دور فرمادے گا۔'' اس کے بعد آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (پ ۲۱، الروم: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (۱)

﴿52﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دُنیا میں اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو جہنم سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔'' (۲)

﴿53﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد کرنے (یعنی غیبت سے روکنے) کی استطاعت رکھتا تھا اور اس کی مدد کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، لیکن اگر اس نے اس کی مدد نہ کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔'' (۳)

﴿54﴾......حضور نبیِٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل و رسوا کرے گا جہاں اس کی عزّت کی جاتی ہوتا کہ اس کی عزت ختم ہو جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل و رسوا کرے گا جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزّت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ایسی جگہ پر مدد فرمائے گا جہاں اُسے مددِ الٰہی درکار ہوگی۔'' (۴)

غیبت کی مذمّت میں بُزرگانِ دین کے فرامین

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ عذابِ قبر کو 3 حصوں میں تقسیم کیا گیا

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب وغیرہ، باب الترھیب من الغیبة......الخ، الحدیث: ۴۳۴۷، ج۳، ص۴۰۸۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة، باب ذب المسلم عن عرض أخیه، الحدیث: ۱۰۵، ج۴، ص۳۸۵۔

(۳)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم: ۲۰۲ ابان بن ابی عیاش، ج۲، ص۶۴ ''أذله'' بدله ''أدرکه''۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیه، الحدیث: ۴۸۸۴، ص۱۵۸۱۔

ہے: (۱)......ایک تہائی عذاب غیبت کی وجہ سے (۲)......ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) کی وجہ سے اور (۳)......ایک تہائی چغلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔" (۱)

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "غیبت بندۂ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے جتنی جلدی آکلہ (یعنی اعضاء کو کھا جانے والی) بیماری اس کے جسم کو خراب کرتی ہے۔" مزید فرماتے ہیں: "اے ابن آدم! تم اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتے جب تک کہ لوگوں کے ان عیوب کو تلاش کرنا ترک نہ کر دو جو خود تمہارے اندر پائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ تم اپنے عیوب کی اصلاح شروع کر دو اور اپنے آپ سے ان عیبوں کو دور کر لو۔ پس جب تم ایسا کر لو گے تو یہ چیز تمہیں اپنی ہی ذات میں مشغول کر دے گی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ایسا بندہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔" (۲)

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "ہم نے اسلاف (یعنی گزشتہ بزرگوں) کو دیکھا کہ وہ حضرات لوگوں کی بے عزّتی کرنے سے بچنے کو نماز روزے سے بڑھ کر عبادت تصوُّر کیا کرتے تھے۔" (۳)

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا فرمان ہے: "جب تو کسی کے عیوب بیان کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے عیوب یاد کر لیا کر۔" (۴)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ "تم اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو دیکھتے ہو مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے۔" (۵)

حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کسی شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "غیبت سے بچو، کیونکہ یہ انسانی کتوں کا سالن ہے۔" (۶)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: "تم پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر لازم ہے

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۵۴، ج۴، ص۳۵۵۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۵۴، ۶۰، ج۴، ص۳۵۶، ۳۵۹۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث ۵۵، ص۳۵۷۔ (۴)......المرجع السابق، الحدیث ۵۶، ص۳۵۷۔

(۵)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغیبة، ج۳، ص۱۷۷۔

(۶)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب کفارة الاغتیاب، الحدیث: ۱۶، ج۴، ص۴۲۰۔

کیونکہ یہ شفا ہے اور لوگوں کا (برائی کے ساتھ) ذکر کرنے سے بچو کیونکہ یہ بیماری ہے۔'' (1)

{جو خوش نظر ہیں ہنر وکمال دیکھتے ہیں ...... عیبوں کو ڈھونڈتی ہے عیب جُو کی نظر ......}

تنبیہات

تنبیہ1:

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ نیز اس سے لازم آتا ہے کہ غیبت پر رضامندی کے ساتھ خاموش رہنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اس بنا پر کہ قدرت کے باوجود برائی سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور غیبت تو بہت بڑی برائیوں میں سے ایک ہے جس کا اثبات گزشتہ بحث سے ہو چکا ہے۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: ''غیبت سے روکنے پر قدرت کے باوجود خاموش رہنے کا بھی وہی حکم ہونا چاہئے جو غیبت کا ہے، ہاں! اگر اسے روکنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو اس سے دُور ہٹ جائے۔''

امام بدرالدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه (متوفی ۷۹۴ھ) نے بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے فرمایا: ''روکنے پر قدرت کے باوجود غیبت سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرات شیخین (یعنی امام نووی اور امام رافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّة کے اس قول ''غیبت اور اس پر خاموش رہنا صغیرہ گناہ ہے۔'' کو برقرار رکھا مگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ''غیبت کے مطلق صغیرہ ہونے کا قول ضعیف یا باطل ہے۔'' اور مفسِّرِ قرآن حضرت سیِّدُنا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) وغیرہ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے ایک گروہ کا کلام بھی اسی کے موافق ہے جیسا کہ کبیرہ کی تعریف میں گزر چکا ہے۔ نیز قرآن وسنت میں بھی اس پر سخت حکم موجود ہے اور جو غیبت کی مذمت پر مروی احادیثِ مبارکہ میں غور وفکر کرے وہ از خود اس کا کبیرہ ہونا جان لے گا۔ حُجَّةُ الْاِسْلَام

---

(1) ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث:۷، ج۴، ص۳۶۲۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو اسے صغیرہ کہتے ہوئے نہیں پایا۔(1) عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ اطلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیبت سے منع نہ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی برائی ہے، خصوصاً اولیائے کرام اور اہلِ کرامات رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی غیبت کرنا اور اس کا کم تر درجہ یہ ہے کہ اگر اجماع ثابت نہ ہوتا تو دو مختلف غیبتوں کے مابین فرق کیا جاتا کیونکہ اس کے درجات، مفاسد اور اس سے پہنچنے والی تکلیف میں کمی بیشی اور ایذا رسانی کے اعتبار سے بہت زیادہ اختلاف ہے۔

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''غیبت یہ ہے کہ انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو خواہ اس کے دین، دنیا، ذات، اخلاق، مال، اولاد، بیوی، خادم، غلام، عمامہ، کپڑوں، حرکات وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، ترش روئی اور خوش ہونے وغیرہ کے متعلق ہو۔''

بدن میں غیبت کی مثالیں: مثلاً اندھا، لنگڑا، نابینا، گنجا، چھوٹا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا۔

دین میں غیبت کی مثالیں: مثال کے طور پر فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سستی کرنے والا، گندگی میں پڑنے والا اور والدین کا نافرمان وغیرہ کہنا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان امور میں غیبت کے مختلف ہونے کی وجہ

---

1 ...... یہاں حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا ہے کہ ''امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے غیبت کو صغیرہ قرار دیا۔'' مگر حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کتب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے غیبت پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی اور اسے صریح طور پر حرام قرار دیا۔ نیز آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ سے اس کی حرمت کو واضح کیا۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم''** میں فرماتے ہیں: ''زبان سے غیبت کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں دوسرے لوگوں کو اپنے بھائی کے عیب سے آگاہ کرنا اور ناپسندیدہ وصف سے اس کی شناخت کرانا پایا جاتا ہے۔ اس معاملے میں اشارۃً کلام، صریح کلام کی طرح ہے اور فعل قول کی مثل ہے، اشاروں کنایوں سے کسی کا عیب بیان کرنا، لکھنا اور حرکت کرنا وغیرہ ایسے تمام طریقے جن سے مقصود سمجھ آتا ہو، غیبت میں داخل ہیں اور حرام ہیں۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة: الغيبة، ج۳، ص ۱۷۹) اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے نزدیک بھی غیبت کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کسی خاص صورت کو صغیرہ قرار دیا ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اسی مقام پر عمامہ وسواری وغیرہ کے عیوب بیان کرنے کو صغیرہ فرمایا۔

سے ایذا اور تکلیف بھی مختلف ہوتی ہے۔

البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ لنگڑا، نابینا، زرد اور کالا کہنا یا عمامہ، لباس اور سواری کا عیب بیان کرنا صغیرہ گناہ ہے کیونکہ ان صفات سے تکلیف کم ہوتی ہے مگر فسق و فجور، ظلم، والدین کی نافرمانی، نماز میں سستی اور اس کے علاوہ بڑے بڑے گناہوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے جو کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ہمیشہ کے لئے غیبت کا دروازہ بند کرنے کے لئے مختلف غیبتوں کے مابین فرق نہ کیا جائے جیسا کہ شراب کا معاملہ ہے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ ''غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی ضَرَاوَت (تیزی) ہے (یعنی غیبت کا چھوڑنا عادی شرابی کے شراب چھوڑنے کی طرح مشکل ہے)۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس لعنت سے محفوظ فرمائے اور ہماری طرف سے غیبت والوں کے حقوق خود ہی ادا فرمائے کیونکہ اس کے علاوہ انہیں کوئی شمار نہیں کر سکتا اور اس میں کوئی خفا (پوشیدگی) نہیں کہ یہاں ''غیبت کرنے'' کو جائز یا واجب کرنے کا کوئی سبب نہیں بلکہ جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس سے تفریح کرنا یا اسے تکلیف پہنچانا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا کلام ختم ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد نے ''اَلْخَادِم'' میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اتباع کی اور کہا: ''صحیح یہ ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے اس پر دلیل قائم فرمائی اور اس حدیثِ پاک سے استدلال کیا کہ،

﴿55﴾...... حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اُسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر (یعنی مکۂ مکرمہ) میں حرام ہے۔''(۱)

حضرت سیِّدُنا استاذ ابو اسحاق اسفرائنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی (متوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی کتاب ''اَلْعَقِیْدَۃ'' میں کَبَائِر کے بیان میں، حضرت سیِّدُنا جیلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے شَرْحُ التَّنْبِیْہ میں اور حضرت سیِّدُنا کواشی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۸۰ھ) نے اپنی تفسیر میں غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ جبکہ بعض علما نے اس کو صغیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اس نص پر آگاہ نہ ہوئے ہوں اور اس پر حیرت ہے جو مردار کھانے کو تو کبیرہ

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث:۱۷۳۹، ص۱۳۶۔

گناہوں میں شمار کرے مگر غیبت کو کبیرہ گناہ نہ جانے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردہ انسان کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اس سے قبل اس بات پر جزم کیا ہے کہ ''اہلِ علم اور حاملینِ قرآن کے متعلق وَقِیْعَۃ کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے اور وَقِیْعَۃ سے مراد غیبت ہے۔'' اور قرآن وحدیث کے مطابق غیبت مطلقاً کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ، صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ،

﴿56﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔'' (۱)

﴿57﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک آدمی کا کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سب سے بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔'' (۲)

﴿58﴾...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے سال ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر میں حرام ہے۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۹ھ) اپنی کتاب ''اَدَبُ الْعِبَاد'' میں فرماتے ہیں کہ ''تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس حکم سے اپنی امت پر غیبت کو حرام قرار دیا اور اس کی حرمت کو خون اور اموال کی حرمت کے ساتھ ملا دیا۔ پھر تاکیداً یہ بتا کر اس کی حرمت میں مزید اضافہ کر دیا کہ غیبت اسی طرح حرام ہے جس طرح اس حرمت والے مہینے میں اس شہرِ حرام (یعنی مکہ مکرمہ) کی حرمت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں غیبت سے توبہ کرنا واجب ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو غیبت کو صغیرہ

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی سباب المسلم......الخ، الحدیث: ۲۲، ص ۶۹۱۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث ۴۸۷۷، ص ۱۵۸۱ ''الرجل'' بدلہ ''المرء''۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث: ۱۷۳۹، ص ۱۳۶۔

کہتے ہوئے نہیں پایا۔حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) پر تو حددَرَجہ تعجب ہے کہ وہ بھی یہاں خاموش ہیں حالانکہ اس سے قبل خود ہی نقل کر چکے ہیں کہ ''اہلِ علم کی غیبت کرنا کبائر میں سے ہے۔'' اور اسی طرح حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا یہ قول کہ ''غیبت کے وقت خاموش رہنا صغیرہ گناہ ہے۔'' بھی لائقِ تعجب ہے کیونکہ اس سے قبل وہ نقل کر چکے ہیں کہ ''برائی ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بُلْقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بھی اس طرف مائل ہوئے کہ ''غیبت صغیرہ گناہ ہے۔'' انہوں نے حضرت سیِّدُ نا امام شِہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا قول اور ان کا جواب ذکر کرنے کے بعد جس عبارت سے اِستدلال کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ''اہلِ علم اور حاملینِ قرآن کی غیبت کے متعلق بعض علما فرماتے ہیں کہ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ ''غیبت صغیرہ گناہ ہے۔'' یعنی جب ہم نے غیبت کو کبیرہ گناہ قرار دیا تو اس میں کوئی خصوصیت نہیں جبکہ صَاحِبُ الْعُدَّۃ اسے صغیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہیں۔حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ''غیبت کے مطلق صغیرہ ہونے کا قول ضعیف یا باطل ہے۔'' اور مفسر قرآن حضرت سیِّدُ نا امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) وغیرہ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے ایک گروہ کا کلام بھی اسی کے موافق ہے۔نیز قرآن وسنت میں بھی اس پر سخت حکم موجود ہے اور جو غیبت کی مذمت پر مروی احادیثِ مبارکہ میں غور وفکر کرے وہ از خود اس کا کبیرہ ہونا جان لے گا۔حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو اسے صغیرہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا اور عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ اطلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیبت سے منع نہ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے مخالف قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ علم اور حاملینِ قرآن رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی کا وَقِیْعَۃ (یعنی نقص نکالنا) غیبت نہیں بلکہ یہ مسلمان کو گالی دینے اور اس کی بے عزتی کرنے میں داخل ہے اور اس کی دلیل گزر چکی ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک سے بھی اس پر اِستدلال کیا جاتا ہے کہ،

﴿59﴾......حضور نبی ٔپاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔'' (١)

غیبت یہ ہے کہ کسی کا ایسا عیب بیان کرنا جسے سننا وہ پسند نہیں کرتا خواہ وہ عیب اس میں موجود ہو۔ یہ ہم نے اس لئے کہا ہے کیونکہ **وَقِیْعَۃ** میں ضروری ہے کہ نقص پایا جائے اور وقیعہ مسلمان کو گالی دینے میں داخل ہے۔ جیسا کہ امام مسلم بن حَجّاج نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٢٦١ھ) نے روایت کیا ہے کہ،

﴿60﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''(غیبت یہ ہے کہ) تیرا اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' (٢)

غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا محلِ نظر ہے کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردار کا گوشت کھانے کی کراہیت سے تشبیہ دی اور ارشاد فرمایا:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا (پ٢٦، الحجرات: ١٢)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس کا معنی یہ ہے کہ (**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس استفسار پر) ان کے لئے یوں جواب دینا ضروری تھا کہ کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا۔ پس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں فرمایا ''**فَکَرِهْتُمُوْهُ**'' اور میں (یعنی علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی) نے احادیثِ مبارکہ میں غیبت اور اس پر عذاب کی وعید نہیں دیکھی، البتہ! حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ روایت مروی ہے کہ،

﴿61﴾......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے

---

(١)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ٦٥٠٢، ص٥٤٥ ''آذی'' بدلہ ''عادی''۔

(٢)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الغیبة، الحدیث: ٦٥٩٣، ص١١٣٠۔

تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) اور ان کی عزتوں پر حملہ (یعنی بے عزتی) کرتے تھے۔'' [1]

یہ حدیثِ پاک غیبت کے کبیرہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ تو صرف اس کی حرمت، اس سے نفرت دلانے اور اس سے جھڑکنے پر دلالت کرتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا کلام ختم ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے مؤقف کا جواب یہ ہے کہ ''اگر وَقِیْعَۃ مسلمان کو گالی دینے میں داخل ہے تو مسلمان کو گالی دینے کے ذکر کے ساتھ اس کا علیحدہ ذکر کیوں کیا گیا اور حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا کہ ''جس نے اسے غیبت سے جدا کیا تو اس نے اسے کبیرہ بنا دیا اور غیبت کو صغیرہ بنا دیا۔'' کیونکہ وَقِیْعَۃ سے جب گالی مراد لی جائے تو یہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اگرچہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے علاوہ کے بارے میں ہو تو پھر اس کے ساتھ تخصیص کیسے ہو سکتی ہے، لہٰذا حق یہ ہے کہ صرف وَقِیْعَۃ کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے اور جو کہتے ہیں کہ غیبت صغیرہ گناہ ہے اور وَقِیْعَۃ سے مراد غیبت ہے تو یہ واضح ہے مگر اہلِ علم اور حاملینِ قرآن کی عظمت و بزرگی ان کے معاملے میں سختی کا تقاضا کرتی ہے تاکہ لوگ ان کی خامیاں نکالنے سے باز رہیں اور جو کہتے ہیں کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے یا وَقِیْعَۃ سے مراد گالی لیتے ہیں تو وَقِیْعَۃ کو علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کی شدت میں تاکید پیدا کی جائے۔ اور علامہ زرکشی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی وَقِیْعَۃ سے غیبت مراد لی ہے۔ پس اس سے حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا واضح رد ہو جاتا ہے۔

غیبت کے کبیرہ گناہ ہونے کے متعلق قرآنی مثال سے مذکورہ مفید معنی رد ہو جاتا ہے اس لئے کہ غیبت کے معاملہ میں جھڑک اور سختی پائی جاتی ہے کیونکہ مردار کا گوشت کھانا کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جو چیز اس کے مشابہ ہو بلکہ غیبت اس سے بھی زیادہ فساد والی ہے۔ اسی وجہ سے علامہ زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا: ''ان پر تعجب ہے جو مردار کھانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہیں اور غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار نہیں کرتے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردار آدمی کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا ہے۔''

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث۴۸۷۸، ص۱۵۸۱۔

سیِّدُ ناعلامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراضات:

(۱)......غیبت پرعذاب کی کوئی وعید احادیثِ مبارکہ میں نہیں آئی۔(۲)......مذکورہ حدیثِ پاک اس کے کبیرہ ہونے پردلالت نہیں کرتی بلکہ اس کی حرمت اوراس سے جھڑکنے پردلالت کرتی ہے۔

جوابات:

دوسرے اعتراض کا جواب تو بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بات کسی پرمخفی نہیں کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں بیان کردہ عذاب انتہائی شدید عذاب ہے اورکبیرہ تو ہوتا ہی وہ گناہ ہے جس میں شدید وعید پائی جائے اور یہ بھی ایک شدید وعید ہی ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب بھی واضح ہے کیونکہ جس نے بھی میری ذکرکردہ احادیث مبارکہ میں غوروفکر کیا وہ جان لے گا کہ غیبت میں شدیدترین اوربہت بڑا عذاب پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث مبارکہ میں ہے کہ [(۱)......غیبت سود سے بڑھ کر ہے(۲)......اگراسے سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو اسے بھی بدبودار کردے (۳)......جہنمی جہنم میں مردار کھارہے تھے(۴)......ان کی فضا بدبودارتھی اور(۵)......انہیں قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔]،ان میں سے بعض احادیث ہی اس کے کبیرہ ہونے کے لئے کافی ہیں۔پس جب یہ ساری جمع ہوجائیں تو پھرغیبت کرنا کیونکرکبیرہ گناہ نہ کہلائے گا؟ یہ تو صحیح احادیثِ مبارکہ میں ہے اوراس کے علاوہ غیرصحیح احادیث مبارکہ میں اس سے بھی اشدوعیدیں ہیں،لہٰذاغیبت کے کبیرہ ہونے پرکثیرصحیح احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں لیکن اس کے مفسدات میں اختلاف کے اعتبار سے اس کے کم یازیادہ ہونے میں اختلاف ہے۔جیسا کہ حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کاقول گزرچکا ہے،اس سے یہ بھی ظاہرہوا کہ ''غیبت ایک لاعلاج بیماری اورایسا زہر ہے جوزبانوں پرٹھنڈے صاف شفاف پانی سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔''

﴿62﴾......صاحبِ جَوَامِعُ الْکَلِم [1] (یعنی حضرت سیِّدُ نامحمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے اس فرمانِ

---

[1] ......جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصراور معانی ومطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔(کوثر الخیرات، ص۵۵)

عالیشان سے اِسے مال غصب کرنے اور قتل کرنے کے برابر قرار دیا: ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔'' (۱)

غصب اور قتل اجماعاً کبیرہ گناہ ہیں، مسلمان بھائی کی عزت پامال کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ،

﴿63﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی عزت حلال جاننا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (۲)

(پ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴿64﴾......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیبت زنا سے بدتر ہے۔'' (۳)

غیر مکلَّف کی غیبت کا حکم:

سوال: ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ کیا بچے اور مجنون کی غیبت کا وہی حکم ہے جو مکلّف کی غیبت کا ہے؟

جواب: حضرت سیِّدُنا ابونصر عبدالرحیم بن عبدالکریم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۴ھ) نے ''اَلْمُرْشِد'' میں اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ''جس کی غیبت کی اس سے معذرت کرنا واجب ہے اور یہ معذرت کرنا تب واجب ہوگا جبکہ وہ اساءَت کا محل بھی ہو (یعنی جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کی دل آزاری ہوگی)۔ لہٰذا بچے اور مجنون سے معذرت کرنا واجب نہیں اور اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مکلّف کا حق اور قیامت کے دن مطالبے کا حق باقی رہے اگرچہ ندامت ثابت ہونے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق ساقط ہو جائے گا۔'' ''اَلْخَادِم'' کا کلام ختم ہوا۔

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث:۲۵۶۴، ص۱۱۲۷۔

(۲)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۱۱، ج۵، ص۲۹۸، دون قوله ''امرئ''۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۵۹۰، ج۵، ص۶۳۔

یہاں انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ معذرت کے واجب نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجنون اور بچے کی غیبت کرنا جائز ہے اور اس کے لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور غیر مکلّف کی غیبت سے توبہ آئندہ بیان ہونے والے چند ارکان پر موقوف ہے یہاں تک کہ معذرت بھی ان ارکان میں شامل ہے۔ لیکن اگر وہ مرگیا اور توبہ کی باقی شرائط پائی گئیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ساقط ہوجائے گا لیکن بندے کا حق باقی رہے گا۔

تنبیہ2: غیبت کی جائز صورتیں

غیبت میں چونکہ اصل وہ حرمت ہے جو کبھی واجب ہوتی ہے یا پھر کسی ایسی صحیح شرعی غرض کی وجہ سے کبھی مباح ہوتی ہے کہ جس کا حصول اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس غیبت کے جواز کی چھ صورتیں ہیں:

پہلی: مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ ایسے شخص کو شکایت کرے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ ظلم کو ختم یا کم کرسکتا ہے۔

دوسری: کسی شخص کو برے کام سے روکنے کے لئے مدد طلب کرتے ہوئے ایسے شخص سے تذکرہ کرنا جس کے متعلق برائی مٹانے کی قدرت کا یقین ہو مثلاً اصلاح کی نیت سے بتانا کہ فلاں اس برائی میں ملوَّث ہے، آپ اسے سمجھایئے۔ جبکہ وہ اعلانیہ گناہ کرتا ہو ورنہ ایسا کرنا غیبت ہے جو کہ حرام ہے۔

تیسری: مفتی سے یہ کہہ کر فتویٰ طلب کرنا کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا، کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس سے چھٹکارا پانے یا اپنا حق حاصل کرنے کے لئے میں کون سا طریقہ اختیار کروں؟ ہاں! افضل یہ ہے کہ وہ اس کا نام مبہم رکھے اور اس طرح کہے: ''آپ اس مرد یا عورت کے فلاں معاملے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ مقصد تو اس سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ البتہ! صراحتاً اس کا نام لینا بھی جائز ہے، کیونکہ مفتی کبھی اس کی تعیین سے وہ معنی حاصل کرلیتا ہے جو ابہام سے حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا نام ذکر کرنے میں مصلحت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی ہند کی روایت میں آیا ہے۔

چوتھی: مسلمانوں کو شر سے بچانا اور انہیں نصیحت کرنا۔ جیسے راویوں، گواہوں، مصنِّفین اور افتاء یا اداروں کے نااہل، فاسق یا بدعتی مُتَصَدِّیِین (یعنی فتوی دینے والوں) کی جرح کرنا جبکہ وہ اپنی بدعت کی طرف بلاتے بھی ہوں اگرچہ

خفیہ طور پر ہی ایسا کرتے ہوں تو اس صورت میں بالاتفاق ان کی غیبت نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی سے مشورہ کرے اگرچہ شادی کے ارادے سے مشورہ نہ کرے یا دینی یا دنیوی معاملے میں کسی غیر سے مل بیٹھنے کا مشورہ نہ کرے بشرطیکہ اس دوسرے کے قبیح ہونے کا صرف اسے ہی علم ہو جیسے فسق، بدعت، لالچ وغیرہ مثلاً شادی کے معاملے میں تنگ دستی جیسے معاملات (کا صرف اسے ہی علم ہو جس سے مشورہ لیا گیا ہو) جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح کرنے سے منع کرنے کے متعلق حدیثِ پاک آگے آ رہی ہے۔ پھر اگر اصلاح عیب ذکر کرنے پر موقوف ہو تو عیب ذکر کرے لیکن اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں یا پھر عیب دو ہوں تو انہیں ہی بیان کرے کیونکہ یہ مجبور کے لئے مردار کھانے کی طرح ہے جس کے لئے اس سے بقدرِ ضرورت ہی کچھ لینا جائز ہوتا ہے۔ ہاں! اس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نصیحت کا ارادہ ہو نہ کہ کسی اور فائدے کا۔ لیکن اکثر اوقات انسان اس سے غافل ہو جاتا ہے اور شیطان اس پر مسلّط ہو جاتا ہے اور اسے اس وقت اس کام پر ابھارتا ہے جبکہ اس کا نصیحت کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا اور اسے مطمئن کرتا ہے کہ یہ نصیحت ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی عہدہ پر فائز شخص اگر کسی ناشائستہ حرکت کا شکار ہو جائے۔ جیسے فسق یا غفلت وغیرہ تو ایسے شخص سے اس بات کا ذکر کرنا واجب ہے جو اس کو معزول کرنے، کسی دوسرے کو والی بنانے یا اسے نصیحت کرنے اور استقامت پر ابھارنے پر قادر ہو۔

پانچویں: جو اعلانیہ فسق یا بدعت کا ارتکاب کرے جیسے بھتہ لینے والے، اعلانیہ شراب کے عادی اور باطل ولایت والے پس ان کے اعلانیہ گناہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن کسی دوسرے عیب کا ذکر کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کا کوئی اور سبب ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''اَذْکَارُ النَّوَوِی'' میں ہے کہ اس کی غیبت کرنا جائز ہے جو اپنے فسق یا بدعت کا اعلانیہ ارتکاب کرتا ہو جیسے اعلانیہ شراب پینے والا، بھتہ اور ظلماً مال لینے والا۔ پس جس چیز کا وہ اعلانیہ ارتکاب کرے اس کا ذکر جائز ہے اور اس کے علاوہ عیوب کو بیان کرنا جائز نہیں۔ (1)

چھٹی: عیب ذکر کرنے سے کسی کی برائی مقصود نہ ہو بلکہ اس کی معرفت وشناخت مقصود ہو تو عیب ذکر کرنا جائز ہے مثلاً کسی کا ایسا لقب ذکر کرنا جیسے اندھا، نابینا، بہرہ اور گنجا وغیرہ کہنا اگرچہ اس کی پہچان اس کے بغیر بھی ہو سکتی

---

(1)......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب بیان ما یباح من الغیبۃ، ص۲۷۲۔

ہو۔ پس پہچان کرانے کے لئے وہ لقب بیان کرسکتا ہے مگر خامی بیان کرنے کے لئے نہیں اور اگر لقب کے بغیر پہچان ہوسکتی ہوتو بہتر یہ ہے کہ لقب بیان نہ کرے۔

ان 6 اسباب میں سے اکثر پر اتفاق ہے اوران پر صحیح اور مشہور احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ،

﴿65﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم سے کسی کے لیے اذنِ حاضری طلب کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ''اُسے اجازت دے دو، وہ قبیلے کا برا شخص ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی (متوفی ۲۵۶ھ) نے مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

﴿66﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔'' حضرت سیِّدُ نا لیث بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۵ھ) فرماتے ہیں: وہ دونوں مخرمہ بن نوفل بن عبد مناف قرشی اور عیینہ بن حصن فزاری منافق تھے۔'' (۲)

﴿67﴾......حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم! حضرت ابوجہم رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ اور حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''معاویہ غریب آدمی ہے، اس کے پاس کچھ مال نہیں اور ابوجہم اپنی گردن سے عصا (یعنی چھڑی) نہیں اُتارتا۔'' (۳)

﴿68﴾......مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من اغتیاب أھل الفساد والریب، الحدیث: ۶۰۵۴، ص ۵۱۱۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الظن، الحدیث: ۶۰۶۷، ص ۵۱۲۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لھا، الحدیث: ۳۶۹۷، ص ۹۳۱۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لھا، الحدیث: ۳۷۰۱، ص ۹۳۲۔

﴿69﴾...... جب عبد اللہ بن اُبی منافق لعین نے اس سفر میں کہا جس میں لوگوں کو تکلیف پہنچی تھی کہ،

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ (پ۲۸، المنافقون:۷) ترجمۂ کنزالایمان: ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللّٰہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں۔

اور کہا:

لَىٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ (پ۲۸، المنافقون:۸) ترجمۂ کنزالایمان: ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

تو حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِبْنِ اُبَیّ کو بلوایا تو وہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو منافقین نے کہا: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! زید نے آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھوٹ بولا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انتہائی جلال آ گیا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تصدیق میں سورۂ منافقون کی یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں پھر آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منافقین کو بلایا تا کہ آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے لئے استغفار کریں تو انہوں نے اپنے منہ پھیر لئے۔ [1]

﴿70﴾...... حضرت سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی ہند بنتِ عتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مال کو روک کر رکھنے والے ہیں، مجھے اتنا مال نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو۔ البتہ! میں ان کے مال سے ان کی لاعلمی میں کچھ لے لیتی ہوں (تو کیا میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟)۔ ارشاد فرمایا: ''دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کر جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔'' [2]

تنبیہ3: غیبت کی مثالیں

ہمارے ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے کہ غیبت یہ ہے کہ تو زندہ یا مردہ کسی معیَّن مسلمان یا ذمی

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المنافقین، باب وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ ......الخ، الحدیث: ۴۹۰۴، ص ۴۲۰۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم ینفق الرجل......الخ، الحدیث: ۵۳۶۴، ص ۴۶۳۔

کا کوئی ایسا عیب بیان کرے جو اس میں موجود ہو اور اسے اس کا بیان کرنا ناپسند ہو خواہ اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اس عیب کا ذکر کیا جائے۔ آیتِ مبارکہ کی طرح حدیثِ پاک میں بھائی کے ساتھ تعبیر کرنا شفقت کے لئے اور یہ یاد دلانے کے لئے ہے کہ مسلمان کے حق میں غیبت سے باز رہنے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے کیونکہ یہ عزت وحرمت کے اعتبار سے اشرف واعظم ہے۔ پھر یہ کہ جس عیب کو وہ ناپسند کرتا ہے خواہ (۱)......وہ اس کے بدن میں ہو جیسے بھینگا، چھوٹے قد والا، انتہائی کالا یا اس کے برعکس ہو (۲)......یا اس کے نسب میں ہو جیسے اس کا باپ ہندی یا موچی وغیرہ ہو (۳)......یا اس کے اخلاق کے بارے میں ہو جیسے برے اخلاق والا اور عاجز وضعیف ہو (۴)......یا اس کے ایسے فعل کا ذکر ہو جن کا دین سے تعلق ہو جیسے جھوٹا ہو، نماز میں سستی کرنے والا، اچھی طرح ادا نہیں کرتا، والدین کا نافرمان، زکوٰۃ نہ دینے والا یا مستحقین کو ادا نہ کرنے والا ہو (۵)......یا اس کے دنیوی فعل کے متعلق ہو جیسے زیادہ بااَدب نہ ہو، اپنی ذات پر کسی کا کوئی حق نہ سمجھنے والا یا زیادہ کھانے یا زیادہ سونے والا ہو (۶)......یا اس کے کپڑوں کے بارے میں ہو جیسے لمبے یا چھوٹے دامن یا میلے کپڑوں والا ہو (۷)......یا اس کے گھر کے بارے میں ہو جیسے اس کے گھر میں اشیائے ضرورت کم ہوں (۸)......یا اس کی سواری کے بارے میں ہو جیسے سرکش ہو (۹)......یا اس کے بچے کے بارے میں ہو جیسے کم تربیت والا ہو (۱۰)......یا اس کی بیوی کے بارے میں ہو جیسے بہت زیادہ گھر سے باہر نکلنے والی ہو یا بوڑھی ہو یا پھر اس پر حکم چلانے والی یا میلی رہنے والی ہو (۱۱)......یا کسی کے ملازم کے بارے میں ہو جیسے بھاگنے والا ہو یا اس کے علاوہ ہر وہ عیب جس کے بارے میں علم ہو کہ اگر اسے معلوم ہو جائے تو وہ ناپسند کرے گا۔

کچھ لوگوں کا مؤقف ہے کہ ''دینی خامی بیان کرنے میں کوئی غیبت نہیں کیونکہ یہ وہ برائی ہے جس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی مذمت فرمائی۔ چنانچہ، (۱)......آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک عورت کی کثرتِ عبادت کا ذکر کیا گیا اور یہ کہ وہ پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے تو ارشاد فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔''[1] اور (۲)......ایک عورت کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بخیل ہے تو ارشاد فرمایا: ''تب تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔''[2]

---

[1] ......المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحديث:۹۶۸۱، ج۳، ص۴۴۲۔

[2] ......الزهد لابن المبارک، باب اصلاح ذات البين، الحديث:۷۴۳، ص۲۵۷۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ ناامام ابوحامدمحمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ)"اِحْیَاءُ الْعُلُوْم" میں فرماتے ہیں: ''یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ایسی صفات اس وجہ سے بیان کرتے تھے کہ انہیں سوالات کے ذریعے شرعی احکام جاننے کی ضرورت ہوتی تھی نیز ان کا مقصد خامی نکالنا نہیں ہوتا تھا اور سرکارِعالی وقار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کے علاوہ انہیں اس قسم کی باتوں کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس پر دلیل یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے کسی کے متعلق ایسی بات کہی جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ غیبت کرنے والا ہے کیونکہ آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیبت کی جو تعریف کی ہے یہ اس میں داخل ہے۔ گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''فلاں عورت پست قد والی ہے۔'' اور ''فلاں مرد کتنا عاجز ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیبت ہے۔''

حضرت سیِّدُ ناامام حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''دوسرے کا ذکر کرنا یا تو غیبت ہوگا یا بہتان یا پھر **اِفْك** (یعنی بغیر تحقیق کے الزام تراشی کرنا) اور ان سب کا حکم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں موجود ہے۔ پس **غیبت** یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہو اور **بہتان** یہ ہے کہ ایسی بات جو اس میں موجود نہ ہو اور **اِفْك** یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے جو تجھے پہنچے۔ [1]

تنبیہ4:

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ غیبت میں کوئی فرق نہیں خواہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ حاضر ہو یا غائب اور یہی قابلِ اعتماد بات ہے۔ جبکہ "اَلْخَادِم" میں ہے کہ غیبت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے، کیا اس کی عدم موجودگی میں ہی غیبت ہوگی جیسا کہ اس کا نام (یعنی غیبت) تقاضا کرتا ہے یا پھر اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کوئی فرق نہیں۔ یہی سوال کئی لوگوں کے درمیان گردش کرتا رہا بالآخر میں نے حضرت سیِّدُ ناعلامہ ابوفورک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھا کہ انہوں نے **"مُشْكِلُ الْقُرْآن"** میں سورۂ حجرات کی تفسیر میں بہترین قاعدہ بیان فرمایا کہ ''کسی کی عدم موجودگی میں اس کا (برائی کے ساتھ) ذکر کرنا (غیبت ہے)۔'' اسی طرح حضرت سیِّدُ ناسلیم رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۴۴۷ ھ) نے غیبت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرے اگر چہ وہ

[1] ......احیاء علوم الدین ،کتاب آفات اللسان ،الآفة الخامسة عشرة الغیبة ،بیان معنی الغیبة وحدودھا ،ج۳ص۱۷۸۔

برائی اس میں موجود ہو۔''

''اَلْمُحْکَم''میں ہے کہ ''غیبت مسلمان کی عدم موجودگی میں ہی ہوتی ہے۔''اور میں نے حضرت سیِّدُنا امام تقی الدین بن دقِیقُ الْعید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی ۷۰۲ھ) کے مخطوطے میں یہ بات پائی کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک بیان فرمائی کہ،

﴿71﴾......آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایسی بات جسے تو اپنے مسلمان بھائی کے سامنے بیان کرنا ناپسند کرے وہ غیبت ہے۔''(1)

حضرت سیِّدُنا ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل شاشی المعروف علامہ قفّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی ۳۶۵ھ) نے اپنے فتاوی میں غیبت کو شرعاً غیر مذموم صفات کے ساتھ خاص کیا بخلاف زنا وغیرہ کے۔پس ان کے نزدیک زانی کا ذکر کرنا جائز ٹھہرا۔ان کی دلیل یہ حدیث پاک ہے:

﴿72﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''فاسق کا ذکر ان مذموم صفات کے ساتھ کرو جو اس میں ہیں تا کہ لوگ اس سے بچیں۔''(2)

لیکن اگر کوئی مقصد نہ ہو تو پردہ پوشی مستحب ہے ورنہ اسے ذلیل ورسوا کرنے یا اس کے فسق میں مبتلا ہونے کی اطلاع دینے کے لئے اس کے فسق کو بیان کرنا ضروری ہے۔

کسی شرعی ضرورت کے بغیر(غیبت کے)جواز کا مذکورہ قول ضعیف ہے جس پر اتفاق نہیں کیا جائے گا اور مذکورہ حدیثِ پاک بھی ضعیف ہے۔حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل(متوفی ۲۴۱ھ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''یہ حدیث منکر ہے۔''

اور حضرت سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی(متوفی ۴۵۸ھ) نے ارشاد فرمایا:''اس کی کوئی اصل نہیں اور اگر یہ صحیح حدیث بھی ہو تو اسے اعلانیہ گناہ کرنے والے یا گواہ بننے والے فاجر شخص پر محمول کیا جائے گا یا اس پر اعتماد کیا جا رہا ہو تو اس صورت میں فاجر کے حال کو بیان کرنے کی ضرورت ہوگی تا کہ اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔''(3)

---

(1)......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر،الرقم ٥٨٨٦ محمدبن احمد، الحدیث١٠٧٢١،ج١٥،ص٢٨۔

(2)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا،کتاب الغیبہ، باب الغیبۃ الّتی......الخ،الحدیث٨٤،ج٤، ص٣٧٤۔

(3)......شعب الایمان للبیہقی ،باب فی الستر علی اصحاب القروف ،تحت الحدیث٩٦٦٦،ج٧،ص١٠٩۔

حضرت سیِّدُ ناامام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) نے جس بات پر مذکورہ حدیث کومحمول کیا یہ متعین ہے اورانہوں نے اپنے استاذ حضرت سیِّدُ ناابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۰۵ھ) سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اوراسے ان الفاظ سے لائے ہیں کہ،

﴿73﴾......سرکارِوالاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''فاسق کی کوئی غیبت نہیں۔'' (۱)

مسلم شریف کی حدیثِ پاک کا عام حکم اس حدیث کے خلاف ہے جس میں غیبت کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ ''تیرااپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرنا جسے وہ ناپسندکرے۔''(۲) اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں غیبت کی تعریف جس پر امت کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ ''اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔'' (۳) اورحدیثِ پاک میں بھی یہی تعریف ہے اور یہ تمام علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کے مؤقف کورد کرتا ہے۔

جن لوگوں کی غیبت کرنا جائز ہے، ان میں سے ایک وہ ہے جو اعلانیہ فسق کا ارتکاب کرے اس اعتبار سے کہ اس کا ذکر کرنے میں کوئی عار نہ ہو جیسے ہیجڑا، بھتہ لینے والے اور لوگوں کا مال چھیننے والا۔ فاسق جس گناہ کا اعلانیہ ارتکاب کرے اس کے بیان کرنے میں کوئی گناہ نہیں، کیونکہ ضعیف سند کے ساتھ ایک حدیثِ پاک موجود ہے کہ،

﴿74﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے حیا کی چادر اتار دی اس کی کوئی غیبت نہیں۔'' (۴)

حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۹ھ) ارشادفرماتے ہیں: ''کسی انسان کی تنقیص کرتے ہوئے اس کے کسی عیب کی طرف اشارہ کرنا زبان سے کہنے کے قائم مقام ہے۔'' پھر آپ نے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی حدیثِ پاک ذکر کی کہ،

---

(۱)......شعب الایمان للبیھقی ،باب فی الستر علی اصحاب القروف ،تحت الحدیث:۹۶۶۵،ج۷،ص۱۰۹۔

(۲)......صحیح مسلم ،کتاب البر والصلۃ والادب ، باب تحریم الغیبۃ ، الحدیث:۶۵۹۳،ص۱۱۳۰۔

(۳)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان،الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، بیان معنی الغیبۃ وحدودھا،ج۳،ص۱۷۸۔

(۴)......مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا ،باب ذکر الحیاء وما جاء فیہ ،الحدیث:۱۰۲،ص۸۷۔

﴿75﴾......جب انہوں نے ایک عورت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پست قد ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تو نے غیبت کی ہے، اُٹھ اور اس کا کفارہ ادا کر۔''[1]

یہاں پر ''اَلْخَادِم'' کے کلام کا خلاصہ ختم ہو گیا۔

اور صاحب خادم نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے حوالے سے علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کا جو قول نقل کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا اور کسی شرعی مقصد کے بغیر علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کا غیبت کے جواز کا قول ضعیف ہے اور ان کی ذکر کردہ حدیثِ پاک غیر معروف ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو بھی اسے ضرورت کی صورت پر محمول کرنا متعین ہے اور ''اَلتَّوَسُّط'' میں ہے کہ ''علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کے کلام میں جو حدیثِ پاک ذکر کی گئی ہے اس کی کوئی اصل نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔''

ذمی کافر کی غیبت کا حکم:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) سے کافر کی غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کی غیبت 3 وجوہات کی بنا پر حرام ہے: (۱) ایذا دینا (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق میں خامی نکالنا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بندوں کے افعال کا خالق ہے اور (۳) بے مقصد کام میں وقت ضائع کرنا۔'' مزید ارشاد فرمایا کہ ''پہلی وجہ حرام ہونے، دوسری مکروہ ہونے اور تیسری خلافِ اَولیٰ ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ بعض احکام میں ذمی بھی مسلمان کی طرح ہی ہوتا ہے کہ اسے بھی ایذا دینے سے منع کیا گیا ہے اور بے شک شریعت نے اس کی عزت، خون اور مال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔'' اور ''اَلْخَادِم'' میں ارشاد فرمایا کہ ''اسی قول کا صحیح ہونا اَولیٰ ہے۔'' اور حضرت سیِّدُنا محمد بن حبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان (متوفی ۳۵۴ھ) نے ''صَحِیْحُ ابْنِ حَبَان'' میں روایت کیا ہے کہ،

﴿76﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''جس نے کسی یہودی یا

---

[1] ......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۴۴۵ الحسن بن عمارۃ، ج۳، ص۱۱۴۔

نصرانی کو تکلیف دہ بات کہی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (1)

''سَمَّعَ'' کا معنی یہ ہے کہ کسی کو ایسی بات کہنا جو اسے اذیت دے اور غیبت کی حرمت پر اس کی واضح دلالت کے بعد مزید کسی کلام کی گنجائش نہیں۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے مزید ارشاد فرمایا: ''اور باقی رہا حربی تو پہلی وجہ کی بنا پر اس کی غیبت کرنا حرام نہیں اور دوسری اور تیسری وجہ کی بنا پر مکروہ ہے۔ لیکن بدعتی اگر کفر بکے تو وہ حربی کی طرح ہے ورنہ مسلمان کی طرح۔ مگر اس کی بدعت کا ذکر کرنا مکروہ نہیں۔'' اور حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشا پوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۹ھ) نے اس حدیثِ پاک ''تیرا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہنا جسے وہ ناپسند کرے۔'' کے تحت فرمایا: ''اس میں دلیل ہے کہ یہود و نصاری اور تمام باطل مذاہب والے جو تیرے بھائی نہیں اور وہ جسے اس کی بدعت نے دینِ اسلام سے خارج کر دیا ہو، اُن کی کوئی غیبت نہیں۔'' ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ ''یہ قول علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اس قول سے ٹکراتا ہے جو انہوں نے اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے کے بارے میں کہا اور تعارض (یعنی اختلاف) واضح ہے۔ پس صحیح یہی ہے کہ ذمی کی غیبت بھی حرام ہے جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔''

تنبیہ5: غیبت کی اقسام

غیبت کی سابقہ تعریف سے یہ وہم کیا جاتا ہے کہ یہ زبان کے ساتھ خاص ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس کی خامی دوسرے کو بتا کر اسے ایذا دینا اور یہ علت اس صورت میں بھی موجود ہے جب آپ کسی دوسرے کو مبہم انداز میں کسی فعل سے یا ہاتھ، آنکھ سے اشارہ کر کے یا لکھ کر اس کی ایسی خامی بتائیں جس کا ذکر کرنا وہ ناپسند کرتا ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں: ''مذکورہ قسم کے غیبت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح وہ سارے طریقے جو مقصود کو سمجھنے کی طرف لے جاتے ہیں جیسے کسی کی نقل اتارتے ہوئے چلنا پس یہ بھی غیبت ہے بلکہ غیبت سے بھی بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ

(1) ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب الذمی والجزیۃ، الحدیث: ۴۸۶۲، ج۷، ص۱۹۳۔

اَلْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے فرمایا: اس طرح کرنے سے اس شخص کی تصویر سامنے آجاتی ہے اور یہ سمجھانے میں زیادہ واضح اوردل کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور کتاب لکھنے والے کا معیَّن شخص کا ذکر کرکے اس کے کلام کو رد کرنا بھی غیبت ہے۔ مگر یہ کہ غیبت کو مباح کرنے والے مذکورہ چھ اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے اور اسی طرح آپ کا یہ کہنا بھی غیبت ہے کہ ''آج جو لوگ ہمارے پاس سے گزرے ان میں سے ایک نے اس طرح کیا جبکہ مخاطب اس سے معین شخص کو سمجھ رہا ہو اگرچہ کسی خفیہ قرینہ سے ہو ورنہ آپ کا یہ کہنا حرام نہ ہوگا جیسا کہ اِحْیَاءُ الْعُلُوم وغیرہ میں ہے۔'' [1]

اعتراض: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ قول کہ غِیْبَتٌ بِالْقَلْب یعنی دل سے غیبت کرنا حرام ہے، مذکورہ مؤقف کی نفی کرتا ہے لہٰذا مخاطب کے سمجھنے کا کوئی اعتبار نہیں؟

جواب: دل کی غیبت سے مراد یہ ہے کہ آپ کے دل میں کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو اور بغیر کسی شرعی جواز کے آپ اس پر دل کو پختہ کرلیں۔ پس دل کی غیبت سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی یہی مراد متعین ہوتی ہے اور مخاطب کو غیر معین شخص کی بات بتانا جو آپ کے نزدیک معین ہو لیکن اس کے لیے بدگمانی کا اعتقاد اور دل کا پختہ ارادہ نہ ہو تو اس اعتبار سے یہ دو الگ صورتیں بن جائیں گی۔ پھر میں نے ''اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن'' میں بدگمانی کے بارے میں دیکھا تو وہاں بھی میرے ذکر کردہ کلام کے مطابق تصریح ہے اور اس پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام کو محمول کرنا بھی متعین ہو جاتا ہے۔

غیبت کی خبیث ترین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص صالحین کا طریقہ کار اور اپنا مقصود سمجھاتے ہوئے غیبت سے بچنے کا اظہار کرے حالانکہ اپنی جہالت کی بنا پر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس نے ریاکاری اور غیبت دو فحش باتوں کو جمع کرلیا ہے مثلاً بعض ریاکاروں کے سامنے جب کسی انسان کا ذکر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے ہمیں حیا کی کمی یا بادشاہوں کے پاس جانے کی مصیبت میں گرفتار نہ کیا۔'' حالانکہ اُن کا ارادہ دعا کرنا نہیں بلکہ سننے والے کو دوسرے کا عیب سمجھانا ہوتا ہے۔

کبھی تو اس کی خباثت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پہلے وہ کسی کی تعریف کرتا ہے پھر اس تعریف میں غیبت کی آمیزش ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس وہ کہتا ہے کہ فلاں عبادت یا علم میں بہت زیادہ کوشش کرنے والا ہے لیکن وہ بھی اسی

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغیبة، بیان ان الغیبة لا تقتصر......الخ، ج۳، ص۱۷۹۔

مصیبت میں مبتلا ہے جس میں ہم سب مبتلا ہیں یعنی اس میں صبر کی کمی ہے۔ پس وہ بات اپنی کرتا ہے لیکن اس کا مقصود دوسرے کی مذمت کرنا ہوتا ہے۔ نیز اپنی مذمت کرنے میں صالحین کے ساتھ تشبیہ دے کر خود اپنی تعریف کرنا اس کا مقصود ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ تین فحش عادتوں کو جمع کر لیتا ہے: غیبت، ریاکاری اور اپنی تعریف کرنا بلکہ چار کو کیونکہ یہ کام کرنے کے باوجود وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ گمان کرتا ہے کہ وہ غیبت سے بچنے والے نیکوکاروں میں سے ہے اور اس کا سبب جہالت ہی ہے کیونکہ جو جہالت کی حالت میں عبادت کرتا ہے شیطان اس کے ساتھ کھیلتا ہے اور اس پر ہنستا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور تمام عبادات وریاضات برباد کر کے اسے ہلاکت اور گمراہی کے گڑھوں میں پھینک دیتا ہے۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ ''میرے دوست کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ میرے لئے تکلیف دہ ہے لہٰذا ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اسے ثابت قدم رکھے۔'' حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے اور وہ جاہل اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باطن کی خباثت سے اچھی طرح آگاہ ہے اور وہ اس کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لیتا ہے اور یہ اس سے زیادہ سخت ہے جس کا ارتکاب جاہل لوگ سرعام کرتے ہیں۔

غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تعجب کے طور پر کسی کی غیبت کو توجہ سے سننا تاکہ غیبت کرنے میں غیبت کرنے والے کا لطف دوبالا ہو۔ حالانکہ وہ جاہل یہ نہیں جانتا کہ غیبت کی تصدیق کرنے والا بلکہ اس پر خاموش رہنے والا بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہوتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:

﴿77﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔'' (1)

پس وہ شریک ہونے سے نہیں بچ سکتا جب تک کہ زبان سے انکار نہ کرے۔ اگر ہو سکے تو کسی اور بات میں مشغول ہو جائے اگر ایسا نہ کر سکے تو کم از کم دل میں برا جانے اور اس پر لازم ہے کہ اس مجلس سے چلا جائے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو ورنہ معذور ہے اور اس میں صرف زبان سے اس کا یہ کہنا فائدہ نہ دے گا کہ ''خاموش ہو جا۔'' جبکہ دل اس کو پسند کر رہا ہو اور نہ ہی ہاتھ وغیرہ سے اشارہ نفع مند ہو سکتا ہے۔ البتہ! زبان سے انکار شدت اختیار کر جائے تو یقیناً فائدہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں ہے:

---

(1)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغيبة، بيان ان الغيبة لا تقتصر......الخ، ج۳، ص۱۸۰۔

﴿78﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بے شک جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر تھا پس اس نے اس کی مدد کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر اس نے مدد نہ کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔'' (۱)

﴿79﴾......حضور نبئ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کو غیبت سے بچایا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرما دے۔'' (۲)

تنبیہ6: غیبت کے اسباب

غیبت پر ابھارنے والے امور بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......جس نے آپ کو غصہ دلایا کبھی تو اس کی برائیاں بیان کر کے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے لیکن کبھی غیبت سے بھی غصہ کم نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ دل میں جمع ہوتا رہتا ہے اور پختہ کینہ بن کر برائیاں بیان کرنے کا دائمی سبب بن جاتا ہے۔ غصہ اور کینہ غیبت پر ابھارنے والے بہت بڑے اسباب ہیں۔

(۲)...... بھائیوں کی موافقت اور ان کے ساتھ ان کے معاملات میں نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے حسنِ سلوک سے پیش آنا یا پھر انہی جیسے معاملات اپنا لینا اس ڈر سے کہ اگر وہ خاموش رہا یا انکار کیا تو وہ اس کو بوجھ سمجھیں گے اور اس سے الگ ہو جائیں گے اور اپنی جہالت کی وجہ سے یہ گمان کرتا ہے کہ یہ یاری، دوستی کی ضروریات میں سے ہے، بلکہ کبھی تو خوشی و غمی میں دوستوں سے تعاون کا اظہار کرتے ہوئے ان کے کسی سے ناراض ہونے کے سبب خود بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اس شخص کا برا تذکرہ کرنے اور عیوب بیان کرنے میں ان کے ساتھ اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ آخر کار ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۳)......کسی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ اس کی خامیاں نکالنا چاہتا ہے یا پھر کسی بزرگ کے سامنے اس کے خلاف کوئی گواہی دینے کا ارادہ رکھتا ہے، لہٰذا اس بزرگ کے سامنے پہلے ہی اس کی برائی بیان کر دے تا کہ اسے اس بزرگ

---

(۱)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۲۰۲ ابان بن ابی عیاش، ج۲، ص۶۴ "أذله" بدله "أدركه"۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب ذب المسلم عن عرض أخيه، الحدیث:۲۴۰، ج۷، ص۱۶۰۔

کی نظروں سے گرادے۔اس سلسلے میں اکثر اوقات اُسے جھوٹ سے کام لینا پڑتا ہے وہ اس طرح کہ پہلے وہ اس کے سچے عیب بیان کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ دیگر عیوب بھی بیان کرتا ہے تا کہ وہ اس معاملے میں اپنے سچے ہونے پر دلیل قائم کرسکے کہ وہ تمام باتوں میں سچا ہے۔

(۴)......کسی قبیح چیز کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو اس سے اپنے بری ہونے کا اظہار اس طرح کرے کہ اس برے فعل کا ارتکاب تو فلاں نے بھی کیا ہے، حالانکہ حق تو یہ تھا کہ اس فعل سے اپنی برأت کا اظہار کسی دوسرے کے مرتکب ہونے کا تذکرہ کئے بغیر کیا جاتا اور کبھی اپنے عذر کی تمہید یوں باندھتا ہے کہ فلاں بھی اس کے ساتھ اس کام میں شریک ہے اور وہ بھی برا ہے۔

(۵)......بناوٹ کرنا اور اپنی شان بلند کرنا اور دوسرے کا مقام گرانا۔ جیسے یہ کہنا کہ فلاں جاہل ہے یا اس کا فہم و ادراک کمزور ہے۔اس طرح ان عیوب سے اپنے آپ کو محفوظ ثابت کرنے کے ساتھ اپنی بزرگی کا اظہار کرنا۔

(۶)......کسی سے لوگوں کے محبت کرنے اور اس کی تعریف کرنے کی وجہ سے حسد کرنا اور حاسد یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے عیب بیان کرکے لوگوں کو اس کی تعریف کرنے سے روکے تا کہ اس سے لوگوں کے تعریف کرنے اور محبت کرنے کی نعمت چھن جائے۔

(۷)......یا پھر غیبت کا سبب محض کھیل اور مذاق کرنا ہوتا ہے یعنی کسی کے بارے میں وہ ایسی باتیں کرے جن کے ذریعے وہ لوگوں کو ہنسائے۔حالانکہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا مذاق اڑانا ایسا ہی ہے جیسے اس کی موجودگی میں اس کا مذاق اڑانا کیونکہ اس سے اس کی تحقیر ہوتی ہے۔

یہ غیبت کے عام اسباب ہیں اور خاص اسباب ابھی باقی ہیں جو ان سے بھی زیادہ برے اور خبیث ہیں:

(۱)......دین دار آدمی کا کسی برائی سے حیران ہوکر یہ کہنا کہ ''کتنی عجیب بات ہے جو میں نے فلاں میں دیکھی۔'' اگرچہ وہ اس برائی سے اپنے تعجب کرنے میں سچا بھی ہو لیکن پھر بھی حق یہ تھا کہ فلاں کا نام ذکر نہ کرتا کیونکہ اس طرح وہ غیبت کرنے والا گناہ گار ہو جائے گا اور اسے اس کا شعور تک نہ ہوگا۔

(۲)......یا پھر کسی کا یہ کہنا کہ ''فلاں آدمی پر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیسے اپنی کنیز کو پسند کرتا ہے حالانکہ وہ تو بدصورت ہے۔''

(۳)......یا پھر کسی کا یہ کہنا کہ ''وہ کیسے فلاں آدمی کے سامنے پڑھتا ہے حالانکہ وہ جاہل ہے۔''

(۴)......غیبت کا ایک سبب رحم کھانا بھی ہے۔ وہ یوں کہ کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس پر اظہارِ غم کرنا اور یہ کہنا کہ ''فلاں کی مصیبت نے مجھے غمگین کر دیا۔'' اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو لیکن وہ اس کا نام لینے سے نہیں بچ سکا اس لئے غیبت کا مرتکب ہوا۔ اس کا غم و رحمت تو بہتر ہے لیکن شیطان اسے ایسے شر کی طرف لے جاتا ہے جس کا اسے علم نہیں ہوتا۔ اس پر رحم کھانا اور اظہارِ غم کرنا نام لئے بغیر بھی ہو سکتا ہے مگر شیطان اسے نام لینے پر برانگیختہ کرتا ہے تا کہ اس کے اظہارِ غم اور رحم کھانے کا ثواب باطل ہو جائے۔

(۵)......کسی کے برائی میں مبتلا ہونے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غضب ناک ہونا۔ پھر وہ اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے اس کا نام لیتا ہے حالانکہ لازم تو یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے ذریعے اس پر اپنے غصے کا اظہار کرے اور کسی دوسرے پر ظاہر نہ کرے یا پھر اس کا نام چھپائے اور برائی کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرے۔

یہ تینوں (یعنی تعجب، رحمت اور غصہ) ایسے اسباب ہیں کہ عوام تو دور کی بات ہے ان کا سمجھنا علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے لئے بھی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ تعجب، رحمت اور غصہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہو تو (مغضوب کا) نام لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے، بلکہ غیبت کی رخصت کے اسباب صرف وہی ہیں جو گزشتہ صفحات پر بیان ہو چکے ہیں اور یہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

تنبیہ7: غیبت کا علاج

غیبت کا علاج جاننا آپ پر لازم ہے۔ اس کا علاج اجمالی اور تفصیلی دونوں طریقوں سے ہو سکتا ہے:

اجمالی علاج:

(۱)......اس کا اجمالی طریقہ تو یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ غیبت کے ذریعے آپ نے خود کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کی سزا کا مستحق بنا لیا ہے جیسا کہ اس پر گزشتہ آیات و احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ نیز اسی طرح یہ بھی جان لیں کہ یہ آپ کی نیکیوں کو بھی ختم کر دے گی کیونکہ مسلم شریف کی حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ مفلس وہ ہے کہ جس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائیں گی۔ اگر پھر بھی اس پر کچھ حقوق باقی رہ گئے تو اس پر دوسروں (یعنی

حقوق والوں) کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنتی ہوگا یا جس کے گناہ زیادہ ہوں گے وہ جہنمی ہوگا اور اگر نیکیاں اور گناہ برابر ہوئے تو اعراف (یعنی جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام) والوں میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے۔ پس غیبت سے بچو کیونکہ یہ آپ کی نیکیوں کے خاتمے اور گناہوں کے زیادہ ہونے کا سبب بن جائے گی اور آپ جہنمیوں میں سے ہو جائیں گے چنانچہ،

﴿80﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''بے شک غیبت اور چغلی ایمان کو ختم کر دیتے ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔'' (۱)

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کہا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے نزدیک تمہاری اتنی زیادہ قدر نہیں کہ میں تمہیں اپنی نیکیوں میں فیصلہ کرنے والا بنا دوں۔'' (۲)

پس مذکورہ احادیثِ مبارکہ پر ایمان رکھنے والا ان میں بیان کردہ غیبت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے مکمل طور پر بچا لے گا۔

(۲)......یہ علاج بھی آپ کے لئے نفع مند ہے کہ آپ اپنے عیوب میں غور و فکر کریں اور ان سے پاک ہونے کی کوشش کریں تاکہ آپ اس فرمانِ نبوی کے تحت داخل ہو جائیں کہ،

﴿81﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں (یعنی محمد صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں تو اسے چاہئے کہ اس کا گھر اس کے لئے کافی ہو (یعنی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ جائے) اور اپنی خطاؤں پر روئے اور جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھے اُسے چاہئے کہ اچھی بات کہے تاکہ فائدہ پائے یا بری بات سے رُکا رہے تاکہ محفوظ رہے۔'' (۳)

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من الغیبۃ......الخ، الحدیث۴۳۶۴، ج۳، ص۴۰۵۔

(۲)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، بیان العلاج الذی......الخ، ج۳، ص۱۸۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث۷۷۰، ج۸، ص۱۶۸۔

اور تجھے اس بات پر حیا آئے کہ تو کسی دوسرے کو اس کی ایسی برائی پر ملامت کرے جس میں یا اس جیسی کسی برائی میں تو خود مبتلا ہو۔ پھر اگر وہ چیز (جس پر تو اس کی مذمت کر رہا ہے) پیدائشی ہو تو اس کی مذمت در اصل اس کے پیدا کرنے والے کی مذمت ہے کیونکہ جس نے کسی صنعت (یعنی بنی ہوئی چیز) کی مذمت کی اس نے بنانے والے کی مذمت کی۔

ایک شخص نے کسی دانش مند سے کہا: ''اے بری صورت والے۔'' تو اس عقلمند انسان نے جواب دیا: ''میں نے اپنا چہرہ خود نہیں بنایا کہ میں اسے خوبصورت بناتا۔'' اور اگر تم خود میں کوئی عیب نہیں پاتے حالانکہ یہ بات بعید از عقل ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں عیوب سے پاک پیدا فرما کر احسان فرمایا، لہٰذا اپنے نفس کو بڑا نہ سمجھو۔

(۳)......اسی طرح یہ علاج بھی فائدہ مند ہے کہ آپ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ دوسرے کو بھی غیبت سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح آپ کو ہوتی ہے لہٰذا کس طرح دوسرے کے لئے اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں جس سے خود آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

تفصیلی علاج:

تفصیلی علاج یہ ہے کہ آپ غیبت پر ابھارنے والے اسباب پر غور کریں پھر انہیں جڑ سے کاٹ دیں کیونکہ بیماری کا علاج اس کے سبب کو ختم کرنے سے ہی ہو سکتا ہے، لہٰذا جب آپ غیبت پر ابھارنے والے اسباب کو جان لیں گے تو ان کو ختم کرنا آپ کے لئے آسان ہو جائے گا جس طرح غصے کی حالت میں آپ اس بات کو جان لیتے ہیں کہ اگر آپ نے غیبت کر کے اپنے غصے کو ٹھنڈا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر غضب ناک ہو گا کیونکہ آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے منع کردہ فعل کو ہلکا سمجھا اور اس کی وعید کے باوجود اس فعل کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ،

﴿82﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم کا ایک دروازہ ہے جس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا غصہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔''[1]

کسی سے حسنِ سلوک سے پیش آتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لے کر مخلوق کو راضی کریں گے تو وہ بہت جلد آپ کو اس کی سزا دے گا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں۔

---

[1] ......جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف الھمزۃ، الحدیث: ۶۰۴۶، ج۲، ص۳۲۵۔

حسد کے وقت اس بات میں بھی غور کرلیں کہ آپ نے اس کی وجہ سے دنیاو آخرت کے خسارے کو جمع کرلیا ہے۔ دنیا کا خسارہ تو یہ ہے کہ آپ کا کسی کی نعمت پر اس سے حسد کرنا اور پھر اس حسد کی وجہ سے عذاب کا مستحق بن جانا۔ جبکہ آخرت کا خسارہ یہ ہے کہ آپ آخرت میں اسے نیکیاں دینے یا اس کے گناہ لینے کے ذریعے اس کی مدد کریں گے۔ لہٰذا آپ اس کے تو دوست ہیں لیکن اپنے دشمن ہیں۔ پس آپ نے اپنے حسد کی خباثت کے ساتھ اپنی حماقت کی جہالت کو جمع کرلیا ہے اور بسا اوقات یہی چیز آپ کی طرف سے اس کی فضیلت پھیلنے کا سبب بن جاتی ہے جیسے شاعر کا قول ہے:

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰـهُ نَشْـرَ فَـضِيْـلَـةٍ　　　　طُوِيَـتْ اَتَـاحَ لَهَـا لِسَـانَ حَسُـوْدٍ

ترجمہ: اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی چھپی ہوئی فضیلت کو پھیلانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے حاسدین کی زبانوں کو دراز کردیتا ہے۔

فخر وخود پسندی اور اپنی فضیلت کے اظہار کے وقت یہ بات یاد رکھیں کہ جب آپ نے کسی کا برا تذکرہ کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا مقام ومرتبہ خود ہی ختم کردیا اور لوگ آپ کے قابل اعتماد ہونے کا جو اعتقاد رکھتے تھے آپ اس پر بھی پورے نہ اُترے۔ بلکہ جب وہ آپ کو پہچان لیں گے کہ یہ لوگوں کی عزتوں کو داغ دار کرنے والا اور برے مقاصد رکھنے والا ہے تو وہ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ لہٰذا آپ نے وہ مقام ومرتبہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں یقینی تھا اسے اس غیر یقینی چیز کے بدلے میں بیچ دیا جو بے بس مخلوق کے پاس ہے۔

کسی کا مذاق اڑاتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھیں کہ ''جب آپ نے کسی دوسرے کو لوگوں کے سامنے رسوا کیا تو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو رسوا کردیا۔'' اور خود پسندی اور استہزا میں بڑا فرق ہے۔

غیبت پر ابھارنے والے بقیہ اُمور کا علاج مذکورہ بحث سے ظاہر ہوجائے گا لہٰذا ان کے بیان کی حاجت نہیں تاکہ بحث طویل نہ ہوجائے۔

تنبیہ 8:

یہ بات پہلے بیان ہوچکی ہے کہ غِیْبَت بِالْقَلْب (یعنی دل سے غیبت کرنا، بدگمانی) حرام ہے اور اس کا معنی بھی بیان ہوچکا ہے اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' کا وہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے جس میں دل سے غیبت کرنے کی حرمت کا بیان ہے۔

بدگمانی

یادرہے کہ بدگمانی بھی بدگوئی کی طرح حرام ہے۔ بدگمانی سے میری مراد وہ گمان ہے جو دل میں پختہ ہو اور کسی پر برائی کا حکم لگائے البتہ دل میں برے خیالات معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے مگر برا گمان ممنوع ہے۔ برا گمان یہ ہے کہ انسان کا نفس اس کی طرف جھک جائے اور دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔ چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶، الحجرات:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

بدگمانی کی حرمت کا سبب:

اس کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ دل کے معاملات کو سوائے علَّامُ الغیوب ربّ عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا آپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ آپ کسی کے بارے میں برا گمان رکھیں جب تک آپ کے سامنے کوئی ایسی واضح دلیل ظاہر نہ ہو جائے کہ جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ لہٰذا اس وقت جو بات آپ کو معلوم ہے یا جس کا مشاہدہ کیا اس کا اعتقاد رکھے بغیر کوئی چارہ نہیں اور جس چیز کا آپ نے نہ تو آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور نہ ہی کانوں سے اس کے متعلق کچھ سنا لیکن پھر بھی وہ آپ کے دل میں کھٹکے تو جان لیں کہ آپ کے دل میں کھٹکنے والی بات شیطانی وسوسہ ہے۔ پس آپ پر لازم ہے کہ اسے جھٹلا دیں کیونکہ شیطان سب سے بڑا فاسق ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سورت کے شروع میں فرمایا:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا (پ۲۶، الحجرات:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

یعنی کسی برے خیال کی وجہ سے دھوکا نہ کھانا جبکہ وہ خیال اپنے خلاف کا احتمال رکھتا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ فاسق کی خبر سچی ہو لیکن آپ کے لئے اس کی تصدیق کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہو۔ اسی وجہ سے ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کسی سے شراب کی بو آنے پر حد کا حکم نہیں دیا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی اور چیز کی بو ہو۔(۱) چنانچہ،

(۱)......صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی بہارِ شریعت میں نقل فرماتے ہیں: ''شراب پینے کا ثبوت فقط منہ میں شراب کی سی بدبو آنے بلکہ قے میں شراب نکلنے سے بھی نہ ہوگا یعنی فقط اتنی بات سے کہ بُو پائی گئی یا شراب کی قے کی حد......

﴿83﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمان کاخون اور مال حرام قرار دیا ہے اور یہ (بھی حرام ٹھہرایا ہے) کہ کسی مسلمان کے بارے میں برا گمان کیا جائے۔''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے لئے کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی جائز نہیں مگر یقینی مشاہدہ یا کسی عادل کی گواہی سے جیسا کہ ایسی صورت میں مال لینا جائز ہے۔ ورنہ خیر وشر کے احتمال کی وجہ سے حتی الامکان کسی مسلمان کے متعلق اپنی اس بدگمانی کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں۔

حقیقی بدگمانی کی علامت:

حقیقی بدگمانی کی علامت یہ ہے کہ کسی کے بارے میں آپ کا دل تبدیل ہو جائے یعنی محبت نفرت میں بدل جائے،آپ اسے بوجھ سمجھیں اوراس کی سہولیات میں کمی کر دیں۔ چنانچہ،

﴿84﴾......تاجدارِرسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مومن میں تین برائیاں ایسی ہیں جن سے وہ چھٹکارہ حاصل کرسکتا ہے اور بدگمانی سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر اپنا دل پختہ نہ کرے۔''(۲)

یعنی بدگمانی جس بات کا تقاضا کررہی ہے وہ اس پر دل کو نہ جمائے کیونکہ یہ چیز اس کے دل کو محبت سے نفرت و ناپسندیدگی کی طرف پھیر دے گی اور نہ ہی اعضاء کے کسی فعل سے بدگمانی کا موجب عمل کرے۔ شیطان کبھی کبھار اپنے کسی ادنیٰ سے فریب کے ذریعے دل میں لوگوں کی برائی راسخ کر دیتا ہے اور یہ وسوسہ پیدا کرتا رہتا ہے کہ یہ تو آپ کی انتہائی ذہانت وفطانت اور بیدار مغزی کے باعث ہے اور مومن تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حقیقت میں وہ شیطان کے دھوکے اور تاریکی سے دیکھنے والا ہوتا ہے۔ جب آپ کو کوئی عادل شخص کسی قسم کی کوئی خبر دے اور

......قائم نہ کریں گے کہ ہوسکتا ہے حالتِ اضطرار یا اکراہ میں پی ہو مگر بو یا نشہ کی صورت میں تعزیر کریں گے جبکہ ثبوت نہ ہو۔ اوراس کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا اور ایک مرد اور دو عورتوں نے شہادت دی تو حد قائم کرنے کے لئے یہ ثبوت نہ ہوا۔''

(بہارِ شریعت،حصہ ۹،ج ۲ ص ۳۹۱)

......شعب الایمان للبیھقی ،باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۰۶،ج۵،ص۲۹۷،بتغیرٍقلیلٍ۔

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان ،الآفة الخامسة عشرة الغیبة ،بیان تحریم الغیبة،ج۳،ص۱۸۶۔

المعجم الکبیر، الحدیث۳۲۲۷،ج۳،ص۲۲۸،مفھوماً۔

آپ اس کی تصدیق یا تکذیب کی طرف مائل ہو جائیں تو آپ مخبرعنہ (یعنی جس کے متعلق خبر دی گئی) کے بارے میں برا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے یا مخبر (یعنی خبر دینے والے) کے بارے میں جھوٹ کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے ان دونوں باتوں میں سے ایک (یعنی تصدیق یا تکذیب کرنے) پر گنہگار ٹھہریں گے۔ لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ خبر دینے والے کے بارے میں تفتیش کرلیں کہ آیا ان دونوں کے درمیان کسی قسم کی عداوت کی وجہ سے یہ تہمت تو نہیں ہے، اگر ان میں عداوت پائیں تو توقف فرمائیں اور جس کے بارے میں خبر دی جارہی ہے اس کا جو مرتبہ اس بدگمانی سے قبل آپ کے دل میں تھا اسے اسی حال پر باقی رکھیں اور جسے لوگوں کے متعلق ایسی باتیں کرنے کی عادت ہو اس کی طرف توجہ نہ دیں۔

چاہئے تو یہ کہ جب بھی آپ کے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں برا خیال آئے تو اس کے لئے بھلائی کی دعا کریں تا کہ شیطان کو غصہ آئے اور وہ اس دعا کی وجہ سے آپ کے دل میں برا خیال ڈالنے سے باز آجائے اور جب آپ کو کسی مسلمان کی لغزش کا پتہ چلے تو اسے گناہ سے بچانے کے لئے تنہائی میں نصیحت کریں اور وہ جس مصیبت کا شکار ہو اس پر اسی طرح غم کا اظہار کریں کہ اگر وہی مصیبت آپ کو پہنچتی تو آپ غمگین ہو جاتے تا کہ آپ نصیحت، غم کے اجر اور اس کے دین پر اس کی مدد کرنے کا ثواب اکٹھا کرسکیں۔

تجسس:

بدگمانی کے نتائج میں سے ایک ''ٹوہ میں پڑنا'' بھی ہے کیونکہ دل گمان کو ہی کافی نہیں سمجھتا بلکہ یقین چاہتا ہے لہٰذا وہ ٹوہ میں پڑ جاتا ہے۔ تجسس کی ممانعت پیچھے گزر چکی ہے اور تجسس یہ ہے کہ وہ مخلوق کو اس کے راز میں نہ رہنے دے لہٰذا وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ آپ کو ایسی بات کی خبر دے کہ اگر وہ آپ سے پوشیدہ رہتی تو آپ کے دل اور دین کے لئے زیادہ سلامتی تھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک ہی آیت میں غیبت کے ساتھ بدگمانی کو بھی جمع کر دیا ہے کیونکہ یہ عام طور پر ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔

تنبیہ9:

غیبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جلدی تمام شرائط کے ساتھ توبہ کرے، اسے قطعی طور پر ترک کر دے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ندامت کا اظہار کرے تا کہ اسکے حق سے بری ہو جائے۔ پھر بھی غیبت کرنے والا اللہ

عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہوئے اس سے معافی مانگتا رہے تا کہ وہ اسے معاف فرما دے اور وہ غیبت کی نحوست سے نکل جائے۔

حضرت سیِّدُ نا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''غیبت سے بری ہونے کے لئے استغفار کافی ہے۔'' اور انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تو نے غیبت کی اس کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس کے لئے استغفار کرے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ نا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس کا کفارہ یہ ہے کہ آپ اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے بھلائی کی دعا کریں۔'' (۲)

صحیح یہ ہے کہ ''غیبت کرنے والے کا اپنی غیبت سے بری ہونا ضروری ہے۔''

اعتراض: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ عزت کا کوئی عوض نہیں لہٰذا جس کی غیبت کی اس سے معافی مانگنا واجب نہیں بخلاف مال کے کیونکہ اس کا عوض ہوتا ہے اس لئے صاحبِ مال سے معافی مانگی جاتی ہے۔

جواب: ان کا یہ گمان مردود ہے کیونکہ عزت کے معاملے میں حدِ قذف واجب ہے لہٰذا عزت پامال کرنے کی صورت میں بھی اس سے معافی مانگی جائے گی بلکہ احادیثِ صحیحہ میں ظلم سے اپنی براءت حاصل کرنے کا حکم ہے اس دن سے پہلے کہ جس دن کوئی درہم ہوگا نہ دینار۔ بلکہ ظالم کی نیکیاں ہوں گی جو مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پس اس طرح معافی طلب کرنا متعین ہو گیا۔

البتہ! میت اور غائب کے لئے کثرت سے دعا و استغفار کرنی چاہئے اور جس سے معافی مانگی جائے اس پر معاف کرنا مستحب ہے لازم نہیں، کیونکہ یہ اس کی طرف سے نیکی اور احسان ہے۔ اسلاف کا ایک گروہ اپنا حق مباح کرنے سے منع کرتا تھا۔ بہر حال درج ذیل حدیثِ پاک پہلے مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ،

﴿85﴾...... سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ابو ضمضم کی طرح نہیں ہو سکتا کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے: ''بے شک میں نے اپنی عزت لوگوں پر صدقہ کر دی۔'' (۳)

حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو میں اس سے ظلم کا بدلہ لوں گا اور نہ ہی قیامت کے دن اس سے جھگڑا کروں

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب کفارة الاغتیاب، الحدیث۱۵۵، ج۴، ص۴۱۷۔

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغیبة، بیان کفارة الغیبة، ج۳، ص۱۹۰، قول مجاھد۔

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرجل یحل......الخ، الحدیث:۴۸۸۶، ص۱۵۸۱۔

گا۔مگراس کا معنٰی یہ نہیں کہ اس کی غیبت جائز ہوجائے گی کیونکہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے اور کسی چیز کے پائے جانے سے پہلے اس کا مباح کرنا ہے۔اسی بنا پر دنیا میں حق ساقط نہ ہوگا۔فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ ''جس شخص نے اپنے حق میں گالی کو مباح کر دیا حدِّ قذف سے اس کا حق ساقط نہ ہوگا نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔ کِتَابُ الشَّهَادَات،توبہ کی بحث میں اس کے متعلق تفصیلی کلام کیا جائے گا۔

کبیرہ نمبر250: بُرے ناموں سے پکارنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان:اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

(پ۲۶، الحجرات:۱۱)

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے غیبت سے الگ قسم شمار کیا ہے مگر ان کی یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ بھی غیبت کی ایک قسم ہے جیسا کہ گزشتہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے۔گویا انہوں نے آیتِ مبارکہ کے اسلوب کی پیروی کی ہے کیونکہ اس میں برے ناموں سے پکارنے اور غیبت میں سے ہر ایک کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے،لہٰذا یہ آیتِ مقدسہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان دونوں (یعنی غیبت اور برے ناموں سے پکارنے) کے درمیان فرق ہے۔ ہاں! اگر یہ جواب دیا جائے کہ بُرے ناموں سے پکارنا مذکورہ غیبت سے ہی ہے مگر اس کو علیحدہ ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ یہ اس کی سب سے بری قسموں میں سے ہے اور اس کو علیحدہ ذکر کرنے سے مقصود اس کی قباحت بیان کرنا اور اس سے روکنے میں مبالغہ کرنا ہے۔حضرت سیِّدُنا امام محیُّ الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کی کتاب ''اَلْاَذْکَار'' میں ہے:''علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی انسان کو ایسا لقب دینا حرام ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو خواہ وہ (برا لقب) اس کی صفت ہو یا اس کے ماں باپ کی یا کسی اور کی۔''(1)

......الأذکار للنووی،کتاب الأسماء،باب النهی عن الألقاب التی یکرهها صاحبها،ص۲۳۳۔

کبیرہ نمبر251: **مسلمان کا مذاق اڑانا**

اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ (پ۲۶، الحجرات:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لئے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''چلے آؤ! چلے آؤ!'' وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا۔ جب وہ دروازے کے پاس پہنچے گا تو وہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: ''آجاؤ! آجاؤ!'' وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا۔ جب وہ اس کے پاس آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: ''آؤ!'' لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس فرمانِ الٰہی: ''**وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا**(پ۱۵، الکھف:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: کہیں گے ہائے خرابی ہماری! اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''صغیرہ سے مراد مومن کا مذاق اڑاتے ہوئے ہنسنا اور کبیرہ سے مراد اس کا مذاق اڑاتے ہوئے قہقہے لگانا ہے۔'' (2)

مفسِّرِ قرآن حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''**بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ**(پ۲۶، الحجرات:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کا کوئی نام رکھا اور پھر اس کے ذریعے اس کا مذاق اڑایا تو وہ

---

(1) ......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من احتقار المسلم، الحدیث۴۵۴۹، ج۳، ص۴۶۲۔
شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث۶۷۵۷، ج۵، ص۳۱۰۔

(2) ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب ما نھی عنہ العباد......الخ، الحدیث۱۵۴، ج۴، ص۴۱۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

فاسق ہے۔‘‘ (1)

اور سُخْرِیَّہ سے مراد کسی کو حقیر جاننا اور اس کی توہین کرنا ہے نیز اس کے عیبوں اور خامیوں کو اس طرح ظاہر کرنا ہے کہ اس پر ہنسی آئے۔ کبھی قول، فعل یا اشارے سے نقل اتار کر مذاق اڑایا جاتا ہے یا کبھی اس کے بے ترتیب کلام یا بے تکے عمل پر ہنسا جاتا ہے یا اس کی بنی ہوئی کسی چیز پر یا اس کی بدصورتی پر مذاق اڑایا جاتا ہے۔

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے غیبت کے تحت ذکر کرنے کے باوجود علیحدہ بھی ذکر کیا ہے مگر ان کی یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ بھی غیبت کی ایک قسم ہے جیسا کہ گزشتہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے۔ گویا انہوں نے قرآنِ حکیم کے اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے اور جھڑکنے میں مبالغہ کرتے ہوئے اسے ذکر کیا کیونکہ آیتِ مبارکہ میں اس کے بعد غیبت کا بیان ہے۔

کبیرہ نمبر252:

چغل خوری کرنا

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍۙ(۱۱) (پ۲۹، القلم:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔

﴿۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍۙ(۱۳) (پ۲۹، القلم:۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: درشت خو اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

یعنی جو اپنے باپ کا نہ ہو اور حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مبارک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس سے استدلال کیا کہ ’’وَلَدُ الزِّنَا بات نہیں چھپاتا۔‘‘ تو اس کا بات نہ چھپانا چغلی کھانے کو لازم ہے اور چغلی کھانا وَلَدُ الزِّنا ہونے پر دلیل ہے:

﴿۳﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ(۱) (پ۳۰، الھمزة:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

ایک قول یہ ہے کہ لُمَزَة سے مراد چغل خور ہے۔

---

(1) ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ ۱۱، الجزء السادس عشر، ج۸، ص۲۳۶۔

﴿۴﴾ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ (پ۳۰، اللھب:۴) ترجمۂ کنزالایمان: لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔

ایک قول کے مطابق ابولہب کی بیوی (اُمِ جمیل بنت حرب) چغل خور تھی، لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے یہاں کی باتیں وہاں بتاتی تھی اور آیت مبارکہ میں چغلی کو لکڑی اس لئے کہا گیا کیونکہ چغلی بھی لوگوں کے درمیان اسی طرح عداوت پھیلاتی ہے جس طرح لکڑی آگ پھیلاتی ہے:

﴿۵﴾ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا (پ۲۸، التحریم:۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے۔

کیونکہ حضرت سیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیوی (واہلہ) آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مجنون کہتی تھی اور حضرت سیِّدُنا لوط عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیوی (واعلہ) نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مہمانوں کے بارے میں بتا دیا تھا تاکہ وہ ان سے اپنے ایجاد کردہ گندے فعل کا ارادہ کریں حتی کہ انہیں عبرت ناک عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا گیا۔

﴿1﴾......حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' (۱)

ایک روایت میں نَمَّام کے بجائے قَتَّات ہے اور قتات بھی چغل خور کو کہتے ہیں۔ (۲)

ایک قول کے مطابق، ''نَمَّام وہ ہے جو ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھے جو باتیں کر رہے ہوں پھر لوگوں کے سامنے ان کی چغلی کرے اور قَتَّات وہ ہے جو لوگوں کی باتیں ان کی لاعلمی میں سن کر آگے پھیلائے۔

﴿2﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دفعہ ایسی دو قبروں کے پاس سے گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر کی وجہ سے نہیں ہو رہا (یعنی اگر یہ عمل کرتے تو یہ ان کے لئے مشکل نہ تھا) ہاں، یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا جبکہ دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔'' (۳)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة، الحدیث: ۲۹۰، ص۶۹۵۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۹۱، ص۶۹۶۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب الدلیل علی نجاسة البول، الحدیث: ۶۷۷، ۶۷۸، ص۷۲۷۔

اس حدیثِ پاک کی کئی اسناد پہلے کئی جگہوں پر بیان ہو چکی ہیں۔

(حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) ''ایک تہائی عذابِ قبر غیبت کی وجہ سے، ایک تہائی چغل خوری کی وجہ سے اور ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (۱)

سرکار صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عذابِ قبر ملاحظہ فرمالیا:

﴿3﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شدید گرم دن بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے چل رہے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جوتوں کی آواز سنی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دل میں کچھ آیا تو بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے آگے جانے دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ عمل اس لئے کیا تاکہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بقیعِ غرقد سے گزر رہے تھے تو اسی دوران دو قبریں دیکھیں جن میں دو آدمی دفن کئے گئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس ٹھہر گئے اور دریافت فرمایا: ''آج تم نے یہاں کس کس کو دفن کیا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''فلاں فلاں کو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کا کیا معاملہ ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (باذنِ پروردگار غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک سرسبز شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور اسے دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے ایسا کرنے کی وجہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تاکہ ان کے عذاب میں کمی ہو جائے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہیں کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیب ہے جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور اگر تمہارے دل آلودہ و پراگندہ نہ ہوتے اور تم زیادہ باتیں نہ کرتے تو وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔'' (۲)

﴿4﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خوری، گالی گلوچ اور

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث ۵۷، ج۴، ص۳۵۵۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامة الباھلی، الحدیث ۲۲۳۵۵، ج۸، ص۳۰۴ بتغیرٍ قلیلٍ۔

حمیت (یعنی پاسداری) جہنم میں (لے جانے والی) ہیں۔'' (۱)

﴿5﴾...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''چغل خوری اور کینہ جہنم میں ہیں، یہ دونوں کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔'' (۲)

﴿6﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''خبردار! بے شک جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغلی عذابِ قبر کا سبب ہے۔'' (۳)

﴿7﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''ہم میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھہر گئے، ہم بھی رک گئے۔ اچانک آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رنگ مبارک متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص کی آستین لرزنے لگی۔ ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ماجرا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو میں سنتا ہوں وہ تم سنتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ان دو بندوں کو ان کی قبروں میں ایک ہلکے سے گناہ کی وجہ سے دردناک عذاب دیا جا رہا ہے۔'' (یعنی جو ان کے گمان میں ہلکا گناہ تھا جبکہ حقیقت میں اس کے بڑا گناہ ہونے پر اتفاق ہے) ہم نے عرض کی: ''وہ گناہ کون سا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں میں سے ایک پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا لوگوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتا تھا یعنی ان کی چغلیاں کھاتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھجور کی بغیر پتوں والی دو شاخیں منگوائیں اور ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک شاخ رکھ دی۔ ہم نے عرض کی: ''کیا یہ چیز انہیں فائدہ دے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، جب تک یہ دونوں شاخیں تر و تازہ رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔'' (۴)

---

(۱)...... المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۶۱۵، ج۱۲، ص۳۴۱۔

(۲)...... المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۶۵۳، ج۳، ص۳۰۱۔

(۳)...... الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الکذب، الحدیث: ۵۷۰۵، ج۷، ص۴۹۴۔

(۴)...... الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، الحدیث: ۸۲۱، ج۲، ص۹۶۔

﴿8﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''حاسد، چغل خور اور کاہن مجھ سے نہیں، نہ میں ان سے ہوں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ عزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان تلاوت فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠ ﴿۵۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سرلیا۔[1]

(پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

﴿9﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ عزَّوَجَلَّ یاد آجائے اور اللہ عزَّوَجَلَّ کے بدترین بندے چغلی کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور بے عیب لوگوں کی خامیاں نکالنے والے ہیں۔''[2]

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''دوستوں کے درمیان فساد ڈالنے والے (بدترین بندے ہیں)۔''[3]

﴿11﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''منہ پر برا بھلا کہنے والوں، پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والوں، چغلی کھانے والوں اور بے عیب لوگوں میں عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ عزَّوَجَلَّ (بروزِ قیامت) کتوں کی شکل میں جمع فرمائے گا۔''[4]

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''میرے نزدیک بروزِ قیامت تم میں سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے اعتبار سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔''[5]

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب ایسے حسنِ اخلاق والے ہیں جو لوگوں کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں،

---

[1]......مجمع الزوائد، کتاب الأدب، باب ماجاء فی الغیبة والنمیمة، الحدیث:۱۳۱۲۴، ج۸، ص۱۷۲۔

[2]......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمن بن غنم الاشعری، الحدیث:۱۸۰۲۰، ج۶، ص۲۹۱۔

[3]......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت وآداب اللسان، باب ذم النمیمة، الحدیث:۲۵۷، ج۷، ص۱۶۹۔

[4]......التوبیخ والتنبیه لابی الشیخ، باب البهتان وماجاء فیه، الحدیث:۲۲۰، ص۹۷۔

[5]......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معالی الاخلاق، الحدیث:۲۰۱۸، ص۱۸۵۳۔

وہ لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں، جبکہ تم میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے برے بندے چغلی کھانے والے، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے عیب لوگوں کے عیب تلاش کرنے والے ہیں۔'' (۱)

﴿14﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے برے بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مرضی ہو تو ضرور بتائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بدتر وہ ہے جو تنہا پڑاؤ ڈالتا، اپنے غلام کو مارتا اور اپنی عطا و بخشش کو روکتا ہے، کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم چاہیں تو ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں سے بغض رکھتا اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پسند فرمائیں تو ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو نہ تو کسی لغزش کو معاف کرے، نہ معذرت قبول کرے اور نہ ہی خطاؤں کو چھپائے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''کیوں نہیں! یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور اس کی برائی سے کوئی محفوظ نہ ہو۔'' (۲)

﴿15﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو درجے میں نماز، روزے اور صدقے سے بھی افضل ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی ''کیوں نہیں! (یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ضرور بتائیں)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۷۶۹۷، ج۵، ص۳۸۷، ''العیب'' بدلہ ''العنت''۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۷۷۵، ج۱۰، ص۳۱۸ ''لا یقیلون عثرۃ'' بدلہ ''لا یقبلون عثرۃ''۔

نے ارشادفرمایا: ''آپس میں صلح کروادینا کیونکہ باہمی تعلقات کابگاڑ مونڈنے والا ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''یہ حَالِقَہ (یعنی مونڈنے والا) ہے، میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کومونڈتا ہے بلکہ یہ تو دین کومونڈتا ہے۔'' (۱)

﴿16﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی مسلمان کے متعلق ایسی بات مشہور کی جس سے وہ بری تھا تاکہ دنیا میں اسے بدنام کرے، تواللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کوحق ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم میں پگھلادے یہاں تک کہ جوکچھ اس نے کہا اسے ثابت کرے۔'' (۲)

﴿17﴾......حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''بنی اسرائیل قحط کا شکار ہوئے تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کئی بار بارش کے لئے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''میں نہ تمہاری دعا قبول کروں گا اور نہ ہی ان کی جوتمہارے ساتھ ہیں۔ جب تک کہ تم میں ایک ایسا چغل خور موجود ہے جو بار بار چغلی کھاتا ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں؟'' تواللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشادفرمایا: ''اے موسیٰ! میں جس چیز سے تم بندوں کومنع کرتا ہوں کیا خود اسے کروں۔'' پس ان سب نے اجتماعی توبہ کی تو بارش ہوئی۔'' (۳)

ایک نیک بزرگ سے ان کے بھائی نے ملاقات کی اوران کے دوست کی چغلی کھائی تو انہوں نے ارشادفرمایا: ''اے میرے بھائی! تم نے غیبت کی اور میرے پاس تین گناہ لے کرآئے: (۱)......مجھے اپنے مسلمان بھائی سے ناراض کیا (۲)......اس وجہ سے میرے دل کومشغول کیا اور (۳)......اپنے امین نفس پرتہمت لگائی۔'' (۴)

منقول ہے کہ ''جوآپ کویہ خبر دے کہ فلاں نے آپ کوگالی دی ہے تو وہ آپ کوبھی گالی دے گا۔''

ایک شخص حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس آیا اورکسی کی چغلی کھائی تو آپ نے اس سے

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی فضل صلاح ذات البین، الحدیث: ۲۵۰۹، ص۱۹۰۴۔

(۲)......الترغیب والترہیب، کتاب القضاء وغیرہ، باب الترہیب من اعانۃ المبطل...الخ، الحدیث: ۳۴۳۹، ج۳، ص۱۵۱۔

(۳)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ السادسۃ عشرۃ النمیمۃ، ج۳، ص۱۹۲۔

(۴)......المرجع السابق، بیان حد النمیمۃ ومایجب فی ردھا، ص۱۹۳۔

ارشادفرمایا: ''مجھے اس شخص کے پاس لے جاؤ۔'' پس آپ اس کے ساتھ چل دیئے اور وہ شخص دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے نفس کو ظلم سے بچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے (جس کی چغلی کھائی گئی تھی) تو فرمایا: ''اے میرے بھائی! جو کچھ تم نے میرے متعلق کہا اگر سچ ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میری بخشش فرمائے اور اگر تم نے میرے بارے میں جھوٹی بات کہی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری بخشش فرمائے۔''

منقول ہے کہ ''چغل خور کا عمل شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ شیطان کا عمل تو دل میں وسوسہ کے ذریعے ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا عمل آمنے سامنے ہوتا ہے۔''

چغل خور غلام:

ایک غلام کو بیچتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ ''اس میں سوائے چغلی کے کوئی عیب نہیں۔'' ایک شخص نے اس عیب کو ہلکا جانا اور اسے خرید لیا۔ وہ غلام اس مالک کے پاس چند دن تک چغلی سے رکا رہا پھر ایک دن اس نے اپنے مالک کی بیوی سے چغلی کھائی کہ ''اس کا شوہر کسی عورت کو پسند کرتا ہے یا اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔'' اور اسے مشورہ دیا کہ ''استرا لے کر اپنے شوہر کی گدی کے چند بال مونڈ دے تاکہ میں ان بالوں پر جادو کا عمل کرسکوں۔'' اس عورت نے اس کی بات کو سچ سمجھا اور ایسا ہی کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، پھر وہ غلام اپنے مالک کے پاس آیا اور اس کی بیوی کے بارے میں چغلی کھائی کہ ''اس کا ایک خفیہ یار ہے جس سے وہ محبت کرتی ہے اور آج رات تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے لہٰذا تم جھوٹ میں سو جانا تاکہ خود ہی دیکھ لو۔'' اس مالک نے بھی اس کی بات کو سچ جانا، پس وہ جھوٹ میں سو گیا۔ جب اس کی بیوی اس کے بال مونڈنے کے لئے آئی تو اس نے خود سے کہا: ''غلام نے سچ ہی کہا تھا۔'' لہٰذا جب اس کی بیوی اس کے حلق کے بال مونڈنے کے لئے جھکی تو اس نے وہی استرا لے کر اسے ذبح کردیا۔ جب اس عورت کے خاندان کے لوگ آئے اور اسے مردہ پایا تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کردیا۔ اس چغل خور کی بری عادت سے دونوں خاندانوں کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چغل خور کی بات کی تصدیق کرنے کی قباحت اور اس پر مرتب ہونے والے بڑے شر کی طرف

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السادسة عشرة النمیمة، ج۳، ص۱۹۵ ۔

اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اشارہ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۶﴾ (پ۲۶،الحجرات:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس لعنت سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

تَنْبِیْہَات

تنبیہ1:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ چغلی کھانا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی تصریح گزشتہ صحیح حدیثِ پاک میں یوں کی گئی ہے: ''ہاں! یہ کبیرہ گناہ ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں: ''امت کا اس پر اجماع ہے کہ چغل خوری حرام ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔''(1)

اعتراض: جب حدیثِ پاک میں ہے کہ ''مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْر یعنی انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا'' تو آپ چغلی کو کیسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں؟

جواب: علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں: (۱)......اس کا چھوڑنا اور اس سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں (۲)......یہ تمہارے اعتقاد میں بڑا نہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖۗ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ (پ۱۸، النور:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

(۳)......یا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا گناہ نہیں۔ اس پر بخاری شریف کی سابقہ حدیثِ پاک بھی دلالت کرتی ہے کہ ''ہاں! یہ کبیرہ گناہ ہے۔''

1......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من النمیمة، تحت الحدیث:۴۳۴۲، ج۳، ص۳۹۴۔

تنبیہ2: چغلی کی تعریف:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے چغلی کی تعریف یہ کی ہے کہ ''لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے ان کی باتیں ایک دوسرے کو بتانا۔'' اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں ہے کہ ''اکثر نے یہی کہا ہے لیکن یہ صرف اسی کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہر ایسی بات ظاہر کرنا ہے کہ جس کا ظاہر کرنا ناپسند ہو خواہ جس سے اس نے بات سنی وہ ناپسند کرتا ہو یا جسے سنائی یا کوئی تیسرا شخص اس کو ناپسند کرتا ہو، خواہ اس کا اظہار قول سے ہو یا لکھ کر یا پھر آنکھوں یا ہاتھوں کے اشاروں سے، خواہ جو بات بتائی جارہی ہے وہ قولی ہو یا فعلی یا جس شخص کی بات کی جارہی ہے وہ اس میں یا کسی اور میں پایا جانے والا عیب یا نقص ہو۔ پس چغلی کی حقیقت راز کو فاش کرنا اور جس بات کے ظاہر ہونے کو کوئی ناپسند کرتا ہو اس سے پردہ اٹھانا ہے۔ لہٰذا لوگوں کے جن احوال کو بھی دیکھا جائے تو مناسب یہی ہے کہ انہیں بیان کرنے سے خاموش رہا جائے سوائے اس چیز کے کہ جسے بیان کرنے سے مسلمانوں کو نفع ہو یا پھر کوئی نقصان دور ہو۔ مثلاً اگر کسی کو دیکھے کہ وہ کسی دوسرے کا مال ہڑپ کررہا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے بارے میں بتائے بخلاف اس کے کہ اگر کسی کو دیکھا کہ وہ اپنا ہی مال چھپا رہا ہے تو اب اگر اس نے کسی سے اس کا تذکرہ کیا تو یہ غیبت اور راز فاش کرنا کہلائے گا اور جس کی چغلی کھائی جائے اگر وہ خامی یا عیب واقعتاً اس شخص میں موجود بھی ہو تو یہ غیبت بھی ہوگی اور چغلی بھی۔''

اگر حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے مذکورہ کلام سے مقصود چغل خوری ہو تو یہ ان تمام صورتوں میں کبیرہ گناہ ہوگا جن کا کسی بھی فقیہ نے مطلقاً ذکر کیا ہے۔ کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے چغلی کے متعلق جو وضاحت کی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں اور اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فساد پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ایسے نقصانات اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہر وہ چیز جو اس طرح ہو (یعنی نقصان اور خرابیوں کا باعث بنے تو) اُس کا حکم یہ ہے کہ وہ واضح طور پر گناہِ کبیرہ ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ کسی کے بارے میں محض ایسی خبر دیں کہ جس کا اظہار وہ ناپسند کرتا ہو لیکن وہ خبر نہ تو اسے کوئی نقصان دے اور نہ ہی وہ اس کا کوئی عیب یا نقص ہو۔

اگر حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کا اس کو چغلی کا نام دینا تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی

جواس مندرجہ بالا بات کی طرف توجہ دے گا وہ جان لے گا کہ یہ کبیرہ گناہ نہیں۔اس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے خود کسی چیز کے غیبت ہونے میں یہ شرط رکھی کہ جس کی غیبت کی جارہی ہے وہ خامی یانقص اس میں موجود بھی ہو۔چنانچہ،آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''جس کی چغلی کھائی جائے اگروہ خامی یاعیب حقیقتاًاس شخص میں موجودبھی ہوتو یہ غیبت بھی ہوگی اورچغلی بھی۔''لہٰذاغیبت توتبھی ہوگی جبکہ وہ خامی اس میں پائی بھی جاتی ہو۔پس چغلی غیبت سے بھی زیادہ بری ہوئی(کیونکہ اس سے مراد یہ ہوا کہ خواہ وہ بیان کردہ خامی اس میں ہو یا نہ ہو)لہٰذامناسب یہی ہے کہ چغلی کواس صورت میں کبیرہ کہا جائے جبکہ اس کے سبب کوئی ایسافساد یابگاڑ پیدا ہوجس کی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے وضاحت کی ہے۔اس پرغوروفکرکروکیونکہ میں نے کسی کواس بات پرآگاہ نہیں پایا۔علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام حضرت سیِّدُناامام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی(متوفی ۵۰۵ھ)کاکلام نقل توکرتے ہیں لیکن جس بات پرمیں نے متنبہ کیاہے اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔البتہ!جس نے مطلقاً غیبت کوکبیرہ گناہ قراردیااُسے چاہئے تھا کہ چغلی کے کبیرہ ہونے کے لئے یہ شرط لگاتا کہ اس میں غیبت کے مفاسد کی طرح مفاسد پائے جائیں اگرچہ وہ لوگوں کے درمیان فساد برپاکرنے والے اسباب تک نہ پہنچیں۔

تنبیہ3: چغلی پر برانگیختہ کرنے والی چیزیں

چغلی پرابھارنے والی باتیں درج ذیل ہیں:

(۱)......جس کی چغلی کھائی جارہی ہے اس کے بارے میں برا ارادہ ہونا(۲)......جس سے چغلی کھائی جارہی ہے اس سے محبت ہونایا(۳)......فضول باتوں میں پڑنے سے خوش ہونا۔

اس کا علاج بھی غیبت کی طرح ہے۔جس سے چغلی کھائی جائے جیسے''فلاں نے تیرے بارے میں یہ کہا یا تیرے حق میں ایسا کیا۔''اسے چھ باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:(۱)......وہ اس کی بات کو سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور کے فاسق ہونے پراجماع ہے اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی فرمانِ عالیشان ہے:''اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا(پ۲۶،الحجرات:۶) ترجمۂ کنزالایمان:اگرکوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبرلائے توتحقیق کرلو۔''(۲)......اسے آئندہ کے لئے دینی اوردنیوی اعتبار سے اس بری عادت سے منع کرے(۳)......اگروہ اعلانیہ توبہ نہ کرے تواللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے

اس سے ناراض ہوجائے (۴)......جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے کیونکہ جو اس کے بارے میں بتایا گیا اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے ایسا ہی کیا اور (۵)......جو کچھ اسے بتایا گیا اس کی ٹوہ اور تلاش میں نہ پڑے یہاں تک کہ خود ہی ثابت ہوجائے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

(۶)......جس بات سے چغل خور کو منع کر رہا ہے وہ بات اپنے لئے پسند نہ کرے یعنی اس کی چغلی آگے بیان نہ کرے کہ وہ یہ کہنے لگے کہ ''فلاں نے مجھے یہ بات بتائی۔'' کیونکہ اس طرح یہ بھی چغل خور، غیبت کرنے والا اور جس چیز سے منع کر رہا تھا خود اس کا کرنے والا بن جائے گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کسی کے بارے میں کوئی منفی (NEGATIVE) بات کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چغلی کھانے والے سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو ہم تمہارے معاملے تحقیق کریں! اگر تم جھوٹے نکلے تو اس آیتِ مبارکہ کے مصداق قرار پاؤ گے: ''اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا (پ۲۶، الحجرات:۶) ترجمہ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔'' اور اگر تم سچے ہوئے تو یہ آیتِ مقدسہ تم پر صادق آئے گی: ''مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ﴿۱۱﴾ (پ۲۹، القلم:۱۱) ترجمہ کنزالایمان: بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔'' اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کر دیں۔'' اس نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن! معاف کر دیجئے! آئندہ کبھی ایسا (یعنی غیبت اور چغل خوری) نہیں کروں گا۔''[1]

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک (متوفی ۹۹ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۱۲۴ھ) کی موجودگی میں اس شخص پر اظہارِ ناراضی کیا جس کی اس سے چغلی کھائی گئی تھی تو اس شخص نے اس بات کا انکار کر دیا۔ خلیفہ نے کہا: ''جس نے مجھے بتایا ہے، وہ سچا آدمی ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا امام زہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۱۲۴ھ) نے ارشاد فرمایا: ''چغل خور کبھی سچا نہیں ہوسکتا۔'' تو سلیمان بن عبدالملک نے کہا: ''آپ نے سچ کہا، اے شخص! سلامتی

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمۃ ومایجب فی ردھا، ج۳، ص۱۹۳۔

کے ساتھ چلا جا۔“ (۱)

حضرت سیِّدُ نا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”جو شخص آپ کے سامنے کسی کی چغلی کھاتا ہے تو وہ آپ کی بھی چغلی کھائے گا۔“ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چغل خور کو ناپسند کیا جائے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، اس کی صداقت پر یقین نہ کیا جائے اور اس کو ناپسند کیونکر نہ کیا جائے حالانکہ وہ آپ کو جھوٹ، غیبت، تہمت، خیانت، چوری، حسد، لوگوں کے درمیان فساد اور دھوکا سے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ وہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن رشتوں کے جوڑنے کا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے انہیں توڑنے کی کوشش کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مؤاخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(پ۲۵، الشوریٰ: ۴۲)

چغل خور بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔ (۲)

{...... تعریف اور سعادت......}

حضرت سیِّدُ نا امام عبداللّٰہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔“

(تفسیرالبیضاوی، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیة: ۷۱، ج۴، ص۳۸۸)

---

(۱)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمة ومایجب فی ردها، ج۳، ص۱۹۳۔

(۲)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمة ومایجب فی ردها، ج۳، ص۱۹۳۔

کبیرہ نمبر253:

دو رُخا ہونا

دورُخے پن کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم مختلف قسم کے لوگوں کو پاؤ گے۔ ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھے جب انہوں نے اسلام کو سمجھ لیا تو اسلام میں بھی بہتر ہوگئے۔ تم لوگوں میں سے بہترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو اس حالت میں (یعنی اسلام لانے کے بعد) اس چیز (یعنی منافقت) کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور تم لوگوں میں بدترین دو چہروں والے کو پاؤ گے جو ایک چہرے کے ساتھ اِس کے پاس آتا ہے اور دوسرے چہرے کے ساتھ اُس کے پاس جاتا ہے۔''[1]

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا محمد بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، کچھ لوگوں نے میرے دادا حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں عرض کی: ''ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جا کر ان باتوں کے برعکس کہتے ہیں جو ہم ان سے جدا ہو کر کہتے ہیں۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''ہم اس (عمل) کو زمانۂ رسالت مآب میں منافقت شمار کرتے تھے۔''[2]

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''دو چہروں والا (یعنی منافق) قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے آگ کے (بنے ہوئے) دو چہرے ہوں گے۔''[3]

﴿4﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔''[4]

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، الحدیث۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ص۲۸۵۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من ثناء السلطان۔۔۔الخ، الحدیث۷۱۷۸، ص۵۹۸۔

[3] مسند ابی داود الطیالسی، الحدیث۱۹۵۵، ص۲۶۴۔

......المعجم الاوسط، الحدیث۶۲۷۸، ج۴، ص۳۷۰۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی ذی الوجھین، الحدیث۴۸۷۳، ص۱۵۸۰۔

﴿5﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کی دو زبانیں ہوں گی اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی آگ کی دو زبانیں بنادے گا۔'' (۱)

تنبیہ:

پہلی دو صحیح حدیثوں کی بنا پر دورُخے پن کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس لئے اسے علیحدہ ذکر نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اسے چغلی میں داخل سمجھا مگر اسے مطلقاً کبیرہ قرار دینا محلِ نظر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''دو زبانوں والا وہ شخص ہے جو ایسے دو آدمیوں کے درمیان جاتا ہے جو باہم دشمن ہیں اور وہ (منافق) ہر ایک سے اس کے موافق بات کرتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ دو باہم عداوت رکھنے والوں کے پاس جائے اور ایسا نہ کرے۔ وہ اس صفت سے متصف ہوتا ہے اور یہ حقیقی نفاق ہے۔''

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم قیامت کے دن لوگوں میں سب سے برا اس شخص کو پاؤ گے جو اِس کے پاس یہ بات کہتا ہے اور اُس کے پاس وہ بات کہتا ہے۔'' (۲)

﴿7﴾......ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ''اِس کے پاس اِس چہرے سے اور اُس کے پاس اُس چہرے سے آتا ہے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''دو چہروں والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک امین نہیں ہوسکتا۔'' (۴)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم میں سے کوئی اِمَّعَہ نہ ہو۔''

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۸۵، ج۶، ص۳۱۳۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۱۰۴۳۳، ج۳، ص۵۵۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجھین، الحدیث: ۶۰۵۸، ص۵۱۲۔

(۴)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۶۰۲ کثیر بن زید، ج۷، ص۲۰۵۔

لوگوں نے عرض کی: ''اِمَّعَہ سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو ہر ہوا کے ساتھ چل پڑتا ہے۔ (یعنی بغیر سوچے سمجھے ہر کسی کی بات پر عمل کرنے لگ جاتا ہے)۔''

حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دو آدمیوں سے دورخی ہو کر ملنا نفاق ہے۔ نفاق کی کئی علامتیں ہیں اور یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔''

اعتراض: آدمی کیسے دو زبانوں والا ہو سکتا ہے؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟''

جواب: جب کوئی شخص دو ایسے افراد کے پاس جائے جو ایک دوسرے کے دشمن ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور وہ اس میں سچا ہو تو وہ منافق ہے نہ دو زبانوں والا۔ کیونکہ ایک شخص کبھی باہم دو دشمنوں کا دوست بھی ہوتا ہے لیکن اس کی یہ دوستی کمزور اور ضعیف ہوتی ہے جو اخوت و بھائی چارے کی حد تک نہیں پہنچ پاتی۔ کیونکہ اگر اس کی یہ دوستی پختہ ہوتی تو اس بات کا تقاضا کرتی کہ دوست کا دشمن اس کا بھی دشمن ہے۔ ہاں! اگر اس نے دونوں میں سے ہر ایک کی بات دوسرے تک پہنچائی تو وہ دو زبانوں والا شمار ہوگا۔ اور یہ فعل چغلی سے زیادہ برا ہے کیونکہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کو کچھ بتانے سے ہی چغل خور بن جائے گا اور جب دوسرے کو بھی کچھ بتایا تو اس نے چغلی پر بھی زیادتی کی اور اگر اس نے ان میں سے کسی کو کوئی بات تو نہ بتائی البتہ! ان دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کو اچھا سمجھا تو تب بھی دو زبانوں والا کہلائے گا اور اسی طرح اگر اس نے دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا یا اس نے موازنہ کرتے ہوئے ہر ایک کی تعریف کی یا پھر ایک کی موجودگی میں تو اس کی تعریف کی لیکن جب اس سے علیحدہ ہوا تو اس کی مذمت کی تو ان تمام صورتوں میں وہ دو زبانوں والا کہلائے گا۔ [1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ بادشاہ کی موجودگی میں اس کی تعریف کرنا اور اس کی عدم موجودگی میں مذمت کرنا نفاق ہے۔ اس کی صورت یہ بنے گی کہ اگر اسے بادشاہ کے پاس جانے اور اس کی تعریف کرنے کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اس سے مال وعزت ملنے کی توقع ہو اور پھر جب مال وجاہ میں سے کسی ایک ضرورت کی وجہ سے بادشاہ کے پاس جائے اور اس کی تعریف کرے تو وہ منافق ہے اور حدیثِ پاک کا یہی معنی ہے۔ چنانچہ،

---

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۶۔

﴿10﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''مال وجاہ کی محبت دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزیاں پیدا کرتا ہے۔'' [1]

یعنی بعض اوقات انسان کو امرا کے پاس جانا پڑتا اور ان کی مراعات اور دِکھلاوے کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اگر ان کے پاس مجبوراً جانا پڑے مثلاً کسی کمزور کے چھٹکارے کے لئے، ان کے پاس جائے بغیر اس کی گلوخلاصی کی امید نہ ہو اور تعریف نہ کرنے کی وجہ سے ان کا خوف ہو تو وہ معذور ہے کیونکہ شر (یعنی برائی) سے بچنا جائز ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ''ہم لوگوں کے سامنے تو ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں یعنی ان سے مسکرا کر ملتے ہیں لیکن ہمارے دل ان پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں۔'' [2] اور حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ،

﴿11﴾......حاضری کا اذن طلب کرنے والے ایک شخص کے متعلق سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، یہ برے معاملے والا ہے۔'' (اس کے جانے کے بعد) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے استفسار کیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جاتی ہے۔'' [3]

یہ حدیثِ پاک خندہ پیشانی اور مسکرا کر ملنے کے باب سے تعلق رکھتی ہے، بہر حال کسی کے شر سے بچنے کے لئے اس کی تعریف کرنا ایک کھلا جھوٹ ہے جو کسی حاجت کے وقت یا بالخصوص کسی کے انتہائی مجبور کرنے پر ہی جائز ہے۔ منافقت کی ایک علامت یہ ہے کہ کوئی ناحق بات سنے تو اس کی تصدیق یا تائید کرے مثلاً سر کو حرکت دے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے جھٹک دے اور (اس کی طاقت نہ ہو تو) زبان سے روکے اور (اس کی بھی طاقت نہ ہو تو) دل میں برا جانے۔ [4]

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، تحت باب المداراة مع الناس، ص۵۱۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب المداراة مع الناس، الحدیث: ۶۱۳۱، ص۵۱۷۔

سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حسن العشرة، الحدیث ۴۷۹۳، ص۱۵۷۶۔

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۷ مفهوماً۔

کبیرہ نمبر254:

بہتان تراشی کرنا

غیبت کے باب میں یہ صحیح حدیثِ پاک بیان ہو چکی ہے کہ ''اگر وہ بات اس میں نہیں تو تو نے اس پر بہتان (یعنی جھوٹا الزام) لگایا۔'' (۱)

بہتان تراشی غیبت سے زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے لہٰذا یہ ہر ایک پر گراں گزرتا ہے جبکہ غیبت کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ بعض عقل مندوں پر گراں نہیں گزرتی اس لئے کہ وہ خود اس بری عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ چیزوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......ناحق قتل کرنا (۳)......مومن پر تہمت لگانا (۴)......میدانِ جنگ سے بھاگ جانا اور (۵)......ایسی جبری قسم جس کے ذریعے کسی کا مال ناحق لے لیا جائے۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی کی کوئی ایسی بات ذکر کی جو اس میں نہیں تاکہ اس کے ذریعے اس کو عیب زدہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم میں قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات ثابت کرے۔'' (۳)

تنبیہ:

بہتان تراشی کو بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے جھوٹ میں شمار کرنے کے ساتھ ساتھ علیحدہ طور پر بھی کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کے بارے میں خاص طور پر مذکورہ شدید وعید آئی ہے، لہٰذا اسے علیحدہ ذکر کیا۔

۞۞۞۞۞۞۞

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ، الحدیث: ۲۵۸۹، ص۱۳۹۰۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶ "وَبَھْتُ" بدلہ "اَوْنَھْبُ"۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳۶، ج۶، ص۳۲۷۔

کبیرہ نمبر255: ولی کا جبراً نکاح سے روکنا

اس کی صورت یہ ہے کہ عاقلہ وبالغہ عورت اپنے ولی کو اپنے کفو(۱) میں (یعنی حسب ونسب وغیرہ میں ہم پلہ شخص سے) شادی کرنے کے لئے کہے لیکن وہ انکار کردے۔ حضرت سیِّدُ نا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اپنے فتاویٰ جات میں اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اور ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کو نکاح سے جبراً روکنا کبیرہ گناہ ہے۔'' لیکن حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اپنی کتابوں میں اس کا صغیرہ ہونا ثابت کیا جبکہ کبیرہ ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ حضرت سیِّدُ نا **امام الحرمین** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **النھایۃ** میں ارشاد فرمایا: ''جب وہاں حاکمِ اسلام موجود ہو تو نکاح سے جبراً روکنا حرام نہیں۔'' جبکہ ان کے علاوہ کسی کا فرمان یہ ہے کہ ''جب ہم حاکم کے ولی ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں تو نکاح سے جبراً روکنا مطلقاً حرام نہیں ہونا چاہئے۔'' یعنی اس وقت معاملہ صرف ولی پر منحصر نہیں ہوتا۔ جب ہم اسے صغیرہ گناہ کہیں تو بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا۔ حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام کا ظاہری معنی بھی یہی ہے کہ ''عورت کو جبراً شادی سے روکنا صغیرہ سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔'' یعنی انہوں نے فرمایا: ''نکاح سے روکنے کے معاملے میں مجبور کرنا اگرچہ کبیرہ گناہوں میں سے نہیں، لیکن بار بار اس کا ارتکاب کرنے والا فاسق بن جاتا ہے اور بعض کے نزدیک اس کی کم از کم تعداد تین بار ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے اس قول کی تردید انہی کے اس فرمان سے ہو جاتی ہے جو انہوں نے **کِتَابُ الشَّھَادَات** میں ذکر فرمایا کہ اس بات پر واضح حکم اور جمہور علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول

---

(۱)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد دوم صفحہ 53 پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ و عار (بے عزتی ورسوائی کا سبب) ہو، کفائت (حسب ونسب میں ہم پلہ ہونا) صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔

(الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج۴، ص۱۹۴)

موجود ہے کہ ''جب نیکیاں غالب ہوں تو کسی ایک قسم کے صغیرہ گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنا نقصان نہیں دیتا۔'' اور ایک ضعیف توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''صغیرہ پر ہمیشگی اختیار کرنا فسق ہے اگرچہ نیکیاں غالب ہوں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر256: پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام دینا

یعنی کسی شخص کے صریح جائز پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام دینا جبکہ وہ صراحتاً قبول بھی کر چکا ہو اور اس کا قبول کرنا معتبر بھی ہو۔ نیز نہ اس نے اور نہ لڑکی والوں نے اجازت دی ہو یا اس پیغام سے اعراض کیا ہو۔ اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ بیع کے باب میں دوسرے کے سودے پر سودا کرنے کے متعلق جو وضاحت ہو چکی ہے یہ اسی کی مثل ہے۔ لہٰذا وہی بحث یہاں صادق آئے گی۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر257: بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانا

کبیرہ نمبر258: شوہر کو بیوی کے خلاف بھڑکانا

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو کسی مرد کے خلاف اس کی بیوی کو یا اس کے غلام کو بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۱)

﴿2﴾...... حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس نے کسی عورت کو اس کے خاوند یا غلام کو آقا کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۲)

﴿3﴾...... حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''جس نے کسی غلام کو اس کے گھر والوں کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکایا وہ بھی ہم

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث بریدۃ الاسلمی ،الحدیث:۲۳۰۴۰،ج۹،ص۱۶۔

(۲)......سنن ابی داود ،کتاب الطلاق ،باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجھا ،الحدیث۲۱۷۵،ص۱۳۸۳۔

میں سے نہیں۔‘‘ (۱)

﴿4﴾……سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان مردود پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنے شیطانی لشکروں کو فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے بھیجتا ہے۔ سب سے زیادہ فتنہ برپا کرنے والا اس کے نزدیک زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی آ کر کہتا ہے کہ ’’میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا۔‘‘ تو شیطان مردود کہتا ہے: ’’تو نے کچھ نہیں کیا۔‘‘ پھر ایک اور آ کر کہتا ہے: ’’میں نے فلاں شخص اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی۔‘‘ تو ابلیس مردود اس چیلے کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: ’’تو نے بہت اچھا کام کیا۔‘‘ پھر اسے گلے لگا لیتا ہے۔ (۲)

تنبیہ:

پہلے گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر تمام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اتفاق ہے۔ نیز انہوں نے اس موضوع پر روایت نقل فرمائی کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی اور میری بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے بھی اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ دوسرا گناہ بھی پہلے کی مثل ہے جیسا کہ ظاہر ہے اگرچہ ان دونوں میں فرق کرنا ممکن ہے وہ یوں کہ مرد تو فساد ڈالنے والے اور اپنی بیوی دونوں سے گزارہ کر سکتا ہے مگر بیوی ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانا یا شوہر کو بیوی کے خلاف کرنا عام ہے خواہ بھڑکانا مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے، عورت یا مرد سے شادی کرنے یا کرانے کا ارادہ ہو یا اس طرح کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب الحظر والاباحۃ ، الحدیث:۵۵۳۴، ج۷، ص۴۳۴۔

(۲)……صحیح مسلم ، کتاب صفات المنافقین ، باب تحریش الشیطان……الخ ، الحدیث:۷۱۰۶، ص۱۱۶۸۔

کبیرہ نمبر259: مَحرم سے نکاح کرنا

یعنی کسی شخص کا ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اس پر نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے حرام ہو اگرچہ اس کے ساتھ ہم بستری نہ کرے پھر بھی یہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یہی بات بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام میں بھی موجود ہے لیکن انہوں نے اس کی عمومی حرمت اور عدمِ مجامعت کا ذکر نہیں کیا اور یقیناً ان کی اس سے مراد یہی تھی۔ اس کو علیحدہ قسم ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کا اپنے حرام رشتے سے نکاح کرنا شجرِ شریعت کو جڑ سے اکھیڑنے کے مترادف ہے اور بلا شبہ اس کے نزدیک حدودِ شرعیہ کی پاسداری کی کوئی اہمیت نہیں خصوصاً ایسا فعل جس کی قباحت پر اہلِ خرد و دانش کا اتفاق ہے۔ ایسے فعل کا ارتکاب اس شخص سے کبھی نہیں ہو سکتا جس میں تھوڑی سی بھی مروّت ہو چہ جائیکہ جو دین کو کچھ سمجھتا ہو۔

کبیرہ نمبر260: طلاق دینے والے کا حلالہ پر رضا مند ہونا

کبیرہ نمبر261: طلاق یافتہ عورت کا اِس پر رضامند ہونا

کبیرہ نمبر262: حلالہ کرانے والے کا رضا مند ہونا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔''[۱]

﴿2﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''میں تمہیں ادھار لئے ہوئے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''کیوں نہیں! یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (ضرور بتائیں)'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔''[۲]

---

[۱]......سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثا وما فیه من التغلیظ، الحدیث:۳۴۴۵، ص۲۳۱۱۔

[۲]......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب المحلل والمحلل له، الحدیث:۱۹۳۶، ص۲۵۹۲۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۲۷۹ھ) اس حدیثِ پاک کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''جن اہلِ علم کا اس پر عمل ہے، ان میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم، ان کے صاحبزادے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم شامل ہیں۔ یہی تابعین میں سے فقہا کا قول ہے۔''(1)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حلالہ کرنے والے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(یہ جائز) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے نہ کہ مکر وفریب سے اور نہ ہی کتاب اللّٰہ (کے احکام) کا مذاق اڑاتے ہوئے کہ پھر تم ذائقہ چکھنے لگو۔''(2)

﴿4﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمرِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جو حلالہ کرنے والا اور کرانے والا لایا گیا میں اس کو رجم کروں گا۔''(3)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے سے اس کی وضاحت دریافت فرمائی تو ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں زانی ہیں۔''

﴿5﴾......ایک شخص نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے یہ مسئلہ دریافت کیا: ''آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے اس لئے نکاح کیا تا کہ اسے اس کے سابقہ شوہر کے لئے حلال کر دوں حالانکہ اس کے شوہر نے نہ تو مجھے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اسے اس کا علم ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''(ایسا کرنا صحیح) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت تجھے پسند آئے تو اسے اپنے پاس روک لے اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دے اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں ہم اسے (یعنی حلالہ کے عمل کو) جہالت شمار کرتے تھے۔''(4)

﴿6﴾......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اپنے شوہرِ اول کے لئے (حلال ہونے کے لئے) عورت کے حلالہ کرانے کے

(1)......جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی المحلل والمحلل له، تحت الحدیث: ۱۱۲۰، ص۱۷۶۰۔

(2)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۵۶۷، ج۱۱، ص۱۸۰، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(3)......المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التحلیل، الحدیث: ۱۰۸۱۹، ۱۰۸۲۰، ج۶، ص۲۱۱۔

(4)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۴۶، ج۴، ص۳۶۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ جہالت ہے۔'' (۱)

﴿7﴾......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی چچازاد بہن کو طلاق دے دی پھر شرمسار ہو کر اس کی طرف راغب ہوا اور ارادہ کیا کہ کوئی شخص اس کی چچازاد سے نکاح کر کے اس کے لئے اسے حلال کر دے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں زانی ہیں، اگرچہ 20 سال تک یا جتنا عرصہ اس حالت میں رہیں بشرطیکہ وہ (یعنی حلالہ کرنے والا) جانتا ہو کہ اس کا حلالہ کرانے کا ارادہ تھا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس پر نادم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شرمسار کیا اور شیطان کی پیروی کی تو اپنے لئے چھٹکارے کی کوئی راہ نہ پائے گا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''آپ حلالہ کرنے والے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے وہ خود دھوکے میں رہتا ہے۔'' (۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی دو احادیثِ مبارکہ میں لعنت کی وجہ سے واضح ہے اور یہ دونوں احادیثِ مبارکہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اس صورت پر محمول ہیں کہ جب یہ شرط لگائی جائے کہ حلالہ کرنے والا ہم بستری (یعنی وطی کرنے) کے فوراً بعد طلاق دے دے گا یا نکاح کو فاسد کرنے والی کوئی شرط عائد کی جائے تو اس وقت حلالہ کرنا گناہِ کبیرہ کہلائے گا۔ لہٰذا طلاق دینے والا، حلالہ کرنے والا اور وہ عورت تینوں اس گھٹیا فعل کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو جائیں گے۔ اسی وجہ سے کئی شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اسے مطلقاً کبیرہ قرار دینا اسی صورت پر محمول ہے کیونکہ فاسد شرط کے بغیر یہ فعل مکروہ ہے، نہ کہ حرام، چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ہو اور ان کے پوشیدہ ارادوں اور نکاح سے پہلے والی شرائط کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۴)

......المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التحلیل، الحدیث:۱۰۸۱۵، ج۶، ص۲۱۰۔

......المرجع السابق، الحدیث:۱۰۸۲۰۔ ......المرجع السابق، الحدیث:۱۰۸۲۱۔

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ......

ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے دونوں احادیثِ مبارکہ کو مطلق رکھتے ہوئے حلالہ کو حرام قرار دیا ہے۔ان میں سے چند صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اورتابعین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:''جب تینوں کی نیت حلالہ کی ہوتو نکاح ہی فاسد ہے۔''جبکہ حضرت سیِّدُ ناامام نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''جب پہلے یا دوسرے شوہر یا عورت تینوں میں سے کسی ایک کی حلالہ کی نیت ہوتو دوسرے شوہر کا نکاح باطل ہوگا اورعورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔''

حضرت سیِّدُ نا ابن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''جس نے کسی عورت سے اس لئے نکاح کیا تا کہ وہ اسے پہلے شوہر کے لئے حلال کرے تو وہ پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی۔''سیِّدُ ناامام مالک،سیِّدُ نالیث،سیِّدُ ناامام سفیان ثوری اورسیِّدُ ناامام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بھی اس قول میں ان کی پیروی کی ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا:''ایک شخص نے کسی عورت سے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ اسے پہلے شوہر کے لئے حلال کر دے اورعورت کو اس بات کا علم نہیں۔''تو آپ نے ارشادفرمایا:''وہ حلالہ کرنے والا ہے اور جب اس نکاح سے تحلیل (یعنی عورت کو پہلے شوہر کیلئے حلال کرنے) کا ارادہ کرے تو ملعون ہے۔''(1)

......180 پر حلالہ کے بارے میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ''نِکَاح بِشَرْطِ التَّحْلِیْل(یعنی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا) جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی،وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہِ تحریمی ہے، زوجِ اول وثانی (یعنی پہلاشوہر جس نے طلاق دی اوردوسرا جس سے نکاح کیا) اورعورت تینوں گنہگار ہوں گے مگرعورت اِس نکاح سے بھی بشرائطِ حلالہ شوہرِ اوّل کے لئے حلال ہو جائے گی اور شرط باطل ہے اور شوہرِ ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہوتو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیتِ خیر ہوتو مستحقِ اجر ہے۔''(الدرالمختار،کتاب الطلاق،باب الرجعة ،ج۵،ص ۵۱، وغیرہ)

(1)...... کتاب الکبائر للذھبی،الکبیرة الخامسة والثلاثون،ص۱۵۸۔

کبیرہ نمبر263: بیوی کی چُھپی باتوں کو ظاہر کرنا

کبیرہ نمبر264: شوہر کی پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنا

(یعنی دونوں کا جماع کی تفصیلات اوراس طرح کی مخفی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کرنا)

﴿1﴾……حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک خبیث ترین وہ میاں، بیوی ہوں گے جوایک دوسرے کے ساتھ خلوت اختیار کریں پھران دونوں میں سے ہرایک دوسرے کی راز کی باتیں لوگوں میں ظاہر کرے۔''(1)

﴿2﴾……ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:''بروزِ قیامت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ ہوگی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ خلوت اختیار کریں پھر شوہر اپنی بیوی کی راز کی باتیں پھیلائے۔''(2)

﴿3﴾……حضرت سیِّدَتُنا اَسماء بنت یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھی ۔مرد اور عورتیں آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''کوئی مرد ایسا بھی ہے جو اپنی بیوی سے صحبت کرنے کو بیان کرے اور کوئی عورت ایسی بھی ہے جو اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستری کرنے کی باتوں کو ظاہر کرے۔''یہ سن کر لوگوں پر خاموشی چھا گئی۔(آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:)میں نے عرض کی:''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مرد عورتیں تو ایسا کرتے ہیں۔''تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایسا مت کیا کرو، ایسا کرنے والا شیطان کی مثل ہے جو اپنی مادہ سے ملے اور اس سے بدکاری کرے جبکہ لوگ دیکھ رہے ہوں۔''(3)

---

(1)……صحیح مسلم، کتاب النکاح،باب تحریم افشاء سرالمرأة، الحدیث:۳۵۴۲،ص۷۵۲ ۹۱۹ ''ینشر……الخ''بدلہ''ینشرسرھا''۔

(2)……المرجع السابق، الحدیث:۳۵۴۳۔

(3)……المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث اسماءابنة یزید،الحدیث:۲۷۶۵۴،ج۱۰،ص۴۳۹۔

المعجم الکبیر، الحدیث:۴۱۴، ج۲۴،ص۱۶۲۔

﴿4﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کرے اور دروازہ بند کر لے پھر پردہ کر کے اس سے اپنی حاجت پوری کرے۔ پھر جب باہر نکلے تو اس کا تذکرہ اپنے دوستوں سے کرے اور ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی عورت دروازہ بند کر کے پردے میں اپنے شوہر سے حاجت پوری کرے پھر اس (یعنی ہم بستری کی باتوں) کا تذکرہ اپنی سہیلیوں سے کرے۔'' ایک سرخی مائل سیاہ چہرے والی عورت نے عرض کی: ''بخدا! یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بلاشبہ عورتیں ایسا کرتی ہیں اور یقیناً مرد بھی ایسا کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا مت کرو، اس کی مثال شیطان کی ہے جو راستے کے درمیان اپنی مادہ سے ملے اس سے اپنی حاجت پوری کرے پھر اسے وہیں چھوڑ کر چلا جائے۔'' [۱]

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کثرتِ جماع پر فخر کرنا حرام ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابنِ لَھِیْعَہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی ایسی بات جس کے ذریعے جماع پر فخر کیا جائے۔ [۲] یعنی مطلق فخر کرنا حرام نہیں بلکہ ایسا فخر کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے عزت کا دامن تار تار ہو جائے۔''

﴿6﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''تین کے علاوہ سب مجالس امانت ہیں: (۱)......حرام خون بہانے کی مجلس (۲)......حرام کاری کی مجلس اور (۳)......ناحق مال لینے کی مجلس۔'' [۳]

تنبیہ:

ان دونوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ صحیح احادیث سے واضح ہے اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اس میں جس کے بارے میں بات کی جارہی ہے اس کی ایذا رسانی اور غیبت پائی جارہی ہے اور اس عزت کو پامال کرنا پایا جارہا

[۱] ......مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب کتمان ما یکون بین الرجل واھلہ، الحدیث:۷۵۶۳، ج۴، ص۵۴۰۔

[۲] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث:۵۲۳۲، ج۴، ص۳۱۴۔

[۳] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث: ، الحدیث:۴۸۶۹، ص۱۵۸۰۔

ہے جس کے صیغۂ راز میں رکھنے پر اور پھیلانے کی قباحت پر عقلا کا اتفاق ہے۔ عنقریب کِتَابُ الشَّھَادَات میں اس کے متعلق وضاحت آئے گی۔

اس کی کراہت اور حرمت کے بارے میں حضرت سیِّدُ نا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کا کلام مختلف ہے کیونکہ انہوں نے کِتَابُ النِّکَاح میں ذکر فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اور شرح مسلم میں مسلم شریف کی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا۔ بہرحال ان دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ حرام اس وقت ہوگا جب وہ اپنی بیوی کے ایسے پوشیدہ احوال کا تذکرہ کرے کہ جو ان دونوں کے درمیان جماع اور خلوت کے وقت پیش آتے ہیں اور مکروہ اس وقت ہوگا جب وہ ایسی بات ذکر کرے جسے مروتاً نہیں چھپایا جاتا۔'' لہٰذا بغیر مقصد صرف جماع کا تذکرہ کرنا مکروہ ہوگا۔ پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دیکھا کہ انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ عنوان کے مطابق بیان فرمایا۔

کبیرہ نمبر265: بیوی یا لونڈی کے پچھلے مقام میں وطی کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا بیوی کی دبر میں وطی کرے۔'' (۱)

﴿2﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے عورت کی دبر میں وطی کی تحقیق اس نے (حکمِ شریعت کا) انکار کیا۔'' (۲)

﴿3﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے۔'' (۳)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیة إتیان النساء فی أدبارھن، الحدیث:۱۱۶۵، ص۱۷۶۶۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۹۱۷۹، ج۶، ص۳۹۳۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب النھی عن إتیان النساء فی أدبارھن، الحدیث:۱۹۲۳، ص۲۵۹۲۔

﴿4﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنی بیوی سے اس کے پچھلے مقام میں وطی کی وہ ملعون ہے۔'' (۱)

﴿5﴾……سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''جس نے حائضہ سے یا بیوی کی دبر میں وطی کی یا کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا انکار کیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محمد صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمائی۔'' (۲)

﴿6﴾……ایک روایت میں ہے، ''وہ اس سے بری ہو گیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محمد صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمایا۔'' (۳)

﴿7﴾……حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ لواطتِ صُغریٰ ہے۔'' یعنی آدمی کا اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرنا۔ (۴)

﴿8﴾……رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرم وحیا اختیار کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا۔ عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔'' (۵)

﴿9﴾……حضرت سیِّدُنا خزیمہ بن ثابت رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا (پھر ارشاد فرمایا) عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔'' (۶)

﴿10﴾……حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

(۱)……سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح، الحدیث:۲۱۶۲، ص۱۳۸۲۔

(۲)……سنن ابن ماجه، ابواب الطهارة، باب النهی عن إتيان الحائض، الحديث:۶۳۹، ص۲۵۱۴۔

(۳)……سنن ابی داود، کتاب الکهانة والطير، باب فی الکهان، الحديث:۳۹۰۴، ص۱۵۱۰۔

(۴)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحديث:۶۷۱۵، ج۲، ص۶۰۲۔

(۵)……المعجم الکبیر، الحدیث:۳۷۳۳، ج۴، ص۸۸۔

(۶)……سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب النهی عن إتيان النساء فی أدبارهن، الحديث:۱۹۲۴، ص۲۵۹۲۔

نے عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع کرنے سے منع فرمایا۔'' (۱)

﴿11﴾......حضورنبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، عورتوں سے ان کی دبر میں جماع کرنا حلال نہیں۔'' (۲)

﴿12﴾......حضورنبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع کرتے ہیں۔'' (۳)

﴿13﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع نہ کیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا۔'' (۴)

تنبیہ:

اسے کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔آپ کو صحیح احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس فعل کے ارتکاب سے یہ چیزیں لازم آتی ہیں: (۱)......احکامِ شریعت کا انکار کرنا (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمانا اور (۳)......اس فعل کا لواطت صُغریٰ (یعنی چھوٹی لواطت) کہلانا اور یہ سب سے بری اور سخت وعید ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کا قول محلِ نظر ہے اور شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۷۶۱ھ) نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ''اسے لواطت کے ساتھ ملحق کرنا چاہئے کیونکہ حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والے پر لعنت ثابت ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المعجم الاوسط ،الحدیث۷۷۲۲،ج۵،ص۳۹۳۔

(۲)......سنن الدار قطنی،کتاب النکاح،باب المھر، الحدیث۳۷۰۸،ج۳،ص۳۴۱، دون قولہ:من اللہ۔

(۳)......المعجم الاسط ،الحدیث۱۹۳۱،ج۱،ص۵۲۴۔

(۴)......شعب الإیمان للبیھقی،باب فی تحریم الفروج،الحدیث۵۳۷۵،ج۴،ص۳۵۵۔

کبیرہ نمبر266: اجنبی (مرد یا عورت) کے سامنے بیوی سے وطی کرنا

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا تو بڑا واضح ہے کیونکہ اس کا مرتکب حقیقت میں دین اور دین داری کی بہت کم پرواہ کرتا ہے۔ کبیرہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ چیز غالبًا بلکہ قطعی طور پر اسے اجنبی عورت کے ساتھ ملوّث ہونے یا اجنبی مرد کے اپنی بیوی کے ساتھ ملوّث ہونے کی طرف لے جاتی ہے۔ جس نے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کو کبیرہ قرار دیا اسے بدرجۂ اَولیٰ اس کو بھی کبیرہ گناہ شمار کرنا چاہئے کیونکہ یہ فساد کے اعتبار سے اس سے زیادہ برا اور قبیح فعل ہے۔

{......فضائلِ قرآنِ کریم......}

فرمانِ مصطفٰی:

''یہ قرآن مجید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بے شک یہ قرآن مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مُبِین، نفع بخش شفا، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ مَیں نہیں کہتا کہ ''الٓمّٓ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔''

(المستدرک، الحدیث:۲۰۸۷، ج۲، ص۲۵۶)

۱۔ بابُ الصداق

کبیرہ نمبر267: مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح کرنا

(یعنی کسی عورت سے اس ارادے سے نکاح کرنا کہ اگر اس نے مہر کا مطالبہ کیا تو ادا نہیں کرے گا)

﴿1﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا جبکہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اسے مہر ادا نہ کرے گا تو اس نے اسے دھوکا دیا۔ اب اگر اس عورت کو اس کا حق مہر ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا جبکہ قرض خواہ کو واپس کرنے کا ارادہ نہ تھا تو اس نے اسے دھوکا دیا یہاں تک کہ اس کا مال ہڑپ کر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ چور (شمار) ہوگا۔'' [۱]

﴿2﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے کسی عورت کا مہر پورا پورا مقرر کیا جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ اس کا ادا کرنے کا ارادہ نہیں تو اس نے عورت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر دھوکا دیا اور باطل طریقے سے اس کی شرمگاہ کو حلال کرنا چاہا۔ وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا۔'' [۲]

﴿3﴾......حضور سید دوعالم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے، پھر اپنی حاجت پوری کر کے اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی لے جائے۔ کوئی شخص مزدور سے کام تو لے لیکن اس کی اجرت ادا نہ کرے اور جو کسی جانور کو بے فائدہ مار ڈالے۔'' [۳]

﴿4﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کسی عورت سے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ اس کا مہر ادا نہ کرے گا اور (ادا کئے بغیر) مر گیا تو موت کے دن زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا۔'' [۴]

---

[۱]......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۱، الجزء الاول، ص۴۳۔

[۲]......السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصداق، باب ما جاء فی حبس الصداق۔۔۔الخ، الحدیث ۱۴۳۹۰، ج۷، ص۳۹۵۔

[۳]......المستدرک، کتاب النکاح، باب أعظم الذنوب عند اللہ، الحدیث ۲۷۹۲، ج۲، ص۵۳۸۔

[۴]......المعجم الکبیر، الحدیث ۷۳۰۲، ج۸، ص۳۵۔

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، یہ پہلی صحیح حدیث اور بعد والی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور اسی پر بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اعتماد کیا ہے لیکن انہوں نے عنوان یہ دیا ہے کہ وہ کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے دل میں یہ خیال نہ ہو کہ وہ مہر ادا کرے گا۔ مگر میں نے اس سے مختلف عنوان دیا ہے اور وہ بڑا واضح ہے۔ یعنی جس کے دل میں نہ تو مہر ادا کرنے کا خیال ہو اور نہ منع کرنے کا تو اس پر حرمت کا اطلاق نہیں ہوگا چہ جائیکہ کبیرہ قرار دیا جائے۔ میں نے اس عبارت سے یہی سمجھا ہے۔ البتہ! جس کا یہ قول ہے اس نے پہلی حدیث کے ظاہر سے دھوکا کھایا ہے اور اس کے آخری حصے کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی مابعد روایت کی طرف دیکھا جس میں یہ ہے کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ اس کا مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں۔'' اگر وہ اس کو دیکھتا تو وہی عنوان دیتا جو میں نے دیا ہے۔

سوال: اس کو کبیرہ گناہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس گناہ کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تین کبیرہ گناہ پائے جاتے ہیں: (۱) دھوکا (۲) ظلم اور (۳) آزاد کے منافع کسی چیز کے بدلے حاصل کرنا پھر عوض کی ادائیگی سے انکار کر دینا۔

میں نے عنوان میں عورت کے مطالبہ کرنے کی قید اس لئے لگائی تا کہ وہ اس سے نکل جائے جس کا پختہ ارادہ ہو کہ وہ مہر ادا نہ کرے گا (اور عورت بھی مطالبہ نہ کرے) کیونکہ عام طور پر عورتیں یا تو مہر معاف کر دیتی ہیں یا پھر ساری زندگی اس کا مطالبہ ہی نہیں کرتیں۔ لہٰذا اس صورت میں مہر ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ گناہ گار نہیں ہوگا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔

۞۞۞۞۞۞۞

۲۔باب الولیمۃ

کبیرہ نمبر268: ذی رُوح کی تصویر بنانا

یعنی کسی قابلِ تعظیم چیز پر یا پھر مٹی وغیرہ جیسی کسی حقیر چیز پر کسی جاندار کی تصویر بنانا اگرچہ اس کی کوئی حقیقت نہ بھی ہو مثلاً پروں والے گھوڑے کی تصویر بنانا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔''(1)

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو لوگ یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا: جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' (اور وہ ایسا نہ کرسکیں گے)(2)

﴿2﴾......ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک سفر (یعنی غزوۂ تبوک) سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے روشن دان پر پردہ لٹکا رکھا تھا۔ جس میں تصویریں تھیں۔ جب مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا تو چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں قیامت کے دن وہ لوگ سب سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔'' ام المؤمنین حضرت

---

(1)......تفسیر الطبری، پ۲۲، الأحزاب، تحت الآیۃ:۵۷، الحدیث ۲۸۶۳۹، ج۱۰، ص۳۳۰، مفہوماً۔

(2)......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، الحدیث:۵۹۵۱، ص۵۰۴۔

سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: ''ہم نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنا لئے۔''(۱)

﴿3﴾......صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''(ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم میرے پاس تشریف لائے تو میرے گھر میں تصویروں والا ایک پردہ (لٹکا ہوا) تھا، (اسے دیکھ کر) آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے اسے پکڑ کر پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن وہ لوگ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے جو یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔''(۲)

﴿4﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ ''ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے اسے دیکھا تو دروازے پر ہی ٹھہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔ (اُم المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:) میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کئے تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟'' تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تکیہ کیسا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میں نے اسے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' پھر مزید ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''(۳)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں یہ

......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما وطیء من التصاویر، الحدیث: ۵۹۵۴، ص۵۰۵۔

صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۲۸، ص۱۰۵۵۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لأمر اللہ تعالی، الحدیث: ۶۱۰۹، ص۵۱۵۔

......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارۃ فیما یکرہ لبسہ للرجال والنساء، الحدیث: ۲۱۰۵، ص۱۶۴۔

تصویریں بناتا ہوں، مجھے اس کے بارے میں فتویٰ دیجئے۔''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا:''میرے قریب آ ؤ۔''وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب ہوا، پھرفرمایا:''میرے قریب آ ؤ۔''چنانچہ وہ اورقریب ہوگیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپناہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا اور ارشادفرمایا: کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ نہ کروں جو میں نے دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشادفرماتے ہیں:''ہرمصور جہنمی ہے، اس کی بنائی ہوئی ہرتصویر کے بدلے ایک جسم بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''اگر تجھے تصویریں بنانی ہی ہیں تو درختوں اور بے جان چیزوں کی بنایا کرو۔''(1)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ''اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی:''میرا ذریعۂ معاش اپنے ہاتھ کی کاریگری ہے اور میں (جانداروں کی) تصویریں بناتا ہوں (اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟)۔''تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشادفرمایا:''میں تمہیں وہی بات بتاؤں گا جو میں نے سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشادفرماتے ہوئے سنی ہے کہ''جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک کہ وہ اس میں روح نہ پھونک دے اور وہ اس میں کبھی بھی روح نہ پھونک سکے گا۔''اس پر وہ شخص (غصے یا تکبر کی وجہ سے) سخت ناراض ہوگیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر، اگر تجھے یہ کام کرنا ہی ہے تو درخت یا غیر ذی روح کی تصاویر بنایا کر۔''(2)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشادفرماتے ہوئے سنا:''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔''(3)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث:۵۵۴۰، ص۱۰۵۶۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیھا روح، الحدیث:۲۲۲۵، ص۱۷۲۔

3 ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث:۵۵۳۷، ص۱۰۵۶۔

صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری تخلیق کی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایک ذرہ پیدا کر کے دکھائیں یا ایک دانہ بنا دیں یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھا دیں۔''[1] (یقیناً وہ ایسا نہیں کر سکتے)۔

﴿9﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن ظاہر ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی اور کہے گی: ''میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں: (۱)...... جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا (۲)...... ہر سرکش ظالم اور (۳)...... تصویریں بنانے والے۔''[2]

﴿10﴾...... حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''خبردار! میں تجھے ایسے کام کے لئے بھیجوں گا جس کے لئے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بھیجا تھا کہ ہر تصویر مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو[3]۔''[4]

﴿11﴾...... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنازہ میں شریک تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے اور ہر بت توڑ دے، ہر قبر برابر کر دے اور ہر تصویر مٹا دے۔'' تو ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں (جاتا ہوں)۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس نے اہلِ مدینہ کو ہیبت زدہ کر دیا۔ وہ شخص گیا اور واپس آ کر عرض کی: ''یارسول **اللہ** صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے تمام بت توڑ دیئے، ہر قبر کو برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مٹا دیا ہے۔'' اس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آئندہ جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اس نے محمد (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر نازل کردہ (شریعت) کا انکار کیا۔''[5]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان ......الخ، الحدیث: ۵۵۴۳، ص۱۰۵۶۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، الحدیث: ۲۵۷۴، ص۱۹۱۱، ''جعل'' بدلہ ''دعا''۔

[3] ......مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود ونصارٰی کی قبریں مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی۔'' مزید تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے! (مراۃ المناجیح، ج۲، ص۴۸۸، مطبوعہ: ضیاء القرآن)

[4] ......صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویۃ القبر، الحدیث: ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ص۸۳۰، عن ابی الھَیَّاج۔

[5] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۵۷، ج۱، ص۱۸۸۔

﴿12﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔'' (۱)

ایک روایت میں وَلَا صُوْرَۃٌ کی جگہ وَلَا تَمَاثِیْلُ (یعنی مجسمے) ہے۔ (۲)

﴿13﴾......مروی ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا لیکن تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ بات شاق گزری۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استفسار فرمانے پر حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''ہم (یعنی فرشتے) ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔'' (اس دن کتے کا ایک پلاّ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تخت مبارک کے نیچے آ کر بیٹھ گیا تھا۔ مسلم)۔'' (۳)

﴿14﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، جُنُبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو) یا کتا ہو۔'' (۴)

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک مرتبہ میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس گزشتہ رات حاضر ہوا تھا لیکن دروازے پر تصویروں کی وجہ سے داخل نہ ہوا۔ گھر میں نقش و نگار والا پردہ اور ایک کتا بھی تھا لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں موجود تصاویر کے سر کو کاٹنے کا حکم دیجئے تا کہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں، پھر پردے کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمائیے کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لئے جائیں جو روندے جاتے رہیں اور کتے کو (گھر سے) نکالنے کا حکم فرمائیے۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۱۰، ص۱۰۵۴۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۵۵۱۹، ص۱۰۵۵۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لاتدخل الملائکۃ ......الخ، الحدیث: ۵۹۶۰، ص۵۰۵۔
صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر ...... الخ، الحدیث: ۵۵۱۱، ص۱۰۵۴۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث ۲۲۷، ص۱۲۳۸۔

(۵)......سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الصور، الحدیث ۴۱۵۸، ص۱۵۲۶۔

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''(ایک دفعہ) میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''میں رات کو بھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی انسان کی تصاویر کی وجہ سے میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس نہ آیا اور گھر میں ایک نقش ونگار والا رنگین کپڑا اور ایک کتا بھی تھا۔ لہٰذا دروازے پر جو تصویریں ہیں ان کے سروں کو کاٹنے کا حکم فرمایئے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں اور پردے کے متعلق حکم فرمایئے کہ اسے کاٹ کر دو گدے بنا لئے جائیں تاکہ وہ (تصویریں) پیروں سے روندی جائیں اور کتے کو بھی باہر نکالنے کا حکم دیجئے۔'' پس حضور صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا ہی کیا۔ وہ پِلّا (یعنی کتے کا بچہ) حضرت سیِّدُنا امام حسن یا سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کا تھا جو آپ کے تخت کے نیچے (بیٹھ گیا) تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے نکال دیا گیا۔''(۱)

﴿17﴾......حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''میں حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر رنج وغم کے آثار نمودار تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا: ''3 دن سے میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نہیں آئے۔'' اچانک آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتے کا بچہ اپنے سامنے بیٹھے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے مار دیا گیا۔ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا اور دریافت فرمایا: ''آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''ہم (یعنی رحمت کے فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔''(۲)

﴿18﴾......ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک مخصوص وقت حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ جب وہ لمحہ آیا تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر نہ ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: ''دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ میں ایک عصا مبارک تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الأدب، باب ماجاء أن الملائكة لاتدخل بيتا.الخ، الحديث ۲۸۰۶، ص۱۹۳۳۔

(۲)......المسند للامام احمدبن حنبل، حديث اسامة بن زيد، الحديث: ۲۱۸۳۱، ج۸، ص۱۸۰، بتغيرٍ۔

وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے اسے پھینک دیا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وعدہ خلافی نہیں کرتے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم متوجہ ہوئے تو ایک کتے کا پِلّا چار پائی کے نیچے دیکھ کر دریافت فرمایا: ''یہ کتا کب سے آیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے نہیں معلوم۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا تو میں نے اسے باہر نکال دیا۔ پھر حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا، میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''میں گھر میں موجود کتے کی وجہ سے حاضر نہ ہوا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔'' (1)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ ذکر کردہ صحیح احادیث سے واضح ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے اسی مؤقف کو اختیار کیا اور یہی ظاہر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کی شرح مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ میں نے عنوان میں اس کی حرمت کو عام ذکر کیا بلکہ یہ ان اقسام کی وجہ سے کبیرہ ہے جن کی طرف میں نے ظاہری طور پر اشارہ کیا۔ کیونکہ مذکورہ تمام صورتوں میں ایک ہی چیز کو ملاحظہ کیا جا رہا ہے۔ نیز فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول بھی اس کی نفی نہیں کرتا اور جو تصویر زمین یا چٹائی یا دستکاری کے کسی نمونے پر ہو وہ جائز ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو باقی رکھنا جائز ہے اور ضائع کرنا واجب نہیں۔ جب کسی ولیمہ کی جگہ میں اس طرح کی تصاویر ہوں تو یہ وہاں حاضری کے وجوب سے مانع نہیں۔ رہا جاندار کی تصویر بنانا تو وہ مطلقاً حرام ہے اگرچہ تصویر میں بعض ایسے ظاہری یا باطنی اعضاء پوشیدہ ہوں جن کے بغیر بھی زندگی پائی جا سکتی ہے۔ پھر میں نے شرح مسلم میں دیکھا کہ انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ مؤقف کی وضاحت کی۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

''حیوان کی تصویر بنانا حرام ہے اور اسے احادیثِ مبارکہ میں وارد شدید وعید کی بنا پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے خواہ اس تصویر کو قابلِ قدر جگہ یا ذلت و بے قدری کی جگہ پر رکھنے کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

(1) ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۱۱، ص۱۰۵۴، بتغیرٍ۔

کے وصفِ تخلیق سے مشابہت پائی جاتی ہے۔خواہ وہ چٹائی، کپڑے، درہم، دینار، سکے، برتن، دیوار، گدے یا اس طرح کی کسی چیز پر ہو۔البتہ! درخت اوراس طرح کی بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں۔باقی رہا یہ مسئلہ کہ جس چیز پر حیوان کی تصویر ہو(اس کا کیا حکم ہے؟) تو اگر وہ تصویر دیوار کے ساتھ لٹکی ہوئی ہو یا پہنے ہوئے کپڑے یا عمامہ پر ہو یا پھر کسی ایسی چیز پر ہو جس کی تعظیم کی جاتی ہے تو حرام ہے۔لیکن اگر کسی ایسی چیز میں ہو جس کی تعظیم نہیں کی جاتی جیسے چٹائی، گدہ اور تکیہ وغیرہ تو حرام نہیں۔

سوال: کیا فرشتگانِ رحمت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (چٹائی وغیرہ پر) تصویریں ہوں؟

جواب: میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔'' مطلق ہے، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ یہ حکم ہر صورت میں عام ہے۔اوراس میں کوئی فرق نہیں کہ تصویر مجسَّم ہو یا غیر مجسَّم، بہرحال حرام ہے۔یہ جمہور صحابہ وتابعین علما رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے مذہب کا خلاصہ ہے اور بعد والے علما جیسے حضرت سیِّدُنا امام شافعی، حضرت سیِّدُنا امام مالک، حضرت سیِّدُنا امام ثوری، حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔بہرحال سب علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''مجسم تصویر کی ہیئت تبدیل کرنا واجب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا قاضی عیاض مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں: ''چھوٹی بچیوں کی گڑیوں کے بارے میں رخصت ہے۔'' لیکن حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) کے نزدیک ''کسی شخص کا اپنی بیٹی کے لئے گڑیاں خریدنا بھی مکروہ ہے۔'' اور کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''ان احادیثِ مبارکہ سے بچیوں کے گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت بھی منسوخ ہوگئی۔'' [1]

حدیث میں مذکور الفاظ کی وضاحت

۱۔اَلْمَلَائِکَۃ: حضرت سیِّدُنا علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۳۸۸ھ) وغیرہ فرماتے ہیں: ''گزشتہ حدیثِ پاک ''لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا صُوْرَۃٌ وَلَا جُنُبٌ'' میں ملائکہ سے مراد برکت یا رحمت کے

[1] ......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، ج۱۴، ص۸۱،۸۲۔

فرشتے ہیں نہ کہ کراماً کاتبین (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے)۔ کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے کراماً کاتبین کا داخلہ منع نہیں۔''

۲۔جُنُب: ایک قول یہ ہے کہ جنبی سے مراد وہ شخص نہیں جو نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرکے غسل کرے۔ بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو غسل میں سستی کرتا اور اس کی عادت بنالیتا ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے پاس ایک ہی غسل میں تشریف لے جاتے جبکہ اس میں غسل فرض ہونے کے اول وقت سے تاخیر پائی جارہی ہے۔ چنانچہ،

《19》......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنابت کی حالت میں سوجاتے اور پانی کو نہ چھوتے (یعنی غسل نہ فرماتے)۔''(۱)

۳۔صُوْرَۃ: اس سے مراد ہر ذی روح کی تصویر ہے خواہ وہ مجسم ڈھانچے کی شکل میں ہوں یا صرف نقش ونگاری کے فن پارے ہوں، چھت میں ہوں یا دیوار میں، کپڑوں میں کڑھی ہوئی ہوں یا کسی دوسری چیز میں۔

۴۔کَلْب: یعنی اس سے شکار اور پہرہ دینے والے کتے مراد نہیں بلکہ ایسے کتے مراد ہیں جن کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اور کتے پالنے والے کا اس عمل کے سبب روزانہ دو قیراط اجر کم ہو جاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے، کیونکہ ان کے مضامین سے یہی واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ،

《20》......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے شکار یا جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کوئی کتا پالا اس کے اجر میں یومیہ دو قیراط کی کمی ہوتی ہے(۲)۔''(۳)

......اور ایک روایت میں ''مِنْ أَجْرِہٖ'' کی جگہ ''مِنْ عَمَلِہٖ'' ہے۔(۴)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی الجنب ینام قبل أن یغتسل، الحدیث:۱۱۸، ص۱۶۴۴۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب من اقتنی کلبالیس......الخ، الحدیث۵۴۸۰، ص۴۷۲۔

(۳)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 656 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''قیراط ایک خاص وزن کا نام ہے یہاں قیراط فرمانا سمجھانے کے لئے ہے ورنہ ثواب اعمال یہاں کے باٹوں سے نہیں تولا جاتا۔''

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب من اقتنی کلبا لیس......الخ، الحدیث۵۴۸۰، ص۴۷۲۔

﴿21﴾......اورایک روایت میں ہے، حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہرہ دینے والے یا جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کتا رکھنے والے کے اجر میں روزانہ ایک قیراط کم ہوجاتا ہے۔'' (۱)

﴿22﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے شکار کرنے والے یا جانوروں یا زمین کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کتا پالا اسکے ثواب میں روزانہ دو قیراط کم ہوجاتے ہیں۔'' (۲)

﴿23﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر کتے بھی دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان سب کو مارنے کا حکم دیتا۔ پس ان میں سے ہر خالص سیاہ کتے کو قتل کردو اور جو لوگ گھروں میں کتا پالتے ہیں ان کے عمل میں ہر روز ایک قیراط کم ہوجاتا ہے سوائے شکار کرنے والے یا چوکیداری کرنے والے یا بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کے۔'' (۳)

❁❁❁❁❁❁❁

{......جنت میں لے جانے والے اعمال......}

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔''

(المستدرک، الحدیث۵۱۷۵، ج۵، ص۱۴۲)

1......صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب الأمر بقتل الکلاب......الخ، الحدیث۴۰۳۲، ص۹۵۱۔

2......المرجع السابق، الحدیث:۴۰۳۰۔

3......جامع الترمذی، ابواب الصید، باب ماجاء فی من أمسک کلبا ما ینقص من أجرہ، الحدیث۱۴۸۹، ص۱۸۰۴۔

کبیرہ نمبر269: طفیلی بننا

(یعنی اجازت یا رضامندی کے بغیر کسی کے ساتھ کھانے میں شریک ہوجانا)

کبیرہ نمبر270: مہمان کا میزبان کی رضا جانے بغیر بِسیار خوری کرنا

کبیرہ نمبر271: انسان کا اپنے مال میں سے کثرت سے کھانا جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ اسے واضح نقصان دے گا

کبیرہ نمبر272: تکبر و دکھاوا کرتے ہوئے کھانے پینے میں وسعت کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوحمید ساعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کا عصا اس کی رضامندی کے بغیر لے لے۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اس لئے ارشاد فرمایا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا مال حرام ٹھہرانے میں بڑی سختی فرمائی ہے۔ (۱)

﴿2﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، مال اور عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا یہ دن، یہ مہینہ، یہ شہر تم پر حرام ہے، کیا میں نے (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) پیغام نہیں پہنچایا؟'' (۲)

﴿3﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کی تو بے شک اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے داخل ہوا وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔'' (۳)

﴿4﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان ایک

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنایات، الحدیث: ۵۹۴۶، ج۷، ص۵۸۷، '' لمسلم ''بدلہ''لامرئ''۔

......صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی لاترجعوا بعدی کفارا......الخ، الحدیث: ۷۰۷۸، ص۵۹۰۔

......سنن ابی داود، کتاب الأطعمۃ، باب ماجاء فی إجابۃ الدعوۃ، الحدیث: ۳۷۴۱، ص۱۴۹۹۔

آنت سے کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔'' (۱)

﴿5﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک کافر مہمان کی میزبانی کی اور اس کے لئے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا پس دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا، پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کے وقت وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا لیکن وہ مکمل نہ پی سکا۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان ایک آنت سے پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے پیتا ہے۔'' (۲)

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ابن آدم نے اپنے پیٹ سے برا برتن نہیں بھرا، اگر کھانا ہی ہو تو اس کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔'' (۳)

﴿7﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آجائے تو (پیٹ کے تین حصے کرلے) ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، دوسرا تہائی پانی کے لئے اور تیسرا تہائی حصہ سانس کے لئے چھوڑے۔'' (۴)

﴿8﴾......حضور نبیٔ اَکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو جحیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر ڈکار لی۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب صبح کے وقت کچھ کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کے وقت کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے۔ (۵)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الإطعمة، باب المؤمن یأکل فی معًی واحدٍ، الحدیث:۵۳۹۳، ص۴۶۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب المؤمن یأکل فی معًی واحدٍ......الخ، الحدیث:۵۳۷۴، ص۱۰۴۶ بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی کراهیة الکثرة الأکل، الحدیث:۲۳۸۰، ص۱۸۹۰۔

(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب الأطعمة، باب الإقتصاد فی الأکل و کراهة الشبع، الحدیث:۳۳۴۹، ص۲۶۷۹۔

(۵)......المعجم الاوسط، الحدیث۸۹۲۹، ج۶، ص۳۲۵، ''أکثرهم جوعا'' بدله ''أطولهم جوعا''۔

﴿9﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دُنیا میں پیٹ بھرنے والے کل آخرت میں بھوکے ہوں گے۔''[1]

﴿10﴾......بیہقی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔''[2]

﴿11﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ایک بڑی توند (یعنی پیٹ) والا شخص دیکھا تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ یہاں نہ ہوتا (یعنی تیرا پیٹ بڑھا ہوا نہ ہوتا) تو تیرے لئے بہتر تھا۔''[3]

﴿12﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''بے شک قیامت کے دن بہت زیادہ کھانے پینے والے لائے جائیں گے جن کا وزن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، اگر چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھو:

فَلَا نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾ (پ۱۶، الکھف:۱۰۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔''[4]

﴿13﴾......ایک دن رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے بھوک محسوس فرمائی تو ایک پتھر لے کر اپنے پیٹ پر باندھ لیا پھر ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! دنیا میں پیٹ بھر کر کھانے والے اور خوشحال زندگی گزارنے والے کتنے ہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن بھوکے اور ننگے ہوں گے۔ سن لو! کتنے ہی لوگ اپنے نفس کی تکریم کرنے والے ہیں جبکہ وہی نفوس انہیں بروزِ قیامت ذلیل کریں گے۔ یاد رکھو! کتنے ہی لوگ اپنے نفس کو ذلیل کرنے والے ہیں جبکہ وہی نفوس بروزِ قیامت ان کی تعظیم کریں گے۔''[5]

﴿14﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ بھی اسراف ہے کہ

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۶۹۳، ج۱۱، ص۲۱۳۔
[2] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی المطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الأکل، الحدیث:۵۶۶۴، ج۵، ص۲۷۔
[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۲۱۸۵، ج۲، ص۲۸۴۔
[4] ......شعب الإیمان للبیھقی، باب فی الطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الأکل، الحدیث:۵۶۷۴، ج۵، ص۳۴۔
[5] ......الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم:۳۷۵۹ابو البجیر، ج۷، ص۲۹۶۔

تجھے جس چیز کی خواہش پیدا ہوا سے کھا ڈالے۔'' (۱)

﴿15﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دن میں دو مرتبہ کھاتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تم پسند کرتی ہو کہ پیٹ بھرنا تمہارا مشغلہ ہو، دن میں دو مرتبہ کھانا اسراف ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (۲)

﴿16﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''کھاؤ، پیؤ اور صدقہ کرو مگر اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو۔'' (۳)

﴿17﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میری امت میں سب سے شریر وہ لوگ ہیں جنہوں نے نعمتیں پائی اور ان کے جسم موٹے تازے ہو گئے۔'' (۴)

﴿18﴾...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو قسم قسم کے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کے پانی پئیں گے، رنگ برنگے لباس پہنے گے اور باچھیں کھول کر باتیں کریں گے۔ یہی میری امت کے سب سے برے لوگ ہیں۔'' (۵)

﴿19﴾...... تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدُنا ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا: ''اے ضحاک! تم کیا کھاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! گوشت اور دودھ۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اس کے بعد وہ کہاں جاتا ہے؟'' عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو معلوم ہی ہے (کہ گندگی میں چلا جاتا ہے)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا کو اس گندگی سے تشبیہ دی ہے جو ابن آدم کے پیٹ سے خارج ہوتی ہے۔'' (۶)

---

(۱)......سنن ابن ماجه، ابواب الأطعمة، باب من الإسراف أن تأكل كل ما اشتهيت، الحديث: ۳۳۵۲، ص۲۶۷۹۔

(۲)......شعب الإيمان للبيهقي، باب المطاعم والمشارب، فصل في ذم كثرة الأكل، الحديث: ۵۶۴۲، ج۵، ص۲۶۔

(۳)......المصنف لابن ابي شيبة، كتاب اللباس، باب من قال البس ماشئت......الخ، الحديث: ۱، ج۶، ص۳۶۔

(۴)......الترغيب والترهيب، كتاب الطعام، باب الترهيب من الإمعان في الشبع......الخ، الحديث: ۳۲۹۴، ج۳، ص۱۰۶۔

(۵)......المعجم الكبير، الحديث: ۷۵۱۲، ج۸، ص۱۰۷۔

(۶)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث الضحاك بن سفيان، الحديث: ۱۵۷۴۷، ج۵، ص۳۴۱۔

تنبیہ:

پہلے تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا تو واضح ہے۔اس وجہ سے کہ پہلے دو میں باطل طریقے سے مال کھانا پایا جارہا ہے۔نیز اس باب کی ابتدا میں ابوداؤدشریف کی بیان کردہ یہ روایت پہلے گناہ کے کبیرہ ہونے پر واضح ہے کہ''وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔''اسے حضرت سیِّدُ نا امام ابوداؤد سلیمان بن اَشْعَث سَجِسْتَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۲۷۵ھ) نے ضعیف قرار نہیں دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک اس سے استدلال کرنا صحیح ہے۔البتہ! اُن کے علاوہ دیگر کئی محدثینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں:اس میں ایک راوی مجہول ہے جس کے قابلِ اعتماد ہونے میں اختلاف ہے اور جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک بھی یہ ضعیف ہے۔رہا تیسرا گناہ تو چونکہ اس میں اپنی جان کا نقصان ہے اور یہ اسی طرح کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا۔اسی طرح لباس کے متعلق گزشتہ روایات مثلاً تکبر کی بنا پر تہبند وغیرہ لٹکانے، پر قیاس کرتے ہوئے عنوان میں مذکور چوتھے گناہ کو بھی کبیرہ شمار کیا گیا ہے۔کیونکہ ان دونوں میں ایک قدرِ مشترک ہے یعنی خود پسندی اور تکبر کرنا۔اس بنا پر ان احادیثِ مبارکہ میں وارد وعید نقصان کی حد تک بسیار خوری یا غیر کے مال سے شکم پروری پر محمول ہو گی۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللّٰہ حسین بن حسن بن محمد حلیمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۴۰۳ھ) کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔چنانچہ،آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان عالیشان:''اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَاۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ (پ۲۶، الاحقاف:۲۰) ترجمۂ کنزالایمان:ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا۔''کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:''یہ وعید اگرچہ کفار کے لئے ہے جو پاک ممنوع چیزوں کی طرف بڑھتے تھے اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:''فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ''مگر جو لوگ پاک مباح چیزوں میں زیادہ مشغول رہتے ہیں ان پر بھی اس طرح کے عذاب کا ڈر ہے کیونکہ جو ان چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا دل دُنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔لہٰذا وہ خواہشات ولذات میں پھنسنے سے نہیں بچ سکتا۔جب بھی وہ اپنے نفس کی کسی خواہش کو پورا کرتا ہے تو وہ اسے دوسری خواہش کی تکمیل پر ابھارنے لگ جاتا ہے۔پس اس کے لئے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ اپنے

نفس کو کسی خواہش سے روک سکے اور اس طرح اس پر عبادت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پھر جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو کوئی بعید نہیں کہ اسے یہ کہا جائے: ''اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ''، پس یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ اپنے نفس کو اس کے لالچی پن کی طرف مائل ہونے دیں، ورنہ اس کا تدارک مشکل ہو جائے گا۔ البتہ! ابتدا ہی میں اس کا سد باب کرنا ممکن ہے کیونکہ یہ اس سے آسان ہے کہ آپ پہلے اسے فساد کا عادی بنائیں اور پھر اسے اصلاح کی طرف لوٹانے کی کوشش کریں۔

میں نے حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی کے کلام کو ملاحظہ کیا تو پایا کہ پہلے گناہ کے متعلق انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ مؤقف کی تائید کی ہے۔ ''الْاُمّ''، میں حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) سے منقول ہے کہ ''جو بلا حاجت، بن بُلائے کسی دعوت پر جائے، اسے صاحبِ خانہ کی اجازت نہ ہو پھر بھی شریکِ دعوت ہو جائے تو وہ مَرْدُوْدُ الشَّهَادَت ہو جائے گا (یعنی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی) کیونکہ وہ حرام کھاتا ہے بشرطیکہ وہ دعوت اس جیسے عام شخص کی طرف سے ہو۔ لیکن اگر کھانا کسی بادشاہ یا بادشاہ جیسے معزز شخص کی طرف سے ہو اور وہ لوگوں کو دعوت دے تو یہ کھانا سب کے لئے عام ہے اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔'' (۱)

''رَوْضَةُ الطَّالِبِيْن وَعُمْدَةُ الْمُفْتِيْن''، میں ''اَلشَّامِل'' کے حوالے سے ہے، ''(گواہی مردود ہونے کے لئے) بار بار آنا شرط ہے کیونکہ کبھی اسے شبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ صاحبِ خانہ منع کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب وہ بار بار آئے گا تو یہ مروّت کی کمی اور کمینگی کہلائے گی۔'' (۲)

حضرت سیِّدُنا ابن صبَّاغ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه (متوفی ۴۷۷ھ) سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے (گواہی مردود ہونے کے لئے) دعوت میں بار بار آنا شرط قرار دیا ہے کیونکہ بار بار آنا گھٹیا پن اور مروّت کی کمی کا باعث ہے۔'' یہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے اس قول کے برعکس ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ''گواہی مردود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حرام کھاتا ہے۔'' جبکہ حضرت

---

(۱)......الأم للامام الشافعی، کتاب الأقضية، شهادة القاذف، ج۳، الجزء السادس، ص۲۲۷۔

(۲)......روضة الطالبين وعمدة المفتين للنووی، کتاب الشهادات، فرع الخمر العينية......الخ، ج۱، ص۲۳۲۔

سیّدُ نا ابن صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کا قول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں مروّت کو ترک کرنے کی وجہ سے گواہی مردود نہ ہوگی کیونکہ مروّت ترک کرنا حرام نہیں بلکہ گواہی مردود ہونے کی وجہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا ہے اس لئے کہ یہی اصرار بعد میں کبیرہ بن جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دو الگ اور مختلف معاملے ہیں جو صرف کھانے سے متعلق ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص عمدہ اور لذیذ کھانے پر جھپٹ پڑے یا اس طرح اپنی پلیٹ میں کھانا اٹھا کر اسے بھرلے جیسا کہ عموماً گھٹیا لوگ کرتے ہیں اور ایسا گھٹیا فعل حاضرین پر گراں گزرتا ہے اور وہ حیا سے اپنی آنکھیں جھکا لیتے ہیں پس یہ عمل مروّت وحیا کے دامن کو چاک کرنے والا ہے۔ لہٰذا گواہی مردود ہونے کے لئے کسی کا ایسی دعوت میں بن بلائے ایک ہی بار جانا کافی ہے اور بار بار جانے کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے حضرت سیّدُ نا ابن صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کا کلام ذکر کرنے کے بعد یہ قول اپنے استاذ حضرت سیّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) سے لیا ہے اور ان کے علاوہ نے اسے صغیرہ قرار دیا ہے جو تکرار سے کبیرہ بن جاتا ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ دینار کا چوتھائی حصہ بھی غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایک یا دو بار کا کھانا غالباً اس حد تک تو نہیں پہنچتا۔ البتہ! یہ خلافِ مروّت ہے۔ ہاں جیسا کہ بعض گھٹیا طفیلیے کرتے ہیں کہ جب کسی خاص دعوت میں جاتے ہیں تو عمدہ ولذیذ کھانے پر جھپٹ کر کافی مقدار میں اٹھا لیتے ہیں جو کہ صاحبِ خانہ پر بہت گراں گزرتا ہے لیکن وہ لوگوں سے شرماتے ہوئے اور مروّت سے خاموش رہتا ہے۔ پس یہ مروّت کو داغدار کرنے اور دستارِ حیا کو تار تار کرنے والی عادت ہے۔ لہٰذا ایک بار ایسا کرنے سے ہی گواہی مردود ہو جائے گی۔

''اَلْمُوْقَف لِلْجَیْلِی'' میں ہے کہ ''اس طفیلی کی گواہی مقبول نہیں جو بن بُلائے لوگوں کی دعوت میں شریک ہو جاتا ہے۔'' حضرت سیّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے بھی یہی کہا ہے اور ہم کسی کو نہیں جانتے جو اس کے مخالف ہو کیونکہ مرفوع حدیثِ پاک ہے کہ ''جو بن بلائے کھانے کے لئے آیا وہ چور بن کر آیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔'' کیونکہ وہ حرام کھاتا ہے اور ایسا کام کرتا ہے جس میں سفاہت، کمینگی اور مروّت کا ختم ہونا پایا جاتا ہے۔ اگر وہ بار بار ایسا نہ کرے تو اس کی گواہی مردود نہیں کیونکہ یہ صغیرہ گناہ ہے۔ (1)

(1)......المغنی لابن قدامۃ، کتاب الشھادات، مسألۃ ۱۸۹، فصل ولا تقبل شھادۃ الطفیلی، ج۱۴، ص۱۶۹۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے نزدیک یہ حکم صرف کھانے کے بارے میں ہے نہ کہ اس پر جھپٹ پڑنے کے بارے میں۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

خاتمہ

﴿20﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے: ''بدترین کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں مالداروں کو تو دعوت دی جاتی ہے مگر مساکین کو نہیں بلایا جاتا۔ جو (بلاعذرِ شرعی) دعوت پر نہ آیا اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۱)

﴿21﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''سب سے برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں آنے والوں کو روک دیا جائے اور انکار کرنے والے کو دعوت دی جائے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۲)

﴿22﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمے میں بلایا جائے تو ضرور آئے۔'' (۳)

﴿23﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو اس کا بھائی شادی یا کسی اور موقع پر دعوت دے تو اسے چاہئے کہ قبول کرے۔'' (۴)

﴿24﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تمہیں کراع مقام کی بھی دعوت دی جائے تو قبول کرو (''کراع'' خلیص مقام کے قریب ایک جگہ ہے۔ از مصنف)۔'' (۵)

﴿25﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور قبول کرے، پھر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔'' (۶)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الأمر بإجابة الداعی إلی دعوة، الحدیث: ۳۵۲۳، ۳۵۲۲، ص۹۱۸۔
(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۲۵۔
(۳)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۰۹، ص۹۱۷۔
(۴)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۴۔
(۵)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۷، ص۹۱۸۔
(۶)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۸۔

﴿26﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانے پر فخر کرنے والوں کے ہاں کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ولیمہ کی دعوت چند شرائط کے ساتھ قبول کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دیگر تمام دعوتیں قبول کرنا مستحب ہے۔''

﴿27﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انگلیاں چاٹنے اور برتن صاف کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۲)

﴿28﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ مبارک ہے: ''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اٹھالے اور اس سے تکلیف دہ چیز (یعنی مٹی وغیرہ) صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے، اپنے ہاتھ رومال سے اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۳)

﴿29﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''بے شک شیطان تم میں سے کسی کے پاس ہر کام کے وقت اپنی حیثیت کے مطابق آجاتا ہے یہاں تک کہ وہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اٹھالے اور اس سے اذیت والی شے (یعنی مٹی وغیرہ) صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ پھر جب فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۴)

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''برکت کھانے کے آخر میں ہے۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی طعام المتباريين، الحديث: ۳۷۵۴، ص ۱۵۰۰۔

(۲)......صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة......الخ، الحديث: ۵۳۰۴، ص ۱۰۴۱۔

(۳)......المرجع السابق، الحديث: ۵۳۰۱، ص ۱۰۴۰۔ (۴)......المرجع السابق، الحديث: ۵۳۰۳، ص ۱۰۴۱۔

(۵)......الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الأطعمة، باب آداب الأكل، الحديث: ۵۲۲۹، ج ۷، ص ۳۳۵۔

﴿30﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بر کت نشان ہے:''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنی اُنگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں بر کت ہے۔'' (۱)

﴿31﴾......سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے:''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو نہ چھوئے جب تک انہیں چاٹ نہ لے یا چاٹ نہ لیا جائے۔'' (۲)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا ابو حذیفہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب کبھی ہم سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ کھانا کھانے لگتے تو ہم میں سے کوئی بھی شروع نہ کرتا جب تک آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم شروع نہ فرما لیتے۔ ایک بار ہم کھانے پر حاضر تھے کہ ایک اعرابی (یعنی بدو) تیزی سے آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ اس نے آتے ہی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک لونڈی آئی گویا اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ وہ بھی آتے ہی کھانے پر لپکی اور ہاتھ آگے بڑھایا۔ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا:''جس کھانے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام نہ لیا جائے وہ شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔ شیطان اس اعرابی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ساتھ کھانا کھائے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس لونڈی کو لے کر آیا تا کہ کھانا کھا لے لیکن میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔'' (۳)

شیطان کو قے آگئی:

﴿33﴾......صحابیٔ رسول، حضرت سیِّدُنا امیہ بن مخشی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ شریف نہیں پڑھی تھی آخر

1......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع و القصعة......الخ، الحدیث: ۵۳۰۰، ص۱۰۴۱۔

2......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع و القصعة......الخ، الحدیث: ۵۲۹۴، ص۱۰۴۰۔

كتاب الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب لعق الأصابع، الحدیث: ۱۹۷۲۴، ج۱۰، ص۳۴۔

3......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، الحدیث: ۳۷۶۶، ص۱۵۰۱۔

میں یاد آنے پر اس نے کہا: ''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ یعنی اللہ کے نام سے اس کھانے کی ابتدا اور انتہا کرتا ہوں۔'' سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان اس شخص کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب اس نے بسم اللہ شریف پڑھی تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا۔'' (۱)

﴿34﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے قیلولہ (یعنی دن میں آرام) کرنے اور رات گزارنے کی جگہ اور کھانے میں خلل اندازی نہ کرے تو اسے چاہئے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے اور کھانے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھے۔'' (۲)

گناہ معاف کرانے کا نسخۂ کیمیا:

﴿35﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ بن اَنَس رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِی ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے میری طاقت اور قوت کے بغیر یہ رزق عطا فرمایا۔'' (۳)

کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا:

﴿36﴾......حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا ذریعہ ہے۔ میں نے یہ بات حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے ذکر کی اور تورات میں جو کچھ پڑھا تھا اس کے متعلق بتایا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کھانے میں برکت کا ذریعہ اس سے پہلے وضو کرنا (یعنی دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا) ہے۔'' (۴)

﴿37﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''جسے یہ پسند ہو کہ

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث امية بن مخشی، الحديث ۱۸۹۸۵، ج۷، ص ۱۰۔

(۲)......المعجم الكبير، الحديث ۲۱۰۲، ج۲، ص ۲۴۰، بدون قوله'' ولا مبيتاً''۔

(۳)......سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب مايقول اذا لبس ثوبا جديدا، الحديث ۴۰۲۳، ص ۱۵۱۷۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی الوضوء قبل الطعام و بعده، الحديث ۱۸۴۶، ص ۱۸۳۹۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گھر میں خیر وبرکت زیادہ کرے اسے چاہئے کہ جب کھانا سامنے آئے تو وضو کرے اور جب کھانا کھالے تو بھی وضو کرے (یعنی ہاتھ دھوئے)۔'' (۱)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو حضرت سیِّدُ نا امام سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا (متوفی ۱۷۹ھ) نے ناپسند فرمایا اور حضرت سیِّدُ نا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں: ''اسی طرح ہمارے امام حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے مسلم شریف کی اس روایت کی وجہ سے ہاتھ نہ دھونا مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

﴿38﴾......(ایک دفعہ) سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور عرض کی گئی: ''کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نماز نہیں پڑھ رہا کہ وضو کروں (۲)۔'' (۳)

﴿39﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک مجھے وضو کا حکم دیا گیا ہے جبکہ میں نماز کے لئے کھڑا ہوں۔'' (۴)

﴿40﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہو اور وہ ہاتھ دھوئے بغیر سو جائے اور اسے کوئی چیز (یعنی کوئی موذی جانور) نقصان پہنچائے تو وہ اپنے

۱......سنن ابن ماجه،ابواب الأطعمة ،باب الوضوء عند الطعام ،الحديث:۳۲۶۰،ص۲۶۷۴۔

۲......یہ حدیث بیانِ جواز کے لئے ہے ورنہ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ کھانے سے قبل کھانے کا وضو فرماتے اور کبھی ایسا عمل بھی فرماتے جو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک عادت کے خلاف ہوتا تاکہ اُمَّت کو مسئلہ معلوم ہو جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے قول وفعل سے بتایا کہ کھانا کھانے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں اور گزشتہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونا سنتِ مبارکہ ہے۔ چنانچہ، ''بہارِ شریعت'' میں منقول ہے: ''سنت یہ ہے کہ قبلِ طعام اور بعدِ طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں۔ بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔'' (بهار شريعت، كهانے كا بيان، حصه ۱۶، ص ۱۹)

۳......صحيح مسلم ،كتاب الحيض ،باب جواز أكل المحدث الطعام......الخ ،الحديث:۸۲۵،ص۷۳۷۔

۴......سنن ابى داود ،كتاب الأطعمة ،باب فى غسل اليدين عند الطعام ،الحديث:۳۷۶۰،ص۱۵۰۱۔

آپ کو ہی ملامت کرے۔'' (۱)

﴿41﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے برص کی بیماری لگ جائے تو اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔'' (۲)

﴿42﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے پس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔'' (۳)

﴿43﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو درمیان سے نہ کھائے بلکہ ایک کنارے سے کھائے۔'' (۴)

﴿44﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بہترین سالن سرکہ ہے۔'' (۵)

﴿45﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے (اپنے بدن پر) مالش کرو کیونکہ یہ انتہائی بابرکت درخت سے (حاصل کیا جاتا) ہے۔'' (۶)

﴿46﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''بے شک یہ طیب اور برکت والا ہے۔'' (۷)

﴿47﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''گوشت دانتوں سے نوچ کر کھاؤ کہ اس طرح یہ زیادہ لذیذ اور جلدی ہضم ہونے والا ہے۔'' (۸)

﴿48﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر

---

(۱)......سنن ابی داود ، کتاب الأطعمة ، باب فی غسل الید من الطعام ، الحدیث:۳۸۵۲، ص۱۵۰۶۔

(۲)......المعجم الکبیر ، الحدیث۵۴۳۵، ج۶، ص۳۵۔

(۳)......جامع الترمذی ، ابواب الأطعمة ، باب ماجاء فی کراهیة الأکل من وسط الطعام، الحدیث:۱۸۰۵، ص۱۸۳۵۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی الأکل من اعلی الصحفة، الحدیث:۳۷۷۲، ص۱۵۰۱۔

(۵)......صحیح مسلم ، کتاب الأشربة ، باب فضیلة الخل والتادم به ، الحدیث:۵۳۵۰، ص۱۰۴۴۔

(۶)......جامع الترمذی ، ابواب الأطعمة ، باب ماجاء فی أکل الزیت ، الحدیث:۱۸۵۱، ص۱۸۳۹۔

(۷)......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النور، باب کلوا الزیت وادهنوا به، الحدیث:۳۵۵۷، ج۳، ص۱۶۲۔

(۸)......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة ، باب ماجاء أنه قال:انهشوا اللحم نهشا ، الحدیث۱۸۳۵، ص۱۸۳۸۔

کھایا پھر نماز ادا فرمائی۔''[۱]

﴾49﴿......حضرت سیِّدُنا ابومعشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ زیادہ مزیدار اور جلدی ہضم ہونے والا ہے۔''[۲]

﴾50﴿......حضور نبئ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہے جس پر زیادہ سے زیادہ ہاتھ پڑیں (یعنی جس میں زیادہ لوگ شامل ہوں)۔''[۳]

﴾51﴿......ایک دفعہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم مل کر کھانا کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ؟'' انہوں نے عرض کی: ''علیحدہ علیحدہ۔'' ارشاد فرمایا: ''مل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا نام بھی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔''[۴]

﴾52﴿......حضور نبئ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک کو دائیں ہاتھ سے کھانا پینا اور لینا دینا چاہئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا اور بائیں ہاتھ سے ہی لیتا دیتا ہے۔''[۵]

﴾53﴿......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا، ایک شخص نے عرض کی: ''اگر میں برتن میں تنکے دیکھوں (تو کیا کروں)؟'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے (اوپر سے تھوڑا سا) انڈیل دو۔'' اس نے عرض کی: ''میں ایک سانس سے سیراب بھی نہیں ہوتا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''برتن منہ سے ہٹا (کر سانس) لو۔''[۶]

---

[۱] ......صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، الحدیث: ۷۹۲، ص۷۳۵۔

[۲] ......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی أکل اللحم، الحدیث: ۳۷۷۸، ص۱۵۰۲، ''وانھشوه'': بدلہ: ''وانھسوه''۔

[۳] ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث: ۲۰۴۲، ج۲، ص۲۸۸۔

[۴] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأطعمة، باب آداب الأکل، الحدیث: ۵۲۰۱، ج۷، ص۳۲۷۔

[۵] ......سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب الأکل بالیمین، الحدیث: ۳۲۶۶، ص۲۶۷۵۔

[۶] ......جامع الترمذی، ابواب الأشربة، باب ماجاء فی کراھیة النفخ فی الشراب، الحدیث: ۱۸۸۷، ص۱۸۴۲۔

﴿54﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے برتن کے سوراخ سے پینے اور مشروب (یعنی ہر پینے کی چیز) میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (۱)

﴿55﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (۲)

﴿56﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مشکیزے سے پئے اور اس میں سانس لے۔ (۳)

﴿57﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم (پانی پینے میں) تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (۴)

﴿58﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم برتن سے (پانی پیتے وقت) تین مرتبہ سانس لیتے اور ارشاد فرماتے: ''یہ لذیذ اور زیادہ سیراب کرنے والا ہے۔'' (۵)

وضاحت: مذکورہ حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اپنے منہ سے برتن جدا کرتے، پھر سانس لیتے کیونکہ ابھی ایک روایت گزری ہے جس میں خود حکم فرمایا: ''برتن منہ سے ہٹا (کر سانس) لو۔

﴿59﴾......حضور سید عالم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے مشکیزوں کے منہ موڑ کر پانی پینے سے منع فرمایا۔'' (۶)

﴿60﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے: ''رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔'' (حضرت سیِّدُنا ایوب رَحْمَةُ اللّٰہِ تعَالٰی علَیْہ فرماتے ہیں) مجھے بتایا گیا ہے کہ ''ایک شخص نے مشکیزے سے منہ لگا کر پیا تو اس سے سانپ نکل آیا۔'' (۷)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأشربة، باب فی الشرب مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، الحدیث: ۳۷۲۲، ص۱۴۹۸۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الأشربة، باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فیه، الحدیث: ۳۷۲۸، ص۱۴۹۹۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأشربة، باب آداب الشرب، الحدیث: ۵۲۹۲، ج۷، ص۳۵۸۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب بنفسین أو ثلاثةٍ، الحدیث: ۵۶۳۱، ص۴۸۲۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب الأشربة، باب ماجاء فی التنفس فی الإناء، الحدیث: ۱۸۸۴، ص۱۸۴۲۔

(۶)......صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب اختناث الأسقیة، الحدیث: ۵۶۲۵، ص۴۸۲۔

(۷)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۷۱۵۶، ج۳، ص۹۔

۳۔ باب عشرۃ النساء

کبیرہ نمبر273: ظلمًا ایک بیوی پر دوسری کو ترجیح دینا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور اس نے دونوں کے درمیان عدل نہ کیا تو وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۱)

﴿2﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو تو بروزِ قیامت یوں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی نسبت دوسری کی طرف زیادہ مائل ہو تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۳)

﴿4﴾......صحیح ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے: ''اسکے دونوں پہلوؤں میں سے ایک فالج زدہ ہوگا۔'' (۴)

وضاحت: حدیثِ پاک میں مذکور لفظِ ''مَالَ اور یَمِیْلُ'' سے مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک کو ان ظاہری اُمور میں ترجیح دے جن میں حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ترجیح دینا حرام قرار دیا نہ کہ دل کا مائل ہونا۔ کیونکہ اصحابِ سُنَنِ اربعہ (یعنی سُنَنِ ترمذی، سُنَنِ ابی داود، سُنَنِ ابنِ ماجہ اور سُنَنِ نسائی) اور حضرت سیِّدُ نا ابن حبان رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اپنی صحیح میں روایت نقل فرمائی ہے کہ،

﴿5﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: حضور نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعَالٰی

(۱)......جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر، الحدیث: ۱۱۴۱، ص۱۷۶۳۔
الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترھیب من ترجیح احدی......الخ، الحدیث: ۳۰۲۹، ج۳، ص۲۸۔
(۲)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث: ۲۱۳۳، ص۱۳۸۰۔
(۳)......سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب میل الرجل الی بعض نسائه دون بعض، الحدیث: ۳۳۹۴، ص۲۳۰۷۔
(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب القسم بین النساء، الحدیث: ۱۹۶۹، ص۲۵۹۴۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باری میں عدل فرماتے اور رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرتے: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! یہ میری تقسیم ہے جس کا مالک میں ہوں پس جس کا تو مالک ہے اور میں نہیں، اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔'' (۱)

﴿6﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک عدل کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کی دونوں جانبیں دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل وعیال اور اپنی رعایا میں عدل کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں۔'' (۲)

تنبیہ: مذکورہ وعید کی بنا پر اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے کیونکہ اس میں ناقابلِ برداشت تکلیف ہے اگرچہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے ذکر نہیں کیا۔

کبیرہ نمبر274: بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا جیسے مہر، نفقہ وغیرہ

کبیرہ نمبر275: حقوقِ شوہر ادا نہ کرنا مثلاً بلا عذرِ شرعی جماع سے روکنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ (پ۲، البقرۃ۲۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿۲﴾ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ (پ۲، البقرۃ:۲۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وضاحت فرمائی کہ مرد کے طلاق دے کر رجوع کر لینے سے مقصود عورت کی اصلاح کرنا ہے اور اسے تکلیف پہنچانا مراد نہیں، تو اس کے بعد یہ وضاحت بھی فرمادی کہ ''میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے پر کچھ حق ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''اس آیت مبارکہ کی وجہ سے

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث:۲۱۳۴، ص۱۳۸۰۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر......الخ، الحدیث:۴۷۲۱، ص۱۰۰۶۔

میں اپنی بیوی کی خاطر اسی طرح سنورتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے سنورتی ہے۔‘‘ [1]

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ’’مرد پر لازم ہے کہ عورت کے حقوق اور ضروریات پوری کرے اور عورت پر بھی اس کی فرمانبرداری اور تابعداری کرنا واجب ہے۔‘‘ جبکہ بعض کا قول یہ ہے کہ ’’عورتوں کا اپنے شوہروں پر حق یہ ہے کہ جب وہ طلاق دے کر رجوع کریں تو ان کی غلطی کی اصلاح بھی کریں، جبکہ مردوں کا ان پر یہ حق ہے کہ ’’اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کیا ہے اسے نہ چھپائیں۔‘‘ زیادہ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ کو اس کے عام حکم پر باقی رکھا جائے اگرچہ اس کا ابتدائی حصہ اس قول کی تائید کرتا ہے۔

بہر حال مرد کا مرتبہ عورت سے بلند تر ہے کیونکہ وہ فضل، عقل، دیت، میراث اور غنیمت کے اعتبار سے اس سے زیادہ کامل ہے اور امامت، فیصلہ کرنے اور گواہی دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری سے شادی کر سکتا ہے اور کسی کو اپنی لونڈی بھی بنا سکتا ہے، طلاق دینے اور پھر رجوع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ عورت انکار بھی کرے مگر عورت طلاق دینے کا اختیار نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ رحمت وشفقت اور باہمی معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کی ذمہ داری مرد پر زیادہ ہے جیسے مہر دینا، نفقہ دینا، عورت کو ضرر رساں اشیاء سے بچانا، اس کی ضروریات پوری کرنا اور اسے آفات وبلیات کی جگہوں پر جانے سے روکنا۔ لہٰذا انہی زائد حقوق کی وجہ سے عورت کو مرد کی خدمت سرانجام دینے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ (پ۵، النسآء:۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللّٰہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے۔

مرد کی افضلیت کی وجوہات:

یہی وجہ ہے کہ اس آیتِ مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ’’بہت سی حقیقی اور شرعی وجوہات کی بنا پر مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

[1] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۲۸، ج۲، الجزء الثالث، ص۹۶۔

پہلی وجہ:

مرد علم وعقل میں عورتوں سے زائد ہوتے ہیں، ان کے دل مشقت طلب کاموں کو برداشت کرنے کی سکت رکھتے ہیں اور اسی طرح وہ قوت وطاقت، عموماً معاہدۂ کتابت (یعنی غلام کا اپنے مالک سے یہ طے کر لینا کہ وہ اتنی رقم اسے کما دے تو آزاد ہو جائے گا)، گھڑسواری اور تیراندازی میں بھی برتر ہوتے ہیں، علمائے کرام، امامتِ کبریٰ اور صغریٰ بھی انہی میں پائی جاتی ہے۔ مجاہد، مؤذن اور خطیب مرد ہی ہوتے ہیں، مساجد میں جمعہ اور اعتکاف کا انعقاد بھی مرد ہی کرتے ہیں، حدود وقصاص اور نکاح وغیرہ میں بھی مردوں کی گواہی لی جاتی ہے، میراث کی زیادتی، عورتوں کو میراث میں عصبہ بنانا اور دیت کا ضامن ہونا بھی مردوں سے ہی متعلق ہے، نکاح، طلاق، رجعت اور کئی بیویوں کی ولایت کا حق بھی مرد ہی کو حاصل ہے، نیز نسب کی نسبت بھی انہی کی طرف ہوتی ہے۔

دوسری وجہ:

مہر اور نان ونفقہ وغیرہ دینا بھی مردوں کا کام ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس لئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان پر شوہروں کے حقوق ہیں۔'' (۱)

جب عورت کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ ہے تو وہ اس کے ہاتھ میں ایک عاجز قیدی کی طرح ہے۔ چنانچہ،

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاں قیدی ہیں۔'' (۲)

﴿3﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کمزور غلاموں اور عورتوں کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔'' (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۲۱۴۰، ص ۱۳۸۰۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث ۱۱۶۳، ص ۱۷۶۶۔

(۳)......الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث: ۱۲۶، ص ۱۵۔

اسی کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی ارشاد فرماتا ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (پ۴، النساء:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اوران سے اچھا برتاؤ کرو۔

ابراہیم بن سری بن سہل، المعروف امام زجاج (متوفی ۳۱۱ھ) لکھتے ہیں: ''اس سے مراد خرچہ، گھر میں انصاف اور گفتگو میں نرمی ہے۔'' یہ بھی منقول ہے کہ ''مرد بھی عورت کے لئے اسی طرح سنورے جیسے وہ اس کے لئے سنورتی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے نقل فرمایا ہے کہ ''انہوں نے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ اگر بیوی کو ایک خادم کافی نہ ہو تو زیادہ خُدَّام رکھنا واجب ہے۔'' اور امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اور حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا (متوفی ۱۵۰ھ) کے اس قول کو غلط قرار دیا ہے کہ ''مرد پر بیوی کے لئے ایک ہی خادم رکھنا واجب ہے۔'' کیونکہ دنیا میں کئی عورتیں ایسی ہیں جنہیں ایک خادم کفایت نہیں کرتا جیسا کہ بادشاہوں کی لڑکیاں جن کی شان بہت بلند ہوتی ہے، کھانا پکانے اور کپڑے دھونے کے لئے انہیں ایک خادم کافی نہیں ہوتا۔

حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کے اس مؤقف کو رد کرتے ہوئے کہا گیا کہ صرف اس نظریہ کی بنا پر ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو غلط قرار دینا بالکل فساد ہے، کیونکہ گفتگو تو ان حقوق کے متعلق ہو رہی ہے جو خاوند پر زوجیت کے اعتبار سے واجب ہیں اور اس اعتبار سے یہ بات بھی معلوم ہے کہ مرد پر وہی اشیاء مہیا کرنا واجب ہے جن کی ذاتی طور پر عورت محتاج ہوتی ہے اور جو اس کی ذات سے متعلق ہوتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوی کے لئے ان سب کے حصول کے لئے صرف ایک خادم کافی ہے۔ اگر اسے ایک سے زیادہ خدام کی ضرورت ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱)...... اگر عورت کو خادم کی ضرورت ان امور کی وجہ سے ہو جو زوجیت سے خارج ہوں اور ان کا تعلق اس کی اپنی ذات سے ہو تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہے اور (۲)...... اگر وہ امور مرد سے متعلقہ ہوں تو اس کی ذمہ داری مرد پر ہے مگر زوجیت کے اعتبار سے نہیں۔

پس دونوں امام صاحبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے فرمان کا صحیح ہونا ظاہر ہو گیا اور جس نے انہیں غلط قرار دیا اس کا انہیں غلط قرار دینے میں سخت کلامی سے پیش آنا بھی اچھی طرح واضح ہو گیا۔ **ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا ادب کرنے**

میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

﴿4﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں تو اس نے اسے دھوکا دیا اور اس کا حق ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (شمار) ہوگا۔'' (۱)

﴿5﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، مسلمانوں کا امام (یعنی حکمران) نگران ہے اس سے اس کے ماتحتوں (یعنی عوام) کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے اس سے اس کی رعایا (یعنی بچوں) کے بارے میں سوال ہوگا، مرد اپنے گھر میں نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں (یعنی بیوی بچوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، (الغرض) تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔'' (۳)

﴿7﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک لوگوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور وہ اپنے گھر والوں پر نرمی کرنے والا ہو۔'' (۴)

﴿8﴾......دوسری روایت میں ہے: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہے۔'' (۵)

﴿9﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔'' (۶)

---

(۱)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۱، الجزء الاول، ص۴۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، الحدیث: ۸۹۳، ص۷۰۔

(۳)......جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراة علی زوجها، الحدیث: ۱۱۶۲، ص۱۷۶۵۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب فی استکمال الایمان والزیادة والنقصان، الحدیث: ۲۶۱۲، ص۱۹۱۵۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث: ۳۸۹۵، ص۲۰۵۰۔

(۶)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث: ۳۸۹۵، ص۲۰۵۰۔

﴿10﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بے شک عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، لہٰذا اس سے نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے زندگی بسر کرو۔'' (۱)

﴿11﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔'' (۲)

﴿12﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تو اس سے گزارا کرنا چاہے تو اسی حالت میں کر سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔'' (۳)

﴿13﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان خوشبودار ہے: ''کوئی مومن مرد (یعنی شوہر) کسی مؤمنہ عورت (یعنی بیوی) سے بغض نہیں رکھتا۔ (البتہ!) اگر اس کی ایک عادت بُری لگے تو دوسری عادت سے وہ خوش ہو جائے گا یا اس کے علاوہ کچھ اور فرمایا۔'' (۴)

﴿14﴾......ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور چہرے پر مت مارو اور اسے برے الفاظ نہ کہو (جیسے اللّٰہ تیرا برا کرے!) اور اس سے (وقتی) قطعِ تعلق کرنا ہو تو گھر میں کرو۔'' (۵)

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث: ٤١٦٧، ج٦، ص١٨٩۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خَلْقِ آدَمَ وَذُرِّیَّتِہِ، الحدیث: ٣٣٣١، ص٢٦٩۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ٣٦٤٣، ص٩٢٦۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ٣٦٤٥، ص٩٢٦۔

(۵)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث: ٢١٤٢، ص١٣٨٠۔

﴿15﴾……**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''سُن لو! عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی مانند ہیں، تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ ہاں! اگر وہ کوئی واضح غلطی کریں تو انہیں بستروں سے الگ کر دو اور ایسی مار مارو کہ نہ ہڈی ٹوٹے اور نہ ہی نشان پڑے، اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو ان پر ظلم مت کرو۔ خبردار! تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تم پر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل ہونے دیں جو تمہیں ناپسند ہو جبکہ تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کے کھانے پینے اور پہننے کے معاملات میں اچھا برتاؤ کرو۔'' (۱)

شوہر کے حقوق کے متعلق احادیثِ مبارکہ:

﴿16﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (۲)

﴿17﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب عورت پانچ وقت نماز پڑھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔'' (۳)

﴿18﴾……سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اسے کہا جائے گا: ''جنت کے جس دروازے سے چاہے، داخل ہو جا۔'' (۴)

﴿19﴾……سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شادی شدہ عورت (یعنی حضرت سیِّدُنا حصین بن محصن

---

(۱)……جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، الحدیث۱۱۶۳، ص۱۷۶۶۔

(۲)……جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث:۱۱۶۱، ص۱۷۶۵۔

(۳)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث۴۱۵۱، ج۶، ص۱۸۴۔

(۴)……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمٰن بن عوف الزھری، الحدیث۱۶۶۱، ج۱، ص۴۰۶۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پھوپھی) سے دریافت فرمایا: ''تیرا اپنے شوہر سے کیسا برتاؤ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کی لیکن اب میں اس سے عاجز آ گئی ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کیسے اس سے عاجز آ گئی ہو وہ تو تیری جنت اور دوزخ ہے۔'' (۱)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شوہر کا۔'' پھر میں نے عرض کی: ''مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اس کی ماں کا۔'' (۲)

﴿21﴾......ایک عورت نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں عورتوں کی طرف سے قاصدہ بن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی ہوں۔'' پھر اس نے مردوں کے لئے جہاد کے اجر اور مالِ غنیمت کا تذکرہ کیا پھر بولی: ''ہمارے لئے اس کے بدلے میں کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تجھے جو بھی عورت ملے اسے میری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ بے شک خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کو جاننا اس (یعنی جہاد اور مالِ غنیمت) کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔'' (۳)

﴿22﴾......ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''میری یہ بیٹی شادی سے انکار کرتی ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''اپنے باپ کی بات مان لو۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا! میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے یہ نہ بتا دیں کہ بیوی پر

---

1 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمة حصین، الحدیث:۲۷۴۲۲، ج۱۰، ص۳۸۳۔
المعجم الکبیر، الحدیث:۴۴۹، ج۲۵، ص۱۸۳۔

2 ......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب حق الرجل علی المرأة، الحدیث:۹۱۴۸، ج۵، ص۳۶۳۔

3 ......کتاب المجروحین من المحدثین لابن حبان، الرقم۳۵۰ رشدین بن کریب، ج۱، ص۳۷۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

شوہر کا حق کیا ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ وہ شوہر کے پیپ بھرے زخم کو اپنی زبان سے چاٹ لے یا اس کے نتھنے پیپ اور خون سے بھر جائیں اور وہ نگل لے تب بھی شوہر کا حق ادا نہ ہوگا۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! اب تو میں کبھی شادی نہیں کروں گی۔'' پھر حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کرو۔'' (۱)

﴿23﴾......ایک عورت نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''میں فلاں بنت فلاں ہوں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں جانتا ہوں، بتاؤ! کیا کام ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں اپنے عابد وزاہد چچازاد بھائی کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے جانتا ہوں۔'' اس نے عرض کی: ''اس نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، مجھے بتائیے کہ بیوی پر شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ اگر وہ حقوق ایسے ہوں کہ جن کی ادائیگی میرے بس میں ہو تو اس سے نکاح کروں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شوہر کے حق میں سے ہے کہ اگر اس کے نتھنوں سے خون یا پیپ جاری ہو اور بیوی اپنی زبان سے چاٹ لے تو بھی اس کا حق ادا نہ کیا۔ اگر کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں جب وہ ان کے پاس آئیں، کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے شوہر کو بیوی پر فضیلت دی ہے۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔'' (۲)

سرکش اونٹ کیسے مطیع ہوا؟

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ انصار کے ایک گھرانے کے پاس اونٹ تھا جس پر وہ (کنوئیں سے) پانی لاتے۔ اس پر قابو پانا مشکل ہوگیا کہ اپنی پیٹھ پر کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا۔ انصار حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''ہمارے پاس ایک اونٹ ہے

......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی امرأته؟، الحدیث:ا، ج۳، ص۳۹۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......المستدرک، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی زوجته، الحدیث۲۸۲۲، ج۲، ص۵۴۷۔

جس پر ہم پانی لاتے ہیں، اب اس پر قابو پانا دشوار ہے کہ وہ کسی کو اپنی پیٹھ پر بیٹھنے نہیں دیتا اور ہماری کھیتیاں اور درخت پیاسے ہیں۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو حکم فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ۔'' پس وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور باغ میں داخل ہو گئے، اونٹ باغ کی ایک جانب تھا، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرف چل دیئے تو انصار نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کتے کی طرح ہو گیا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ نہ کر دے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔''

جب اونٹ نے رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دیکھا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آ گیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر گر پڑا۔ رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پیشانی سے پکڑ لیا، وہ اتنا ذلیل وحقیر لگ رہا تھا کہ اس قدر پہلے کبھی نہ تھا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے کام میں لگا دیا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ چوپایہ ہے جو عقل نہیں رکھتا پھر بھی آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم عقل رکھتے ہیں لہٰذا ہمارا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کریں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے اور اگر کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں شوہر کے عورت پر عظیم حق کی بنا پر عورت کو حکم دیتا کہ وہ اسے سجدہ کرے، اگر مرد کے قدموں سے لے کر سر کی چوٹی تک زخم ہوں جن سے پیپ اور خون جاری ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ لے تو بھی اس نے شوہر کا حق ادا نہیں کیا۔'' (1)

﴿25﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: ''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس لئے کہ عورتوں پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے شوہروں کے حقوق ہیں۔'' حضور صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس وقت فرمائی جب حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اہلِ حیرہ کو اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کی: ''آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۶۱۴، ج۴، ص۳۱۷۔

زیادہ مستحق ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کوسجدہ کیا جائے۔'' (۱)

﴿26﴾......حضرت سیِّدُ نا ابنِ ابی اوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ'' جب حضرت سیِّدُ نا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شام سے واپس آئے تو میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کوسجدہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا:'' یہ کیا (طریقہ) ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی:'' یارسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ! میں شام گیا تو انہیں دیکھا کہ اپنے سرداروں اور پادریوں کوسجدہ کرتے ہیں، پس میں نے بھی ارادہ کرلیا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کوسجدہ کروں۔'' تو ارشاد فرمایا:'' ایسا نہ کرو کیونکہ اگر میں کسی کوسجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔'' (۲)

﴿27﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت بیان ہے:'' اگر میں کسی کوسجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کے عظیم حق کی وجہ سے سجدہ کرے، کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ اگر مرد اسے اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے اس حال میں کہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو (تب بھی اسے اپنے آپ سے نہ روکے)۔'' (۳)

﴿28﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ پاک ہے:'' کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ جنّتی عورتیں کون سی ہیں؟'' ہم نے عرض کی:'' جی ہاں! یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم !'' ارشاد فرمایا: اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت زیادہ بچے جننے والی اور جب اس کا شوہر غصہ میں ہو یا اسے تکلیف دی جائے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو جائے تو وہ کہے:'' یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔'' (۴)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۲۱۴۰، ص۱۳۸۰۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث: ۴۱۵۹، ج۶، ص۱۸۶۔

(۳)......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب حق الزوج علی الزوجۃ، الحدیث: ۷۴۱۵، ج۵، ص۲۴۰۔

(۴)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۸، ج۱، الجزء الاول، ص۴۶۔

﴿29﴾......حضورنبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ پرنور ہے: ''جو عورت اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ (۱)......اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جسے وہ ناپسند کرتا ہو (۲)......اس کے گھر سے اس حال میں نہ نکلے کہ وہ ناپسند کرتا ہو (۳)......اس کے خلاف کسی کی بات نہ مانے (۴)......اس کے بستر سے علیحدگی اختیار نہ کرے (۵)......اسے نقصان نہ پہنچائے (۶)......اگر وہ اس پر ظلم کرے تو بھی اس کی خدمت میں حاضر رہے یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو جائے، اگر وہ اسے قبول کر لے تو کتنی اچھی بات ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اِس کا عذر قبول فرمائے گا اور اِس کی حجت کو قوی فرمائے گا اور اِس پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ راضی نہ ہو تو یہ بارگاہِ خداوندی میں اپنا عذر پہنچا چکی ہے۔'' [1]

﴿30﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شریعت بیان ہے: ''شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر وہ اس کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے اور یہ اونٹ کی پشت پر ہو تو بھی اُسے خود سے نہ روکے، اور شوہر کا بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی اور پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہیں ہوگا اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو واپس لوٹنے تک اس پر زمین وآسمان اور رحمت وعذاب کے فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے۔'' [2]

﴿31﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''عورت اس وقت تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا تمام حق ادا نہ کر دے، اگر وہ عورت سے حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرے جبکہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو تب بھی اسے اپنے آپ سے نہ روکے۔'' [3]

﴿32﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسی عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے بے پرواہ نہیں ہو سکتی۔'' [4]

---

[1]......المستدرک، کتاب النکاح، حق الزوج علی زوجتہ، الحدیث:۲۸۲۵، ج۲، ص۵۴۸۔

[2]......الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء......الخ، الحدیث:۳۰۲۲، ج۳، ص۲۵۔

[3]......المعجم الکبیر، الحدیث:۵۰۸۴، ج۵، ص۲۰۰۔

[4]......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۲۳۴۹، ج۶، ص۳۴۰۔

﴿33﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں جو بھی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو جنّتی حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہلاک کرے! اسے تکلیف نہ دے، بے شک ابھی یہ تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔'' (1)

﴿34﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ خوشگوار ہے: ''جب مرد اپنی بیوی کو خواہش پوری کرنے کے لئے بلائے تو وہ ضرور اس کے پاس چلی جائے اگرچہ تنور پر ہو۔'' (2) (مثلاً روٹی وغیرہ پکا رہی ہو)

﴿35﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے، پس وہ اس سے ناراضی میں رات گزار دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (3)

﴿36﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے مگر وہ انکار کر دے تو آسمان کا مالک اس پر ناراض رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (4)

﴿37﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے علیحدہ ہو کر رات گزارتی ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (5)

﴿38﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین اشخاص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ ان میں اس عورت کو بھی شمار کیا گیا ہے جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔'' (6)

﴿39﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں

---

(1)......جامع الترمذی ،ابواب الرضاع ،باب الوعید للمراۃ علی ایذاء المراۃ زوجھا ،الحدیث:۱۱۷۴،ص۱۷۶۷۔

(2)......جامع الترمذی ،ابواب الرضاع ،باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ ،الحدیث:۱۱۶۰،ص۱۷۶۵۔

(3)......صحیح مسلم ،کتاب النکاح ،باب تحریم امتناعھا من فراش زوجھا ،الحدیث:۳۵۴۰،ص۹۱۹۔

(4)......المرجع السابق،الحدیث:۳۵۳۸۔ (5)......المرجع السابق ،الحدیث:۳۵۳۶۔

(6)......سنن ابن ماجه،ابواب اقامة الصلوات، باب من اَمَّ قوماوھم له کارھون، الحدیث:۹۷۱،ص۲۵۳۴۔

جن کی نہ نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان تک بلند ہوتی ہے۔ اور ان میں اس عورت کو بھی شمار کیا جس سے اس کا شوہر ناراض ہو یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔'' (۱)

﴿40﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جب عورت اپنے گھر سے نکلے اور اس کا شوہر اس بات کو ناپسند کرے تو اس کے واپس آنے تک آسمان میں موجود ہر فرشتہ اور جن وانس کے علاوہ ہر وہ چیز جس کے پاس سے گزرے وہ اس پر لعنت بھیجتی ہے۔'' (۲)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ پہلی اور آخری حدیثِ مبارکہ سے بالکل واضح ہے کیونکہ پہلی حدیثِ پاک میں ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زانی ملے گا۔'' اور یہ انتہائی سخت وعید ہے اور آخری حدیثِ پاک میں ہے کہ ''شوہر کی نافرمان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتوں اور جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے۔'' اور یہ بھی اسی طرح انتہائی شدید وعید ہے، پس اس سے ان دونوں کا کبیرہ ہونا واضح ہوگیا، اگرچہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی اس طرح وضاحت نہیں کی جس طرح میں نے عنوان میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......علم سیکھنے سے آتا ہے......}

فرمانِ مصطفٰے: ''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث:۹۲۱۳)

---

(۱)......صحیح ابن خزیمة، کتاب الصلاة ،باب نفی قبول صلاة المرأة......الخ،الحدیث:۹۴۰، ج۲، ص ۶۹۔
شعب الایمان للبیهقی،باب فی حق السادة علی الممالیک، الحدیث:۸۶۰۲، ج۶، ص۴۱۷۔
(۲)......المعجم الاوسط ،الحدیث:۵۱۳، ج۱، ص۱۵۸۔

کبیرہ نمبر276: قطع تعلقی کرنا

(یعنی اپنے مسلمان بھائی کو بلاعذر شرعی تین دن سے زیادہ چھوڑنا)

کبیرہ نمبر277: رُوگردانی کرنا

(یعنی مسلمان بھائی سے اعراض کرنا کہ وہ اس سے ملے تو یہ اس سے چہرہ پھیرلے)

کبیرہ نمبر278: ایک دوسرے سے بُغض رکھنا

(یعنی جو دل کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف پھیردے)

قطع تعلقی کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلقی جائز نہیں۔ جب تک وہ ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں حق سے دور رہتے ہیں اور ان میں سے جو پہلے ناراضی ختم کرتا ہے تو اس کا قطع تعلقی ختم کرنے میں پہل کرنا اس کے (گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے، اگر وہ اسے سلام کرے اور دوسرا قبول نہ کرے اور اس کے سلام کا جواب نہ دے تو فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے۔ اگر وہ اسی ناراضی پر فوت ہو جائیں تو وہ دونوں جنت میں داخل نہ ہوں گے۔'' (۱)

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''وہ (یعنی آپس میں قطع تعلقی کرنے والے) دونوں جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ ہی جنت میں اکٹھے ہوں گے۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبی مُکرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''کسی بندے کے لئے دوسرے

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ھشام بن عامر، الحدیث: ۱۶۲۵۸، ج۵، ص۴۸۷۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۵۴، ج۲۲، ص۱۷۵۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب ماجاء فی التباغض......الخ، الحدیث: ۵۶۳۵، ج۷، ص۴۷۰۔

سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا جائز نہیں، اگر وہ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کریں تو جنت میں کبھی بھی جمع نہ ہوں گے، جو اپنے دوست سے (کلام میں) پہل کرے گا تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا، اگر وہ دوسرے کو سلام کرے لیکن وہ اس کا جواب نہ دے اور سلام قبول نہ کرے تو پہلے کے سلام کا جواب فرشتہ دیتا ہے اور دوسرے کا جواب شیطان دیتا ہے۔'' (۱)

﴿4﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں، اگر ان (یعنی قطع تعلقی کرنے والوں) کی آپس میں ملاقات ہو اور ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کرے اور دوسرا اس کے سلام کا جواب دے تو یہ دونوں اجر میں شریک ہیں، لیکن اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو یہ (یعنی سلام کرنے والا) قطع تعلقی کے گناہ سے بچ گیا اور دوسرا اس گناہ کا مرتکب ہوا۔'' (راوی فرماتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا: ''اگر وہ دونوں قطع تعلقی میں ہی مر گئے تو جنت میں اکٹھے نہ ہوں گے۔'' (۲)

﴿5﴾...... حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ ہی قطع تعلقی کرو اور اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایمان والوں کی آپس میں قطع تعلقی صرف تین دن تک ہے، (اس کے بعد بھی) اگر وہ کلام نہیں کرتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے اعراض فرما لیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگیں۔'' (۳)

﴿6﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھے وہ جہنم میں جائے گا مگر یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے معاف فرما دے۔'' (۴)

﴿7﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی سے

(۱)......الترغیب الترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من التھاجر و التشاحن و التدابر، الحدیث۴۲۲۵، ج۳، ص۳۶۹۔

(۲)......المستدرک، کتاب البر و الصلۃ، باب لاتحل الھجرۃ......الخ، الحدیث۷۳۷۳، ج۵، ص۲۲۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث۳۹۵۷، ج۴، ص۱۴۵۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۸۱۵، ج۱۸، ص۳۱۵، "برحمتہ" بدلہ "بکرمتہ"۔

سال بھر قطع تعلق کئے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کی طرح ہے۔''[۱]

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا کہ لوگ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور قطع تعلقی کرانے سے (مایوس نہیں ہوا)۔''[۲]

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے:''جب دو مسلمان آپس میں قطع تعلقی کرتے ہیں تو ان میں (تعلق توڑنے والا) اسلام سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور اس کا لوٹنا یہ ہے کہ وہ اپنے (ناراض دوست) کے پاس آئے اور اسے سلام کرے۔''[۳]

﴿10﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر دو شخص اسلام میں داخل ہوں پھر دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو ان دونوں میں سے ایک اسلام سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔''[۴] (یعنی ان دونوں میں سے جو ظالم ہو وہ اسلام سے نکل جاتا ہے)

﴿11﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:''آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، پیٹھ نہ پھیرو، بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور اے بندگانِ خدا! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلُّق رکھے۔''[۵]

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا امام طبرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۳٦۰ھ) کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:''وہ دونوں ملتے ہیں تو ایک، ایک طرف منہ کر لیتا ہے اور دوسرا، دوسری طرف اور جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے وہ جنت کی طرف پہلے جائے گا۔''[٦]

---

[۱]......سنن ابی داود،کتاب الأدب،باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث۴۹۱۵،ص۱۵۸۳۔

[۲]......صحیح مسلم،کتاب صفات المنافقین واحکامھم،باب تحریش الشیطان ......الخ ،الحدیث۷۱۰۳،ص۱۱٦۸۔

[۳]......المعجم الکبیر، الحدیث۸۹۰۴،ج۹،ص۱۸۳،دون قولہ:الی ماخرج منہ۔

[۴]......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث۱۷۷۳،ج۵،ص۱۷٦۔

[۵]......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحسد، الحدیث۱۹۳۵،ص۱۸۴۷۔

[٦]......المعجم الاوسط، الحدیث۷۸۷۴،ج٦،ص۲۷۔

حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''میں سمجھتا ہوں، تَدَابُر سے مراد یہ ہے کہ مسلمان بھائی سے روگردانی کرنا اوراس سے اپنا چہرہ پھیر لینا۔'' (۱)

﴿13﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلقی رکھے کہ دونوں ملیں تو ایک، ایک طرف منہ پھیر لے اوردوسرا، دوسری طرف اوران دونوں میں سے بہتر وہ ہے جوسلام میں پہل کرے۔'' (۲)

اس سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے استدلال کیا ہے کہ ''سلام قطع تعلقی کا گناہ ختم کر دیتا ہے۔''

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں، جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔'' (۳)

﴿15﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، پھر اگر تین دن ایسے ہی گزر جائیں تو وہ ضرور اسے ملے اور سلام کرے اگر اس نے جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوگا اور سلام کرنے والا قطع تعلقی (کے گناہ) سے بچ جائے گا۔'' (۴)

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ہر پیر اور جمعرات کو (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس دن مشرک کے علاوہ ہر شخص کو معاف فرما دیتا ہے مگر اسے نہیں بخشتا جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہوتی ہے فرماتا ہے: ''ان دونوں کو آپس میں صلح کرنے تک چھوڑ دو۔'' (۵)

---

(۱)......الموطأ للامام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المهاجرة، مسئلة، ج۲، ص۴۰۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب تحریم الهجر......الخ، الحدیث:۶۵۳۲، ص۱۱۲۶۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی هجرة الرجل اخاه، الحدیث:۴۹۱۴، ص۱۵۸۳۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی هجرة الرجل اخاه، الحدیث:۴۹۱۲، ص۱۵۸۳۔

(۵)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب النهی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۶،۶۵۴۷، ص۱۱۲۷۔

﴿17﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مشرک کے علاوہ ہر شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر اسے نہیں بخشتا جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہو، پس (فرشتوں کو) کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔'' (۱)

﴿18﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن زمین والوں کے رجسٹر آسمان والوں کے رجسٹروں میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں، پس مشرک کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہو۔'' (۲)

﴿19﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن (بندوں کے) اعمال (بارگاہِ الٰہی) میں پیش کئے جاتے ہیں، پس جو گناہ سے معافی طلب کرتا ہے اسے معاف کر دیا جاتا ہے اور جو توبہ کرتا ہے اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں۔'' (۳)

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ پندرہ شعبان کی رات رحمت کی تجلی فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔'' (۴)

اُمّتِ محمدی پر رحمتِ خداوندی:

﴿21﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا ارشاد فرماتی ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (آرام کی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب النهی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۴، ص۱۱۲۷۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث۹۲۷۸، ج۶، ص۴۲۴۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۷۴۱۹، ج۵، ص۳۰۵۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظروالاباحة، الحدیث:۵۶۳۶، ج۷، ص۴۷۰۔

خاطر) اپنا لباس مبارک اُتارا، ابھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھیک طرح سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لباسِ مبارک زیبِ تن کرلیا (اور تشریف لے گئے)۔ مجھے شدید غیرت آئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کسی دوسری زوجۂ محترمہ کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں، میں بھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نکل پڑی اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو بقیعِ غرقد میں پایا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم مومن مردوں، عورتوں اور شہدا کے لئے بخشش طلب کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے رب کے کام میں مصروف ہیں جبکہ میں دنیا کی حاجت میں ہوں۔ میں واپس پلٹ کر (جلدی جلدی) اپنے حجرہ میں آگئی اور (اسی وجہ سے) میرا سانس پھول رہا تھا۔''

میرے پیچھے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے استفسار فرمایا: ''اے عائشہ! سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے، پھر لباسِ مبارک اتار کر بیٹھے بھی نہیں کہ دوبارہ زیبِ تن فرما کر چل دیئے، مجھے سخت غیرت آئی میں نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم میری کسی ساتھ والی (یعنی کسی دوسری زوجۂ محترمہ) کے پاس تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو بقیعِ غرقد میں دعا و استغفار کرتے ہوئے دیکھا۔''

پھر **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم تم سے ناانصافی کریں گے؟ میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس میں قبیلۂ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس رات میں مشرک، باہم دشمنی رکھنے والے، قطع تعلقی کرنے والے، تکبر سے تہبند کو لٹکانے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شرابی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لباس مبارک اتارا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا مجھے اس رات قیام (یعنی عبادت و ریاضت) کی اجازت دیتی ہو؟'' میں نے عرض کی:

''جی ہاں! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان!'' پس آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیام کیا اور پھر ایک طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما چکے ہیں لہٰذا میں نے اٹھ کر اپنا ہاتھ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تلووں پر رکھا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حرکت کی اور میں خوش ہوگئی، میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدوں میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی، تیری ناراضی سے تیری رضا کی اور تیری عظمت کے سامنے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، تیری ذات بزرگ ہے، میں تیری پوری تعریف نہیں کرسکتا تیری شان ایسی ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثنا فرمائی۔'' جب صبح ہوئی تو میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان کلمات کا تذکرہ کیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! ان کلمات کو خود بھی اچھی طرح سیکھ لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ مجھے یہ کلمات حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتائے ہیں اور مجھے سجدوں میں بار بار ان کے پڑھنے کا کہا ہے۔'' (۱)

﴿22﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرہویں رات اپنی تمام مخلوق پر رحمت کی تجلی فرماتا ہے، پس سوائے دو (بدقسمت) افراد کے اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے: (۱)......کینہ پرور اور (۲)......قاتل۔'' (۲)

﴿23﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرہویں رات تمام اہلِ زمین کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک اور کینہ پرور کو نہیں بخشتا۔'' (۳)

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ثعلبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرہویں رات اپنی تمام مخلوق پر رحمت کی تجلّی فرماتا ہے، پس مؤمنین کو بخش دیتا ہے، کفار کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پرور لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ ترک کر دیں۔'' (۴)

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۴۔
(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۶۵۳، ج۲، ص۵۸۹۔
(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۰، ج۳، ص۳۸۱۔
(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث:۵۹۰، ج۲۲، ص۲۲۳

﴿25﴾......حضرت سیِّدُ نا عبدُاللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''3 باتیں ایسی ہیں جس شخص میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی مغفرت فرمادے گا: (۱)......وہ اس حال میں مرا کہ اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا (۲)......نہ جادو کا عمل کیا اور (۳)......نہ ہی اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھا۔'' (۱)

﴿26﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک رات قیام فرمایا اور نماز پڑھی، آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما چکے ہیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اٹھ کر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انگوٹھے کو حرکت دی، جب آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حرکت کی تو میں (واپس اپنی جگہ) لوٹ آئی، جب آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا: ''اے عائشہ! یا یہ ارشاد فرمایا: ''اے حمیراء! کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اللّٰہ کا رسول تیرے ساتھ ناانصافی کرے گا؟'' (یعنی تیرا حق پورا نہیں کریں گے) تو میں نے عرض کی: ''نہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بلکہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طویل سجدے کی وجہ سے میں نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روح قبض ہو چکی ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو ارشاد فرمایا: ''یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر رحمت کی تجلّی فرماتا ہے، پس استغفار کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے، رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ پروروں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (۲)

﴿27﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۰۰۴، ج۱۲، ص۱۸۸۔

(۲)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۲۔

کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی: (۱)......وہ شخص جو ایسی قوم کی امامت کرائے جو اسے ناپسند کرتی ہو (۲)......وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)......وہ دو بھائی جو آپس میں ناراض ہوں۔'' [1]

﴿28﴾......ایک روایت ان الفاظ میں ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' پھر مذکورہ روایت کی مثل ذکر کی۔ [2]

﴿29﴾......ابتدائے کتاب میں حسد کے بیان میں ایک انصاری صحابی کی روایت گزر چکی ہے جنہیں حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس کے پاس رات گزاری تا کہ اس کا عمل دیکھیں۔ لیکن آپ نے اس کا کوئی بڑا عمل نہ دیکھا تو پوچھا: ''آپ کا کون سا ایسا عمل ہے کہ جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ حضور صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''میرا اس کے سوا کوئی عمل نہیں کہ میں کسی مسلمان کے متعلق اپنے دل میں کھوٹ نہیں پاتا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی کو جو نعمت عطا فرمائی اس پر حسد نہیں کرتا۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اس مقام تک پہنچایا اور یہ ایسی چیز ہے جو ہر کسی کے بس میں نہیں۔'' [3]

تنبیہ: ان تین گناہوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور صحیح احادیثِ مبارکہ میں موجود شدید وعیدوں کی بنا پر اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے مثال کے طور پر (۱)......وہ دونوں کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ [4] (۲)......وہ جہنم میں ہے۔ [5] (۳)......وہ خون بہانے کی طرح ہے۔ [6] (۴)......ان دونوں میں سے ایک اسلام

---

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات، باب من اَمَّ قوماوهم له كارهون، الحديث:۹۷۱، ص۲۵۳۴۔

[2] ......المصنف لابن ابی شيبة، كتاب الصلاة، باب فی الامام يؤم القوم وهم له كارهون، الحديث:۶، ج۱، ص۴۴۵۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحديث:۱۲۶۹۷، ج۴، ص۳۳۲۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث هشام بن عامر، الحديث:۱۶۲۵۸، ج۵، ص۴۸۷۔

[5] ......المعجم الكبير، الحديث۸۱۵، ج۱۸، ص۳۱۵۔

[6] ......سنن ابی داود، كتاب الأدب، باب فی هجرة الرجل اخاه، الحديث۴۹۱۵، ص۱۵۸۳۔

سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے۔[1] (۵)......وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔[2] وغیرہ وغیرہ۔

صَاحِبُ الْعُدَّۃ کا یہ قول کہ ''تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع تعلقی کرنا صغیرہ گناہ ہے۔'' یہ بہت بعید ہے اگرچہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی، پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے یقینی طور پر مذکورہ ترکِ تعلق کو کبیرہ گناہ قرار دیا اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ اور امام زرکشی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی بات پر توجہ نہ دی بلکہ ارشاد فرمایا کہ ''مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کو صغیرہ گناہ قرار دینا محلِ نظر ہے اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں قطع تعلقی، تکلیف اور فساد پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ کہا جائے کہ بار بار کرنے سے یہ کبیرہ ہو جائے گا۔''

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مذکورہ قول کہ ''ہاں یہ کہا جائے کہ بار بار کرنے سے یہ کبیرہ ہو جائے گا۔'' محلِ نظر ہے اور اگر ہم اسے تسلیم بھی کر لیں تو پھر بھی یہ ہمارے مؤقف کی نفی نہیں کرتا کیونکہ مقصود یہ ہے کہ کیا اس کے کبیرہ ہونے کا معنی وہ ہے جو مذکور ہوا یا تین دن کی مدت میں اس پر اصرار کرنا ہے۔ بہر حال پہلی توجیہ ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اصل حرمت کے لئے تین دن کی قید لگائی گئی ہے کیونکہ تین دن گزرنے کے بعد بگاڑ پیدا کرنا اور تعلقات توڑنا ثابت ہو جاتا ہے بخلاف پہلی صورت [اس میں قطع تعلقی، تکلیف اور فساد پایا جاتا ہے] کے، پس یہاں اصرار کا اعتبار نہیں۔

قطع تعلقی کی حرمت سے کچھ مسائل خارج کئے گئے ہیں جن کا ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر کیا ہے جیسا کہ میں نے عنوان میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اگر تعلقات توڑنا ہاجر (یعنی قطع تعلقی کرنے والا) اور مہجور (یعنی جس سے قطع تعلقی کی جائے) کی دینی اصلاح کا سبب ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۱۷۷۳، ج۵، ص۱۷۶۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی هجرة الرجل اخاه، الحدیث: ۴۹۱۴، ص۱۵۸۳۔

کبیرہ نمبر279: عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا

(اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو)

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ (یعنی زنا کرنے والی) ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے۔'' یعنی زانیہ ہے۔ [۱]

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت خوشبو لگائے اور کسی قوم کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے اور (غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے۔'' [۲]

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے ایک عورت گزری، اس سے خوشبو آ رہی تھی، آپ نے دریافت فرمایا: ''اے اَمَۃُ الْجَبَّار! کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ بولی: ''مسجد کا۔'' استفسار فرمایا: ''اس لئے خوشبو لگائی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: واپس جا اور اسے دھو ڈال (کیونکہ) میں نے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو نماز کے لئے خوشبو لگا کر مسجد جائے جب تک کہ وہ واپس جا کر اسے دھو نہ دے۔'' [۳]

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ خزیمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے اس روایت سے استدلال کیا ہے بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو اور آپ جانتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک اس پر صحیح دلیل ہے کہ اس عورت پر خوشبو کو دھو کر صاف کرنا واجب ہے اور اگر اس نے خوشبو دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ نیز یہاں پر خاص طور پر دھونا مراد نہیں بلکہ اس کی خوشبو کو دور کرنا مراد ہے۔

﴿4﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اسی دوران قبیلہ مزینہ کی ایک عورت آراستہ پیراستہ اِتراتی ہوئی مسجد میں داخل ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اپنی عورتوں کو بھڑکیلے اور خوشبو دار لباس پہن کر مسجد جانے سے روکو کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے خوبصورت لباس

---

[۱] ......جامع الترمذی، ابواب الأدب، باب ماجاء فی کراھیۃ خروج المراۃ متعطرۃ، الحدیث: ۲۷۸۶، ص ۱۹۳۲۔

[۲] ......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب التغلیظ فی تعطر المراۃ......الخ، الحدیث: ۱۶۸۱، ج ۳، ص ۹۱۔

[۳] ......المرجع السابق، باب ایجاب الغسل علی المتطیبۃ......الخ، الحدیث: ۱۶۸۲، ج ۳، ص ۹۲۔

پہنا اور مسجد میں خوشبو لگا کر حاضر ہوئیں تو بنی اسرائیل دھتکار دیئے گئے۔'' (1)

تنبیہ:

بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے لیکن ہمارے اصولوں کے مطابق اسے تب کبیرہ قرار دیا جائے جب فتنہ ثابت ہو جائے اور اگر فتنے کا صرف خوف ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر گمان ہو تو حرام ہے مگر کبیرہ گناہ نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

کبیرہ نمبر280: عورت کا نافرمان ہونا

یعنی عورت کا شوہر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر گھر سے نکلنا جبکہ کوئی شرعی ضرورت نہ ہو جیسے کوئی ایسا فتویٰ لینا ہو جو مرد نہ لے سکتا ہو یا کسی فاسق و فاجر کی دست درازی کا اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی گھر کے گرنے کا خطرہ ہو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ (پ۵، النسآء:۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو، بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

جب عورتوں نے میراث وغیرہ میں مردوں کو فضیلت دینے پر اعتراض کیا تو انہیں اس فرمانِ باری تعالیٰ سے جواب دیا گیا:

---

(1) ……سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب فتنة النساء، الحديث:۴۰۰۲، ص۲۷۱۷۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (پ۵، النسآء:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: اوراس کی آرزو نہ کروجس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔

مردوں کی افضلیت کا سبب:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ کریمہ میں واضح فرمایا ہے کہ اس نے میراث میں مردوں کو عورتوں پر اس وجہ سے فضیلت دی ہے کیونکہ وہ ان پر افسر ہیں، اگرچہ جنسی لذت حاصل کرنے میں دونوں شریک ہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مردوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کی اصلاح کریں، انہیں ادب سکھائیں، ان کی حفاظت کا اہتمام کریں اور انہیں حق مہر ادا کریں کیونکہ قَوَّام کا صیغہ قَیِّم سے زیادہ بلیغ ہے اور قَوَّام سے مراد ایسا منتظم وکارپرداز ہے جو مصالح، تدبیر و تادیب، حفاظت کا اہتمام کرنے اور آفات سے بچانے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہو۔

پہلی آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول:

﴿1﴾...... یہ آیتِ کریمہ حضرت سیِّدُنا اسعد بن ربیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق نازل ہوئی جو انصار کے نقیبوں میں سے ایک تھے، اُن کی بیوی نے اُن کی نافرمانی کی تو انہوں نے اُسے تھپڑ رسید کر دیا، اس کا باپ اسے لے کر تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوگیا اور عرض کی: ''میری بیٹی اس کے نکاح میں گئی اور اس نے اسے تھپڑ رسید کر دیا جس کا نشان اس کے چہرے پر موجود ہے۔'' تو حضور صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے بدلہ لے لو۔'' پھر فرمایا: ''(تھوڑی دیر) صبر کرو یہاں تک کہ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ایک کام کا ارادہ فرمایا لیکن جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارادہ فرمایا وہی بہتر ہے۔'' [1]

پس معلوم ہوا کہ اس آیتِ مبارکہ میں دلیل ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ادب سکھا سکتا ہے لیکن اسے بیوی کے ساتھ برا سلوک نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ'' سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے۔

اور اس فرمانِ خداوندی ''وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ'' میں اس بات پر دلیل ہے کہ مرد نے تنگ دست ہونے کی

[1] ......تفسیر البغوی، النساء، تحت الآیۃ۳۴، ج۱، ص۳۳۵۔

وجہ سے بیوی کو نفقہ نہ دیا تو اِس پر اُس کی فضیلت اور کار پردازی ختم ہوگئی۔ لہٰذا جب بیوی پر اس کی منتظم و مدبر ہونے کی حیثیت ختم ہوگئی تو اب حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) وغیرہ کے نزدیک بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کرسکتی ہے کیونکہ نکاح کا شرعی مقصود ہی نہیں پایا جارہا جبکہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کا قول اس کے برعکس ہے۔(۱)

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ''فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ؕ'' (پ۳، البقرۃ: ۲۸۰) تنگ دست قرض دار کے متعلق عام ہے جسے مذکورہ آیت اور دیگر آیات کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ ''قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ'' لفظِ قُنُوت سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ اور شوہروں کی اطاعت ہے۔ یعنی وہ عورتیں اپنے شوہروں کی موجودگی میں ان کی اطاعت اور عدم موجودگی میں ان کے مال اور گھر کی حفاظت کریں نیز اپنے آپ کو زنا سے روک کر ان کی (عزت کی) حفاظت کریں تاکہ انہیں نہ تو کسی قسم کی کوئی شرمندگی اُٹھانا پڑے اور نہ ہی کسی کی اولاد کا بوجھ اٹھانا پڑے۔ چنانچہ،

﴿2﴾...... حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کے بعد ایک مومن کو جو چیز فائدہ دیتی ہے وہ اس کی نیک بیوی ہے، اگر یہ اسے کوئی حکم دے تو وہ اِس کی اطاعت کرے، اگر اس کی طرف دیکھے تو وہ اِس کی خوشی کا باعث بنے، اگر اُس پر (بھروسا کرتے ہوئے) کوئی قسم اُٹھا لے تو وہ اِس کی قسم کو پورا کردے اور اگر یہ موجود نہ ہو تو وہ اپنے نفس اور اِس کے مال کے معاملے میں اِس کی خیر خواہی کرے۔'' (راوی فرماتے ہیں:) پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مذکورہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔(۲)

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک عورتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے دو ایسے اوصاف یعنی قٰنِتٰتٌ اور حٰفِظٰتٌ ذکر کئے جو ان کی اور ان کے شوہروں کی نسبت سے دین و دُنیا سے متعلق ہر کمال کو شامل ہیں تو اپنے اس فرمانِ عالیشان

---

(۱)...... دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 269 پر ہے: ''شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے، یونہی اگر مالدار ہے مگر مال یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کریں بلکہ اگر نفقہ مقرر ہوچکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لے کر یا کچھ کام کر کے صرف کرے اور وہ سب شوہر کے ذمہ ہے کہ اُسے دینا ہوگا۔'' (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج۵، ص۳۰۹ تا ۳۱۱)

(۲)...... سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب افضل النساء، الحدیث ۱۸۵۷، ص۲۵۸۸۔

''وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ'' سے غیر صالح عورتوں کا بھی ذکر فرمایا اور خـوف سے مراد وہ حالت ہے جو مستقبل میں پیش آنے والے کسی ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ارشاد فرمایا: ''نُشُوْز کی دلالت کبھی قول سے ہوتی ہے جیسے جب خاوند اسے بلاتا تو وہ حاضر ہو جاتی اور اس سے بات کرتا تو بڑی عاجزی وانکساری سے بات کرتی لیکن اس کے بعد اس کی حالت تبدیل ہوگئی (یعنی اب وہ بلائے تو نہ آئے اور بات کرے تو نرم لہجے میں نہ کرے)۔اور کبھی نُشُـوْز کی دلالت فعل کے ساتھ ہوتی ہے جیسے پہلے جب وہ اس کے پاس آتا تو وہ کھڑی ہو جاتی اور اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرتی۔ جب وہ اس سے مجامعت کا ارادہ کرتا تو ہنسی خوشی اس کے لئے بستر بچھاتی لیکن پھر اس کی حالت تبدیل ہوگئی (یعنی نہ تو اس کی آمد پر کھڑی ہو اور نہ ہی برضا ورغبت اس کی جنسی خواہش پوری کرے) پس یہ ابتدائی باتیں ہیں جو نافرمانی کے خوف کو ثابت کرتی ہیں۔نُشُـــوْز حقیقت میں نافرمانی اور مخالفت کا نام ہے، جب نافرمانی زیادہ ہو جائے تو کہا جاسکتا ہے، گویا وہ شوہر پر غالب آ گئی۔''

پھر فرمایا: ''فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ'' حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: نُشُـــوْز یہ ہے کہ مرد کے لئے معطر نہ ہو اور اپنے نفس سے اس کو روکے اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری سے پھر جائے اور وعـظ سے مراد یہ ہے کہ شوہر اُسے انجام کے خوف کی نصیحت کرے یعنی اس سے کہے کہ ''تجھ پر میرے لازم حقوق کے معاملے میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور اس کے سخت انتقام سے خوف کر۔'' اور ''وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ بستر میں اس کی طرف پیٹھ کر لے اور اس سے گفتگو نہ کرے۔'' جبکہ دیگر مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اس سے علیحدہ کسی دوسرے بستر پر سو جائے۔'' بہرحال دونوں قول صحیح ہیں۔البتہ! عورت کو ڈانٹنے کے اعتبار سے دوسرا قول زیادہ بلیغ ہے، کیونکہ اگر وہ اِس سے محبت کرتی ہوگی تو اِس کی علیحدگی اُس پر گراں گزرے گی اور وہ نافرمانی سے باز آ جائے گی یا اگر اس سے نفرت کرتی ہوگی تو یہ عمل اس کی خواہش کے مطابق ہوگا، پس اس وقت اس کا نافرمان ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

ایک قول یہ ہے کہ اھْجُرُوْھُنَّ ھَجَرَ سے مشتق ہے اور یہ زبانی جھڑکنے سے زیادہ برا ہے یعنی نافرمان عورتوں

سے گفتگو میں سختی سے پیش آؤ اور انہیں جماع وغیرہ کے لئے بے قرار کر دو۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں گھروں میں اونٹ کی رسی سے سخت باندھ دو۔'' مگر یہ قول بعید از عقل اور شاذ ہے اگرچہ اسے حضرت سیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۰ھ) نے اختیار کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا امام ابوبکر ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۴۳ھ) نے ارشاد فرمایا: کتاب وسنت کو جاننے والے عالم کی یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ لیکن اسے اس تاویل پر ابھارنے والی ایک غریب روایت ہے جو حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجۂ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک اس علیحدگی کی مدت ایک مہینہ ہے جیسا کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمل ہے۔ جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اپنی اُمِّ وَلَد حضرت سیِّدَتُنا ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرنے کا راز بتایا لیکن انہوں نے یہ راز اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بتا دیا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ (پ۲۸، التحریم:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب بتانے والے (نبی)! تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔'' (1)

گویا ''اَلْعُلَمَاء'' سے حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کی مراد اُن کے ہم مذہب علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام ہیں۔ البتہ! شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک بیوی کو بستر سے علیحدہ کرنے کی انتہائی مدت کچھ نہیں کیونکہ یہ فعل تو عورت کی اصلاح کے لئے ہے، پس اگر وہ اصلاح یافتہ نہ ہو تو اسے چھوڑے رکھے اگرچہ کئی سال گزر جائیں اور اگر وہ اصلاح پا جائے تو اسے چھوڑے رکھنے کی کوئی وجہ نہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا۔''

''فِی الْمَضَاجِعِ'' میں فِی یا تو ظرفیت کا ہے جو اُهْجُرُوْهُنَّ کے متعلق ہے یعنی ان کے ساتھ سونا ترک کر دو یا فِی سببیت کا ہے یعنی ان کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں اپنے بستر سے جدا کر دو۔ ایک قول میں یہ بھی ہے کہ یہی بعد والا معنی

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، النساء، تحت الآیۃ ۳۴، ج۳، الجزء الخامس، ص۱۲۰۔

طے شدہ ہے کیونکہ فِی الْمَضَاجِعِ، ھَجَرَ کے لئے ظرف نہیں بلکہ اس کا سبب ہے۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں بلکہ یہاں فِی ظرفیت کا ہی صحیح ہے اور ھَجَر اس میں واقع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ نُشُوْزَھُنَّ کے متعلق ہے لیکن یہ معنوی اعتبار سے صحیح نہیں کیونکہ مَضْجَع میں نافرمانی پر نُشُوْز کو مقصور کرنے کا وَہم پایا جا رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور نہ ہی یہ نئی بات ہے کیونکہ اس میں مصدر اور اس کے معمول کے درمیان اجنبی چیز کا فاصلہ ہے، جبکہ ایک قول یہ ہے کہ نُشُوْزَھُنَّ کے بعد فعل محذوف ہے یعنی وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ وَنَشَزْنَ۔ بے شک اس سے وہی شخص راہِ فرار اختیار کرتا ہے جو محض سمجھانے بجھانے اور ڈرانے دھمکانے جیسے اقدامات پر توقف نہیں کرتا جبکہ ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے اس لئے کہ خوف یہاں پر یقین کے معنی میں ہے اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی اسی طرح منقول ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس معاملے میں غلبۂ ظن ہی کافی ہے اور اِضْرِبُوْھُنَّ سے مراد ایسی مار پیٹ ہے جو اذیت ناک نہ ہو اور نہ ہی اس سے جسم پر نشانات پڑیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جیسے گھونسا (یعنی مُکا)۔'' اور حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''مسواک سے مارا جائے۔''

اور حدیثِ پاک میں چہرے پر مارنے سے منع فرمایا گیا ہے اور فرمایا کہ اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں۔ [۱]

عورت کو کتنی ضربیں لگائی جائیں:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''40 سے کم مرتبہ مارا جائے گا کیونکہ یہ ایک آزاد انسان کی کم از کم حد ہے۔'' اور دوسرے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''20 سے کم مرتبہ مارا جائے گا کیونکہ یہ ایک غلام کی پوری حد ہے۔'' بہرحال اسے بدن پر مختلف جگہوں پر مارا جائے گا اور لگاتار ایک ہی جگہ نہ مارا جائے تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو اور اس کے چہرے پر نہ مارے نیز اتنا نہ مارے کہ وہ مر جائے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''لپیٹے ہوئے رومال یا اپنے ہاتھ سے مارے کوڑے اور ڈنڈے سے نہ مارے۔'' گویا قائل نے یہ قول حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اخذ کیا ہے۔

---

[۱] ......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث: ۲۱۴۲، ص۱۳۸۰۔

مختصر یہ کہ مارنے میں نرمی کے پہلو کو مدِّ نظر رکھا جائے۔اسی وجہ سے حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ارشاد فرمایا:''بالکل نہ مارنا افضل ہے۔''

سوال: کیا یہ تینوں افعال (یعنی نصیحت کرنا، بستر سے جدا کرنا اور مارنا) بالترتیب ہیں یا نہیں؟

جواب: اس میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں:''پہلے نافرمان عورت کو زبان سے نصیحت کرے، اگر نہ مانے تو اسے بستر سے جدا کر دے اور اگر پھر بھی نہ مانے تو مار پیٹ سے کام لے اور اگر مارنے سے بھی نصیحت حاصل نہ کرے تو کوئی ثالث بھیجے۔''

جبکہ دیگر ائمۂ کرام اور فقہائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کہنا ہے کہ''نافرمانی کے خوف کے وقت اس ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا اور جب نافرمانی ثابت ہو جائے تو تمام کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

لَا تَبْغُوْا سے مراد یہ ہے کہ''ان پر زبردستی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو، یعنی انہیں اپنی محبت کا پابند نہ کرو کیونکہ دل ان کے ہاتھوں میں نہیں۔''

حضرت سیِّدُ نا ابن عیینہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''زیادہ موزوں اور مناسب یہی ہے کہ اس کی تفسیر عام ہو یعنی ان سے ایسے کام کا مطالبہ نہ کرو جو ان پر شرعی طور پر لازم نہیں بلکہ انہیں ان کی اپنی مرضی پر چھوڑ دو کیونکہ انہوں نے بطورِ احسان طبعی طور پر اپنے آپ کو بہت سے ایسے حقوق اور خدمت کا پابند کیا ہوا ہے جو ان پر لازم نہیں۔''

مذکورہ آیتِ مبارکہ کا اختتام ان دو اسمائے مبارکہ''عَلِیًّا کَبِیْرًا''پر ہو رہا ہے جو کہ موضوع کے انتہائی مناسب ہیں کیونکہ ان دونوں کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی برتری اور کبریائی کے باوجود اپنے بندوں کو ایسے کام کا پابند نہیں کرتا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور وہ نافرمان کا مؤاخذہ نہیں کرتا جبکہ وہ توبہ کر لے پس تم بھی اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتیں انہیں اس کام کا پابند نہ کرو اور ان کی نافرمانی پر ان کی معافی قبول کر لو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ تمہارے ظلم کو روکنے سے عاجز ہوں تو (جان لو کہ) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو بلند شان والا، کبیر اور قادر ہے جو ان کی طرف سے تم سے بدلہ لے سکتا ہے اور صحیح احادیثِ مبارکہ میں نافرمانی کی بعض صورتوں پر شدید وعید گزر چکی ہے تو نافرمانی کی باقی صورتوں کو انہی پر قیاس کیا جائے گا۔چنانچہ، انہیں احادیثِ مبارکہ میں سے صحیحین کی

حدیث ہے کہ،

﴿3﴾……رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد اس سے ناراضی میں رات گزار دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۱)

﴿4﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے جدا ہو کر رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۲)

﴿5﴾……نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو آسمان والا (یعنی جس کا حکم اور بادشاہت آسمان میں بھی ہے) اس پر ناراض رہتا ہے یہاں تک اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (۳)

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ گزر چکی ہیں کہ ''جس عورت پر اس کا شوہر ناراض ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (۴)

﴿6﴾……حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) سے مروی ہے کہ مجھے اس صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا جس نے سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''قیامت کے دن عورت سے سب سے پہلے اس کی نماز اور شوہر کے متعلق سوال کیا جائے گا۔'' (۵)

﴿7﴾……دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان باقرینہ ہے: ''عورت کے لئے اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں (کسی کو) آنے کی اجازت دینا جائز ہے۔'' (۶)

---

(۱)……صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، الحدیث:۳۵۴۰، ص۹۱۹۔

(۲)……المرجع السابق، الحدیث۳۵۳۸۔

(۳)……المرجع السابق، الحدیث:۳۵۴۰۔

(۴)……صحیح ابن خزیمة، کتاب الصلاة، باب نفی قبول صلاة المراة الغاضبة……الخ، الحدیث:۹۴۰، ج۲، ص ۶۹۔

(۵)……فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث۱۹، ج۱، ص۳۱، عن انس بن مالک۔

(۶)……صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تاذن المراة فی بیت زوجها لاحد الاَّ باذنه، الحدیث:۵۱۹۵، ص۴۴۹۔

یہاں روزے سے مراد نفلی روزہ یا ایسا واجب روزہ ہے کہ جس کے رکھنے میں وقت کی وسعت ہو تو وہ ایسا کوئی روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا شوہر شہر میں موجود ہو، خواہ اس کی کوئی سوکن ہو اور اس روز شوہر اس کی سوکن کے پاس ہو تب بھی روزہ نہ رکھے، جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا کہنا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی سوکن شوہر کو اس کے ساتھ مجامعت کی اجازت دے دے۔ البتہ! اگر شوہر خود اسے روزہ رکھنے کی اجازت دے دے یا وہ روزہ رکھنے پر اپنے شوہر کی رضامندی جان لے تو روزہ رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اِس سے جماع کرنا چاہتا ہو لیکن اِس کے روزے کی وجہ سے رُک جائے۔ اس بات سے قطع نظر کہ شوہر کے لئے اس سے اپنی نفسانی حاجت پوری کرنا اور اس کے روزے کو فاسد کرنا جائز ہے کیونکہ عموماً انسان عبادت کو فاسد کرنے سے ڈرتا ہے اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں شوہر کی اطاعت کے واجب ہونے کے متعلق گزرا ہے کہ ''اگر سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کو حکم دیتے کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتے کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ اس کا حق اس پر بہت زیادہ ہے۔''[۱]

﴿8﴾......ایک عورت نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنے شوہر کا ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری اس سے کیا نسبت ہے؟ بے شک وہی تیری جنت و دوزخ ہے۔''[۲]

﴿9﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت کی طرف نَظَر (رحمت) نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اُس سے بے پرواہ نہیں۔''[۳]

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ''خَثْعَم قبیلے کی ایک عورت حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے آگاہ فرمائیے کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ کیونکہ میں بیوہ عورت ہوں، اگر مجھے طاقت

---

[۱]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرة الزوجین، الحدیث: ۴۱۵۱، ج۶، ص۱۸۳۔

[۲]......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمة حصین بن محصن، الحدیث: ۱۹۰۲۷، ج۱۰، ص۳۸۳۔

[۳]......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب شکر المرأة لزوجها، الحدیث: ۹۱۳۵، ج۵، ص۳۵۴۔

ہوئی (تو نکاح کروں گی) ورنہ بیوہ ہی بیٹھی رہوں گی؟'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس سے اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل چاہتا ہو اور یہ اونٹ پر سوار ہو تو پھر بھی اس سے اپنے آپ کو نہ روکے اور بیوی پر شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو محض بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہیں اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے بھی نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو واپس آنے تک اس پر زمین وآسمان اور رحمت وعذاب کے فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے۔'' (1)

معلوم ہوا کہ عورت پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کو راضی رکھنے کی کوشش کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی ناراضی سے بچے۔ مثلاً اُسے اُس حالت میں جماع سے نہ روکے جس میں اُس کے لئے جماع کرنا مباح ہو۔ البتہ! حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک حیض ونفاس کی حالت میں غسل سے پہلے اُسے جماع سے روک سکتی ہے اگرچہ خون بھی رُک چکا ہو۔ (2)

عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو شوہر کی ملکیت سمجھے لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی چیز میں تصرف نہ کرے۔ بلکہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ ''اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہ کرے کیونکہ وہ شوہر کے ہاں اس عورت کی طرح ہے جس کو تصرفات سے روک دیا گیا ہو۔'' بلکہ اس پر لازم ہے کہ شوہر کے حقوق کو اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق پر مقدَّم رکھے بلکہ بعض صورتوں میں اپنے حقوق پر بھی

---

(1)......الترغیب الترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء......الخ، الحدیث:۳۰۲۲، ج۳، ص۲۵۔

مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابن عباس، الحدیث:۲۴۴۹، ج۲، ص۴۳۸۔

(2)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اول صَفحہ 383 پر ہے: ''مسئلہ: (حیض کا خون) پورے دس دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو، مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔ مسئلہ: دس دن میں کم سے پاک ہوئی تاوقتیکہ (یعنی جب تک کہ) غسل نہ کرلے یا وہ وقتِ نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غسل کرلے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ مسئلہ: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تو اگرچہ غسل کرلے جماع ناجائز ہے تاوقتیکہ عادت کے دن پورے نہ ہولیں۔ جیسے کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کردے مگر جماع کے لئے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔''

مقدَّم رکھے، جس قدر ہو سکے صاف ستھری رہ کر ہر لمحہ اپنے آپ کو تیار رکھے کہ شوہر اس سے جماع کر سکے اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اس پر فخر نہ کرے اور نہ ہی اس کی کسی بری عادت کی وجہ سے اس کی عیب جوئی کرے۔

حضرت سیِّدُنا امام اصمعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک گاؤں میں گیا، وہاں میں نے ایک حسین وجمیل عورت دیکھی جس کا شوہر بدصورت تھا، میں نے اس سے پوچھا: ''تم اپنے لئے اس (بدصورت شخص) کے ماتحت رہنا کیسے پسند کرتی ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے شخص سن! ہوسکتا ہے کہ اس کا اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تعلق اچھا ہو، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کا ثواب بنا دیا ہو اور شاید! میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو میرے اس گناہ کی سزا بنا دیا ہو۔''

﴿11﴾ ...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے ارشاد فرمایا: ''اے عورتو! اگر تم اپنے اوپر اپنے شوہروں کے حقوق جانتیں تو تم میں سے ہر ایک شوہر کے قدموں کا غبار اپنے رخسار سے صاف کرتی۔'' (1)

﴿12﴾ ...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری جنتی بیویوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''کیوں نہیں (ضرور بتایئے)، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت، جب وہ شوہر کو ناراض کر دے یا اسے تکلیف دی جائے یا اس کا شوہر اس پر غصہ کرے تو وہ کہے: ''میرا یہ ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں۔'' (2)

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''عورت پر واجب ہے کہ (۱) ...... ہمیشہ اپنے شوہر سے حیا کرے (۲) ...... اس کے سامنے نگاہیں نیچی رکھے (۳) ...... اس کے حکم کی اطاعت کرے (۴) ...... اس کی گفتگو کے وقت خاموش رہے (۵) ...... اس کی آمد اور روانگی پر کھڑی ہو جائے (۶) ...... سوتے وقت اپنا آپ اسے پیش کر دے (۷) ...... اس کی عدم موجودگی میں اس کی عزت اور مال کے معاملے میں اس سے خیانت نہ کرے (۸) ...... اس

---

(1) ...... المصنف لابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی المراة، الحدیث۵، ج۳، ص۳۹۸۔

(2) ...... المعجم الاوسط، الحدیث۱۷۴۳، ج۱، ص۴۷۲۔

المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۱۱۸، ج۱، الجزء الاول، ص۴۶۔

کو پسند آنے والی خوشبو لگائے (۹)......مسواک اور خوشبو سے اپنے منہ کو صاف رکھے (۱۰)......اس کی موجودگی میں ہمیشہ سجی سنوری رہے اور اس کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار نہ کرے (۱۱)......اس کے گھر والوں اور رشتہ داروں کی عزت کرے اور (۱۲)......اس کی طرف سے کم کو بھی زیادہ سمجھے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والی عورت کو چاہئے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اپنے شوہر کی اطاعت کی کوشش کرے اور پوری کوشش کر کے شوہر کی رضا حاصل کرے کیونکہ وہی اس کی جنت اور دوزخ ہے۔'' چنانچہ،

﴿13﴾......شفیعِ روزِ شُمار، باذنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔'' (۱)

﴿14﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب عورت نمازِ پنجگانہ پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو، داخل ہو جاؤ۔'' (۲)

﴿15﴾......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱)......اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی عورت کے لئے ہوا میں پرندے، پانی میں مچھلیاں، آسمان میں فرشتے اور چاند سورج اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت میں رہتی ہے (۲)......جو عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے (۳)......جو عورت اپنے شوہر کے چہرے پر تیوری چڑھانے کا باعث بنتی ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہتی ہے یہاں تک کہ اُسے ہنسا کر راضی کر لے اور (۴)......جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلتی ہے اس کے واپس پلٹنے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

﴿16﴾......رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار (قسم کی) عورتیں جنّتی ہیں اور چار (قسم کی) جہنمی۔'' پھر جنت میں جانے والی چار عورتوں کا ذکر کیا: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اپنے شوہر کی فرمانبردار پاک دامن عورت (۲)......زیادہ بچے جننے والی، صبر کرنے والی اور اپنے شوہر کے ساتھ کم پر قناعت کرنے والی

---

(۱)......سنن ابن ماجه،ابواب النکاح،باب حق الزوج علی المراة، الحدیث:۱۸۵۴،ص۲۵۸۸۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبد الرحمٰن بن عوف الزهری ،الحدیث:۱۶۶۱،ج۱،ص۴۰۶۔

(۳)......حیادار اور شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور اُس کے مال کی حفاظت کرنے والی نیز اس کی موجودگی میں اپنی زبان قابو میں رکھنے والی اور (۴)......جس کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، لیکن وہ اپنی اولاد کے لئے اپنے نفس کو روکے رکھے اور ان کی تربیت کرے، ان کی اچھی دیکھ بھال کرے اور اس خوف سے شادی نہ کرے کہ کہیں وہ برباد نہ ہو جائیں۔ اور جہنم میں جانے والی چار عورتیں یہ ہیں: (۱)......اپنے شوہر سے بدکلامی کرنے والی، اگر وہ غائب ہو تو اپنے نفس کی حفاظت نہ کرے اور اگر موجود ہو تو اسے اپنی زبان سے تکلیف دے (۲)......اپنے شوہر کو طاقت سے زیادہ کام پر مجبور کرے (۳)......جو اپنے آپ کو لوگوں سے نہ چھپائے اور اپنے گھر سے بن سنور کر نکلے اور (۴)......جس کا کھانے پینے اور سونے کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو اور اُسے نماز سے کوئی دلچسپی نہ ہو اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم اور اپنے شوہر کی اطاعت میں کوئی رغبت ہو۔

پس جس عورت میں یہ صفات پائی جائیں، اگر وہ توبہ نہ کرے تو ملعونہ اور جہنمیوں میں سے ہے۔ اسی لئے،

﴿17﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں زیادہ عورتیں ہیں۔'' (۱)

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم اور اپنے شوہروں کی اطاعت بہت کم کرتی ہیں اور بناؤ سنگھار بہت زیادہ کرتی ہیں۔ اور ''تَبَھْرُج'' سے مراد یہ ہے کہ جب عورت اپنے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو فخریہ لباس پہنے، بناؤ سنگھار کرے اور اپنی ذات سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہوئی جائے اگرچہ وہ خود فتنے سے محفوظ بھی ہو مگر لوگ اس کے فتنے سے محفوظ نہ ہوں گے۔ چنانچہ،

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے اور عورت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں ہوتی ہے۔'' (۲)

﴿19﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: عورت چھپانے کی چیز ہے

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث: ۶۴۴۹، ص ۵۴۲۔

(۲)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب اختیار صلاۃ۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۶۸۵، ج ۳، ص ۹۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔

لہٰذا عورتوں کو گھروں میں بند رکھو کیونکہ جب عورت کسی راستے پر نکلتی ہے اور گھر والے اس سے پوچھتے ہیں: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' تو وہ کہتی ہے: ''میں مریض کی عیادت کروں گی اور جنازہ میں شرکت کروں گی۔'' وہ ایک بالشت بھی نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو لیتا ہے، حالانکہ عورت اس کی مثل رضائے الٰہی کہیں نہ پائے گی کہ وہ اپنے گھر میں رہے، رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے۔ (۱)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی زوجۂ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے استفسار فرمایا: ''عورت کے لئے سب سے بہتر کیا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''وہ مَردوں کو نہ دیکھے اور مرد اسے نہ دیکھیں۔'' (۲)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرمایا کرتے تھے: ''کیا تمہیں شرم وحیا نہیں آتی؟ یا تم میں غیرت نہیں؟ کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو لوگوں کے درمیان نکلنے کی اجازت دے دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھے اور لوگ اسے دیکھیں۔'' (۳)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بیٹھی تھیں کہ ایک نابینے صحابی حضرت سیِّدُ نا ابنِ اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں ازواجِ مطہرات کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے عرض کی: ''یہ تو نابینا ہیں، نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پہچانتے ہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں بھی نہیں دیکھتی؟'' (۴)

جس طرح مرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھے اسی طرح عورت پر بھی لازم ہے کہ مردوں کو دیکھنے سے اپنی نظریں بچائے۔ جب عورت اپنے باپ سے ملنے یا حمام میں جانے کے لئے گھر سے نکلنے پر مجبور ہو تو بناؤ سنگھار

---

1 ......المعجم الکبیر ،الحدیث:۸۹۱۴ ،ج۹،ص۱۸۵ ،مفهوماً۔

2 ......حلیة الاولیاء،الرقم۱۳۲ فاطمة بنت رسول الله، الحدیث۱۴۴۵ ،ج۲،ص۵۱۔

3 ......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند علی بن ابی طالب ،الحدیث:۱۱۱۸ ،ج۱،ص۲۸۲ ،مختصراً۔

4 ......سنن ابی داود،کتاب اللباس، الحدیث۴۱۱۲ ، ص۱۵۲۳ ، "عائشة و حفصة" بدلهما" ام سلمة و میمونة"۔

کے بغیر موٹے کپڑے میں لپٹ کر اپنے شوہر کی اجازت سے نکلے، چلتے ہوئے نگاہیں نیچی رکھے اور دائیں بائیں نہ دیکھے ورنہ گنہگار ہوگی۔ ایسی ہی ایک عورت بناؤ سنگھار کئے ہوئے مرگئی۔ گھر والوں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ باریک کپڑوں میں ملبوس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ اچانک ہوا چلنے لگی جس سے اس کا ستر کھل گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے اعراض فرما کر ارشاد فرمایا: ''اسے بائیں طرف والوں میں جہنم کی طرف لے جاؤ کیونکہ یہ دنیا میں بناؤ سنگھار کرتی تھی۔''

﴿21﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت زیادہ گریہ وزاری کرتے ہوئے پایا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کس چیز نے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رُلا دیا؟'' ارشاد فرمایا: ''اے علی! رات کے وقت مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ انہیں مختلف قسم کے عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ پس ان کے عذاب کی شدت دیکھ کر میں رو پڑا (پھر جہنمی عورتوں کے عذاب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) میں نے (۱)......ایک عورت دیکھی جو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا۔ (۲)......ایک اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں انڈیلا جا رہا تھا۔ (۳)......ایک کے پاؤں کو اس کی چھاتیوں سے اور ہاتھوں کو اس کی پیشانی سے باندھا گیا تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے تھے۔ (۴)......ایک چھاتیوں سے لٹکی ہوئی تھی۔ (۵)......ایک کا سر خنزیر کے سر جیسا اور بدن گدھے کے بدن کی طرح تھا جس پر ایک لاکھ طرح کے عذاب تھے۔ (۶)......کتے کی شکل کی ایک عورت کے منہ سے آگ داخل ہوتی اور اس کی شرمگاہ سے نکل جاتی تھی اور فرشتے آگ کے ہتھوڑوں سے اس کے سر پر مار رہے تھے۔'' حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کھڑی ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں: ''اے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان کے اعمال کیسے تھے کہ وہ اس عذاب سے دوچار ہوئیں؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے میری لختِ جگر! (۱)......جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے بال مردوں سے نہیں بچاتی تھی۔ (۲)......جو اپنی

زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔(۳)......جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی وہ شوہر کے بستر کو ایذا دیتی (یعنی زنا کرتی) تھی۔(۴)......جس کے پاؤں اس کی چھاتیوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے تھے وہ جنابت اور حیض کے بعد غسل نہیں کرتی تھی اور نماز کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی۔(۵)......جس کا سر خنزیر کے سر کی مثل اور بدن گدھے کے بدن کی طرح تھا وہ چغل خور اور جھوٹ بولنے والی تھی۔(۶)......اور وہ جو کتے کی شکل کی تھی اور اس کے منہ سے آگ داخل ہوتی اور شرمگاہ سے نکلتی تھی وہ احسان جتلانے والی اور حسد کرنے والی تھی اور اے میری لختِ جگر! اس عورت کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے۔''

جب عورت کو اپنے شوہر کی مکمل طور پر اطاعت کرنے اور اس کو راضی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی طرح شوہر کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، اس کے حقوق پورے کرے یعنی اسے نفقہ دے، اس کی حفاظت کرے اور رضامندی اور دل کی خوشی سے کپڑے پہنائے، نرمی سے بات کرے، اس کے برے اخلاق پر صبر کرے اور حدیثِ پاک میں عورتوں کے بارے میں وصیت کرنے کا حکم گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ **عَوَان** ہیں جنہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امانت کو پکڑ رکھا ہے اور **عَوَان**، **عَانِیَۃٌ** کی جمع ہے جس کا معنی ہے قیدی۔ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورت کو مرد کے حکم اور اس کے قہر وغضب کے تحت داخل ہونے کی بنا پر قیدی سے تشبیہ دی اور حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے۔''[1] اور ایک روایت میں ہے کہ ''میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے زیادہ مہربان ہوں۔''[2] اور واقعی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ازواجِ مطہرات کے ساتھ بہت زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔

﴿22﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنی بیوی کی بد اخلاقی پر صبر کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسا اجر عطا فرمائے گا جو حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی آزمائش پر عطا فرمایا اور جس عورت نے اپنے شوہر کے برے اخلاق پر صبر کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسا اجر عطا فرمائے گا جو فرعون کی بیوی

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث:۳۹۰۵، ص۲۰۵۰۔

[2] ......تاریخ بغداد، الرقم ۳۶۹۰ جعفر بن حم، ج۷، ص۲۲۱۔

حضرت آسیہ بنت مزاحم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَاکوعطا فرمایا۔''[1]

خلیفۂ ثانی کا بہترین جواب:

﴿23﴾......مروی ہے کہ ایک شخص امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تا کہ اپنی بیوی کے برے اخلاق کی شکایت کرے۔ وہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہوکر انتظار کرنے لگا، اچانک اس نے سنا کہ آپ کی بیوی آپ کے ساتھ تیز تیز باتیں کر رہی تھی جبکہ آپ خاموش تھے اور اسے جواب نہیں دے رہے تھے، تو وہ یہ کہتا ہوا لوٹ گیا کہ ''جب امیرالمؤمنین کا یہ حال ہے تو میرا کیا ہوگا؟'' حضرت سیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ باہر نکلے اور اسے واپس پلٹتے ہوئے دیکھا تو اسے پکارا: ''تیری کیا حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''اے امیرالمؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! میں اپنی بیوی کی بدخلقی اور زبان درازی کی شکایت لے کر آپ کے پاس آیا تھا لیکن میں نے آپ کی بیوی کو بھی اس طرح باتیں کرتے پایا تو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ رہا تھا کہ جب امیرالمؤمنین کا اپنی بیوی کے ساتھ یہ حال ہے تو میرا کیا حال ہوگا؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! وہ میرا کھانا تیار کرنے والی، روٹی پکانے والی، کپڑے دھونے والی اور میرے بچوں کو دودھ پلانے والی ہے حالانکہ یہ کام اس پر لازم نہیں، نیز اس کی وجہ سے میرا دل حرام کام سے رکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ میں اسے برداشت کرتا ہوں۔'' تو اس شخص نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ! میری بیوی بھی اسی طرح ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! بے شک یہ کچھ لمحوں کے لئے ایسی ہوتی ہیں۔''

بیوی کی بدسلوکی برداشت کرنے پر انعام:

ایک نیک شخص کا بھائی ہر سال ایک مرتبہ اس سے ملاقات کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس کی ملاقات کے لئے آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''تمہارے شوہر کا بھائی، جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اسے ملنے آیا ہے۔'' عورت نے اسے بتایا کہ ''تمہارا بھائی لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا ہے، (پھر بددعا دینے لگی کہ) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے واپس نہ لوٹائے۔'' اور اسے بہت زیادہ گالیاں دینے لگی۔ اسی دوران اس شخص نے دیکھا

[1] ......احیاء العلوم، کتاب آداب النکاح، الباب الثالث فی آداب المعاشرۃ ......الخ، ج۲ص۵۵۔

کہ اس کا بھائی ایک شیر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے آ رہا ہے۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے اپنی ملاقات کے لئے آنے والے بھائی کو سلام کیا اور خوش آمدید کہا، پھر شیر کی پیٹھ سے لکڑیوں کا گٹھا اُتار کر اسے کہا: ''جاؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تم میں برکت دے۔'' اس کے بعد وہ اپنے بھائی کو گھر لے گیا، اس کی بیوی ابھی بھی اسے برا بھلا کہہ رہی تھی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بہر حال اس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا، وہ شخص بیوی کی بد سلوکی پر اپنے بھائی کے صبر کرنے سے بہت متعجب ہو کر واپس لوٹا۔

آئندہ سال وہ شخص دوبارہ آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک عورت نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے بتایا: ''تیرے شوہر کا بھائی اس کی ملاقات کے لئے آیا ہے۔'' اس عورت نے اسے خوش آمدید کہا اور دونوں بھائیوں کی بہت زیادہ تعریف کی اور اسے کہا: اپنے بھائی کا انتظار کرو۔ جب اس کا بھائی آیا تو اس نے دیکھا کہ لکڑیاں اس کی پیٹھ پر تھیں، اس نے گھر کے اندر لے جا کر اسے کھانا کھلایا جبکہ اس کی بیوی دونوں کی بہت زیادہ تعریف کر رہی تھی۔ جب اس شخص نے اپنے بھائی سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس سے سابقہ بیوی اور اِس بیوی کے درمیان فرق کے متعلق پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ ''احسان فراموش اور بدزبان بیوی کے زمانے میں شیر اُس کی لکڑیاں اُٹھاتا تھا جبکہ اِس ایمان دار، تعریف کرنے والی نرم خو بیوی کے دور میں وہ اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا رہا ہے، آخر اس کا کیا سبب ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''اے میرے بھائی! وہ برے اخلاق والی بیوی فوت ہو گئی، میں اس کی نافرمانی اور تکالیف پر صبر کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے لئے شیر کو مسخَّر کر دیا جو تم نے دیکھا کہ میری لکڑیاں اُٹھاتا تھا۔ پھر میں نے اس نیک عورت سے شادی کی، اب میں اس کے ساتھ سکون میں ہوں لیکن مجھ سے شیر جدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نیک عورت کے ساتھ راحت حاصل کرنے کی وجہ سے میں اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔''

تنبیہ:

شوہر کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ نے تصریح کی ہے۔ البتہ! شیخین (امام نووی و امام رافعی) رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ ''بغیر کسی سبب کے عورت کا خود سے شوہر کو روکنا خصوصی طور پر کبیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ انہوں نے نافرمانی کی تمام صورتوں پر تنبیہ کی ہے۔ میری

گزشتہ بحث بھی اس کو شامل ہے لیکن میں نے تفصیل بیان کرنے کے لئے اسے علیحدہ طور پر ذکر کیا اور یہ بات گزر چکی ہے کہ نشوز میں شدید وعید ہے جیسے فرشتوں کا عورت پر لعنت بھیجنا جب وہ بلا عذرِ شرعی شوہر کو خود سے روکے۔ حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی ارشاد فرماتے ہیں: میرے والد ماجد شیخ الاسلام (یعنی حضرت سیِّدُ نا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی) فرشتوں کے لعنت بھیجنے والی حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہیں کہ ''کسی معین گناہگار پر لعنت کرنا جائز ہے۔'' اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اس بارے میں غور وفکر کیا اس احتمال کے سبب کہ فرشتوں کا عورت کو لعنت کرنا خاص نہ ہو بلکہ عام ہو۔ یعنی یوں کہا جاسکتا ہے کہ ''ہر اس عورت پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے جو اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

{...... حدیث قدسی ......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **54** صفحات پر مشتمل کتاب، ''**نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیث رسول**'' صَفْحَہ **51** تا **52** پر ہے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اے ابن آدم! جس نے ہنس ہنس کر گناہ کئے میں اسے رُلا رُلا کر جہنم میں ڈالوں گا اور جو میرے خوف سے روتا رہا میں اسے خوش کر کے جنت میں داخل کروں گا۔

اے ابن آدم! کتنے غنی ایسے ہیں جو روزِ حساب محتاجی ومفلسی کی تمنا کریں گے؟

۞...... کتنے بے رحم ایسے ہیں جنہیں موت ذلیل ورسوا کردے گی؟

۞...... کتنی شیریں چیزیں ایسی ہیں جنہیں موت تلخ کردے گی؟

۞...... نعمتوں پر کتنی خوشیاں ایسی ہیں کہ جنہیں موت گدلا کردے گی؟

۞...... کتنی خوشیاں ایسی ہیں جو اپنے بعد طویل غم لائیں گی؟

(مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، المواعظ فی الاحادیث القدسیۃ، ص۵۷)

۴۔ باب الطلاق

کبیرہ نمبر281: بلاعذرِ شرعی شوہر سے طلاق مانگنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت نے بغیر کسی شرعی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک طلاق کا مطالبہ کرنے والیاں منافق ہیں اور کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر سے بغیر کسی شرعی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرے پھر جنت کی ہوا پائے۔ یا فرمایا: جنت کی خوشبو پائے۔ (۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو اس صحیح حدیثِ پاک سے واضح ہے کیونکہ اس میں سخت وعید پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ ہمارے شافعی مذہب کے اُصولوں کی بنا پر مشکل ہے، اس کی تائید اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان سے بھی ہوتی ہے:

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ (پ۲، البقرۃ:۲۲۹) ترجمۂ کنز الایمان: تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے۔

اس سے قبل جو شرط بیان کی گئی ہے وہ طلاق کے جواز کے لئے نہیں بلکہ طلاق کو قابلِ نفرت سمجھنے کی نفی کے لئے ہے اور اس فرمانِ نبوی سے بھی ہمارے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ،

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔'' (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، الحدیث:۲۲۲۶، ص۱۳۸۷۔

جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی المختلعات، الحدیث:۱۱۸۷، ص۱۷۶۹۔

(۲)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة، الحدیث:۵۵۰۰، ج۴، ص۳۹۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیه، الحدیث:۵۲۷۳، ص۴۵۶، "خذ" بدله "أقبل"۔

اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرنے والی حدیث پاک اس پر محمول ہوسکتی ہے کہ جب عورت مرد کو طلاق دینے پر مجبور کرے یعنی وہ اس کے ساتھ ایسا سلوک اپنائے جو عام طور پر طلاق دینے کے لئے اُبھارتا ہو۔ گویا یہ جاننے کے باوجود کہ اس سے مرد کو شدید تکلیف پہنچے گی پھر بھی طلاق کے مطالبے میں اصرار کرے۔ نیز عورت کے پاس طلاق کا مطالبہ کرنے کا کوئی شرعی عذر بھی نہ ہو تو اس صورت میں یہ کبیرہ گناہ ہوگا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر282: عورتوں اور مردوں کی دلالی کرنا

کبیرہ نمبر283: مردوں اور اَمْرَدوں کی دلالی کرنا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......دَیُّوث اور (۳)......مردانی عورتیں (یعنی مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والیاں)۔'' [(۱)]

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین (قسم کے) لوگوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کر دی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دَیُّوث، جو اپنے گھر والوں میں برائی کو برقرار رکھتا ہے۔'' [(۲)]

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین (قسم کے) لوگ ایسے ہیں جن پر قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ نظر (رحمت) نہ فرمائے گا: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......احسان کر کے جتلانے والا۔'' [(۳)]

---

(۱)......المستدرک، کتاب الایمان، باب ثلاثة لایدخلون الجنة......الخ، الحدیث۲۵۲، ج۱، ص۲۵۳۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث۵۳۷۲، ج۲، ص۳۵۱، دون قولہ "لوالدیہ"۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ......الخ، الحدیث۷۲۹۶، ج۹، ص۲۱۸۔

﴿4﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اور تین (قسم کے) لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے:(۱) والدین کا نافرمان (۲) دیُّوث اور (۳) مردانی عورتیں۔''[1]

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین (قسم کے) لوگوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کردی ہے:(۱)......شراب نوشی کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)...... دیُّوث، جو اپنے گھر والوں میں خباثت قائم رکھتا ہے۔''[2]

﴿6﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت ان کی طرف (بنظرِ رحمت) نہ دیکھے گا:(۱)......والدین کا نافرمان (۲)......مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور (۳)......دیُّوث۔ اور تین شخص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن (بنظرِ رحمت) نہ دیکھے گا:(۱)......اپنے والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......دے کر احسان جتلانے والا۔[3]

﴿7﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے:(۱)......دَیُّوث (۲)......مردانی عورتیں اور (۳)......شراب کا عادی۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عادی شرابی کو تو ہم نے جان لیا لیکن دیوث سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا:''جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون آتا ہے۔''عرض کی گئی:''مردانی عورتیں کون سی ہیں؟''تو سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''[4]

تنبیہ:

شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی) رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمَا وغیرہ کے اقوال کے مطابق ان دونوں گناہوں کو کبیرہ شمار

---

[1] ......المستدرک، کتاب الایمان، باب ثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ......الخ، الحدیث۲۵۲،ج۱،ص۲۵۳۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث:۵۳۷۲،ج۲،ص۳۵۱۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث۶۱۸۵،ج۲،ص۴۹۶۔

[4] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الغیرۃ والمذاء، الحدیث:۱۰۸۰۰،ج۷،ص۴۱۲۔

کیا گیا ہے۔علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''دَیُّوث وہ ہے جو اپنے گھر والوں پر کوئی غیرت نہ کھائے۔''

جَوَاہِر میں ہے کہ ''دِیَاثَت سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جمع ہونا اور ناپسندیدہ اور باطل باتوں کو توجہ سے سننا۔'' حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جب کوئی شخص ایسا ہو جو خود تو گانا نہ گا سکتا ہو لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہو جو گانا گاتا ہو، پھر وہ اسے لے کر لوگوں کے پاس آئے تو وہ فاسق ہے اور یہ دِیَاثَت ہے۔'' یہاں جواہر کا کلام ختم ہو گیا۔

دِیَاثَت کی مذکورہ تعریف غیر معروف ہے اور معروف وہی ہے جو مذکورہ صحیح حدیثِ پاک کے بالکل مطابق ہے اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔البتہ! حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا کلام اس پر محمول ہے کہ مذکورہ حالت کا تعلق بھی دِیَاثَت سے ہے۔

لِسَانُ الْعَرَب میں ہے کہ ''دَیُّوث سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کا دلال ہو اور اپنے گھر والوں پر غیرت نہ کھائے۔جبکہ تَدْیِیْث سے مراد قِیَادَت ہے۔'' مُحْکَم میں ہے کہ ''دَیُّوث وہ ہوتا ہے جس کے سامنے لوگ اس کی محرم عورتوں کے پاس آتے ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا ثعلب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جس کے گھر والے بدکاری میں مبتلا ہوں اور اسے اس کا علم بھی ہو (لیکن پھر بھی خاموش رہے)۔ یہ اصل میں سریانی زبان کا لفظ ہے اور اب عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔''(1)

علّامہ محمد بن مکرم ابن منظور افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) نے لِسَانُ الْعَرَب میں دوسرا مفہوم یہ بیان کیا کہ دِیَاثَۃٌ، قِیَادَۃٌ کو شامل ہے اور قِیَادَۃٌ سے مراد یہ ہے کہ ''مردوں اور عورتوں کی دلالی کرنا۔'' جبکہ پہلے مفہوم کے اعتبار سے صرف بیوی کی دلالی مراد ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) وغیرہ نے ان دونوں کے درمیان فرق بیان کیا ہے اور میں نے بھی عنوان میں ان کی اتباع کی ہے۔اَلرَّوْضَۃ کی تَتِمَّہ کے عنوان سے عبارت یہ ہے کہ ''قَوَّاد سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو اپنے گھر والوں کے پاس آنے کے لئے ابھارتا ہے اور پھر ان کو اور اپنے گھر والوں کو (بدکاری کے لئے) تنہائی مہیا کرتا ہے۔'' پھر صاحبِ روضہ نے فرمایا: ''زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ صرف اہلِ خانہ کے ساتھ خاص نہ

......لسان العرب، ج۱، ص۱۳۵۰۔

ہو بلکہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہو جو مردوں اور عورتوں کو حرام کام میں جمع کرتا ہے۔'' پھر خاتمہ کے عنوان سے بیان کیا: ''**دَیُّوث** وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے پاس آنے سے نہیں روکتا۔'' حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی سے منقول ہے کہ ''اس سے مراد وہ شخص ہے جو اس لئے لونڈی خریدتا ہے تا کہ وہ لوگوں کے لئے گانا گائے۔'' اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان اسی طرح فرق کیا جائے جیسے عام اور خاص میں کیا جاتا ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام زَرْکَشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں: ''**دِیَاثَت** سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا اپنی بیوی کے ہر (جائز و ناجائز) معاملے کو اچھا سمجھنا اور **قِیَادَت** سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا اجنبی عورت کے ہر معاملے کو اچھا سمجھنا۔''

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر اسم ان دونوں (یعنی دیاثۃ اور قیادۃ) کو شامل ہو تو ان کے مترادف ہونے کی وجہ سے سابقہ احادیثِ مبارکہ ان دونوں کی حرمت پر دلیل ہیں اور اگر اسم دونوں کو شامل نہ ہو تو قیادۃ مروّت کو ختم کرنے والی ہے کیونکہ اس کا عادی مروت کی بنا پر اس کا خیال بہت کم رکھتا ہے اور اس لئے کہ نسب کو محفوظ رکھنا شرعاً مطلوب ہے اور بشری طبیعتیں بھی اس کا تقاضا کرتی ہیں۔ پس ایسا کرنے والا شریعت وطبیعت کا مخالف ہے، نیز اس میں حرام کاری پر مدد بھی پائی جاتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی یہی باتیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ بغیر کسی اختلاف کے کبیرہ گناہ ہے اور اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔'' بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مردوں اور عورتوں کی قید لگانے کی کوئی حاجت نہیں بلکہ یہ مردوں، عورتوں اور اَمْرَدوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کے درمیان بھی انتہائی برا ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

۵۔ باب الرجعة

کبیرہ نمبر284: رجوع سے قبل حرام جانتے ہوئے طلاقِ رجعی والی عورت سے جماع کرنا

اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں جبکہ یہ ایسے شخص سے صادر ہو جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو، اگرچہ اس میں حد واجب نہیں کیونکہ حد کا واجب نہ ہونا شبہ کی وجہ سے ہے، اور یہ اس لئے کہ حدود کسی فساد کا ازالہ کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور جہاں تک ممکن ہو حد ساقط ہو جاتی ہے اور حد کا ساقط ہونا حرام ہونے کے حکم میں کمی کا تقاضا بھی نہیں کرتا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ مشترکہ لونڈی سے جماع کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ کبیرہ گناہ قرار دینے میں مالک کے شبہ کی طرف نہ دیکھا جائے گا جس میں اس کے لئے حد کا ساقط ہونا پایا جاتا ہے۔

اعتراض: اگر آپ کہیں کہ رجعی طلاق والی عورت سے جماع کے جائز ہونے میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے، تو اس کے باوجود یہ کبیرہ گناہ کیوں ہے؟

جواب: یہ انوکھی بات نہیں کیونکہ جس نبیذ(1) سے نشہ نہیں آتا اس کی حرمت میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ اس کے باوجود ہمارے (یعنی شوافع کے) نزدیک اس کا پینا کبیرہ گناہ ہے۔

---

(1)......وہ مشروب جس میں کھجوریں ڈالی جائیں جس سے پانی میٹھا ہو جائے مگر اعضاء کو سست کرنے والا اور نشہ آور نہ ہو۔ وگرنہ اس کا پینا حرام ہے۔ (الفتاوی الخانیة، ج۱، ص ۹)

۶۔باب الایلاء(ایلاء کا بیان)(۱)

کبیرہ نمبر285: بیوی سے ایلاء کرنا

(یعنی شوہر کا چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم اُٹھانا)

میرا اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ اس سے پہلے والا گناہ ہے اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیوی کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اس لئے کہ عورت کا شوہر سے چار ماہ تک دور رہنے کے بعد صبر ختم ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنے عظیم باپ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حکم فرمایا:''کوئی شخص اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ عرصے کے لئے غائب نہ ہو۔''(۲)

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صَفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت، جلد دوم صَفْحہ183 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں:''ایلا دو قسم ہے ایک مؤقت یعنی چار مہینے کا، دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو بہر حال اگر عورت سے چار مہینے کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ مجنون ہو اور کفارہ لازم، جبکہ اللّٰہ تَعَالٰی یا اُس کی اُن صفات کی قسم کھائی اور جماع سے پہلے کفارہ دے چکا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں بلکہ پھر کفارہ دے۔اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہا کہ''اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے۔''اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہو گئی۔پھر اگر ایلائے مؤقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یمین (قسم) ساقط ہو گئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُس کا کچھ اثر نہیں۔اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم! تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم! تجھ سے قربت نہ کروں گا تو اِن صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی، پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آ گیا، اگر وقتِ نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق بھی تو جزا واقع ہو جائے گی۔اور اگر چار مہینے گزر لئے اور قربت نہ کی تو ایک طلاقِ بائن واقع ہو گئی، مگر یمین بدستور باقی ہے۔سہ بارہ (یعنی تیسری مرتبہ) نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا، اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا، اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں، یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہو گی مگر قسم باقی ہے، اگر جماع کرے گا کفارہ واجب ہو گا۔اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اُس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہو گا مگر ایلا رہے گا، یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی۔پھر نکاح کیا پھر وہی حکم ہے پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم ہے یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ایلا بدستور باقی رہے گا۔''

......السنن الکبری للبیھقی، کتاب السیر، باب الامام لا یجمر بالغزّی، الحدیث۱۷۸۵۵، ج۹، ص۵۱۔

اس عظیم نقصان کی وجہ سے شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ ''جب چار ماہ کے بعد بھی مرد عورت سے جماع نہ کرے تو اس پر ایک طلاق واقع کر دے۔'' اور ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ قول اس کے منافی نہیں کہ ''مرد پر اپنی بیوی سے ایک دفعہ بھی جماع کرنا واجب نہیں۔''(۱) اس میں انہوں نے طبیعت چاہنے کا اعتبار کیا ہے۔ کیونکہ جب تک قسم نہ اٹھائی گئی ہو تو عورت ہمیشہ شوہر کی قربت کی اُمید رکھتی ہے لیکن جب اس کے برعکس اس سے قربت نہ کرنے کی قسم کھا کر اُسے نا امید کر دیا جائے تو یہ بات اس کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر عورت کی ایسی کوئی حالت ثابت ہو جائے تو شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے توڑنے اور عظیم نقصان کو دور کرنے کے لئے قاضی کو طلاق دینے کا اختیار دیا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

۷۔ باب الظہار

ظہار کا بیان(۲)

کبیرہ نمبر 286:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ عالی ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـىٴْ وَلَدْنَهُمْؕ-وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۲﴾ (پ۲۸، المجادلۃ:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بری اور نِری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔

---

(۱)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 95 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ گاہے گاہے (یعنی کبھی کبھی) کرتا رہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچے۔ اور یہ اس کے جُثّہ (یعنی جسم) اور قوت کے اعتبار سے مختلف ہے۔''

(۲)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 205 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ''ظہار کے یہ معنے ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جُزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔''

آیتِ مبارکہ کی مختصر وضاحت

''اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ ''میں مِنْکُم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ عربوں کو ظِھَار کو اہم نہ سمجھنے کی عادت بنا لینے پر ڈانٹا جائے۔ کیونکہ ظِھَار زمانۂ جاہلیت کی ایسی قسم ہے جو دنیا کی دیگر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اور فرمایا: ''مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ''یعنی ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہوتیں اس کے باجود وہ انہیں ان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ظہار کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے: ''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔'' یا اس طرح کا کوئی کلمہ کہے۔ ''اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ''یعنی ان کی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے انہیں جنا یا جو ان کے حکم میں ہیں جیسے دودھ پلانے والی۔ ''وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ''اس سے مراد یہ ہے کہ برا اور جھوٹا قول کہتے ہیں یعنی بہتان اور جھوٹ بکتے ہیں۔ کیونکہ مُنکَر وہ ہوتا ہے جو شرع میں معروف نہ ہو اور زُوْر سے مراد جھوٹ ہے۔ ''وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔'' کیونکہ اس نے کفارے کو اس برے قول اور جھوٹ سے نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔

اعتراض: ظہار کرنے والے نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی مثل کہا تو اس میں کون سی برائی اور جھوٹ ہے؟

جواب: کسی کا اپنی بیوی کو یہ کہنا دو طرح ہو سکتا ہے یا تو یہ جملہ خبریہ ہو گا یا انشائیہ۔ بہر حال دونوں صورتوں میں حکم ایک ہے یعنی اس کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی اس بات کو درحقیقت حرمت کا سبب خود بنایا ہے حالانکہ شریعت نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ یہ مخالفت اور قباحت کی انتہا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ظِھَار کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے اور جھوٹ کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا فرمان بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ ''ظہار کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

۸۔ باب اللعان

کبیرہ نمبر287: پاکدامن (مرد یا عورت) پر زنا یا لواطَت کی تہمت لگانا

کبیرہ نمبر288: تہمت سن کر اس پر خاموش رہنا

قرآنِ پاک میں لعان کی مذمَّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْاۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴿۵﴾ (پ۱۸، النور:۴،۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

آیات مبارکہ کی مختصر وضاحت

''وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ'' علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ آیتِ مبارکہ میں رَمْی سے مراد زنا کی تہمت لگانا ہے اور یہ لواطت کی تہمت کو بھی شامل ہے۔ جیسے کسی عورت کو یہ کہے: ''اے زانیہ! اے بے حیا! اے چھنال! (یعنی رنڈی اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو زمانۂ جاہلیت میں اپنے طلبگاروں کو کھانس کر اپنی طرف متوجہ کرتی تھی)۔'' یا پھر کسی کے شوہر کو کہے: ''اے فاحشہ کے شوہر!'' یا اس کے بیٹے سے کہے: ''اے رنڈی کے بچے!'' یا اس کی بیٹی سے کہے: ''اے بدکار عورت کی بیٹی!'' پس یہ بات اس کی ماں کے لئے تہمت ہے۔ یا کسی شخص سے کہے: ''اے زانی!'' یا یہ کہے: ''اے وہ شخص جس سے بدفعلی کی گئی!'' بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: یا کسی سے کہے: ''اے لوتھڑے!''

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ کسی پر تہمت لگانے میں ان الفاظ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے ان کو بیان کیا گیا ہے اور جو چیز مشہور ہو وہ صراحت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس بات قابلِ اعتماد ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں۔

سوال: آیتِ مبارکہ میں صرف پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانے کا بیان ہے تو مرد اس حکم کے تحت کیسے داخل ہو گئے؟

جواب: (۱)......اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اَلْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاک دامن نفوس ہیں۔لہٰذا یہ لفظ مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے اور (۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظِ اَلْمُحْصِنِیْنَ محذوف ہے کیونکہ مرد وعورت دونوں تہمت لگائے جانے کے حکم میں برابر ہیں اور اس بات پر اجماع ہے۔

محصن ہونے کی شرط:

یہاں اِحْصَان سے مراد آزاد ہونا، مسلمان ہونا، عاقل بالغ ہونا، حد کے موجب زنا نیز اپنی بیوی یا لونڈی سے اس کی دبر میں وطی کرنے سے پاک ہونا مراد ہے۔لہٰذا جو زنا کا مرتکب ہو یا اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے تو اس پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حدِقذف واجب نہیں، اگرچہ وہ توبہ کرلے اور اس کا حال اچھا ہو جائے کیونکہ جب عزت کی چادر ایک دفعہ تار تار ہو جائے تو پھر اس کے ریشے دوبارہ کبھی نہیں ملتے۔البتہ! اس پر زنا وغیرہ کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔اس کی تفصیل نسب کے باب میں آئے گی۔

اور فرمایا: ''ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ......الایۃ'' اس فرمان باری تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہاں پر حد کا سبب تہمت لگانے والے کے کذب وافتری کو ظاہر کرنا ہے۔لہٰذا جس کی سچائی چار عادل گواہوں سے ثابت ہو جائے اس پر کوئی حد نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی اس کے ثبوت کے لئے فاسق گواہ بھی کافی ہیں اور اگر خود اقرار کرلے تو دو مرد بھی کافی ہیں۔یا پھر کسی نے دعوی کیا کہ فلاں نے زنا کیا ہے۔تو اس سے قسم لی جائے گی کہ اس نے زنا نہیں کیا۔پھر تہمت لگانے والے سے بھی قسم لی جائے گی اس نے قسم اٹھالی تو اس پر حد قذف نہیں۔''

حدِقذف کی شرائط:

حد اس صورت میں واجب ہوگی کہ تہمت لگانے والا عاقل بالغ ہو، بار بار تہمت لگانے پر بار بار حد نہیں لگائی

جائے گی اگرچہ اس کی صورت مختلف ہو جیسے کوئی کسی سے کہے: ''تو نے فلاں عورت سے زنا کیا۔'' پھر کہے: ''تو نے دوسری عورت سے زنا کیا اور اسی طرح کی کوئی دوسری بات کہے۔'' ہاں! اگر حد لگائی گئی لیکن اس کے بعد اس نے دوبارہ تہمت لگائی تو اب قاضی کی مرضی کے مطابق اسے سزا دی جائے گی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ''بار بار تہمت لگانے سے بار بار حد لگائی جائے گی۔'' کیونکہ یہ آدمی کا حق ہے پس یہ قرض کی طرح ایک دوسرے میں داخل نہ ہوگا۔ جب اِحْصَان کی سابقہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو تعزیر واجب ہوگی لیکن اس کا کبیرہ گناہ ہونا باقی رہے گا جیسا کہ اس کی گزشتہ مثالیں گزر چکی ہیں۔

زنا کی گواہی میں شرط:

(۱)......زنا کے گواہوں میں یہ شرط ہے کہ وہ زانی اور مزنیہ (یعنی جس سے زنا کیا گیا ہو انہیں) حالتِ زنا میں دیکھیں کیونکہ کبھی کوئی ماں بیٹے کو اکٹھا دیکھ کر زنا سمجھ لیتا ہے۔ نیز یوں گواہی دینا مستحب ہے کہ گواہ اس طرح کہے: ''میں نے اس طرح دیکھا کہ مرد کا آلۂ تناسل عورت کی شرمگاہ میں تھا۔'' جبکہ ایک گروہِ علما کہتا ہے: یہ کہنا واجب ہے کہ ''ہم نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا جس طرح سُرمہ دانی میں سلائی داخل ہوتی ہے۔'' گواہوں کا صرف اتنا کہنا کافی نہیں کہ اس نے زنا کیا ہے۔ لیکن اگر تہمت لگانے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی اگر وہ کسی کو کہے کہ ''تو نے زنا کیا ہے۔'' تو صرف اتنا کہنے پر ہی اسے حدِ قذف لگا دی جائے گی اور معاملے کی حقیقت جاننے کے لئے چھان بین نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر کسی نے خود زنا کا اقرار کر لیا تو ایک قول یہ ہے کہ ''گواہوں سے جس طرح تفصیل پوچھی جاتی ہے اسی طرح اس سے بھی پوچھنا واجب ہے۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''تفصیل پوچھنا واجب نہیں جیسا کہ تہمت میں ہوتا ہے۔'' البتہ! پہلا قول ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے اور دونوں میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے قذف، زنا سے جدا ہو گیا۔ حدِ قذف چونکہ انسانی حق ہے لہٰذا جھوٹی تہمت سے ڈرانے میں مبالغہ کرتے ہوئے حدِ قذف کو تفصیل پوچھنے پر موقوف نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ اقرارِ زنا میں حدِ زنا تفصیل پوچھنے پر موقوف ہے تا کہ اس برائی کی پردہ پوشی میں مبالغہ کیا جائے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے۔

(۲)......ہمارے (یعنی شوافع) کے نزدیک اکٹھے اور جدا جدا گواہی دینے میں کوئی فرق نہیں اور اکثر علمائے کرام

رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہی حکم ہے۔جبکہ حضرت سیِّدُ ناامامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) ارشادفرماتے ہیں:''اگر گواہ علیحدہ علیحدہ ہوں تو ان کی گواہی لغو ہوگی اورانہیں حد لگائی جائے گی۔''

ہماری (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی) دلیل یہ ہے کہ(۱)......گواہوں کوایک دوسرے سے جدا کرنے سے تہمت ختم ہوسکتی ہے اور حقیقت کا اظہار بھی واضح طور پر ہوسکتا ہے کیونکہ اس طرح یہ احتمال نہیں رہتا کہ گواہ ایک دوسرے سے سن کر گواہی دے دیں گے۔(۲)......یہی وجہ ہے کہ جب قاضی کو گواہوں میں شک ہو جائے تو وہ ان کو جدا جدا کرسکتا ہے۔(۳)......اس وقت بھی ان کو ایک دوسرے سے الگ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ جب وہ سب اکٹھے قاضی یا اس کے نائب کے پاس آئیں تو ایک ایک کر کے ان کے پاس اپنی گواہی قلم بند کروائیں کیونکہ سب کا اکٹھا گواہی دینا مشکل ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم (متوفی ۱۵۰ھ) کی دلیل یہ ہے کہ(۱)......پہلے ایک شخص نے گواہی دی پھر دوسرے نے آکر گواہی دی تو ان میں سے ہر ایک پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ تہمت کا مرتکب ہو رہا ہے اور گواہی کا نصاب یعنی چار گواہوں کا ہونا نہیں پایا جارہا۔لہٰذا آیتِ کریمہ کے حکم کی بنا پر ان سب پر حد لگائی جائے گی اور ان کے شہادت کے لفظ کو ادا کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ مسلمانوں کو تہمت لگانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔

﴿1﴾......ایک شخص کے خلاف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے 4افراد یعنی ابوبکرہ، شبل بن معبد، نافع اور نفیع نے زنا کی گواہی دی۔لیکن ان میں سے چوتھے شخص نے اس طرح گواہی دی کہ ''میں نے اسے دیکھا کہ یہ اکڑوں بیٹھا ہوا ہے اور عورت کے پاؤں اس کے کندھوں پر ایسے ہیں جیسے گدھے کے کان۔اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے پیچھے کیا تھا۔''تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تینوں کو حد لگائی اور یہ نہ پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی چوتھا گواہ بھی ہے؟''[1] اگر اس کے بعد کسی دوسرے کی گواہی قبول کی جاتی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان پر حد لگانے میں توقف کرتے۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کا جواب موجود ہے جو کہتے ہیں کہ''گواہوں پر کوئی حد نہیں اگرچہ نصاب پورا نہ ہو۔''

---

[1] ......المغنی لابن قدامۃ، کتاب الحدود، مسألۃ ۱۵۶۱، فصل واذالم تکمل شھود الزنی، ج۱۲، ص۳۶۷۔

کیونکہ وہ تو گواہی دینے کے لئے آئے تھے اوراس لئے بھی کہ اگرانہیں حد لگائی جائے تو زنا پر گواہی دینے کا دروازہ بند ہو جائے گا کیونکہ ہرایک اپنے ساتھی کی طرح گواہی نہیں دے سکتا لہٰذا حد لازم آئے گی اور بیان کردہ اس علّت کہ ''جس حد تک ممکن ہو اس برائی کو چھپانا مقصود ہے۔'' کا جواب بھی موجود ہے۔لہٰذا زنا میں چار گواہوں کی شرط اسے بقیہ تمام افعال واقوال سے جدا کر دیتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان ''**فَاجْلِدُوْهُمْ**'' میں جسے کوڑے مارنے کا حکم دیا جا رہا ہے، اس سے مراد امام یا اس کا نائب ہے۔اسی طرح آقا اپنے غلام کو حد لگا سکتا ہے۔[۱] بعض مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب امام نہ ہو تو کوئی بھی نیک شخص قاذف کو حد لگا سکتا ہے۔'' لیکن ہمارا مذہب اس کے موافق نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم ''**ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا**'' کامل آزادی والے انسان کے متعلق ہے جبکہ غلام کو **40** کوڑے لگائے جائیں گے۔اور والد کے علاوہ اگرچہ دادا، پردادا ہی کیوں نہ ہو تو اسے اپنے فروع (یعنی بیٹوں، پوتوں وغیرہ) پر تہمت لگانے پر حد نہیں لگائی جائے گی جیسا کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ تعزیر کی جائے گی۔آقا اپنے غلام پر تہمت لگائے تو بھی یہی حکم ہے۔

حدود میں سب سے شدید حدِّ زنا پھر حدِّ قذف اور اس کے بعد شراب کی حد ہے۔ یہاں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے کفر کی حد کو بیان نہیں فرمایا کیونکہ کلام مسلمانوں کی حدود کے متعلق ہے۔ نیز ڈاکو پر حد نہیں بلکہ قصاص ہے۔ اگرچہ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق لازم ہے[۲]۔

---

[۱] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد دوم صَفْحہ 370 پر ہے: ''حد قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اُس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کر سکتا۔''

[۲] ......**بہارِ شریعت**، جلد دوم صَفْحہ 422 پر ڈاکو کی سزا کے متعلق کچھ وضاحت یہ ہے: ''راہزن (یعنی ڈاکو) جس کے لئے شریعت کی جانب سے سزا مقرّر ہے۔اس میں چند شرطیں ہیں: (۱) ان میں اتنی طاقت ہو کہ راہ گیر ان کا مقابلہ نہ کر سکیں، اب چاہے ہتھیار کے ساتھ ڈاکہ ڈالا یا لاٹھی لے کر یا پتھر وغیرہ سے (۲) بیرونِ شہر راہزنی کی ہو (یعنی شہر سے باہر ڈکیتی کی ہو) یا شہر میں رات کے وقت ہتھیار سے ڈاکہ ڈالا (۳) دارُالاسلام میں ہو (۵) چوری کے سب شرائط پائے جائیں (۵) توبہ کرنے اور مال واپس کرنے سے پہلے بادشاہِ اسلام نے ان کو گرفتار کر لیا ہو۔'' تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت کے اسی مقام کا مطالعہ فرمائیے۔(**علمیہ**)

زنا کی حداس لئے شدید ہے کہ یہ نسبوں پرظلم ہے جوانسانی جان کوعیب دار کر دیتا ہے پھرحدِ قذف اس لئے شدید ہے کہ اس میں ان عظیم عزتوں پرظلم پایا جاتا ہے جن کا خالص حق العبد ہونے کی بنا پر صاحبِ مروّت لوگ لحاظ رکھتے ہیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ '' میں تہمت لگانے والوں کے لئے انتہائی سخت سزا، ڈانٹ ڈپٹ اور بہت بڑی ناراضی کا اظہار ہے۔ پھر فرمایا: ''اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ اَصْلَحُوْا''

کیا تہمتِ زنا لگانے والے کی گواہی مقبول ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ جب کوئی قاذف حدِقذف کے بعد توبہ کر لے تو کیا اس کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں؟ حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) اور دیگر کئی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''استثنا کا تعلق آخری جملے کے ساتھ خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ تہمت لگانے والوں پر فسق کا حکم ہے۔ پس قاذف فاسق ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گواہی قبول نہ ہونے کا تعلق فسق سے نہیں بلکہ اس پر لگائی جانے والی حد سے ہے۔ لہٰذا جب اسے حدِّ قذف لگا دی گئی تو اس کے بعد اس کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے گی۔'' (ہاں! عبادات میں قبول کریں گے۔ بہارِشریعت، حدِّ قذف کا بیان، ج ۲،ص ۴۰۱)

حضرت سیِّدُنا امامِ شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اکثر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن اور تابعینِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں کہ ''استثنا کا تعلق سب کے ساتھ ہے پس جب قاذف صحیح توبہ کر لے تو اس کا فسق زائل ہو جائے گا اور اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔'' البتہ! اَبَدًا سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ قاذف رہے گا یعنی اپنی تہمت پر ڈٹا رہے گا۔ اور توبہ سے چونکہ تہمت کا اثر ختم ہو جائے گا لہٰذا اس پر مرتَّب حکم یعنی مَـــرْدُوْدُ الشَّھَادَۃ ہونا بھی ختم ہو جائے گا۔

حضرت سیِّدُنا ابوحیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ''آیتِ مبارکہ کا ظاہر یعنی توبہ سے شرفِ قبولیت پانا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ اس سے تینوں افراد (یعنی قاذف، جس پر حدقذف لگ چکی ہو اور عام فاسق) مراد ہوں بلکہ اس کا ظاہری مفہوم وہ ہے جس کی تائید اہلِ عرب کے کلام سے بھی ہوتی ہے کہ جب چند چیزوں کے ذکر کے بعد کسی چیز کو ان کے حکم سے مستثنٰی قرار دیا جائے تو اس سے صرف آخری چیز مراد لینا صحیح نہیں بلکہ عربوں کا ایک قاعدہ ہے جسے حضرت

سیِّدُ ناامام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) وغیرہ نے ''بَابُ الوقف'' میں ذکر فرمایا ہے یعنی استثناء، وصف اور اس طرح کے دیگر متعلقات کا تعلق نہ صرف ماقبل مذکور تمام اشیاء سے ہوتا ہے بلکہ ان سے مراد بعد میں ذکر ہونے والی اشیاء بھی ہوتی ہیں۔'' کچھ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''اگر یہ درمیانِ کلام میں واقع ہوں تو ان کا تعلق سب سے ہوتا ہے کیونکہ ماقبل کی طرف نسبت کے اعتبار سے یہ مؤخّر ہوں گے اور مابعد کی طرف نسبت کے اعتبار سے مقدّم۔'' پس قیاس تو یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں توبہ کرنے والوں سے مراد ماقبل تینوں قسم کے افراد ہوں لیکن اس سے قاذف مراد لینا مشکل ہے کیونکہ جب زنا ثابت نہ کرنے کی وجہ سے اس کے بارے میں یہ حکم پایا گیا کہ اسے کوڑے لگاؤ تو اب توبہ کے ساتھ حد ساقط نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا توبہ کا تعلق بقیہ دونوں قسم کے افراد سے ہوگا یعنی حدِّ قذف کی وجہ سے مَرْدُوْدُ الشَّھَادَۃ ٹھہرایا جانے والا اور فاسق۔''

اسی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نامغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گزشتہ واقعہ میں ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیا اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔'' چونکہ شبل اور نافع نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے دیا تھا لہٰذا آپ ان کی گواہی قبول فرمایا کرتے تھے۔

اسی بنا پر حضرت سیِّدُ ناابوعمرو عامر بن شراحیل شعبی حمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں: ''توبہ کا تعلق قاذف سے بھی ہے پس جب وہ توبہ کرلے تو اس سے حد ساقط ہوجائے گی۔''

تنبیہ:

جس نے حاکم کے سامنے کسی پر تہمت لگائی تو حاکم پر لازم ہے کہ وہ مقذوف (یعنی جس پر تہمت لگائی گئی اس) کو اس بارے میں آگاہ کرے تاکہ اگر وہ چاہے تو حد کا مطالبہ کرسکے۔ جیسا کہ اگر حاکم کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ فلاں کا فلاں پر قرض ہے لیکن وہ جانتا نہیں تو حاکم پر لازم ہے کہ اسے اس بات سے آگاہ کرے۔ البتہ! جب کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے تو امام اور اس کے نائب کے لئے ضروری نہیں کہ وہ حقیقت جاننے کے لئے اس شخص کو بلائیں۔

اللہ ربُّ العزَّت ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ (پ۱۸، النور:۲۳ تا ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے۔

آیات مبارکہ کی مختصر وضاحت

''اَلْغٰفِلٰتِ'' سے مراد ایسی عورتیں ہیں جن سے کوئی فحش کام سرزد نہیں ہوتا۔ پس یہ لفظ ان عورتوں کی عفت و طہارت کی زیادتی بیان کرنے کے لئے بطورِ کنایہ ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ آیاتِ مبارکہ خاص طور پر ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان میں نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم عام ہے۔

﴿2﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: مجھ پر تہمت لگائی گئی حالانکہ میں بے خبر تھی اور مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ ایک دن حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر وحی نازل ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں خوشخبری ہو۔'' اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ (1)

ایک قول یہ ہے کہ ''یہ حکم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ خاص ہے۔'' جبکہ ایک قول یہ ہے کہ ''یہ تمام اُمَّہات المؤمنین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِنَّ اَجْمَعِیْن کے ساتھ خاص ہے۔'' کیونکہ تہمت لگانے والے کی توبہ کا ذکر پہلی آیتِ مقدسہ میں ہوا ہے، نہ کہ اس آیتِ مبارکہ میں۔ لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ'' کی وجہ سے اس میں کوئی توبہ نہیں اور یہ حکم نہ صرف منافقین کے لئے ہے بلکہ کافروں کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا (پ۲۲، الاحزاب:۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں۔

اسی طرح زبان اور دیگر اعضاء کی گواہی بھی منافقین اور کفار کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ

---

(1)......المسند للامام احمد حنبل، مسند السیدة عائشة رضی اللہ تعالی عنہا، الحدیث ۲۴۷۷۴، ج۹، ص۴۰۲۔

عالیشان ہے:

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ (پ۲۴،حم السجدة:۱۹، ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ پچھلے آ ملیں یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

جو کہتے ہیں کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کا حکم عام ہے، وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ تمام سزا ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، دیگر امہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ اور دوسری عورتوں کو تہمت لگانے والے کے لئے ہو مگر یہ سزا عدمِ توبہ کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ پختہ اصولوں سے یہ بات معلوم ہے کہ گناہ چاہے کفر ہو یا فسق، توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ (1)

''يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ'' یہ ان کے مونہوں پر مہر لگانے سے پہلے ہوگا جو کہ سورۂ یٰسٓ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں مذکور ہے کہ،

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ (پ۲۳، یٰس:۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے۔

مروی ہے کہ ''ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی تو ان کے ہاتھ اور پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''بعض کی زبانیں بعض کے خلاف گواہی دیں گی۔'' (2)

''دِيْنَهُمُ الْحَقَّ'' کا معنی یہ ہے کہ ان کی واجب جزا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا برابر حساب۔ ''وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا واجب الوجود ہے جو زوال و انتقال قبول کرتا ہے نہ ابتدا و انتہا۔ نیز اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت جائز نہیں۔ ''اَلْمُبِيْنُ'' سے مراد یہ ہے کہ جو اُن کی دنیا میں حالت تھی اور اب قیامت کے دن جو

1 ......مفسّرِ شہیر، صدرُ الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی (متوفی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں: ''اور ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزایاب ہوں اور ان پر حد جاری ہوچکی ہو، مَرْدُوْدُ الشَّہَادَۃ ہوجاتے ہیں، کبھی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔'' (خزائن العرفان، سورۃ النور، تحت الآیۃ:۴) اور بہارِ شریعت، جلد دوم صَفْحَہ 104 پر ہے: ''جس شخص پر حدِّ قذف قائم کی گئی اوس کی گواہی کسی معاملہ میں مقبول نہیں۔ ہاں! عبادات میں قبول کرلیں گے۔''

2 ......تفسیر البغوی، النور، تحت الآیۃ ۲۴، ج۳، ص۲۸۴۔

اس پر ثواب وعذاب مرتب ہوگا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو واضح کرنے والا اور اس حالت کو ظاہر فرمانے والا ہے۔ آئندہ بیان ہونے والے کبیرہ گناہ کے ضمن میں جو احادیثِ مبارکہ آئیں گی وہ اس کبیرہ گناہ کو بھی شامل ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں تہمت لگانے کی مذمّت:

﴿3﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔'' (۱)

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس مرد یا عورت نے اپنی لونڈی کو ''اے زانیہ'' کہا جبکہ اس کے زنا سے آگاہ نہ ہو تو قیامت کے دن وہ لونڈی انہیں کوڑے لگائے گی، کیونکہ دنیا میں ان کے لئے کوئی حد نہیں۔'' (۲)

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔'' (۳)

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: اپنے غلاموں کو ''اے مخنث! یا اے زانی'' کہنا اور چھوٹوں کو ''اے زانی کے بیٹے! یا اے زنا کی اولاد!'' کہنا لوگوں میں عام ہو چکا ہے اور یہ تمام کبیرہ گناہ ہیں اور دنیا و آخرت میں سزا کا موجب ہیں۔

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی علَیْہ (متوفی ۴۱۰ھ) نے اپنی تفسیر میں ضعیف سند کے ساتھ اور حضرت سیِّدُنا امام ابن حبان علَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَنَّان (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی صحیح میں یہ روایت بیان فرمائی کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمرو بن حزم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کو ایک مکتوب دے کر اہلِ یمن کی طرف بھیجا جس میں فرائض اور دیتوں کے احکام تھے۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا: ''بے شک بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنٰی، الحدیث: ۴۳۱۱، ج۹۶۹۔

(۲)......المستدرک، کتاب الحدود، باب ذکر حد القذف، الحدیث: ۸۱۷۴، ج۵، ص۵۲۹۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنٰی، الحدیث: ۴۳۱۱، ص۹۶۹۔

(۲)مومن کو ناحق قتل کرنا (۳)جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگ جانا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پرتہمت لگانا(۶) جادوسیکھنا(۷) سود کھانا اور(۸) یتیم کا مال کھانا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ نا امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)،حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم بغوی (متوفی ۳۱۷ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں تصریح ہے کہ کسی پاک دامن عورت پرتہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ،طبرانی شریف میں ہے:''صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ایک گروہ نے دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں پاک دامن عورت پر تہمت لگانے کوکبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی بات کوثابت رکھا۔''

﴿7﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲) کسی جان کوناحق قتل کرنا(۳) سود کھانا(۴) یتیم کا مال کھانا(۵) جنگ کے دن بھاگ جانا(۶) پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانا اور(۷) ہجرت کے بعد دیہاتی بننا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُ نا عبید بن عمیر لیثی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''9 ہیں اوران میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲) کسی مومن کوناحق قتل کرنا(۳) جنگ سے بھاگ جانا(۴) پاک دامن عورت پرتہمت لگانا(۵) جادوکرنا(۶) یتیم کا مال کھانا اور(۷) سود کھانا۔'' (۳)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب،دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔عرض کی گئی:یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !وہ چیزیں کون سی ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ، باب کتب النبی ﷺ ،الحدیث:۶۵۲۵،ج۸،ص۱۸۱۔

(۲)......مجمع الزوائد،کتاب الایمان،باب الکبائر،الحدیث۳۸۲،ج۱،ص۲۹۱۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۱،ج۱۷،ص۴۸۔

شریک ٹھہرانا(۲)جادو کرنا(۳)کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے قتل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام ٹھہرایا ہو(۴)سود کھانا(۵)یتیم کا مال کھانا(۶)جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور(۷)پاک دامن سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ [1]

﴿10﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے:(۱)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲)کسی مومن کو ناحق قتل کرنا(۳)جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگ جانا(۴)والدین کی نافرمانی کرنا(۵)پاک دامن عورت پر تہمت لگانا اور(۶)جادو سیکھنا۔'' [2]

تنبیہ:

قذف کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،اس پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اتفاق ہے جیسا کہ آپ گزشتہ آیاتِ مقدسہ کی وضاحت میں جان چکے ہیں کہ پہلا گناہ تو صراحتاً کبیرہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں نص ہے کہ یہ فسق ہے۔جبکہ دوسرا گناہ ضمناً کبیرہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس پر نص وارد ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسا کرنے والے پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائے گا اور یہ سب سے بری اور شدید وعید ہے۔

تہمت سن کر اس پر خاموش رہنے کو بھی کبیرہ شمار کیا گیا ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور اس بات پر اسے قیاس کیا ہے کہ جس طرح غیبت سن کر اس پر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح تہمت سن کر اس کی تردید کرنے کے بجائے خاموش رہنا بدرجۂ اولیٰ کبیرہ گناہ ہے۔اس کے بارے میں مفصل بحث گزر چکی ہے۔

میں نے عنوان میں تہمت کو زنا اور لواطت سے مقید کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے اپنی شرح جَمْعُ الْجَوَامِع میں ذکر کیا ہے۔لیکن ظاہر یہی ہے کہ کبیرہ ہونے کے لئے یہ شرط نہیں بلکہ یہ قید صرف اس کے مزید قبیح اور فحش ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اسی وجہ سے ہمارے اصحاب(یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام)میں سے حضرت سیِّدُنا علامہ شریح رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ارشاد فرماتے ہیں:''جھوٹی تہمت لگانا کبیرہ گناہ

---

[1] ......صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب الکبائر واکبرھا،الحدیث ۲۶۲،ص۶۹۳۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ،باب کتب النبی،الحدیث:۶۵۲۵،ج۸،ص۱۸۱۔

ہے۔‘‘اورانہوں نے اسے زنا یا لواطت کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ وہ اور دوسرے کئی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ارشادفرماتے ہیں: ’’پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانا کبیرہ ہے۔‘‘جبکہ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ’’پاک دامن مرد پرتہمت لگانا کبیرہ ہے۔‘‘اور تمام اقوال صحیح ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ ’’اس میں مرد یا عورت ہونے میں کوئی فرق نہیں۔‘‘

’’**قواعدِ ابنِ عبد السلام**‘‘میں ہے کہ ’’ظاہر مذہب یہ ہے کہ جس نے کسی پاک دامن پر تنہائی میں تہمت لگائی کہ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ اور محافظ فرشتوں کے علاوہ کسی نے نہ سنا تو فساد کا سبب نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایسا کبیرہ نہیں کہ حد کا موجب ہو اور اُسے آخرت میں مقذوف کے سامنے یا لوگوں کے جھرمٹ میں کسی تہمت لگانے والے کی طرح سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس کا انجام ان جھوٹوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے کسی پر بہتان نہ باندھا ہوگا۔‘‘

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٧٨٣ھ) ارشادفرماتے ہیں: ’’حضرت سیِّدُنا ابن عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام کے مذکورہ فرمان کا احتمال اس وقت ہے جبکہ وہ اپنی تہمت میں سچا ہو لیکن اگر وہ جھوٹا ہو تو یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ اس نے فسق وفجور کر کے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے۔‘‘مزید فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام کے کلام سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر وہ خلوت میں لگائی ہوئی اپنی تہمت میں سچا ہو تو اس کی اس سچائی کی وجہ سے اسے کوئی سزا نہیں ہوگی، ان کی یہ بات بعید از عقل ہے۔اس کے بعد خود ہی اعتراض کیا کہ ’’اگر مقذوف کو خود پر لوگوں کے سامنے لگائی گئی تہمت معلوم نہ ہو تو پھر بھی اذیت کے مفاسد نہ پائے جانے کے باوجود قاذف پر حد نافذ ہوتی ہے؟‘‘ پھر خود ہی اس کا جواب دیا: ’’اگر لوگوں کے سامنے لگائی گئی تہمت کے بارے میں مقذوف جان لے تو وہ اس کے لئے خلوت میں لگائی گئی تہمت سے زیادہ اذیت ناک ہوگی۔‘‘ پھر ارشاد فرمایا: ’’وہ تہمت جو کسی پر خلوت میں لگائی گئی ہو وہ دل میں ہی رہے یا پھر زبان پر آ جائے، اس میں کوئی فرق نہیں۔‘‘ جس کو قابلِ معافی شمار کیا گیا ہے وہ دل میں پیدا ہونے والا گمان ہے، نہ کہ زبان سے کہی ہوئی بات۔ میں نے آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ نابالغ بچے یا غلام پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ٤٠٣ھ) کا کلام دیکھا۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ’’پاک دامن عورت پرتہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، اگر ماں، بیٹی یا باپ کی کسی دوسری بیوی پرتہمت لگائے تو زیادہ فحش

ہے۔البتہ! کسی نابالغ بچی،لونڈی اور بے حیا آزاد عورت پر تہمت لگانا صغیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:''حضرت سیِّدُ نا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۴۰۳ھ) کے اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ نابالغ بچی پر تہمت لگانا اس وقت صغیرہ ہے جبکہ تہمت لگانے والے کو قطعی طور پر جھٹلانا ممکن ہو یعنی وہ اس قدر کم سن ہو کہ اس سے جماع نہ ہوسکتا ہو۔جبکہ لونڈی پر تہمت لگانے کو مطلقاً صغیرہ قرار دینے میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے توقف فرمایا ہے۔خصوصاً وہ لونڈیاں جو اُمِّ ولد ہوں کیونکہ اس میں ان کی، ان کے آقاؤں، اولاد اور ان کے بقیہ خاندان والوں کی اذیّت پائی جاتی ہے۔خاص طور پر اس صورت میں کہ جب لونڈی کا مالک اس (لونڈی کے بچے) کے اصول میں سے ہو۔''

درحقیقت حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کو شبہ میں ڈالا جب انہوں نے حضرت سیِّدُ نا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۴۰۳ھ) کے متعلق فرمایا کہ ''ان کا صرف پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کو کبیرہ کہنا تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ مردوں پر تہمت لگانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔اگرچہ حدیثِ پاک میں صرف پاک دامن عورتوں کا ذکر ہے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیگر عورتوں پر بھی تہمت لگانے سے منع فرمایا کیونکہ اس تفریق کا قائل کوئی بھی نہیں۔یہ اسی طرح ہے جیسے لونڈیوں کے بیان میں غلاموں کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔'' چنانچہ، حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔''(1)

بہت سے جاہل ایسی بری گفتگو میں مبتلا ہیں جو دنیا و آخرت میں سزا کا موجب بن سکتی ہے۔چنانچہ،

زبان کی حفاظت کا حکم:

﴿11﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''بے شک بندہ ایک بات کہتا ہے جس میں غور وفکر نہیں کرتا تو اس کی وجہ سے جہنم میں مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ سے زیادہ

......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی، الحدیث:۱۶۶۰، ص۹۲۹ـ

دُور جا گرتا ہے۔‘‘ (۱)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ’’یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا گفتگو کی وجہ سے بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟‘‘ تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’تیری ماں تجھ پر روئے! (یہ بات بطورِ شفقت فرمائی) لوگوں کو ان کی بے فائدہ وفضول گفتگو ہی چہروں یا ناک کے بل جہنم میں گرائے گی۔‘‘ (۲)

﴿13﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’کیا میں تمہیں سب سے آسان اور بدن پر ہلکی عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (سن لو!) وہ خاموشی اور حسنِ اخلاق ہے۔‘‘ (۳)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (پ ۲۶، ق:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

﴿14﴾......حضرت سیِّدُ نا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی: ’’یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! نجات کیا ہے؟‘‘ تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’تجھے چاہئے کہ اپنی زبان کو روکے رکھ، تجھے تیرا گھر کافی ہو اور اپنی خطا پر آنسو بہا۔‘‘ (۴)

﴿15﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ’’اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو نہ کیا کرو کیونکہ ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ کلام کرنا دل کی سختی کا باعث ہے اور بلاشبہ سخت دل انسان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے سب سے زیادہ دُور ہے۔‘‘ (۵)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث:۶۴۷۷، ص۵۴۴۔
صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، الحدیث:۷۴۸۲، ص۱۱۹۵۔
(۲)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، الحدیث:۲۶۱۶، ص۱۹۱۵۔
(۳)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب حفظ اللسان وفضل الصمت، الحدیث:۲، ج۷، ص۴۷۔
(۴)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث:۲۴۰۶، ص۱۸۹۳، ’’امسک‘‘ بدلہ ’’املک‘‘۔
(۵)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب منہ النھی عن کثرۃ الکلام اِلا بذکر اللّٰہ، الحدیث:۲۴۱۱، ص۱۸۹۴۔

﴾16﴿......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن کسی مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فحش اور گھٹیا باتیں کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ (۱)

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر289: مسلمان کو گالی دینا اور اس کی بے عزتی کرنا
کبیرہ نمبر290: والدین کو برا بھلا کہنا اگرچہ گالیاں نہ دے
کبیرہ نمبر291: کسی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے لعن طعن کرنا

مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠ (۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

(پ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴾1﴿......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔'' (۲)

﴾2﴿......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''آپس میں گالم گلوچ کرنے والے دو آدمی جو کچھ کہیں تو وہ (یعنی اس کا وبال) ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے۔'' (۳)

﴾3﴿......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان کو گالی دینا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی طرح ہے۔'' (۴)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، الحدیث: ۲۰۰۲، ص۱۸۵۲۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ یَّحْبَطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ، الحدیث: ۴۸، ص۶۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب النهی عن السباب، الحدیث: ۶۵۹۵، ص۱۱۳۰۔

(۴)......الترغیب والترهیب، کتاب الأدب، باب الترهیب من السباب......الخ، الحدیث: ۴۲۳۶، ج۳، ص۳۷۷۔

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !ایک شخص مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے کم طاقت والا ہے تو کیا اس سے بدلہ لینے میں مجھ سے مواخذہ ہوگا؟''تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں، دونوں ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں۔'' (1)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا جابر بن سُلَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ایسی ہستی دیکھی جن کی رائے پر لوگ عمل کرتے، وہ جو کہتے وہی کرتے۔ میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟''صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے بتایا: ''یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔''تو میں نے عرض کی: ''**عَلَیْکَ السَّلَامُ** ، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عَلَیْکَ السَّلَامُ** نہ کہو کیونکہ یہ مُردوں یا میت کا سلام ہے بلکہ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ** کہو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا: ''آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں کہ جب تم کسی مصیبت سے دوچار ہوکر اس سے دعا کرو تو وہ تم سے مصیبت ٹال دے، جب قحط سالی کا شکار ہوکر اسے پکارو تو وہ تمہارے لئے سبزہ اُگا دے، جب بے آب و گیاہ جنگل (یعنی بنجر اور چٹیل زمین) میں اپنی سواری کے گم ہو جانے پر اس کی بارگاہ میں التجا کرو تو وہ اسے تمہارے پاس واپس لوٹا دے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، پھر میں نے عرض کی: ''مجھ سے عہد لیں۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱)......کسی کو گالی مت دو۔''

(راوی فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد میں نے نہ کبھی کسی آزاد انسان کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ اور بکری کو گالی دی، پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''(۲)......کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو (۳)......اپنے بھائی سے اس انداز میں گفتگو کرو کہ تمہارا چہرہ کھلا ہوا ہو، بے شک یہ بھی نیکی ہے (۴)......اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا رکھو اور اگر اتنا نہ کرو تو (کم از کم) ٹخنوں تک اونچا کرلو اور تہبند لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر (یعنی خود کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنے) کی علامت ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تکبر کو پسند نہیں فرماتا اور (۵)......جو تمہیں گالی دے یا کسی ایسے عیب پر عار (یعنی شرمندگی)

---

(1)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب مایکرہ من الکلام...الخ، الحدیث:۵۶۹۶، ج۷، ص۴۹۲۔

دلائے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ تم میں پایا جاتا ہے تو تم اسے اس خامی پر شرمسار نہ کرو جس کے متعلق تم جانتے ہو کہ اس میں ہے، اور اسے چھوڑ دو، بے شک اس کا وبال اسی پر ہے۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا: ''جو تمہیں اس عیب پر عار دلائے جس کے تمہارے اندر پائے جانے کو وہ جانتا ہو تو تم اسے اس خامی پر شرمندہ نہ کرو جو تم اس میں جانتے ہو بلکہ اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کا وبال اس پر اور اجر تمہارے لئے ہے، پس ہرگز کسی کو گالی نہ دو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے کسی جانور یا انسان کو گالی نہ دی۔'' (۲)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرسکتا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ اِس کی ماں کو گالی دے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ثابت بن ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی قیامت کے دن اسے اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا، انسان پر اس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی مثل ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا سلمہ بن اَکْوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب ہم کسی شخص کو اپنے بھائی پر لعنت بھیجتے ہوئے دیکھتے تو خیال کرتے کہ یہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آ گیا ہے۔'' (۵)

۱......سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، الحدیث: ۴۰۸۴، ص۱۵۲۱۔

۲......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث: ۵۲۱، ج۱، ص۳۶۴۔

۳......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لایسب الرجل والدیه، الحدیث: ۵۹۷۳، ص۵۰۶۔

۴......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم......الخ، الحدیث: ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ص۶۹۶۔

۵......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۶۷۴، ج۵، ص۸۸۔

﴿10﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک بندہ جب کسی چیز پر لعن طعن کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے لیکن آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دائیں بائیں جاتی ہے، اگر کوئی جگہ نہ پائے تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پر بھیجی گئی ہو، اگر وہ اس کا اہل ہو (تو ٹھیک) ورنہ بھیجنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔''(۱)

﴿11﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: بے شک جس کی طرف لعنت بھیجی جائے اگر وہ اس پر واقع ہونے کا کوئی راستہ یا جگہ پائے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا لیکن میں نے وہاں اترنے کا کوئی راستہ نہ پایا۔ تو اسے کہا جاتا ہے: جہاں سے آئی ہے وہیں لوٹ جا۔(۲)

﴿12﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کسی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے غضب اور جہنم کی لعنت نہ بھیجو۔''(۳)

﴿13﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''لعن طعن کرنے والے بروزِ قیامت شفیع اور گواہ نہ بنیں گے۔''(۴)

﴿14﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مومن لعنت بھیجنے والا نہیں ہوتا۔''(۵)

﴿15﴾......ایک روایت میں ہے کہ''مومن لعن طعن کرنے والا اور فحش و گھٹیا کلام کرنے والا نہیں ہوتا۔''(۶)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی اللعن، الحدیث۴۹۰۵، ص۱۵۸۳۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث:۳۸۷۶، ۴۰۳۶، ج۲، ص۷۷، ۱۱۱۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، الحدیث:۱۹۷۶، ص۱۸۵۰۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها، الحدیث:۶۶۱۱، ص۱۱۳۱۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعن والطعن، الحدیث:۲۰۱۹، ص۱۸۵۴۔

(۶)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، الحدیث:۱۹۷۷، ص۱۸۵۰۔

﴿16﴾......اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب سے گزرے جبکہ وہ اپنے کسی غلام کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: ''لعنت کرنے والا بھی ہو اور صدیق بھی، ربِّ کعبہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' پس امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی دن اپنے غلام کو آزاد کردیا۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: ''دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔'' (۱)

﴿17﴾......مسلم شریف میں ہے کہ ''صدیق کو لعن طعن نہیں کرنی چاہئے۔'' (۲)

﴿18﴾......حاکم کی روایت میں یوں ہے: ''دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں کہ تم لعنت کرنے والے بھی ہو اور صدیق بھی۔'' (۳)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُ نا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت بھی اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ (اچانک) اونٹنی مضطرب ہو گئی تو اس نے اسے برا بھلا کہا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''اس پر سے سامان اُتار لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ (یعنی لعنت والی) ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''گویا میں اس اونٹنی کو لوگوں کے درمیان چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں لیکن کوئی اس پر سامان نہیں رکھتا۔'' (۴)

﴿20﴾......حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہم سفر تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعن طعن کی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے پیچھے نہ چل۔'' یا فرمایا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر نہ چل۔'' (۵)

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الحدیث: ۵۱۵۴، ج۴، ص۲۹۴۔

......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا، الحدیث: ۲۶۰۵، ص۱۱۳۱۔

......المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب لایجتمع ان تکونو لعانین صدیقین، الحدیث: ۱۵۴، ج۱، ص۲۱۵۔

......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا، الحدیث: ۲۶۰۴، ص۱۱۳۱۔

......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۳۶۱۲، ج۳، ص۲۷۷، دون قولہ ''لا تتبعنا''۔

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں دورانِ سفر ایک شخص نے اپنی اونٹنی کو لعنت کی۔ تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اس کا مالک کہاں ہے؟'' اس شخص نے عرض کی: ''میں ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دے، کیونکہ تیری لعنت واقع ہو چکی ہے۔'' (۱)

مرغ کو گالی دینا منع ہے:

﴿22﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت بیان ہے: ''مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۲)

﴿23﴾......ایک روایت میں ہے: ''مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔'' (۳)

﴿24﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک مرغ نے اذان دی۔ ایک شخص نے اسے گالی دی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مرغ کو گالی دینے سے منع فرمایا۔ (۴)

﴿25﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مرغ کو نہ تو لعن طعن کرو اور نہ ہی گالی دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۵)

﴿26﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب ایک مرغ نے اذان دی تو ایک شخص نے کہا: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس پر لعنت بھیج۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ہرگز نہ کہو، یہ تو نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۶)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۹۵۲، ج۳، ص۱۷۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث زید بن خالد الجھنی، الحدیث: ۲۱۷۳۷، ج۸، ص۱۵۹۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الدیک والبھائم، الحدیث: ۵۱۰۱، ص۱۵۹۶۔

(۴)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبداللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۱۷۶۳، ج۵، ص۱۶۸۔

(۵)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۷۹۶، ج۱۰، ص۱۶۔

(۶)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من السباب......الخ، الحدیث: ۴۲۸۳، ج۳، ص۳۸۱۔

پِسُّو نے نماز کے لئے جگایا:

﴿27﴾......ایک شخص کو پسو (خون چوسنے والا زہریلا کیڑا) نے کاٹا۔اس نے اس پر لعنت کی تو حضور نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسے لعنت نہ کرو کیونکہ اس نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو نماز کے لئے بیدار کیا تھا۔'' (1)

﴿28﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے گالی نہ دو کیونکہ اس نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو صبح کی نماز کے لئے بیدار کیا تھا۔'' (2)

سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور پسو:

﴿29﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا تو ہمیں پسوؤں نے بہت تکلیف دی۔ ہم انہیں برا بھلا کہنے لگے تو حضور نبیٔ اَکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''انہیں برا بھلا نہ کہو، یہ جانور کتنے اچھے ہیں کہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے بیدار کرتے ہیں۔'' (3)

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت:

﴿30﴾......صحیح روایت میں ہے: ایک شخص نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہوا کو برا بھلا کہا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہوا کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز کو لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی۔ (4)

تنبیہ:

ان تینوں گناہوں کو مذکورہ صحیح اور صریح احادیثِ مبارکہ کی بنا پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان احادیثِ

(1)......مسند ابی یعلی الموصلی،مسند انس بن مالک ،الحدیث۲۹۵۵،ج۳،ص۹۵۔

(2)......شعب الایمان للبیہقی،باب فی حفظ اللسان،الحدیث:۵۱۷۹،۵۱۸،ج۴،ص۳۰۰،۳۰۱۔

(3)......المعجم الاوسط،الحدیث۹۳۱۸،ج۶،ص۴۳۶۔

(4)......جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ،باب ماجاء فی اللعنۃ،الحدیث۱۹۷۸،ص۱۸۵۰۔

مبارکہ میں درج ذیل احکام مذکور ہیں: (۱)......مسلمان کو گالی دینا فسق ہے جو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور ایسا کرنے والا شیطان ہے (۲)......والدین پر لعنت بھیجنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اسی لئے میں نے اس کا علیحدہ ذکر کیا اگرچہ یہ مسلمان کو گالی دینے یا لعنت کرنے میں داخل ہے (۳)......مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کی مثل ہے (۴)......جس نے اپنے بھائی پر لعنت بھیجی وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آ گیا (۵)......ناحق لعنت، بھیجنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے اور (۶)......دوسروں کو لعن طعن کرنے والا بروزِ قیامت شفیع ہوگا، نہ گواہ اور نہ ہی صدیق۔ بیان کردہ تمام احکام انتہائی شدید وعیدیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تینوں کبیرہ گناہ ہیں۔ پہلے گناہ کے کبیرہ ہونے کے بارے میں ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے تصریح کی ہے لیکن اکثر کے نزدیک قابلِ اعتماد بات اس کا کبیرہ نہ ہونا ہے اور انہوں نے اس حدیثِ پاک کہ ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔''[1] کو اس پر محمول کیا ہے کہ ''جب یہ فعل اس سے بار بار صادر ہو اس اعتبار سے کہ اس کی نیکیوں پر غالب آ جائے۔''

شرح مسلم کے قول سے یہی ظاہر ہوتا ہے: مسلمان کو لعنت کرنا قتل کی مثل گناہ ہے۔[2] جانوروں کو لعنت کرنے کی مذمت پر مذکور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو لعنت کرنا حرام ہے اور ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے یہی وضاحت کی۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ''یہ صغیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں بہت بڑا فساد نہیں پایا جاتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اونٹنی کو لعن طعن کرنے والے کو سزا کے طور پر اونٹنی چھوڑنے کا حکم دیا اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ خاص طور پر دوسری حدیث میں اونٹنی چھوڑنے کے حکم کی علت بیان کی گئی کہ ''تیری اپنی سواری پر لعنت کی دعا قبول ہوگئی۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب ''رِیَاضُ الصَّالِحِیْن'' میں یہ 2 احادیثِ مبارکہ نقل فرمائیں: ''(۱)......اس سے سامان اُتار لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ ہے اور (۲)......ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی پر سفر نہ کرو جس پر لعنت کی گئی ہے۔'' اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اس کے معنی میں اشکال سمجھا گیا ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ اس سے مراد تو صرف آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اس اونٹنی پر سفر

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ یَّحْبَطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ لَا یَشْعُرُ، الحدیث:۴۸، ص۶۔

[2] ......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، ج۱۶، ص۱۴۹۔

کرنے سے منع کرنا ہے اوراسے بیچنے ،ذبح کرنے اور سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت کے علاوہ اس پرسوار ہونے میں کوئی ممانعت نہیں ، بلکہ یہ اوراس طرح کے دیگر تمام تصرفات جائز ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں اس پرسوار ہونے کے علاوہ کسی میں ممانعت نہیں کیونکہ یہ تمام تصرفات جائز ہیں ،جن میں سے چندایک سے منع کر دیا گیا اور بقیہ میں جواز کا حکم پہلے کی طرح باقی ہے۔'' [1]

خاص جانوراور معیَّن ذمی کولعنت کرنے کا حکم:

میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کواس بات کی صراحت کرتے دیکھا کہ کسی خاص جانوراور معیَّن ذمی کولعن طعن کرنا کبیرہ گناہ ہے اورانہوں نے یہ قید لگائی کہ مسلمان کو برا بھلا کہنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ کوئی شرعی عذر نہ پایا جائے۔حالانکہ جس بات کا ذکر انہوں نے کیا اور جو قید لگائی ،دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔پہلی بات تو اس وجہ سے محلِ نظر ہے کیونکہ میری گزشتہ ساری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جانور کولعنت کرنا صغیرہ گناہ ہے۔البتہ!کسی خاص ذمی کولعنت کرنے میں کبیرہ ہونے کا احتمال ہے کیونکہ ایذا کی حرمت میں ذمی بھی مسلمان کی مثل ہے اور مسلمان پر لعنت کے کبیرہ ہونے کوعذرِ شرعی نہ پائے جانے کے ساتھ مقید کرنا اس وجہ سے صحیح نہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسا شرعی عذر نہیں جومسلمان کی لعنت کو بالکل جائز قرار دے دے۔نیز لعنت کی حرمت کا محل اگرکوئی خاص فرد ہو تو اسے بھی لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ یزید بن معاویہ کی طرح فاسق یا ذمی ہو،خواہ زندہ ہو یا مردہ۔نیز کفر پر اس کے خاتمے کا یقینی علم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کفر پر مرا ہو یا اسے اسلام پر موت آئی ہو۔مگر جن کے کفر پر خاتمے کا یقینی علم ہو جیسے فرعون،ابوجہل اور ابولہب وغیرہ تو ان پر لعنت بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔

یزید پرلعنت کا حکم:

بعض لوگوں نے یزید پرلعنت کی ہے تو اس کے مسلمان ہونے کے قول کی بنا پر یہ اُن کی ناعاقبت اندیشی ہے۔ اور ایک گروہ نے اس کے کافر ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر اس پر دلالت کرنے والا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس کا حضرت سیِّدُ نا

[1] ......ریاض الصالحین للنووی،کتاب الاموروالمنھی عنھا،باب تحریم لعن انسان بعینہ أودابة،تحت الحدیث۱۵۵۷، ۱۵۵۸،ص۴۱۴۔

امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کا حکم دینا بھی ثابت نہیں۔اسی وجہ سے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اس پر لعنت کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا اگر چہ وہ فاسق، بہت نشہ کرنے والا اور کبیرہ گناہوں بلکہ فواحش میں حد درجہ مبتلا تھا[۱]۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے صحیحین کی ان احادیثِ مبارکہ سے معیَّن نافرمان پر لعنت کے جواز کی دلیل دی ہے کہ،

﴿31﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے لیکن وہ نہ آئے اور مرد اس سے ناراضی میں رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[۲]

﴿32﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب عورت اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[۳]

حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا ان احادیثِ مبارکہ سے دلیل پکڑنا محلِ نظر ہے۔اسی وجہ سے ان کے بیٹے حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: میں نے اس بارے میں ان سے بحث کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ فرشتوں کی لعنت صرف اسی عورت کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ عام ہو جیسے وہ یہ کہتے ہوں:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت پر لعنت بھیجے جو اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارتی ہے۔''

---

[۱]......یزید بدبخت عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہٗ پر لعنت کرنے اور اسے کافر کہنے میں اختلاف ہے۔اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:''یزید پلید کے بارے میں ائمۂ اہلِ سنت کے تین قول ہیں: (۱)......امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو (اس قول کے مطابق) ہرگز بخشش نہ ہوگی اور (۲)......امام غزالی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی) وغیرہ مسلمان، تو (اس کے مطابق) اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہوگی (۳)......ہمارے امام (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ) سکوت فرماتے ہیں کہ نہ ہم مسلمان کہیں نہ کافر۔لہٰذا ہم بھی سکوت کریں گے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۸۲)

[۲]......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، الحدیث:۳۵۴۰، ص۹۱۹۔

[۳]......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، الحدیث:۳۵۳۸، ص۹۱۹۔

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے لئے اس حدیثِ پاک سے استدلال کیا جائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرے کو داغا گیا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایسا کیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت کرے۔''(۱) تو یہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول ھٰذَا سے خاص شخص کو لعنت کرنے کی طرف واضح اشارہ ہے۔ مگر یہ کہ یہاں یہ تاویل کی جائے کہ اس سے مراد ایسا کرنے والا ہر فرد ہے، نہ کہ یہ معیَّن شخص اور اس میں بہت کلام ہے۔ کسی شخص کو خاص کئے بغیر لعنت کرنا یا کوئی خاص وصف ذکر کر کے لعنت کرنا اجماعاً جائز ہے، جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا جھوٹے پر لعنت فرمانا۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿۱﴾ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ (پ۱۲، ھود: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

﴿۲﴾ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾ (پ۳، آل عمران: ۶۱) ترجمۂ کنزالایمان: پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللّٰہ کی لعنت ڈالیں۔

میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے سے ایسی کثیر مثالیں بیان کی جائیں گی۔

فائدہ: شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ لوگوں کو بغیر تعیین کئے وصف کے ساتھ اور کچھ کو تعیین کے ساتھ لعنت فرمائی۔ پہلی قسم کے لوگوں کی مثالیں بکثرت ہیں اور ہمارے کئی (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان میں سے اکثر بغیر سند کے ذکر کی ہیں، لہٰذا ان کے فوائد کے پیشِ نظر انہیں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مندرجہ ذیل تمام افراد کا ملعون ہونا ظاہر فرمایا لیکن ان کا نام نہ لیا:

(۱)......سود کھانے والا (۲)......سود کھلانے والا (۳)......سود کے گواہ (۴)......سود لکھنے والا (۵)......تصویریں بنانے والا (۶)......جس نے زمین کی حدود کو تبدیل کیا جیسے وہ شخص جو گلی یا مسجد کا ٹکڑا لے کر اپنے گھر میں شامل کر لیتا ہے یا وقف شدہ مکان کو اپنی ملکیت بنا لیتا ہے (۷)......جس نے نابینا کو راستے سے بھٹکایا یعنی دوسرے راستے پر ڈال دیا اور آنکھوں والے ناواقف کو بھٹکانے والا بھی ایسا ہی ہے (۸)......جس نے جانور سے بدفعلی کی (۹)......جس نے

---

(۱)......المصنّف لعبد الرزاق، کتاب المناسک، باب الوسم، الحدیث ۸۴۸۲، ج۴، ص۳۵۱۔

قومِ لوط کا سا عمل کیا (۱۰)......جو کاہن کے پاس گیا (۱۱)......جس نے عورت کے پچھلے مقام میں جماع کیا (۱۲)......جس نے حیض والی عورت سے جماع کیا (۱۳)......نوحہ کرنے والی اور اس کے اردگرد بیٹھنے والیاں (۱۴)......جس نے ایسے لوگوں کی امامت کرائی جو اسے ناپسند کرتے ہوں (۱۵)......جس عورت نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو یا وہ اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑنے والی ہو (۱۶)......جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کیا (۱۷)......چور (۱۸)......جس نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو برا بھلا کہا (۱۹)......ہیجڑا بننے والا مرد (۲۰)......مردانی عورت (۲۱)......عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت (۲۲)......جو عورت مردوں کا لباس پہنے اور جو مرد عورتوں جیسا لباس پہنے (۲۳)......جس نے راستے پر پاخانہ کیا (۲۴)......جو عورت اپنے ہاتھوں پر مہندی نہ لگائے اور جو سرمہ نہ ڈالے (۲۵)......جس نے عورت کو شوہر کے خلاف یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا (۲۶)......جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کے آلے سے اشارہ کیا (۲۷)......زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا (۲۸)......جو خود کو اپنے باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرے (۲۹)......جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہو (۳۰)......جس نے چہرے کو داغا (۳۱)......جب معاملہ حاکم تک پہنچ جائے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کے معاملے میں سفارش کرنے اور کروانے والا (۳۲)......جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے (۳۳)......جس نے ممکن ہونے کے باوجود اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کو ترک کر دیا (۳۴)......شراب پینے والا (۳۵)......شراب پلانے والا (۳۶)......شراب بیچنے والا (۳۷)......شراب خریدنے والا (۳۸)......جس کے لئے شراب خریدی گئی (۳۹)......شراب کا بنانے والا (۴۰)......جس کے لئے شراب بنائی گئی (۴۱)......شراب اٹھانے والا (۴۲)......جس کی طرف اٹھا کر شراب لے جائی گئی (۴۳)......شراب کی قیمت کھانے والا (۴۴)......شراب پر رہنمائی کرنے والا (۴۵)......اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا (۴۶)......مشت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے مادہ منویہ خارج) کرنے والا (۴۷)......ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنے والا (۴۸)......فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والا (۴۹)......رشوت لینے دینے میں واسطہ بننے والا (۵۰)......علم چھپانے والا (۵۱)......غلہ روکنے والا (۵۲)......جس نے مسلمان کو حقیر جانا یعنی اسے ذلیل سمجھا اور اس کی مدد نہ کی (۵۳)......بے رحم حکمران

(۵۴)......نکاح نہ کرنے والے مرد اور عورتیں (۵۵)......چٹیل میدان میں تنہا سفر کرنے والا (۵۶)......جس نے کسی جاندار کو نشانہ بازی کے لئے ہدف بنایا (۵۷)......جس نے دین میں کوئی (خلاف شرع) نئی بات نکالی (۵۸)......جس نے بدعتی کو پناہ دی (۵۹)......جس نے قبروں پر چراغ جلایا[1] (۶۰)......جس نے قبر پر مسجد بنائی[2] اور

......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد 2، صفحہ 492 پر حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی حدیث پاک کے اس حصہ "اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاَسْرَجَ لَہٗ بِسِرَاجٍ یعنی نبی کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے چراغ جلایا گیا" کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "یعنی رات میں میّت کو دفن کیا تو میت کے لئے یا حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے چراغ کی روشنی کی گئی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ قبر پر آگ لے جانا منع ہے مگر چراغ لے جانا جائز کیونکہ یہ روشنی کے لئے ہے نہ کہ مشرکین سے مشابہت کے لئے، مشرکین میت کے ساتھ آگ لے جاتے ہیں آگ کی پوجا کرنے یا میت کو جلانے کے لئے لہٰذا بزرگوں کے مزار کے پاس لو بان یا اگربتّی جلانا جائز ہے تاکہ میت کو فرحت ہو اور زائرین کو راحت، اسی لئے میت کے کفن کو دھونی دینا سنت جسے فقہاء اِسْتِجْمَار کہتے ہیں، دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہٰذا جن بزرگوں کے مزاروں پر دن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوتِ قرآن کا دَور (یعنی سلسلہ) رہتا ہے وہاں ضرور رات کو روشنی کی جائے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے، حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضۂ انور پر ہمیشہ سے اور اب **"نجدیوں"** کے زمانہ میں اور زیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں جن احادیث میں قبر پر چراغ جلانے سے ممانعت ہے وہاں بلا ضرورت چراغ رکھ آنا مراد ہے کہ اس میں اسراف ہے۔ خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لئے بھی روشنی کرسکتے ہیں جیسے کعبۂ معظّمہ کے احترام کے لئے اس پر غلاف رہتا ہے اور دروازۂ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے، رمضان میں مسجدوں کا چراغاں بھی یہیں سے لیا گیا۔"

......مراٰۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 440 پر ہے کہ "خیال رہے کہ بزرگوں کے آستانوں کے برابر مسجد بنانا اور برکت کے لیے وہاں نمازیں پڑھنا قرآن شریف اور بہت احادیث سے ثابت ہے سورہ کہف میں ہے لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْہِمْ مَّسْجِدًا یعنی مسلمانوں نے کہا کہ ہم اصحاب کہف کے غار پر مسجد بنائیں گے۔ حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ انور اور اکثر صحابہ کے مزارات کے پاس مسجدیں ہیں یہ خود صحابہ یا صالحین نے بنائیں، اب مزارات اولیاء اللہ کے پاس عامۃ المسلمین مسجدیں بناتے ہیں، مقبولوں کے قرب میں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے۔ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے حضور انور کے قرب کی وجہ سے۔ رب تعالیٰ نے گنہگاروں اسرائیلیوں سے فرمایا تھا "اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّۃٌ" یعنی بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے گھسو اور وہاں جاکر توبہ کرو قبور انبیاء کی برکت سے توبہ قبول ہوگی۔ زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ بیان فرماتا ہے "ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ" وہاں بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر زکریا عَلَیْہِ السَّلَام نے بیٹے کی دعا مانگی، ان آیات سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور دعا بہت قبول ہوتی......

(۶۱)......قبروں کی زیارت کرنے والی (۶۲)...... بلند آواز سے چیخ وپکار کرنے والی (۶۳)......اپنے بال منڈ وانے والی (۶۴)......مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی اور (۶۵)......اشعار کی طرح مُقَفّٰی و مُسَجَّع کلام کرنے والے (۶۶)......زمین اور شہروں میں فساد ڈالنے والے (۶۷)......جس نے اپنے باپ سے اپنی نفی کی یا غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا (۶۸)......جس نے پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائی (۶۹)......جس نے اپنے دوستوں پر لعنت کی (۷۰)......جس نے قطع رحمی کی (۷۱)......جس نے قرآن (کا علم) چھپایا (۷۲)......جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک پر لعنت کی (۷۳)......جس نے کسی مسلمان سے دھوکا کیا یا اسے نقصان پہنچایا (۷۴)......جس کی خاطر گانا گایا جائے (۷۵)......بوڑھا زانی (۷۶)......جس نے ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی (۷۷)...... بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے والا (۷۸)......حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا (۷۹)......جو حیّ علی الصلٰوۃ کی آواز سنے لیکن جواب نہ دے (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہو) اور (۸۰)......بیری کا درخت کاٹنے والا۔

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ لعنت بیری کے اس درخت کے بارے میں ہے جو عام گزرگاہوں اور دیہاتوں میں ہوتا ہے جس سے گزرنے والے سایہ حاصل کرتے ہیں۔'' [1]

﴿33﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ترہیب نشان ہے: ''بے شک سات آسمان، سات زمینیں اور پہاڑ بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' [2]

﴿34﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شطرنج کھیلنے والے پر لعنت فرمائی۔'' [3]

﴿35﴾......حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بغیر تہبند کے باریک قمیص پہن کر

......ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا منع ہے لیکن اگر قبر پر ڈاٹ لگا کر اوپر فرش بنایا جائے تو وہاں بلا کراہت جائز ہے۔ چنانچہ کعبۃ اللّٰہ کے مطاف میں ۷۰ نبیوں کے مزارات ہیں جن پر طواف و نماز ہوتے ہیں نیز کعبہ کے پرنالے کے نیچے حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کا مزار شریف ہے جہاں دن رات نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہاں یہی وجہ ہے۔ (مرقاۃ و اشعہ)

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی قطع السدر، الحدیث: ۵۲۳۹، ۵۲۴۰، ص۱۶۰۶۔

[2] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدة بن الحصیب، الحدیث: ۴۴۳۳، ج۱۰، ص۳۱۰۔

[3] ......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۶۷۲۴، ج۲، ص۳۴۱، "لعن اللّٰہ" بدلہ "ملعون"۔

شرمگاہ کو ظاہر کرتا ہوا چلے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر لوٹ آئے یا توبہ کر لے۔''

﴿36﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب (خلافِ شرع) بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہا جائے تو عالمِ ربّانی پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''(۱)

﴿37﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابۂ کرام کو منتخب فرمایا، پھر ان میں سے کچھ کو میرا وزیر مقرر فرمایا، تو کچھ کو حمایت ونصرت کرنے والا بنایا اور کچھ کو سسرالی قرابت دار ہونے کا اعزاز بخشا۔ لہٰذا جس نے انہیں برا بھلا کہا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو اس کے نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض۔''(۲)

﴿38﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 اشخاص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان سے ارشاد فرمائے گا: جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ (اور وہ یہ ہیں:) (۱)......لواطت کرنے اور (۲)......لواطت کروانے والا (۳)......مشت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے مادہ خارج) کرنے والا (۴)......چوپائے سے وطی کرنے والا (۵)......عورت کی دبر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کرنے والا (۶)......ماں اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے والا (۷)......پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا اور (۸)......پڑوسی کو ایذا دینے والا۔''(۳)

﴿39﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے میری امت کے کسی معاملے کا امیر بنایا گیا اور اس نے ان پر رحم نہ کیا تو اس پر بَھْلَۃُ اللہ ہو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! بَھْلَۃُ اللہ سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

(۱)......السنة للخلال، ذکر الروافض، الحدیث۷۸۷، ج۳، ص۴۹۵۔

(۲)......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر عویم بن ساعدة، الحدیث۶۷۱۵، ج۴، ص۸۳۳۔

(۳)......تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، البقرة، تحت الآیة۲۲۲، ج۱، ص۴۴۶۔

کی لعنت۔'' (۱)

﴿40﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: جس نے مدینۂ منورہ میں کوئی (خلافِ شرع) بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔ (۲)

﴿41﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس غلام نے خود کو اپنے مالک کے علاوہ کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (۳) اور اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑنے والی پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۴)

﴿42﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''بے شک بیوی پر اس کے شوہر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرے اس حال میں کہ وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہو پھر بھی خود کو اس سے نہ روکے اور بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہ ہوگا اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو واپس لوٹنے تک رحمت اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۵)

﴿43﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کے آلے سے اشارہ کیا وہ لعنتی ہے اگرچہ وہ باپ یا ماں کی طرف سے اس کا بھائی ہو۔'' (۶)

﴿44﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی (یعنی سوئی وغیرہ سے جسم میں چھید لگا کر

---

(۱)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۹۰۴ مبشر بن عبید، ج۸، ص۱۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث ۳۷۹۴، ص۹۳۸۔

(۳)......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الأدب، باب مایکرہ الرجل۔۔الخ، الحدیث ۲، ج۶، ص۱۸۶۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۱۰۷۳۶، ج۳، ص۶۰۵۔

(۵)......الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء......الخ، الحدیث: ۳۰۲۲، ج۳، ص۲۵۔

(۶)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، الحدیث ۶۶۶۲، ص۱۱۳۴۔

اس میں رنگ یا سرمہ بھر دینے کو گودنا کہتے ہیں) اور (چہرے کے بال) اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔"[1]

﴿45﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "6 قسم کے لوگوں پر مَیں لعنت بھیجتا ہوں۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی ان پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے: (۱)...... کتاب اللہ میں تبدیلی کرنے والا۔ جبکہ ایک روایت کے مطابق زیادتی کرنے والا (۲)......تقدیرِ الٰہی کو جھٹلانے والا (۳)......لوگوں پر زبردستی مسلَّط ہونے والا تاکہ جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت دی اسے ذلیل کرے اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اسے عزت دے (۴)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرانے والا (۵)......میرے اہلِ بیت کی ایذا رسانی کرنے والا (یعنی ان کو ستانے والا) اور (۶)......سنت کو چھوڑنے والا۔"[2]

اب وہ احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں کہ جن میں رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے کسی خاص فرد کا نام لے کر اس پر لعنت فرمائی۔ چنانچہ،

﴿46﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! رِعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما۔ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی نافرمانی کی۔"[3]

یہ تینوں عرب قبائل تھے اور حضور صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کو ان کے کفر پر مرنے کا علم تھا پس جن کے کفر پر خاتمے کا علم تھا ان پر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے لعنت فرمائی۔ کسی انسان کو بددعا دینا بھی لعنت کے قریب ہے یہاں تک کہ ظالم کو بددعا دینے کا بھی یہی حکم ہے مثلاً یوں کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے جسم کو صحیح نہ کرے اور اس کی حفاظت نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہر مذموم دعا کرنا جائز نہیں۔ تمام حیوانات اور بے جان چیزوں پر لعنت بھیجنا بھی مذموم ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس نے کسی ایسے فرد پر لعنت کی جو لعنت کا مستحق نہ ہو تو فوراً یہ کہے: "میری لعنت اس پر نہیں جو اس کا مستحق نہیں۔"

---

[1]......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلۃ ......الخ، الحدیث: ۵۵۷۳،۵۵۶۵، ص۱۰۵۸،۱۰۵۷۔

[2]......جامع الترمذی، ابواب القدر، باب اِعظام أمر الایمان بالقدر، الحدیث: ۲۱۶۱، ص۱۸۶۸۔
المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۹، ج۱۷، ص۴۳، دون قولہ "الدعوۃ المحرف لکتاب اللہ"۔

[3]......صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب استحباب القنوت......الخ، الحدیث: ۱۵۵۷، ص۷۸۴۔

البتہ! اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَ نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرنے والے اور ہر ادب سکھانے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لئے ایسے الفاظ بولے: (۱)...... تیرا برا ہو (۲)...... اے کمزور حالت والے (۳)...... اے اپنے نفس کی طرف کم توجہ دینے والے (۴)...... اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے اور اس طرح کی دوسری ایسی باتیں جن میں صراحتاً یا کنایتاً یا اشارتاً جھوٹ نہ ہو اور نہ ہی تہمت ہو اگرچہ وہ اس میں سچا ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر292: انسان کا اپنے نسب یا اپنے والد سے دست بردار ہونا

کبیرہ نمبر293: اپنا جھوٹا ہونا معلوم ہونے کے باوجود خود کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرنا

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے خود کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔'' (۱)

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب لعان کے متعلق آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت نے بچے کو ایسی قوم میں داخل کیا جس میں سے وہ نہ ہو تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی واسطہ نہ رہا اور وہ اسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جس مرد نے جان بوجھ کر اپنے بچے کا انکار کیا اس حال میں کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا دیدار نہ کرائے گا اور اسے اولین و آخرین (یعنی اگلوں پچھلوں) کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا۔'' (۲)

﴿3﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے جاننے کے باوجود اپنے باپ کے غیر کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اس نے کفر کیا۔ جس نے (اپنے آپ کو) اور کی طرف منسوب کیا وہ اس

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه، الحدیث: ۶۷۶۶، ص ۵۶۵۔

(۲)......سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء، الحدیث: ۲۲۶۳، ص ۱۳۹۰، بدون: الخلائق۔

کانہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اور اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس نے کسی کو کافر یا دشمنِ خدا کہا جبکہ وہ ایسا نہیں تو اس کا قول اسی کی طرف پلٹ آئے گا۔''[1]

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ یا اپنے آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔''[2]

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے باپوں سے منہ نہ پھیرو جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا اس نے کفر کیا[3]۔''[4]

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن شعیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے براءَت کا اظہار کیا اس نے انکار کیا یا جس نے اپنے نسب یا غلامی سے بے تعلقی ظاہر کی یا ایسے نسب کا دعویٰ کیا جس سے وہ معروف نہیں اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کیا۔''[5]

﴿7﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی غیر معروف نسب کا دعویٰ کیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کیا یا جو اپنے نسب سے الگ ہوا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کفر کیا۔''[6]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیہ المسلم: یا کافر!، الحدیث: ۲۱۷، ص ۶۹۱۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث: ۳۷۹۴، ص ۹۳۸۔

[3] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد 5، صفحہ 139 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''اگر وہ غریب یا غیر عزت والے ہوں تو اپنے کو ان کی اولاد کہنے سے شرم وغیرت نہ کرو۔ جو شخص اپنا نسب بدلنے کو حلال جانے وہ کافر ہے اور اجماع امت کا مخالف ہے اور جو حرام جان کر یہ حرکت کرے وہ کافر کا سا کام کرتا ہے یا اپنے خاندان کا ناشکرا ہے یا رب تعالٰی کا ناشکرا بہر حال یہ فعل یا کفر ہے یا حرام۔'' (مرقات)

[4] ......صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیہ، الحدیث: ۶۷۶۸، ص ۵۶۵۔

[5] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۳۹، ج ۲، ص ۶۷۳۔

سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیہ، الحدیث: ۲۸۶۱، ج ۲، ص ۴۴۲۔

[6] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۵۷۵، ج ۶، ص ۲۲۱۔

﴿8﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو تو 70 سال کی مقدار یا 70 سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔''(۱)

﴿9﴾......ابن ماجہ شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جان لو! بے شک جنت کی خوشبو 500 برس کی مسافت سے آتی ہوگی۔''(۲)

ضروری وضاحت: گویا وہ مسافت خوشبو سونگھنے والوں کے اعتبار سے مختلف ہوگی، کچھ لوگ اسے 500 سال کی مسافت سے سونگھ لیں گے جبکہ کچھ لوگ 70 سال کی مسافت سے سونگھ لیں گے۔

﴿10﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے غیر باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا غیرِ آقا کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اس پر قیامت کے دن تک لگاتار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہوتی رہے گی۔''(۳)

تنبیہ:

مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ کی صراحت سے ان دو کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس کی تصریح کی ہو اور ان احادیثِ مبارکہ میں کفر کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کفر کی طرف لے جاتا ہے یا اگر وہ اسے حلال سمجھے یا نعمت کی ناشکری کرے تو اس بنا پر کافر ہوگا۔

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۲۰۴، ج۲، ص۵۷۸۔

(۲)......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب من ادعی الی غیر أبیہ أو تولی غیر موالیہ، الحدیث: ۲۶۱۱، ص۲۶۳۳۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ، الحدیث: ۵۱۱۵، ص۱۵۹۸۔

کبیرہ نمبر294: شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠ (۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

(پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وہ کفر میں مبتلا ہیں: (۱)......نسبوں میں طعن کرنا اور (۲)......میت پر رونا۔'' (۱)

تنبیہ: اس حدیث پاک کے ظاہری مفہوم کی بنا پر اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے نہیں دیکھا۔

کبیرہ نمبر295: عورت کا زنا یا شبہ کی وطی کے ساتھ بچے کو ایسی قوم میں داخل کرنا جس میں سے وہ نہ ہو

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب لعان والی آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت نے بچے کو ایسی قوم میں داخل کیا جس میں سے وہ نہ ہو تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی واسطہ نہ رہا اور وہ اسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جس مرد نے جان بوجھ کر اپنے بچے کا انکار کیا اس حال میں کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا دیدار نہ کرائے گا اور اسے اولین و آخرین (یعنی اگلوں پچھلوں) کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا۔'' (۲)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن......الخ، الحدیث۲۲۷، ص۶۹۱۔

(۲)......سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء، الحدیث۲۲۶۳، ص۱۳۹۰، بدون: الخلائق۔

کتاب العدد

(یعنی عدت پوری کرنے کا بیان)

کبیرہ نمبر296: عدَّت پوری کرنے میں خیانت کرنا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید نہیں کیونکہ اس میں ناحق عورت پر کسی اجنبی کو مسلط کرنا پایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر بڑا نقصان اور فساد ہے جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

کبیرہ نمبر297: عدت والی کا بلا عذرِ شرعی اس گھر سے باہر نکلنا جس میں عدت ختم ہونے تک اس کا ٹھہرنا لازم ہو

شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلنے پر قیاس کرتے ہوئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بعید نہیں بلکہ جس کا شوہر فوت ہو گیا ہے اس کے لئے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس کے گھر ٹھہرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے پختہ کیا گیا حق ہے تاکہ نسب وغیرہ محفوظ رہے۔

کبیرہ نمبر298: شوہر فوت ہونے پر سوگ نہ کرنا

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید از عقل نہیں کیونکہ اس کے سبب بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

کبیرہ نمبر299: اِستبراء سے پہلے لونڈی سے جماع کرنا

(یعنی رحم خالی ہونے کی مدت پوری ہونے سے پہلے لونڈی سے جماع کرنا)

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید نہیں کیونکہ اس میں نطفوں کے خلط ملط ہونے اور نسبوں کے ضائع ہونے جیسے مفاسد پائے جاتے ہیں۔ پھر میں نے مسلم شریف کی ایک صریح حدیثِ پاک دیکھی جس میں ممانعت کے لئے حاملہ ہونے کی شرط ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کسی خیمہ کے پاس کھڑی ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یہ فلاں کی لونڈی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا وہ اس سے بدکاری کرواتا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی ''جی ہاں!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے عزم کیا ہے کہ اس شخص پر ایسی لعنت بھیجوں جو قبر میں بھی اس کے ساتھ جائے، وہ کیسے اس بچہ کا وارث ہوگا حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں؟ اور وہ اس کو کیسے غلام بنائے گا حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں۔''[1]

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے یہ اس لئے فرمایا کیونکہ بچے کا معاملہ مشکل ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا، اگر وہ اسی کا ہوا تو پھر بھی اس کے لئے اس کا انکار کرنا، اسے غلام بنانا اور اس سے خدمت لینا جائز نہیں اور اگر کسی دوسرے کا ہوا تو بھی اس کے لئے اسے اپنے خاندان میں ملانا اور وارث بنانا جائز نہیں۔

---

[1]......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم وطئ الحامل المسبیة، الحدیث: ۳۵۶۲، ص۹۲۰۔

شرح السنة، کتاب العدة، باب استبراء الأمة المسبیة، الحدیث: ۲۳۸۸، ج۵، ص۲۳۱۔

کتاب النفقات علی الزوجات والاقارب والممالیک من الرقیق والدواب وما یتعلق بذلک

کبیرہ نمبر300: بلا عذرِ شرعی بیوی کا خرچ روکنا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا واضح ہے اس کی نظیر ظلم کے بیان میں آئے گی کیونکہ یہ بھی بڑا ظلم ہے اور آنے والا کبیرہ بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر301: اہل وعیال مثلاً نابالغ بچوں کو ضائع کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے لئے اتنا گناہ کافی ہے کہ وہ انہیں ضائع کردے جن کو خوراک مہیا کرتا ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......امام حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جن کی وہ پرورش کرتا ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہرنگران سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھے گا کہ کیا اس نے ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کردیا یہاں تک کہ بندے سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھے گا۔'' (۳)

﴿4﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام (یعنی حکمران) نگران ہے اور اس سے

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی صلۃ الرحم، الحدیث۱۶۹۲، ص۱۳۴۹۔

(۲)......المستدرک، کتاب الفتن والملاحم، باب کفی بالمرء أن یضیع من یعول، الحدیث۸۵۷۴، ج۵، ص۱۰۷۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، الحدیث۴۴۷۵، ج۷، ص۱۲۔

اس کے ماتحتوں (یعنی عوام) کے متعلق پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے کے بارے میں باز پرس ہوگی (الغرض!) تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (۱)

تنبیہ: گزشتہ گناہوں کی طرح اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بھی ظلم اور برائی کی قبیح قسم ہے۔

فائدہ: اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت:

یہاں اہل وعیال خصوصاً بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر ابھارنے والی چند احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں:

﴿5﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو آپ نے کسی غلام پر خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو آپ نے کسی مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو آپ نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، مگر ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جو آپ نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل دینار وہ ہے جو کوئی آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے، پھر وہ ہے جو وہ راہِ خدا میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے۔'' (۳)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا ابوقلابہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''عیال (یعنی اولاد) سے ابتدا کرو اور اس شخص سے زیادہ اجر والا کون ہے جو اپنے نابالغ بچوں پر خرچ کرتا ہے تاکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں سوال سے بچائے یا اس سے انہیں نفع دے اور انہیں غنی کر دے (یعنی محتاج نہ رہنے دے)۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، الحدیث:۸۹۳، ص۷۰۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال......الخ، الحدیث:۲۳۱۱، ص۸۳۵۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۲۳۱۰۔ (۴)......المرجع السابق۔

﴿8﴾......سیِّدِ عالم،نُورِ مجسم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''مجھے جنت اور جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے 3 افراد دکھائے گئے۔ جنت میں پہلے داخل ہونے والے پہلے 3 اشخاص یہ ہیں: (۱)......شہید (۲)......اچھی طرح اپنے رب کی عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ غلام (۳)......سوال سے بچنے والا صاحبِ اولا پاکدامن۔جہنم میں داخل ہونے والے پہلے 3 افراد یہ ہیں: (۱)......مسلَّط (یعنی غریبوں پر اپنی بالادستی قائم رکھنے والا) امیر (۲)......صاحبِ ثروت جو اپنے مال سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرتا اور (۳)......متکبر فقیر۔'' [(۱)]

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے:''بے شک تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو کچھ خرچ کرتے ہو یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس پر بھی تمہیں ثواب دیا جاتا ہے۔'' [(۲)]

﴿10﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مجسم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''تم جو کچھ اپنے آپ کو کھلاتے ہو وہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جو اپنے بچے کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔ جو بیوی کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے خادم کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے [(۳)]۔'' [(۴)]

﴿11﴾......حضور نبیِ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے خود پر اس لئے خرچ کیا تا کہ خود کو سوال سے بچائے تو یہ صدقہ ہے اور جس نے اپنے بیوی بچوں اور گھر والوں پر خرچ کیا تو یہ بھی صدقہ ہے۔'' [(۵)]

......صحیح ابن خزیمة، کتاب الزکاة ،باب ذکر ادخال مانع......الخ،الحدیث: ۲۲۴۹، ج۴،ص۸،''ثلاثة'':بدله''ثلة''۔

......صحیح البخاری، کتاب الجنائز،باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولة، الحدیث: ۱۲۹۵،ص۱۰۱۔

......حضرت سیِّدُنا امام عبد الرء وف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:''یہ تمام افعال اس وقت صدقہ ہیں جبکہ ان میں صدقے کی نیت ہو۔ کیونکہ حدیثِ صحیح میں وَھُوَیَحْتَسِبُھَا یعنی ثواب کی امید کرتے ہوئے۔ کی قید بھی آئی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''ان الفاظ (وَھُوَیَحْتَسِبُھَا) سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے کا ثواب اسی وقت ملے گا جب قربت (یعنی ثواب) کی نیت ہو خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا مباح اور اس کے مفہوم سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس نے قربت کی نیت سے خرچ نہیں کیا وہ اجر نہیں پائے گا لیکن جو خرچہ اس پر واجب تھا اس خرچ کرنے سے وہ ادا ہو جائے گا۔''

(فیض القدیر للمناوی،تحت الحدیث: ۷۸۲۴،ج۵،ص۵۴۰،ملخصًا)

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث المقدام بن معدیکرب، الحدیث: ۱۷۱۷۹،ج۶،ص۹۲۔

......المعجم الاوسط،الحدیث: ۷۳۸۹،ج۳،ص۷۲۔

﴿12﴾......رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے اور ماں باپ اور بہن بھائیوں میں سے ان لوگوں سے ابتدا کرو جو تمہاری پرورش میں ہیں اور جو قرابت داری میں زیادہ قریب ہے وہ نفقہ میں بھی زیادہ قریب ہے۔'' (۱)

﴿13﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشادفرمایا:''صدقہ کیا کرو۔''ایک شخص نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !اگر میرے پاس ایک دینار ہے۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔'' اس نے عرض کی:''اگر میرے پاس ایک اور بھی ہو تو؟''ارشادفرمایا:''اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو۔''عرض کی:''اگر ایک اور بھی ہو تو۔''ارشادفرمایا:''اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔''عرض کی:''ایک اور بھی ہو تو۔''ارشادفرمایا:''اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔''پھر عرض کی:''ایک اور بھی ہو تو۔''سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اب تم خود دیکھ لو(کہ اس کے بعد خرچ کے لئے کون سی جگہ بہتر ہے)۔'' (۲)

حصولِ رزق کے لئے نکلنے والا مجاہد ہے:

﴿14﴾......ایک شخص حضور نبی کریم، رَءُوْف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے پاس سے گزرا، صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کا چاک وچوبند ہونا دیکھا تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کاش! یہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہوتا۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اگر یہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے کمائی کرنے نکلا ہے تو مجاہد ہے اور اگر عمر رسیدہ بوڑھے والدین کے لئے روزی کی تلاش میں ہے تو بھی مجاہد ہے اور اگر خود کو سوال سے بچانے کے لئے نکلا ہے تب بھی مجاہد ہے، لیکن اگر ریاکاری اور فخر کے لئے کمائی کرنے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔'' (۳)

﴿15﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''ہر نیکی صدقہ ہے اور

......المعجم الکبیر،الحدیث۱۰۴۰۵،ج۱۰،ص۱۸۶۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ التطوع، الحدیث:۳۳۲۶،ج۵،ص۱۴۱۔

......المعجم الکبیر،الحدیث۲۸۲،ج۱۹،ص۱۲۹،بتغیرٍ قلیلٍ۔

انسان اپنے گھر والوں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے بطورِ صدقہ لکھ دیا جاتا ہے، جس مال کے ذریعے آدمی اپنی عزت بچائے وہ بھی اس کے لئے بطورِ صدقہ لکھ دیا جاتا ہے اور مومن جو کچھ خرچ کرتا ہے اگر وہ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بھروسے پر چھوڑ جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا ضامن ہے سوائے اس مال کے جو اس نے کسی عمارت کی تعمیر یا نافرمانی کے کاموں میں خرچ کیا۔''

"وِقَايَةُ الْعِرْضِ" سے مراد یہ ہے کہ کوئی باعزَّت شخص عزّت بچانے کے لئے کسی شاعر یا زبان دراز کو مال دے۔ (۱)

﴿16﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مدد مصیبت کے مطابق آتی ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے صبر آزمائش کے برابر عطا ہوتا ہے۔'' (۲)

﴿17﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے میزان میں بندے کا اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا رکھا جائے گا۔'' (۳)

﴿18﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ''تم اپنے گھر والوں پر جو بھی خرچ کرتے ہو وہ صدقہ ہے۔'' (۴)

کون سی چیز جہنم سے آڑ ہے؟

﴿19﴾......ایک عورت اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بارگاہ میں کچھ مانگنے کے لئے حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس صرف ایک کھجور تھی، آپ نے وہی اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہ کھائی۔ ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے بچیوں کے ذریعے کسی معاملے میں آزمایا گیا اور اس نے ان کا

......المستدرک، کتاب البیوع، باب کل معروف صدقة، الحدیث۲۳۵۸، ج۲، ص۳۵۸۔

......الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۹۶۲ طارق بن عمار، ج۵، ص۱۸۳، ۱۸۴۔

......المعجم الاوسط، الحدیث۶۱۳۵، ج۴، ص۳۲۹۔

......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب الفضل فی ذلک، الحدیث۹۱۸۴، ج۵، ص۳۷۶۔

اچھی طرح خیال رکھا تو یہ اس کے لئے جہنم سے روک یا پردہ بن جائیں گی۔'' [1]

﴿20﴾......اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی خدمت میں ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اسے تین کھجوریں عنایت فرمائیں۔ اس نے دونوں کو ایک ایک کھجور دی اور تیسری کھجور کھانے کے لئے اپنے منہ کی طرف بلند کی ہی تھی کہ دونوں بیٹیوں نے مانگ لی پس اس نے وہ کھجور بھی توڑ کر ان کو کھلا دی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اس بات سے بہت متأثر ہوئیں اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کے صلہ میں اس کے لئے جنت واجب کر دی یا اسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔'' [2]

﴿21﴾......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جس نے دو بچیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی مبارک اُنگلیوں کو ملا دیا۔ [3]

﴿22﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی میں اور وہ جنت میں یوں داخل ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دو مبارک اُنگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ [4]

﴿23﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں یا پرورش کرتے ہوئے اسے موت آ گئی تو میں اور وہ جنت میں ان دو اُنگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث:۲۶۲۹، ص۱۱۳۶۔
جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة......الخ، الحدیث:۱۹۱۳، ۱۹۱۵، ص۱۸۴۵۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث:۲۶۳۰، ص۱۱۳۶۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث:۲۶۳۱، ص۱۱۳۶۔

[4] ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة......الخ، الحدیث:۱۹۱۴، ص۱۸۴۵۔

شہادت والی اور اس کے ساتھ والی اُنگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ (۱)

﴾24﴿......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے تو جتنا عرصہ وہ دونوں اس کے ساتھ رہی ہوں یا وہ ان دونوں کے ساتھ رہا ہو بہر حال وہ اسے جنت میں داخل کرا دیں گی۔'' (۲)

﴾25﴿......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے یہاں تک کہ وہ جوان یا فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔'' ایک عورت نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''دو بیٹیاں ہوں پھر بھی یہی اجر ہے۔'' (۳)

﴾26﴿......دوسری روایت میں ہے کہ ''اس نے ان کی خوب نگہداشت کی اور ان کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے۔'' (۴)

﴾27﴿......اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اُنہیں ادب سکھایا اور اچھے انداز سے پرورش کی اور ان کا نکاح کر دیا تو اس کے لئے جنت ہے۔'' (۵)

﴾28﴿......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جس کی کوئی بیٹی ہو اور اس نے نہ تو اسے (زمانۂ جاہلیت کی عادت پر زندہ) دفن کیا، نہ رُلایا اور نہ ہی بیٹے کو اس پر ترجیح دی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (۶)

﴾29﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے دو بیٹیوں

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب صلة الرحم وقطعها، الحدیث:۴۴۵، ج۱، ص۳۳۶۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر......الخ، الحدیث:۲۹۳۴، ج۴، ص۲۶۱۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۲، ج۱۸، ص۵۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة علی البنات والاخوات، الحدیث:۱۹۱۶، ص۱۸۴۵۔

......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی فضل من عال یتامی، الحدیث:۵۱۴۷، ص۱۵۹۹۔

......المرجع السابق، الحدیث:۵۱۴۶۔

یا دو بہنوں یا دو قریبی رشتہ دار بچیوں پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی اُمید پر خرچ کیا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے انہیں غنی (یعنی مال دار) کر دیا یا ان کی کفایت کر دی تو وہ دونوں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔'' [1]

﴿30﴾...... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ انہیں رہائش مہیا کرے، ان پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے تو اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔'' عرض کی گئی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر دو ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ دو ہی ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں: بعض صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا خیال ہے کہ اگر کوئی کہتا: ''اگر ایک ہو۔'' تو پھر بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے: ''اگرچہ ایک ہی ہو۔'' [2]

﴿31﴾...... بزار اور طبرانی کی روایت میں اتنا زائد ہے: ''اور ان کی شادی کر دی۔'' [3]

﴿32﴾...... **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی مفلسی، بدحالی اور خوشحالی پر ہمت نہ ہارے تو ان پر رحم کرنے کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے جنت میں داخل فرمادے گا۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''دو بیٹیاں ہوں (تو بھی یہی حکم ہے)۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ایک ہو تو؟'' ارشاد فرمایا: ''ایک ہو (تو بھی یہی حکم ہے)۔'' [4]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......المسند للامام احمد حنبل، حدیث ام سلمة زوج النبی، الحدیث:۲۶۵۷۸، ج۱۰، ص۱۷۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر عن عبداللّٰہ، الحدیث:۱۴۲۵۵، ج۵، ص۲۸۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۴۷۶۰، ج۳، ص۳۳۲۔

[4] ......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب من کن له ثلاث بنات......الخ، الحدیث:۷۴۲۶، ج۵، ص۲۴۷۔

المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الأدب، باب فی العطف علی البنات، الحدیث:۷، ج۶، ص۱۰۴۔

کبیرہ نمبر302: والدین یا ان میں سے ایک کی نافرمانی کرنا خواہ وہ والدین کے والدین ہوں اگرچہ اُن کا اِس سے قریبی بھی موجود ہو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ۵، النساء:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔

اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا سے مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرے اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور جواب دینے میں ان کے ساتھ سخت کلامی نہ کرے، نہ انہیں گھور کر دیکھے اور نہ ہی ان سے اپنی آواز بلند کرے بلکہ ان کے سامنے اپنے آپ کو یوں حقیر تصور کرے جیسے آقا کے سامنے غلام ہوتا ہے۔'' اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا (۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ (۲۴) (پ۱۵، بنی اسرائیل:۲۳،۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

بعض الفاظ قرآنی کی توضیح

''وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا'' یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا اور اس سے مراد نیکی، شفقت، نرمی، محبت اور ان کی رضا کی کوشش کرنا ہے۔

''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ'' یعنی انہیں اف تک کہنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی ایذا ہے یہاں تک کہ تکلیف کی کم از کم صورت سے بھی منع فرما دیا۔ چنانچہ،

﴿1﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر لفظِ ''اُفٍّ'' سے کم تکلیف والا کوئی کلمہ ہوتا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بھی منع فرما دیتا، پس نافرمان جو بھی عمل کرے جنت میں داخل نہ ہوگا اور فرمانبردار جو چاہے کرے جہنم میں داخل نہ ہوگا۔'' (۱) (۲)

''قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا'' اس کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا کہ ان سے نرم لہجے میں بات کی جائے یعنی نرم بات جو مہربانی اور نرمی پر مشتمل ہو اور جہاں تک ممکن ہو ان کی مرضی، رجحان اور خواہش کی موافقت کا خیال رکھے خصوصاً اُن کے بڑھاپے میں کیونکہ بوڑھا شخص بچے کی طرح ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس پر کم عقلی اور خیالات کی خرابی غالب آجاتی ہے، پس وہ بری چیز کو اچھا اور اچھی چیز کو برا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جب بُڑھاپے کی حالت میں بھی تم سے ان کی نگہداشت اور انتہائی مہربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ کہ عقل کے موافق ذرائع سے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں تو اس حالت کے علاوہ میں ان کی نگہداشت کرنا بدرجہ اَولیٰ ضروری ہوگا۔

''وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ'' نرم گفتگو کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سے بات کرنے میں سراپا عاجزی بن جا یعنی اپنے آپ کو ذلیل سمجھ کر، خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے ان کے ساتھ کلام کرے اور جو کلام ان سے صادر ہو (یعنی اگر وہ برا بھلا کہیں تو) اسے برداشت کرے اور ان پر یہ ظاہر کرے کہ وہ ان سے

---

(۱)......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث ۵۱۰۱، ج۲، ص۱۹۶، ''لَنَھی عنه'' بدله ''لَحَرَّمَه''۔

(۲)......**وسوسہ:** کیا والدین کا نافرمان نیک اعمال کرنے کے سبب بھی جنت میں نہ جائے گا؟

جواب: جی ہاں واقعی جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ مقامِ اعراف پر رہے گا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں اور اعراف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا:''اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک پہاڑ ہے جسے اعراف کہتے کیونکہ وہ جنت ودوزخ سے بلند ہے اور اس پر درخت پھل نہریں اور چشمے ہیں اس پر وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے والدین کی رضا کے بغیر جہاد کیا اور شہید ہوئے تو شہادت ان کو جہنم میں جانے سے روکے ہوئے ہے اور والدین کی نافرمانی انہیں جنت میں جانے سے روکے ہوئے ہے پس یہ اعراف پر ہی رہیں گے یہاں تک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کا فیصلہ فرما دے۔

(الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ: عقوق الوالدین، ص۴۲)

نیکی کرنے اوران کے حقوق کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی سے کام لے رہا ہے جس کے سبب وہ انتہائی ذلیل وحقیر ہے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ ان کا دل مطمئن ہو جائے اور وہ اس سے دلی طور پر راضی ہو جائیں اور اسے اپنی رضامندی اور دعاؤں سے نوازیں۔

اسی وجہ سے اس کے بعد اسے حکم دیا گیا: ''وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ''یعنی ان کے لئے دعا کرے کیونکہ ان کی سابقہ خدمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں، لہٰذا اگر والدین اور اولاد میں برابری بھی فرض کر لی جائے تب بھی اولاد ان کے حق میں دعا مانگ کر انہیں بدلہ دے ورنہ دونوں (یعنی والدین اور اولاد) کے مراتب میں بہت فرق ہے۔اور برابری بھی کیسے تصور کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ وہ تمہاری تکلیف اور کمزوری کا بوجھ برداشت کرتے رہے، تمہاری تربیت میں عظیم مشقت اٹھائی، تمہاری زندگی اور سعادت کی امید رکھتے ہوئے تم پر حد درجہ احسان کرتے رہے لیکن اگر تمہیں ان کی تکالیف کا بوجھ اٹھانا پڑا تو ان کی موت کی آرزو کرنے لگو اور ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے اُکتا جاؤ اور ماں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف برداشت کرتی اور زیادہ صبر کرتی ہے مزید یہ کہ اس کی عنایت اور شفقت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ حمل، وضعِ حمل، ولادت، دودھ پلانے اور راتوں کو جاگنے کی تکلیف اٹھاتی ہے نیز گندگی اور نجاست سے آلودہ ہوتی ہے۔اپنے بچے کو صاف جگہ پر لٹاتی اور آسائش مہیا کرتی ہے۔آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے پر 3 بار اور باپ کے ساتھ نیکی کرنے پر ایک بار اُبھارا۔ چنانچہ،

ماں کی شان:

﴿2﴾......ایک شخص رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے حسن اخلاق کا زیادہ حق دار کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' تیسری بار عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ، پھر قریبی کا زیادہ حق ہے پھر جو اس کے بعد قریبی ہو۔''[1]

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث: ۵۹۷۱، ص ۵۰۶۔
سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی برالوالدین، الحدیث: ۵۱۳۹، ص ۱۵۹۹۔

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو اپنی گردن پر اٹھائے کعبہ شریف کا طواف کرر ہا تھا، اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اے عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا! آپ کیا فرماتے ہیں کہ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، یہ تو پیدائش کے وقت کے ایک جھٹکے کا بدلہ بھی نہیں، البتہ! تم نے اچھا عمل کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں کم عمل پر زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔'' (۱)

﴿4﴾......ایک شخص حضرت سیِّدُ ناابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! میری ایک بیوی ہے اور میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے؟ (اب میں کیا کروں؟)'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''ماں جنت کا درمیانی دروازہ ہے، پس اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا اس کی حفاظت کرو۔'' (۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ (پ۲۱، لقمٰن:۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

اے بھائی! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اور تمہیں اس حکمِ قرآنی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) دیکھ! اس نے کیسے ان دونوں کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ ملا دیا۔

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: 3 آیاتِ مقدسہ 3 ایسی چیزوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو 3 اشیاء کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز دوسری کے بغیر قبول نہ ہوگی۔ (۱)......''**اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ** (پ۵، النسآء:۵۹) ترجمۂ کنز الایمان: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا'' پس جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی لیکن رسول کی اطاعت نہ کی تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے گی (۲)......''**وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ** (پ۱، البقرۃ:۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو'' پس جس نے نماز پڑھی لیکن زکوٰۃ نہ دی تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے گی اور (۳)......''**اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ** (پ۲۱، لقمٰن:۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: یہ

......اخبار مکۃ للفاکھی، ذکر طواف النساء الغرباء بالبیت......الخ، الحدیث:۶۴۳، ج۱، الجزء الاول، ص۳۱۲۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الفضل فی رضا الوالدین، الحدیث:۱۹۰۰، ص۱۸۴۴۔

کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔'' پس جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکرادا کیا لیکن اپنے والدین کا شکرادا نہ کیا تو وہ بھی اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

﴿6﴾......اسی وجہ سے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا والدین کی رضا میں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔''(۱)

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے:

﴿7﴾......ایک شخص حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت میں جہاد کرنے کی اجازت لینے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوا۔آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسارفرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کی خدمت کر، یہی تیرا جہاد ہے۔''(۲)

دیکھئے! حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے والدین کی خدمت اوران کے ساتھ بھلائی کرنے کو اپنی معیت میں جہاد کرنے سے بھی افضل قرار دیا اور صحیح بخاری و مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے (سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا:) ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔''(۳)

پس غور کیجئے کہ حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے والدین کے ساتھ برائی کرنے اوران کے ساتھ نیکی اور احسان نہ کرنے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانے کے ساتھ بیان فرمایا۔ نیز اس حکم کو یہ بات مزید پختہ کرتی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ دنیا میں بھلائی کا حکم فرمایا اگرچہ وہ بیٹے کو شرک کرنے پر اُکسائیں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا

......شعب الایمان للبیھقی ،باب فی بر الوالدین، الحدیث:۷۸۳۰، ج۶، ص۱۷۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الجھادباذن الابوین، الحدیث:۳۰۰۴، ص۲۴۱۔

......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث:۵۹۷۶، ص۵۰۶۔

عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ (پ۲۱، لقمٰن:۱۵)

شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے والدین سے بھی بھلائی کا حکم ارشاد فرمایا ہے جو اپنے بیٹے کو شرک جیسی قباحت میں مبتلا ہونے کا حکم دیتے ہیں تو پھر مسلمان والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق تمہارا کیا گمان ہوگا خصوصاً جب وہ نیک وصالح ہوں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! والدین کے حقوق تو سب سے زیادہ سخت ہیں اور ان کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، نیز ان کے حقوق سے سبکدوش ہونا سب سے مشکل اور انتہائی کٹھن کام ہے، لہٰذا توفیق والا وہی ہے جسے ان حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا کی گئی اور جسے ان کی ادائیگی سے محروم کردیا گیا وہ مکمل طور پر محروم ہے۔ حدیث شریف میں اس کی اتنی زیادہ تاکید ہے جس کی کثرت وانتہا کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ،

﴿8﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار استفسار فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (ضرور بتایئے)۔'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (بھی سب سے بڑے گناہ ہیں)۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بار بار یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے: ''کاش! آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہوجائیں۔'' (۱)

﴿9﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔'' (۲)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، الحدیث:۲۶۵۴، ص۲۰۹ ۵۷۷۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس......الخ، الحدیث:۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

وَسَلَّم نے کبیرہ گناہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا (کبیرہ گناہ ہیں)۔'' (۱)

﴿11﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمرو بن حزم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کو اہلِ یمن کی طرف جو خط دے کر بھیجا تھا، اس میں ذکر فرمایا: ''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ (میں جہاد کرنے) سے بھاگنا، **والدین کی نافرمانی کرنا**، پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، جادو سکھانا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔'' (۲)

﴿12﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ سب سے بڑا گناہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! کوئی شخص اپنے والدین پر کس طرح لعنت بھیج سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے۔'' (۳)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''کسی آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو برا بھلا کہے تو وہ اس کی ماں کو برا بھلا کہے۔'' (۴)

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بچیوں کو زندہ درگور کرنا، مستحقین سے ان کا حق روکنا اور خود ناحق وصول کرنا حرام قرار دیا ہے اور

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث۵۹۷۷، ص۵۰۶۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی، الحدیث۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لایسب الرجل والدیه، الحدیث۵۹۷۳، ص۵۰۶۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث۲۶۳، ص۶۹۳۔

قیل وقال (یعنی فضول گفتگو)، کثرتِ سوال اور مال کا ضیاع (یعنی اسراف) مکروہ قرار دیا ہے۔'' (۱)

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بروزِ قیامت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ 3 (قسم کے) لوگوں پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......اپنی عطا پر احسان جتلانے والا'' اور 3 (قسم کے) لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......دیوث (۲) اور (۳)......مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔'' (۳)

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 (قسم کے) لوگوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام فرمادی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دیوث جو اپنے اہلِ خانہ میں خباثت قائم رکھتا ہے (یعنی علم ہونے کے باوجود انہیں بدکاری وفحاشی سے نہیں روکتا)۔'' (۴)

﴿17﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی لیکن احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور عادی شرابی اس کی خوشبو نہ پائے گا۔'' (۵)

﴿18﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الاستقراض و الدیون، باب ماینھی عن اضاعۃ المال، الحدیث: ۲۴۰۸، ص۱۸۸۔

(۲)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''پردے کے بارے میں سوال جواب'' صَفْحہ 65 اور 66 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں: جو لوگ باوجودِ قدرت اپنی عورتوں اور محارم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ ''دیوث'' ہیں دیوث کے بارے میں حضرت علامہ علاؤالدین حصکفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''دیوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا کسی محرم پر غیرت نہ کھائے۔'' (درمختار، ج۶، ص۱۱۳) معلوم ہوا کہ باوجودِ قدرت اپنی زوجہ، ماں بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں، شاپنگ سینٹروں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر محرم ملازموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دیوث جنت سے محروم اور جہنم کے حقدار ہیں۔

(۳)......المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ذکر ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ، الحدیث: ۷۳۱۲، ۲۵۲، ج۵، ۱، ص۲۰۳، ۲۵۳۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۱۲، ج۲، ص۴۸۲۔

(۵)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۴۰۹، الجزء الاول، ص۱۴۵۔

3(قسم کے) لوگوں کے نفل قبول کرے گا نہ فرض: (۱) والدین کا نافرمان (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) تقدیر کو جھٹلانے والا۔'' (۱)

﴿19﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ 4 (قسم کے) لوگوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ہی انہیں اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......سود کھانے والا (۳)......ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)......والدین کا نافرمان۔'' (۲)

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 گناہ ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع نہیں دیتا: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......والدین کی نافرمانی کرنا اور (۳)......جنگ سے بھاگنا۔'' (۳)

﴿21﴾......ایک شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، میں پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اس حالت پر مرا جبکہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے تو بروزِ قیامت وہ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اس طرح ہوگا۔'' اور ساتھ ہی اپنی دو مبارک اُنگلیاں سے اشارہ فرمایا۔ (۴)

﴿22﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے 10 کلمات کی وصیت کی (ان میں سے چند یہ ہیں): ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے اہل و مال کو چھوڑ دے۔'' (۵)

---

(۱)......السنۃ للامام ابن ابی عاصم، باب ما ذکر عن النبی علیہ السلام فی المکذبین......الخ، الحدیث: ۳۲۳، ص۷۳۔

(۲)......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج۲، ص۳۳۸۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۲۰، ج۲، ص۹۵۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من عقوق الوالدین، الحدیث: ۳۸۲۵، ج۳، ص۲۶۴۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۳۶، ج۸، ص۲۴۹۔

﴿23﴾......حضرت سیِّدُ نا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ہم (چند صحابہ) ایک جگہ جمع تھے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے جلد کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا، بغاوت وسرکشی سے بچو کیونکہ اس سے جلد کسی چیز کی سزا نہیں ملتی اور **والدین کی نافرمانی سے بچو** بے شک جنت کی خوشبو ہزار(1000) سال کی مسافت سے آئے گی مگر والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا اس کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ بے شک کبریائی اللّٰہ ربُّ العٰلمین ہی کے لئے ہے، جھوٹ سراسر گناہ ہے، البتہ! وہ خلاف واقع بات گناہ نہیں جس کے ذریعے تو کسی مومن کو نفع دے یا دِین سے اعتراض دور کرے اور بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہ ہوگی اس میں صرف صورتیں ہوں گی۔ پس جنّتی مرد یا عورت کو جو صورت پسند آئے گی وہ اسی میں داخل ہوجائے گا۔'' (۱)

﴿24﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ 4 (قسم کے) لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے نہ اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......سود کھانے والا (۳)......ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)......والدین کا نافرمان۔'' (۲)

﴿25﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب کا عادی، **والدین کا نافرمان** اور دے کر احسان جتلانے والا **حَظِیْرَۃُ الْقُدُس** (یعنی جنت) میں داخل نہ ہوگا۔'' (۳)

﴿26﴾...... بزار کی روایت میں **حَظِیْرَۃُ الْقُدُس** کی بجائے **جِنَانُ الْفِرْدَوْس** کے الفاظ ہیں۔ (۴)

﴿27﴾......حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شراب کا عادی، **والدین کا نافرمان** اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا جنت میں داخل

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

(۲)......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث:۲۳۰۷، ج۲، ص۳۳۸۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث:۸۵۹۲، ج۶، ص۲۲۵۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث:۳۶۰۲، ج۳، ص۲۰۲۔

نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ فرمان مجھے بظاہر سخت معلوم ہوا کیونکہ مؤمنین سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں حتی کہ میں نے قرآنِ پاک میں والدین کے نافرمان کے بارے میں یہ حکم پایا: ''**فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ** ﴿۲۲﴾ (پ۲۶،محمد:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔'' **احسان جتلانے والے کے متعلق فرمایا:** ''**لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى**'' (پ۳، البقرۃ:۲۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔'' اور **شراب کے متعلق فرمایا:** ''**اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ** (پ۷، المائدۃ:۹۰) ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام۔'' [1]

﴿28﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے 7 بندوں پر 7 آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرمائی اور ان میں سے ایک پر 3 بار لعنت بھیجی اور ہر ایک پر ایسی لعنت فرمائی کہ (بطورِ سزا) اس کے لئے یہی کافی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: (۱)......جس نے قومِ لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے۔ جس نے قومِ لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے۔ جس نے قومِ لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے (۲)......جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر جانور ذبح کیا وہ بھی ملعون ہے اور (۳)......جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ بھی ملعون ہے۔'' [2]

﴿29﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر جانور ذبح کیا اس پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو، جس نے زمین کی حدوں اور نشانیوں کو تبدیل کیا اس پر بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو اور جس نے اپنے والدین کو گالی دی اس پر بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو۔'' [3]

﴿30﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''**والدین کی نافرمانی** کے علاوہ گناہوں میں سے جس گناہ کی سزا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مؤخر کرنا چاہتا ہے تو قیامت تک مؤخر فرما دیتا ہے مگر والدین کے نافرمان کو مرنے سے پہلے دنیا ہی میں سزا دیتا ہے۔'' [4]

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۱۷۰، ج۱۱، ص۸۲۔
[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۸۴۹۷، ج۶، ص۱۹۹۔
[3] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، باب الزنا وحدہ، الحدیث:۴۴۰۰، ج۶، ص۲۹۹۔
[4] ......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب کل الذنوب یوخر اللّٰہ......الخ، الحدیث:۷۳۴۵، ج۵، ص۲۱۶۔

﴿31﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور اپنے باپ کو لے کر آؤ۔'' اتنے میں حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ''جب وہ بوڑھا شخص آئے تو اس بات کے متعلق اس سے دریافت فرمائیں جو اس نے اپنے دل میں کہی اور جسے اس کے کانوں نے بھی نہ سنا۔''

جب بوڑھا شخص حاضر ہوا تو حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''آپ کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ وہ شکایت کر رہا ہے کہ آپ اس کا مال لینا چاہتے ہیں؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس سے پوچھئے کہ کیا میں نے وہ مال اس کی پھوپھیوں، خالاؤں اور اپنے آپ پر خرچ نہیں کیا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے (لیکن) مجھے وہ بتاؤ جو تم نے اپنے دل میں کہا اور تمہارے کانوں نے بھی نہ سنا۔'' بوڑھے نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یقیناً ہمیں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت کا وافر حصہ عطا فرمائے گا، میں نے اپنے دل میں ایک ایسی بات کہی جو میرے کانوں نے بھی نہ سنی۔'' ارشاد فرمایا: ''اب تم بولو اور میں سنتا ہوں۔'' عرض کی: ''میں نے (اشعار میں) یہ کہا تھا:

غَذَوْتُكَ مَوْلُودًا وَمُنْتُكَ يَافِعًا ... تُعَلُّ بِمَا اَجْنِيْ عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ

اِذَا لَيْلَةٌ ضَاقَتْكَ بِالسَّقَمِ لَمْ اَبِتْ ... لِسَقَمِكَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

كَاَنِّيْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِيْ ... طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِيْ فَعَيْنَيَّ تَهْمِلُ

تَخَافُ الرَّدٰى نَفْسِيْ عَلَيْكَ وَاِنَّهَا ... لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِيْ ... اِلَيْهَا مَدٰى مَا فِيْكَ كُنْتُ اُوَمِّلُ

جَعَلْتَ جَزَآئِيْ غِلْظَةً وَفَظَاظَةً ... كَاَنَّكَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

فَلَيْتَكَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِيْ ... فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَلُ

تَـرَاهُ مُـعِـدًّا لِـلْـخِلَافِ كَـاَنَّـهُ بِـرَدٍّ عَـلَـى اَهْـلِ الصَّـوَابِ مُـوَكَّـلُ

ترجمہ: (۱)......میں نے بچپن میں تیری پرورش کی اور جوانی تک تجھ پر احسان کیا، جو تیری خاطر کماتا تُو اسی کے کھانے پینے میں لگاتار مشغول رہا۔

(۲)......جب رات نے بیماری میں تجھے کمزور کر دیا تو میں تیری بیماری کی وجہ سے رات بھر بے قراری کی حالت میں بیدار رہا۔

(۳)......گویا تیری جگہ میں اس مرض کا شکار تھا جس نے تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جس کے سبب میری آنکھیں تھمنے کا نام نہ لیتی تھیں۔

(۴)......میرا دل تیری ہلاکت سے ڈر رہا تھا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

(۵)......جب تو بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچا جس کی میں عرصۂ دراز سے تمنا کر رہا تھا۔

(۶)......تو تُو نے میرے احسان کا بدلہ انتہائی سختی کی صورت میں دیا گویا پھر بھی تو ہی احسان اور مہربانی کرنے والا ہے۔

(۷)......اور تو نے میرے باپ ہونے کا لحاظ تک نہ کیا بلکہ ایسا سلوک کیا جیسے پڑوسی پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

(۸)......آپ اسے (یعنی میرے بیٹے کو) ہر وقت میری مخالفت پر تیار پائیں گے گویا اسے اہلِ حق کا انکار کرنے پر ہی مقرر کیا گیا ہو۔

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: پس اسی وقت سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''[1]

﴿32﴾......تفسیر کشاف میں سُوْرَۃُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْل کے تحت یہی روایت اس طرح ہے کہ ''میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں ایک شخص نے اپنے باپ کی شکایت کی کہ وہ اس کا مال لے لیتا ہے، تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بلایا اور دیکھا تو وہ ایک بوڑھا شخص تھا جو لاٹھی کا سہارا لئے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے حقیقتِ حال دریافت فرمائی تو اس نے عرض کی: ''جب یہ کمزور تھا اور میں طاقتور تھا، یہ فقیر تھا اور میں امیر تھا تو اس وقت میں نے اپنے مال میں سے کوئی چیز اس پر نہ روکی اور اب میں ضعیف وکمزور ہوں اور یہ قوت والا ہے اور میں فقیر ہوں اور یہ مال دار ہے لیکن اپنے مال کے معاملے میں مجھ پر بخل کرتا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آبدیدہ ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ''کوئی جنگل اور بستی والی (یا خشک

[1]......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث ۹۴۷، الجزء الثانی، ص ٦٢۔

وتر) چیز ایسی نہیں جو یہ سن کر روئی نہ ہو۔'' پھر اس کے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' (۱)

﴿33﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں ایک شخص اپنے باپ کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: ''اس نے مجھ سے میرا مال لے لیا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی کمائی سے ہے۔'' (۲)

﴿34﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''میرا باپ میرا مال تلف (یعنی بے جا استعمال) کرنا چاہتا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، کیونکہ تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے پس اپنے اموال میں سے کھاؤ۔'' (۳)

﴿35﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن ابی اوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: ''ایک نوجوان جاں کنی کی حالت میں ہے، اسے کہا گیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو تو وہ نہ پڑھ سکا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھ کر چل دیئے تو ہم بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چل پڑے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نوجوان کے پاس پہنچے اور اسے فرمایا: ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو۔'' اس نے عرض کی: ''میں نہیں پڑھ سکتا۔'' دریافت فرمایا: ''کیوں نہیں پڑھ سکتے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتایا گیا: ''یہ اپنی ماں کی نافرمانی کرتا تھا۔''

حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُسے بلا لاؤ۔''

---

(۱)......الکشاف، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ ۲۴، ج ۲، ص ۶۵۹۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۳۴۵، ج ۱۲، ص ۲۷۷۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب ما للرجل من مال ولدہ، الحدیث: ۲۲۹۲، ص ۲۶۱۴۔

تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کی والدہ محترمہ کو بلایا تو وہ حاضرِ خدمت ہوگئیں، آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں زبردست آگ بھڑکاؤں اور تمہیں کہا جائے کہ اگر اس کی سفارش کروگی تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ آگ میں جلادیں گے تو کیا اس کی سفارش کروگی؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! تب تو میں سفارش کرتی ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اور مجھے اس بات کا گواہ بناؤ کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو۔'' اس نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لڑکے سے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَـہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔'' جب اس نے پڑھا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے اسے جہنم سے نجات عطا فرمائی۔''[1]

﴿36﴾...... یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ''اُس نوجوان کا نام علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا، وہ نماز، روزہ اور صدقہ جیسی عبادات کی ادائیگی میں حد درجہ کوشش کرتا، وہ بیمار ہوگیا اور اس کا مرض طول پکڑ گیا، اس نے اپنی بیوی کو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا شوہر علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ حالتِ نزع میں ہے، میں نے چاہا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کی حالت سے آگاہ کروں۔''

آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمار، حضرت سیِّدُنا بلال اور حضرت سیِّدُنا صہیب رومی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''ان کے پاس جائیں اور انہیں کلمۂ شہادت کی تلقین کریں۔'' لہٰذا وہ سب حضرت سیِّدُنا علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور انہیں حالتِ نزع میں پا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرنا شروع کردی لیکن ان کی زبان اسے ادا نہیں کر پا رہی تھی، انہوں نے سیِّد عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس صورتِ حال عرض کی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کی بوڑھی ماں ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

[1] ......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترھیب من عقوق الوالدین، الحدیث۳۸۴۲، ج۳، ص۲۶۶۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک قاصد کو یہ پیغام دے کر اُن کے پاس بھیجا: ''اگر آپ میرے پاس آ سکتی ہیں تو آ جائیں ورنہ گھر میں ہی میرا انتظار کریں یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔''

جب قاصد نے جا کر انہیں یہ بتایا تو وہ کہنے لگی: ''میری جان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! میرا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضری دوں۔'' وہ لاٹھی کے سہارے کھڑی ہوگئی اور دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اسے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اے علقمہ کی ماں! تم سچ بولو یا جھوٹ، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے وحی آ چکی ہے، آپ کے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ بہت زیادہ نماز پڑھنے والا، روزے رکھنے والا اور صدقہ دینے والا تھا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں تو اس پر ناراض ہوں۔'' پوچھا: ''کس وجہ سے؟'' عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔''

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علقمہ کی ماں کی ناراضی نے اس کی زبان کو کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے بلال! جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔'' اس عورت نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہیں کیا کریں گے۔'' ارشاد فرمایا: ''علقمہ کو آگ میں جلاؤں گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے بیٹے کو میرے سامنے آگ میں جلائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''اے علقمہ کی ماں! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر تجھے یہ پسند ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مغفرت فرما دے تو اس سے راضی ہو جا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب تک تم اپنے بیٹے سے ناراض رہو گی اس وقت تک اس کی نماز، روزہ اور صدقہ اسے نفع نہ دے گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتوں اور یہاں موجود مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہو چکی ہوں۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! اس کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ (کلمۂ طیبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے وہ بات کہہ دی ہو جو اس کے دل میں نہ ہو۔'' حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لے گئے اور حضرت علقمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو گھر کے اندر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے ہوئے سنا تو انہوں نے اندر آ کر فرمایا: ''اے لوگو! بے شک علقمہ کی زبان کو اس کی ماں کی ناراضی نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا تھا اور اس کی رضامندی نے اب اس کی زبان کو آزاد کر دیا ہے۔'' پھر اسی دِن حضرت سیِّدُنا علقمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وصال فرما گئے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور انہیں غسل دینے اور کفن پہنانے کا حکم ارشاد فرمایا، پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کی تدفین کے وقت تک موجود رہے، پھر ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے مہاجرین وانصار! جس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نہ نفل قبول فرمائے گا نہ ہی فرض مگر یہ کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنی ماں سے حسنِ سلوک کرے اور اس کی رضا چاہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ماں کی رضامندی میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی ماں کی ناراضی میں ہے۔''

ماں کے نافرمان شرابی کا انجام:

حضرت سیِّدُنا امام اصبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی وغیرہ سے منقول ہے اور یہی واقعہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے حفاظِ حدیث کے ایک اجتماع میں بیان کیا تو ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت سیِّدُنا عوام بن حوشب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک محلے میں قیام پذیر ہوا، اس کی ایک طرف قبرستان تھا، عصر کے بعد اس قبرستان میں ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص باہر نکلا جس کا سر گدھے جیسا اور جسم انسان جیسا تھا، اس نے 3 مرتبہ گدھے کی آواز نکالی، پھر اس پر قبر بند ہوگئی، نیز میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بوڑھی خاتون وہاں بال یا سوت کات رہی تھی، ایک عورت نے مجھ سے کہا: ''آپ نے اس بوڑھی خاتون کو دیکھا؟'' میں نے کہا: ''اسے کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ خاتون اس قبر والے کی ماں ہے۔'' میں نے اُس سے دریافت کیا: ''اس

شخص کا کیا ماجرا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ شراب پیتا تھا، جب ایک رات (نشے میں دُھت) گھر آیا تو اسے ماں نے کہا: ''اے میرے بیٹے! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر، اس شراب کو کب تک پیتا رہے گا؟'' تو وہ بولا: ''تُو تو بس گدھے کی طرح رینکتی ہی رہتی ہے۔'' پھر اس عورت نے بتایا: ''وہ شخص عصر کے بعد فوت ہو گیا اور اب ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے، وہ 3 مرتبہ گدھے کی طرح آواز نکالتا ہے پھر اس پر قبر بند ہو جاتی ہے۔'' (١)

﴿37﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: (١) مظلوم کی دعا (٢) مسافر کی دعا اور (٣) باپ کی اپنے بیٹے کے حق میں بددعا۔'' (٢)

﴿38﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''معراج کی رات میں نے جہنم میں کچھ لوگ دیکھے جو آگ کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے، میں نے دریافت فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے تھے۔'' (٣)

﴿39﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے اپنے والدین کو گالی دی تو آسمان سے زمین پر آنے والے بارش کے ہر قطرے کے بعد اس کی قبر میں آگ کا ایک انگارا اُترے گا۔'' (٤)

﴿40﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جب والدین کے نافرمان کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔'' (٥)

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب بندہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہلاک کرنے میں جلدی کرتا ہے تاکہ وہ اسے جلدی عذاب دے اور جب وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی

---

(١)......شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، باب الشفاعة لاهل الكبائر، الحديث: ٢١٥٥، ج٢، ص٩٧٥۔

(٢)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی دعوة الوالدین، الحدیث: ١٩٠٥، ص١٨٤٤۔

(٣)......الكبائر للذهبی، الكبيرة الثامنة، عقوق الوالدين، ص٤٨۔

(٤)......الكبائر للذهبی، الكبيرة الثامنة، عقوق الوالدين، ص٤٨۔

(٥)......الكبائر للذهبی، الكبيرة الثامنة، عقوق الوالدين، ص٤٨۔

کرنے والا ہوتو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے تا کہ اس کی نیکی اور بھلائی میں اضافہ کرے۔“ (١)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سے پوچھا گیا: ”والدین کی نافرمانی سے کیا مراد ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جب اس کا باپ یا ماں اس پر بھروسا کرتے ہوئے قسم کھالیں تو وہ اسے پورا نہ کرے، جب اسے کسی کام کا حکم دیں تو اطاعت نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔“ (٢)

﴿42﴾......حضرت سیِّدُنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ”اے موسیٰ! اپنے والدین کی خوب عزت کرو کیونکہ جو اپنے والدین کی عزت کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کر دوں گا اور اسے ایسا بیٹا عطا کروں گا جو اس کے ساتھ نیکی کرے گا اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے گا میں اس کی عمر میں کمی کر دوں گا اور اسے ایسا بیٹا دوں گا جو اس کی نافرمانی کرے گا۔“ (٣)

﴿43﴾......حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن ابی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”میں نے تورات میں پڑھا کہ جو اپنے باپ کو مارے اسے قتل کر دیا جائے۔“ (٤)

﴿44﴾......حضرت سیِّدُنا وہب بن منبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ”تورات میں ہے کہ جو اپنے والدین کو طمانچہ مارے اسے رجم کیا جائے۔“

﴿45﴾......حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنی ماں کی بات سننے کے لئے اس کے قریب ہوتا ہے تو یہ اُس سے افضل ہے جو اپنی تلوار سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، نیز ماں کی طرف (محبت بھری نظر سے) دیکھنا بھی ہر چیز سے افضل ہے۔“ (٥)

﴿46﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک مرد اور عورت حاضر ہوئے، وہ اپنے بچے کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ مرد نے کہا: ”میرا بیٹا میری پشت

(١)......حلیة الاولیاء، الرقم ٣٢٥ کعب الاحبار، الحدیث ٧٥٦٢، ج٥، ص ٤١٤۔

(٢)......جامع لمعمر بن راشد مع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب عقوق الوالدین، الحدیث ٢٠٣٠، ج١٠، ص ١٦٢۔

(٣)...... کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة الثامنة، عقوق الوالدین، ص ٤٨۔

(٤)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ٢٧٧ ابو بکر بن عبد اللّٰہ، ج٢، ص ٢١٠۔

(٥)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی برالوالدین، الحدیث ٧٨٥٨، ج٦، ص ١٨٦۔

سے ہے۔''عورت کہنے لگی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس نے (اپنی صلب میں) اسے آسانی سے اٹھائے رکھا اور جب باہر نکالا تو وہ بھی شہوت سے، جبکہ میں نے اسے (اپنے رحم میں) تکلیف سے اٹھایا، وضعِ حمل میں بھی تکلیف کا سامنا کیا اور دو سال تک اسے دودھ بھی پلایا۔''حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ماں کے حق میں اس بچے کا فیصلہ فرما دیا۔

نیکی پر اُبھارتے ہوئے اور نافرمانی اور اس کے وبال سے ڈراتے ہوئے کسی نے کتنا خوب صورت کلام فرمایا اور اس بات پر آگاہ کیا کہ والدین کی نافرمانی انسان کو مرتبۂ کمال سے نیچے گرا دیتی ہے اور ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچا دیتی ہے:

اے انتہائی اہم حقوق کو ضائع کرنے والے! اے نیکی کو نافرمانی سے بدلنے والے! اے اپنے فرائض کو بھول جانے والے! اے اپنے سامنے موجود چیزوں سے غافل! والدین کے ساتھ نیکی کرنا تم پر قرض ہے اور اس کا ادا کرنا تم پر لازم ہے جبکہ تم انتہائی نازیبا انداز میں اس سے چھٹکارے کی کوششوں میں مشغول ہو، اپنے گمان میں جنت تلاش کر رہے ہو حالانکہ وہ تو تمہاری اس ماں کے قدموں تلے ہے جس نے تمہیں نو مہینے اپنے پیٹ میں اٹھایا جو نو سال کی طرح تھے اور تمہاری پیدائش کے وقت روحوں تک کو پگھلا دینے والی تکلیف برداشت کی، تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری خاطر اپنی نیند ترک کر دی، اپنے ہاتھ سے تم سے نجاست دور کی، خوراک کے معاملے میں تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنی گود کو تمہارے لئے بچھونا بنائے رکھا، تمہیں سہارا مہیا کیا، اگر تمہیں کوئی بیماری یا شکایت لاحق ہوئی تو اسے حد درجہ افسوس ہوا، غم واندوہ طوالت اختیار کر گیا، طبیب (یعنی ڈاکٹر) کی خدمات حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کیا اور اگر اسے تمہاری زندگی اور اس کی اپنی موت کے درمیان اختیار دیا جائے تو وہ تمہاری زندگی کو ترجیح دے گی۔ کتنی ہی مرتبہ تم نے اس سے برا سلوک کیا پھر بھی اس نے تمہارے لئے ظاہری و پوشیدہ طور پر توفیق کی ہی دعا کی۔ اب جب بڑھاپے میں وہ تمہاری محتاج ہو گئی تو تم نے اسے ایک حقیر چیز سمجھ لیا، تم نے خود تو پیٹ بھر کر کھا پی لیا جبکہ وہ بھوکی پیاسی ہی رہی، تم نے احسان کرنے میں اس پر اپنے اہل وعیال کو مقدم کیا اور اس کے احسانات کو بھول گئے، تمہیں اس کی خدمت مشکل معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ آسان ہے، تمہیں اس کی عمر لمبی معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ مختصر ہے اور تم نے اسے چھوڑ دیا ہے جبکہ اس کا تمہارے سوا کوئی مددگار نہیں۔

تمہاری یہ حالت ہے حالانکہ تمہارے مالک عَزَّوَجَلَّ نے تو اس کے سامنے اُف کہنے سے بھی منع فرمایا ہے اور اس کے حقوق کے بارے میں تمہیں ڈانٹا ہے، عنقریب دنیا میں تمہیں تمہارے بیٹوں کی نافرمانی کے ساتھ سزا دی جائے گی اور آخرت میں بارگاہِ ربوبیت کے کرم سے دور فرما کر سزا دی جائے گی اور وہ تمہیں زجر وتوبیخ کرتے ہوئے ارشاد فرمائے گا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِۙ(۱۸۲) (پ ۴، اٰل عمران:۱۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

لِاُمِّكَ حَقٌّ لَوْ عَلِمْتَ كَثِیْرُ ۔۔۔ كَثِیْرُكَ یَا هٰذَا لَدَیْهِ یَسِیْرُ

فَكَمْ لَیْلَةٍ بَاتَتْ بِثِقْلِكَ تَشْتَكِیْ ۔۔۔ لَهَا مِنْ جَوَاهَا اَنَّةٌ وَّزَفِیْرُ

وَفِی الْوَضْعِ لَوْ تَدْرِیْ عَلَیْهَا مُشَقَّةٌ ۔۔۔ فَمِنْ غُصَصٍ مِّنْهَا الْفُؤَادُ یَطِیْرُ

وَكَمْ غَسَلَتْ عَنْكَ الْاَذٰی بِیَمِیْنِهَا ۔۔۔ وَمَا حِجْرُهَا اِلَّا لَدَیْكَ سَرِیْرُ

وَتَفْدِیْكَ مِمَّا تَشْتَكِیْهِ بِنَفْسِهَا ۔۔۔ وَمِنْ ثَدْیِهَا شُرْبٌ لَّدَیْكَ نَمِیْرُ

وَكَمْ مَرَّةٍ جَاعَتْ وَاَعْطَتْكَ قُوْتَهَا ۔۔۔ حُنُوًّا وَاِشْفَاقًا وَاَنْتَ صَغِیْرُ

فَآهًا لِذِیْ عَقْلٍ وَیَتْبَعُ الْهَوٰی ۔۔۔ وَآهًا لِاَعْمَی الْقَلْبِ وَهُوَ بَصِیْرُ

فَدُوْنَكَ فَارْغَبْ فِیْ عَمِیْمِ دُعَآئِهَا ۔۔۔ فَاَنْتَ لِمَا تَدْعُوْ اِلَیْهِ فَقِیْرُ

ترجمہ: (۱)......کاش! تو جان لیتا کہ تجھ پر اپنی ماں کا کتنا زیادہ حق ہے، تیرا بہت سے حقوق کو ادا کرنا اس کے ایک حق کے مقابل کم ہے۔

(۲)......کتنی ہی راتیں ایسی ہیں جو اس نے تیری بیماری کی وجہ سے جاگ کر گزاریں کہ درد والم بھی اس کے سوزشِ غم کی شکایت کرنے لگے۔

(۳)......کاش! تو جان لیتا کہ تیری پیدائش میں اس نے کتنی مشقت برداشت کی، جس کے ایک ہی جھٹکے سے دل اُڑ جاتے ہیں۔

(۴)......کتنی ہی بار اس نے اپنے ہاتھ سے تجھ سے نجاست وغلاظت دُور کی اور اس کی گود تیرے لئے بستر تھی۔

(۵)......کسی چیز کی تو اس سے شکایت کرتا تو وہ تجھ پر اپنی جان تک قربان کر دیتی اور اس کی چھاتیاں تیرے لئے صاف وشفاف مشروب تھیں۔

(۶)......تیری صغر سنی میں کتنی ہی بار وہ خود بھوکی رہی اور محبت وشفقت سے اپنا کھانا بھی تجھے عطا کر دیا۔

(۷)......افسوس ہے اس پر جو عقل رکھنے کے باوجود خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرتا ہے اور افسوس ہے اس پر بھی جو سر کی آنکھیں تو رکھتا ہے لیکن نگاہ بصیرت (یعنی دل کی آنکھوں) سے محروم ہے۔

(۸)......خبردار! اس کی خلوص سے بھرپور دعاؤں میں رغبت رکھ، کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے۔ [1]

تنبیہ:

والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے، ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا ظاہر بلکہ صریح کلام یہ ہے کہ ''(حسنِ سلوک کے سلسلے میں) کافر اور مسلمان والدین کے درمیان کوئی فرق نہیں۔'' اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ حدیثِ پاک میں تو یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں، ان میں سب سے بڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا ہے (اور بیت اللہ کی حرمت کو پامال کرنا)۔'' [2]

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں والدین کے مسلمان ہونے کی قید لگانے کی 2 وجہیں ہیں: (۱)......مسلمان والدین کی نافرمانی کافر والدین کی نافرمانی سے زیادہ بری ہے اور یہاں پر کلام ان گناہوں کے متعلق ہے جو زیادہ بڑے ہیں جیسے قتلِ مومن اور اس کے مابعد مذکور گناہ (۲)......یا اس کی وجہ یہ ہے کہ غالب کا اعتبار کرتے ہوئے مسلمان والدین کا ذکر کیا گیا جیسا کہ دوسری مثالوں میں ذکر کیا گیا۔

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے یہاں پر ایک کمزور رائے پر مبنی تفصیل ذکر کی ہے جو ابتدا میں گزر چکی ہے یعنی ''والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے لیکن اگر اس کے ساتھ گالی گلوچ بھی ہو تو بہت ہی برا ہے اور اگر اس طرح نافرمانی کرے کہ ان کے حکم اور منع کرنے کو بوجھ سمجھے، ان دونوں کے سامنے ترش روئی اختیار کرے، ان کی اطاعت

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ، عقوق الوالدین، ص۴۹، ۵۰۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

کرنے اور خاموشی سے حکم ماننے کے باوجود اُن سے اُکتا جائے تو یہ صغیرہ گناہ ہوگا اور اگر اُن کی حکم عدولی کرے اور وہ مجبور ہوکر تنگ دل ہو جائیں اور اسے اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے منع کرنا چھوڑ دیں اور اس کے سبب انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔

جس توجیہ پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دلالت کرتا ہے کہ یہ کبیرہ ہے جیسا کہ نافرمانی کے قاعدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہے اور وہ ضابطہ یہ ہے کہ اس سے دونوں کو یا کسی ایک کو ایسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے جو عرفاً آسان نہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ اس کے کبیرہ ہونے میں اذیت کا اعتبار ہو، لیکن اگر باپ بہت زیادہ احمق یا بے عقل ہو اور اپنے بیٹے کو کوئی ایسا کام کرنے کا کہے یا کسی ایسے کام سے منع کرے جس کی مخالفت عرف میں نافرمانی شمار نہیں کی جاتی تو عذر کی وجہ سے اس صورت میں مخالفت کرنے سے بیٹا فاسق نہیں ہوگا اور اگر اس نے کسی ایسی خاتون سے شادی کی جس سے اسے محبت تھی پھر باپ نے اسے طلاق دینے کا حکم دے دیا اگرچہ اس نے یہ حکم عورت کے پاک دامن نہ ہونے کی وجہ سے دیا ہو مگر بیٹے نے باپ کا حکم نہ مانا تو اس پر کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کی وضاحت مروی ہے لیکن اس میں بھی اشارہ ہے کہ باپ کا حکم مانتے ہوئے طلاق دینا افضل ہے اور درج ذیل حدیث کو بھی اسی معنٰی پر محمول کیا جائے گا کہ،

﴿47﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا تو انہوں نے انکار کر دیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے طلاق دینے کا حکم فرما دیا۔ [1]

اسی طرح باپ کے بقیہ وہ تمام احکام جن کا سبب اس کی عقل کی کمی یا رائے کی کمزوری ہو کہ اگر ایسے احکام صاحبِ عقل لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں تو وہ انہیں ایسے امور میں شمار کریں جن میں سستی ہوسکتی ہے اور وہ یہی خیال کریں کہ ان کی مخالفت کرنے سے اذیت نہیں ہوتی۔ اس تعریف کی وضاحت سے یہی نتیجہ اخذ ہوا۔ پھر میں نے **شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی** کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے فتاویٰ جات میں اس مقام پر طویل گفتگو فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ میری بیان کردہ بحث کی مخالفت کرتا ہے اور ان کی عبارت یہ ہے کہ ''وہ مسئلہ کہ جس

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث۵۱۳۸، ص۱۵۹۹، مفهومًا۔

میں عوام الناس مبتلا ہیں اوراس کی ضرورت ہے کہ اس پر مفصل بحث کی جائے ، نیز اس کی جزئیات بھی ذکر کی جائیں تا کہ اس کے ضمن میں اصل مقصود حاصل ہو سکے اور وہ نافرمانی کی تعریف کے اس ضابطے کے متعلق سوال ہے جس سے والدین کی نافرمانی معلوم ہوتی ہے اور مثال کے بغیر کسی چیز کو عرف پر محمول کرنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر لوگوں کی اغراض انہیں ایسے کاموں پر ابھارتی ہیں جو عرف میں ہوتے ہی نہیں ، خصوصاً جب ان کا مقصد کسی شخص کی خامی نکالنا یا اسے تکلیف دینا ہو، تو وہاں ایسی مثال دینے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسی طریقہ کار پر ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا اپنے باپ پر کوئی شرعی حق ہو اور وہ اسے حاکم کے سامنے پیش کرے تا کہ اس سے اپنا حق حاصل کر سکے، اب اگر باپ کو قید کر دیا گیا تو کیا یہ نافرمانی کہلائے گی یا نہیں؟''

اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:'' اس مقام پر بعض اکابر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ارشاد فرمایا ہے کہ'' یہ ایسا مسئلہ ہے جس کا فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔''

نافرمانی کے متعلق قاعدہ کلیہ:

(حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:) **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے ایک ایسے قاعدہ کلیہ کی طرف رہنمائی فرمائی اُس کے فضل سے مجھے اُمیدِ واثق ہے کہ یہ بہترین قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ ہے'' **والدین میں سے کسی کی نافرمانی** سے مراد یہ ہے کہ،

(۱)...... بیٹا اپنے والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دے کہ اگر وہ ان کے علاوہ کسی اور کو یہی تکلیف دیتا تو اس کا ایسا کرنا حرام تو ہوتا مگر صغیرہ گناہ ہوتا، لیکن جب یہی تکلیف (جو دوسروں کے حق میں صغیرہ ہے) وہ والدین میں سے کسی کو دے گا تو کبیرہ گناہ بن جائے گا۔

(۲)...... بیٹا ان کے کسی ایسے حکم کو ماننے سے انکار کر دے یا کسی ایسے کام سے منع کرنے پر ان کی مخالفت کرے جس میں اس کی اپنی جان جانے یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو بشرطیکہ ایسا حکم دینے میں باپ پر الزام عائد نہ کیا جا سکتا ہو۔

(۳)...... بیٹا کسی ایسے سفر پر جانے میں باپ کی مخالفت کرے جو باپ پر شاق ہو اور بیٹے پر بھی فرض نہ ہو۔

(۴)...... اتنا لمبا عرصہ غائب رہنے میں باپ کے حکم کی مخالفت کرے جس میں نفع بخش علم یا کمائی نہ ہو۔

(۵)...... یا اس سفر میں اس کی عزت کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

مندرجہ بالا 5 نکات کی وضاحت:

پہلے نکتہ کی وضاحت:

(۱)...... ہمارا قول یہ ہے کہ ''اگر بیٹے نے اپنے والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دی کہ اگر وہ ان کے علاوہ کسی اور کو یہی تکلیف دیتا تو اس کا ایسا کرنا حرام ہوتا۔'' اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے والدین کے علاوہ کسی کو اتنا برا بھلا کہا یا مارا کہ یہ کبیرہ کی حد تک نہ پہنچا مگر جب مذکورہ حرام کام اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ کیا تو کبیرہ ہو جائے گا۔

(۲)...... ہمارے بیان کردہ اصول سے یہ صورت خارج ہے کہ اگر اس نے اپنے والدین کے مال میں سے ایک درہم یا کوئی معمولی سی چیز لی تو یہ کبیرہ گناہ نہ ہوگا اگرچہ والدین کے علاوہ کسی کے مال سے ناجائز طریقے سے یہی اشیاء لیں تو حرام ہوگا کیونکہ والدین کے دل میں شفقت اور محبت ہوتی ہے لہٰذا انہیں ایسے فعل سے تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اس نے بہت سا مال لیا اور جس کا مال لیا وہ والدین کے علاوہ کوئی دوسرا شخص تھا اور اس کا مالِ کثیر لینا اس کے لئے تکلیف کا باعث ہے تو جس طرح ہر اجنبی کے حق میں اس کا مالِ کثیر لینا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح والدین کے حق میں بھی کبیرہ ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ جو کام والدین کے علاوہ کے حق میں صغیرہ اور حرام ہو وہ والدین کے حق میں کبیرہ ہوگا تو جو دوسروں کے حق میں کبیرہ ہے وہ والدین کے حق میں بھی لازماً کبیرہ ہوگا۔

(۳)...... ہمارے بیان کردہ اصول سے یہ صورت بھی خارج ہے کہ اگر بیٹے نے اپنے باپ سے قرض کا مطالبہ کیا جو باپ پر اُس کا حق تھا، لہٰذا جب اس نے مطالبہ کیا یا (عدم وصولی کی صورت میں) اپنا حق لینے کے لئے اس معاملے کو حاکم کے سامنے پیش کیا تو یہ نافرمانی شمار نہ ہوگی کیونکہ اگر وہ یہی سلوک کسی اجنبی سے کرتا تو حرام نہ ہوتا، بلکہ نافرمانی تو اس صورت میں ہوگی کہ والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دے کہ اگر وہ اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کو دیتا تو وہ تکلیف حرام ہوتی اور یہاں یہ چیز موجود ہی نہیں۔ پس اس کو سمجھ۔ بلاشبہ یہ ایک نفیس بحث ہے۔

(۴)...... باقی رہا قید کا معاملہ تو اگر حاکم نے باپ کو قید کر دیا تو کیا یہ نافرمانی کہلائے گی یا نہیں؟ تو اس میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے دو گروہ ہیں، کچھ تو باپ کے قید کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ کچھ عدمِ جواز کے قائل ہیں۔ اب

جب یہ صورت حاکم کے سامنے آئی اور اس کا نظریہ بیٹے کے مطالبے کی وجہ سے باپ کو قید نہ کرنے کا تھا تو وہ بیٹے کی بات نہ سنے گا اور مطالبہ کرنے والا بیٹا اگر (حق کے مطالبے کی وجہ سے باپ کو قید کرنے کے) جواز کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ بھی نافرمان نہ کہلائے گا۔لیکن اگر اس کے برعکس ہو یعنی بیٹے کا نظریہ تو عدمِ جواز کا ہو اور اس کے باوجود وہ حاکم کے پاس مقدمہ دائر کر دے (اور حاکم اس کے باپ کو جوازِ قید کا نظریہ رکھنے کی وجہ سے قید کر دے تو) یہ ایسے ہی ناجائز ہوگا جیسے حاکم سے کسی ایسے دوسرے شخص کو قید کرنے کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے جو کہ تنگ دستی وغیرہ میں مبتلا ہو۔پس جب بیٹے کا نظریہ عدم جواز کا ہو تو اس کا باپ کو قید کروا دینا نافرمانی کہلائے گی کیونکہ اگر وہ یہی معاملہ ناجائز طور پر کسی دوسرے فرد کے ساتھ کرتا تو حرام ہوتا۔

(۵)......البتہ!صرف جائز شکوہ کرنا اور جائز مطالبہ کرنا نافرمانی نہیں، بلکہ کئی صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے صاحبزادوں نے ان کی موجودگی میں خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں یہ شکایت کی کہ اُن کا باپ اُن کا مال بے جا استعمال کرتا ہے، لیکن آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو نافرمانی قرار نہ دیا اور نہ ہی مذکورہ شکوہ کی وجہ سے بیٹے کو ملامت کی۔

(۶)......جب بیٹے نے اپنے والدین میں سے کسی کو جھڑکا تو اس کا ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہوگا بشرطیکہ اگر وہ یہی برتاؤ ان کے علاوہ کسی دوسرے سے کرتا تو حرام ہوتا، لیکن اگر کسی دوسرے سے یہ برتاؤ حرام نہ ہو مثلاً کسی کو اُف کہنا وغیرہ تو یہ والدین کے حق میں صغیرہ ہوگا اور اس سے وہ ممانعت لازم نہیں آتی جو قرآنِ کریم میں والدین سے ایسا برتاؤ کرنے کے متعلق آئی ہے، بلکہ ان دونوں صورتوں کا کبیرہ ہونا اسی وقت لازم آئے گا جب مذکورہ حالت پائی جائے گی۔

دوسرے نکتہ کی وضاحت:

ہمارا قول یہ ہے کہ ''بیٹا ان کے کسی ایسے حکم کو ماننے سے انکار کر دے یا کسی ایسے کام سے منع کرنے پر ان کی مخالفت کرے جس میں اس کی اپنی جان جانے کا خدشہ ہو......الخ۔'' اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ جہاد وغیرہ کے لئے کوئی خطرناک سفر کرے جس میں اس کی جان جانے یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف ہو کیونکہ اس پر والدین یا

دونوں میں سے ایک کو بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ چنانچہ،

﴿48﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ اقدس میں جہاد کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''ان کی خدمت کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔'' (1)

﴿49﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ہجرت اور جہاد پر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کرتا ہوں تاکہ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر پاؤں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر چاہتا ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور ان کا اچھی طرح خیال رکھ۔'' (2)

﴿50﴾......ایک روایت میں ہے: ''میں ہجرت پر رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کرنے آیا ہوں جبکہ اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پس ان کے پاس واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح ہنسا جس طرح رُلایا ہے۔'' (3)

﴿51﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ یمن کا ایک شخص ہجرت کر کے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے ہجرت کر لی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میرے ماں باپ ہیں۔'' پھر دریافت فرمایا: ''کیا تو نے ان سے اجازت لی ہے؟''

---

(1) ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابها، الحدیث:۳۱۵، ج۱، ص۲۶۸۔

(2) ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بر الوالدین وایهما احق به، الحدیث:۶۵۰۴، ص۱۱۲۴۔

(3) ......سنن النسائی، کتاب البیعة، باب البیعة علی الهجرة، الحدیث:۴۱۶۸، ص۲۳۶۰۔

اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور جا کر ان سے اجازت لو، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''[1]

ہمارا قول یہ ہے کہ ''بشرطیکہ ایسا حکم دینے میں باپ پر الزام عائد نہ کیا جا سکتا ہو۔'' اس سے یہ صورت بھی خارج ہو گئی کہ اگر باپ کافر ہو تو بیٹے کو جہاد وغیرہ پر جانے کے لئے باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں، نیز ہم نے جو باپ کی اجازت کا اعتبار کیا اس میں اس کے آزاد یا غلام ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

تیسرے نکتہ کی وضاحت:

ہمارا قول یہ ہے کہ ''وہ کسی ایسے سفر پر جانے میں باپ کی مخالفت کرے جو باپ پر شاق ہو۔'' تو اس سے ہماری مراد نفلی حج کے لئے سفر کرنا ہے، اس اعتبار سے کہ اس میں مشقت ہوتی ہے، فرض حج اس سے خارج ہے۔ جب اس سفر میں سلامتی کے غلبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے سمندری سفر بھی شامل ہو تو ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے اجازت لینا ضروری نہیں اور اگر اجازت ضروری قرار دی جائے تو بھی سمجھ سے بعید نہیں کیونکہ بیٹے کے بحری سفر سے باپ کو خوف ہو سکتا ہے اگرچہ سلامتی غالب ہو۔

چوتھے نکتہ کی وضاحت:

رہا بیٹے کا فرضِ عین یا فرض کفایہ علوم کی خاطر سفر کرنا تو اس سے باپ نہیں روک سکتا اگرچہ اسی شہر میں علم سیکھنا ممکن ہو بخلاف اس کے جس نے اپنے شہر میں علم کا حصول مشکل ہونے کی شرط لگائی۔ اس لئے کہ کبھی کبھار سفر میں (دیگر پریشانیوں سے) دل کی فراغت یا استاذ کے ارشاد وغیرہ کی توقُّع ہوتی ہے، اگر ان میں سے کسی چیز کی توقع نہ ہو تو اجازت لینے کا محتاج ہوگا اور جب بیٹے پر باپ کا نفقہ واجب ہو اور سفر کی وجہ سے واجب کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو باپ بیٹے کو سفر سے منع کر سکتا ہے جیسا کہ وہ مدیون (یعنی مقروض) جس پر دَیۡنِ حَالِّی (یعنی فی الفور ادائیگی والا قرض) لازم ہو تو قرض خواہ اس کو سفر اور ہر اس معاملے سے روک سکتا ہے جس میں مدیون پر لازم حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو مگر دَیۡن مُؤَجَّل (یعنی جس کی ادائیگی فی الفور لازم نہ ہو اس) میں مذکورہ حکم نہیں۔

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی الرجل یغزو وابواہ کارھان، الحدیث:۲۵۳۰، ص۱۴۱۱۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر و الاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث:۴۲۲، ج۱، ص۳۲۵۔

پانچویں نکتہ کی وضاحت:

(۱)......اگر سفر میں بیٹے کی عزت ضائع ہونے کا خطرہ ہو مثلاً وہ اَمْرَد ہو اور اس کے سفر سے تہمت کا اندیشہ ہو تو وہ اسے اس سے منع کر سکتا ہے اور عورتوں کو روکنا بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے۔

(۲)......بیٹے کا باپ کی کسی ایسی بات کو نہ ماننا کہ جس میں اس کو بالکل نقصان نہ ہو تو یہ بیٹے کے لئے محض نصیحت ہوگی، اگر اس نے خلاف ورزی کی تو نافرمان نہیں کہلائے گا اور اس میں بدرجۂ اولیٰ باپ کے حکم کی مخالفت نہ ہوگی۔ (یہاں پر فتاویٰ بلقینی کی عبارت ختم ہوئی)

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے، والدین کی نافرمانی کو والدین کے علاوہ کے گناہِ صغیرہ اور فعلِ حرام کے ساتھ خاص کرنے میں توقف ہے۔ بلکہ اس اصول پر انحصار ہونا چاہئے جو میں نے گزشتہ ذکر کیا کہ ''اگر اس نے باپ کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے اسے ایسی اذیت پہنچی جو عرفاً آسان نہ ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہوگا اگرچہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ کرنا حرام نہ بھی ہو۔'' مثلاً باپ بیٹے سے ملنے آئے تو اس کے ماتھے پر شکنیں آ جائیں۔ یا وہ چند لوگوں کے گروہ میں بیٹے کے پاس آئے اور وہ اس کے احترام میں نہ تو کھڑا ہو اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دے اور اسی طرح کا سلوک کرنا کہ جس کو صاحبِ عقل اور صاحبِ مروّت لوگ بہت بڑی ایذا کا باعث سمجھتے ہوں۔

عنقریب قطع رحمی کے باب میں ایسی روایات اور ابحاث مذکور ہوں گی جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

فائدہ: اب والدین کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے، ان کی اطاعت کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے نیز ان کے بعد ان کے دوستوں سے نیک سلوک کرنے کے بارے میں دوسری احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں:

﴿52﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا: ''کون سا عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے دوبارہ عرض کی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا؟''

ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (۱)

﴿53﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹا اپنے باپ کو بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ وہ اسے غلام پائے تو خرید کر آزاد کر دے۔'' (۲)

﴿54﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں ہجرت اور جہاد پر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کرتا ہوں تاکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر پاؤں۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر چاہتے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (۳)

﴿55﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں جہاد کا شوق رکھتا ہوں لیکن اس پر قدرت نہیں رکھتا۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میری ماں ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ماں کی خیر مانگا کرو، جب تم ایسا کرو گے تو حج وعمرہ کرنے والے شمار ہوگے۔'' (۴)

﴿56﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہاری ماں زندہ ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ماں کے پاؤں مضبوطی سے تھام لے (تیری) جنت وہیں ہے۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالی افضل الاعمال، الحدیث: ۲۵۴، ۲۵۲، ص ۶۹۳۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث ۵۱۳۷، ص ۱۵۹۹۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بر الوالدین وایھما احق بہ، الحدیث: ۶۵۰۴، ص ۱۱۲۴۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس من مالک، الحدیث ۲۷۵۲، ج ۳، ص ۶، ''فاسال اللّٰہ'' بدلہ ''قابل اللّٰہ''۔

(۵)......المعجم الکبیر، الحدیث ۸۱۶۲، ج ۸، ص ۳۱۱۔

﴿57﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''وہ دونوں تیری جنت ودوزخ ہیں۔'' (۱)

﴿58﴾......تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میں راہِ خدا میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اورآپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔''آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا:''کیا تیری ماں ہے؟''اس نے عرض کی:''جی ہاں۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس کی خدمت کر کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' (۲)

﴿59﴾......ایک روایت میں ہے،(حضورصلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا:)''کیا تیرے والدین ہیں؟''اس نے عرض کی:''جی ہاں۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ان کی خدمت کر کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔'' (۳)

﴿60﴾......مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کی: ''میری ایک بیوی ہے،میری ماں کہتی ہے کہ اسے طلاق دے دے۔''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے،اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کردے یا اس کی حفاظت کر۔''حضرت سیِّدُنا امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:''(اس روایت کے راوی) حضرت سیِّدُنا سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی تو یہ فرماتے کہ میری ماں مجھے حکم دیتی ہے اور کبھی فرماتے کہ میرا باپ مجھے حکم دیتا ہے۔'' (۴)

......سنن ابن ماجه،ابواب الادب ،باب بر الوالدین ،الحدیث:۳۶۶۲،ص۲۶۹۶۔

......سنن النسائی،کتاب الجهاد ،باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة،الحدیث:۳۱۰۱،ص۲۲۸۷۔

......المعجم الکبیر،الحدیث:۲۲۰۲،ج۲، ص۲۸۹۔

......جامع الترمذی،ابواب البر والصلة،باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین ،الحدیث:۱۹۰۰،ص۱۸۴۴۔

﴿61﴾......ابن حبان میں یہ روایت یوں ہے: حضرت سیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اورعرض کی: ''میرے والد مسلسل مجھے کہتے رہے (کہ نکاح کرلے) یہاں تک کہ انہوں نے میرا نکاح کر دیا اور اب مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتے ہے (اب میں کیا کروں)۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں تمہیں نہ تو یہ کہوں گا کہ والدین کی نافرمانی کرو اور نہ ہی یہ کہوں گا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، البتہ! اگر چاہو تو میں تمہیں وہ حدیثِ پاک سناتا ہوں جو میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی: ''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کردو یا (چاہو تو) اس کی حفاظت کرو۔'' (راوی کہتے ہیں:) حضرت سیِّدُ نا عطاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ''پھر اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔'' (۱)

﴿62﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''میری ایک بیوی تھی جسے میں پسند کرتا تھا جبکہ میرے والدِمحترم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے ناپسند فرماتے تھے، لہٰذا انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو۔'' میں نے انکار کردیا تو والدِمحترم نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا تو تاجدارِ دوعالم، نورِمجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''اسے طلاق دے دو۔'' (۲)

عمر میں اضافہ کا نسخۂ کیمیا:

﴿63﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے رزق میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرے۔'' (۳)

﴿64﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے والدین سے نیک سلوک کرے اس کے لئے خوشخبری ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی عمر میں اضافہ فرمادے گا۔'' (۴)

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث:۴۲۵، ج۱، ص۳۲۶۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی الرجل یسالہ ابوہ الخ، الحدیث۱۱۸۹، ص۱۷۶۹۔

(۳)......المسند للامام احمدبن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:۱۳۸۱۲، ج۴، ص۵۳۰۔

(۴)......الادب المفرد للبخاری، باب من بروالدیہ زاداللّٰہ فی عمرہ، الحدیث۲۲، ص۱۶۔

﴿65﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہوتا ہے، دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔'' (۱)

﴿66﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دُعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے۔'' (۲)

﴿67﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کی عورتوں سے درگزر کرو تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا، اپنے والدین سے نیک سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا (مسلمان) بھائی کوئی عذر لے کر آئے تو وہ اس کا عذر قبول کر لے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا، اگر اس نے ایسا نہ کیا تو حوضِ کوثر پر نہیں آئے گا۔'' (۳)

﴿68﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے والدین سے نیک سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، (لوگوں کی عورتوں سے) درگزر کرو تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا۔'' (۴)

﴿69﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ شخص کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا یا ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔'' (۵)

﴿70﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دفعہ منبر شریف پر چڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اٰمین! اٰمین! اٰمین!'' پھر ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی:

---

1 ......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ۴۰۲۲، ص ۲۷۱۹، بتقدمٍ و تاخرٍ۔

2 ......جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء لایرد القدر الا الدعاء، الحديث: ۲۱۳۹، ص ۱۸۶۶۔

3 ......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب بروا اباء کم تبرکم ابناؤکم، الحديث: ۷۳۴۰، ج ۵، ص ۲۱۳۔

4 ......المعجم الاوسط، الحديث: ۱۰۰۲، ج ۱، ص ۲۸۵۔

5 ......صحیح مسلم، کتاب البر الصلة، باب رغم من ادرک ابويه......الخ، الحديث: ۶۵۱۰، ص ۱۱۲۵۔

یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو پایا پھر ان دونوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش نہ آیا اور مرکر جہنم میں داخل ہوگیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمائیے۔ تو میں نے کہا: اٰمین۔ پھر کہا: اے محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور مرگیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اور اسے جہنم میں داخل کر دیا گیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمائیے۔ تو میں نے کہا: اٰمین۔ پھر کہا: اے محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس کے پاس آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھا اور مرکر جہنم میں داخل ہوگیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمائیے۔ پس میں نے کہا: اٰمین۔''[1]

﴿71﴾...... مذکورہ روایت ان الفاظ میں بھی مروی ہے کہ ''جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور مرکر جہنم میں داخل ہوا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمائیے۔ تو میں نے کہا: اٰمین۔''[2]

﴿72﴾...... مستدرک میں اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں، سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا لیکن ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دور ہو۔ تو میں نے کہا: اٰمین۔''[3]

﴿73﴾...... ایک روایت میں ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے دعا کی:) جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور جہنم میں داخل ہوگیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ تو میں نے کہا: اٰمین۔''[4]

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۲۰۲۲، ج۲، ص۲۴۳، دون قولہ "ثم لم یبرھما"۔
[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الادعیۃ، الحدیث۹۰۴، ج۲، ص۱۳۱۔
[3] ......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللّٰہ العاق لوالدیہ......الخ، الحدیث۷۳۳۸، ج۵، ص۲۱۳۔
[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۲۵۵۱، ج۱۲، ص۶۲۔

﴿74﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کوئی مسلمان غلام آزاد کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے فدیہ ہوگا اور جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔'' (۱)

﴿75﴾......(حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی:) ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''پھر کون؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' تیسری بار عرض کی: ''پھر کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' چوتھی بار عرض: ''پھر کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ۔'' (۲)

مشرک والدین سے صلہ رحمی کا حکم:

﴿76﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں میرے پاس میری والدہ آئی جبکہ وہ مشرکہ تھی، میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''میری ماں میرے پاس آئی ہے حالانکہ وہ مسلمان نہیں تو کیا پھر بھی میں اس سے صلہ رحمی کروں؟'' ارشاد فرمایا: ''اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔'' (۳)

رضائے الٰہی والدین کی رضا میں ہے:

﴿77﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا باپ کی رضا میں، یا فرمایا: والدین کی رضا میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں، یا فرمایا: والدین کی

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث مالک بن عمرو القشیری، الحدیث: ۱۹۰۵۲، ج۷، ص۲۸۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث: ۵۹۷۱، ص۵۰۶۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الھبة، باب الھدیة للمشرکین، الحدیث: ۲۶۲۰، ص۲۰۶۔

صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة......الخ، الحدیث: ۲۳۲۵، ص۸۳۶۔

ناراضی میں ہے۔''(۱)

﴿78﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت باپ کی اطاعت میں، یا فرمایا: والدین کی اطاعت میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی باپ کی نافرمانی میں ہے۔''(۲)

﴿79﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والدین کی رضا میں اور اس کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔''(۳)

خالہ سے حسنِ سلوک کا حکم:

﴿80﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا:''کیا تمہاری ماں ہے؟'' عرض کی:''نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوبارہ دریافت فرمایا:''کیا تمہاری خالہ ہے؟'' اس نے عرض کی:''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا:''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''(۴)

بعدِ وصال والدین سے حسنِ سلوک کا طریقہ:

﴿81﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت بابرکت میں بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں سے کوئی ایسی نیکی باقی ہے جو ان کی موت کے بعد بھی میں ان کے ساتھ کرسکتا ہوں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جی ہاں! ان کے لئے دعا واستغفار کرنا، ان کے مرنے کے بعد ان کے (کئے ہوئے) وعدے پورے کرنا، ان لوگوں

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث:۴۳۰، ج۱، ص۳۲۸۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی برالوالدین، الحدیث:۷۸۳۰، ج۶، ص۱۷۷۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث۲۲۵۵، ج۱، ص۶۱۴، دون قولہ: الوالدین۔

(۳)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث۲۳۹۴، ج۶، ص۳۷۶، بتغیرٍ۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب فی برالخالۃ، الحدیث۱۹۰۴، ص۱۸۴۴۔

کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن سے ان (یعنی والدین) کی وجہ سے رشتے قائم ہوئے اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔"[1]

﴿82﴾......صحیح ابن حبان میں یہ الفاظ زائد ہیں: "اُس شخص نے عرض کی: "یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ سب کتنا زیادہ اور کتنا عمدہ ہے؟" تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اسی پر عمل کرو۔"[2]

باپ کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم:

﴿83﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو ایک دیہاتی شخص مکہ کے راستے میں ملا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے سلام کیا اور اپنے گدھے پر سوار کرلیا نیز اسے اپنا وہ عمامہ شریف بھی عنایت فرمایا جو آپ کے سر پر تھا۔ حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی: "اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر بھلائی فرمائے، یہ دیہاتی لوگ تو تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہوجاتے ہیں۔" تو حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ارشاد فرمایا: اس کا باپ (میرے والدِ محترم) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت محبت کرتا تھا اور میں نے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ "سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔"[3]

﴿84﴾......حضرت سیِّدُ ناابوبردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "جب میں مدینہ شریف آیا تو حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: "کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟" میں نے عرض کی: "نہیں۔" تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ "جو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ سے قبر میں صلہ رحمی کرے تو اسے چاہئے کہ باپ کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے۔" اور میرے اور تمہارے والد کے درمیان بھائی چارہ اور محبت تھی، لہٰذا میں نے پسند کیا کہ اسے قائم رکھوں۔[4]

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث: ۵۱۴۲، ص۱۵۹۹۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۱۹، ج۱، ص۳۲۴۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل صلة اصدقاء الاب والام، الحدیث: ۶۵۱۳، ص۱۱۲۵۔

[4] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۳۳، ج۱، ص۳۲۹۔

نیک اعمال دُعا کی قبولیت کا ذریعہ ہیں:

﴿85﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سابقہ کسی امت کے 3 فرد اپنے اہلِ خانہ کے لئے رزق کی تلاش میں کہیں جا رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا یہاں تک کہ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی، اچانک غار کے دہانے پر ایک چٹان نے گر کر راستہ بند کر دیا، تو وہ کہنے لگے: اس چٹان سے نجات اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ ہم اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دعا کریں۔'' (1)

﴿86﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''اُن نیک اعمال کو یاد کرو جو خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کئے تھے اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ان کے وسیلے سے دعا کرو ہوسکتا ہے وہ اس مصیبت کو ٹال دے۔'' (2)

﴿87﴾......ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: باہر نکلنے کے آثار ختم ہوگئے، غار کے منہ پر پتھر گر گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا تمہارا ٹھکانہ کوئی نہیں جانتا، لہٰذا اسی کی بارگاہ میں اپنے خالص اعمال کے وسیلے سے دعا کرو، پس ان میں سے ایک بولا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے والدین عمر رسیدہ اور بوڑھے تھے، میں شام کو ان سے پہلے اپنے بال بچوں کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن سبزے کی تلاش نے مجھے دور پہنچا دیا اور میری واپسی تک وہ سو چکے تھے، میں نے دودھ دوہا اور والدین کو سوتا پا کر مناسب نہ سمجھا کہ ان سے پہلے اپنے گھر والوں یا مال (یعنی جانوروں) کو کچھ پلاؤں، لہٰذا میں پیالہ ہاتھ میں لئے صبح تک ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا (صبح جب وہ بیدار ہوئے) تو انہوں نے اٹھ کر دودھ پیا، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما جس میں ہم مبتلا ہیں۔'' پس وہ چٹان تھوڑی سی سَرَک گئی لیکن وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔'' (3)

---

(1)......الممسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۴۵۷، ج۴، ص۲۸۶۔
صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصۃ اصحاب الغار، الحدیث: ۶۹۴۹، ۶۹۵۰، ص۱۱۵۳۔
صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ......الخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ص۱۷۶۔
(2)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، الحدیث: ۵۹۷۴، ص۵۰۶۔
(3)......صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ......الخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ص۱۷۶۔
المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۴۵۷، ج۴، ص۲۸۶۔

﴿88﴾......ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب واپس آتا تو دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلاتا، ایک روز جنگل میں دور جا نکلا شام کو دیر سے واپس لوٹا وہ اس وقت تک سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور برتن میں لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا لیکن مجھے یہ بھی ناپسند تھا کہ انہیں نیند سے بیدار کروں اور یہ بھی پسند نہ تھا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں جبکہ بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے۔ طلوعِ فجر تک میرا اور میرے والدین کا یہی معاملہ رہا۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ عمل محض تیری رضا کے لئے کیا تو ہمارے لئے کچھ کشادگی فرما دے تا کہ ہم اس غار سے آسمان دیکھ سکیں۔'' چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے غار کا دہانہ کشادہ کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس سے آسمان دیکھ لیا اور دوسرے شخص نے اپنے چچا کی بیٹی سے زنا سے بچنے کا ذکر کیا جبکہ تیسرے نے اپنے مزدور کے مال کی پرورش کا تذکرہ کیا، لہٰذا وہ چٹان مکمل طور پر ان کے سامنے سے ہٹ گئی اور وہ باہر نکل کر چل دیئے۔'' [1]

{......مدنی قافلوں اورفکرمدینہ کی برکتیں......}

''**دعوتِ اسلامی**'' کے سنتوں کی تربیت کے ''**مدنی قافلوں**'' میں سفر اور روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذریعے ''**مدنی انعامات**'' کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے ''**پابندِ سنت**'' بننے، ''**گناہوں سے نفرت**'' کرنے اور ''**ایمان کی حفاظت**'' کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اجابة دعاء من بر والدیه، الحدیث۵۹۷۴، ص۵۰۶، مفھومًا۔

کبیرہ نمبر303: قطع رحمی کرنا (یعنی رشتوں ناطوں سے تعلق توڑنا)

قطع رحمی کی مذمت میں آیاتِ قرآنیہ:

قطع رحمی کی مذمت میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝۱ (پ۴، النساء:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللّٰہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یعنی رشتوں کو توڑنے سے بچو اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ۝۲۲ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ۝۲۳ (پ۲۶، محمد:۲۲، ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللّٰہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

﴿۳﴾ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷ (پ۱، البقرۃ:۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو اللّٰہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔

﴿۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝۲۵ (پ۱۳، الرعد:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللّٰہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللّٰہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصّہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر۔

قطع رحمی کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جب مخلوق کو پیدا فرما چکا تو رحم (یعنی رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''(اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ!) یہ (میرا) کھڑا ہونا تجھ سے قطع رحمی سے پناہ مانگنے کا سبب ہے۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد

فرمایا: ''کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا میں اس سے جوڑوں گا اور جو تجھ سے توڑے گا میں اس سے توڑوں گا؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں! کیوں نہیں، میں راضی ہوں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تیرے لئے ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مقدسہ پڑھ لو:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ (پ۲۶، محمد:۲۲،۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔(۱)

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں فوراً اس گناہ کے کرنے والے کو سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سزا دے۔''(۲)

﴿3﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں: ''اس سے مراد رشتوں کو توڑنے والا ہے۔''(۳)

﴿4﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر جمعرات اور جمعہ کی رات بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔''(۴)

﴿5﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اور اس رات اللہ عَزَّوَجَلَّ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ مشرک کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے، نہ دشمنی

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، الحدیث:۶۵۱۸، ص۱۱۲۶۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی عظم الوعید علی البغی وقطیعۃ الرحم، الحدیث:۲۵۱۱، ص۱۹۰۴۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، الحدیث:۶۵۲۰، ص۱۱۲۶۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث:۱۰۲۷۶، ج۳، ص۵۳۲۔

رکھنے والے کی طرف، نہ قطعِ رحمی کرنے والے کی طرف، نہ تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے کی طرف، نہ والدین کے نافرمان کی طرف اور نہ ہی شراب کے عادی کی طرف۔'' (۱)

﴿6﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے شراب کا عادی، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔'' (۲)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گا لیکن صبح وہ لوگ اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، انہیں زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات پیش آئیں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قبیلہ دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں شخص کا گھر دھنسا دیا گیا، ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قوم لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے، ان پر ضرور تباہ کرنے والی ایسی آندھی بھیجی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبیلوں اور گھروں میں ہلاک کر دیا تھا اور ایسا ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی لونڈیاں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔'' (حضرت سیِّدُنا امام ابوداوٗد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں:) ایک اور بری خصلت بھی تھی جسے (راوی) حضرت سیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھول گئے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم (یعنی صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ کسی نیکی کا ثواب صلہ رحمی سے جلد نہیں ملتا اور سرکشی سے بچو کیونکہ کسی گناہ کی سزا سرکشی کی سزا سے جلد نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۷، ج۳، ص۳۸۴۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث: ۱۹۵۸۷، ج۷، ص۱۳۹۔

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۶۱۲، ج۵، ص۱۶۔

مسند ابی داؤد الطیالسی، احادیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۱۱۳۷، ص۱۵۵۔

بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار (1000) سال کی مسافت سے آئے گی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنے تہبند کو لٹکانے والا اس کی خوشبو نہ پا سکے گا، بے شک کبریائی **اللہ** ربُّ العٰلَمِین ہی کے لئے ہے۔'' (۱)

﴿9﴾......ایک روایت میں یوں ہے، راوی فرماتے ہیں: ہم حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج ہمارے ساتھ قطع رحمی کرنے والا نہ بیٹھے۔ چنانچہ، ایک نوجوان محفل سے اٹھ کر اپنی خالہ کے پاس آیا، ان کے درمیان کوئی رنجش تھی، اس نوجوان نے اپنی خالہ سے معافی مانگی اور خالہ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ مجلس میں واپس آیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۲)

﴿10﴾......ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہر قطع رحمی کرنے والا ہمارے پاس سے چلا جائے۔'' ایک نوجوان اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا جس سے اس نے کئی سال سے سلام وکلام ترک کیا ہوا تھا اور اس سے صلح کر لی۔ پھوپھی نے سبب پوچھا تو اس نے ساری بات بتا دی۔ پھوپھی بولی: ''واپس جاؤ اور جا کر پوچھو کہ انہوں نے ایسا کیوں فرمایا؟'' نوجوان نے واپس آ کر سبب پوچھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۳)

﴿11﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(رحمت کے) فرشتے اس قوم پر نہیں آتے جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۴)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی صلة الرحم......الخ، الحدیث: ۳۸۷۵، ج۳، ص۲۷۸۔

(۳)......الادب المفرد للبخاری، باب لا تنزل الرحمة علی قوم فیھم قاطع رحم، الحدیث: ۶۳، ج۶، ص۲۶۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی صلة الرحم......الخ، الحدیث: ۳۸۷۴، ج۳، ص۲۷۸۔

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ نااَعمش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ''حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صبح (کی نماز) کے بعد ایک محفل میں تشریف فرما تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں قطع تعلق کرنے والے کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے درمیان سے اُٹھ جائے کیونکہ ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرنے والے ہیں، یقیناً آسمان کے دروازے قطع تعلقی کرنے والے پر بند کردیئے جاتے ہیں۔'' (۱)

﴿13﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''رشتہ داری عرش سے معلق ہوکر (یعنی لٹک کر) کہتی ہے: ''جس نے مجھے جوڑا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے توڑے گا۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُ ناعبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اللّٰہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم (یعنی رشتہ داری) کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، پس جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں اسے توڑوں گا۔'' (۳)

﴿15﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا ہے اور رشتہ داری ایک شاخ ہے جس کا تعلق رحمٰن عَزَّوَجَلَّ سے ہے، پس جس نے اسے توڑا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرمادے گا۔'' (۴)

﴿16﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: رشتہ داری رحمٰن عَزَّوَجَلَّ سے متعلق ایک شاخ ہے، جو کہتی ہے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے توڑ دیا گیا، اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے براسلوک کیا گیا، اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر ظلم کیا گیا، (وہ پکارتی رہتی ہے) اے میرے پروردگار! اے مرے مالک عَزَّوَجَلَّ!'' پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جواب ارشاد فرماتا ہے: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے میں

---

(۱)......جامع لمعمر بن راشد مع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب صلة الرحم، الحدیث: ۲۰۲۴۱، ج۱۰، ص۱۸۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتھا، الحدیث: ۶۵۱۹، ص۱۱۲۶۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی قطیعة الرحم، الحدیث: ۱۹۰۷، ص۱۸۴۴۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، الحدیث: ۱۶۵۱، ج۱، ص۴۰۲۔

اس سے جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے میں بھی اس سے توڑ لوں گا۔‘‘ (۱)

﴿17﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: رشتہ داری چرخے کے تکلے کی طرح ہے، عرش کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے بزبانِ فصیح کہتی ہے: ’’اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو مجھ سے تعلق جوڑے تو بھی اس سے جوڑ لے اور جو مجھ سے توڑے تو بھی اس سے توڑ لے۔‘‘ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ’’میں رحمٰن اور رحیم ہوں، میں نے رحم (رشتہ داری) کو اپنے نام سے ملا دیا ہے، پس جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں بھی اس سے تعلق توڑ لوں گا۔‘‘ (۲)

﴿18﴾......حضور نبیِّ کریم، رَء ُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’3 چیزیں عرش سے معلَّق (یعنی لٹکی ہوئی) ہیں: (۱)......رشتہ داری، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا مجھے توڑا نہ جائے۔ (۲)......امانت، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا مجھ سے خیانت نہ کی جائے اور (۳)......نعمت، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا میری ناشکری نہ کی جائے۔‘‘ (۳)

﴿19﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’عرش کے پائے سے ایک مہر لٹکی ہوئی ہے، جب رحم (یعنی رشتہ داری اپنی بے حرمتی کی) شکایت کرتی ہے، گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر جرأت کی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مہر کو بھیجتا ہے جو اس کے دل پر لگ جاتی ہے، پس اس کے بعد اسے کوئی چیز سمجھ نہیں آتی۔‘‘ (۴)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا کثیر صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے بلکہ ان میں سے اکثر کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے اور اس سے حضرت سیِّدُنا امام رافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۶۲۳ھ) کے توقف کا بھی رد ہو گیا جو انہوں

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحديث: ۸۹۸۵، ج۳، ص۳۲۸۔

(۲)......الترغيب والترهيب، كتاب البر والصلة، باب الترغيب فی صلة الرحم......الخ، الحديث: ۳۸۵۳، ج۳، ص ۲۷۲۔

(۳)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند ثوبان، الحديث: ۴۱۸۰، ج۱۰، ص۱۱۷۔

(۴)......شعب الايمان للبيهقی، باب فی معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث: ۷۲۱۳، ج۵، ص۴۴۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔

نے ”صاحبِ شامل“ کے اس قول پر کیا کہ ”قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے۔“ اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کے ان کے اس توقف کو برقرار رکھنے کی بھی تردید ہوگئی۔ حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے دیگر مقامات پر ان کے توقف پر اعتراض کیا لیکن اس توقف پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ اس کی تردید زیادہ ضروری تھی۔ قطع رحمی کرنے والے کی مذمت میں مذکورہ صریح احادیث مبارکہ اور دوسری آیتِ طیبہ کے باوجود اس میں کیسے توقف کیا جا سکتا ہے؟ نیز حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سے پہلی حدیثِ پاک میں ہی قطع رحمی کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تعلق توڑنے والا قرار دیا ہے اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان کہ ”قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“ اور قطع رحمی سے جلدی کسی گناہ کی سزا نہیں ملتی اور یہ کہ اس (یعنی قطع رحمی کرنے والے) کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا وغیرہ۔ لہٰذا اس میں توقف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا مؤقف دیکھا، انہوں نے فرمایا: ”قطع رحمی کے کبیرہ گناہ ہونے میں توقف نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسا (یعنی قطع تعلقی) کرنے والے کے لعنتی ہونے پر قرآنِ کریم میں واضح نص موجود ہے۔“

حضرت سیِّدُ نا امام باقر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: میرے والدِ گرامی حضرت سیِّدُ نا امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ دوستی نہ کرو کیونکہ میں نے قرآنِ پاک میں اسے 3 جگہوں پر ملعون پایا۔“ اور پھر انہوں نے سابقہ 3 آیات پڑھیں یعنی قتال والی آیتِ کریمہ میں صریح لعنت ہے، سورۂ رعد کی آیتِ مبارکہ میں عمومی طور پر لعنت ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا اس میں رحم (یعنی رشتہ داری) وغیرہ بھی شامل ہیں اور سورۂ بقرہ کی آیتِ مقدسہ میں لازمی طور پر لعنت ثابت ہے کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو خسارے کو لازم ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر میں صلہ رحمی کے واجب اور قطع رحمی کے حرام ہونے پر امت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

سوال: قطع رحمی سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس میں اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ ولی بن عراقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَاقِی فرماتے ہیں: ”بہتر یہ

ہے کہ اسے اساءَت (یعنی برائی) کے ساتھ خاص کیا جائے۔'' جبکہ بعض دیگر کہتے ہیں کہ ''اسے برائی کے ساتھ خاص کرنا مناسب نہیں بلکہ اس سے احسان کا ترک کرنا مراد لینا چاہئے کیونکہ احادیثِ مبارکہ صلہ رحمی کا حکم دینے اور قطع رحمی سے منع کرنے والی ہیں اوران دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، جبکہ صلہ سے مراد کسی قسم کا احسان کرنا ہے اور قطع رحمی اس کی ضد ہے یعنی احسان نہ کرنا۔''

البتہ! آپ کو اختیار ہے کہ ان دونوں تعریفوں میں سے ہر ایک پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

رہی پہلی تعریف تو اگر اساءَت سے مراد ایسا فعل ہو جو مکروہ اور حرام کو شامل ہو یا جو حرام کے ساتھ خاص ہو اگرچہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو تو یہ امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے نافرمانی کے متعلق بیان کئے گئے اس قاعدے کی نفی کرتا ہے کہ ''اگر اس نے اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اگر وہ اجنبی کے ساتھ کرتا تو یہ گناہِ صغیرہ اور حرام ہوتا جبکہ والدین میں سے کسی کی ساتھ ایسا سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔'' جب نافرمانی کا قاعدہ یہ ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ والدین کا حق باقی قریبی رشتہ داروں سے زیادہ ہوتا ہے، نیز نافرمانی قطع رحمی کے علاوہ ہوتی ہے جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام وضاحت کرتا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا قطع رحمی کو کبیرہ قرار دینے میں توقف کرنا بھی معلوم ہو چکا ہے تو اب ضروری ہے کہ قطع رحمی پر ایسے کبیرہ گناہ ہونے کا حکم لگایا جائے جو نافرمانی سے بھی زیادہ ایذا کا باعث ہو تاکہ والدین کے مقام و مرتبہ کی بلندی ظاہر ہو اور حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول کے اعتبار سے دونوں کا ایک جیسا ہونا لازم آتا ہے بلکہ قطع رحمی میں نافرمانی سے کم ایذا پائی جاتی ہے اس پر بنا کرتے ہوئے کہ اُن کے کلام میں اساءَت اس کے فعل کو شامل ہے پس اس لحاظ سے دیگر رشتے دار والدین سے جدا ہو جائیں گے اس اعتبار سے کہ مطلق ایذا ان کے حق میں کبیرہ گناہ ہے جبکہ والدین کے حق میں کبیرہ نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مذکورہ کلام علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے واضح مؤقف کے خلاف ہے لہٰذا اس کی تردید واجب ہے تاکہ مذکورہ بات لازم نہ آئے۔

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ نافرمانی کے متعلق علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام مذکورہ مؤقف کی نفی کرتا ہے تو دیگر کا یہ مؤقف کہ قطع رحمی سے مراد احسان نہ کرنا ہے۔ تو یہ بھی پہلے مؤقف سے رد کر دیا گیا اور اب ان کے کلام اور

نافرمانی اور قطع رحمی کے درمیان فرق میں موافقت کے لئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے سے مراد وہ ہے جو میں نے ذکر کیا ہے نہ کہ وہ جو علامہ بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے حوالے سے گزرا۔ کیونکہ اس سے دونوں کا ایک جیسا ہونا لازم آتا ہے اور دوسرے سے مراد بغیر عذر شرعی کے احسان اور تعلق ختم کرنا کیونکہ اس کا توڑنا دلوں کی دوری ،نفرت اوراس کی اذیت کی طرف لے جاتا ہے تو اس صورت میں تصدیق کی جائے گی کہ یہ قطع رحمی ہے اور اگر فرض کرلیا جائے کہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف سے قریبی رشتہ دار کو احسان اور برائی نہیں پہنچتی تو وہ اس سے فاسق نہیں ہوگا کیونکہ والدین کے حق میں اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ ان سے ایسا سلوک نہ کرے جو ایذا کا متقاضی ہو تو کبیرہ نہیں ہوگا تو دیگر قریبی رشتہ داروں کے حق میں بدرجۂ اولیٰ کبیرہ نہ ہوگا اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار سے احسان نہیں روکتا لیکن اس کے ساتھ صغیرہ گناہ اور فعلِ حرام کا ارتکاب کرتا ہے یا اس کے سامنے تیوری چڑھاتا ہے یا مجمع میں اس کے لئے کھڑا نہیں ہوتا اور اس کو اہمیت نہیں دیتا تو یہ فسق نہیں کہلائے گا بخلاف اس کے کہ اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ ایسا کرے۔ کیونکہ ان کا زیادہ حق تقاضا کرتا ہے کہ انہیں باقی قریبی رشتہ داروں پر ایسی ترجیح دی جائے جس کی مثال ان میں نہ پائی جائے اور دوسرے قاعدے کی بنا پر جو میں نے ذکر کیا اس میں کوئی فرق نہیں کہ قریبی رشتہ دار سے مال، خط وکتابت اور ملاقات وغیرہ کے ذریعے احسان کیا جائے پس ایسا کرنے کے بعد بلا عذرِ شرعی ان کو روک لینا کبیرہ گناہ ہے۔

سوال: مال، ملاقات یا خط وکتابت وغیرہ میں عذر سے کیا مراد ہے؟

جواب: **مال میں عذر** سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے وہ صلہ رحمی کیا کرتا تھا پھر اس کی اپنی ضروریات بڑھ گئیں یا شارع نے کسی اجنبی کے زیادہ محتاج یا نیک ہونے کی وجہ سے اس کو قریبی رشتہ دار پر مقدم کرنے کا حکم دیا تو اس صورت میں اس کا احسان نہ کرنا یا عذر کی وجہ سے کسی اجنبی کو مقدم کرنا اس سے فسق ختم کردے گا اگرچہ وہ اس وجہ سے قریبی رشتہ دار کی دل جوئی ہی ختم کردے کیونکہ اس نے قریبی پر اجنبی کو مقدم کرنے میں شارع کے حکم کی رعایت کی ہے اور یہ تو واضح بات ہے کہ اگر وہ قریبی رشتہ دار کو سال میں معین مقدار دیتا تھا پھر اس میں کمی کردی تو وہ فاسق نہیں ہوگا لیکن اگر بلا عذر شرعی بالکل امداد ہی روک دی تو فاسق ہوگا۔

سوال: اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ قریبی پر اس خوف سے احسان نہ کیا جائے کہ اگر اس پر احسان کیا تو ہمیشہ احسان کرنا پڑے گا اور اگر احسان کرنا بند کر دیا تو فاسق ہو جائے گا حالانکہ یہ قریبی رشتہ دار پر احسان کرنے پر ابھارنے میں شارع کی مراد کے خلاف ہے؟

جواب: یہ خدشہ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ اس پر لازم یہ ہے کہ کسی پر اپنی استطاعت کے مطابق احسان کرے، نیز احسان کرنا بالکل ہی ترک نہ کر دے۔ اکثر لوگوں کو قرابت کی شفقت اور رشتہ داروں کی رعایت ان سے صلہ رحمی کرنے پر ابھارتی ہے، پس جن سے محبت ہو ان پر ہمیشہ احسان کرنے کا معاملہ نفرت پیدا نہیں کرتا بلکہ مزید احسان کرنے پر اُبھارتا ہے، البتہ! یہ خدشہ اس وقت لازم آتا جب ہم یوں کہتے کہ ''جب وہ اسے کوئی خاص چیز دے تو اس پر اس مخصوص چیز کا ہمیشہ دینا لازم ہے اگرچہ کوئی عذرِ شرعی بھی موجود ہو۔'' حالانکہ ہم نے اس طرح نہیں کہا کہ جس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا۔

(۱)......**ملاقات میں عذر** کا قاعدہ یہ ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے عذر کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکا کیونکہ یہ فرضِ عین ہے اور اس کا چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

(۲)......**خط و کتابت ترک کرنے میں عذر** کا ضابطہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قابلِ اعتماد شخص نہیں پا رہا کہ جسے خط دے کر بھیج سکے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اس نے کسی (شرعی) عذر کی وجہ سے مخصوص وقت میں اپنے کسی قریبی عزیز سے ملاقات نہ کی تو اس پر کسی دوسرے وقت میں اس ملاقات کی قضا لازم نہیں۔

پس جو میں نے ذکر کیا اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ حاصل کریں کیونکہ میں نے کسی کو ان نکات پر آگاہ نہیں پایا حالانکہ اس میں عُمُوْمِ بَلْوٰی ہے اور اس کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

اولاد، چچا اور خالہ ذوی الارحام میں سے ہیں، اب ان کے بارے میں گفتگو ہوگی اور ان سے قطع تعلقی اور والدین کی نافرمانی کے درمیان فرق کے متعلق وضاحت ہوگی۔

﴿20﴾......حضور سیّد عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔''[1]

﴿21﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا چچا اس کے

---

[1]......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، الحدیث: ۴۲۵۱، ص۳۴۸۔

باپ کی مثل ہے۔“[1]

حضرت سیِّدُ نا علامہ زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:”خالہ اور چچا دونوں ماں اور باپ کی مثل ہیں یہاں تک کہ نافرمانی میں بھی ایک جیسا حکم ہے۔“ مگر ان کا یہ قول محلِ نظر ہے اور ان احادیث سے یہ مراد نہیں کیونکہ ان دونوں احادیث میں عموم نہیں، نہ ہی یہ فرمانِ اقدس خاص نافرمانی کے متعلق ہوا۔ مثل ہونے کے لئے تو چند امور میں مشابہت کافی ہے۔ مثلاً بچے کی پرورش کا حق اور محرومیت وغیرہ خالہ کے لئے بھی اسی طرح ثابت ہیں جس طرح ماں کے لئے ثابت ہیں اور چچا کی عزت کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح باپ کی عزت کرنا ضروری ہے۔ مگر نافرمانی کے معاملہ میں خالہ اور چچا کو والدین کے مثل قرار دینے کی کوئی تصریح نہیں، نیز یہ ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے کلام کے بھی منافی ہے، لہٰذا اس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی، بلکہ آیاتِ طیبہ اور احادیثِ مبارکہ تو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ والدین کو جس رعایت، احترام اور حسنِ سلوک کے عظیم معاملے سے خاص کیا گیا ہے اس تک بقیہ اقارب نہیں پہنچ سکتے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی نافرمانی تو فسق کا موجب ہے لیکن دوسروں کی نافرمانی فسق کا موجب نہیں۔ جبکہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: **”قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“**[2]

سُوال: یہ ہے کہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا قول حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کے مقابل سابقہ وضاحت، کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ، گزشتہ حدیث پاک کے تحت بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں:”جس نے اپنے کمزور وضعیف قرابت داروں سے قطع تعلقی کی اور انہیں چھوڑا اور ان پر تکبر کیا اور نیکی اور احسان کے ذریعے ان کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی حالانکہ یہ امیر ہو اور وہ فقیر تو وہ اس وعید میں داخل ہے یعنی دخولِ جنت سے محروم ہے۔ ہاں! اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرلے اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے تو اس وعید سے بری ہوسکتا ہے۔ چنانچہ،

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی تقدیم الزکاہ و منعھا، الحدیث ۲۲۷۷، ص ۸۳۲۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اثم القاطع، الحدیث ۵۹۸۴، ص ۵۰۷۔

﴿22﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس کے قرابت دار کمزور (یعنی غریب) ہوں اور وہ ان پر احسان نہ کرے اور اپنا صدقہ غیروں کو دے دے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو اس کا صدقہ قبول فرمائے گا اور نہ ہی بروزِ قیامت اس کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا۔“ (1)

اگر فقیر ہو تو اپنے قرابت داروں سے ملاقات کر کے نیز ان کے احوال پوچھ کر تعلقات درست رکھے۔ چنانچہ،

﴿23﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ”اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اگرچہ سلام کرنے کے ساتھ ہی ہو۔“ (2)

جواب: قائل کا اپنے کمزور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے اور انہیں چھوڑنے یا ان پر تکبر کرنے والے کو جنت سے محروم قرار دینا واضح ہے مگر نیکی اور احسان کے ذریعے ان کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرنے والے پر جہنمی ہونے کا مطلق حکم لگانا ممنوع ہے اور اس کے جواب میں ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کی یہ وضاحت کافی ہے کہ ”ماں، باپ، دادا، دادی اور اوپر تک تمام آبا وٴ اجداد پر خرچ کرنا واجب ہے اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نیچے تک کی تمام اولاد پر بھی خرچ کرنا واجب ہے، لیکن دوسرے قرابت داروں پر خرچ کرنا واجب نہیں۔“ اور یہ بھی تصریح ہے کہ ”قرابت داروں اور ذوی الارحام پر صدقہ کرنا سنت ہے نہ کہ واجب۔“

اگر ان پر مال کے ساتھ احسان نہ کرنے کو کبیرہ قرار دیا جائے تو ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے مطلق قرار دینے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا، پس ان کے قطع رحمی قرار دینے سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز دیتا تھا پھر روک لی اور قطع رحمی کے متعلق میرا ذکر کردہ مؤقف بھی اسی کی تائید کرتا ہے جو حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اور ان کے مخالف مؤقف رکھنے والے کی وضاحت کے خلاف ہے، نیز اُن کا مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے استدلال کا صحیح ہونا ان کی سند کے صحیح ہونے پر موقوف ہے۔ ہاں! جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے توفیق دی ہو اسے چاہئے کہ اس قول پر عمل کرے اور اپنی قدرت کے مطابق قرابت داروں پر خوب احسان کرے۔ عنقریب قریبی رشتہ داروں پر احسان کرنے کی تاکید اور اس کی فضیلت و مرتبے کے بارے میں کثیر احادیثِ مبارکہ بیان کی جائیں گی۔

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث ۸۸۲۸، ج۶، ص۲۹۶، مفهوماً۔

(2)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۶۴۹ محمد من عبد الملک الانصاری، ج۷، ص۳۴۸۔

بَرَھُوت نامی کنواں جہنم کے منہ پر ہے:

منقول ہے کہ ایک امیر شخص نے حج کا ارادہ کیا تو ایک اور امیر شخص کے پاس عرفہ سے لوٹنے تک بطورِ امانت ہزار (1000) دینار رکھے۔ جب واپس آیا تو اسے مرا ہوا پایا، اس نے اپنے مال کے متعلق اس کی اولاد سے دریافت کیا لیکن انہیں اس کی کوئی خبر نہ تھی، لہٰذا اس نے مکۂ مکرمہ کے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ جب آدھی رات ہو تو آبِ زمزم کے کنوئیں کے پاس آ کر اس میں دیکھنا اور پھر اس مرنے والے شخص کا نام لے کر آواز دینا، اگر وہ اہلِ خیر میں سے ہوا تو پہلی ہی بار پکارنے پر تمہیں جواب دے گا۔ چنانچہ، وہ گیا اور اس میں آواز دی لیکن کسی نے اسے جواب نہ دیا، اس نے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو واپس آ کر بتایا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ''ہمیں خوف ہے کہ تمہارا دوست جہنمیوں میں سے ہے، اب تم یمن جاؤ، وہاں ایک بَرَھُوت نامی کنواں ہے، منقول ہے کہ وہ جہنم کے منہ پر ہے، وہاں رات کے وقت جا کر دیکھنا اور پکارنا: اے فلاں! وہ تمہاری آواز کا جواب دے گا۔

چنانچہ، وہ یمن گیا اور جا کر اس کنوئیں کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو اس کی رہنمائی وہاں تک کر دی گئی، لہٰذا رات کے وقت اس نے وہاں جا کر آواز دی: اے فلاں! پس اس کے اس دوست نے اس کی آواز کا جواب دیا تو اس نے پوچھا: ''میرے دینار کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے اپنے گھر کی فلاں جگہ اسے دفن کر دیا اور اپنے بچوں کو بھی نہیں بتایا، ان کے پاس جاؤ اور وہاں گڑھا کھودو گے تو اپنا مال پا لو گے۔ پھر اس نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں یہاں پہنچایا حالانکہ میں تمہارے بارے میں اچھا گمان کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا: ''میری ایک غریب بہن تھی، میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر مہربانی نہیں کرتا تھا، اس سبب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سزا دی اور مجھے اس مقام پر پہنچا دیا۔

سابقہ صحیح حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے۔ چنانچہ، رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' [1]

فائدہ: اب وہ احادیثِ مبارکہ ذکر کی جائیں گی جن میں صلہ رحمی کی سخت تاکید کی گئی اور اس پر اُبھارا گیا ہے۔ چنانچہ،

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث:۲۵۵۶، ص۱۱۲۶۔

﴿24﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔'' (۱)

﴿25﴾......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جسے یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۲)

﴿26﴾......حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:''جسے یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۳)

﴿27﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے نسب کی تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتے جوڑو کیونکہ رشتے جوڑنا (یعنی صلہ رحمی کرنا) گھر والوں میں محبت، مال میں برکت اور درازیٔ عمر کا سبب ہے۔'' (۴)

﴿28﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو، اس کا رزق فراخ کر دیا جائے اور اس سے بری موت دور کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔'' (۵)

﴿29﴾......**سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تورات شریف

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف......الخ ،الحدیث:۶۱۳۸،ص۵۱۷۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب،باب من بسط لہ فی الرزق لصلۃ الرحم ،الحدیث:۵۹۸۶،ص۵۰۷۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب،باب من بسط لہ فی الرزق لصلۃ الرحم ،الحدیث:۵۹۸۵،ص۵۰۷۔

(۴)......جامع الترمذی ،ابواب البر والصلۃ ،باب ماجاء فی تعلیم النسب، الحدیث:۱۹۷۹، ص۱۸۵۰۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند علی بن ابی طالب ،الحدیث:۱۲۱۲،ج۱،ص۳۰۲۔

میں لکھا ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر اور رزق میں اضافہ ہو تو اُسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۱)

﴿30﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ صدقہ اور صلہ رحمی کی وجہ سے عمر میں اضافہ فرماتا ہے، نیز بری موت اور ہر ناپسندیدہ اور قابلِ احتراز شئے دور فرما دیتا ہے۔'' (۲)

سب سے زیادہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال:

﴿31﴾......قبیلۂ خثعم کے ایک شخص کا بیان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے، میں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:''آپ ہی ہیں جو اپنے آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول کہتے ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں! میں ہی ہوں۔'' میں نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟'' ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانا۔'' میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا:''صلہ رحمی کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سب سے زیادہ کون سا عمل ناپسند ہے؟'' ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' میں نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر کون سا؟'' ارشاد فرمایا:''قطع رحمی کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا:''برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا۔'' (۳)

﴿32﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک سفر میں تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یا کہا: یامحمد صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رُک گئے پھر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا:''اس

---

(۱)......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب ارحموا اھل الارض۔۔ الخ، الحدیث:۷۳۶۲، ج۵، ص۲۲۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث:۴۰۹۰، ج۳، ص۳۹۸۔

(۳)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث رجل من خثعم لم یسم، الحدیث:۶۸۰۴، ج۶، ص۵۵۔

شخص کو نیکی کی توفیق دی گئی یا فرمایا: اسے ہدایت دی گئی۔'' اس کے بعد اس کی طرف متوجہ ہو کر استفسار فرمایا: ''تم نے کیا کہا تھا؟'' اس نے اپنا سوال دُہرایا تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو، (پھر فرمایا) اب اونٹنی کو چھوڑ دو۔'' (۱)

﴿33﴾......ایک روایت میں ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے ذی رحم سے صلہ رحمی کرو۔'' جب وہ چلا گیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اُسے جن باتوں کا حکم دیا ہے اگر اس نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' (۲)

﴿34﴾......حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایک قوم کے ذریعے شہروں کو آباد کرتا ہے اور ان کے مالوں کو بڑھا دیتا ہے لیکن جب سے انہیں پیدا کیا ناپسند کرتے ہوئے ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائی۔'' عرض کی گئی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان پر یہ (انعام واکرام) کس وجہ سے ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے۔'' (۳)

﴿35﴾......سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے نرمی عطا کی گئی اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ عطا کر دیا گیا اور صلہ رحمی، اچھا پڑوس اور اچھے اخلاق ملکوں کو آباد کرتے اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔'' (۴)

﴿36﴾......ایک صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بیان کرتی ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سب سے زیادہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا، سب سے

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ ......الخ، الحدیث: ۱۰۴، ص ۶۸۲۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۱۰۶، ص ۶۸۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۵۶، ج ۱۲، ص ۶۷، "ینمی لھم الاموال" بدلہ "ویثمر الاموال"۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۵۳۱۴، ج ۹، ص ۵۰۴۔

زیادہ نیکی کا حکم دینے والا اور سب سے زیادہ برائی سے منع کرنے والا۔'' (۱)

﴿37﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''میرے خلیل صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اچھی عادات کی وصیت فرمائی، مجھے حکم فرمایا کہ (۱) (دنیاوی اعتبار سے) اپنے سے اعلیٰ کی طرف نہ دیکھوں بلکہ اپنے سے ادنیٰ کی طرف دیکھوں (۲) مسکینوں سے محبت اور ان سے قربت رکھوں (۳) صلہ رحمی کروں اگرچہ دور کا رشتہ دار ہی ہو (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (۵) حق بات کہوں اگرچہ کڑوی ہو اور (۶) ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ'' کی کثرت کروں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔'' (۲)

﴿38﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ ''انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی لیکن رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت نہ لی۔ جب وہ دن آیا جس میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس آتے تھے تو انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی؟'' استفسار فرمایا: ''کیا واقعی تم نے ایسا ہی کیا؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو زیادہ اجر ملتا۔'' (۳)

﴿39﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تمہاری ماں ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ پوچھا: ''کیا تمہاری خالہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔'' (۴)

﴿40﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ

---

(۱)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی صلۃ الارحام، الحدیث: ۷۹۵۰، ج۶، ص۲۲۰۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر و الاحسان، باب صلۃ الرحم، الحدیث: ۴۵۰، ج۱، ص۳۳۷۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب ھبۃ المراۃ لغیر زوجھا......الخ، الحدیث: ۲۵۹۲، ص۲۰۴۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب فی بر الخالۃ، الحدیث: ۱۹۰۴، ص۱۸۴۴، ''اذنبت'' بدلہ ''اصبت''۔

نہیں جو دوسرے کی صلہ رحمی کا بدلہ دے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔'' (۱)

﴿41﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم ہر ایک کی رائے پر نہ چلو یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ پر اعتماد و بھروسا کرو، اگر لوگ تم سے بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر ظلم کریں تو ظلم نہ کرو۔'' (۲)

﴿42﴾......(حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی:) ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے (بعض) رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں تو ان سے تعلق جوڑتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں اور میں ان سے بھلائی کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے جہالت آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم درحقیقت ایسا ہی کرتے ہو جیسا تم نے کہا ہے تو گویا تم انہیں ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس روِش پر رہو گے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان کے مقابلے میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔'' (۳)

﴿43﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل صدقہ اپنے بد باطن (یعنی دل میں دشمنی چھپانے والے) ذی رحم پر صدقہ کرنا ہے۔'' (۴)

﴿44﴾......گزشتہ فرمان نبوی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس حدیث پاک کے ہم معنی ہے: ''جو تم سے تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو۔'' (۵)

﴿45﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس میں 3 خوبیاں موجود ہوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا حساب آسان فرما دے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' صحابۂ کرام

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافیٔ، الحدیث: ۵۹۹۱، ص۵۰۷۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، الحدیث: ۲۰۰۷، ص۱۸۵۲۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، الحدیث: ۶۵۲۵، ص۱۱۲۶۔

(۴)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۲۳۸۶، ج۴، ص۷۸۔

(۵)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبادۃ بن الصامت، الحدیث: ۲۷۲۳، ج۷، ص۱۶۲۔

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱) جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو (۲) جو تم سے تعلق توڑے اس سے جوڑو اور (۳) جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔ جب تم نے ایسا کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔''[1]

﴿46﴾......حضرت سَیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے دستِ اقدس تھام کر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے فضیلت والے اعمال بتائیں؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عقبہ! جو تجھ سے تعلق توڑے اس سے جوڑ، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردے۔''[2]

﴿47﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''سنو! جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ اور رزق کشادہ ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔''[3]

﴿48﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے سب سے اچھے اخلاق نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا:) جو تم سے تعلق توڑے اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔''[4]

﴿49﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا عمل یہ ہے کہ جو تجھ سے تعلق توڑے اس سے جوڑ، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھے گالی دے اسے معاف کر دے۔''[5]

﴿50﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دَرَجات بلند فرماتا ہے۔''[6]

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۶۴، ج۴، ص۱۹۔

[2] ......المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۳۴، ج۶، ص۱۲۷۔

[3] ......المستدرک، کتاب البروالصلة، باب من اراد ان یمد فی رزقه فلیصل ذارحمه، الحدیث: ۷۳۶۷، ج۵، ص۲۲۴۔

[4] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۶۷، ج۴، ص۱۶۰۔ [5] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۱۲، ج۲۰، ص۱۸۸۔

[6] ......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی صلة الرحم......الخ، الحدیث: ۳۸۶۴، ج۳، ص۲۷۵۔

﴿51﴾......ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عزت اور بلند دَرَجات عطا فرماتا ہے۔'' (راوی کہتے ہیں:) صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' ارشاد فرمایا: ''جو تم سے جہالت کا برتاؤ کرے تم اس سے بردباری سے پیش آؤ، جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلُّق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو۔''(۱)

﴿52﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''نیکی اور صلہ رحمی کا ثواب سب سے جلد ملتا ہے اور سب سے جلد سزا نافرمانی اور قطع رحمی کی ملتی ہے۔''(۲)

﴿53﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ سے بڑھ کر کسی گناہ کی سزا دینے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جلدی نہیں فرماتا کہ آخرت میں بھی اس کی سزا دے اور دنیا میں بھی، بلاشبہ ثواب کے اعتبار سے سب سے جلدی صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ کسی کے گھر والے فقیر ہوں اور آپس میں صلہ رحمی کریں تو اُن کے اموال بڑھ جائیں گے اور تعداد بھی زیادہ ہوجائے گی۔''(۳)

---

(۱)......مجمع الزوائد، کتاب البر و الصلۃ، باب مکارم الاخلاق، الحدیث: ۱۳۶۹۵، ج۸، ص۳۴۵۔

(۲)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب البغی، الحدیث: ۴۲۱۲، ص۲۷۳۳۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب البغی، الحدیث: ۴۲۱۱، ص۲۷۳۳۔

الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی صلۃ الرحم......الخ، الحدیث: ۳۸۶۱، ج۳، ص۲۲۶۔

کبیرہ نمبر304: خود کو آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کرنا

کس کی عبادت قبول نہیں ہوتی؟

﴿1﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا یا اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کو اپنا مالک بتایا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔'' (۱)

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو اپنے آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا یا اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کو اپنا مالک بتایا اس پر لگاتار قیامت کے دن تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔'' (۳)

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر305: غلام کو آقا کے خلاف بھڑکانا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کے خلاف اس کی بیوی یا اس کے غلام کو بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۴)

﴿2﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ......الخ، الحدیث: ۳۳۲۷، ص ۹۰۵۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب العتق، باب الولاء، الحدیث: ۴۳۱۳، ج ۶، ص ۲۶۷۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ، الحدیث: ۵۱۱۵، ص ۱۵۹۸۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بریدۃ الاسلمی، الحدیث: ۲۳۰۴۱، ج ۹، ص ۱۶۔

(۵)......سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امراۃ علی زوجھا، الحدیث: ۲۱۷۵، ص ۱۳۸۳۔

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی غلام کو اس کے گھر والوں (یعنی مالکوں) کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔'' (۱)

تنبیہ:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ تقاضا کرتی ہیں کہ اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جائے کیونکہ کسی کے مسلمان ہونے کی نفی کرنا ایک سخت وعید ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی (متوفی ۷۸۳ھ) وغیرہ نے اس کی مثل گناہوں کے متعلق وضاحت فرمائی ہے، پھر میں نے بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کا کلام پایا کہ انہوں نے اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

کبیرہ نمبر306: غلام کا بھاگ جانا

کس غلام کی نماز مقبول نہیں؟

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا جریر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو غلام اپنے آقا سے بھاگ گیا اس سے (اللہ عزَّوَجَلَّ کا) ذمہ اُٹھ گیا۔'' (۲)

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (۳)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے: ''یقیناً اس نے کفر کیا یہاں تک کہ اُن (یعنی اپنے مالکوں) کے پاس واپس آجائے۔'' (۴)

کس عورت کی عبادت قبول نہیں؟

﴿4﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''2 قسم کے لوگ ایسے

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، الحدیث: ۵۵۳۹، ج۷، ص۴۳۴۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تسمیۃ العبد الآبق کافرا، الحدیث: ۲۲۹، ص۶۹۱۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۳۰۔ (۴)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۸۔

ہیں کہ جن کی نماز ان کے سروں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱) وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگ گیا یہاں تک کہ لوٹ آئے اور (۲) وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی نافرمانی کی یہاں تک کہ لوٹ آئے۔'' [۱]

﴿5﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱)...... بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ لوٹ آئے (۲)...... جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)...... کسی قوم کا ایسا امام جسے وہ ناپسند کرتے ہوں۔'' [۲]

﴿6﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس بھاگے ہوئے غلام کو موت آجائے وہ جہنم میں داخل ہوگا اگرچہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل کر دیا جائے۔'' [۳]

﴿7﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ 3 افراد کی نہ تو کوئی نماز قبول فرماتا ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے: (۱)...... نشے میں مدہوش انسان یہاں تک کہ ہوش میں آ جائے (۲)...... ایسی عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)...... بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس لوٹ کر اپنا ہاتھ اپنے مالکوں کے ہاتھ میں دے دے۔'' [۴]

﴿8﴾......اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن سے کوئی سوال نہ ہوگا (یعنی انہیں بغیر حساب وکتاب جہنم میں داخل کر دیا جائے گا): ''(۱)...... وہ شخص جو جماعت سے علیحدہ ہوا اور اپنے امام کی نافرمانی کی (۲)...... وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ کر مر گیا تو وہ نافرمان ہو کر مرا اور (۳)...... جس عورت کا شوہر اس کے پاس موجود نہ تھا اور اس (کے شوہر) نے اس کی ضروریاتِ دُنیا پوری کیں پھر بھی عورت نے اس کے بعد اُس سے خیانت کی۔'' اور مزید 3 شخص ایسے ہیں جن سے کوئی سوال نہ ہوگا: ''(۱)...... وہ

---

[۱] ......المعجم الاوسط، الحدیث۳۶۲۸، ج۲، ص۳۹۳۔

[۲] ......جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء (فی) من ام قوما وھم لہ کارھون، الحدیث: ۳۶۰، ص۱۶۷۶۔

[۳] ......المعجم الاوسط، الحدیث۹۲۳۲، ج۶، ص۴۰۸۔

[۴] ......المعجم الاوسط، الحدیث۹۲۳۱، ج۶، ص۴۰۸۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، باب آداب الاشربۃ، الحدیث: ۵۳۳۳، ج۷، ص۳۷۰۔

شخص جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی رِدَاء (چادر) میں جھگڑا کیا کیونکہ بڑائی وکبریائی اس کی رِدَاء ہے جبکہ عزت اس کا اِزَار (تہبند) ہے[1]۔(۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی حکم میں شک کرنے والا اور (۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس ہونے والا۔''[2]

﴿9﴾......امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں ''اس (عورت) نے اس کے بعد اس سے خیانت کی'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں: ''اس نے اپنے شوہر کے بعد (اجنبی مردوں کے لئے) زیب وزینت اختیار کی۔'' اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ''وہ لونڈی اور غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے۔''[3]

تنبیہ: ان صحیح کثیر احادیثِ مبارکہ کی بنا پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔

کبیرہ نمبر307: آزاد انسان کو غلام بنا کر خدمت لینا

کس امام کی نماز مقبول نہیں؟

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 افراد کی نماز قبول نہیں فرماتا: (۱) جو کسی قوم کا امام بنے جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وقت گزار کر نماز پڑھنے والا اور (۳) وہ شخص جس نے کسی آزاد کو غلام بنایا۔''[4]

......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 659 پر فرماتے ہیں: ''کبر سے مراد ذاتی بڑائی ہے۔ اور عظمت (عزت) سے مراد صفاتی بڑائی۔ چادر اور تہبند فرمانا ہم کو سمجھانے کے لیے ہے کہ جیسے ایک چادر ایک تہبند دو آدمی نہیں پہن سکتے۔ یوں ہی عظمت وکبریائی سوائے میرے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے)، دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتی۔ خیال رہے کہ کبریائی۔ عظمت سے اعلیٰ وافضل ہے۔ اس لیے کبریائی کو چادر اور عظمت کو تہبند فرمایا۔ چادر تہبند سے افضل ہوتی ہے۔ (ملخصًا)

[1]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب طاعۃ الائمۃ، الحدیث: ۴۵۴۰، ج۷، ص۴۴۔
البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند فضالۃ بن عبید، الحدیث: ۳۷۴۹، ج۹، ص۲۰۴۔

[2]......المستدرک للحاکم، کتاب العلم، باب من فارق الجماعۃ......الخ، الحدیث: ۴۱۱، ج۱، ص۳۲۳۔

[3]......سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یؤم القوم وھم لہ کارھون، الحدیث: ۵۹۳، ص۱۲۶۷۔

حضرت سیِّدُ نا علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''آزاد کو غلام بنانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو چھپائے رکھے یا آزاد کرنے سے انکار کر دے اور یہ بعد والے سے زیادہ برا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ آزاد کرنے کے بعد بھی اسے روکے رکھے اور اس سے زبردستی خدمت لے۔'' اور اس صورت کا حکم باقی ہے کہ وہ کسی دوسرے کے غلام سے خدمت لے یا اسے زبردستی غلام بنا لے۔

تنبیہ: ذکر کردہ صریح حدیثِ پاک سے اس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر308: غلام کا آقا کی لازم خدمت نہ کرنا

کبیرہ نمبر309: آقا کا غلام کی ضروریات پوری نہ کرنا اور طاقت سے زیادہ کام لینا

کبیرہ نمبر310: اُسے ہمیشہ زدوکوب کرنا

کبیرہ نمبر311: اُسے خصی کر کے تکلیف دینا خواہ وہ نابالغ ہو، نیز بلا سببِ شرعی غلام یا چوپائے کو کوئی اور عذاب دینا

کبیرہ نمبر312: جانوروں کو آپس میں لڑانا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری ناراضی اس شخص پر شدت اختیار کر جاتی ہے جو کسی ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔''[1]

حضرت سیِّدُ نا ابو شیخ اور حضرت سیِّدُ نا ابن حبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نقل کرتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک بندے

---

[1] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث:۷۱، الجزء الاول، ص۳۱۔

کو قبر میں 100 کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا، وہ برابر عرض کرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا پس اس ایک کوڑے سے ہی قبر میں آگ بھڑک گئی۔ جب وہ آگ ٹھنڈی ہوئی اور اُسے افاقہ ہوا تو اس نے پوچھا: ''مجھے کوڑا کیوں مار رہے ہو؟'' فرشتوں نے جواب دیا: ''تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا لیکن (قدرت رکھنے کے باوجود) تو نے اس کی مدد نہ کی تھی۔'' (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابومسعود بدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ پیچھے سے آواز سنی: ''اے ابومسعود! جان لو!'' میں نے غصے کی وجہ سے آواز نہ سمجھی اور جب آواز دینے والی شخصیت میرے قریب آئی تو دیکھا کہ وہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، جو ارشاد فرمارہے تھے کہ ''اے ابومسعود! جان لو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس غلام پر قادر ہے۔'' میں نے عرض کی: ''آئندہ میں کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا۔'' (۲)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے، (حضرت سیِّدُنا ابومسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) میں نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ رضائے الٰہی کے لئے آزاد ہے۔'' تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو ایسا نہ کرتا تو تجھے آگ ضرور جلا دیتی یا تجھے آگ ضرور پکڑ لیتی۔'' (۳)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا زاذان علَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا غلام آزاد کر کے زمین سے ایک لکڑی یا کوئی چیز اٹھائی اور ارشاد فرمایا: ''اس (غلام) میں میرے لئے اس کے برابر بھی کوئی اجر نہیں کیونکہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے اپنے غلام کو طمانچہ رسید کیا یا اسے مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔'' (۴)

---

(۱)......التمہید لابن عبد البر، یحیی بن سعید الانصاری، تحت الحدیث:۲۳۸/۴، ج۱۰، ص۱۲۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب صحبۃ الممالیک و کفارۃ من لطم عبدہ، الحدیث:۴۳۰۶، ص۹۲۹۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۴۳۰۸۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حق المملوک، الحدیث:۵۱۶۸، ص۱۶۰۱۔

﴿5﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے غلام کو ایسے گناہ کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔'' (۱)

﴿6﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ظلماً اپنے غلام کو مارا قیامت کے دن اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔'' (۲)

﴿7﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے غلام پر ایسی تہمت لگائی جس سے وہ بری تھا تو اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ (یعنی غلام) ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔'' (۳)

﴿8﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اَکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس امت میں تمام اُمتوں سے زیادہ غلام اور یتیم ہوں گے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! پس تم ان کی اپنی اولاد کی طرح عزت کرو اور انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔'' صحابۂ کرام علیہم الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہمارے لئے دنیا میں کون سی چیز نفع بخش ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ گھوڑا جس کو تم باندھ کر رکھتے ہو تا کہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرو اور تمہارا غلام تمہارے لئے کافی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو وہ تمہارا بھائی ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......ایک روایت میں مختصراً اتنا ہی ہے کہ ''اپنے غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۵)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے اپنے غلام کو اپنے جیسا لباس پہنایا اور اس کا سبب یہ بیان فرمایا

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیک و کفارة من لطم عبده، الحدیث: ۴۲۹۹، ص۹۶۹۔

......حلية الاولياء، الرقم ۲۸۴ میمون بن ابن شبیب، الحدیث: ۶۰۶۴، ج۴، ص۴۲۰۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم، الحدیث: ۱۹۴۷، ص۱۸۴۸۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب الاحسان الی الممالیک، الحدیث: ۳۶۹۱، ص۲۶۹۷۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان الی الخادم، الحدیث: ۱۹۴۶، ص۱۸۴۷۔

کہ انہوں نے ایک شخص کو اس کی ماں کی وجہ سے عار دلائی کیونکہ وہ عجمی تھی (اور وہ مؤذنِ رسول حضرت سیِّدُ نا بلال بن رباح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے)۔اس نے سیِّد عالم،نُو رِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں شکایت کی تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے ابوذر!تم میں جاہلیت کی بُو باقی ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا:''یہ تمہارے بھائی ہیں،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ان پر فضیلت دی ہے پس جو تمہارے مزاج کے موافق نہ ہو اسے بیچ دو لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو تکلیف نہ دو۔''(۱)

﴿11﴾......اس سے ملتی جلتی ایک روایت میں ہے کہ''وہ تمہارے بھائی ہیں،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے،پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جس کے ماتحت اس کے بھائی کو کیا تو اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس سے ایسا کام نہ کرائے جو اسے عاجز کر دے اور اگر ایسا کام کرائے تو اس میں اس کی مدد بھی کرے۔''(۲)

﴿12﴾......ترمذی شریف کی روایت میں اس طرح ہے کہ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے بھائیوں کو جوانی کی حالت میں تمہارے ماتحت کیا ہے،پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اسے اپنے کھانے سے کھلائے اور اپنے لباس سے پہنائے اور اس سے ایسا کام نہ کرائے جو اسے عاجز کر دے،اگر ایسا کام کرائے تو اس میں اس کی مدد بھی کرے۔''(۳)

﴿13﴾......سنن ابی داؤد کی روایت میں اس طرح ہے:''غلاموں میں سے جو تمہارے مزاج کے موافق ہو اسے وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان میں سے جو تمہارے مزاج کے موافق نہ ہو اسے بیچ دو لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔''(۴)

﴿14﴾......رحمتِ عالم،نُو رِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَجَّۃُ الْوِدَاع کے موقع پر ارشاد فرمایا:''اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو،اگر ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جسے تم معاف نہیں

......سنن ابی داود،کتاب الادب، ابواب النوم،باب فی حق المملوک،الحدیث۵۱۵۷،ص۱۶۰۰۔

......صحیح البخاری،کتاب الادب،باب ماینھی من السباب واللعن،الحدیث۶۰۵۰،ص۵۱۱۔

......جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ ،باب ماجاء فی الاحسان الی الخدام،الحدیث۱۹۴۵،ص۱۸۴۷۔

......سنن ابی داود،کتاب الادب،باب فی حق المملوک ،الحدیث۵۱۶۱،ص۱۶۰۰۔

کرنا چاہتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو بیچ دو لیکن انہیں سزا نہ دو۔'' (۱)

﴿15﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غلاموں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''اگر وہ اچھا کام کریں تو قبول کرلو اور اگر برائی کریں تو معاف کر دیا کرو، لیکن اگر وہ تم پر غلبہ چاہیں تو انہیں بیچ دو۔'' (۲)

﴿16﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بکریاں اپنے مالکوں کے لئے باعثِ برکت ہیں، اونٹ اپنے مالکوں کے لئے عزت کا باعث ہیں اور گھوڑوں کی تو پیشانیوں میں بھلائی رکھی گئی ہے اور غلام تمہارا بھائی ہے، اس سے اچھا سلوک کرو، اگر اسے تکلیف میں دیکھو تو اس کی مدد کرو۔'' (۳)

﴿17﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غلام کے لئے کھانا، پینا اور پہننا (آقا کے ذمہ) ہے اور اسے طاقت سے زیادہ مشکل کام نہ دیا جائے، اگر تم انہیں کوئی محنت والا کام کہو تو اس میں ان کی مدد کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو سزا نہ دو وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں۔'' (۴)

﴿18﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اپنے خادم کے کام میں جتنی نرمی کروں گے تمہارے لئے میزان میں (اتنا ہی) اجر ہوگا۔'' (۵)

﴿19﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ سَرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آخری کلام مبارک یہ تھا: ''نماز، نماز (کی پابندی کرو) اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔'' (۶)

﴿20﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''نماز اور اپنے غلاموں کے معاملہ میں (اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو)۔'' (۷)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمٰن بن یزید، الحدیث: ۱۶۴۰۹، ج۵، ص۵۲۴۔

(۲)......الترغیب والترہیب، کتاب القضاء، باب الترغیب فی الشفقۃ......الخ، الحدیث: ۳۴۹، ج۳، ص۱۶۷۔

(۳)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند حذیفۃ بن الیمان، الحدیث: ۲۹۴۲، ج۷، ص۳۴۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب العتق، باب التخفیف عن الخادم، الحدیث: ۴۲۹۴، ج۶، ص۲۵۵۔

(۵)......المرجع السابق، الحدیث: ۴۲۹۳۔

(۶)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حق المملوک، الحدیث: ۵۱۵۶، ص۱۶۰۰۔

(۷)......سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب وھل اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۶۹۷، ص۲۶۳۹۔

﴿21﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اپنے مرضِ وصال میں یہی فرماتے رہے: نماز اور جو تمہارے غلام ہیں۔ یہاں تک کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی زبانِ اقدس میں لکنت آ گئی۔'' (۱)

﴿22﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''انسان کے لئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ اُن کی غذا روک لے جن کا وہ مالک ہے۔'' (۲)

﴿23﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اپنے وصالِ مبارک سے پانچ راتیں قبل ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کے لئے اس کی امت میں ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابوبکر بن ابوقحافہ ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے نبی کو اپنا خلیل بنایا ہے، خبردار! تم سے پہلی امتیں اپنے انبیائے کرام علَیْہِمُ السَّلَام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتی تھیں لیکن میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے 3 مرتبہ فرمایا: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! کیا میں نے پیغام نہیں پہنچایا۔'' پھر 3 مرتبہ فرمایا: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! گواہ ہو جا۔'' اس کے بعد آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر کچھ دیر بے خودی کی کیفیت رہی پھر ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں کے معاملہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو، ان کے پیٹ بھرو، انہیں کپڑے پہناؤ اور ان سے نرمی سے گفتگو کرو۔'' (۳)

﴿24﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! میں خادم کو کتنی بار معاف کروں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہر روز **70** مرتبہ۔'' (۴)

﴿25﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ (ایک شخص نے عرض کی:) ''میرا خادم برے کام اور ظلم کرتا ہے، کیا میں اسے مار سکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُسے ہر روز **70** بار معاف کیا کرو۔'' (۵)

﴿26﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''ایک شخص نے حضور نبیِّ

(۱)......سنن ابن ماجه، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللّٰہ ﷺ، الحدیث ۱۶۲۵، ص۲۵۷۴۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال والمملوک......الخ، الحدیث: ۲۳۱۲، ص۸۳۵۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۸۹، ج۱۹، ص۴۱۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، الحدیث: ۱۹۴۹، ص۱۸۴۸۔

(۵)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللّٰہ بن عمر، الحدیث: ۵۷۳۴، ج۵، ص۱۶۱۔

پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا اس نے عرض کی: ''میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، بتایئے! میں ان کے ساتھ کیسا ہوں؟'' تو اللہ عزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو جو انہوں نے تم سے خیانت کی، تمہاری نافرمانی کی اور تم سے جھوٹ بولا پھر تم نے انہیں جو سزا دی سب کا حساب ہوگا، اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں کے برابر ہوئی تو معاملہ برابر ہو جائے گا یعنی نہ تم پر کچھ وبال ہوگا اور نہ ہی ان پر کوئی گرفت، لیکن اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو ان کے لئے تم سے زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا۔'' پس وہ شخص ایک طرف ہٹ کر فریاد کرنے اور رونے لگا تو آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے اللہ عزَّوَجَلَّ کا یہ مبارک فرمان نہیں پڑھا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۱۷، الانبیاء: ۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔''

تو اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اپنے اور ان کے لئے علیحدہ ہو جانے سے بہتر کوئی صورت نہیں پاتا، لہٰذا میں آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ تمام کے تمام آزاد ہیں۔''[1]

﴿27﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی کو ظلماً ایک کوڑا مارا تو بروزِ قیامت اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔''[2]

﴿28﴾......محمد بن عبدالرحمٰن کی دادی سے منقول ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہُ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس میں مسواک تھی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی یا میری خادمہ کو آواز دی

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب التفسیر القرآن، باب ومن سورة الانبیاء، الحدیث: ۳۱۶۵، ص۱۹۷۳۔
مشکاة المصابیح، کتاب احوال القیمة، باب الحساب والقصاص، الفصل الثالث، الحدیث: ۵۵۶۱، ج۲، ص۳۱۷۔

[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۴۴۵، ج۱، ص۳۹۴۔

(لیکن وہ نہ آئی) یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ اقدس پر جلال کے آثار ظاہر ہوگئے تو میں فوراً حجروں کی طرف نکل پڑیں اور اس خادمہ کو ایک چوپائے کے ساتھ کھیلتے ہوئے پا کر فرمایا: ''میں تمہیں اس چوپائے کے ساتھ کھیلتے دیکھ رہی ہوں جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں بلا رہے ہیں۔'' (جب خادمہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی تو) اس نے عرض کی: ''(یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے سنا نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر قصاص (یعنی بدلہ) لئے جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہیں ضرور اس مسواک سے تکلیف پہنچاتا۔''[1]

﴿29﴾......ایک روایت میں ہے: ''میں ضرور تمہیں اس مسواک سے مارتا۔''[2]

﴿30﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''[3]

﴿31﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگی، کیونکہ اس نے اسے باندھے رکھا، نہ تو اسے کچھ کھلایا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''[4]

﴿32﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو قید کئے رکھا نہ تو اسے کچھ کھلایا پلایا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھا کر گزارا کر لیتی یہاں تک کہ مر گئی۔''[5]

﴿33﴾......مسند احمد کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ ''اس وجہ سے اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔''[6]

---

[1] ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ام سلمة، الحدیث: ۶۹۰۵، ج۶، ص۹۴۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۶۸۹۲، ص۹۰۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، الحدیث: ۶۰۱۳، ص۵۰۹۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع، باب اذا وقع الذباب فی شراب......الخ، الحدیث: ۳۳۱۸، ص۲۶۷۔

[5] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم تعذیب الهرة......الخ، الحدیث: ۶۶۷۵، ص۱۱۳۵۔

[6] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۲۰۴، ج۵، ص۹۴۔

﴿34﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہلِ جنت فقرا ہیں اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنم میں اکثر عورتیں ہیں اور 3 لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھے: (۱)......قبیلہ حِمْیَرکی ایک دراز قد عورت نے اپنی بلی کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا تھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی (یہاں تک کہ وہ مرگئی) وہ بلی اس کی اگلی اور پچھلی شرمگاہ نوچ رہی تھی۔ (۲)...... میں نے جہنم میں بنی دعدع کا ایک شخص دیکھا جو ٹیڑھے منہ والی لکڑی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، جب معلوم ہو جاتا تو کہتا یہ میری لکڑی سے اٹک گیا تھا اور (۳)......جس نے میرے (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے) قربانی کے 2 اونٹ چوری کئے۔'' (۱)

﴿34﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مجھ پر جہنم پیش کی گئی، اگر میں اسے تم سے دور نہ کرتا تو وہ تمہیں ڈھانپ لیتی اور میں نے جہنم میں 3 شخص عذاب میں مبتلا دیکھے، (ان میں سے ایک) قبیلہ حِمْیَرکی دراز قامت سیاہ رنگ کی عورت تھی جسے اپنی بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، اُسے اس نے باندھ دیا اور زمین کے کیڑے مکوڑے کھانے کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی خود کچھ کھلایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ جب وہ سامنے سے آتی تو اسے نوچتی اور جب پیچھے سے آتی تو بھی نوچتی۔'' (۲)

﴿35﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ کسوف ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا: دوزخ میرے قریب کر دی گئی یہاں تک کہ میں نے عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا میری موجودگی میں (میری اُمَّت کو) عذاب دیا جا رہا ہے؟'' اسی اثناء میں میری نظر ایک عورت پر پڑی۔ حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں کہ میرے خیال میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے ایک بلی نوچ رہی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟'' تو فرشتے بولے: ''اس نے ایک بلی کو باندھے رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔'' (۳)

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ......الخ، باب صفة النار واهلها، الحدیث: ۷۴۴۰، ج۹، ص۲۸۵۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، فصل فیما یتعلق بالدواب، الحدیث: ۵۵۹۳، ج۷، ص۴۵۵۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء، الحدیث: ۲۳۶۴، ص۱۸۵۔

﴿36﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔'' [1]

تنبیہ:

مذکورہ 5 گناہوں میں سے پہلے کو کبیرہ گناہ قرار دینا واضح ہے کیونکہ یہ آقا پر ظلم کرنا ہے بلکہ بھگوڑے غلام کے متعلق بیان کردہ گزشتہ احادیثِ مبارکہ بھی اس گناہ کو شامل ہیں کیونکہ آقا کی لازم خدمت نہ کرنا اوراس میں کوتاہی کرنا معناً بھاگنے کی طرح ہے۔عنقریب ظلم کے متعلق احادیثِ مبارکہ میں ایسی باتیں آئیں گی جو اس گناہ کو بھی شامل ہوں گی اور دیگر 4 گناہوں کو کبیرہ میں شمار کرنا میری ذکر کردہ احادیثِ طَیِّبہ سے واضح ہے حتی کہ جانوروں کو لڑانے کا کبیرہ گناہ ہونا بھی بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بھی عذاب دینے میں داخل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ایذا نہ دینے والی بلی کو جان بوجھ کر قتل کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں داخل ہے، کیونکہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں جا پہنچی اور بلی کے حکم میں وہ جانور بھی داخل ہیں جو اس جیسے ہوں۔''

گناہِ کبیرہ ہونے کے لئے قتل شرط نہیں بلکہ شدید ایذا شرط ہے جیسے دردناک ضرب لگانا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بلاسبب حیوان کو تکلیف دینا، غلام کو خصی کرنا اور ظلم و زیادتی کرتے ہوئے اُسے اذیت پہنچانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور دوسروں کو غلام پر قیاس کیا جائے گا، ہاں! کسی چھوٹے جانور کو اس لئے خصی کرنا جائز ہے تاکہ وہ موٹا ہو اور اس کا گوشت اچھا ہو،لیکن غلاموں اور چوپاؤں سے برا سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

جب میں اس بحث سے فارغ ہوا تو مجھے اس موضوع پر تفصیلی کلام ملا لہٰذا میں نے مذکورہ بحث پر زائد کلام کا خلاصہ بیان کرنا مناسب سمجھا اگر چہ اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ جو کلام مجھے ملا اس کا عنوان یہ ہے:

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی التحریش بین البھائم، الحدیث: ۲۵۶۲، ص ۱۴۱۳۔

کمزور، غلام، لونڈی، بیوی اور جانوروں کی بے حرمتی کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان سب کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿ۙ۳۶﴾ (پ۵، النساء:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔

بعض الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت:

والدین اور قریبی رشتہ داروں سے احسان کرنے سے مراد ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ یتیموں سے احسان کرنے سے مراد ان کے ساتھ نرمی کرنا، اُنہیں قرب بخشنا اور ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا ہے۔ اور مساکین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ انہیں کچھ عطا کرنا یا اچھے طریقے سے واپس لوٹا دینا ہے۔ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد وہ ہمسایہ ہے جس سے آپ کی رشتہ داری ہو اس کا اپنا بھی حق ہے اور پڑوسی و مسلمان ہونے کا بھی حق ہے۔ وَالْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد اجنبی پڑوسی ہے، اس کے صرف مذکورہ آخری دو حقوق ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد کے نزدیک وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد رفیقِ سفر ہے، اس کے لئے بھی پڑوس اور صحبت کا حق ہے اور وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ سے مراد یہ ہے کہ اپنے غلام کو اچھا کھانا کھلائے، اس کی غلطیاں معاف کر دے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی پر کوڑا اُٹھایا، لیکن پھر اس سے ارشاد فرمایا: ''اگر قصاص کا حکم نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور اس کے ساتھ مارتا، لیکن میں تمہیں اس ذات کو بیچ دوں گا جو تیری پوری پوری قیمت ادا کرے گی، لہٰذا جا، چلی جا تو رضائے الٰہی کے لئے آزاد ہے۔''(1)

......الزھد للامام احمد بن حنبل ،زھد ابی ھریرۃ ،الحدیث: ۹۹۰، ص۱۹۷۔

﴿37﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،محبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی اورعرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم !میں نے اپنی لونڈی کو''اے زانیہ'' کہہ دیا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا:''کیاتم نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے؟''عرض کی:''نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''وہ قیامت کے دن تجھ سے قصاص (یعنی بدلہ) لے گی۔''وہ عورت اپنی لونڈی کے پاس واپس گئی اوراسے کوڑا دے کرکہا:''مجھے کوڑا مار۔''لونڈی نے ایسا کرنے سے انکارکیا تواس نے اسے آزادکردیا، پھردوبارہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اوراسے آزادکرنے کی خبر دی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''امید ہے کہ تیرااسے آزادکرنا تیری تہمت کومٹادے۔'' (۱)

رحیم وکریم آقاصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دنیا سے پردہ فرماتے وقت بھی غلاموں کے متعلق وصیت فرمائی جیسا کہ احادیثِ مبارکہ گزرچکی ہیں،چنانچہ،

﴿38﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کافرمانِ رحمت نشان ہے:''اللہ عزَّوَجَلَّ کی مخلوق کوعذاب نہ دو،اللہ عزَّوَجَلَّ نے تمہیں ان کا مالک بنایا ہے اگر وہ چاہتا توانہیں تمہارا مالک بنا دیتا۔''

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے پاس چندلوگ حاضر ہوئے۔ان دنوں آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ مدائن کے امیر تھے۔وہ آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کواپنے گھر والوں کے لئے آٹا گوندھتے دیکھ کر بولے:''کیا آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ اپنی لونڈی سے آٹانہیں گندھواتے۔''تو آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے فرمایا:''ہم نے اسے ایک کام بھیجاتھا،اب ہم نے ناپسند کیا کہ دوسرا کام بھی اسے سونپیں۔'' (۲)

کسی بزرگ کا قول ہے کہ''اپنے غلام کو ہرقصور پرنہ مارا کرو بلکہ اس کی ان غلطیوں کو یادرکھواور جب وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرے تواس پراُسے مارواور پھراسے وہ گناہ اورغلطیاں بھی یاددلاؤ جن کاتعلق تمہارے اوراس کے درمیان ہے۔''

لونڈی،غلام یاچوپائے سے سب سے بڑی بداخلاقی یہ ہے کہ انہیں بھوکا رکھا جائے۔چنانچہ،

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا،کتاب الاھوال،باب ذکر القصاص والمظالم، الحدیث:۲۶۱، ج۶، ص۲۴۸۔

......الطبقات الکبرٰی لابن سعد ،الرقم۴۵۹سلمان الفارسی ،ج۴،ص۶۷،مفھوماً۔

﴿39﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے لئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ اس کی خوراک روک لے جس کا وہ مالک ہے۔'' (1)

چوپائے کو سخت ضرب لگانا یا اسے قید کر دینا یا اس کی ضروریات پوری نہ کرنا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لینا بھی مذکورہ ظلم و بداخلاقی میں داخل ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓىٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْؕ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ (پ۷، الانعام:۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

جانوروں کا حساب وکتاب:

﴿40﴾......مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن سب جانوروں کو لایا جائے گا جبکہ لوگ کھڑے ہوں گے، پھر ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا یہاں تک کہ سینگوں والی بکری سے بغیر سینگوں والی بکری کے لئے بدلہ لیا جائے گا اور چیونٹی سے چیونٹی کا بدلہ لیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: ''مٹی ہو جاؤ۔'' اس وقت کافر کہے گا: ''یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ (پ۳۰، النبا: ۴۰) ترجمۂ کنز الایمان: ہائے، کسی طرح میں خاک ہو جاتا۔'' (2)

یہ روایت چوپاؤں کے آپس میں اور ان کے اور انسانوں کے درمیان قصاص کی دلیل ہے، یہاں تک کہ اگر انسان نے ناحق کسی چوپائے کو مارا یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لیا تو قیامت کے دن اس سے اسی کی مثل بدلہ لیا جائے گا جو اس نے جانور پر ظلم کیا یا اسے بھوکا رکھا۔ اس پر درج ذیل حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ،

رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہنم میں ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ لٹکی ہوئی ہے اور ایک بلی اُس کے چہرے اور سینے کو نوچ رہی ہے اور اسے ویسے ہی عذاب دے رہی ہے جیسے اس نے دنیا میں قید کر

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک......الخ، الحدیث: ۲۳، ص۸۳۵۔

2 ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، ذکر الحساب والعرض والقصاص، الحدیث: ۲۲۴، ج۶، ص۲۳۱۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۲۰۷، ج۳، ص۱۸۔

کے اور بھوکا رکھ کر اسے تکلیف دی تھی۔'' [۱] اس روایت کا حکم تمام جانوروں کے حق میں عام ہے۔

جانوروں کو مارنا کیسا؟

اگر ان سے طاقت سے زیادہ کام لیا گیا تو بھی قیامت کے دن بدلہ لیا جائے گا۔ چنانچہ،

﴿41﴾......حضور نبیِ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک شخص گائے پر سوار ہو کر اسے ہانکے جا رہا تھا۔ اس نے گائے کو مارا تو وہ بول پڑی: ''ہمیں سواری کے لئے نہیں بلکہ کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔'' [۲]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں اس گائے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی تو اس نے اپنے آپ کو بچا لیا کہ اسے اذیت نہ دی جائے اور اس کام کے لئے استعمال نہ کیا جائے جس کے لئے اسے پیدا نہیں کیا گیا۔ جس نے جانوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا یا انہیں ناحق مارا تو قیامت کے دن اس سے مارنے اور عذاب دینے کے برابر بدلہ لیا جائے گا۔

گدھے کی نصیحت:

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں گدھے پر سوار تھا، میں نے اُسے دو تین مرتبہ مارا تو اس نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: ''اے ابو سلیمان! قیامت کے دن اس مارنے کا بدلہ لیا جائے گا، اب تمہاری مرضی ہے کم مارو یا زیادہ۔'' تو میں نے کہا: ''اب میں کسی کو بھی نہیں ماروں گا۔''

حضرت سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قریش کے بچوں کے پاس سے گزرے، جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے جبکہ انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کیا ہوا تھا کہ جو تیر نشانے پر نہ لگا وہ اس کا ہو گا۔ جب انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آتے دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت فرمایا: ''یہ کس نے کیا ہے؟ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے، بے شک رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی ذی روح کو تیر اندازی کا نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' [۳]

---

[۱]......صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء، الحدیث: ۲۳۶۵، ص ۱۸۵، مفہوماً۔

[۲]......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷۱، ص ۲۸۴۔

[۳]......صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث: ۵۰۶۴، ص ۱۰۲۷، ''بصبیان'' بدلہ ''بفتیان''۔

حضور نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کو قتل کرنے کے لئے قید کرنے سے منع فرمایا۔'' [1]

جن جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے جیسے 5 خبیث جانور تو انہیں بغیر عذاب دیئے ایک ہی ضرب سے مارا جائے۔

چنانچہ،

﴿42﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم انہیں ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔'' [2]

حیوانات کو جلانا کیسا؟

اسی طرح حیوانات کو جلانا بھی منع ہے۔ چنانچہ،

﴿43﴾......حضور سید عالم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے تمہیں فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا مگر آگ کے ساتھ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی عذاب دے گا لہٰذا اگر تم انہیں پاؤ تو قتل کر دو۔'' [3]

﴿44﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''ہم حضور رحمت عالم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے، ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ چڑیا آئی اور پھڑ پھڑانے لگی۔ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور دریافت فرمایا: ''کس نے اسے اس کے بچوں کے معاملہ میں تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچے اسے لوٹا دو۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چیونٹیوں کا ایک بل ملاحظہ فرمایا جسے ہم نے جلا دیا تھا تو دریافت فرمایا: ''اسے کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''ہم نے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آگ کے مالک کے سوا کسی کے لئے آگ کے ذریعے تکلیف دینا جائز نہیں۔'' [4]

اس فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں چیونٹی اور پسو کو بھی آگ کے ساتھ تکلیف دینے سے ممانعت ہے۔

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث: ۵۰۵۷، ص۱۰۲۷۔

[2] ......المرجع السابق، باب الامر باحسان الذبح......الخ، الحدیث: ۵۰۵۵۔

[3] ......جامع الترمذی، ابواب السیر، باب النھی عن الاحراق بالنار، الحدیث: ۱۵۷۱، ص۱۸۱۴۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی کراھیۃ حرق العدو بالنار، الحدیث: ۲۶۷۵، ص۱۴۲۱، ''ترفرف'' بدلہ ''تفرش''۔

کتاب الجنایات (۱)

کبیرہ نمبر313: عَمَد یا شبہ عَمَد (۲) سے مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۹، الفرقان:۶۸تا۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے۔

یعنی جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ (پ۶، المائدۃ:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جِلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جِلا لیا۔

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد سوم صَفْحَہ 751 پر صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس سے جان یا اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے۔''

......**بہارِ شریعت**، جلد سوم صَفْحَہ 751 تا753 پر ہے: ''**قتلِ عمد** یہ ہے کہ کسی دھاردار آلہ سے قصداً قتل کرے، آگ سے جلا دینا بھی قتلِ عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چُھری یا لکڑی اور بانس کی کَھپَچّی (بانس کا چِرا ہوا ٹکڑا) میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا۔ لوہے اور تانبا پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتلِ عمد ہے مثلاً چُھری، خنجر، تیر، نیزہ، بَلَّم (یعنی برچھا) وغیرہ کہ یہ سب آلۂ جارحہ ہیں۔ گولی اور چُھرے سے قتل ہوا یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ قتلِ عمد کی سزا دُنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے، ہاں! اگر اولیائے مقتول معاف کردیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کرلیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہوسکتا۔ قتل کی دوسری قسم **شبہ عمد** ہے، وہ یہ ہے کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہ عمد ہے، اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ (یعنی باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں) پر دیتِ مغلّظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔''

الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت

مِنْ اَجْلِ کا مفہوم:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں ''مِنْ اَجْلِ ''کس کے متعلق ہے، زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ کَتَبْنَا کے متعلق ہے اور ذٰلِکَ سے قابیل کے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اجل اصل میں جنایت کو کہتے ہیں، اَجَلَ الْاَمْرُ اَجْلاً وَاِجْلاً اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی تنہا جرم کرے اور فَعَلْتُهٗ مِنْ اَجْلِكَ اَوْ لِاَجْلِكَ کا معنی یہ ہے کہ میں نے تیری وجہ سے ایسا کیا کیونکہ تو نے ایسا کیا اور اسے ضروری قرار دیا۔ اسی طرح فَعَلْتُهٗ مِنْ جَرَّاكَ وَجَرَّآئِكَ سے مراد ہے کہ میں نے یہ کام تیری وجہ سے کیا ہے، پھر یہ لفظ ''جَرَّ'' سبب کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں لفظ ''مِنْ جَرَّایَ''[1] ''مِنْ اَجلِیْ'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے (یعنی میرے سبب سے)۔'' اور آیتِ مبارکہ میں مِـــنْ ابتدائے غایت کے لئے ہے یعنی بنی اسرائیل پر حکمِ قصاص فرض کرنے کی ابتدا قتل کے جرم سے کی گئی۔

قصاص کی فرضیت اور قصۂ قابیل وہابیل میں وجۂ مناسبت:

حضرت سیِّدُنا حسن اور حضرت سیِّدُنا ضحاک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا نے بنی اسرائیل پر قصاص فرض ہونے اور قصۂ قابیل وہابیل میں وجۂ مناسبت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ دونوں بنی اسرائیل میں سے تھے نہ کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے صلبی بیٹے تھے۔ مگر صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے صلبی بیٹے تھے۔ نیز یہاں صرف قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کی طرف اشارہ نہیں بلکہ قتلِ حرام کے سبب جو خرابیاں لازم آتی ہیں اُن کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جیسا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۶،المائدۃ:۳۰) — ترجمۂ کنزالایمان: تو رہ گیا نقصان میں۔

یعنی اسے دین ودنیا کا خسارہ ملا۔ مزید فرمایا:

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ۚۛ (پ۶،المائدۃ:۳۱) — ترجمۂ کنزالایمان: تو پچھتاتا رہ گیا۔

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اذا همّ العبد بحسنة......الخ، الحدیث:۳۳۶،ص۷۰۰۔

یعنی اسے ندامت وحسرت اور غم لاحق ہو گئے اور اب وہ ان سے چھٹکارا دِلانے والی کوئی چیز بھی نہیں پاتا۔اسی طرح ظلم سے قتل کرنے والے ہر شخص کو ایسا خسارہ اور ندامت ہوگی کہ جس سے نجات دِلانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

قصاص کا حکم اکثر امتوں میں جاری تھا مگر اسے بنی اسرائیل کے ساتھ خاص کرنے کا سبب یہودیوں پر سختی کرنا اور ان کے برے خسارے کو بیان کرنا ہے کیونکہ انہیں قابیل کے خسارے وندامت کے متعلق معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ اس کا بھائی نبی نہیں تھا،اس کے باوجود انہوں نے انبیائے کرام اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کی جسارت کی اور یہ فعل ان کے دلوں کی انتہائی سختی اور اطاعتِ خداوندی سے دوری پر دلالت کرتا ہے۔

قصۂ قابیل وہابیل بیان کرنے کا سبب:

بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو جان سے مارنے کا عزم کر رکھا تھا،ان واقعات کو ذکر کرنے کا مقصد ہمارے نبی کریم،رءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دینا ہے اس لئے بنی اسرائیل کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

افعالِ الٰہی کے مُعَلَّل نہ ہونے میں اختلاف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مذکورہ فرمانِ عالیشان ''مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِکَ ۚۛ کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ'' سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے افعال مُعَلَّل ہوتے ہیں (یعنی ان کی کوئی علت ہوتی ہے)۔''اور معتزلہ کہتے ہیں:'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے افعال بندوں کے مصالح کے ساتھ مُعَلَّل ہوتے ہیں،پس اس کا کفر اور لوگوں کی بری حرکتوں کو پیدا کرنا اور ان سے ان کے واقع ہونے کا ارادہ کرنا ممتنع ہے کیونکہ اس طرح وہ ان کے مصالح کی رعایت کرنے والا نہ ہوگا۔''

احکامِ الٰہی کی تعلیل محال ہونے کے قائلین اس کا ایک جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر علّت قدیم ہو تو معلول کا قدیم ہونا لازم آئے گا یا اگر علت حادث ہو تو اس کا کسی دوسری علت کے ساتھ معلل ہونا لازم آئے گا جس سے علتوں کا تسلسل لازم آئے گا،دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر وہ کسی دوسری علت کے ساتھ معلل ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اس علت کا وجود اور عدمِ وجود برابر ہو تو اس کا علت ہونا ممتنع ہوگا یا اگر اس کا وجود اور عدمِ وجود برابر نہ ہو تو ان دونوں میں سے ایک بدرجۂ اَولیٰ ممتنع ہوگا اور یہ دواعی (یعنی اسباب) پر اس فعل کی اولویت سے اس کے

مستفید ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور دواعی میں وقوعِ تسلسل ممتنع ہے بلکہ ان کا پہلے داعی پر ختم ہونا واجب ہے جو بندے میں پیدا ہوا اور اس کا پیدا ہونا بندے کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے، پس جب سب کچھ اس کی طرف سے ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام اور افعال کا بندوں کے مصالح کی رعایت کے ساتھ معلل ہونا ممتنع ہے۔ یہاں آیتِ مبارکہ کا ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ یہ تو ان کے لئے درج ذیل حکم مشروع کرنے کی حکمت ہے۔ چنانچہ، ارشاد فرمایا:

قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاؕ (پ ۶، المائدہ: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو۔

یہ آیتِ مبارکہ نص ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہر چیز اچھی ہوتی ہے اس کی تخلیق اور حکم مصالح کی رعایت پر بالکل موقوف نہیں۔

اَوْ فَسَادٍ کی وضاحت:

جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ''بِغَیْرِ نَفْسٍ'' پر اس کا عطف فرمایا ہے یعنی ''اَوْ بِغَیْرِ فَسَادٍ'' یہاں فساد کرنے والے کو قتل کرنا مراد نہیں جیسے قصاص میں یا کافر، شادی شدہ زانی اور ڈاکو وغیرہ کو قتل کرنا (کیونکہ ان کے قتل کا حکم تو شریعت نے دیا ہے)۔

ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے:

ایک انسان کے قتل کو تمام انسانوں کے قتل کی مثل قرار دینے کی وجہ اس معاملے کو انتہائی بڑا قرار دینے میں مبالغہ کرنا اور انسان کی عظمتِ شان بیان کرنا ہے یعنی جس طرح پوری انسانیت کا قتل ہر ایک کے نزدیک بہت برا فعل ہے اسی طرح ایک شخص کا قتل بھی سب کے نزدیک بہت برا ہونا چاہئے۔ ان دونوں یعنی انسان اور انسانیت کے قتل کے مشترک ہونے سے مراد بڑا ہونے میں ایک جیسا ہونا ہے نہ کہ مقدار میں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ دو اشیاء میں باہم مشابہت ہر اعتبار سے ان کی برابری کا تقاضا کرے۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو

جس طرح وہ اسے روکنے اور قتل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اسی طرح جب انہیں معلوم ہو کہ ایک شخص دوسرے کو ظلم سے قتل کرنا چاہتا ہے تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس کا دفاع کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح جس نے ظلماً کسی کو قتل کیا اس نے شر، شہوت اور غضب کے اسباب کو اسبابِ طاعت پر ترجیح دی اور جس شخص کی حالت ایسی ہو کہ اگر ہر انسان اس سے اپنا مطلوب ومقصود حاصل کرنے کے متعلق جھگڑا کرے اور اس کے قتل پر قادر ہو تو اُسے قتل کر دے۔

''حدیث کے مطابق نیک کاموں میں مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ تو اسی طرح برے کاموں میں اس کی نیت اس کے عمل سے بری ہوگی۔'' [1]

پس اس اعتبار سے جس نے کسی انسان کو ظلماً قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ چنانچہ،

قتلِ انسان کے متعلق اقوالِ صالحین:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''جس نے کسی نبی یا عادل امام کو قتل کیا گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کی پشت پناہی کی گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔'' [2]

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''جس نے کسی حرمت والی جان کو قتل کیا وہ اسے قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا جیسا کہ اگر وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا تو اس میں جاتا اور جس نے ایک انسان کو زندہ کیا یعنی اس کو قتل کرنے سے محفوظ رہا گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرنے سے محفوظ رہا۔'' [3]

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں قتلِ انسانی سے محفوظ رہنے پر اجرِ عظیم عطا فرمایا وہاں اس گناہ میں مبتلا ہونے کو بھی بہت بڑا قرار دیا ہے۔'' [4] یعنی جس نے کسی انسان کو ظلماً قتل کیا گویا اس نے گناہ کے اعتبار سے تمام لوگوں کو قتل کیا کیونکہ اب وہ اس سے محفوظ نہیں اور جس نے کسی ایک انسان کو زندہ کیا اور اسے قتل کرنے سے بچا رہا گویا اس نے ثواب کے اعتبار سے تمام لوگوں کو زندہ کیا کیونکہ وہ سب اس سے محفوظ ہیں۔''

---

[1] ......التمھید لابن عبد البر، مالک عن محمد بن المنکدر، تحت الحدیث:۴/۲۷۳، ج۵، ص۷۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[2] ......تفسیر الطبری، المائدۃ، تحت الآیۃ:۳۲، الحدیث:۱۱۷۷۴، ج۴، ص۵۴۱۔

[3] ......المرجع السابق، الحدیث:۱۱۷۷۶، ص۵۴۲۔

[4] ......المرجع السابق، الحدیث:۱۱۸۰۲، ص۵۴۵۔

حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''فَکَاَنَّمَاقَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا سے مراد یہ ہے کہ اس پر قصاص واجب ہے جیسا کہ اگر وہ تمام انسانوں کو قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب ہوتا اور ''وَمَنْ اَحْیَاھَا'' سے مراد یہ ہے کہ جس نے اس شخص کو معاف کیا جس پر قصاص واجب ہے گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔'' (1)

حضرت سیِّدُ نا سلیمان بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی: ''اے ابوسعید! کیا حکمِ قصاص ہمارے لئے بھی اسی طرح ہے جس طرح بنی اسرائیل کے لئے تھا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بنی اسرائیل کا خون ہمارے خون سے زیادہ عزیز نہیں۔'' (2)

وَمَنْ اَحْیَاھَا سے مراد یہ ہے کہ ''جس نے کسی انسان کو ہلاک کر دینے والی اشیاء جیسے جلنے، ڈوبنے، بہت زیادہ بھوک اور انتہائی گرمی یا سردی وغیرہ سے نجات دِلا کر زندہ کیا۔'' (3)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾ (پ۵، النساء:۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

اس آیتِ مبارکہ میں گناہ اور وعید دونوں کا ذکر ان دونوں کی طرف توجہ دِلانے اور ان کے سبب کے متعلق زجرو توبیخ اور جھڑکنے میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے۔

شانِ نزول:

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ قَیْس بِن ضَبَابَہ کِنَانِی اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہوگئے۔

---

(1)......تفسیر البغوی، المائدۃ، تحت الایۃ۳۲، ج۲، ص۲۵۔

(2)......تفسیر الطبری، المائدۃ، تحت الآیۃ۳۲، الحدیث۱۱۸۰۴، ج۴، ص۵۴۵۔

(3)......التفسیر الکبیر، المائد، تحت الایۃ۳۲، ج۴، ص۳۴۴۔

قیس نے اپنے بھائی کو بنی نجار میں مردہ پایا تو حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر معاملہ عرض کیا۔ حضور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے ساتھ بنی نجار کی طرف بَنِی فِھر کے ایک شخص کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ''رسولِ خدا صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا ہے کہ اگر تم ہشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اسے قیس کے حوالے کر دو اور اگر نہیں جانتے تو اس کی دیت ادا کرو۔'' جب اس فہری نے یہ پیغام پہنچایا تو بنی نجار نے جواب دیا: ''ہم نے سنا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کی، ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم دیت ادا کر دیتے ہیں۔'' پس انہوں نے 100 اونٹ دیت ادا کر دی۔

پھر وہ دونوں مدینہ شریف کی طرف واپس چل دیئے۔ راستے میں شیطان نے قیس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ''تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرے گا تو یہ تجھ پر عار ہوگی اپنے ساتھ والے کو قتل کر دے، اس طرح جان کے بدلے جان ہو جائے گی اور دیت اس کے علاوہ ہوگی۔'' پس وہ فہری سے لڑنے لگا اور ایک پتھر مار کر اس کا سر پھوڑ دیا، پھر دیت کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگائی اور باقیوں کو لے کر کافر ہو کر مکۂ مکرمہ چلا گیا۔ اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''**وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا**'' یعنی اپنے کفر اور ارتداد (یعنی کفر کی طرف لوٹ جانے) کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔''

حضور سراپا نور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فتحِ مکہ کے موقع پر امان پانے والوں میں سے اسے خارج کر دیا اور یہ اس حال میں قتل ہوا کہ غلافِ کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ [1]

قتل کے متعلق احکام:

جان لیجئے! قتل کے متعلق کچھ شرعی احکام ہیں جیسے قصاص اور دیت وغیرہ۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ (پ ۲، البقرۃ: ۱۷۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔

---

[1] ......تفسیر البغوی، النساء، تحت الآیۃ ۹۲، ج ۱، ص ۳۷۰۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس......الخ، الحدیث: ۲۹۶، ج ۱، ص ۲۷۷۔

قتل کی اقسام:

قتل کی تین اقسام ہیں: (۱)......قتلِ عمد (۲)......قتلِ خطا اور (۳)......شبہِ عمد۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۃُ النساء کی مذکورہ آیت ''وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا'' میں قتلِ عمد اور اس سے پہلی آیتِ مبارکہ میں قتلِ خطا کا ذکر فرمایا اور شبہِ عمد کا ذکر نہیں فرمایا۔

اسی وجہ سے اس کے اثبات میں ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی طرح اسے ثابت کیا ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) اور علما کے ایک گروہ نے اس کی نفی کی ہے۔

فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جسے کسی ایسی چیز سے مثلاً دانتوں سے کاٹ کر یا تھپڑ اور کوڑا مار کر قتل کیا گیا جس سے عموماً قتل نہیں کیا جاتا تو یہ قتلِ عمد ہے اور اس میں قصاص ہے اور تمام ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ قتلِ عمد کی دیت جرم کرنے والے کے مال سے لی جائے گی اور قتلِ خطا میں دیت وارثوں پر ہوگی۔ جبکہ شبہِ عمد کی دیت میں ائمہ کا اختلاف ہے، ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جرم کرنے والے پر ہوگی جبکہ اکثر فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک قاتل کے وارثوں پر ہوگی۔ ﴿احناف کا مؤقف صفحہ 326 پر حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے۔﴾

آیتِ مبارکہ کا حکم:

جان لیجئے! اس آیتِ مبارکہ کے حکم میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا گیا: ''کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ فرقان میں یہ نہیں فرمایا:

وَلَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا یَزۡنُوۡنَ ۚ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَیَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ (پ۱۹، الفرقان: ۶۸ تا ۷۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے۔

تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم زمانۂ جاہلیت میں تھا۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین نے قتل اور زنا کا ارتکاب کیا تھا وہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''جس دین کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے، مگر ہمیں یہ بتائیے کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ کیا ہوگا۔'' تو یہ آیاتِ طیّبات ''وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ سے اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۹، الفرقان:۶۸تا۷۰)'' تک نازل ہوئیں یہ حکم مشرکین کے لئے تھا۔ جبکہ سورۂ نساء کی مذکورہ آیت ''وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا ......الایۃ (پ۵، النساء:۹۳)'' اس مسلمان کے متعلق ہے، جو اسلام اور اس کے احکام کو جانتے ہوئے کسی کو قتل کرے تو وہ جہنمی ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب سورۂ فرقان کی مذکورہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں تو ہم ان میں موجود نرم حکم سے متعجب ہوئے، پس ہم 7 مہینے اسی حکم پر قائم رہے، پھر سخت حکم والی آیت نازل ہوئی یعنی نرم حکم کے بعد سورۂ نساء کی آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو نرم حکم منسوخ (یعنی ختم) ہوگیا۔''

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''سورۂ فرقان کی آیت مکی اور سورۂ نساء کی آیت مدنی ہے لیکن ان میں کوئی بھی منسوخ نہیں۔'' (۲)

اہلسنّت وجماعت کا مؤقف:

اہلسنّت وجماعت مطلقاً قاتل کی توبہ قبول ہونے کے قائل ہیں۔ کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

دوسرے مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اہلسنّت وجماعت حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی روایت کا جواب یہ دیتے ہیں

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی......الخ، الحدیث:۳۸۵۵، ۴۷۶۴، ص۳۱۳، ۳۰۴، مفہوماً۔

(۲)......تفسیر البغوی، النساء، تحت الایۃ۹۳، ج۱، ص۳۷۰۔

کہ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ روایت صحیح طور پر ثابت ہو تو اس سے مقصود مبالغہ اور زجر وتوبیخ کرنا اور قتل سے نفرت دِلانا ہے، نیز مذکورہ آیتِ مبارکہ میں معتزلہ اور ان لوگوں کے لئے کوئی دلیل نہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ یہ کافر قاتل (یعنی قیس بن ضبابہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ آیتِ مبارکہ مومن قاتل کے متعلق نازل ہوئی تو یہ حکم اس کے متعلق ہے جو اجماعی طور پر حرام قتل کو حلال جان کر کرے اور قتلِ حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ جیسا کہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عمرو بن عبید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیّدنا عمرو بن علاء عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّبِّ الْعُلٰی کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ وعدہ خلافی فرمائے گا؟'' آپ نے جواب دیا: ''نہیں۔'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کی: ''کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا: ''**وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا**......الاٰیۃ'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو عثمان! کیا تم عجم سے آئے ہو؟ کیونکہ اہلِ عرب وعید کے پورا نہ کرنے کو وعدہ خلافی یا برائی شمار نہیں کرتے بلکہ وعدہ پورا نہ کرنے کو وعدہ خلافی اور برا سمجھتے ہیں۔'' اور پھر یہ شعر پڑھا:

وَاِنِّیْ وَاِنْ اَوْعَدْتُہٗ اَوْ وَعَدْتُہٗ لَمُخْلِفُ اِیْعَادِیْ وَمُنْجِزُ مَوْعِدِیْ

ترجمہ: بلاشبہ اگر میں اسے کوئی دھمکی دوں تو اس کو پورا کرنے والا نہیں لیکن اگر کوئی وعدہ کروں تو اس کو پورا کرنے والا ہوں۔ [1]

شرک کے علاوہ کوئی گناہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کا موجب نہیں۔ اس پر دلیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان بھی اس پر دلیل ہے کہ ''جو اس حالت میں مرا کہ اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔'' [2]

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **لَیْلَۃُ الْعَقَبَہ** میں اپنے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ نہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں گے اور نہ ہی چوری

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۹۳، ج۶، ص۵۷۳، مفھوماً۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی: ما یَسُرُّنی اَنَّ عِندی مِثلَ اُحُدٍ ھذا ذَھَبًا، الحدیث: ۶۴۴۴، ص۵۴۱۔

اور زنا وغیرہ کا ارتکاب کریں گے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جوان باتوں کو پورا کرے اس کا اجر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے اور جو ان میں سے کسی (گناہ) میں مبتلا ہوا اور اسے دُنیا میں سزا دے دی گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ کیا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اب اس کی مرضی ہے چاہے تو اُسے معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے۔'' پس تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سب باتوں پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کی۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ کا جواب دینے میں ہمارے اصحاب نے بہت سے طرق اپنائے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا کیونکہ ان کا کلام تخصیص، مخالفت یا چھپانے کے لئے ہے جبکہ آیت کے الفاظ ان میں سے کسی چیز پر دلالت نہیں کرتے۔'' اور میں دو توجیہات پر اعتماد کرتا ہوں:

(۱)......مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ اس کافر کے متعلق نازل ہوئی جس نے ایک مومن کو قتل کر دیا تھا پھر (امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی نے) گزشتہ واقعہ ذکر کیا۔

(۲)......آیتِ مبارکہ کے الفاظ '' فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ '' کا معنی یہ ہے کہ ''اُسے مستقبل (یعنی آخرت) میں جہنم کی سزا دی جائے گی۔'' اور یہ ایک وعید ہے اور وعید کا پورا نہ کرنا کرم ہے۔'' (2)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے پہلی توجیہ کو اس اعتبار سے ضعیف قرار دیا کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ سبب کے خصوص کا اور اصولِ فقہ میں ایک قاعدہ ہے کہ '' مناسب صفت پر حکم کو مرتّب کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ صفت اس حکم کے لئے علت ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا (پ۶، المائدۃ:۳۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (پ۱۸، النور:۲) ترجمۂ کنز الایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب (۱۱)، الحدیث:۱۸، ص۳۔

(2)......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ۹۳، ج۶، ص۵۷۴۔

پس جس طرح یہ آیاتِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں کہ ہاتھ کاٹنے اور کوڑے مارنے کا سبب چوری اور زنا ہے اسی طرح یہاں پر جہنم کی وعید کا موجب قتلِ عمد ہے کیونکہ یہ حکم کے لئے وصفِ مناسب ہے اور جب معاملہ اس طرح ہے تو آیتِ مبارکہ کا کافر کے ساتھ خاص ہونا باقی نہ رہا۔لہٰذا عذابِ جہنم کا موجب اگر کفر ہوتو اس شدید وعید میں قتلِ عمد کا مطلقاً کوئی اثر باقی نہیں رہتا جبکہ اس کا موجب کفر نہیں، اور اگر اس کا موجب قتلِ عمد ہوتو اس سے لازم آئے گا کہ جب یہ واقع ہوتو وعید آ جائے، پس ان کی اس توجیہ کی کوئی حیثیت نہیں۔

دوسری توجیہ میں بھی انتہائی فساد پایا جاتا ہے کیونکہ وعید خبر کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، جب ہم نے اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے وعید کو پورا نہ کرنا جائز قرار دیا تو ہم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر جھوٹ جائز قرار دیا جو کہ بہت بڑی خطا بلکہ کفر کے قریب ہے کیونکہ عقلا کا اجماع ہے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ جھوٹ سے پاک ہے۔**'' یہ حضرت سیِّدُنا امام رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کے کلام کا خلاصہ ہے۔

دوسری توجیہ میں حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی منفرد نہیں بلکہ اُن سے پہلے اُن سے بڑے علما جیسے حضرت سیِّدُنا ابوعمرو بن علاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے جیسا کہ ان کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے، پس اس کے قائل ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو ایسی بڑی برائی سے بچانے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ ''ان کی مراد خبر میں خلاف واقع ہونا نہیں بلکہ یہ ہے کہ (۱)......اگر اس پر نرمی نہ کی گئی اور اُسے معاف نہ کیا گیا یا (۲)...... اس نے توبہ نہ کی یا (۳)......اس سے قصاص نہ لیا گیا (۴)......یا اسے معاف نہ کیا گیا تو تقدیراً اسے جہنم میں لے جائے گی۔'' اس پر دلیل ظاہر ہے، پہلی صورت تو قطعی طور پر سچی ہے جبکہ بعد والی تینوں میں سنت فیصلہ کرنے والی ہے، پہلی صورت کو برقرار رکھنے میں کوئی ایسی چیز نہیں جو آیتِ مبارکہ کو وعید سے خارج کر دے کیونکہ اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا: ''میں تجھے اس جرم پر سزا دوں گا مگر یہ کہ مجھے تجھ پر رحم آ جائے یا تو ایسا کام کرے جو تیرے قصور کو مٹا دے یا کوئی شخص تیری سفارش کر دے۔'' تو اس کا یہ قول وعید ہوگا۔

آیتِ مبارکہ میں وعید کا پورا نہ کرنا اس اعتبار سے ہے کہ مذکورہ محذوف باتیں اس میں ظاہراً نہیں بلکہ پوشیدہ ہیں، پس یہ ظاہر کے اعتبار سے پورا نہ کرنا ہے نہ کہ حقیقت کے اعتبار سے۔لہٰذا اس سے فائدہ حاصل کیجئے تا کہ آپ اس طعن وتشنیع کا جواب دے سکیں جو حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے اس مؤقف

کے قائلین پر کی اوران پر ایسی باتیں لازم کیں جوانہوں نے نہیں کہیں اور نہ ہی ان کے دل میں ایسی باتوں کا خیال کھٹکا بلکہ وہ اس سے بہت زیادہ دور ہیں۔

پھر میں نے حضرت سیِّدُنا قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں جواب دیتے ہوئے مذکورہ توجیہ کے علاوہ ایک اور توجیہ ذکر کی جو غور وفکر سے معلوم ہوسکتی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''آیتِ مبارکہ اس پر تو دلالت کرتی ہے کہ قتل کی سزا وہی ہے جو اس میں مذکور ہوئی لیکن اس میں یہ دلیل نہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے سزا دے گا بھی یا نہیں؟ کیونکہ ایک شخص اپنے غلام سے کہتا ہے: ''تیری سزا تو یہ ہے کہ میں تیرے ساتھ ایسا کروں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔''

یہ توجیہ اس اعتبار سے ضعیف ہے کہ اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قتلِ عمد کی سزا وہی ہے جو مذکور ہوئی اور کئی آیاتِ مقدّسہ سے ثابت ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مستحقین کو سزا دے گا۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (پ۵،النساء:۱۲۳)　ترجمۂ کنز الایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ (پ۳۰، الزلزال:۸)　ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

اس دلیل کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان میں ''يُّجْزَ بِهٖ'' اور ''يَّرَهٗ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کو سزا تب ملے گی جب اس کی معافی پر اس طرح کی دلیل واقع نہ ہو جیسے قرآنِ پاک میں ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ۵،النساء:۴۸)　ترجمۂ کنز الایمان: اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

پس ''يُّجْزَ بِهٖ'' اور ''يَّرَهٗ'' کے شرط کی جزا ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ شرط پر مرتب ہے اور مرتب ہونے سے جزا کا واقع ہونا لازم نہیں آتا۔

اسی طرح آیتِ مبارکہ میں ہمیشہ جہنم میں رہنے کی سزا قتلِ عمد پر مرتب ہے اور اس سے واقع ہونا لازم نہیں آتا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اگر آپ کسی کو یہ کہیں کہ ''اگر آپ میرے پاس آئے تو میں آپ کی عزت وتکریم کروں گا۔'' پس عزت اس کی آمد پر مرتب ہوگی۔ لہٰذا جب وہ آئے گا تو عزت پائی بھی جاسکتی ہے اور نہیں بھی۔

چونکہ یہ قول میرے ابتدائی جواب کے قریب ہے اس لئے یہ حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اور

دیگر سابقہ معترضین کے اعتراضات کا جواب بن سکتا ہے اور اس صورت میں وعید کے پورا نہ کرنے کا معنی یہ ہوگا کہ اگر معافی وغیرہ کا ثبوت نہ ہو تو اس وقت وہ ترتیب حاصل ہوتی ہے جس پر آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے اور اگر معافی کا ثبوت پایا جائے تو وہ ترتیب حاصل نہیں ہوتی، پس اس معنی کے اعتبار سے خلف سے مراد خبر کا پورا نہ ہونا نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دی ہوئی خبر کے متعلق پورا نہ ہونے کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی کا کلام دیکھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اور ان کا جواب یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ دو صورتوں میں خاص ہے۔ **پہلی** یہ کہ قتلِ عمد زیادتی کے بغیر ہو مثلاً قصاص میں کسی کو قتل کرنے سے یہ وعید بالکل نہ پائی جائے گی۔ **دوسری** یہ کہ ظلم و زیادتی کے ساتھ قتل کرنے والا جب توبہ کر لے تو بھی یہ وعید بالکل نہ پائی جائے گی۔ جب ان دونوں صورتوں میں قتلِ عمد کو خاص کیا جا سکتا ہے تو یہ تخصیص اس صورت میں بھی پائی جا سکتی ہے جب مجرم کو (وعید سنانے کے بعد) معاف کر دیا جائے اور اس کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا درج ذیل فرمانِ عالیشان ہے:

وَیَغۡفِرُ مَادُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ (پ ۵، النساء:۴۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

سوال: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس کے متعلق جو کچھ ذکر فرمایا ہے اس میں اختلاف کا مقام یہ ہے کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ اور کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے معاف بھی کرے گا یا نہیں؟ لہٰذا اس صورت میں مذکورہ جواب کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب: جب حدیثِ پاک میں اس کی صراحت موجود ہے تو آیتِ مبارکہ کو بھی اسی معنی پر محمول کرنا ضروری ہے اور مخالفین کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان کے شبہات کمزور ہیں اور ان کے طریقے ہوا میں اڑنے والے گرد و غبار کی مثل ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیا ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو ناحق قتل

کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور (۷) پاک دامن مومنہ سیدھی سادی عورتوں پر تہمت لگانا۔'' [۱]

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا۔'' [۲]

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا (مخلوق کو) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا مقابل ٹھہرانا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا۔'' میں نے عرض کی: ''بے شک یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دینا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔'' [۳]

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔'' [۴]

﴿5﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان جان کو قتل کرنا اور جنگ کے دن بھاگ جانا۔'' [۵]

﴿6﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے سب

---

[۱]......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث۲۶۲، ص۶۹۳۔

[۲]......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث۵۹۷۷، ص۵۰۶۔

[۳]......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب وبیان اعظمھا، الحدیث۲۵۷، ص۶۹۳۔

[۴]......صحیح البخاری، کتاب الاَیمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

[۵]......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب ذکر الکبائر، الحدیث۴۰۱۴، ص۲۳۵۰۔

سے بڑے گناہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔'' (۱)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو (پھر ان میں سے چند بیان فرمائے): **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور جنگ سے بھاگ جانا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کرتے سنا: ''والدین کی نافرمانی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (۳)

﴿9﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں (پھر ان میں سے چند بیان فرمائے): **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔'' (۴)

﴿10﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ یمن کی طرف اپنے مبارک پیغام میں تحریر فرمایا: ''بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور کسی مومن کو ناحق قتل کرنا ہے۔'' (۵)

﴿11﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''مومن اپنے دین کے معاملہ میں ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا۔'' (۶)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''ناحق حرام خون بہانا ہلاک کرنے والے ان امور میں سے ہے جن سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں۔'' (۷)

---

(۱)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث۳۸۲، ج۱، ص۲۹۱۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۵۶۳۶، ج۶، ص۱۰۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۳۰، ج۱۳، ۱۴، ص۶۔ ......المعجم الاوسط، الحدیث۵۷۰۹، ج۴، ص۲۰۰۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰۔

(۵)......صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالی: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا......الایة، الحدیث:۶۸۶۲، ص۵۷۲۔

(۶)......المرجع السابق، الحدیث:۶۸۶۳۔

﴿13﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ساری دنیا کا تباہ ہوجانا کسی مومن کے ناحق قتل سے زیادہ آسان ہے۔“ (۱)

﴿14﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”کسی مومن کو قتل کرنے میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہوجائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن سب کو جہنم میں داخل کردے۔“ (۲)

﴿15﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ساری دنیا کا تباہ ہوجانا ناحق خون بہانے سے زیادہ آسان ہے۔“ (۳)

﴿16﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ساری دنیا کا مٹ جانا کسی مسلمان کے (ناحق) قتل سے زیادہ آسان ہے۔“ (۴)

﴿17﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”کسی مسلمان کا قتل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔“ (۵)

﴿18﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دورانِ طواف کعبہ شریف سے (مخاطب ہوکر) ارشاد فرماتے سنا: ”تو کتنا اچھا ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! مومن کے مال اور خون کی حرمت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔“ (۶)

﴿19﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”کسی مومن

۱......سنن ابن ماجه، ابواب الديات، باب التغليظ فى قتل مسلم ظلما، الحديث: ۲۶۱۹، ص۲۶۳۴۔
۲......الترغيب والترهيب، كتاب الحدود، باب الترهيب من قتل النفس......الخ، الحديث: ۳۷۱۸، ج۳، ص۲۳۴۔
۳......شعب الايمان للبيهقى، باب فى تحريم النفوس والجنايات عليها، الحديث: ۵۳۴۴، ج۴، ص۳۴۵۔
۴......جامع الترمذى، ابواب الديات، باب ما جاء فى تشديد قتل المؤمن، الحديث: ۱۳۹۵، ص۱۷۹۳۔
۵......سنن النسائى، كتاب المحاربة، باب تعظيم الدم، الحديث: ۳۹۹۵، ص۲۳۴۹۔
۶......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب حرمة دم المومن وماله، الحديث: ۳۹۳۲، ص۲۷۱۲۔

کے خون میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہو جائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو جہنم میں دھکیل دے۔'' (۱)

﴿20﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں مدینہ شریف میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا لیکن قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ایک شخص قتل ہو گیا جبکہ میں تم میں موجود ہوں اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا، اگر تمام زمین وآسمان والے کسی مومن کو قتل کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے مگر یہ کہ وہ جو چاہے کرے۔'' (۲)

﴿21﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کو قتل کرنے میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہو جائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دے۔'' (۳)

﴿22﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے مومن کے قتل پر مدد کی اگرچہ آدھا کلمہ کہا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔'' (۴)

حضرت سیِّدُنا امام اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَةُ اللہِ تعالٰی علیہ کے حوالے سے ''آدھے کلمے'' کی وضاحت یہ فرمائی کہ وہ ''اُقْتُلْ'' (یعنی تو اسے مار ڈال) کے بجائے صرف ''اُقْ'' کہہ دے۔

﴿23﴾......سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے خون پر مدد کی اگرچہ آدھا کلمہ کہا قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔'' (۵)

﴿24﴾......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہے

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: ۱۳۹۸، ص۱۷۹۳۔

(۲)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیہا، الحدیث: ۵۳۴۵، ج۴، ص۳۴۷، دون قولہ: مؤمن۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۵۶۲، الجزء الاول، ص۲۰۵۔

(۴)......سنن ابن ماجہ، ابواب الدیات، باب التغلظ فی قتل مسلم ظلماً، الحدیث: ۲۶۲۰، ص۲۶۳۴۔

(۵)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیہا، الحدیث: ۵۳۴۶، ج۴، ص۳۴۶۔

کہ اس کے اور جنت کے درمیان کسی مسلمان کا چلو بھر خون بہانے کا گناہ بھی حائل نہ ہو جتنا مرغی ذبح کرتے وقت بہایا جاتا ہے (تو وہ ایسا ضرور کرے کیونکہ) ایسا شخص (یعنی ناحق خون بہانے والا) جب بھی جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اور جنت کے مابین رکاوٹ حائل کر دے گا اور تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں پاک چیز ہی جائے (تو وہ ایسا ضرور کرے) کیونکہ (مرنے کے بعد) سب سے پہلے انسان کا پیٹ ہی بدبودار ہوتا ہے۔''[1]

﴿25﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی بھی شخص ناحق قتل کیا جاتا ہے تو اس گناہ کا حصہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بیٹے (قابیل) کو ضرور ملتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ رائج کیا۔''[2]

﴿26﴾......حضور نبی مُکرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون بہانے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔''[3]

بروزِ قیامت سب سے پہلا حساب:

﴿27﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون بہانے کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔''[4]

حدیث کی وضاحت:

مذکورہ حدیث میں ذکر کردہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے منافی نہیں، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حقوق میں سے سب سے پہلے انسان سے نماز کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ یہ حُقُوقُ اللہ میں سب سے اہم حق ہے اور لوگوں کے حقوق میں سے سب سے پہلے قتل کے بارے میں حساب ہوگا کیونکہ یہ حُقُوقُ العِباد میں سب سے اہم ہے۔

﴿28﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اُمید ہے کہ اللہ

[1] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیہا، الحدیث ۵۳۵۵، ج۴، ص۳۴۷۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریتہ، الحدیث ۳۳۳۵، ص۲۶۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب المجازاۃ بالدماء فی الآخرۃ......الخ، الحدیث: ۴۳۸۱، ص۹۷۴۔

[4] ......سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب تعظیم الدم، الحدیث: ۳۹۹۶، ص۲۳۴۹۔

عَزَّوَجَلَّ ہر گناہ بخش دے گا سوائے اس شخص کے جو حالتِ کفر میں مرے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔‘‘ (۱)

﴿29﴾……ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں عرض کی: ’’کیا قاتل کے لئے کوئی توبہ ہے؟‘‘ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تعجب بھرے انداز میں فرمایا: ’’کیا کہہ رہے ہو؟‘‘ اس نے اپنا سوال دُہرایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی طرح دو یا تین مرتبہ پوچھا: ’’کیا کہہ رہے ہو؟‘‘ پھر ارشاد فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن مقتول بارگاہِ الٰہی میں یوں حاضر ہوگا کہ ایک ہاتھ میں اپنا سر اور دوسرے ہاتھ میں قاتل کا گریبان پکڑا ہوگا جبکہ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ عرشِ الٰہی کے پاس پہنچ کر اللّٰہ ربُّ العٰلمین کی بارگاہ میں عرض کرے گا: ’’یہ ہے وہ شخص جس نے مجھے قتل کیا۔‘‘ اللہ عَزَّوَجَلَّ قاتل سے فرمائے گا: ’’ہلاک ہو جا۔‘‘ پھر اُسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ (۲)

﴿30﴾……سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بارگاہِ ربُّ العزَّت میں مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے حاضر ہوگا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ عرض کرے گا: ’’اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔‘‘ تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قاتل سے دریافت فرمائے گا: ’’تو نے اسے کیوں قتل کیا۔‘‘ وہ عرض کرے گا: ’’میں نے اسے فلاں کی عزت کے لئے قتل کیا۔‘‘ تو اسے کہا جائے گا: ’’عزت تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ہے۔‘‘ (۳)

﴿31﴾……میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: صبح کے وقت ابلیس اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے: ’’جس نے آج کسی مسلمان کو ذلیل ورُسوا کیا میں اسے تاج پہناؤں گا۔‘‘ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ایک آکر کہتا ہے: ’’میں ایک شخص پر مُسلَّط رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔‘‘ شیطان جواب دیتا ہے: ’’ہوسکتا ہے وہ پھر نکاح کرلے۔‘‘ دوسرا آکر کہتا ہے: ’’میں ایک آدمی کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔‘‘ تو وہ کہتا ہے: ’’شاید! وہ ان کے ساتھ اچھا

……سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب تحریم الدم، الحدیث:۳۹۸۹، ص۲۳۴۹، بتقدمٍ وتاخرٍ۔

……المعجم الاوسط، الحدیث:۴۲۱۷، ج۳، ص۱۷۰۔ ……المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۶، ج۱، ص۲۲۴۔

سلوک کر لے۔'' تیسرا آ کر کہتا ہے: ''میں ایک شخص کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ وہ شرک کر بیٹھا۔'' تو وہ کہتا ہے: ''تو نے بڑا کام کیا۔'' چوتھا آ کر کہتا ہے: ''میں ایک آدمی کے ساتھ ساتھ رہا یہاں تک کہ اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔'' تو وہ کہتا ہے: ''تو نے تو کمال کر دیا۔'' پھر اسے تاج پہنا دیتا ہے۔'' (۱)

﴿32﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور پھر اس کے قتل پر خوش ہوا **اللہ** عزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔'' (۲)

حضرت سیِّدُ نا علامہ غسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''کسی مومن کو قتل کر کے اس پر خوش ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اسے فتنہ وفساد میں خود کو حق پر سمجھتے ہوئے قتل کرے تو **اللہ** عزَّوَجَلَّ اسے معاف نہ فرمائے گا۔''

﴿33﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جہنم سے ایک گردن نکلے گی اور کہے گی: ''مجھے آج 3 (قسم کے) لوگوں پر مسلَّط کیا گیا ہے: (۱)...... ہر سرکش ظالم پر (۲)......جس نے **اللہ** عزَّوَجَلَّ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا اور (۳)......جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا۔'' پھر وہ ان پر لپٹ جائے گی اور انہیں جہنم کے انگاروں پر پھینک دے گی۔ (۳)

﴿34﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو فصیح وبلیغ زبان میں کلام کرے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی اور ایک زبان ہو گی جس سے وہ کلام کرے گی وہ کہے گی: ''مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو معبود بنانے والے، ہر سرکش ظالم اور کسی جان کو ناحق قتل کرنے والے کے متعلق حکم دیا گیا ہے۔'' پس وہ ان (3 قسم کے لوگوں) کو دیگر تمام لوگوں سے 500 سال پہلے (جہنم میں) لے جائے گی۔'' (۴)

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب التاریخ ،باب بدء الخلق، الحدیث:۶۱۵۱، ج۸،ص۲۴ ،بتغیرٍقلیلٍ۔

......سنن ابی داود،کتاب الفتن ،باب فی تعظیم قتل المؤمن ،الحدیث:۴۲۷۰،ص۱۵۳۴۔

......المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید الخدری،الحدیث:۱۱۳۵۴ ،ج۴،ص۸۰۔

الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من قتل النفس......الخ ،الحدیث:۳۷۲۵،ج۳،ص۲۳۷۔

......المعجم الاوسط،الحدیث:۳۱۸ ،ج۱،ص۱۰۳۔

الترغیب والترھیب، کتاب الحدود،باب الترھیب من قتل النفس......الخ،الحدیث:۳۷۲۵،ج۳، ص۲۳۷۔

﴿35﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کے ساتھ معاہدہ تھا تو وہ نہ تو جنت کی خوشبو پائے گا اور نہ ہی سونگھ سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو 40 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (۱)

﴿36﴾......نسائی شریف میں یہ حدیثِ پاک ان الفاظ میں ہے: ''جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا۔'' (۲)

﴿37﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی معاہد کو غیر وقت میں [یعنی ایسے وقت کے علاوہ جس میں اس کا قتل جائز ہو مثلاً معاہدہ نہ رہا۔ از مصنف] قتل کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔'' (۳)

﴿38﴾......نسائی شریف میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ''اس پر جنت کی خوشبو حرام فرما دے گا۔'' (۴)

﴿39﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی شخص کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (۵)

﴿40﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی عہد والے شخص کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (۶)

نوٹ: 40، 70 اور 5000 سال کی مسافت کی روایات میں تطبیق یہ ہے کہ یہ فرق خوشبو سونگھنے والے مختلف لوگوں اور ان کے مراتب کے اعتبار سے ہوگی۔

﴿41﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خبردار! جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے ذمہ میں ہو تو اس نے اللہ

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب اثم من قتل معاهدًا بغیر جرم، الحدیث:۳۱۶۶، ص۲۵۶۔

(۲)......سنن النسائی، کتاب القسامة، باب تعظیم قتل المجاهد، الحدیث:۴۷۵۵، ص۲۳۹۵۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، الحدیث:۲۷۶۰، ص۱۴۲۹۔

(۴)......سنن النسائی، کتاب القسامة، باب تعظیم قتل المعاهد، الحدیث:۴۷۵۱، ص۲۳۹۵۔

(۵)......المرجع السابق، الحدیث:۴۷۵۳۔

(۶)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره صلی اللہ علیہ وسلم، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث:۷۳۴۰، ۷۳۳۹، ج۹، ص۲۳۹۔

عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کو توڑ دیا اور وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 40 سال کی مسافت سے آئے گی۔‘‘ (۱)

جب ذمی کو قتل کرنے کا یہ عذاب ہے جو کہ کچھ مدت کے لئے دار الاسلام میں پناہ گزیں ہے تو مسلمان کو قتل کرنے والے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

تنبیہ:

واضح احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اسی وجہ سے قتلِ عمد کے کبیرہ ہونے پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اجماع ہے، لیکن اختلاف اس میں ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ البتہ! نص سے ثابت صحیح قول یہ ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قتل ہے اور ایک قول کے مطابق زنا ہے۔

میں نے شبہ عمد کو حضرت سیِّدُنا امام ہروی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا امام شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی کے صریح اقوال کی بنا پر کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام ہروی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’کبیرہ گناہ کی تعریف میں چار چیزیں داخل ہیں: (۱) حد کا ثبوت (۲) قتل کا ثبوت (۳) فعل پر قدرت (۴) شبہ عمد کی وجہ سے سزا کا ساقط ہو جانا۔‘‘

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی مذکورہ قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’امام ہروی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا قول ’’قتل کا ثبوت‘‘ سے مراد قصاص میں قتل کرنا ہے اور اس کو حد نہیں کہا جاتا البتہ! ڈاکو اور راہزن کے قتل کو حد کہا جاتا ہے اور اس کے بھی غالب معنی میں اختلاف ہے کہ کیا یہ قصاص کے معنٰی میں ہے یا حد کے معنٰی میں؟ اور نظر وفکر کی قوت کے اعتبار سے حکم مختلف ہوتا ہے۔ ان کا قول ’’فعل پر قدرت‘‘ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ شبہ عمد میں فعل پر قدرت کی وجہ سے اسے کبیرہ کہا جا سکتا ہے، بخلاف قتل خطا کے کیونکہ وہ اختیار سے نہیں ہوتا۔ اسی طرح جس سزا میں شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے وہ بھی کبیرہ ہوتا ہے کیونکہ قصاص کسی مانع کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے حضرت سیِّدُنا ہروی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا تھا: ’’کسی کے عادل ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ حد کو واجب کرنے والے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے جیسے چوری، زنا اور راہزنی یا جو فعل پر قادر ہونا ثابت کرے اگرچہ شبہ کی وجہ سے یا چیز کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اس میں حد واجب نہ ہو اور ناحق قتل جان بوجھ

(۱)……جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب ما جاء فیمن ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۴۰۹، ص ۱۷۹۳، ’’اربعین‘‘ بدلہ ’’سبعین‘‘۔

کر ہو یا شبہ عمد سے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) نے اپنے اس قول سے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ ''قتل وغیرہ کی حد اسی کی جنس سے واجب ہوتی ہے۔''

مقتول کا کیا قصور:

﴿42﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ آمنے سامنے آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟'' ارشاد فرمایا:''وہ بھی اپنے مد مقابل کو قتل کرنے پر حریص ہوتا ہے۔''[1]

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اس حدیثِ پاک کے بارے میں حضرت سیِّدُ نا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ دونوں کسی شرعی وجہ سے نہ لڑ رہے ہوں بلکہ ذاتی دُشمنی، تعصُّب یا دنیوی لالچ وغیرہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوں۔ البتہ! جس نے ایسی صورت میں سرکشوں کو قتل کیا کہ اس پر ان کو قتل کرنا واجب ہو چکا تھا، پس اس نے کسی کو قتل کر دیا یا اپنے آپ سے اور اپنے گھر سے دُور بھگا دیا تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ مدمقابل کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسے خود کو بچانے کے لئے قتال کا حکم دیا گیا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مقتول کے متعلق فرمایا:''وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے پر حریص ہوتا ہے۔''

جس نے کسی باغی یا مسلمانوں کو راستے میں لوٹنے والے کسی ڈاکو کو قتل کیا تو وہ بے شک اسے قتل کرنے کا حریص نہیں بلکہ وہ اسے اپنے آپ سے دور کرنا چاہتا ہے، اگر اس کا مدمقابل رُک گیا تو وہ بھی اُس سے رُک جائے گا اور اس کا پیچھا نہیں کرے گا، پس یہ حدیثِ پاک اس صفت والے لوگوں کے بارے میں وارد نہیں لہٰذا وہ اس میں داخل نہ ہوں گے۔ البتہ! جو اس صفت پر نہ ہوں وہی اس سے مراد ہیں۔

---

[1]......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ......الخ، الحدیث:۳۱، ص ۴۔

کبیرہ نمبر314:

خود کُشی کرنا

خود کُشی حرام ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا(۲۹) وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًاؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا(۳۰) (پ۵، النساء:۲۹،۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

''وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ'' سے کیا مراد ہے۔اس کے متعلق دو اقوال مروی ہیں: ﴿۱﴾......تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ''اَنْفُسَكُمْ'' فرمایا اسی لیے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمنین ایک جان کی مثل ہیں۔'' اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب اہلِ عرب کا کوئی شخص قتل کیا جاتا تو وہ کہتے: ''قُتِلْنَا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی ربِّ کعبہ کی قسم! ہم سب مار ڈالے گئے۔'' کیونکہ ان کے نزدیک ایک کا قتل سب کے قتل کے برابر تھا۔ [1]

﴿۲﴾......یا آیتِ مبارکہ میں انسان کو حقیقتاً خود کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ظاہر معنٰی بھی یہی ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور اکثر مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام سے پہلا معنٰی منقول ہے، جبکہ میں نے بعض روایات میں دوسرے معنی کی تصریح بھی پائی ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو غزوۂ ذاتُ السلاسل میں احتلام ہو گیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو غسل کی صورت میں سردی سے ہلاک ہونے کا خوف لاحق ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تیمّم کر لیا اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لی، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم نے اپنے دوستوں کے

[1] ......التفسیر الکبیر، النساء، تحت الآیۃ۲۹، ج۴، ص۵۸۔

ساتھ نماز پڑھ لی حالانکہ تم پرغسل فرض تھا۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عذر بیان کیا اور پھر دلیل پیش کرتے ہوئے عرض کی: ''میں نے یہ آیتِ مبارکہ سن رکھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۝۲۹ (پ۵، النساء: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بےشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے اور کچھ نہ فرمایا۔ [1]

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیتِ مبارکہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا مراد لیا نہ کہ کسی دوسرے کو قتل کرنا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر انکار نہ فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ ''مومن کو ایمان کے باوجود اپنے آپ کو قتل کرنے سے کیسے روکا جا سکتا ہے جبکہ وہ (دنیا میں) انتہائی مذمت اور (آخرت میں) شدید عذاب کی وجہ سے خود کو قتل نہ کرنے پر مجبور ہے۔'' پس اس وقت اسے منع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اس لئے کہ یہ ممانعت اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے آپ کو قتل کرنے کا اعتقاد رکھتا ہو جیسا کہ اہلِ ہند رکھتے ہیں اور مومن ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مومن کے خود کو قتل نہ کرنے پر مجبور ہونے کی ممانعت ثابت ہے بلکہ مومن کو ایمان، خودکُشی کی قباحت اور اس کے درد کے زیادہ ہونے کا علم ہونے کے باوجود کبھی کبھار مومن ایسے غم اور اذیت میں مبتلا ہوتا کہ اس غم و اذیت (کو برداشت کرنے) کی بنسبت اس کا خود کو قتل کرنا آسان معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ اپنے آپ کو قتل کر دیتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے افعال نہ کرو جو قتل کا باعث بنتے ہیں مثلاً شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنا اور مرتد ہونا۔

''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا'' فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس امت پر رحیم ہے اور اسی رحمت کی وجہ سے انہیں ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جس میں مشقت و مصیبت پیش آسکتی ہو، نیز انہیں ان مشکل کاموں اور بوجھوں کا بھی مکلّف نہیں بنایا جن کا ان سے پہلی امتوں کو مکلّف بنایا گیا تھا، لہٰذا انہیں نافرمانی کی وجہ سے توبہ کے طور پر اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا جس طرح کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا گیا کہ انہیں بطورِ توبہ اپنے آپ کو قتل کرنے کا

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد أیتیمم؟، الحدیث: ۳۳۴، ص ۱۲۴۸، مفھومًا۔

حکم دیا گیا۔ [۱]

چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(۵۴) (پ۱، البقرۃ:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

پس انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ہی لمحے میں 70 ہزار قتل ہو گئے۔ [۲]

آیتِ مقدّسہ کے اس حصے ''وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ'' میں اپنے آپ کو قتل کرنے کی طرف اشارہ ہے، لہٰذا یہ شدید وعید اسی پر مرتّب ہو گی اور (زجاج) کہتا ہے کہ اس سے مراد باطل طریقے سے مال کھانا بھی ہے کیونکہ ایک ہی آیتِ مبارکہ میں دونوں کا ذکر ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ''اس سے مراد سورۂ مبارکہ کے شروع سے لے کر اس مقام تک بیان کردہ تمام احکام ہیں جن کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ممانعت فرمائی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ تمام احکام ہیں جن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منع فرمایا ہے صرف وہی احکام مراد نہیں جو اس سورت کی ابتدا سے اس مقام تک بیان ہوئے ہیں کیونکہ یہ (یعنی وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ) ایک ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ وعید ملی ہوئی ہے، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًاؕ (پ۴، النساء:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔'' سے لے کر یہاں تک وعید ہے، کیونکہ اس کے بعد اس کے علاوہ کوئی وعید نہیں۔'' [۳]

عُدوان اور ظُلم کا مفہوم:

وعید کو عدوان اور ظلم کے ساتھ مقیّد کیا گیا ہے تاکہ اس سے بھول چُوک، غلطی اور جہالت سے کیا ہوا فعل نکل

......التفسیر الکبیر، النساء، تحت الآیۃ ۲۹، ج۴، ص۵۸، مفہوماً۔

......تفسیر الطبری، البقرۃ، تحت الآیۃ ۵۴، الحدیث: ۹۴۰، ج۱، ص۳۲۶۔

......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۳۰، ج۶، ص۳۴۰۔

جائے اوران دونوں الفاظ (یعنی عدوان اور ظلم) کو اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ اگر چہ یہ دو مختلف الفاظ ہیں مگر معنی کے اعتبار سے قریب قریب ہیں جیسے ''بُعْدًا اور سُحْقًا یعنی رحمتِ الٰہی سے دوری اور پھٹکار'' اور جیسے حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (پ۱۳، یوسف:۸۶) ترجمۂ کنزالایمان: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔

جیسے کسی شاعر کا قول ہے:

وَاَلْفٰی قَوْلَهَا کَذِبًا وَمَیْنًا **ترجمہ:** اس نے محبوبہ کے قول کو بہت جھوٹا پایا۔

''عُدْوَان'' کا معنی ہے، حد سے بڑھ جانا اور ''ظُلْم'' سے مراد ہے، کسی چیز کو غیرِ محل میں رکھنا۔

''نُصْلِیْهِ نَارًا'' کا معنی ہے کہ ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور اسے اس کی گرمی چکھائیں گے اور ''یَسِیْرًا'' کا معنی ہے، آسان۔ [۱]

احادیثِ مبارکہ میں خودکُشی کی مذمت:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو کسی پہاڑ سے گرایا اور اپنے آپ کو قتل کر دیا وہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا اور جس نے گھونٹ گھونٹ زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے جہنم کی آگ میں گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے (کے آلے) سے قتل کیا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو اس سے مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا۔'' [۲]

﴿3﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنا گلا گھونٹا (یعنی دبایا) وہ جہنم میں بھی اسے گھونٹتا رہے گا اور جس نے خود کو نیزہ مارا وہ جہنم میں بھی اپنے آپ کو نیزہ مارتا

[۱] ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۳۰، ج۶، ص۳۴۰۔

[۲] ......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء بہ......الخ، الحدیث:۵۷۷۸، ص۴۹۳۔

رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو (کسی بلند جگہ سے) گرایا وہ جہنم میں بھی خود کو گراتا رہے گا۔'' (۱)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جندب بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس مسجد میں ہمیں احادیثِ مبارکہ بیان کیا کرتے تھے، ہم ان میں سے ایک حدیثِ پاک بھی نہیں بھولے اور نہ ہی ہمیں یہ خوف ہے کہ انہوں نے سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جھوٹ بولا، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ایک شخص کو زخم تھا اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان کے معاملہ میں جلد بازی کی لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔'' (۲)

﴿5﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے ایک شخص کو زخم تھا اسے درد ہوا تو اس نے ایک چُھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان کے معاملہ میں جلد بازی کی۔'' (۳)

﴿6﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص کے چہرے پر ایک پھنسی نکلی۔ جب اُسے تکلیف ہوئی تو اُس نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ٹھیک ہونے سے پہلے اُسے چھیل دیا، خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو تمہارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔'' (۴)

﴿7﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص کو زخم تھا، اس کا ترکش لایا گیا تو اس نے لمبے چوڑے پھل والا نیزہ لیا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، الحدیث: ۱۳۶۵، ص ۱۰۶۔
شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس و الجنایات علیہا، الحدیث: ۵۳۶۲، ج ۴، ص ۳۵۰۔
(۲)......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، الحدیث: ۱۳۶۴، ص ۱۰۶۔
(۳)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۳، ص ۲۸۲۔
(۴)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ......الخ، الحدیث: ۳۰۷، ص ۶۹۷۔
(۵)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، فصل فی الصلاۃ علی الجنازہ، الحدیث: ۳۰۸۴، ج ۵، ص ۳۸۔

﴿8﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی ملت کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ انسان پر وہ نذر پوری کرنا لازم نہیں جس کا وہ مالک نہیں۔ اور مومن کو لعن طعن کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے کسی مومن کو کافر کہا تو یہ اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے (اپنے آپ کو) کسی چیز سے ذبح کیا اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔'' [۱]

﴿9﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان پر وہ نذر پوری کرنا لازم نہیں جس کا وہ مالک نہیں۔ مومن کو لعن طعن کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی طرح ہے۔ جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اسے قتل کرنے والے کی طرح ہے۔ جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُسے اُس چیز کے ساتھ عذاب دے گا جس کے ساتھ اُس نے خود کو قتل کیا۔'' [۲]

سرکار صلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علمِ غیب:

﴿10﴾......مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوگئی۔ جب حضور نبیِّ کریم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے لشکر کی طرف اور کفار اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں ایک شخص ایسا تھا جس نے جتھے سے چھوٹنے والے یا جدا ہونے والے کسی فرد کو نہ چھوڑا یعنی مشرکین کی جماعت سے جدا ہونے والے ہر فرد کا پیچھا کیا اور اسے اپنی تلوار سے مار ڈالا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آج ہم میں سے کسی کو بھی ایسا ثواب نہ ملے گا جیسا فلاں کو ملے گا۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمیوں میں سے ہے۔'' [۳]

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے، اس پر لوگ کہنے لگے: ''اگر یہ بھی جہنمی ہے تو جنتی کہاں ہیں؟'' لیکن ان میں سے

---

[۱]......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان......الخ، الحدیث: ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ص۶۹۶۔
صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مَنْ اَکْفَرَ اَخَاہُ......الخ، الحدیث: ۶۱۰۵، ص۵۱۵۔

[۲]......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فیمن رمی اخاہ بکفر، الحدیث: ۲۶۳۶، ص۱۹۱۷۔

[۳]......صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لایقال: فلان شہید، الحدیث: ۲۸۹۸، ص۲۳۳۔

ایک شخص نے کہا: ''میں ہر لمحہ اس کے ساتھ رہوں گا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''وہ اس کے ساتھ نکل پڑا، جب بھی وہ ٹھہرتا یہ بھی اس کے ساتھ ٹھہر جاتا اور جب وہ تیز چلتا یہ بھی تیز چلنے لگ جاتا، اس شخص کا کہنا ہے کہ ''اس مجاہد کو شدید زخم لگ گیا تو اس نے موت میں جلد بازی کی اور اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی نوک سینے کے درمیان رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور خود کو قتل کر دیا، وہ شخص میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ عزَّوَجَلَّ کے رسول (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ایک شخص کے متعلق ابھی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے جہنمی ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تو لوگوں نے اسے بہت بڑا سمجھا تو میں نے کہا: ''میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔'' لہٰذا میں حقیقت حال جاننے کے لئے نکل پڑا میں نے دیکھا کہ اسے شدید زخم لگا تھا جس کی وجہ سے اس نے موت میں جلدی کی اور اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور خود کو قتل کر دیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ لوگوں کے سامنے جنتیوں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص ظاہراً جہنمیوں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔'' [1]

تنبیہ:

اس باب میں مذکور آیتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ کی رو سے خودکُشی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں خود اپنا خون بہانے والا بھی داخل ہے جیسے شادی شدہ زانی اور ڈاکو جس کو قتل کرنا ضروری ہو۔ کیونکہ اگرچہ انسان اپنا خون بہا سکتا ہے لیکن پھر بھی اسے اپنا خون بہانا جائز نہیں بلکہ اگر اس نے خون بہا دیا تو یہ اس کے لئے کفارہ نہ ہوگا، کیونکہ کفارہ کا حکم اس پر ہوتا ہے جسے اس کے کسی جرم کی سزا دی گئی ہو مگر جس نے اپنے آپ کو خود سزا دی وہ اس کے معنی میں نہیں جسے سزا دے دی گئی۔

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، الحدیث۴۲۰۲، ۴۲۰۷، ص۳۴۵۔

کبیرہ نمبر315: قتلِ حرام یا اس کے مقدّمات پر مدد کرنا

کبیرہ نمبر316: موجود ہوتے ہوئے باوجودِ قدرت قتل سے نہ روکنا

رحمتِ الٰہی سے مایوس:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّد عالم، نُو رِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: جس نے کسی مومن کو قتل کرنے پر مدد کی اگرچہ آدھی بات سے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔'' (۱)

قتلِ ناحق کی نحوست:

﴿2﴾......حضور رحمتِ عالم، نُو رِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایسی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلماً قتل کیا جارہا ہو کیونکہ وہاں موجود لوگوں پر بھی لعنت اُترتی ہے جبکہ وہ مقتول کا دفاع نہ کریں۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبی مُکرَّم، نُو رِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی پیٹھ پر ناحق زخم لگایا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' (۳)

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مومن کی پیٹھ محفوظ ہے سوائے حق کے (یعنی اُسے جرم پر سزا مل سکتی ہے)۔'' (۴)

﴿5﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس موجود نہ رہے، شاید! وہ مظلوم ہو اور اس پر بھی غضب نازل ہوجائے۔'' (۵)

......سنن ابن ماجه، ابواب الديات، باب التغليظ في قتل المسلم ظلماً، الحديث: ۲۶۲۰، ص۲۶۳۴۔

......المعجم الكبير، الحديث: ۱۱۶۷۵، ج۱۱، ص۲۰۸۔

......المعجم الكبير، الحديث: ۷۵۳۶، ج۸، ص۱۱۶۔ ......المعجم الكبير، الحديث: ۴۷۶، ج۱۷، ص۱۸۰۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث خرشه بن الحارث، الحديث: ۱۷۷۵۳، ج۶، ص۱۶۷ بتغيرٍ۔

﴾6﴿......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس حاضر نہ ہو قریب ہے کہ وہ مظلوم ہو اور اُن (قتل کرنے والوں) پر غضب نازل ہو اور یہ بھی اس کی زد میں آجائے۔'' (1)

تنبیہ:

پہلے گناہ کا کبیرہ ہونا پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے جبکہ دوسرے کا کبیرہ ہونا دوسری اور تیسری حدیثِ پاک سے واضح ہے، بہرحال میری نظر سے کسی کا قول نہیں گزرا جس نے اسے کبیرہ شمار کیا ہو۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا کلام دیکھا جو اس کے مخالف ہے، وہ فرماتے ہیں: ''جب اس نے مطلوبہ شخص پر رہنمائی کر دی تاکہ اسے ظلماً قتل کیا جائے یا قتل کا ارادہ کرنے والے کو چھری لا کر دی تو یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے حرام ہے: ''وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ (پ۶، المائدۃ:۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔'' لیکن یہ صغیرہ گناہ ہے، کیونکہ اس سے فی نفسہ منع نہیں کیا گیا بلکہ منع کرنے کی وجہ ظلم پر قدرت دینے کا ذریعہ ہے، پس اکثر قاتل کی مدد کرنے میں ارادے میں مددگار بھی شریک ہو جاتا ہے اور ارادہ جب فعل سے خالی ہو تو وہ کبیرہ گناہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح کسی کا دوسرے ایسے شخص کو کسی کے قتل کرنے کا کہنا جس پر اس کی اطاعت لازم نہ ہو تو یہ کبیرہ گناہ نہیں کیونکہ اس میں صرف اس کے ہلاک ہونے کا ارادہ شامل ہے جبکہ اس کے ساتھ فعلِ قتل موجود نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے اس سارے کلام کا دارومدار حدیث کے متعلق ان کی غیر معروف اصطلاح پر ہے جبکہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق میرا ذکر کردہ کلام ہے، اگرچہ ہم تسلیم کر لیں کہ اس باب کی پہلی حدیث ضعیف ہے کہ ''جس نے کسی مسلمان کے قتل پر مدد کی......الخ۔'' پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا: ''انہوں نے جو ذکر کیا کہ قتل پر رہنمائی صغیرہ گناہوں میں سے ہے اس کی تائید مشکل ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس سے موافقت جائز نہیں سمجھتے بلکہ انہوں نے تو بادشاہ سے کسی کی شکایت کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظلم سے کسی بے قصور شخص کے قتل پر رہنمائی کرنا تو اس سے

1 ......المعجم الکبیر، الحدیث:۴۱۸۱، ج۴، ص۲۱۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

بھی قبیح ہے۔ چنانچہ، مشہور حدیثِ پاک میں ہے (جو اس باب کی ابتدا میں مذکور ہے کہ): جس نے کسی مومن کو قتل کرنے پر مدد کی اگرچہ آدھی بات سے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔''[1]

اسی طرح حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کا یہ قول محلِ نظر ہے کہ ''ایسے شخص سے قتل کا مطالبہ کرنا جس پر اس کی اطاعت لازم نہیں، یہ کبیرہ گناہ نہیں'' خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہو یا گمان ہو کہ وہ اطاعت کرے گا اور اس کا حکم ماننے میں جلدی کرے گا۔

اور یہی بات ظاہر ہے۔ پس صحیح وہی ہے جو میں نے ذکر کیا (یعنی قتل پر مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے نہ کہ صغیرہ)۔

کبیرہ نمبر 317: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان یا ذمی کو مارنا

کسی کو ناحق تکلیف دینے کی سزا:

﴿1﴾……حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کی پیٹھ پر ناحق زخم لگایا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''[2]

﴿2﴾……میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی پیٹھ محفوظ ہے سوائے حق کے (یعنی اُسے جرم پر سزا مل سکتی ہے)۔''[3]

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

﴿3﴾……شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں لوگوں کو (بلاوجہ) اذیت دیتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ (بروزِ قیامت) انہیں عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔''[4]

---

[1] ……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۵۸۷۴، ج۵، ص۲۴۶، "عینیہ" بدلہ "جبھتہ"۔

[2] ……المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۳۶، ج۸، ص۱۱۶، "جرح": بدلہ "جرد"۔

[3] ……المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۷۶، ج۱۷، ص۱۸۰۔

[4] ……صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق، الحدیث: ۲۶۱۵، ص۱۱۳۴۔

﴿4﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایسی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلم سے قتل کیا جا رہا ہو کیونکہ لعنت ان پر بھی ہوتی ہے جو وہاں موجود ہوں جبکہ وہ اس کا دفاع نہ کریں۔'' [1]

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْھِمَا) وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے اور یہ اس کے متعلق وارد شدید وعید سے واضح ہے لیکن شیخین نے اسے مسلمان کے ساتھ مقید کیا ہے جبکہ متاخرین کے ایک گروہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''مسلمان اور ذمی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اپنی کتاب ''اَلتَّوَسُّط'' میں فرماتے ہیں: ''اس گناہ کو مسلمان کے ساتھ مقید کرنے میں اعتراض ہے، خصوصاً جبکہ مضروب (یعنی جس کو مارا جائے) رشتہ دار ہو اور اس میں کوئی خفا نہیں کہ کلام اس کے بارے میں ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی گئی ہو۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مطلقاً فرماتے ہیں: ''نوچنا، ایک یا دو ضربیں لگانا صغیرہ گناہوں میں سے ہے، نیز کبھی کبھی دو مار کھانے والوں کے درمیان قوت وکمزوری اور شرف وکمینگی کے اعتبار سے فرق کیا جاتا ہے۔''

''اَلْخَادِم'' میں حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ ہوسکتا ہے کہ اِسے ''العُدَّۃ'' کے کلام پر محمول کیا جائے یعنی مطلق مارنا کبیرہ گناہ ہے اور شیخین نے اس پر زیادتی ثابت کی ہے، پھر مسلمان کے ساتھ اس مارنے کو مقید کرنے کا کوئی مفہوم نہیں کیونکہ ذمی بھی اسی طرح ہے۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا مذکورہ قول ''اَلْمِنْھَاج'' کی ابتدا میں مذکور ہے اور اسی کتاب کے آخر میں پہلے سے بھی زیادہ مشکل انداز میں ذکر کیا یعنی ''اگر قتل کو چھوڑ کر اس سے کم تکلیف والی کوئی ایسی ضرب لگائی جو اسے لاغر وکمزور کرنے والی نہ ہو یا کوئی ایسا زخم لگایا جس سے اس کا کوئی عضو نہ ٹوٹا اور نہ ہی اس کے بدن کی منفعت میں سے کوئی چیز ناکارہ ہوئی تو یہ کبیرہ گناہ نہیں لیکن اگر اس نے یہی سب کچھ اپنے ماں، باپ یا کسی رشتہ دار سے کیا یا یہ فعل

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۶۷۵، ج ۱۱، ص ۲۰۸۔

حرمِ پاک میں یا ان مہینوں میں کیا جن میں ایسا کرنا منع ہے یا کسی مسلمان کو کمزور سمجھتے یا اس پر برتری چاہتے ہوئے ایسا کیا تو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔''

اس کلام کا دارومدار بھی اسی پر ہے جس پر حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے پچھلے باب میں مذکور کلام کا دارومدار تھا اور انہوں نے فاحشہ، کبیرہ اور صغیرہ کے درمیان فرق کو اختیار کیا، یعنی کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں صغیرہ اور کبیرہ نہ ہو اور کبھی صغیرہ کسی قرینہ کے ملنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اور کبھی کبیرہ کسی قرینہ کی وجہ سے فاحشہ بن جاتا ہے سوائے کفر کے کیونکہ یہ تمام کبیرہ گناہوں سے فحش ترین ہے اور اس کی قسم میں سے کوئی بھی صغیرہ نہیں، پھر اس کی مثالیں ذکر کیں جن میں سے قتل کبیرہ گناہ ہے اور اگر رشتہ دار کو قتل کیا تو یہ فاحشہ بن جائے گا اور قتل سے کم تکلیف والی چوٹیں گزشتہ قید کے ساتھ صغیرہ ہیں، حالانکہ یہ اصطلاح صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن، شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی) اور ائمۂ متاخرین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے مؤقف کے خلاف ہے کیونکہ بے قصور کو مارنا اور اسے ایذا دینا کبیرہ گناہ ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا کلام میرے مؤقف کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ، وہ حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب نوچنے اور مارنے کی تکلیف بہت زیادہ ہو یا باپ یا ولی کے ساتھ ان دونوں میں سے کوئی ایک فعل کیا جائے تو انہیں کبیرہ سے ملانا چاہئے۔''

{......6 افراد پر لعنت ......}

فرمانِ مصطفٰے: ''6 طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بھی اُن پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ 6 اشخاص یہ ہیں (۱) کتاب اللّٰہ میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جس کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت عطا فرمائی (۴) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حرم (یعنی حرمِ مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔'' (صحیح ابن حبان،الحدیث ۵۷۱۹،ج۷،ص ۱۵۰)

کبیرہ نمبر318: مسلمان کو ڈرانا

کبیرہ نمبر319: اس کی طرف اسلحہ وغیرہ کے ساتھ اشارہ کرنا

کسی کو ڈرانا ظلمِ عظیم ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عامر بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مذاق میں دوسرے کا جوتا لے کر غائب کر دیا اس نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو نہ ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔''(1)

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو ڈرایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹوں اور پریشانیوں سے امن نہ دے۔''(2)

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو ناحق ڈرانے والی نظروں سے دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قیامت کے دن خوف زدہ کرے گا۔''(3)

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔''(4)

حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے ایک شخص نے سوئے ہوئے شخص کو ڈرایا اور رسی اُٹھا کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو خوف زدہ ہو گیا۔

﴿5﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی مذاقاً یا حقیقتاً اپنے بھائی کا سامان نہ اُٹھائے۔''(5)

---

(1)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من ترویع المسلم......الخ، الحدیث:۴۳۰۴، ج۳، ص۳۸۶۔

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۳۵۰، ج۲، ص۲۰۔

(3)......المعجم الکبیر، الحدیث:۷، ج۱۳، ۱۴، ص۲۲۔

(4)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یاخذ الشئ من مزاح، الحدیث:۵۰۰۴، ص۱۵۸۹۔

(5)......المرجع السابق، الحدیث:۵۰۰۳۔

﴿6﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے رک جائے اگرچہ وہ اس کا ماں یا باپ کی طرف سے بھائی ہو۔'' (۱)

قاتل ومقتول دونوں جہنم میں:

﴿7﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' (۲)

﴿8﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے (مدِّ مقابل) بھائی پر اسلحہ اُٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب اُن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں: ''ہم نے عرض کی یا عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔'' (۳)

﴿9﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ میں کھینچ لے (یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا ارادہ مارنے کا نہ ہو مگر اتفاقاً لگ جائے اور سامنے والا مر جائے ایسے واقعات بہت دیکھے گئے ہیں) اور وہ جہنم کے گڑھے میں چلا جائے۔'' (۴)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں میں سے پہلے کا کبیرہ ہونا اُن احادیثِ مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النھی عن الاشارة......الخ، الحدیث:۶۶۶۶، ص۱۱۳۴، "ینتھی" بدلہ "یدعہ"۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اذا تواجہ المسلمان بسیفیھما، الحدیث:۷۲۵۲، ص۱۱۷۸۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۷۲۵۵، ۷۲۵۲۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النھی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم، الحدیث:۶۶۶۵، ص۱۱۳۵۔

ناراضی کا ذکر ہوا جبکہ دوسرے گناہ کا کبیرہ ہونا اُن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے جن میں لعنت کا ذکر ہوا۔

مسلمان کو ڈرانا اس صورت میں حرام ہے جب یہ معلوم ہو کہ ڈرانے سے ایسا خوف پیدا ہوگا جسے عادۃً برداشت کرنا مشکل ہے اور کبیرہ گناہ اس صورت میں کہلائے گا جب یہ معلوم ہو کہ یہ خوف اس کے بدن یا عقل میں نقصان کا باعث بنے گا اور دوسرے گناہ کو بھی انہیں صورتوں پر محمول کیا جائے گا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر320: ایسا جادو کرنا جس میں کفر نہ ہو

کبیرہ نمبر321: جادو سیکھنا

کبیرہ نمبر322: جادو سکھانا

کبیرہ نمبر323: جادو پر عمل کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۫ؕ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنتِ سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا۔

اس آیتِ مبارکہ میں ایسے دلائل موجود ہیں جو جادو کے انتہائی برا ہونے کو ظاہر کرتے ہیں اور جادو یا تو کفر ہے یا پھر کبیرہ گناہ جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں آئے گا اور مفسِّرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے بھی اس آیتِ مبارکہ پر وسیع کلام فرمایا ہے اور میں نے اس کا خلاصہ بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان ''وَاتَّبَعُوْا'' کا سورۂ بقرہ کی گزشتہ آیتِ مبارکہ ''وَلَمَّا جَآءَهُمْ......الاٰیة'' پر عطف ہے، اس کے خلاف گمان کرنا غلط ہے۔ اور ''مَا'' موصولہ ہے، اسے نافیہ سمجھنا غلط ہے۔ اور ''تَتْلُوْا'' (فعلِ مضارع) تَلَتْ (فعلِ ماضی) کے معنٰی میں ہے اور ''عَلٰی'' فِیْ کے معنی میں ہے یعنی انہوں نے (جادو کے کفریہ کلمات) حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت کے زمانے میں یعنی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شریعت میں پڑھے۔ یا پھر ''تَتْلُوا'' کا معنی ''تَتَقَوَّلُ'' ہے یعنی وہ جھوٹ گھڑتے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شریعت کو جھٹلاتے اور یہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ حروف میں تبدیلی کرنا افعال میں تبدیلی کرنے سے بہتر ہے اور ''تَلَا'' جب ''عَلٰی'' کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا مجرور ''مَتْلُوًّا عَلَیْہ'' ہوتا ہے (یعنی جس کے سامنے پڑھا جائے) جبکہ ''مُلْك'' کا معاملہ ایسا نہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''تَلَا عَلَیْہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی جھوٹ بولے اور جب کوئی سچ بولے تو تَلَا عَنْہُ بولا جاتا ہے اور اگر صرف تَلَا کہا جائے تو دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْبَارِی مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ صورت ممکن ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے سن کر خبریں دیتے ہوں۔ پس اس صورت میں تمام اوصاف جمع ہو جائیں گے۔''(1)

سوال: اس آیتِ مبارکہ میں مذکور ''وَاتَّبَعُوْا'' (یعنی جادو سکھانے والے شیاطین کی پیروی کرنے والوں) سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ

(1)......التفسیر الکبیر، البقرة، تحت الآیة ۱۰۲، ج ۱، ص ۶۱۷۔

رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کے یہودی ہیں۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے کے جادوگر ہیں۔اکثر یہودی حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت کا انکار کرتے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دنیا کے دیگر بادشاہوں میں شمار کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے کہ ان کی بادشاہت جادو سے پھیلی حالانکہ صحیح یہ ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ (١)

حضرت سیِّدُ نا سدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہودیوں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تورات سے موازنہ کیا تو قرآنِ کریم کو تورات کے موافق پایا،تو (وہ تورات کو پسِ پشت ڈال کر) حضرت سیِّدُ نا آصف بن برخیا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب اور ھاروت و ماروت کے جادو کی طرف بھاگ گئے۔اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان دلالت کرتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﯼ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللّٰہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللّٰہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے۔

(پ ١، البقرة:١٠١)

آیتِ مبارکہ میں ''شَیٰطِیْن'' سے مراد سرکش جنّات ہیں کیونکہ وہ آسمان سے چوری چوری سن لیتے اور اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے کاہنوں کے پاس لے جاتے جو اسے کتابوں میں لکھ دیتے اور لوگوں کو سکھاتے،حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں یہ بات عام ہو چکی تھی۔ (٢)

سیِّدُ نا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق یہود کا باطل عقیدہ:

یہودی کہتے تھے کہ جنّ غیب جانتے ہیں، نیز وہ کہتے تھے کہ سحر (یعنی جادو) حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا علم ہے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت کی تکمیل جن وانس، پرندوں اور سرکش جنّات کے سحر سے ہوئی اور اُس ہوا کے سحر کے سبب ہوئی جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حکم سے چلتی تھی۔چنانچہ،مروی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا

......التفسیر الکبیر، البقرة ،تحت الآیة١٠٢،ج١،ص٦١٧۔

......التفسیر الکبیر، البقرة ،تحت الآیة١٠٢،ج١،ص٦١٧۔

سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بہت سے علوم جن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خاص کیا تھا، اپنے شاہی تخت کے نیچے دفن کر دیئے اس خوف کی وجہ سے کہ اگر ظاہری علوم ہلاک ہو جائیں تو ان میں سے یہ دفن شدہ باقی رہ جائیں، کچھ عرصہ کے بعد منافقین اس (مدفون علمی خزانے) تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس میں سے کچھ ایسی اشیاء لکھ دیں جو بعض وجوہات کے اعتبار سے سحر سے مناسبت رکھتی تھیں، پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد جب لوگ اِن لکھی گئی تحریروں سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے وہم کیا کہ یہ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عمل میں سے ہیں اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس عظیم مقام تک پہنچنے کا ذریعہ یہی سحر ہے۔ (۱)

آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کرنے کی وجہ:

یہودیوں کے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کرنے کی 3 وجوہات ہیں: (۱)...... یا اس وجہ سے کہ جادو کی شان بلند ہو اور لوگ اسے قبول کریں۔

(۲)...... یا اس وجہ سے کہ یہودی کہتے تھے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جادو ہی کے ذریعے یہ بادشاہت پائی۔

(۳)...... یا اس وجہ سے کہ جب جِنّات آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مسخّر کر دیئے گئے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان سے مل کر عجیب وغریب راز حاصل کرتے تو فاسد گمان کرنے والوں پر یہ بات (اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پناہ دے) غالب آ گئی کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان سے جادو سیکھتے ہیں حالانکہ یہ جادو کفر ہے، اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے فرمانِ عالیشان ''وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ'' کے ذریعے اُس الزام سے بری فرما دیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف کفر کی نسبت کر دی تھی۔ چنانچہ، بعض یہودی علما کہتے تھے: ''کیا تم محمد کی اس بات پر تعجب نہیں کرتے جن کے گمان میں سلیمان نبی تھے حالانکہ وہ تو (نعوذ باللہ) جادوگر تھے۔'' یہ بھی مروی ہے کہ یہودی جادوگروں کا گمان تھا کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے جادو حاصل کیا ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس سے بری فرما دیا اور واضح فرما دیا کہ اس انتہائی برے کفر کا تعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا'' کی رُو سے انہی کے ساتھ ہے۔'' (۲)

---

(۱)...... التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۱۷۔ (۲)...... المرجع السابق، ص۶۱۸۔

سِحْر کا لُغوی معنی:

اس کا لغوی معنی ہے: ''ہر وہ چیز جو لطیف اور باریک ہو۔'' اور یہ ''سَحَرَةٌ'' سے ہے اور اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص کے لئے کوئی ایسا معاملہ ظاہر ہو جس کا سمجھنا اُس پر دُشوار اور مخفی ہو۔ قرآنِ مجید میں یہ لفظ اس طرح بیان ہوا ہے:

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ (پ۹، الاعراف:۱۱۶) ترجمۂ کنز الایمان: جب انہوں نے ڈالا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔

اور سَحر (س کے فتحہ کے ساتھ) غذا کو کہتے ہیں اس کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے۔ پھیپھڑوں اور حلقوم سے متعلق جسمانی حصے کو بھی سَحر کہتے ہیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مبارک فرمان میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس حال میں وصال فرمایا کہ میرے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا صالح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے جو کچھ کہا اسے حکایتاً بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''**قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾**'' (پ۱۹، الشعراء:۱۵۳) اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایسی مخلوق میں سے ہیں جو کھاتے اور پیتے ہیں اور اس کی دلیل دیتے ہوئے کہنے لگے:

مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ (پ۱۹، الشعراء:۱۵۴) ترجمۂ کنز الایمان: تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔

یعنی تم تو ہماری مثل کھانے پینے والے انسان ہی ہو۔

سِحْر کا شرعی معنی:

شرعی طور پر یہ لفظ ہر اس امر کے ساتھ خاص ہے جس کا سبب پوشیدہ ہو اور اسے حقیقت کے علاوہ پر محمول کیا جائے اور یہ حقائق کی پردہ پوشی اور دھوکا دہی کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جب یہ لفظ مطلق استعمال کیا جائے تو مذموم معنی مراد ہوتا ہے، بعض اوقات اس کا استعمال کسی نفع مند اور قابلِ تعریف فعل میں ہوتا ہے مگر کسی قید کے ساتھ۔ چنانچہ،

(1) ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، الحدیث:۴۴۴۹، ص۳۶۵۔

﴿1﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِين، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِين صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''(۱)

حدیثِ پاک کی تشریح:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی کیونکہ بیان کرنے والا مشکل کی وضاحت کرتا ہے اور اپنے حسنِ بیان اور بلیغ عبارت سے مشکل کلام کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ فصاحت وبلاغت کی وجہ سے اسے مذمت سے خارج قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اسے جادو کے مشابہ قرار دینا بعید ہے اور جس فرمانِ عالیشان سے استدلال کیا گیا ہے اس میں کوئی دلالت نہیں اور وہ فرمانِ عالیشان یہ ہے: ''شاید! تم میں سے کوئی ایک، دلیل قائم کرنے میں دوسرے سے زیادہ خوش بیان ہو۔''(۲)

سب سے ناپسندیدہ کون؟

﴿2﴾......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسند باتونی اور بڑھا چڑھا کر باتیں کرنے والے ہیں۔''(۳)

حدیثِ پاک کے راوی حضرت سیِّدُنا عامر شَعْبِی اور حضرت سیِّدُنا صَعْصَعَہ بن صُوحَان رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ بیان کو سحر کہنے سے مقصود مذمت ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے فرمانِ عالیشان:''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا'' میں بھی لفظِ سحر سے مقصود مذمت ہے۔ مثلاً ایک شخص پر کوئی حق لازم ہو مگر وہ صاحبِ حق سے بہتر انداز میں دلائل دے سکتا ہو، اور وہ لوگوں کو اپنے بیان سے متأثر کر لے اور دوسرے کا حق مار لے حالانکہ حق اس پر لازم ہو اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اس حد تک بلاغت اور زبان دانی کو پسند کرتے ہیں کہ وہ کلام میں طُول، تفصیل اور باطل کو حق کی صورت دینے کی حد تک نہ پہنچے۔

پہلا قول یہ ہے کہ بیان کو سحر کہنا مدح کے لئے ہے کیونکہ اس میں حق کو واضح کرنے اور اشکال کو دُور کرنے والی

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الخطبۃ، الحدیث: ۵۱۴۶، ص ۴۴۵۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب ۱۰، الحدیث ۶۹۶۷، ص ۵۸۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی، الحدیث: ۱۷۷۴۴، ج ۶، ص ۲۲۰۔

فصاحت پائی جاتی ہے، پس جو شے حق واضح کرتی ہے اُسے سحر اور جادو کا نام دیا جاتا ہے اور اس سے مقصود پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے نہ کہ ظاہر کو پوشیدہ کرنا اور یہ مفہوم اس کے برعکس ہے جس پر لفظِ سحر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اس کی اتنی مقدار اپنے لُطف وحسن کی وجہ سے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہے، لہٰذا اس اعتبار سے یہ اس جادو کے مشابہ ہے جو دِلوں کو موہ لیتا ہے۔ اسی طرح بیان پر قدرت رکھنے والا اکثر برے کو اچھا اور اچھے کو برا بنا کر پیش کرنے پر قادر ہوتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے بھی یہ جادو کے مشابہ ہے۔

حقیقتِ سحر:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا جادو کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں؟

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ (پ۱۶، طٰهٰ:۶۶) ترجمۂ کنز الایمان: ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جادو کی حقیقت حدیثِ مبارکہ ثابت ہے اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ لعنتی یہودی جادوگر لَبِیْد بن اَعْصَم نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وحی کے ذریعے آگاہ ہو کر ذِی اَرْوَان نامی کنوئیں سے اُس جادو کا سامان نکالنے کا حکم ارشاد فرمایا، لہٰذا اسے وہاں سے نکالا گیا، وہ گرہوں والا تھا، اس کی گرہیں کھول دی گئیں۔ جب بھی اس کی کوئی گرہ کھلتی تو جادو کا اثر کم ہو جاتا یہاں تک کہ ساری کھل گئیں تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسے ہو گئے گویا کہ رسی سے آزاد کر دیا گیا ہو۔ [1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰه بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا درختوں پر لگے ہوئے پھل شمار کرنے کے لئے خیبر تشریف لے گئے تو یہودیوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر جادو کر دیا جس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ شدید متاثر ہوا تو امیر المؤمنین

---

[1] ......سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب سحرۃ اھل الکتاب، الحدیث: ۴۰۸۵، ص ۲۳۵۵۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۰۱۶، ج۵، ص ۱۸۰۔

حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا۔

ایک عورت اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے اُمُّ المؤمنین! جب عورت اپنے اونٹ کو باندھ دے تو اس پر کوئی حرج ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کو اس کی مراد سمجھ نہ آئی اور ارشاد فرمایا: ''اس پر کوئی حرج نہیں۔'' تو وہ بولی: ''**میں نے اپنے شوہر کو عورتوں سے روک دیا ہے۔**'' اِس پر اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: ''**اس جادوگرنی کو مجھ سے دُور کردو۔**'' [1]

پہلے گروہ نے جس آیتِ مبارکہ سے اپنے قول پر استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم جادو کے خیال ہونے کا انکار نہیں کرتے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس خیال کی بھی حقیقت ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''**وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** ط (پ۶،المائدۃ:۶۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔'' کے باوجود آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کا اثر ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں ''**عِصْمَت**'' سے مراد (۱)...... یا تو دل اور ایمان کی حفاظت ہے، دُنیوی حادثات سے جسم کی حفاظت مراد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زخمی کیا گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے والے دو دانت مبارک شہید کئے گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جانور کی اوجھڑی اور مٹی پھینکی گئی۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قریش کی جماعت نے تکلیف دی۔ (۲)...... یا پھر اس سے مراد ناگہانی آفت سے جان کی حفاظت ہے، ان عوارض سے حفاظت مراد نہیں جو نفس کی سلامتی کے ساتھ بدن کو لاحق ہوتے ہیں۔

یہاں یہ معنٰی مراد لینا بہتر ہے بلکہ یہی معنی درست ہے کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی حفاظت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے مگر جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (محافظین کو) حفاظت نہ کرنے کا حکم فرما دیا۔

جادو کی اقسام:

جادو کی کئی اقسام ہیں:

---

[1] ......السنن الکبری للبیھقی، کتاب القسامۃ، باب من لا یکون سحرہ کفرا......الخ، الحدیث: ۱۶۵۰۴، ج۸، ص۲۳۷، مفھوماً۔

پہلی قسم:

یہ کَسدَانِیُّوں کا جادو ہے جو قدیم زمانے میں ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ ستارے ساری کائنات کا نظام چلانے والے ہیں، ہر بھلائی اور برائی کا صدور انہی سے ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی باتوں کے بُطلان اوران کی تردید کے لئے ان کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ان کے تین گروہ تھے:

پہلا گروہ:

یہ وہ لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے تھے کہ تمام آسمان اور ستارے ذاتی طور پر واجب الوجود ہیں جو کسی بنانے اور پیدا کرنے والے کے محتاج نہیں اور یہی آسمان اور ستارے کائنات کے نظام کو بنانے اور بگاڑنے والے ہیں، انہیں ''صَائِبَہ اور دَھْرِیَہ'' کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ:

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو افلاک کے معبود ہونے کے قائل تھے اور گمان کرتے تھے کہ افلاک چکر کاٹ کر اور حرکت کر کے حوادث میں مؤثر ہوتے ہیں، اسی بنا پر وہ افلاک کی عبادت کرنے اور انہیں عظیم جاننے لگے اور انہوں نے ہر آسمان کے لئے ایک مخصوص مجسمہ اور معین بت بنالیا اور پھر ان کی خدمت میں مشغول ہو گئے، یہ بت پرستوں کا مذہب ہے۔

تیسرا گروہ:

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ستاروں اور افلاک کے لئے (اللہ عَزَّوَجَلَّ کو) صاحبِ اختیار فاعل ثابت کیا جس نے انہیں عدَم سے وجود بخشا مگر ان کا گمان ہے کہ اس بزرگ و برتر ہستی نے ان ستاروں اور اَفلاک کو ایک ایسی غالب قوت عطا فرمادی ہے جو اس کائنات میں جاری ہے اور کائنات کا نظام چلانا بھی انہی ستاروں اور اَفلاک کے سپرد کر دیا ہے۔

دوسری قسم:

اس سے مراد وہمی اور قوی نفوس کے مالک لوگوں کا جادو ہے۔

تیسری قسم:

اس سے مراد زمینی روحوں سے مدد طلب کرنے والا جادو ہے۔

یادرکھئے! بعض متأخر فلاسفہ اور معتزلہ نے جنّات کے وجود کا انکار کیا اور اکابر فلاسفہ نے اس کا انکار تو نہیں کیا مگر انہیں ''اَلْاَرْوَاحُ الْاَرْضِیَّۃ یعنی زمینی ارواح'' کا نام دیا، جنّ اپنی ذات کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، ان میں اچھے بھی ہیں جو مومن ہیں اور شریر بھی ہیں جو کافر ہیں۔

چوتھی قسم:

اس میں خیالات اور نظر کو بند کر دیا جاتا ہے (اور یہ ہوسکتا ہے) کیونکہ نگاہوں کا پھرنا بکثرت پایا جاتا ہے۔ مثلاً کشتی پر سوار شخص کو کشتی ساکن اور کنارے متحرک نظر آتے ہیں اور متحرک چیز ساکن دکھائی دیتی ہے اور آسمان سے اترنے والی بارش تجھے سیدھا خط نظر آئے گی اور چراغ کی تیزی سے گھومتی ہوئی بتی تجھے دائرہ دکھائی دے گی اور اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔

پانچویں قسم:

اس میں ہندسی ترتیب پر آلات کو جوڑ کر عجیب وغریب اَفعال ظاہر کئے جاتے ہیں مثلاً ہاتھ میں بگل لئے ہوئے گھوڑے کی تصویر کہ جب دن کی ایک گھڑی گزرتی ہے تو کسی کے چھوئے بغیر بگل آواز نکالتا ہے۔ مختلف کیفیات میں روم کی تصاویر کہ وہ رونے والی اور ہنسنے والی ہیں یہاں تک کہ خوشی کی مسکراہٹ، شرمندگی کی مسکراہٹ اور ندامت کی مسکراہٹ میں واضح فرق معلوم ہوجاتا ہے۔ فرعون کے جادوگروں کا جادو بھی اسی قسم سے متعلق ہے۔ بھاری چیزوں کے کھینچنے کا علم بھی اسی میں داخل ہے اور وہ یہ ہے کہ بھاری بھرکم شے ہلکے سے آلہ کے ساتھ نہایت آسانی سے کھینچ لی جائے۔ درحقیقت اس قسم کو سحر کے باب میں شمار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے لئے یقینی اور معلوم اَسباب ہوتے ہیں اور جو ان پر آگاہ ہو وہی جادو کی اس قسم پر قادر ہوسکتا ہے۔

چھٹی قسم:

اس میں عقل وغیرہ کو زائل کرنے والی ادویات کے خواص سے مدد لی جاتی ہے۔

ساتویں قسم:

اس میں دل کو معلَّق کر دیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی انسان دعویٰ کرے کہ وہ اسمِ اعظم جانتا ہے اور جنّ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اگر اس کا دعویٰ سننے والا کمزور عقل اور کم تمیز والا ہو تو وہ اسے حق سمجھ لیتا ہے، اس کا دل اس سے معلق ہو جاتا ہے اور سننے والے کے دل میں اس کا رُعب اور خوف پیدا ہو جاتا ہے، پس اس وقت جادو کرنے والا اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ جو چاہے کرلے۔

جادو کے متعلق مختلف آراء:

حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں: جادو عقل کو خراب کرتا، انسان کو بیمار اور قتل کر دیتا ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جادو کے ذریعے قتل کرنے والے پر قصاص واجب قرار دیا۔ یہ ایک شیطانی عمل ہے جسے جادوگر شیطان سے سیکھتا ہے اور جب اس سے سیکھ لیتا ہے تو اسے دوسروں کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق جادو صورتوں کو بدلنے میں مؤثر ہوتا ہے (مثلاً انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں بدل دیتا ہے) جبکہ ایک قول یہ ہے کہ اصح یہ ہے کہ جادو ایک تخیل ہے لیکن بیماریوں، موت اور جنون کے ذریعے بدنوں میں اثر کرتا ہے اور طبیعتوں اور نفوس میں کلام مؤثر ہوتا ہے جیسا کہ انسان جب کوئی ناپسندیدہ بات سنے تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور اسے غصہ آ جاتا ہے اور کبھی تو وہ اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک قوم کلام سن کر ہلاک ہوگئی، پس جادو بدنوں میں مؤثر ہونے والی بیماریوں کی طرح ہے۔[1]

حضرت سیِّدُ نا امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: جادوگر کے ہاتھ سے ایسی خلافِ عادات باتوں کے ظہور کا انکار نہیں کیا جا سکتا جو بندے کی قدرت میں نہیں جیسے بیماری، جدائی، عقل کا زائل ہونا اور کسی عضو کا ٹیڑھا ہو جانا وغیرہ ایسی چیزیں جن کے متعلق دلیل قائم ہے کہ بندے کا ان پر قادر ہونا محال ہے۔''

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام مزید یہ بھی فرماتے ہیں: '' جادو میں درج ذیل امور بعید نہیں: (۱) جادوگر کا جسم سکڑ

[1] ......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۱، ص ۶۳۔

جائے یہاں تک کہ وہ دیوار کے چھوٹے سے سوراخ میں بھی داخل ہو جائے (۲) بانس یا سرکنڈے کے سرے پر سیدھا کھڑا ہو جانا (۳) باریک دھاگے پر چلنا (۴) ہوا میں اڑنا (۵) پانی پر چلنا اور (۶) کتے کی سواری کرنا وغیرہ۔ جادو ان افعال کی علّت ہے نہ ان کا موجب، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جادو کے پائے جانے کے وقت یہ اشیاء پیدا فرماتا ہے جیسا کہ وہ کھانا کھاتے وقت آسودگی (یعنی شکم سیری) اور پانی پیتے وقت سیرابی پیدا کرتا ہے۔

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) حضرت سیِّدُنا عمار ذہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت فرماتے ہیں: ''ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو رسی پر چلتا اور گدھے کی سُرین (یعنی اس کے پاخانہ کے مقام) سے داخل ہوتا اور منہ سے نکل جاتا تھا، حضرت سیِّدُنا جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی تلوار پر قبضہ کر لیا اور اسی سے اسے قتل کر دیا۔'' یہ حضرت سیِّدُنا جندب بن کعب ازدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جنہیں بَجَلِی کہا جاتا تھا۔ یہی وہ شخصیت ہے جس کی شان میں حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جسے جُندُب کہا جاتا ہے وہ تلوار کے ایک ہی وار سے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔''[1]

حضرت سیِّدُنا حارثہ بن مضرِّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا علی بن مدینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے روایت فرمایا کہ لوگ حضرت سیِّدُنا جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جادوگروں کا قاتل سمجھتے تھے۔ (حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا کلام ختم ہوا)[2]

جادو کے متعلق معتزلہ کا نظریہ:

معتزلہ نے جادو کی مذکورہ اقسام میں سے پہلی 3 کا انکار کیا۔ منقول ہے کہ شاید انہوں نے جادو اور اس کے وجود کے قائلین کو کافر قرار دیا ہے۔

اہل سنت و جماعت کا نظریہ:

اہلِ سنت و جماعت نے جادو کی تمام اقسام کو تسلیم کیا ہے، مثلاً جادوگر کا ہوا میں اڑنے یا انسان کو گدھے اور گدھے

---

[1] ......المصنف لعبد الرزاق، کتاب العقول، باب قتل الساحر، الحدیث: ۱۹۰۱۹، ج۹، ص۴۷۸، دون قولہ: یکون ...... الی جندب۔

[2] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

کوانسان میں بدلنے پر قادر ہونا اوراس کے علاوہ جادو کی دیگر اقسام۔مگر وہ کہتے ہیں: جادوگر کے معیَّنہ کلمات سے جادو کرتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ان اشیاء کو پیدا فرمانے والا ہے۔اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان دلیل ہے:

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: اوراس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے۔

﴿4﴾......یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''مجھے خیال گزرتا ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں یا یہ کام کررہا ہوں حالانکہ نہ تو میں نے وہ بات کہی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کام کیا ہوتا ہے۔''[1]

﴿5﴾......حضور نبیِّ رحمت،شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کرنے والے لبید بن اعصم اوراس کی بیٹیوں نے کنگھی اوراس سے جھڑے ہوئے موئے مبارک اور نرکھجور کی جھلی میں پھونکیں ماری ہوئی گرہیں لگا کر جادو کیا، پھر اسے کنوئیں کی تہہ میں پتھر کے نیچے رکھ دیا، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو نے اثر کیا اور یہ برقرار رہا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں دو فرشتے دیکھے،اُن میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا:''اس ہستی کو کیا مرض ہے؟''دوسرے نے جواب دیا:''ان پر جادو کیا گیا ہے۔''پوچھا:''کس نے جادو کیا؟'' جواب دیا:''لبیدبن اعصم نے۔''پوچھا:''کس چیز میں کیا؟''بتایا:''کنگھی اوراس سے جھڑے ہوئے بالوں اور نرکھجور کی جھلی میں۔''پوچھا:''وہ (چیزیں جن پر جادو کا عمل کیا گیا) کہاں ہیں؟''بتایا:''ذی اَرْوَان کے کنوئیں میں۔''[2]

﴿6﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشادفرمایا:اے عائشہ!کیاتم جانتی ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جو میں پوچھتا تھا؟ میرے پاس دو شخص آئے،ان میں سے ایک میرے سرہانے اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا، پھر سر کی طرف بیٹھنے والے نے پائنتی والے یا پائنتی والے نے سرہانے والے سے پوچھا:''انہیں کیا تکلیف ہے؟''دوسرے نے جواب دیا:''ان پر جادو کیا گیا ہے۔''پوچھا:''کس نے جادو کیا؟''جواب دیا:''لبید بن اعصم

---

[1] ......التفسیر الکبیر،البقرۃ،تحت الآیۃ۱۰۲،ج۱،ص۶۲۶۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الطب،باب السحر، الحدیث۵۷۶۳،ص۴۹۲مفہوماً۔

نے۔'' پوچھا: ''کس چیز میں؟'' بتایا: ''کنگھی اور اس سے جھڑے ہوئے بالوں اور نر کھجور کی جھلی میں۔'' پوچھا: ''وہ کہاں ہے؟'' جواب دیا: ''ذی اَرْوَان کے کنوئیں میں۔'' جب آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس پر آگاہ کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کنوئیں کی طرف تشریف لے گئے اور اس جادو کو اسی طرح باہر نکلوا دیا جس طرح اس کا طریقہ بتایا گیا تھا، کنوئیں کا پانی تبدیل ہو کر مہندی کے پانی کا رنگ اختیار کر چکا تھا اور اس کے ارد گرد کھجوروں کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہو گئے تھے۔ (1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے معوَّذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل فرمائیں اور یہ دونوں مبارک سورتیں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے لئے جادو سے شفاء ہیں۔

جادو بربادیٔ ایمان کا سبب ہے:

﴿7﴾ ...... مروی ہے کہ ایک عورت اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: ''میں جادوگرنی ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دریافت فرمایا: ''تیرا جادو کیا ہے؟'' اس نے بتایا: میں جادو کا علم سیکھنے ہاروت و ماروت کے ٹھکانے پر گئی، تو انہوں نے مجھے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! دنیا کے لئے آخرت کا عذاب اختیار نہ کر۔'' لیکن میں نے انکار کر دیا تو انہوں نے کہا: ''جاؤ اور اس راکھ پر پیشاب کرو۔'' میں اس پر پیشاب کرنے کے لئے گئی لیکن میں نے اپنے دل میں سوچ کر کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی پھر ان کے پاس لوٹ گئی اور کہا: ''میں نے کر لیا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''جب تم نے پیشاب کیا تو کیا دیکھا۔'' میں نے کہا: ''میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' انہوں نے دوبارہ (سمجھاتے ہوئے) کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور ایسا نہ کر۔'' لیکن میں نے پھر انکار کر دیا تو انہوں نے کہا: ''جاؤ اور (راکھ پر پیشاب) کرو۔'' میں گئی اور جب میں نے پیشاب کیا تو دیکھا کہ میری شرمگاہ سے ہتھیاروں سے ڈھانپی ہوئی گھوڑے کی مثل کوئی چیز نکلی اور آسمان کی طرف چڑھ گئی۔ پھر میں نے آ کر انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: ''وہ ایمان تھا جو تجھ سے نکل چکا ہے، اب تو نے اچھی طرح جادو سیکھ لیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ جادو کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''تو جس چیز کا بھی ارادہ کرے گی اور اس کی صورت اپنے خیال میں لائے

---

(1) ......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب السحر، الحدیث۵۷۶۳، ص۴۹۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

گی تو وہ موجود ہوگی۔'' چنانچہ، میں نے اپنے دل میں گندم کے دانے کا تصور کیا تو دانہ موجود پایا، میں نے کہا: ''کاشت ہو جا۔'' وہ کاشت ہوگیا اور اسی وقت بالی نکل آئی، میں نے دوبارہ کہا: ''ابھی گندھ جا۔'' وہ اسی وقت گندھ گیا۔ میں نے کہا: ''روٹی بن جا۔'' تو وہ روٹی بن گیا اب میں جس چیز کا بھی ارادہ کرکے دل میں اس کا تصور کرتی ہوں تو وہ موجود ہوتی ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا: ''**تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔**'' [1]

حضرت سیِّدُنا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف سے جو کرتا ہے وہ جادو نہیں، مثلاً ٹڈیوں، جُوؤں اور مینڈکوں کا نازل کرنا، سمندر کا پھٹ جانا، لاٹھی کا سانپ میں بدل جانا، مُردوں کو زندہ کرنا، قوّتِ گویائی سے محروم لوگوں کو بولنے پر قدرت عطا کرنا اور اسی طرح انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات بھی جادو نہیں۔'' [2]

جادو اور معجزہ میں فرق:

جادو اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ جادو جادوگر اور اسے سیکھنے والے ہر شخص سے صادر ہوسکتا ہے اور کبھی ایک جماعت جادو سیکھتی ہے اور بیک وقت اس سے جادو کا وقوع ہو جاتا ہے جبکہ معجزہ کی شان یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی کو اس کی مثل یا مقابل لانے کی قدرت نہیں دیتا۔ [3]

جادو سیکھنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''محققین کا اتفاق ہے کہ جادو کا علم نہ برا ہے اور نہ ہی ممنوع اس لئے کہ ہر علم ذاتی طور پر شرف والا ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں علم کا عمومی حکم ہے:

---

[1] ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۲۲۔
المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب حکایۃ امراۃ فزعت من عمل السحر، الحدیث ۷۳۴۴، ج۵، ص۲۱۵۔
[2] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔
[3] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ترجمۂ کنز الایمان: کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (پ۲۳، الزمر: ۹)

اگر جادو نہ سیکھا جاتا تو جادو اور معجزہ کے درمیان فرق کرنا ممکن نہ ہوتا اور چونکہ عقل کو عاجز کر دینے والی چیز کو عاجز کر دینے کا علم حاصل کرنا واجب ہے تو جس پر واجب موقوف ہوتا ہے اس کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے پس یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جادو کا علم سیکھنا واجب ہے، لہٰذا جو شے واجب ہو وہ حرام اور بری کیسے ہو سکتی ہے۔ (۱)

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے منقول ہے: ''مفتی پر جادو کا علم سیکھنا واجب ہے تاکہ وہ جان سکے کہ کس جادو کی وجہ سے قتل ہو سکتا ہے اور کس کی وجہ سے نہیں اور قصاص کے واجب ہونے میں اس کے مطابق فتویٰ دے۔'' (۲)

مذکورہ عبارات پر مصنِّف کا تبصرہ:

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کا مذکورہ کلام محلِ نظر ہے اور اگر اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ ہمارے ذکر کردہ اس عنوان کے منافی نہیں کہ ''جادو سیکھنا اور سکھانا کبیرہ گناہ ہے۔'' کیونکہ کلام جادو کے سیکھنے یا سکھانے کے متعلق نہیں بلکہ اس شخص کے متعلق ہے جو جادو سیکھے خواہ اس کی حرمت پر آگاہ ہو یا نہ ہو اور پھر توبہ کر لے تو اب اس کے پاس جادو کا جو علم ہے جس میں کفر بھی نہیں تو کیا وہ فِی نَفْسِہٖ برا ہے یا نہیں؟ اس میں ظاہر حکم یہ ہے کہ وہ فِی نَفْسِہٖ برا نہیں بلکہ برائی اس پر مرتب ہونے والے گناہ کی وجہ سے ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مفتی کے جادو سیکھنے کا قول بھی صحیح نہیں کیونکہ قصاص واجب ہونے یا نہ ہونے کا فتویٰ دینے کے لئے جادو کا علم سیکھنا ضروری نہیں، کیونکہ فتویٰ کا طریقۂ کار یہ ہے کہ اگر جادو کا علم رکھنے والے دو عادل شخص جو جادو سے توبہ کر چکے ہوں، اس کی گواہی دے دیں کہ اکثر اس قسم کے جادو سے قتل ہو جاتا ہے تو جادو کرنے والے کو قتل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اسی طرح معجزہ کا علم جادو سیکھنے پر موقوف نہیں کیونکہ اکثر بلکہ سوائے چند ایک کے تمام علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ان دونوں کے درمیان فرق تو جانتے ہیں لیکن جادو کا علم نہیں رکھتے۔ ان دونوں

......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۲۶۔

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۳۴۔

کے درمیان فرق کرنے والی یہی بات کافی ہے کہ جادو کے برعکس معجزہ دعوئ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ پس جب فرق کرنا ممکن ہے تو حضرت سیِّدُنا امام فخرالدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کا قول باطل ہو گیا۔

جادو اور معجزے میں امرِ مشترک یہ ہے کہ یہ دونوں عادت کے خلاف ہوتے ہیں اور ان دونوں میں یوں فرق کیا جاتا ہے کہ جادو کے برعکس معجزہ دعوئ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے کیونکہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار کے ہاتھ پر اس کا ظہور ممکن نہیں جیسا کہ اس عظیم منصب کی چراگاہ کو کذابوں (یعنی نبوت کے جھوٹے دعویداروں) کے حملوں سے بچانے کے لئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عادت جاری ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کا کلام گزر چکا ہے کہ ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف سے جوٹڈیوں وغیرہ کا عذاب نازل فرماتا ہے وہ جادو میں داخل نہیں۔'' پس یہ اور اس جیسی دیگر باتوں (یعنی ٹڈیوں وغیرہ کے عذابات) کے متعلق یقینی بات یہ ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جادوگروں کے ارادہ کے وقت ایسے امور واقع نہیں فرماتا۔ حضرت سیِّدُنا علامہ قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''ہم نے اجماع کی وجہ سے عذابِ الٰہی کے جادو میں داخل ہونے کا انکار کیا ہے، اگر اجماع نہ ہوتا تو ہم اسے جائز قرار دیتے۔''[1]

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

اس پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے فرعون کی جادو کی رسیوں کے متعلق **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان پیش کیا:

وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ حقیقتاً کوئی چیز نہیں بدلتی، بلکہ یہ تو محض ایک خیال ہوتا ہے، کیا آپ اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ ''**یُخَیَّلُ اِلَیْهِ**'' میں غور نہیں کرتے۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ۱۰۲، ج۲، ص۳۳۵۔

جادوکرنے والے کے متعلق حکمِ شرعی:

جادوکرنے والے کے متعلق علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے کہ کیا وہ کافر ہوجائے گا یا نہیں؟

جادو کی بیان کردہ گزشتہ اقسام میں سے پہلی دو اقسام کا جادو کرنے والے کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ اس شخص کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جو ستاروں کے متعلق نظامِ کائنات چلانے کا اعتقاد رکھے یا یہ عقیدہ رکھے کہ انسان اپنے نفس کو صاف ستھرا کرکے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا نفس کسی جسم کے بنانے یا اس میں زندگی پیدا کرنے یا اس کی صورت تبدیل کرنے میں مؤثر ہوتا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ جادوکرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ وہ نفس کو صاف کرنے، تعویذ پڑھنے اور بعض دواؤں کو دُھواں دینے میں اس مقام تک پہنچ چکا ہے کہ جِنّ جسمانی ساخت اور صورت تبدیل کرنے میں اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ معتزلہ نے صرف ان تینوں اقسام کا جادو کرنے والوں کو کافر قرار دیا۔ جادو کی دیگر اقسام کے متعلق ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ مطلقاً کفر ہیں کیونکہ جب یہودیوں نے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کیا تو ان کی اس سے پاکی بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ شیاطین جادو سکھانے کی وجہ سے کافر ہوئے کیونکہ حکم کو مناسب وصف پر مرتب کرنا شعور دِلاتا ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت ہے اور جو شے کفر نہ ہو اس کے سکھانے سے کفر ثابت نہیں ہوتا اور یہ اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جادو مطلقاً کفر ہے۔

اسی طرح ھاروت وماروت فرشتوں کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی جادو کے کفر ہونے کا تقاضا کرتا ہے:

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو۔

جادو کے مطلقاً کفر نہ ہونے کے قائلین جیسے حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اور آپ کے اصحاب اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حکایتِ حال کی سچائی کے لئے ایک ہی صورت کافی ہوتی ہے، پس پہلی آیت میں حکم کو اس شخص کے جادو پر محمول کیا جائے گا جو ستاروں کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھے، اسی طرح ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں کسی ایسے وصف پر حکم مرتب ہے جو اس کے علت ہونے کا شعور دلاتا ہے کیونکہ آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے کفر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جادو بھی سکھاتے تھے۔ (1)

جادوگر کی توبہ کا حکم:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا جادو کرنے والے کی توبہ مانی جائے گی یا نہیں؟ جادو کی پہلی دو اقسام میں سے کسی ایک کا اعتقاد رکھنے والا مرتد ہے، اگر وہ توبہ کرے تو صحیح ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ان کی توبہ نہیں مانی جائے گی۔'' البتہ! تیسری اور چوتھی قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر جادوگر ان کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھے تو اسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا کیونکہ جس فعل کی حرمت پر اجماع ہو اور وہ ضروریاتِ دین میں سے ہو اُسے حلال جاننا کفر ہے۔ اگر جادوگر ان کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے تو حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک یہ ایک جرم ہے، اگر اس نے کسی پر جادو کیا اور اقرار کر لیا کہ انسان اس سے اکثر قتل ہو جاتا ہے تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ قتلِ عمداً (یعنی جان بوجھ کر قتل کرنا) ہے یا یہ اقرار کیا کہ اس سے انسان کبھی کبھار قتل ہوتا ہے تو یہ قتلِ شبہ عمد ہے یا جادو کرتے ہوئے (دو ناموں کی مشابہت کے سبب) نام میں خطا کھا گیا تو یہ قتلِ خطا ہے، لہٰذا آخری دونوں صورتوں میں ورثاء پر دیت ہوگی بشرطیکہ وہ اس کی تصدیق کریں کیونکہ ان کے خلاف جادوگر کا اقرار قبول نہیں کیا جائے گا۔

جب جادوگر خود اقرار کر لے یا اس کے جادوگر ہونے پر گواہی قائم ہو جائے اور گواہ اس کا ایسا وصف بیان کریں جس سے معلوم ہو کہ وہ واقعی جادوگر ہے تو حضرت سیِّدُ نا امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک اسے

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۲، ص ۳۳۵۔

مطلقاً قتل کیا جائے گا اور اس کا یہ قول قبول نہیں کیا جائے گا کہ میں جادو چھوڑتا اور توبہ کرتا ہوں اور اگر وہ اقرار کرے کہ میں طویل عرصہ جادو کرتا رہا لیکن کچھ عرصہ سے اسے چھوڑ دیا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے پوچھا گیا: ''جادوگر کے لئے مرتد جیسا حکم کیوں نہیں یہاں تک کہ مرتد کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''کیونکہ اس نے کفر کے ساتھ ساتھ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش بھی کی اور ایسے شخص کو مطلقاً قتل کیا جائے گا۔'' [1]

اس دلیل کی تردید یہ کہہ کر کی گئی کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس یہودی کو قتل نہ کیا جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا تھا تو مومن کا انہی جیسا حکم ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: ''ان (یعنی ذمیوں) کے لئے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لئے ہیں اور ان پر وہی واجبات ہیں جو مسلمانوں پر ہیں۔'' [2]

حضرت سیِّدُنا امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے اس روایت سے استدلال کیا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی لونڈی نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر جادو کیا تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ جب اس نے اپنے فعل کا اعتراف کر لیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حکم پر حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس لونڈی کو قتل کر دیا، یہ بات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے ناپسند فرمایا۔ اس کے بعد حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عورت کا معاملہ عرض کیا۔ گویا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے قتل کو اس لئے ناپسند فرمایا کیونکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اجازت کے بغیر اسے قتل کر دیا تھا۔'' [3]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم فرمایا: ''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو تو لوگوں نے 3 جادوگروں کو قتل کر دیا۔'' [4]

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۲، ص ۳۳۶۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب علی ما یقاتل المشرکون، الحدیث: ۲۶۴۲، ص ۱۴۱۸۔

[3] ......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الدیات، باب الدم یقضی فیہ الامراء، الحدیث ۴، ج ۶، ص ۴۳۰۔

[4] ......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الحدود، باب ما قالوا فی الساحر، مایصنع بہ؟، الحدیث ۱، ج ۶، ص ۵۸۳۔

احناف کے دلائل کا جواب:

شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان دونوں روایات کے ثابت ہونے کی صورت میں یہ احتمال ہے کہ ان دونوں میں جادوگر کوقتل کرنا اس کے کفر کی وجہ سے ہو اس کے جادو میں جادو کی پہلی دو اقسام میں سے ایک قسم پائی جاتی ہو اور یہ دونوں اقسام تو اختلاف کا محل ہی نہیں اور اس پر کون سی دلیل قائم ہے کہ مذکورہ روایات میں جادوگر کا جادو دیگر اختلافی اقسام سے تعلق رکھتا تھا جیسے شعبدہ بازی اور ہندسہ پر مبنی عجیب آلات اور اس قسم کی خوف و وہم دلانے ، ڈرانے والی چیزیں۔

تنبیہ1:

جادو کے توڑ کا حکم:

حضرت سیِّدُ نا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) ایک سوال قائم فرماتے ہیں: ''سحر زدہ سے جادو کا اثر زائل کرنے کے لئے جادوگر سے اس کا توڑ پوچھنا جائز ہے؟'' (پھر خود ہی جواب ارشاد فرماتے ہیں:) حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے جائز فرمایا ہے۔''[1] حضرت سیِّدُ نا مزنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بھی اسی قول کی طرف مائل ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) نے اسے مکروہ قرار دیا جبکہ حضرت سیِّدُ نا شَعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''آسیب زدہ کے جادو کھلوانے میں کوئی حرج نہیں۔''[2]

جادو کے توڑ کا ایک عمل:

حضرت سیِّدُ نا ابنِ بطّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب میں ہے کہ سحر زدہ شخص، بیری کے 7 سبز پتے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان کُوٹ لے، پھر انہیں پانی میں ملا کر آیۃُ الکرسی (اور بعض کتب میں اس کے ساتھ چار قل پڑھنے کا بھی لکھا ہے) پڑھ کر دم کرے، پھر اس پانی سے 3 گھونٹ

---

[1]......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ھل یستخرج السحر؟، ص۴۹۲۔

[2]......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ،البقرۃ،تحت الآیۃ ۱۰۲ ،ج ۱ ،الجزء الثانی ،ص ۳۸۔

پی کر بقیہ سے غسل کرے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ہر بیماری دُور ہو جائے گی۔

یہ عمل اس شخص کے لئے انتہائی مفید ہے جسے (جادو کے ذریعے) بیوی سے روک دیا گیا ہو۔ [1]

''وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَى الۡمَلَکَیۡنِ'' میں ما سے کیا مراد ہے، اس کے متعلق 4 اقوال ہیں:

(۱)......زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ **ما** موصولہ ہے جس کا عطف **سِحْر** پر ہے، یعنی شیاطین لوگوں کو جادو اور فرشتوں پر اُترنے والا علم سکھاتے تھے۔

(۲)......ایک قول یہ ہے کہ ما نافیہ ہے، یعنی فرشتوں پر جادو کے مباح ہونے کا حکم نہیں اُترا۔

(۳)......ایک قول کے مطابق **ما** موصولہ ہے مگر محلِ جر میں ہے اور مُلْکِ سُلَیْمٰنَ پر اس کا عطف ہے کیونکہ سحر پر اس کا عطف کرنا تقاضا کرتا ہے کہ ان پر جادو نازل ہوا ہو اور نازل کرنے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہو اور یہ جائز نہیں، جیسا کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ انہیں جادو سکھانے کے لئے بھیجا گیا تو فرشتوں کے متعلق ایسی بات کہنا بدرجۂ اَولیٰ جائز نہیں۔

(۴)......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف کفر کی نسبت کیسے کی جاسکتی ہے؟ اس کی نسبت تو کفار اور سرکش لوگوں کی طرف کی جائے گی اور معنی یہ ہوگا کہ شیاطین نے جادو کی نسبت حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت اور فرشتوں پر اُترے ہوئے علم کی طرف کر دی حالانکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بادشاہت اور فرشتوں پر نازل ہونے والا علم جادو سے بری ہے بلکہ ان پر تو شریعت اور دین نازل کیا گیا اور وہ لوگوں کو اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے تھے، ایک گروہ اس پر عمل کرتا اور دوسرا مخالفت کرتا تھا۔

حضرت سیِّدُنا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی آیتِ مبارکہ میں لفظِ ما کے متعلق مذکورہ اقوال پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس کو مُلْک پر عطف کرنا بعید ہے پس اس کے لئے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

(۱)......یہ بات نقصان دہ نہیں کہ اگر جادو فرشتوں پر نازل ہو تو نازل کرنے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہوگا کیونکہ کبھی کسی چیز کی رغبت دِلانے کے لئے اس کی صفت کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہ مکلّف اسے پا لیتا ہے اور کبھی اس سے نفرت

[1] ......الجامع لمعمر بن راشد مع المصنف لعبد الرزاق ،باب النشر وما جاء فیه ،الحدیث:۱۹۹۲۳،ج۱۰،ص۷۷۔

دِلانے کے لئے اس کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے بچ جاتا ہے جیسے کسی نے کہا ہے:''میں نے شر اور برائی کو پہچانا مگر برائی کے لئے نہیں بلکہ اس سے بچنے کے لئے۔''

(۲)...... یہ کہنا بھی مفید نہیں کہ انبیائے کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جادو کی تعلیم کے لئے مبعوث نہیں ہوئے، کیونکہ جادو کی تعلیم سے مراد اس کے فساد اور باطل ہونے کے متعلق سکھانا ہے۔

(۳)...... یہ کہنا بھی ممنوع ہے کہ جادو کی تعلیم کفر ہے اور اگر اسے کفر تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی حکایتِ حال کی سچائی کے لئے ایک ہی صورت کافی ہوتی ہے (یعنی اس قسم کا جادو سکھانا کفر ہے جس میں ستاروں کو معبودِ حقیقی ماننا پڑے)۔

(۴)...... جادو کے سیکھنے کو کافروں اور سرکش جنات کی طرف منسوب کرنا تب صحیح ہے جبکہ اس سے مراد جادو کرنا ہو نہ کہ سیکھنا کیونکہ اس پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے فساد پر آگاہ کرنے کے لئے اس کے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [1]

''بِبَابِلَ'' میں ب حرفِ جر فی کے معنی میں ہے اور ''بَلْبَلَۃٌ'' کا معنی ہے جدا اور الگ۔

شہر بابَل کی وجہِ تسمیہ اور محلِ وقوع:

اس شہر کو بابل کہنے کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ چنانچہ،

منقول ہے کہ اس شہر میں مخلوق کی زبانوں کے پھیل جانے کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہوا کو حکم دیا جس نے انہیں اس زمین میں اکٹھا کر دیا لیکن ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ دوسرا کیا کہہ رہا ہے، پھر ہوا نے انہیں مختلف شہروں میں جدا جدا کر دیا، پھر ہر ایک، ایک خاص زبان میں کلام کرنے لگا۔

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کشتی جُودِی پہاڑ پر ٹھہر گئی تو آپ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کشتی سے نیچے اُتر کر ایک گاؤں بنایا اور اُسے کشتی والوں کی تعداد کی مناسبت سے ثَمَانِیۡن کا نام دیا، ایک دن ایسا آیا کہ ان کی زبانیں 80 لغات میں تقسیم ہو گئیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نمرود کا محل گرتے وقت مخلوق کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔

بابل سرزمینِ عراق ہے، حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ ارشاد فرماتے ہیں:'' بابل کوفہ کی

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۷۔

زمین ہے۔" (1)

ھاروت اورماروت کے متعلق تحقیق:

ہاروت وماروت کے متعلق صحیح یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اوراکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مؤقف یہی ہے، البتہ! اسے ایک شاذ قراءت میں لام کے کسرہ کے ساتھ "مَلِکَیْنِ" بھی پڑھا گیا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ یہ دونوں انسان ہیں۔

جمہورعلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک ھَارُوْتَ اور مَارُوْتَ کی تَ پر فتحہ ہے اور مَلَکین میں لَام کے فتحہ کی صورت میں یہ دونوں اس سے بدل ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ اَلنَّاس سے بدلِ بعض ہیں۔ایک قول کے مطابق یہ دونوں شَیٰطِیْن سے بدل ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دونوں مَنْصُوْبٌ عَلَی الذَّمّ ہیں یعنی ہاروت اور ماروت تمام شیاطین کے درمیان قابلِ مذمت ہیں جس نے ملکین کے لام کو کسرہ دیا اس نے مذکورہ قاعدہ جاری کیا۔ ہاں! اگر مَلَکَان کی تفسیر حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کی جائے جیساکہ بعض مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے تو اس صورت میں ھاروت اور ماروت کو شَیٰطِیْن یا اَلنَّاس سے بدل بنانا ضروری ہوگا۔

لام کے فتحہ کی بنا پر ایک قول کے مطابق ان سے مراد دو آسمانی فرشتے ہیں جن کا نام ھاروت اور ماروت ہے اور یہی صحیح ہے جس کی تصریح شراب کی بحث میں آنے والی صحیح حدیثِ پاک میں آئے گی۔ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد حضرت سیِّدُنا جبرئیل اور حضرت سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام ہیں۔ملکین میں لام کے کسرہ کی صورت میں ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد جنوں کے دو قبیلے ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق حضرت سیِّدُنا داوٗد اور حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔بعض نے کہا: وہ دو نیک آدمی تھے۔ایک قول کے مطابق ان سے مراد دو جادوگر ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ ان سے مراد بابل کے عِلْجَان اور اَقْلَفَان نامی دو شخص ہیں جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ایک قول کے مطابق یُعَلِّمَانِ بابِ افعال سے یُعْلِمَانِ ہے،اس لئے کہ بابِ افعال اور تفعیل ایک دوسرے کی جگہ آتے رہتے ہیں کیونکہ فرشتے جادو نہیں سکھاتے تھے بلکہ اس کی برائی کے متعلق آگاہ کرتے تھے۔یُعْلِمُ بابِ افعال سے

(1) ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ،تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲،ص۳۴۰۔

بیان کرنے والے حضرت سیِّدُنا ابنِ اعرابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور حضرت سیِّدُنا ابنِ انباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی ہیں۔ [1]

ھاروت اور ماروت فرشتے ہیں یا نہیں [1]؟

ان کو فرشتہ نہ ماننے والوں کی پہلی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کے شایانِ شان نہیں کہ وہ جادو کی تعلیم دیں۔ دوسری دلیل (یہ ہے کہ فرشتوں کو نازل کرنا جائز نہیں کیونکہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ (پ۷، الانعام:۸)

اور تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ دونوں فرشتے اگر انسانی صورت میں نازل کئے جاتے تو یہ حقیقت کو چھپانا ہوتا حالانکہ یہ درست نہیں اور اگر ایسا ہو سکتا تو ہر ایک شخص کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ وہ حقیقتاً انسان نہیں کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ شاید وہ انسانی صورت میں فرشتہ ہو اور اگر دونوں فرشتے انسانی صورت میں نازل نہ کئے جاتے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے منافی ہوتا:

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۰ تا ۳۴۲۔

......اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت حضرتِ علّامہ مولانا امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے ھاروت و ماروت فرشتوں کے متعلق سوال ہوا کہ ھاروت و ماروت جو چاہِ بابل میں قید ہیں فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کی جائے؟ اور اگر جن وانس کہا جائے تو درازی عمر کے واسطے کیا حجت (دلیل) پیش کی جائے؟ کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”قصہ ھاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے ائمۂ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ھٰذِہِ الْاَخْبَارُ مِنْ کُتُبِ الْیَھُوْدِ وَافْتِرَائِھِمْ۔ یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔ ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد (بعید) نہیں۔ سیِّدُنا خضر وسیِّدُنا الیاس وسیِّدُنا عیسٰی صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِم اِنس ہیں اور ابلیس جن ہے اور راجح یہی ہے کہ ھاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ابتلائے خلق (یعنی مخلوق کی آزمائش) کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر (جادو) سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ: اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (پ۲، البقرۃ:۱۰۲) ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے اسے تعلیم کریں، تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں۔ بِہٖ قَالَ اَکْثَرُ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلٰی مَاعَزَاالَیْھِمْ فِی الشِّفَاءِ الشَّرِیْف۔ اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے جیسا کہ شفا شریف میں ان کی طرف منسوب ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی العقول فی عصمۃ الملائکۃ، ج۲، ص۱۷۰، ۱۷۱) واللہ تعالٰی اعلم۔“

(فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۳۹۶، ملتقطاً)

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا (پ۷، الانعام:۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے۔

پہلی دلیل کا جواب یہ دیا گیا کہ جادو کرنے کے لئے اس کا سیکھنا ممنوع ہے مگر اس کا فساد بیان کرنے کے لئے سیکھنا ممنوع نہیں۔ **دوسری دلیل** کا جواب یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم لوگوں کو دعوت دینے کے لئے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی انسان بنا کر بھیجتے تاکہ لوگوں کے لئے اس سے سیکھنا اور حاصل کرنا ممکن ہوتا اور یہاں پر ایسا نہیں، لہٰذا فرشتے کے غیر انسانی شکل پر ہونے میں کوئی ممانعت نہیں۔ **تیسری دلیل** کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ وہ دونوں فرشتے انسانی صورت میں نہ تھے تو تیسری دلیل اور اس میں مذکور آیتِ مبارکہ میں کوئی تضاد نہیں رہتا جیسا کہ ہم نے وضاحت کر دی ہے اور اگر ہم کہیں کہ وہ دونوں انسانی صورت میں تھے تو ہر شخص پر فرشتہ ہونے کا حکم فرشتوں کے نزول کے زمانے میں ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کے حضرت سیِّدُنا دحیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صورت میں نازل ہونے کا علم ہونے کے بعد اگر کوئی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھتا تو وہ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ حضرت سیِّدُنا دحیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صورت ہے کیونکہ ہوسکتا تھا کہ وہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام ہوں۔ (1)

بعض مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان دلائل کا جواب دیا ہے مگر وہ مفید نہیں بلکہ اس میں اعتراض ظاہر ہے۔

ھاروت و ماروت کا مختصر قصہ:

مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان دو فرشتوں کے متعلق ایک بہت طویل قصہ نقل فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتوں نے جب تخلیقِ آدم پر سوال کرتے ہوئے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کی: ''اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ (پ۱، البقرۃ:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا۔'' اور یہ کہتے ہوئے اپنی تعریف کی: ''وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ (پ۱، البقرۃ:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ایسی آزمائش میں مبتلا فرمایا جس نے ان کے دعووں کو رد کر دیا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتوں میں شہوت رکھ دی اور انہیں حاکم

---

1 ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۴، مفهوماً۔

بنا کر زمین میں اُتار دیا، وہاں انہیں زہرہ نامی عورت کے ذریعے آزمایا گیا وہ ان کے سامنے انتہائی خوبصورت کر کے لائی گئی۔ جب وہ اس کے ساتھ برائی کے مرتکب ہو گئے تو انہیں دُنیا وآخرت کے عذاب میں سے ایک کا اختیار دیا گیا۔ انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا، اب انہیں قیامت تک عذاب دیا جاتا رہے گا۔

ایک گروہِ علما نے اس واقعہ کے ثبوت کا انکار کیا جبکہ ایسا نہیں جیسا انہوں نے گمان کیا بلکہ اس کی صحت میں حدیث وارد ہے اور عنقریب شراب کے بیان میں وہ حدیثِ پاک آئے گی جس میں یہ ہے کہ جب ان کے سامنے عورت لائی گئی اور انہوں نے اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے انہیں شرک کا حکم دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا، پھر اس نے (ایک جان کو) قتل کرنے کا کہا تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا، اس کے بعد اس نے شراب پینے کا کہا تو انہوں نے شراب پی لی، پھر اس کے ساتھ برائی کے مرتکب ہوئے اور قتل بھی کر ڈالا، جب انہیں ان کے اس فعل کی خبر دی گئی تو انہوں نے اپنے لئے دُنیا کا عذاب اختیار کر لیا جیسا کہ مذکور ہوا۔

مذکورہ واقعہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

اس واقعہ کا انکار کرنے والوں میں ایک حضرت سیِّدُنا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی بھی ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس واقعہ کی روایت فاسد اور مردود ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ قرآنِ مجید کی کئی آیاتِ مبارکہ کئی وجوہات کی بنا پر اس کی تردید کرتی ہیں:

پہلا اعتراض: فرشتے ہر گناہ سے معصوم ہیں۔

جواب: فرشتوں کی عصمت اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک وہ فرشتوں کی صفت پر رہیں لیکن جب وہ انسانوں کی صفات میں تبدیل ہو جائیں تو وہ عصمت کا محل نہیں رہتے اور مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ ھاروت وماروت کا واقعہ ایک مثال ہے نہ کہ حقیقت، اس لئے کہ ان کے سامنے زہرہ کو ایک عورت کی صورت میں لایا گیا اور پھر ان کے ساتھ جو ہوا اس کا بیان گزر چکا ہے اور اس سے مقصود ان کے اس سوال کا جواب دینا تھا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَؕ (پ ۱، البقرۃ: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔

دوسرا اعتراض: یہ گمان فاسد ہے کہ انہیں دو عذابوں کے درمیان اختیار دیا گیا، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ انہیں توبہ اور عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا کیونکہ جو تمام عمر شرک کرتا رہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بھی توبہ اور عذاب کے درمیان اختیار دیتا ہے تو ان دونوں کو بدرجۂ اَولیٰ یہ اختیار دینا چاہئے۔

جواب: ان پر سزا میں سختی کرتے ہوئے ایسا کیا گیا اور انہیں شرک کرنے والے پر قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ قرآن وسنت سے ثابت امور میں رائے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

تیسرا اعتراض: سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کو عذاب کی حالت میں بھی جادو سکھا رہے ہیں اور جادو کی طرف بلا رہے ہیں حالانکہ انہیں اسی کی وجہ سے سزا دی جا رہی ہے۔

جواب: اس میں بھی کوئی تعجب نہیں کیونکہ اس بات کا کوئی مانع موجود نہیں کہ کچھ لمحات کے لئے ان سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہو اور وہ اسی وقت میں لوگوں کو جادو سکھاتے ہوں، اس لئے کہ ان کا نزول ایک تو اپنی آزمائش کے لئے ہوا اور اس کی وجہ ذکر ہو چکی ہے اور دوسرا لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوا تاکہ وہ ان سے جادو سیکھیں۔

نزولِ ہاروت وماروت کی حکمتیں:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ ہاروت وماروت کو نازل کرنے کی کئی حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت:

اس زمانے میں جادوگر بہت زیادہ تھے اور انہوں نے نبوت کی عجیب وغریب اقسام گھڑ رکھی تھیں اور وہ نبوت کا دعویٰ کرتے اور جادو کے ذریعے لوگوں کو چیلنج کرتے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کو جادو سکھانے کے لئے دو فرشتے اُتارے تاکہ وہ جادو سیکھ کر ان نبوت کے جھوٹے دعویدار جادوگروں سے ٹکر لینے کے قابل ہو جائیں۔ اور یہ مقصد واضح ہے۔

دوسری حکمت:

معجزہ کے جادو کے مخالف ہونے کا علم دونوں کی ماہیت کے علم پر موقوف ہے، لوگ چونکہ جادو کی ماہیت سے ناواقف تھے لہٰذا اُن کے لئے جادو کی حقیقت کی پہچان مشکل تھی۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس مقصد کے لئے جادو کی

ماہیت کی پہچان کرانے کے لئے ان دونوں فرشتوں کو بھیجا۔

تیسری حکمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں میں جدائی ڈالنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کے درمیان محبت ڈالنے والا جادو ان کی شریعت میں جائز یا مستحب تھا، اسی مقصد کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے جادو کی تعلیم کے لئے ان دو فرشتوں کو بھیجا، لہٰذا لوگوں نے ان سے یہ جادو سیکھا مگر اسے برے کاموں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کے درمیان محبت ڈالنے کے لئے استعمال کیا۔

چوتھی حکمت:

ہر چیز کا علم حاصل کرنا اچھا ہے اور جب جادو ممنوع ہے تو اس کا معلوم اور متصور ہونا ضروری ہے ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔

پانچویں حکمت:

شاید! جنوں کے پاس جادو کی ایسی اقسام تھیں جن کی مثل لانے پر انسان قادر نہ تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان فرشتوں کو بھیجا تا کہ انسان ان سے جادو سیکھ کر جنوں کا مقابلہ کر سکے۔

چھٹی حکمت:

لوگوں کو شرعی احکام کا پابند کرنے میں سختی کرنے کے لئے ان فرشتوں کو بھیجا اس اعتبار سے کہ جب انسان کوئی ایسا علم سیکھ لے گا جس کے ذریعے وہ دُنیوی لذّات تک پہنچ سکتا ہو پھر اسے اس کے استعمال سے روک دیا جائے تو یہ انتہائی مشقت ہے جس پر وہ مزید ثواب کا حق دار ہوگا۔

بیان کردہ وجوہات سے ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جادو سکھانے کے لئے فرشتوں کو بھیج سکتا ہے۔ [1]

نُزُولِ ھَارُوْت ومَارُوْت کا زمانہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ حضرت سیِّدُنا ادریس عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرة، تحت الآیة ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۵۔

زمانے میں پیش آیا۔‘‘

آیتِ مبارکہ میں لفظِ ’’فِتْنَۃٌ‘‘ سے مراد ایسی محبت ہے جس کے ذریعے حق و باطل اور مطیع و نافرمان میں فرق کیا جاسکے۔

ھاروت و ماروت جادو سکھانے سے پہلے نصیحت کے لئے ’’اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ‘‘ کہتے یعنی وہ کہتے کہ ہم تجھے یہ سمجھا دیتے ہیں کہ اگرچہ جادو سکھانے سے مقصود جادو اور معجزے میں فرق بتانا ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ تمہیں خرابیوں اور گناہوں کی طرف لے جائے، لہٰذا اسے ناجائز کاموں کے لئے استعمال کرنے سے اجتناب کرنا۔ (۱)

اس میں مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے کہ اس فرمانِ خداوندی میں میاں بیوی میں جدائی ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ جدائی ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ جب سحر زدہ یہ اعتقاد رکھے کہ اس جدائی میں مؤثر (حقیقی) جادو ہے اور یہ اعتقاد کفر ہے اور جب اس نے کفر کیا تو اس کی بیوی اس سے جدا ہوگئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جادوگر ملمع سازی، دھوکا دہی اور حیلوں سے میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے اور یہاں دیگر برائیوں پر جھڑکنے کے لئے صرف میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کو ذکر کیا اور دیگر باتوں کو ذکر نہ کیا جو وہ سیکھتے تھے اور انسان کو دیگر قریبی رشتہ داروں کی نسبت اپنی بیوی سے زیادہ محبت ہوتی ہے، لہٰذا جب جادو کے ذریعے شدتِ محبت کے باوجود میاں بیوی میں جدائی ہوسکتی ہے تو دیگر رشتہ داروں میں بدرجہ اَولیٰ ہوسکتی ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ’’وَمَا هُمۡ بِضَآرِّيۡنَ بِهٖ مِنۡ اَحَدٍ‘‘ مندرجہ بالا بات پر ایک دلیل ہے کیونکہ یہاں ضرر کو مطلق ذکر فرمایا اور اسے میاں بیوی میں جدائی پر منحصر نہ کیا پس یہ اس بات پر دلیل ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ یہ سب سے زیادہ نقصان دہ معاملہ ہے۔ (۲)

اِذْن کا مفہوم:

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡبَارِی فرماتے ہیں: ’’درحقیقت اِذْن حکم میں ہوتا ہے جبکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جادو کا حکم نہیں دیتا کیونکہ اس نے تو اس کی مذمت بیان فرمائی ہے، لہٰذا اگر وہ اس کا حکم دیتا تو اس کی مذمت نہ

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷۔

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۹۔

کرتا۔پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ'' کی تاویل کرنا ضروری ہے۔اس کے متعلق کئی اقوال ہیں:

(۱)......حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اِذْن سے مراد تخلیہ ہے یعنی جب انسان جادو کرتا ہے تو اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو اسے روک دے اور چاہے تو اسے جادو کا نقصان اٹھانے کے لئے چھوڑ دے۔''

(۲)......حضرت سیِّدُ نا اصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اِذْن سے مراد علم ہے، کیونکہ اذان اور اذن کا معنی آگاہ کرنا ہے۔''

(۳)......اِذْن کا معنی تخلیق ہے کیونکہ جادو کرتے وقت حاصل ہونے والا نقصان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیدا کرنے سے ہی ہوتا ہے۔

(۴)......اگر میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو کفر قرار دیا جائے تو اِذْن سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہے، کیونکہ اسے کفر قرار دینا ایک شرعی حکم ہے جو حکمِ الٰہی سے ہی ہوسکتا ہے۔ (1)

''خَلَاقٍ'' سے مراد حصہ ہے اور اس کے ذکر کرنے سے مقصود جادوگروں کی انتہائی مذمت اور ان کے لئے قبیح عذاب ہے کیونکہ اس شخص سے زیادہ خسارے والا، برا، حقیر اور ذلیل کوئی نہیں ہوسکتا جس کے لئے آخرت کی نعمتوں میں کوئی حصہ نہ ہو۔اسی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے بعد فرمایا: ''وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾'' یعنی یہودیوں نے اپنے آپ کو جادو کے بدلے بیچ ڈالا، اگر وہ اس کی انتہائی مذمت جانتے تو اس کے بدلے اپنی جانیں نہ بیچتے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی آیت مبارکہ سے پہلے ''وَ لَقَدْ عَلِمُوْا'' فرما کر ان کے لئے اس کا علم ثابت فرمایا اور آیت کے آخر میں ''لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾'' فرما کر ان سے اس کے علم کی نفی فرمادی کیونکہ دوسرے فرمان کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اپنے علم سے اس کی مذمت جانتے تو اس پر عمل نہ کرتے گویا وہ اس سے علیحدہ ہو جاتے۔یا پھر دوسرے فرمان سے مراد عقل وفہم رکھنا ہے کیونکہ علم عقل کا نتیجہ ہے، لہٰذا جب اصل کی نفی ہوگی تو اس کے نتیجہ کی بھی نفی ہو جائے گی اور اس اعتبار سے علم کا پایا جانا اس کے نہ پائے جانے کی طرح ہو جائے گا کہ وہ اس سے نفع حاصل نہ کرسکیں گے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کفار کو اندھا، بہرہ اور گونگا کہا ہے کیونکہ وہ اپنے حواس (یعنی آنکھ، کان اور زبان) سے نفع حاصل نہیں کرسکتے۔یا دونوں (یعنی عَلِمُوْا اور یَعْلَمُوْنَ) کے متعلق میں فرق ہے یعنی وہ آخرت میں اس کا خسارہ جان لیں گے

(1)......التفسیر الکبیر، البقرۃ،تحت الآیۃ۱۰۲،ج۱،ص۶۳۲۔

اورانہوں نے دنیا میں اس کا نفع نہ جانا۔ یہ تمام تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ عَلِمُوْا اور یَعْلَمُوْنَ کا فاعل ایک ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور اگر فاعل مختلف بنایا جائے جیسے ''عَلِمُوْا'' میں ضمیرِ جمع ''مَلَکَیْن یا شَیَاطِیْن'' کے لئے ہو اور ''شَرَوْا'' اوراس کے مابعد دوسرے افعال کی ضمیرِ جمع یہود کے لئے ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے جادو، اس کی بنیاد، اس کی حقیقت واقسام، اس کا ضرر وقبح اوراس پر مرتب شدید وعیدوں کے ثابت ہونے کے باوجود اس کوسرکش شیطان یا ظالم متکبر ہی اختیار کرے گا۔

جادو کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

جادو کی مذمت میں کثیر احادیثِ مبارکہ وارد ہوئیں، جن میں چند یہ ہیں:

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! وہ کیا ہیں؟'' ارشادفرمایا: ''(۱)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......جادو کرنا (۳)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴)......سود کھانا (۵)......یتیم کا مال کھانا (۶)...... جنگ کے دن بھاگ جانا اور (۷)......سیدھی سادی پاک دامن مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''[۱]

﴿9﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنّتوں، دِیَّتوں اور زکوٰۃ کے احکام تھے، نیز اس میں یہ بھی تحریر تھا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔''[۲]

﴿10﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' ارشادفرمایا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں، ان میں سب سے بڑے (یہ ہیں:) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا،

---

[۱]......صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب فی قول اللّٰہ تعالی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ......الخ، الحدیث۲۷۶۶، ص۲۲۲۔

[۲]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی، الحدیث۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰، ۱۸۱۔

مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔‘‘[1]

﴿11﴾……حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’جس نے گرہ لگا کر اس میں پھونک ماری اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جس نے کچھ (یعنی تعویذ) لٹکایا تو وہ اسی کے سپرد کیا جائے گا[2]۔‘‘ [3]

﴿12﴾……حضرت سیِّدُ نا عثمان بن ابی العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رات کی ایک گھڑی اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور ارشاد فرماتے: ’’اے آلِ داوٗد! اٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ اس گھڑی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جادوگر اور ٹیکس لینے والے کے علاوہ ہر ایک کی دُعا قبول فرماتا ہے۔‘‘ [4]

﴿13﴾……حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ’’3 باتیں ایسی

---

[1] ……المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

[2] ……مذکورہ وعید ناجائز الفاظ پر مشتمل تعویذات لٹکانے والوں کے متعلق ہے جبکہ ایسے تعویذات استعمال کرنا جائز ہے جو آیاتِ قرآنیہ، اسماءِ الٰہیہ یا دعاؤں پر مشتمل ہوں۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) یہ روایت نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرماتے: ’’بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔‘‘ اور ان میں سے جو نابالغ ہوتے اور یاد نہ کرسکتے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مذکورہ کلمات لکھ کر ان کا تعویذ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۶۷۰۸، ج۲، ص۶۰۰) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب، ’’بہارِشریعت‘‘ جلد سوم صَفحہ 652 پر ہے: ’’گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا اَدْعِیَہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور **بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔** اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث و ادعیہ (دعائیں) رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیّتِ شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنُب (یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارج ہونے کی وجہ سے غسل فرض ہوگیا ہو) وحائض (حیض والی) ونُفَسا (نفاس والی) بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔‘‘

[3] ……سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب الحکم فی السحرۃ، الحدیث ۴۰۸۴، ص۲۳۵۵۔

[4] ……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عثمان بن ابی العاص الثقفی، الحدیث ۱۶۲۸۱، ج۵، ص۴۹۲۔

ہیں کہ اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے چاہتا ہے اس کے علاوہ گناہ بخش دیتا ہے۔(وہ یہ ہیں:)(۱)......جو اس حال میں مرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو(۲)......جادو گروں کے پیچھے چلنے والا جو جادو گر نہ ہو(تا کہ ان سے جادو سیکھے پھر لوگوں کو سکھائے اور جادو کرے)اور(۳)......وہ اپنے بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔'' (۱)

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''شراب کا عادی، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۲)

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے:''تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے:''شراب کا عادی، قطع تعلقی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا(یعنی اسے صحیح کہنے والا)۔'' (۳)

تنبیہ2:

میں نے شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کی طرح مذکورہ 4 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ان میں سے بعض قرآنِ حکیم کی آیاتِ بیّنات سے اور بعض احادیثِ مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہیں اور یہ گزشتہ بحث سے واضح ہے بلکہ کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے فرمایا کہ یہ تمام گناہ کفر ہیں۔(اگر کفر نہ بھی ہوں تو)کم از کم کبیرہ تو ہوں گے خصوصاً جبکہ ان کے متعلق شدید وعیدات اور سخت تنبیہات وارد ہیں جیسا کہ آیتِ مبارکہ پر مذکورہ تفصیلی بحث سے ظاہر و باہر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی ناراضی و نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

......المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۰۰۴،ج۱۲،ص۱۸۸۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الکھانۃ والسحر،الحدیث:۶۱۰۱،ج۷،ص۶۴۸،دون قولہ:رحم۔

......المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث ابی موسی الاشعری،الحدیث:۱۹۵۸۴،ج۷،ص۱۳۹۔

کبیرہ نمبر324: **کاھن بننا**

کبیرہ نمبر325: **ستارہ شناس بننا**

کبیرہ نمبر326: **فال نکالنا**

کبیرہ نمبر327: **پرندوں کو اڑا کر شگون لینا**

کبیرہ نمبر328: **علمِ نجوم سیکھنا**

کبیرہ نمبر329: **خط کھینچ کر شگون لینا**

کبیرہ نمبر330: **کاھن کے پا س جانا**

کبیرہ نمبر331: **ستارہ شناس کے پا س جانا**

کبیرہ نمبر332: **پیشن گوئی کرنے والے کے پاس جانا**

کبیرہ نمبر333: **نجومی کے پا س جانا**

کبیرہ نمبر334: **فال نکلوانے کے لئے فال نکا لنے والے کے پاس جانا**

کبیرہ نمبر335: **خط کھینچوانے کے خط کھینچنے والے کے پاس جانا**

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

یعنی اشیاء میں سے کسی شے کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہہ جس کا تجھے علم نہیں کیونکہ تیرے حواس (یعنی کان، آنکھ وغیرہ) سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور قرآنِ مجید میں ایک دوسرے مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۲۹، الجن:۲۶،۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی عالمُ الغیب ہے اور اس پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو آگاہ نہیں فرماتا سوائے اس کے جسے اپنی رسالت کے لئے پسند کر لے، وہ اپنے غیب میں سے جس پر چاہتا ہے، اپنے رسول کو آگاہ فرما دیتا ہے۔

ایک قول کے مطابق اِلَّا حرفِ استثناء کے بعد والا کلام استثنا منقطع ہے تو معنی یہ ہوگا: ''مگر جسے اپنی رسالت کے لئے پسند فرماتا ہے اس کے آگے پیچھے (فرشتوں کا) پہرا مقرر فرما دیتا ہے۔''

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا علم غیب:

پہلا معنی ہی صحیح ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مغیباتِ کثیرہ (یعنی بے شمار غیبی باتوں) پر آگاہ فرمایا بلکہ اُن کا وارث بنایا مگر وہ مغیباتِ کثیرہ علمِ الٰہی کے مقابلہ میں جزئیاتِ قلیلہ (یعنی تھوڑی سی جزئیات) ہیں، مطلق طور پر کلی و جزئی مغیبات کے علم میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی منفرد ہے[1]۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے بدشگونی کی یا اس کے لئے بدشگونی کی گئی یا جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا اور جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔''[2]

﴿2﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''جو کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو وہ اس سے بری ہو گیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے (مجھ) محمد پر نازل فرمایا اور جو کاہن کے پاس گیا مگر اس کی تصدیق نہ کی تو اس کی 40 راتوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔''[3]

---

[1]......اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ اعظم، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن علومِ انبیا و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں: ''بلاشبہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین واوّلین وآخرین کے مجموعۂ علوم مل کر علمِ باری عَزَّوَجَلَّ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بُوند کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔''
(فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۳۷۷)

[2]......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عمران بن حصین، الحدیث۳۵۷۸، ج۹، ص۵۲۔

[3]......المعجم الاوسط، الحدیث:۶۷۰، ج۵، ص۸۷، "لیلۃً" بدلہ "یوماً"۔

﴿3﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو 40 راتوں تک اس کی توبہ روک دی جاتی ہے اور اگر اس نے اس کی تصدیق کی تو کفر کیا۔'' (۱)

﴿4﴾……سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''وہ شخص بلند درجات کو نہیں پا سکتا جس نے کہانت کی یا تیروں کے ذریعے فال نکالی یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے واپس لوٹ آیا۔'' (۲)

﴿5﴾……حضور نبئ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جو عرّاف (یعنی نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا اور اس کی تصدیق کی تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (۳)

﴿6﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔'' (۴)

﴿7﴾……حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''جو کسی نجومی یا کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل کیا گیا۔'' (۵)

﴿8﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی نجومی یا جادوگر یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں پر یقین کیا تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔'' (۶)

﴿9﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے علمِ نجوم کی

---

(۱)……المعجم الکبیر، الحدیث ۱۶۹، ج۲۲، ص۶۹۔

(۲)……مجمع الزوائد، کتاب الطب، باب فیمن اتی کاھنا اوعرافا، الحدیث: ۸۴۸۷، ج۵، ص۲۰۳۔

(۳)……صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التحریم الکھانۃ واتیان الکھان، الحدیث: ۵۸۲۱، ص۱۰۷۴۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بعض ازواج النبی، الحدیث: ۲۳۲۸۴، ج۹، ص۶۹۔

(۴)……المستدرک، کتاب الایمان، باب التشدید فی اتیان الکاھن وتصدیقہ، الحدیث: ۱۵، ج۱، ص۱۵۴۔

(۵)……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۵۳۸۴، ج۴، ص۴۸۲۔

(۶)……المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۰۰۵، ج۱۰، ص۷۶، دون قولہ: ساحراً۔

کوئی بات سیکھی اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا، جس نے (علمِ نجوم میں) اضافہ کیا اُس نے (جادو میں) اضافہ کیا۔''(1)

﴿10﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''خط کھینچنا، فال نکالنا اور پرندے اُڑا کر شگون لینا جِبت میں سے ہے۔''(2)

جِبت سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر وہ چیز ہے جس کی عبادت کی جائے۔

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے اکثر کے متعلق مذکورہ صریح احادیث وارد ہیں جبکہ بقیہ کو انہی پر قیاس کیا گیا ہے جو کہ واضح ہے کیونکہ تمام میں ایک ہی چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

کاہن کی تعریف:

کاہن سے مراد وہ شخص ہے جو بعض پوشیدہ باتیں بتاتا ہے جن میں سے کچھ صحیح اور اکثر غلط ہوتی ہیں اور گمان کرتا ہے کہ یہ باتیں اُسے جِنّ بتاتا ہے۔ بعض نے کہانت کے متعلق وضاحت کی ہے کہ اس سے مراد کسی کا زمانۂ مستقبل کی پوشیدہ باتوں کے متعلق آسمانی باتیں بتا کر علمِ غیب جاننے کا دعویٰ کرنا اور یہ گمان کرنا کہ یہ باتیں اُسے جِنّ بتاتا ہے۔

عَرَّاف کی تعریف:

بعض کے نزدیک عَرَّاف کاہن ہی کو کہتے ہیں لیکن گزشتہ حدیثِ مبارکہ کے یہ الفاظ ''عَرَّافًا اَوْ کَاھِنًا'' اس بات کو رد کرتے ہیں اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد جادوگر ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۶ھ) فرماتے ہیں: ''عَرَّاف وہ ہوتا ہے جو ایسے اسباب اور مقدّمات کے ذریعے امورِ غیبیہ جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جن کے ذریعے وہ ان امور کے واقع ہونے کی جگہوں پر استدلال کرتا ہے جیسے چوری کیا ہوا مال، جس نے چوری کیا اور جہاں سے چوری کیا گیا اس جگہ کی پہچان وغیرہ۔

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نجومی کو بھی کاہن کہتے ہیں۔

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی النجوم، الحدیث:۳۹۰۵، ص۱۵۱۰۔

(2)......سنن ابی داود، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الخط وزجر الطیر، الحدیث:۳۹۰۷، ص۱۵۱۰۔

طِرْق کی تعریف:

حضرت سیِّدُ نا ابوداؤد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''طِرْق کا مطلب یہ ہے کہ پرندوں کو اچھی یا بری فال لینے کے لئے اُڑانا تاکہ اگر وہ دائیں طرف اڑیں تو اچھا شگون لینا اور اگر بائیں طرف اڑیں تو برا شگون لینا۔''

حضرت سیِّدُ نا ابنِ فارس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''پیشین گوئی کے لئے کنکریاں پھینکنا بھی کہانت کی ایک قسم ہے۔''

علمِ نجوم:

علمِ نجوم ممنوع ہے جس کا جاننے والا مستقبل میں پیش آمدہ واقعات جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جیسے بارش کا آنا، برف باری ہونا، ہوا کا چلنا اور اشیاء کی قیمتوں کا تبدیل ہونا وغیرہ۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خاص زمانہ میں ستاروں کے چلتے ہوئے ایک دوسرے سے ملنے اور جدا ہونے اور ظاہر ہونے کے ذریعے ان باتوں کا ادراک کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس علم کو اپنے ساتھ خاص کر رکھا ہے، اس کے سوا (اپنے اندازہ سے) کوئی نہیں جانتا، پس جس نے مذکورہ ذرائع سے اس کے جاننے کا دعویٰ کیا وہ فاسق ہے بلکہ اکثر اوقات یہ علم کفر کی طرف لے جاتا ہے۔

جو یہ کہے کہ ستاروں کے یوں ایک دوسرے سے ملنے اور جدا ہونے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مذکورہ چیزوں (ہوا، بارش وغیرہ) کے وقوع پر اپنی جاری عادت کی علامت بنایا ہے مگر کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا تو ایسا کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح علمِ نجوم کی مدد سے مشاہدہ کے ذریعے سمجھی جانے والی باتوں کی خبر دینا جن کے ذریعے زوال کا وقت اور قبلہ کی سمت معلوم کی جاتی ہے اور پتا چلتا ہے کہ کتنا وقت گزر چکا ہے اور کتنا باقی ہے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ فرضِ کفایہ ہے۔

﴿11﴾...... حضرت سیِّدُ نا زید بن خالد جُھَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نے فجر کی نماز سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بارش میں پڑھی جو رات سے برس رہی تھی۔ جب آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اِستِفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟'' صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ارشاد فرماتا ہے: ''میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ نے میرا انکار کیا، پس جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا منکر اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔'' (۱)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جو مذکورہ حدیثِ پاک کے الفاظ ''ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی'' سے یہ مراد لے کہ ستارہ ہی بارش پیدا کرنے والا اور برسانے والا ہے تو وہ کافر ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں ستارہ محض بارش نازل ہونے کی علامت ہے جبکہ بارش نازل کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے تو وہ اگرچہ کافر نہیں لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ جملہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔

﴿12﴾......کچھ لوگوں نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے کاہن یا کاہنوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ کوئی چیز نہیں (یعنی صحیح نہیں)۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! وہ بعض اوقات ہمیں کسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ الفاظ وحی کے ہوتے ہیں جو جِنّ آسمان سے سن کر اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور پھر وہ اس کے ساتھ 100 جھوٹ ملا دیتا ہے۔'' (۲)

﴿13﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں ہونے والے فیصلے کا آپس میں ذکر کرتے ہیں تو شیطان چوری چھپے سُن رہا ہوتا ہے پس وہ ان کی باتیں سُن لیتا ہے اور کاہنوں کو بتا دیتا ہے، پھر وہ اپنی طرف سے اس کے ساتھ 100 جھوٹ ملا لیتے ہیں۔'' (۳)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، الحدیث: ۲۳۱، ص ۶۹۱۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الکھانة، الحدیث: ۵۷۶۲، ص ۴۹۲۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، الحدیث: ۳۲۱۰، ص ۲۶۰، ''فیوجه'' بدله ''فتوحیه''۔

۱۔ باب البغاۃ

بغاوت کرنا

کبیرہ نمبر336:

(یعنی بغیرکسی وجہ کے امام سے بغاوت کرنا اگرچہ وہ ظالم ہو یا بغاوت تو کسی وجہ سے ہو مگر وہ وجہ قطعاً باطل ہو)

قرآنِ مجید میں سرکشی کی مذمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنز الایمان: مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں۔

(پ۲۵، الشورٰی:۴۲)

احادیثِ مبارکہ میں سرکشی کی مذمت:

﴿1﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری طرف وحی فرمائی کہ عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ نہ تو کوئی کسی سے بغاوت کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔'' (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابی بکرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبئ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی گناہ بغاوت اور قطع رحمی سے زیادہ حق نہیں رکھتا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے مرتکب کو آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی جلدی سزا دے۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبئ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن کاموں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی جاتی ہے ان میں سے کسی کی سزا بغاوت کے برابر نہیں۔'' (۳)

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر ایک پہاڑ دوسرے

......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب الصفات التی یعرف بھا......الخ، الحدیث:۷۲۱۰، ص۱۱۷۵۔

......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی عظم الوعید علی البغی وقطیعۃ الرحم، الحدیث:۲۵۱۱، ص۱۹۰۴۔

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث:۴۸۴۲، ج۴، ص۲۱۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

پہاڑ سے بغاوت کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ باغی کو ٹکڑے ٹکڑے فرمادے۔'' (1)

جب قارون لعین نے اپنی قوم پر سرکشی وزیادتی کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے زمین میں دھنسا دیا جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے متعلق خبر دی:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ (پ۲۰، القصص ۷۶ تا ۸۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں، جب اس سے اس کی قوم نے کہا اِترا نہیں، بے شک اللہ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ، بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بولا: یہ تو مجھے ایک علم سے ملا جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پُوچھ نہیں تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں، بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا، بے شک اس کا بڑا نصیب ہے اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری! اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انھیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: قارون کی بغاوت یہ تھی کہ اس نے ایک فاحشہ کی اُجرت مقرر کی کہ وہ ہر برائی سے منزّہ ومبرّہ ذات حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر زنا کی تہمت

(1) ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث ٦٦٩٣، ج٥، ص٢٩١۔

لگائے۔ چنانچہ، اس نے تہمت لگائی۔ اس پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس عورت سے قسم لی تو اس نے بتایا کہ قارون نے مجھے اِس پر اُکسایا تھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام جلال میں آ گئے اور اُسے بددُعا دی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''میں نے زمین کو تیری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے پس تو اسے حکم دے۔'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے زمین کو حکم فرمایا: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' تو زمین نے اسے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کا تخت غائب ہو گیا۔ جب قارون نے یہ دیکھا تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے رحم کی درخواست کی لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے زمین کو دوبارہ فرمایا: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' تو زمین نے اسے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کے دونوں قدم غائب ہو گئے لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام لگاتار فرماتے رہے: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' یہاں تک کہ زمین نے اسے بالکل غائب کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر قارون مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کر دیتا۔'' پس زمین نے اسے سب سے نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔

حضرت سیِّدُنا سَمُرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''قارون ہر روز انسان کے قد جتنا دھنسایا جاتا ہے۔''

جب اسے دھنسا دیا گیا تو یہ کہا جانے لگا کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کے مال واسباب اور گھر پر قبضہ جمانے کے لئے اس کو ہلاک کر دیا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے 3 دن بعد اس کے مال واسباب اور گھر کو بھی دھنسا دیا۔

قارون کی بغاوت سے مراد اُس کا تکبر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا کفر ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کے کپڑوں کے ایک بالشت لمبے ہونے کی وجہ سے یہ کہا گیا جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ فرعون کا خادم تھا اس نے بنی اسرائیل پر ظلم اور زیادتی کی تھی۔

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق اِسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن انہوں نے مطلقاً بغاوت کو کبیرہ گناہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''پچاسواں کبیرہ گناہ بغاوت ہے۔'' حالانکہ یہ ایک مشکل امر ہے۔ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''بے شک بغاوت مذمت کا نام نہیں کیونکہ باغی فاسق نہیں

ہوتے ،اسی وجہ سے میں نے عنوان میں اسے مقید کرتے ہوئے کہا: ''بغیر کسی وجہ کے بغاوت کرنا یا بغاوت تو کسی وجہ سے کرنا مگر وہ وجہ قطعاً باطل ہو۔''

اس صورت میں یہ گناہ کبیرہ تب کہلائے گا جب یہ ایسے مفاسد کا سبب بنے جن کا نقصان نا قابل شمار ہو اور نہ ہی اس کے شر کی آگ بجھ سکتی ہو اور باغیوں کے پاس بغاوت کا کوئی عذر بھی نہ ہو۔لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے بغاوت کر رہا ہو تو اس کا حکم اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کے لئے ایک قسم کا عذر ہے۔اسی وجہ سے جنگ کی حالت میں ایسے لوگوں (یعنی کسی وجہ سے بغاوت کرنے والوں) سے جو کچھ ضائع ہو جائے وہ اس کے ضامن نہ ہوں گے اور نہ ہی ان میں سے پیچھے رہ جانے والوں کو قتل کیا جائے گا۔

کبیرہ نمبر337: دُنیوی مقصد پورا نہ ہونے پر امام کی بیعت توڑ دینا

احادیثِ مبارکہ میں بیعت توڑنے کی مذمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت3 قسم کے لوگوں سے نہ تو کلام فرمائے گا،نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا:(۱)......جو شخص بے آب و گیاہ میدان میں مسافر سے اضافی پانی روکے(۲)......جو کسی شخص کو عصر کے بعد سامان بیچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے کہ میں نے اتنے اتنے میں لیا اور لینے والا اسے سچا جانے حالانکہ اس نے اتنے میں نہ لیا ہو اور(۳)......جو شخص دُنیا کے لئے امام کی بیعت کرے،اگر وہ اُسے دُنیا عطا کرے تو اس سے وفا کرے اور اگر عطا نہ کرے تو وفا نہ کرے۔''[1]

......صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ ،الحدیث۲۹۷،ص۶۹۲۔

﴿2﴾......امیر المؤمنین مولیٰ مشکل کُشا حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جنگ سے بھاگ جانا، ہجرت کے بعد دارُالکُفر کی طرف لوٹ جانا، جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، جماعت کو چھوڑنا اور بیعت توڑنا۔'' (1)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور کئی متاخرین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت سی خرابیوں کا سبب ہے جن کی کوئی انتہا نہیں۔

{......فضائل قرآنِ کریم......}

فرمانِ مصطفٰی: ''یہ قرآنِ مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بے شک یہ قرآنِ مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مُبِیْن، نفع بخش شفا، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر 10 نیکیاں عطا فرمائے گا۔ مَیں نہیں کہتا کہ ''الٓمّ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔'' (المستدرک، الحدیث: ۲۰۸۰، ج۲، ص۲۵۶)

---

(1)......تفسیر ابن ابی حاتم، النساء، تحت الآیۃ ۳، الحدیث: ۵۲۱۲، ج۳، ص۹۳۳، ''البیعۃ'' بدلہ ''الصفقۃ''۔

۲۔ باب الإمامة العظمی

کبیرہ نمبر338: اپنی خیانت جاننے کے باوجود امام یا حاکم بننا

کبیرہ نمبر339: اس کا پختہ ارادہ کرنا اور اس کا مطالبہ کرنا

کبیرہ نمبر340: مذکورہ علم اور عزم کے ساتھ ساتھ اس کے لئے مال ودولت خرچ کرنا

احادیثِ مبارکہ میں امارت وحکومت کی مذمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں امارت کے متعلق کچھ بتاؤں اور وہ کیا ہے؟'' تو میں نے اپنی بلند آواز میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس میں اوّل ملامت، دوم ندامت، سوم قیامت کے دن کا عذاب ہے مگر وہ جو عدل کرے حالانکہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار کے ساتھ (جبکہ وہ مجرم ہو) کیسے عدل کرے گا؟''(1)

﴿2﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جو شخص 10 یا اس سے زیادہ آدمیوں کے معاملات کا والی بنے گا بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے، اُنہیں اس کی نیکی کھولے گی یا اس کا گناہ مزید جکڑ لے گا۔ اس کی ابتدا ملامت، اس کا درمیان ندامت اور اس کی انتہا قیامت کے دن کا عذاب ہے۔''(2)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ ناابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے (زکوٰۃ وغیرہ جمع کرنے پر) عامل نہیں بنا دیتے؟''

---

(1)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسندعوف بن مالک الاشجعی، الحدیث: ۲۷۵۶، ج۷، ص۱۸۸۔

(2)......المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث ابی امامة الباهلی، الحدیث: ۲۲۳۶۲، ج۸، ص۳۰۵، ''اوثقه'' بدله ''اوبقه''۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس میرے کندھوں پر رکھا اور فرمایا: ''اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے اور یہ قیامت کے دن عذاب اور ندامت کا باعث ہوگی مگر جو اسے اس کے حق سے لے اور وہ ذمہ داریاں پوری کرے جو اس میں ہیں۔'' (۱)

﴿4﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ ہی کسی یتیم کے مال کا والی بننا۔'' (۲)

اچھی زندگی اور بری موت:

﴿5﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب تم امارت وحکومت کی حرص کرو گے تو یہ بروزِ قیامت ندامت ہوگی، دودھ پلانے والی کتنی اچھی اور چھڑانے والی کتنی بری ہے (۳)۔'' (۴)

آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے:

﴿6﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''امرا کے لئے ہلاکت ہے، سرداروں کے لئے ہلاکت ہے، امین بننے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور تمنا کریں گے کہ انہیں ان کے بالوں سے ثریّا (ستارے) سے لٹکا دیا جاتا اور زمین وآسمان کے درمیان ہلتے رہتے مگر کسی کام

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ......الخ، الحدیث:۴۷۱۹، ص۱۰۰۵۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۴۷۲۰۔

(۳)......مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 349 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''سبحان اللّٰہ کیسی نفیس عبارت ہے، سلطنت کو رعایا کی ماں قرار دیا گیا، ظالم سلطنت کو دودھ سے محروم کرنے والی ماں فرمایا گیا اور عادل سلطنت کو دودھ دینے والی سگی ماں قرار دیا گیا یعنی رعایا کو حقوق دینے والی سلطنت اچھی ہے اور محروم کرنے والی سلطنت بری۔''

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب مایکرہ من الحرص علی الامارۃ، الحدیث:۷۱۴۸، ص۵۹۵۔

کا والی نہ بنایا جاتا۔‘‘ (۱)

﴿7﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’عنقریب ایک شخص تمنّا کرے گا کہ وہ ثریا سے گر جاتا لیکن لوگوں کے کسی معاملے کا والی نہ بنتا۔‘‘ (۲)

امارت وحکومت کا سوال نہ کرو:

﴿8﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اے عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔‘‘ (۳)

سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نصیحت:

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا حمزہ بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ’’یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کوئی ذمہ داری سونپ دیں جسے میں نبھاتا رہوں۔‘‘ تو سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اے حمزہ! کیا تمہیں وہ نفس پسند ہے جسے تم زندہ رکھ سکو یا وہ جسے تم ماردو؟‘‘ انہوں نے عرض کی: ’’وہ نفس جسے میں زندہ رکھ سکوں۔‘‘ ارشاد فرمایا: ’’تم پر اپنے نفس کی حفاظت لازم ہے۔‘‘ (مطلب یہ کہ عہدہ قبول کرنا نفس کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے)۔‘‘ (۴)

﴿10﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا مِقْدَام بن مَعدِیکرب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’اے قُدَیم! اگر تو اس حال میں فوت ہوا کہ نہ تو امیر ہو، نہ کاتب اور نہ ہی سردار تو تُو کامیاب ہو گیا۔‘‘ (۵)

......المستدرک، کتاب الاحکام ،باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنة ،الحدیث۷۰۹۹،ج۵،ص۱۲۳ ،بتغیرٍ۔

......المرجع السابق،الحدیث۷۰۹۸،"لیو شکن" بدله "لیو شک"۔

......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یسئل الامارة اعانة اللّٰه علیها، الحدیث:۷۱۴۶،ص۵۹۵۔

......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص ،الحدیث۶۶۲۵،ج۲،ص۵۸۸۔

......سنن ابی داود، کتاب الخراج والفیء والامارة،باب فی العرافة، الحدیث۲۹۳۳،ص۱۴۴۲۔

حکمرانی کا وبال:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، حضرت سیِّدُ نا شریک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے مرفوع روایت کیا یا نہیں، بہرحال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''امارت وحکومت کا اوّل ندامت، درمیان نقصان اور آخر قیامت کے دن کا عذاب ہے۔'' (1)

صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا خوفِ آخرت:

﴿12﴾......امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا بشر بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوازن کے صدقات پر عامل مقرَّر فرمایا لیکن حضرت سیِّدُ نا بشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ گئے تو امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے ملے اور دریافت فرمایا: ''کس چیز نے تمہیں پیچھے چھوڑا؟ کیا ہمارے لئے حکم سننا اور اطاعت کرنا نہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، لیکن میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے ایک پل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا، اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا۔''

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غمگین اور شکستہ دل ہو کر جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت سیِّدُ نا ابو ذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شکستہ دل اور غمگین دیکھ رہا ہوں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''میں دل گیر اور غمگین کیوں نہ ہوں جبکہ میں نے حضرت بشر بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ کہتے سنا کہ پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم کے ایک پُل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا۔'' تو حضرت سیِّدُ نا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی

---

1 ......المعجم الاوسط، الحدیث۶۱۱۵۶، ج۴، ص۱۷۳۔

بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا، اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا جو سیاہ اور تاریک ہوگی۔''

اس کے بعد حضرت سیِّدُ نا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''ان دونوں میں سے کون سی حدیثِ پاک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل کو زیادہ غمگین کرنے والی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''دونوں میرے دل کو زیادہ غمگین کرنے والی ہیں، تو (اتنی شدید وعید کے باوجود) خلافت کو اس کے حقوق سمیت کون قبول کرے گا؟'' حضرت سیِّدُ نا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''وہی قبول کرے گا جس کی ناک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کاٹ ڈالے اور جس کے رخسار زمین سے ملا دے، بہر حال ہم تو بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے، یا اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے شخص کو لوگوں کے معاملات کا والی بنایا جو عدل نہیں کرتا تو آپ اس گناہ سے نجات نہ پا سکیں گے۔'' (۱)

﴿13﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم زمین کے مشرق و مغرب فتح کر لوگے، اور اس کے عمّال (یعنی حکمران) جہنم میں جائیں گے مگر جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور امانت ادا کرے۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُ نا عدی بن عمیرہ کندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''ہم تم میں سے کسی کو کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی چھوٹی چیز چھپائے تو یہ خیانت ہے اور وہ قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا۔'' انصار میں سے کالے رنگ کا ایک شخص کھڑا ہوا گویا میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجئے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''میں اب بھی

۱......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۱۹، ج۲، ص۳۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

۲......المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال، الحدیث:۲۳۱۷۷، ج۹، ص۴۳۔

یہی کہتا ہوں کہ جسے ہم کسی کام پر عامل بنائیں وہ قلیل وکثیر سب لے کر حاضر ہو جائے اس کے بعد اُسے اس میں سے جو دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے رک جائے۔'' (۱)

عامل کے ہدیہ لینے کا حکم:

﴿15﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کا عامل بنایا جسے (قبیلہ بَنِی لُتُب کی نسبت سے) اِبْنُ اللُّتبِیَّہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا: ''یہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''میں نے تم میں سے ایک شخص کو اس کا عامل بنایا جس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ولایت دی اب وہ کہتا ہے کہ یہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے، اگر وہ سچا ہے تو اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ اُسے یہ ہدیہ پہنچ جاتا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی شخص جو چیز ناحق لے گا قیامت کے دن اسے اٹھائے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔'' (۲)

قبر میں آگ کا کرتہ:

﴿16﴾......حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو بَنِی عَبْدُ الاَشْھَل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے پاس گفتگو فرماتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کے لئے اذان یا اقامت کہی جاتی۔ حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلدی جلدی نمازِ مغرب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ بقیع کے مقام پر ہمارے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! تم پر افسوس!'' اس بات سے میرے دل میں ڈر اور خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہو گیا اور گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے فرما رہے ہیں، آپ صلَّی اللہ

......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ھدایا العمال، الحدیث:۴۷۴۳، ص۱۰۰۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب من لم یقبل الھدیۃ لعلۃ، الحدیث:۲۵۹۷، ص۲۰۴۔

صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ھدایا العمال، الحدیث:۴۷۴۴، ص۱۰۰۷۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ”کیا ہوا، جلدی چلو؟“ میں نے عرض کی: ”آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی کچھ ارشاد فرمایا ہے۔“ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تو تجھے کیا ہوا؟“ میں نے عرض کی: ”آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔“ ارشاد فرمایا: ”نہیں، بلکہ وہ تو فلاں شخص ہے جسے میں نے بنی فلاں کے پاس صدقہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک دھاری دار چادر چرا لی، بالآخر ویسا ہی آگ کا کرتہ اُسے (قبر میں) پہنا دیا گیا۔“ (۱)

تنبیہ: ان تینوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور یہ ظاہر ہے، البتہ! میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا اگرچہ یہ احادیث مطلق ہیں لیکن یہ دیگر قرائن اور احادیث کی رو سے ہمارے ذکر کردہ کلام پر محمول ہیں۔

کبیرہ نمبر341: ظالم یا فاسق کو مسلمانوں کے معاملات کا والی بنانا

اقربا کو حکومتی عہدوں سے نوازنے پر وعید:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے شام بھیجا تو ارشاد فرمایا: اے یزید! تمہاری قریبی رشتہ داریاں ہیں، ہوسکتا ہے تم امارت میں انہیں ترجیح دو اور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کے بعد مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف اسی چیز کا ہے (اور وہ ارشاد یہ ہے:) ”جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر اپنے کسی قرابت دار کو ان پر امیر بنایا تو اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کر دے گا۔“ (۲)

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الامامة، باب الاسراع الی الصلاة من غیر سعی، الحدیث:۸۶۳، ص۲۱۴۲۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۲۱، ج۱، ص۲۴۔

نااہل لوگوں کونوازنے والے کاحکم:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جواپنے گروہ میں سے کسی کوعامل بنائے اوران میں ایسا شخص بھی ہوجس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ زیادہ راضی ہوتواس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مؤمنین سے خیانت کی۔''(۱)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کوکبیرہ گناہ شمارکیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی حدیثِ پاک میں لعنت کی تصریح موجود ہے اور دوسری حدیثِ پاک سے اس کا کبیرہ گناہ ہوناواضح ہے اگرچہ میں نے کسی کواس کا ذکرکرتے ہوئے نہیں پایا۔میں نے عنوان میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دونوں احادیث کواس پرمحمول کرنا ضروری ہے ورنہ ان دونوں احادیثِ مبارکہ کاظاہری معنی مرادلینا بہت مشکل ہے۔پھرمیں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کودیکھا کہ انہوں نے اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے ارشادفرمایا:''قاضی یاامام کا اپنی دوستی یاقرابت داری کی بناپرکسی نااہل شخص کوذمہ داربنانا کبیرہ گناہ ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر342: اھل کو معزول کرکے نااھل کو امیر بنانا

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمارکیا گیا ہےاس کی طرف بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اشارہ فرمایااور مذکورہ حدیثِ پاک سے استدلال کیا ہے کہ''جومسلمانوں کےکسی معاملے کا والی بنا پھراپنے کسی قرابت دارکوان پر امیر بنایاتواس پراللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔''(۲)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاحکام ،باب الامارۃ امانۃ وھی یوم القیامۃ خزی و ندامۃ ،الحدیث:۷۱۰۵،ج۵،ص۱۲۶۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند ابی بکر الصدیق ،الحدیث:۲۱،ج۱،ص۲۴۔

کبیرہ نمبر343: حاکم یا اس کے نائب کا لوگوں پر ظلم کرنا

کبیرہ نمبر344: امیر یا اس کے نائب کا رعایا سے دھوکا کرنا

کبیرہ نمبر345: حاکم یا اس کے نائب کا عوام کی ضروریات پوری نہ کرنا

ظالم حکمرانوں کا انجام:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے سخت عذاب اسے ہوگا جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا جسے کسی نبی نے قتل کیا اور ظالم امام (یعنی حاکم) کو۔'' (١)

بزار کی روایت میں ''ظالم امام'' کی جگہ ''گمراہ امام'' ہے۔'' (٢)

سب سے ناپسندیدہ لوگ:

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار (قسم کے) لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ناپسند فرماتا ہے: (١) قسم کھا کر مال بیچنے والا (٢) متکبر فقیر (٣) بوڑھا زانی اور (٤) ظالم حاکم۔'' (٣)

﴿3﴾......مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔'' (٤)

ظالم حاکم کی نماز مقبول نہیں:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ ناطلحہ بن عُبَیْدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''خبردار! اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ ظالم (حاکم) کی

١......المعجم الکبیر، الحدیث ١٠٤٩٧ ١٠٥١٥، ج١٠، ص ٢١١، ٢١٦۔

٢......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث ١٧٢٨، ج٥، ص١٣٨۔

٣......سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث ٢٥٧٧، ص ٢٢٥٤۔

٤......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ، الحدیث ٢٩٦، ص ٦٩٦۔

نماز قبول نہیں فرماتا۔‘‘ (۱)

توحید کی گواہی کس کی قبول نہیں؟

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ تین (قسم کے) لوگوں کی توحید کی گواہی قبول نہیں فرماتا۔‘‘ اُن میں ظالم حاکم کا بھی ذکر فرمایا۔ (۲)

حاکم اسلام زمین پرظلِّ الٰہی ہوتا ہے:

﴿6﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’سلطان زمین پر ظلِّ الٰہی ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی پناہ لیتا ہے، اگر وہ عدل کرے تو اس کے لئے اجر اور رعایا پر شکر لازم ہے اور اگر وہ ظلم و زیادتی کرے تو اس پر گناہ اور رعایا پر صبر ہے۔ جب بادشاہ ظلم کرتے ہیں تو بارش رُک جاتی (یعنی قحط سالی ہوجاتی) ہے۔ جب زکوٰۃ روک لی جائے تو جانور ہلاک ہونے لگتے ہیں۔ جب زنا عام ہوجائے تو محتاجی اور غریبی عام ہوجاتی ہے اور جب ذمہ توڑ دیا جائے تو کفار کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے (راوی فرماتے ہیں:) یا اسی کی مثل کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔‘‘ (۳)

پانچ برائیوں کا نتیجہ:

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’جب تم میں 5 برائیاں عام ہوجائیں گی تو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ وہ تم میں پیدا ہوں یا تم انہیں پاؤ: (۱) جب کسی قوم میں اعلانیہ فحاشی عام ہوجائے گی تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں (مثلاً ایڈز، Aids وغیرہ) ظاہر ہوجائیں گی جو ان سے پہلوں میں نہ تھیں (۲) جب کوئی قوم زکوٰۃ روک لے گی تو آسمان سے بارش روک دی جائے گی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر کبھی بارش نہ برستی (۳) جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو قحط سالی، شدید تنگی اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہوجائیں گے (۴) جب

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لا یقبل اللہ صلاۃ......الخ، الحدیث ۷۰۹۰، ج۵، ص۱۲۱، بتغیرٍ۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۱۰۴، ج۲، ص۲۳۰۔

(۳)......الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۸۰۰ سعید بن سنان الحمصی، ج۴، ص۴۰۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

حکمران اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب کے خلاف حکم دیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر دشمن مسلَّط کر دے گا جو ان سے وہ سلطنت بھی چھین لے گا جو ان کے قبضہ میں ہوگی اور (۵) لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب اور اس کے نبی (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سنت کو چھوڑیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈال دے گا۔'' (۱)

قریش کی عظمتِ شان:

﴿8﴾ ...... حضرت سیِّدُنا بکیر بن وہب جَزَرِی رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی حدیثِ پاک سناتا ہوں جو میں ہر کسی کو نہیں سناتا: ''ایک روز ہم گھر کے اندر تھے کہ باہر سے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آواز سنائی دی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے: ''امام قریش سے ہوں گے، میرا تم پر حق ہے اور اسی کی مثل ان کا بھی تم پر حق ہے جب تک کہ اُن سے رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کریں، اگر کوئی عہد کریں تو اُسے پورا کریں، اگر کوئی فیصلہ کریں تو عدل وانصاف سے کریں اور ان میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' (۲)

﴿9﴾ ...... شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''یہ (خلافت کا) معاملہ اس وقت تک قریش میں رہے گا جب تک کہ اُن سے رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کریں، جب فیصلہ کریں تو عدل کریں اور جب (مالِ غنیمت وغیرہ) تقسیم کریں تو انصاف کریں اور ان میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔'' (۳)

﴿10﴾ ...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قوم کو پاک نہیں فرماتا جس میں حق کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا جاتا اور کمزور طاقت ور سے اپنا حق بغیر پریشانی کے وصول نہیں کرسکتا۔'' (۴)

---

(۱) ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزکاۃ/التشدید علی من منع الزکاۃ، الحدیث:٣٣١٥، ج٣، ص١٩٧۔

(۲) ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:١٢٣٠٩، ج٤، ص٢٥٩۔

(۳) ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:١٩٥٥٨، ج٧، ص١٣٣۔

(۴) ......المعجم الکبیر، الحدیث:٦٣٥، ٩٠٢، ج١٩، ٢٤، ص٣٨٥، ٢٤٨۔

گھڑی بھر ظلم کا گناہ:

﴿11﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا:''اے ابو ہریرہ!ایک گھڑی کا عدل ایسے 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے جن کی راتیں قیام اور دن روزے کی حالت میں گزریں اور اے ابو ہریرہ!حکومت میں ایک گھڑی کا ظلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک 60 سال کے گناہوں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے۔''(۱)

ایک دن کے عدل کی فضیلت:

﴿12﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایک دن کا عدل 60 سال کی عبادت سے افضل ہے۔''(۲)

﴿13﴾......سرکارِ والا تَبار،ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''عادل حاکم کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے افضل ہے اور زمین میں حق کے ساتھ جو حد قائم کی جاتی ہے وہ صبح کے وقت کی 40 بارشوں سے زیادہ پاک کرنے والی ہے۔''(۳)

سب سے پسندیدہ اور ناپسندیدہ لوگ:

﴿14﴾......سیِّدِ عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے:''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے ان میں سب سے قریب شخص عادل حاکم ہوگا،اور سب سے ناپسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے سب سے دُور شخص ظالم حاکم ہوگا۔''(۴)

﴿15﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

......فضیلة العادلین لابی نعیم الاصبهانی،الحدیث۱۵،ص۱۱۷۔

......المعجم الکبیر،الحدیث۱۱۹۳۲،ج۱۱،ص۲۶۷،بتغیرٍ قلیلٍ۔

......المعجم الاوسط،الحدیث۴۷۶۵،ج۳،ص۳۳۴۔

المعجم الکبیر،الحدیث۱۱۹۳۲،ج۱۱،ص۲۶۷۔

......جامع الترمذی،ابواب الاحکام،باب ماجاء فی الامام العادل،الحدیث۱۳۲۹،ص۱۷۸۵۔

نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بہتر عدل اور نرمی کرنے والا حاکم ہوگا اور قیامت کے دِن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر ظلم کرنے والا بداخلاق حاکم ہوگا۔'' (۱)

ظالم قاضی، شیطان کا ساتھی:

﴿16﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ قاضی (یعنی فیصلہ کرنے والے) کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اسے پکڑ لیتا ہے۔'' (۲)

﴿17﴾......حاکم کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بری ہوجاتا ہے۔'' (۳)

ظالم قاضی، جہنم کے نچلے درجہ میں:

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن قاضی کو لایا جائے گا اور اسے حساب کے لئے جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا جائے گا، اگر اسے جہنم میں گرانے کا حکم دیا گیا تو وہ 70 سال اس میں گرتا رہے گا۔'' (۴)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا بشر بن عاصم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیان فرمایا کہ انہوں نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو بھی شخص لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کے پُل پر کھڑا کرے گا، پل اُس (کے بوجھ) سے کانپنے لگے گا، پھر یا تو وہ نجات پانے والا ہوگا یا نہیں، پھر اس کی ہر ہڈی دوسری سے جدا ہوجائے گی، اگر اس نے نجات نہ پائی تو اسے جہنم میں قبر جیسے تاریک کنوئیں میں لے جایا

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۴۸، ج ۱، ص ۱۱۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی الامام العادل، الحدیث: ۱۳۳۰، ص ۱۷۸۵۔

(۳)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ان اللہ مع القاضی مالم یجر، الحدیث: ۷۱۰۸، ج ۵، ص ۱۲۷۔

(۴)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۹، ج ۵، ص ۳۲۱۔

جائے گا جس کی تہہ تک وہ 70 سال میں پہنچے گا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیِّدُ نا سلمان فارسی اور حضرت سیِّدُ نا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے یہ حدیثِ پاک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' (١)

﴿20﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میری امت کے کسی گروہ کا والی بنا خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ اور اس نے ان میں عدل نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔'' (٢)

﴿21﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص اس اُمت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان میں عدل نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اَوندھے منہ جہنم میں گرائے گا۔'' (٣)

ظالموں کا ٹھکانا:

﴿22﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے، اُس میں ایک کنواں ہے جسے ہَبْہَب کہا جاتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ ہر ظالم سرکش کو اس میں رکھے۔'' (٤)

بروزِ قیامت عدل کام آئے گا:

﴿23﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بروزِ قیامت 10 آدمیوں کے امیر کو بھی بندھا ہوا لایا جائے گا اور اسے صرف عدل ہی چھڑا سکے گا۔'' (٥)

﴿24﴾...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''10 آدمیوں کے امیر کو بھی بروزِ قیامت اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ بندھا ہوا ہوگا اور اسے اس بندھن سے اس کا عدل ہی چھڑا سکے گا۔'' (٦)

---

(١)...... موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، باب ذکر الحساب۔۔الخ، الحدیث: ٢٤٦، ج٦، ص٢٤٣، بتغیرٍ۔

(٢)...... المعجم الاوسط، الحدیث ٦٢٢٩، ج٥، ص٧٧۔

(٣)...... المستدرک، کتاب الاحکام، باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنة، الحدیث ٧٠٩٧، ج٥، ص١٢٣۔

(٤)...... المعجم الاوسط، الحدیث ٣٥٤٨، ج٢، ص٣٦٣۔

(٥)...... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث ٩٥٧٧، ج٣، ص٤٢٥۔

(٦)...... المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سعد بن عبادة، الحدیث ٢٢٥٢٤، ج٨، ص٣٣٩۔

﴿25﴾......تاجدارِ رِسالت، شَہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن 10 آدمیوں کے امیر کو بھی باندھ کر لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے عدل چھڑا لے گا یا ظلم پکڑ لے گا۔'' (١)

﴿26﴾......ایک روایت میں ہے: ''اگر وہ برائی کا مرتکب ہوا تو اس کے بندھن میں اضافہ کر دیا جائے گا۔'' (٢)

﴿27﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص 10 آدمیوں کا بھی والی بنا اسے قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔'' (٣)

﴿28﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''3 آدمیوں کا والی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا دایاں ہاتھ بندھا ہوا ہوگا پھر اُسے اُس کا عدل چُھڑا لے گا یا اُس کا ظلم پکڑ لے گا۔'' (٤)

﴿29﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''مجھ پر جہنم میں پہلے داخل ہونے والے 3 شخص پیش کئے گئے: (١)......لوگوں پر مسلّط امیر (٢)......اپنے مال میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہ کرنے والا مال دار اور (٣)......تکبر کرنے والا فقیر۔'' (٥)

﴿30﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر 3 اعمال کا خوف ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سے اعمال ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(١)......عالم کی لغزش (٢)......ظالم کی حکمرانی اور (٣)......خواہشِ نفس کی پیروی۔'' (٦)

---

(١)......المعجم الاوسط، الحدیث:٦٥٢٥، ج٤، ص٣٥٥۔

(٢)......المعجم الاوسط، الحدیث:٤٧٦٣، ج٣، ص٣٣٤۔

(٣)......المعجم الکبیر، الحدیث:١٢٦٨٩، ج١٢، ص١٠٥۔

(٤)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، الحدیث:٤٥٠٥، ج٧، ص٢٨۔

(٥)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع الزکاۃ......الخ، الحدیث:٢٢٤٩، ج٤، ص٨۔

(٦)......المعجم الکبیر، الحدیث:١٤، ج١٧، ص١٧۔

ظالم حکمرانوں کے خلاف آقا صلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دُعا:

﴿31﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی: ''یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو تو بھی اُسے مشقت میں ڈال اور جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی تو تُو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔'' (۱)

﴿32﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بَہْلَہ ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بَہْلَہ سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔'' (۲)

خوشبوئے جنت سے محروم کون؟

﴿33﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا جو امتی لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر ان کی اس چیز سے حفاظت نہ کی جس سے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔'' (۳)

خائن حکمران جہنمی ہے:

﴿34﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس بندے کو رعایا کا نگران بنائے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے مرجائے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (۴)

﴿35﴾......بخاری و مسلم کی ایک روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے: ''اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگرانی نہ کرے تو

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل......الخ، الحدیث: ۴۷۲۲، ص۱۰۰۶۔

(۲)......مسند ابی عوانۃ، کتاب الامراء، بیان ثواب الامام العادل المسقط، الحدیث۷۰۲۳، ج۴، ص۳۸۰۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۹۱۸، الجزء الثانی، ص۵۴۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث: ۳۶۳، ص۷۰۱۔

وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔'' [1]

﴿36﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنے پھر ان کے لئے کوشش نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' [2]

﴿37﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جیسی خیر خواہی اور کوشش اپنے لئے کرتا ہے (ویسی ان کے لئے نہ کرے تو ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا)۔'' [3]

﴿38﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا نگران بنا پھر ان سے خیانت کی تو وہ جہنمی ہے۔'' [4]

﴿39﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس حاکم یا نگران نے کوئی تاریک رات اپنی رعایا سے دھوکا کرتے ہوئے گزاری **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔'' [5]

﴿40﴾......ایک روایت میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس حاکم نے اپنی رعایا سے دھوکا کرتے ہوئے رات گزاری **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا حالانکہ قیامت کے دن اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔'' [6]

﴿41﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا امیر بنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک اس کی کوئی حاجت پوری نہ فرمائے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات کی طرف توجہ نہ دے۔'' [7]

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، الحدیث: ۷۱۵۰، ص۵۹۵۔

(2)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث: ۳۶۶، ص۷۰۲۔

(3)......المعجم الصغیر، الحدیث: ۴۶۲، الجزء الاول، ص۱۶۷۔

(4)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۴۸۱، ج۲، ص۳۴۰۔

(5)......الترغیب والترہیب، کتاب القضاء، باب ترغیب من ولی من امور۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۳۸۰، ج۳، ص۱۳۳۔

(6)......الترغیب والترہیب، کتاب القضاء، باب ترغیب من ولی من امور۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۳۸۰، ج۳، ص۱۳۳۔

(7)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۶۰۳، ج۱۲، ص۳۳۶۔

﴿42﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن مُرَّہ جُھَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیان کیا کہ میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنائے پھر وہ بے کسی اور غریبی کے وقت ان کی حاجت برآری نہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی بے کسی اور محتاجی میں اس کی حاجت پوری نہ فرمائے گا۔'' پس حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک آدمی مقرَّر فرما دیا۔''(١)

﴿43﴾......حضور رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حاکم حاجت مندوں، بے کسوں اور محتاجوں پر اپنا دروازہ بند کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بے بسی، حاجت مندی اور محتاجی پر آسمان کے دروازے بند فرما دیتا ہے۔''(٢)

﴿44﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا نگران بنا اور اس نے کمزوروں اور حاجت مندوں سے کنارہ کشی کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی حاجت پوری نہ فرمائے گا۔''(٣)

﴿45﴾......حضرت سیِّدُنا ابو شَمَّاخ اَزْدِی علَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے چچا زاد بھائی، صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لائے اور بیان کیا کہ میں نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر مسکین، مظلوم اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند رکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی حاجت اور محتاجی پر اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا جبکہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔''(٤)

﴿46﴾......حضرت سیِّدُنا ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا معاویہ بن ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے لوگوں کا ایک گروہ بھیجا، لوگ نکل پڑے لیکن حضرت سیِّدُنا اَبُودَحْدَاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

(١)......سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فیما یلزم الامام......الخ، الحدیث۲۹۴۸، ص۱۴۴۳، دون قوله:یوم القیامة۔

(٢)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیة، الحدیث۱۳۳۲، ص۱۷۸۵۔

(٣)......المسند للامام احمد حنبل، حدیث معا ذ بن جبل، الحدیث:۲۲۱۳، ج۸، ص۲۵۰۔

(٤)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب، الحدیث:۱۵۶۵، ج۵، ص۳۱۵۔

عَنْہ واپس لوٹ آئے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہیں گئے؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، لیکن میں نے حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک حدیثِ پاک سن رکھی ہے میں نے پسند کیا کہ آپ سے بیان کر دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے بعد میری آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات نہ ہو سکے گی (وہ حدیثِ پاک یہ ہے:) میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''اے لوگو! تم پر جو کوئی کسی کام کا والی بنایا گیا اور اس نے اپنا دروازہ حاجت مندوں پر بند کر دیا۔'' یا پھر یہ ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کی حاجتوں پر بند کر دیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت کے دروازے سے داخلہ بند فرما دے گا اور جس کا مقصد دُنیا ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر میرا پڑوس حرام فرما دے گا کیونکہ میں دُنیا کو ویران کرنے (یعنی اس سے بے رغبتی دِلانے) کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اسے آباد (یعنی حاصل) کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔'' (۱)

تنبیہ:

مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ان صحیح احادیثِ مبارکہ کی صراحت سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو انہیں کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا اور میرا عنوان میں ''حوائج'' کی قید لگانا بھی واضح ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں مطلق حوائج سے یہی مراد ہے۔ البتہ! بعض احادیثِ مبارکہ میں مسکین اور مظلوم سے تعبیر کر کے اسی قید کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے خیانت کے متعلق میرے ذکر کردہ مؤقِف کے موافق ذکر کیا اور فرمایا: ساٹھواں کبیرہ گناہ **''حکمرانوں کا رعایا سے دھوکا کرنا''** ہے۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس بندے کو رعایا کا نگران بنائے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے مر جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (۲)

پھر میں نے دیگر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دیکھا کہ انہوں نے بھی حکّام کے ظلم، رعایا کے ساتھ ان کے دھوکے اور حاجت مندوں اور مسکینوں کی حاجتیں پوری نہ کرنے کا ذکر کیا۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث ٧٦٥، ج٢٢، ص٣٠١۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث: ٣٦٢، ص١٠٧۔

کبیرہ نمبر346: بادشاہ،قاضی وغیرہ کا مسلمان یا ذمی پر ظلم کرنا مثلاً اُن کا مال کھانا،انہیں مارنا یا گالی دینا وغیرہ

کبیرہ نمبر347: مظلوم کو ذلیل کرنا

کبیرہ نمبر348: ظالموں کے پاس جانا

کبیرہ نمبر349: ظلم پر ان کی مدد کرنا

کبیرہ نمبر350: بادشاہ وغیرہ کو ناجائز شکایت کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ (پ۱۹، الشعراء:۲۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ (پ۱۲، ھود:۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

''کسی چیز کی طرف جھکاؤ'' سے مراد سکون حاصل کرنا اور محبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہونا ہے۔اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''محبت ومودّت اور نرم گفتگو کے ذریعے ان کی طرف مکمل طور پر مائل نہ ہو جاؤ۔'' حضرت سیِّدُنا سدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا ابن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''ان کو ظاہری طور پر خوش نہ کرو۔'' حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''نہ ان کی پیروی کرو اور نہ ہی ان سے محبت کرو۔'' حضرت سیِّدُنا ابوعالیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

''ان کے اعمال پر رضا مند نہ رہو۔'' [1] ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ تمام اقوال گزشتہ آیتِ مبارکہ سے مراد ہو سکتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (پ۲۳، الصافات:۲۲) ترجمۂ کنز الایمان: ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو۔

یعنی ان کے ہم مثل اور پیروی کرنے والے۔

بروزِ قیامت ظلم کی حالت:

حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں (کا سبب) ہوں گے۔**'' [2]

﴿1﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیاں ہوں گے اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے انہیں اس بات پر اُبھارا کہ وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانیں۔**'' [3]

ظلم حرام ہے:

﴿2﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''**اے میرے بندو! میں نے خود پر ظلم حرام ٹھہرایا اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دے دیا پس آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔**'' [4]

﴿3﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے اور فحش کلامی سے بچو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بری باتیں اور بے شرمی کے کام کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا تو انہوں نے ایک دوسرے کے خون بہائے اور**

---

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر من الدخول......الخ، ص۱۲۵۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الحدیث:۲۴۴۷، ص۱۹۲۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۷۶، ص۱۱۲۹۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۷۲، ص۱۱۲۹۔

حرام چیزوں کوحلال جانا۔‘‘ (۱)

﴿4﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’خیانت سے بچو کیونکہ یہ بری خصلت ہے اور ظلم سے بچو کیونکہ **ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے** اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانا۔‘‘ (۲)

ظلم قحط سالی کا سبب ہے:

﴿5﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ورنہ تم دعا کرو گے تو قبول نہ ہوگی اور بارش مانگو گے تو بارش نہ دی جائے گی اور مدد طلب کرو گے تو مدد نہ کی جائے گی۔‘‘ (۳)

شفاعت سے محروم لوگ:

﴿6﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نہ پہنچے گی: (۱)......بہت زیادہ ظالم اور سخت دل حاکم اور (۲)......دین میں حد سے بڑھنے والا اور اس سے نکل جانے والا ہر شخص۔‘‘ (۴)

جدائی کا سبب:

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمایا کرتے تھے: ’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس سے خیانت کرتا ہے۔‘‘ اور یہ بھی فرماتے: ’’اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دو شخص آپس میں محبت کرتے رہتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک کے کوئی گناہ

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، الحدیث: ۶۲۱۵، ج۸، ص۴۸۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۲۲۹۶، ج۱، ص۱۸۹۔

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، باب الزجر عن الظلم، الحدیث: ۹۱۶۱، ج۵، ص۴۲۳۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث ۸۰۷۹، ج۸، ص۲۸۱۔

المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۰، ج۱، ص۱۹۲۔

کرنے کے سبب ان کے درمیان جدائی ڈال دی جاتی ہے۔''[1]

﴿8﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِیَ ظَالِمَةٌؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ(۱۰۲) (پ۱۲، ھود:۱۰۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔[2]

﴿9﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شیطان سرزمینِ عرب میں بتوں کی پوجا کئے جانے سے مایوس ہو چکا ہے مگر اس کے بدلے وہ تم سے ان گناہوں سے راضی ہو جائے گا جن کو تم حقیر سمجھتے ہو حالانکہ یہ قیامت کے دن ہلاک کرنے والے ہوں گے، حسبِ استطاعت ظلم سے بچو اس لئے کہ بندہ قیامت کے دن نیکیاں لے کر آئے گا اور سمجھے گا کہ یہ اسے نجات دلا دیں گی، ایک اور شخص بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تیرے بندے نے مجھ پر ظلم کیا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ (فرشتوں سے) ارشاد فرمائے گا: ''اس (ظالم) کی نیکیوں کو کم کر دو۔'' پس اس طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ گناہوں کے سبب اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اس کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جنہوں نے ایک بیابان زمین پر پڑاؤ کیا لیکن ان کے پاس لکڑیاں نہ تھیں، پس وہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے بکھر گئے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ روشن کی اور پھر جو چاہا پکایا اور گناہوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔''[3] (لکڑیوں کے گٹھے کی طرح ایک ایک کر کے گناہوں کا بھی انبار لگ جاتا ہے)

﴿10﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے عزت یا کسی دوسری چیز میں اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو وہ اس وقت سے پہلے آج ہی معافی مانگ لے کہ جب دینار ہوں گے نہ درہم۔ اگر اس کے پاس اچھا عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے وہ لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔''[4]

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث۵۳۵۵، ج۲، ص۳۴۸۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ھود، باب قولہ: كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ...الخ، الحدیث۴۶۸۶، ص۳۸۹۔

[3] ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث:۵۱۰۰، ج۴، ص۳۸۱۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ ......الخ، الحدیث:۲۴۴۹، ص۱۹۲۔

مفلس کون ہے؟

﴿11﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ ہی مال۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے اِس کو گالی دی ہوگی، اُس پر تہمت لگائی ہوگی، اِس کا مال کھایا ہوگا، اُس کا خون بہایا ہوگا اور اِس کو مارا ہوگا، پس اِس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اُس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے (جہنم کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۱)

مظلوم کی بددعا:

﴿12﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔'' (۲)

تین قسم کے مقبول بندے:

﴿13﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: (۱) روزہ دار کی یہاں تک کہ افطار کرے (۲) عادل حکمران کی اور (۳) مظلوم کی، اس کی دعا کو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بادلوں کے اوپر بلند کردیتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا چاہے کچھ دیر بعد ہی ہو۔'' (۳)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص۱۱۲۹۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء وترد فی......الخ، الحدیث: ۱۴۹۶، ص۱۱۸۔

(۳)......جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب سبق المفردون، الحدیث: ۳۵۹۸، ص۲۰۲۲۔

﴾14﴿......خَاتَمُ الْمُرْسَلِين، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِين صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ تین بندوں کی دعا رد نہ فرمائے: (۱) روزہ دار یہاں تک کہ افطار کر لے (۲) مظلوم یہاں تک کہ اس کی مدد کر دی جائے اور (۳) مسافر یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے۔'' (۱)

﴾15﴿......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین بندوں کی قبولیتِ دعا میں کوئی شک نہیں: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا اور (۳) باپ کی بیٹے کے لئے دعا۔'' (۲)

﴾16﴿......سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے گویا کہ وہ چنگاری ہے۔'' (۳)

﴾17﴿......رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخصوں کی دعا قبول کی جاتی ہے: باپ، مسافر اور مظلوم۔'' (۴)

﴾18﴿......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اگر وہ فاجر ہو تو اس کے گناہوں کا عذاب اُسے پہنچے گا۔'' (۵)

﴾19﴿......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا: (۱) مظلوم کی دعا اور (۲) کسی شخص کا اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنا۔'' (۶)

﴾20﴿......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ بادل کے اوپر اٹھالی جاتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزّت وجلال کی قسم! میں تیری ضرور

---

(۱)......الترغيب والترهيب، كتاب القضاء، باب الترهيب من الظلم......الخ، الحديث: ۳۴۰۹، ج۳، ص۱۴۱۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی دعوة الوالدين، الحديث: ۱۹۰۵، ص۱۸۴۴۔

(۳)......المستدرک، كتاب الايمان، باب اتقوا دعوات المظلوم، الحديث: ۸۹، ج۱، ص۱۸۷۔

(۴)......المعجم الكبير، الحديث: ۹۳۹، ج۱۷، ص۳۴۰۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحديث: ۸۸۰۳، ج۳، ص۲۹۶۔

(۶)......المعجم الكبير، الحديث: ۱۱۲۳۲، ج۱۱، ص۹۸۔

مدد کروں گا خواہ کچھ دیر بعد سہی۔'' (۱)

﴿21﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مظلوم کی دعا میں کوئی حجاب نہیں ہوتا اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔'' (۲)

﴿22﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرا غضب اس پر شدید ہوتا ہے جس نے اس شخص پر ظلم کیا جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔'' (۳)

﴿23﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس سے خیانت کرتا ہے اور نہ ہی اُسے حقیر جانتا ہے (راوی فرماتے ہیں پھر) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، اور ایک انسان کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان پر مسلمان کا خون، عزّت اور مال حرام ہے۔'' (۴)

سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے:

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے کیسے تھے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تمام کے تمام مثالوں پر مشتمل تھے: (مثلاً) (۱)......اے مغرور ومسلّط بادشاہ! میں نے تجھے دُنیا کو ایک دوسری پر اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا کہ مجھ سے مظلوم کی دعا کو روک کیونکہ میں اس کی دعا رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔ (۲)...... جب تک عقل مند کی عقل پر کوئی چیز غالب نہیں آتی اس وقت تک اس کے لئے چند گھڑیاں ہیں: (i) ایک وہ گھڑی جس میں وہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے

۱......المعجم الکبیر، الحدیث ۳۷۱۸، ج۴، ص۸۴۔

۲......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث ۱۲۵۵۵، ج۴، ص۳۰۶۔

۳......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث ۷۱، الجزء الاول، ص۳۱۔

۴......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث: ۶۵۴۱، ص۱۱۲۷۔

مناجات کرتا ہے۔(ii) ایک وہ جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔(iii) ایک وہ جس میں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق میں غور وفکر کرتا ہے اور(iv) ایک وہ جس میں وہ اپنے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے علیحدہ ہوتا ہے۔ (۳)......عقل مند پر لازم ہے کہ وہ 3 مقاصد کے لئے سفر کرے: (i) آخرت کے لئے زادراہ تیار کرنا یا(ii) گزر اوقات کے لئے کمانا یا(iii) غیرحرام میں لذت حاصل کرنا۔(۴)......عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کو دیکھنے والا، اپنی شان پر توجہ رکھنے والا اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔(۵)......جو اپنے کلام کا اپنے کام سے موازنہ کرتا ہے اور وہ بامقصد بات ہی کرتا ہے۔''

سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے:

(حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے کیسے تھے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تمام کے تمام عبرت والے (یعنی عبرت انگیز باتوں پر مشتمل) تھے: (مثلاً)(۱)...... مجھے اس پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے پھر بھی وہ خوش ہوتا ہے(۲)......میں اس پر حیران ہوں جسے جہنم کا یقین ہے پھر بھی وہ ہنستا ہے(۳)...... مجھے اس پر حیرانی ہے جسے تقدیر کا یقین ہے پھر بھی وہ حیلہ سازی کرتا ہے(۴)......تعجب ہے مجھے اس پر جو دنیا اور دنیا داروں پر دنیا کا پلٹنا دیکھتا رہتا ہے پھر بھی اس سے مطمئن ہوتا ہے اور(۵)......میں اس پر سخت حیران ہوں جسے کل حساب وکتاب کا یقین بھی ہے پھر بھی وہ عمل نہیں کرتا۔

آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نصیحتیں:

(حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے نصیحت فرمائیے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام معاملے کی اصل ہے۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مزید نصیحت فرمائیے۔'' ارشاد فرمایا: ''اپنے اوپر قرآنِ کریم کی تلاوت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر لازم کرلو، اس لئے کہ یہ تیرے لئے زمین میں نور اور آسمان میں چرچے کا باعث ہوگا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔'' ارشاد فرمایا:''زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دل کو مردہ کرتا اور چہرے کا نور ختم کر دیتا ہے۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔''ارشاد فرمایا:''اپنے اوپر جہاد لازم کر لو کیونکہ یہی میری امت کی رُھْبَانِیَّت ہے۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔''ارشاد فرمایا:''مساکین سے محبت کرو اور ان کے ساتھ بیٹھا کرو۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔''ارشاد فرمایا:''اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو، اپنے سے بہتر کی طرف نہ دیکھو کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو۔''میں نے عرض کی''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔''ارشاد فرمایا:''حق بات کہو اگر چہ کڑوی ہی ہو۔''میں نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمائیے۔''ارشاد فرمایا:''تو اپنے جس عیب کو جانتا ہے وہ تجھے لوگوں سے دور نہ کرے اور جو گناہ تو خود کرتا ہو اس کی بنا پر لوگوں سے ناراض نہ ہو اور تیرے لئے اتنا ہی عیب کافی ہے کہ تو لوگوں کے عیوب جانے مگر اپنے اندر موجود خامیوں سے غافل ہو اور جو گناہ تو خود کرتا ہو اس کے سبب لوگوں سے ناراض ہو۔''(حضرت سَیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا اور ارشاد فرمایا:''اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل مندی نہیں، (حرام کاموں سے) بچنے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور اچھے اخلاق جیسی کوئی شرافت نہیں۔''[1]

حضرت سَیِّدُنا امام حافظ زکی الدین عبدُ العظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:''یہ حدیثِ پاک حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن ہشام بن یحیٰ غسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں، یہ طویل حدیثِ مبارکہ ہے جس کی ابتدا میں حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکرِ خیر ہے، میں نے اس میں سے یہی حصہ ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں عظمت والے احکام اور بڑی بڑی نصیحتیں موجود ہیں۔''[2]

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

﴿25﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو کسی مسلمان کو ایسے

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات ثوابھا، الحدیث:۳۶۲، ج۱، ص۲۸۸۔

[2] ......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من الظلم......الخ، تحت الحدیث:۳۴۸۱، ج۳، ص۱۴۴۔

مقام پر ذلیل کرے جہاں اس کی بے عزّتی اور آبرو ریزی کی جارہی ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزّت گھٹائی جارہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جارہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ایسی جگہ پر مدد فرمائے گا جہاں اُسے مددِ الٰہی درکار ہوگی۔'' (۱)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا:

﴿26﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے کسی بندے کو قبر میں 100 کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا رہا اور پکارتا رہا یہاں تک کہ اس کی سزا ایک کوڑا رہ گئی اور (کوڑا لگا تو) اس کی قبر میں آگ ہی آگ ہوگئی، جب آگ ختم ہوئی اور اسے افاقہ ہوا تو اس نے (فرشتوں سے) پوچھا: ''تم نے مجھے کوڑا کیوں مارا؟'' انہوں نے بتایا: ''تو نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا لیکن اس کی مدد نہ کی۔'' (۲)

﴿27﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں ظالم سے دنیا وآخرت میں ضرور انتقام لوں گا اور اس سے بھی ضرور انتقام لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد پر قدرت کے باوجود مدد نہ کی۔'' (۳)

ظالم کی مدد کرنے کا طریقہ:

﴿28﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر وہ مظلوم ہو پھر تو میں اس کی مدد کروں گا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا خیال ہے کہ اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کروں۔'' ارشاد فرمایا: ''تو اسے ظلم سے روکے یا منع کرے، بے شک یہی اس کی مدد ہے۔'' (۴)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیه، الحدیث:۴۸۸۴، ص۱۵۸۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......التمهید لابن عبدالبر، یحیٰی بن سعید الانصاری، تحت الحدیث:۳۲/۷۳۵، ج۱۰، ص۱۶۶۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۶۵۲، ج۱۰، ص۲۷۸۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الاکراه، باب یمین الرجل لصاحبه ......الخ، الحدیث:۶۹۵۲، ص۵۸۰۔

﴿29﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے کو اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرنی چاہئے اگر وہ ظالم ہو تو اسے روکے، بے شک یہی اس کی مدد ہے اور اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کرے۔'' (1)

﴿30﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص کسی مومن کو منافق سے بچائے (راوی فرماتے ہیں کہ) میرے خیال میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔'' (2)

﴿31﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے گاؤں میں رہائش اختیار کی اس کا مزاج سخت ہو گیا اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا اور جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور بندہ بادشاہ کے جتنا زیادہ قریب ہوتا ہے وہ رحمتِ الٰہی سے اتنا زیادہ دور ہو جاتا ہے۔'' (3)

﴿32﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے گاؤں میں سکونت اختیار کی اس کا مزاج سخت ہو گیا اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا اور جو بادشاہ کے پاس آیا وہ آزمائش میں مبتلا ہوا۔'' (4)

جامِ کوثر سے محرومی کا ایک سبب:

﴿33﴾......حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے بے وقوفوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے۔'' انہوں نے عرض کی: ''بے وقوفوں کی حکومت سے کیا مراد

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب البروالصلۃ والادب، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما، الحدیث: ۶۵۸۲، ص ۱۱۳۰۔

(2)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیہ، الحدیث ۴۸۸۳، ص ۱۵۸۱۔

(3)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۸۴۵، ج ۳، ص ۳۰۴۔

(4)......سنن ابی داود، کتاب الصید، باب فی اتباع الصید، الحدیث: ۲۸۵۹، ص ۱۴۳۶۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۰۳۰، ج ۱۱، ص ۴۷۔

ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد ایسے اُمرا و حکمران ہوں گے جو نہ میری ہدایت کے مطابق ہدایت دیں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل کریں گے، پس جن لوگوں نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آئیں گے اور جن لوگوں نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، عنقریب وہ میرے حوض پر آئیں گے۔ اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، (راوی فرماتے ہیں) یا فرمایا: نماز دلیل ہے۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ دو حال میں صبح کرتے ہیں پس اپنے نفس کو بیچنے والا اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا اس کو بیچنے والا اسے ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔'' (۱)

﴿34﴾...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب اُمرا ہوں گے، جو اُن کے پاس آئے گا، ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا، ان کے جھوٹ کو سچ قرار دے گا تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور وہ میرے حوض پر ہرگز نہ آئے گا اور جو اُن کے پاس نہ گیا، ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کی، نہ ہی ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، عنقریب وہ میرے حوض پر آئے گا۔'' (۲)

﴿35﴾...... حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے (حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:) ''اے کعب بن عجرہ! میں تیرے بارے میں ایسے اُمرا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، جو ان کے دروازوں سے وابستہ ہوا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں اور وہ میرے حوض پر نہ آئے گا، اور جو ان سے وابستہ ہوا یا نہ ہوا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی اعانت کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور عنقریب وہ میرے حوض پر آئے گا۔'' (۳)

---

(۱)......المسند للامام احمد حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۴۴۸، ج۵، ص۶۴۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، الحدیث: ۱۷۲۲، ج۳، ص۱۱۱۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلاۃ، الحدیث: ۶۱۴، ص۱۷۰۶۔

﴿36﴾……حضرت سیِّدُ نا کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے ہم 9 افراد تھے، 5 ایک اور 4 ایک یعنی ایک گروہ عربوں کا اور ایک عجمیوں کا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غور سے سنو! کیا تم سن رہے ہو؟ یقیناً عنقریب میرے بعد امراہوں گے جو اُن کے پاس جائے گا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار دے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور وہ میرے حوض پر ہرگز نہ آئے گا اور جو اُن کے پاس نہ گیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے۔'' (۱)

﴿37﴾……حضرت سیِّدُ نا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم مسجد میں تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آسمان کی طرف نگاہِ رحمت اٹھائی پھر نیچے کر لی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آسمان میں کوئی معاملہ پیش آیا ہے، پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جان لو! میرے بعد ایسے اُمراہوں گے جو ظلم کریں گے اور جھوٹ بولیں گے، جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں اس سے ہوں اور جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کے ساتھ تعاون کیا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔'' (۲)

﴿38﴾……حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن خبّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درِ اقدس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''غور سے سنو۔'' ہم نے عرض کی: ''ارشاد فرمایئے۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر فرمایا: ''غور سے سنو۔'' ہم نے عرض کی: ''ارشاد فرمایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ تم ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرنا اور نہ ہی ان کے ظلم پر اعانت کرنا، جس

……جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب فی التحذیر عن موافقۃ امراء السوء، الحدیث: ۲۲۵۹، ص۱۸۷۹۔

……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر، الحدیث: ۱۸۳۸۷، ج۶، ص۳۷۳۔

نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اوران کے ظلم پران کی مدد کی وہ حوض پر نہ آئے گا۔'' [1]

﴿39﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' کچھ حُکّام ایسے ہوں گے جنہیں ان کے مصاحبین اورغَــوَاش(یعنی چالاک وعیّار)لوگ رعایا کے معاملات سے اندھیرے میں رکھیں گے،وہ جھوٹ بولیں گے اورظلم کریں گے۔تو جوشخص ان کے پاس آئے،ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اورظلم پران کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ مجھے اس سے کوئی سروکار،اور جوان کے پاس نہ جائے اوران کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اورظلم پران کی مدد نہ کرے میں اس سے ہوں اوروہ مجھ سے ہے۔'' [2]

﴿40﴾......ایک روایت میں حضور نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیااوران کے ظلم پرمدد کی میں اس سے بری ہوں اوروہ مجھ سے بری ہے۔'' [3]

خاردار درخت سے پھول ہاتھ نہیں آتے:

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' میری امت کے کچھ لوگ دین میں سمجھ حاصل کریں گے،قرآن پڑھیں گے اورکہیں گے:ہم اُمرا کے پاس جاتے ہیں تا کہ ان سے ان کی دنیا(کی دولت)حاصل کریں مگر ہم اپنے دین کوان سے جدا رکھتے ہیں۔حالانکہ ایسانہیں ہوگا جیسا کہ کانٹے داردرخت سے کانٹے ہی ہاتھ آتے ہیں اسی طرح وہ ان کے قرب سے گناہ ہی پائیں گے۔''حضرت سیِّدُنا محمد بن صباح رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''گویاوہ ان کے قرب سے گناہوں کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔'' [4]

﴿42﴾......حضور نبیٔ رحمت،شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اہلِ بیت کے لئے دعا فرمائی اوران میں امیر المؤمنین حضرت

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب البر والاحسان،باب الصدق والامربالمعروف......الخ،الحدیث:۲۸۴،ج۱،ص۲۵۱۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید الخدری،الحدیث:۱۱۱۹۰،۱۱۸۷۳،ج۴،ص۵۰،۱۸۳۔

[3] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب البر والاحسان،باب الصدق والامربالمعروف......الخ،الحدیث:۲۸۴،ج۱،ص۲۵۲۔

[4] ......سنن ابن ماجه،کتاب السنة،باب الانتفاع بالعلم والعمل به،الحدیث:۲۵۵،ص۲۴۹۳۔

سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الز ہرا ءرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وغیرہ کا نام لیا تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا میں بھی اہلِ بیت سے ہوں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب تک تو کسی بادشاہ کے دروازے پر کھڑا نہ ہوگا یا کسی امیر کے پاس سوال کرنے نہ جائے گا (تو اہلِ بیت سے ہے)۔''[۱]

گفتگو کے گہرے اثرات:

﴿43﴾......حضرت سیِّدُ نا علقمہ بن وقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اہلِ مدینہ میں سے ایک باعزَّت شخص کے پاس سے گزرے اور اس سے ارشاد فرمایا: میرا تم سے ایک حرمت کا تعلق ہے اور دوسرا مسلمان ہونے کا حق ہے، میں نے تمہیں ان اُمرا کے پاس جاتے اور ان کے ہاں گفتگو کرتے دیکھا ہے جبکہ صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُ نا بلال بن حارث مُزَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ خوش ہو جاتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ اس بات نے کیا اثر کیا لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس بات کی وجہ سے اس کے لئے قیامت تک کی خوشنودی لکھ دیتا ہے اور کبھی تم میں سے کسی کے منہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا کلمہ نکل جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا اثر ہوگا لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے حق میں قیامت تک کی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' اب تم خود سمجھ لو کہ اپنے منہ سے کس قسم کی باتیں کرتے ہو اور میں حضرت سیِّدُ نا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنی ہوئی حدیثِ پاک کی وجہ سے بہت سی باتوں سے خاموش رہتا ہوں۔[۲]

﴿44﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیِّدُ نا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹوں سے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی بادشاہ کے پاس جاؤ تو اچھی طرح (محتاط ہوکر) جاؤ کیونکہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا پھر گزشتہ حدیثِ پاک بیان کی۔''

تنبیہ: ان پانچ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ آیاتِ بیِّنات اور صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے

......المعجم الاوسط، الحدیث۲۶۰۷، ج۲، ص۸۵۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة، الحدیث۳۹۶۹، ص۲۷۱۵۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث۲۸۰، ج۱، ص۲۴۹۔

اور یہ ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو پہلے اور آخری گناہ کے علاوہ کسی کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علما نے چوتھے گناہ کو ذکر کیا اور اس کا عنوان یہ قائم کیا: ''کسی صحیح ارادے کے بغیر ظالموں کے پاس جانا بلکہ ان کی مدد یا عزَّت کرنا یا ان سے محبت کرنا۔''

پانچویں گناہ کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے ارشاد فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے پاس محض ناجائز شکایت کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے جبکہ اس سے پیدا ہونے والا گناہ صغیرہ ہو۔ البتہ! اگر یوں کہا جائے کہ یہ اس وقت کبیرہ بن جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز مل جائے مثلاً جس کی شکایت کی جائے اس پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کے گھر والوں پر رعب طاری کیا جائے یا بادشاہ کے بلاوے کی وجہ سے انہیں ڈرایا جائے تو یہ کبیرہ گناہ بن جائے گا۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا گزشتہ کلام ذکر کیا جو قاتل کی مدد کرنے اور مقتول پر اس کی رہنمائی کرنے کے متعلق ہے اور ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ یہ کلام اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ظالم بادشاہ کو ناجائز شکایت کرنا کبیرہ گناہ نہیں۔''

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا یہ کلام رد کر دیا گیا ہے اور قابلِ اعتماد نہیں اور یہ جس بات کا تقاضا کرتا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔ پس صحیح یہی ہے کہ ظالم بادشاہ کو ناجائز شکایت کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ چغلی ہے بلکہ چغلی کی انتہائی بری قسم ہے اور چغلی کو کبیرہ قرار دینا صحیح حدیثِ پاک سے ثابت ہے، پھر جیسا کہ میں نے عنوان میں ذکر کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ چھٹکارا پانے کے لئے بادشاہ یا دیگر حکام کو ناجائز شکایت کرنا اور جس صورت میں قاضی کی گواہی ضروری ہوتی ہے وہ اس میں شامل نہیں بلکہ اس میں معاملہ حاکم تک پہنچانا ضروری ہے سوائے یہ کہ کوئی عذر ہو۔

حضرت سیِّدُنا قَمُولِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی ''اَلْجَوَاہِر'' میں چغلی کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو چغلی ممنوع نہیں جیسا کہ جب ایک آدمی کسی کو خبر دیتا ہے کہ فلاں شخص اس کو، اس کے گھر والوں یا مال کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا کوئی شخص امیر یا حاکم کو بتاتا ہے کہ فلاں فساد والے کام کرتا ہے (تو ایسی چغلی منع نہیں) اور ایسی صورت میں حاکم پر واجب ہے کہ اس کی تفتیش و ازالہ کرے، اس کی مثل تمام صورتوں میں چغلی ممنوع نہیں بلکہ موقع کی مناسبت سے کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی

مستحب ہے۔‘‘ (1)

میں نے عنوان میں آخری گناہ کے بارے میں لفظِ ’’باطل‘‘ کی قید لگائی اور یہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق ہے اور بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ’’ایسی شکایت کرنا کبیرہ گناہ ہے جو مسلمان کے حق میں نقصان دہ ہو اگرچہ شکایت کرنے والا سچا ہو اور اس کا احتمال ہے بلکہ جب اس سے شدید نقصان ہو تو اس کا کبیرہ ہونا یقینی ہے۔‘‘

جان لیجئے! جو ظالموں کے پاس جانے کا عادی ہو وہ بعض اوقات یہ دلیل دیتا ہے کہ اس کا ارادہ مظلوم یا کمزور کی مدد کرنے یا ظلم کو دور کرنے یا نیکی میں واسطہ بننے کا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ ان ظالموں کا کھانا کھاتا ہے یا ان کے مقاصد میں یا ان کے حرام مال میں سے کسی چیز میں شریک ہوتا ہے یا کسی برائی کے معاملہ میں حق پوشی کرتا ہے تو اس کی بری حالت کے پیشِ نظر کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر صاحبِ بصیرت گواہی دے گا کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا اور اپنے پیٹ اور خواہش کا غلام ہے، پس یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے گمراہ اور ہلاک کر دیا، نیز اعمال کے اعتبار سے اُن خسارہ اٹھانے والے لوگوں میں سے ہے جن کی کوشش دُنیوی زندگی میں گم ہو چکی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں، اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو خود کو اصلاح کرنے والا گمان کرتے ہیں جبکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے متعلق فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ ترجمۂ کنز الایمان: سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

(پ ۱، البقرۃ: ۱۲)

جو ان تمام باتوں سے پاک ہو تب بھی وہ محلِ اشتباہ میں ہے اور اس کے حال کے لئے ایک ترازو اور میزان ہے جو کبھی اس کے کامل ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور کبھی ناقص ہونے کا اور جب وہ اُمرا کے پاس جانے میں مجبور ہو مگر چاہتا ہو کہ کاش اس کے بغیر گزارہ ہو جاتا اور اس کے بغیر وہ مظلوم کی مدد کر سکتا اور وہ ان کی صحبت پر راضی بھی نہ ہو اور اپنی زبان کی لغزشوں کا شکار بھی نہ ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ میرے بادشاہ کو سفارش کرنے کی وجہ سے وہ ظالم سے محفوظ رہا وغیرہ اور اگر بادشاہ کسی کو اس پر ترجیح دے کر اپنا قریبی بنا لے اور وہ اس سے مطمئن ہو جائے اور اس کا خیال رکھنے لگے

......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب بیان تحریم النمیمة، ج۱، الجزء الثانی، ص۱۱۳۔

تو اس پر گراں نہ گزرے بلکہ یہ خوشی محسوس کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس بڑی آزمائش سے نجات عطا فرمائی ہے۔ پس ان صورتوں میں وہ صحیح ارادے والا اور بہت زیادہ ثواب پانے والا ہے اور جب اس میں یہ تمام خصلتیں نہ پائی جائیں تو وہ فاسد نیت والا اور ہلاک ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ارادہ مرتبہ کی طلب اور ہم عصروں پر ممتاز ہونا ہے۔ ہم اس بحث کو مزید احادیثِ مبارکہ اور آثار کے بیان کے ساتھ مکمل کریں گے جنہیں بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ،

﴿45﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن (جہنم کی) آگ ہے۔“ (۱)

بالشت بھر ظلم کا عذاب:

﴿46﴾...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایک بالشت زمین کے برابر بھی ظلم کیا بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالے گا۔“ (۲)

بعض کتابوں میں ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”میرا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جو ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔“ (۳)

شاعر نے کتنی اچھی بات کہی:

لَا تَظْلِمَنَّ إِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا ۔۔۔ فَالظُّلْمُ تَرْجِعُ عُقْبَاهُ إِلَى النَّدَمِ

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ ۔۔۔ يَدْعُوْ عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمِ

ترجمہ: (۱)...... اگر تجھے طاقت حاصل ہو تو ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے۔

(۲)...... تیری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر مظلوم بیدار رہتا ہے اور تجھے بددعا دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں سوتا۔

ایک اور شاعر نے کہا:

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قوله تعالی: فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ، الحدیث: ۳۱۱۸، ص ۲۵۱۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة، الحدیث: ۲۶۲۸۴، ج ۱۰، ص ۱۱۷۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۷۱، الجزء الاول، ص ۳۱۔

اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَأَ الْاَرْضَ مَرْكَبًا وَلَجَّ غُلُوًّا فِيْ قَبِيْحِ اِكْتِسَابِهٖ

فَكِلْهُ اِلٰى صَرْفِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ سَيُبْدِيْ لَهٗ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ حِسَابِهٖ

ترجمہ: (۱)......جب ظالم ظلم کو نرم ونازک سواری پاتا ہے تو اپنے برے عمل میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔

(۲)......پس اس معاملے کو زمانے کے سپرد کردے، بے شک زمانہ اس کے لئے وہ چیز ظاہر کردے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''کمزوروں پر ہرگز ظلم نہ کرو ورنہ کسی دن برے طاقتور لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''بے شک حُبَارٰی (یعنی سُرخاب نامی پرندہ) ظالم کے ظلم کی وجہ سے لاغری وکمزوری کی حالت میں اپنے گھونسلے میں ہی مرجاتا ہے۔'' (۲)

ظالم کی سزا:

منقول ہے، **تورات** میں لکھا ہے کہ ''پل صراط کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا: اے ظلم وسرکشی کرنے والو! اے عیش پرست بدبختو! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی عزت کی قسم کھاتا ہے کہ کسی ظالم کا ظلم آج یہ پل پار نہ کر سکے گا۔'' (۳)

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب حبشہ کے مہاجرین حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لوٹ کر آئے تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے سرزمینِ حبشہ میں کون سی عجیب چیز دیکھی؟'' حضرت سیِّدُنا قتیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی ان میں شامل تھے، انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں کی ایک ضعیفُ العمر خاتون ہمارے پاس سے گزری جس نے اپنے سر پر پانی کا ایک مٹکا اٹھا رکھا تھا، جوں ہی وہ

---

(۱)......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۸، ۱۱۹۔

(۲)......تفسیر الطبری، النحل، تحت الآیۃ ۲، الحدیث ۲۱۶۶۹، ج۷، ص۱۰۶۔

(۳)......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۹۔

ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس نے اپنا ایک ہاتھ اس عورت کے کندھوں کے درمیان رکھ کر اسے دھکا دیا، وہ بڑھیا گھٹنوں کے بل گر پڑی اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''اے غدار! عنقریب تو جان لے گا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کرسی رکھے گا اور اگلوں پچھلوں کو اکٹھا فرمائے گا اور ہاتھ اور پاؤں بتائیں گے جو وہ کیا کرتے تھے، عنقریب تو جان لے گا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کل میرا اور تیرا کیا معاملہ ہوگا؟'' راوی فرماتے ہیں: (یہ سن کر) آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قوم کو کیسے پاک کرے گا جس میں طاقتور سے کمزور کا حق وصول نہیں کیا جاتا؟'' (۱)

پانچ جہنمی:

﴿48﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''5 شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب ہوتا ہے، اگر چاہے تو دنیا ہی میں ان پر غضب فرماتا ہے ورنہ آخرت میں انہیں جہنم میں لے جانے کا حکم فرمائے گا: (۱)......قوم کا ایسا امیر جو رعایا سے اپنا حق تو لیتا ہے مگر خود ان سے انصاف نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے ظلم دور کرتا ہے۔ (۲)......قوم کا ایسا سردار کہ ساری قوم تو اس کی اطاعت کرتی ہے مگر وہ طاقتور اور کمزور کے درمیان برابر سلوک نہیں کرتا اور اپنی خواہش کے مطابق باتیں کرتا ہے۔ (۳)......وہ شخص جو اپنے اہل وعیال کو اطاعتِ الٰہی کا حکم نہیں دیتا اور نہ ہی انہیں دین کے احکام سکھاتا ہے۔ (۴)......وہ شخص جو کسی مزدور سے اجرت پر کام لیتا ہے اور وہ کام پورا کر لیتا ہے مگر یہ اس کی مزدوری ادا نہیں کرتا اور (۵)......وہ شخص جو کسی عورت پر مہر کے معاملے میں ظلم کرتا ہے۔'' (۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم کا رفیق ہے:

﴿49﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے سروں کو بلند کر کے عرض کی: ''اے پروردگار

(۱)......سنن ابن ماجه،ابواب الفتن،باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر،الحديث:۴۰۱۰،ص۲۷۱۸، بتغيرٍ قليلٍ۔

(۲)......كتاب الكبائر للذهبى،الكبيرة السادسة والعشرون:الظلم،ص۱۱۹۔

عَزَّوَجَلَّ! تو کس کے ساتھ ہے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں مظلوم کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ اسے اس کا حق ادا کر دیا جائے۔'' (1)

جابر بادشاہ کا محل تباہ ہوگیا:

﴿50﴾...... حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ کسی جابر بادشاہ نے ایک محل بنوایا اور اسے خوب پختہ کیا، ایک مسکین بڑھیا نے پناہ لینے کے لئے محل کی ایک طرف جھونپڑی بنالی، ایک دن اس ظالم نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو بڑھیا کی جھونپڑی کو دیکھ کر پوچھا: ''یہ کس کی ہے؟'' اسے بتایا گیا: ''یہ ایک فقیر عورت کی ہے، وہ اس میں رہتی ہے۔'' اس نے اس کے گرانے کا حکم دیا اور وہ گرادی گئی۔ جب بڑھیا آئی تو اسے گرا ہوا پا کر پوچھا: ''اسے کس نے گرایا ہے؟'' اسے بتایا گیا کہ ''بادشاہ نے اسے دیکھا تو گرا دیا۔'' بڑھیا نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تو موجود نہ تھی مگر تُو تو موجود تھا؟'' راوی فرماتے ہیں: ''پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم دیا کہ محل کو اس میں رہنے والوں پر اُلٹ دیں۔'' چنانچہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے اُسے اُلٹ دیا۔ (2)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم کی بددعا سے بے خبر نہیں:

منقول ہے کہ جب خالد بن برمک اور اس کے بیٹے کو قید کیا گیا تو بیٹے نے عرض کی: ''اے میرے باپ! ہم عزّت کے بعد قید و بند کی صعوبتوں کا شکار ہو گئے۔'' تو اس نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! مظلوم کی دعا رات کو جاری رہی لیکن ہم اس سے غافل رہے، جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بے خبر نہ تھا۔'' (3)

حضرت سیِّدُنا یزید بن حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَلِیْم فرمایا کرتے تھے کہ میں اس سے زیادہ کسی سے نہیں ڈرا جس پر میں نے ظلم کیا اور میں جانتا ہوں کہ اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ وہ مجھ سے کہتا ہے: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی

---

(1) ......الدرالمنثور، البقرة، تحت الایۃ ۲۰، ج۲، ص۷۶۔

(2) ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۲۔

(3) ......تاریخ بغداد، الرقم ۷۴۵۹ یحیٰی بن خالد بن بَرْمَک، ج۱۴، ص۱۳۶۔

کافی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی میرے اور تیرے درمیان (انصاف کرنے والا) ہے۔'' (۱)

جہنم میں ظالموں کا ٹھکانہ:

حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن ظالم آئے گا یہاں تک کہ جب وہ جہنم کے پل پر ہوگا تو اسے مظلوم ملے گا اور وہ اس پر اپنے کئے ہوئے ظلم جان لے گا، پس ظالم مظلوموں سے نجات نہ پائیں گے یہاں تک کہ ان کی تمام نیکیاں مظلوم چھین لیں گے اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ پائیں گے تو ان پر مظلوموں کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے جس طرح انہوں نے ظلم کیا تھا یہاں تک کہ انہیں جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیا جائے گا۔'' (۲)

قیامت کا ہولناک منظر:

﴿51﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اُنَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، برہنہ بدن، بلاختنہ اور ایک رنگ میں اکٹھے کئے جائیں گے اور ایک منادی ایسی ندا دے گا جسے دور والا بھی ایسے سنے گا جیسے قریب والا سنے گا: ''میں غالب بادشاہ ہوں، کسی ایسے جنّتی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں جس سے اہلِ دوزخ میں سے کسی نے اپنا حق لینا ہو یہاں تک کہ ایک طمانچہ بھی کسی کو مارا ہو یا زیادہ ظلم کیا ہو اور نہ ہی کسی ایسے جہنمی کو جہنم میں داخلے کی اجازت ہے جس کے ذمہ کسی کا حق ہو یہاں تک کہ ایک تھپڑ یا اس سے زیادہ۔'' (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:) ''وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (پ۱۵، الکھف: ۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیسے ہوگا جبکہ ہم ننگے پاؤں، برہنہ بدن، بلاختنہ اور ایک رنگ میں حاضر ہوں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نیکیوں اور برائیوں کے بدلے میں برابر جزا ملے گی۔ (۳)

......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة السادسة والعشرون: الظلم، ص۱۲۰۔

......المعجم الاوسط، الحديث۵۹۷۶، ج۴، ص۲۷۶، "حملوا" بدله "ادرک"۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث عبدالله بن انيس، الحديث:۱۶۰۴۲، ج۵، ص۴۲۹۔

جامع بيان العلم، باب ذكر الرحلة فی طلب العلم، الحديث:۴۲، ص۱۳۰۔

(چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:)

وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (پ۱۵، الکھف:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

﴿52﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی کو ظلماً ایک کوڑا مارا بروزِ قیامت اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔'' [1]

انوکھا سبق:

بیان کیا جاتا ہے کہ کِسریٰ (ایران کے بادشاہ) نے اپنے بیٹے کے لئے ایک استاذ مقرر کیا جو اسے تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا۔ جب لڑکا مکمل طور پر علم و ادب سیکھ گیا تو ایک دن استاذ صاحب نے اُسے بلایا اور بغیر کسی جرم اور سبب کے اُسے زوردار تھپڑ لگا دیا اس وجہ سے بچے نے دل میں استاذ کا کینہ رکھ لیا یہاں تک کہ جب وہ بڑا ہوا اور اس کا باپ مر گیا تو وہ مملکت کا والی بن گیا۔ اب اس نے استاذ کو بلایا اور پوچھا: ''فلاں دن بغیر کسی جرم کے آپ کو کس چیز نے مجھے مارنے پر ابھارا تھا؟'' استاذ صاحب نے کہا: ''اے بادشاہ سلامت! جان لیجئے! جب تم نے مکمل طور پر علم و ادب سیکھ لیا اور میں نے جان لیا کہ تم اپنے باپ کے بعد بادشاہت پا لو گے تو میں نے چاہا کہ تمہیں سزا اور ظلم کے درد کا مزا چکھا دوں تاکہ تم اس کے بعد کسی پر ظلم نہ کرو۔'' تو اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔'' اور پھر استاذ صاحب کو انعام و اکرام دے کر روانہ کرنے کا حکم دیا۔ [2]

جیسا کہ میں نے گزشتہ ایک عنوان میں ذکر کیا تھا کہ ٹیکس لینا اور یتیم کا مال کھانا بھی ظلم ہے اور ان دونوں پر کافی وشافی کلام گزر چکا ہے۔

بہانہ بازی کرنا ظلم ہے:

ادائیگی کی قدرت کے باوجود کسی کا حق دینے میں ٹال مٹول کرنا ظلم میں داخل ہے۔ چنانچہ،

﴿53﴾......صحیح بخاری و مسلم میں ہے، سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث۱۴۴۵، ج۱، ص۳۹۴۔

[2] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۲۔

ہے: ”مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔“ (۱)

﴿54﴾......ایک روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”خوشحال آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اس کی شکایت کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہے۔“ (۲)

شرحِ حدیث:

حدیثِ پاک میں سزا سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کرکے یا مارنے کے ساتھ سزا دینا جائز ہے اور مہر، نفقہ یا کپڑوں کے معاملے میں بیوی پر ظلم کرنا خوش حال آدمی کے ٹال مٹول میں داخل ہے۔

قیامت کا امتحان:

﴿55﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک بندے یا لونڈی کے ہاتھ کو پکڑ کر سب لوگوں کے سامنے ندا دی جائے گی: ”یہ فلاں بن فلاں ہے جس کا اس پر حق ہو وہ اپنا حق وصول کرلے۔“ تو وہ عورت خوش ہو جائے گی کہ اس کا اپنے بیٹے یا بھائی یا شوہر پر کوئی حق ہوگا۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
(پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حق میں سے جو چاہے گا معاف فرما دے گا لیکن لوگوں کے حقوق بالکل معاف نہیں کرے گا بلکہ بندے کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حق داروں سے ارشاد فرمائے گا: ”آکر اپنے حقوق لے لو۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: بندہ عرض کرے گا: ”اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نے دنیا فنا کر دی اب میں ان کے حقوق کیسے ادا کروں؟“ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ”اس کے نیک اعمال لے لو اور ہر صاحبِ حق کو اس کے مطالبے کے مطابق حق ادا کر دو۔“ پھر اگر وہ بندہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست ہوا اور اس کی ذرہ برابر نیکی بھی بچ گئی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے اسے دُگنا فرما دے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب مطل الغنی ظلم، الحدیث: ۲۴۰۰، ص۱۸۸۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الدین ھل یحبس بہ، الحدیث: ۳۶۲۸، ص۱۴۹۲، دون قولہ "ظلم"۔

اسے جنت میں داخل فرمادے گا اور اگر وہ بندہ بدبخت ہوا اور اس کی کوئی نیکی نہ بچی تو فرشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں مگر مطالبہ کرنے والے ابھی باقی ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے گناہوں میں ملا دو پھر اسے زور سے مارتے ہوئے جہنم میں پھینک دو۔'' (1)

حقیقی مفلس:

گزشتہ روایت کی تائید یہ حدیث پاک کرتی ہے۔ چنانچہ، سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا اور اس نے اِس کو گالی دی ہوگی اور اُس کو مارا ہوگا اور اِس کا مال لیا ہوگا، پس یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا اور وہ بھی اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، پھر اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (2)

مزدور کی اُجرت نہ دینا ظلم ہے:

اسی طرح مزدور کو اس کی مزدوری نہ دینا بھی ظلم ہے۔ جیسا کہ اس کی دلیل گزر چکی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن 3 آدمیوں کا مقابل ہوں گا: (۱) جو میرے نام پر عہد کرے پھر اس کی خلاف ورزی کرے (۲) جو آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھائے اور (۳) جو کسی شخص کو اجرت پر رکھے، اس سے پورا کام لے مگر اس کی مزدوری ادا نہ کرے۔'' (3)

کافر کا مال زبردستی لینا ظلم ہے:

کسی یہودی یا نصرانی پر زیادتی کرنا بھی ظلم ہے یعنی جبراً اس کا مال لے لینا کیونکہ حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی

(1)......الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، الحدیث: ۱۴۱۶، ص۴۹۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(2)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص۱۱۲۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(3)......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرًّا، الحدیث: ۲۲۲۷، ص۱۷۳۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا میں قیامت کے دن اس کا مقابل ہوں گا۔'' [1]

معمولی حق دبانے کی سزا:

جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق لے لینا بھی ظلم میں داخل ہے۔ چنانچہ، صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) میں ہے:

﴿55﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جہنم واجب کر دیتا اور اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' عرض کی گئی:''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر چہ وہ تھوڑی سی چیز ہی ہو؟'' ارشاد فرمایا: ''اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی ہو۔'' [2]

﴿56﴾......مروی ہے کہ:''بروزِ قیامت بندہ کسی جاننے والے کو دیکھنا سب سے ناپسند کرے گا اس خوف سے کہ کہیں وہ دنیا میں اس پر کئے گئے ظلم کے بدلے کا مطالبہ نہ کرنے لگے۔'' [3]

جیسا کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن حقوق حقداروں کو ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ سینگوں والی بکری سے بھی بغیر سینگوں والی بکری کے لئے قصاص (یعنی بدلہ) لیا جائے گا [4]۔'' [5]

مظلوم سے دُنیا میں معافی کا حکم:

﴿57﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی تعشیراھل الذمۃ اذا اختلفوابالتجارۃ، الحدیث۳۰۵۲، ص۱۴۵۳۔

[2] معرفۃ الصحابۃ، الرقم۱۵۹۸عبداللّٰہ بن جراد، الحدیث۴۰۷۵، ج۳، ص۱۱۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع ......الخ، الحدیث۳۵۳، ص۷۰۱۔

[4] ......کتاب الکبائرللذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، فصل ومن الظلم ان یستأجر......الخ، ص۱۲۵۔

......حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں:''یہ قصاص مکلّف ہونے کی وجہ سے (بطورِ سزا) نہیں لیا جائے گا کیونکہ بکری شرعی احکام کی پابند نہیں، بلکہ بدلے کے طور پر لیا جائے گا۔''

(شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب البروالصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، ج۸، جزء۱۶، ص۱۳۷)

[5] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۸، ص۱۱۲۹۔

عزّت یا کسی چیز کے معاملے میں اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو وہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ جب نہ دینار ہوگا اور نہ ہی درہم، اگر اس کا کوئی اچھا عمل ہوگا تو اس سے اس کے ظلم کے برابر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (1)

ہاتھ پاؤں کی گواہی:

﴿58﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شخص اور اس کی بیوی کا جھگڑا ہو گا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عورت کی زبان نہ بولے گی بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی تھی اور مرد کے بھی ہاتھ پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا اور برا سلوک کرتا تھا، پھر اسی طرح ایک شخص اور اس کے خادمین کو بلایا جائے گا اور ان سے درہم و قیراط نہیں لئے جائیں گے بلکہ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر جابروں کو لوہے کے کاٹنے والے گرزوں کے ساتھ لایا جائے گا اور کہا جائے گا: ''انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔'' (2)

حضرت سیِّدُنا قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: ''عنقریب ظالم ان کا حق جان لیں گے جن کا حق انہوں نے پورا ادا نہیں کیا تھا، بے شک ظالم سزا کا انتظار کرتا ہے جبکہ مظلوم مدد اور ثواب کا انتظار کرتا ہے۔'' اور مروی ہے: ''جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر ظالم شخص کو مسلَّط کر دیتا ہے۔'' (3)

حضرت سیِّدُنا طاؤس یمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اذان کے دن سے ڈرو۔'' خلیفہ نے عرض کی: ''اذان کا دن کون سا ہے؟'' فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بیچ میں منادی نے پکار دیا کہ اللّٰہ کی لعنت ظالموں پر۔

(پ۸، الاعراف: ۴۴)

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة عند......الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص ۱۹۲۔

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹۔

(2)......الموسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاهوال، ذکر الحساب۔۔الخ، الحدیث ۲۳۸، ج ۶، ص ۲۳۹۔

(3)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حسن الخلق، الحدیث ۸۰۹۷، ج ۶، ص ۲۶۵ بتغیرٍ، قول: فضیل بن عیاض۔

تو خلیفہ چیخ اٹھا، حضرت سیِّدُ نا طاؤس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تو ذلت کی صورت ہے (اس کو سن کر تمہاری یہ حالت ہے) تو ذلت کا مشاہدہ کیسے کرو گے؟'' (١)

یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سیّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظالم کے مددگار سے بری ہیں۔ چنانچہ،

﴿59﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ظالم کی مدد کی اس پر اسی کو مسلّط کر دیا جائے گا۔'' (٢)

حضرت سیِّدُ نا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اپنی آنکھوں کو ظالموں کے مددگاروں سے نہ بھرو (یعنی ظلم ہوتا نہ دیکھو) مگر یہ کہ تمہارے دل انکار کرتے ہوں کہیں تمہارے نیک اعمال مٹا نہ دیئے جائیں۔'' (٣)

حضرت سیِّدُ نا مکحول دمشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ ظلم کرنے والے اور ان کے مددگار کہاں ہیں؟ تو کوئی شخص باقی نہ بچے گا جس نے ان کے لئے دوات میں سیاہی ڈالی ہوگی یا قلم تراشا ہوگا یا اس سے بڑا کوئی ظلم کا کام کیا ہوگا مگر وہ ان کے ساتھ آئے گا پھر انہیں آگ کے تابوت میں ڈال کر جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔''

ایک درزی حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ١٦١ھ) کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں بادشاہ کے کپڑے سیتا ہوں، کیا آپ مجھے بھی ظالموں کا مددگار سمجھتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''(نہیں) تُو تو ظالموں میں سے ہے لیکن تجھے سوئی یا دھاگا بیچنے والے، وہ ظالموں کے مددگار ہیں۔'' (٤)

کوڑے مارنے کی سزا:

﴿60﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ڈنڈے بردار (یعنی کوڑوں والے) سپاہی بروزِ قیامت سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے جو ظالموں کے سامنے لوگوں کو کوڑے مارتے ہیں۔'' (٥)

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، الاعراف، تحت الآیۃ ٤٢، ج ٤، الجزء السابع، ص ١٥٢ ۔

......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ٣٢٦٢، عبد الباقی بن احمد، الحدیث ٦١٩١، ج ٣٤، ص ٤ ۔

......حلیۃ الاولیاء، سعید بن المسیب، الرقم ١٩٠٦، ج ٢، ص ١٩٣ ۔

...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ط ١٢٦ ۔

...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ط ١٢٦ ۔

جہنمی کُتّے:

حضرت سیِّدُ ناعبدُاللہ بن عمررَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَافرماتے ہیں:''ظالموں کی مدد کرنے والے اور(حکمرانوں کے مددگار)سپاہی قیامت کے دن جہنم کے کتے ہوں گے۔''(۱)

ظالم ملعون ہے:

﴿61﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ ناموسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی:''بنی اسرائیل کے ظالموں کو حکم دو کہ مجھے کم یاد کریں کیونکہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور میرا ان(بنی اسرائیل)کو یاد کرنا یوں ہے کہ میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔''(۲)

اور ایک روایت میں ہے:''ان(بنی اسرائیل کے ظالموں)میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔''(۳)

﴿62﴾......رسولِ اَکرم،نُورِ مجسَّم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''تم میں سے کوئی ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلماً مارا جارہا ہو کیونکہ وہاں موجود سب لوگوں پر لعنت اُترتی ہے جبکہ وہ مظلوم سے ظلم دور نہ کریں۔''(۴)

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:میں نے ایک شخص کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا جو ظلم کرنے والوں اور ٹیکس لینے والوں کی خدمت کیا کرتا تھا،وہ بہت بری حالت میں تھا،میں نے پوچھا:''تیرا کیا حال ہے؟''اس نے بتایا:''بہت برا حال ہے۔''میں نے دوبارہ پوچھا:''تیرا کیا انجام ہوا؟''اس نے بتایا:''مجھے عذاب الٰہی میں مبتلا کیا گیا۔''میں نے مزید پوچھا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ظالموں کا کیسا حال ہے؟''کہنے لگا:''بہت برا حال ہے، کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عبرت نشان نہیں سنا؟

۱......کتاب الکبائرللذہبی،الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم،فصل فی الحذر......الخ،ص۱۲۶۔

۲......کتاب الکبائرللذہبی،الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم،فصل فی الحذر......الخ،ص۱۲۶۔

۳......احیاء علوم الدین،کتاب اسرار الحج،باب ثالث فی آداب دقیقۃ واعمال باطنۃ،ج۱،ص۳۵۸۔

۴......المعجم الکبیر،الحدیث۱۱۶۷۵،ج۱۱،ص۲۰۸۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔'' (1)

(پ ۱۹، الشعراء:۲۲۷)

ظالموں کے لئے عبرت ہی عبرت:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے، میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ کندھوں سے کٹے ہوئے تھے وہ بآواز بلند کہہ رہا تھا: ''جو مجھے دیکھ لے وہ ہرگز کسی پر ظلم نہ کرے گا۔'' میں اس کی طرف بڑھا اور پوچھا: ''اے میرے بھائی! تیرا کیا واقعہ ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میرا واقعہ بہت عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ظالموں کے مددگاروں میں سے تھا، میں نے ایک دن ایک شکار کرنے والے کو دیکھا اس نے ایک بہت بڑی مچھلی شکار کی جو مجھے بھلی لگی، میں اس کے پاس گیا اور کہا: یہ مچھلی مجھے دے دو۔'' اس نے کہا: ''میں نہیں دوں گا بلکہ اسے بیچ کر اپنے بچوں کے لئے کھانا خریدوں گا۔'' میں نے اسے مارا اور زبردستی اس سے مچھلی لے کر چل پڑا۔

مچھلی اٹھائے جا ہی رہا تھا کہ اس نے میرے انگوٹھے پر بہت سختی سے کاٹا۔ پھر جب گھر آ کر میں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے پھینکا تو اس نے (تڑپتے ہوئے) میرے انگوٹھے پر اس زور سے ضرب لگائی اور شدید تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے رات بھر سو نہ سکا اور میرا ہاتھ سُوج گیا، جب میں صبح اُٹھا تو ڈاکٹر کے پاس گیا اور اسے درد کی شکایت کی تو وہ بولا: ''یہ جِلدی (یعنی عضو کو کھا جانے والی) بیماری کی ابتدا ہے، میں اسے کاٹ دیتا ہوں ورنہ تمہارا پورا ہاتھ ضائع ہو جائے گا۔'' پس میرا انگوٹھا کاٹ دیا گیا، پھر میرے ہاتھ کو چوٹ لگی اور مجھے شدتِ تکلیف سے نہ نیند آئی اور نہ ہی سکون ملا تو مجھے کہا گیا: ''اپنی ہتھیلی کاٹ دو۔'' میں نے اسے کاٹ دیا لیکن درد کلائی کی طرف منتقل ہو گیا اور سخت تکلیف کے باعث میں سو نہ سکا اور نہ ہی مجھے سکون آیا لہٰذا شدتِ تکلیف سے چلانے لگا، پھر مجھے کہا گیا: ''کلائی بھی کہنی سے کاٹ دو۔'' لہٰذا میں نے اسے بھی کاٹ دیا لیکن درد بازو کی طرف منتقل ہو گیا اور اَب بازو میں شدید تکلیف ہونے لگی، پھر کہا گیا: ''اپنے ہاتھ کو کندھے سے کاٹ دو ورنہ یہ بیماری تمہارے تمام جسم میں سرایت کر جائے گی۔'' پس میں نے اسے بھی کاٹ دیا۔

(1)...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم ،فصل فی الحذر......الخ ،ص۱۲۔

بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا: ''تیرے درد کا سبب کیا ہے؟'' تو میں نے مچھلی کا قصہ سنایا، انہوں نے مجھ سے کہا: ''جب تمہیں پہلی مرتبہ تکلیف ہوئی تھی تو تم اسی وقت مچھلی کے مالک کے پاس لوٹ جاتے اور اس سے معافی مانگتے اور اسے راضی کر لیتے اور اپنا ہاتھ نہ کاٹتے، پس اب اس کے پاس جاؤ اور اس کو راضی کر و اس سے پہلے کہ تکلیف تمہارے تمام جسم میں پہنچ جائے۔''

وہ شخص مزید کہتا ہے: میں اسے شہر میں ڈھونڈتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے پالیا اور اس کے قدموں پر گر کر انہیں چومنے لگا اور روتے ہوئے عرض کی: ''اے میرے محترم! میں آپ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دیں۔'' اس نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے بتایا: میں وہی ہوں جس نے آپ سے مچھلی چھینی تھی۔ اسے اپنی المناک رُوداد بھی سنائی اور اپنا ہاتھ بھی اسے دکھایا۔ جب اس نے دیکھا تو رونے لگا اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! میں نے تمہیں اِس مصیبت میں مبتلا کیا جو تم نے دیکھی ہے۔'' میں نے گزارش کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے میرے محترم! جب میں نے آپ سے مچھلی چھینی تھی تو کیا آپ نے میرے لئے بددعا کی تھی؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں نے یہ دعا کی تھی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ میری کمزوری پر اپنی قوت وطاقت کی وجہ سے غالب آ گیا ہے کہ جو رزق تو نے مجھے دیا اس نے ظلماً لے لیا پس مجھے اس میں اپنی قدرت دکھا۔'' میں نے کہا: ''اے میرے محترم! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو مجھ میں اپنی قدرت دکھادی اور میں ظالموں کی خدمت کرنے سے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ان کے دروازے پر کھڑا نہ ہوں گا اور جب تک زندہ ہوں اِنْ شَآءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ان کے مدد گاروں میں شامل نہ ہوں گا۔'' (1)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(1) ...... کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة السادسة والعشرون الظلم ،فصل فی الحذر......الخ ،ص۱۲۷۔

کبیرہ نمبر351: بدعتیوں کو پناہ دینا

یعنی انہیں ان لوگوں سے بچانا جو ان سے اپنا پورا حق وصول کرنا چاہتے ہیں اور بدعتیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسی برائی میں منہمک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے کوئی شرعی حکم لازم ہو جاتا ہے

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کی وضاحت کے مطابق اسے بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی روایت سے واضح ہے۔ چنانچہ، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 4 کلمات بیان فرمائے۔'' (راوی فرماتے ہیں:) میں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! وہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر لعنت فرمائے جو غیر اللّٰہ کے نام پر ذبح کرے (جیسے بتوں کے نام پر)[1] (۲)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت فرمائے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجے (۳)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت فرمائے جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور (۴)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر بھی لعنت فرمائے جو زمین کی علامات وحدود تبدیل کر دے۔''[2]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......خلیفۂ اعلیٰ حضرت سیِّدُنا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی **تفسیر خزائن العرفان** میں پارہ 2، البقرۃ:173 ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ'' کے تحت نقل فرماتے ہیں: ''جس جانور پر وقتِ ذبح غیرِ خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ **حرام** ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو **مکروہ** ہے۔ اگر ذبح فقط اللّٰہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیاء کے لئے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ **جائز** ہے، اس میں کچھ حرج نہیں۔'' (تفسیراتِ احمدیہ، ص۴۴)

[2] ......صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ تعالی ولعن فاعلہ، الحدیث:۵۱۲۴، ص۱۰۳۱۔

کتاب الردۃ

کبیرہ نمبر352: کسی مسلمان کو کہنا: اے کافر!

کبیرہ نمبر353: کسی مسلمان کو کہنا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دُشمن!

(اگر قائل کا مقصد صرف گالی دینا ہو نہ کہ اسلام کو کفر کہنا تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی)

مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے:

﴿1﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی شخص کو کافر یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن کہا، اور وہ اس طرح نہ تھا تو کہنے والے کا قول اسی پر لوٹ آئے گا۔''(۱)

﴿2﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے کسی مومن کو کافر کہا تو یہ اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔''(۲)

تنبیہ: اس میں شدید وعید ہے اور وہ یہ کہ اس پر کفر کا لوٹ آنا یا اس کا خود ہی دشمنِ خدا ٹھہرنا ہے نیز یہ گناہ قتل کی مثل ہے۔ پس کسی کو کافر یا دُشمنِ خدا کہنا یا تو کفر ہے یعنی اگر اس نے کسی مسلمان کو اسلام سے متَّصف ہونے کی وجہ سے کافر یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن کہا تو اس نے اسلام کو کفر کا نام دیا اور یہ بات اس کے دشمنِ خدا ہونے کا تقاضا کرتی ہے جو کہ کفر ہے۔ یا یہ (یعنی کافر یا دُشمنِ خدا کہنا) کبیرہ گناہ ہے یعنی جب کہنے والا مذکورہ ارادہ نہ کرے تو اس کی طرف یہ شدید عذاب اور گناہ کی صورت میں لوٹے گا اور یہ کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے۔ اس وضاحت سے ان دونوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا واضح ہو گیا اگرچہ میں نے کسی کو ان کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا، البتہ! میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے کسی مسلمان کو کافر کہنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور اگر اس نے کسی مسلمان سے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ایمان چھین لے یا اس طرح کے کلمات کہے تو بعض متأخرین کی ترجیح کے مطابق اس نے کفر کیا۔'' جبکہ اس کتاب کے شروع میں اس کے خلاف گزر چکا ہے۔

---

(۱)......صحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم: یا کافر!، الحدیث۲۱۷، ص۶۹۱۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، الحدیث۶۱۰۵، ص۵۱۵۔

کتاب الحدود

کبیرہ نمبر354: حُدُوداللہ میں سفارش کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوارشادفرماتے سنا:''جس کی سفارش اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کے سامنے رکاوٹ بنی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ضد بازی کی اور جس نے باطل کی حمایت میں جان بوجھ کر جھگڑا کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنمیوں کی پیپ میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے توبہ کرلے۔''(۱)

﴿2﴾......طبرانی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے:''اوروہ وہاں (یعنی دوزخیوں کے پیپ) سے نہ نکل سکے گا۔''(۲)

﴿3﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ناحق جھگڑے میں کسی کی معاونت کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے۔''(۳)

﴿4﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ظلماً جھگڑے میں کسی کی مدد کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب میں آ گیا۔''(۴)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کوروکنے کی سفارش کی وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی ایسے جھگڑے میں کسی مسلمان پر شدید غضب کیا جس (کے حق یاباطل ہونے) کا اسے علم نہیں تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں اس کی مخالفت کی اور اس کی ناراضی چاہی اس پر روزِ قیامت تک لگاتار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہوگی اور جس نے دنیا میں عیب دار کرنے کے لئے

......سنن ابی داود،کتاب القضاء،باب فی الرجل یعین......الخ،الحدیث:۳۵۹۷،ص۱۴۹۰۔

......المعجم الکبیر،الحدیث۱۳۴۳۵،ج۱۲،ص۲۹۷۔

......المستدرک،کتاب الاحکام،باب لا تجوز شھادۃ بدوی علی صاحب قریۃ،الحدیث:۷۱۲۳،ج۵،ص۱۳۵۔

......سنن ابی داود،کتاب القضاء،باب فی الرجل یعین۔۔الخ،الحدیث:۳۵۹۸،ص۱۴۹۰۔

کسی مسلمان کے خلاف کوئی بات عام کی جبکہ وہ اس سے بری ہوتو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے قیامت کے دن جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت کرے۔'' (۱)

جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا:

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی سفارش حُدُودُاللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے مُلک میں مقابلہ کیا اور جس نے جھگڑے میں کسی کی مدد کی حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اس سے الگ ہوجائے اور جو کسی ایسی قوم کے ساتھ چلا جو سمجھتی ہو کہ یہ گواہ ہے حالانکہ وہ گواہ نہ ہو تو وہ جھوٹے گواہ کی طرح ہے اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا (بروزِ قیامت) اُسے پابند کیا جائے گا کہ جَو کے دانے کے دونوں کناروں کے درمیان گانٹھ لگائے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُسے (حلال جان کر) قتل کرنا کفر ہے۔'' (۲)

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی اور دوسری حدیثِ پاک سے واضح اور ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کو ترک کرنا بہت بڑا فساد ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں گزرا کہ،

﴿7﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''زمین میں حق کے مطابق قائم کی جانے والی حد صبح کی 40 بارشوں سے زیادہ پاک کرنے والی ہے۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا گزشتہ کلام میرے اس مَوقف کی تائید کرتا ہے، پھر میں نے کچھ دیگر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو پایا کہ انہوں نے میرے ذکر کردہ مَوقف کی تصریح کی۔

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من اعانۃ المبطل......الخ، الحدیث:۳۴۲۹، ج۳، ص۱۵۱۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث:۸۵۵۲، ج۶، ص۲۱۴۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث:۴۷۶۵، ج۳، ص۳۳۴۔

المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۹۳۲، ج۱۱، ص۲۶۷۔

کبیرہ نمبر355: مسلمان کی بے عزّتی کرنا، اُس کی خامیاں ڈھونڈنا، اُسے رُسوا کرنا اور لوگوں میں ذلیل کرنا

عیب پوشی کا فائدہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔''(۱)

عیب جوئی کی سزا:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہر فرما دے وہ اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی ہو۔'' ایک دن حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''تیری شان کتنی بلند ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے لیکن بندۂ مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھ سے بھی زیادہ محترم ہے۔''(۲)

﴿3﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور نہ ہی ان پر عیب لگاؤ اور

---

(۱)......سنن ابن ماجه، ابوا ب الحدود،باب الستر علی المومن ودفع الحدود بالشبهات، الحدیث:۲۵۴۶،ص۲۶۲۹۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة،باب ما جاء فی تعظیم المؤمن،الحدیث:۲۰۳۲،ص۱۸۵۵،دون قوله:یوشک۔

نہ ہی ان کی لغزشوں کو دیکھو۔'' (۱)

﴿4﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کا کھوج لگاؤ کیونکہ جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہر کر دے وہ اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دے گا۔'' (۲)

﴿5﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''اگر تم لوگوں کی عیب جوئی کرتے پھرو گے تو انہیں بگاڑ دو گے یا انہیں خرابی تک پہنچا دو گے۔'' (۳)

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک امیر (یعنی حاکم وسردار) جب لوگوں میں عیب ڈھونڈتا ہے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے۔'' (۴)

﴿7﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان کی کوئی دُنیوی پریشانی دور کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے قیامت کے دن کی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔'' (۵)

﴿8﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے عیب دار کرتا ہے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ضرورت پوری فرماتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دور کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت

---

1 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، الحدیث: ۵۷۳۴، ج۷، ص۵۰۶۔
2 ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۰، ص۱۵۸۱، "اسلم" بدلہ "آمن"۔
3 ......المرجع السابق، باب فی التجسس، الحدیث: ۴۸۸۸، ص۱۵۸۲۔
4 ......المرجع السابق، الحدیث: ۴۸۸۹۔
5 ......المرجع السابق، باب فی المعونۃ للمسلم، الحدیث: ۴۹۴۶، ص۱۵۸۵۔

دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (1)

﴿9﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص بھی دُنیا میں کسی بندے کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (2)

﴿10﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: ''جو بندۂ مومن اپنے (مسلمان) بھائی کا عیب دیکھ کر اسے چھپائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بدلے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (3)

﴿11﴾......حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے کاتب حضرت سیِّدُنا ابوہیثم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے عرض کی: ''میرے پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کرلے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو، انہیں وعظ ونصیحت کرو۔'' عرض کی: ''میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ باز نہیں آتے، (تو اب) میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کرلے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو، ایسا مت کر بے شک میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے کسی کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ دبائی ہوئی بچی کو اس کی قبر میں زندہ کیا (یعنی اس کی جان بچائی)۔'' (4)

سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی توبہ:

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا یزید بن نُعَیم رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اپنے والدِ ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ماعز بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور 4 بار (زنا کا) اقرار کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو رجم (یعنی سنگسار) کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیِّدُنا ھَزَّال رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اسے اپنے کپڑے سے چھپا لیتے تو تمہارے لئے بہتر تھا۔''

---

1 ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب المواخاة، الحدیث: ۴۸۹۳، ص۱۵۸۲۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب البروالصلة والادب، باب بشارة من سترالله......الخ، الحدیث: ۶۵۹۵، ص۱۱۳۰۔

3 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۴۸۰، ج۱، ص۴۰۴۔

4 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث: ۵۱۸، ج۱، ص۳۶۷۔

حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ بات اس لئے فرمائی کیونکہ انہوں نے ہی حضرت سیِّدُ نا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوحضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس (اپنے کیے کی خبر دینے) بھیجا تھا۔'' [1]

ابوداؤد شریف کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیِّدُ نا یزید بن نُعَیم بن ھَزَّال اَسْلَمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والدِگرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا ماعز بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یتیمی کی وجہ سے میرے باپ کی پرورش میں تھے، وہ قبیلے کی ایک لونڈی سے زنا کر بیٹھے تو میرے والد صاحب نے ان سے کہا: ''رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جاؤ اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کیے کی خبر دو، امید ہے وہ تمہارے لئے استغفار فرمائیں گے۔'' اور ان کے رجم کے متعلق حدیثِ پاک ذکر کی۔ [2] نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جس کے ساتھ زنا میں مبتلا ہوئے اس کا نام فاطمہ تھا اور ایک قول کے مطابق کوئی اور نام تھا اور وہ حضرت سیِّدُ نا ھَزَّال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیز تھی۔ [3]

﴿13﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے بھائی کی کسی برائی پر آگاہ ہو اور اُسے چھپائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' [4]

﴿14﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ درگور بچی کو زندہ کیا (یعنی اس کی جان بچائی)۔'' [5]

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی اور بعد والی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کیونکہ عیب کھولنے اور رُسوا کرنے میں ایسی وعید ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں اور یہ میرے قائم کردہ عنوان پر محمول ہے حتیٰ کہ یہ شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام کے بھی منافی نہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں: ''زانی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی حق میں کوتاہی کرنے

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب الستر علی اھل الحدود، الحدیث۴۳۷۷، ص۱۵۴۲۔

[2] ......المرجع السابق، باب رجم ماعزمن مالک، الحدیث۴۴۱۹، ص۱۵۴۵۔

[3] ......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب فی ستر المسلم......الخ، تحت الحدیث۳۵۶۴، ج۳، ص۱۹۱۔

[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۶۷، ج۱۹، ص۴۳۹۔

[5] ......المعجم الاوسط، الحدیث۸۱۳۳، ج۶، ص۹۷۔

والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گناہ کو چھپائے تا کہ اس کے ظاہر ہونے کے سبب اسے حد نہ لگائی جائے اور نہ ہی تعزیر کی جائے۔'' چنانچہ،

﴿15﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اِن (یعنی زنا وغیرہ) میں سے کسی برائی میں ملوَّث ہو جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پردے میں چھپا رہے جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کرے گا ہم اس پر حد قائم کریں گے۔'' (1)

قاتل یا تہمت لگانے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ ان پر اعتراف کرنا لازم ہے تا کہ ان سے پورا پورا بدلہ لیا جائے اس لئے کہ بندوں کے حقوق میں سختی کی گئی ہے اور مذاق یا دشمنی کرتے ہوئے کسی کے گناہ کو بیان کرنا بھی اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ صحیح احادیثِ مبارکہ کی رو سے قطعی طور پر حرام ہے۔ کسی گناہ کی گواہی دینے والے کے لئے پردہ پوشی کرنا سنت ہے کہ اگر وہ گواہی نہ دینے میں مصلحت دیکھے تو نہ دے اور اگر دینے میں مصلحت دیکھے تو دے دے اور اگر کسی میں مصلحت نہ پائے تو بھی گواہی نہ دینا بہتر ہے۔ اس تفصیل کے مطابق ایک دوسرے مقام پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے اطلاق کو ترکِ شہادت کے مستحب نہ ہونے پر محمول کیا جائے پھر ترکِ شہادت کے مستحب ہونے کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ اس کے ترک کرنے سے کسی دوسرے پر حد کا واجب کرنا معلَّق نہ ہو اور اگر حد کا وجوب اس پر معلَّق ہو مثلاً تین گواہ زنا کی گواہی دیں تو چوتھا گواہی نہ دینے کی وجہ سے گنہگار ہو گا اور اس پر گواہی لازم ہو گی۔

حضرت سیِّدُنا امامُ الحرمین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْکَوْنَیْن فرماتے ہیں: ''اس ضعیف قول کہ ''**حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔**'' کی بنا پر شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ جس نے حد کو واجب کرنے والے گناہ کا ارتکاب کیا اس پر لازم ہے کہ (توبہ کے ساتھ ساتھ) گناہ کا اقرار بھی کرے یہاں تک کہ اس میں کوئی احتمال ہو۔'' حضرت سیِّدُنا امام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ''صحیح یہ ہے کہ حد کے موجب گناہ کے مرتکب پر گناہ کا اقرار کرنا لازم نہیں اور اس ضعیف قول کی بنا پر توبہ سے ظاہراً (یعنی شرعاً) حد ساقط نہیں ہوتی، البتہ! باطناً (یعنی عند اللہ) توبہ گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

---

(1)......الموطا للامام مالک، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف ۔۔الخ، الحدیث۱۵۸۸، ج۲، ص۳۳۶، بتغیرٍ۔

کبیرہ نمبر356: لوگوں کے سامنے نیک بننا اور تنہائی میں ناجائز کام کرنا خواہ صغائر کے ذریعے

جب اعمال غبار کی طرح اُڑیں گے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تِہَامَہ نامی سفید پہاڑوں کی مثل (نیک) اعمال لے کر آئیں گے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں غبار کی طرح اُڑا دے گا۔'' حضرت سیِّدُ نا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے سامنے ان کا صاف صاف حال بیان فرما دیجئے! تا کہ ہم نہ جانتے ہوئے ان میں سے نہ ہو جائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ تمہارے بھائی ہوں گے، تمہارے ہم قوم ہوں گے، راتوں کو تمہاری طرح عبادت کریں گے لیکن تنہائی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پامال کریں گے۔'' (1) (یعنی حرام کام کریں گے)

عرش کی مُہر:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عرش کے پائے کے ساتھ ایک مہر معلَّق ہے، جب حرمت پامال کی جاتی، نافرمانی کی جاتی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر جرأت کی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مہر کو بھیجتا ہے جو نافرمان شخص کے دل پر لگ جاتی ہے پھر اسے کسی چیز کی سمجھ نہیں رہتی۔'' (2)

﴿3﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک ایسے سیدھے راستے کی مثال بیان فرمائی جس کے دونوں طرف گھر ہیں، ان کے کھلے ہوئے دروازے ہیں، دروازوں پر پردے ہیں اور اوپر سے ایک بلانے والا بلاتا ہے: وَاللّٰہُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ

---

(1)......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذكر الذنوب، الحديث ۴۲۴۵، ص ۲۷۳۵، "باعمال" بدله "بحسنات"۔

(2)......شعب الايمان للبيهقی، باب فی معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث ۷۲۱۴، ج ۵، ص ۴۴۳۔

مُّسْتَقِیْمٍ﴿۲۵﴾ (پ۱۱، یونس:۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔ راستے کے دونوں طرف کھلے ہوئے دروازے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود ہیں، جب کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کو توڑتا ہے تو پردہ اٹھا دیا جاتا ہے اور اوپر سے بلانے والا پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا واعظ ہے۔'' (۱)

﴿4﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سیدھے راستے کی مثال بیان فرمائی جس کے دونوں طرف ایسی دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور راستے کے کنارے پر ایک بلانے والا ہے، وہ کہتا ہے: ''راستے پر سیدھے رہو اور ٹیڑھے نہ ہو۔'' اور اس سے اوپر ایک بلانے والا بلا رہا ہے، جب بھی کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: ''تیری خرابی ہو، اسے نہ کھول کیونکہ اگر تو اسے کھولے گا تو اس میں گر جائے گا۔'' پھر حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''سیدھا راستہ اسلام ہے اور کھلے ہوئے دروازے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزیں ہیں جبکہ لٹکے ہوئے پردے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود ہیں اور اس راستے کے کنارے پر بلانے والا قرآن ہے اور اوپر سے بلانے والا ہر مومن کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واعظ ہے۔'' (۲)

پانچ چیزوں پر عمل کی ضمانت:

﴿5﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی ہے جو مجھ سے کلمات لے لے اور ان پر خود عمل کرے یا عمل کرنے والے کو سکھائے؟'' حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں لوں گا۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور 5 باتیں شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''(۱)......حرام اشیاء سے بچو سب سے زیادہ عبادت کرنے والے بن جاؤ گے (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ حصے پر راضی رہو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے (۳)...... پڑوسی سے اچھا سلوک کرو (کامل) مومن ہو جاؤ گے (۴)...... جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی لوگوں کے

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الامثال، باب ماجاء فی مثل اللہ لعبادہ، الحدیث:۲۸۵۹، ص۱۹۳۸۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النواس بن سمعان، الحدیث:۱۷۶۵۳،۱۷۶۵۵، ج۶، ص۱۹۹۔

مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث، الحدیث:۱۹۱، ج۱، ص۵۷۔

لئے پسند کرو (کامل) مسلمان ہو جاؤ گے (۵)......اور زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔''[1]

﴿6﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، حضور سید عالم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑتا ہوں اور کہتا ہوں: جہنم سے بچو اور حدود (توڑنے) سے ڈرو! جہنم سے بچو اور حدود (توڑنے) سے ڈرو!'' یہ بات تین بار فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ''جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو تمہیں چھوڑ جاؤں گا اور حوضِ (کوثر) پر تمہارا فَرَط (یعنی پیش رو) ہوں گا، جو وہاں حاضر ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا[2]۔''[3]

اللہ عَزَّوَجَلَّ غَیُور ہے:

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ غیرت فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی غیرت یہ ہے کہ بندۂ مومن اس کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کرے۔''[4]

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے اور یہ بعید نہیں اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، الحدیث: ۲۳۰۵، ص۱۸۸۴۔

[2] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان مرا ۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 286 پر حدیثِ پاک میں مذکور لفظِ فَرَط کی تشریح و تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''فَرَطٌ بمعنی فَارِطٌ ہے جیسے تَبَعٌ بمعنی تَابِعٌ، فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام، قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آکر ہر طرح آرام پائے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تا کہ تمہاری شفاعت، تمہاری نجات، تمہاری ہر طرح کارسازی (یعنی مدد) کروں، تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہو گا وہ میرے پاس میری حفاظت، میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے، بھرے گھر میں۔ (اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات، ج۴، ص۲۱۸) مومن مرتے ہی حضور (صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس پہنچتا ہے، بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور (صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام (محمد بن اسماعیل) بخاری (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی) کا واقعہ ہوا، اور بہت مرنے والوں سے (نزاع کے وقت) سنا گیا حضور (صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی ''فرط'' فرمایا گیا ہے مگر وہ ''فرطِ ناقص'' ہیں۔ حضور انور (صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ''فرطِ کامل'' یعنی ہر طرح کے منتظم، حضور (صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔''

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۰۸، ج۱۲، ص۵۶۔ المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۸۷۴، ج۲، ص۱۲۰۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالٰی وتحریم الفواحش، الحدیث: ۶۹۹۵، ص۱۱۵۶۔

کرتے ہوئے نہیں پایا اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اپنی نیکیاں ظاہر کرنا اور برائیاں چھپانا جس کی عادت ہو وہ مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے اور گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی گردن سے تقویٰ اور خوف کا پٹا کُھل جاتا ہے۔

کبیرہ نمبر357: حدود قائم کرنے میں سُستی کرنا

حد نافذ کرنے کی برکات:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حد (یعنی شرعی احکام کے مطابق سزا) زمین میں قائم کی جاتی ہے وہ اہلِ زمین کے لئے صبح کی 30 بارشیں برسنے سے بہتر ہے۔''[۱]

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زمین پر حد قائم کرنا اہلِ زمین کے لئے 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''[۲]

﴿3﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس حد پر زمین میں عمل کیا جاتا ہے وہ اہلِ زمین کے لئے صبح کی 40 بارشیں برسنے سے زیادہ مفید ہے۔''[۳]

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زمین پر حد قائم کرنا اہلِ زمین کے لئے صبح کی 40 بارشوں سے بہتر ہے۔''[۴]

﴿5﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کوئی حد قائم کرنا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے شہروں میں 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''[۵]

---

[۱]......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامۃ الحد، الحدیث: ۴۹۰۸، ص۲۴۰۵، بتغیرٍ۔

[۲]......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامۃ الحد، الحدیث: ۴۹۰۹، ص۲۴۰۵۔

[۳]......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامۃ الحدود، الحدیث: ۲۵۳۸، ص۲۶۲۹۔

[۴]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، الحدیث: ۴۳۸۰، ج۶، ص۲۹۰۔

[۵]......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامۃ الحدود، الحدیث: ۲۵۳۷، ص۲۶۲۹۔

امامِ عادل کے ایک دن کی فضیلت:

﴿6﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عادل امام کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے افضل ہے اور زمین میں حق کے مطابق جو حد قائم کی جاتی ہے وہ زمین پر (بسنے والوں کو) چالیس سال کی بارش سے زیادہ پاک کرنے والی ہوتی ہے۔'' (١)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدیں دُور ونزدیک (والوں) میں قائم کرو اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (کے حکم) کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔'' (٢)

حدود میں سفارش جائز نہیں:

﴿8﴾......حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ جب قریش کے نزدیک (فاطمہ بنت اسود) مخزومیہ کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا جس نے چوری کی تھی تو کہنے لگے: ''اس کے متعلق کون میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بات کرے؟'' کسی نے کہا: ''حضور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔'' حضرت سیِّدُنا اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے رسولِ پاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے اُسامہ! کیا تم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کیونکہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (٣)

---

(١)......المعجم الکبیر، الحدیث: ١١٩٣٢، ج١١، ص٢٦٧۔

(٢)......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث: ٢٥٤٠، ص٢٦٢٩۔

(٣)......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق......الخ، الحدیث: ٤٤٠١، ص٩٧٦۔

حدود قائم کرنے اور توڑنے والوں کی مثال:

﴿9﴾......حضرتِ سیِّدُ نانعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کو قائم کرنے والوں اور توڑنے والوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی کے حصے باہم تقسیم کر لئے،بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔نیچے والوں کو جب پیاس لگتی تو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔انہوں نے کہا:''ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں،اس سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے۔''اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو تمام ہلاک ہو جائیں گے،لیکن اگر وہ ان کو روکتے ہیں تو یہ بھی بچ جائیں گے اور دیگر تمام لوگ بھی نجات پا جائیں گے۔(1)

تنبیہ: اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا آخری اور اس سے پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے،اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے نہیں پایا اور جب حدود میں سفارش کرنے پر وعید کی گئی ہے تو حق پوشی اور غفلت کرتے ہوئے اسے ترک کرنے والا وعید کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔

کبیرہ نمبر358:

زنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں زنا اور دیگر گناہوں سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

قرآنِ حکیم میں زنا کی مذمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی لاریب کتاب قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں زنا کے متعلق فرماتا ہے:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے،اور بہت ہی بری راہ۔

وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت

1......صحیح البخاری،کتاب الشرکة،باب ھل یقرع فی القسمة والاستھام فیہ؟،الحدیث:۲۴۹۳،ص۱۹۶۔

لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ (پ۴،النساء:۱۵تا۱۶)

اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے، اور تم میں جو مرد وعورت ایسا کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ (پ۴،النساء:۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا، وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ۔

بعض الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آخری آیتِ مبارکہ میں نکاح بمعنی زنا کے تین برے اوصاف بیان فرمائے جبکہ پہلی آیتِ طیّبہ میں زنا کے صرف دو برے وصف بیان فرمائے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخری آیتِ مبارکہ میں مذکور زنا زیادہ برا اور قبیح ہے کیونکہ باپ کی بیوی ماں کی مثل ہے لہٰذا اس سے حرام کاری کرنا انتہائی برا عمل ہے کیونکہ جہلا کی جاہلیت میں بھی ماؤں سے نکاح کرنا تمام گناہوں سے برا تھا، پس فحش کام سب سے زیادہ قبیح گناہ ہے اور "مَقْت" سے مراد کسی کو حقیر جانتے ہوئے اس سے نفرت کرنا ہے، یہ فحش کام سے خاص ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بندے کے حق میں انتہائی عذاب اور خسارے پر دلالت کرتا ہے اور وَسَآءَ سَبِيْلًا کے ساتھ ساتھ مذکورہ برے اوصاف بھی بیان کئے گئے کیونکہ ممانعت سے پہلے بھی زنا ان کے دلوں میں ناپسندیدہ اور برا تھا اور وہ اپنے باپ کی بیوی سے ایسا فعل کرنے سے پیدا ہونے والے بچے کو مُقِيْت کہتے تھے، جبکہ عربوں میں کچھ قبائل ایسے بھی تھے جو اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرتے تھے، یہ عادتِ بد انصار میں لازماً پائی جاتی تھی جبکہ قریش میں باہم رضامندی سے اس کی اجازت تھی۔ [1]

برائی کے درجات:

جان لیجئے! برائی کے 3 درجات ہیں: (۱) عقلاً قبیح (۲) شرعاً قبیح اور (۳) عادتاً قبیح۔ پس فَاحِشَةً سے پہلے درجے یعنی عقلاً قبیح کی طرف اشارہ ہے اور مَقْتًا سے درجے یعنی شرعاً قبیح کی طرف جبکہ سَآءَ سَبِيْلًا سے تیسرے درجے یعنی عادتاً قبیح کی طرف اشارہ ہے۔ جس شخص میں یہ تینوں درجات جمع ہو گئے وہ برائی میں انتہا کو پہنچ گیا۔

---

[1] ……اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ۲۲، ج۶، ص۲۷۹۔

ایک قول کے مطابق ”اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ ط“ میں استثنا منقطع ہے کیونکہ ماضی اور مستقبل کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور اس کا معنی یہ ہے: ”مگر ماضی میں جو فعل سرزد ہو چکا اس میں کوئی گناہ نہیں۔“ ایک قول کے مطابق ”نکاح“ سے مراد عقدِ صحیح ہے اور حرفِ استثنا سے بعض کے زنا میں مبتلا ہونے کی استثنا کی گئی ہے۔ پس معنی یہ ہوگا کہ اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے زمانۂ جاہلیت میں تمہارے باپوں نے نکاح کیا تھا مگر ان عورتوں سے نکاح کرنے میں حرج نہیں جن سے انہوں نے زمانۂ ماضی میں زنا کیا تھا کیونکہ تم پر وہ عورتیں حرام نہیں جن سے تمہارے باپوں نے زنا کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس میں استثنا متّصل ہے جبکہ نکاح سے مراد وطی لی جائے یعنی ان عورتوں سے وطی نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے شادی کر کے جائز وطی کی مگر جن سے انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں زنا کیا تھا ان سے تمہارا وطی کرنا جائز ہے۔ ایک قول کے مطابق ”مَا“ مصدریہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ”زمانۂ جاہلیت میں جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نکاح کرتے تھے اس طرح نکاح نہ کرو مگر جو فاسد نکاح تم کر چکے ہو اسلام میں تمہارے لئے ان پر قائم رہنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نکاح ایسے ہوں جنہیں اسلام میں برقرار رکھا جاتا ہو۔“ اور صاحبِ تفسیر کشّاف زَمَخْشَرِی معتزلی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ استثنا متصل ہے اور معنی یہ ہے کہ ”ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا سوائے ان کے جو گزر چکیں اور مر گئیں۔“ اور اس معنی کا محال ہونا استثنا کے صحیح ہونے سے مانع نہیں اور نہ ہی اسے استثنا متصل ہونے سے خارج کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ”اِلَّا“ بمعنی ”بَعْدَ“ ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ج“ (پ۲۵، الدّخان:۵۶) ترجمہ: پہلی موت کے بعد۔“ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ”اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ“ آیتِ حرمت کے نزول سے پہلے کا حکم ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے نکاح کو برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا تاکہ بالتدریج انہیں گھٹیا عادت سے نکالیں۔ یہ کہہ کر اس کی تردید کردی گئی کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے باپ کی بیوی سے کسی کا نکاح برقرار نہ رکھا۔ [1]

﴿1﴾...... چنانچہ، حضرت سیِّدُنا براء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میرے ماموں حضرت سیِّدُنا ابو بردہ بن نیار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے پاس سے گزرے اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ فرمانے لگے: ”مجھے سرکارِ والا تبار، ہم بےکسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کی

......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ۲۲، ج۶، ص۲۷۶تا۲۸۰، ملخصاً۔

طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے (مرنے یا طلاق دینے کے) بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا تا کہ اس کا سر کاٹ لاؤں اور اس کا مال بھی چھین لوں۔'' (1)

اس کی تردید کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے کیونکہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ ایسے نکاحوں کو منسوخ کرنے کے حکم کے بعد ہوا ہو پس اس میں گزشتہ مؤقف کے انکار پر کوئی دلیل نہیں۔ اس قول کے قائل کی سب سے بہتر تردیدیوں کی جا سکتی ہے کہ اس سے اس قول کا ثبوت طلب کیا جائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ عرصہ انہیں اسی نکاح پر برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا۔

''اِنَّہٗ کَانَ'' میں کَانَ صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہ اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے علم اور حکم میں ہمیشہ اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ معنی ہے جس نے مبرِّد کو اس بات کے دعویٰ پر مجبور کیا کہ یہاں کَانَ زائدہ ہے، جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے زائدہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا ورنہ زائدہ میں خبر کا نہ پایا جانا شرط ہے اور وہ یہاں موجود نہیں۔ (2)

دوسری آیتِ مقدّسہ کے حکم کے پہلی آیاتِ مبارکہ پر مرتب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے گزشتہ آیاتِ بیِّنات میں عورتوں پر احسان کرنے کا حکم فرمایا تو اس آیتِ مبارکہ میں ان میں سے برائی کا ارتکاب کرنے والیوں پر سختی کرنے کا حکم فرمایا اور درحقیقت یہ ان پر احسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس طرح اپنی مخلوق کو پورا پورا بدلہ عنایت فرماتا ہے اسی طرح ان سے مطالبہ بھی کرتا ہے کیونکہ اس کے احکام میں کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ان پر احسان کرنے کا حکم اُن پر حدود کے نفاذ کو ترک کرنے کا سبب نہ بن جائے اور پھر یہ چیز مختلف قسم کے مفاسد میں پڑنے کا سبب نہ بن جائے۔ (3)

مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُنا ابو مسلم

---

(1)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب فیمن تزوج امرأة أبیه، الحدیث: ١٣٦٢، ص١٧٨٨۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، الحدیث: ١٨٥٨١، ج٦، ص٤١٩۔

(2)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیة: ٢٢، ج٦، ص٢٧٩۔

(3)......المرجع السابق، تحت الآیة: ١٥، ص٢٣٦۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول اس کی نفی کرتا ہے۔ البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا خلاف معروف نہیں اور اس پر اطلاق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دوسری تمام برائیوں سے زیادہ قبیح ہے۔ یہاں ایک اعتراض ہے کہ کفر اور قتل کے زنا سے زیادہ برا ہونے کے باوجود ان میں سے کسی کو فاحشہ نہیں کہا گیا۔ جبکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو فاحشہ کا نام نہ دینا ممنوع ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہیں بھی فاحشہ ہی کہا جائے لیکن ان کو یہ نام نہیں دیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافر بذاتِ خود کفر کو برا نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے قبیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے بلکہ اسے صحیح سمجھتا ہے اور اسی طرح قتل بھی ہے کہ قاتل قتل کر کے فخر محسوس کرتا ہے اور اسے اپنی بہادری سمجھتا ہے، مگر زنا کرنے والا ہر شخص نہ صرف اس کے برا اور فحش ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے بلکہ آخر میں عار بھی محسوس کرتا ہے۔ (۱)

غور و فکر کرنے کی قوتیں:

انسان کی جسمانی قوتوں کو چلانے والی قوتیں 3 ہیں: (۱) قوّتِ ناطقہ (۲) قوّتِ غضبیۃ اور (۳) قوّتِ شھوانیۃ پہلی قوت کا فساد کفر و بدعت وغیرہ ہے، دوسری کا فساد قتل وغیرہ ہے جبکہ تیسری قوت سب سے زیادہ بری ہے بلاشبہ اس کا فساد بھی سب سے زیادہ برا ہوگا اسی وجہ سے اس فعل کو خاص طور پر فاحشہ کا نام دیا گیا۔ (۲)

”اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ“ یعنی 4 مسلمان۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دعویٰ کرنے والے پر سختی کرنے کے لئے اور بندوں سے چھپانے کے لئے زنا پر گواہی کے لئے کم از کم 4 کی تعداد متعین فرمائی اور یہ حکم تورات اور انجیل میں بھی اسی طرح ثابت ہے۔ (۳)

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ یہودی ایک ایسے مرد اور عورت کو سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہودیوں سے فرمایا: ”تم اپنے میں سے سب سے زیادہ علم والے کو میرے پاس لے آؤ۔“ پس وہ دو آدمیوں کو لے آئے تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ”تورات میں تم ان

---

(۱)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی ، النساء ،تحت الآیۃ ۲۲، ج۶، ص۲۳۹۔

(۲)......التفسیرالکبیرللرازی ، النساء ، تحت الایۃ ۱۵،ج۳، ص۵۲۸۔

(۳)......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ، النساء، تحت الآیۃ ۱۵،ج۳ ، الجزء الخامس، ص۵۹۔

دونوں کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم تورات میں یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار شخص گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو ان دونوں کو رجم کیا جائے گا۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان کو رجم کرنے سے کس چیز نے روکا؟'' انہوں نے بتایا: ''ہمارا بادشاہ چلا گیا تو ہم نے قتل کرنے کو ناپسند کیا۔'' رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گواہوں کو بلایا جنہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔'' [1]

ایک گروہ کا قول ہے: ''زنا میں چار گواہ اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ تمام حقوق کی طرح زنا کرنے والوں میں سے بھی ہر ایک پر دو گواہ بن جائیں، کیونکہ یہ بھی ایک حق ہے جو دونوں میں سے ہر ایک سے لیا جائے گا۔'' ان کا یہ قول یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ یمین (یعنی قسم) کو یہاں کوئی دخل نہیں پس زنا کا معاملہ تمام حقوق کی طرح نہیں ہو سکتا۔

جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی عورت کی طرف زنا کی نسبت کی جائے تو اگر چار آزاد عادل مرد گواہی دے دیں کہ اس نے زنا کیا ہے تو اُسے مرنے تک گھر میں قید رکھا جائے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے کچھ راہ نکالے۔'' حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہاں پر فاحشہ سے مراد عورتوں کا آپس میں زنا کرنا ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ اس کو مرنے تک قید میں رکھا جائے۔'' اور ''وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ'' سے قومِ لُوط جیسا عمل کرنے والے مراد ہیں اور ان کی حد قول و فعل سے تکلیف پہنچانا ہے جبکہ سورۂ نور کی آیتِ مبارکہ سے مراد مرد و عورت کا آپس میں زنا کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کی حد کوڑے لگانا اور شادی شدہ کی حد سنگسار کرنا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اَلّٰتِیْ عورتوں کے لئے اور اَلَّذٰنِ مردوں کے لئے آتا ہے اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ یہاں لفظاً مذکر کو غلبہ دیا گیا ہے کیونکہ سابقہ آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا علیحدہ ذکر اس کی تردید کرتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں ان دونوں آیات میں سے کسی کو منسوخ نہ ماننا پڑے گا جبکہ اس کے برعکس ان دونوں آیات میں نسخ لازم آتا ہے اور نسخ اصل کے خلاف ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اس کی

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی رجم الیھودیین، الحدیث۴۴۵۲، ص۱۵۳۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

برعکس صورت میں ایک چیز کا ایک ہی محل میں دو بار آنا لازم آتا ہے اور یہ برا ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ جو کہتے ہیں یہ آیتِ مبارکہ زنا کے متعلق ہے، انہوں نے سَبِیْلًا کی تفسیر کوڑوں، جلا وطنی اور رجم سے کی ہے اور یہ چیز عورتوں کے خلاف ہیں نہ کہ ان کے حق میں۔ جبکہ ہم اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نکاح کے ذریعے ان کے لئے شہوت پورا کرنا آسان فرما دے، نیز ہمارے مؤقف پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمانِ عبرت نشان دلالت کرتا ہے: ''جب مرد مرد سے بدفعلی کرے تو وہ دونوں زانی ہیں اور جب عورت عورت سے بدکاری کرے تو وہ دونوں بھی زانیہ ہیں۔'' (۱)

جمہور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس کی تردید کرتے ہوئے درج ذیل جوابات دیئے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ متقدمین مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام میں سے کسی نے حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں سَبِیْلًا کی تفسیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ثَیِّبَہ کو سنگسار کیا جائے اور باکرہ کو کوڑے لگائے جائیں اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ زانیوں کے متعلق ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ لواطت کے حکم میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِیْن کا اختلاف تھا اور ان میں سے کسی نے بھی اس آیتِ مبارکہ سے استدلال نہیں کیا، پس دلیل کی انتہائی ضرورت کے باوجود ان کا اس سے استدلال نہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اسی مؤقف کے دلائل قوی ہیں کہ یہ آیتِ مقدسہ لواطت کے متعلق نہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ان کے جوابات کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد نے اسی طرح کہا ہے اور وہ ہمارے اکابر متقدمین مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام میں سے ہیں۔ نیز اصولِ فقہ میں یہ بات ثابت ہے کہ آیتِ مبارکہ میں ایسی نئی تاویل کرنا جائز ہے جسے سابقہ مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے ذکر نہ کیا ہو اور جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا مؤقف آیتِ مبارکہ کو خبرِ واحد سے منسوخ کرنے کا سبب بنتا ہے اور یہ ممنوع ہے اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِیْن کا مطالبہ یہ تھا کہ کیا لوطی پر حد قائم کی جائے گی؟ اور اس آیتِ مبارکہ میں یہ حکم نہیں اس لئے وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔'' (۲)

(۱)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۴۵۸، ج۴، ص۳۷۵۔

(۲)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ ۱۵، ج۶، ص۲۴۰۔

مذکورہ دلائل کے جواب میں جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد کا قول حضرت سیِّدُ نا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مؤقف کے خلاف ہے اور خبرِ واحد سے آیتِ مبارکہ منسوخ ہوسکتی ہے کیونکہ نسخ تو صرف دلالت میں ہوتا ہے جو کہ ان دونوں میں ظنی ہے۔ اس بنا پر عنقریب بیان ہوگا کہ اس آیتِ مبارکہ کے حکم میں کوئی نسخ نہیں اور ان کا یہ گمان مردود ہے کہ سَبِیْلًا کی تفسیر کوڑوں یا رجم سے کرنا عورتوں کے خلاف ہے نہ کہ ان کے حق میں، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَبِیْلًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے یہ بات جان لو! اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے عورتوں کے لئے سبیل بنادی ہے، شادی شدہ (مرد) شادی شدہ (عورت) سے زنا کرے تو سو کوڑے اور پتھروں کے ساتھ سنگسار کیا جائے اور غیر شادی شدہ غیر شادی شدہ سے زنا کرے تو انہیں سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے۔'' (1)

جب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَبِیْلًا کی تفسیر بیان فرمادی تو اسے قبول کرنا ضروری ہے نیز لُغوی اعتبار سے بھی اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ کسی چیز سے چھٹکارا پانا سبیل کہلاتا ہے خواہ مشکل سے ہو یا بآسانی۔

''نِّسَآىٕكُمْ'' سے مراد بیویاں ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق شادی شدہ عورتیں ہیں۔

زانیہ کو گھر میں بند رکھنے کی حکمت:

پہلے زانیہ کو گھر میں قید رکھنے کے حکم کی حکمت یہ ہے کہ وہ باہر نکلنے اور ظاہر ہونے سے زنا میں مبتلا ہوسکتی ہے، لہٰذا جب اسے گھر میں بند کردیا جائے گا تو وہ زنا پر قادر نہ ہوگی۔ حضرت سیِّدُ نا عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر حکمِ ایذا کے ساتھ اُسے منسوخ کردیا گیا جو اس کے بعد مذکور ہے پھر شادی شدہ کو رجم کرنے کے حکم کے ساتھ اُسے بھی منسوخ کردیا گیا۔'' ایک قول کے مطابق پہلے ایذا کا حکم تھا پھر گھروں میں قید رکھنے کے حکم کے ساتھ اسے منسوخ کردیا گیا لیکن اس آیت کی تلاوت کا حکم باقی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ابن فورک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''روکنے اور

......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنی، الحدیث ۴۴۱۴، ص۹۷۷، ''وتغریب عام'' بدلہ ''ثم نفی سنة''۔

گھروں میں قید رکھنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب فحش کاموں کی کثرت نہ تھی، مگر جب بدکاری عام ہوگئی اور ان کے قوی ہوجانے کا خدشہ ہوا تو ان کے لئے جیلیں بنائی گئیں۔''

''یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ'' کا معنی یہ ہے کہ انہیں موت آجائے یا فرشتے ان کی جان نکال لیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَ (پ۱۴،النحل:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں۔

''اَوْ یَجْعَلَ'' میں اَوْ عاطفہ یا اِلَّا کے معنی میں ہے۔ پہلی صورت میں یَجْعَلَ روکنے کے لئے غایت ہوگا دوسری صورت میں غایت نہ ہوگا۔ [1]

کیا کوڑے رجم میں داخل ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سُرَاحَہ ہَمْدَانِیَہ کو جمعرات کے دن 100 کوڑے لگائے، پھر جمعہ کے دن اسے رجم کیا اور ارشاد فرمایا: ''میں نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب کے مطابق کوڑے مارے اور سنتِ رسول کے مطابق رجم کیا۔'' [2]

عام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف یہ ہے کہ کوڑے مارنا رجم کرنے میں داخل ہے کیونکہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدَتُنا غامدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو رجم کیا لیکن انہیں کوڑے نہ لگائے۔

﴿3﴾......(جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:) حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا اُنیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم فرمایا: ''اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرے تو اسے رجم کردو۔'' [3] لیکن کوڑے لگانے کا حکم نہ دیا۔

زانی کو جلاوطن کرنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک باکرہ کو جلاوطن

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ ۱۵، ج۶، ص۲۴۱_۲۴۲۔

[2] ......المستدرک، کتاب الحدود، باب حکایۃ رجم امرأۃ من غامد، الحدیث ۸۱۵۰،۸۱۵۱، ج۵، ص۵۲۱۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی الحدود، الحدیث: ۲۳۱۴، ص۱۸۱، ''امض'' بدلہ ''اغد''۔

کرنے کا حکم منسوخ ہے جبکہ اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں کیونکہ، حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوڑے بھی لگائے اور جلاوطن بھی کیا اور حضرات ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے بھی اسی طرح کیا۔ (۱)

زانیہ کو گھر میں قید رکھنے میں اختلاف:

زانیہ کو گھر میں قید رکھنے میں بھی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ حد نہیں بلکہ اس کی دھمکی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہ حد ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا ابن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ ''جب انہوں نے غلط طریقہ (یعنی زنا) کے ذریعے نکاح کا مطالبہ کیا تو انہیں سزا کے طور پر نکاح سے باز رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائیں اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نہ صرف حد ہے بلکہ اس سے بھی سخت ہے البتہ! اس کی ایک غایت ہے اور وہ دوسری آیتِ مبارکہ میں سابقہ دونوں تاویلوں کے اختلاف کے مطابق اَلاَذٰی ہے اور ان دونوں کی بھی ایک غایت ہے اور وہ کوڑے لگانا اور رجم کرنا ہے جیسا کہ گزشتہ حدیثِ پاک میں حضور پُرنور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واضح طور پر فرمایا: ''خُذُوْا عَنِّی۔'' (۲)

متأخرین محققین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے نزدیک اس صورت میں آیتِ مبارکہ میں کوئی نسخ نہیں کیونکہ یہ اس آیتِ مبارکہ کی طرح ہے:

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ۚ (پ۲، البقرۃ:۱۸۷) ترجمۂ کنز الایمان: پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

پس اس حکمِ ربَّانی سے روزوں کا حکم وقت ختم ہونے کے باعث اُٹھتا ہے نہ کہ منسوخ ہونے کے سبب۔ نیز نسخ کے لئے شرط ہے کہ دو مخالف چیزوں کو جمع کرنا ناممکن ہو جبکہ یہاں قید، جلاوطنی، کوڑوں اور رجم کو جمع کرنا ممکن ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے، پس یہاں متقدمین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا نسخ کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''کوڑے مارنے کے ساتھ ساتھ ایذا دینے اور جلاوطن کرنے کی سزا باقی ہے

---

(۱)……جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی النفی، الحدیث۱۴۳۸، ص۱۷۹۸۔

(۲)……اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ۱۵، ج۶، ص۲۴۴۔

کیونکہ یہ دونوں آپس میں مخالف نہیں بلکہ ایک ہی شخص پر محمول ہیں مگر قید رکھنا بالا جماع منسوخ ہے۔'' (1)

اسمِ موصول ''اَللّٰتِیْ اور اَلَّذٰنِ'' کے تکرار میں بھی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''پہلا اسمِ موصول عورتوں کے متعلق جبکہ دوسرا مردوں کے متعلق ہے، اس لئے کہ عورت باہر نکلنے کے باعث اکثر زنا میں مبتلا ہو جاتی ہے، پس اسے قید کرنے سے اس برائی کی جڑ کٹ جائے گی، جبکہ مرد کو گھر میں روکنا مشکل ہے کیونکہ وہ اپنی روزی کمانے کے لئے گھر سے نکلنے پر مجبور ہے۔'' ایک قول کے مطابق دونوں میں ایذا مشترک ہے لیکن گھر میں روکنے کا حکم عورت کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت سیِّدُنا سُدِّی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''دوسرا اسمِ موصول غیر شادی شدہ کے متعلق ہے جبکہ پہلا شادی شدہ کے متعلق۔'' حضرت سیِّدُنا عطا رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''فَاٰذُوْهُمَا سے مراد یہ ہے کہ انہیں زبان سے عار دلاتے ہوئے کہو: ''کیا تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف نہیں۔'' وغیرہ۔ حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''انہیں سب وشتم کرو۔'' ایک قول یہ ہے کہ انہیں کہو: ''تم نے برا کام کیا اور تم فاسق ہو گئے۔'' حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ''انہیں زبان سے عار دلا کر تکلیف دو اور جوتوں سے مارو۔'' (2)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸ تا ۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے۔

چند الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں ذٰلِكَ سے بیان کردہ تمام باتوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ مذکورہ کلام کے معنی میں ہے

(1) ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، النساء، تحت الآیۃ ۱۵، ج۳، الجزء الخامس، ص۶۰۔

(2) ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ ۱، ج۶، ص۲۴۶۔۲۴۷۔

اس لئے اسے واحد ذکر کیا گیا۔ اَثَامًا سے مراد سزا ہے۔ ایک قول کے مطابق اِثْـمٌ سے مراد اس کا نفس ہے یعنی اس کا نفس گناہ کی سزا پائے گا۔ حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔'' حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔'' ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم کے ایک کنوئیں کا نام ہے۔ یُضَاعَفُ اور یَخْلُدُ کو رفع کے ساتھ (یعنی آخری حرف پر پیش) پڑھا جائے تو حال یا جملہ مستأنفہ ہوگا اور جزم کے ساتھ پڑھا جائے تو یَلْقَ سے بدلِ اشتمال ہوگا۔ مُهَانًا اَهَانَهٗ سے ہے یعنی کسی کو ذلیل کرنا اور اسے ذِلّت کا مزا چکھانا۔ فِیْـهِ سے مراد عذاب یا تعذیب یا دُگنا عذاب ہے اور اس دُگنے عذاب کا سبب یہ ہے کہ مشرک نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے ساتھ ساتھ ان گناہوں کا بھی ارتکاب کیا پس شرک کے علاوہ ان گناہوں پر بھی عذاب دیا جائے گا۔'' [1]

شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین نے بہت زیادہ قتل اور زنا کئے تھے، پس وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہنے لگے: ''اے محمد! جس (دین) کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے لیکن ہمیں یہ تو بتائیے کہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں ان کا کوئی کفارہ بھی ہوسکتا ہے۔'' پس مذکورہ اور یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ [2]

پڑوسی کی بیوی سے زنا کی مذمت:

﴿4﴾...... ایک شخص نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی:

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، الفرقان، تحت الآیۃ ۶۸، ج۱۴، ص۵۷۰، ۵۷۱۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الزمر، باب قولہ یعبادی الذین اسرفوا......الخ، الحدیث ۴۸۱۰، ص۴۰۹، مفہوماً۔

”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”(سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔“ اس نے عرض کی: ”بے شک یہ تو بہت بڑا ہے۔“ دوبارہ پوچھا: ”پھر کون سا؟“ ارشاد فرمایا: ”تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔“ اس نے پھر عرض کی: ”اس کے بعد کون سا؟“ ارشاد فرمایا: ”تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔“ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کی تصدیق میں یہ آیتِ مبارکہ (وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ ...... ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾) نازل فرمائی۔[1]

اس کی موافقت اور تائید کرنے والا کلام عنقریب احادیثِ مبارکہ میں آئے گا۔

زنا کی دُنیوی سزا:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾ (پ۱۸، النور:۲)

ترجمۂ کنز الایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

آیت مبارکہ کی ضروری وضاحت

لفظِ جَلْد سے مراد مارنا ہے اور یہ اس لئے فرمایا تاکہ ایسی سخت چوٹ نہ لگائی جائے کہ کھال اُدھیڑ کر گوشت تک پہنچ جائے۔ رَاْفَةٌ سے مراد رحمت اور نرمی ہے اور نرمی سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس فعل کے مرتکب نے کبیرہ فاحشہ کا ارتکاب کیا ہے بلکہ قتل کے بعد یہ سب سے بڑا گناہ ہے، اسی وجہ سے سابقہ آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

زنا کے چھ نقصانات:

﴿5﴾...... نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”اے لوگو! زنا سے

[1] ...... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح ...... الخ، الحدیث ۲۵۸، ۲۵، ص ۶۹۳۔

بچو کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں 3 دنیا میں اور 3 آخرت میں، دنیا میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں: (۱) اس (کے چہرے) کی رونق چلی جائے گی (۲) تنگدستی آئے گی اور (۳) اس کی عمر میں کمی ہو جائے گی اور آخرت میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں: (۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی (۲) بُرا حساب اور (۳) جہنم کا عذاب۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد اور ان کے ہم عصر ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک طبقہ نے ''وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ'' کا معنی یہ بیان فرمایا: ''تمہیں ان پر ترس نہ آئے کہ تم حدود ترک کر دو اور انہیں قائم نہ کرو۔'' ایک قول یہ ہے کہ یہاں نرمی کرنے سے ممانعت ہے اور دونوں (یعنی زانی اور زانیہ) کو دردناک ضرب لگانے کا حکم ہے اور یہ حضرت سیِّدُنا ابن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے اور فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کا معنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہے۔'' (۲)

حد لگانے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کو حد لگائی اور جلاد سے فرمایا: ''اسے پشت اور پاؤں پر مارو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے نے عرض کی: ''وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ میں نے اسے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے۔'' (۳)

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''عورت کو زنا اور دیگر حدود میں معتدل کوڑے سے مارا جائے گا، نہ کہ نئے کوڑے سے کہ زخمی ہو جائے اور نہ ہی ایسے پرانے سے کہ درد ہی نہ ہو، اور اُسے گھسیٹا نہ جائے گا اور نہ ہی باندھا جائے گا بلکہ چھوڑ دیا جائے گا اگرچہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے خود کو بچاتی رہے جبکہ مرد کو کھڑا کر کے مارا جائے گا اور جو چیز اسے درد پہنچنے سے مانع ہو اسے علیحدہ کر دیا جائے گا اور عورت کو بٹھایا جائے گا

......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۷۹۹، مَسْلَمَۃ بن علی، ج۸، ص۱۹۔

التفسیر الکبیر، النور، تحت الآیۃ ۲، ج۸، ص۳۰۲۔

......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النور، تحت الآیۃ، ج۱۴، ص۲۸۴۔

......تفسیر البغوی، النور، تحت الآیۃ ۲، ج۳، ص۲۷۲۔

اوراس پراس کے کپڑے لپیٹ دیئے جائیں گے تاکہ اس کا جسم ظاہر نہ ہو اور اس کے اعضاء پر متفرق جگہوں پر کوڑے مارے جائیں گے، کسی ایک جگہ نہ لگائے جائیں گے اور ہلاکت کا سبب بننے والی جگہوں مثلاً چہرہ، گردن، پیٹ اور شرمگاہ کو بچایا جائے گا۔ (۱)

لفظِ طَآئِفَۃٌ سے کیا مراد ہے، ایک قول کے مطابق ایک آدمی، ایک قول کے مطابق دو اور ایک قول کے مطابق 3 آدمی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''ان کی تعداد زنا کے گواہوں کے برابر 4 ہو۔'' اور یہی صحیح ہے۔ ایک قول کے مطابق 10 آدمی ہیں۔ وَلْیَشْھَدْ (صیغۂ امر) کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ان کی موجودگی واجب ہے۔ جبکہ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ایسا نہیں کہا بلکہ انہوں نے اسے مستحب قرار دیا اس لئے کہ اس سے مقصود حد قائم کرنے کا اعلان کرنا ہے کیونکہ اس میں ڈانٹ ڈپٹ اور تہمت کا دُور کرنا پایا جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق طائفہ سے مراد یہ ہے کہ گواہوں کا موجود رہنا مستحب ہے تاکہ ان کا گواہی پر قائم رہنا معلوم ہو جائے۔

(حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک رجم کے وقت امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے نزدیک امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ) حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں: ''اگر زنا گواہیوں سے ثابت ہو تو ضروری ہے کہ پہلے گواہ پتھر ماریں پھر امام اور پھر دیگر لوگ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو پہلے امام پتھر مارے پھر دیگر لوگ۔'' اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے مؤقف پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدَتُنا غامدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو رجم کرنے کا حکم دیا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود وہاں تشریف نہ لائے۔'' (۲)

اس کے بعد کوڑوں کا ذکر ہے جس کی وضاحت حدیثِ پاک سے ہو چکی ہے کہ یہ حکم غیر شادی شدہ کے متعلق ہے۔

مُحْصِن کا مفہوم:

محصن سے مراد وہ آزاد اور مکلّف (یعنی بالغ) شخص ہے جس نے نکاحِ صحیح سے وطی کی ہو اگرچہ زندگی میں ایک

(۱)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النور، تحت الآیۃ۲، ج۱۴، ص۲۸۳۔

(۲)......التفسیرالکبیر، النور، تحت الآیۃ۲، ج۸، ص۳۱۶، ۳۱۷، بتقدمٍ وتأخرٍ۔

بار کی ہو۔اس کی حد یہ ہے کہ اسے پتھروں کے ساتھ رجم کیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''جو حد اور توبہ کے بغیر مر گیا اسے جہنم میں آگ کے کوڑوں سے عذاب دیا جائے گا۔'' چنانچہ، زبور شریف میں ہے: ''زنا کرنے والے جہنم میں اپنی شرمگاہوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔'' گرز لگنے کی وجہ سے جب ان میں سے کوئی فریاد کرے گا تو زَبَانِیَہ (یعنی عذاب کے فرشتے) کہیں گے: ''یہ آواز اس وقت کہاں تھی جبکہ تم ہنستے اور خوش ہوتے تھے بلکہ خوشی سے پھُولے نہ سماتے تھے، نہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈرتے اور نہ ہی اس سے حیا کرتے تھے۔''

حدیثِ پاک میں زانی خصوصاً اپنے پڑوسی کی بیوی یا جس کا شوہر گھر میں نہ ہو، سے زنا کرنے والے کے متعلق انتہائی سخت حکم آیا ہے۔ چنانچہ،

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبیٔ کریم رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔'' میں نے عرض کی: ''بیشک یہ تو بہت بڑا ہے۔'' دوبارہ عرض کی: ''پھر کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔'' [1]

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا امام نسائی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور حضرت سیِّدُنا امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٢٧٩ھ) کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۙ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۖ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ ١٩، الفرقان: ٦٨ تا ٧٠)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے۔ [2]

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب وبیان اعظمها بعده، الحدیث٢٥٧، ص٦٩٣۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الفرقان، الحدیث٣١٨٣، ص١٩٧٦، دون قوله"اِلَّا مَنْ تَابَ"۔

رحمتِ الٰہی سے محروم لوگ:

﴿8﴾……سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن کے ساتھ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ اور (۳) متکبر فقیر۔'' [۱]

﴿9﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' [۲]

﴿10﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 4 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے: (۱) بہت زیادہ قسمیں کھانے والا تاجر (۲) تکبر کرنے والا فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔'' [۳]

جنت سے محروم لوگ:

﴿11﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا امام اور (۳) مغرور فقیر۔'' [۴]

﴿12﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے: (۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر فقیر اور (۳) مال دار ظالم۔'' [۵]

﴿13﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اُشَیْمِطْ (یعنی پختہ عمر والے) زانی اور متکبر فقیر کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' [۶]

---

[۱]……صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اِسْبَال الاِزار……الخ، الحدیث ۲۹۶، ص۶۹۶۔

[۲]……المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۴۰۱، ج۶، ص۱۷۲۔

[۳]……سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث ۲۵۷۷، ص۲۲۵۴۔

[۴]……البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث: ۲۵۲۹، ج۶، ص۴۹۳۔

[۵]……جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب احادیث فی صفۃ الثلاثۃ الذین یحبھم اللّٰہ، الحدیث ۲۵۶۸، ص۱۹۱۰۔

[۶]……المعجم الکبیر، الحدیث ۶۱۱۱، ج۶، ص۲۴۶۔

نوٹ: اُشَیْمِطُ، اَشْمَطُ کی تصغیر ہے اور اَشْمَطُ اُسے کہتے ہیں جس کے سر کے سیاہ بال سفید بالوں کے ساتھ خلَط ملَط ہو گئے ہوں۔

ایمان کب باقی نہیں رہتا؟

﴿14﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (۱)

﴿15﴾......سنن نسائی کی روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''پس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (۲)

﴿16﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ایمان اس سے مکرَّم ہے (کہ ان گناہوں کے وقت اُسے اُن کے دل میں رہنے دے)۔'' (۳)

﴿17﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت **محمد** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے 3 وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے: (۱)......شادی شدہ زانی (۲)......(قصاص میں) جان کے بدلے جان اور (۳)......جماعت سے الگ ہو کر اپنے دین کو ترک کرنے والا۔'' (۴)

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت **محمد** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے 3 وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے: (۱)......شادی شدہ زنا کرے تو اسے رجم کیا

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث۲۰۲، ص۶۹۰۔

(۲)......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، الحدیث۴۸۷۴، ص۲۴۰۳۔

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی قولہ لایزنی الزانی حین......الخ، الحدیث۳۷۳، ج۱، ص۲۸۹۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب ما یباح بہ دم المسلم، الحدیث۴۳۷۵، ص۹۷۴۔

جائے گا (۲)......جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو اسے قتل کیا جائے گا یا پھانسی دی جائے گی یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور (۳)......جو شخص کسی جان کو (ناحق) قتل کرے تو اسے اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔'' (۱)

﴿18﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اے گروہِ عرب! بے شک مجھے تم پر زنا اور پوشیدہ شہوت کا سب سے زیادہ خوف ہے۔'' (۲)

غیبی ندا:

﴿19﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوْف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی پکارتا ہے: ''ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کی جائے؟'' پس جو بھی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ پوری فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو کہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کماتی ہے یا ٹیکس لینے والے کے۔'' (۳)

﴿20﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ (لُطف ورحمت کے اعتبار سے) اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے اور جو اس سے استغفار کرے اُسے بخش دیتا ہے البتہ! اپنی شرمگاہ سے بدکاری کرنے والی یا ٹیکس لینے والے کو نہیں بخشتا۔'' (۴)

﴿21﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک زانیوں کے چہروں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتا ب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد، الحدیث۴۳۵۳، ص۱۵۴۰۔

(۲)......مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث۱۰۵۳۵، ج۶، ص۳۸۸، "بغایا" بدلہ "نعایا"۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۲۷۶۹، ج۲، ص۱۳۳۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۸۳۷۱، ج۹، ص۵۴۔

(۵)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من الزنا سیما......الخ، الحدیث۳۶۵۰، ج۳، ص۲۱۴۔

تنگ دستی کا سبب:

﴿22﴾......حضور سید عالم،نورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''زِنا تنگ دستی لاتا ہے۔''(1)

بھڑکتے تنور کا عذاب:

﴿23﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''میں نے آج رات دوشخص دیکھے،وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک مقدّس سرزمین کی طرف لے گئے۔''اس کے بعد (راوی نے) پوری حدیثِ پاک ذکر کی یہاں تک کہ سرکارِعالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر ہم تنور کی مثل ایک سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا کشادہ تھا،اس کے نیچے آگ جل رہی تھی،جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر آجاتے یہاں تک کہ وہ نکلنے کے قریب پہنچ جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ اسی میں واپس لوٹ جاتے اور اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔''(2)

﴿24﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر ہم تنور کی مثل ایک چیز کے پاس پہنچے۔''راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے:''اس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔''پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتوں کو پایا جبکہ ان کے نیچے سے ایک شعلہ ان کی طرف آتا اور جب ان تک پہنچتا تو وہ چیخنے لگتے۔''اس حدیث کے آخر میں ہے:''ننگے مرد اور عورتیں جو کہ تنور کی مثل سوراخ میں تھے،وہ سب زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔''(3)

عذاب کی مختلف صورتیں:

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا ابو امامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار،مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''میں محوِ آرام تھا کہ اس دوران میرے پاس دو شخص (یعنی فرشتے انسانی

---

(1)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث ۵۴۱۵،ج۴،ص۳۶۳۔

(2)......صحیح البخاری ،کتاب الجنائز ،باب ۹۳، الحدیث ۱۳۸۶ ،ص ۱۰۸ ،"الی نقب"بدلہ"الی ثقب"۔

(3)......صحیح البخاری ،کتاب التعبیر ،باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح ،الحدیث ۷۰۴۷،ص ۵۸۸۔

صورت میں) آئے، انہوں نے مجھے پہلوؤں سے تھاما اور ایک دُشوار گزار پہاڑ پر لے گئے اور عرض کی: ''اس پر چڑھئے۔'' میں نے کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' انہوں نے عرض کی: ''ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔'' پس میں اُوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو وہاں شدید آوازیں سنیں تو دریافت کیا: ''یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ دوزخیوں کی چیخ وپکار ہے۔'' پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو اپنی کونچوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے اور ان کے جبڑے کٹے ہوئے تھے اور جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' تو بتایا گیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ (افطار کرنے) کا جائز وقت شروع ہونے سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔'' (پھر حضرت سیِّدُنا ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے فرمایا: ''یہود ونصاریٰ نامراد ہوگئے۔'' (راویٔ حدیث) حضرت سیِّدُنا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ یہ الفاظ حضرت سیِّدُنا ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنے یا اپنی رائے سے کہے۔''

حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مزید فرماتے ہیں: ''پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جن کے پیٹ پُھولے ہوئے تھے اور ان سے بدبو ہی بدبو آ رہی تھی، ان کی صورتیں انتہائی ناپسندیدہ تھیں، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ حالتِ کفر میں قتل ہونے والے ہیں۔'' پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو پُھولے ہوئے تھے اور ان سے تعفُّن کے بھبکے اُٹھ رہے تھے، گویا ان کی بدبو پاخانہ کی جگہوں جیسی تھی، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔'' پھر مجھے ایسی عورتوں کے پاس لے جایا گیا جن کی چھاتیوں کو سانپ نوچ رہے تھے، میں نے دریافت کیا: ''ان عورتوں کا ماجرا کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔'' پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو میں نے ایسے بچے دیکھے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے، میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' جواب دیا گیا: ''یہ ایمان والوں کی اولاد ہے۔'' پھر مجھے شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے 3 شخص دیکھے جو شرابِ (طہور) نوش کر رہے تھے، میں نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت ابنِ رواحہ ہیں۔'' پھر مجھے ایک ایسی شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے تین آدمیوں کا گروہ دیکھا تو پوچھا: ''یہ کون

ہیں؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' (۱)

ایمان کا نکل جانا اور لوٹ آنا:

﴿26﴾...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے اور اس پر تاریکی کی طرح چھا جاتا ہے، پھر جب وہ زنا سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔'' (۲)

﴿27﴾...... نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو زنا کا ارتکاب کرے یا شراب پئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ایمان اس طرح نکال لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص کو نکالتا ہے۔'' (۳)

﴿28﴾...... سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ایمان ایک ایسا لباس ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے ڈھانپ دیتا ہے اور جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان کا لباس اُتار لیا جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کا ایمان لوٹا دیا جاتا ہے۔'' (۴)

﴿29﴾...... دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے شراب پی ہوئی تھی تو ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اب وقت ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود سے رُک جاؤ، جو اِن برائیوں (یعنی شراب وغیرہ) میں سے کسی میں ملوَّث ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پردے میں چھپا رہے، جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کرے گا ہم اس پر کتاب اللہ کا فیصلہ (یعنی مقررہ حد) قائم کریں گے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ

(۱)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام باب ذکر تعلیق المفطرین......الخ، الحدیث:۱۹۸۶، ج۳، ص۲۳۷۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ......الخ باب صفۃ النار واھلھا، الحدیث۷۴۴۸، ج۹، ص۲۸۶۔
(۲)......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان، الحدیث۴۶۹۰، ص۱۵۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔
(۳)......المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منہ الایمان، الحدیث۶۵، ج۱، ص۱۷۶۔
(۴)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث:۵۳۶۶، ج۴، ص۳۵۲۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

اور فرمایا: ''زنا کو شرک کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔'' مزید یہ بھی فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔''(۱)

دو روٹیوں کے بدلے جنت:

﴿30﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار شخص بہت عبادت کیا کرتا تھا، اس نے اپنے عبادت خانہ میں 60 سال تک عبادت کی، زمین بارش سے سر سبز و شاداب ہوگئی، راہب نے عبادت خانہ سے جھانکا تو کہنے لگا: ''اگر میں نیچے بستی کی طرف جاؤں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کروں تو اور زیادہ برکت ہوگی۔'' پس وہ نیچے اُترا، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں، وہ زمین میں گُھوم پھر رہا تھا کہ اسے ایک عورت ملی، وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ راہب نے اس سے زنا کرلیا لیکن اس کے بعد اس پر (خوفِ الٰہی کی وجہ سے) غشی طاری ہوگئی، پھر وہ تالاب میں اترا تاکہ غسل کرلے اتنے میں ایک سوالی آیا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے لے، اس کے بعد وہ مر گیا تو اس کی 60 سالہ عبادت کا اس زنا سے موازنہ کیا گیا تو زنا کا گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ تھا، پھر ایک یا دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آگئیں، پس اس کی بخشش ہوگئی۔(۲)

﴿31﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرت سیِّدُنا نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تکبر کرنے والا مسکین جنت میں داخل نہ ہوگا، نہ ہی بوڑھا زانی اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اپنے عمل سے احسان جتلانے والا۔''(۳)

۱......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من الزناسیما......الخ، الحدیث۳۶۵۵، ج۳، ص۲۱۶ص۳۳۶۔

۲......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات وثوابھا، الحدیث۳۷۹، ج۱، ص۲۹۸۔

۳......التاریخ الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الرقم۱۱۵۹۳/۲۲۵۵، ج۷، ص۳۸۶۔

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

﴿32﴾......حضرت سیِّدُ نا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جگہ اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، اس کے بعد (راوی نے) پوری حدیثِ پاک بیان کی یہاں تک کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار (1000) سال کی مسافت سے پائی جائے گی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اسے والدین کا نافرمان، قطع تعلُّقی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا نہ پائے گا، بےشک کبریائی ربُّ العٰلمین ہی کے لئے ہے۔'' (۱)

زانیوں کی بدبو:

﴿33﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''7 آسمان اور 7 زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتی ہیں اور بےشک زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی۔'' (۲)

﴿34﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: قیامت کے دن لوگوں پر ایک بدبودار ہوا بھیجی جائے گی جس سے ہر نیک و بد اذیت میں مبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ ان سب تک مکمل طور پر پہنچ جائے گی تو ایک منادی ندا دے گا اور انہیں اپنی آواز سنائے گا اور ان سے کہے گا: ''کیا تم اس ہوا کے متعلق جانتے ہو جس نے تمہیں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم نہیں جانتے، مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ہمیں مکمل طور پر پہنچ چکی ہے۔'' تو انہیں کہا جائے گا: ''جان لو! یہ ان زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو ہے جنہوں نے دنیا میں توبہ نہ کی اور زنا (کے گناہ) کو لئے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں نظر انداز فرما دے گا اور نظر انداز کرتے ہوئے جنت یا دوزخ کا ذکر نہ کرے گا۔ (۳)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۵٦٦٤، ج۴، ص۱۸۷۔

(۲)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدة بن الحصیب، الحدیث:۴۴۳۲، ج۱۰، ص۳۱۰۔

(۳)......ذم الھوی، الباب الخامس والعشرون فی ذم الزنا، الحدیث:۵۷، ص۱۵۵۔

جامع الاحادیث، مسند علی، الحدیث:٦٣٣٦، ج۱۵، ص۴۰۱۔

﴿35﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ'' جو شراب کی عادت میں مر گیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے نہرِ غوطہ سے پلائے گا۔''عرض کی گئی:''نہرِ غوطہ کیا ہے؟''ارشاد فرمایا:'' جو زانی عورتوں کی شرم گاہوں سے جاری ہو گی، ان کی شرم گاہوں کی بد بو جہنمیوں کو سخت اذیت دے گی۔'' (۱)

﴿36﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' زنا پر قائم رہنے والا بُت پرست کی طرح ہے۔'' (۲)

﴿37﴾......یہ صحیح روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' جب شراب کا عادی مرے گا تو ایک بت پرست کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک شراب پینے سے بھی زیادہ سخت اور بڑا گناہ ہے۔'' (۳)

﴿38﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں ایسے مَردوں کے پاس سے گزرا جن کی کھالوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، میں نے دریافت کیا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟''عرض کی:'' یہ وہ لوگ ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتے تھے۔''اس کے بعد سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' پھر میں ایک بد بو دار ہوا والے کنوئیں کے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں شدید آوازیں سنیں، پوچھا:''اے جبرئیل یہ کون ہیں؟''انہوں نے بتایا:'' یہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی (اُمّت کی) عورتیں ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کیا کرتی تھیں اور ایسے کام کرتی تھیں جو ان کے لئے جائز نہ تھے۔'' (۴)

نزولِ عذاب کے اسباب:

﴿39﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' میری امت اس وقت تک بھلائی پر

---

1 ......المسند للامام احمد بن حنبل ،حديث ابو موسى الاشعرى ،الحديث:۱۹۵۸۴ ،ج۷،ص۱۳۹ ۔

2 ......الترغيب والترهيب،كتاب الحدود،باب الترهيب من الزناسيما......الخ ، الحديث۳۶۲۹،ج۳، ص۲۲۰ ۔

3 ......المرجع السابق ـ المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن العباس،الحديث۲۴۵۳،ج۱ ، ص۵۸۳ ۔

4 ......شعب الايمان للبيهقى ،باب فى تحريم اعراض الناس، الحديث:۶۷۵۰ ،ج۵،ص۳۰۹،"تقرض"بدله"تقطع"۔

رہے گی جب تک ان میں زنا عام نہ ہوگا اور جب ان میں زنا عام ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔'' (۱)

﴿40﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت اس وقت تک اپنے معاملے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا کی اولاد عام نہ ہوگی۔'' (۲)

﴿41﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جب زنا عام ہو جائے گا تو تنگ دستی اور غربت عام ہو جائے گی۔'' (۳)

﴿42﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب نازل ہو گیا۔'' (۴)

نسب کا انکار کرنے پر وعید:

﴿43﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب آیتِ ملاعنہ (پ۱۸، النور: ۶ تا ۹) نازل ہوئی تو انہوں نے حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جس عورت نے اپنے بچے کو اس قوم میں شامل کیا جن میں سے وہ نہیں تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی جنت میں بھی داخل نہ فرمائے گا اور جس نے دیدہ دانستہ اپنے بچے کے نسب کا انکار کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اسے اپنی رحمت سے دور فرما دے گا اور اسے اگلے پچھلوں کے سامنے رسوا کرے گا۔'' (۵)

10 زناؤں سے بڑھ کر زنا:

﴿44﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے

---

(۱)......المسند للامام احمد حنبل، حدیث میمونة بنت الحارث، الحدیث: ۲۶۸۹۴، ج۱۰، ص۲۴۶، بتغیرٍ۔

(۲)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث میمونة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۰۵۵، ج۶، ص۱۴۸۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة اُولِی الاَمر، فصل فی فضل الامام العادل، الحدیث: ۷۳۶۹، ج۶، ص۱۶۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۹۶۰، ج۴، ص۳۱۴۔

(۵)......سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء من الولد، الحدیث: ۳۵۱۱، ص۲۳۱۷۔

ارشاد فرمایا: ''تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ حرام ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے حرام فرمایا ہے لہٰذا یہ قیامت تک حرام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص 10 عورتوں سے زنا کرے یہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم (گناہ) ہے۔'' [1]

﴿45﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والے کی طرف نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا بلکہ اسے حکم دے گا: جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جا۔'' [2]

﴿46﴾...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو (زنا کے لئے) ایسی عورت کے پاس بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس پر ایک اژدھا مسلَّط فرمائے گا۔'' [3]

﴿47﴾...... تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جو ایسی عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے قیامت کے دن خطرناک زہریلے سانپوں میں سے ایک سانپ ڈسے گا۔'' [4]

﴿48﴾...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مجاہدین کی عورتوں کی حرمت (اس سے) پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت، جہاد کرنے والا کوئی شخص پیچھے رہ جانے والے کسی شخص کو اپنے گھر والوں (کی حفاظت) کے لئے چھوڑے پھر وہ اس میں خیانت کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گا لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تو تمہارا کیا خیال ہے؟'' [5]

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث المقداد بن الاسود، الحديث:۲۳۹۱۵، ج۹، ص۲۲۶۔

[2] ......فردوس الاخبار للديلمی، الحديث:۳۱۹، ج۱، ص۴۲۶۔

[3] ......المعجم الكبير، الحديث:۳۲۷۸، ج۳، ص۲۴۱۔

[4] ......مجمع الزوائد، كتاب الحدود، باب حرمة نساء المجاهدين، الحديث:۱۰۵۵۹، ج۶، ص۳۹۵۔

[5] ......صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين۔۔۔الخ، الحديث:۴۹۰۸، ۴۹۱۰، ص۱۰۱۷۔

﴿49﴾......ابوداؤد شریف کی روایت میں یہ بھی ہے: ''مگر یہ کہ اسے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ ہے تیرے گھر والوں میں پیچھے رہ جانے والا۔ لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے لے لے۔'' (۱)

﴿50﴾......نسائی شریف کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا وہ اس کی نیکیوں میں سے کچھ چھوڑے گا۔'' (۲)

تنبیہ: زنا کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس پر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے بلکہ صحیح حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ ''پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ زنا مطلقاً قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جسے شرک سے متّصل ذکر کیا گیا۔ جبکہ اصح قول یہ ہے کہ شرک سے متصل قتل ہے پھر زنا اور زنا کی سب سے بری قسم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں فرماتے ہیں: ''زنا لواطت سے بھی بڑا گناہ ہے، اس لئے کہ اس میں شہوت دونوں طرف سے دعوت دیتی ہے۔ اس کا وقوع اکثر ہوتا ہے اور اس کی کثرت سے نقصان زیادہ ہوتا ہے۔'' (۳)

اعتراض: یہ بات گزر چکی ہے کہ لواطت کی حد زنا سے سخت ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۲۴۱ھ) اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے لوطی کو رجم کرنے کا حکم دیا اگرچہ وہ غیر شادی شدہ ہو بخلاف زانی کے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے دوسرے گروہ نے لوطی کی حد میں جتنی شدَّت اختیار کی زنا کی حد میں اتنی شدت اختیار نہیں کی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات مفضول (یعنی جس پر کسی کو فضیلت دی گئی ہو) میں زیادتی ہوتی ہے اور اس میں بہت کلام ہے۔ اس ضمن میں حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا کلام بھی ہے جس کی مثالیں بیان ہو چکی ہیں

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی حرمة النساء المجاهدین علی القاعدین، الحدیث: ۲۴۹۶، ص۱۴۰۸۔

(۲)......سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من خان غازیا فی اهله، الحدیث: ۳۱۹۳، ص۲۲۹۴، بتغیرٍ۔

(۳)......احیاء علوم الدین، کتاب التوبة، بیان اقسام الذنوب......الخ، ج۴، ص۲۵۔

مگر وہ ان کی ذاتی آراء پر مبنی ہے جبکہ اصحاب (یعنی شافعی علمائے کرام) رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مؤقف اس کے برخلاف ہے۔آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی کتاب اَلْمِنْهَاج کی عبارت یہ ہے: ''زنا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ پڑوسی کی بیوی، رشتہ دار یا اجنبی عورت سے ہو، لیکن ماہِ رمضان یا مکۂ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں زنا کرنا فحش ہے اور حد کے موجب زنا سے کم کوئی برا فعل کیا جائے تو وہ صغیرہ گناہ ہے اور اگر اپنے باپ کی بیوی یا بیٹے کی بیوی یا کسی اجنبی عورت سے زبردستی مجبور کر کے زنا کیا جائے تو بھی کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اس مؤقف کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: زنا مطلقاً فحش ترین گناہ ہے۔جیسا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۲)

اور صرف اپنے پڑوسی کی بیوی اور اس کے ساتھ مذکور دیگر عورتوں سے زنا کرنے کو فحش گناہ قرار دینا درست نہیں۔

اور بعض نے یہاں کئی امور ذکر کئے جو درج ذیل ہیں۔جہنم کے بارے میں اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ (پ۱۴، الحجر: ۴۴) ترجمۂ کنز الایمان: اس کے سات دروازے ہیں۔'' کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''غم، تکلیف، گرمی اور بدبودار ہوا کے اعتبار سے ان دروازوں میں سے سب سے زیادہ سخت دروازہ زانیوں کے لئے ہوگا۔'' اور حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''جہنمی بدبودار ہوا پائیں گے تو کہیں گے: ''ایسی سخت بدبودار ہوا تو ہم نے کبھی نہیں پائی۔'' تو انہیں کہا جائے گا: ''یہ زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے۔''

امامُ التفسیر حضرت سیِّدُنا ابنِ زید رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی۔'' اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے لئے جو 10 آیات عطا فرمائیں ان میں یہ بھی ہے: ''اور چوری اور زنا سے بچتے رہنا ورنہ میں تم سے اپنی رحمت روک دوں گا۔'' پس جب اپنے مقرَّب نبی حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو یہ ارشاد فرمایا تو کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟'' [1]

---

[1]......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث۵۸۵۸، ج۴، ص۲۲۲۔

کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة العاشرة: الزنی......الخ، ص۵۷۔

شیطان کا خاص ساتھی:

﴿51﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس زمین میں اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے: ''تم میں سے جس نے کسی مسلمان کو گمراہ کیا میں اس کے سر پر تاج پہناؤں گا۔'' پس ان میں سب سے زیادہ فتنہ باز اس کا سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ ایک اس کے پاس آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں شخص پر مسلّط رہا یہاں تک کہ اس نے بیوی کو طلاق دے دی۔'' تو شیطان کہتا ہے: ''تو نے کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ کسی دوسرے سے شادی کرلے گا۔'' پھر دوسرا آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان پھوٹ ڈال دی۔'' شیطان کہتا ہے: ''تو نے بھی کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ آپس میں صلح کرلیں گے۔'' پھر تیسرا آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس نے زنا کرلیا۔'' تو ابلیس ملعون کہتا ہے: ''تو نے بہت اچھا کام کیا۔'' پس وہ اسے اپنے قریب کر کے اس کے سر پر تاج رکھ دیتا ہے۔'' (1)

ہم شیطان اور اس کے لشکر کے شر سے **اللہ** عزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (آمین)

﴿52﴾......**اللہ** عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللہ** عزَّوَجَلَّ کے نزدیک شرک کے بعد اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ انسان اپنا نطفہ حرام شرمگاہ میں ڈالے۔'' (2)

وادیٔ جُبُّ الحُزْن کی مخلوق:

﴿53﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس میں سانپ ہیں، ہر سانپ اونٹ کی گردن جتنا موٹا ہے، وہ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر بے نمازی کے جسم میں 70 سال تک جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل کر ہڈیوں سے الگ ہو جائے گا اور جہنم میں ایک ایسی وادی بھی ہے جس کا نام جُبُّ الحُزْن (یعنی غم کا کنواں) ہے، اس میں سانپ اور بچھو ہیں، ان میں سے ہر بچھو خچر جتنا بڑا

---

(1)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، الحدیث:۶۱۵۱، ج۸، ص۴۲۔
صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان......الخ، الحدیث:۷۱۰۶، ص۱۱۶۸، دون قولہ: حتی القیت ......الی العداوۃ۔

(2)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الورع، باب الورع فی الفرج، الحدیث۱۳۷، ج۱، ص۲۱۹۔

ہے، اس کے 70 ڈنک ہیں، ہر ڈنک میں زہر کی مشک ہے، جب وہ زانی کو ڈنک مارے گا اور اپنا زہر اس کے جسم میں انڈیلے گا تو وہ ہزار (1000) سال تک اس کے درد کی شدت محسوس کرتا رہے گا، پھر اس کا گوشت جھڑ جائے گا اور اس کی شرم گاہ سے پیپ اور کچ لہو (یعنی خون ملی پیپ) بہنے لگے گی۔'' (۱)

دَیُّوث پر جنت حرام ہے:

﴿54﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو زانی اور زانیہ کو قبر میں اس امت کا نصف عذاب ہوگا، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزَّوَجلَّ اس عورت کے شوہر کو زانی کی نیکیاں لینے کا حکم دے گا، یہ تب ہوگا جبکہ اسے اس (زنا) کا علم نہ تھا اور اگر وہ جاننے کے باوجود خاموش رہا تو اللہ عزَّوَجلَّ اس پر جنت حرام کر دے گا کیونکہ اللہ عزَّوَجلَّ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ تو دیوث پر حرام ہے۔'' دیوث وہ ہے جو اپنی بیوی کی بے حیائی سے آگاہ ہونے کے باوجود خاموش رہتا ہے اور غیرت نہیں کھاتا۔ (۲)

اعضا کی گواہی:

﴿55﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے کسی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگایا جو اس پر حلال نہیں تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوگا اور اگر اسے بوسہ دیا تو اس کے دونوں ہونٹ جہنم میں کاٹ دیئے جائیں گے اور اگر اس سے زنا کیا تو اس کی ران بولے گی اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی: ''میں حرام چیز پر سوار ہوئی۔'' پس اللہ عزَّوَجلَّ اس کی طرف ناراضی کی نظر سے دیکھے گا تو اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا اور وہ جھگڑا کرتے ہوئے کہے گا: ''میں نے ایسا نہیں کیا۔'' تو اس کی زبان اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی: ''میں نے حرام کلام کیا۔'' اور اس کے ہاتھ کہیں گے: ''میں نے حرام پکڑا۔'' اور اس کی آنکھ کہے گی: ''میں نے حرام شے کو دیکھا۔'' اور اس کا پاؤں کہے گا: ''میں حرام کاموں کی طرف چلا۔'' اور اس کی شرم گاہ کہے گی: ''میں نے ایسا کیا۔'' اور محافظ فرشتہ کہے گا:

......کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة العاشرة: الزنی......الخ، ص۵۹۔

......المرجع السابق۔

''میں نے سنا۔'' اور دوسرا فرشتہ کہے گا: ''میں نے لکھا۔'' اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں بھی اس کو جانتا تھا لیکن میں نے اسے چھپایا۔'' پھر فرمائے گا: ''اے فرشتو! اسے پکڑو اور میرے عذاب کا مزہ چکھاؤ، میرا سب سے زیادہ غضب اس پر ہوتا ہے جو مجھ سے بہت کم حیا کرتا ہے۔'' (1)

اور اعضاء کے گواہی دینے کے بارے میں فرمانِ خداوندی ہے:

یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (پ۱۸، النور:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔

محرم عورتوں (جن سے نکاح حرام ہے) سے زنا کرنا سب سے بڑا زنا ہے اور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے محرم عورت سے زنا کیا اُسے قتل کر دو۔'' (2)

زنا کے نتائج:

مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ زنا کے نتائج انتہائی برے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) یہ جہنم اور شدید عذاب میں مبتلا کرتا ہے (۲) فقر وتنگدستی لاتا ہے اور (۳) زانی کی اولاد سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

ایک بادشاہ کے متعلق منقول ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس بات کا تجربہ کیا جو کہ انتہائی حسین وجمیل تھی، اس نے ایک مسکین عورت کے ساتھ اُسے باہر بھیجا اور حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی جو چاہے کرے وہ کسی کو نہ روکے، اس کے بعد اسے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے چہرے سے حجاب ہٹا کر اسے لے کر بازاروں میں گھومے پھرے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ جس شخص کے پاس سے بھی گزرتی وہ شرم وحیا سے اپنا سر نیچے جھکا لیتا، جب اس نے تمام شہر گھوم لیا اور کسی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا یہاں تک کہ وہ اسے لے کر بادشاہ کے گھر کے پاس پہنچ گئی جوں ہی وہ گھر میں داخل ہونے لگی تو ایک شخص نے اُس شہزادی کو روک لیا اور اس کو بوسہ دیا، اس کے بعد اسے چھوڑ کر چلا گیا، اس عورت نے شہزادی کو بادشاہ کے پاس پہنچایا، بادشاہ نے سارا ماجرا دریافت کیا تو اس نے بتا دیا، پس بادشاہ

(1) ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرة العاشرة: الزنی......الخ، ص۵۹۔

(2) ......سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب من اتی ذات مَحْرَم و من اتی بھیمة، الحدیث:۲۵۶۴، ص۲۶۳۱۔

نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر کیا اور یوں عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک عورت کو بوسہ دیا اور مجھ سے اس کا بدلہ لے لیا گیا۔''

زنا کے درجات:

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ زنا کے کئی درجات ہیں: (۱)......بغیر شوہر والی اجنبی عورت سے زنا کرنا بڑا گناہ ہے (۲)......اس سے بھی بڑا گناہ شوہر والی اجنبی عورت سے زنا کرنا ہے (۳)......اس سے بھی بڑھ کر گناہ محرم عورت سے زنا کرنا ہے (۴)......ثَیِّبہ (یعنی شادی شدہ) عورت سے زنا کرنا باکرہ (یعنی کنواری) سے زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کی حد مختلف ہے (۵)......بوڑھے کا زنا کرنا اس کی عقل کے کامل ہونے کی وجہ سے جوان کے زنا کرنے سے زیادہ برا ہے (۶)......آزاد اور عالم کا زنا کرنا ان کے کامل ہونے کی وجہ سے غلام اور جاہل کے زنا کرنے سے زیادہ قبیح ہے۔

خاتمہ: شرمگاہ کی حفاظت

سایۂ عرش پانے والا خوش نصیب:

﴿1﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ 7 بندوں کو اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جسے کوئی منصب و جمال والی عورت برائی کی دعوت دے تو وہ کہے: بے شک میں تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔'' (1)

کِفْل کی بخشش:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک یا دو مرتبہ یہ حدیثِ پاک بیان فرماتے نہیں سنا یہاں تک کہ 7 تک کا عدد شمار کر کے فرمایا بلکہ میں نے 7 سے زائد مرتبہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ

(1)......صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، الحدیث: ۱۴۲۳، ص ۱۱۲۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: بنی اسرائیل میں کِفْل نامی ایک شخص تھا جو اپنے کسی عمل میں بھی گناہ سے نہ بچتا تھا، ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی، اس نے اسے 60 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا۔ جب وہ اس عورت کے پاس (زنا کے لئے) اس طرح بیٹھ گیا جس طرح شوہر اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی، اس نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟'' تو عورت نے کہا: ''نہیں، مگر (میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے پہلے کبھی ایسا برا کام نہیں کیا اور مجھے شدید حاجت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔'' تو اس نے کہا: ''تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ایسا کر رہی ہے تو میں اس سے ڈرنے کا زیادہ حق دار ہوں، تو چلی جا اور میں نے تجھے جو کچھ دیا ہے وہ بھی تیرے لئے ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آئندہ میں کبھی بھی اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا، صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کِفْل کی بخشش فرما دی۔'' لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ [1]

ترکِ زنا پر دنیا میں انعام:

امام بخاری و مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ان 3 اشخاص کے متعلق روایت ذکر کی جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''تمہیں اس چٹان سے اسی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دعا کرو۔'' تو ان میں سے ایک نے کہا: **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھی، میں نے اسے اس کے نفس کے بارے میں بہت ورغلایا مگر اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ایک سال شدتِ قحط کے سبب اسے حاجت پیش آئی تو میرے پاس آئی، میں نے اسے 120 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ تنہائی مہیا کرے، وہ میری بات مان گئی یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قدرت پائی تو وہ کہنے لگی: ''تیرے لئے جائز نہیں کہ تو ناحق اس مہر کو توڑے (یعنی نکاح کے بغیر ایسا کام کرے)۔'' تو میں زنا کاری سے باز رہا اور اسے چھوڑ دیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اور سونے کے جو دینار میں نے اسے دیئے تھے وہ بھی اسی کے پاس رہنے دیئے، **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل فقط تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم جس مصیبت میں

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فیه اربعة احادیث، الحدیث: ۲۴۹۶، ص ۱۹۰۳۔
جامع الاصول للجزری، قصة الکفل، الحدیث ۷۸۲۳، ج ۱۰، ص ۳۱۱۔

مبتلا ہیں وہ ہم سے دور فرما دے۔'' پس چٹان ہٹ گئی۔'' (۱)

جنت کی نویدِ مسرَّت:

﴿3﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور زنا نہ کرو، سن لو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔'' (۲)

﴿4﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''اے قریش کے جوانو! زنا مت کرو بے شک جس کی جوانی (گناہ سے) محفوظ رہی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' (۳)

﴿5﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''جس عورت نے پانچوں فرض نمازیں پڑھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (۴)

﴿6﴾......سیِّدِ عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (۵)

﴿7﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کے شر سے بچایا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' (۶)

﴿8﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے میری خاطر دونوں جبڑوں اور دونوں رانوں کے درمیان والی چیز کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' (۷)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استأجر أجیراً فترک اجرہ......الخ ،الحدیث۲۲۷۲،ص۱۷۶۔

(۲)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث۵۴۲۵،ج۴،ص۳۶۵۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث۵۴۲۶۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب النکاح ،باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث۴۱۵۱،ج۶،ص۱۸۴۔

(۵)......صحیح البخاری ،کتاب الرقاق ،باب حفظ اللسان ،الحدیث۶۴۷۴،ص۵۴۳،''ضمنت''بدلہ''اضمن''۔

(۶)......جامع الترمذی ،ابواب الزھد ،باب ماجاء فی حفظ اللسان،الحدیث۲۴۰۹،ص۱۸۹۳۔

(۷)......المعجم الکبیر، الحدیث۹۱۹،ج۱،ص۳۱۱۔

﴿9﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز اور شرمگاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔''(۱)

﴿10﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''تم مجھے اپنی 6 چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱)......جب گفتگو کرو تو سچ بولو (۲)......جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳)......جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو (۴)......اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵)......اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھو اور (٦)......اپنے ہاتھوں کو (زیادتی سے) روکے رکھو۔''(۲)

ترکِ گناہ کے نصیحت آموز واقعات:

﴿1﴾......عرب کے ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہوگیا، اس نے اس پر بہت زیادہ مال خرچ کیا یہاں تک کہ اس عورت نے اسے اپنے نفس پر قدرت دے دی، جب وہ اس کے ساتھ فعلِ بد کے ارادہ سے بیٹھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ فکر مند ہوگیا پھر اس عورت کو چھوڑ کر جانے لگا تو اس نے پوچھا:''تجھے کیا ہوا؟''اس نے جواب دیا:''جو تھوڑی سی لذت کے بدلے ایسی جنت بیچے جس کی چوڑائی زمین وآسمان جتنی ہے یقیناً وہ اس رقبہ کی اہمیت سے بہت کم واقف ہے۔'' پھر اسے چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

جلتے چراغ پر اُنگلی رکھ دی:

﴿2﴾......ایک نیک شخص کے متعلق منقول ہے کہ اسے اس کے نفس نے برائی پر اُبھارا، اس کے قریب ایک چراغ رکھا ہوا تھا، وہ اپنے نفس سے کہنے لگا:''اے نفس! میں اپنی انگلی اس چراغ پر رکھتا ہوں، اگر تو نے اس کی حرارت کو برداشت کرلیا تو میں تجھے اس چیز کی قدرت دے دوں گا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔'' پھر جوں ہی اس نے چراغ پر اپنی انگلی رکھی تو اس کے نفس نے محسوس کیا کہ قریب ہے کہ آگ کی شدّت کی وجہ سے روح نکل جائے جبکہ حالت یہ تھی کہ وہ اس کو برداشت کر رہے تھے اور اپنے نفس سے فرما رہے تھے:''کیا تو اسے برداشت نہیں کرسکتا؟ جب تو اس معمولی

---

(۱)......المسند للامام احمد حنبل ،حدیث ابی موسی الاشعری ، الحدیث:۱۹۵۷۶،ج۷،ص۱۳۷۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث عبادۃ بن الصامت ، الحدیث:۲۲۸۲۲،ج۸، ص۴۱۲۔

آگ کو برداشت نہیں کرسکتا جسے پانی میں 70 مرتبہ بُجھایا گیا یہاں تک کہ اہلِ دُنیا اس کو برداشت کرنے پر قادر ہوئے تو تُو جہنم کی اُس آگ کو کیسے برداشت کرے گا جس کی تپش اس سے 70 گنا زیادہ ہے۔'' پس اس کا نفس اس خیال سے پھر گیا اور اس کے بعد اُسے کبھی ایسا خیال بھی نہ گزرا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر359: لواطت

کبیرہ نمبر360: چوپائے سے بدکاری کرنا

کبیرہ نمبر361: عورت کی دبر میں وطی کرنا

لَوَاطَت کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ قومِ لُوط کے عمل کا خوف ہے۔''(۱)

﴿2﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو قوم بھی عہد توڑ دیتی ہے اس میں قتل وغارت گری (عام) ہو جاتی ہے اور جس قوم میں فحاشی آجاتی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر موت مسلّط فرما دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بارش روک لیتا ہے۔''(۲)

﴿3﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے گروہِ مہاجرین! 5 باتیں ایسی ہیں جن سے تم آزمائے جاؤ گے اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ، (ان میں سے پہلی یہ ہے کہ) جب کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور انہوں نے اعلانیہ اس کا اِرتکاب کیا تو ان میں طاعون اور ایسی بیماری پھیل گئی جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھی۔''(۳)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی، الحدیث: ۱۴۵۷، ص۱۸۰۰۔

(۲)......المستدرک، کتاب الجهاد، باب ما نقض قوم العهد......الخ، الحدیث: ۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۱۹، ص۲۷۱۸، دون قوله "خصال"۔

﴿4﴾……شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب ذمیوں پر ظلم کیا جائے گا تو سلطنت دشمنوں کے پاس چلی جائے گی اور جب زنا بہت زیادہ ہو جائے گا تو قیدیوں کی کثرت ہو جائے گی اور جب لواطت کی کثرت ہو جائے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مخلوق سے اپنا دستِ رحمت اٹھا لے گا، پھر وہ جس وادی میں بھی ہلاک ہو جائیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی پرواہ نہ کرے گا۔''(۱)

﴿5﴾……حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے 7 بندوں پر 7 آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرماتا ہے، ان میں سے ایک پر 3 بار لعنت لوٹتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان میں سے ہر ایک پر ایسی لعنت کرتا ہے جو اسے کافی ہوتی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا:''(۱) جس نے قومِ لُوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے، جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے، جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے (۲) جس نے غیر اللہ (یعنی بتوں وغیرہ) کے نام پر ذبح کیا وہ بھی ملعون ہے (اس کے متعلق حاشیہ کبیرہ نمبر 351، صفحہ 459 پر ملاحظہ فرمائیے) (۳) جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی وہ بھی ملعون ہے (۴) جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ بھی ملعون ہے (۵) جس نے کسی عورت اور اس کی بیٹی کو (نکاح میں) جمع کیا وہ بھی ملعون ہے (۶) جس نے زمین کی حدود کو بدلا وہ بھی ملعون ہے اور (۷) جس نے خود کو اپنے مالکوں کے علاوہ کی طرف منسوب کیا وہ بھی ملعون ہے۔''(۲)

﴿6﴾……حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے زمین کی حدود کو بدلا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اندھے کو راستے سے بھٹکایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے علاوہ کی طرف منسوب کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا۔'' راوی فرماتے ہیں، آخری بات آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ دُہرائی۔''(۳)

---

(۱)……المعجم الکبیر، الحدیث۱۷۵۲، ج۲، ص۱۸۴۔
(۲)……المعجم الاوسط، الحدیث۸۴۹۷، ج۶، ص۱۹۹۔
(۳)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب الحدود ، باب الزنا وحدّہ ، الحدیث:۴۴۰۰، ج۶، ص۲۹۹۔

﴿7﴾……سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط کا سا عمل کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا۔'' (۱)

﴿8﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جو صبح بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں کرتے ہیں اور شام بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں کرتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں اور چوپایوں اور مردوں سے وطی کرنے والا۔'' (۲)

﴿9﴾……نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کو تم قومِ لُوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول (یعنی لواطت کرنے اور کروانے والے) دونوں کو قتل کر دو۔'' (۳)

﴿10﴾……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو چوپائے سے صحبت کرے اسے قتل کر دو اور چوپائے کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دو(۴)۔'' (۵)

﴿11﴾……دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تین آدمیوں کی

---

(۱)……السنن الکبری للنسائی، ابواب التعزیرات والشھود، باب من عمل عمل قوم لوط، الحدیث:۷۳۳۷، ج۴، ص۳۲۲۔

(۲)……المعجم الاوسط، الحدیث:۶۸۵۸، ج۵، ص۱۴۳۔

شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث:۵۳۸۵، ج۴، ص۳۵۶۔

(۳)……سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط، الحدیث:۴۴۶۲، ص۱۵۴۹۔

(۴)……مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 296 پر اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''(جانور کو) قتل فرمانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ اسے ذبح نہ کیا جائے کہ جانور کا ذبح صرف کھانے کے لئے ہوتا ہے اسے کھانا نہیں، صرف مار کر جلانا یا دفن کر دینا ہے۔ یہ جانور کا قتل یا اس لئے ہے تاکہ اس سے مخلوط بچہ نہ پیدا ہو جائے جو آدمی اور جانور کی مخلوط شکل رکھتا ہوتا کہ اس کی بقا سے اس فعل کا چرچا نہ ہو اور اُس (شخص) کی بدنامی نہ ہو۔''

(۵)……سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فیمن اتی بھیمۃ، الحدیث:۴۴۶۴۔

توحید کی گواہی قبول نہیں کی جاتی: (۱)......لواطت کرنے اور کروانے والا (۲)......آپس میں بدکاری کرنے والی دو عورتیں اور (۳)......ظالم امام۔'' (۱)

﴿12﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو مرد کے ساتھ بدفعلی کرے یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (۲)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''یہ چھوٹی لواطت ہے یعنی مرد اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (۳)

﴿14﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حیا کرو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات سے حیا نہیں فرماتا اور عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی نہ کرو۔'' (۴)

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات (بیان کرنے) سے حیا نہیں فرماتا، عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی نہ کرو۔'' (۵)

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (۶)

﴿17﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات (بیان کرنے) سے حیا نہیں فرماتا، تمہارے لئے عورتوں کے ساتھ ان کی دُبُر میں وطی کرنا جائز نہیں۔'' (۷)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۱۰۴، ج۲، ص۲۳۰۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن، الحدیث: ۱۱۶۵، ص۱۷۶۶۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۷۱۸، ج۲، ص۶۰۲۔

(۴)......السنن الکبری للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب ذکر حدیث عمر بن الخطاب فیہ، الحدیث: ۹۰۰۹، ج۵، ص۳۲۲۔

(۵)......سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب النھی عن اِتیان النساء فی اَدبارھن، الحدیث: ۱۹۲۴، ص۲۵۹۲۔

(۶)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۷۲۲، ج۵، ص۳۹۳۔

(۷)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی بیان مایقتضیہ الاستحیاء...الخ، الحدیث: ۲۴۵۸، ص۱۸۹۹۔
سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، باب المھر، الحدیث: ۳۷۰۸، ج۳، ص۳۴۱۔

﴿18﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرتے ہیں۔'' (1)

مَحَاشّ، مِحَشَّۃٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد عورت کا پچھلا مقام ہے۔

﴿19﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے عورتوں کے پچھلے مقام میں (حلال جانتے ہوئے) وطی کی اس نے کفر کیا۔'' (2)

﴿20﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (3)

﴿21﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ملعون (یعنی رحمتِ الٰہی سے دُور) ہے وہ شخص جو عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (4)

﴿22﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کی یا کاہن کے پاس آیا اور اسے سچا جانا تو اس نے **محمد** (صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم) پر نازل کردہ دین کا انکار کیا۔'' (5)

﴿23﴾......حضور نبی رَحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حائضہ عورت سے صحبت کی یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کیا یا کاہن کے پاس آیا پھر اس کی تصدیق کی تو وہ اس سے بری ہے جو **محمد** (صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم) پر نازل کیا گیا۔'' (6)

﴿24﴾......حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں سے ان کے پچھلے

---

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث:۱۹۳۱، ج۱، ص۵۲۴۔

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث:۹۱۷۹، ج۶، ص۳۹۳۔

(3)......سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب النهی عن اِتیان النساء فی اَدبارهن، الحدیث:۱۹۲۳، ص۲۵۹۲۔

(4)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث:۹۷۳۹، ج۳، ص۴۵۱۔

(5)......سنن ابن ماجه، ابواب التیمم، باب النهی عن اِتیان الحائض، الحدیث:۶۳۹، ص۲۵۱۴۔

(6)......سنن ابی داود، کتاب الکهانة والتطیر، باب فی الکهان، الحدیث:۳۹۰۴، ص۱۵۱۰۔

مقام میں صحبت نہ کرو بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات سے حیا نہیں فرماتا۔'' (1)

تنبیہ:

ان تین کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، پہلے کے کبیرہ ہونے میں تو ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اجماع ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کا نام فَاحِشَه اور خَبِيْثَه رکھا اور اس کی وجہ سے اُمَمِ سابقہ میں سے ایک امت کی سزا کا بھی ذکر فرمایا۔

شوافع کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ قیاساً لغت کے ثبوت سے یہ زنا کے تحت داخل ہے اور جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک اس میں حد (یعنی مقررہ سزا) ہے۔ ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ نے پہلے گناہ کی طرح دوسرے اور تیسرے کو بھی کبیرہ قرار دیا ہے جیسا کہ یہ ظاہر اور واضح ہے نیز یہ فعل بد قومِ لوط بھی کرتی تھی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ڈرانے کے لئے اپنی کتابِ عزیز میں ان کا قصہ بیان فرمایا تاکہ ہم ان کی راہ پر نہ چلیں اور ہم بھی اس گناہ میں نہ مبتلا ہو جائیں جس میں وہ مبتلا ہوئے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ (پ ۱۲، ھود: ۸۲تا۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے، جو نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں۔

مذکورہ آیات کی تفسیر

''فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان کی بستیوں کو جڑ سے اُکھیڑ دے پس انہوں نے ان بستیوں کو اُکھیڑا اور انہیں لے کر اُفق کے کنارے تک بلندی پر پہنچ گئے یعنی اپنے پروں پر اتنا اوپر اُٹھا لیا یہاں تک کہ آسمانِ دُنیا کے رہنے والے فرشتوں نے ان کے جانوروں کی آوازیں سن لیں اور پھر اس بستی کو ان پر پلٹ دیا۔ ''سِجِّيْلٍ'' سے مراد ایسی تر مٹی ہے جس کو آگ میں جلایا گیا ہو۔ ''مَّنْضُوْدٍ'' سے مراد یہ ہے کہ پے در پے، ایک دوسرے کے فوراً بعد وہ پتھر برسائے گئے۔ ''مُّسَوَّمَةً'' سے

(1)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۷۵، ج۴، ص۳۵۵۔

مراد ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جسے وہ لگتا یا اس پر ایسی علامت ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ یہ دنیاوی پتھروں میں سے نہیں۔ ”عِنۡدَ رَبِّكَ“ سے مراد یہ ہے کہ وہ پتھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں ہیں جن میں اس کی اجازت سے ہی تصرف کیا جا سکتا ہے۔ ”وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ“ سے مراد یہ ہے کہ ان بستیوں میں بسنے والے، ظالم کافروں سے کچھ دور نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ پتھروں کا یہ عذاب اس امت کے ظالموں سے بعید نہیں کہ اگر یہ ان جیسے برے کام کریں تو اِن پر بھی وہی عذاب اُترے گا جو اُن پر نازل ہوا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ قومِ لُوط کے عمل کا خوف ہے پھر جس نے ایسا کام کیا اس پر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار لعنت فرمائی۔“ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَتَاۡتُوۡنَ الذُّكۡرَانَ مِنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوۡنَ مَا خَلَقَ لَكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ عٰدُوۡنَ ﴿۱۶۶﴾ (پ ۱۹، الشعراء: ۱۶۵ تا ۱۶۶)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوروئیں بنائیں، بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔

”قَوۡمٌ عٰدُوۡنَ“ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ حد سے بڑھنے والے اور حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے تھے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِيۡنَ ﴿۷۴﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی، بے شک وہ برے لوگ بے حکم تھے۔

”وَنَجَّيۡنٰهُ“ یعنی ہم نے لُوط کو نجات بخشی۔ ”كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ“ سے مراد یہ ہے کہ ان کا سب سے گندا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں مَردوں سے بدفعلی کرتے تھے۔ ان کے اندر مزید یہ گندی عادتیں بھی پائی جاتی تھیں کہ وہ اپنی مجالس میں ٹھٹھا کے طور پر گُوز مارتے یعنی بلند آواز سے اپنی ہوا خارج کرتے، اپنی شرمگاہیں کھول کر چلتے اور بیٹھتے تھے، عورتوں کی طرح مہندی لگاتے اور بناؤ سنگھار کرتے تھے، نیز اس کے علاوہ اور بھی بری حرکتیں کیا کرتے تھے۔

---

[1] ......تفسیر البغوی، الشعراء، تحت الآیۃ ۱۶۶، ج۳، ص۳۳۹۔

حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''10 عادتیں قومِ لُوط کے اعمال میں سے ہیں: (۱)...... بالوں کوخوب جمانا (یعنی مانگ نکالنا) (۲)...... تہبند کھلا چھوڑے رکھنا (۳)...... غلیل بازی کرنا اور کنکریاں پھینکنا (۴)...... اُڑنے والے کبوتروں کے ساتھ کھیلنا (۵)...... اُنگلیاں چٹخانا (۶)...... ٹخنوں سے آوازیں نکالنا (۷)...... تہبند لٹکانا (۸)...... قباؤں (یعنی کپڑوں کے اوپر پہنے جانے والے ڈھیلے لباس) کے بٹن کھلے چھوڑ دینا (۹)...... شراب نوشی کا عادی ہونا اور (۱۰)...... مردوں سے وطی کرنا۔''

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مزید فرماتے ہیں: ''عنقریب اس امت میں مزید ایک برائی کا اضافہ ہوجائے گا اور وہ عورتوں کا آپس میں بدکاری کرنا ہے۔'' مروی ہے کہ ''شطرنج کھیلنا، کتوں کے درمیان لڑائی کرانا، مینڈھوں کی لڑائی کے ذریعے ایک دوسرے کو شکست دینا، مُرغوں کو لڑانا، بغیر تہبند کے حمام میں داخل ہونا اور ناپ تول میں کمی کرنا بھی ان کی عادتوں میں شامل تھا، پس جس نے ایسا کیا اس کے لئے ہلاکت ہے۔''[1]

کبوتر بازوں کے لئے درسِ عبرت:

حدیثِ پاک میں ہے، میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو کبوتر کے ساتھ کھیلتا ہے وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک فقر کا دردوالم نہ چکھ لے۔''[2]

قومِ لُوط پر عذاب کی کیفیت:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی امت پر اس طرح عذاب جمع نہ کیا جس طرح قومِ لُوط پر عذاب جمع کیا، اس نے ان کی آنکھیں بے نور کر دیں اور ان کے چہرے سیاہ کر دیئے، حضرت سیِّدُ نا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی بستیوں کو جڑ سے اکھیڑنے اور پھر انہی پر پلٹنے کا حکم دیا گیا تا کہ ان کا اوپر کا حصہ نیچے کی طرف ہو جائے، اس کے بعد انہیں زمین میں دھنسا دیا گیا، پھر ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی گئی۔

---

[1] ...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۲، ۶۳۔

[2] ...... شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، الحدیث: ۶۵۳۸، ج۵، ص۲۴۵۔

لُوطی کی سزا میں مختلف اقوال:

لُوطی کو قتل کرنے پر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا اجماع ہے مگر اس کے قتل کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی بچے سے بدفعلی کی اس نے کفر کیا۔''

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''لوطی جب بغیر توبہ کئے مرجاتا ہے تو قبر میں اس کا چہرہ مَسْخ ہو کر خنزیر جیسا ہو جاتا ہے۔''[1]

منقول ہے کہ اس اُمت میں 3 قسم کے لوگ لُوطی ہیں: ''(۱)......جو اَمردوں کو صرف دیکھتے ہیں (۲)......جو اُن سے ہاتھ ملاتے ہیں اور (۳)......جو اُن کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔''[2]

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: کسی عورت یا اَمْرَد کو شہوت سے دیکھنا زنا ہے۔ کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ ''آنکھوں کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے جبکہ دل مائل ہوتا اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''[3] اسی لئے صالحین کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اَمْرَدوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کو دیکھنے، ان سے خلط ملط ہونے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچنے کے متعلق مبالغہ فرمایا۔

حضرت سیِّدُنا حَسَن بن ذکوان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''امیروں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھا کرو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری عورتوں کی صورتوں جیسی ہوتی ہیں نیز وہ عورتوں سے زیادہ فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔'' ایک تابعی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نوجوان سالِک (یعنی عابد وزاہد نوجوان) کے ساتھ بے ریش لڑکے کے بیٹھنے کو 7 درندوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔''[4]

---

[1] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۳۔

[2] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث: ۵۴۰۲، ج۴، ص۳۵۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ۔الخ، الحدیث: ۶۷۵۲، ۶۷۵۴، ص۱۱۴۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[4] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث: ۵۳۹۶ـ۵۳۹۷، ج۴، ص۳۵۸۔

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے گھر، دُکان یا حمام میں اَمرَد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا کیونکہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو ان کے درمیان شیطان داخل ہوجاتا ہے۔''(1)

جو اَمرد عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے اس میں فتنہ بھی زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اس سے عورتوں کی نسبت زیادہ برائی کا امکان ہوتا ہے اور اس کے حق میں عورتوں کی نسبت شک اور شر کے ایسے طریقے آسان ہیں جو عورت کے حق میں آسان نہیں لہٰذا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بدرجۂ اَولیٰ حرام ہونا چاہئے۔ ان سے بچنے اور نفرت کرنے کے بارے میں اسلاف کے بے شمار اقوال ہیں اور وہ انہیں اَنتان (یعنی بدبودار) کہتے تھے کیونکہ شرعی طور پر وہ گندگی کا باعث ہیں جو بحث ذکر کی گئی ہے اس سب میں یہی حکم ہے خواہ اچھی نیت سے دیکھا جائے یا بری نیت سے۔(2)

بعض کا یہ کہنا کہ صحیح نظر سے اَمرَد کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں، یہ شیطانی مکر و فریب ہے اور اس کی وجہ سے بعض کے قلم بہک گئے۔ جب شارع نے دیکھا جو کہ لوگوں سے زیادہ ان کے بارے میں آگاہ ہے تو اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ البتہ! جب اس نے اس (یعنی زنا اور لواطت) کو مطلق ذکر کیا اور تفصیل بیان نہ کی تو ہم نے جان لیا کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے علاوہ بھی کثیر توجیہات ہیں جو اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں لیکن جن کے نفس خبیث ہوں، عقلیں اور دین فاسد ہوں اور انہوں نے خود کو شرعی احکام کا پابند بھی نہ بنایا ہو تو شیطان ان کے لئے یہ چیزیں مزیّن کرتا ہے یہاں تک کہ انہیں اس سے زیادہ قبیح گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے جیسا کہ شیطان ملعون کی عادت ہے کہ وہ جاہل امیر اور کوتاہ لوگوں کو ذلیل کرتا ہے، پس جو اپنے نفس پر شیطان کو تھوڑی سی گنجائش دیتا ہے وہ اس کا مذاق اڑاتا، اسے گھٹیا سمجھتا اور مسخری کا آلہ بنالیتا ہے، پھر اس کے ساتھ اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ لہٰذا اے محتاط، عقل مند، دیکھنے والے، نکتہ چین اور کامل انسان! تجھ پر لازم ہے کہ اس کے راستوں، بہکاووں اور خوش نمائیوں سے اجتناب کر، خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ، ظاہر ہوں یا مخفی، نیز بغیر کسی شک وشبہ کے اس بات کا دھیان رکھ کہ کہیں وہ تیرے لئے واضح طور پر ایسا دروازہ نہ کھول دے جو شریعت نے نہیں کھولا اور وہ چاہتا ہے کہ تجھے اس سے

---

1 ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۳۰، ج۸، ص۲۰۵۔

2 ...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۴۔

بڑی برائی میں مبتلا کر دے کیونکہ تو یقینی طور پر جانتا ہے کہ قرآنِ پاک کی دلیل اور اجماعِ امت کی روشنی میں وہ تیرا دشمن ہے اور دشمن اپنے دشمن کو مکمل طور پر ہلاک کر کے ہی خوش ہوتا ہے۔

اَمْرَد کے متعلق سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا فرمان:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَـیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) (جن کی معرفت، علم، زُہد وتقوی اور نیکیوں میں پیش قدمی سے تو آپ واقف ہی ہیں) ایک حمام میں داخل ہوئے، آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَـیْه کے پاس ایک خوبصورت لڑکا آ گیا تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَـیْه نے فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کرو! اسے مجھ سے دور کرو! کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان دیکھتا ہوں جبکہ ہر لڑکے کے ساتھ 10 سے زیادہ شیطان دیکھتا ہوں۔'' (1)

اَمْرَد کے متعلق سیِّدُنا امام احمد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد کا فرمان:

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک خوبصورت بچہ بھی تھا، آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَـیْه نے پوچھا: ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یہ میرا بھانجا ہے۔'' تو آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَـیْه نے ارشاد فرمایا: ''آئندہ اسے لے کر میرے پاس نہ آنا اور اسے ساتھ لے کر راستے میں نہ چلا کرتا کہ اسے اور تمہیں نہ جاننے والے بدگمانی نہ کریں۔''

جب قبیلہ عبدُ القیس کا وفد سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَـیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا، آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اُسے اپنی پشتِ مبارک کے پیچھے بٹھا دیا اور فرمایا: ''حضرت داوٗد عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی آزمائش بھی نظر کے سبب ہوئی۔'' (2)

شاعر نے کتنی پیاری بات کہی ہے:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَؤُهَا مِنَ النَّظَرِ ‏ ‏ ‏ وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُّسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

وَالْمَرْءُ مَا دَامَ ذَا عَيْنٍ يُّقَلِّبُهَا ‏ ‏ ‏ فِيْ اَعْيُنِ الْعَيْنِ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْخَطَرِ

(1)……شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۴۰۴، ج۴، ص۳۶۰۔

(2)……المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام داود، الحدیث ۵، ج۸، ص۱۱۵۔

کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة الحادیة عشرة: اللواط، ص۶۵۔

کَمْ نَظْرَةٍ فَعَلَتْ فِیْ قَلْبِ صَاحِبِهَا فِعْلَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَّلَا وَتَرِ

یَسُرُّ نَاظِرُهُ مَا ضَرَّ خَاطِرَهُ لَا مَرْحَبًا بِسُرُوْرٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

ترجمہ: (۱)...... ہر فساد کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے اور بہت بڑی آگ کے بھڑکنے کی ابتدا بھی چھوٹی سی چنگاری سے ہوتی ہے۔

(۲)......انسان جب تک آنکھ والا ہوتا ہے اور اسے دوسروں کی آنکھوں میں ڈالتا ہے تو وہ خطرے پر کھڑا ہوتا ہے۔

(۳)......کتنی ہی نگاہوں نے دیکھنے والے کے دل میں بغیر کمان اور وتر کے تیر کا کام کیا۔

(۴)......اَمْر دکو دیکھنے والا دل کو نقصان پہنچانے والی چیز سے خوش ہوتا ہے، ایسی خوشی کے لئے کوئی مبارک باد نہیں جو نقصان لائے۔

منقول ہے: ''نظر زنا کی ڈاک (یعنی اس کا قاصد) ہے۔'' (۱)

اس کی تائید اس حدیثِ قدسی سے ہوتی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے (کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے): ''نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے میرے خوف سے اسے ترک کیا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (۲)

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سیر کرتے ہوئے ایک آگ کے پاس سے گزرے جو ایک شخص پر جلائی گئی تھی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پانی لیا تا کہ اسے بُجھائیں تو وہ آگ بچے کی صورت میں بدل گئی اور وہ شخص آگ میں بدل گیا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس پر بہت حیران ہوئے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! انہیں ان کی دنیاوی حالت میں لوٹا دے تا کہ میں ان سے ان کے متعلق پوچھ سکوں۔'' چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو زندہ کیا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دیکھا کہ وہ ایک مرد اور ایک نابالغ لڑکا تھا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریافت فرمایا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''اے روح اللّٰہ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! میں دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا، شہوت نے مجھے اس کے ساتھ بدفعلی کرنے

---

(۱)...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۵۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۳۶۲، ج۱۰، ص۱۷۳۔

پراُبھارا، اس کے بعد جب میں اور یہ بچہ مر گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک مرتبہ اس بچے کو آگ میں بدل دیا تاکہ مجھے جلائے اور دوسری مرتبہ مجھے آگ بنا دیا تاکہ میں اسے جلاؤں، لہٰذا قیامت تک یہ عذاب جاری رہے گا۔''

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس سے عافیت اور اس کی رضا حاصل کرنے کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ [1]

تنبیہ2: احادیث میں وارد مختلف سزاؤں میں تطبیق:

حدیثِ پاک میں گزر چکا ہے کہ جو کسی چوپائے سے صحبت کرے تو چوپائے کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دیا جائے۔ حضرت سیِّدُنا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''حیوان کے قتل کی ممانعت والی حدیث اس حدیث پاک سے معارض ہو سکتی ہے۔'' صاحب کتاب فرماتے ہیں علامہ خطابی نے جو کلام کیا ہے وہ درست ہے۔ پس غَیْرِ مَاْکُوْلَہ (یعنی حرام جانور) کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مَاْکُوْلَہ (یعنی حلال جانور) کو ذبح نہیں کیا جائے گا، یہ قول ان کے خلاف ہے جنہوں نے جانور کو قتل کرنے کا گمان کیا۔ اسی طرح حدیثِ پاک میں گزرا ہے کہ ''لواطت کرنے والے اور جس سے کی جائے دونوں کو قتل کر دیا جائے۔'' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''فاعل اور مفعول اور چوپایوں سے وطی کرنے والے کو قتل کر دو۔'' [2]

مُحْیِ السُّنَّہ حضرت سیِّدُنا امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ لُوطی کی حد میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، ایک قوم کا قول ہے کہ لواطت کرنے والے (یعنی فاعل) کی حد وہی ہے جو زنا کی ہے یعنی اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو 100 کوڑے لگائے جائیں گے، یہ حضرت سیِّدُنا ابن مسیّب، حضرت سیِّدُنا عطا، حضرت سیِّدُنا حسن، حضرت سیِّدُنا قتادہ اور حضرت سیِّدُنا نخعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا قول ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) اور سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے دو اقوال میں سے زیادہ ظاہر قول بھی یہی ہے، حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور سیِّدُنا امام محمد بن حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے

---

[1] ...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۲۔

[2] ...... شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۸۷، ج۴، ص۳۵۷۔

بھی اسی طرح حکایت کیا گیا ہے اور حضرت سیّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اس قول کی بنا پر 100 کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

ایک گروہ کا قول ہے کہ لُوطی کو رجم کیا جائے گا اگرچہ غیر شادی شدہ ہو، یہ قول حضرت سیّدُ نا سعید بن جبیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ نے حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے نقل کیا ہے اور حضرت سیّدُ نا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) سے بھی نقل کیا گیا ہے جبکہ حضرت سیّدُ نا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور حضرت سیّدُ نا امام مالک بن انس، حضرت سیّدُ نا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیّدُ نا امام اسحاق بن راہویہ رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا بھی یہ ہی قول ہے۔

حضرت سیّدُ نا حماد بن ابراہیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَرِیْم حضرت سیّدُ نا امام ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے نقل فرماتے ہیں کہ ''اگر کسی کو دو بار رجم کرنے کی سزا دی جاتی تو لوطی کو دی جاتی۔''

حضرت سیّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا دوسرا قول یہ ہے کہ ''لواطت کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دیا جائے جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔'' (۱)

حضرت سیّدُ نا حافظ امام زکی الدین عبدُ العظیم مُنذِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''4 خلفا امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے لوطی کو آگ سے جلایا۔'' (۲)

حضرت سیّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا کہ انہوں نے عرب کے اطراف میں ایک شخص کو پایا جس سے اسی طرح جماع کیا جاتا ہے جس طرح عورت سے کیا جاتا ہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو جمع فرمایا، ان میں امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی تھے، انہوں نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ ایک ایسا گناہ ہے جو صرف ایک امت نے کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں وہ

(۱)......شرح السنة للبغوی، کتاب الحدود، باب من عمل عمل قوم لوط، تحت الحدیث ۲۵۸۹، ج۵، ص۴۷۹۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من اللواط......الخ، تحت الحدیث ۳۷۰۴، ج۳، ص۲۲۹۔

عذاب دیا جو تم جانتے ہو، میرا خیال ہے کہ ہم اسے آگ سے جلا دیں۔'' پس صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اسے آگ سے جلانے پر اجماع ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے آگ سے جلانے کا حکم دے دیا اور حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے آگ سے جلا دیا۔'' (۱)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص خود کو لواطت کے لئے پیش کرے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے عورتوں کی شہوت میں مبتلا کر دے گا اور اسے قیامت کے دن تک قبر میں مردود شیطان کی صورت میں رکھے گا۔'' (۲)

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جس نے اپنے غلام سے ملعون، فاسق اور مجرم قومِ لُوط جیسا فعل کیا اس پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت، پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت، پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عادت تاجروں اور سرمایہ داروں میں عام ہو گئی اور انہوں نے اس برے فعل کے لئے سیاہ اور سفید خوبصورت غلام اپنائے، پس ان پر شدید دائمی ظاہری لعنت ہے اور بڑی ذلت و رسوائی، ہلاکت اور دنیا و آخرت میں عذاب ہے، جب تک کہ وہ ان بری عیب دار، بدنما اور خطرناک خصلتوں پر قائم رہیں جو کہ تنگ دستی، مال کی ہلاکت، برکات کے خاتمہ اور معاملات و امانات میں خیانت کا موجب ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے نعمتیں اور مال عطا فرمایا آپ ان میں سے اکثر کو پائیں گے کہ وہ اپنے برے معاملے اور جرم کی برائی کی وجہ سے فقر میں مبتلا ہو گئے اور نافرمان اپنے خالق، عدم سے وجود میں لانے والے اور رزق دینے والے کی طرف نہ لوٹا بلکہ مُرُوَّت اور حیا کی چادر اُتار کر اور فہم و فراست کی تمام صفات سے خالی ہو کر نیز چوپایوں کی صفات اپنا کر واضح طور پر اس ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کیا بلکہ چوپایوں سے بھی بری اور قابلِ نفرت صفت اپنائی کیونکہ ہم کسی مذکر حیوان کو بھی نہیں پاتے جو اپنے جیسے کسی مذکر جانور سے صحبت کرتا ہو۔ پس اس فعلِ بد کے انتہائی گھٹیا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ گدھے بھی اس سے پرہیز کرتے ہیں تو یہ اس شخص کی شان کے لائق کیسے ہو سکتا ہے جو رئیس یا سردار ہو، ہرگز نہیں بلکہ وہ شخص اس کی گندگی سے بھی برا ہے، اس کی خبر سے بھی منحوس ہے

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۸۹، ج۴، ص۳۵۷۔

......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۲۔

اورمُردار سے بھی زیادہ بدبودار ہے بلکہ برا اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے، عذاب اور رسوائی اس کی قسمت میں ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عہد اوراس کی امانت کوتوڑنے والا ہے، پس اس کے لئے رحمتِ الٰہی سے دُوری اور پھٹکار ہے اور وہ جہنم میں ہلاک ہونے اور جلنے کا حق دار ہے۔

کبیرہ نمبر362: عورتوں کا آپس میں بد فعلی کرنا

(یعنی ایک عورت دوسری عورت سے صحبت کرے جس طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے)

اسی طرح بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر فرمایا اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عبرت نشان سے استدلال کیا کہ ''سحاق سے مراد عورتوں کا آپس میں بدفعلی کرنا ہے۔''

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 آدمیوں کے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کہنے کی گواہی قبول نہیں فرماتا: (۱)......قومِ لُوط کا عمل کرنے اور کروانے والا (۲)......آپس میں بدکاری کرنے والی دو عورتیں اور (۳)......ظالم حکمران۔'' (1)

{...... تعریف اور سعادت ......}

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٨٥ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیرالبیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب ، تحت الآیۃ: ۷۱، ج۴، ص ۳۸۸)

---

(1)......فردوس الاخبار للدیلمی ، الحدیث ۲۳۳۹ ، ج ۱ ، ص ۳۲۰۔

کبیرہ نمبر363: **مشترکہ لونڈی سے شریک کا وطی کرنا**

کبیرہ نمبر364: **مُردہ بیوی سے صحبت کرنا**

کبیرہ نمبر365: **ولی اور گواہوں کے بغیر ہونے والے نکاح میں وطی کرنا**

کبیرہ نمبر366: **نکاحِ مُتْعَہ میں جماع کرنا**

کبیرہ نمبر367: **اُجرت پر لے کر وطی کرنا**

کبیرہ نمبر368: **کسی عورت کو روکنا تاکہ زانی اس سے زنا کرے**

میں نے پہلے 5 گناہوں کو کبیرہ شمار کرتے ہوئے کسی کو نہیں پایا لیکن ان کا کبیرہ ہونا واضح ہے، اگرچہ یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ان کا نام زنا نہیں کیونکہ بعض ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہ کوڑوں اور رجم کو واجب نہیں کرتے جیسا کہ پہلے دو اور چوتھے کے متعلق شافعیوں کا مؤقف ہے اور دیگر کے متعلق دوسرے ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف ہے۔ خُلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر وہ شبہ جو کسی فعل کے مباح ہونے کا تقاضا نہ کرے وہ حد ساقط ہونے کا فائدہ تو دیتا ہے مگر اس گناہ سے کبیرہ کا نام زائل نہیں کرتا اس لئے کہ مذکورہ گناہ شدید حرمت کی وجہ سے معناً زنا کی طرح ہیں کیونکہ یہ بدترین فحاشی اور نسبوں کے اختلاط کا باعث ہیں۔ چھٹے گناہ کو کبیرہ شمار کرنے کا سبب حضرت سیِّدُنا امام ابومحمد بن عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کا درج ذیل قول ہے: ''جس نے کسی شادی شدہ عورت کو روکا تاکہ زانی اس کے ساتھ زنا کرے یا کسی مسلمان کو روکا تاکہ قاتل اسے (ناحق) قتل کردے تو بلاشبہ اس کا فساد یتیم کا مال کھانے سے بھی زیادہ ہے۔'' (1)

ظاہر یہ ہے کہ عورت کے ساتھ مُحْصَنَۃٌ (یعنی شادی شدہ ہونے) کی قید لگانا مراد نہیں، اسی لئے میں نے اسے حذف کردیا کیونکہ جس فساد کی طرف حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام نے اشارہ کیا وہ شادی شدہ عورت کے ساتھ مقیَّد نہیں۔ یاد رکھئے! ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے واضح طور پر فرمایا: زنا جبروا کراہ

(1)......شرح المسلم للنووی، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، ج۲، ص۸۶۔

سے جائز نہیں ہو جاتا اگرچہ کوئی بھی صورت ہو اس لئے کہ قابلِ شہوت عورت کو دیکھنے سے ہیجان پیدا ہونا ایک ایسا طبعی امر ہے جو اختیار دینے والے پر موقوف نہیں اسی طرح انہوں نے یہ بھی تصریح کی کہ اگرچہ اکراہ زنا کو جائز نہیں کرتا مگر یہ ایسا شبہ ہے جو حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک ایسا شبہ ہے جس سے زنا کا کبیرہ ہونا ساقط ہو جائے گا یا اس کا کبیرہ اور گناہ ہونا اپنے حال پر باقی رہے گا اگرچہ زنا بالجبر ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا، البتہ! اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ تب ہو گا جبکہ اس نے یہ فعل بالجبر کیا ہو اور یہ کسی کو جبراً قتل کرنے کی طرح نہیں کیونکہ وہاں بندہ اپنی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس پر اجماع کیا کہ قتل اکراہ سے جائز نہیں ہو جاتا۔ البتہ! علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ کا قول ہے: ''بے شک زنا اکراہ سے جائز ہو جاتا ہے۔'' پس ہم نے مذکورہ دونوں اقوال کے درمیان فرق کو اچھی طرح جان لیا۔

اعتراض: آپ نے اس چھٹے کبیرہ گناہ میں شبہ کو کیوں ترجیح دی حالانکہ پہلے 5 گناہوں میں اسے ترجیح نہیں دی؟

جواب: ان میں اس اعتبار سے فرق کیا جائے گا کہ مذکورہ 5 گناہوں میں اس بات کا قائل کوئی نہیں کہ یہ شبہ ایک عذر ہے جو حِلَّت کی طرف لے جانے والا ہے، پہلے دو اور پانچویں گناہ میں یہ بات بالکل ظاہر ہے جبکہ تیسرے اور چوتھے گناہ کی اباحت کے قائل کے لئے شرط ہے کہ وہ قائلِ اباحت کی تقلید کرے۔ مگر قائلِ حرمت کے مقلد کے لئے بالاجماع یہ گناہ جائز نہیں اور یہاں کلام قائلِ حرمت کے مقلد کے بارے میں ہے۔

چونکہ جبر و اکراہ کثیر مسائل میں گناہ کو ساقط کرنے والا عذر شمار کیا جاتا ہے بلکہ زنا اور قتل کی تمام صورتوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی ممکن ہے کہ اکراہ کبیرہ کو ساقط کرنے والا عذر شمار کیا جائے اگرچہ گناہ کو ساقط نہ کرے، کیونکہ امرِ تابع میں وہ چیز معاف کر دی جاتی ہے جو امرِ حقیقی میں معاف نہیں کی جاتی اور یہی گناہ کی اصل ہے۔ رہا اس کا کبیرہ یا صغیرہ گناہ ہونا تو جان لیجئے کہ یہ اس کے لئے ایک امرِ تابع ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر369: **چوری کرنا**

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۳۸) (پ۶، المائدۃ:۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ **اللہ** کی طرف سے سزا، اور **اللہ** غالب حکمت والا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کا مال چوری کرنے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔'' اور ''وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ'' سے مراد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چور سے انتقام لینے میں غالب ہے اور ''حَكِیْمٌ'' سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنے کو واجب قرار دینے میں اس کی حکمت ہے۔

﴿1﴾......صحیح حدیثِ پاک میں گزر چکا ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا مگر اِس کے بعد بھی توبہ اُس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''پس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا پھر اگر وہ توبہ کرلے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (۳)

﴿4﴾......ایک روایت میں یوں بھی ہے: ''چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ایمان اس سے مُکرَّم ہے (کہ وہ ان گناہوں کے وقت ایمان اُس کے دل میں رہنے دے)۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث:۲۰۲، ص۶۹۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، الحدیث:۴۶۸۹، ص۱۵۶۷، دون قوله" لکن"۔

(۳)......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث:۴۸۷۴، ص۲۴۰۳۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من الزنا سیما......الخ، الحدیث:۳۶۴۴، ج۳، ص۲۱۳۔

﴿5﴾......ایک روایت میں یہ ہے: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، البتہ! توبہ اُس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (۱)

﴿6﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چور پر لعنت فرمائی کہ وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا (ایک) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے پھر رسی چوری کرتا ہے تو (دوسرا) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا اَعمش رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''علمائے حدیث فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لوہے کا انڈا ہے اور رسی ایسی ہے جس کی قیمت تین درہم کے برابر ہو۔'' (۲)

تنبیہ:

چوری کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے اور یہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے، ظاہر یہ ہے کہ کبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں کہ وہ چوری ہاتھ کاٹنے کا موجب ہو یا کسی شبہ کے سبب ہاتھ کاٹنے کا موجب نہ ہو جیسے مسجد کی چٹائی وغیرہ چوری کر لینا یا غیر محفوظ مقام سے کوئی چیز اُٹھا لینا۔

حضرت سیِّدُنا ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی جو ہمارے (شافعی) ائمہ میں سے ہیں اس کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلرَّوْضَۃ'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

گناہِ کبیرہ کی تعریف میں یہ 4 باتیں شرط ہیں: وہ حد کو واجب کرتا ہو یا قصاص کا باعث ہو یا اس فعل کی قدرت کو ثابت کرتا ہو اور ایسی سزا کا باعث ہو جو شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہو جبکہ جان بوجھ کر اس فعل کا ارتکاب کرنے والا گنہگار ہوگا۔ حضرت سیِّدُنا جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اَوْقُدْرَۃً......اِلَخ'' سے اس طرف اشارہ ہے کہ ایسی چوری کرنا جو محفوظ نہ ہونے یا کسی شبہ کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا تقاضا نہ کرے وہ بھی کبیرہ گناہ ہے، البتہ! سزا مانع کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے، یہ اس لئے کہ گزشتہ صفحات میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کا یہ فرمان گزرا: ''عادل ہونے کے لئے شرط ہے کہ بندہ حد واجب کرنے والے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے مثلاً

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی وھو مؤمن، الحدیث۲۶۲۵، ص۱۹۱۶۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق اذا لم یسم، الحدیث۶۷۸۳، ص۵۶۶، دون قولہ'' ثمنہ ثلاثۃ''۔

چوری، زنا، راہزنی کرنا یا اس فعل پر قادر ہونا اگرچہ اس میں کسی شبہ یا غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے حد واجب نہ ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدُ السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ ایک دانہ بھی غصب یا چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اس پر اعتراض کیا گیا کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ محیّ السنۃ حضرت سیِّدُنا ابو محمد حسین بن مسعود بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۶ھ) وغیرہ نے مغصوبہ مال میں یہ اعتبار کیا ہے کہ اس کی مقدار چوتھائی دینار ہو اور اس کا تقاضا ہے کہ چوری میں بھی یہی شرط ہو۔ غصب کی بحث میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل ہے، اس کی طرف رجوع کر لیجئے۔

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''چوری کبیرہ گناہ ہے، ڈاکہ ڈال کر مال چھیننا فحش کام ہے اور ڈاکہ ڈال کر قتل کرنا اس سے زیادہ برا ہے جبکہ تھوڑی سی چیز چوری کرنا صغیرہ گناہ ہے البتہ! جس کی چوری کی گئی اگر وہ مسکین ہو اور جو چیز چوری کی گئی وہ اس کا محتاج ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ حد واجب نہ ہو۔'' حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا یہ جملہ محلِ نظر ہے کہ ''جس کی چوری کی گئی اگر وہ مسکین ہو اور جو چیز چوری کی گئی وہ اس کا محتاج ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ اگر وہ امیر بھی ہو تب بھی اس چیز سے محتاج ہو سکتا ہے مثلاً بے آب و گیاہ صحرا میں اس کا پانی یا روٹی چوری ہو جائے اور وہاں اس کے پاس اور کچھ نہ ہو تو بھی اسی طرح کبیرہ ہو گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: ''لوگوں کے اموال ناحق لے لینا بھی کبیرہ گناہ ہے اور جس کا مال چھینا گیا اگر وہ فقیر ہو یا چھیننے والے کے اصول (یعنی ماں، باپ اور دادا، دادی وغیرہ) میں سے ہو یا جبراً مال لیا گیا ہو تو یہ فحش کام ہے۔ اسی طرح اگر قمار کے طور پر کچھ لیا گیا اور اگر تھوڑی سے چیز لی گئی اور جس سے لی گئی وہ امیر ہو اور اس وجہ سے اسے کوئی نقصان نہ ہو تو یہ صغیرہ گناہ ہے اور غصب کے متعلق اسی کے موافق کلام گزر چکا ہے، البتہ! قابلِ اعتماد قول اس کے خلاف ہے۔

فائدۂ جلیلہ:

﴿7﴾......حدیثِ پاک میں ہے کہ حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت 3 درہم تھی۔'' (۱)

......صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قول اللّٰہ تعالٰی: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا"، الحدیث: ۶۷۹۵، ص ۵۶۷۔

﴿8﴾......ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے: ''چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں ہاتھ کاٹا جائے اس سے کم میں نہیں۔''[1]

اور یہ پچھلی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ اُس وقت چوتھائی دینار 3 درہم کے برابر تھا اور ایک دینار 12 درہم کے برابر تھا۔

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مُحَیْرِیْز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیِّدُنا فضالہ بن عبیداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے چور کے ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے ارشادفرمایا: ''رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک چور لایا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا تو اس (کے ہاتھ) کو اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔''[2]

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''چور اور غاصب وغیرہ جس نے بھی بلاوجہ مال لیا تو اسے توبہ نفع نہ دے گی مگر یہ کہ اس نے جو کچھ لیا وہ واپس لوٹا دے۔'' جیسا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہعَزَّوَجَلَّ توبہ کی بحث میں آئے گا۔

{......علم سیکھنے سے آتا ھے......}

فرمانِ مصطفی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللّٰہعَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللّٰہعَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔''

(المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقة و نصابها، الحدیث ۴۳۹۸، ص ۹۷۶، دون قوله ''لا اقلّ''۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی السارق تعلق یده فی عنقه، الحدیث: ۴۴۱۱، ص ۱۵۴۵۔

کبیرہ نمبر370: چوری کے ارادے سے راستہ روکنا

(یعنی لوگوں کو خوف زدہ کرنا اگرچہ نہ تو کسی کو قتل کیا جائے اور نہ ہی مال لیا جائے)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌۙ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۠﴿۳۴﴾ (پ ۶، المائدۃ: ۳۳، ۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب، مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیاتِ بیّنات کی تفسیر

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی جان کو ناحق قتل کرنے کے گناہ کی سختی اور زمین میں فساد پھیلانے کا ذکر کیا تو اس کے فوراً بعد زمین میں فساد پھیلانے کی ایک قسم (راہزنی) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔ اللہ اور رسول سے لڑنے سے مراد مسلمانوں سے جنگ کرنا ہے۔ جمہور مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسی بات کو ثابت کیا۔

جاراللہ زَمَخْشَرِی معتزلی لکھتا ہے: ''یعنی وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے جنگ کرتے ہیں اور مسلمانوں سے جنگ کرنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے۔'' (1)

یعنی آیتِ مبارکہ سے مقصود صرف رسول صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کو بیان فرمانا ہے جبکہ رسول صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کی وجہ سے تعظیماً اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیتِ

......الکشاف، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج ۱، ص ۶۲۸۔

مبارکہ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ (پ۲۶، الفتح: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

آپ ''مُحَارَبَت (یعنی لڑنے)'' کو حکم کی مخالفت پر بھی محمول کر سکتے ہیں، اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ''جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی مخالفت کرتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا جَلا وطن کر دیا جائے۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اس کے احکام کی مخالفت اور رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی طرف نسبت کے لحاظ سے ان سے جنگ کرنا مراد ہوگا اور ''وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ناحق قتل کرکے یا ان کا مال لے کر یا راستوں کو پُرخطر بنا کر زمین میں فساد برپا کرتے۔ پس مسلمانوں پر اسلحہ تاننے والا ہر شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے والا ہے۔

شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول کے متعلق مختلف اقوال مروی ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ طَیِّبہ اہلِ کتاب کی اُس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عہد شکنی کی، ڈاکہ زنی کی اور فساد پھیلایا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ ہِلال اسلمی کی قوم کے متعلق نازل ہوئی جن سے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات پر مصالحت کی تھی کہ ہم نہ تمہاری مدد کریں گے، نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کریں گے اور جو شخص تمہارے پاس سے گزر کر ہمارے پاس آئے گا وہ امن میں ہوگا۔ معاہدہ کے بعد ہلال اسلمی کی عدم موجودگی میں قومِ کنانہ اسلام لانے کے ارادے سے اس کی قوم کے پاس سے گزری تو اس کی قوم نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا مال واسباب لے لیا، پس حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام یہ حکم لے کر نازل ہو گئے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ عُرَیْنَہ اور عُکَل نامی دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی انہوں نے بارگاہِ رِسالت

میں حاضر ہوکر اسلام پر بیعت کی جبکہ وہ لوگ جھوٹے تھے۔انہیں مدینہ طیّبہ کی آب وہوا موافق نہ آئی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا تا کہ وہ اونٹنیوں کا دودھ پئیں ۔لیکن وہ مرتد ہوگئے اور چرواہوں کو قتل کرکے اونٹوں کو ہانک کرلے گئے ۔آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف کچھ لوگ بھیجے جو انہیں پکڑ کرلے آئے ،آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اوران کی آنکھوں میں آگ کی جلتی میخیں ڈالنے کا حکم دیا اورانہیں دھوپ میں پھینک دیا،وہ پانی طلب کرتے رہے لیکن پانی نہ پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مرگئے ۔ [1]

حضرت سیِّدُنا ابوقلابہ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''ان لوگوں نے قتل وغارت گری کی تھی یعنی مال لُوٹنے کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنگ کی اورزمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کی ،پس آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فعل کو منسوخ کرنے کے لئے یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی جو کہ قرآن سے سنت کو منسوخ کرنے کی مثال ہے۔''البتہ!بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس بات (یعنی قرآن سے سنت کو منسوخ کرنے) کا انکار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:''ایک سنت کو دوسری سنت ہی منسوخ کرتی ہے اور یہ آیتِ مبارکہ منسوخ کرنے والی سنت کے مطابق ہے۔'' [2]

مثلہ کی ممانعت:

پھر آنکھوں میں آگ کی سلائیاں ڈالنا اور مُثلہ کرنا (یعنی شکل بِگاڑنا)منسوخ ہوگیا مگر قتل کا حکم اب بھی باقی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ سیرین عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:''یہ حکم احکامِ حدود کے نزول سے پہلے کا تھا۔''

حضرت سیِّدُنا ابوزناد رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''جب تاجدارِرسالت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ساتھ ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حدود نازل فرمائیں اور مُثلہ سے منع فرمادیا۔'' [3] حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس واقعہ کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صدقہ پر اُبھارتے اور

---

[1] ......تفسیر البغوی،المائدۃ،تحت الآیۃ۳۳،ج۲،ص۲۶۔

صحیح البخاری،کتاب الجہاد،باب اذا حرّق المشرک......الخ،الحدیث۳۰۱۸،ص۲۴۲۔

[2] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، المائدۃ، تحت الآیۃ۳۳،ج۷،ص۳۰۶۔

[3] ......تفسیر البغوی،المائدۃ،تحت الآیۃ۳۳،ج۲،ص۲۶۔

مُثْلَہ سے منع فرماتے تھے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ان کی آنکھیں اس لئے پھوڑی گئیں کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑ دی تھیں۔'' (۲)

اگر یہ روایت حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ثابت بھی ہو تب بھی اس سے نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں۔ حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: ''یہ آیتِ مبارکہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو توجہ دلانے اور ان کو دی گئی سزا کے بڑا ہونے کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی، پس اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا: ''اُن کی سزا یہ تھی نہ کہ مُثلہ۔'' اسی وجہ سے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تو مُثلہ سے منع فرماتے۔'' (۳)

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ مسلمان لٹیروں کے متعلق نازل ہوئی، اکثر فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہی مؤقف ہے، وہ فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ کو مرتدین پر محمول کرنا جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ مرتد کو قتل کرنا مرتدین سے جنگ کرنے پر موقوف نہیں اور نہ ہی ہمارے ملک (یعنی دارالاسلام) میں فساد ظاہر کرنے پر موقوف ہے اور اس میں ہاتھ کاٹنے اور جلا وطن کرنے پر اِکتفا جائز نہیں، بلکہ اس کا قتل توبہ سے ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ وہ قتل پر قدرت حاصل ہونے کے بعد توبہ کرے، نیز اسے پھانسی دینا بھی جائز نہیں۔ محارب وہ لوگ ہیں جو جتھے کی صورت میں ہوں اور ان کے سامنے مال وغیرہ لینے سے کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو اگر وہ صحرا میں ہوں تو بالاتفاق انہیں راہزن کہا جائے گا یا اگر شہر میں ہوں اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو تو حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی، حضرت سیِّدُنا امام مالک، حضرت سیِّدُنا امام لَیث اور حضرت سیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے نزدیک انہیں یہی نام دیا جائے گا، ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) وہ شہر میں زیادہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں (۲) اس آیتِ مبارکہ کا حکم عام ہے اور (۳) یہ ایک حد ہے لہٰذا یہ دیگر تمام حدود کی طرح مکان بدلنے سے نہیں بدلتی۔ حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ)

......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ عُکل و عُرَیْنَۃ، الحدیث ۴۱۹۲، ص ۳۴۴۔

......جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی بول ما یؤکل لحمہ، الحدیث ۷۳، ص ۱۶۳۸۔

......تفسیر البغوی، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج ۲، ص ۲۶۔

اورحضرت سیِّدُ ناامام محمد بن حسن شیبانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''محاربین کوڈاکونہیں کہا جائے گا۔''

آیتِ مبارکہ میں حرفِ عطف اَوْ سے کیامراد ہے،اس میں مفسرین کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کااختلاف ہے: حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''یہاں حرفِ عطف اختیاراور جواز کے لئے ہے، پس امام ڈاکوؤں کوسزائے موت اور دیگر جوسزائیں چاہے دے سکتا ہے۔'' حضرت سیِّدُ ناحسن، حضرت سیِّدُ نا ابنِ مسیّب، حضرت سیِّدُ نامجاہداور حضرت سیِّدُ ناامام نخعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم اَجْمَعِین کا یہی قول ہے۔حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی دوسری روایت میں ہے: ''یہاں حرفِ عطف جرم کے مختلف ہونے کی بناپراحکام کے اختلاف اوران کی ترتیب بیان کرنے کے لئے ہے۔'' پس یہ مختلف اقسام کاحکم بیان کرنے کے لئے ہے یعنی اگر وہ قتل کریں اور مال بھی لے لیں توانہیں قتل کیا جائے اور پھانسی بھی لگائی جائے اور اگر وہ قتل کریں لیکن مال نہ لیں توصرف قتل کیا جائے۔ان دونوں صورتوں میں قتل کرنا ضروری ہے ولی کے معاف کرنے سے بھی ساقط نہ ہوگا۔اگر وہ صرف مال لیں توان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں۔اگر وہ راستے میں صرف خوفزدہ کریں توجَلا وطن کردیئے جائیں۔ یہ حضرت سیِّدُ نا قتادہ، حضرت سیِّدُ ناامام اوزاعی، حضرت سیِّدُ ناامام شافعی، حضرت سیِّدُ ناامام احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم اَجْمَعِین اوراصحابِ رائے کاقول ہے۔

قتل اور پھانسی کی کیفیت:

ڈاکوکے قتل اور پھانسی کی کیفیت میں فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کااختلاف ہے۔حضرت سیِّدُ ناامام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اُسے قتل کرکے غُسل وکفن دیا جائے گااوراُس پرنمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی، پھراُسے اس کے جرم کی مثل تنبیہ اورسزا کے طور پر تین دن لکڑی پراُلٹا لٹکایا جائے گا،اس کے بعد اسے دفن کردیا جائے گا۔''حضرت سیِّدُ ناامام لیث رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اُسے زندہ حالت میں پھانسی دی جائے پھرنیزہ مارا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''اسے تین دن زندہ لٹکایا جائے پھراُتار کرقتل کردیا جائے۔'' ایک قول کے مطابق اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں، پس دایاں ہاتھ کاٹا جائے اوراسے داغ دیا جائے، پھربایاں پاؤں کاٹا جائے اوراسے بھی داغ دیا جائے۔

جَلا وطنی کے متعلق اختلاف:

جَلا وطنی میں بھی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر اور حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا فرماتے ہیں: ''حاکم اُسے تلاش کرے اور جس جگہ بھی اسے پائے وہاں سے باہر نکال دے۔'' ایک قول یہ ہے کہ'' اسے اس لئے تلاش کیا جائے تا کہ اس پر حد قائم کی جائے۔'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ حاکم اس کا خون مباح کر دے اور اعلان کر دے کہ ''جو اسے پائے قتل کر دے۔'' یہ حکم اس حکمران کے متعلق ہے جو اسے پکڑنے پر قادر نہ ہو اور جو اُسے پکڑنے پر قادر ہو تو اسے جَلا وطن کرنے سے مراد قید کرنا ہے۔ایک قول کے مطابق جَلا وطنی سے مراد قید ہے، اکثر اہلِ لُغت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، وہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اس سے مراد تمام زمین سے نکالنا ہو تو یہ محال ہے یا دوسرے اسلامی ملک کی طرف نکالنا ہو تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ یہ وہاں کے مسلمانوں کو تکلیف دے گا یا اس سے مراد کافر ممالک سے نکالنا ہو تو یہ اسے مرتد ہونے پر ابھارے گا۔لہٰذا یہی صورت باقی رہتی ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور قیدی کو جلا وطن ہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ نہ تو وہ دنیا کی نعمتوں اور لذات سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اپنے قرابت داروں اور دوستوں کے ساتھ مل بیٹھ سکتا ہے۔پس وہ حقیقۃً جلا وطن شخص کی طرح ہی ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب صالح بن عبد القدوس کو زندیق ہونے کی تہمت کی بنا پر تنگ مکان میں قید کیا گیا اور وہاں اس کا ٹھہرنا طویل ہو گیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

خَرَجْنَا مِنَ الدُّنْیَا وَنَحْنُ مِنْ اَھْلِھَا　　فَلَسْنَا مِنَ الْمَوْتٰی عَلَیْھَا وَلَا الْاَحْیَاءِ

اِذْ جَآءَنَا السَّجَّانُ یَوْمًا لِحَاجَةٍ　　عَجِبْنَا وَقُلْنَا جَآءَ ھٰذَا مِنَ الدُّنْیَا

ترجمہ: (۱) ہم دُنیا سے نکل گئے حالانکہ ہم دُنیا والوں میں سے ہیں لیکن اس حالت میں نہ مُردوں میں سے ہیں اور نہ زندوں میں سے۔

(۲) ایک دن جب داروغۂ جیل کسی ضرورت کے لئے ہمارے پاس آیا تو ہم حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ دُنیا سے آیا ہے۔

ذٰلِکَ سے مراد بیان کردہ جزا ہے، خِزْیٌ سے مراد رسوائی، ذِلت اور عذاب ہے اور ''وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ'' سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے مگر یہ کہ تمہارے ان پر قدرت پانے سے پہلے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں معاف کر دے جیسا کہ دوسرے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں۔معتزلہ کا مؤقف اس کے برعکس ہے۔

''غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے غفور بھی ہے اور ان پر رحیم بھی ہے پس وہ ان سے ڈاکہ ڈالنے کی سزا ختم فرما دے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اور بندوں کے حقوق سے متعلقہ ہر سزا اور حق ساقط فرما دے گا خواہ وہ خون ہو یا مال۔ البتہ! اگر اس کے پاس مال بعینہٖ موجود ہو تو وہ مالک کو لوٹا دے۔ ایک قول کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ صرف وہی سزا اور حق ساقط فرمائے گا جس کا تعلق حُقُوق اللہ سے ہو۔

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی ایک گروہِ علما نے تصریح کی ہے لیکن انہوں نے اِسے یوں مقید ذکر نہ کیا جیسے میں نے عنوان میں مقید ذکر کیا ہے اور میں نے جو کچھ ذکر کیا وہ واضح ہے اور اس پر آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسانوں کو فقط راستوں پر دھمکانے سے متعلق سابقہ اقسام میں سے ہر ایک قسم پر اور اس سے ماقبل قسم پر دنیا میں ذلت اور آخرت میں بڑے عذاب کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ انتہائی سخت وعید ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے مذکورہ آیتِ مبارکہ ذکر کرنے کے بعد واضح طور پر فرمایا کہ ڈاکہ ڈالنا اور راستوں پر دھمکانا بھی کبیرہ گناہ ہے تو مال چھیننا، زخمی کرنا اور قتل کرنا وغیرہ کا ارتکاب کرنا کیوں نہ کبیرہ گناہ کہلائے گا جبکہ اکثر ڈاکو بے نمازی بھی ہوتے ہیں اور لوٹا ہوا مال شراب اور زنا وغیرہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔

{......جنت میں لے جانے والے اعمال......}

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔''　(المستدرک، الحدیث: ۷۱۵۵، ج۵، ص۱۴۲)

کبیرہ نمبر371: شراب پینا

کبیرہ نمبر372: دیگر نشہ آور اشیاء پینا اگرچہ شافعی ایک قطرہ پئے

کبیرہ نمبر373: شراب یا نشہ آور چیز میں سے کسی ایک کو بنانا اور آنے والی قید کے ساتھ اُسے بنوانا

کبیرہ نمبر374: شراب اُٹھانا

کبیرہ نمبر375: شراب پینے کے لئے اُٹھوانا

کبیرہ نمبر376: شراب پلانا

کبیرہ نمبر377: شراب پلانے کا کہنا

کبیرہ نمبر378: شراب بیچنا

کبیرہ نمبر379: شراب خریدنا

کبیرہ نمبر380: شراب بیچنے یا خرید نے کا کہنا

کبیرہ نمبر381: اس کی قیمت کھانا

کبیرہ نمبر382: آنے والی قید کے ساتھ شراب یا اس کی قیمت کا اپنے پاس روکنا

(یہ بارہ باب شراب کے متعلق ہیں اور دیگر نشہ آور اشیاء کا بھی یہی حکم ہے)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ (پ۲، البقرۃ:۲۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

"یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ" کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان دونوں (یعنی شراب اور جوئے) کا حکم پوچھتے ہیں۔

خَمْر کسے کہتے ہیں؟:

خَمْر (یعنی شراب) انگور کے اس رَس یا جُوس کو کہتے ہیں جسے خوب جوش دیا جائے یہاں تک کہ وہ جھاگ چھوڑ دے۔ شراب پر مجازی طور پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ حقیقی طور پر اسے یہی نام دیا جاتا ہے آنے والی احادیث اس کی علت کو واضح کریں گی یا صحیح ترین قول کے مطابق لغت قیاس سے ثابت کرتی ہے کہ خَمْر انگور کے علاوہ ہر اُس شے کو کہتے ہیں جو جوش مارنے اور جھاگ دینے والی ہو۔

خمر کہنے کا سبب:

اسے خَمْر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ یعنی چھپا لیتی ہے، عورت کی اوڑھنی کو بھی اس لئے خِمَار کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کے چہرے کو چھپا لیتی ہے۔ نیز خَامِر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی گواہی چھپا لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو خَمْر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ ڈھانپ دی جاتی ہے یہاں تک کہ شدّت اختیار کر لیتی ہے، حدیثِ پاک کے یہ الفاظ اسی سے ہیں: "خَمِّرُوْا آنِیَتَکُمْ یعنی اپنے برتن ڈھانپو۔"[1]

بعض اہلِ لُغت کہتے ہیں کہ اسے خَمْر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو خَلَط مَلَط کر دیتی ہے، اسی سے عربوں کا یہ قول ہے: "خَامَرَہٗ دَاءٌ یعنی بیماری نے اسے خَلَط مَلَط کر دیا۔" بعض کے نزدیک اسے خَمْر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چھوڑ دی

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب تغطية الاناء، الحدیث ۵۶۲۳، ص ۴۸۲۔

جاتی ہے یہاں تک کہ جوش آ جائے اور اسی سے یہ قول بھی ہے: ''اِخْتَمَرَ الْعَجِیْنُ یعنی آٹے میں خمیر بن گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مقصود تک پہنچ گیا۔'' بہر حال مذکورہ تمام معانی باہم قریب قریب ہیں پس اس بنا پر خَمْر ایک ایسا مصدر ہے جس سے اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول مراد ہے اور جو فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام انگور کے رَس اور دیگر چیزوں کے رَس کو بھی خَمْر کہتے ہیں انہوں نے درج ذیل 2 احادیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے:

﴿1﴾......''جس دن خَمْر کی حرمت نازل ہوئی ان 5 چیزوں سے بنی ہوئی شراب کے متعلق تھی: انگور، کھجور، گندم، جَو اور جوار (کیونکہ اس وقت شراب انہیں سے بنتی تھی)۔ خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔'' (۱)

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے منبرِ رسول پر کھڑے ہوکر فرمایا: ''خبردار! بے شک خَمْر حرام کردی گئی ہے اور یہ ان 5 چیزوں سے بنتی ہے: انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو۔ خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔'' (۲)

یہ دونوں روایات اس بارے میں صریح ہیں کہ خَمْر کی حرمت ان انواع کی حرمت کو شامل ہے، پہلی روایت تو بالکل واضح ہے، رہی دوسری روایت تو چونکہ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عالمِ لغت ہیں لہٰذا اس کی حرمت کے متعلق ان کے قول کی طرف رجوع کیا جائے گا جبکہ آپ فرما چکے ہیں کہ ''خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔'' خصوصاً جبکہ یہ قول ابوداوٗد شریف کی مذکورہ روایت کے بھی موافق ہے۔

﴿3﴾......اسی طرح حضرت سیِّدُنا امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سِجِسْتَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے یہ حدیثِ پاک نقل فرمائی کہ ''شراب انگور سے بھی، کھجور سے بھی اور شہد سے بھی بنتی ہے۔'' (۳)

یہ حدیثِ پاک بھی صراحۃً بیان کرتی ہے کہ یہ اشیاء خَمْر کی حرمت کے تحت داخل ہیں کیونکہ شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصد لُغات سکھانا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ خَمْر میں ثابت حکم ہر نشہ آور چیز میں ثابت ہے۔

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الشربة، باب تحریم الخمر، الحدیث:۳۶۶۹، ص۱۴۹۵، "الذرة" بدله "العسل"۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب فی نزول تحریم الخمر، الحدیث:۷۵۶، ص۱۲۰۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب الخمر مما هی، الحدیث:۳۶۷۶، ص۱۴۹۵۔

خَمْر کو پانچ اشیاء کے ساتھ خاص کرنے کا سبب:

حضرت سیِّدُ نا خطابی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''خَمْر کو ان 5 اشیاء کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں صرف انہی چیزوں سے شراب بنتی تھی۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو معنوی طور پر اس کی مثل ہو وہ بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ سود کی حرمت والی حدیثِ پاک میں 6 مخصوص اشیاء کا ذکر ہے لیکن وہ حدیثِ پاک ان 6 اشیاء کے علاوہ میں سود کا حکم ثابت ہونے سے مانع نہیں۔

ہر نشہ آور چیز حرام ہے:

﴿4﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''(۱)

﴿5﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ سراپا عظمت ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''(۲)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''خبردار! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''(۳)

﴿7﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔''(۴)

شرحِ حدیث:

اس حدیث پاک کے تحت حضرت سیِّدُ نا خطابی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ اس روایت

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث:۵۲۱۸، ص۱۰۳۶۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۵۲۲۱۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۵۲۲۱۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث قیس بن سعد بن عبادۃ، الحدیث:۱۵۴۸۲، ج۵، ص۲۷۴۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب الخمر من العَسَل وھو البِتْع، الحدیث:۵۵۸۵، ص۴۷۹۔

میں دو اعتبار سے دلالت ہے:

﴿1﴾......جب آیتِ مبارکہ نے حرمتِ شراب کو بیان فرمایا اور لوگ اس کے نام سے ناواقف تھے تو شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہ کہنا پسند فرمایا کہ اس لفظ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مراد یہ ہے اور (لغۃً) اس کے لئے خَمْر کا لفظ استعمال کیا گیا جیسے نماز، روزہ کے لئے صلوٰۃ اور صوم کا لفظ استعمال کیا گیا۔

﴿2﴾......اس سے مراد یہ ہے کہ شہد کی شراب انگور کی شراب کی طرح حرام ہے کیونکہ ان کا قول "ھٰذَا خَمْرٌ" اگر حقیقت کے طور پر ہو تو مُدَّعا حاصل ہو گیا اور اگر مجازاً ہو تو اِس کا حکم اُس کے حکم کی طرح ہو گا کیونکہ ہم نے واضح کیا ہے کہ شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصد لُغات سکھانا نہیں بلکہ احکام کی تعلیم دینا تھا، شہد کی شراب کے متعلق صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) کی مذکورہ حدیثِ پاک اسے حلال قرار دینے والوں کی ذکر کردہ ہر تاویل کو باطل کر دیتی ہے اور ان لوگوں کا قول بھی فاسد ہو جاتا ہے جن کا گمان ہے کہ غیر نشہ آور نبیذ حلال ہے، کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نبیذ کی ایک قسم کے متعلق اِسْتِفْسار کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنس کی حرمت کو بیان فرمایا جو قلیل وکثیر کو شامل ہے اور اگر یہاں نبیذ کی اقسام اور مقداروں میں سے کسی چیز میں کوئی تفصیل ہوتی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے نہ چھوڑتے بلکہ ضرور بیان فرما دیتے۔ چنانچہ،

﴿8﴾......ایک حدیثِ پاک میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔'' (۱)

﴿9﴾......دوسری روایت میں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شے کا ایک فَرَق (یعنی سولہ رطل کے برابر پیمانہ) نشہ دے اس کا چُلُّو بھر بھی حرام ہے۔'' (۲)

﴿10﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر مُسْکِر و مُفْتِر (یعنی نشہ آور اور عقل میں فتور ڈالنے والی) چیز سے منع فرمایا ہے۔'' (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث: ۳۶۸۱، ص۱۴۹۶۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الاشربۃ، باب ماجاء ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، الحدیث: ۱۸۶۶، ص۱۸۴۱۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث: ۳۶۸۶، ص۱۴۹۶۔

حضرت سیِّدُ نا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''مُفْتِر سے مراد ہر وہ شراب ہے جو اعضا میں فتور اور بے حسی لاتی ہے۔'' ہر نشہ آور نبیذ کی حرمت کے قائلین نے اپنے مؤقف پر اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ لفظِ خمر کن اشیاء سے مشتق ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی ان کی دلیل ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ (پ۷، المائدۃ: ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے۔

آیتِ مبارکہ میں بیان کردہ علّت تمام نبیذوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ ان سب میں مذکورہ خرابیوں کا گمان پایا جاتا ہے۔

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اور حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! شراب عقل کو سلب کرنے والی اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔'' (1)

اور یہ علّت ہر قسم کی نبیذ میں موجود ہے۔ البتہ! اس آیتِ مبارکہ: ''وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ (پ۱۴، النحل: ۶۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق۔'' سے دلیل پکڑنا مردود ہے کہ یہاں سَکَرًا سیاقِ اثبات میں نکرہ ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ یہ نشہ ہی نبیذ ہے اس بنا پر کہ مفسِّرِین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ شراب کی حرمت پر دلالت کرنے والی آیات سے پہلے نازل ہوئی لہٰذا حرمت والی آیات اس حکم کو منسوخ کرنے والی یا خاص کرنے والی ہیں۔ چنانچہ

مروی ہے کہ ''سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سال حاجیوں کو پانی پلانے کی جگہ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''مجھے پانی پلاؤ۔'' حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''ہم آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وہ نبیذ نہ پلائیں جو ہم اپنے گھروں میں بناتے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہی پلاؤ جو لوگوں کو پلا رہے ہو۔'' حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نبیذ کا

(1)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۸۔

ایک پیالہ لے کر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے سونگھا تو چہرۂ اقدس پر شکنیں نمودار ہوگئیں اور اسے واپس لوٹا دیا، حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ مکہ پر ان کی شراب حرام فرما دی ہے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''مجھے پیالہ واپس کرو۔'' انہوں نے واپس کیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آبِ زمزم منگوا کر اس میں اُنڈیلا اور اس کے بعد نوش فرما کر ارشاد فرمایا: ''جب تم پر کوئی پینے والی شے سخت (نشہ آور) ہوجائے تو اس کا جوش پانی کے ذریعے ختم کرلیا کرو۔'' [1]

اگر مذکورہ روایت کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی یہ دلیل مردود ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ ایسا پانی ہو جس کا کھاراپَن زائل کرنے کی خاطر اس میں کھجوریں ڈالی گئی ہوں لیکن پانی کا ذائقہ کچھ تُرشی کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہو چونکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت مبارک بہت زیادہ پاکیزہ تھی لہٰذا آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے برداشت نہ کیا اور چہرۂ انور پر شکن پڑ گئے، پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی ترشی یا ذائقہ کو ختم کرنے کے لئے اس میں مزید پانی ملا دیا۔

اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی بعض روایات اس کی حِلَّت کا تقاضا کرتی ہیں۔ چنانچہ، امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعض عاملین کو لکھا: ''مسلمانوں کو ایسا طِلاء پینے دیجئے جس کے 2 حصے جل جائیں۔'' [2] (طِلاء انگور کا وہ شیرہ جس کو اتنا پکایا جائے کہ وہ گاڑھا ہوجائے)

حضرت سیِّدُنا ابوعبیدہ اور حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق شراب پینے کی روایت بھی مردود ہے۔ اسے صحیح تسلیم کر بھی لیں تب بھی دیگر روایات اس کی تردید کرتی ہیں۔ لہٰذا اعتراض دور ہوگیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت روایت باقی رہ گئی جس میں فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز اگرچہ نشہ نہ لائے حرام ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ کیونکہ یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ اس کی حرمت کی احادیث اتنی صریح ہیں کہ تاویل کا احتمال نہیں رکھتیں اور اس کے حلال ہونے کا شبہ کمزور ہے۔

---

[1] ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۸۔

[2] ......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر ما یجوز شربہ من الطلاء وما لا یجوز، الحدیث۵۷۱۸، ص۲۴۵۱۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''میں اس کی حلّت کا اعتقاد رکھنے والے کو حد لگاؤں گا مگر اس کی گواہی قبول کروں گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس لئے حد لگانے کا حکم دیا کیونکہ اس کی حلت کا شبہ کمزور ہے اور دوسرا یہ کہ اعتبار اُس حاکم کے مذہب کا ہوگا جس کے پاس جھگڑا لے جایا جائے نہ کہ مدمقابل کا، اس کے مَقْبُوْلُ الشَّھَادَۃ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں فسق کا مرتکب نہیں ہوا۔

جس شے کے پینے سے بالکل نشہ نہ آئے اس کے حکم میں اختلاف ہے، اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے اور شراب کے تمام احکام اس شے کے لئے ثابت ہوتے ہیں اور انہوں نے اس کی مخالفت اور غلط بیانی کرنے والے کے جواب میں طویل کلام فرمایا اور ایسی شراب کا پینا جو بالفعل نشہ لائے حرام ہے اور پینے والا بالاجماع فاسق ہے، اسی طرح نچوڑے ہوئے انگور یا کھجور کی تھوڑی سی مقدار جب وہ آگ پر پکائے بغیر شدید جوش میں آجائے تو وہ بھی حرام ہے اور اجماعاً نجس ہے، اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے گی اور وہ فاسق ہوجائے گا بلکہ اگر حلال جان کر پیئے تو کافر ہوجائے گا۔

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کے متعلق 4 آیات نازل ہوئیں۔ پہلے ارشاد فرمایا:

وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴿۶۷﴾ (پ۱۴، النحل: ۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بیشک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔

مسلمان پھر بھی اسے پیتے رہے اس لئے کہ یہ ان کے لئے حلال تھی پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ جیسے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیجئے، کیونکہ یہ عقل کو ختم کرنے والی اور مال کو سلب کرنے والی ہے۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم نازل ہوا:

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

پس نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شراب کی حرمت کی طرف توجہ دلا رہا ہے، لہٰذا جس کے پاس شراب ہو تو اسے بیچ دے۔‘‘ [1]

کچھ لوگوں نے اس فرمان اِثْمٌ کَبِیْرٌ کی وجہ سے شراب چھوڑ دی اور کچھ اس فرمان وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کی وجہ سے پیتے رہے یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھانا تیار کر کے کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو دعوت دی اور انہیں شراب بھی پیش کی، انہوں نے شراب پی تو مدہوش ہو گئے، نمازِ مغرب کا وقت ہوا تو ان میں سے ایک نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا اور اس نے ان آیاتِ مبارکہ: ’’قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ (پ۳۰، الکافرون: ۱، ۲) ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔‘‘ میں ’’لَاۤ اَعْبُدُ‘‘ کی بجائے ’’اَعْبُدُ‘‘ پڑھا، یعنی اَعْبُدُ سے پہلے حرفِ لَاۤ کو چھوڑ دیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (پ۵، النساء: ۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

پس نماز کے اوقات میں نشہ حرام ہو گیا اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر لی اور کہا: ’’اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہو جائے۔‘‘ اور کچھ لوگوں نے صرف نماز کے اوقات میں شراب پینا چھوڑ دی، ان میں سے کوئی شخص نمازِ عشا کے بعد شراب پیتا تو صبح تک اس کا نشہ زائل ہو چکا ہوتا اور فجر کی نماز کے بعد شراب پیتا تو ظہر کے وقت تک ہوش میں آ جاتا۔

ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عِتْبَان بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو دعوت دی، جن میں حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے، انہوں نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھونا، انہوں نے اسے کھایا اور شراب بھی پی یہاں تک کہ ان پر نشہ طاری ہو گیا، پھر آپس میں فخر کرنے اور برا بھلا کہنے لگے اور اشعار پڑھنے لگے پھر کسی نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ہجو تھی اور اس کی قوم کے لئے فخر تھا تو ایک انصاری نے اونٹ

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۹۰۷، ج۱۲، ص۱۹۵۔
صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر، الحدیث: ۴۰۴۴، ص۹۵۲۔

کے جبڑے کی ہڈی لی اور حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر دے ماری، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید زخمی ہو گئے اور سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس انصاری کی شکایت کی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرمادے۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم نازل فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (پ۷، المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

یہ حکم غزوۂ اَحزاب کے کچھ دن بعد نازل ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم اس سے رُک گئے۔'' (1)

حضرت سیِّدُ نا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اس ترتیب پر حرمت واقع کرنے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا تھا کہ یہ لوگ شراب نوشی کے بہت دلدادہ ہیں اور انہیں اس سے بہت زیادہ نفع بھی حاصل ہوتا ہے، اگر انہیں ایک ہی حکم سے منع کیا گیا تو یہ ان پر گراں گزرے گا، لہٰذا اُن پر شفقت فرماتے ہوئے درجہ بدرجہ حرمت نازل فرمائی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیتِ مبارکہ سے شراب اور جوئے کو حرام فرمایا، پھر یہ حکم نازل ہوا ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى'' یہ فرمان باری تعالیٰ بھی شراب نوشی کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ شراب پینے والے پر نشے کی حالت میں نماز مشکل ہوتی ہے تو اس سے ممانعت ضمنی طور پر پینے سے ممانعت ہے، پھر سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی جو کہ حرمت میں انتہائی پختہ ہے۔'' (2)

---

(1)......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۱، ص۱۴۰۔

(2)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲ ص۳۹۶۔

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ’’جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو ان دنوں اہلِ عرب کے لئے اس سے زیادہ عیش والی کوئی چیز نہ تھی اور نہ ہی ان کے لئے کسی چیز کی حرمت اس سے سخت تھی۔‘‘ (۱)

مزید فرماتے ہیں: ’’ہمارے پاس آگ کے بغیر پکی کھجوروں کی بنی ہوئی شراب تھی، میں حضرت سیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور فلاں فلاں کو شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور بتایا کہ شراب حرام ہوگئی ہے، تو ان سب نے مجھ سے کہا: ’’اے اَنَس! ان مٹکوں کو اُنڈیل دیجئے۔‘‘ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے بتانے کے بعد ان سب صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کے متعلق نہ تو کسی سے پوچھا اور نہ اس کی طرف دوبارہ لوٹے۔‘‘ (۲)

جوے کا بیان:

مَیْسِر سے مراد قِمَار یعنی جوا ہے، عنقریب باب الشہادات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ’’فِیْہِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ‘‘ کے تحت کلام آئے گا اور فِیْہِمَآ سے مراد ان دونوں (یعنی جوئے اور شراب) کا عادی ہے۔ لفظِ کَبِیْر کو کَبِیْر اور کَثِیْر دونوں طرح پڑھا گیا ہے، گناہ کے بڑا ہونے کو بیان کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر اِثْمٌ کی صفت کَبِیْرٌ ذکر کی گئی ہے۔ اسی طرح کی قرآنِ حکیم میں یہ مثالیں بھی ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۲ (پ۴، النساء:۲) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْہَوْنَ عَنْہُ (پ۵، النساء:۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

چونکہ شراب پینا اور جوا کھیلنا دونوں کبیرہ گناہ ہیں اس لئے ان دونوں کی صفت بھی کبیر ہی زیادہ مناسب ہے۔

قراءِ سبعہ اس بات پر متفق ہیں کہ سورۂ بقرہ کی گزشتہ آیت کے الفاظ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِہِمَا میں اَکْبَرُ ہی پڑھا جائے گا جبکہ اَخَوَیْن (یعنی امام حمزہ اور امام کِسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے اسے کَثِیْرٌ پڑھا ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں:

(۱)......اس اعتبار سے کہ شراب پینے اور جوا کھیلنے والے دونوں نافرمان ہیں (یعنی ان میں سے ہر ایک گناہگار ہے) (۲)...... یا اس اعتبار سے کہ شراب اور جوئے کے عادی لوگوں پر مسلسل اور دُگنا عذاب ہوگا (۳)...... یا اس اعتبار

---

(۱)......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۱، ص۱۴۰۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المائدۃ، باب اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ......الخ، الحدیث ۴۶۱۷، ص۳۸۱۔

سے کہ شراب پینے اور جوا کھیلنے والے بری باتوں اور قبیح کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں (۴)...... یا اس اعتبار سے کہ انگور سے لے کر شراب بننے تک شرابی نے اسے لئے رکھا کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب پر لعنت فرمائی اور اس کے ساتھ دیگر 10 دوسری چیزوں پر بھی لعنت فرمائی جن کا بیان آگے آئے گا (۵)...... یا اس اعتبار سے کہ لفظِ اِثْم یہاں پر مَنَافِع کے مقابل ہے اور منافع جمع کا صیغہ ہے پس مناسب یہی ہے کہ اِس کا مقابل بھی جمعیّت یعنی کثرت کے معنی میں ہو۔ پس دونوں قراٰتیں نہ صرف واضح ہوگئیں بلکہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دونوں کا مقصود ایک ہی چیز ہے کیونکہ کبیر کو کثیر اور کثیر کو کبیر کہہ سکتے ہیں جیسا کہ صغیر کو حقیر اور یسیر کہہ سکتے ہیں۔ (1)

متکلِّم پر ضروری ہے کہ وہ بغیر کسی اعتراض کے تمام قراٰتوں کی توجیہ کو قبول کرلے کیونکہ قراٰتِ متواترہ میں کمزوری ہے اور جارُ اللّٰہ زَمَخْشَرِی مُعْتَزِلِی وغیرہ نے کئی مقامات پر (شراب کی عدمِ حرمت کا قول) ذکر کیا ہے اور یہ اس کی لغزش اور خطا ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان اِثْمٌ کَبِیْرٌ سے شراب کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کی دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ (پ۸، الاعراف:۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ۔

اِثْمٌ سے مراد یا تو سزا ہے یا اس کا سبب اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کسی حرام چیز کی ہی صفت بیان کی جاسکتی ہے اسی طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا'' پس گناہ کو نفع سے زیادہ قرار دیا اور یہ بات حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

چند سوالات و جوابات:

سوال (۱): سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیتِ مقدّسہ شراب پینے کی حرمت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شراب پینے میں ایک گناہ ہے تو آپ اس گناہ کو حرام سمجھو، پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ شراب نوشی میں چونکہ یہ گناہ پایا جاتا ہے اس لئے اس کا حرام ہونا لازم ہے؟

(1)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۴، ص۳۶-۳۷۔

جواب: لوگوں کا سوال مطلق شراب کے بارے میں تھا، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے واضح فرمایا کہ اس میں گناہ ہے، تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ گناہ اسے تمام حالتوں میں لازم ہے، لہٰذا شراب پینا اس حرام لزومیت کو لازم ہے اور جو چیز حرمت کو لازم ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے پس شراب نوشی کا حرام ہونا لازم ہے۔

سوال (۲): یہ آیتِ مبارکہ حرمتِ شراب پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اس میں تو اس کے منافع ثابت کئے گئے ہیں حالانکہ حرام چیز میں منفعت نہیں ہوتی؟

جواب: شراب سے نفع کا حصول اس کی حرمت کے مانع نہیں کیونکہ خاص کا ثبوت عام کے ثبوت کا لازم ہے اور اس پر دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری امت کی شفا اس چیز میں نہیں رکھی جو ان پر حرام ہے۔''(1)

چونکہ منافع شفا سے عام ہیں لہٰذا شفا کی نفی سے مطلق منافع کی نفی لازم نہیں آتی۔

سوال (۳): صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بھی صرف اس آیتِ مبارکہ کو حرمت پر دلالت کرنے میں کافی نہیں سمجھا یہاں تک کہ سورۂ مائدہ اور (نشہ کی حالت میں) نماز کی ممانعت والی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں؟

جواب: حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور شراب حرام ہوگئی اور ذکر کردہ توقُّف تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق مروی نہیں بلکہ بعض کے بارے میں ہے، اور اکابر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا ایسے واضح حکم کی درخواست کرنا جائز تھا جو حرمتِ شراب میں اس آیتِ مبارکہ سے مؤکد ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مُردوں کو زندہ کرنے کے مشاہدہ کی درخواست کی تاکہ ان کے یقین واطمینان میں اضافہ ہو جائے۔

سوال (۴): اس آیتِ مبارکہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شراب کے اوصاف میں سے ہے کہ اس میں بہت بڑا گناہ ہے، اگر یہ آیتِ مبارکہ حرمتِ شراب پر دلالت کرتی تو اس بات پر بھی دلالت کرتی کہ یہ نہ ہماری شریعت میں کبھی حلال ہوئی اور نہ ہی کسی دوسری شریعت میں حلال تھی جبکہ یہ باطل ہے؟

جواب: اس فرمانِ باری تعالٰی ''فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ'' سے مراد حال کی خبر دینا ہے نہ کہ ماضی کی، لہٰذا اس آیتِ مبارکہ

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث۷۴۹، ج۲۳، ص۳۲۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آگاہ فرمایا کہ شراب پینا اس امت کے لئے فساد کا باعث ہے ان سے پہلوں کے لئے نہیں۔ (۱)

شراب کے نقصانات:

شراب کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اس عقل کو ختم کر دیتی ہے جو انسان کی اعلیٰ و اشرف صفات میں سے ہے، جب شراب اعلیٰ اوصاف کی حامل چیز یعنی عقل کی دشمن ہے تو اسی سے اس کا گھٹیا ہونا لازم ہو گیا۔

عقل کی وجہِ تسمیہ:

عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صاحبِ عقل کو ان برے افعال سے روکتی ہے جن کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ لہذا جب وہ شراب پیتا ہے تو برائیوں سے روکنے والی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ ان برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے اور چونکہ شراب بھی فطری طور پر انہی برائیوں میں سے ایک ہے، لہٰذا وہ نہ صرف اسے پینے کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دوسرے گناہوں کا بھی مرتکب ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل واپس لوٹ آئے۔ (۲)

پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی:

حضرت سیِّدُ نا امام ابن ابی الدنیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نشے میں مست ایک شخص کے پاس سے ہوا وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح اس سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طُھُوْرًا یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔'' حضرت سیِّدُ نا عباس بن مرداس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے پوچھا گیا: ''آپ شراب کیوں نہیں پیتے حالانکہ یہ تو جسم کی حرارت میں اضافہ کرتی ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نہ تو اپنی جہالت کو خود اپنے ہاتھ سے پکڑنے والا ہوں کہ اسے اپنے پیٹ میں داخل کروں اور نہ ہی اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی قوم کے سردار کی حیثیت سے صبح کروں مگر میری شام بیوقوف شخص جیسی ہو۔'' (۳)

شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتی ہے اور دشمنی اور بغض کا باعث بنتی ہے جیسا کہ

---

(۱)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۹۔

(۲)......المرجع السابق، ص۴۰۰۔ (۳)......المرجع السابق، ص۴۰۱۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیتِ مقدّسہ میں بیان فرمایا۔

شرابی کی حرص بڑھتی ہی رہتی ہے:

شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسی معصیت ہے جس کے خواص میں سے ہے کہ انسان جب اس سے مانوس ہوجاتا ہے تو اس کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے اور دیگر گناہوں کے برعکس اس کے لئے اس کی جدائی برداشت کرنا محال ہوجاتا ہے اور دیگر تمام گناہوں کے برخلاف اس کا عادی اس سے نہیں اُکتاتا۔ کیا آپ زانی کو نہیں دیکھتے کہ اس کی خواہش ایک ہی بار اس گناہ کے ارتکاب سے ختم ہوجاتی ہے اور جب بھی وہ اس گناہ کے ارتکاب میں اضافہ کرتا ہے تو اس کا فتور بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر شرابی جب شراب نوشی کی کثرت کرتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ چاک وچوبند ہوجاتا ہے اور جسمانی لذّت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ آخرت کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے اور اسے بُھولی بِسری بات کی طرح پسِ پشت ڈال دیتا ہے، لہٰذا وہ ان لوگوں میں سے ہوجاتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھول گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی جانوں سے بھی غافل کردیا وہی لوگ فاسق ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب عقل زائل ہوجائے تو ہر قسم کی برائیاں مکمل طور پر آجاتی ہیں، اسی وجہ سے سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔'' [1]

اس کے مذکورہ منافع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اہلِ عرب جب کبھی اپنے قرب وجوار سے شراب لے کر آتے تو اس کی تعریف میں حد درجہ مبالغہ آمیزی کرتے، خریدار جب اس کے خریدنے میں قیمت کم کروانا چھوڑ دیتا تو وہ اسے اس کی فضیلت وکرامت شمار کرتے پس اس وجہ سے ان کا نفع زیادہ ہوجاتا تھا۔

اس کے مزید چند فوائد یہ ہیں: (۱) یہ کمزور کو طاقت ور کرتی ہے (۲) کھانا ہضم کرتی ہے (۳) جماع پر مدد دیتی ہے (۴) غم زدہ کی تسلی کا باعث بنتی ہے (۵) بزدل کو بہادر بناتی ہے (۶) رنگ صاف کرتی ہے (۷) حرارتِ غریزیہ (یعنی جسم کے اندرونی درجۂ حرارت) کو معتدل کرتی ہے اور (۸) ہمت اور برتری میں اضافہ کرتی ہے۔

جب یہ حرام ہوگئی تو اس کے مذکورہ تمام فوائد ختم ہوگئے اور اس کے بعد یہ صرف نقصان اور اچانک موت کا سبب بن گئی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی نافرمانی سے پناہ عطا فرمائے۔ (آمین)

---

[1] ......سنن النسائی، کتاب الاشربة، باب ذکر الآثام المتولدة عن شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۵۶۷۹، ص۲۴۴۸۔

شراب کی حرمت پر احادیثِ مبارکہ:

واضح روشن احادیثِ مبارکہ میں شراب پینے، اس کے بیچنے، خریدنے، نچوڑنے، اُٹھانے اور اس کی قیمت کھانے پر انتہائی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور شراب چھوڑنے اور اس سے توبہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (۱)

﴿12﴾......ابوداؤد شریف میں مذکورہ روایت کے آخر میں ہے: ''مگر اس کے بعد بھی توبہ اس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (۲)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے کہ رسول اللّٰہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چوتھی چیز بھی بیان فرمائی مگر میں بھول گیا، (مزید فرمایا) ''جب کسی نے ایسا کیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (۳)

شرابی اور اس کے مددگار ملعون ہیں:

﴿14﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے پینے والے، پلانے والے، خریدنے والے، بیچنے والے، بنانے والے، بنوانے والے، اٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث:۲۰۲، ص۶۹۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ، الحدیث:۴۶۸۹، ص۱۵۶۷، دون قولہ ''لکن''۔

(۳)......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، الحدیث:۴۸۷۴، ص۲۴۰۳، دون قولہ ''السارق''۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب العصیر للخمر، الحدیث:۳۶۷۴، ص۱۴۹۵۔

﴿15﴾......ابن ماجہ شریف کی روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی (لعنت فرمائی)۔''[1]

﴿16﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 بندوں پر لعنت فرمائی ہے: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔'' [2]

﴿17﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شریعت بیان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی کمائی)، مردار اور اس کی کمائی، خنزیر اور اس کی کمائی کو حرام قرار دیا ہے۔''[3]

﴿18﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے یہودیوں پر تین مرتبہ لعنت فرمائی، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر (گردوں، آنتوں اور معدے کی) چربی کھانا حرام کی تو انہوں نے اسے بیچا اور اس کی کمائی کھائی، جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتا ہے تو اس کی کمائی بھی ان پر حرام کر دیتا ہے۔'' [4]

شراب پینا خنزیر کھانے کے مترادف ہے:

﴿19﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص شراب بیچے اسے چاہئے کہ خنزیر کے گوشت کے ٹکڑے کرے۔'' [5]

حدیثِ پاک کی تشریح:

حضرت سیِّدُنا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حرمت کی تاکید اور شدت بیان کرنا ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جس نے شراب بیچنے کو حلال جانا تو اسے چاہئے کہ وہ خنزیر کھانے کو بھی حلال سمجھے کیونکہ شراب اور خنزیر دونوں حرمت اور گناہ میں برابر ہیں، پس اگر

---

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الاشربة، باب لعنت الخمر علی عشرة اوجه، الحدیث:۳۳۸۰، ص۲۶۸۱۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النهی ان یتخذ الخمر خلّا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی ثمن الخمر والمیتة، الحدیث:۳۴۸۵، ص۱۴۸۲۔

[4] ......المرجع السابق، الحدیث:۳۴۸۸، ص۱۴۸۳۔

[5] ......المرجع السابق، الحدیث:۳۴۸۹۔

آپ خنزیر کا گوشت کھانے کو حلال نہیں سمجھتے تو شراب کی کمائی بھی حلال نہ جانو۔''

﴿20﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور طلب کرنے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

نافرمان قوم پر عذاب کی صورتیں:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُنا ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گا لیکن صبح وہ لوگ اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، انہیں زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات پیش آئیں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قبیلہ دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں شخص کا گھر دھنسا دیا گیا، ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قومِ لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے، ان پر ضرور تباہ کرنے والی ایسی آندھی بھیجی جائے گی جس نے قومِ عاد کو ان کے قبیلوں اور گھروں میں ہلاک کر دیا تھا اور ایسا ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی لونڈیاں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔'' (امام ابوداؤد طیالسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) ''ایک اور بری خصلت بھی تھی جسے (راوی) حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھول گئے۔'' (۲)

زوالِ اُمَّت کے اسباب:

﴿22﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب میری اُمَّت 15 باتوں کو اپنالے گی تو وہ مصیبتوں میں گھر جائے گی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱)...... جب غنیمت کو ذاتی دولت (۲)......امانت

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث: ۲۸۹۹، ج ۱، ص ۶۷۷۔

......مسند ابی داود الطیالسی، احادیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۱۱۳۷، ص ۱۵۵۔

کوغنیمت اور (۳)......زکوٰۃ کوتاوان سمجھا جانے لگے گا(۴)......آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور (۵)......ماں کی نافرمانی کرے گا(۶)......اپنے دوست سے اچھا سلوک اور (۷)......باپ سے بدسلوکی کرے گا(۸)......مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی (۹)......ذلیل ترین شخص ان کا حکمران بن جائے گا(۱۰)......انسان کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی (۱۱)......شراب پی جائے گی (۱۲)......ریشم پہنا جائے گا(۱۳)......گانے بجانے والی لونڈیاں رکھی جائیں گی (۱۴)......(گھروں میں) گانے بجانے کے آلات رکھے جائیں گے اور (۱۵)......اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ **تو اس وقت لوگوں کو چاہئے کہ سرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مسخ ہونے (یعنی بدل جانے) کا انتظار کریں۔**'' [1]

زانی وشرابی کا ایمان کیسے نکلتا ہے؟

﴿23﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ایمان اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے۔'' [2]

﴿24﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شراب نہ پئے اور جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو۔'' [3]

شرابی جنتی شراب سے محروم ہوگا:

﴿25﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر شراب پینے کی حالت میں مرگیا تو وہ آخرت میں شرابِ (طہور) نہ پئے گا۔'' [4]

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی علامة حلول المسخ والخسف، الحدیث: ۲۲۱۸، ص۱۸۷۴۔

[2] ......المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منه الایمان، الحدیث۶۵، ج۱، ص۱۷۶۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۶۲، ج۱۱، ص۱۵۳۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث: ۵۲۱۸، ص۱۰۳۶۔

﴿26﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ (طہور) نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔'' (۱)

﴿27﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں شراب پی پھر توبہ نہ کی تو آخرت کی شراب اس پر حرام کر دی جائے گی۔'' (۲)

نوٹ: حضرت سیِّدُنا امام خَطَّابی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں کہ محیّ السنۃ حضرت سیِّدُنا ابو محمد حسین بن مسعود بَغَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۵۱۶ھ) اس حدیثِ پاک کے تحت ''شَرْحُ السُّنَّة'' میں فرماتے ہیں: ''حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کے اس فرمان ''حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ'' میں وعید ہے کہ شرابی جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ شراب تو اہلِ جنت کے پینے کے لئے ہوگی لیکن اس کے پینے سے نہ تو وہ دردِ سر میں مبتلا ہوں گے اور نہ ہی بہکیں گے اور جو جنت میں داخل ہو جائے گا اس پر جنّتی شراب حرام نہ ہوگی۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا امام بَغَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی مذکورہ تشریح میں غور و فکر کی ضرورت ہے اور شُعَبُ الْاِیْمَان کی مذکورہ حدیثِ پاک اس کی تردید کرتی ہے جس میں تصریح ہے کہ شرابی شرابِ طہور نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔

شرابی دخولِ جنت سے محروم ہے:

﴿28﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......(رشتہ داروں سے) تعلقات توڑنے والا اور (۳)......جادو کی تصدیق کرنے والا، اور جو عادی شرابی مرے گا اللہ عزَّوَجَلَّ اسے نَهْرِ غُوْطَه سے پلائے گا۔'' عرض کی گئی: ''نَهْرِ غُوْطَه کون سی نہر ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ وہ نہر ہے جو زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلے گی اور ان کی شرمگاہوں کی بدبو اہلِ دوزخ کو اذیت دے گی۔'' (۴)

---

(۱)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۵۷۴، ج۵، ص۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب عقوبۃ من شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۵۲۲۲، ص۱۰۳۶۔

(۳)......شرح السنۃ للبغوی، کتاب الاشربۃ، باب وعید شارب الخمر، تحت الحدیث: ۲۹۰۶، ج۶، ص۱۱۷۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث: ۱۹۵۸۴، ج۷، ص۱۳۹۔

﴿29﴾……**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''شراب کا عادی، جادو کی تصدیق کرنے والا اور (رشتہ داروں سے) قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۱)

﴿30﴾……حضرت سیِّدُنا امام محمد بن عبد اللہ حاکم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا مگر اس پر اعتراض کیا کہ اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا ہے (یعنی اصل روایت یہ ہے): ''4 قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ نہ تو انہیں جنت میں داخل کرے اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)……شراب کا عادی (۲)……سود کھانے والا (۳)……یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)……والدین کا نافرمان۔'' (۲)

﴿31﴾……نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جنت کے باغات میں نہ شراب کا عادی داخل ہوگا، نہ والدین کا نافرمان اور نہ ہی اپنی عطا پر احسان جتانے والا۔'' (۳)

﴿32﴾……ایک روایت میں جنت الفردوس کے الفاظ ہیں۔'' (۴)

بغیر توبہ کئے مرنے والے شرابی کا انجام:

﴿33﴾……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب کا عادی (بغیر توبہ کئے) مر گیا تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بُت پرست کی طرح پیش ہوگا۔'' (۵)

﴿34﴾……ایک روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ شراب کا عادی ہو تو وہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے بتوں کے پجاری کی طرح ملے گا۔'' (۶)

حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (اپنے باپ سے) روایت کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے: ''میں شراب

---

(۱)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الکھانۃ والسحر، الحدیث: ۶۱۰۴، ج۷، ص۶۴۸۔
(۲)……المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج۲، ص۳۳۸۔
(۳)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۳۳۵۹، ج۴، ص۴۵۰۔
(۴)……الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر……الخ، الحدیث: ۳۶۰۷، ج۳، ص۲۰۲۔
(۵)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث: ۲۴۵۳، ج۱، ص۵۸۳۔
(۶)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث: ۵۳۲۴، ج۷، ص۳۶۷۔

پینے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر اس ستون کو پُوجنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔‘‘ (۱)

اس سے مراد یہ ہے کہ شرابی اور بُتوں کا پُجاری دونوں گناہ میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں گویا انہوں نے یہ بات سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمان ’’کَعَابِدِ وَثَنٍ‘‘ سے اخذ کی۔

اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق مروی ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو ان میں سے کچھ اپنے دوسرے دوستوں کے پاس گئے اور کہنے لگے: ’’شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے (گناہ کے اعتبار سے) شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔‘‘ (۲)

﴿35﴾...... حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’نہ تو شراب کا عادی جنت میں داخل ہوگا، نہ ہی والدین کا نافرمان اور نہ ہی احسان جتانے والا۔‘‘ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ’’یہ فرمانِ اقدس مجھ پر بہت گراں گزرا کیونکہ مؤمنین گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میں نے والدین کے نافرمان کے متعلق یہ حکمِ قرآنی پایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ (پ۲۶، محمد: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

اور احسان جتانے والے کے متعلق یہ آیتِ مبارکہ پائی:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

اور شراب کے متعلق یہ فرمانِ باری تعالٰی پایا:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ (پ۷، المائدۃ: ۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام۔

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، الحدیث: ۵۶۷۶، ص۲۴۴۸۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۹۹، ج۱۲، ص۳۰۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۷۰، ج۱۱، ص۸۲۔

﴿36﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کردی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دَیُّوث جو اپنی بیوی میں بدکاری برقرار رکھتا ہے۔'' [۱]

﴿37﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے: ''جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی لیکن اپنے عمل پر فخر کرنے والا، (والدین کا) نافرمان اور شراب کا عادی جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔'' [۲]

حافظ زکی الدین عبدُ العظیم مُنْذِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''میں اس حدیثِ پاک کے کسی راوی کو نہیں جانتا کہ جس پر جرح کی گئی ہو (یعنی اسے غیر عادل قرار دیا گیا ہو) اور اس کے بہت سے شواہد[۳] موجود ہیں۔'' [۴]

﴿38﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......دَیُّوث (۲)......مردانی عورتیں اور (۳)......شراب کا عادی۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! شراب کے عادی کو تو ہم جانتے ہیں لیکن دَیُّوث کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر ہم نے عرض کی: ''مردانی عورتیں کون ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔'' [۵]

---

[۱]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۸۲، ج۲، ص۴۸۲۔

[۲]......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۴۰۹، الجزء الاول، ص۱۴۵۔

[۳]......شَوَاھِد، شَاھِد کی جمع ہے، اصطلاحِ اصولِ حدیث میں اگر دو حدیثیں ایک صحابی سے مروی ہوں تو دوسری کو پہلی کا ''مُتَابِع'' اور اگر دو حدیثیں دو صحابیوں سے مروی ہوں تو دوسری کو پہلی کا ''شاھد'' کہتے ہیں، نیز اگر وہ دونوں حدیثیں ''لفظ ومعنٰی'' میں موافق ہوں تو دوسری کو ''مِثْلُہٗ'' اور اگر صرف ''معنٰی'' میں موافق ہوں تو دوسری کو ''نَحْوُہٗ'' کہتے ہیں۔''
(المقدمۃ للشیخ عبد الحق محدث دھلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی، ص۲)

[۴]......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، تحت الحدیث: ۳۶۰۹، ج۳، ص۲۰۳۔

[۵]......شعب الایمان للبیھقی، باب فی الغیرۃ والمذاء، الحدیث: ۱۰۸۰۰، ج۷، ص۴۱۲۔

شراب ہر برائی کی جڑ ہے:

﴿39﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''شراب سے بچو! بے شک یہ ہر برائی کی چابی ہے۔'' (۱)

﴿40﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''شراب گناہ کی بنیاد ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔'' (۲)

سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وصیت:

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وصیت فرمائی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کر کہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کی اس سے ذمہ داری اُٹھالی گئی اور شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔'' (۳)

شراب کی تباہ کاریاں

بنی اسرائیل کا ایک شرابی:

﴿42﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کچھ دوسرے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن رحمتِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد اکٹھے بیٹھے تھے کہ سب سے بڑے گناہ کا ذکر ہونے لگا لیکن انہیں اس کے متعلق زیادہ علم نہ تھا، انہوں نے مجھے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے پوچھ آؤں، پس انہوں نے مجھے بتایا: ''سب سے بڑا گناہ

۱......المستدرک، کتاب الاشربة، باب اجتنبوا الخمر فانها مفتاح کل شر، الحدیث۷۳۱۳، ج۵، ص۲۰۱۔

۲......دلائل النبوة للبیهقی، باب ما روی فی خطبته بتبوک ج۵ ص۲۴۲۔

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، الحدیث۹، ج۵، ص۲۲۔

۳......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب الصبر علی البلاء، الحدیث:۴۰۳۴، ص۲۷۲۰۔

شراب پیتا ہے۔''میں نے واپس آ کر یہ بات بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور فوراً ان کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ سب ان کے گھر پہنچ گئے تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے انہیں بتایا کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑ لیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیئے یا کسی کو قتل کرے یا زنا کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے ورنہ وہ اسے قتل کر دیں گے، چنانچہ اس نے شراب پینا اختیار کر لیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے وہ تمام کام کئے جو وہ اس سے کروانا چاہتا تھا۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا:''جو شخص شراب پیتا ہے چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے پیٹ میں شراب ہو تو اس کی وجہ سے اس پر جنت حرام کر دی جائے گی، پس اگر وہ ان چالیس راتوں میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔''[1]

شراب نے کیا گُل کھلائے:

﴿43﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: برائیوں کی اصل (یعنی شراب) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا، ایک عورت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور اس کی طرف خادم کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہیں گواہی کے لئے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا۔ جب بھی وہ کسی دروازے سے اندر داخل ہوتا تو وہ اس پر بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ ایک نہایت حسین وجمیل عورت کے پاس پہنچا جس کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور وہاں شیشے کا ایک بڑا برتن تھا جس میں شراب موجود تھی۔ اس عورت نے عابد سے کہا:''میں نے تجھے کسی قسم کی گواہی دینے کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تو اس لڑکے کو قتل کر کے مجھ سے زنا کرے یا پھر شراب کا ایک جام پی لے، اگر تو نے انکار کیا تو میں واویلا کروں گی اور تجھے ذلیل ورسوا کر دوں گی۔'' جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کے پاس اس سے چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا:''مجھے شراب کا گلاس پلا دے۔'' عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے مزید مانگا، پس وہ اسی طرح شراب پیتا رہا یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ منہ بھی کالا کیا اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا تم شراب سے بچتے رہو، بلاشبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایمان اور شراب نوشی دونوں کسی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، ہاں! عنقریب ایک دوسرے کو

---

[1] ......المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ان اعظم الکبائر شرب الخمر، الحدیث ۷۳۱۸، ج۵، ص۲۰۳۔

باہر نکال دے گا۔''(1)

ہارُوت ومارُوت کی آزمائش:

﴿44﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو زمین پر اُتارا گیا تو فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ!

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۳۰ (پ ۱، البقرۃ:۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں، فرمایا: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے زیادہ تیری اطاعت کرنے والے ہیں۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے فرمایا: ''دوفرشتے منتخب کرو پھر ہم جانچیں گے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم ھاروت وماروت کا انتخاب کرتے ہیں۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو حکم فرمایا: ''زمین پر اُتر جاؤ۔'' پھر ان دونوں کے سامنے زہرہ نامی عورت انتہائی خوبصورت کر کے لائی گئی، تو وہ اس عورت کے پاس گئے اور اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم یہ شرکیہ کلمہ نہ کہو۔'' انہوں نے کہا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم کبھی بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' پھر وہ انہیں چھوڑ کر چلی گئی دوبارہ ان کے پاس آئی تو اس نے ایک بچہ اُٹھایا ہوا تھا، انہوں نے دوبارہ اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اس بچے کو قتل نہ کردو۔'' انہوں نے پھر جواب دیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم کبھی بھی اس بچے کو قتل نہیں کریں گے۔'' وہ پھر چلی گئی اور شراب کا ایک پیالہ اٹھائے ہوئے واپس آئی، انہوں نے پھر اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بالکل نہیں جب تک کہ تم یہ شراب نہ پی لو۔'' لہٰذا دونوں نے شراب پی لی اور ان پر نشہ طاری

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث:۵۳۲۴، ج۷، ص۳۶۷۔

ہوگیا اور دونوں نے نہ صرف اس سے زنا کیا بلکہ بچے کو بھی قتل کر دیا۔ جب انہیں ہوش آیا تو اس عورت نے انہیں بتایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے مجھ سے جن کاموں کا انکار کیا تھا ان میں سے ہر کام تم نے نشے کی حالت میں کر ڈالا ہے۔'' پس ان دونوں کو دنیا اور آخرت کے عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا۔'' (۱)

﴿45﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جب شراب حرام کی گئی تو حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے: ''شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' (۲)

﴿46﴾......حضرت سیِّدُنا ابوتمیم جیشانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے مروی ہے کہ انہوں نے انصار کے سردار حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فرماتے سنا اس وقت وہ مصر کے گورنر تھے کہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ یا گھر آگ یا جہنم میں بنالے۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے شراب پی وہ قیامت کے دن پیاسا آئے گا، خبردار! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر قسم کی شراب حرام ہے، اور غُبَیْرَاء (یعنی جوار سے بنی ہوئی شراب) سے بچو۔'' (راوی کہتے ہیں:) میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بھی اسی کی مثل حدیثِ پاک بیان کرتے سنا، البتہ! ان کی روایت میں ''گھر اور ٹھکانہ'' کے الفاظ مختلف ہیں۔'' (۴)

﴿47﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے شراب پی اس

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ٦١٨٤، ج٢، ص٤٩٥۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ١٢٣٩٩، ج١٢، ص٣٠۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث قیس بن سعد، الحدیث: ١٥٤٨٤/١، ج٥، ص٢٧٤۔

(۴)......المرجع السابق، الحدیث: ١٥٣٨٢/٢۔

الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث: ٣٦١١، ج٣، ص٢٠٦۔

کے دل سے ایمان کا نور نکل گیا۔'' [۱]

﴿48﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔'' [۲]

﴿49﴾......ایک شخص یمن کے شہر جَیْشَان سے آیا اس نے حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جوار سے بنی ہوئی شراب کے متعلق پوچھا جسے لوگ اس کے ملک میں پیتے ہیں اور اسے مِزْر کہتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہ نشہ آور ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم متعین فرما دیا ہے کہ جو کوئی نشہ آور چیز پیئے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِین نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دوزخیوں کا پسینہ یا اُن کی پیپ۔'' [۳]

﴿50﴾......حضور نبئ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے کہ ''(رحمت کے) فرشتے 3 قسم کے بندوں کے پاس نہیں آتے: (۱) جنبی (۲) نشہ کرنے والا اور (۳) زعفران ملے خلوق (خوشبو) میں لتھڑا ہوا۔'' [۴]

﴿51﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 قسم کے بندوں کی نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے: (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے آقا کے پاس لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دے (۲) ایسی عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے (۳) نشہ کرنے والا یہاں تک کہ نشہ اُتر جائے۔'' [۵]

---

[۱] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۳۴، ج۱، ص۱۱۰، "خرج" بدلہ "اخرج اللہ"۔

[۲] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۷۸۵۲، ج۸، ص۲۱۱۔

[۳] ......صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مُسْکِر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث:۲۱۵۷، ص۱۰۳۶۔

[۴] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدۃ بن الحصیب، الحدیث:۴۴۲۴، ج۱۰، ص۳۲۱، بتغیر۔

[۵] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث:۵۳۳۳، ج۷، ص۳۷۰۔

شرابی پر غضبِ جبار:

﴿52﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ مزامیر (یعنی گانے باجے کے آلات)، سارنگیاں اور طبلے توڑ ڈالوں اور بتوں کو پاش پاش کر دوں جن کی زمانۂ جاہلیت میں پُوجا پاٹ کی جاتی تھی، میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عزت کی قسم یاد کر کے ارشاد فرمایا کہ ''میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پئے گا تو میں اس کی سزا میں اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ اسے عذاب دیا گیا ہو یا بخش دیا گیا، اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب نہ پئے گا تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا۔'' (1)

﴿53﴾......ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے قدرت کے باوجود شراب ترک کی تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا اور جس نے ریشم نہ پہنا جبکہ وہ پہن سکتا تھا تو میں اسے جنّتی لباس پہناؤں گا۔'' (2)

﴿54﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جسے پسند ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں (پاکیزہ) شراب پلائے تو اسے چاہئے کہ دُنیا میں اسے چھوڑ دے اور جسے پسند ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں ریشم پہنائے تو اسے چاہئے کہ دنیا میں اسے چھوڑ دے۔'' (3)

﴿55﴾......حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شراب کا ایک گھونٹ پئے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ 3 دن تک اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل اور جو ایک گلاس پئے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا اور جو ہمیشہ شراب پئے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے نَہْرُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! نَہْرُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دوزخیوں کی پیپ۔'' (4)

﴿56﴾......**سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اس ذات کی

---

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ٢٢٢٨١، ج٨، ص٢٨٦، بتغیرٍ۔
(2)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث٣٦٢٤، ج٣، ص٢٠٨۔
(3)......المعجم الاوسط، الحدیث٨٨٧٩، ج٦، ص٣١٢۔
(4)......المعجم الکبیر، الحدیث١١٤٦٥، ج١١، ص١٥٤۔
الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث٣٦٢٦، ج٣، ص٢٠٨۔

قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمَّت کے کچھ لوگ گناہوں، غرور وتکبر اور لہو ولعب میں رات گزاریں گے اور صبح اس حال میں کریں گے کہ حرام کو حلال جاننے، گانے بجانے والی لونڈیاں رکھنے، شراب پینے اور ریشم پہننے کی وجہ سے مسخ ہو کر بندروں اور خنزیروں کی صورت میں بدل چکے ہوں گے۔'' (۱)

﴿57﴾...... شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمَّت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے پئیں گے، ان کے سروں پر آلاتِ موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے والی لونڈیاں گائیں گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور سور بنا دے گا۔'' (۲)

﴿58﴾...... حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن سابط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مرسلاً مروی ہے کہ ''اس امت میں زمین میں دھنسنا، صورتوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کا برسنا ہوگا۔'' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کب ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''جب گانا گانے والی لڑکیاں یا لڑکے اور آلاتِ موسیقی عام ہو جائیں گے اور شرابیں پی جائیں گی۔'' (۳)

﴿59﴾...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرا جو اُمَّتی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت میں اس کا پینا حرام فرما دے گا اور میرا جو اُمَّتی اس حال میں مرا کہ وہ سونا پہنتا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت میں اس کا لباس پہننا حرام فرما دے گا۔'' (۴)

شرابی کو قتل کرنے کا حکم:

﴿60﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شراب پئے اسے کوڑے مارو اگر چوتھی بار پئے تو اسے قتل کر دو۔'' (۵)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، اخبار عبادۃ بن الصامت، الحدیث:۲۲۸۵۵، ج۸، ص۴۲۴، بتغیرٍقلیلٍ۔

(۲)......سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات صبر علی البلاء، الحدیث:۴۰۲۰، ص۲۷۱۹، بتغیرٍقلیلٍ۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الحدیث:۲۲۱۱، ص۱۸۷۴۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۹۶۴، ج۲، ص۶۵۹۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء من شرب الخمر ......الخ، الحدیث:۱۴۴۴، ص۱۷۹۹۔

﴿61﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب لوگ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو، اگر دوبارہ پئیں تو دوبارہ کوڑے مارو، اگر پھر پئیں تو پھر کوڑے مارو، اس کے بعد بھی پئیں تو انہیں قتل کردو۔'' (۱)

﴿62﴾……سرکارِ والا تبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جب کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر دوبارہ نشہ کرے تو دوبارہ کوڑے مارو، اگر پھر نشہ کرے تو پھر کوڑے مارو، پھر اگر چوتھی بار نشہ کرے تو اسے قتل کردو۔'' (۲)

﴿63﴾……ایک روایت میں ہے: ''اس کی گردن کاٹ دو۔'' (۳)

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''چوتھی بار شراب پینے پر کسی صحیح سبب کے بغیر قتل کا حکم دینا منسوخ ہے۔''

شرابی کی عبادت رائیگاں جاتی ہے:

﴿64﴾……حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، ہاں! اگر توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (تیسری بار) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، البتہ! اگر توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (چوتھی مرتبہ) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی پھر اگر توبہ بھی کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا اور اسے نَھْرُ الْخَبَال سے پلائے گا۔''

راویٔ حدیث حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے دریافت کیا گیا: ''اے ابو عبد الرحمٰن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نَھْرُ الْخَبَال کیا ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بتایا کہ وہ نہر دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔'' (۴)

---

(۱)……سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، الحدیث: ۴۴۸۲، ص ۱۵۵۱۔

(۲)……المرجع السابق، الحدیث: ۴۴۸۴۔

(۳)……سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، الحدیث: ۵۶۶۵، ص ۲۴۴۸۔

(۴)……جامع الترمذی، ابواب الاشربۃ، باب ماجاء فی شارب الخمر، الحدیث: ۱۸۶۲، ص ۱۸۴۰۔

﴿65﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے موقوفاً مروی ہے کہ رحمتِ عالم،نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو جب تک وہ اس کے پیٹ یا رگوں میں رہے گی اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر (اس دوران) وہ مرگیا تو حالتِ کفر میں مرے گا،اور اگر (شراب پینے سے) نشہ ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر اس دوران وہ مَر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔''[1]

﴿66﴾......رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:جس نے شراب پی اور اسے اپنے پیٹ میں اُتارا تو اس کی 7 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی،اگر اسی دوران وہ مرگیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔مزید فرمایا ''اگر شراب نے اس کی عقل کو ضائع کر دیا اور کوئی فرض ساقط ہو گیا'' ایک روایت میں یوں ہے ''شراب نے اُسے قرآن بھلا دیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اس دوران وہ مرگیا تو حالتِ کفر میں مرے گا۔''[2]

نوٹ: شرابی کے حالتِ کفر میں مرنے میں شرط ہے کہ وہ شراب پینے کو حلال جانے یا کفرانِ نعمت کا مرتکب ہو۔

﴿67﴾......رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی،(اس دوران) اگر وہ مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے،پھر اگر دوبارہ شراب پیئے اور اس پر نشہ چھا جائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی اور اگر (اسی دوران) وہ مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر پھر شراب پیئے اور نشہ آجائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی،اگر (اسی دوران) وہ مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے،اگر چوتھی بار پھر اس نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' کسی نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا:''جہنمیوں کی پیپ۔''[3]

﴿68﴾......حضور نبیِّ رحمت،شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''میرا جو اُمَّتی شراب

---

[1] ......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الاثام المتولدۃ......الخ ، الحدیث:۵۶۷۷،ص۲۴۴۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث۵۶۷۲۔

[3] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الاشربۃ،فصل فی الاشربۃ، الحدیث۵۳۳۴،ج۷،ص۳۷۰۔

پیئے گا اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔'' (۱)

﴿69﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے نشہ آور چیز پی اس کی 40 دن کی نمازیں کم کر دی جائیں گی، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر چوتھی بار پھر ایسا کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' مزید فرمایا ''جس نے کسی چھوٹے بچے کو جو کہ حلال وحرام کی تمیز نہیں رکھتا شراب پلائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' (۲)

﴿70﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت یزید رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے 40 دن تک راضی نہ ہوگا، (اسی دوران) اگر وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر چوتھی مرتبہ اس نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' (۳)

﴿71﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص شراب پیئے اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور وہ شرابی نہیں جانتا کہ ہو سکتا ہے اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہو جائے، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے جبکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہو جائے اور اگر وہ پھر پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور یہ 120 راتیں ہو گئیں، اس کے بعد اگر وہ پھر پیئے تو رَدْغَۃُ الْخَبَال میں ہوگا۔'' عرض کی گئی: ''رَدْغَۃُ الْخَبَال کیا چیز ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ اور پیپ۔''

---

(۱)......المستدرک، کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ، باب اذا حضرت الصلوۃ......الخ، الحدیث۹۸۴، ج۱، ص۵۳۸۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث: ۳۶۸۰، ص۱۴۹۶، "نَجَّسَتْ" بدلہ "بُخِسَتْ"۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اَسماء ابنۃ یزید، الحدیث:۲۷۶۷۲، ج۱۰، ص۴۴۳۔

جہنم میں شرابی کا کھانا پینا:

﴿72﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو نشے کی حالت میں دنیا سے گیا وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں داخل ہوگا اور بروزِ قیامت بھی نشے کی حالت میں اُٹھایا جائے گا اور اسے نشے ہی کی حالت میں جہنم میں ایک پہاڑ کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سَکْرَان ہے، اُس میں ایک چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون نکلتا ہے اور زمین وآسمان کی عمر کے برابر یہی شرابیوں کا کھانا پینا ہوگا۔'' (۱)

﴿73﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حالتِ نشہ میں ایک نماز چھوڑی گویا اس کے پاس دنیا اور اس میں موجود سب کچھ تھا مگر اس سے چھین لیا گیا اور جس نے نشے کی حالت میں 4 نمازیں چھوڑیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' (۲)

﴿74﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حالتِ نشہ میں ایک نماز چھوڑی گویا اس کے پاس دنیا اور اس میں موجود سب کچھ تھا مگر اس سے چھین لیا گیا۔'' (۳)

﴿75﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''جب میری اُمَّت 5 چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ان پر تباہی و بربادی آئے گی: (۱)......جب ایک دوسرے کو لعن طعن کرنا عام ہو جائے گا (۲)......لوگ شرابیں پئیں گے (۳)......ریشم (کا لباس) پہنیں گے (۴)......گانے والے لڑکے رکھیں گے اور (۵)......مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے خواہشاتِ نفسانیہ پوری کریں گے۔'' (۴)

---

(۱)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۵۵ ابراھیم ابو ھُدْبَۃ، ج۱، ص۳۴۳۔

(۲)......المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب اجتنبوا الخمر فانھا مفتاح کل شر، الحدیث ۷۳۱۵، ج۵، ص۲۰۲۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۶۶۷۴، ج۲، ص۵۹۳۔

(۴)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۴۶۹، ج۴، ص۳۷۷۔

تنبیہ:

ایک قطرۂ شراب پینے کا حکم:

مذکورہ تمام گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ اور آئندہ آنے والی احادیثِ مبارکہ سے اچھی طرح واضح ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی اجماعاً کبیرہ گناہ ہے۔یہی حکم دیگر نشہ آور چیزوں کا ہے اور غیر نشہ آور چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ایک قطرہ پینا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ شوافع کے نزدیک یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔اور شراب کو ''اَکْبَرُ الْکَبَائِر'' کا نام دیا گیا ہے۔چنانچہ،

سب سے بڑا گناہ:

﴿76﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شراب کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ سب سے بڑا گناہ اور تمام برائیوں کی جڑ ہے،شراب پینے والا نماز چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ماں،خالہ اور پھوپھی سے بدکاری کا مرتکب ہوجاتا ہے۔'' (1)

حضرت سیِّدُ نا رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ'' شراب کے علاوہ کسی دوسری چیز کا پینا اس صورت میں کبیرہ گناہ ہے جبکہ وہ نشہ لائے۔''لیکن اسے رد کر دیا گیا ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ نشہ آور چیز کی غیر نشہ آور مقدار بھی شراب کے تحت داخل ہے اور یہ قیاسی طور پر لغت سے ثابت ہے اور شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اس مقدار میں بھی حد (یعنی مقررہ سزا) ہے یعنی حد اس بات کی قطعی علامت ہے کہ یہ (حد) جس چیز پر لگائی جائے وہ کبیرہ گناہ ہے۔حضرت سیِّدُ نا رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے کلام پر حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کا سکوت اختیار کرنا کمزور بات ہے۔

اسی طرح حضرت سیِّدُ نا حَلِیْمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اگر کسی نے شراب میں اس کے برابر مقدار میں پانی ملایا اور اس کی شدَّت ختم ہوگئی پھر اس نے پی لی تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام اَذْرَعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

1 ......مجمع الزوائد،کتاب الاشربة، باب ماجاء فی الخمر، الحدیث۸۱۴۷،ج۵، ص۱۰۴۔

یہ قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ میرے خیال کے مطابق اصحابِ مذہب (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) نے اسے جائز قرار نہ دیا بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ اس کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اس سے نشہ نہیں آتا۔'' حضرت سیِّدُنا امام اَذْرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا مذکورہ قول واضح ہے۔ مگر یہ اس شخص کے متعلق ہے جو شراب کی حرمت کا عقیدہ رکھے جبکہ اسے حلال سمجھنے والے کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''میں اسے حد لگاؤں گا مگر اس کی گواہی قبول کروں گا۔'' اس کی وضاحت گزر چکی ہے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جس کا عقیدہ ہو کہ شراب پینا کبیرہ گناہ نہیں (اس کو بھی حد لگے گی) اس بنا پر کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے حضرت سیِّدُنا رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے جو نقل کیا اسی کی مثل حضرت سیِّدُنا قاضی ابوسعید ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی ذکر کیا لیکن ان کے برعکس حکم لگایا اور ان میں سے کسی کو ترجیح نہ دی اور کبیرہ گناہوں کو شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ شراب اور اس کے علاوہ دیگر نشہ آور اشیاء کو پینا کبیرہ گناہ ہے اور دیگر نشہ آور چیزوں کی تھوڑی مقدار پینے میں اختلاف ہے جبکہ پینے والا شافعی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ مذکورہ بحث میں زیادہ راجح قول یہی ہے کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا حَلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا یہ قول بھی رد کر دیا گیا ہے کہ ''شراب پینا کبیرہ گناہ ہے، اگر اتنی کثرت سے پیے کہ نشہ چھا جائے یا ہذیان بکنے لگے تو یہ فحش کام ہے اور اگر کسی نے شراب میں اس کے برابر پانی ملایا جس سے اس کی شدّت اور نقصان ختم ہو گیا تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ صحیح قول وہ ہے جو حضرت سیِّدُنا جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا حَلِیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مذکورہ قول کے برخلاف ہمارے اصحاب (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) اسے جائز قرار نہیں دیتے بلکہ یہ لازمی طور پر کبیرہ گناہ ہے۔''

(کتاب کی ابتدا میں) حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدُ السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کے حوالے سے کبیرہ گناہ کی تعریف گزر چکی ہے: ''کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے مرتکب سے دین کو ہلکا جاننا اس طرح ظاہر ہو کہ وہ منصوص علیہ (یعنی قرآن وحدیث سے ثابت) سب سے چھوٹے کبیرہ گناہ کو حقیر جانے۔'' اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس تعریف کو دلائل سے ثابت کیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''اس تعریف کی بنا پر ہر وہ فعل جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کا فساد اس فعل کے فساد

جتنا ہو جس کے ساتھ کوئی وعید، لعنت یا حد ملی ہوئی ہو یا (اس کا فساد) اس سے بھی زیادہ ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگر دِ رشید حضرت سیِّدُنا امام ابنِ دَقِیق العِید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: ''فساد ڈالنے والی چیز کا اس چیز سے خالی ہونا ضروری ہے جس کے ساتھ کوئی دوسرا امر ملا ہوا ہو کیونکہ کبھی اس میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''کیا آپ غور نہیں کرتے کہ شراب کے فساد میں ذہن سب سے پہلے نشہ اور عقل کے خلل کی طرف جاتا ہے اور اگر ہم شراب کو ان مفاسد سے خالی سمجھیں تو لازم آئے گا کہ مذکورہ فساد سے خالی ہونے کے سبب اس کا ایک قطرہ پینا کبیرہ گناہ نہ ہو لیکن اس کا ایک قطرہ پینا بھی دوسری خرابی کی وجہ سے کبیرہ گناہ ہے اور وہ (خرابی) کثرتِ شراب نوشی کی جرأت کرنا ہے اور یہ چیز مزید خرابی میں مبتلا کرتی ہے۔ پس اس کے ساتھ دوسری خرابی کا ملنا اسے کبیرہ گناہ بنا دیتا ہے۔''

اَلْخَادِم میں ہے: ''ایسی نبیذ جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے، حُرمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کی تھوڑی سی مقدار پینے کے کبیرہ ہونے میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے تصریح کی کہ اس میں 2 مؤقف ہیں اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''تھوڑی سی شراب پینے والے کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ وہ فاسق ہے۔'' اور اگر حرمت کے قول پر عمل کرتے ہوئے شراب بطورِ دوا استعمال کی گئی تو اس کا احتمال ہے کہ اسے کبیرہ نہ کہا جائے بشرطیکہ ہمارا اس کے متعلق قول یہ ہو کہ اس صورت میں حد واجب نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی اسے صحیح قرار دیا، اور شراب نوشی پر جرأت پیدا ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔''

دیگر بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب یہ ثابت ہو گیا کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے تو اسی طرح ہر نشہ آور چیز کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہو گا۔ پس احادیثِ مبارکہ میں شراب کے معاملہ میں دس قسم کے لوگوں پر وارد لعنت دیگر نشہ آور چیزوں میں بھی جاری ہو گی۔ اس کے جاری ہونے کی 2 طریقے ہیں: (۱)......نص کا طریقہ یعنی بیان کردہ صحیح قول کے مطابق کہ لُغت قیاسی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ (۲)......یا قیاس کا طریقہ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ مَقِیْس (یعنی جسے قیاس کیا جائے) اور مَقِیْس عَلَیْہ (یعنی جس پر قیاس کیا جائے) احکام

میں برابر ہوتے ہیں۔

﴿77﴾......حضرت سیِّدُ ناعلامہ صلاح الدین علائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی۷۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملے میں 10 قسم کے بندوں پر لعنت فرمائی ہے: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔ [(۱)]

حضرت سیِّدُ ناعلامہ جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ ناشیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مذکورہ الفاظ سے مروی نہیں بلکہ حضرت سیِّدُ ناامام احمد، سیِّدُ ناامام ابوداوٗد اور سیِّدُ ناامام ابنِ ماجہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحرو بَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب کو 10 اعتبار سے ملعون قرار دیا گیا ہے: (۱) بذاتِ خود شراب پر (۲) اس کو پینے والے (۳) پلانے والے (۴) بیچنے والے (۵) خریدنے والے (۶) بنانے والے (۷) بنوانے والے (۸) اٹھانے والے (۹) اٹھوانے والے اور (۱۰) اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔'' [(۲)] اس حدیثِ پاک میں شراب پینے والے کے علاوہ 8 لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، یہ مسندِ احمد کے الفاظ ہیں جبکہ ابوداوٗد اور ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں ہے کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، بنانے والے، بنوانے والے، اُٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' [(۳)] مذکورہ الفاظ ابوداوٗد شریف کے ہیں اور ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی (لعنت فرمائی)۔'' [(۴)]

اس حدیثِ پاک میں بھی شراب پینے والے کے علاوہ 8 قسم کے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت سیِّدُ ناامام ابو

......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلّا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث۴۷۸۷، ج۲، ص۲۵۴۔

......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب العصیر للخمر، الحدیث۳۶۷۴، ص۱۴۹۵۔

......سنن ابن ماجہ، ابواب الاشربۃ، باب لعنت الخمر علی عشرۃ اوجہ، الحدیث:۳۳۸۰، ص۲۶۸۱۔

عیسٰی ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک روایت نقل فرمائی اوراس کے متعلق ارشادفرمایا کہ یہ غریب ہے۔ چنانچہ،
حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 قسم کے لوگوں پرلعنت فرمائی ہے:(۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) پلانے والا (۵) اُٹھانے والا (۶) اُٹھوانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ماجہ قزوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے بھی اسی کی مثل روایت نقل فرمائی جوشراب پینے والے کے علاوہ دیگر 9 قسم کے لوگوں کوشامل ہے۔

میں نے ابتدا میں صحیح حدیثِ پاک ذکرکی کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 قسم کے بندوں پرلعنت فرمائی: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔ (۲)

اسی طرح صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اورکہا: ''اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور جسے پلائی جائے، سب پرلعنت فرمائی ہے۔'' (۳)

اورایک روایت میں اس طرح ہے: ''اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پینے والے، اس کی قیمت کھانے والے، اُٹھانے والے،

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔
(۲)......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔
(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عباس، الحدیث:۲۸۹۹، ج۱، ص۶۷۷۔
المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ان اللّٰہ لعن الخمر وشاربھا، الحدیث:۷۳۰۱، ج۵، ص۲۰۱۔

اُٹھوانے والے، پلانے اور جسے پلائی جائے، سب پر لعنت فرمائی ہے۔‘‘ (1)

احادیثِ مبارکہ کے مذکورہ مجموعہ سے عنوان میں ذکر کردہ میرا مؤقف واضح ہوگیا نیز اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے بھی ان کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

حضرت سیِّدُنا علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه (متوفی ۷۶۱ھ) فرماتے ہیں: ’’شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس بات پر دلیل قائم فرمائی ہے کہ شراب بیچنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق ہے۔ شراب خریدنے، اس کی کمائی کھانے، اسے اُٹھانے اور پلانے کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ! اسے بنانے اور بنوانے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے فاسق نہ ہوگا۔‘‘

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه مزید فرماتے ہیں: ’’فسق کا حکم اس کی نیت کے ساتھ مشروط ہونا چاہئے یعنی اگر شراب بنانے یا بنوانے والے نے اس سے شراب کی نیت کی تو حدیثِ پاک میں وارد وعید کے تحت داخل ہوگا اور اگر شراب کے علاوہ کسی اور چیز (مثلاً سرکہ) کی نیت ہو تو اس کے تحت داخل نہ ہوگا۔‘‘ حضرت سیِّدُنا ابنِ صبَّاغ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے نقل فرمایا کہ ’’شراب کا محض رکھنا کبیرہ گناہ نہیں بلکہ اسے سرکہ میں بدلنے کے لئے رکھنا جائز ہے۔‘‘ حضرت سیِّدُنا ماوَرْدِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’شراب کو سرکہ بنانے کے لئے رکھنا حرام نہیں لیکن اگر اس نے شراب کو اسی حالت پر ذخیرہ کرنے کا ارادہ کیا تو فاسق ہوجائے گا۔‘‘ اور قصد کے معنی سے جس طرف ہم نے اشارہ کیا ہے یہ اس کے مطابق ہے۔

حضرت سیِّدُنا جلال الدین بُلْقِینِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ’’قصد سے جس طرف علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه (متوفی ۷۶۱ھ) نے اشارہ کیا ہے وہ صحیح ہے اور اگر شراب بنانے سے کوئی ارادہ ہی نہ ہو یا سرکہ بنانے کا ارادہ ہو تو حرام نہیں۔‘‘

حاصلِ کلام:

حاصلِ بحث یہ ہے کہ حرمت کے علم کے باوجود جان بوجھ کر شراب یا نبیذ کی معمولی مقدار پینا اگرچہ پکی ہوئی ہو، کبیرہ گناہ ہے، یہی حکم بلا حاجت اسے بیچنے اور خریدنے کا ہے مثلاً دوا کے طور پر یا سرکہ بنانے کے ارادے سے ایسا

(1)......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اللّٰه لعن الخمر......الخ، الحدیث ۲۲۸۲،۲۲۸۲، ج۲، ص۳۳۱۔

کرے، اسی طرح اسے بنانے اور بنوانے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اس سے پینے یا پینے پر مدد حاصل کرنے کا ارادہ کرے، البتہ! اسے سرکہ بنانے یا بنوانے کے ارادہ سے رکھنا جائز ہے۔

خاتمہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے مذکورہ بحث کے بعد خاتمہ لکھا ہے لہٰذا میں بھی یہاں ایک خاتمہ ذکر کر رہا ہوں تا کہ جو روایات بیان نہ ہو سکیں ان کا ذکر ہو جائے اگر چہ اس میں بعض وہ روایات بھی آئیں گی جو بیان ہو چکی ہیں۔ خلاصۂ کلام درج ذیل ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں شراب پینے سے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا حکم فرمایا:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (پ۷، المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

﴿78﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمام برائیوں کی جڑ شراب سے بچو![1] جو اس سے نہ بچا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ (پ۴، النساء: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔''

احادیث میں یہ مضمون بیان ہو چکا ہے کہ جب شراب حرام کر دی گئی تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

[1] ......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الآثام المتولدۃ عن شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۵۶۶۹، ص۲۴۴۸۔

ایک دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے: ''شراب حرام کردی گئی ہے اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' شراب کا عادی بت پرست کی طرح ہے اور اگر وہ توبہ کئے بغیر مرگیا تو جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی اگر وہ حلال جان کر پئے)۔

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مؤقف یہ ہے کہ شراب نوشی کرنا کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اور بلاشبہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور کئی احادیثِ مبارکہ میں اس کے پینے والے اور دیگر معاونین پر لعنت کی گئی ہے۔ نیز حدیثِ پاک میں یہ بات گزرچکی ہے کہ نشہ کرنے والے کی نماز 40 دن تک قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

﴿79﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے 40 راتوں تک اعراض فرماتا ہے اور جس نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہوگیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 راتیں نہ تو اس کے نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض اور اگر وہ اسی دوران مرگیا تو بت پرست کی موت مرا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کا خون اور پیپ۔''[1]

﴿80﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ ابن ابی اَوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو شراب پینے کی عادت میں مرا وہ لات وعُزّٰی کی پوجا کرنے والے کی طرح مرا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا گیا: ''مُدْمِنُ الْخَمْر وہ ہے جسے شراب پینے سے اِفاقہ نہ ہو۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ مُدْمِنُ الْخَمْر اسے کہتے ہیں کہ جب بھی شراب پائے پی لے اگرچہ اسے کئی سال کے بعد ملے۔''[2]

﴿81﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے شام کو شراب پی وہ صبح مُشرک ہوجائے گا اور جس نے صبح کو شراب پی وہ شام کے وقت مُشرک ہوجائے گا۔''[3]

---

[1] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۲۔

[2] ......المرجع السابق ۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۴۴۵ الحسن بن عمارۃ، ج۳، ص۱۰۴۔

[3] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۳۔

المصنّف لعبد الرزاق، کتاب الاشربۃ والظروف، باب ما یقال فی الشراب، الحدیث۱۷۳۸۴، ج۹، ص۱۴۹۔

شرابیوں سے دُور رہنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جب شرابی بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ذکر فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ شرابیوں کو سلام نہ کرو۔'' (۲)

﴿82﴾......سیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہ شرابیوں کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ہی ان کے جنازوں میں شرکت کرو، شراب پینے والا بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی، تھوک بہہ رہا ہوگا اور ہر دیکھنے والا اس سے نفرت کرے گا۔'' (۳)

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شرابیوں کی عیادت کرنے اور انہیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ شراب پینے والا فاسق وملعون ہے جیسا کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، پس اگر اس نے شراب خریدی اور اسے بنایا تو وہ 2 مرتبہ ملعون ہے اور اگر کسی دوسرے کو پلائی تو 3 مرتبہ ملعون ہے، اسی وجہ سے اس کی عیادت کرنے اور اسے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے یعنی اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا کیسا؟

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ،

﴿83﴾......حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''میری بیٹی نے مجھ سے کسی مرض کی شکایت کی تو میں نے اس کے لئے ایک کُوزہ میں نبیذ بنائی، حضور نبیِ مُکرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے جبکہ نبیذ جوش مار رہی تھی، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے اُمِّ سلمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا)

---

(۱)......الادب المفرد للبخاری، باب عیادۃ الفاسق، الحدیث ۵۲۹، ص ۱۴۰، ''شربۃ'' بدلہ ''شُرّاب''۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من لم یسلم علی من اقترف ذنبا......الخ، ص ۵۲۷۔

(۳)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۳۹۹ الحکم بن عبد اللہ، ج ۲، ص ۵۰۲۔

یہ کیا ہے؟''میں نے عرض کی:''میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کروں گی۔''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو چیز میری اُمّت پر حرام کی ہے اس میں اس کے لئے شفا نہیں رکھی۔''[۱]

شراب کے متعلق متفرق احادیث:

شراب کے بارے میں متفرق احادیث مروی ہیں۔ان میں سے ایک حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا امام ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''حِلْیَۃُ الاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الاَصْفِیَاء'' میں ذکر فرمائی ہے۔چنانچہ،

﴿84﴾......حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کی خدمتِ اَقدس میں ایک مٹکے میں جوش مارتی ہوئی نبیذ لائی گئی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسے دیوار پر دے مارو، یقیناً یہ اس شخص کا مشروب ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔''[۲]

بروزِ قیامت شرابی کا مدِّ مقابل کون ہوگا؟

﴿85﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کے سینے میں قرآنِ پاک کی کوئی آیتِ مبارکہ ہو اور وہ اس پر شراب بہادے تو اس آیتِ مبارکہ کا ہر حرف آئے گا اور اسے پیشانی سے پکڑ لے گا یہاں تک کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کر کے اس سے جھگڑا کرے گا اور جس سے قرآن جھگڑا کرے گا وہ اس کا مدِّ مقابل ہوگا، پس اس کے لئے خرابی ہے جس کا مدِّ مقابل بروزِ قیامت قرآن ہوگا۔''[۳]

نشہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے کا انجام:

﴿86﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: جو لوگ دنیا میں کسی نشہ کرنے والے کے پاس جمع ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو آگ میں جمع فرمائے گا تو وہ ایک دوسرے کے پاس ملامت کرتے ہوئے آئیں گے، ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے میری طرف سے اچھا بدلہ

---

[۱]......المعجم الکبیر، الحدیث۷۴۹، ج۲۳، ص۳۲۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[۲]......حلیۃ الاولیاء، ابو عمرو الاوزاعی، الحدیث۸۱۴۸، ج۶، ص۱۵۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[۳]......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۵۔

نہ دے تو نے ہی مجھے اس جگہ پہنچایا۔'' تو دوسرا بھی اسی طرح جواب دے گا۔''(۱)

آخرت میں شرابیوں کا مشروب:

﴿87﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے کالے سانپوں کے زہر کا ایسا گھونٹ پلائے گا کہ جسے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے گا، اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کا گوشت اور کھال جَھڑ جائے گی جس سے دوزخیوں کو بھی اذیت پہنچے گی۔ یاد رکھو! بے شک شراب پینے والا، بنانے اور بنوانے والا، اُٹھانے اور اُٹھوانے والا اور اس کی کمائی کھانے والا، سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو ان میں سے کسی کی کوئی نماز قبول فرمائے گا، نہ روزہ اور نہ ہی حج یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں، اگر بغیر توبہ کئے مر گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ انہیں دنیا میں پئے ہوئے ہر گھونٹ کے بدلے جہنم کی پیپ پلائے۔ جان لو! ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''(۲)

﴿88﴾......حدیثِ پاک میں ہے کہ ''شرابی جب پُل صراط پر آئیں گے تو جہنم کے فرشتے انہیں اُٹھا کر نَھْرُ الْخَبَال کی طرف لے جائیں گے، پس وہ شراب کے پئے ہوئے ہر گلاس کے بدلے نَھْرُ الْخَبَال سے پئیں گے اور وہ ایسا مشروب ہے کہ اگر اسے آسمان سے بہا دیا جائے تو اس کی حرارت سے تمام آسمان جَل جائیں۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔''(۳)

شراب کے متعلق اقوالِ اسلاف:

شراب کے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہُ الْمُبِیْن کے بھی کئی فرامین منقول ہیں۔ چنانچہ،

﴿۱﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب کوئی شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو، اس کے بعد مجھے ایک لکڑی پر لٹکا کر اس کی قبر کھودو، اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے یونہی لٹکتا چھوڑ دینا۔''(۴)

......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۵۔

......مسند الحارث، زوائد الهيثمی، كتاب الصلاة، باب فی خطبته قد كذبها، الحديث۲۰۵، ج۱، ص۳۰۹۔

كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۵۔

......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۶۔ ......المرجع السابق۔

شراب پینے والا ایمان سے محروم ہو گیا:

﴿۲﴾......منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیَاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ایک شاگرد کے پاس تشریف لائے جس کی موت کا وقت قریب تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی مگر اس کی زبان سے ادا نہ ہو سکا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کے پاس بار بار کلمۂ طیبہ دُہراتے رہے تو اس نے کہا: ''میں نہیں پڑھتا اور میں اس سے بیزار ہوں۔'' اس کے بعد وہ مر گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَشک بہاتے ہوئے وہاں سے واپس تشریف لے آئے، کچھ مدت کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے خواب میں اس حال میں دیکھا کہ اسے آگ میں گھسیٹا جا رہا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت فرمایا: ''اے مسکین! کس سبب سے تجھ سے ایمان چھین لیا گیا؟'' اس نے کہا: ''اے استاذِ محترم! مجھے ایک بیماری لگ گئی تھی، میں چند طبیبوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: ہر سال شراب کا ایک پیالہ پی لیا کر، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیری بیماری کبھی ختم نہ ہو گی، چنانچہ میں ہر سال بطورِ دوا شراب کا ایک پیالہ پی لیا کرتا تھا۔''[1] پس جب دوا کے طور پر شراب پینے والے کا یہ انجام ہوا تو ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو اسے بلا عذر پیتے ہیں؟ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر آفت و مصیبت سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

شرابی کا منہ قبلہ سے پھر گیا:

﴿۳﴾......کسی توبہ کرنے والے سے اس کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا، میں نے ان میں کچھ مُردے ایسے دیکھے جن کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے، جب ان کے گھر والوں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وہ دنیا میں شراب پیا کرتے تھے اور بغیر توبہ کئے مر گئے۔

﴿۴﴾......ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا، دفن کرنے کے کچھ دن بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے، میں نے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! میں نے تو تجھے نوعمری میں دفن کیا تھا تو کس چیز نے تجھے بوڑھا کر دیا۔'' اس نے جواب دیا: ''اے میرے والدِ محترم! جب آپ نے مجھے دفن کر دیا تو میرے قریب ایک ایسے شخص کو دفن کیا گیا جو دنیا میں شراب پیتا تھا، پس اس کے آنے سے اس کی قبر میں آگ اس شدت سے

[1] ......منهاج العابدين للغزالی، الباب الخامس فی العقبة الخامسةوهی عقبة البواعث، ص۱۵۔

بھڑکی کہ اس کی گرمی کی شدت سے ہر بچہ بوڑھا ہو گیا۔‘‘ [1]

حَشِیش کا حکم:

جان لیجئے! حشیش بھی شراب کی طرح حرام ہے اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک طبقہ کے نزدیک شرابی کی طرح اسے کھانے والے کو بھی حد لگائی جائے گی۔ حشیش، شراب سے زیادہ خبیث اس اعتبار سے ہے کہ یہ عقل اور مزاج میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہے اور دیگر مفاسد کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں مروّت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی اور ہیجڑا پن، مزاج کی خرابی اور دیگر کئی برائیوں کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے جیسے عورتوں جیسی فطرت ہو جانا۔ دوسروں کے متعلق غیرت کھانا تو دُور کی بات ہے وہ اپنے بیوی بچوں کے معاملے میں بھی اس قدر بے غیرتی پر اتر آتا ہے کہ ایک عقل مند انسان اس حرکت کو انتہائی عجیب سمجھتا ہے۔ بھنگ اور افیون وغیرہ کے عادی کا بھی یہی حکم ہے۔ [2] جیسا کہ کِتَابُ الْبُیُوع سے پہلے (جلد 1، کبیرہ نمبر 170 میں) بیان ہو چکا ہے۔ شراب، بھنگ سے زیادہ بری اس اعتبار سے ہے کہ یہ دوسروں پر غلبہ پانے، ایک دوسرے سے بحث ومباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرنے اور آپس میں دست وگریبان ہونے کی طرف لے جاتی ہے، البتہ! دونوں میں سے ہر ایک ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتی ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی رائے یہ ہے کہ بھنگ کی طرح حشیش کھانے والے کو بھی تعزیر کی جائے۔ حد کے قائلین کی قوی دلیل یہ ہے حشیش کھانے والے پر نشہ طاری ہو جاتا ہے اور شرابی کی طرح مزید طلب کرتا ہے یہاں تک کہ خود کو اس سے نہیں روک سکتا اور مذکورہ برائیوں (مثلاً عقل ومزاج کی خرابی اور بے غیرتی وغیرہ) کے ساتھ ساتھ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور نماز سے بھی روک دیتی ہے۔

---

[1] ...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۶۔

[2] ...... دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صفحہ 673 پر ہے: ''بھنگ (ایک قسم کا نشہ آور پتوں والا پودا جس کے پتوں کو گھوٹ کر پیتے ہیں) اور افیون (ایک نشہ آور چیز جو پوست کے رس کو منجمد کر کے بنائی جاتی ہے) اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے، ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیڑے (افیون اور بھنگ کا نشہ کرنے والے افراد) استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے، اس میں حرج نہیں۔''

حشیش کے حکم میں مختلف اقوال:

اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔حشیش میں حد لگانے اور اس کے ناپاک ہونے میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ یہ ٹھوس کھائی جانے والی ہے اور شراب نہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ شراب کی طرح نجس ہے۔حنابلہ اور بعض شوافع کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔جبکہ ایک قول کے مطابق یہ ٹھوس ہونے کی وجہ سے پاک ہے اور شوافع کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ مائع حالت میں ناپاک اور ٹھوس حالت میں پاک ہے۔بہرحال یہ نشہ آور شراب کے حکم میں داخل ہے جسے شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے صریح اور معنوی طور پر حرام قرار دیا ہے۔

﴿89﴾......حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم !ہمیں ان دوشرابوں کے متعلق حکم ارشاد فرمایئے جو ہم یمن میں بناتے تھے۔ایک''بِتْع''ہے جو شہد کی نبیذ ہے یہاں تک کہ سخت ہو جائے اور(دوسری)''مِزْر''ہے جو جوار اور جو کی نبیذ ہے یہاں تک کہ خوب گاڑھی ہو جائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کو جَوَامِعُ الْکَلِم [1] مکمل طور پر عطا کئے گئے تھے۔چنانچہ،ارشاد فرمایا:''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' [2]

﴿90﴾......اور یہ بھی ارشاد فرمایا:''جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔'' [3]

مذکورہ فرمانِ عالیشان میں حضور نبئ پاک،صاحبِ لولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے کھائی یا پی جانے والی(نشہ آور)چیز میں فرق نہیں کیا کیونکہ کبھی شراب بھی روٹی کے ساتھ بطورِ سالن کھائی جاتی ہے اور کبھی حشیش بھی گھول لی جاتی ہے،پس ان دونوں میں سے ہر ایک کھائی اور پی جاسکتی ہے۔علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے زمانے میں نہیں تھی بلکہ اسلامی ملکوں میں تاتاریوں

---

[1] ......جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی ومطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ (کوثر الخیرات،ص۵۵)

[2] ......صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ،باب بیان ان کل مسکر خمر......الخ،الحدیث:۵۲۱۲،۵۲۱۶،ص۱۰۳۶۔

[3] ......سنن ابی داود،کتا ب الاشربۃ،باب ماجاء فی السکر،الحدیث:۳۶۸۱،ص۱۴۹۶۔

کی یلغار کے بعد یہ نمودار ہوئی اور کسی نے کتنی اچھی بات کہی:

فَـآكِـلُهَـا وَ زَاعِـمُهَـا حَلَالاً فَتِلْكَ عَلَى الشَّقِيّ مُصِيْبَتَـانِ

ترجمہ: اسے کھانے والے اور اسے حلال گمان کرنے والے بد بخت پر دو مصیبتیں ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! شیطان جس قدر حشیش پینے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا کیونکہ اس نے اسے کمینے لوگوں کے لئے آراستہ ومزیَّن کیا۔ (1)

کفن چور کے اِنکشافات:

منقول ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس ایک نوجوان غمگین حالت میں آیا اور عرض کی: ''اے خلیفہ! میں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟'' عبدالملک بن مروان نے پوچھا: ''تیرا گناہ کیا ہے؟'' اس نے بتایا: ''بہت بڑا ہے۔'' خلیفہ نے دوبارہ پوچھا: ''تیرا گناہ جو بھی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کر وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف فرماتا ہے۔'' اس نے عرض کی: ''اے خلیفہ! میں (کفن چوری کرنے کے لئے) قبریں کھودا کرتا تھا، اس دوران میں نے ان میں عجیب وغریب چیزیں دیکھیں۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''تو نے کیا دیکھا؟'' اس نے بتایا: میں نے ایک رات ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ مردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہے، میں ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر میں سے کسی کہنے والے نے کہا: ''کیا تم میت کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیر دیا گیا ہے؟'' میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''یہ نماز کو ہلکا جانتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو قبر والے کو دیکھا کہ وہ خنزیر بن چکا تھا اور اس کی گردن بیڑیوں اور طوق سے بندھی ہوئی تھی۔ میں اس سے بھی ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک پھر کسی کی یہ آواز سنی: ''کیا تم اس کے عمل کے متعلق نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟'' میں نے عذاب کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ شراب پیتا تھا اور بغیر توبہ کئے مرگیا۔'' پھر میں نے تیسری قبر کھودی تو قبر والے کو زمین میں آگ کی میخوں سے بندھا ہوا

(1)...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۸۔

پایا،اس کی زبان گُــدّی سے باہر نکلی ہوئی تھی، میں ڈر گیا اور واپس پلٹنے کی خاطر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک آواز آئی:'' کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟'' میں نے پوچھا: '' اسے عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟'' تو اس نے بتایا:'' یہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور لوگوں کی چغلی کھاتا تھا لہذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔'' پھر میں نے چوتھی قبر کھودی تو مردے کو آگ میں جلتا پایا۔خوفزدہ ہو کر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مجھے کہا گیا:'' کیا تم اس کے اور اس کے اس حال کے متعلق نہیں پوچھو گے؟'' میں نے پوچھا:'' اس کی اس حالت کی وجہ کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا:'' یہ نماز ترک کرتا تھا لہذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے پانچویں قبر کھودی تو اسے حدِّ نگاہ تک وسیع پایا، اس میں نور ہی نور تھا اور صاحبِ قبر اپنے بستر پر محوِ آرام تھا اور اس کا لباس انتہائی خوبصورت تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا، ابھی میں نے نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آواز آئی:'' کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اسے یہ عزت کیوں عطا کی گئی؟'' میں نے کہا: '' (بتایئے!) کیوں عطا کی گئی؟'' تو اس نے بتایا:'' یہ فرمانبردار نوجوان تھا، اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وعبادت میں زندگی گزاری۔'' یہ سن کر خلیفہ عبدلملک بن مروان نے کہا: **'' اس میں نافرمانوں کے لئے عبرت اور فرمانبرداروں کے لئے بشارت ہے۔''** [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے اور اس کے احسان وکرم پر راضی ہیں۔(آمین)

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ:شرب الخمر، ص۹۸۔

بابُ الصیال

(قتل کرنے، مال چھیننے یا ڈرانے کے لئے حملہ کرنا)

کبیرہ نمبر383: قتل کے ارادے سے بے قصور آدمی پر حملہ کرنا
کبیرہ نمبر384 مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا
کبیرہ نمبر385: بے عزّتی کے ارادے سے حملہ کرنا
کبیرہ نمبر386: ڈرانے، دھمکانے کے لئے حملہ کرنا

تیز دھار آلہ سے کسی کو ڈرانا باعثِ لعنت ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے (کے آلہ) سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے اگرچہ وہ ماں باپ کی طرف سے اس کا بھائی ہو۔'' (۱)

مقتول جہنم میں کیوں؟

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مدِّ مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔'' (۲)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے بھائی پر اسلحہ اُٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر، باب النھی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم، الحدیث: ٢٦١٦، ص١١٣٤، بتغیرٍ۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اذا تواجه المسلمان بسیفیھما، الحدیث: ٢٨٨٨، ص١١٧٨۔

قصور ہے؟''ارشاد فرمایا: ''وہ بھی اپنے مدِّ مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔''(۱)

مذاق میں بھی کسی کو ڈرانا جائز نہیں:

﴿4﴾......حضور نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''کسی مسلمان یا مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسلمان کو ڈرائے۔''(۲)

رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب ایک شخص نے بطورِ مذاق دوسرے سوئے ہوئے شخص کے ترکش سے تیر نکال لیا اسے یہ وہم دِلانے کے لئے کہ وہ چوری ہو گیا ہے۔

﴿5﴾......دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی ٔرحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسی جیسا مذاق کرنے والے ایک شخص سے ارشاد فرمایا:''مسلمان کو نہ ڈراؤ! کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔''(۳)

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابوالحسن رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:''(ہم بارگاہِ مصطفٰی میں حاضر تھے کہ محفل سے) ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا مگر اپنے جوتے وہیں بھول گیا، ایک شخص نے لے کر اپنے نیچے رکھ لئے، وہ شخص واپس آیا اور پوچھنے لگا: ''میرے جوتے تو نہیں دیکھے؟''لوگوں نے کہا:''ہم نے نہیں دیکھے۔''تو چھپانے والا کہنے لگا:''یہ پڑے ہیں۔''اس پر حضور نبی ٔکریم ،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''مومن کو ڈرانا کیسا؟''اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میں نے از راہِ مزاح ایسا کیا تھا۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو یا تین بار ارشاد فرمایا:''مومن کو ڈرانا کیسا؟''(۴)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے کسی مومن کو ڈرایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے محشر کے دن کی گھبراہٹ سے امن نہ دے۔''(۵)

---

(۱)......صحیح مسلم،کتاب الفتن، باب اذا تواجه المسلمان بسیفیهما،الحدیث:۷۲۵۵/۷۲۵۴،''حرف''بدله''جرف''۔

(۲)......سنن ابی داود،کتاب الادب، باب من یاخذ الشیٔ من مزاح، الحدیث:۵۰۰۴،ص۱۵۸۹۔

(۳)......الترغیب والترهیب، کتاب الادب، باب الترهیب من ترویع المسلم......الخ، الحدیث:۴۳۰۴،ج۳،ص۳۸۶۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث:۹۸،ج۲۲،ص۳۹۵۔

(۵)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۳۵۰،ج۲،ص۲۰۔

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مومن یا مسلمان کی طرف ڈرانے والی نظر سے ناحق دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کے بدلے اُسے خوفزدہ کرے گا۔'' (1)

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس باب کی پہلی اور بعد والی احادیثِ مبارکہ مذکورہ آخری گناہ کے کبیرہ ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں اور اس سے پہلے والے گناہوں کا کبیرہ ہونا اس سے بدرجہ اَولیٰ سمجھا جاسکتا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو ان کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تائید کرتی ہے کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے مذکورہ صورتوں میں حملہ آور کا خون مباح قرار دیا ہے، پھر جس پر حملہ کیا جائے کبھی تو اس کے لئے خود کو حملہ آور سے بچانا مباح قرار دیتے ہیں اور کبھی واجب۔ لہٰذا جب وہ اپنا دفاع کرے تو لازم ہے کہ آسان سے آسان طریقہ اپنائے اور کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے آسان طریقہ سے دفاع کر سکتا ہو البتہ! اگر دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اس کے قتل کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو تو اس کا خون مباح ہے اور اس کے قتل پر قصاص، دیت یا کفارہ نہیں۔ اس کا خون مباح قرار دینا اس کے فاسق ہونے کی واضح دلیل ہے پس جب اس کا ناحق حملہ کرنا اس کا خون مباح قرار دے رہا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس وجہ سے فاسق کہلائے۔ لیکن ہم مذکورہ استدلال تب کرتے جبکہ اس کے متعلق احادیثِ مبارکہ مروی نہ ہوتیں، لہٰذا جب احادیثِ مبارکہ موجود ہیں تو اس پر عمل کیسے ہوسکتا ہے۔ پھر میں نے مسلم شریف میں اس کی واضح دلیل پائی۔ چنانچہ،

ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم:

﴿9﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے کے لئے آئے (تو میں کیا کروں)؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے اپنا مال نہ دے۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ مجھ سے قتال کرے؟'' ارشاد فرمایا: ''تو تم بھی اس سے قتال کرو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ مجھے قتل کر دے؟'' ارشاد فرمایا: ''تو تم شہید ہو گے۔'' اس نے عرض کی: ''اگر میں اسے قتل کر

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث:۷، ج۱۳۔۱۴، ص۲۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

دوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''تو وہ جہنمی ہوگا۔'' [1]

﴿10﴾......ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میرے مال کے معاملے میں مجھ پر ظلم کرے (تو میں کیا کروں)؟'' ارشاد فرمایا: ''اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ انکار کردے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ نہ مانے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر پھر بھی نہ مانے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''اس سے لڑو، اگر تم قتل ہوگئے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نے اسے قتل کردیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' [2]

﴿11﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بشارت نشان ہے: ''جو اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہوگیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے قتل ہوگیا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔'' [3]

پھر میں نے بعض متاخرین شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو آخری گناہ کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے پایا یعنی وہ کہتے ہیں: ''اپنے مسلمان بھائی کو ڈراتے ہوئے لوہے یا کسی اسلحہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اور یہ میرے ذکر کردہ قول کے مطابق ہے۔

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال......الخ، الحدیث:۳۶۰، ص۷۰۱۔

[2] ......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب مایفعل تعرض لماله، الحدیث:۴۰۸۶، ص۲۳۵۵۔

[3] ......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فیمن قتل دون ماله فهو شهید، الحدیث:۱۴۲۱، ص۱۷۹۵۔

کبیرہ نمبر387: دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک کرنا

(یعنی بلا اجازت کسی کے گھر میں کسی تنگ سوراخ وغیرہ سے اس کی عورتوں کو جھانکنا)

احادیثِ مبارکہ میں تانکنے جھانکنے کی مذمّت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی قوم کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو ان کے لئے جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔'' (۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ رائیگاں گئی۔'' (۲)

﴿3﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو ان پر دیت ہے نہ قصاص۔'' (۳)

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے: ''جس شخص نے (کسی گھر کا) پردہ اُٹھا کر اجازت سے پہلے اندر جھانکا تو وہ ایسی حد پر آ گیا جہاں پر آنا اس کے لئے جائز نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ رائیگاں گئی اور اگر کوئی شخص کسی دروازے کے پاس سے گزرا جس پر پردہ نہ تھا اور گھر میں موجود عورت پر اس نے کی نظر پڑ گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ گناہ گھر والوں پر ہے۔'' (۴)

﴿5﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گھروں میں اجازت طلب کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اجازت لینے اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں جھانکا اس کے لئے کوئی اجازت نہیں اور بلا شبہ اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، الحدیث:۵۶۴۲، ص۱۰۶۲۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الاستئذان، الحدیث:۵۱۷۲، ص۱۶۰۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......سنن النسائی، کتاب القسامۃ، باب من اقتص واخذحقہ دون السلطان، الحدیث:۴۸۶۴، ص۲۴۰۲۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث:۲۱۶۲۸، ج۸، ص۱۳۶۔

(۵)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب ان یطلع الانسان فی۔۔۔الخ، الحدیث:۴۱۸۵، ج۳، ص۳۵۴۔

﴿6﴾......ایک شخص نے دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحرو برصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی حجرۂ مبارکہ میں جھانکا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی طرف ایک یا کئی مِشْقَص (یعنی بھالے والے تیر) لے کر آئے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُسے تلاش فرما رہے ہیں کہ اس کی آنکھ میں تیر ماریں۔''[۱]

مِشْــقَــص کے معنی کے متعلق 4 اقوال ہیں: (۱)......چوڑے پھل والا تیر (۲)......لمبے پھل والا تیر (۳)......چوڑا تیر (۴)......لمبا تیر۔

﴿7﴾......ایک اعرابی سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَرِدولت پر آیا اور دروازے کے سوراخ سے اپنی نگاہ ڈالی، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھ لیا اور لوہا یا لکڑی سے اس کی آنکھ پھوڑنے لگے تو اس نے دیکھ کر اپنی نگاہ ہٹالی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو اپنی آنکھ اسی جگہ رکھتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔''[۲]

﴿8﴾......ایک شخص نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حجرۂ شریفہ میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھانک کر دیکھا جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک لکڑی سے اپنا سرِ انور کھجلا رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو یہ لکڑی تمہاری آنکھ میں گھونپ دیتا، اسی تانک جھانک کی وجہ سے ہی اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''[۳]

3 ناجائز کام:

﴿9﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 کام کسی کے لئے جائز نہیں: (۱)......کوئی شخص کسی قوم کی یوں امامت نہ کرے کہ وہ دعا میں اُنہیں چھوڑ کر صرف اپنے آپ کو خاص کر لے، اگر اس نے ایسا کیا تو بلاشبہ ان سے خیانت کی (۲)......اجازت لینے سے پہلے کسی گھر کے اندر نہ جھانکے، اگر اس نے ایسا کیا تو بے شک وہ داخل ہو گیا (یعنی وہ دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے والے کی طرح ہو گیا) اور

[۱]......صحیح البخاری، کتاب الاستیئذان، باب الاستئذان من اجل البصر، الحدیث۶۲۴۲، ص۵۲۶۔

[۲]......سنن النسائی، کتاب القسامۃ، ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول......الخ، الحدیث۴۸۶۴، ص۲۴۰۲۔

[۳]......جامع الترمذی، ابواب الاستئذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم، الحدیث۲۷۰۹، ص۱۹۲۵۔

(۳)...... پیشاب پاخانہ کی (شدید) حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ بوجھ ہلکا کرلے۔“ (۱)

﴿10﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:”کسی گھر میں دروازے (کے سامنے) سے نہ آؤ بلکہ ایک طرف سے آؤ اور اجازت طلب کرو، اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔“ (۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا اور جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنا مباح قرار دینا اس فعل کے فسق ہونے پر صریح دلیل ہے کیونکہ جھانکنے کی وجہ سے آنکھ کا پھوڑنا حد کی طرح ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حد کبیرہ گناہ کی علامات میں سے ہے، پس حد کے قائم مقام کا بھی وہی حکم ہوگا اس بنا پر کہ اسے حد کہنے سے کوئی چیز مانع نہیں کیونکہ شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسی فعل پر آنکھ پھوڑنا جائز قرار دیا اور آنکھ کے علاوہ دیگر اعضا کی طرف تجاوز نہ فرمایا اور یہ حدود کی خصوصیت ہے نہ کہ تعزیر کی کیونکہ تعزیر کے لئے بدن کا کوئی حصہ مخصوص نہیں اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ گھر والے کو اسے معاف کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ حدِ قذف کے قائم مقام ہے اور اس میں بھی معاف کرنا جائز ہے۔

{...... تعریف اور سعادت......}

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔“ (تفسیر البیضاوی،پ۲۲،الاحزاب،تحت الآیۃ:۷۱،ج۴،ص۳۸۸)

......سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب أیُصلی الرجل وھو حاقن؟، الحدیث:۹۰،ص۱۲۲۸۔

......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن بُسر، الحدیث:۳۴۹۰،ج۸، ص۴۲۹،بتغیرٍ۔

کبیرہ نمبر388: چوری چُھپے لوگوں کی باتیں سننا جن پر وہ کسی کے آگاہ ہونے کو ناپسند کرتے ہوں

جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا نہ ہوا سے پابند بنایا جائے گا کہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گانٹھ لگائے اور وہ نہ لگا سکے گا اور جو لوگوں کی باتیں سنے جبکہ وہ ان کا سننا ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص تصویر بنائے اسے بطورِ عذاب اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ اس میں رُوح پھونکے اور وہ نہ پھونک سکے گا۔''(۱)

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ حدیثِ پاک سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔ اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ قیامت کے دن کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالنا بہت سخت وعید ہے۔ غیبت کے بیان میں اس ارشادِ باری تعالیٰ: ''وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔'' کا معنی گزر چکا ہے۔

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: ''وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا یعنی نہ تو کسی کی جاسوسی کرو اور نہ ہی چھان بین کرو۔''(۲)

مذکورہ الفاظ کے معنی کے متعلق 3 اقوال ہیں: (۱)...... یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور ان کا معنی ہے کہ لوگوں کی باتیں جاننے کی کوشش کرنا۔ (۲)...... یہ دونوں مختلف ہیں پس تَحَسَّسُوْا کا معنی ہے کہ تو خود سنے اور تَجَسَّسُوْا کا معنی

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من کَذَبَ فی حُلُمہ، الحدیث: ۷۰۴۲، ص۵۸۸۔
صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من صَوَّرَصُورۃ کلف......الخ، الحدیث: ۵۹۶۳، ص۵۰۵۔
(۲)......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخطب علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح او یدع، الحدیث: ۵۱۴۴، ص۴۴۵۔

ہے کہ تو کسی دوسرے سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔(۳)...... تَحَسَّسُوْا کا معنی ہے (چوری چُھپے) لوگوں کی باتیں سننا اور تَجَسَّسُوْا کا معنی ہے کہ لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے متعلق گفتگو کرنا۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ حدیثِ پاک اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ چوری چُھپے دوسرے کے گھر کی باتیں سنے یا ناک سے کسی کی بُو سونگھے یا کوئی ناپسندیدہ بات جاننے کے لئے کسی انسان کے کپڑے چُھوئے اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ گھر کے چھوٹے بچوں یا پڑوسیوں سے کسی کے متعلق معلومات لیتا پھرے تا کہ پڑوسی کے گھر رونما ہونے والی بات جان سکے۔ ہاں! اگر اسے کوئی عادل شخص ان کے کسی نافرمانی پر اکٹھا ہونے کی خبر دے تو وہ بلا اجازت ان پر چھاپہ مار سکتا ہے۔ یہ بات حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے ارشاد فرمائی۔ عنقریب ''برائی سے منع کرنے'' کے بیان میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسی باتیں ذکر کی جائیں گی جو اس کی تائید کریں گی۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......دو دن اور دو راتیں......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **84** صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی**'' صَفْحَہ **76** پر ہے: حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''کیا میں تمہیں ان دو دنوں اور دو راتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مثل مخلوق نے نہیں سنی:...... **ایک دن** وہ ہے جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والا تیرے پاس رضائے الٰہی کا مژدہ لے کر آئے گا یا اس کی ناراضی کا پیغام اور...... **دوسرا دن** وہ جب تو اپنا نامۂ اعمال لینے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا اور نامۂ اعمال تیرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں میں (اور دو راتوں میں سے)...... **ایک رات** وہ ہے جو میت اپنی قبر میں گزارے گی اور اس سے پہلے اس نے ایسی رات کبھی نہیں گزاری ہوگی اور...... **دوسری رات** وہ ہے جس کی صبح کو قیامت کا دن ہوگا اور پھر اس کے بعد کوئی رات نہیں آئے گی۔''

کبیرہ نمبر389: بلوغت کے بعد مرد یا عورت کا ختنہ نہ کرنا[1]

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے میرے ذکر کردہ عنوان کے مطابق ذکر کیا ہے۔

مرد کے ختنہ ترک کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے کی عِلَّت یہ ہے کہ اس سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں بڑی خرابی نماز کا چھوڑنا ہے کیونکہ غیرِ مختون کا استنجا صحیح نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حشفہ (یعنی آلۂ تناسل کے سر) کو نہیں دھوتا جو قُلْفہ (یعنی بغیر ختنہ کئے ہوئے عضوِ تناسُل کی بڑھی ہوئی کھال) کے اندر ہوتا ہے اور جب قلفہ کو زائل کرنا ضروری ہے تو اس کے نیچے کا حصہ بھی ظاہر کے حکم میں ہے پس اس کا دھونا واجب ہے۔ اکثر اوقات غیرِ مختون اس میں سستی کرتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے، لہٰذا ان کی نمازیں صحیح نہیں ہوتیں۔ گویا اسے گناہِ کبیرہ قرار دینے والے نے اسی علّت کو پیشِ نظر رکھا۔ اور عورت کے ختنہ نہ کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

پھر میں نے شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے کلام میں ایسی باتیں پائیں جو میرے ذکر کردہ عنوان کی تصریح کرتی ہیں۔ نیز انہوں نے اَقْلَفْ (یعنی غیر مختون) کی گواہی قبول کرنے کے متعلق دو اعتبار سے حکم لگایا ہے۔ شارِحِ مِنْہَاج حضرت سیِّدُنا کمال دمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''صحیح یہ ہے کہ اگر ہم ختنہ کو واجب قرار دیں تو بلا عذر اس کا ترک کرنا فسق ہوگا۔''

اپنے اس قول سے انہوں نے یہ بات سمجھائی کہ کلام مرد کے ختنہ کے متعلق ہے نہ کہ عورت کے بارے میں۔ اور بلا عذر ختنہ ترک کرنے سے مرد فاسق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اُس کے فاسق ہونے سے اِس کا کبیرہ گناہ ہونا لازم آتا ہے اور اس کی عِلَّت وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کر دی ہے۔

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحہ 589 پر صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ختنہ سنت ہے اور یہ شعارِ اسلام ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرفِ عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔'' اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن لڑکیوں کے ختنے کے متعلق فرماتے ہیں: ''لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا تاکیدی حکم نہیں اور یہاں پاک و ہند میں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے اور یہ ان کے گناہِ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظِ دینِ مسلمانان واجب ہے۔ لہٰذا یہاں (پاک و ہند میں) اس کا حکم نہیں۔'' (فتاوی رضویه، ج ۲۲، ص ۶۸۰)

کتاب الجھاد (جہاد کا بیان)

کبیرہ نمبر390: فرضِ عین جہاد نہ کرنا

(یعنی اس وقت جب حربی کفار دارُ الاسلام میں داخل ہو جائیں یا کسی مسلمان کو پکڑ لیں اور اس کا چھڑانا بھی ممکن ہو)

کبیرہ نمبر391: بالکل جہاد چھوڑ دینا

کبیرہ نمبر392: سرحدوں کو تقویّت نہ دینا

(یعنی اپنے ملک کی سرحدوں کو مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے اس پر کفار کے غلبہ کا خوف رہے)

جہاد چھوڑنے کی مذمّت میں آیاتِ قرآنیہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ (پ۲، البقرۃ:۱۹۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

آیت مبارکہ کی تفسیر

اَلتَّہْلُکَۃ، اَلْھَلَاك کے معنی میں مصدر ہے اور ان دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں۔ بعض کے نزدیک اَلتَّہْلُکَۃ سے مراد وہ بربادی ہے جس سے بچنا ممکن ہو اور اَلْھَلَاك کا معنی وہ تباہی ہے جس سے بچنا ممکن نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اَلتَّہْلُکَۃ سے مراد مہلک چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو انسان کی آخرت خراب کرے۔ [1]

"اَلْاِلْقَاءُ بِالْاَیْدِیْ اِلَی التَّہْلُکَۃ" (یعنی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا) اس کی تفسیر میں مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ (چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:)

(۱)......"اَلتَّہْلُکَۃ" سے مراد مال خرچ کرنا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور جمہور مفسّرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اس کے علاوہ کچھ اور ذکر نہ کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جہادی مہمات میں اپنے مال و اسباب خرچ نہ

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، البقرۃ، تحت الآیۃ۱۹۵، ج۳، ص۳۵۴۔

کریں اور دشمن ان پر غالب آ کرانہیں ہلاک کر دے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم دین دار شخص ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرو اور اگر دنیا دار ہو تو اپنے آپ سے ہلاکت اور نقصان دور کرنے میں خرچ کرو۔

(۲)......اس سے مراد خرچ میں حد سے بڑھنا ہے کیونکہ کھانے، پینے اور پہننے کی شدید حاجت کے وقت تمام مال خرچ کر دینا ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳)......اس سے مراد بغیر نفقہ کے جہاد کے لئے سفر کرنا ہے۔ ایک قوم نے ایسا ہی کیا پس وہ راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔

(۴)......اس سے مراد نفقہ کے علاوہ چیز ہے۔ اس بنا پر کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہاد سے رُک جائیں اور اپنے آپ کو ہلاکت یعنی جہنم کے عذاب کے لئے پیش کر دیں۔

(۵)......اس سے مراد یہ ہے کہ دشمن پر غلبہ کی امید کے بغیر جنگ میں بے خطر کود پڑے اور قتل ہو جائے کیونکہ اس طرح وہ خود کو ظلماً قتل کرنے والا شمار ہوگا۔ (1)

انکار کرنے والوں کی پہلی دلیل:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس قول کو رد کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے دشمن کی صف پر حملہ کیا تو لوگ بآوازِ بلند کہنے لگے: ''یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑا۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم اس آیتِ مبارکہ کے مفہوم کو زیادہ جانتے ہیں اور یہ ہمارے متعلق ہی نازل ہوئی، ہم نے سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت پائی، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تعاون کیا اور آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کئی معرکوں میں شریک ہوئے۔ جب اسلام مضبوط ہو گیا اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی اور ہم اپنے اہل وعیال اور مال کی بہتری کے لئے ان کی طرف متوجہ ہو گئے تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ لہٰذا تَّهْلُكَة سے مراد اہل وعیال میں ٹھہرے رہنا اور مال خرچ نہ کرنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔'' (2)

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ساری زندگی راہِ خدا میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ آخری غزوہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں قسطنطنیہ میں لڑا اور

---

1 ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، البقرة، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۳، ص۳۵۴، مفہوماً۔

2 ......التفسیر الکبیر، البقرة، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۲، ص۲۹۵۔

وہیں شہید ہوگئے ۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قسطنطنیہ شہر کی دیوار کے قریب دفن کیا گیا۔**لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی برکت سے بارش طلب کرتے ہیں۔** (1)

پہلی دلیل کا جواب:

اس واقعہ میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ حضرت سیِّدُ نا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اظہارِ غلبہ کے بغیر انسان کا خود کو ہلاکت میں مبتلا کرنا جائز ہے اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

دوسری دلیل:

انہوں نے یہ بھی دلیل دی ہے کہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ایک گروہ نے اپنے آپ کو دشمن کے سامنے ڈال دیا اور رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تعریف فرمائی اور اسی طرح کا ایک واقعہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں ایک شخص کے ساتھ پیش آیا تو کہا گیا: ''یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑا ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں نے غلط کہا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تو ارشاد فرما رہا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِؕ (پ۲، البقرۃ:۲۰۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے **اللّٰہ** کی مرضی چاہنے میں۔ (2)

دوسری دلیل کا جواب:

مذکورہ روایات میں ان کی کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ ان میں سے کسی واقعہ میں یہ مذکور نہیں کہ کسی نے اپنے آپ کو دشمن کی صف میں داخل کیا ہو یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا ہو اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ ان پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ بلکہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے احوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے جب بھی یہ عظیم اِقدام کیا تو ان کا مقصد دشمن پر غلبہ پانا تھا۔ ایسا ارادہ کرنے والا کبھی غلبہ پا لیتا ہے اور کبھی نہیں پاتا

---

(1)......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۱، ص۱۱۸۔

(2)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۲، ص۲۹۵۔

لیکن یہ نقصان دہ نہیں کیونکہ دارومدار تو دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے ارادے پر ہے نہ کہ غلبہ پا لینے پر۔

(۶)......''اَلتَّھْلُکَۃِ'' سے مراد جہاد میں دِکھاوے، شہرت اور احسان جتانے کے لئے فضول خرچی کرنا ہے۔

(۷)......اس سے مراد مایوس ہونا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر سمجھتا ہے کہ اس کی وجہ سے اسے کوئی نیک عمل فائدہ نہ دے گا لہٰذا وہ مزید گناہوں میں منہمک رہتا ہے۔

(۸)......اس سے مراد خبیث چیزوں کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''لفظ مذکورہ تمام تو جیہات کو شامل ہے کیونکہ یہ ان کا احتمال رکھتا ہے۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوعمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم روم کے قریب تھے کہ وہیں سے ہماری طرف ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوگئی، مسلمانوں میں سے انہی کی مثل لوگ ان کے مقابلے میں نکل پڑے۔ مسلمانوں نے اہلِ شہر پر حضرت سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور جماعت پر حضرت سیِّدُنا فضالہ بن عبید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر بنایا۔ اچانک ایک مسلمان نے رومیوں کی صف پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان داخل ہو گیا، لوگ اُونچی اُونچی آواز میں کہنے لگے: ''سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ رہا ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم یہ تاویل کرتے ہو جبکہ یہ آیتِ مبارکہ ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کو عزّت عطا فرمائی اور اس کے مددگار زیادہ ہوگئے تو حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عدم موجودگی میں کچھ لوگوں نے رازداری میں ایک دوسرے سے کہا: ''ہمارے اموال ضائع ہو گئے ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کو شان و شوکت عطا فرما دی اور اس کے مددگار کثیر ہوگئے ہیں، لہٰذا ہم اپنے اہل و عیال اور مال میں ٹھہر جاتے ہیں تا کہ انہیں ضائع ہونے سے بچا لیں۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی جس نے ہماری ان باتوں کی تردید کی، چنانچہ، فرمایا: ''**وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ**'' یہاں تَھْلُکَۃ سے مراد اپنے مال اور اس کی بہتری کے لئے ٹھہر جانا اور جہاد ترک کر دینا ہے۔'' پھر حضرت سیِّدُنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ روم میں دفن کئے گئے۔ [1]

......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحدیث: ۲۹۷۲، ص ۱۹۵۰۔

ترکِ جہاد کی تباہ کاری:

﴿2﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم بَیْعِ عِیْنَہ (1) کروگے اور بیلوں کی دُمیں پکڑوگے اور کاشت کاری میں پڑ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر ذِلّت مسلَّط فرما دے گا اور اسے تم سے نہ نکالے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔'' (۲)

صفتِ منافقت پر موت:

﴿3﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بغیر جنگ کئے مر گیا

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 779 پر ہے: ''بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اس نے کہا: میں قرض نہیں دوں گا، یہ البتہ کر سکتا ہوں کہ یہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں، اگر تم چاہو خریدلو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کر دینا تمہیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع (یعنی بیچنے والے) نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کر دی اس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے قرض دار کے ہاتھ اس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دے دیا پھر قرض دار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دے دیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دے دیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرض دار کو دے دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہو گئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔''

مجدِّدِ اعظم، سیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''بیع عینہ'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''بیع عینہ کو ہمارے ائمۂ کرام (رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام) نے کیا ٹھہرایا ہے، کیا ممنوع، ناجائز، حرام، مکروہ تحریمی؟ حاشا ہرگز نہیں، یہ محض غلط و باطل ہے بلکہ (بیع عینہ) جائز، حلال، روا، درست۔ غایت درجہ اس میں اختلاف ہوا کہ خلافِ اولیٰ بھی ہے یا نہیں، ہمارے امامِ اعظم (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم) بلاکراہت مانتے ہیں، امام ابو یوسف (رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ) خود ثواب و مستحب جانتے ہیں، امام محمد (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد) احتیاط کے لئے صرف خلافِ اولیٰ ٹھہراتے۔'' (فتاوی رضویه، ج۱۷، ص۵۴۷) بیع عینہ کی تفصیل و تحقیق نیز متن میں مذکور حدیث شریف کی شرح فتاویٰ رضویہ شریف کی اسی جلد (۱۷) کے صفحہ 464 تا 471 پر ملاحظہ فرمائیں اور آسانی سے سمجھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے سیِّدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے اسی رسالہ (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم) کی تسہیل بنام ''کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات'' (صفحہ 136 تا 145) کا مطالعہ فرمائیں۔ (علمیہ)

......سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی النهی عن العینة، الحدیث: ۳۴۶۲، ص۱۴۸۱، ''رغبتم'' بدله ''رضیتم''۔

اورنہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو نفاق کے حصے پر مرے گا۔“ (۱)

﴿4﴾......حضورنبیٔ کریم،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:”جس نے کوئی جہاد نہ کیا اور کسی غازی کو بھی تیار نہ کیا یا غازی کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے روزِ محشر سے پہلے ہلا دینے والی مصیبت سے دوچار کرے گا۔“ (۲)

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:”جہاد کی کسی نشانی کے بغیر جس کی موت واقع ہوئی وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے نقصان کی حالت میں ملے گا۔“ (۳)

﴿6﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:”جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان میں عذاب عام کر دیا۔“ (۴)

تنبیہ:

ان تینوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک سے اسلام اور اہلِ اسلام پر آنے والا ایسا فساد ظاہر ہو سکتا ہے جس کا خلا پُر نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ آیتِ مبارکہ اور احادیثِ طیّبہ میں وارد شدید وعید کو اس پر محمول کیا جائے گا، پس اس میں غور کیجئے کیونکہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا حالانکہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے۔

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ذم من مات ولم یغز......الخ، الحدیث:۴۹۳۱،ص۱۰۱۹۔

(۲)......سنن ابن ماجہ،ابواب الجہاد،باب التغلیظ فی ترک الجہاد،الحدیث:۲۷۶۲،ص۲۶۴۳۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، الحدیث:۱۶۶۶،ص۱۸۲۲۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحدیث۳۸۳۹،ج۳،ص۵۱۔

کبیرہ نمبر393: قدرت کے باوجود اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف ترک کر دینا

(یعنی اپنے جان ومال پر کسی قسم کا خوف نہ ہونے کے باوجود نیکی کی دعوت چھوڑ دینا)

کبیرہ نمبر394: قدرت کے باوجود نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر ترک کرنا

(یعنی اپنے جان ومال پر کسی قسم کا خوف نہ ہونے کے باوجود برائی سے منع کرنا چھوڑ دینا)

کبیرہ نمبر395: قول کا فعل کے مخالف ہونا

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق آیاتِ مبارکہ:

اس اہم فریضہ کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چند فرامین عالیشان ملاحظہ فرمائیے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (پ۱۰، التوبۃ:۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ نے یہ بات سمجھائی کہ جس نے ان دونوں کو (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا) چھوڑ دیا وہ مؤمنین کی صف سے نکل گیا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ مبارکہ کو مؤمنین اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والا بنا دیا۔'' (۲)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (پ۶، المائدۃ:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

نیز برائی سے منع نہ کرنا گناہ پر تعاون کرنا ہے۔ چنانچہ، ارشاد ہوتا ہے:

---

(۱)......احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الباب الاول، ج۲، ص۳۷۸، مفھوماً۔

(۲)......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، آل عمران، تحت الآیۃ ۱۰۴، ج۲، الجزء الرابع، ص۳۸۔

لُعِنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوۡا لَا یَتَنَاهَوۡنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ فَعَلُوۡهُ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۹﴾ (پ٦، المائدۃ:٧٨،٧٩)

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر، یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا، جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں بہت سخت دھمکی اور شدّت ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں بیان ہوگا۔ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ (پ١، البقرۃ:٤٤)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ (پ٢٨، الصف:٢،٣)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

برائی سے منع کرنے کے 3 طریقے:

﴿1﴾...... حضرتِ سیِّدُنا ابومسعود بدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے بدل دے، اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے بدل دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''(1)

﴿2﴾...... حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''تم میں سے جس شخص نے کوئی برائی دیکھی اور اسے اپنے ہاتھ سے بدل دیا تو وہ (گناہ سے) بَرِی ہوگیا اور جو ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اس نے اپنی زبان سے بدل دیا تو وہ بھی بَرِیُٔ الذمہ ہوگیا اور جو زبان سے بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس نے اپنے دل سے بُرا جانا تو وہ بھی بَری

......صحیح مسلم ،کتاب الایمان،باب بیان کون النھی عن المنکر......الخ،الحدیث:١٧٧،ص٦٨٨۔

ہو گیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (۱)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور نبیُّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی کہ ہم آسانی و تنگی اور خوشی و ناخوشی ہر حالت میں اور خود پر کسی کو ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی امیر کی بات سنیں گے اور مانیں گے اور یہ کہ ہم حاکم کے خلاف جھگڑا نہ کریں گے مگر یہ کہ کھلم کھلا کفر دیکھیں جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی دلیل ہو اور یہ کہ ہم جہاں بھی ہوں گے سچ بولیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔'' (۲)

﴿4﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔'' (۳)

بنی اسرائیل کیوں ملعون ہوئے؟

﴿5﴾......حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ آئی کہ جب ایک شخص دوسرے سے ملتا تو کہتا: اے فلاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا اور وہ اسی گناہ میں مبتلا ہوتا تو اسے منع نہ کرتا بلکہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا اور بیٹھتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دل ایک جیسے کر دیئے۔'' (راوی فرماتے ہیں:) اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور

......سنن النسائی، کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان، الحدیث: ۵۰۱۱، ص ۲۴۱۱۔

......صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء......الخ، الحدیث: ۴۷۶۸، ۴۷۷۱، ص ۱۰۰۸۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۴۰۱۱، ص ۲۷۱۸۔

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ (پ۶، المائدۃ:۷۸تا۸۱)

بہت ہی برے کام کرتے تھے، ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللّٰہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللّٰہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا۔ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف جھکا دینا اور حق بات قبول کرنے پر اسے مجبور کر دینا۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''ورنہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل ایک جیسے کر دے گا پھر تم پر اسی طرح لعنت فرمائے گا جیسے اس نے بنی اسرائیل پر لعنت کی تھی۔'' (۲)

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علما نے انہیں روکا مگر وہ باز نہ آئے، تو ان کے علما بھی ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے لگے۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی بن مریم عَلَیْہِمِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبانِ اقدس سے ان پر لعنت فرمائی، یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ تھا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) پہلے آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب تک تم، لوگوں کو حق بات کے قبول کرنے پر مجبور نہ کر دو بریُ الذمہ نہیں ہو سکتے۔'' (۳)

(مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:) یعنی تم، لوگوں پر نرمی کے ساتھ ساتھ سختی بھی کرو اور ان کے لئے حق کی پیروی لازم کر دو۔

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث:۴۳۳۶، ص۱۵۳۹، دون قولہ "وھو علی حالہ"۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث۴۳۳۷۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ المائدۃ، الحدیث۳۰۴۷، ص۱۹۵۹، "نھاھم" بدلہ "فنھتھم"۔

﴿8﴾......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور لوگ اسے بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی نہ بدلیں تو **اللہ** عزَّوَجَلَّ موت سے پہلے اُن پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔''(۱)

سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کی قرآن فہمی:

﴿9﴾......امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے (مذکورہ آیتِ مبارکہ کے بارے میں) ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تم اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہو: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ (پ۷، المائدۃ:۱۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔'' میں نے دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحرو بر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں جکڑ لے۔''(۲)

﴿10﴾......نسائی شریف کے الفاظ یہ ہیں: ''راوی فرماتے ہیں، میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ بے شک لوگ یا کوئی قوم جب برائی دیکھے لیکن اسے نہ روکیں تو **اللہ** عزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔''(۳)

﴿11﴾......ابوداؤد شریف کے الفاظ یہ ہیں: (حضرتِ سیِّدُنا ہُشیم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور لوگ انہیں بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی نہ بدلیں تو قریب ہے کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں گرفتار کردے۔''(۴)

نیکی کی دعوت چھوڑنے کا وبال:

﴿12﴾......**اللہ** عزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''اے لوگو!

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث:۴۳۳۹، ص۱۵۳۹۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی نزول العذاب اذالم یغیر المنکر، الحدیث:۲۱۶۵، ص۱۸۶۹۔

(۳)......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب التفسیر، سورۃ المائدۃ، باب۱۲۵، الحدیث:۱۱۱۵۷، ج۶، ص۳۳۹۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث:۴۳۳۸، ص۱۵۳۹۔

بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو تو وہ قبول نہ فرمائے اور مغفرت طلب کرو تو وہ تمہاری مغفرت نہ فرمائے ، بے شک نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا نہ تو رزق کو ختم کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے علما نے جب نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر ان کے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان سے لعنت فرمائی ، پھر ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔“ (۱)

کلمۂ طیّبہ کے حق کو ہلکا جاننے کا مفہوم:

﴿13﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہمیشہ اپنے کہنے والوں کو فائدہ دیتا رہے گا اور ان سے عذاب اور سزا دُور کرتا رہے گا جب تک کہ وہ اس کے حق کو ہلکا نہ جانیں۔“ لوگوں نے عرض کی: ”اس کے حق کو ہلکا جاننے سے کیا مراد ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے کام ہونے لگیں تو انہیں نہ تو برا سمجھا جائے اور نہ ہی بدلا جائے۔“ (۲)

﴿14﴾...... (حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:) ”دلوں پر پے در پے فتنے یوں چھا جائیں گے جیسے چٹائی کے تنکے ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں اور جو دل ان فتنوں کو قبول کرے گا اس پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے گا اور جو انہیں رد کرے گا اس پر ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ دونوں دلوں پر نقطے ہوں گے ایک پر چکنے اور صاف پتھر کی طرح سفید نقطہ ہو گا ، جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے اُسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا اور دوسرے پر انتہائی سیاہ نقطہ ہو گا اور وہ (دل) اوندھے لوٹے کی طرح ہو گا جو نہ تو نیکی پر عمل کرے گا اور نہ ہی برائی کا انکار کرے گا بلکہ اپنی خواہش کے مطابق عمل کرے گا۔“ (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

مُجَخِّیًا کا معنٰی ہے ایک طرف لُڑھکا ہوا یا اُلٹا پڑا ہوا یعنی جب دل فتنوں میں مبتلا ہو جائے اور اس سے گناہوں کی حرمت نکل جائے تو اس سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے جیسا کہ جب لوٹا اُلٹ جائے یا ٹوٹ جائے تو اس سے پانی

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث:۴،ج۲،ص۲۰۶۔

......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترغیب فی الامر بالمعروف......الخ، الحدیث:۳۵۳۵،ج۳،ص۱۸۳۔

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب رفع الامانۃ والایمان......الخ، الحدیث:۳۶۹،ص۷۰۲۔

نکل جاتا ہے۔

﴿15﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب تم میری اُمَّت کو دیکھو گے کہ وہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈر رہی ہے تو اسے بھی چھوڑ دیا جائے گا۔'' (۱)

﴿16﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جب زمین پر برائی کی جائے اور جو وہاں موجود ہو اور اسے ناپسند کرے تو وہ اس شخص جیسا ہے جو وہاں موجود ہی نہیں اور جو وہاں موجود نہ ہو مگر اس پر راضی ہو تو وہ وہاں موجود شخص کی طرح ہے۔'' (۲)

اسلام کیا ہے؟

﴿17﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ جس نے ان میں سے کسی چیز کو کم کیا اس نے اسلام کا ایک حصہ چھوڑ دیا اور جس نے ان سب کو ترک کر دیا اس نے اسلام سے اپنی پیٹھ پھیر لی۔'' (۳)

﴿18﴾......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام کے 8 حصے (یعنی شاخیں) ہیں: دو شہادتیں (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں) ایک حصہ ہیں، نماز ایک حصہ ہے، زکوٰۃ ایک حصہ ہے، روزہ ایک حصہ ہے، حج ایک حصہ ہے، نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے، برائی سے منع کرنا ایک حصہ ہے، راہِ خدا میں جہاد کرنا ایک حصہ ہے اور نامراد ہوا وہ شخص جس کے پاس کوئی حصہ نہیں۔'' (۴)

نیکی کی دعوت کی اہمیت:

﴿19﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ

(۱)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب الخصمان یقعدان بین یدی الحاکم، الحدیث: ۷۱۱۸، ج۵، ص۱۳۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۴۵، ص۱۵۴۰۔

(۳)......المستدرک، کتاب الایمان، باب الاسلام ان تعبد اللہ......الخ، الحدیث: ۶۰، ج۱، ص۱۷۴، بتغیر۔

(۴)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند حذیفۃ بن الیمان، الحدیث: ۲۹۲۷، ج۷، ص۳۳۰۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا شانۂ اطہر میں تشریف لائے تو میں نے چہرۂ اقدس سے جان لیا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی معاملہ پیش آیا ہے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وضو فرمایا اور کسی سے کلام نہ فرمایا (اور تشریف لے گئے)۔ میں حجرۂ مبارکہ کے ساتھ لگ گئی تاکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات سنتی رہوں، پھر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبرِ اقدس پر تشریف فرما ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کی اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم دعا کرو تو میں تمہاری دعا قبول نہ کروں، مجھ سے مانگو تو میں تمہیں عطا نہ کروں اور مجھ سے مدد طلب کرو تو میں تمہاری مدد نہ کروں۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید کچھ نہ فرمایا یہاں تک کہ منبرِ انور سے نیچے تشریف لے آئے۔''[١]

﴿20﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''[٢]

برائی سے نہ روکنے والے کا انجام:

﴿21﴾......حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم سنتے ہیں کہ بروزِ قیامت ایک شخص دوسرے کے ساتھ چمٹ جائے گا حالانکہ وہ اِسے جانتا بھی نہ ہوگا تو دوسرا پوچھے گا: ''تیرا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ حالانکہ میرے اور تیرے درمیان کوئی جان پہچان نہیں۔'' تو وہ کہے گا: ''تو مجھے گناہ اور برائی میں مبتلا پاتا تھا لیکن منع نہ کرتا تھا۔''[٣]

راستے کے حقوق:

﴿22﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارا بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم نے بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق ادا کرو۔'' انہوں نے عرض کی: ''اس کا حق کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نگاہیں نیچی

---

[١]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق......الخ، الحدیث:۲۹۰، ج۱، ص۲۵۵، بتغیرٍ۔

[٢]......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، الحدیث:۱۹۲۸، ص۱۸۴۵۔

[٣]......جامع الاصول للجزری، کتاب القیامة، الباب الثانی: فی احوالھا، الحدیث:۷۹۶۷، ج۱۰، ص۴۰۳۔

رکھنا، (راستے سے) تکلیف دہ چیز دُور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔'' (١)

بےعمل مُبلِّغین کا انجام:

﴿23﴾......حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے اردگرد اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا چکّی کے اردگرد گھومتا ہے، جہنمی اس کے پاس جمع ہوجائیں گے اور پوچھیں گے: ''اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ دیتا تھا اور برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''ہاں! کیوں نہیں، میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع تو کرتا تھا لیکن خود اس میں مبتلا رہتا تھا۔'' (٢)

﴿24﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان کے اردگرد اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے اردگرد گھومتا ہے جہنمی اس کے پاس جمع ہوکر پوچھیں گے: ''اے فلاں! تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ دیتا تھا اور برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود برائی میں مبتلا رہتا تھا۔'' (٣) (راوی فرماتے ہیں:) میں نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: معراج کی رات میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت کے خطیب ہیں، جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔'' (٤)

---

(١)......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النھی عن الجلوس فی الطرقات. الخ، الحدیث:٥٥٦٣، ص١٠٥٧۔

(٢)......صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب عقوبة من یأمر بالمعروف ولا یفعله......الخ، الحدیث:٧٤٨٣، ص١١٩٥۔

(٣)......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانھا مخلوقة، الحدیث:٣٢٦٧، ص٢٦٤۔

(٤)......جامع الاصول للجزری، الکتاب الرابع فی الریاء، الحدیث:٢٦٥٤، ج٤، ص١٥٠۔

﴿25﴾......حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: میں نے معراج کی رات ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے دریافت کیا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآن پاک پڑھتے تھے کیا سمجھتے نہ تھے۔'' (۱)

﴿26﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے کہ ''جب بھی اُن کے ہونٹ کاٹے جاتے تو وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتے۔'' (۲)

﴿27﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''حالانکہ وہ قرآن پاک پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔'' (۳)

واعظین و مُبلِّغین سے بھی سوال ہوگا:

﴿28﴾......حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص بھی خطبہ دیتا (یعنی بیان کرتا) ہے بروزِ قیامت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تیرا اس (بیان کرنے) سے کیا ارادہ تھا؟'' راوی (یعنی حضرت سیِّدُنا جعفر بن سلیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار رو پڑتے اور ارشاد فرماتے: ''تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہارے سامنے یہ بیان کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں؟ جبکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن مجھ سے اس کے متعلق دریافت فرمائے گا کہ اس سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ تو میں یہی عرض کروں گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو میرے دل پر گواہ ہے، اگر میں یہ نہ جانتا کہ اس کا بیان کرنا تجھے پسند ہے تو کبھی دو آدمیوں کے سامنے بھی بیان نہ کرتا۔'' (۴)

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاسراء، الحدیث:۵۳، ج۱، ص۱۳۵۔

(۲)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، باب ذم الکذب، الحدیث:۵۷۵، ج۷، ص۳۱۶۔

(۳)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث:۴۹۶۲مکرر، ج۴، ص۲۵۰۔

(۴)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الکذب، باب ذم الکذب واھلہ، الحدیث:۴۶، ج۵، ص۲۱۳۔

﴿29﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: کچھ جنّتی لوگ جہنمیوں کی طرف جائیں گے اور پوچھیں گے: ''تم کس وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئے؟ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے تو جو کچھ تم سے سیکھا اسی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے۔'' تو جہنمی جواب دیں گے: ''ہم جو کہتے تھے اس پر عمل نہ کرتے تھے۔'' (۱)

بے عمل مُبلِّغ کی مثال:

﴿30﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت بیان ہے: ''جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو خود کو جلا کر لوگوں کو روشنی دیتا ہے۔'' (۲)

﴿31﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ چراغ کے دھاگے کی مثل ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے لیکن خود کو جلاتا ہے۔'' (۳)

﴿32﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنے بعد تم پر سب سے زیادہ زبان کے عالم (اور دل کے جاہل) منافق کا خوف ہے۔'' (۴)

قول وفعل میں موافقت کا حکم:

﴿33﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اس کی زبان کے مطابق نہ ہو جائے اور اس کا قول اس کے عمل کے مخالف نہ ہو اور اس کا پڑوسی اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔'' (۵)

﴿34﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''مجھے اپنی اُمَّت پر

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث۴۰۵، ج۲۲، ص۱۵۰۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۶۸۱، ج۲، ص۱۶۶۔

(۳)......الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث۲۱۵، ج۱، ص۹۳۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۵۹۳، ج۱۸، ص۲۳۷۔

(۵)......الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث۲۲۶، ج۱، ص۹۵۔

نہ کسی مومن کی طرف سے خوف ہے اور نہ مشرک کی طرف سے، مومن کو تو اس کا ایمان بچائے رکھے گا اور مشرک کو اس کا کفر ذلیل کرتا رہے گا۔ البتہ! مجھے ان پر زبان کے تیز طراز (یعنی گفتگو کے ماہر) منافق کا خوف ہے جو باتیں ایسی کرے گا کہ تم پسند کرو گے اور عمل ایسے کرے گا جنہیں تم ناپسند کرو گے۔'' (۱)

﴿35﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر وہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھول جاتا ہے۔'' (۲)

سب سے بُری بدعت:

سب سے بری بدعت یہ ہے کہ جب نیکی کا حکم دیا جاتا اور برائی سے منع کیا جاتا ہے تو بعض جاہل یہ آیتِ مبارکہ پڑھ دیتے ہیں: ''عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ۚ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ ؕ'' (پ۷، المائدۃ:۱۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔'' لیکن وہ جاہل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان کو نہیں جانتے کہ ایسا کرنے والے کا گناہ اپنی رائے سے قرآنِ پاک کی تفسیر کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ ہے اور تفسیر بالرائے کبیرہ گناہ ہے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا ابنِ مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''آیتِ مبارکہ کا معنٰی یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے بعد تم پر اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا لازم ہے۔'' اور اس کے متعلق دیگر اقوال بھی منقول ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو عبیدہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اس کے علاوہ کوئی آیتِ مبارکہ نہیں جس میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہوں۔'' ایک قول کے مطابق ''اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ'' ناسخ ہے کیونکہ یہاں ہدایت سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔

تنبیہ:

ان 3 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کیونکہ ان میں سخت وعید ہے۔

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۷۰۶۵، ج۵، ص۲۰۰۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، الحدیث:۵۷۳۳، ج۷، ص۵۰۶۔

میں نے عنوان میں مذکور آخری گناہ کے متعلق کسی کو تصریح کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن مذکورہ احادیثِ مبارکہ اس کی بھی تصریح کرتی ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔

ایک اِشکال:

یہاں ایک اِشکال پیش کیا جاتا ہے کہ قول وفعل میں مخالفت کے کبیرہ گناہ ہونے میں شرط یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کے معاملے میں مخالفت کرے (یعنی دوسروں کو کبیرہ گناہ سے منع کرے مگر خود اس کا ارتکاب کرے) کیونکہ سخت وعید کبیرہ گناہ کے متعلق آئی ہے مطلقاً عمل سے قول کی مخالفت اور صغیرہ گناہ کے متعلق نہیں۔ یہ اعتراض مضبوط ہے کیونکہ اس صورت میں کبیرہ گناہ کا تقاضا نہیں کیا جا رہا۔

جواب: اس کا پہلا التزامی جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ سخت وعید اس کبیرہ گناہ کے متعلق آئی ہے یہ جواب ہی کافی ہے اور یہ وعید عمل سے قول کی مخالفت کے متعلق ہے جو کہ ظاہر ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس وعید کو ملایا جائے کیونکہ اس کے ملانے پر مزید سزا مرتَّب ہوگی جو اس کے نہ ملانے پر مرتَّب نہیں ہوتی۔

دوسرا التزامی جواب یہ ہے کہ اگر اس صغیرہ گناہ کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دینا بھی شامل ہو جائے یعنی وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ اکابر علما وصالحین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِيْن چونکہ جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے لہٰذا میں بھی انہی کے طریقے پر عمل کرتا ہوں اور انہی کی ہدایت سے رہنمائی لیتا ہوں جبکہ اس کا باطن اس کے برخلاف ہو تو یہ ایک بہت بڑا دھوکا ہوگا جو بہت سے ایسے مفاسد کا باعث ہوگا جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے اس کی تائید میں ایک قول پایا جسے (کبیرہ نمبر 350 میں) ذکر کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''ظالم بادشاہ کے پاس محض ناجائز شکایت کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے جبکہ اس سے پیدا ہونے والا گناہ صغیرہ ہو۔ **البتہ! اگر یوں کہا جائے کہ یہ اس وقت کبیرہ بن جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز مل جائے مثلاً جس کی شکایت کی جائے اس پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کے گھر والوں پر رُعب طاری کیا جائے یا بادشاہ کے بلاوے کی وجہ سے انہیں ڈرایا جائے تو یہ کبیرہ گناہ بن جائے گا۔''**

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا مذکورہ قول ''**البتہ! اگر یوں کہا جائے...... الخ**'' میرے ذکر کردہ مؤقف کی طرح ہے

اور یہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے کلام سے بعید نہیں پس اسی پر اعتماد کیا جائے۔

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی آراء:

پہلے دو کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی کے قول سے منقول ہے پھر انہوں نے اس میں توقُّف کیا اور حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نَوَوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے بھی ان کے توقُّف کو ثابت رکھا لیکن حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے اس سے اظہار براءت فرمایا کہ اس کی دلیل پختہ نہیں جو کہ ابوداؤد شریف کی گزشتہ روایت ہے یعنی ''پھر تم پر ضرور لعنت فرمائے گا جیسے بنی اسرائیل پر کی تھی۔'' اس دلیل کے کمزور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ اس حدیث پاک کی دو اسناد میں سے ایک مُنْقَطِع جبکہ دوسری مُرسَل ہے۔ [1]

حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کے قول کی تردید کی گئی ہے کہ ابوداؤد شریف کی مذکورہ روایت کے فوراً بعد ترمذی شریف کی روایت اور اس کے بعد دیگر کئی صحیح روایات خصوصاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا گزشتہ فرمان سب میں اس کی صراحت ہے کہ پہلے دونوں گناہ کبیرہ ہیں کیونکہ ان کے متعلق سخت وعید مذکور ہے اور توقُّف کا مقام یہ نہیں جو حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے ذکر کیا۔ بلکہ ظاہر بات یہ ہے جس کی حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا قول نقل فرمایا کہ ''بعض متاخرین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: برائی سے روکنے کے متعلق یہ فرق ہونا چاہئے کہ اگر گناہِ کبیرہ ہو تو روکنے پر قدرت کے باوجود اس پر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر گناہِ صغیرہ ہو تو اس پر خاموشی اختیار کرنا صغیرہ گناہ ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ واجبات مختلف ہیں تو ہر مأمور بہ (یعنی جس کا حکم دیا گیا ہو اس) کے چھوڑنے کو اسی پر قیاس کیا جائے گا اور یہ بات واضح ہے۔''

مذکورہ کلام میں ایک چیز رہ گئی ہے جس سے ان کی بیان کردہ تفصیل کی درستی واضح ہوتی ہے اور وہ ان کا یہ قول ہے کہ ''آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیں اس لئے کہ حرام غیبت سے

---

[1] ......حدیثِ مُنْقَطِع: وہ ہے جس کی سند سے کوئی بھی راوی ساقط ہو جائے۔ مُرسَل: وہ حدیث ہے جس میں سند کے آخر سے راوی ساقط ہو یعنی تابعی حدیث بیان کرے اور صحابی کا نام نہ لے۔ (نزهة النظرفی توضیح نخبة الفكر، ص ٨٢، ٨٤)

نہ روکنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ اس کے قائل یعنی صَاحِبُ الْعُدَّۃ نے غیبت کو مطلقاً صغیرہ گناہ قرار دیا ہے۔‘‘

لیکن یہ بات عقل میں کیسے آسکتی ہے کہ غیبت بذاتِ خود تو صغیرہ گناہ ہو مگر اس سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ ہو۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کبیرہ سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ اور صغیرہ سے نہ روکنا صغیرہ گناہ ہے۔

واجبات وفرائض کا حکم نہ دینا:

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ واجبات کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے ذکر فرمایا کہ واجبات مختلف ہیں، اس کا معنٰی یہ ہے کہ مثال کے طور پر سلام کا جواب دینا واجب ہے اور دعوت قبول کرنا بھی واجب ہے [1] لیکن ان دونوں کا مرتبہ نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے سے کم ہے۔ لہٰذا باوجودِ قدرت نماز جیسے احکام کا حکم نہ دینا تو کبیرہ گناہ ہے مگر باوجودِ قدرت سلام کا جواب دینے یا دعوت قبول کرنے کا حکم نہ دینا کبیرہ گناہ نہیں۔

مستحبات کا حکم نہ دینا:

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ’’مستحبات کا حکم نہ دینا کبیرہ گناہ نہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ صغیرہ گناہ بھی نہیں۔ اس لئے کہ اس نیکی کا حکم دینا واجب ہے جس کا کرنا مکلَّف پر واجب ہو اور مکروہات سے منع کرنا اس طرح واجب نہیں جس طرح حرام کاموں سے منع کرنا واجب ہے بلکہ مستحبات کا حکم دینا اور مکروہات سے منع کرنا مستحب ہے۔ اَلرَّوْضَۃ میں نمازِ عید کا حکم دینے کے واجب ہونے کے متعلق دو وجہیں ذکر کی گئیں اور واجب ہونے کو صحیح کہا گیا، اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ عید کی نماز سنت ہے کیونکہ یہ واضح شعار ہے [2]۔‘‘

حضرتِ مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا تبصرہ:

(حضرت سیِّدُنا امام ابنِ حجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں:) ’’میری تحقیق کے مطابق مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے

---

[1] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مراۃ المناجیح، جلد 4، صفحہ 74 پر احناف کا مؤقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’حق یہ ہے کہ ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوتِ طعام، قبول کرنا سنت ہے۔‘‘

[2] ......احناف کے نزدیک: ’’عیدین کی نماز واجب ہے۔‘‘ (ماخوذ از بہارِ شریعت، عیدین کا بیان، ج ۱، ص ۷۷۹)

سے روکنا چاہئے اگرچہ یہ (یعنی مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا) ہمارے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اگر یہ حرام ہوتا تو صحیح قول کے مطابق وہ نماز ہی باطل ہوتی جیسا کہ اس مسئلہ کی شق موجود ہے۔ پس اس وقت نمازِ عید کا حکم نہ دینا اور مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے سے نہ روکنا کبیرہ گناہ سے ملحق نہ ہوگا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی کبیرہ گناہ نہیں تو شاید حضرت سیِّدُنا امام رافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی اپنے اس قول سے بھی یہی مراد ہو کہ نیکی کا حکم نہ دینے اور برائی سے منع نہ کرنے میں مطلقاً توقُّف کی گنجائش ہے۔''

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے جو نمازِ عید کا حکم دینا واجب ذکر کیا ہے تو وہ مُحتَسِب (یعنی عوام کے معاملات کی نگرانی کرنے والے) کے ساتھ خاص ہے اور اس (خاص کرنے) سے شیخین (یعنی امام نَوَوِی و امام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) اور اَلرَّوْضَۃ کے قول کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے، شیخین کا قول یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے مراد شرعی واجبات کا حکم دینا اور حرام کاموں سے منع کرنا ہے اور اَلرَّوْضَۃ کا قول یہ ہے کہ نمازِ عید کا حکم دینا واجب ہے، اگرچہ ہم اسے سنت کہیں کیونکہ نیکی کا حکم دینا اطاعت ہی کا حکم دینا ہے خصوصاً جو کہ واضح شعار ہو۔ لہٰذا پہلا قول عام لوگوں کے متعلق ہے کہ صرف واجب اور حرام کاموں میں ان پر کسی بات کا حکم دینا اور منع کرنا لازم ہے اور دوسرا عوام کی نگرانی کرنے والے کے متعلق ہے۔ لہٰذا واضح شعار کا حکم دینا اس پر لازم ہوگا اگرچہ وہ واجب نہ ہو۔

حکمران و محتسب کی ذِمَّہ داریاں:

حکمران کے متعلق بڑے بڑے فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اس کے لئے مستحب کا حکم دینا مستحب ہے۔ اس معاملے میں ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کئی مقامات پر محتسب اور غیر محتسب کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''اگر بادشاہ یا اس کے نائب نے نمازِ استسقاء یا اس کے روزے وغیرہ کا حکم دیا تو وہ واجب ہو جائے گا اور اگر عام شخص نے حکم دیا تو واجب نہ ہوگا۔''

محتسب (یعنی قاضی، تفتیشی آفیسر) کے لئے ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے قول کے مطابق کئی خصوصی احکام ہیں:

(۱)......حکمران پر لازم ہے کہ وہ محتسب کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا حکم دے کیونکہ اس کے حکم پر زیادہ عمل ہوتا ہے اگرچہ یہ دونوں کام اس کے ساتھ خاص نہیں۔

(۲)......اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی کو اس کے مذہب کے خلاف (یعنی دوسرا مذہب اختیار کرنے) پر مجبور کرے کیونکہ لوگوں پر اپنے امام (یعنی جس کی وہ تقلید کرتا ہو اس) کے علاوہ کے مذہب کی اتباع لازم نہیں۔

(۳)......مسلمانوں کو فرض اور سنت نمازوں کی پابندی کا حکم دے لیکن اوّل وقت سے تاخیر کرنے پر ان سے پُرسِش نہ کرے کیونکہ اس میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔

(۴)......ایسے کام کا حکم دے جس کا نفع عام ہو جیسے شہر کی دیوار تعمیر کرنا، محتاجوں کی مدد کرنا لیکن یہ کام بیتُ المال کی رقم سے کرنا واجب ہے اور اگر بیت المال میں کچھ نہ ہو یا (اس سے خرچ کرنے سے) ظلماً روک دیا جائے تو ایسے کام کرنا صاحبِ قدرت خوشحال لوگوں پر لازم ہے۔

(۵)......اگر کوئی آدمی خوشحال شخص سے قرض طلب کرے تو حاکم اسے ٹال مٹول کرنے سے منع کرے۔

(۶)......اگر کوئی شخص تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ کھڑا ہو تو اسے منع کرے اور کہے: اگر یہ تیری محرم ہے تو تہمت کی جگہوں سے اس کی حفاظت کر اور اگر اجنبیہ ہے تو اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

(۷)......عورت کے اولیا کو (حسب ونسب میں) اس کے ہم پلہ مرد کے ساتھ اس کا نکاح کرنے کا حکم دے۔

(۸)......عورتوں کو اپنی عدّت صحیح طریقے سے پوری کرنے کا حکم دے۔

(۹)......آقا کو غلاموں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دے۔

(۱۰)......جانور پالنے والوں کو ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دے۔

(۱۱)......جو جہری (یعنی اونچی آواز سے قراءَت والی) نماز کو سراً پڑھے (یعنی اس میں آہستہ قراءَت کرے) یا اُس کے برعکس کرے یا اذان میں زیادتی کرے (جیسے رافضی کرتے ہیں) یا کمی کرے تو اُسے منع کرے۔

(۱۲)......حُقُوقُ الْعِبَاد کے معاملے میں صاحبِ حق کے مطالبہ کرنے سے پہلے اس سے پوچھ گچھ نہ کرے جس پر کوئی حق لازم ہو۔

(۱۳)......قرض کے لئے نہ قید کرے، نہ مارے۔

(۱۴)......قاضیوں کو فیصلوں کے چھپانے یا اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے سے منع کرے۔

(۱۵)......راستوں کی مساجد کے ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کومقتدیوں پرنماز لمبی کرنے سے منع کرے۔

(۱۶)......اورعورتوں کے معاملہ میں خیانت کرنے سے منع کرے۔

صغیرہ گناہ سے منع کرنا بھی واجب ہے:

حضرات ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کی طرح صغیرہ گناہ سے منع کرنا بھی واجب ہے بلکہ اگرفاعل کے خاص ہونے کی وجہ سے وہ فعل نافرمانی نہ بھی ہوتب بھی اس سے منع کرناواجب ہے جیسا کہ اگروہ غیر مکلّف کوزنا کرتے یاشراب پیتے دیکھے تواسے اس سے روکنا ضروری ہے۔نافرمانی کوختم کرنے کے بعدنصیحت کافی ہے بلکہ اسے چھپانا سنت ہے جیسا کہ **"باب الحدود"** میں تفصیلاً گزرچکا ہے۔

"شَرْحِ مُسْلِم"میں ہے:''جس کا فساد معروف ہواگرکسی فتنہ کااندیشہ نہ ہوتواس کا ظاہرکرنااورحاکم تک پہنچانا مستحب ہے اور جسے کسی برائی کے آئندہ ہونے کی خبر ملے جیسے وہ کسی شخص کے متعلق سنے کہ وہ کل شراب پینے یا زنا کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے تو اسے فقط نصیحت کرے۔لیکن اگروہ سنے بغیر صرف قرائن سے ایسا سمجھے تو اسے نصیحت کرنا حرام ہے کیونکہ یہ چیز مسلمان کے متعلق بدگمانی کوضمن میں لئے ہوئے ہے۔''

(مصنِّف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں:) مطلق طور پرنصیحت کوحرام قرار دینے میں غوروفکر کی ضرورت ہے بلکہ حرام ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ وعظ ونصیحت میں اس کے فسق وغیرہ کومشہور کرے اورجس نے کسی اجنبیہ کے ساتھ تنہائی اختیار کی یااجنبیہ کودیکھنے کے لئے کھڑاہوااسے زبردستی روکا جائے، یہ نہ ہوسکے توزبان سے منع کیا جائے کیونکہ اس سے نافرمانی ثابت ہوگئی۔

نیکی کی دعوت کس پرلازم ہے؟

اسی طرح ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ نیکی کاحکم دینااور برائی سے منع کرنااس کے ساتھ خاص نہیں جس کی بات سنی جائے بلکہ ہرمکلّف پرلازم ہے کہ امرونہی کا فریضہ سرانجام دیتارہے اگرچہ اسے لوگوں کی عادت معلوم ہوکہ انہیں نصیحت کوئی فائدہ نہ دے گی، خواہ حکم دینے والا یامنع کرنے والاخودعمل نہ بھی کرتا ہواور نہ ہی حاکمِ اسلام کی طرف سے اس کی ذمہ داری ہو۔کیونکہ اس پردوکام لازم ہیں:(۱)......خودعمل کرنااور(۲)......دوسروں کو

نیکی کا حکم دینا۔ جب ان میں سے ایک رہ بھی گیا تو دوسرا ساقط نہ ہوگا۔

مشکل مسائل میں صرف علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر کا فریضہ سرانجام دیں، عام لوگ ناواقف ہونے کی وجہ سے یہ کام نہ کریں اور ظاہری اعمال جیسے نماز، روزہ اور شراب پینے میں نیکی کا حکم دینے میں عوام اور علما سب برابر ہیں۔

عالم بھی صرف انہیں باتوں سے منع کرے جن کے برا ہونے پر اتفاق ہو یا جنہیں کرنے والا حرام سمجھتا ہو اور دیگر باتوں میں روک ٹوک نہ کرے۔ البتہ! اس کے لئے مستحب ہے کہ اختلاف سے بچنے کے لئے نصیحت کے طور پر منع کرے کہ کہیں دوسرے اختلاف اور سنتِ ثابتہ چھوڑنے کا مرتکب نہ ہو جائے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ اس وقت اختلاف سے نکلنا مستحسن ہے۔

امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے بارہ مدنی پھول:

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

(۱)......برائی سے منع کرنے والا سب سے پہلے برائی کو ہاتھ سے روکے۔

(۲)......اگر اس سے عاجز ہو تو زبان سے روکے۔

(۳)......اس پر لازم ہے کہ ممکنہ حد تک برائی کو بدلنے کی کوشش کرے اور جو اسے ختم کرسکتا ہو اس کے لئے صرف نصیحت کرنا کافی نہیں اور جو زبان سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔

(۴)......جس کے شر کا خوف ہو اُس سے اور جاہل سے برائی دور کرنے میں نرمی کرے کیونکہ یہ چیز انہیں نیکی کی دعوت دینے والے کی بات قبول کرنے پر آمادہ کرے گی نیز برائی دور کرنے کا بہترین ذریعہ نرمی ہے۔

(۵)......اگر جنگ اور اسلحہ کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو برے شخص کے خلاف دوسروں سے مدد طلب کرے جبکہ استقلال ممکن نہ ہو۔

(۶)......اگر وہ ہاتھ یا زبان سے روکنے سے عاجز آجائے تو معاملہ حکمران کے پاس لے جائے۔

(۷)......اگر اس سے بھی عاجز ہو تو دل میں برا جانے۔

(۸)......نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے تفتیش یا چھان بین کرنا جائز نہیں اور نہ ہی محض گمان کی وجہ سے کسی گھر پر دھاوا بولنا (یعنی زبردستی گُھسنا) جائز ہے۔

(۹)......اگر اسے کوئی با اعتماد شخص کسی کے متعلق خبر دے کہ وہ حرمت کو پامال کرنے والے حرام کام میں ملوّث ہے تو وہ اس کی روک تھام کرے جیسے کسی کے متعلق خبر دے کہ فلاں شخص زنا کے لئے عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کئے ہوئے ہے یا کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے تنہائی میں لے گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس گھر پر دھاوا بول دے اور اس کے متعلق چھان بین کرے۔

(۱۰)......اگر اسے کسی برائی کا یقینی علم ہو جائے جیسے وہ گانے بجانے کے آلات یا گانے والی لڑکیوں یا نشے میں مبتلا افراد کی آواز سنے تو گھر میں داخل ہو اور گانے کے آلات توڑ کر گانے والیوں کو باہر نکال دے۔

(۱۱)......کسی فاسق کے دامن کے نیچے سے شراب کی بو آ رہی ہو تو اسے اٹھا کر دیکھنا جائز نہیں۔

(۱۲)......بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر اسے معلوم ہو کہ دامن کے نیچے سارنگی وغیرہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یعنی دامن اُٹھا کر نہ دیکھے۔

اس میں واضح طور پر غور وفکر کی ضرورت ہے بلکہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے نیچے سارنگی ہے تو اُسے نکالے اور توڑ دے۔

تَجَسُّس کا مفہوم:

تجسُّس سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کسی کام کے متعلق کسی کی چھان بین کریں تو آپ کا جاننا اس کے کرنے والے پر گراں گزرے۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اس وقت ساقط ہو جاتا ہے جب ان کے سبب جان، مال، جسم یا عضو کے نقصان کا اندیشہ ہو یا دوسرے شخص کے موجودہ برائی سے بڑی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا اس کا غالب گمان ہو کہ برائی کا مرتکب دشمنی کرتے ہوئے اس میں زیادتی کرے گا۔

فائدہ: نیکی کی دعوت دینا فرضِ کفایہ ہے:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مکلَّف، آزاد، غلام اور مرد وعورت پر واجب ہے لیکن واجب علی الکفایہ ہے۔ اس کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: ''وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّةٌ'' (پ۴، ال عمران: ۱۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے۔'' کیونکہ اگر یہ فرضِ عین ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا: ''وَلۡتَکُوۡنُوۡا۔'' ہاں! کبھی یہ فرضِ عین بھی ہوجاتا ہے جیسے اگر وہ ایسے مقام پر ہو جہاں کوئی دوسرا اس کا علم نہیں رکھتا یا دوسرا اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

فرضِ کفایہ وہ ہوتا ہے کہ جسے اگر ایک شخص سرانجام دے دے تو اسے ثواب مل جائے گا اور باقیوں سے ذمہ داری ساقط ہوجائے گی۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک طبقہ کے نزدیک اس کا نفع زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ فرضِ عین سے افضل ہے۔

ایک شخص کے فرضِ کفایہ فعل ادا کرنے سے دوسرے سے اس کے ساقط ہونے میں شرط ہے کہ اسے دوسرے کے ادا کرنے کا یقینی علم ہو ورنہ اس سے ساقط نہ ہوگا جیسے اپنے گمان سے (کہ دوسرے ادا کرتے ہوں گے) جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کر دینا۔ کیونکہ گناہ میں دارومدار فاعل کی ذات پر ہوتا ہے نہ کہ نفسِ فعل پر۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ جس نے کسی عورت کو اجنبی گمان کرتے ہوئے اس سے وطی کی حالانکہ وہ اس کی بیوی تھی تو اسے زنا کا گناہ ملے گا اور اس کے برعکس ہو (یعنی اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطی کی) تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کے احکام:

اگر سب لوگ برابر طور پر ہاتھ اور زبان سے روک سکتے ہوں تو اس کی ذمہ داری سب پر عائد ہوگی اور اگر ایک شخص ہاتھ سے اور دوسرے زبان سے روکنے پر قادر ہوں تو پہلے کی ذمہ داری ہوگی، البتہ! اگر زبان سے روکنے والے کے ذریعے برائی سے رکنا زیادہ آسان ہو یا زبان سے روکنے سے وہ ظاہری وباطنی طور پر رک جائے جبکہ ہاتھ سے روکنے سے صرف ظاہراً رُکے تو اس صورت میں زبان سے روکنے والے کی ذمہ داری ہوگی۔

دل میں بُرا جاننے کا حکم:

دل میں برا جاننا مکلَّف سے بالکل ساقط نہ ہوگا کیونکہ یہ نافرمانی کو ناپسند کرنا ہے جو ہر مکلَّف پر واجب ہے بلکہ

علما کے ایک طبقہ کے نزدیک برائی کو دل میں برا نہ جاننا کفر ہے۔حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل بھی انہی میں شامل ہیں۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''[1]

جو شخص ناواقفیت و جہالت کی بنا پر کسی برائی میں مبتلا ہو کہ اگر آگاہ ہو جائے تو اس سے رُک جائے تو اسے نرمی سے سمجھانا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر اُسے معلوم ہو کہ کسی دوسرے کو مخاطب کر کے سمجھانا اِسے فائدہ دے گا تو دوسرے کو مخاطب کرے۔ یا جو شخص برائی کو جاننے کے باوجود اس میں مبتلا ہو مثلاً بھتہ لینے اور غیبت پر ڈٹا رہنے والا، تو اسے نصیحت کرے اور اس گناہ کی وعید یاد دِلا کر خوف دلائے۔ پھر درجہ بدرجہ انتہائی نرمی و خندہ پیشانی سے سمجھائے کیونکہ ہر چیز اپنی قضا و قدر کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لطف و کرم پر اپنی نظر رکھے کہ اس نے اس برائی سے بچایا، اگر وہ چاہتا تو اس کے برعکس کر دیتا بلکہ اب بھی وہ اس برائی میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں۔

اگر زبان سے روکنے سے عاجز آ جائے یا اس پر قادر نہ ہو اور تُرش رُوئی، جھڑکنے، سختی کرنے اور غضب ناک ہونے کی قدرت رکھتا ہو تو ایسا کرنا ضروری ہے اور صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔ اگر اس نے وعظ و نصیحت نہ کی اور برائی میں مبتلا شخص کا اس پر ڈٹا رہنا معلوم ہوا تو اس سے سخت کلامی سے پیش آئے اور اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرے مگر گالیاں نہ بکے جیسے یوں کہے: ''اے فاسق! اے جاہل! اے احمق! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہ ڈرنے والے!''

برائی سے منع کرنے والے کو چاہئے کہ غضب ناک ہونے سے بچے ورنہ اپنی نصرت کے لئے برائی سے منع کرے گا یا کسی اور فعلِ حرام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس کا ثواب عذاب میں بدل جائے گا۔ یہ تمام احکام اس برائی کے لئے ہیں جو ہاتھ سے نہ روکی جا سکے اور جو ہاتھ سے دُور کی جا سکے اسے ہاتھ سے ختم کرنا ضروری ہے مثلاً غیر محترم شراب بہانا (یعنی ایسی شراب جو شراب ہی کے لئے رکھی گئی ہو نہ کہ سرکہ وغیرہ کے لئے)، آلاتِ لہو توڑنا، مرد سونا یا ریشم پہنے ہو تو اُتروا دینا، بکری وغیرہ کو توڑ پھوڑ کرنے سے روکنا اور جنبی، گندگی کھانے والے اور نجاست والے شخص سے نجاست ٹپک رہی ہو تو اسے مسجد سے باہر نکالنا۔ بلکہ اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اسے اپنے پاؤں سے دھکیل دے یا کسی مددگار کے ذریعے اُسے دور کرے اور شراب بہانے اور آلاتِ لہو کو بری طرح توڑنے سے بچے، البتہ! اگر وہ توڑے بغیر نہ بہتی ہو یا خوف ہو کہ فاسق لوگ اسے لے لیں گے اور اسے روک لیں گے تو ہر وہ کام کرے جس کا کرنا ضروری ہو خواہ اسے جلانا یا بہانا پڑے۔

---

[1] ……صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر……الخ، الحدیث:۱۷۷، ص۶۸۸۔

حاکم زجر وتوبیخ اور سزا کے طور پر مطلقاً ایسا کرسکتا ہے اور جو دُرُشت کلام سے بھی باز نہ آئے تو اسے ہاتھ سے مار سکتا ہے اور اگر وہ اسلحہ سونتے بغیر باز نہ آئے خواہ وہ اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ تو ایسا کریں لیکن قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ حکمران کی اجازت سے ایسا کریں۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''حکمران کی اجازت ضروری نہیں۔'' (۱)

ایک قول کے مطابق قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے جیسا کہ اپنے فسق کی حمایت میں بولنے والے فاسق کو قتل کرنا جائز ہے اور اگر کسی برائی کے مرتکب نے حق بات سمجھانے والے کو قتل کر دیا تو وہ شہید ہے اور اسی طرح بادشاہ کو بھی نصیحت کی جائے گی اور اگر اس کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو نہ ماننے کی صورت میں اس سے سخت کلامی کی جائے گی خواہ نصیحت کرنے والا اس کی پاداش میں قتل ہو جائے۔ کیونکہ صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ،

﴿36﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''افضل شہید حضرت حمزہ ہیں اور وہ شخص جس نے ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا اور اس (حکمران) نے اسے قتل کر دیا۔'' (۲)

اگر کسی شخص نے چوپائے کو کسی کا مال ضائع کرتے دیکھا تو اگر اس (چوپائے) سے خطرہ نہ ہو تو اسے روکنا واجب ہے اور اگر کسی کو اپنا عضو کاٹتے دیکھے تو روکے خواہ یہ چیز اس کے قتل کی طرف لے جائے کیونکہ اس کا مقصد ممکنہ حد تک گناہوں کا راستہ بند کرنا ہے نہ کہ اس کی جان یا عضو کی حفاظت۔ اسی طرح جو اس کا مال ضائع کرنا چاہتا ہے یا اس کی بیوی سے برائی کرنا چاہتا ہے تو اسے روکے اگرچہ اسے قتل کرنا پڑے۔ جس عورت کے فسق کو جانتا ہو اگر اسے زینت کرتے اور رات کو باہر نکلتے دیکھے تو منع کرے اور جو ڈاکے ڈالنے میں مشہور ہو اسے بھی منع کرے جبکہ وہ راستے میں اسلحہ لے کر کھڑا ہو اور بیٹا اپنے والدین کو نرمی سے نیکی کرنے اور برائی سے رُکنے کی گزارش کرے اور انتہائی ضرورت کے بغیر انہیں نہ ڈرائے اور اگر برائی سے منع کرنے میں مشغولیت اسے رزقِ حلال کمانے سے روکے تو منع کرنا چھوڑ دے بلکہ محض اپنے لئے، اپنے زیرِ کفالت لوگوں کے لئے اور قرض کی ادائیگی کے لئے کمائی کرے۔

......احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الباب الثانی، ج۲، ص۳۸۷، مفھوماً۔

......تاریخ بغداد، الرقم ۳۴۰۹ اسحاق بن یعقوب، ج٦، ص ۳۷۴۔

کبیرہ نمبر396: سلام کا جواب نہ دینا

بعض ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسی طرح ذکر کیا ہے مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور بعض ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ یہ صغیرہ گناہ ہے اور اسی کی طرف توجہ جاتی ہے۔ ہاں! اگر سلام کا جواب چھوڑنے کے ساتھ ایسے قرائن ملے ہوئے ہوں کہ وہ اس سے کسی مسلمان کو سخت تکلیف اور اذیَّت پہنچائے تو اس صورت میں سلام کا جواب ترک کرنا کبیرہ گناہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں بہت بڑی ناقابلِ برداشت اذیَّت ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر397: انسان کا اپنی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا پسند کرنا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' [۱]

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عصا کے سہارے ہمارے پاس تشریف لائے تو تعظیماً کھڑے ہوگئے، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کے بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں [۲]۔'' [۳]

---

[۱]......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث۵۲۲۹، ص۱۶۰۵۔

جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی کراھیة قیام الرجل للرجل، الحدیث۲۷۵۵، ص۱۹۲۹۔

[۲]......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراۃ المناجیح، جلد6، صفحہ 373 پر اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی تمہارا یہ قیام تو ٹھیک ہے مگر عجمیوں (یعنی غیر عربی لوگوں) کا سا قیام نہ کرنا کہ مخدوم بیٹھا ہو۔ خُدَّام سامنے دست بستہ سروقد کھڑے ہوئے ہوں اور مخدوم اس تعظیم کی خواہش بھی کرتا ہو کہ ایسا قیام ممنوع ہے۔ یہ قیود خیال میں رہیں۔ (صاحبِ) مرقات نے فرمایا کہ یہاں قیام سے مراد وقوف ہے یعنی کسی کے لیے تعظیماً کھڑا رہنا۔''

[۳]......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث۵۲۳۰، ص۱۶۰۵۔

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے لیکن اس کا محل وہی ہے جو میں نے ذکر کیا ہے۔ اسی وجہ سے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ آنے والے پر اپنے لئے کھڑا ہونے کو پسند کرنا حرام ہے اور انہوں نے مذکورہ پہلی حدیثِ پاک سے استدلال کیا۔

کسی کی خاطر کھڑے ہونے کا مفہوم:

کسی کی خاطر کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان بیٹھا رہے اور لوگ مستقل کھڑے رہیں جیسے ظالم بادشاہوں کی عادت ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حسین بیہقی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے فرمایا: آدمی اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا رہنے کو پسند کرے اور خود بیٹھا ہوا ہو۔ اسی طرح ہم عصروں پر برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے لئے دوسروں کے کھڑا ہونے کو پسند کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابن عماد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْجَوَاد نے اس بات سے آگاہ فرمایا کہ جس نے مذکورہ سبب سے نہیں بلکہ اپنی عزّت کے لئے کھڑا ہونا پسند کیا تو حرام نہیں کیونکہ اس زمانے میں محبت حاصل کرنے کے لئے یہ شعار بن چکا ہے۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ان پر اور ہم پر اپنا خاص فضل و کرم اور رحمت فرمائے۔ (آمین)

کس کس کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے:

دوسری حدیثِ پاک شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے اس فرمان کے خلاف نہیں کہ درج ذیل لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے: صاحبِ علم، نیک، بزرگ، والدین، رشتہ دار یا امیر یا حاکم بشرطیکہ مذکورہ لوگ عدالت و پاک دامنی سے متّصف ہوں یا جس سے سچی دوستی ہو وغیرہ۔ کیونکہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے اپنے اس قول کے ساتھ مقیّد کیا کہ یہ کھڑا ہونا نیکی اور عزّت و احترام کے طور پر ہو، بڑائی ظاہر کرنے اور دِکھاوے کے لئے نہ ہو۔

انہوں نے اسی قیام سے منع فرمایا جس سے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس فرمانِ عالیشان میں منع فرمایا کہ ''جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کے بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔'' (1)

(1)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث ۵۲۳۰، ص ۱۶۰۵۔

لہٰذا مذکورہ قید کے ساتھ کھڑا ہونے کے مستحب ہونے کے متعلق صحیح احادیث مروی ہیں جنہیں حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ ھ) نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے رسالہ میں جمع فرمایا اوراس کے مستحب ہونے کا انکار کرنے والے کی تردید کی۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٧٨٣ ھ) فرماتے ہیں: ''اِس زمانے میں عداوت اور قطع رحمی دور کرنے کے لئے اس کا واجب ہونا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اس کی طرف حضرت سیِّدُ نا ابنِ عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ السَّلَام نے اشارہ فرمایا۔ پس یہ مفاسد دُور کرنے کے باب سے ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

کبیرہ نمبر398:

جنگ سے فرار ہونا

یعنی جنگ میں ایک کافر یا زیادہ کفار سے ڈر کر فرار ہو جانا جو مسلمانوں کے مقابلہ میں دوگنا سے زیادہ نہ ہوں لیکن اگر مقصود لڑائی کا ہنر کرنا یا مدد چاہنے کے لئے اپنے گروہ میں جا ملنا ہو تو کبیرہ گناہ نہیں

قرآنِ پاک میں جنگ سے بھاگنے کی مذمّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۶﴾ (پ٩، الانفال:١٦)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہُنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو، تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

احادیثِ مبارکہ میں جنگ سے بھاگنے کی مذمّت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(١)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (٢)......جادو کرنا (٣)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (٤)......سود کھانا (٥)......یتیم کا مال کھانا (٦)......جنگ

کے دن پیٹھ پھیر لینا اور (۷)...... پاک دامن سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' [1]

﴾2﴿...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان کو (ناحق) قتل کرنا اور جنگ کے دن فرار ہو جانا۔'' [2]

﴾3﴿...... سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت فرمایا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جنگ سے فرار ہو جانا۔'' [3]

﴾4﴿...... ایک روایت میں یوں ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جنگ سے فرار ہو جانا اور کسی کو (ناحق) قتل کرنا۔'' [4]

﴾5﴿...... سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: ان میں پہلا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا پھر کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن فرار ہو جانا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ہے۔'' [5]

﴾6﴿...... رحمتِ عالَم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو: (3 ان میں سے یہ ہیں:) (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) لوگوں کو (ناحق) قتل کرنا اور (۳) جنگ سے فرار ہونا۔'' [6]

﴾7﴿...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''وہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب رمی المحصنات......الخ، الحدیث: ٦٨٥٧، ص٥٧٢۔
[2] ......سنن النسائی، کتاب المحاربة (تحریم الدم)، باب ذکر الکبائر، الحدیث: ٤٠١١، ص٢٣٥٠۔
[3] ......جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف المیم، الحدیث: ٢١٤٤٥، ج٧، ص١٠٩۔
[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ٥٦٣٦، ج٦، ص١٠٣۔
[5] ......الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الربا، الحدیث: ٢٨٤٧، ج٢، ص٤٠٣۔
[6] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ٥٦٣٦، ج٦، ص١٠٣۔

لگانا، مومن کو (ناحق) قتل کرنا، جنگ سے فرار ہوجانا اور جادو کرنا (سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا)۔'' (۱)

﴿8﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں فرائض، سنتیں اور دیتیں لکھی ہوئی تھیں اور حضرت سیِّدُنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دے کر بھیجا۔ اس میں یہ بھی تھا: ''یقیناً بروزِ قیامت اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مومن کو (ناحق) قتل کرنا، جنگ کے دن فرار ہوجانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔'' (۲)

﴿9﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 گناہوں کی موجودگی میں کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا: (۱)......اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......والدین کی نافرمانی کرنا اور (۳)......جنگ سے فرار ہوجانا۔'' (۳)

پانچ گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں:

﴿10﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جو اللہ عزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ اس نے اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور ثواب کے لئے بخوشی زکوٰۃ ادا کی اور حق سن کر اطاعت کی تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہوگا اور 5 گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱)......اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......کسی کو ناحق قتل کرنا (۳)......کسی مومن پر تہمت لگانا (۴)......جنگ سے فرار ہوجانا اور (۵)......جھوٹی قسم کھا کر ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینا۔'' (۴)

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منبر اقدس پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ''مجھے قسم ہے، مجھے قسم ہے۔'' اس کے بعد نیچے تشریف لا کر

---

(۱)......مسند ابن الجعد، الحدیث:۳۳۰۴، ص۴۷۷، ''ھن سبع'' بدلہ ''ھن تسع''۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی، الحدیث:۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰، ۱۸۱۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۴۲۲، ج۲، ص۹۵۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶، ''بھت'' بدلہ ''نھب''۔

ارشاد فرمایا: ''جو5 نمازیں پڑھے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے اسے خوشخبری سنا دو، کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کا ذکر کرتے سنا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں! (کبیرہ گناہ یہ ہیں) (۱)......والدین کی نافرمانی کرنا (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۳)......کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۴)...... پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵)......یتیم کا مال کھانا (۶)......جنگ کے دن جہاد سے بھاگنا اور (۷)......سود کھانا۔'' (۱)

اولیاء اللہ رَحِمَهُمُ الله کی پہچان:

﴿12﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی نمازی ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرض کردہ پانچوں نمازیں پڑھتے اور ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور بخوشی ثواب کے لئے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے منع کردہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے کسی نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''9 ہیں: (۱)......ان میں سب سے بڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......مومن کو ناحق قتل کرنا (۳)......جنگ سے فرار ہونا (۴)......پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵)......جادو کرنا (۶)......یتیم کا مال کھانا (۷)......سود کھانا (۸)......مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۹)......بیت الحرام میں جو چیزیں حرام ہیں انہیں حلال جاننا جو زندگی میں اور موت کے بعد بھی تمہارا قبلہ ہے۔ جو اس حال میں مرے کہ اس نے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ جنت (کے ایسے محل) کے وسط میں میرا رفیق ہوگا جس کے دروازوں کے پٹ سونے کے ہوں گے۔'' (۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ میں نے عنوان میں ذکر کیا اور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث:۲۲، ج۱۳۔۱۴، ص۶۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

اس کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا: ''جب مسلمان لڑیں اور اپنے سے دُگنے دشمن کا مقابلہ کریں تو ان کا پیٹھ پھیرنا حرام ہے اور اگر مقصود لڑائی کے جوہر دکھانا یا اپنے گروہ میں جا ملنا ہو تو حرام نہیں اور اگر دگنے سے بھی زیادہ ہوں تو اب ان کا پیٹھ پھیر کر بھاگنا حرام نہیں اگرچہ بھاگنا لڑائی کا جوہر دکھانے یا اپنے گروہ سے جا ملنے کے لیے نہ ہو اور میرے نزدیک وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے حق دار نہ ہوں گے۔''[1] اور یہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مشہور مذہب ہے۔

کبیرہ نمبر399: طاعون سے بھاگنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا۫ ثُمَّ اَحْیَاهُمْؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

جان لیجئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ احکام بیان کرنے کے بعد واقعات بیان فرماتا ہے تاکہ سننے والے کو ان کی اہمیت معلوم ہو۔ یہاں پر ہمزہ حرفِ نفی پر داخل ہونے کی وجہ سے استفہامِ تقریری کے لئے ہے اس اعتبار سے کہ اس کے نزول سے پہلے مخاطب پورے قصہ کو جان چکا ہے اور ہمزہ یہاں تنبیہ کے لئے اور ان کی حالت پر تعجب کے لئے ہے اور خطاب حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہے یا ہر سننے والا اس کا مخاطَب ہے۔

اکثر مفسِّرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد واسط کے قریب (داوَرْدان نامی) بستی ہے جو طاعون میں مبتلا ہوگئی تو وہاں رہنے والے عام لوگ نکل کھڑے ہوئے اور ایک گروہ باقی رہ گیا اور ان میں سے کچھ مریض ہی باقی بچے۔ جب طاعون ختم ہوگیا اور بھاگنے والے صحیح وسالم واپس آگئے تو بیماروں نے کہا: ''یہ لوگ ہم سے

[1] ......المجموع شرح المہذب، کتاب السیر، فصل واذا التقی الزحفان......الخ، ج۱۹، ص۲۹۴۔

زیادہ محتاط ہیں، اگر ہم بھی ان کی طرح کرتے تو نجات پا جاتے اب اگر دوبارہ طاعون آیا تو ہم بھی ایسے علاقے میں چلے جائیں گے جہاں کوئی بیماری نہ ہوگی۔'' آئندہ سال پھر طاعون آیا تو وہاں رہنے والے عام لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اوران کی تعداد 30 ہزار تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ 70 ہزار تھے۔ بعض کے نزدیک 3 ہزار تھے۔ حضرت سیِّدُنا واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ 3 ہزار سے کم تھے اور نہ ہی یہ کہا کہ وہ 70 ہزار سے زائد تھے۔ لفظی توجیہ یہ ہے کہ ان کی تعداد 10 ہزار سے زیادہ تھی، یہ جمع کثرت ہے کیونکہ 10 اوراس سے کم تعداد کے لئے اُلُوف (اَلْف کی جمع) شاذ ونادر یعنی کبھی کبھی ہی استعمال ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ ایک کُشادہ وادی میں اُترے اوراسی میں اپنی نجات سمجھی۔ وادی کے اوپر اور نیچے سے ایک ایک فرشتے نے انہیں کہا: مرجاؤ۔ پس وہ تمام مرگئے اوران کے جسم بوسیدہ ہوگئے۔

ایک قول کے مطابق بنی اسرائیل کے تیسرے خلیفہ حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان مُردوں کے پاس سے گزرے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال (ظاہری) کے بعد تیسرے خلیفہ ہوئے۔ پہلے خلیفہ حضرت سیِّدُنا یوشع بن نون، دوسرے حضرت سیِّدُنا کالب بن یوقنا اور تیسرے یہی اِبْنِ عَجُوْز حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے۔ انہیں اِبْنِ عَجُوْز (یعنی عمر رسیدہ عورت کا بیٹا) اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدۂ ماجدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے کبرسِنی اور بانجھ پن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بچے کا سوال کیا تھا۔

دوسرا قول حضرت سیِّدُنا حسن اور مقاتل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا ہے کہ گزرنے والے حضرت سیِّدُنا ذوالکفل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے کیونکہ انہوں نے 70 انبیائے کرام عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کفالت فرمائی اور انہیں قتل سے بچایا۔

بہرحال حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب ان مُردوں کے پاس سے گزرے تو حیران و متعجب ہوکر کھڑے ہوگئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' کہا گیا کہ انہیں بلند آواز سے کہو: ''اے ہڈیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیتا ہے۔'' پس وہ ایک دوسری کی طرف اُڑتی ہوئی آئیں یہاں تک کہ مکمل ہوگئیں پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام

کی طرف وحی فرمائی: ''انہیں پکارو کہ اے ہڈیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گوشت اور خون کا لباس پہن لو۔'' پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے انہیں پکارا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں کھڑا ہونے کا حکم دیتا ہے۔'' چنانچہ، وہ یہ کہتے ہوئے زندہ کھڑے ہوگئے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، یکتا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو موت کی علامتیں ان کے چہروں اور جسموں پر ظاہر تھیں یہاں تک کہ وہ بعد میں اپنے مقررہ وقت میں مرگئے۔ (1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا وبائی علاقے سے واپس پلٹنا:

﴿1﴾...... مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مُلکِ شام جانے کے لئے نکلے اور سرغ کے مقام پر پہنچے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جلیل القدر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے مشورہ طلب کیا لیکن ان میں سے کسی کے پاس اس کے متعلق کوئی علم نہ پایا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے اور روایت بیان کی کہ میں نے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب تم کسی زمین میں بیماری کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب بیماری کسی جگہ پہنچ جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔'' چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مقامِ سرغ سے واپس لوٹ آئے۔ (2)

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور مفسِّرِین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ان لوگوں کی موت کا سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے اپنے لشکر کو جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ عذر پیش کیا کہ جس زمین کی طرف ہم جا رہے ہیں وہاں بیماری ہے، ہم وہاں نہیں جائیں گے جب تک کہ بیماری ختم نہ ہوجائے۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر موت بھیج دی تو وہ اس سے بھاگتے ہوئے اپنے شہروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے حضرت سیِّدُنا یعقوب

---

(1)...... اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ٢٤٣، ج٤، ص٢٤٨۔
تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ٢٤٣، ج١، ص١٦٦۔١٦٧۔

(2)...... صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب ما یکرہ من الاحتیال فی الفرار من الطاعون، الحدیث ٦٩٧٣، ص٥٨٢۔

اورحضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلَیہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مالک ومعبود! تونے اپنے بندوں کی نافرمانی دیکھ لی، پس انہیں ان کی جانوں میں کوئی نشانی دِکھا تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ یہ تجھ سے بھاگ نہیں سکتے۔''

چنانچہ، جب وہ نکلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''مرجاؤ۔'' یعنی انہیں ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا حکم دیا پس ایک شخص کی موت کی طرح وہ تمام لوگ اور ان کے چوپائے مرگئے۔ 8 دن اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے اور ان کے جسم بدبودار ہوگئے۔ بنی اسرائیل کو ان کی موت کی خبر پہنچی تو انہیں دفن کرنے کے لئے نکلے لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عاجز آگئے اور درندوں سے بچاؤ کے لئے ان پر باڑ (یعنی چار دیواری) بنادی۔ پھر 8 دن کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں زندہ کردیا اور اس بدبو میں سے کچھ ان میں باقی رہی اور آج تک ان کی اولاد میں بھی ہے۔ (1)

بعض نے اس کے علاوہ اسباب بیان کئے ہیں۔

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا کی تفسیر:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ''فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا'' درج ذیل فرمانِ عالیشان کے باب سے ہے:

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۠ (۴۰) (پ۱۴، النحل: ۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مراد کا انتہائی جلد واقع ہوجانا اور اس کے ارادے سے پیچھے نہ رہنا کیونکہ یہاں کوئی قول نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں رسول یا فرشتے کو ایسا کہنے کا حکم ہے۔ مگر پہلا معنیٰ ظاہر ہے۔

ثُمَّ اَحْیَاهُمْ کی تفسیر:

یہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی واضح دلیل ہے اور بلاشبہ یہ ممکن ہے۔ سچے رب عَزَّوَجَلَّ نے اس کی خبر دی ہے لہٰذا اس پر یقین کرنا واجب ہے۔

---

(1)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۲، ص۴۹۶۔ تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۱، ص۱۶۷۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ مُردے کو زندہ کرنا خلافِ عادت فعل ہے جس کا اظہار نبی کے معجزہ سے ہی ہوسکتا ہے لیکن اہلِ سنت نے اس کا یہ جواب دیا کہ ولی کی کرامت اور غیرِ ولی سے بھی خرقِ عادت فعل صادر ہوسکتا ہے اور اس کا انکار کرنا عناد اور دشمنی ہے اور ان کی گمراہ فاسد عقلوں سے ایسی بات بعید نہیں۔

انہیں زندہ کرنے کا سبب ان کی باقی ماندہ زندگی کو پورا کرنا تھا اور واقعہ میں گزر چکا ہے کہ ان پر اچانک موت آئی تھی جیسے نیند آتی ہے اور انہوں نے موت کی شدّت اور تکالیف کا مشاہدہ نہ کیا تھا۔ اس سے معتزلہ کے اس قول کا رد ہوگیا کہ ''موت کے قریب اس کی علامات اور تکالیف کا مشاہدہ ضروری ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ تھے تو ضروری ہے کہ انہیں وہ اشیا یاد رہتیں کیونکہ بڑی اشیا عقلِ کامل کے ساتھ نہیں بھولتیں اور ان کے وہ علوم بھی باقی رہتے اور اگر دوبارہ زندہ ہونا مان لیا جائے تو وہ مکلَّف نہ رہیں گے جیسا کہ (موت کی تکالیف دیکھ لینے کے بعد) وہ آخرت میں مکلَّف نہ ہوں گے۔'' ہم لازمی طور پر یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے موت کی سختیوں کا مشاہدہ کیا اور اس سے مذکورہ باتیں لازم نہیں آتیں کیونکہ ہوسکتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زندہ کرنے کے بعد انہیں وہ مصیبت بھلا دی ہو جو انہیں پہنچی تھی یہاں تک کہ بقیہ زندگی میں وہ مکلَّف رہے جسے پورا کرنے کے لئے انہیں زندہ کیا گیا تھا۔ (١)

طاعُوْن کا معنٰی:

حضرت سیِّدُنا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''طَاعُوْن، طَعْنٌ سے فَاعُوْل کے وزن پر ہے۔ مگر جب اسے اپنی اصل سے پھیرا گیا تو بیماری کے ساتھ موت پر دلالت کرنے والا بنا دیا گیا۔'' (٢)

اور اس معنی کا دارومدار دونوں (یعنی موت اور وبا) کے ایک جیسا ہونے پر ہے لیکن صحیح قول اس کے برعکس ہے کیونکہ وبا سے مراد وہ عام موت ہے جس کا سبب پوشیدہ ہو اور طاعون ریت کے باریک ذرّات کی طرح چھوٹے چھوٹے دانوں سے ہوتا ہے جو بدن کے اندر سے نکل کر بغلوں کی طرح پوری جِلد پر پھیل جاتے ہیں۔

اُمَّت کا خاتمہ دو چیزوں سے ہوگا:

﴿3﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ

......اللباب فی علوم الکتاب ، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۴، ص۲۵۰۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۲، الجزء الثالث، ص۱۷۹۔

صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت کا خاتمہ طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے) اور طاعون کے ساتھ ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طعن کو تو ہم نے جان لیا، یہ طاعون کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اونٹ کی گِلٹی (یعنی رَسولی یا پھوڑے) کی طرح ایک گلٹی ہے جو جلد اور بغلوں میں نکلتی ہے۔'' (۱)

طاعون مومن پر رحمت اور کافر کے لئے عذاب ہے:

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نافرمانوں اور کافروں میں سے جس پر چاہے عذاب اور سزا کے طور پر اور اپنے نیک لوگوں کے لئے شہادت اور رحمت کے طور پر طاعون بھیجتا ہے۔ کیونکہ (ملکِ شام میں اسلامی لشکر میں پھیلنے والے پہلے طاعون) طَاعُوْنِ عَمَوَاس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''یہ تمہارے لئے شہادت اور رحمت اور تمہارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا ہے۔'' اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا یہ ہے کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مُعاذ اور اس کے گھر والوں کو اپنی رحمت کا حصہ عطا فرما۔'' پس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہتھیلی میں پھوڑا نکل آیا۔ (۲)

طاعون باعثِ شہادت ہے:

﴿4﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے) اور طاعون کے ساتھ فنا ہوگی۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس طعن کو تو ہم نے جان لیا ہے لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ اونٹ کی گلٹی کی طرح ایک گلٹی ہے، اس میں ثابت قدم رہنے والا شہید کی مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے جیسا ہے۔'' (۳)

---

(۱)......التمھید لابن عبد البر، محمد بن شھاب الزھری، تحت الحدیث: ۱۳۵، ج۳، ص۱۷۔

(۲)......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۲، الجزء الثالث، ص۱۷۹۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۰۹، ج۸، ص۲۶۷۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۵۱۷۴، ج۹، ص۴۷۸۔

طاعون سے بھاگنا جنگ سے بھاگنا ہے:

﴿5﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''طاعون اونٹ کی گلٹی کی طرح ایک گلٹی ہے جو میری اُمَّت کو ان کے دُشمن جنّوں کی طرف سے پہنچتی ہے جو اس پر ثابت قدم رہا وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے (مقیم) شخص کی طرح ہے اور جسے یہ پہنچا وہ شہید ہے اور جو اس سے بھاگ کھڑا ہوا وہ جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے۔'' (۱)

﴿6﴾......(اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:) میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ طعن تو ہم نے جان لیا ہے لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ پھوڑے کی طرح ہوتا ہے جو بغلوں اور جلد میں نکلتا ہے اور اس میں لوگوں کے اعمال کی طہارت و پاکیزگی ہے اور یہ ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔'' (۲)

حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ان تمام روایات کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ ان روایات کی تمام اسناد حسن ہیں۔ (۳)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو طاعون کے بارے میں ارشاد فرماتے سنا: ''طاعون سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جس نے اس میں صبر کیا اس کے لئے شہید کی مثل اجر ہے۔'' (۴)

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ اکثر مفسِّرِین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی تفسیر کی بنا پر آیتِ مبارکہ سے واضح ہے اور مذکورہ احادیثِ طیبہ سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ ان میں جنگ سے بھاگنے سے تشبیہ دینا تقاضا کرتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہونے میں اس کی مثل ہو۔ اگرچہ تشبیہ دو متشابہ اشیا کے ہر اعتبار سے برابر ہونے کا تقاضا نہیں کرتی لیکن اس کا یہاں پر لانا خاص کبیرہ گناہ ہونے میں دونوں میں برابری کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اس تشبیہ سے

---

(۱)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عائشة، الحدیث: ۴۶۴۵، ج۴، ص۱۷۹۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب الجھاد، باب الترھیب من ان یموت......الخ، الحدیث: ۲۱۸۴، ج۲، ص۲۰۶۔

(۳)......المرجع السابق، تحت الحدیث: ۲۱۸۴۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث: ۱۴۷۹۰، ج۵، ص۱۲۶۔

مقصود جنگ سے بھاگنے والے کو جھڑکنا اور اس پر سختی کرنا ہے یہاں تک کہ وہ رُک جائے اور ایسا تبھی ہو سکتا ہے کہ یہ جنگ سے بھاگنے کی طرح کبیرہ گناہ ہو۔

جب ہم اسے جنگ سے بھاگنے کی طرح قرار دیتے ہیں تو ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دو متشابہ اشیاء ہر اعتبار سے ایک جیسی نہیں ہوتیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ اگرچہ یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں مگر جنگ سے بھاگنے کا گناہ زیادہ سخت اور بڑا ہے کیونکہ وہ عام شدید، قبیح خرابیوں کا باعث بنتا ہے یعنی مسلمانوں کے دِلوں کا ٹوٹنا، کفار کا تسلُّط جمانا اور غلبہ حاصل کرنا وغیرہ اور یہ سب سے بڑی اور بُری خرابیاں ہیں۔

طاعون ایک عذاب ہے:

﴿8﴾...... جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وبا کا ذکر کیا گیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک عذاب ہے جس میں بعض اُمّتوں کو مبتلا کیا گیا، پھر اس کا کچھ حصّہ باقی رہ گیا، جو کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی واپس آجاتا ہے۔ پس جو شخص کسی زمین میں اس (طاعون) کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے اور اگر اس زمین میں پھوٹ پڑے جہاں وہ رہتا ہے تو وہاں سے بھاگے نہ۔''[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس حدیثِ پاک پر عمل کیا جب حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں وبا کی خبر دی تو وہ مقامِ سرغ سے واپس لوٹ آئے۔

احتیاطی تدابیر کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ مصیبتوں کے نزول سے پہلے اپنے آپ کو ان سے بچائے اور خوف ناک اشیاء کے حملہ کرنے سے پہلے ان سے اجتناب کرے اور اسی طرح فتنہ وفساد والے تمام گراں گزرنے والے اُمور میں طاعون کی طرح عمل کرے۔ اس کی مثال آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: ''دُشمن سے مقابلہ

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب ما یکرہ من الاحتیال فی الفرار من الطاعون، الحدیث ٦٩٧٤، ص ٥٨٢۔

کرنے کی خواہش نہ کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت مانگو اور جب ان سے مقابلہ کرو تو صبر کرو۔'' (۱)

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تو حضرت سیِّدُ نا ابو عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''کیا آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو عبیدہ! کاش! یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا ہاں! ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے اس کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔''

اس کا معنٰی یہ ہے کہ انسان اُس سے فرار نہیں ہو سکتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس کے لئے مقدَّر فرما دیا ہے لیکن اُس نے ہمیں خوفناک، ہلاک کرنے والی اور ناپسندیدہ چیزوں سے خود کو بچانے کا حکم دیا ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے اونٹ کسی وادی میں اُتر جائیں جس کے دو ٹکڑوں میں سے ایک سرسبز و شاداب جبکہ دوسرا بنجر ہو تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ سرسبز و شاداب میدان میں چریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے چریں گے اور اگر سوکھے میں چریں تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے چریں گے؟'' چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہیں سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔ (۲)

شہادت کی مختلف صورتیں:

طاعون کے باعث ہلاک ہونے والے کے شہید ہونے کے متعلق دیگر احادیثِ مبارکہ بھی مروی ہیں کہ جن میں راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کے علاوہ دیگر شہدا کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ،

﴿9﴾...... نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''تم اپنے آپ میں کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔'' (آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

۱......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرة، تحت الآیة ۲۴۳، ج ۲، الجزء الثالث، ص ۱۷۷۔

صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب کراھة تمنی لقاء العدو ......الخ، الحدیث: ۴۵۴۲، ص ۹۸۶۔

۲......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، الحدیث: ۵۷۲۹، ص ۴۸۹۔

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرة، تحت الآیة ۲۴۳، ج ۲، الجزء الثالث، ص ۱۷۸۔

’’تب تو میری امت کے شہدا بہت کم ہوں گے۔‘‘صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ان کے علاوہ اورکون شہید ہے۔‘‘)تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ جواللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مر جائے وہ بھی شہید ہے، جوطاعون میں مرجائے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مرجائے وہ بھی شہید ہے۔‘‘ (1)

《10》……سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ شہید کی 5 قسمیں ہیں: (۱)طاعون میں مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) دَب کرمرنے والا اور (۵) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہونے والا۔‘‘ (2)

《11》……دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ (راہ خدامیں) قتل ہونا بھی شہادت ہے، طاعون کی بیماری سے فوت ہونا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری سے فوت ہونا شہادت ہے، ڈوب کر ہلاک ہوجانے سے شہادت ہے اور وہ عورت بھی شہید ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت بچہ سمیت مرجائے۔‘‘ (3)

《12》……سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک انصاری کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے،اس کے گھر والے رونے لگے تو اس کے چچانے کہا:’’ اپنی آوازوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف نہ دو۔‘‘ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ جب تک یہ (مریض) زندہ ہے انہیں رونے دو اور جب موت واقع ہوجائے تو انہیں سکون سے رہنا چاہئے۔‘‘ پھر کسی نے مریض سے کہا:’’ ہم نہیں چاہتے کہ تجھے موت بستر پر آئے یہاں تک کہ تو رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہوجائے۔‘‘ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مرنے والا ہی شہید ہے؟ پھر تو میری امت کے شہدا بہت کم ہوں گے، (بلکہ حقیقت یہ ہے کہ) طعن (یعنی نیزوں کے ساتھ جہاد کرتے مرجانا) شہادت ہے، پیٹ کی بیماری سے مرجانا شہادت ہے، طاعون میں فوت ہونا شہادت ہے، نفاس والی عورت بچے کے باعث مرجائے تو وہ شہید ہے، جل کر مرجانا شہادت ہے، ڈوب کر مرجانا شہادت ہے اور پسلی کی بیماری میں

---

(1)……صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بیان الشھداء، الحدیث: ۴۹۴، ص۱۰۲۰۔

(2)……صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الشھادة سبع سوی القتل، الحدیث: ۲۸۲۹، ص۲۲۸۔

(3)……المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبادة بن الصامت، الحدیث: ۲۲۷۴۰، ج۸، ص۳۹۵، مفھوماً۔

بھی مرجانا شہادت ہے۔'' (۱)

﴿13﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون شہادت ہے، ڈوب جانا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری شہادت ہے اور نفاس والی عورت کا بچہ اسے اپنی کٹی ہوئی نال سے کھینچتے ہوئے جنت میں لے جائے گا۔'' (۲)

﴿14﴾......ایک روایت میں ہے: ''بیت المقدس کا خادم، جلنے والا اور سِل کی بیماری میں ہلاک ہونے والا بھی شہید ہے۔'' (۳)

سِل کی بیماری پھیپھڑوں میں لگتی ہے اور پسلیوں کی طرف جاتی ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد زُکام یا ٹھہرے ہوئے بخار کے ساتھ طویل کھانسی ہے اور بعض نے کچھ اور کہا ہے۔

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہونے والے کے علاوہ 7 شہدا ہیں: پیٹ کی بیماری اور طاعون میں شہادت ہے، جلنے والا شہید ہے اور کسی چیز کے نیچے دَب کر مرنے والا اور بچے کے باعث مرنے والی عورت شہید ہے۔'' (۴)

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔'' (۵)

﴿17﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث۷۰۴۶، ج۵، ص۶۸۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب الجھاد، باب الترھیب من ان یموت......الخ، الحدیث۲۱۶۹، ج۲، ص۲۰۲۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث راشد بن حبیش، الحدیث۱۵۹۹۸، ج۵، ص۴۱۷۔

......المرجع السابق، "السل" بدلہ "السیل"۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات بالطاعون، الحدیث۳۱۱۱، ص۱۴۵۷۔

سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب النھی عن البکاء علی المیت، الحدیث۱۸۴۷، ص۲۲۰۹۔

(۵)......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الشھادۃ سبع سوی القتل، الحدیث۲۸۳۰، ص۲۲۸۔

نے ارشاد فرمایا: ''یہ عذاب تھا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے پہلوں پر بھیجا۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مؤمنین کے لئے رحمت بنا دیا۔ کوئی بندہ کسی شہر میں رہتا ہے اور (طاعون کی وبا پھیلنے پر بھی) وہ اسی شہر میں ٹھہرا رہتا ہے، صبر کرتے ہوئے اور اجر کی امید رکھتے ہوئے وہاں سے بھاگتا نہیں اور یقین رکھتا ہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے لکھ دی ہے تو اس کے لئے شہید کی مثل اجر ہے۔'' (۱)

﴿18﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت جبرئیل (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے، میں نے بخار مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ پس طاعون میری اُمَّت کے لئے شہادت اور کافر پر گندگی ہے۔'' (۲)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شام میں خطبہ دیتے ہوئے طاعون کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور تمہارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دُعا ہے۔ تم سے پہلے نیک لوگ اس سے فوت ہوئے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! معاذ کی اولاد پر اس رحمت کا حصہ اُتار۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا مقام چھوڑا اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۶۰﴾ (پ۳، ال عمران: ۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اے سننے والے! یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔

تو حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ۲۳، الصافات: ۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (۳)

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب القدر، باب ﴿قل لن یصیبنا الا ما کتب اللّٰہ لنا﴾ التوبۃ: ۵، الحدیث: ۶۶۱۹، ص ۵۵۴۔
جامع الاصول للجزری، کتاب الطب، الباب الثالث فی الطاعون......الخ، الحدیث: ۵۷۴۳، ج۷، ص ۶۷۵۔
2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی عُسَیب، الحدیث: ۲۰۷۸۹، ج۷، ص ۳۹۳۔
3 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معا ذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۴۷، ج۸، ص ۲۵۳۔

﴿20﴾......حضرت سیِّدُ نا معاذرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیِّدِ عالم ،نُو رِ مجسم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوارشادفرماتے سنا:'' عنقریب تم (جہاد کے لئے) سرزمینِ شام کی طرف ہجرت کرو گے،اور یہ زمین تمہاری ہو جائے گی (یعنی تم فتح پاؤ گے)اور تمہیں پھوڑے یا پُھنسی جیسی ایک بیماری لگے گی جو انسان کی جِلد پر لگتی ہے جس کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کو مرتبۂ شہادت پر فائز فرمائے گا اوران کے اعمال کو پاک کر دے گا۔''

(پھر حضرت سیِّدُ نا معاذرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دُعا فرمائی:)اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ اگر معاذ نے یہ بات حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے تو اسے اوراس کے گھر والوں کواس کا وافر حصہ عطا فرما۔'' چنانچہ،انہیں طاعون کی بیماری لگ گئی اوران میں سے کوئی بھی اس بیماری سے نہ بچا۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی اُنگلی میں طاعون کی بیماری لگی تھی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے پاس اس کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔''(1)

طاعون سے مرنے والوں کی فضیلت:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم ،نُو رِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:'' میری اُمَّت کی فنا طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے)اورطاعون کے ساتھ ہوگی۔'' میں نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! طعن تو ہم نے جان لیا،لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشادفرمایا:'' یہ تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے کچوکا (یعنی حملہ وغیرہ) ہے اور ہر کچوکے میں شہادت ہے۔''(2)

﴿22﴾...... دوسری صحیح روایت میں یوں ہے:'' یہ تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے کچوکا ہے جو تمہارے لئے شہادت ہے۔''(3)

﴿23﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم ،نُو رِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی:'' اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ!

---

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معا ذ بن جبل،الحدیث:۲۲۱۴۹، ص۲۵۴،بتغیرٍ قلیلٍ۔
(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:۱۹۵۴۵،ج۷،ص۱۳۱۔
البحرالزخارالمعروف بمسند البزار،مسند ابی موسی الاشعری، الحدیث:۲۹۸۴،ج۸، ص۱۶۔
(3)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث:۳۰۰۹،ج۸،ص۹۲۔

میری اُمَّت کا خاتمہ اپنی راہ میں نیزوں کے ساتھ شہید ہونے اور طاعون سے فرما۔'' (۱)

﴿24﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شہدا اور اپنے بچھونوں پر مرنے والے طاعون سے مرنے والوں کے متعلق رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جھگڑا کریں گے۔ شہدا عرض کریں گے: انہوں نے اس طرح قِتال کیا جس طرح ہم نے کیا اور اپنے بستروں پر مرنے والے کہیں گے: یہ ہمارے بھائی بھی اپنے بستروں پر مرے جیسا کہ ہم مرے۔ تو ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ان کے زخموں کو دیکھو اگر تو وہ قتل ہونے والوں کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ انہیں میں سے ہیں۔'' چنانچہ، جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہوں گے۔'' (۲)

﴿25﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: ''شہدا اور طاعون سے مرنے والوں کو لایا جائے گا تو طاعون والے عرض گزار ہوں گے: ''ہم شہدا ہیں۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو! اگر ان کے زخم شہدا کے زخموں کی طرح ہیں اور ان کا خون کستوری کی طرح بہہ رہا ہے تو یہ بھی شہدا ہیں۔'' چنانچہ، وہ انہیں اسی طرح پائیں گے۔'' (۳)

﴿26﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نجات بیان ہے: ''جسے دست نے شہید کر دیا اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔'' (۴)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی بردة بن قیس اخی ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث: ۱۵۶۱۸، ج۵، ص۳۱۲۔

(۲)......سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب مسألة الشهادة، الحدیث: ۳۱۶۰، ص۲۲۹۲۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۲، ج۱۷، ص۱۱۸۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر......الخ، الحدیث: ۲۹۲۴، ج۴، ص۲۵۷۔

کبیرہ نمبر400: **مالِ غنیمت میں دھوکا دینا**

کبیرہ نمبر401: **مالِ غنیمت چُھپانا**

''غنیمت میں دھوکے'' کی مذمّت میں آیاتِ قرآنیہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ (پ۴، ال عمران:۱۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائیگی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

''غنیمت میں دھوکے'' کی مذمّت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مالِ غنیمت پر مقرر کِرْکِرَہ نامی شخص فوت ہوگیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اُسے دیکھنے کے لئے گئے تو ایک قمیص پائی جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔''[1]

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی گئی: ''آپ کا فلاں غلام شہید کر دیا گیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ وہ اس قمیص میں جہنم کی طرف دَھکیلا جارہا ہے جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔''[2]

﴿3﴾......خیبر کے دن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے ایک صاحب فوت ہوگئے، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے رفیق پر نماز پڑھو۔'' اس پر لوگوں کے چہروں کے رنگ بدل گئے تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب القلیل من الغلول، الحدیث۳۰۷۴، ص۲۴۷۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث۲۰۳۷۴، ج۷، ص۲۹۹۔

فرمایا: ''تمہارے دوست نے راہِ خدا میں خیانت کی۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے منکوں میں سے ایک منکا پایا (جو مالِ غنیمت میں سے تھا) جس کی قیمت دو درہم بھی نہ ہوگی[1]۔'' [2]

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چند صحابۂ کرام عَلَـیْہِمُ الرِّضْوَان آئے اور کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور کہنے لگے یہ بھی شہید ہے تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں، بلاشبہ میں نے اسے وہ چادر اوڑھے یا قمیص پہنے جہنم میں دیکھا ہے جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں اعلان کردو کہ ایمان والے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔'' [3]

دُشمن امانت دار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا:

﴿5﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اگر میری اُمَّت

---

[1] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 587 پر مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی اس مرنے والے نے نہایت معمولی قیمت کے کچھ چھوٹے موتی تقسیم سے پہلے لے لیے تھے۔ اس معمولی چیز کی وجہ سے حضور کی نماز سے محروم ہوگئے۔ خیال رہے کہ یہ جرم (یعنی تقسیم سے پہلے معمولی قیمت کے موتی لے لینا) گناہِ صغیرہ ہے جو ایک بار ان صحابی سے سرزد ہوا، لہٰذا یہ فسق نہیں، تمام صحابہ عادل ہیں۔ فسق کے معنٰی ہیں گناہ کبیرہ کرنا یا گناہِ صغیرہ ہمیشہ کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صحابہ کو فسق سے بچایا ہے۔ (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:) ''وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (پ۵، النساء:۹۵) (ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔) لہٰذا وہ مقروض صحابہ جن پر حضورِ انور (صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے نماز نہ پڑھی اور یہ صحابی ان کی صحابیت مقبولیت یقینی ہے۔ حضورِ انور کی یہ سرزنش فرمانا ہم لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے، گندم کھا لینے سے (حضرت سیِّدُنا) آدم عَلَیْہِ السَّلَام نبی ہی رہے۔''

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی تعظیم الغلول، الحدیث: ۲۷۱۰، ص۱۴۲۲۔
المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۱۷۵، ج۵، ص۲۳۱۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول......الخ، الحدیث: ۳۰۹، ص۶۹۷۔
المصنف لابن ابی شیبة، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۱۲، ج۸، ص۵۲۳۔

خیانت نہ کرے تو اس کے سامنے دُشمن قدم نہ جما سکے۔'' حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا حبیب بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: ''کیا تمہارے سامنے دشمن بکری کا دودھ دوہنے کی دیر ٹھہر ارہتا ہے؟'' تو انہوں نے جواباً کہا: ''جی ہاں! بلکہ تین دودھ والی بکریوں کے دودھ دوہنے کی دیر تک۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! تم نے خیانت کی ہے۔''(1)

بروزِ قیامت خائن کی حالت:

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی ٔپاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر کیا اور اسے اور اس کے معاملہ کو بہت بڑا گناہ بتایا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ کہہ رہا ہو: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ روزِ محشر اس حال میں آئے کہ اپنی گردن پر ایک ہنہنانے والا گھوڑا لئے ہو اور کہہ رہا ہو: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری امداد فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر ایک منمنانے والی بکری ہو اور وہ کہہ رہا ہو: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر کاغذ (جس پر لوگوں کے حقوق لکھے ہوتے ہیں) پھڑپھڑا رہا ہو اور وہ کہہ رہا ہو: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری امداد فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر خاموش

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث ۸۱۰۸، ج۶، ص۸۹۔

شے (جیسے سونا چاندی وغیرہ) ہو اور وہ کہہ رہا ہو: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' (۱)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مالِ غنیمت حاصل فرماتے تو حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیتے وہ لوگوں میں اعلان کرتے ،لوگ اپنا اپنا مالِ غنیمت لے کر حاضر ہوجاتے آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خُمُس (یعنی پانچواں حصہ) نکال لیتے اور اسے تقسیم فرمادیتے۔ایک دن ایک شخص اِس (یعنی مالِ غنیمت جمع ہوچکنے، خمس نکالنے اور تقسیم کردینے) کے بعد بالوں کی لگام لایا اور عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ بھی اسی مالِ غنیمت سے ہے جو ہم نے حاصل کیا تھا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ بلال نے 3 بار با آواز بلند اعلان کیا تھا؟'' بولا: جی ہاں! سنا تھا۔'' ارشاد فرمایا: ''تو تجھے اس کے لانے سے کس نے روکا؟'' وہ عذر کرنے لگا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم یوں ہی رہو کہ اسے قیامت کے دن لاؤ گے تو میں تم سے ہرگز قبول نہ کروں گا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، ہم نے مالِ غنیمت میں سونا یا چاندی نہ پایا بلکہ سامان، کھانا اور کپڑے پائے، پھر ہم وادیٔ قُریٰ کی طرف پلٹے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا (مِدْعَم نامی سیاہ فام) غلام حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا جو بَنِیْ ضُبَیْب کے ایک صاحب حضرت سیِّدُنا رِفاعہ بن زید جُذامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تحفۃً پیش کیا تھا۔ جب ہم وادی میں اُترے اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غلام آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سامان اُتارنے لگا تو اسے ایک تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اُسے شہادت مبارک ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے

---

(۱)......صحیح مسلم ،کتاب الامارۃ، باب غلظ تحریم الغلول، الحدیث۴۷۳۴،ص۱۰۰۶۔

مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث۶۰۷۲، ج۵، ص۳۴۳۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی الغلول اذاکان یسیرا......الخ، الحدیث:۲۷۱۲،ص۱۴۲۴۔

قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! وہ چادر اس پر آگ بھڑکا رہی ہے جو اس نے تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے لے لی تھی۔'' راوی فرماتے ہیں کہ لوگ خوف زدہ ہوگئے اور ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے یہ غزوۂ خیبر کے دن پائے تھے تو رسولِ عظیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تسمہ آگ کا ہے یا دونوں تسمے آگ کے ہیں۔'' (1)

قبر میں آگ کا کرتا:

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو بَنِی عَبْدُ الْاَشْہَل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے پاس گفتگو فرماتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کے لئے اذان یا اقامت کہی جاتی۔ حضرت سیِّدُنا ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: (ایک دفعہ) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلدی جلدی نمازِ مغرب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ بقیعِ (غَرْقَد) کے مقام پر ہمارے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! تم پر افسوس! تم پر افسوس!'' اس بات سے میرے دل میں ڈر اور خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہوگیا اور گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے فرما رہے ہیں، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟ جلدی چلو۔'' میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی کچھ ارشاد فرمایا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو تجھے کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ وہ تو فلاں شخص ہے جسے میں نے فلاں قبیلے کے پاس صدقہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک دَھاری دار چادر چُرا لی (یعنی اُونی چادر جسے عرب لوگ پہنتے ہیں)، بالآخر ویسا ہی آگ کا کرتا اُسے (قبر میں) پہنا دیا گیا۔'' (2)

﴿10﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو 3 خصلتوں سے بری ہو کر آیا وہ جنت میں داخل ہوگیا: تکبر، خیانت اور قرض۔'' (3)

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول......الخ، الحدیث: ۳۱۰، ص۶۹۷۔

(2)......سنن النسائی، کتاب الامامة، باب الاسراع الی الصلاة من غیر سعی، الحدیث ۸۶۳، ص۲۱۴۲۔

(3)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب فرض الایمان، الحدیث ۱۹۸، ج۱، ص۲۱۰۔

﴿11﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں مالِ غنیمت میں سے ایک چمڑے کا بچھونا لایا گیا اور عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے ہے، تاکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے ذریعے دُھوپ سے سایہ حاصل کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیاتم پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی قیامت کے دن جہنم کے سائے سے سایہ حاصل کرے۔'' (۱)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا سمرہ بن جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جو خیانت کرنے والے کی پردہ پوشی کرتا ہے وہ اسی کی مثل ہے۔'' (۲)

تنبیہ:

ائمہ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے خیانت کرنے کو واضح طور پر کبیرہ گناہ شمار کیا اور بعض ائمہ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے مشترکہ مال، بیت المال اور زکوٰۃ میں خیانت کرنا گناہِ کبیرہ ہونے میں مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کی طرح ہے اور یہ واضح ہے۔ البتہ! جو مالِ زکوٰۃ میں خیانت کرنے والا ہے اس کے معاملہ میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ہے یا غیر مستحقین میں سے۔ اس لئے کہ مالِ زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق کی وصولی ممنوع ہے کیونکہ اس میں نیت شرط ہے۔ بلکہ اگر مالک نے اس کی مقدار علیحدہ کر لی اور نیت بھی کر لی تب بھی بذاتِ خود اپنا حق لے لینا جائز نہیں کیونکہ اس کا صحیح ہونا مالک کے دینے پر موقوف ہے اور جب تک وہ نہ دے دوسرے کا مالک بن جانا مشکل ہے۔ لہٰذا یہ مالک کی ملکیت میں باقی رہے گا یہاں تک کہ وہ خود دوسرے کو دے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مالِ زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق لے لینا مطلقاً ممنوع ہے۔

﴿13﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، انہوں نے کہا

(۱)......مراسیلِ ابی داود، باب فی الغلول، ص۱۴۔ المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۳۱، ج۵، ص۲۲۱۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب النہی عن الستر علی من غل، الحدیث: ۲۷۱۶، ص۱۴۲۵۔

کہ یتیم کا مال کھانا، جنگ سے فرار ہو جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا، سود کھانا کبیرہ گناہ ہیں تو حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس آیتِ مبارکہ کو تم کس ضمن میں شمار کرتے ہو؟ (پھر تلاوت فرمائی:)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (پ۳، اٰلِ عمران: ۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں۔ [1]

اور خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپانا بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور اس کے متعلق صریح حدیث گزر چکی ہے۔ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خیانت یہ ہے کہ امیر یا اس کے علاوہ کسی غازی کا تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز اپنے لئے خاص کر لینا جبکہ وہ اسے لشکر کے امیر کے پاس نہ لائے تاکہ وہ خُمُس نکالے اگرچہ خاص کی گئی چیز کم ہی ہو۔ ہاں! ہمارے نزدیک تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے اپنے یا اپنے چوپائے کے کھانے کے لئے اس کے متعلق مذکور شرائط کے ساتھ کچھ لینا جائز ہے۔

[1] ......تفسیر الطبری، النساء، تحت الایۃ ۳۱، الحدیث ۹۲۲۷، ج۴، ص۴۵۔

باب الامان

کبیرہ نمبر402: امان، ذمہ یا عھد والے کو قتل کرنا

کبیرہ نمبر403: اُسے دھوکا دینا

کبیرہ نمبر404: اُس پر ظلم کرنا

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۴)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (پ۶، المائدۃ: ۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یہاں عُقُود سے مراد عہد ہے اور ان میں وہ عہد اور امان بھی شامل ہے جو ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ہے جیسا کہ بعض ائمۂ تفسیر نے فرمایا ہے۔

﴿1﴾...... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس میں 4 خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔'' [1]

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''3 شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اُن کا مقابل ہوں گا: (۱) جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اُسے توڑ دیا) (۲) جس نے کسی آزاد کو بیچا اور اس کی

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث۳۴، ص۵، بتقدمٍ و تاخرٍ۔

قیمت کھالی اور (۳) جس نے کسی مزدور کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لیا مگر اس کی اُجرت نہ دی۔'' (۱)

بروزِ قیامت دھوکے باز کی نشانی:

﴿3﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جب اَوَّلِین و آخِرِین (یعنی اگلوں پچھلوں) کو قیامت کے دن اکٹھا فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند فرمائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا، کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔'' (۲)

مسلمان کو دھوکا دینا:

﴿4﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کا ذِمّہ ایک ہے جس کی کوشش ان کا ادنیٰ شخص بھی کرتا ہے، لہٰذا جس نے کسی مسلمان کو دھوکا دیا اور وعدہ خلافی کی تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔'' (۳)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ہمیں جو بھی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا: ''اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔'' (۴)

قتل وغارت اور موت کا مسلَّط ہونا:

﴿7﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس قوم نے وعدہ خلافی کی ان کے درمیان قتل وغارت عام ہوگئی اور جس قوم میں برائی ظاہر ہوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر موت کو مسلَّط کر دیا اور جس قوم نے زکوٰۃ روکی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے بارش روک لی۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث۲۲۲۷، ص۱۷۳، دون قولہ: العمل۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر، الحدیث۴۵۲۹، ۴۵۳۵، ص۹۸۶۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ......الخ، الحدیث:۳۳۲۷، ۳۳۳۳، ص۹۰۵۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث۱۲۳۸۹، ج۴، ص۲۷۱۔

(۵)......المستدرک، کتاب الجہاد، باب ما نقص قوم العہد قط......الخ، الحدیث۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱۔

﴿8﴾......حضرت سیِّدُ نا صفوان بن سلیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مُکَرَّم ،نُو رِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''جس نے کسی عہد والے پر ظلم کیا یا اس کا عہد توڑا یا اسے طاقت سے زیادہ کام کا پابند کیا یا اس کی خوشی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں قیامت کے دن اُس سے جھگڑا کروں گا۔''(۱)

﴿9﴾......رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جو شخص کسی کو امان دے کر قتل کر دے تو میں قاتل سے بری ہوں اگرچہ مقتول کافر ہو۔''(۲)

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ (یعنی کسی کو امان دے کر قتل کرنے والا) قیامت کے دن غدَّاری کا جھنڈا اُٹھائے ہوگا۔''(۳)

﴿11﴾......حضور نبیٔ کریم ،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے کسی عہد والی جان کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو 100 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۴)

﴿12﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''جس نے کسی عہد والی جان کو دورانِ عہد ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۵)

﴿13﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''خبردار! جس نے کسی معاہد (یعنی جس سے معاہدہ کیا گیا ہو) کو قتل کیا جس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِمَّہ تھا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذمہ توڑ دیا، پس وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۶)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة، الحدیث:۳۰۵۲،ص۱۴۵۳۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنایات،باب ذکرالزجرعن قتل......الخ،الحدیث:۵۹۵۱،ج۷،ص۵۸۸۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الدیات، باب من امن رجلا علی دمه فقتله، الحدیث:۲۶۸۸،ص۲۶۳۸۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره......الخ، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث:۷۳۴۹،ج۹،ص۲۳۹۔

(۵)......المرجع السابق، الحدیث:۷۳۴۰۔

(۶)......جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب من جاء فیمن یقتل نفسا معاهدا، الحدیث:۱۴۰۳،ص۱۷۹۳۔

تنبیہ:

ان تینوں کوکبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح اور ظاہر ہے، بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے معاہد (یعنی جس سے عہد کیا گیا ہو) یا دھوکے سے قتل کرنے کو واضح طور پر کبیرہ گناہ شمار کیا ہے لیکن اسے حکمران کے ساتھ بغیر کسی شرط کے خاص کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے عہد توڑنے کوکبیرہ گناہوں میں شمار کیا بلکہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه (متوفی ٧٦١ھ) نے تصریح فرمائی کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا۔ لیکن اس پر حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے اعتراض کیا کہ اس گناہ کے متعلق مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں یہ دلیل نہیں کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ہاں! اس میں شدید وعید ضرور ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ بِمَا تَقَدَّمَ سے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مراد مسند احمد اور بخاری شریف کی مذکورہ احادیثِ مبارکہ ہیں: ''(اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:) 3 شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اُن کا مقابل ہوں گا: جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اُسے توڑ دیا)............ الخ۔''[1]

پس جس نے کسی کافر کو امان دے کر دھوکا دیا تو اس نے اسے دی ہوئی امان توڑ دی۔ شاید! امان کو صَفْقَه کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک عقد ہے جو امن کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا یہ ملکیت کا فائدہ دینے والی بیع کے عقد کی طرح ہے اور عقدِ بیع کو بھی صَفْقَه کہا جاتا ہے کیونکہ جب دو عربی آپس میں خرید وفروخت کرتے تو ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا پس عقد کو مجازی طور پر یہ نام دے دیا گیا۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث۲۲۲۷، ص۱۷۳۔

کبیرہ نمبر405: **مسلمانوں کا راز فاش کرنا**

اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر یہ صحیح حدیثِ پاک دلیل ہے کہ حضرت سیِّدُ نا حاطب بن ابی بلتعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہلِ مکہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی اطلاع دیتے ہوئے مکہ والوں کی طرف خط لکھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آگاہ فرمادیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خط لے جانے والی عورت کی طرف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدُ نا مقداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا، جب وہ دونوں اُسے لے کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے پڑھا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اس (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ) کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔'' مگر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں قتل کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔'' [1]

مسلمانوں کے راز فاش کرنا اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے کمزوری، قتل، قید اور لُوٹ مار کا سبب ہے اور یہ تمام چیزیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والے نے زمین میں فساد کی کوشش کی اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کیا۔ لہٰذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ایسا کرنے والے کو قتل کرنا ضروری ہے مگر مطلقاً ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔

[1] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، الحدیث:۴۸۹۰، ص۴۱۹، بتغیرٍ۔

باب المسابقة والمناضلة

(تیراندازی کا مقابلہ کرنا اور گھڑدوڑ کرنا)

کبیرہ نمبر406: بطورِ تکبر، مقابلہ بازی یا جوا کھیلنے کے لئے گھوڑے وغیرہ رکھنا

کبیرہ نمبر407: بازی یا جوے کے لئے تیر اندازی کا مقابلہ کرنا

کبیرہ نمبر408: سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے تیر اندازی چھوڑ دینا

(اگر تیراندازی چھوڑنا دُشمن کے غلبے اور مسلمانوں کو حقیر جاننے کا باعث بنے تو کبیرہ گناہ ہے)

﴿1﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑے 3 قسم کے ہیں، کسی کے لئے بوجھ، کسی کے لئے پردہ اور کسی کے لئے اجر کا باعث ہیں۔ جس کے لئے بوجھ ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو انہیں ریا، فخر اور اہلِ اسلام سے دشمنی کے لیے باندھے، یہ اس کے لئے بوجھ ہیں۔''(1)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ گھوڑے بندے پر بوجھ ہیں جنہیں وہ برائی، ریا کاری، غرور اور تکبر کے لئے رکھتا ہے۔''(2)

حدیثِ پاک کی شرح:

اس سے مراد وہ شخص ہے جو تکبر اور بڑائی ظاہر کرنے اور کمزور و مسکین مسلمانوں پر اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے گھوڑے رکھتا ہے۔

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹، ص۸۳۳۔

(2)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر اسقاط الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۲۲۹۱، ج۴، ص۳۲، ملتقطاً۔

روزِ محشر کی کامیابی یا خسارے کا بیان:

﴿3﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی رکھ دی گئی ہے تو جس نے انہیں راہِ خدا میں تیار کرتے ہوئے باندھا اور ثواب کی نیت سے راہِ خدا میں ان پر خرچ کیا تو ان کی شِکم سیری، بھوک، تروتازگی، پیاس، بول و براز بروزِ قیامت اس کے میزان میں کامیابی کا باعث ہوں گے اور جس نے انہیں ریاکاری، دِکھاوے اور تکبر کے لئے باندھا تو ان کی شِکم سیری، بھوک، تروتازگی، پیاس اور بول و براز قیامت کے دن اس کے میزان میں خسارے کا باعث ہوں گے۔'' [(۱)]

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑے 3 قسم کے ہیں: (۱)......رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے گھوڑے (۲)......انسان کے گھوڑے اور (۳)......شیطان کے گھوڑے۔ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے گھوڑے وہ ہیں جو جہاد میں استعمال کئے جائیں اور جن کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کو قتل کیا جائے اور انسان کے گھوڑے وہ ہیں جن سے نسل بڑھائی جائے اور جن پر سامان لادا جائے اور شیطان کے گھوڑے وہ ہیں جن پر بازی لگائی جائے اور جوأ کھیلا جائے۔'' [(۲)]

﴿5﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''شیطان کے گھوڑے وہ ہیں جن پر جوأ کھیلا جائے اور بازی لگائی جائے۔'' [(۳)]

﴿6﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں: ایک وہ جنہیں انسان راہِ خدا میں جہاد کے لئے باندھتا ہے تو ان کی قیمت ذریعۂ ثواب ہے، ان کی سواری بھی ذریعۂ ثواب ہے اور ان کا ادھار بھی ذریعۂ ثواب ہے اور ایک وہ ہیں جن پر انسان جوأ کھیلتا اور بازی لگاتا ہے، ان کی قیمت بھی بوجھ ہے اور ان کی سواری بھی بوجھ ہے اور تیسرے وہ جو نسل بڑھانے کے لئے رکھتا ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ فقر سے رکاوٹ بن جائیں۔'' [(۴)]

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسماء ابنة یزید، الحدیث: ۲۷۶۴۵، ج۱۰، ص۴۳۶۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۷۰۷، ج۴، ص۸۰۔

(۳)......المسند للامام احمد ابن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۷۵۴، ج۲، ص۵۰۔

(۴)......المسند للامام احمد ابن حنبل، حدیث ابی جبیرة الضحاک، الحدیث: ۲۳۲۹۰، ج۹، ص۷۰، بتغیرٍ قلیلٍ۔

تیراندازی سیکھنے کی ترغیب:

﴿7﴾......حضرت سیِّدُ نا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کومنبرِ اقدس پر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرماتے ہوئے سنا: ''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (پ١٠، الانفال: ٦٠) ترجمۂ کنزالایمان: اوران کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔'' (پھر فرمایا:) جان لو! قوت تیر اندازی ہے، جان لو! قوت تیر اندازی ہے، جان لو! قوت تیر اندازی ہے۔ [1]

تیراندازی سیکھ کر ترک کرنے کی مذمت:

﴿8﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اُس نے میری نافرمانی کی۔'' [2]

﴿9﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی اس نے میری نافرمانی کی۔'' [3]

﴿10﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی اس نے ایک نعمت کا انکار کر دیا۔'' [4]

ایک تیر کی وجہ سے جنت میں جانے والے:

﴿11﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک تیر کے بدلے 3 آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا: (١)......ایک، بھلائی کی امید رکھتے ہوئے تیر بنانے والا (٢)......دوسرا، تیر چلانے والا اور (٣)......تیسرا، تیر انداز کو تیر پکڑانے والا تاکہ وہ تیر مارے (یعنی امداد اور قوت دینے کے لئے مجاہد کو مال دینے والا)۔ لہٰذا تیر اندازی کرو اور (گھوڑے کی) سواری کرو، مجھے تمہارے

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ......الخ، الحدیث: ٤٩٤٦، ص١٠٢٠۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ٤٩٤٩، ''تعلم'' بدلہ ''علم''۔

[3] ......سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب الرمی فی سبیل اللہ، الحدیث: ٢٨١٤، ص٢٦٤٧۔

[4] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ٥٤٢، الجزء الاول، ص١٩٧۔

سوار ہونے سے تیر اندازی کرنا زیادہ پسند ہے اور جس نے سیکھنے کے بعد اعراض کرتے ہوئے تیر اندازی چھوڑی اس نے ایک نعمت چھوڑی یا فرمایا: اس نے اس نعمت کا انکار کر دیا۔'' [1]

﴾12﴿......دوسری روایت ان الفاظ میں مروی ہے: ''(۱)......جو بھلائی کی امید رکھتے ہوئے تیر بناتا ہے (۲)......جو جہاد کے لئے تیر تیار کرتا ہے اور (۳)......جو راہِ خدا میں اس سے تیر اندازی کرتا ہے۔'' [2]

﴾13﴿......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''تم پر تیر اندازی لازم ہے کیونکہ یہ تمہارے اچھے کھیلوں میں سے ہے۔'' [3]

﴾14﴿......ایک روایت میں ہے: '' کیونکہ یہ بہترین شے ہے یا تمہارے اچھے کھیلوں میں سے ہے۔'' [4]

جائز و مباح کھیل:

﴾15﴿......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ذکرِ الٰہی کے علاوہ ہر کام کھیل کود اور غفلت ہے سوائے 4 چیزوں کے: (۱)......آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (یعنی تیر انداز کا نشانہ بازی کے مقام کا ارادہ کرنا) (۲)......اپنے گھوڑے کو سکھانا (۳)......انسان کا اپنی بیوی سے کھیلنا کودنا (اور دِل لگی کرنا) اور (۴)......تیراکی سیکھنا۔'' [5]

راہِ خدا میں تیر چلانے کا ثواب:

﴾16﴿......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں تیر چلایا تو یہ اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔'' [6]

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الرمی، الحدیث: ۲۵۱۳، ص۱۴۰۹، ''مُحْتَسِبًا'' بدله ''يَحْتَسِبُ''۔

[2] ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی المرابطة فی سبیل اللّٰه، الحدیث: ۴۳۰۱، ج۴، ص۴۴۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۴۹، ج۱، ص۵۵۷۔

[4] ......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۱۱۴۶، ج۳، ص۳۴۶۔

[5] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۷۸۵، ج۲، ص۱۹۳۔

[6] ......جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل اللّٰه، الحدیث: ۱۶۳۸، ص۱۸۲۰۔

﴿17﴾......سیّدِ عالم،نُورِ مجسم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے:''جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوتو وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا اور جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں تیر چلایا خواہ وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے مگر اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور جس نے کسی مومن کو آزاد کیا تو اس (مومن) کے ہر عضو کے بدلے اس (آزاد کرنے والے) کے لئے جہنم سے بچاؤ ہے۔''(1)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا، مگر پہلے کے کبیرہ ہونے کے متعلق پہلی حدیثِ پاک واضح ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے اور تیسرے کے متعلق لَیْسَ مِنَّا کے الفاظ سے اس کا کبیرہ ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ان جیسے الفاظِ وعید کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہونے کا تقاضا کرتے ہیں کیونکہ براءت کا اظہار کرنا شدید وعید ہے۔لیکن شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اسے حرام بھی قرار نہیں دیتے کبیرہ تو دور کی بات ہے۔البتہ! میرا ذکر کردہ عنوان اسے کبیرہ کے قریب کر دیتا ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں تیر اندازی چھوڑنے میں بڑی بڑی خرابیاں ہیں۔

---

(1)......سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب ثواب من رمی بسھم فی سبیل اللّٰہ، الحدیث:۳۱۴۴،۳۱۴۷، ص۲۲۹۰۔

کتاب الایمان

کبیرہ نمبر409: **یمینِ غموس** (جان بوجھ کر جُھوٹی قسم کھانا)

کبیرہ نمبر410: **یمینِ کاذبہ اگرچہ غموس نہ ہو**

کبیرہ نمبر411: **قسموں کی کثرت اگرچہ وہ سچا ہو**

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۷﴾ (پ۳، ال عمران:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جو اللّٰہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللّٰہ نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

صحیح احادیثِ طیِّبہ کے مطابق اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہ آیت ان دو آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی جو ایک زمین کے بارے میں سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں جھگڑا لے کر آئے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا تھا، اُس نے قسم اٹھانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ پھر جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو وہ (قسم سے) پیچھے ہٹ گیا اور مُدَّعِی (یعنی دعویٰ کرنے والے) کے لئے اس کا حق تسلیم کرلیا۔

یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ عہدِ الٰہی کے بدلے (دُنیا کا حقیر مال) لیتے ہیں یعنی جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے عہد لیا۔ وَ اَیْمَانِهِمْ یعنی جھوٹی قسمیں۔ ثَمَنًا قَلِیْلًا یعنی بطورِ بدلہ دنیا کا حقیر مال یعنی وہ مال جس پر وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ یعنی ان کے لئے آخرت کی نعمتوں اور ثواب میں سے کچھ نہیں۔ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ایسا کلام نہ فرمائے گا جو انہیں خوش کردے۔ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی وہ اُن کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ یعنی ان کی بھلائی میں اضافہ نہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کی تعریف

کرے گا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی ان کے لئے انتہائی تکلیف دِہ دردناک عذاب ہے۔ [1]

ناحق کسی کا مال لینا:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُور ِمُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مسلمان کا مال ناحق دبانے کی خاطر (جھوٹی) قسم کھائے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کے مطابق قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۷﴾ (پ۳، ال عمران: ۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ [2]

﴿2﴾......ایک روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''(راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران) حضرت سیِّدُ نا اَشْعَث بن قَیس کِندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اور پوچھا: ''حضرت سیِّدُ نا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تم سے کیا باتیں کررہے تھے؟'' ہم نے عرض کی: ایسا ایسا فرمارہے تھے تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت سیِّدُ نا ابوعبدالرحمٰن نے سچ فرمایا، میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک کنوئیں کے بارے میں جھگڑا تھا۔ ہم فیصلہ کروانے کے لئے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دو گواہ (پیش کرو) یا اُس کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔''

میں نے عرض کی: ''وہ تو جھوٹی قسم کھالے گا اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔'' تو حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا مال ناحق دبانے کے لئے جھوٹی قسم اُٹھائی تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ

---

[1] ......كتاب الكبائر للذهبى، الكبيرة الخامسة والعشرون: اليمين الغموس، ص۱۱۱۔

[2] ......صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، الحديث۳۵۵، ص۷۰۱۔

یَشۡتَرُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ اَیۡمَانِہِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ......الخ(پ۳، ال عمران : ۷۷)۔ [۱]

﴿3﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں شہرِ حَضْرَمَوت کا ایک شخص اور قبیلہ کِنْدَہ کا ایک شخص حاضر ہوا۔حضرمی نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے جو میرے باپ کی تھی۔''تو کندی کہنے لگا:''یہ زمین میرے ہی قبضہ میں تھی،میں اس میں کاشت کاری کرتا ہوں،اس کا اس میں کوئی حق نہیں۔''آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرمی سے دریافت فرمایا:''کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟''عرض کی:''نہیں۔''ارشاد فرمایا:''اب تیرے لئے اس کی قسم ہے۔''اس نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !یہ جھوٹا شخص ہے،کسی چیز پر جھوٹی قسم کھانے کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی چیز سے بچتا ہے۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس کی طرف سے تیرے لئے صرف یہی ہے۔''تو کِندی شخص قسم کھانے کے لئے چلا جب اس نے (قسم کھانے کے لئے) پیٹھ پھیری تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اگر اِس نے اُس کا مال ظلماً کھانے کے لئے قسم کھائی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض فرمائے گا(یعنی اس پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا)۔'' [۲]

﴿4﴾......شہرِ حَضْرَمَوت کے ایک شخص اور قبیلہ کِنْدَہ کے ایک شخص نے رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں یمن کی ایک زمین کے متعلق اپنا جھگڑا پیش کیا،حضرمی نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میری زمین اس کے باپ نے چھین لی تھی،اب وہ اس کے قبضے میں ہے۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا:''کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟''عرض کی:''نہیں،لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھاتا ہوں کہ یقیناً یہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے غصب کر لی تھی۔''کِندی بھی قسم کھانے کے لئے تیار ہوگیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال (ناحق) دبائے گا وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔''یہ سن کر کِندی نے کہہ دیا کہ یہ زمین اسی کی ہے۔'' [۳]

---

[۱]......صحیح مسلم،کتاب الإیمان،باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار،الحدیث۳۵۵،۳۵۶،ص۷۰۱۔

[۲]......المرجع السابق،الحدیث۳۵۸۔

[۳]......سنن ابی داود،کتاب الأیمان والنذور،باب فیمن حلف لیقتطع بھا مالا،الحدیث:۳۲۴۴،ص۱۴۶۶۔

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ عزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔'' (۱)

﴿6﴾......حضور نبیٔ کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں دو شخص ایک زمین کا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے، ان میں سے ایک حَضْرَمَوت کا تھا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان میں سے ایک کے لئے قسم متعین کی تو دوسرے شخص نے پکار کر کہا: ''یوں تو یہ میری زمین لے جائے گا۔'' حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اس نے قسم کے ذریعے ظلماً مال لے لیا تو یہ ان میں سے ہوگا جن کی طرف بروزِ قیامت اللہ عزَّوَجَلَّ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' اس پر دوسرا شخص ڈر گیا اور زمین لوٹا دی۔ (۲)

حدیثِ پاک کی لُغوی تشریح:

حضرت سیِّدُنا حافظ زکی الدین منذری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ دوسرے انداز میں بھی وارد ہے۔ اور ''وَرِعَ'' راء کے کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ وہ گناہ سے بچ گیا اور اپنے ارادے سے باز آ گیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ راء کے فتحہ کے ساتھ وَرَعَ ہو یعنی وہ پست ہمت ہوگیا اور راء کے ضمہ کے ساتھ وَرُعَ ہو تو بھی یہی معنی ہے مگر پہلا معنی زیادہ بہتر ہے۔'' (۳)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔'' (۴)

﴿8﴾......ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں

......سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب من حلف ......الخ، الحدیث۲۳۲۲، ص۲۶۱۶۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الدعوی، باب الاستحلاف، الحدیث۵۰۶۹، ج۷، ص۲۷۲۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:۱۹۵۳۳، ج۷، ص۱۲۹۔

......الترغیب والترهیب، کتاب البیوع، باب الترهیب من الیمین الکاذبة الغموس، تحت الحدیث۲۸۵۵، ج۲، ص۳۹۸۔

......صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے بڑا کبیرہ گناہ کون سا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''یمین غموس۔'' عرض کی: ''یمین غموس کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ایسی جھوٹی قسم جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لے لیا جائے۔'' (۱)

جھوٹی قسم کھانا دل پر داغ کا باعث ہے:

﴿9﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص مچھر کے پر کے برابر چیز پر قسم کھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے دل پر داغ ہوگا۔'' (۲)

﴿10﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ہے۔'' (۳)

﴿11﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص قسم کھائے اور اس میں مچھر کے پر کے برابر جھوٹ ملا دے تو قیامت کے دن تک وہ قسم اس کے دل پر سیاہ نقطہ بن جائے گی۔'' (۴)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''ہم یمینِ غموس کو اس گناہ میں سے شمار کرتے تھے جس کا کوئی کفارہ نہیں۔'' عرض کی گئی: ''یمینِ غموس کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص اپنی قسم کے ذریعے دوسرے کا مال قابو کر لے۔'' (۵)

﴿13﴾......حضرت سیِّدُنا حارث بن برصاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر دونوں جمروں

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اثم من أشرک......الخ، الحدیث:۶۹۲۰، ص۵۷۷، دون قوله"اکبر"۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر و الاباحة، الحدیث:۵۵۳۷، ج۷، ص۴۳۵۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث:۳۲۳۷، ج۲، ص۲۶۵۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، الحدیث:۳۰۲۰، ص۱۹۵۶۔

(۵)......المستدرک، کتاب الأیمان و النذور، باب من اکبر الکبائر......الخ، الحدیث:۷۸۷۹، ج۵، ص۴۲۱۔

کے درمیان سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے ہڑپ کر لیا تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، لہٰذا تم میں جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بات 2 یا 3 بار ارشاد فرمائی۔ [۱]

﴿14﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے چاہئے کہ جہنم میں گھر بنا لے۔'' [۲]

مال کے وبال کا سبب:

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹی قسم مال ختم کر دیتی ہے یا مال لے جاتی ہے۔'' [۳]

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والا کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی بغاوت سے زیادہ جلدی سزا ملتی ہو اور اللہ عزَّوَجَلَّ کی اطاعت والی کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا صلہ رحمی سے زیادہ جلدی ثواب ملتا ہو اور جھوٹی قسم گھروں کو اُجاڑ دیتی ہے۔'' [۴]

﴿17﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جو اللہ عزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملا کہ اس نے شرک نہ کیا اور ثواب کی اُمید پر خوش دِلی سے زکوٰۃ ادا کی اور سن کر اطاعت کی تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور 5 گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، کسی مومن پر تہمت لگانا، جنگ سے بھاگ جانا اور ایسی جھوٹی قسم کھانا جس کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کر لیا جائے۔'' [۵]

﴿18﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو جان بوجھ کر

---

[۱] ......المستدرک، باب الأحادیث المنذرة عن یمین کاذبة، الحدیث۷۸۷۳، ج۵، ص۴۱۹۔

[۲] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الغصب، الحدیث۵۱۴۳، ج۷، ص۳۰۴، ملتقطاً۔

[۳] ......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند عبد الرحمٰن بن عوف، الحدیث۱۰۳۲، ج۳، ص۲۴۵۔

[۴] ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث۴۸۴۲، ج۴، ص۲۱۷۔

[۵] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶، "بَهْتُ" بدله "نَهْبُ"۔

جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (۱)

﴿19﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن،رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے:''جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال دبالیتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے جسے قیامت تک کوئی چیز تبدیل نہ کر سکے گی۔'' (۲)

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اجازت دی کہ ایک مُرغ (۳) کے بارے میں بتاؤں جس کے پاؤں زمین کے نیچے تک پہنچے ہوئے ہیں اور گردن عرشِ (الٰہی) کے نیچے جھکی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے:''سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَكَ رَبَّنَا یعنی اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ!تو پاک ہے، تیری شان کتنی بلند ہے۔'' تو اسے جواب دیا جاتا ہے:''جس نے میرے نام پر جھوٹی قسم کھائی اس نے میری عظمت کو نہیں جانا۔'' (۴)

﴿21﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام کر دے گا اور اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِیْن نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہو۔'' ارشاد فرمایا:''اگرچہ وہ ایک تسمہ ہی ہو۔'' (۵)

﴿22﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی شخص کا مال ہڑپ کر لیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا اور اس پر جنت حرام

......المستدرک، کتاب الأیمان والنذور، باب الاحادیث المنذرة عن یمین کاذبة، الحدیث:۷۸۷۴، ج۵، ص۴۱۹۔

......المرجع السابق، الحدیث:۷۸۷۴، ص۴۱۸۔

......حضرت سیِّدُنا امام عبدالرءُوف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مذکورہ حدیثِ پاک میں وارد لفظ دِیْك کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''یہاں دِیْك سے مراد حقیقی مرغ نہیں بلکہ مرغ کی صورت کا ایک فرشتہ ہے جیسا کہ اس کی تصریح دوسری حدیث پاک میں ہے کہ ''آسمان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک فرشتہ ہے جس کا نام دِیْك ہے۔''(فیض القدیر للمناوی، تحت الحدیث:۱۶۸۰، ج۲، ص۲۶۳)

......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۳۲۴، ج۵، ص۲۷۸۔

......المعجم الکبیر،الحدیث:۱۷۸۲، ج۲، ص۱۹۲، ''شراکا'' بدلہ ''سواکا''۔

کردے گا۔‘‘صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !اگرچہ وہ معمولی سی چیز ہو۔‘‘ارشادفرمایا:’’اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔‘‘ (۱)

﴿23﴾......ایک روایت میں یہ ہے کہ’’اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو،اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔‘‘ (۲)

جھوٹی قسم کھانے والے پر جہنم واجب ہے:

﴿24﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’جو بھی اس منبر کے پاس کوئی مرد یا عورت جھوٹی قسم کھائے اس کے لئے جہنم واجب ہے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔‘‘ (۳)

﴿25﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:’’جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔‘‘ (۴)

مذکورہ دونوں احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابوعبیدہ اور حضرت سیِّدُنا خطابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمَا (متوفی ۳۸۸ھ) نے ذکر کیا کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ اقدس میں منبرِ انور کے پاس قسم اُٹھائی جاتی تھی۔

﴿26﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’بے شک یا تو قسم توڑنی پڑتی ہے یا اس کے باعث ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔‘‘ (۵)

﴿27﴾......حضرت سیِّدُنا جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا فدیہ 10 ہزار درہم ادا کیا پھر ارشاد فرمایا:’’ربِّ کعبہ کی قسم !اگر مجھے قسم کھانی پڑی تو سچی قسم ہی کھاؤں گا اور بے شک میں نے یہ اپنی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم......الخ، الحدیث:۳۵۳،ص۷۰۱۔

(۲)......المُوَطّأ للامام مالک، کتاب الاقضیة، باب ماجاء فی الحنث علی منبر النبی، الحدیث:۱۴۷۴،ج۲،ص۲۵۰۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب الیمین عند مقاطع الحقوق، الحدیث:۲۳۲۶،ص۲۶۱۶۔

(۴)......المرجع السابق، الحدیث:۲۳۲۵،ص۲۶۱۶۔

(۵)......سنن ابن ماجه، ابواب الکفارات، باب الیمین حِنۡثٌ او نَدَمٌ، الحدیث:۲۱۰۳،ص۲۶۰۳۔

قسم کا فدیہ ادا کیا ہے۔'' [1]

﴿28﴾......اسی طرح حضرت سیِّدُنا اَشْعَث بن قَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی قسم کے بدلے 7 ہزار (درہم) ادا کئے۔ [2]

تنبیہ: پہلے گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں وضاحت ہو چکی ہے جن میں کبھی اسے کبیرہ گناہ اور کبھی اکبر الکبائر کہا گیا ہے جو ایک شدید وعید ہے بلکہ اس سے شدید وعید کوئی نہیں۔اسی وجہ سے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس کے گناہِ کبیرہ ہونے پر اتفاق ہے اور دوسرے گناہ کو کبیرہ گناہ قرار دینا سابقہ اس صحیح حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ ''جس نے میرے نام پر جھوٹی قسم کھائی اس نے میری عظمت کو نہ جانا۔'' [3] کیونکہ اس میں بہت بڑی ڈانٹ اور سخت وعید ہے۔ پھر میں نے اس کی صراحت کرنے والا یہ کلام پایا کہ ہمارے بعض (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام جیسے صَاحِبُ العُدَّۃ نے اسے یَمِیْنِ فَاجِرَہ کہا اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی وضاحت یہ فرمائی کہ ایسی قسم جو جھوٹ کو شامل ہو اگرچہ وہ سابقہ معنی کے اعتبار سے جھوٹی نہ ہو۔

یمینِ غموس کا مفہوم:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ جھوٹی قسم ہے جو ناحق اٹھائی جائے یا جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے اور اسے غموس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قسم، اُٹھانے والے کو جہنم میں ڈال دیتی ہے۔ان کے قول ''جو ناحق اٹھائی جائے'' سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اس کی وجہ سے حق باطل نہ ہو اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے گزشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کے برعکس اسے اصطلاحاً غموس نہیں کہا جاتا۔اسے کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تائید میں دو روایات ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ،

﴿29﴾......حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٨٨، ج ١، ص ٢٥٦، ''ورب الکعبة'' بدلہ ''ورب ھذا المسجد''۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ١٥٥٩، ص ٤٢٥۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٤٣٢٧، ج ٥، ص ٢٧٨۔

میرے سامنے کبیرہ گناہ گنوایئے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے سامنے 7 یا 8 گناہ گنوائے: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) جھوٹی قسم کھانا۔''[1]

﴿30﴾...... حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 شخص ایسے ہیں جن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف نظرِ کرم فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات 3 بار ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''وہ تو خائب وخاسر ہوگئے، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)...... تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا (۲)...... احسان جتلانے والا اور (۳)...... جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔''[2]

مذکورہ حدیثِ پاک اس بارے میں واضح ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ یہ مذکورہ تفسیر کے مطابق یمینِ غموس نہیں۔ مگر اس سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے سے مسلمان کا مال قابو کرلیا جاتا ہے اور وہ یوں کہ جھوٹی قسم کے ذریعے خریدار سے قیمت وصول کر لینا کیونکہ اگر وہ جھوٹی قسم نہ کھاتا تو خریدار اس چیز میں کبھی رقم خرچ نہ کرتا گویا اس نے قسم کے ذریعے اس کا مال ہڑپ کرلیا۔

﴿31﴾...... رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 (قسم کے) لوگوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) جو شخص اپنا اضافی پانی مسافر سے روک لے (۲) جو شخص عصر کے بعد کسی شخص کو مال بیچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے کہ اس نے یہ چیز اتنے اتنے میں خریدی ہے اور خریدار اسے سچا سمجھے حالانکہ حقیقتاً ایسا نہ ہو اور (۳) جو شخص دُنیا (کی دولت) کے لئے کسی حکمران کی بیعت کرے کہ اگر وہ اسے دے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفا نہ کرے۔''[3]

---

[1] ...... الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الکبائر، الحدیث ۱۹۸۷۵، ج ۱۰، ص ۶۵، عن سعید الجریری۔

[2] ...... صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار...... الخ، الحدیث ۲۹۳، ص ۶۹۶۔

[3] ...... المرجع السابق، الحدیث ۲۹۷۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

عصر کے بعد کی قید اس لئے ہے کہ اس وقت جھوٹی قسم زیادہ قبیح ہے۔لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اس شدید سزا کا مستحق ہونے کے لئے یہ (یعنی بعدِ عصر جھوٹی قسم کھانا) شرط ہے۔تیسرے گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے اس کلام سے ثابت ہے کہ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں ایک بحث کا آغاز ہو رہا ہے جس کی طرف حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا کہ قسم کو جھوٹ کے ساتھ مقیَّد کرنے کی بعض صورتوں میں توقُّف کی گنجائش ہے اور کہا جاتا ہے کہ بے شک قسموں کی کثرت اگرچہ وہ سچی ہوں، فسق کا تقاضا کرتی ہے جیسے جھگڑوں کی کثرت کے متعلق کہا گیا۔''

اس کا بھی احتمال ہے اور اس کے خلاف کا بھی احتمال ہے اور وہی حق کے زیادہ قریب ہے کیونکہ جھگڑے اگرچہ حق بات پر ہوں پھر بھی اُن کی کثرت ناجائز کاموں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ یہاں تو مختصر کلام کیا گیا عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یمینِ غموس (یعنی جھوٹی قسم) وہ ہے جو انسان جان بوجھ کر اٹھاتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ حقیقت اس کے برعکس ہے تا کہ وہ باطل کو حق ثابت کرے یا اس کے ذریعے حق کو باطل کر دے جیسا کہ اس کے ذریعے کسی معصوم کا مال ہڑپ کر لے خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور جن علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے یہاں صرف مسلمان کا اعتبار کیا ہے تو انہوں نے غالب پر عمل کیا ہے اور اسے غموس اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا میں قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے اور قیامت کے دن جہنم میں غرق کرے گی۔ گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں اَلْیَمِیْنُ الصَّابِرَۃُ، صَبْرٌ اور مَصْبُوْرٌ کے اصطلاحی الفاظ حکم کے اعتبار سے قسم کھانے والے کو لازم ہیں۔ پس اسے اس کی وجہ سے روکا جاتا ہے اور صبر کی اصل روکنا ہے۔ اسی سے عربوں کا قول ہے: ''قُتِلَ فُلَانٌ صَبْرًا یعنی فلاں کو ظلماً روک کر قتل کر دیا گیا۔''

کبیرہ نمبر412: امانت کی قسم اُٹھانا

کبیرہ نمبر413: بُت کی قسم اُٹھانا

کبیرہ نمبر414: قَسم کو کفر سے مشروط کرنا

(جیسے بعض ناعاقبت اندیشوں کا یہ کہنا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں کافر ہوں یا اسلام یا نبی عَلَیْہِ السَّلَام سے بری ہوں)

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ان 3 گناہوں کے کبیرہ ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس موضوع پر وسیع کلام کرتے ہوئے فرمایا: ''غیرُ اللّٰہ کی قسم کھانا بھی یمینِ غموس (یعنی جھوٹی قسم) میں داخل ہے جیسے نبیِّ پاک، کعبۂ مشرَّفہ، فرشتوں، آسمان، آباوَاجداد، زندگی اور امانت کی قسم کھانا اور مذکورہ تمام الفاظ ایسے ہیں جن کے متعلق سخت ممانعت ہے اور روح، سر، بادشاہ کی زندگی، سلطان کی نعمت اور کسی کی قبر کی قسم کھانا وغیرہ۔'' پھر کئی احادیث ذکر فرمائیں جن میں ایسی قَسموں کی ممانعت اور سخت وعید ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنے آباوَاجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہٰذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔''(۱)

﴿2﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بتوں اور اپنے آباوَاجداد کی قسمیں نہ کھاؤ۔''(۲)

حدیثِ پاک کی لُغوی تشریح:

طَوَاغِی، طَاغِیَۃٌ کی جمع ہے اس کا معنی بُت ہے۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں ہے: ''ھٰذِہٖ طَاغِیَۃُ دَوْسٍ یعنی یہ قبیلہ دَوس کا بت اور معبود ہے۔''(۳)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب النھی عن الحلف بغیر اللّٰہ، الحدیث: ۴۲۵۷، ص۹۶۶۔

(۲)......المرجع السابق، باب من حلف باللات......الخ، الحدیث: ۴۲۶۲۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان، الحدیث: ۷۱۱۶، ص۵۹۳۔

﴿3﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۱)

﴿4﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔'' (۲)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''نہیں، کعبہ کی قسم!'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ میں نے حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی بلاشبہ اس نے کفر وشرک کیا (۳)۔'' (۴)

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مذکورہ فرمانِ مصطفٰے سختی پر محمول ہے جیسے حدیث پاک ہے کہ ''ریاکاری شرک ہے۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داؤد، کتاب الأیمان والنذور، باب کراھیة الحلف بالامانة، الحدیث:۳۲۵۳، ص۱۴۶۷۔

(۲)......المرجع السابق، باب ماجاء فی الحلف بالبراءة وبملة غیر الإسلام، الحدیث:۳۲۵۸۔

(۳)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 194 پر ایک حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یعنی غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا چونکہ اہل عرب عموماً باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے اس لیے اسی کا ذکر ہوا، غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے، وہ جو حدیث شریف میں ہے: اَفْلَحَ وَاَبِیْ یعنی قسم میرے والد کی وہ کامیاب ہو گیا وہ قسم شرعی نہیں محض تاکید کلام کے لیے ہے اور یہاں شرعی قسم سے ممانعت ہے یا وہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے، یا وہ بیان جواز کے لیے ہے یہ حدیث بیان کراہت کے لیے۔ ایک اور حدیث کی شرح میں فرمایا: ''یعنی اگر بھول کر لات وعزیٰ کی قسم کھالے تو کفارہ کے لیے کلمہ طیبہ پڑھ لے کہ نیکیاں گناہ کو مٹا دیتی ہیں اور اگر دیدہ دانستہ بتوں کی تعظیم کرتے ہوئے ان کی قسم کھائی ہے تو کافر ہو گیا، دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، لات وعزیٰ مکہ والوں کے دو مشہور بت تھے جو کعبہ معظّمہ میں رکھے ہوئے تھے اب جو گنگا، جمنا یا رام لچھمن کی قسم کھائے اس کا حکم بھی یہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس جیسی قسم میں کفارہ نہیں صرف یہ ہی حکم ہے جو یہاں مذکور ہوا۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب النذور والأیمان، باب ماجاء فی ان من حلف بغیر اللہ فقد اشرک، الحدیث:۱۵۳۵، ص۱۸۰۹۔

(۵)......المرجع السابق۔

غیر اللّٰہ کی قسم کھانے پر کلمۂ طیبہ پڑھنے کا حکم:

﴿6﴾……ایک روایت میں ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے لات وعُزّٰی کی قسم کھائی تو وہ کلمۂ طیّبہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ پڑھے۔'' (1)

شرحِ حدیث:

مذکورہ حدیثِ پاک میں کلمۂ طیّبہ پڑھنے کا حکم دِیا گیا، اس کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا اس طرح کی قسمیں اُٹھانے کا دورِ جاہلیت نیا نیا گزرا تھا لہٰذا کبھی کبھار زبان سے اس طرح کی قسم نکل جاتی تھی۔ لہٰذا حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں حکم دیا کہ اس پر فوراً لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لیا کرو تاکہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ اس کی وجہ سے مٹ جائے۔ یہ مذکورہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے بیان کردہ کلام کا خلاصہ ہے۔

ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام اس مؤقّف کی تائید نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے مطلقاً غیر اللّٰہ کی قسم مکروہ قرار دی۔ ہاں! اگر اس کی قسم کھانے سے وہ اس کی ایسی تعظیم کا عقیدہ رکھے جیسا وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں رکھتا ہے تو اس صورت میں وہ قسم کفر ہوگی اور حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی حدیثِ پاک اور آنے والی احادیثِ مبارکہ کا یہی مطلب ہے اور بُت وغیرہ کی قسم کھانے سے اگر اس کی تعظیم کا ارادہ ہو تو کفر ہے ورنہ نہیں اور اس صورت میں ایک طرح کا احتمال ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور بعض ناعاقبت اندیشوں کے (عنوان میں) ذکر کردہ قول پر گناہِ کبیرہ کا حکم لگانا بعید از قیاس نہیں کیونکہ سابقہ حدیثِ پاک اور آنے والی احادیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعید ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو یہ کفر ہے یا اگر سچا ہو تو پھر بھی اسلام کی طرف صحیح وسالم نہ پلٹے گا اور اس میں کوئی مذائقہ نہیں کہ اس موضوع پر مذکورہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی بیان کردہ احادیثِ مبارکہ کو اِسناد اور ان کی صحت پر کلام کئے بغیر ذکر کر دِیا جائے۔ چنانچہ،

﴿7﴾……سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں

(1)……صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ والنجم، باب اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی، الآیۃ ۱۹، الحدیث ۴۸۶۰، ص ۴۱۵۔

اپنے آباؤاجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہٰذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔'' (۱)

﴿8﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی شخص کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو ارشاد فرمایا: ''اپنے آباؤاجداد کی قسمیں نہ کھاؤ جو قسم کھائے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اُٹھائے اور جس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائی جائے اُسے چاہئے کہ راضی ہو جائے (یعنی تسلیم کرلے) اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم پر بھی راضی نہ ہوا اُس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کچھ نہیں۔'' (۲)

﴿9﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اُس نے کفر وشرک کیا۔'' (۳)

﴿10﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ جس کی بھی قسم کھائی جاتی ہے وہ شرک ہے۔'' (۴)

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا غیر اللہ کی سچی قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے۔'' (۵)

﴿12﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۶)

﴿13﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب النھی عن الحلف بغیر اللہ، الحدیث:۴۲۵۷، ص۹۲۶۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الکفارات، باب من حلف باللہ فلیرض، الحدیث:۲۱۰۱، ص۲۶۰۳، بتغیرٍ۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب النذور والأیمان، باب ماجاء فی ان من حلف......الخ، الحدیث:۱۵۳۵، ص۱۸۰۹۔

(۴)......المستدرک، کتاب الإیمان، باب کل یمین یحلف بھا دون اللہ شرک، الحدیث:۵۰، ج۱، ص۱۶۹۔

(۵)......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الأیمان، باب الرجل یحلف بغیر اللہ او بأبیه، الحدیث:۷، ج۳، ص۴۸۰۔

(۶)......سنن ابی داود، کتاب الأیمان والنذور، باب کراھیة الحلف بالامانة، الحدیث:۳۲۵۳، ص۱۴۶۷۔

سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔'' [۱]

﴿14﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے قسم کھائی وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اگر اس نے کہا کہ وہ یہودی ہے تو وہ یہودی ہے، اگر کہا کہ وہ نصرانی ہے تو نصرانی ہے اور اگر کہا کہ وہ اسلام سے بری ہے تو وہ اسی طرح ہے اور جو شخص جاہلیت کی پُکار پکارے وہ جہنمیوں میں سے ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔'' ارشادفرمایا: ''اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔'' [۲]

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ تب تو میں یہودی ہوں تو ارشادفرمایا: ''(اس پر یہ بات) واجب ہوگئی۔'' [۳]

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی جُھوٹی قسم کھائی تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہے۔'' [۴]

......سنن ابی داود، کتاب الأیمان والنذور، باب ماجاء فی الحلف بالبراءۃ و......الخ، الحدیث:۳۲۵۸، ص۱۴۶۷۔

......المستدرک، کتاب الأیمان والنذور، باب من حلف علی یمین...الخ، الحدیث ۷۸۸۷، ج۵، ص۴۲۴، بتغیرٍقلیلٍ۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الکفارات، باب من حلف بملة غیر الاسلام، الحدیث:۲۰۹۹، ص۲۶۰۳۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من أکفرأخاہ بغیرتأویل فھو کما قال، الحدیث:۶۱۰۵، ص۵۱۵۔

کبیرہ نمبر415: اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جھوٹی قسم کھانا

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے اسی طرح ذکر کیا ہے مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہی مراد ہے جو بعض جاہلوں کے بیان کردہ اس قول سے مراد ہے کہ ''اگر اس نے ایسا کیا تو وہ یہودی ہے۔'' لیکن اس کا گناہِ کبیرہ ہونا جھوٹ پر موقوف نہیں بلکہ اس کا کہنے والا فاسق ہو جائے گا اگرچہ وہ جھوٹا نہ ہو کیونکہ معلّق کرنا کفر کا احتمال رکھتا ہے بلکہ یہ اس میں واضح ہے خواہ اس کی یہ مراد نہ ہو۔ حضرت سیِّدُنا امام یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کی کتاب ''اَلْاَذْکَار'' میں ہے: ''اگر کسی نے کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہے یا ان جیسے دیگر الفاظ کہے تو اگر اس نے اپنے ان اقوال کے ذریعے اسلام سے خارج ہونے کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تو وہ فوراً کافر ہو گیا اور اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے اور اگر اسلام سے نکلنے کا ارادہ نہ کیا تو وہ حرام کام کا مرتکب ہوا لہٰذا اس پر سچی توبہ واجب ہے وہ یوں کہ وہ نافرمانی سے رُک جائے اور اپنے فعل پر شرمسار ہو اور دوبارہ کبھی ایسا نہ کرنے کا عزم کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت چاہے اور کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه یعنی **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صَلَّى اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے رسول ہیں۔'' [1]

استغفار کرنا اور کلمۂ شہادت پڑھنا دونوں مستحب ہیں۔

باب النذر

کبیرہ نمبر416: نذر پوری نہ کرنا (خواہ وہ نذر عبادت کی ہو یا جھگڑے کی)

اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے کیونکہ یہ اس حق کو ادا کرنے سے رکنا ہے جس کی ادائیگی فی الفور لازم ہے۔ پس یہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی طرح ہے کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس طرح نذر کے احکام میں واجبِ شرعی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے اسی طرح اسے چھوڑنے کے بہت بڑے گناہ میں واجب کا طریقہ اپنایا جائے گا اور اس سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ اسے چھوڑنا کبیرہ گناہ اور فسق ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالها، ص۲۸۵۔

باب القضاء

کبیرہ نمبر417: قاضی بنانا

کبیرہ نمبر418: قاضی بننا

کبیرہ نمبر419: اپنی خیانت وظلم کو جانتے ہوئے عہدۂ قضاء کا سوال کرنا

کبیرہ نمبر420: جاہل کو قاضی بنانا

کبیرہ نمبر421: ظالم کو قاضی بنانا

عدل وانصاف نہ کرنے والے کے متعلق فرامینِ باری تعالٰی ملاحظہ فرمایئے:

﴿1﴾ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (پ٦، المائدۃ:٤٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔

﴿2﴾ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (پ٦، المائدۃ:٤٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

﴿3﴾ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ (پ٦، المائدۃ:٤٧)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

قاضی بننا گویا بغیر چُھری کے ذبح ہونا ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عہدۂ قضا جس کے سپرد کیا گیا یا جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا بنایا گیا اسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔'' (1)

(1)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث ١٣٢٥، ص ١٧٨٥۔

شرحِ حدیث:

حضرت سیِّدُنا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اس کا معنی یہ ہے کہ چھری کے ساتھ ذبح کرنے سے روح نکلنے کی تکلیف جلدی ختم ہونے کی وجہ سے ذبیحہ کو سکون ملتا ہے لیکن جب اسے چھری کے بغیر ذبح کیا جائے تو یہ اس کے لئے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔''

ایک قول کے مطابق ظاہری عرف وعادت میں چھری کے ساتھ ذبح کیا جاتا ہے مگر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ظاہری عادت سے ہٹ کر دوسرا معنی مراد لیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس قول سے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مراد اس کے دِین کی ہلاکت کا خوف ہے نہ کہ بدن کی ہلاکت کا۔ اس کے علاوہ اور احتمالات بھی ہوسکتے ہیں لیکن ہر اعتبار سے اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی نے عہدۂ قضا قبول کر کے خود کو ایسی مشقت کے لئے پیش کر دیا ہے کہ جسے عادتاً برداشت نہیں کیا جاتا اور اس کی وجہ سے وہ عذابِ جبار وغضبِ قہار کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے انتہائی نفرت کی۔ نیز عہدۂ قضا قبول نہ کرنے والے کو فاسق قرار نہیں دِیا جائے گا اگرچہ اس پر یہ ذمہ داری قبول کرنا لازم ہوجائے کیونکہ اس کی عذر خواہی محض اس اندیشہ کی وجہ سے ہے کہ اس عہدہ کو قبول کرنے والا اکثر بے شمار ہلاکتوں اور فتنوں کا شکار ہوجاتا ہے۔

قاضی 3 طرح کے ہیں:

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قاضی (فیصلہ کرنے والے) 3 طرح کے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو جہنم میں (۱) جنت میں وہ ہے جس نے حق جان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا (۲) جس نے حق جانتے ہوئے فیصلے میں ظلم کیا وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا وہ بھی جہنم میں ہے۔''[1]

﴿3﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قاضی 3 قسم کے ہیں: دو جہنم میں اور ایک جنت میں: (۱) جس نے حق کو جانتے ہوئے ناحق فیصلہ کیا وہ جہنم میں ہے (۲) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں

[1]......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث ۳۵۷۳، ص ۱۴۸۸۔

کے حقوق ضائع کر دیئے وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں ہے۔'' (۱)

سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کا عہدۂ قضا قبول نہ کرنا:

﴿4﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعثمان غنی ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے ارشاد فرمایا: ''جاؤاور قاضی بن جاؤ۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیا آپ مجھے اس سے معاف فرمائیں گے؟'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر ارشاد فرمایا: ''جاؤاور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! مجھے اس سے معافی دے دیجئے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہیں قاضی بنا کر بھیجنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''جلدی نہ کیجئے! میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگی تحقیق اس نے ایسی ہستی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔'' تو امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایسا ہی ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''پس میں قاضی بننے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے قاضی بننے سے روکا حالانکہ تمہارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے؟'' عرض کی: ''اس لئے کہ میں نے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جو قاضی تھا اور جہالت کی وجہ سے ناحق فیصلہ کیا تو وہ جہنمیوں میں سے ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے ظلم کے ساتھ فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنمی ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو اس نے برابری کی بنیاد پر جاں بخشی کا سوال کیا۔'' میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (۲)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ ناامام محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۲۷۹ھ) نے اس روایت کو مختصراً بیان کیا ہے کہ حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے عرض کی: ''میں نے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو قاضی تھا اور اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو یہ اس لائق ہے کہ برابری کی

......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۲، ص۱۷۸۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضاء، الحدیث: ۵۰۳۴، ج۷، ص۲۵۷۔

بنیاد پر قضا (کے شر) کا بدلہ ہو جائے۔ میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (۱)

بروزِ قیامت قاضی کی تمنا:

﴿6﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی پر ایسی گھڑی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ دو شخصوں کے درمیان کبھی ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کرتا۔'' (۲)

﴿7﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی کو بلایا جائے گا پس وہ شدَّتِ حساب کی وجہ سے تمنَّا کرے گا کہ کاش! اس نے اپنی زندگی میں کبھی دو بندوں کے درمیان بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔'' (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

تَمْرَۃٌ اور عُمْرُہٗ دونوں لکھنے کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، شاید! ان میں سے ایک میں اشتباہ کی وجہ سے غلطی واقع ہوئی۔ لیکن مذکورہ مؤقف اختیار کرنے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ معنی دونوں صورتوں میں صحیح ہے، ان دونوں کے الگ الگ روایت ہونے سے کون سی چیز مانع ہے؟

روزِ محشر حکمرانوں کی حالت:

﴿8﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی (یعنی ذمہ دار) بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے ایک پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر وہ نیکی کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل اس سے پھٹ جائے گا اور وہ 70 سال تک اس میں گرتا رہے گا جبکہ جہنم سیاہ اور تاریک ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص 10 یا اس سے زیادہ

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ ﷺ فی القاضی، الحدیث۱۳۲۲، ص۱۷۸۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث:۲۴۵۱۵، ج۹، ص۳۵۱۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضاء، الحدیث۵۰۳۴، ج۷، ص۲۵۷۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۲۱۹، ج۲، ص۳۹، ''نجا'' بدلہ ''تجاوز''۔

لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنا وہ بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اس طرح آئے گا کہ اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے، اسے (اس عذاب سے) اس کی نیکی چھڑائے گی یا اس کا گناہ اُسے مزید جکڑ لے گا، اس (سرداری وولایت) کی ابتدا ملامت، درمیان ندامت اور انتہا روزِ محشر کا عذاب ہے۔'' (۱)

﴿10﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم نہ تو دو آدمیوں پر امیر بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کا والی بننا۔'' (۲)

﴿11﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرو، کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔'' (۳)

﴿12﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے منصبِ قضا کی خواہش کی اور اس کے لئے سفارش لایا تو وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جسے زبردستی قاضی بنایا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے راہِ راست پر چلاتا ہے۔'' (۴)

﴿13﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے منصبِ قضا کا سوال کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کیا گیا اور جو اس پر مجبور کیا گیا تو اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جاتا ہے جو اسے راہِ راست پر رکھتا ہے۔'' (۵)

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مسلمانوں کا قاضی بننے کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ اسے حاصل کر لیا پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا تو اس کے لئے جنت ہے

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی امامة الباھلی، الحدیث:۲۲۳۶۲، ج۸، ص۳۰۵، "او ثقه" بدله "او بقه"۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب کراھة الامارة بغیر ضرورة، الحدیث:۴۷۲۰، ص۱۰۰۵۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب الکفارة قبل الحنث وبعده، الحدیث:۶۷۲۲، ص۵۶۲۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث:۱۳۲۴، ص۱۷۸۵۔

(۵)......سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب ذکر القضاة، الحدیث:۲۳۰۹، ص۲۶۱۵۔

اور اگر اس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آیا تو اس کے لئے جہنم ہے۔'' (۱)

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ قاضی کی تائید فرماتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔'' (۲)

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بری ہو جاتا ہے۔'' (۳)

عدالتِ فاروقی:

﴿17﴾......ایک مسلمان اور یہودی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں ایک جھگڑا لے کر آئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودی کو حق پر پایا تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس پر یہودی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دُرّہ مارا اور دریافت فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا؟'' تو یہودی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ جو بھی قاضی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو اس کے دائیں بائیں طرف موجود دو فرشتے اسے راہِ راست پر رکھتے ہیں اور جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے اسے حق کے موافق رکھتے ہیں اور جب وہ حق کو چھوڑ دیتا ہے تو دونوں بلند ہو جاتے اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔'' (۴)

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن قاضی کو لایا جائے گا اور اُسے حساب کے لئے جہنم کے ایک کنارے پر کھڑا کیا جائے گا پھر اگر گرنے کا حکم دیا گیا تو وہ اس میں 70 سال تک گرتا رہے گا۔'' (۵)

﴿19﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی لوگوں کے کسی

(۱)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث۳۵۷۵، ص۱۴۸۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الامام العادل، الحدیث:۱۳۳۰، ص۱۷۸۵۔

(۳)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ان اللہ مع القاضی ما لم یجر، الحدیث:۷۱۰۵، ج۵، ص۱۲۷۔

(۴)......الموطأ للامام مالک، کتاب الاقضیة، باب الترغیب فی القضاء بالحق، الحدیث:۱۴۶۳، ج۲، ص۲۴۳۔

(۵)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث:۱۹۲۹، ج۵، ص۱۳۲۱، دون قولہ"للحساب"۔

معاملے کا والی بنا اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جہنم کے ایک پل پر کھڑا کرے گا تو پل اس کی وجہ سے تھرتھر کانپنے لگے گا، پس وہ یا تو نجات پانے والا ہوگا یا نہ ہوگا، اس کی ہڈیاں ایک دوسری سے جدا ہو جائیں گی، پھر اگر نجات پانے والا نہ ہوا تو اسے جہنم میں قبر کی طرح تاریک کنوئیں میں ڈال دیا جائے گا جس کی تہ تک وہ 70 سال میں بھی نہ پہنچ گا۔'' (۱)

رعایا کا خیال نہ رکھنے والا جہنمی ہے:

﴿20﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو امیر مسلمانوں کے امور کا والی بنتا ہے لیکن ان کے لئے نہ تو کوشش کرتا ہے اور نہ ہی ان کی خیر خواہی کرتا ہے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۲)

﴿21﴾......ایک روایت میں یوں ہے: ''وہ لوگوں کے لئے اس طرح کوشش نہیں کرتا جیسے وہ اپنے لئے کوشش یا اپنی خیر خواہی کرتا ہے۔'' (۳)

﴿22﴾......**سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا پھر مسکین، مظلوم اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند رکھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فقر و حاجت کے وقت اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا جبکہ وہ اس کی رحمت کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' (۴)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ 5 گناہوں کو کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن ان کا گناہِ کبیرہ ہونا ذکر کردہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔ دوسرے گناہ کا کبیرہ ہونا یوں واضح ہے کہ اس باب میں مذکور پہلی حدیثِ پاک اس کے متعلق صریح ہے کہ جس میں بغیر چھری کے ذبح کرنے کے ساتھ شدید عذاب اور وعید کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز اس کو میرے ذکر کردہ عنوان پر محمول کرنا واضح و متعین ہے۔ اسی طرح دوسری اور تیسری حدیثِ پاک بھی اس کے متعلق

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا ، کتاب الأھوال، باب ذکر الحساب __الخ، الحدیث: ۲۴۶، ج۶، ص۲۴۳۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلة الامیر العادل......الخ، الحدیث: ۴۷۳۱، ص۱۰۰۶ ، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۴۶۲، الجزء الاول، ص۱۶۷ ۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل اصحاب النبی، الحدیث: ۱۵۶۵۱، ج۵، ص۳۱۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

واضح ہے کیونکہ جاہل اور ظالم قاضیوں پر جہنمی ہونے کا حکم لگانا ایک سخت وعید ہے اور جب عہدۂ قضا کے متعلق شدید وعید ثابت ہوگئی تو اس کا مطالبہ وسوال کرنے کے بارے میں خود بخود ثابت ہو جائے گی اور آخری دو گناہوں کے متعلق دوسری اور تیسری حدیثِ مبارکہ واضح ہے۔اس بحث سے مذکورہ 5 گناہوں کو کبیرہ شمار کرنا واضح ہو جاتا ہے۔

عہدۂ قضا کے متعلق اسلاف کے فرامین:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''قاضی کو چاہیئے کہ ایک دن فیصلے کرے اور ایک دن اپنے آپ پر روئے۔''(۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''قیامت کے دن حساب کے لئے سب سے پہلے قاضیوں کو بلایا جائے گا۔''(۲)

﴿3﴾......امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''ہر قاضی اور والی (یعنی ذمہ دار) کو قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کا نامۂ اعمال کھول کر تمام مخلوق کے سامنے پڑھا جائے گا، اگر وہ عادل ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عدل کی وجہ سے اُسے نجات دے گا اور اگر عادل نہ ہوا تو پل ٹوٹنے لگے گا اور اس کے تمام اعضا کے درمیان اتنا اتنا (یعنی بہت زیادہ) فاصلہ ہو جائے گا، پھر جہنم کی طرف پل میں شگاف پڑ جائے گا۔''(۳)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''اگر مجھے منصبِ قضا اور قتل کئے جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا تو میں اپنے قتل کئے جانے کو پسند کرتا اور عہدۂ قضا کو اختیار نہ کرتا۔''(۴)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں:''میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے

---

(۱)......المجالسة وجواهر العلم،الرقم۳۲۸،ج۱،ص۱۷۲۔

(۲)......المجالسة وجواهر العلم،الرقم۳۲۷،ج۱،ص۱۷۲۔

(۳)......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة الحادية والثلاثون:القاضی السوء، ص۱۴۷۔

(۴)......تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر ، الرقم۷۶۲۲ مكحول بن دبر، ج۶۰، ص۲۲۱۔

کوعہدۂ قضا سے سب سے زیادہ بھاگنے والا پایا۔'' [۱]

﴿6﴾...... مالک بن منذر نے حضرت سیِّدُ نا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بصرہ کا قاضی بنانے کے لئے بلوایا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انکار کر دیا۔ پس اسے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے دشمنی ہوگئی اور کہنے لگا: ''اس عہدے پر بیٹھ جاؤ ورنہ میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایسا کرو گے تو کر سکتے ہو کیونکہ تم حاکم ہو، لیکن دنیا کی ذِلّت آخرت کی ذِلّت سے بہتر ہے۔'' [۲]

﴿7﴾...... حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) سے کہا گیا کہ حضرت سیِّدُ نا شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو قاضی بنا دیا گیا ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''افسوس! انہوں نے کیسے شخص کو برباد کر دیا۔'' [۳]

خلاصۂ کلام:

حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ عہدہ تمام عہدوں سے خطرناک اور تمام مشقتوں اور خرابیوں سے زیادہ بھیانک ہے۔ میں نے برے عہدۂ قضا کے بارے میں ایک مستقل تصنیف کی ہے جس کا نام ''جَمْرُ الْغَضَا لِمَنْ تَوَلَّی الْقَضَا'' ہے۔ اس میں قاضیوں کے ایسے انتہائی قبیح احوال اور برے اعمال ذکر کئے ہیں جو سماعتوں اور طبیعتوں کو ناگوار گزرتے ہیں کیونکہ ایسے افعال پر جرأت یقین دِلاتی ہے کہ وہ پرہیز گار لوگوں میں سے نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے بھی نہیں۔

ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے فضل و کرم سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (آمین)

---

[۱] ......تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر، الرقم ۳۳۰۲ عبد اللّٰہ بن زید، ج۲۸، ص۳۰۳۔

[۲] ......حلیة الاولیاء، محمد بن واسع، الرقم ۲۷۰۷، ج۲، ص۳۹۷۔

[۳] ......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۸۸۸ شریک بن عبد اللّٰہ، ج۵، ص۱۳۔

کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة الحادیة والثلاثون: القاضی السوء، ص۱۴۔

کبیرہ نمبر422: حق کو باطل کرنے والے کی مدد کرنا

باطل کی مدد غضبِ الٰہی کا مُوجِب ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے کسی جھگڑے میں باطل کی مدد کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔''[1]

﴿2﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی جھگڑے میں ناحق مدد کی وہ غضبِ الٰہی کا مستحق ہو گیا۔''[2]

﴿3﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنی قوم کی ناحق مدد کرتا ہے وہ کنوئیں میں گرنے والے اُس اونٹ کی مثل ہے جسے دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔''[3]

شرحِ حدیث:

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گناہ اور ہلاکت میں اس طرح مبتلا ہو گیا جیسا کہ اونٹ جب کسی ہلاکت خیز کنوئیں میں گر جاتا ہے تو اُسے دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے لیکن پھر بھی اسے بچایا نہیں جا سکتا۔

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی ایسے جھگڑے میں کسی مسلمان پر شدید غضب کیا جس (کے حق یا باطل ہونے) کا اسے علم نہ تھا تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں اس کی مخالفت کی اور اس کی ناراضی چاہی اور اس پر یومِ قیامت تک لگاتار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت برستی رہے گی اور جس نے دنیا میں کسی مسلمان کو عیب دار کرنے کے لئے اس کے خلاف کوئی بات پھیلائی جبکہ وہ اس سے بری تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے

[1] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لا تجوز شهادة بدوی علی صاحب قرية، الحدیث: ٧١٣٣، ج٥، ص١٣٥۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الرجل یعین علی......الخ، الحدیث: ٣٥٩٨، ص١٤٩٠۔

[3] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرهن، باب ماجاء فی الفتن، الحدیث: ٥٩١٤، ج٧، ص٥٧٣۔

قیامت کے دن جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت کرے۔‘‘ (۱)

غضبِ الٰہی کے مستحق لوگ:

﴿5﴾……حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’جس نے حدُوْدُ اللہ میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے مُلک میں مقابلہ کیا اور جس نے جھگڑے میں کسی کی مدد کی حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جو کسی ایسی قوم کے ساتھ چلا جو سمجھتی ہو کہ یہ گواہ ہے حالانکہ وہ گواہ نہ ہو تو وہ جھوٹے گواہ کی طرح ہے اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا (بروزِ قیامت) اُسے پابند کیا جائے گا کہ جَو کے دانے کے دونوں کناروں کے درمیان گرہ لگائے اور مسلمان کو گالی دینا فسق اور (حلال جان کر) اُسے قتل کرنا کفر ہے۔‘‘ (۲)

﴿6﴾……مدینے کے تاجور، رسولوں کے افسر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ’’جس نے کسی ظالم کی باطل کام پر مدد کی تا کہ وہ اس کے ذریعے حق کو دور کرے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذمہ سے بری ہے اور جو ظالم کے ساتھ اس کی مدد کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا (۳)۔‘‘ (۴)

……الترغیب والترہیب، کتاب القضاء، باب الترہیب من اعانۃ المبطل……الخ، الحدیث۳۴۲۹، ج۳، ص۱۵۱۔

……المعجم الاوسط، الحدیث۸۵۵۲، ج۶، ص۲۱۴۔

……حضرت سیِّدُنا امام عبدالرءوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی اسی حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ’’وہ اسلام سے خارج ہے‘‘ یہ کلام زجر و توبیخ کے لئے ہے نہ کہ حقیقتًا اسلام سے خارج ہونا مراد ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ گیا یا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اس کے ظلم اور ظلم پر معاونت کو حلال جانے تب وہ اسلام سے خارج ہے۔ (فیض القدیر للمناوی، تحت الحدیث: ۹۰۴۹، ج۶، ص۲۹۷) اور مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان مراۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 679 پر فرماتے ہیں: ’’چلنے سے مراد مطلقاً اس کی ظلم پر مدد دینا ہے۔ خواہ اس کے ساتھ چل کر ہو یا گھر میں بیٹھے بیٹھے، پھر خواہ زبان سے ہو یا قلم سے، ظلم کی مدد بہر حال حرام ہے۔ رب تعالٰی فرماتا ہے: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ۶، المائدۃ:۲) (اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو) فی زمانہ ظالموں سے زیادہ ظالموں کے حمایتی لوگ ہیں۔ یعنی یہ ظالموں کے حمایتی اسلام کے نور سے نکل گئے یا اسلام کی حقیقت سے خارج ہو گئے کہ حقیقت اسلام یہ ہے کہ لوگ اس کے شر سے سلامت رہیں۔ (مرقات)

……المعجم الاوسط، الحدیث۲۹۴۴، ج۲، ص۱۸۰۔ المعجم الکبیر، الحدیث۶۱۹، ج۱، ص۲۲۷۔

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو بیان کردہ صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہی ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر423: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لے کر قاضی وغیرہ کا لوگوں کو راضی کرنا

﴿1﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا چاہی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرنا چاہا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے ناراض ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔''[1]

﴿2﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے لوگوں کو راضی رکھنے کی خاطر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ناراض ہو جائے گا اور انہیں بھی اس سے ناراض کر دے گا جنہیں اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کر کے راضی کیا تھا اور جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور انہیں بھی اس سے راضی کر دے گا جنہیں اس نے رضائے الٰہی کی خاطر ناراض کیا تھا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے مزیَّن فرما دے گا اور اس کے قول و فعل کو ان لوگوں کی نگاہوں میں بھی اچھا کر دے گا۔''[2]

﴿3﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی والے کاموں سے حاکم کو راضی کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دِین سے خارج ہو گیا۔''[3]

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث:٢٧٥، ج١، ص٢٤٧۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث:١١٦٩٦، ج١١، ص٢١٤۔

[3] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب من ارضی سلطانا......الخ، الحدیث:٧١٥٣، ج٥، ص١٤١۔

﴿4﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیاں کر کے لوگوں کی تعریفیں طلب کیں تو اُس کی تعریفیں کرنے والا اس کی مذمّت کرنے لگے گا۔'' [1]

﴿5﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے کافی ہے اور جس نے لوگوں کو راضی کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے لوگوں کے ہی سپرد فرما دے گا۔'' [2]

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کی رضامندی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی چاہی تو اُس کی تعریف کرنے والا اس کی مذمّت کرنے لگے گا۔'' [3]

﴿7﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کے لئے وہ چیز پسند کی جس سے وہ محبت کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ (کی نافرمانی کر کے اُس) سے مقابلہ کیا تو وہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' [4]

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو بیان کردہ صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہی ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔

[1]......الزھد الکبیر للبیھقی، باب الورع والتقوٰی، الحدیث۸۸۵، ص۳۳۱۔

[2]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث۲۷۷، ج۱، ص۲۴۷۔

[3]......الزھد الکبیر للبیھقی، باب الورع والتقوی، الحدیث۸۸۷، ص۳۳۱۔

[4]......المعجم الکبیر، الحدیث۴۹۹، ج۱۷، ص۱۸۶۔

کبیرہ نمبر424: رِشوت لینا خواہ دینے والا حق پر ہو

کبیرہ نمبر425: باطل کے لئے رِشوت دینا

کبیرہ نمبر426: رِشوت دینے اور لینے والے کے درمیان واسطہ بننا

کبیرہ نمبر427: عہدۂ قضا دینے پر رِشوت لینا

کبیرہ نمبر428: عہدۂ قضا کے لئے رِشوت دینا جبکہ اس پر لازم نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس پر مال خرچ کرنا لازم ہو

قرآنِ پاک میں رِشوت کی مذمّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ (۱۸۸) (پ۲، البقرۃ:۱۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدّمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

مفسِّرِینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیۂ مبارکہ میں کھانے سے خاص طور پر کھانا مراد نہیں لیکن چونکہ مال و دولت سے سب سے بڑا مقصود کھانا ہے اور مال خرچ کرنے والے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے کھایا لہٰذا کھانے کا خاص طور پر ذِکر کیا گیا اور لفظ ''بِالْبَاطِلِ'' باطل طریقے کی تمام صورتوں کو اور شارع عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے منع کردہ تمام امور کو شامل ہے خواہ ان کی ذات میں خرابی ہو جیسے نشہ آور اور ایذا دینے والی اشیا یا اس کے حصول میں خرابی ہو جیسے مغصوبہ اور چوری کی ہوئی چیز یا اس کے استعمال کی جگہ میں خرابی ہو جیسے وہ اسے گناہ میں خرچ کرتا

ہو۔اور ''وَتُدْلُوْابِهَآاِلَى الْحُكَّامِ'' کا عطف لِتَاْكُلُوْا پر ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا اُبَیّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قرأت میں ''وَلَا تُدْلُوْا بِهَا'' ہےاور بعض کا قول اس کے برعکس ہے۔ اِدْلَاء کا معنی ہے، سیرابی چاہنے کے لئے کنوئیں میں ڈَول ڈالنااور(باب نَصَرَ سے) دَلَا کا معنی ہے کہ اس نے ڈَول باہر نکالا پھر ہر قول وفعل کی ادائیگی کو اِدْلَاء کہا جانے لگا۔اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ''اَدْلٰی بِحُجَّتِہٖ یعنی اس نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے دلیل پیش کی۔'' گویا وہ اپنی مراد تک پہنچنے کے لئے دلیل دیتا ہے۔اس کا ایک معنی یہ بھی ہے، ''اَدْلٰی اِلَی الْمَیِّتِ بِقَرَابَتِہٖ یعنی میت کی جانب اپنے قریبی رشتہ دار ہونے کی نسبت کرنا۔'' تاکہ اس نسبت سے میراث حاصل کرسکے۔بِھَا کی ب تعدِیَت (یعنی فعل کو متعدی بنانے) کے لئے ہے اور ایک قول کے مطابق یہ بائے سببیّت ہے اوراِدْلَاء سے مراد مالوں میں جھگڑا کرنا ہے۔اور بِالْاِثْم کی ب سببیَّت یا مصاحبت کی ہے۔

رِشوت کو اِدْلَاء سے تشبیہ دینے کی وجہ:

اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہ دور کی حاجت کو قریب کر دیتی ہے جیسا کہ پانی سے بھرا ہوا ڈول رسی کے ذریعے دُور سے قریب آجاتا ہے، پس رشوت کے ذریعے دُور کی چیز نزدیک ہوجاتی ہے۔یا پھر یہ ہے کہ رِشوت کے ذریعے حاکم بغیر ثبوت کے حکم کو ثابت اور نافذ کر دیتا ہے جس طرح رسی میں ڈول ہوتا ہے۔

باطل طریقے سے مال کھانے سے مراد:

اس کے متعلق چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور ایک گروہِ مفسِّرِین کے نزدیک باطل طریقے سے مال کھانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی امانتیں اور وہ چیزیں کھانا جن پر کوئی واضح دلیل نہ ہو۔

﴿2﴾......ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ وصی (جسے وصیت کی گئی ہو اس) کے پاس یتیم کا مال ہو جس میں سے کچھ مال وہ حاکم کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس کی سرپرستی اور فاسد تصرُّف میں باقی رہے۔

﴿3﴾......بعض نے حاکم تک مقدَّمہ پہنچانے سے جھوٹی گواہی مراد لی ہے اور بِھَا میں ھَا ضمیر مذکور کے معلوم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف لوٹ رہی ہے۔

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے قسم اُٹھائے۔

مذکورہ آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ''امراءُ القیس بن عابِس کِندی نے ربیعہ بن عبدان حضرمی کے خلاف شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے گواہی طلب کی مگر وہ پیش نہ کرسکا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسرے سے ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے قسم ہے۔'' پس وہ قسم کے لئے آگے بڑھا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اِس نے ظُلماً اُس کا مال کھانے کے لئے قسم اُٹھائی تو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے اِعراض فرمائے گا۔''

اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مباح کردہ صورتوں کے علاوہ ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ [1]

﴿5﴾......ایک قول کے مطابق اس سے مراد حاکم کو رِشوت دینا ہے۔

﴿6﴾......بعض مفسرین کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ سابقہ قول آیتِ مبارکہ کے ظاہری معنی کے قریب ہے یعنی حکام کو رِشوت نہ دو کہ وہ تمہارے لئے دوسروں کے حقوق چھینیں۔ اور آیتِ مبارکہ کے الفاظ کو بیان کردہ تمام صورتوں پر محمول کرنا بعید از قیاس نہیں کیونکہ یہ تمام باطل طریقے سے مال کھانے کو شامل ہیں۔

''وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ'' سے مراد یہ ہے کہ حالانکہ تم اس کا باطل ہونا جانتے ہو اور بلاشبہ کسی کام کی قباحت کو جاننے کے باوجود اسے کرنا زیادہ قبیح ہے اور ایسا کرنے والا سزا کا زیادہ حق دار ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں رِشوت کی مُذمّت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی

1......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع......الخ، الحدیث۳۵۸، ص۷۰۱۔

تفسیرالبغوی، البقرۃ، تحت الایۃ۱۸۸، ج۱، ص۱۱۴۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رشوت لینے اور دینے والے پرلعنت فرمائی۔'' (١)

﴿2﴾......حضورنبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''رِشوت لینے اور دینے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔'' (٢)

﴿3﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنمی ہیں۔'' (٣)

سوداور رِشوت کی تباہ کاریاں:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس قوم میں زنا عام ہوجاتا ہے وہ قحط سالی میں مبتلا ہوجاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوجاتی ہے وہ (دُشمن کے) رُعب کا شکار ہوجاتی ہے۔'' (٤)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ''رسولِ پاک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فیصلے میں رشوت لینے اور دینے والے پرلعنت فرمائی۔'' (٥)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فیصلے میں رِشوت لینے والے، دینے والے اور جواُن دونوں کے درمیان لین دین میں مدد کرتا ہے، سب پرلعنت فرمائی۔'' (٦)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ''سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رشوت لینے والے، دینے والے اور اُن کے مابین لین دین میں مدد کرنے والے پرلعنت فرمائی۔'' (٧)

---

(١)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی کراھیة الرشوة، الحدیث:٣٥٨٠، ص١٤٨٨۔

(٢)......سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب التغلیظ فی الحیف والرشوة، الحدیث:٢٣١٣، ص٢٦١٥۔

(٣)......المعجم الاوسط، الحدیث:٢٠٢٦، ج١، ص٥٥٠۔

(٤)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث:١٧٨٣٩، ج٦، ص٢٤٥، "الزنا" بدله "الربا"۔

(٥)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، الحدیث:١٣٣٦، ص١٧٨٦۔

(٦)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لعن رسول اللّٰه الراشی والمرتشی، الحدیث:٧١٤٩، ج٥، ص١٣٩۔

اتحاف الخیرة المهرة، کتاب االقضاء، باب لعن الراشی والمرتشی، تحت الحدیث:٦٧١٩، ج٧، ص١٨٦۔

(٧)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث:٢٢٤٦٢، ج٨، ص٣٢٧۔

﴿8﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فیصلے میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

لوگوں کی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے والے کا انجام:

﴿9﴾......سیِّدُ المُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو 10 آدمیوں کا والی (یعنی حاکم) بنا اور ان کے درمیان ان کی پسند یا ناپسند کے مطابق فیصلہ کیا تو اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر لایا جائے گا، اگر اس نے عدل کیا اور رِشوت نہ لی اور نہ ہی کسی پر ظلم کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس سے آزاد فرما دے گا اور اگر اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا اور رشوت لی اور کسی کی طرف داری کی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں کے ساتھ کَس کے باندھ دیا جائے گا، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور وہ 500 سال میں بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا۔'' (۲)

رِشوت کی کمائی خبیث ہے:

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ''فیصلے میں رشوت لینا کفر ہے اور یہ لوگوں کے درمیان خبیث کمائی ہے۔'' (۳)

تنبیہ:

عنوان میں مذکور گناہوں کو علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے بیان کردہ کلام کے مطابق کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور دوسرے اور تیسرے گناہ کا کبیرہ ہونا اِن کے متعلق وارد صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مجھ پر واضح ہوا، اس کے بعد آخری دو گناہوں کو میں نے حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی علیہ رَحمۃُ اللہِ الغَنِی کے کلام میں دیکھا۔ نیز اُن کا کلام دوسرے اور تیسرے گناہ کے بارے میں میری بیان کردہ وضاحت کی تائید کرتا ہے اور اُن کی عبارت یہ ہے: ''فیصلوں میں رِشوت لینا (کبیرہ گناہ ہے) خواہ وہ باطل فیصلہ کرنے میں لے یا حق فیصلہ کرنے میں۔'' اور اسی کے معنی

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث ۹۵۱، ج۲۳، ص۳۹۸۔

(۲)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لعن رسول اللہ الراشی والمرتشی، الحدیث ۷۱۵۵، ج۵، ص۱۴۰، بتغیرٍ۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۹۱۰۰، ج۹، ص۲۲۶۔

میں ہے کہ عہدہ قضا دینے پر رِشوت لینا اور عہدۂ قضا کے لئے رِشوت دینا جبکہ اس پر لازم نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس پر مال خرچ کرنا لازم ہو۔ میری ذکر کردہ احادیثِ مبارکہ مذکورہ اکثر گناہوں کے بارے میں صریح ہیں کیونکہ اِن میں رشوت لینے والے، دینے والے اور دونوں کے درمیان سفیر (یعنی واسطہ) بننے والے پر لعنت اور شدید عذاب ہے۔

ضرورتاً رِشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہے:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے اس قول کی وجہ سے میں نے دوسرے گناہ میں ''بِبَاطِلٍ'' کی قید ذکر کی کہ کبھی رشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہوتا ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے اور جیسا کہ شاعر کی مذمت سے بچنے کے لئے اسے رِشوت دی جاتی ہے۔ لہٰذا ضرورت کے باعث رِشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہے کیونکہ یہ ظلم ہے اور رشوت دینے والا دینے پر مجبور شخص کی طرح ہے۔ کسی نے قاضی یا حاکم کو رشوت یا تحفہ دیا تو اگر یہ باطل فیصلہ کروانے یا ناجائز مقصد حاصل کرنے یا کسی مسلمان کو اذیّت پہنچانے کے لئے ہو تو وہ رشوت اور تحفہ دینے کی وجہ سے اور لینے والا لینے کی وجہ سے فاسق ہو گیا اور دونوں کے درمیان مدد کرنے والا بھی فاسق ہو گیا اگرچہ قاضی نے اس کے بعد فیصلہ نہ بھی کیا ہو اور اگر رشوت یا تحفہ اس لئے دیا تاکہ وہ اس کے لئے حق فیصلہ کرے یا اس سے ظلم دُور کرے یا یہ اپنا حق وصول کرلے تو صرف لینے والا فاسق ہوگا، دینے والا فاسق نہ ہوگا کیونکہ وہ کسی بھی طریقے سے اپنا حق حاصل کرنے پر مجبور ہے۔ یہاں پر دائِش (رشوت کا لین دین کرانے والا) کے متعلق بظاہر کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ رشوت لینے والے کی طرف سے ہو تو فاسق ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رشوت لینا مطلقاً فاسق کر دیتا ہے لہٰذا اس کے مددگار کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ دینے والے کی طرف سے ہو تو اگر ہم رشوت دینے والے پر فاسق ہونے کا حکم لگائیں تو قاصد فاسق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کو رائِش کے بارے میں یہ ذکر کرتے ہوئے پایا کہ ''وہ رشوت دینے والے کے ارادے میں اس کے تابع ہوتا ہے اگر وہ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس پر لعنت نہ ہوگی اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرے تو اس پر بھی لعنت ہوگی۔''

کم یا زیادہ رشوت کا حکم:

جس رشوت سے فسق ثابت ہوتا ہے اس میں مال کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت

سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اپنی کتاب ''تَوَسُّط'' میں فرمایا کہ حضرت سیِّدُ نا امام شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی وغیرہ نے مطلق فرمایا کہ باطل طریقے سے یتیموں وغیرہ کا مال کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسی طرح رشوت کے طور مال پر لینا بھی کبیرہ گناہ ہے اور انہوں نے اس میں کوئی فرق نہیں کیا کہ اس کی مقدار چوتھائی دینار ہو یا اس سے کم۔ اسی طرح صَاحِبُ الْعُدَّۃ نے یتیموں کا مال کھانے اور رشوت لینے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا اور حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے بھی اس میں اور ناپ تول (میں خیانت کے بارے) میں مطلقاً گناہِ کبیرہ ہی کہا۔ عنقریب اس مؤقِف کی تائید میں دلیل پیش کی جائے گی۔ نیز یہ اس قید کے کمزور ہونے کو بھی بیان کرتی ہے کہ غصب میں چوتھائی دینار غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے متعلقہ بحث (پہلی جلد میں) غصب کے بیان میں گزر چکی ہے اور رِشوت کی حرمت صرف قاضیوں کے ساتھ ہی خاص نہیں جیسا کہ کئی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے مگر حضرت سیِّدُ نا امام بدر بن جماعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وغیرہ نے اس سے اختلاف فرمایا۔ چنانچہ،

﴿11﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابو حمید ساعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''عاملین کے تحائف خیانت (یعنی دھوکا) ہیں۔'' (۱)

﴿12﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزہ عن الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی شخص کے لئے سفارش کی اور اُس نے اِس پر ہدیہ دیا تحقیق وہ سود کے بڑے دروازے پر آ گیا۔'' (۲)

رِشوت کے متعلق فرامینِ اسلاف:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''حرام کمائی یہ ہے کہ تیرا بھائی تجھ سے کوئی حاجت طلب کرے اور تو اسے پورا کر دے پھر وہ تیری طرف ہدیہ بھیجے تو تو قبول کر لے۔'' (۳)

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی حمید الساعدی، الحدیث: ۲۳۶۶۲، ج۹، ص۱۵۳۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی الھدیۃ لقضاء الحاجۃ، الحدیث: ۳۵۴۱، ص۱۴۸۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب البیوع، باب فی الرجل یکلم الرجل......الخ، الحدیث: ۲، ج۵، ص۱۰۱۔

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ابنِ زیاد سے ظلماً لئے ہوئے ایک حق کے بارے میں بات کی تو اس نے وہ حق واپس کر دیا۔ جس کا مال ظلماً لیا گیا تھا اس نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی طرف ایک خادم ہدیۃً بھیجا مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے قبول نہ کیا اور واپس لوٹا دیا پھر ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے کسی مسلمان کا ظلماً لیا ہوا مال لوٹایا اور اسے اس پر تھوڑا بہت دیا گیا تو یہ حرام کمائی ہے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''اے ابو عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ! ہم تو یہ گمان کرتے تھے کہ سُحت سے مراد فقط فیصلوں میں رشوت لینا ہے۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کفر ہے، ہم اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔''(۱)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ بیروت میں رہتے تھے، ایک نصرانی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''بَعْلَبَکّ کے حاکم نے ایک حق کے سلسلے میں مجھ پر ظلم کیا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے متعلق اس کی طرف لکھیں۔'' وہ بطورِ ہدیہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے پاس ایک شہد کی صراحی لایا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں تجھے یہ صراحی واپس کر دوں اور (سفارشی بن کر) اس کی طرف لکھ دوں اور اگر چاہے تو اسے رکھ لوں لیکن سفارش نہ کروں۔'' تو نصرانی نے عرض کی: ''لکھ دیں اور وہ برتن واپس کر دیں۔'' چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے حاکم سے سفارش کی کہ اس کا خراج کم کر دے تو اس نے 30 درہم کم کر دیا۔(۲)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''اگر قاضی نے اپنے فیصلے پر رشوت لی تو اس کا فیصلہ مردود ہے اگرچہ وہ حق فیصلہ کرے اور رشوت بھی مردود ہوگی اور جب قاضی کو فیصلے پر رشوت دی جائے تو اس کا عہدۂ قضا باطل اور فیصلہ مردود ہے، البتہ! جو شخص بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے اس کے حق میں حصولِ انعام کے لئے (بادشاہ پر) مال خرچ کرنا رشوت میں سے نہیں بلکہ یہ دینا جائز ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ والثلاثون: آخذو الرشوۃ علی الحکم، ص۱۵۔

(۲)......المرجع السابق۔

کبیرہ نمبر429: **سفارش کے سبب تحائف قبول کرنا**

سفارش میں ہدیہ دینے کی مذمّت:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے کسی شخص کے لئے سفارش کی اس پراس کو ہدیہ دیا گیااوراسے قبول کرلیاتحقیق وہ کبیرہ گناہوں کے بڑے دروازے پرآ گیا۔'' (1)

حضرت سیِّدُناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حرام کمائی ہے اوراسے حضرت سیِّدُناامام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُناامام مالک بن اَنس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی۱۷۹ھ) سے نقل کیا۔

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمارکرنے کے متعلق بعض ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کی تصریحات موجود ہیں لیکن اس میں مزید غوروفکر کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہمارے اصولوں کے مطابق نہیں بلکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ جسے قید کیا گیا پھر اس نے کسی دوسرے پراس لئے مال خرچ کیا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے اوراس کے چھٹکارے کے لئے بات چیت کرے تو جائز ہے اور یہ بھی دینا جائز ہے اوراس سے واضح ہوتا ہے کہ ممانعت کوحرام کام میں سفارش کرنے کے بدلے مال لینے پرمحمول کیا جائے۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(1)......سنن ابی داود،کتاب الاجارۃ،باب فی الھدیۃ لقضاء الحاجۃ، الحدیث:۳۵۴۱،ص۱۴۸۶۔

الترغیب والترھیب،کتاب البروالصلۃ، باب الترغیب فی قضاء الحوائج......الخ، الحدیث:۴۰۲۳، ج۳،ص۳۲۰۔

کبیرہ نمبر430: ناحق جھگڑا کرنا یا لاعلمی میں جھگڑا کرنا مثلاً قاضی کے وکلا کا آپس میں جھگڑنا

کبیرہ نمبر431: طلبِ حق کے لئے جھگڑنا جبکہ مدّمقابل کو تکلیف دینے اور اس پر غلبہ پانے کے لئے انتہائی دُشمنی اور جھوٹ سے کام لیا جائے

کبیرہ نمبر432: محض دُشمنی کی وجہ سے مخالف پر سختی کے ارادے سے جھگڑا کرنا

کبیرہ نمبر433: بلاوجہ جھگڑا کرنا

کبیرہ نمبر434: مذمُوم جھگڑا کرنا

جھگڑے کی مذمَّت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ (پ۲، البقرۃ:۲۰۴تا۲۰۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تیرے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔'' (1)

(1)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی المراء، الحدیث:۱۹۹۴، ص۱۸۵۱۔

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص بہت زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اپنی کتاب ''اَلْاُم'' میں امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نقل فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک جھگڑے میں وکیل بنایا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''جھگڑے میں سختی وتباہی ہے اور اس میں شیطان آگھستا ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی جھگڑے میں بغیر علم کے بحث کی وہ ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔'' (۳)

﴿4﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت حاصل کرنے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر یہ کہ انہوں نے جھگڑا کیا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ(۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ۔ (۴)

(پ۲۵، الزخرف: ۵۸)

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور پہلے گناہ کے متعلق بخاری شریف کی مذکورہ حدیثِ پاک صریح ہے، بعد والے گناہ بھی اسی جیسے ہیں اور یہ واضح ہے۔ میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے باہمی جھگڑے میں بدتہذیبی کو کبیرہ گناہ شمار کیا اور مراء وجدال دونوں کو الگ الگ مطلقاً کبیرہ گناہ شمار کیا ہے مگر اس میں مزید غور وفکر کی ضرورت ہے، اسی لئے میں نے اس کے ساتھ مذموم کی قید لگائی۔ حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، باب وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ، تحت الآیۃ ۲۰۴، الحدیث ۴۵۲۳، ص ۳۷۱۔

(۲)......الام للامام الشافعی، کتاب الرھن الکبیر، باب الضمان، الوکالۃ، ج۳، الجزء الثالث، ص ۲۳۷۔

(۳)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت وآداب اللسان، باب ذم الخصومات، الحدیث ۱۵۳، ج۷، ص ۱۱۱۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الزخرف، الحدیث ۳۲۵۳، ص ۱۹۸۴۔

نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کا بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے نقل کردہ یہ قول اسے کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تائید کرتا ہے کہ ''میں نے باہمی جھگڑے سے بڑھ کر دِین کو برباد، مروّت کو کم، لذّت کو ضائع اور دِل کو مشغول کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔'' (1)

جھگڑے کی مذموم اور جائز صورتیں:

اَلْاَذْکَار لِلنَّوَوِی میں ہے کہ اگر آپ کہیں کہ اپنے حقوق کی خاطر انسان کے لئے جھگڑے کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کیا یہ اس صورت میں بھی مذموم ہوگا؟ تو اس کا جواب حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے یہ دیا ہے کہ مذمت اُس کے لئے ہے جو باطل میں یا بغیر علم کے جھگڑا کرے جیسے قاضی کا وکیل، کیونکہ وہ یہ جانے بغیر وکیل بن جاتا ہے کہ حق پر کون ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنا حق طلب کرتا ہے مگر صرف بقدرِ حاجت پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مدِّ مقابل پر غلبہ پانے یا اسے تکلیف دینے کے لئے انتہائی دُشمنی اور جھوٹ سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اس مذمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یونہی جو شخص محض دُشمنی کی بنا پر مدِّ مقابل پر غالب آنے یا اسے نیچا دکھانے کے لئے جھگڑا کرتا ہے۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو جھگڑے میں اذیت ناک الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ اُسے حصولِ مقصد کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جھگڑے کی مذکورہ تمام صورتیں قابلِ مذمّت ہیں لیکن جو شخص مظلوم ہو اور شرعی طریقے سے اپنے مقدمے کی نصرت کرے کہ نہ انتہائی دُشمنی اور لڑائی جھگڑے سے کام لے، نہ مدِّ مقابل سے بغض وعناد کرے اور نہ ہی اسے ایذا پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے ایسا جھگڑا نہ تو قابلِ مذمّت ہے اور نہ ہی حرام، لیکن بہتر یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو اس سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ جھگڑے میں زبان کو حدِّ اعتدال پر رکھنا مشکل ہوتا ہے اور چونکہ دُشمنی سینوں میں غصے کی آگ بھڑکاتی اور غضب کو اُبھارتی ہے، لہٰذا جب غصہ بڑھ جاتا ہے تو دونوں کے درمیان کینہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی برائی پر خوش اور خوشی پر غمگین ہوتا ہے اور اس کی عزت خراب کرنے میں اپنی زبان آزاد کر دیتا ہے۔ پس جو جھگڑا کرتا ہے اُسے یہ آفات پیش آتی ہیں اور اس میں سب سے چھوٹی آفت یہ

(1)......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالھا، ص۲۹۶۔

ہے کہ اس کا دل ہر لمحہ اسی میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز میں ہوتا ہے لیکن اس کا دل لڑائی جھگڑوں میں مشغول ہوتا ہے۔لہٰذا اس کی حالت استقامت پر باقی نہیں رہتی۔خصومت ہر برائی کی جڑ ہے اسی طرح مِراء وجِدَال ہیں۔پس انسان کو چاہئے کہ وہ لڑائی جھگڑے کا دروازہ نہ کھولے سوائے اس کے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو پھر بھی اپنی زبان ودل کو اس کی آفات سے بچائے۔ (۱)

بعض متأخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں:''قاضی کے وکلا کی گواہی قبول نہ کرنا عجیب مسئلہ ہے۔''حالانکہ آج کل اکثر قاضیوں کے وکلا کے اعتبار سے اس مسئلے کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ وہ وکالت میں قبیح مفاسد اور کبیرہ گناہوں بلکہ قابلِ نفرت فحش باتوں کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

خصومت،مِرَاء اور جدال کی تعریفیں:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:''آفاتِ زبان میں خصومت،مِرَاء اور جدال بھی قابلِ مذمَّت ہیں۔مِراء سے مراد یہ ہے کہ کسی کی خامیاں نکالنے کے لئے اس کے کلام میں طعن کرنا اور اس سے مقصود اس کی حقارت اور اپنی برتری کے علاوہ کچھ نہ ہو۔جِدَال مذاہب کو ظاہر اور ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے۔خُصُوْمَت سے مراد اپنا یا دوسرے کا مال لینے کے لئے کلام میں جھگڑا کرنا ہے۔یہ کبھی ابتداءً ہوتی ہے اور کبھی بطورِ اعتراض،البتہ! مِراء صرف بطورِ اعتراض ہوتا ہے۔ (۲)

حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جدال کبھی حق میں ہوتا ہے وہ یوں کہ حق کا اثبات،اظہار اور وضاحت کرنا اور کبھی باطل میں ہوتا ہے وہ اس طرح کہ حق کو روکنا یا بغیر علم کے جھگڑا کرنا۔چنانچہ،اس کے متعلق 3 فرامین خداوندی ملاحظہ فرمائیے:

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۗ ترجمہ کنز الایمان:اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر۔

(پ ۲۱،العنکبوت:۴۶)

......الاذکار للنووی،کتاب حفظ اللسان،باب فی الفاظ یکرہ استعمالها،ص۲۹۶۔

......المرجع السابق۔احیاء علوم الدین،کتاب آفات اللسان،الآفة الخامسة الخصومة،ج۳،ص۱۴۶۔

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ (پ۱۴، النحل۱۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اوران سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر۔ (پ۲۴، المؤمن:۴)

مذکورہ تفصیل کے مطابق ذکر کردہ آیات کے علاوہ بھی کئی آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں سے بعض اس کی مذمت اور بعض اس کی تعریف میں وارد ہوئیں۔[1]

فائدہ:

حضراتِ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ بہت زیادہ جھگڑنا صغیرہ گناہوں میں داخل ہے اگرچہ جھگڑنے والا حق پر ہو۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''شیخین نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے کلام سے یہ بات سمجھی ہے کہ صغیرہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے جیسا کہ ذہن اسی طرف جاتا ہے اور فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی اصطلاح میں یہی مشہور ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی یہ مراد نہ ہو بلکہ اسے ان میں اور ان کے علاوہ ایسے گناہوں میں شمار کیا ہو جن سے شہادت رد ہو جاتی ہے اگرچہ فاعل گنہگار نہیں ہوتا۔ عنقریب اس کا تائیدی کلام آئے گا، کیونکہ یہ کہنا بعید از قیاس ہے کہ جو جھگڑے میں حق پر ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے، البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر جھگڑنے والا گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔'' صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے شاگرد نے اَلْخَادِم میں اسی طرح ذکر کیا اور فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے اس سے عام معنی مراد لیا اور مروّت کم کرنے والے کاموں سے بھی شہادت رد ہو جاتی ہے، لہٰذا جو جھگڑے میں حق پر ہو اسے بھی اسی میں شمار کیا کیونکہ کوئی بھی اسے گناہ گار نہ کہے گا بلکہ یہ ترکِ مروّت کے باب سے ہے اور بغیر کسی عجیب بات وغیرہ کے ہنسنے کا حکم بھی یہی ہے۔ اگر آپ کہیں کہ جس کام میں کوئی گناہ نہ ہو اُسے صغیرہ گناہ قرار دینا اصطلاح سے خارج ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شہادت قبول نہ ہونے میں جھگڑے کا حکم صغیرہ گناہ کے حکم جیسا ہے جب وہ اس پر اصرار کرے۔

---

[1] ......الاذکارللنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالھا،فصل نھی الامراۃ ان تخبر......الخ، ص۲۹٦۔

مروّت کے بارے میں حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) فرماتے ہیں: ''جو سنتِ مؤکدہ اور رکوع وسجود کی تسبیحات چھوڑنے کا عادی ہو سنتوں میں سستی کرنے کی وجہ سے اس کی گواہی رد کی جائے گی۔'' پس یہ اس بارے میں صریح ہے کہ خلافِ مسنون کام پر ہمیشگی اختیار کرنے سے گواہی رد کر دی جائے گی حالانکہ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مطلقاً فرمایا کہ سائل کو (خالی ہاتھ) لوٹانا صغیرہ گناہ ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) فرماتے ہیں: ''مباح کام بھی ہمیشگی اختیار کرنے سے صغیرہ گناہ بن جاتا ہے جیسے شطرنج کھیلنا۔''[1]

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے غیر حرام پر صغیرہ گناہ کا اطلاق کیا۔ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کا کلام اختتام کو پہنچا۔

مذکورہ کلام سے واضح ہوا کہ جھگڑوں کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) نے جو بحث فرمائی اور حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ ھ) نے اُس کو صحیح قرار دیا وہ اس طرح نہیں جیسے حضرات شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے فرمایا اور ان کا کلام صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے کلام کے مطابق بھی نہیں کیونکہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ نافرمانی ہے جیسا کہ سنتیں چھوڑنے والا گناہ گار نہیں ہوتا مگر سنتوں کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جھگڑوں کی کثرت، عدم چشم پوشی اور حد سے بڑھنا سختی اور جرأت کا باعث ہے اور بغیر علم کے جھگڑنا بھی جھگڑے کی کثرت کے معنی میں ہے جیسا کہ قاضی کے وکلا کرتے ہیں۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) نے اس کی تصریح فرمائی اور حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ ھ) نے ان کے حوالے سے ''اَلْاَذْکَار'' میں اسے نقل فرمایا۔

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، باب بیان أقسام الذنوب بالإضافۃ إلی صفات العبد، ج۴، ص۲۸۔

باب القسمة

کبیرہ نمبر435: تقسیم کرنے میں ظلم کرنا

کبیرہ نمبر436: قیمت لگانے میں ظلم کرنا

قریش کی فضیلت:

حضرت سیِّدُ نا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گھر میں تشریف فرما ہوئے جہاں قریش کا ایک گروہ تھا، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چوکھٹ کے دونوں اطراف پکڑ کر فرمایا: ''کیا گھر میں قریش کے علاوہ بھی کوئی ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''سوائے ہمارے بھانجے کے کوئی نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''یقیناً یہ خلافت کا معاملہ قریش میں رہے گا جب تک کہ لوگ ان سے رحم طلب کریں تو یہ رحم کریں اور جب فیصلہ کریں تو عدل کریں اور جب تقسیم کریں تو انصاف کریں اور ان میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''(1)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ دونوں گناہوں کو کبیرہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا مگر پہلے گناہ کے متعلق صریح حدیثِ پاک موجود ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا جائے گا بلکہ یہ ان گناہوں میں سے ہے جن کے کبیرہ ہونے پر حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے کیونکہ تقسیم میں ظلم کرنا کہ جس پر مذکورہ عام لعنت کی وعید ہے، حصوں اور قیمت لگانے میں ظلم کرنے کو شامل ہے۔

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۵۶۲، ج۲، ص۷۔

کتاب الشہادات

کبیرہ نمبر437: جھوٹی گواہی دینا

کبیرہ نمبر438: جھوٹی گواہی قبول کرنا

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹی گواہی کی مذمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ضرور ارشاد فرمائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ ''کاش! آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموشی اختیار فرمائیں۔''[1]

﴿2﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا اور (۴) جھوٹی قسم کھانا۔''[2]

﴿3﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اور وہ جھوٹ بولنا ہے یا فرمایا: جھوٹی گواہی دینا ہے۔''[3]

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب ماقیل فی شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۶۵۴، ص۲۰۹۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغَموس......الخ، الحدیث: ۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث: ۵۹۷۷، ص۵۰۶۔

جھوٹی گواہی دینا شرک کے برابر ہے:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ ناخُرَیم بن فاتِک اَسَدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکر3 مرتبہ ارشاد فرمایا:''جھوٹی گواہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (پ۱۷،حج:۳۰،۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے، ایک **اللہ** کے ہوکر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو۔[1]

جھوٹا گواہ جہنمی ہے:

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''[2]

﴿6﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''(بروزِ قیامت) جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو جائے گی۔''[3]

شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''قیامت کی ہولناکی کے سبب پرندے چونچیں ماریں گے اور دُموں کو حرکت دیں گے اور جھوٹی گواہی دینے والا کوئی بات نہ کرے گا اور اس کے قدم ابھی زمین سے جدا بھی نہ ہوں گے کہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''[4]

گواہی چھپانا گویا جھوٹی گواہی دینا ہے:

﴿8﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے گواہی چھپائی جب

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی شهادة الزور، الحدیث۳۵۹۹،ص۱۴۹۰۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحدیث:۱۰۶۲۲،ج۳،ص۵۸۵۔

[3] ......سنن ابن ماجه، ابواب الشهادات، باب شهادة الزور، الحدیث۲۳۷۳،ص۲۶۱۹۔

[4] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۱۶،ج۵،ص۳۶۲،''لایفارق''بدله''لاتقار''۔

اسے گواہی کے لئے بلایا گیا تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔'' (۱)

﴾9﴿......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حالتِ اِحْتِبَاء (۲) میں تشریف فرما تھے پھر ہاتھ چھوڑ کر اپنی زبانِ حق ترجمان کو پکڑا اور ارشاد فرمایا: ''جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' (۳)

﴾10﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ﴿۴۸﴾ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

(پھر ارشاد فرمایا:) ''اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اس کے بعد یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ (پ ۲۱، لقمان: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سہارا لئے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر تشریف فرما ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ''جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' (۴)

تنبیہ:

مذکورہ دو گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے ان میں سے پہلے گناہ کے متعلق علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۴۱۶۷، ج۳، ص۱۵۶۔

(۲)......اِحْتِبَاء یہ ہے کہ ''دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھ کر ہاتھوں سے پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنا لینا۔ اس طرح بیٹھنا سنت ہے۔'' (مراۃ المناجیح ج۶، ص۳۷۸، ملخصًا)

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث۳۸۴، ج۱، ص۲۹۲۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۲۹۴، ج۱۸، ص۱۴۰، ''فقعد'' بدلہ ''فاحتفز''۔

جھوٹی گواہی کی تعریف:

جھوٹی گواہی یہ ہے کہ کوئی اس بات کی گواہی دے جس کا اس کے پاس ثبوت نہ ہو۔ حضرت سیِّدُ نا امام عزالدین بن عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جھوٹی گواہی کو گناہِ کبیرہ شمار کرنا واضح ہے جبکہ یہ بہت زیادہ مال میں ہو اور اگر کم مال میں ہو مثلاً کشمش یا کھجور وغیرہ میں تو اس کو گناہِ کبیرہ قرار دینا مشکل ہے۔ پس ان خرابیوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی خاطر اسے کبیرہ گناہ قرار دینا جائز ہے جیسا کہ شراب کا ایک قطرہ بھی پینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ فساد ثابت نہ ہو اور جھوٹی گواہی سے حاصل ہونے والے مال کی مقدار کو چوری کے نصاب کے برابر قرار دینا بھی جائز ہے۔'' مزید فرماتے ہیں کہ ''یتیم کا مال کھانے کے بارے میں بھی یہی قول ہے۔''

(حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) **اَلْخَادِم** میں فرماتے ہیں کہ دوسرے قول کی تائید میں حضرت سیِّدُ نا امام ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا یہ قول ہے کہ غصب کے گناہِ کبیرہ ہونے میں شرط ہے کہ مغصوبہ چیز چوتھائی دینار کی ہو۔'' لیکن حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ ایک دانہ بھی غصب یا چوری کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع ہے اور یہ قول پہلے قول کی تائید کرتا ہے یعنی اس انتہائی قبیح فساد کو دائمی طور پر بند کرنے کے لئے جھوٹی گواہی کے کبیرہ گناہ ہونے میں کوئی فرق نہیں خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اسی وجہ سے اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا اور اسے بیان کرتے وقت حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آ گئے اور بار بار بیان کیا جبکہ اس سے بڑے گناہوں جیسے قتل وزنا کو بیان کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایسی کیفیت طاری نہ ہوئی۔ لہٰذا یہ بات اس معاملے کے خطرناک ہونے پر دلالت کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بیان کردہ بعض احادیثِ مبارکہ میں اسے **اَکْبَرُ الْکَبَائِر** بھی کہا گیا۔

اسی طرح حضرت سیِّدُ نا شیخ عزالدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: ''اگر ناحق گواہی میں گواہ جھوٹا ہو تو وہ 3 گناہوں کا مرتکب ہوگا: (۱)......نافرمانی کا گناہ (۲)......ظالم کی مدد کرنے کا گناہ اور (۳)......مظلوم کو رسوا کرنے کا گناہ اور اگر گواہ سچا ہو تو صرف نافرمانی کے گناہ میں مبتلا ہوگا اور ظالم کے ذمہ کو بری کرنے اور مظلوم کو اس کا حق پہنچانے کی وجہ سے دیگر گناہوں کا مرتکب نہ ہوگا۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے حق کی گواہی دی اگر وہ سچا ہو تو اسے اس کے

ارادے، اطاعت، مستحق کو حق دِلانے اور ظالم کو ظلم سے بچانے پر ثواب دِیا جائے گا اور اگر وہ اپنی گواہی کی وجہ سے حق کو ساقط کرنے کے سبب جھوٹا ہو لیکن اسے اس ساقط ہونے کا علم نہ ہو تو اسے اپنے نیک ارادے کی وجہ سے ثواب ملے گا مگر گواہی کی وجہ سے ثواب نہ ملے گا کیونکہ یہ گواہی دونوں فریقوں کے لئے نقصان دِہ ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جو گواہی کسی پر قرض کی ادائیگی کو لازم قرار دینے اور ظالم سے ظلماً لی ہوئی چیز کے لوٹانے کا مطالبہ کرنے کے متعلق ہو اس میں غور و فکر کی ضرورت ہے کیونکہ اسباب ومباشرات (یعنی بالواسطہ اور بلاواسطہ معاملات) میں غلطی و جہالت دونوں ضمان (یعنی تاوان) میں برابر ہیں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر439: **بلا عذر گواہی چھپانا**

قرآنِ مجید میں گواہی چھپانے کی مذمّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنۡ یَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۸۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے۔

حدیثِ پاک میں گواہی چھپانے کی مذمّت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب کسی کو گواہی کے لئے بلایا جائے اس وقت اس نے گواہی چھپائی تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔''[1]

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام جلال الدین بلقینی علَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں یہ قید لگائی ہے کہ اسے گواہی کے لئے بلایا جائے اور وہ انکار کر دے۔ اس کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث۴۱۶۷، ج۳، ص۱۵۶۔

وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۸۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں۔

رہا وہ شخص جس کے پاس کسی شخص کے حق میں گواہی ہو لیکن اسے معلوم نہ ہو یا وہ کسی ایسے معاملے کا گواہ ہو جو دعویٰ کا محتاج نہ ہو بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر کا امیدوار ہو۔ اس صورت میں اس نے نہ تو اس کی گواہی دی اور نہ ہی صاحبِ حق کو کچھ بتایا کہ اسے گواہی کی خاطر بلایا جاتا تو کیا یہ بھی گواہی چھپانا کہلائے گا؟ تو اس مسئلہ میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور گواہی دینے کے متعلق شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کا کلام اس پر دلیل ہے کہ وہ قصوروار نہیں ہوگا۔ مگر اس میں بھی مزید غور وفکر کی ضرورت ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا اور آیتِ مبارکہ اُس مفہوم پر دلالت نہیں کرتی جس کے ساتھ اسے مقید کیا گیا ہے۔ لہٰذا قابلِ ترجیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر440: ایسا جھوٹ جس میں حد یا ضرر ہو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿ۙ۱۸﴾ (پ۱۲، ھود:۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ارے! ظالموں پر خدا کی لعنت۔

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹ کی مذمَّت:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبئ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک صِدِّیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتے ہیں، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کَذَّاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' (1)

(1)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث:۱۹۷۱، ص۱۸۵۰۔

﴿2﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں (لے جاتے) ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ گناہوں کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں (لے جاتے) ہیں۔''(۱)

﴿3﴾……حضرت سیِّدُنا ابنِ لُہَیْعَۃ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جنتی عمل کون سا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سچ، جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیک ہو جاتا ہے اور جب نیک ہو جاتا ہے تو مومن بن جاتا ہے اور جب مومن بن جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' پھر عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جہنمی عمل کون سا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹ، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہگار ہو جاتا ہے اور جب گنہگار ہوتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور جب کافر ہو جاتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔''(۲) (یہاں جھوٹ ترک کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ فیض القدیر، ج۴، ص۴۷۷)

جھوٹ کی اشاعت کرنے کی سزا:

﴿4﴾……سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''میں نے آج رات دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ شخص جسے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے، یہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے جو جھوٹی خبر دیتا ہے، جو اس سے نقل کی جاتی ہے، حتی کہ سارے ملک میں پھیل جاتی ہے۔ لہٰذا قیامت تک اسے یہ عذاب دیا جاتا رہے گا۔''(۳)

منافق کی علامات:

﴿5﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''منافق کی 3 نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور (۳) جب عہد

(۱)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الکذب، الحدیث: ۵۷۰۴، ج۷، ص۴۹۴۔
(۲)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۵۲، ج۲، ص۵۸۹۔
(۳)……صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالی: یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ……الخ، الحدیث: ۶۰۹۶، ص۵۱۵۔

کرے تو عہد شکنی کرے۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خود کو مسلمان کہتا پھرے۔'' (۲)

﴿7﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس میں 4 خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب کوئی معاہدہ کرے تو اسے توڑ دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔'' (۳)

﴿8﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس میں (درج ذیل) تین باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے اگر چہ نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج وعمرہ کرے، اور کہے کہ میں مسلمان ہوں: (۱)...... جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲)...... جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور (۳)...... جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' (۴)

کامل مومن کی علامت:

﴿9﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مذاق میں بھی جھوٹ بولنا اور جھگڑنا نہ چھوڑ دے اگر چہ سچا ہو۔'' (۵)

﴿10﴾......حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ٹھٹھا کرنا اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے اور جھگڑنا بھی چھوڑ دے اگر چہ حق پر ہو۔'' (۶)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق، الحدیث:۳۴، ص۵۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق، الحدیث:۲۱۳، ص۶۹۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث:۳۴، ص۵۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث:۴۰۸۴، ج۳، ص۳۹۶۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث:۸۷۷۴، ج۳، ص۲۹۰، ۲۹۱۔

(۶)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الصدق ۔۔الخ، الحدیث:۴۵۱، ج۳، ص۴۵۵۔

مومن جھوٹا اور خائن نہیں ہوسکتا:

﴿11﴾......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انسان کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں۔'' (۱)

﴿12﴾......رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت ہوسکتی ہے۔'' (۲)

﴿13﴾......مروی ہے کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پوچھا گیا: ''کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پوچھا گیا: ''کیا مومن کذاب (یعنی جھوٹا) ہوسکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' (۳)

﴿14﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: ''کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہوسکتے، نہ سچ اور جھوٹ ایک ساتھ جمع ہوسکتے ہیں اور نہ ہی امانت اور خیانت ایک ساتھ اکٹھے ہوسکتے ہیں۔'' (۴)

﴿15﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے جس میں وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو جبکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔'' (۵)

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے: ''جبکہ اس بات میں تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔'' (۶)

﴿17﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''خبردار! جھوٹ

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۳۲، ج۸، ص۲۷۶، "المرء" بدلہ "المؤمن"۔

(۲)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۱۱۳۹، ج۳، ص۳۴۰۔

(۳)......المُوَطّأ للامام مالک، کتاب الکلام، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث: ۱۹۱۳، ج۲، ص۴۶۸۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۶۰۱، ج۳، ص۲۶۱، بتقدمٍ وتأخرٍ۔

(۵)......الادب المفرد للبخاری، باب اذا کذبت لرجل ھو لک مُصَدِّقٌ، الحدیث: ۳۹۴، ص۱۰۷۔

(۶)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی المعاریض، الحدیث: ۴۹۷۱، ص۱۵۸۷۔

چہرے کو سیاہ کرتا اور چغلی عذابِ قبر میں مبتلا کرتی ہے۔'' (۱)

﴿18﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:'' والدین کے ساتھ نیک سلوک عمر میں اضافہ کرتا، جھوٹ رزق میں کمی کرتا اور دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔'' (۲)

جھوٹ سے فرشتوں کی نفرت:

﴿19﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:'' جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس سے آنے والی بدبو کی وجہ سے فرشتے ایک مِیل دُور چلے جاتے ہیں۔'' (۳)

سب سے بری عادت:

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی عادت نہ تھی۔ جب کسی کا اس عادت میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا تو وہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ منوَّر سے نکل جاتا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جان لیتے کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔'' (۴)

﴿21﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی خصلت نہ تھی اور کوئی شخص حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی موجودگی میں جھوٹ بولتا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ بات اپنے قلبِ اطہر میں رکھ لیتے (یعنی اسے ناپسندیدہ جانتے) یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔'' (۵)

﴿22﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک

---

(۱)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث ابی برزۃ الاسلمی، الحدیث:۷۴۰۴، ج۶، ص۲۷۲۔

(۲)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۶۰۰ خالد بن اسماعیل، ج۳، ص۴۷۹۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث:۱۹۷۲، ص۱۸۵۰۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الصدق۔۔الخ، الحدیث:۴۵۲۳، ج۳، ص۴۵۶۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث:۲۵۲۳۵، ج۹، ص۴۹۱۔

صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کوجھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی چیز نہ تھی، جب آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کسی کے جھوٹ پر آگاہ ہوتے اگرچہ وہ چھوٹا سا ہوتا تو اسے اپنے قلبِ اطہر سے نکال دیتے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم جان لیتے کہ اس نے نئے سرے سے توبہ کرلی ہے۔" [1]

جھوٹ جھوٹ ہی ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا:

﴿23﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت یزید رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: "یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم! اگر ہم میں سے کسی نے اپنی پسندیدہ چیز کے متعلق کہا: یہ مجھے پسند نہیں، تو کیا یہ جھوٹ شمار ہوگا؟" ارشاد فرمایا: "بے شک جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے سے جھوٹ کو بھی چھوٹا سا جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے۔" [2]

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کسی بچے سے کہا: اِدھر آؤ! میں تمہیں کچھ دوں گا، پھر اسے کچھ نہ دیا تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔" [3]

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ مجھے میری امی جان نے بلایا اور کہا: "ادھر آؤ، میں تمہیں کچھ دوں گی۔" تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے دریافت فرمایا: "تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟" انہوں نے عرض کی: "میرا اسے کھجور دینے کا ارادہ ہے۔" تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔" [4]

---

[1] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ظهور شهادة الزور من أشراط الساعة، الحدیث: ۷۱۲۶، ج۵، ص۱۳۳۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسماء بنت عمیس، الحدیث: ۲۷۵۶۴، ج۱۰، ص۴۱۳، عن اسماء بنت عمیس۔

[3] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، باب ذم الکذب، الحدیث: ۵۲۳، ج۷، ص۲۹۷۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۹۸۴۳، ج۳، ص۴۶۷۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب التشدید فی الکذب، الحدیث: ۴۹۹۱، ص۱۵۸۸۔

﴿26﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اُس شخص کے لئے ہلاکت ہے جولوگوں کو ہنسانے کے لئے بات کرتا اور جھوٹ بولتا ہے،اُس کے لئے ہلاکت ہے،اُس کے لئے ہلاکت ہے۔''(۱)

﴿27﴾......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحرو بَرصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''بروزِ قیامت 3(قسم کے)لوگوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو کلام فرمائے گا،نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا:(۱)بوڑھا زانی(۲)جھوٹا حکمران اور(۳)متکبر فقیر۔''(۲)

﴿28﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِین،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے:(۱)بوڑھا زانی(۲)جھوٹا حاکم یا بادشاہ اور(۳)خود پسند اور متکبر فقیر۔''(۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح کی ہے لیکن ایک قول کے مطابق اس کے گناہِ کبیرہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ اس میں کوئی ضرر بھی ہو،اس لئے کہ مطلقاً جھوٹ کبیرہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی یہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے جیسے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جھوٹ باندھنا اور کبھی کبیرہ نہیں ہوتا۔

مذکورہ قول میں غوروفکر کی ضرورت ہے بلکہ توجہ اس طرف جاتی ہے کہ جب جھوٹ کا نقصان شدید ہو کہ عام طور پر برداشت نہ کیا جاسکے تو یہ گناہِ کبیرہ ہوگا۔البتہ!حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے''اَلْبَحْر''میں تصریح فرمائی ہے کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے اگرچہ نقصان نہ ہو۔مزید فرماتے ہیں کہ جس نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس کی گواہی مقبول نہیں،اگرچہ اس کا جھوٹ کسی دوسرے کو نقصان نہ دے کیونکہ جھوٹ ہر حال میں حرام ہے اور اس کی مذمّت میں حدیثِ پاک مروی ہے اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ ظاہراً یا صراحۃً اس کی موافقت کرتی ہیں۔گویا علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی اس مؤقّف سے عدول کرنے(یعنی پھرنے)کی وجہ اکثر لوگوں کا اس میں مبتلا ہونا ہے۔ایک طبقۂ علما

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس، الحدیث:۲۳۱۵،ص۱۸۸۵۔

(۲)......صحیح مسلم،کتاب الإیمان، باب غلظ تحریم إسبال الإزار......الخ، الحدیث:۲۹۶،ص۶۹۶، بتقدیمٍ وتأخیرٍ۔

(۳)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث:۲۵۲۹،ج۶،ص۴۹۳۔

کے نزدیک یہ حکم میں غیبت کی مثل ہے جیسا کہ اُس کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ کبھی محض خالی جھوٹ بھی کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کتاب ''اَلْاُم'' میں فرماتے ہیں کہ '' جو شخص واضح طور پر جھوٹ بولتا ہو اور اسے نہ چھپاتا ہو اس کی گواہی جائز نہیں۔'' (1)

جھوٹ کی تعریف:

اہلسنّت کے نزدیک جھوٹ یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق اس کی اصلی حالت کے برعکس خبر دینا خواہ اسے معلوم ہو اور جان بوجھ کر ایسا کرے یا معلوم نہ ہو۔ اس کے گناہ ہونے کے لئے 2 شرائط ہیں: (۱) کسی چیز کا علم ہونا اور (۲) جان بوجھ کر اس کے خلاف بیان کرنا۔

معتزلہ نے گنہگار ہونے کے لئے صرف علم ہونا شرط قرار دیا ہے جبکہ مذہبِ اہلسنّت کے مطابق جس نے اپنے گمان کے مطابق کسی چیز کے متعلق اس کی اصلی حالت کے برعکس خبر دی تو وہ جھوٹا تو ہے مگر گنہگار نہیں۔ جھوٹ کا گناہِ صغیرہ یا کبیرہ ہونا علم کے ساتھ مقید ہے اور اس کے تھوڑا یا زیادہ ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اَلرِّسَالَۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حد اور کسی نقصان سے خالی جھوٹ فسق کو لازم نہیں کرتا جیسا کہ حضرات شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) نے رہن کے باب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: '' اگر دو آدمیوں نے کسی چیز میں باہم جھگڑا کیا، پھر کسی واقعہ میں گواہی دی تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اگرچہ اس جھگڑے میں ان دونوں میں سے ایک جھوٹا ہو۔''

پھر اس کی علّت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' اس کا محل یہ ہے کہ حد اور ضرر سے خالی ہو۔'' حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: '' کبھی (حد اور ضرر سے خالی) ایک جھوٹ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔'' اور '' اَلْبَحْر '' میں مُرسَل حدیثِ پاک ذکر کی گئی کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے محض ایک

---

(1)......الام للامام الشافعی، کتاب القاضی الی القاضی، باب شھادۃ الاعمی، ج۴، الجزء السابع، ص۵۶۔

جھوٹ بولنے کے سبب ایک شخص کی گواہی رد فرمادی۔

جھوٹ کی جوازی صورتوں کا بیان:

جان لیجئے! جھوٹ کبھی مباح ہوتا ہے اور کبھی واجب۔اس کا قاعدہ ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ ناامام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ہر اچھا مقصود جس کا حصول جھوٹ اور سچ دونوں طریقوں سے ممکن ہو اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر اس کا حصول جھوٹ کے ذریعے ممکن ہو اور مقصود کو حاصل کرنا مباح ہو تو اس میں جھوٹ بولنا مباح ہے اور اگر اس کا حصول واجب ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی بے قصور شخص کو دیکھے کہ وہ کسی ظالم کے ڈر سے چھپا بیٹھا ہے جو اسے قتل کرنے یا ایذاء دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو یہاں پر جھوٹ بولنا واجب ہے کیونکہ بے قصور شخص کو بچانا واجب ہے اسی طرح اگر کسی نے ایسی ودیعت کے متعلق پوچھا جو وہ اس سے چھیننا چاہتا تھا تو انکار کرنا واجب ہے اگرچہ جھوٹ بولنا پڑے بلکہ اگر وہ قسم لے تو قسم بھی اُٹھالے اور تَوْرِیَہ کرے (یعنی واضح معنی چھوڑ کر دوسرا مراد لے)، ورنہ حانث ہو جائے گا (یعنی قسم ٹوٹ جائے گی) اور کفارہ لازم ہوگا اور اکثر جنگی چال، دو ناراض ہونے والوں میں صلح کرانا اور مظلوم کے دل کو مائل کرنا جھوٹ کے بغیر نہیں ہوسکتا، لہٰذا ان صورتوں میں جھوٹ بولنا مباح ہے۔ [1]

اگر کسی سے بادشاہ نے اس کے پوشیدہ گناہ کے بارے میں پوچھا جیسے زنا اور شراب نوشی تو اس کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور وہ یوں کہے: ''میں نے ایسا نہیں کیا۔'' اسی طرح اس کے لئے اپنے بھائی کے پوشیدہ گناہ کو بھی چھپانا جائز ہے۔

مذکورہ صورتیں بیان کرنے کے بعد حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ ناامام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ جھوٹ کے فساد اور سچ کی وجہ سے پیدا ہونے والی خرابیوں کے درمیان تقابل کیا جائے۔ اگر سچائی کا فساد زیادہ ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یا شک ہو تو جھوٹ بولنا حرام ہے۔کسی معاملے کا تعلق اگر اپنی ذات سے ہو تو جھوٹ نہ بولنا زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر اس کا تعلق دوسرے کی ذات سے ہو تو

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الرابعة عشرة الکذب فی القول والیمین، ج۳،ص۱۶۹۔

اس کے حق کے معاملے میں چشم پوشی جائز نہیں۔ البتہ! احتیاط یہ ہے کہ جہاں جھوٹ بولنا مباح ہو وہاں بھی ترک کر دے اور جو بات مبالغۃً کہی جاتی ہے وہ حرام جھوٹ میں داخل نہیں جیسے کسی کو یہ کہنا کہ میں تیرے پاس ہزار بار آیا کیونکہ یہاں مبالغے کا سمجھانا مقصود ہے نہ کہ تعداد بتانا لیکن اگر وہ اس کے پاس صرف ایک مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔

کلامِ غزالی پر مصنِّف کا تبصرہ:

مبالغہ کے متعلق حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے بیان کردہ مؤقف پر صحیح حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''اَبُوْجَھْم اپنا عصا اپنی گردن سے اُتارتا ہی نہیں۔'' (1)

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا اَبُوْجَھْم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ اکثر عصا رکھ دیتے تھے (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہٌ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مذکورہ فرمان بطورِ مبالغہ ہے)۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کا ودیعت کے بارے میں قسم کو واجب قرار دینے کا قول کمزور ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ قسم واجب نہیں اور جھوٹ کی اباحت پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ کلام کی تائید حدیثِ پاک میں بیان کردہ جھوٹ کی مباح صورتوں سے ہوتی ہیں، جو درج ذیل ہیں: (۱)......جھوٹ بول کر دو مردوں یا مرد اور عورت کے درمیان صلح کروانا (۲)......جنگ میں (چال چلنا) کہ جس سمت سے حملے کا ارادہ ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا اور (۳)......بیوی سے جھوٹ بولنا تا کہ اُسے شوہر سے راضی کر دے۔ اسی طرح شعر میں بھی جھوٹ جائز ہے بشرطیکہ اسے مبالغہ پر محمول کرنا ممکن نہ ہو۔ لیکن شعر میں جھوٹ کو گواہی قبول نہ ہونے میں (حرام) جھوٹ کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔

حضرت سیِّدُ نا علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں: جھوٹ ہر حال میں حرام ہے، البتہ! اگر یہ مبالغہ کے طور پر شعرا اور کاتبوں (یعنی لکھنے والوں) کے طریقے پر ہو تو حرام نہیں مثلاً کسی کا یوں کہنا حرام نہیں کہ ''میں تیرے لئے دن رات دعا کرتا ہوں اور میری کوئی مجلس تیرے شکر سے خالی نہیں ہوتی۔'' کیونکہ جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کو سچ ظاہر کرتا اور اسے پھیلاتا ہے جبکہ شاعر کا مقصد شعر میں سچ ظاہر کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اشعار کی بناوٹ

......صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لا نفقۃ لھا، الحدیث: ۳۶۹۹، ص ۹۳۱۔

ہے، لہٰذا اس بنا پر جھوٹ کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

حضراتِ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) نے حضرت سیِّدُنا قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) اور حضرت سیِّدُنا صیدلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے یہ قول نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ھٰذَا حَسَنٌ بَالِغٌ یعنی یہ قول بہت اچھا ہے۔'' عنقریب شعر کی بحث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

تَوْرِیَہ کا بیان:

اَلْخَادِم میں ہے کہ جہاں جھوٹ جائز ہو تو کیا وہاں تَوْرِیَہ شرط ہے یا مطلقاً جھوٹ بولنا جائز ہے؟ [1]

توریہ کے فروعی (یعنی جزوی) مسائل میں اختلاف ہے مثلاً جب کسی کو طلاق پر مجبور کیا جائے اور وہ توریہ پر قادر ہو تو کیا اس کے لئے غیر طلاق (یعنی طلاق نہ دینے) کی نیت کرنا شرط ہے؟ اس صورت میں اصح (یعنی زیادہ صحیح) یہ ہے کہ اس کے لئے نیت کرنا شرط نہیں جبکہ غیر طلاق کا احتمال بھی ہے۔ کیونکہ توریہ میں نیت اور طلاق میں الفاظ دیکھے جاتے ہیں یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ کیا صراحتاً جھوٹ بولنا مباح ہے یا تعریض (یعنی توریہ) کرنا اور (حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ) ''بلاشبہ توریہ میں جھوٹ سے بچا جا سکتا ہے۔'' [2]

اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ مطلقاً توریہ واجب نہیں اس لئے کہ جھوٹ کو جائز قرار دینے والا عذر ترکِ توریہ کو بھی جائز قرار دیتا ہے کیونکہ توریہ میں حرج ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) تصریح فرماتے ہیں: اور بہتر یہ ہے کہ (جھوٹ کے بجائے) توریہ کرے اور توریہ یہ ہے کہ مطلق طور پر ایک لفظ بولے جس کا ایک معنی ظاہر ہو

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صفحہ 518 پر صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت **مفتی محمد امجد علی اعظمی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، **ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔** توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔''

[2] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۴۷۹۴، ج۴، ص۲۰۳۔

مگر اُس کی مراد دوسرا معنی ہو جسے وہ لفظ شامل تو ہو لیکن وہ ظاہری معنی کے خلاف ہو۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کو تیری طرف سے اس کے متعلق کہی ہوئی بات کی خبر پہنچے اور وہ تصدیق چاہتا ہو تو، تو کہہ دے: ''اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا قُلْتُ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا یعنی میں نے اس میں سے جو کچھ کہا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے۔'' تو سننے والا مَا نافیہ سمجھے جبکہ تیری مراد مَا بمعنی اسمِ موصول اَلَّذِیْ ہو۔ (یعنی سننے والا اس کا مطلب یہ سمجھے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں نے اس میں سے کچھ نہیں کہا۔) اور حاجت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

توریہ کا حکم:

حاجت کے وقت توریہ کرنا جائز ہے جبکہ بلا حاجت مکروہ ہے اور اس کے ذریعے باطل کا حصول یا حق کی تردید ہو تو حرام ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی ''الرسالة'' میں فرماتے ہیں: ''پوشیدہ جھوٹ بھی جھوٹ ہی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ایسے شخص کی روایت بیان کرے جس کے سچ کو اس کے جھوٹ سے نہ پہچانا جا سکتا ہو۔'' (1)

شارِحِ رسالہ، حضرت سیِّدُ ناصَیْرَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دِل قابلِ بھروسا شخص کی بات سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور اگر وہ بات جھوٹی ہو تو وہ بھی جھوٹ میں اس کا شریک ہو جاتا ہے اور اس کی مثال یہ حدیثِ پاک ہے: ''رِیا پوشیدہ شرک ہے۔'' (2)

(1)......الرسالة للامام الشافعی، باب خبر الواحد، الحدیث ۱۱۰۱، الجزء الثالث، ص۴۰۰۔

(2)......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الرياء والسمعة، الحدیث ۴۲۰۴، ص۲۷۳۲، مفهوماً۔

کبیرہ نمبر441: شرابیوں اور دیگر فاسقوں کا دل بہلانے کے لئے اُن کے ساتھ بیٹھنا

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اس کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی عَلَیْہِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) نے "صَاحِبُ الْعُدَّۃ" کے قول کو برقرار رکھا کہ یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

ممانعت کا سبب:

میں کہتا ہوں کہ یہ اطلاق ممنوع ہے بلکہ شراب پینے والوں، ان جیسے فاسقوں اور دیگر حرام لہو ولعب میں مبتلا لوگوں کے ساتھ بیٹھنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ وہ انہیں ان کاموں سے روکنے پر قادر ہو یا پھر برائی کی روک تھام سے عاجز ہو اور ان سے جدا ہونے کی قدرت رکھتا ہو۔ خصوصاً جب ان کے ساتھ بیٹھنے والا ان کی اتباع کا ارادہ کرے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر442: فاسق قراء اور فاسق اہلِ علم کے ساتھ بیٹھنا

فاسقوں کی ہم نشینی میں خطرہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ فسق وفجور میں مبتلا ہونے کی حالت میں اُن کے پاس بیٹھے یا مبتلا نہ ہونے کی حالت میں بیٹھے۔ کبھی یہ توجیہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ لوگ نیک اور فرمانبردار لوگوں کی صورت اختیار کئے ہوتے ہیں، پس جب یہ لوگ اس ظاہری صورت میں باطنی فسق کو چھپائے ہوئے ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے میں بہت بڑا خطرہ ہے۔ کیونکہ بار بار ان کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے نفس ان سے مانوس ہوجائے گا اور یقینی طور پر ان کے افعال کی طرف مائل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی فطرت میں برائی اور ہر نقصان دہ چیز کی محبت شامل ہے۔ پس اس وقت یہ ان کی بری خصلتوں کی جستجو میں رہتا ہے اور ان کی اتباع کرنے لگ جاتا ہے اور ان فاسقوں کی پیروی کی وجہ سے یہ بھی انہیں میں سے

ہو جاتا ہے اور اس برائی کا ارتکاب کرتا ہے جس کی محبت نفس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور یہ بہت بڑا نقصان اُن کی ہم نشینی اختیار کرنے کے باعث ہوتا ہے اور یہ اس کلام کی انتہا ہے۔

پچھلے کبیرہ گناہ میں آپ جان چکے ہیں کہ یہ ہمارے مذہب کے مطابق نہیں کیونکہ جب ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فاسقوں کے فسق میں مبتلا ہونے کی حالت میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو صغیرہ شمار کرتے ہیں اگرچہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا اس میں اختلاف ہے تو اس کو بدرجۂ اولیٰ صغیرہ قرار دیا جائے گا۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے بیان کردہ مؤقف اور اس میں فرق یہ ہے کہ فساق کے پاس موجود شخص فسق و فجور کو مٹانے پر قادر ہو اور اپنی مرضی سے وہاں موجود ہو تو وہ ان کے فعل کو برقرار رکھنے والا، ان پر راضی اور معین ومددگار شمار ہوگا اور ان تمام برائیوں کو کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے مذکورہ کلام سے یہی واضح ہوتا ہے۔

فساق کی ہم نشینی کی جائز و ناجائز صورت:

رہا فاسق صاحبِ علم یا قاری وغیرہ کے ساتھ مطلقاً بیٹھنے کا معاملہ جبکہ وہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں تو اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید ہے، بلکہ اس کے اصلاً حرام ہونے میں بھی کلام ہے کہ جب اُن کے فسق یا وصفِ فسق کی وجہ سے اُن کی دِل جوئی کے لئے اُن کی ہم نشینی اختیار کرنا مقصود نہ ہو بلکہ قریبی تعلقات یا کسی جائز ضرورت وغیرہ کے لئے اُن کا دل بہلانا مقصود ہو تو اس صورت میں اسے اصلاً حرام قرار نہیں دیا جا سکتا اور اگر ان کے فاسق ہونے کی وجہ سے ان کی دِل جوئی کرے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی فساق و فجار سے دوستی کرنے اور شراب پیتے وقت شرابیوں کے ساتھ بیٹھنے کو گناہ شمار کیا ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے فرمان کا پہلا حصّہ کہ ''فساق و فجار سے قلبی محبت کرنا'' اس بارے میں صریح ہے کہ فقط اُنس ومحبت کرنا بھی حرام ہے اگرچہ اُن کا ہم نشین نہ ہو اور دوسرا حصّہ اس بارے میں صریح ہے کہ فاسقوں کے

......احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، بیان اقسام الذنوب بالإضافة إلی صفات العبد، ج٤، ص٢٨۔

ساتھ صرف بیٹھنے میں کوئی گناہ نہیں جبکہ اُن سے اُنس ومحبت اوراُن کی دل جوئی مقصود نہ ہواور یہ بات میرے ذکر کردہ مؤقف کی تائید کرتی ہے۔

کبیرہ نمبر443:

جوا کھیلنا

(جوا کھیلنا خواہ الگ طور پر یا کسی مکروہ کھیل کے ساتھ ملا کر جیسے شطرنج یا حرام کھیل کے ساتھ ملا کر جیسے نرد)

قرآنِ حکیم میں جوا کی مذمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (پ۷، المائدۃ: ۹۰،۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں **اللہ** کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

مَیْسِر سے مراد قِمَار یعنی جوا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو اور اس سے روکنے اور اس کا معاملہ خطرناک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں باطل طریقوں سے لوگوں کے مال کھائے جاتے ہیں جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے ذریعے منع فرمایا ہے:

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ۲، البقرۃ ۱۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

جوا کی مذمّت میں احادیث مبارکہ

دوسروں کے مال میں ناحق دخل دینے کی سزا:

﴿1﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جولوگ دوسروں کے مال میں ناحق دخل اندازی کرتے ہیں ان کے لئے جہنم ہے۔'' (۱)

جوا کی دعوت دینے کا کفارہ:

﴿2﴾......سیِّدِ عالم،نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے اپنے دوست سے کہا: آؤ! جوا کھیلیں تو وہ صدقہ کرے۔'' (۲)

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:)''جب محض جوا کھیلنے کی دعوت دینا کفارہ اورواجب یا مسنون صدقہ دینے کا تقاضا کرتا ہے تو عملی طور پر اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟''

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی آیتِ مبارکہ سے واضح ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے۔

......صحیح البخاری،کتاب فرض الخمس، باب قولہ تعالٰی(فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْل)،الحدیث:۳۱۱۸، ص۲۵۱،بتغیرٍ۔

......صحیح البخاری،کتاب التفسیر، سورۃ والنجم، باب(اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی)،الحدیث:۴۸۶۰، ص۴۱۵۔

کبیرہ نمبر444: **چَوسَر کھیلنا**(۱)

چوسر کھیلنے کا حکم:(۲)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چوسر کھیلا تحقیق اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۳)

چوسر کھیلنا خنزیر کے خون سے ہاتھ رنگنا ہے:

﴿2﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چوسر کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے خون سے رنگا۔'' (۴)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے: ''گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈالا۔'' (۵)

﴿4﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو چوسر کھیلتا پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو پیپ اور خنزیر کے خون کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔'' (۶)

......چوسر ایک گھریلو کھیل جو چوسر کی بساط (یعنی بچھی ہوئی چادر) پر کوڑیوں کے پانسے (یعنی شش پہلو ٹکڑے جسے باری باری کھلاڑی پھینکتے ہیں) سے کھیلا جاتا ہے اور 4 فریق 4 مختلف رنگ کی گوٹیوں سے کھیل سکتے ہیں۔ (فرہنگ تلفُّظ، ص۴۲۹)

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد سوم صَفْحہ 511 پر ہے: ''گنجفہ، چوسر (یعنی نردشیر) کھیلنا ناجائز ہے، شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں، صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔''

گنجفہ ایک کھیل کا نام ہے جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے اس میں 96 پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث:۴۹۳۸، ص۱۵۸۵۔

......صحیح مسلم، کتاب الشِعر، باب تحریم اللعب بالنردشیر، الحدیث:۵۸۹۶، ص۱۰۷۸۔

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث:۴۹۳۹، ص۱۵۸۵۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی، الحدیث:۲۳۱۹۹، ج۹، ص۵۰۔

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) یعنی اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری روایات اس کی وضاحت کرتی ہیں۔

﴿5﴾……حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن ابی کثیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو چوسر کھیل رہے تھے تو ارشاد فرمایا: ''دِل لہوولعب میں، ہاتھ فضول کاموں میں اور زبانیں بے ہودہ کلام میں مشغول ہیں۔'' (۱)

﴿6﴾……حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان دونشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔'' (۲)

﴿7﴾……ایک روایت میں ہے: ''ان نشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہے۔'' (۳)

لغویات میں مشغول لوگوں کو سلام کرنے کا حکم:

﴿8﴾……رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے والے تیروں، شطرنج، چوسر اور اِن جیسے (ہر حرام) کھیل کھیلتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو جواب نہ دو۔'' (۴)

﴿9﴾……حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان دونشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔'' (۵)

﴿10﴾……حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں مَیْسِر میں سے

---

(۱)……شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث: ۶۵۱۰، ج۵، ص۲۴۱۔

(۲)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۴۲۶۳، ج۲، ص۱۵۶۔

(۳)……مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ما جاء فی القمار، الحدیث: ۱۳۲۶۵، ج۸، ص۲۱۱۔

(۴)……فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۱۰۵۱، ج۱، ص۱۶۰۔

(۵)……السنن الکبرٰی للبیھقی، کتاب الشھادات، باب کراھیۃ اللعب……الخ، الحدیث: ۲۰۹۵۴، ج۱۰، ص۳۶۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

ہیں: ”جوا کھیلنا، مُہروں کو اُلٹنا پلٹنا اور کبوتر کے لئے سیٹیاں بجانا۔“ (۱)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے خصوصاً دوسری اور تیسری حدیثِ پاک۔ اس لئے کہ ان دونوں میں تشبیہ شدید وعید کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نماز قبول نہیں ہوتی۔

چوسر کے متعلق علمائے اسلام کی آراء

چوسر کھیلنے والے کی گواہی مردود ہے:

اَلْبَیَان میں ہمارے اکثر شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے اس کی تصریح کی گئی ہے کہ ”چوسر کھیلنا حرام ہے اور ”اَلاُم“ میں اس کے حرام ہونے پر قطعی دلیل دی گئی ہے اور چوسر کھیلنے والا فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔“ حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے سب سے پہلے ”اَلْحَاوِیُ الْکَبِیْر“ میں اس کی تصریح کی، جس کی عبارت یہ ہے: ”صحیح وہی مذہب ہے جو اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا ہے کہ چوسر کھیلنا حرام ہے اور کھیلنے والا فاسق اور مردود الشہادت ہے۔“

حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ”اَلْبَحْر“ میں حسبِ عادت اِن کی اتباع کی اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے ”اَلْمُخْتَصَر“ میں نقل کردہ قول کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”میں حدیثِ پاک کی بنا پر چوسر کھیلنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔“ اور ہمارے عام شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ چوسر کھیلنا مکروہ ہے اور اس کی وجہ سے گواہی مردود ہو جاتی ہے اور مکروہ سے مراد مکروہِ تحریمی ہے اور حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: چوسر شطرنج کی طرح ہے۔ مگر یہ قول غلط ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی کتاب ”تَجْرِبَۃ“ کی عبارت یہ ہے: ”ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر اس نے ایسا کیا تو فاسق ہو جائے گا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔“ حضرت سیِّدُنا امام محاملی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کتاب ”مَجْمُوْعَۃ“ کی عبارت یہ ہے: ”جس نے چوسر کھیلا وہ فاسق ہے اور اس کی

(۱)......الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث۳۴۳۴، ص۲۰۶۔

گواہی مردود ہے۔ یہ ہمارے عام شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا قول ہے مگر حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں کہ یہ شطرنج کی طرح ہے لیکن یہ قول قابلِ اعتماد نہیں اور پہلا مذہب ہی صحیح ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''صحیح قول کے مطابق یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''جو چوسر کھیلے حالانکہ اسے اس کے متعلق وارد وعیدیں نہ صرف معلوم ہوں بلکہ یاد بھی ہوں تو وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے خواہ وہ کسی بھی شہر میں ہو اور اس کی وجہ مروّت کو ترک کرنا نہیں بلکہ شدید ممنوع فعل کا ارتکاب کرنا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) اور ان سے قبل حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو محمد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد سے اس کے صغیرہ ہونے کا قول منقول ہے۔

سوال: حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہم نے جس کے مکروہِ تحریمی ہونے کا حکم لگایا ہے جیسا کہ چوسر۔ تو کیا یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے یہاں تک کہ صرف ایک بار اس کا ارتکاب کرنے سے گواہی مردود ہو جائے یا صغیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جس میں بکثرت ارتکاب سے گواہی مردود ہوتی ہے؟

جواب: اس میں 2 صورتیں ہیں۔ امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا کلام پہلے کی ترجیح کی طرف مائل ہے اور حق کے قریب دوسرا کلام ہے۔ اَلتَّهْذِیْب وغیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اسنوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی اسی پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صحیح وہی قول ہے جو شیخ ابو محمد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد سے منقول ہے، اسی طرح وہ قول بھی صحیح ہے جسے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے فصل کے آخر میں قابلِ ترجیح قرار دیا اور پھر اپنا مذکورہ قول ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: **شرح صغیر** میں بھی اسے ترجیح دی گئی ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام پر اعتراض کیا اور فرمایا: اگر صحیح مذہب وہی ہے جسے اکثر علما نے صحیح قرار دیا تو حضرت سیِّدُ نا محاملی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی نے اَلتَّجْرِیْد میں عام شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے اسی قول کی مثل نقل کیا ہے جسے امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے صحیح قرار دیا ہے یعنی یہ مطلقاً کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُ نا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہی قول صحیح ہے۔تو اس صورت میں حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا یہ قول قائم نہ رہے گا کہ یہ بات ''اَلتَّھْذِیْب'' وغیرہ میں مذکور ہے اور اگر اس سے مراد دلیل ہے تو وہ دلیل کہاں ہے جس کے ذریعے انہوں نے اپنے مدعا پر استدلال کیا ہے؟''

اس سے انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کے صغیرہ ہونے کا قول اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مؤقف کے خلاف ہے اور یہ بات ان سے نقل کردہ گزشتہ قول، اس کے متعلق مروی احادیثِ مبارکہ اور مسلم شریف کی حدیثِ پاک میں مروی شدید وعید سے بالکل واضح ہے اور بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس میں تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شہروں کی عادت کو دیکھا جائے گا، اگر وہاں کے لوگ اسے کبیرہ سمجھیں تو ایک بار ارتکاب کرنے سے ہی اس کی گواہی مردود ہو جائے گی ورنہ (یعنی اگر وہ اسے کبیرہ گناہ نہ سمجھیں تو مردود) نہ ہوگی۔ لیکن یہ فرق ضعیف ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے فرمایا اور اس کے صغیرہ ہونے کے قول کی بنا پر یہ صغیرہ گناہ اس وقت ہوگا جب جوا سے خالی ہو ورنہ بلا اختلاف گناہِ کبیرہ ہوگا جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ قول واضح ہے۔

چوسر کھیلنے میں 4 مختلف مؤقف:

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوا کہ چوسر کھیلنے کے متعلق علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے 4 مؤقف ہیں:

پہلا مؤقف:

چوسر کھیلنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ یہ حضرت سیِّدُ نا ابواسحاق مروزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُ نا امام اسفرائینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا قول ہے۔حضرت سیِّدُ نا ابنِ خیران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے بھی یہی منقول ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابوطیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔حالانکہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ غلط ہے اور منقول اور دلیل کی مخالفت کی وجہ سے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور ایک جماعت کا یہ قول مردود ہے کہ ''اَلْاُم'' وغیرہ میں اس کے مکروہِ تنزیہی ہونے پر شرعی دلیل قائم کی گئی ہے۔پس اس صورت میں اِس کا تعلق اُس کے ساتھ قائم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حضرت سیِّدُ نا امام

محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اکثر مطلق مکروہ کہہ کرمکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں۔ بلکہ ''اَلْبَیَان'' کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ'' اَلاُم ''میں اس کے مکروہِ تحریمی ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔ ہمارے اکثر اصحاب کا یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ''اَلْحِلْیَۃ''میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اسے مکروہِ تحریمی قرار دیتے ہیں اوران کے نزدیک حضرت سیّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا یہی مذہب ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوعباس احمد بن عمر بن ابراہیم انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ ھ) کے شرح مسلم میں نقل کردہ اس قول سے بھی مکروہِ تنزیہی کا قول باطل ہو جاتا ہے کہ'' چوسر کھیلنے کی مطلقاً حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے۔''اورحضرت سیِّدُنا اِمام مُوَفَّقُ الدِّیْن اَبُو مُحَمَّد عَبْدُ اللّٰہ بِن اَحْمَد بن مُحَمَّد بِن قُدَامَہ مَقْدِسِی حَنْبَلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۲۰ ھ) نے بھی اپنی کتاب''اَلْمُغْنِی''میں چوسر کھیلنے کی حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

دوسرا مؤقف:

یہ حرام لیکن صغیرہ گناہ ہےاور یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) وغیرہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

تیسرا مؤقف:

یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہےاور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور ہمارے دیگر اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہی مؤقف ہےاور صحیح حدیث پاک اس کی صراحت کرتی ہے۔

چوتھا مؤقف:

شہروں کے اعتبار سے اس کے حکم میں فرق ہے۔ جس جگہ کے لوگ اسے بڑا گناہ سمجھتے ہیں وہاں گواہی مردود ہو گی اور جہاں کے لوگ اسے بڑا گناہ نہیں سمجھتے وہاں گواہی مردود نہ ہوگی، البتہ! اگر وہاں اکثر لوگ اس کا ارتکاب کریں تو ان کی گواہی بھی مردود ہوگی۔

نرد (یعنی چوسر) کی وجہِ تسمیہ:

"اَلْمُھِمَّات"، میں ہے: "ایران کے پہلے حکمران کی نسبت سے اسے نَرْدَشِیْر کہا جاتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اسے ایجاد کیا۔" حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی شَرْحُ الْمَصَابِیْح میں ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ساسان کے دوسرے بادشاہ سَابُوْر بن اَرْدَشِیْر نے اسے ایجاد کیا، اسی وجہ سے اسے نَرْدَشِیْر کہا جاتا ہے اور اس کے تختے کو زمین کے ساتھ تشبیہ دی اور چار موسموں (یعنی گرما، سرما، بہار، خزاں) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے 4 اقسام میں تقسیم کر دیا۔ (۱)

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی ایک قول فرماتے ہیں کہ "چوسر 12 بُرجوں اور 7 ستاروں پر مشتمل ہوتا ہے کیونکہ برجوں کی طرح اس کے گھر 12 ہیں اور محل کے اطراف میں 7 ستاروں کی طرح 7 نقطے ہیں اور اسے ستاروں اور برجوں کے نظام کی طرح رکھا گیا ہے۔" (۲)

{......علم سیکھنے سے آتا ھے......}

فرمانِ مصطفٰے: "علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔" (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث:۱۲۳۱۲)

---

(۱)......فیض القدیر للمناوی، باب حرف المیم، تحت الحدیث ۹۰۰۷، ج۶، ص۲۸۵۔

(۲)......الحاوی الکبیر للماوردی، کتاب الشھادات الثانی، مسألۃ: واکرہ اللعب بالنرد للخبر، ج۱۷، ص۲۰۲۔

کبیرہ نمبر445: **شطرنج کھیلنا**(۱)

(حرام قرار دینے والوں کے نزدیک شطرنج کھیلنا جیسے اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف ہے یا جائز کہنے والوں کے نزدیک کھیلنا جبکہ اس کے ساتھ جوا ملا ہو یا نماز قضا ہو جائے یا گالی گلوچ وغیرہ میں مبتلا ہو جائے)

360بار نظرِ رحمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا واثلہ بن اسقع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ روزانہ 360 مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے مگر اس میں صَاحِبُ الشَّاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کے لئے کوئی حصہ نہیں۔''(۲)

شطرنج کھیلنے والے کو صَاحِبُ الشَّاہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ (کھیلتے ہوئے) شاہ کہتا ہے (شطرنج کی بڑی گوٹ کو شاہ یا بادشاہ کہتے ہیں)۔

کھیل کود میں مشغول رہنے والوں کی مثال:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے

......''ایک کھیل جو چونسٹھ چوکور خانوں کی بساط (یعنی بچھی ہوئی چادر) پر دو رنگ کے **32** مُہروں سے کھیلا جاتا ہے، ہر رنگ میں 8 پیادے (پیدل)، دو رُخ، دو فیل (ہاتھی)، دو اَسپ (گھوڑے)، ایک وزیر (فرزین) اور ایک بادشاہ ہوتا ہے، ہر مُہرے کا اپنا خانہ مُقرَّر ہے اور چال کا طریقہ بھی مقرَّر رہے۔''(اُردو لغت، ج۱۲، ص۵۹۱)

اس کا حکم بیان کرتے ہوئے مجدِّدِ اعظم، امامِ اہلسنّت حضرت سیِّدنا **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''شطرنج کو اگرچہ بعض علما نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے: (۱) بدکر (یعنی شرط باندھ کر) نہ ہو (۲) نادراً کبھی کبھی ہو، عادت نہ ڈالیں (۳) اُس کے سبب نمازِ باجماعت خواہ کسی واجبِ شرعی میں خلل نہ آئے (۴) اُس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵) فحش نہ بکیں۔ مگر تحقیق یہ کہ **مطلقاً منع** ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا۔ خصوصاً شرطِ دوم وسوم کہ جب اس کا چسکا پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لااقل (یعنی کم از کم) وقتِ نماز میں تنگی یا جماعت میں غیر حاضری بے شک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔'' (فتاوٰی رضویہ، ج۲۴، ص۷۶)

...... المَجرُوحِين من المُحدِّثِين، لابن حبان، الرقم۹۹ محمد بن الحجاج المصفر، ج۲، ص۳۱۴، دون قوله''الی خلقه''۔

والے تیروں، چوسر، شطرنج اور دیگر لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو کیونکہ جب وہ اکٹھے ہوکر ایسے کھیل میں مشغول ہوتے ہیں تو شیطان ان کے پاس اپنے لشکروں کے ساتھ آجاتا ہے پس وہ مسلسل کھیلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کتوں کی طرح ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں جو کسی مردار پر جمع ہوکر پیٹ بھرنے تک کھاتے رہتے ہیں پھر علیحدہ ہوجاتے ہیں۔'' (۱)

﴿3﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب صاحبِ شاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کو ہوگا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: ''میں نے اسے ہلاک کر دیا، اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مرگیا۔'' اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے اللہ عزَّوَجَلَّ پر بہتان اور جھوٹ باندھا۔ (۲)

شطرنج کے متعلق اسلاف کرام رحمہم اللہ السّلام کے فرامین:

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو شطرنج کھیل رہی تھی تو یہ الفاظِ قرآنی تلاوت فرمائے: ''مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ (پ۱۷، الانبیاء: ۵۲) ترجمۂ کنز الایمان: یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لئے بیٹھے) ہو؟'' (پھر فرمایا:) ''بے شک تم میں سے کوئی انگارا پکڑ لے یہاں تک کہ وہ بجھ جائے یہ اس کے لئے ان کو چُھونے سے بھی بہتر ہے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! تمہاری تخلیق کا مقصد کوئی دوسرا ہے۔'' (۳)

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ ''شطرنج کھیلنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹ بولتا ہے، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ہلاک کر دیا، حالانکہ اس نے ہلاک نہیں کیا ہوتا اور (کہتا ہے) وہ مرگیا حالانکہ وہ مرا نہیں ہوتا۔'' (۴)

---

(۱)......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۱۰۵۱، ج۱، ص۱۶۰۔

(۲)......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۲۔

(۳)......الورع للامام احمد بن حنبل، ص۹۲۔

(۴)......السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث: ۲۰۹۲۸، ۲۰۹۳۰، ۲۰۹۳۲، ج۱۰، ص۳۵۸۔

......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۲۔

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''خطا کار ہی شطرنج کھیلتا ہے۔'' (۱)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ نا اسحاق بن راہویہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے دریافت کیا گیا: ''کیا آپ شطرنج کھیلنے میں حرج سمجھتے ہیں؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں حرج ہی حرج ہے۔'' عرض کی گئی: ''سرحدوں کی حفاظت کرنے والے جنگ کے لئے کھیلتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''یہ گناہ ہے۔''

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا محمد بن کعب قرظی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سب سے کم نقصان یہ ہے کہ شطرنج کھیلنے والا بروزِ قیامت باطل لوگوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا یا اُن کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔''

﴿6﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''شطرنج جوے سے بھی زیادہ بری ہے۔''

﴿7﴾......حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن اَنس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کا قول بھی اسی کے موافق ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شطرنج کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''شطرنج چوسر ہی کا حصہ ہے۔'' اور چوسر کے بارے میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ اکابر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے۔ (۲)

سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا شطرنج جلا دینا:

﴿8﴾......حضرت سیِّدُ نا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک یتیم کے مال کا والی بنایا گیا تو آپ نے اس کے باپ کے مال میں شطرنج دیکھ کر اسے جلا دیا۔ اگر اس کے ساتھ کھیلنا جائز ہوتا تو اسے جلانا جائز نہ ہوتا کیونکہ وہ یتیم کا مال تھا لیکن چونکہ اس کے ساتھ کھیلنا حرام تھا اس لئے اسے جلا دیا۔ پس یہ شراب کی جنس سے ہوئی کہ جب یتیم کے مال میں شراب پائی جائے تو اسے بہا دینا ضروری ہے۔ اور یہ حِبْرُ الْاُمَّۃ (یعنی اُمّت کے بڑے عالم) حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مذہب ہے۔ (۳)

۱......السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث۲۰۹۴۵، ج۱۰، ص۳۵۹۔

۲...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۲۔

۳......المرجع السابق۔

﴿9﴾......حضرت سیِّدُ نا ابراہیم نَخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا کہ آپ شطرنج کھیلنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''یہ ملعون ہے (یعنی اس کا کھیلنے والا لعنت کا مستحق ہے)۔'' (۱)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُ نا وکیع جراح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ (پ۶، المآئدۃ:۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا۔'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں مراد شطرنج ہے۔'' (۲)

خاتمہ بالخیر نہ ہونا:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: جو شخص بھی مرنے لگتا ہے تو اس کے ہم نشینوں کی مثالی شکلیں اس کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ، ایسے ہی ایک قریب الموت شطرنج کے کھلاڑی سے کہا گیا: ''لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ پڑھو۔'' تو وہ کہنے لگا: ''شَاھُكَ یعنی تیرا شاہ۔'' پھر وہ مرگیا۔ پس زندگی میں شطرنج کھیلنے کی وجہ سے جس بات کا وہ عادی ہو چکا تھا مرتے وقت اس کی زبان پر وہی بات غالب آ گئی تو اس نے وہ فضول و باطل بات کہہ دی اور کلمۂ طیبہ نہ پڑھا جس کے متعلق صادق و مصدوق نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی ہے کہ ''جس کا دنیا میں آخری کلام کلمۂ طیبہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مطلق عذاب ہی نہ ہوگا یا پھر صرف بعض دیگر وجوہات کی بنا پر ہوگا اور ہم نے یہ تاویل اس لئے کی کیونکہ ہر مسلمان بالآخر ضرور جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اسے عذاب میں مبتلا بھی کیا جائے۔ ورنہ اس بات کی خبر دینے کا کوئی فائدہ نہیں کہ کلمۂ طیبہ کا آخری کلام ہونا دخولِ جنت کا تقاضا کرتا ہے سوائے اس کے کہ اس میں کوئی ایسی خصوصیت ہو جو اس کے ساتھ دخولِ جنت کی تخصیص کا تقاضا کرتی ہو اور اس خصوصیت سے مراد یا تو یہ

......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث:۶۵۱۲، ج۵، ص۲۴۲۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، المائدۃ، تحت الآیۃ:۳، ج۳، الجزء السادس، ص۲۳۔

......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۳۔

سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث:۳۱۱۶، ص۱۴۵۸۔

ہے کہ بغیر عذاب کے نجات پانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو یا پھر جس عذاب کا وہ مستحق تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں تخفیف فرمادے تو وہ اس کلمے پر خاتمہ نہ ہونے کے سبب جس عذاب کا مستحق ہوتا اس کے وقت سے پہلے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مذکورہ شخص جس کا خاتمہ شَاهُكَ کے لفظ پر ہوا، اس کی مثل ایک اور شخص کا واقعہ بھی ہے جو شرابیوں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی گئی، لیکن اس نے تلقین کرانے والے سے کہا: ''خود بھی شراب پیؤ اور مجھے بھی پلاؤ۔''[1] اس کے بعد وہ مرگیا۔[2] لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

جیسی زندگی ویسی موت:

مشہور حدیثِ پاک مذکورہ واقعہ پر صادق آتی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر انسان اسی حالت پر مرتا ہے جس پر زندگی بسر کرتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے اسی پر اُٹھایا جائے گا۔''[3]

ہم کریم وغنی اور اپنے فضل سے عطا کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ ہمیں کامل احوال پر موت دے اور بروزِ محشر اسی پر اُٹھائے تا کہ ہم اس سے ملیں تو وہ اپنے فضل وکرم سے ہم سے راضی ہو، بے شک وہ جواد ورحیم ہے۔ (آمین)

''فتاویٰ نووی'' میں ہے کہ اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور اسی طرح ہمارے نزدیک بھی یہ حرام ہے بشرطیکہ اس کے سبب نماز کا وقت فوت ہو جائے یا کسی چیز کو عوض ٹھہرا کر کھیلی جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے نزدیک مکروہ ہے اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک حرام ہے۔

---

[1] ......شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاؔر قادری دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه فرماتے ہیں: ''مرنے والے کو یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ پڑھ بلکہ تلقین کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سکرات والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ شریف کا ورد کیا جائے تا کہ اسے بھی یاد آ جائے۔
(بیاناتِ عطاریہ، حصہ دوم، ص ۱۱۴)

[2] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص ۱۰۳ ۔

[3] ......المرجع السابق ۔صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب الأمر بحسن الظن باللہ عند الموت، الحدیث ۲۸۷۸، ص ۱۱۷۶ ۔

چند سوالات وجوابات

سوال 1: جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے شطرنج کو حرام قرار دیا ان کے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ جوئے اور نماز کے ضیاع وغیرہ سے خالی ہو اور یہ بات حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر، سیِّدُنا امام مالک اور سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُم وغیرہ کے بیان کردہ فرامین سے ظاہر ہے۔ اس لئے کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْخَالِق کے فرمان میں اسے جوئے سے ملانا اور حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کے فرمان میں جوئے سے زیادہ برا قرار دینا، نیز حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کا اسے جلا دینا اس کے کبیرہ ہونے میں ظاہر ہے اور حضرت سیِّدُنا اسحاق عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق کا فرمان کہ تمام حرج اسی میں ہے اور یہ گناہ ہے اور اسی طرح حضرت سیِّدُنا وکیع عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَدِیْع اور حضرت سیِّدُنا سفیان عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْحَنَّان کا آیتِ مبارکہ کے الفاظ ''وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ'' کی تفسیر شطرنج کے ساتھ کرنا۔ پس یہ تمام فرامینِ مبارکہ اس بارے میں واضح ہیں کہ جو شطرنج کھیلنے کو حرام قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ گناہِ کبیرہ ہے اور اسے جائز قرار دینے والے اس کو اس وقت کبیرہ گناہ قرار دیتے ہیں جب اس کے ساتھ گزشتہ بیان کردہ خرابیاں ملی ہوئی ہوں۔ لہٰذا ان کے نزدیک اس کا کبیرہ گناہ ہونا اس کے ساتھ ملی ہوئی خرابیوں کی وجہ سے ہے نہ کہ یہ ذاتی طور پر کبیرہ ہے۔

جواب: ہاں! معاملہ تو اسی طرح ہے مگر کبھی کبھار کوئی شے قبیح چیز سے مل کر وہ فائدہ دیتی ہے کہ علیحدہ طور پر نہیں دیتی۔ یہ بات بعید نہیں کہ اس ملنے کو ہی ایسا بنا دیا جائے کہ اس سے نفرت دلانے اور سختی کرنے کے لئے یہ اس بات کا تقاضا کرے کہ یہ کبیرہ گناہ ہو (لہٰذا یہ کبیرہ گناہ ہے)۔

سوال 2: اگر شطرنج کھیلنے میں اس قدر مگن رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے لیکن اس میں اس کا ارادہ شامل نہ ہو تو اس کو نافرمان قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حالت میں وہ غافل تھا اور غافل غیر مکلَّف ہوتا ہے۔ پس اس کو نافرمان قرار دینا محال (یعنی ناممکن) ہے۔

جواب: بھولنے والا اور غافل اس وقت غیر مکلَّف ہوتا ہے جب بھول، غفلت اور جہالت اس کی کوتاہی کی پیداوار نہ ہو ورنہ وہ مکلّف اور گنہگار رہوگا۔

غفلت کی صورت میں کوتاہی کا ثبوت:

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے شطرنج میں منہمک ہوکر غفلت کا شکار ہونے والے کے متعلق تصریح کر دی ہے کہ کسی ایسے شخص کو معذور نہیں سمجھا جائے گا جو کھیل میں اس قدر منہمک ہو جائے یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل جائے اور اسے شعور تک نہ ہو۔ کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ یہ غفلت اس کے بذاتِ خود اس مکروہ فعل میں زیادہ منہمک ہونے اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنے کی کوتاہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس نے فرض کو ضائع کر دیا۔

جہالت کی صورت میں کوتاہی کا ثبوت:

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے جہالت کے متعلق بھی وضاحت فرمائی کہ اگر ایک شخص فوت ہو گیا اور ایک مدت تک اس کی تجہیز و تکفین نہ کی گئی اور نہ ہی نمازِ جنازہ پڑھی گئی تو اس کا پڑوسی گنہگار ہوگا خواہ اسے اس کی موت کی خبر نہ ہو۔ کیونکہ پڑوسی کے احوال سے اس قدر بے خبر رہنا سخت کوتاہی ہے۔ لہٰذا اسے نافرمان اور خطا کار قرار دیا جا سکتا ہے۔

چوسر اور شطرنج میں فرق:

سوال3: ہمارے نزدیک چوسر اور شطرنج کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان دونوں میں فرق کیا ہے کہ چوسر میں (ہار جیت کا) انحصار مُہروں (یعنی گوٹیوں) پر ہوتا ہے جبکہ شطرنج میں دارومدار سوچ وبچار اور غور و فکر پر ہوتا ہے اور یہ جنگ کی تدبیر میں فائدہ دیتی ہے۔

حُزَّۃ اور قِرْق میں فرق:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''میں ''حُزَّۃ اور قِرْق'' کھیلنے کو ناپسند کرتا ہوں۔''

حُزَّۃ کی تعریف:

اس سے مراد لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے جس میں 3 سطروں کا گڑھا کھود کر اس میں چھوٹے چھوٹے کنکر رکھ کر کھیلا جاتا ہے اور اسے اَرْبَعَۃَ عَشَرَ بھی کہتے ہیں، جبکہ مصر میں اسے مِنْقَلَۃ کہا جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''تَقْرِیْب'' میں اس کے متعلق وضاحت یوں فرمائی کہ یہ ایک لکڑی ہوتی ہے جس میں 28 سوراخ کئے

جاتے ہیں، 14 ایک طرف اور چودہ دوسری طرف اور ان کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ شاید! یہ دو قسم کے کھیل ہوں لہٰذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

قِرْق کی تعریف:

اس کا تلفُّظ قِرْق ہے مگر حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے قاضی رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی تحریر سے اس کے دونوں حروف کو مفتوح کہا ہے (یعنی قَرَق) اور قِرْق مغربی شطرنج کو کہتے ہیں یعنی زمین پر ایک چوکور خط لگایا جاتا ہے اور اس کے درمیان صلیب کی طرح دو خط کھینچے جاتے ہیں، پھر خطوں کے سروں پر چھوٹے چھوٹے کنکر رکھ کر کھیلا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''اَلشَّامِل میں ہے کہ اِن دونوں (یعنی حُزَّۃ اور قِرْق) کے ساتھ کھیلنا چوسر کھیلنے کی طرح ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو حامد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تَعْلِیْق (یعنی شرح یا حاشیہ) میں ہے کہ یہ شطرنج کی طرح ہے اور یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ جس کھیل میں (ہار جیت کا) دارومدار مہروں (یعنی گوٹیوں) پر ہو وہ چوسر کی طرح ہے اور جس میں دارومدار غور و فکر پر ہو وہ شطرنج کی مثل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: یہ قول صحیح اور بہترین ہے، نیز جمہور کے چوسر اور شطرنج کے مابین بیان کردہ فرق کے مطابق بھی ہے۔ پھر انہوں نے حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو حامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے منقول کلام میں اختلاف کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام محاملی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ان سے نقل کیا کہ حُزَّۃ چوسر کی طرح ہے اور حضرت سیِّدُ نا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے نقل کیا کہ حُزَّۃ اور قِرْق دونوں چوسر کی طرح ہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام بَنْدَنِیْجِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے تصریح کی کہ یہ چوسر کی طرح ہے اور یہ تینوں حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو حامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد کی سند اور اُن کی تعلیق کے راوی ہیں اور اسے حضرت سیِّدُ نا امام رویانی اور حضرت سیِّدُ نا امام عمرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ذکر کیا۔

حضرت سیِّدُ نا اِبنِ رِفْعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''اَلْمَطْلَب'' میں نقل فرمایا: ''ان دونوں کو حرام قرار دینا عراقیوں کے مذہب کے عین مطابق ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام بَنْدَنِیْجِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُ نا ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) نے اس کی تصریح کی ہے۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ نا شیخ

ابو حامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد کی تعلیق کے حوالے سے حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی حکایت اوران کی بحث کو ذکر کرکے اسے برقرار رکھا۔ حضرت سیِّدُنا امام اِسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی سابقہ قِرْق والی بحث سے ان دونوں (یعنی حُزَّۃ اور قِرْق) کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں دارومدار غوروفکر پر ہوتا ہے نہ کہ اس چیز پر جسے پھینکا جا رہا ہو اور اَلرَّوْضَۃ میں یہ بحث چھوڑ دی۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُنا سلیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ کے ذکر کردہ اس کلام پر اعتراض کیا کہ یہ دونوں چوسر کے معنی میں برابر ہیں کیونکہ اگر ان دونوں میں غوروفکر پر اعتماد ہوتا تو دونوں کا حکم چوسر کی طرح نہ ہوتا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''شاید! شہروں کے عرف وعادت وغیرہ کے مختلف ہونے سے حکم بدلتا رہتا ہے۔'' صحیح یہ ہے کہ اس میں بہت زیادہ اختلاف نہیں کیونکہ جب قاعدہ معروف اور ثابت ہو تو حکم کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اس میں غوروفکر اور حساب پر اعتماد ہو تو شطرنج کی طرح جائز ہونے کے علاوہ کوئی صورت نہیں اور جب اندازے پر اعتماد ہو تو چوسر کی طرح حرام ہونے کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا گزشتہ فیصلہ اور حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا صحیح قول یہ ہے کہ چوسر کھیلنا حرام اور فسق ہے اور اس سے گواہی مردود ہو جاتی ہے اور اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اسی طرح چودہ مُہروں کے ساتھ کھیلا جانے والا کھیل اور اس جیسے دیگر کھیل چوسر کی طرح حرام ہیں اور وہ کھیل بھی حرام ہے جسے عام لوگ طاب اور دُک کہتے ہیں کیونکہ اس میں اعتماد اس شے پر ہوتا ہے جسے نرکل کے 4 حصے نکالتے ہیں اور اس سے دل میں خوشی ہوتی ہے اگرچہ یہ کھیل جوا اور بے ہودگی سے خالی ہوتا ہے مگر بعض اوقات اس کی طرف لے جاتا ہے (لہٰذا یہ بھی حرام ہے)۔

اَلْخَادِم میں ایسا ہی کلام ذکر کیا اور فرمایا: ''گنجفہ بھی اسی کی مثل ہے۔ (یہ ایک ناجائز کھیل ہے، اس کی تعریف صفحہ نمبر **731** پر حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے) اور مسابقت (یعنی مقابلۂ تیر اندازی) کے باب میں اَنگوٹھی کے ساتھ کھیلنے کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا کلام اسی حکم کا تقاضا کرتا ہے اور جو حکم چوسر کھیلنے کے

بارے میں ہے وہی حکم چودہ مُہروں، صَدْر، سُلْفَہ، ثَوَاقِیْل، کِعَاب، رَبَارِیْب اور ذَرَّافَات کے ساتھ کھیلنے کے متعلق ہے (یہ عربوں کے چند کھیل ہیں) اور فرمایا: ''جو شخص اس جنس کا کوئی بھی کھیل کھیلے وہ بے وقوف اور مردودُ الشہادۃ ہے خواہ اس میں جوا ہو یا نہ ہو۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''ذکر کردہ بعض کھیلوں کے متعلق میں نہیں جانتا۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر446: گانے بجانے کے آلات بجانا
کبیرہ نمبر447: گانے بجانے کے آلات سُننا
کبیرہ نمبر448: بانسری بجانا
کبیرہ نمبر449: بانسری سننا
کبیرہ نمبر450: طَبلَہ یا ڈگڈگی بجانا
کبیرہ نمبر451: طَبلَہ یا ڈگڈگی سننا

کھیل تماشے کی مذمت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ۝۶ (پ۲۱، لقمٰن:۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کھیل کے آلات ہیں۔ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد نے اس کی تفسیر گانوں باجوں کے ساتھ کی۔

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ طنبورہ، سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے۔'' [1]

تنبیہ:

مذکورہ 6 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کے بارے میں اکثر کا یہی مؤقف ہے اور دیگر کو انہی پر قیاس کی گیا ہے بلکہ ''اَلشَّامِل'' میں تمام کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔

گانے باجے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللّٰہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ میرے شیخ (یعنی والدِ محترم) حضرت سیِّدُنا ابو محمد عبداللّٰہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ گانے باجے سننا گواہی مردود ہونے کا موجب نہیں بلکہ اس پر اصرار کرنے سے یہ مردود ہوتی ہے اور عراقیوں اور ہمارے عظیم شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے قطعی طور پر گناہِ کبیرہ قرار دیا اور حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی یہی فرمایا۔

دونوں فرماتے ہیں کہ گانے بجانے کے آلات سننے کے بارے میں ہمارا مذکورہ کلام اس صورت کے متعلق ہے کہ جب ایک مرتبہ اس کا ارتکاب کرنا مدہوشی و مستی نہ لائے ورنہ ایک بار سے ہی گواہی مردود ہو جائے گی۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک یہ حکم ہر اس چیز کے متعلق عام ہے جو گانے باجے کی مثل ہو اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عراقیوں کی طرف منسوب کردہ قول میں توقُّف کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام

---

[1] ......النہایۃ فی غریب الحدیث: والأثر، باب العین مع الراء، عرطب، ج۳،ص۱۹۶۔

ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ حضرت سیِّدُ نا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شافعی ہونے کے باوجود امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مؤقف کے برعکس رائے پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’جب ہم گانے بجانے کے آلات کو حرام قرار دیں گے تو یہ صغیرہ گناہ کہلائیں گے نہ کہ کبیرہ، جن میں استغفار کی ضرورت ہوگی اور ان پر اصرار کئے بغیر گواہی بھی مردود نہ ہوگی اور جب ہم کسی چیز کو مکروہ قرار دیں گے تو اس سے مراد نفسانی خواہشات کی پیروی والے کام ہوں گے جن میں استغفار کی حاجت ہوگی نہ گواہی مردود ہوگی جب تک کہ کثرت سے ان کا ارتکاب نہ کرے۔‘‘

’’اَلْمُھَذَّب‘‘ میں اسی کو اختیار کیا گیا اسی طرح حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی ’’تَعْلِیْق‘‘ (یعنی شرح یا حاشیہ) میں فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اگر کوئی شخص نکاح منعقد ہوتے وقت ریشم پر بیٹھا تو اس کی گواہی منعقد نہ ہوگی کیونکہ اس میں محلِ شہادت ادائے شہادت کی طرح ہوتا ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس سے جو مسائل اخذ ہوتے ہیں وہ فسق کو لازم نہیں کرتے۔ حضرت سیِّدُ نا فُوْرَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ’’اَلْاِبَانَۃ‘‘ میں اسی قول کو ذکر کیا اور حضرت سیِّدُ نا ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی طرف سے حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مذکورہ تردید کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’ذَخَائِر‘‘ میں حضرت سیِّدُ نا امام مَحلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کی تصریح اسی قول کے مطابق ہے۔ چنانچہ، وہ فرماتے ہیں کہ اس کا کبیرہ ہونا اَلشَّامِل کے کلام سے واضح ہے کہ جو ان حرام چیزوں میں سے کوئی چیز سنے وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے اور اس میں بار بار سننا بھی شرط نہیں۔

یہ گانے باجے کو حرام قرار دینے والوں کے کلام کا خلاصہ ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی مضامین ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ باجے اور ہر مست کرنے والی آواز کا سننا حرام ہے جیسے ستار، سارنگی، باجا، دوتارا یعنی چھوٹی سارنگی، جھانجھ، عراقی بانسری، چرواہے کی بانسری، ڈُگڈُگی اور اس کے علاوہ دیگر گانے باجے کے آلات وغیرہ۔

مِعْزَفَۃ کا معنی:

اس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ مِعْزَفَۃ سے مراد گانا گانے والی لونڈیوں کی آوازیں ہیں جبکہ گانے کے ساتھ

سارنگی کو بھی استعمال کیا جائے ورنہ اس کو یہ نام نہیں دیا جائے گا۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد ہر گانے بجانے والا آلہ ہے کیونکہ یہ ایسے آلات ہیں جو شراب پر اُبھارتے ہیں اور ان میں شرابیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے جو کہ حرام ہے۔اسی وجہ سے اگر چند لوگ کسی جگہ اکٹھے ہوں اور اپنی اس مجلس میں شراب نوشی کے برتن اور پیالے لاکر ان میں سَکَنْجَبِیْن (یعنی تُرشی اور مٹھاس سے بنا ہوا شربت) اُنڈیلیں اور ایک ساقی (یعنی پلانے والا) مُقرَّر کریں جوان سب کے اردگرد چکر لگا کر انہیں پلائے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسی باتیں کریں جو شراب نوشوں کی عادت ہے تو ان کا یہ عمل حرام ہے (اگر چہ شربت حلال ہے پھر بھی شرابیوں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے)۔

ابنِ حزم(1) کی تردید:

گانے بجانے کے آلات کی حرمت کئی اَسناد سے ثابت ہے اور ابنِ حزم کو اس کے خلاف وہم ہوا (لہٰذا اس نے ان کی حرمت کے متعلق مروی روایات کو موضوع قرار دے دیا) حالانکہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے اس پر تعلیق لکھی اور سیِّدُنا امام اسماعیلی، سیِّدُنا امام احمد بن حنبل، سیِّدُنا امام ابنِ ماجہ ابو عبد اللّٰہ محمد بن یزید قزوینی، سیِّدُنا امام ابو نعیم اور سیِّدُنا امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سِجِسْتَانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم نے اسے ایسی صحیح اسانید کے ساتھ بیان فرمایا کہ جن کے متعلق کوئی وجہِ طعن نہیں پائی جاتی اور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی ایک دوسری جماعت نے بھی ان روایات کو صحیح قرار دیا جیسا کہ بعض حفاظِ حدیث نے فرمایا اس بنا پر کہ خود ابن حزم نے دوسرے

---

(1)......ابنِ حزم کے متعلق خود مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کَفُّ الرِّعَاعِ عَنْ مُحَرَّمَاتِ اللَّھْوِ وَالسَّمَاعِ عَلٰی ھَامِش، الزَّوَاجِر، جلد1، صفحہ 145 پر فرماتے ہیں: ''یادرکھو! ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ابنِ حزم کی تذلیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ابنِ حزم کی بہت سی بے تکی باتیں ہیں اور اُمورِ قبیحہ ہیں جو اس کی سختی (طبیعت) اور ظواہر پر جمود کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔اس لئے محققین نے فرمایا: ابنِ حزم کا کوئی وزن نہیں اور نہ اس کے کلام کی طرف نظر کی جائے گی اور نہ اس کے خلاف (جو اہلسنَّت سے کیا) پر کوئی اعتبار و اعتماد کیا جائے گا۔'' اسی کتاب کے صفحہ 163 پر مزید فرماتے ہیں: ''ابنِ حزم تو اس بارہ میں ان سب ظاہر یوں (یعنی غیر مقلِّدین) سے زیادہ قبیح ہے۔ بے شک علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ابنِ حزم اور اس کے اصحاب کا کوئی وزن نہیں اور کسی کے لئے ابنِ حزم کی تقلید جائز نہیں اور اس کی بات کی طرف کان لگانا بالکل ناجائز ہے۔'' (تعارف چند مفسِّرین محدثین مؤرخین کا، ص۹،۱۰)

مقام پر اس کی تصریح کی کہ جب کوئی عادِل راوی عادِل راوی کو پا کر اس سے روایت کرتا ہے تو یہ بات اس کے سماع (یعنی احادیث سننے) اور ملاقات پر محمول ہوتی ہے۔ اب خواہ وہ کہے: اَخْبَرَنَا یا حَدَّثَنَا یا عَنْ فُلَانٍ یا قَالَ فُلَانٌ۔ تو ان میں سے ہر لفظ اس کے سماع پر دلالت کرتا ہے۔

ابنِ حزم کے کلام میں ٹکراؤ دیکھئے کہ اس نے حضرت سیِّدُنا امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کی اس روایت کے خلاف حکم دیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو مالک اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت میں ضرور ایک ایسی قوم ہوگی جو زنا، ریشم، شراب اور گانے باجے کے آلات کو حلال جانے گی۔'' (1)

یہ حدیثِ پاک کیف و مستی اور لہو ولعب والے آلات کے حرام ہونے کے متعلق صریح ہے اور شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے بیان کیا ہے کہ عراقی بانسری اور دوسرے آلاتِ موسیقی بجانے کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

ابن حزم اور اس کی پیروی کرنے والوں کی نفس پرستی پر تعجب ہے کہ انہوں نے تعصُّب کی انتہا کرتے ہوئے اس روایت اور اس باب میں مروی دیگر تمام روایات کو موضوع قرار دے دیا اور یہ ان کی جانب سے واضح جھوٹ ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں کسی کے لئے اس کے کسی قول پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''بانسری، آلاتِ موسیقی اور طبلہ یا ڈگڈگی کی آواز سننے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے سَلَف وخَلَف (یعنی پہلے اور بعد والے) کسی بھی معتبر امام کے حوالے سے اس کے جواز کا کوئی قول نہیں سنا اور یہ حرام کیوں نہ ہو حالانکہ یہ چیزیں شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہیں اور شہوتوں، فتنہ وفساد اور بے حیائی کو پھیلانے والی ہیں اور جو چیز ایسی ہو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی ایسا کرنے والے کے فاسق اور گنہگار ہونے میں کوئی شک ہے۔''

بعض شارِحینِ مِنْھَاج فرماتے ہیں: ''بانسری شرابیوں کا شِعار نہیں بلکہ اکثر ان کے پاس ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے کہ اس سے ان کا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں

(1)......صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیه بغیر اسمه، الحدیث ۵۵۹۰، ص ۴۸۰۔

کہ یہ قول باطل ہے بلکہ وہ اپنے مکانوں میں ایسی چیزیں رکھتے ہیں جن سے گانے باجے کے آلات کی آواز ظاہر نہیں ہوتی بلکہ علانیہ فسق وفجور میں مبتلا رہنے والے اربابِ حکومت بھی ایسے آلات کُھلے عام رکھتے ہیں۔''

آلاتِ موسیقی سے ممانعت کی وجوہات:

''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں ہے: ''(شراب کی اتباع میں) گانے بجانے کے آلات کی حرمت 3 وجوہات کی بنا پر ہے:

(۱)......آلاتِ موسیقی شراب نوشی کی دعوت دیتے ہیں اوران سے حاصل ہونے والی لذات شراب نوشی کی طرف لے جاتی ہیں اوراسی علت کی وجہ سے تھوڑی سی شراب پینا بھی حرام ہے۔

(۲)......جس نے چند دن سے شراب پینا ترک کیا ہو تو یہ آلات اسے شراب کی مجالس یاددلاتے ہیں اور یاد سے شوق اُبھرتا ہے اور جب شوق زیادہ ہوتا ہے تو شراب پینے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔

(۳)......آلاتِ لہو ولعب پر اکٹھا ہونا فاسقوں کی علامت بن چکا ہے ساتھ ہی ان سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ [1]

آلاتِ موسیقی کے جواز پر چند باطل اقوال اور اُن کی تردید

گزشتہ بحث میں آلاتِ موسیقی کی حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق بیان کیا جاچکا ہے مگر اس کی مخالفت میں درج ذیل باطل اقوال اور کمزور آراء پائی جاتی ہیں:

پہلا قول اور اس کا رَدِّ بلیغ:

پہلا قول ابنِ حزم کا ہے کہ سارنگی کی حرمت کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں۔ حالانکہ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر اور حضرت سیِّدُنا ابن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اس کی آواز سنی۔

ابنِ حزم نے ظاہری قبیح فرقہ (یعنی غیر مقلّدیت و وہابیت) پر جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ایسی بات کہی اور سارنگی حرام کیوں نہ ہوگی جبکہ یہ بھی تو آلاتِ موسیقی میں سے ہے اور اس کی حرمت پر صحیح حدیثِ پاک ابھی گزری ہے اور

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آداب السماع والوجد، بیان الدلیل علی إباحۃ السماع، ج۲،ص۳۳۶۔۳۴۷۔

مذکورہ دو اماموں (یعنی سیِّدُ نا ابنِ عمر اور سیِّدُ نا ابنِ جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم) کے متعلق ابنِ حزم کا گمان درست نہیں کیونکہ ان سے ایسی بات ثابت نہیں اور ایسا ہرگز ہو بھی نہیں سکتا جبکہ وہ انتہائی پرہیزگار، لہو ولعب وغیرہ کو حرام قرار دینے اور اس سے دُور رہنے والے ہیں اور اگر اس حدیثِ پاک کے متعلق ابنِ حزم کے گمان کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی بدعت کی مذمت، نئی نئی باتوں اور ان کے انکار پر دلالت کرنے والی عام احادیثِ مبارکہ سارنگی کی حرمت پر اس طرح دلالت کرتی ہیں کہ جس کا رد نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے جلیل القدر عالم حضرت سیِّدُ نا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ''ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام گانے بجانے کے آلات میں سے سارنگی بجانے کو خاص طور پر مباح قرار دیتے ہیں حرام قرار نہیں دیتے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ ان حرکات پر بنائی جاتی ہے جو غم کو ختم کرتی، ہمت کو قوت دیتی اور چستی میں اضافہ کرتی ہیں۔''

پھر اس کا رد کرتے ہوئے خود ہی فرماتے ہیں کہ اس کی حِلَّت کی یہ کوئی وجہ نہیں۔

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:) پس اس وجہ کو رد کرنے میں امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے اس قول کہ ''اس کی حِلَّت کی یہ کوئی وجہ نہیں'' سے شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے آلاتِ موسیقی کی حرمت میں اختلاف کی نفی کرنے سے حضرت سیِّدُ نا امام اَسنَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ان سے اختلاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے اور اس کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شاذ اور دلیل کی نفی کرنے والا ہے جو ترک کر دینے، اعراض کرنے اور اہمیت نہ دینے کے لائق ہے۔ علاوہ ازیں حضرت سیِّدُ نا امام اَسنَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا اس وجہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہنا درست نہیں کہ شیخین نے آلاتِ موسیقی میں مطلقاً اختلاف کی نفی کی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلْبَحْر'' میں خاص طور پر عُوْد (یعنی سارنگی) کے جواز کی ایک وجہ یہ بیان کی کہ کہا جاتا ہے کہ یہ بعض امراض میں نفع دیتی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی بات ذکر فرمائی۔ مگر اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب اس کے جواز کی علّت بعض امراض میں نفع مند ہونا بیان کی گئی ہے تو اس کی اباحت کو صرف اس مرض میں مبتلا شخص کے ساتھ ہی مقید کرنا چاہئے نہ کہ کسی دوسرے کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔

نیز جب اسے حاجتِ مرض کی وجہ سے مباح ٹھہرایا گیا ہے تو اس کو بطورِ علّت بیان کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ قطعی طور پر اس کے جواز کا حکم دینا چاہئے بشرطیکہ علاج اسی پر منحصر ہو جیسا کہ ایسی حالت میں کسی نجس چیز کے ساتھ علاج کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے اپنی کتاب ''مِنْھَاج'' میں قطعی طور پر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ آلاتِ لھو جب بعض امراض میں نفع دیں تو انہیں سننا جائز ہے۔ اس پر حضرت سیِّدُنا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَواد نے فرمایا: ''آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ثابت ہے۔'' اور معاملہ یونہی ہے جیسے انہوں نے فرمایا لہٰذا اس وقت اس وجہ کی کوئی حقیقت نہ رہے گی۔ پس یہ بات واضح ہو گئی کہ شیخین کا یہ بیان کرنا صحیح ہے کہ آلاتِ موسیقی میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سب بلا اختلاف حرام ہیں۔

گمراہ ابنِ طاہر کا ردِّ بلیغ:

ابنِ طاہر نے صاحبِ تَنْبِیْہ کے متعلق بیان کیا کہ وہ بانسری کا سننا نہ صرف جائز قرار دیتے بلکہ سنتے بھی تھے اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہے اور ان کے ہم عصر کسی عالم نے ان کا رد نہ کیا بلکہ اس کے جائز ہونے پر اہلِ مدینہ کا اتفاق ہے۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ابنِ طاہر کا رد کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ ناعاقبت اندیش (یعنی بے وقوف)، ممنوع کاموں کو مباح قرار دینے والا، بہت بڑا جھوٹا اور گندے عقیدے کا مالک تھا۔''

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے مذکورہ کلام ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ابنِ طاہر کا ایسا کرنا ناعاقبت اندیشی ہے حالانکہ یہ (یعنی بانسری سننا) مدینۂ منورہ کے بے حیا اور بے کار لوگوں کا عمل تھا اور ''صاحب تنبیہ'' کی طرف اس کی نسبت کرنا قطعی طور پر باطل ہے جیسا کہ میں نے ان کی کتاب کے بابُ السِّمَاع میں دیکھا ہے اور انہوں نے اپنی کتاب ''اَلْمُھَذَّب'' اور ''اَلْوَصَایَا'' میں بانسری کو حرام قرار دیا ہے بلکہ ان کی کتاب تَنْبِیْہ کا کلام بھی یہی تقاضا کرتا ہے اور جو شخص ان کا حال، پرہیز گاری کی انتہا اور تقویٰ کی پختگی جان لے گا وہ ان کے اس سے دور اور پاک ہونے کا یقین کرلے گا اور عقل مند شخص کسی ایسے پرہیز گار بندے کے متعلق یہ گمان کیسے کرے گا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین میں ایسی بات کہے گا کہ خود جس کے خلاف عمل کرتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس

بات میں گناہ اور نافرمانی کی نجاست بھی شامل ہو؟ اور ہماری معلومات کے مطابق جس نے بھی ان کی سوانح حیات بیان کی اس نے ان کے متعلق ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی اور ابنِ طاہر کا یہ قول کہ ''اَنَّہٗ مَشْھُوْرٌ عَنْہٗ'' بھی اس کی ناعاقبت اندیشیوں میں سے ہے اور اس کا گانے اور لھوولعب کے جواز پر صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے اجماع کا دعوی کرنا بھی اس کے اندھے اور بہرے ہونے کا نتیجہ ہے۔''

اسی سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ابنِ طاہر سے حضرت سیِّدُنا شیخ ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کے حوالے سے نقل کیا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

اسی وجہ سے ''اَلْخَادِم'' میں کہا کہ یہ حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی طرف سے تَلْبِیْس (یعنی خلافِ حقیقت ظاہر کرنا) ہے اور اس میں ان کے دوست کَمَال اُدْفَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب اَلْاِمْتَاع میں ان کی پیروی کی۔ حالانکہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کے حوالے سے اسے بیان کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ علمائے حدیث کے نزدیک گانے بجانے کے آلات کو مباح قرار دینے کے سبب ابنِ طاہر کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

حضراتِ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) کے اس قول ''بلکہ عراقی بانسریوں اور دوسرے آلاتِ موسیقی کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں'' پر اَلْخَادِم کے اس قول سے اعتراض کرنا رد کیا گیا ہے کہ ''شیخین کے اس قول میں نظر ہے کیونکہ بانس کی بانسریوں کو تار والے آلاتِ موسیقی کے ساتھ ذکر کرنے میں کوئی مناسبت نہیں'' تردید کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مناسبتِ تامہ پائی جاتی ہے اس لئے کہ عام بانسریاں اور دیگر تار والے آلاتِ موسیقی ہم جنس ہیں۔

دوسرا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

حضرت سیِّدُنا امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا جھانجھ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ گانے کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے اور اگر علیحدہ طور پر بجایا جائے تو مکروہ نہیں۔ اس لئے کہ علیحدہ طور پر اس سے کیف ومستی نہیں آتی اور یہ قول شاذ ہے، اسی وجہ سے جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ''اَلْبَحْر'' میں اس کو نقل کیا گیا تو اسے باطل قرار دیا گیا حالانکہ صاحبِ بَحْر اکثر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اتباع کرتے ہیں بلکہ ''صاحبِ بَحْر'' کا اکثر کلام حضرت

سیِّدُ ناامام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کتاب ''اَلْحَاوِی''ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سیِّدُ ناشیخ ابوحامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناامام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے جھانجھ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا:''سب سے پہلے زنادقہ (یعنی لادینوں) نے عراق میں اس کا آغاز کیا یہاں تک کہ لوگ (اس میں مشغول ہوکر) نماز اور ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گئے۔'' حضرت سیِّدُ ناامام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ فرماتے ہیں:''جھانجھ اکثر پیتل (کی دو پلیٹوں) سے بنائی جاتی ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسری پر مارا جاتا ہے اور یہ عربوں کے ساتھ خاص ہے جبکہ تاروالے آلاتِ موسیقی عجمیوں کے ساتھ خاص ہیں اور یہ دونوں لفظ (یعنی صَنْج اور ذُوالْاَوْتَار) عجمی ہیں جو بعد میں عربی میں استعمال ہونے لگے۔''

حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناقاضی حماۃ بارزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے خیال میں حضرت سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی مراد دوسرا قول ہے اور ان کا اس طرح کی بات کرنا عجیب ہے حالانکہ اس کے بعد حضرت سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ تالیاں بجانا حرام ہے اور اسے حضرت سیِّدُ ناشیخ ابومحمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد وغیرہ نے ذکر کیا لیکن امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس میں توقُّف کیا کیونکہ اس کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں البتہ! ڈگڈگی کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں کہ عربی جھانجھ تالیاں بجانے کی طرح ہے یا یہی عربی جھانجھ ہی تالیاں بجانا ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام ابنِ معین جزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول بھی ان کے قول کے موافق ہے کہ صلیل بغیر گانے کے کیف ومستی والے حرام آلاتِ موسیقی میں سے ہے جسے جھانجھ بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ آواز ہے جو لوہے کے دو ٹکڑوں کو ایک دوسرے پر مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

''اَلْمُحْکَم'' کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ جھانجھ کا اطلاق دف پر بھی ہوتا ہے اور اس سے مراد عربی جھانجھ ہے اور تاروالے آلاتِ موسیقی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اس صورت میں جھانجھ کے متعلق حضرت سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام کو دونوں صورتوں پر محمول کرنا جائز ہوگا نہ کہ جیسے حضرت سیِّدُ ناقاضی بارزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے گمان کیا ہے۔

''اَلْبَحْر'' میں شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے مطلقاً تالیاں بجانے کی حرمت منقول ہے اور ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے وضاحت نہیں فرمائی کہ تالیاں بجانے سے کیا مراد ہے؟

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں کہ جھانجھ کے متعلق متأخرین فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ آبنوس کی بہت مضبوط لکڑی ہوتی ہے، اس بات کو یہ علّت بیان کرنا تقوِیَّت دیتا ہے کہ یہ شرابیوں کی عادت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد پیتل سے بننے والی جھانجھیں ہیں جو ڈھولوں، سارنگیوں اور نقاروں کے ساتھ بجائی جاتی ہیں اور یہ بات اس کو ضعیف قرار دیتی ہے کہ یہ نہ تو کیف و مستی پیدا کرتی ہے اور نہ ہی کوئی صحیح الدماغ اور عقلِ سلیم کا مالک شخص اس کو سن کر لذَّت حاصل کرتا ہے۔

آلاتِ موسیقی کی اقسام مع احکام:

﴿1﴾...... ''اَلْحَاوِی'' میں ہے کہ لَھْو و لَعْب کے آلات یا تو حرام ہیں جیسے سارنگی، ستار، گانے بجانے کے آلات، ڈھول، بانسری اور ہر وہ آلۂ موسیقی جس کی آواز سے علیحدہ طور پر کیف و مستی حاصل ہو۔

﴿2﴾...... یا یہ آلات مکروہ ہیں یعنی جو گانے کے ساتھ تو کیف و مستی میں اضافہ کریں لیکن علیحدہ طور پر کسی کیف کا باعث نہ بنیں جیسے جھانجھ اور نرسل۔ لہٰذا ان کو گانے کے ساتھ بجانا مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

﴿3﴾...... یا مباح ہیں اور ان سے مراد وہ آلات ہیں جن سے پیدا ہونے والی آواز کیف و مستی سے نکال کر ڈرانے کی طرف لے جائے جیسے بِگل یا جنگ کا نقّارہ بجانا یا لوگوں کو اکٹھا کرنے یا اعلان کرنے کے لئے کوئی آلہ بجانا جیسے نکاح میں دف بجانا۔

جھانجھ کے متعلق جو کچھ مذکور ہوا وہ شاذ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس کا محل یہ ہے کہ اگر اس کی تفسیر یہ کی جائے کہ اس سے مراد تالیاں بجانا نہیں ورنہ اس میں کوئی کیف و سرور نہیں ہوتا۔ ہاں! بعض ممالک میں ہیجڑے ان کے عادی ہوتے ہیں تو اس صورت میں حرمت متحقق ہو جاتی ہے اس کی وجہ ڈگڈگی بجانے کے بیان میں آئے گی۔

طنبور (ستار) عود (سارنگی) سے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ان کے کاریگروں میں مشہور ہے۔ البتہ! اہلِ لغت کہتے ہیں کہ طنبور عود کو ہی کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عود اور طنبور وغیرہ اسمِ جنس ہیں جن کے تحت مختلف اقسام آتی ہیں

اور کبھی لفظِ عود کا اطلاق دیگر آلاتِ موسیقی پر بھی ہوتا ہے۔اس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اور کئی شافعی ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام یہ ہے کہ ''آلاتِ موسیقی سے پیدا ہونے والی آوازیں 3 اقسام پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک حرام ہے اور یہ وہ آلات ہیں جن سے بغیر گانے کے بھی کیف ومستی حاصل ہوتی ہے جیسے سارنگی، ستار، ڈھول، بانسریاں، باجے، پائپ کی بانسریاں، نقارے، سارنگی کی مثل ایک تار والے باجے اور آخری دو کے مشابہ آلاتِ موسیقی۔''

مزامیر کی اقسام:

مزامیر صُرْ نای (بانسری کی طرح کا ایک باجا) کو بھی شامل ہے اور اس سے مراد بانس کی ایسی لکڑی ہے جس کا ایک سِرا تنگ اور دوسرا کافی کھلا ہوتا ہے اور یہ قافلوں اور جنگوں میں اور نقاروں پر بجایا جاتا ہے اور یہ (مزامیر) کِـرْجَـۃ کو بھی شامل ہے اور یہ بھی صرنای کی مثل ہے مگر اس میں بانس کے نچلے حصے میں تانبے کا ایک ٹیڑھا ٹکڑا رکھا جاتا ہے جو دیہاتوں میں شادی کے موقع پر بجایا جاتا ہے اور یہ (مزامیر) نَـای کو بھی شامل ہے (جو کہ بانسری کی مثل ایک باجا ہے)۔ یہ پہلی دونوں قسموں سے زیادہ خوش کُن ہوتا ہے اور یہ دو ملی ہوئی لکڑیاں ہوتی ہیں۔ایک قول کے مطابق سب سے پہلے بنی اسرائیل نے بانسریاں بنائیں۔

تکیہ بجانے کا حکم:

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْـهِ رَحْمَـةُ اللّٰـهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ تکیوں پر کٹی ہوئی شاخیں مارنا عراقیوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن صاحبِ مُهَذَّب نے اس میں حرمت کو ترجیح دی ہے اور ''اَلْکَافِی'' میں اہلِ مراوزہ کے حوالے سے اسے حرام کہا گیا ہے (مراوزہ ایک شہر کا نام ہے)۔اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ان کے اکابر میں سے حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوعلی عَلَـيْـهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی نے اس کے مکروہ ہونے پر جزم کیا ہے اور صاحبِ کافی نے کٹی ہوئی شاخ سے پیٹنے کو سماع میں تالیاں بجانے کے ساتھ ملایا ہے۔

مَردوں کا تالیاں بجانا کیسا؟

حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَـيْـهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ مردوں کے لئے تالیاں بجانا مکروہ ہے کیونکہ یہ عورتوں

کے ساتھ خاص ہے اور مردوں کو ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ انہیں زعفرانی لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔

مذکورہ کلام جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا، تقاضا کرتا ہے کہ یہ مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔

تیسرا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

انہیں اقوال میں سے ایک قول حضرت سیِّدُ نا امام رافعی (متوفی ۶۲۳ھ)، سیِّدُ نا امام ماوردی، سیِّدُ نا امام خطابی (متوفی ۳۸۸ھ)، سیِّدُ نا امام رویانی، سیِّدُ نا امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) سیِّدُ نا امام محمد بن یحییٰ، سیِّدُ نا امام باجرمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کا بھی ہے کہ ”یَرَاع“ جائز ہے (یہ بھی بانسری کی ایک قسم ہے) اسے شَبَّابَہ (یعنی مدہوش کر دینے والا بانسری جیسا آلہ) بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ سفر میں چلنے پر حُدِی خوانی کی طرح چُستی پیدا کرتا ہے۔

یہ قول شاذ ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا، جمہور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے حرام قرار دیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی اسی قول کو ترجیح دی جسے حضرت سیِّدُ نا ابنِ ابی عصرون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے درست قرار دیتے ہوئے فرمایا: بلکہ یہ (یعنی یَرَاع) ان تمام بانسریوں سے زیادہ حرام قرار دیئے جانے کے لائق ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ اس سے کیف ومستی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور یہ شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ اہلِ موسیقی کے نزدیک ایک ایسا مکمل آلہ ہے جو تمام نغمات کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قول کے مطابق یہ قیراط (یعنی دولت) میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ بانسری کی اعلیٰ قسم ہے اور جن علتوں کی بنا پر بقیہ تمام بانسریاں حرام ہیں وہ تمام بلکہ ان سے بھی زیادہ علتیں اس میں پائی جاتی ہیں لہٰذا اسے بدرجۂ اَولیٰ حرام قرار دینا چاہئے اور اس مسئلہ میں اختلاف کرنا بلاوجہ جھگڑا کرنے کے مترادف ہے۔

یہی حرمت کا قول منقول کے مطابق ہے کیونکہ اسی پر حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور جمہور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے نص قائم فرمائی ہے۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے کم کیف

ومستی والے کئی آلات کوحرام قرار دیا ہے جیسے ڈگڈگی، لہوولعب کا طبلہ یعنی بڑا ڈھول اور خوشی اور بچوں کے ختنہ کے موقع کے علاوہ دف بجانا اور انہیں حرام قرار دینے کی وجہ ان کا لھــو ہونا ہے کہ جن سے جائز نفع حاصل نہیں کیا جاتا۔ پس اس کے لھـو ہونے کے ساتھ ساتھ نفوس کی خواہشات ولذّات کی طرف میلان ذکرِالٰہی اور نماز سے روکنے کا باعث بھی بنتا ہے تو یہ بدرجۂ اَولیٰ حرام ہونا چاہیے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے شبابہ کے مسئلہ میں حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) سے اختلاف کیا ہے اور اصل مذہب اور اہلِ عراق کا کلام یہی تقاضا کرتا ہے اور ذخائر میں شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بہترین حکم یہ نقل کیا گیا ہے کہ تمام بانسریاں مطلقاً حرام ہیں۔''

عراقیوں نے بغیر تفریق کئے بانسری کی تمام اقسام کو حرام قرار دیا۔ پس مذہبِ جمہور کے مطابق شَبَّابَہ حرام ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم ضیاء الدین عبدالملک بن زید دَولَعِی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی تحریم کی دلیل میں طویل کلام کرتے ہوئے فرمایا: ان اہلِ علم پر حیرانی ہوتی ہے جو شَبَّابَہ کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کی ایسی وجہ بیان کرتے ہیں جس کی فساد کے علاوہ کوئی سند اور اصل نہیں اور اسے حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ یہ آپ کا مذہب ہو یا آپ کے اصحاب میں سے کسی کا مذہب ہو جس پر آپ کے مذہب کو جاننے میں اعتماد کیا جاتا ہو اور وہ آپ کی طرف منسوب ہوتا ہو۔

یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے تمام اقسام کے گانے بجانے کے آلات کو حرام قرار دیا اور شَبَّـابَـہ بھی گانے بجانے کے آلات میں سے ہے اور ان کی ہی ایک قسم ہے بلکہ اسے بدرجۂ اَولیٰ حرام ہونا چاہیے کیونکہ اس کی تاثیر (بانسری کی مثل باجوں) نای اور صُرْنای سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

آلاتِ موسیقی کی وجۂ حرمت:

آلاتِ موسیقی اپنے ناموں اور لقبوں کی وجہ سے حرام نہیں ہیں بلکہ ان میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور نماز سے رکاوٹ، تقویٰ سے دُوری، خواہشات کی طرف میلان، گناہوں میں ڈوبنا اور اس حرام کام کے برقرار رکھنے میں اپنے

نفس کو ڈِھیل دینا پایا جاتا ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے لے کرآخر وقت تک بصری، بغدادی، خراسانی،شامی،خزری، پہاڑوں میں رہنے والے،حجازی،مَاوَرَاءُ النَّھر اوریمن میں رہنے والے سب اسی مذہب پر قائم ہیں اورحضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمررَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔حضرت سیِّدُ نا امام دَولَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا۔

گویا حضرت سیِّدُ نا امام دَولَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مذکورہ کلام کی ابتدا میں حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) پرتعریض کی (یعنی اُن کی طرف اشارہ کیا) گویا یہ اُن کے ہم زمانہ تھے کیونکہ اِن کی ولادت اُن کی وفات کے 10 سال بعد ہوئی۔

حضرت سیِّدُ نا امام جمال الاسلام بن بزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:''بلاشبہ شَبَّابَہ بھی ایک قسم کی بانسری ہے جس کی حرمت نص سے ثابت اورمشہور ہے۔اس کا انکار کرنا واجب اور سننا حرام ہے اورعلمائے متقدمین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن میں سے کسی نے اس کی حِلَّت اوراس کے سننے کے جواز کا قول نہیں کیا اورجس نے اسے حلال اوراس کا سننا جائز قرار دیا وہ خطا کرنے والا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ قول ضعیف بلکہ شاذ ہے کہ شہر میں غیر معقول استعمال کی وجہ سے شَبَّابَہ مکروہ ہے لیکن سفراور چراگاہ میں مباح ہے کیونکہ یہ چلنے پر اُبھارتی اور جب چوپاؤں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو تو انہیں اکٹھا کرتی ہے۔(پھر مصنِّف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس قول میں نہایت ہی ضعیف احتمال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) مطلق حِلَّت کے قول کی طرح اس صورت پر محمول کر دیا جائے کہ جس طرح بچے اور چرواہے موسیقی کے کسی قانون کو مدِّ نظر رکھے بغیر بجاتے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ جس کی ایک ہی لَے (یعنی سُر) ہو کیونکہ اس وقت یہ حِلَّت کے قریب ہوگی جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا، مزید فرماتے ہیں کہ اگر اسے مسرت پیدا کرنے والے معروف انداز پر بجایا جائے تو یہ مطلقاً حرام ہے۔ بلکہ یہ (یعنی شبابہ) ان تمام بانسریوں سے زیادہ حرام قرار دیئے جانے کے لائق ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ اس سے کیف ومستی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور یہ شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہے اور بعض کاریگر کہتے ہیں: یہ ایک ایسا مکمل آلہ ہے جو

تمام نغمات کو پورا کرنے والا ہے۔اور دیگر کہتے ہیں: یہ قیراط (یعنی دولت) میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:''یہ بانسری کی اعلیٰ قسم ہے جن عِلَّتوں کی بنا پر بقیہ تمام بانسریاں حرام ہیں وہ تمام بلکہ ان سے بھی زیادہ عِلَّتیں اس میں پائی جاتی ہیں لہٰذا اسے بدرجۂ اَولیٰ حرام قرار دینا چاہئے۔''

حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں:''حضرت سیِّدُ ناامام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) کی بات واضح طور پر ثابت ہے اور اس میں اختلاف کرنا خواہ مخواہ جھگڑا کرنا ہے اور حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث جس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، اس میں حفّاظِ حدیث کا اختلاف ہے اور اسی کو حضرت سیِّدُ نانافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا کہ'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں اُنگلیاں رکھ لیں اور راستے سے ہٹ گئے اور فرماتے رہے: ''اے نافع! کیا بانسری کی آواز سن رہے ہو؟'' تو میں کہتا رہا: جی ہاں اور جب میں نے کہا: نہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ راستے کی طرف لوٹ آئے پھر ارشاد فرمایا:''میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔''[1]

حضرت سیِّدُ ناحافظ محمد بن نصر سلامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا:''یہ حدیث صحیح ہے۔'' پھر فرمایا:''اس وقت حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بالغ تھے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر 17 برس تھی۔'' مزید فرمایا:''یہ شارِع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اُمّت کو سکھائے کہ بانسری، شبابہ اور ان کے قائم مقام دیگر آلاتِ موسیقی کا سننا حرام ہے اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو رخصت دینا اس وجہ سے تھا کہ وہاں ایسی ضرورت ثابت تھی جس کا حل فقط یہی تھا کہ کبھی ضرورتاً ناجائز چیز مباح ہو جاتی ہے۔'' پھر فرمایا:''پس جس نے اس (یعنی گانے باجے کے) معاملے میں رخصت دی وہ سنت کی مخالفت کرنے والا ہے۔''

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الفقر والزھد والقناعۃ، الحدیث:۶۹۲، ج۲، ص۴۰۔

بانسری کے جواز میں اختلاف

قائلینِ جواز کے دلائل:

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک سے ہمارے شافعی ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے بانسریوں کی حرمت پر استدلال کیا اور اسی پر شَبَّابَہ میں حرمت کی بنیاد رکھی اور جو علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس کے مباح ہونے پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینہ کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کو کان بند کرنے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی چرواہے کو منع فرمایا لہٰذا یہ اس پر دلیل ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کراہتِ تنزیہی کے طور پر ایسا کیا۔ یا پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذکر یا سوچ وفکر کی حالت میں تھے اور بانسری کی آواز خلل ڈال رہی تھی اس وجہ سے اپنے گوشِ اقدس (یعنی کان مبارک) بند فرمالئے۔

قائلینِ جواز کی تردید:

قائلینِ جواز کی تردید میں درج ذیل امور ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)...... پہلا جواب تو یہ ہے کہ چرواہے کی بانسری دراصل ایسی نہ تھی جسے اس فن کے ماہر بناتے ہیں اور اسی میں اختلاف ہے، یعنی وہ بانسریاں جنہیں وہ مہارت سے بناتے ہیں اور جن کے تحت ان کی تمام خوش کُن انواع ہوتی ہیں اور یہ بات بھی معلوم شدہ ہے کہ چرواہوں کی بانسری بانس کی ہوتی ہے جو اس بانسری کی طرح نہیں ہوتی جسے کاریگری اور نفاست پسندی سے بنایا جاتا ہے بلکہ وہ ایسے طریقے پر بنائی جاتی ہے جس میں وہ ایسے نغمات ایجاد کرتے ہیں جو شہوت اُبھارنے کا باعث بنتے ہیں۔

(۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کو کان بند کرنے کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ تھی کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے افعال آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اقوال کی طرح حُجَّت ہیں۔ لہٰذا جب آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کیا تو حضرت سیِّدُ نا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی

عَنْهُمَا نے بھی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرنے میں جلدی کی اور ان کے متعلق کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع نہ کی ہوگی حالانکہ وہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے زیادہ اتباع کرنے والے تھے؟ اسی وجہ سے حضرت سیِّدُ نا امام دَولَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''یہ بات اس شخص کے دل میں کبھی نہیں کھٹک سکتی جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی قدر ومنزلت اور ان کے طریقے سے واقف ہو۔'' مزید فرماتے ہیں: ''آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کہ ''یَاعَبْدَ اللّٰہِ! ھَلْ تَسْمَعُ؟'' کا معنی ہے، ''یَاعَبْدَ اللّٰہِ! تَسْمَعُ ھَلْ تَسْمَعُ؟ یعنی اے عبد اللہ! تم سُن رہے ہو، کیا آواز آ رہی ہے؟'' اور کلام کی اس پر دلالت واضح ہونے کی وجہ سے پہلا تَسْمَعُ گرا دیا کیونکہ جو شخص اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لے وہ نہیں سُن سکتا جبکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس قدر سننے کی اجازت فقط حاجت کی وجہ سے دی گئی تھی۔''

(۳)......تیسرا جواب یہ ہے کہ توجہ سے کان لگا کر سننا ممنوع ہے نہ کہ بلا ارادہ اتفاقاً سننا۔ اسی وجہ سے ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے وضاحت فرمائی کہ جس کے پڑوس میں لہو ولعب کے حرام آلات سنے جاتے ہوں اور وہ انہیں ختم نہ کر سکتا ہو تو اس کے لئے وہاں سے نقل مکانی (یعنی چلے جانا) ضروری نہیں اور وہ ارادے اور کان لگائے بغیر سننے سے گنہگار بھی نہ ہوگا۔

قائلینِ جواز کا رد کرتے ہوئے حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''نافع کے قول ''زَمَّارَۃُ رَاعٍ'' (یعنی چرواہے کی بانسری) کے متعلق یہ ثبوت نہیں کہ وہ شَبَّابَۃ تھی کیونکہ چرواہے تو شُعَیْبَۃ وغیرہ بجاتے ہیں جس کے متعلق وہم کیا جاتا ہے کہ جس کا نام شُعَیْبَۃ ہے وہ خالصتاً مباح ہے۔ لیکن میں نے کسی امام کو یہ کہتے ہوئے نہیں پایا۔ جبکہ شُعَیْبَۃ چھوٹی چھوٹی چند لکڑیاں قطار میں جوڑ کر بنائی جاتی ہے اور اس سے اس کے عادی کے مزاج کے مطابق کیف ومستی پیدا ہوتی ہے اور یہ بھی بلاشبہ شَبَّابَہ یا مزمار ہی کی ایک قسم ہے۔

سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے قول کی تردید:

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے شَبَّابَہ کی اباحت کی طرف میلان کرتے ہوئے جو بات کہی، مذکورہ دلیل سے اس کا بھی رد ہو گیا اور وہ بات یہ ہے کہ حرمت کسی معتبر دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتی اور حضرت سیِّدُ نا

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ ھ) نے بھی اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور انہیں یہ جواب بھی دیا گیا کہ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حدیثِ پاک میں اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں تو پھر بھی یہاں تو دلیل موجود ہے اور وہ گزشتہ تقریر سے معلوم ہو چکا ہے کہ شَبَّابَہ کو ان تمام آلاتِ موسیقی پر قیاس کیا گیا ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ یہ بھی مستی و مدہوشی پیدا کرنے میں دوسرے تمام آلاتِ موسیقی کے ساتھ نہ صرف شریک ہے بلکہ بسا اوقات اس میں عیش وطرب دیگر آلاتِ لہوولعب جیسے سارنگی ورباب وغیرہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس اسے یا تو قیاس کرنا بہتر ہے یا پھر یہ سارنگی ورباب کے برابر ہے اور چونکہ مذکورہ دونوں آلات حرام ہیں لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔

یَرَاع سے کیا مراد ہے؟

شَبَّابَہ کو یَرَاع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ درمیان سے خالی ہوتا ہے۔ اور اسی سے ہے: ''رَجُلٌ یَرَاعٌ لَا قَلْبَ لَہٗ یعنی وہ اتنا بُزدل شخص ہے گویا اس کے پاس دل ہی نہیں۔'' یعنی وہ بانس کی طرح اندر سے کھوکھلا ہے۔ یہ لفظ اسمِ جنس ہے جس کا واحد یَرَاعَۃٌ ہے جیسا کہ ''تَھْذِیْبُ النَّوَوِی'' میں ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یَرَاع سے مراد ہر وہ نبات ہے جس کا تنا پتلا، کھوکھلا اور گانٹھ دار ہو نیز اس میں پوری اور گرہ بھی ہو جبکہ یَرَاعَۃ سے مراد کسی درخت کی پوری یا نلکی ہے کہ جس کے دونوں طرف گرہ ہو۔ اس صورت میں یَرَاع کی تفسیر شَبَّابَہ کے ساتھ کرنا وسعت کے طور پر ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یَرَاع کا واحد یَرَاعَۃٌ ہے تو پھر جمع سے کسی مفرد کی تفسیر کیسے ہو سکتی ہے؟

بعض متأخرین فرماتے ہیں کہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے اختلاف کا محل نرکل نہیں جسے موصول بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اسے بھی دوسرے گانے بجانے کے آلات کے ساتھ ملا کر بجایا جاتا ہے اور یہ شرابیوں کا شعار ہے جیسا کہ شرابیوں کے حالات سے واقف کسی پر یہ بات مخفی نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) فرماتے ہیں کہ یَرَاع سے مراد ہر نرکل و بانس نہیں بلکہ اس سے مراد عراقی بانسری ہے اور ایسے آلاتِ موسیقی بلا اختلاف حرام ہیں جنہیں دوسرے گانے بجانے کے آلات سے ملا کر بجایا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے موقف کی تر دید میں کئے گئے کلام سے اس قول کی بھی تر دید ہو جاتی ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب ''اَلتَّوْشِیْح'' میں ذکر کیا کہ مجھے انتہائی جستجو کے باوجود یَــرَاع کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ملی جو میرے نزدیک جائز ہے اگر اس کے ساتھ بھی کوئی دوسرا حرام آلہ ملا دیا جائے تو دونوں حرام ہو جائیں گے اور جو اہلِ ذوق نہیں ان کے لئے میرے نزدیک اَولیٰ یہ ہے کہ وہ اس سے مطلقاً اعراض کریں کیونکہ اس میں زیادہ تر نفسانی خواہشات ہی حاصل ہوتی ہیں جو کہ شرعی مقاصد میں سے نہیں اور جو اہلِ ذوق ہیں ان کی حالت اُنہیں کے سپرد کر دی جائے گی اور اُن کا حکم اسی حالت و کیفیت کے مطابق ہوگا جو وہ اپنے دِلوں میں پاتے ہیں۔

سماع کا بیان وتحقیق

حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امامُ الصوفیہ حضرت سیِّدُ نا شیخ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ''محفلِ سماع میں شریک لوگ (۱)......یا عوام ہوتے ہیں حالانکہ بقائے نفوس کی خاطر ان کے لئے سماع حرام ہے (۲)......یا زاہدین ہوتے ہیں کہ حصولِ مجاہدہ کی خاطر ان کے لئے سماع مباح ہے (۳)......یا پھر عارفین ہوتے ہیں کہ حیاتِ قلبی کی خاطر ان کے لئے سماع مستحب ہے۔''[1]

(صاحبِ ''قُوْتُ الْقُلُوْب'') حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوطالب محمد بن علی حارثی مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی اسی طرح ذکر فرمایا اور (سلسلۂ سہروردیہ کے بانی وامام) شیخ الشیوخ حضرت سیِّدُ نا شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ''عَوَارِفُ الْمَعَارِف'' میں اسے صحیح قرار دیا۔

سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُ نا شیخ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے سماع کی اصطلاحی حرمت ذکر نہیں فرمائی بلکہ اُن کی مراد یہ ہے کہ سماع نہیں ہونا چاہئے۔ پھر حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نظم کی صورت میں اپنے والدِ محترم سے ایک فتویٰ نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رقص کرنے اور دف بجانے میں اختلاف ہے اور بے شک شریعت نے اسے ہرگز عبادت قرار نہیں دیا اور جس نے اسے جائز قرار دیا اس

---

[1] ......الرسالۃ القشیریۃ، باب السماع، ص۳۶۸۔

نے بھی اسے مباح ہی کہا اور جس نے بھی اسے اپنے دین کے لئے اس طرح چُن لیا کہ اس کی موجودگی ہی میں عبادت کرتا ہے تو وہ حسرت ونقصان میں مبتلا ہوا کیونکہ عاشقِ حقیقی اور عارف باللّٰہ پر جب وَجْد کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ حالتِ مدہوشی میں (محبت وعشق کی وادیوں میں) اس طرح سرگرداں ہو جاتا ہے کہ اسے اس حالت پر ملامت نہیں کی جاتی بلکہ اس کی تعریف کی جاتی ہے کیونکہ اسے حاصل ہونے والی لذات انتہائی عمدہ و پاکیزہ ہوتی ہیں۔

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''آج کل کا سماع بلاشبہ حرام ہے کیونکہ اس میں بے شمار برائیاں شامل ہوگئیں ہیں جیسے مردوں عورتوں کا اختلاط اور عام لوگوں کا فضول کاموں میں مبتلا ہونا۔لہٰذا حاکم پر لازم ہے کہ انہیں اس سے روکے۔''

اور حضرت سیِّدُنا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ جس نے ہر مہینے میں کئی بار سماع کی عادت بنائی وہ فاسق ہوگیا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور اگر مہینے میں ایک بار کی عادت بنائی تو وہ فاسق تو ہوگا لیکن اس کی گواہی مردود نہیں ہوگی۔حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قول کلامِ فقہا کے مفہوم کے برعکس ہے۔

سماع کی چند صورتیں:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''سماع کی 3 صورتیں ہیں: (۱)...... یا تو یہ محمود (یعنی پسندیدہ) ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ جس پر محبتِ الٰہی اور اس کی ملاقات کے شوق کا غلبہ ہو اس پر سماع کے ذریعے کشف و کرامات کے احوال ظاہر ہو جاتے ہیں۔(۲)...... یا پھر مباح ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جائز عشق کرے یا سماع کے سبب اس پر محبتِ الٰہی غالب آئے نہ کہ نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو۔(۳)...... یا پھر یہ حرام ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ سماع کے باعث کسی شخص پر حرام چیزوں کی محبت غالب آجائے۔'' (1)

......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ۶،جز ۲۱ء،ص۹۷۔

رقص اور اشعار کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام عزبن عبدُ السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام سے عشقیہ اشعار سننے اور رقص کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''رقص بدعت ہے اور کوئی ناقص العقل ہی اس کا عادی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ عورتوں کو ہی زیب دیتا ہے اور ان اشعار کے سننے میں کوئی حرج نہیں جو اُمورِ آخرت کی یاد دِلا کر عالی مرتبہ احوال پر اُبھارنے والے ہوں۔ بلکہ ایسے اشعار سننا اس وقت مستحب ہے جب کوئی فتور اور مردہ دلی کا شکار ہو۔ البتہ! جس کے دل میں بری خواہشات ہوں وہ محفلِ سماع میں حاضر نہ ہو کیونکہ یہ اس کی دِلی خواہشات کو مزید اُبھارے گا۔'' (1)

سننے اور سنانے والوں کے اعتبار سے سماع کی اقسام:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں کہ سننے اور سنانے والوں کے اعتبار سے سماع کا حکم مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہ سب معرفتِ الٰہی رکھتے ہوں تو ان کے احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کا سماع بھی مختلف ہوتا ہے۔

﴿1﴾......جس پر خوفِ خداوندی غالب ہو تو خوف دلانے والی چیزوں کے ذکر کرنے سے اس میں اثر انداز ہوتا ہے کہ اس کے غم اور آہ و بکا میں اضافہ اور رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس کی یہ حالت عذاب کے خوف یا ثواب یا اُنس و قربِ الٰہی کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایسا شخص خوفِ الٰہی رکھنے والے یا محفلِ سماع میں حاضر ہونے والے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور اس میں قرآنِ حکیم کی تاثیر بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

﴿2﴾......جس شخص پر اُمید غالب ہو تو اُمید دلانے والی چیزوں کے ذکر سے اس پر سماع اثر کرتا ہے۔ اُنس و قرب کی اُمید رکھنے والے کا سماع ثواب کی امید رکھنے والے کے سماع سے افضل ہے۔

﴿3﴾......جس پر انعاماتِ الٰہی کی وجہ سے اس کی محبت غالب ہو تو اس میں انعام واکرام کا سماع مؤثر ہو گا یا مطلق کمال کے سبب اس کی محبت غالب ہو تو اس میں ذات کی بزرگی اور کامل صفات کا سماع مؤثر ہو گا اور یہ بیان کردہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

﴿4﴾......جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم واکرام کا غلبہ ہو وہ شخص مذکورہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

---

(1)......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ ۶، جز ۲۱، ص ۹۷۔

یہ تمام کیفیات سنانے والے کے اعتبار سے بھی مختلف ہوتی ہیں یعنی ولی سے سننا عام آدمی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور نبی سے سننا ولی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سننا نبی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔اسی وجہ سے انبیائے کرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام،صدیقین اور صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان گانے باجے اور غنا میں مشغول نہیں ہوتے تھے بلکہ کلامِ الٰہی کے سننے پر اکتفا فرماتے تھے۔(اور اگر وہ معرفتِ الٰہی نہ رکھتے ہوں تو ان کے احوال بھی مختلف ہوں گے۔پس)

﴿5﴾......جس پر جائز خواہش غالب ہو مثلاً وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا ہو تو اس میں محبت کے آثار، جدائی کے خوف اور ملاقات کی اُمید میں سماع مؤثر ہوتا ہے لہٰذا اس کے سماع میں کوئی حرج نہیں۔

﴿6﴾......جس پر حرام کام کی خواہش غالب ہو جیسے وہ کسی اَمْرَد یا اجنبی عورت سے عشق کرتا ہو تو اس میں سماع حرام کام کی طرف کوشش میں مؤثر ہوتا ہے اور جو چیز حرام کی طرف لے جائے وہ بھی حرام ہی ہوتی ہے۔

بہرحال جو شخص خود میں ان 6 اقسام میں سے کوئی قسم نہ پائے تو اس کا سماع مکروہ ہے۔حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ مباح ہے اور اکثر سماع میں فاسق وفاجر لوگ شریک ہوتے، روتے دھوتے اور ایسے مقاصد کے لئے بے قراری ظاہر کرتے ہیں جس کی خباثت کو اپنے دلوں میں چھپائے ہوتے ہیں لیکن ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ان کی یہ حالت اچھے مقصد کے لئے ہے۔یاد رکھئے! آخرت کے عالی مرتبہ احوال اور پسندیدہ صفات کو لازم کرنے والی صفات کے ذکر کے بغیر قابلِ تعریف سماع حاصل نہیں ہو سکتا۔

سماع کی شرائط:

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابو القاسم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی جو کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں شمار کئے جاتے ہیں، انہوں نے سماع کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں سماع کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی شرائط میں سے ہے کہ بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسما اور صفات کی معرفت حاصل ہو تا کہ وہ افعال اور مخلوقات کی صفات میں سے صفاتِ ذاتِ باری تعالیٰ جان لے۔نیز اسے اس بات کی بھی معرفت حاصل ہو کہ ذاتِ حق کی نعت گوئی میں کون سی صفات بیان کرنا منع ہیں

......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ ۶، جز ۲۱، ص ۹۷۔

اور اسے کن اوصاف سے متّصف کرنا جائز اور واجب ہے اور اس پر کن اسما کا اطلاق صحیح اور کن کا ممنوع ہے۔ سماع کے صحیح ہونے کی یہ شرائط دانش مندوں میں سے اہلِ تحصیل (یعنی سماع کی طلب رکھنے والوں) کے نزدیک ہیں۔'' [1]

اہلِ حقیقت کے نزدیک سماع کی شرط:

اہلِ حقیقت کے نزدیک سماع میں سچے مجاہدے کے ساتھ نفس کو فنا کرنا اور پھر مشاہدے کی روح سے دل کو زندہ کرنا شرط ہے۔ پس جس نے صحیح طور پر اپنا معاملہ سرانجام نہ دیا اور سچائی کے ساتھ اپنے مراتب کو نہ پاسکا تو اس کا سماع ضیاع اور کیفیاتِ وجد کا اظہار طبعی ہے، اس کے لئے سماع ایک ایسی آزمائش ہے کہ جس کی دعوت غلبۂ فسق دیتا ہے البتہ! اگر شہوت نہ پائی جائے اور خالص محبت حاصل ہو جائے تو پھر غلبۂ فسق اس کی دعوت نہیں دیتا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس بحث کا طویل ذکر فرمایا اور ان کے ذکر کردہ امور سے واضح ہوتا ہے کہ سماع کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھنے کے سبب آج کل کے اکثر بناوٹی صوفیوں پر سماع اور رقص حرام ہے۔ [2]

ڈگڈگی کی حرمت کا بیان

چوتھا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

ڈگڈگی کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''اگر ہم اسے معنوی اعتبار سے دیکھیں تو یہ دف کے معنی میں ہے۔ میں نے اس میں حرمت کا تقاضا کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی۔ البتہ! ہیجڑے اس کے بہت شوقین اور اسے بجانے کے عادی ہوتے ہیں۔''

آلاتِ موسیقی کے حرام ہونے کا قاعدہ:

اسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ''رائے اس چیز کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے کہ جس سے ایسی لُطف اندوز سُریلی آوازیں نکلیں جو انسان میں جوش پیدا کردیں اور اسے کیف و مستی اور ان آوازوں کے پیدا ہونے کی جگہوں میں بیٹھنے پر برانگیختہ کریں۔ لہٰذا گانے باجے کے تمام آلات کا حکم یہی ہے اور ہر وہ شے جس کی آواز لذت

---

[1] ......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ۶، جز ۲۱ء، ص۹۸۔

[2] ......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ۶، جز ۲۱ء، ص۹۸۔

بخش نہ ہو اور اسے ایسے نغموں کے لئے استعمال کیا جائے جو خوش کُن ہوں اگرچہ باعثِ لذت نہ ہوں تو یہ سب دف کے معنی میں ہوتے ہیں اور اس اعتبار سے ڈگڈگی دف کی طرح ہے۔ لہٰذا اگر اس کے متعلق حرمت کا حکم لگانا صحیح ہو تو ہم اسے حرام قرار دیں گے ورنہ اس میں توقُّف کریں گے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس میں معنوی اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہیں جو اسے دیگر تمام طبلوں سے جدا کر دے۔ البتہ! ہیجڑے اسے بجانے کے عادی اور اس کے دلدادہ ہوتے ہیں، اگر اس بارے میں صحیح حدیث مل جائے تو ہم اس پر عمل کریں گے۔

امام الحرمین کے قول کی تردید:

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول کی تردید اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ ان کی مذکورہ بحث اجماع کے مخالف ہے، لہٰذا ہم اس پر اعتماد نہیں کرتے اور جس مسئلہ میں اجماع ہو چکا ہو اس میں حدیث کی صحت وضعف کو نہیں دیکھا جاتا۔ حالانکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بذاتِ خود اپنے والدِ محترم حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد عبداللّٰہ بن یوسف جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے جو قول نقل کیا وہ اجماع کے موافق ہے۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم اس کے قطعی طور پر حرام ہونے کا حکم لگاتے اور فرماتے تھے کہ روایات میں اس کے بجانے اور اس کی آواز سننے والے پر سخت حکم موجود ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اس بات پر نص قائم فرمائی ہے کہ تفریحِ طبع کے ڈھول کی وصیت باطل ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ڈگڈگی کے علاوہ کوئی ڈھول دیگر آلات موسیقی میں داخل ہے حتی کہ اس کی وصیت کو باطل قرار دیا جائے۔ "بَسِیْط" میں اسی قول کی اتباع کرتے ہوئے ڈگڈگی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ طبلوں میں سے سوائے اس کے کوئی حرام نہیں۔

اعتراض: اَلْکَافِیْ کے قول کے مطابق ڈگڈگی حرام ہے اور تفریحِ طبع کا ڈھول بھی اسی معنی میں ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ ڈھول اور ڈگڈگی میں فرق ہے اور دوسرا یہ کہ عراقیوں نے بغیر کسی تفصیل کے ہر قسم کے ڈھول کو حرام قرار دیا؟

جواب: یہ کمزور طریقہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ڈگڈگی کے علاوہ تمام ڈھول جائز ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ عراقیوں کی مراد لہو کے ڈھول ہیں جیسا کہ کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی صراحت فرمائی اور لہو کے ڈھول کو مطلقاً حرام قرار دینے والوں میں حضرت سیِّدُنا عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی، حضرت سیِّدُنا امام بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور

صاحبُ الْاِنْتِصَار اور حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوحامد عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے یہی حکایت کیا گیا ہے اور اَلْحَاوِی اور المقنع وغیرہ کا کلام بھی یہی تقاضا کرتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ فرماتے ہیں کہ ڈھول بجانا اگر لَھْو کے طور پر ہو تو جائز نہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے جنگ اور عید کے ڈھول کو دیگر ڈھولوں سے خارج کرتے ہوئے بقیہ ہر قسم کے ڈھول کو مطلقاً حرام قرار دیا اور عید میں بھی ڈھول کو صرف مردوں کے لئے خاص کیا اور یہ بھی ایک ضعیف طریقہ ہے اور عراقیوں کے ایک گروہ نے یک رُخے (یعنی ایک منہ والے) ڈھولوں کو حرام چیزوں میں شمار کیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دوسرے کلام کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان کی یہ بحث تو بڑی خوب ہے لیکن ان سے قابلِ قبول نہیں کیونکہ اس میں انہوں نے حضرات ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے واضح کلام کی مخالفت کی۔ حضرت سیِّدُ نا ابنِ رِفْعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ امام الحرمین کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ڈگڈگی کے متعلق مروی روایات ان کے نزدیک صحیح نہیں اور جن روایات سے امام الحرمین کے مذکورہ کلام کا جواب دیا گیا ان میں سے ایک حضرت سیِّدُ نا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تَقْرِیْب میں ڈگڈگی کی حرمت نقل کرنے کے بعد ذکر فرمائی کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ”اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے۔“ [1]

حدیثِ پاک میں لفظ عَرْطَبَۃ سے مراد سارنگی ہے۔

مذکورہ وعید کے ساتھ ساتھ ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع بھی ہے۔ لہٰذا حضرت سیِّدُ نا سُلَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو کہ ہمارے اکابرین و متقدمین میں سے ہیں، (ان) کے ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع نقل کرنے پر آپ غور کریں تو واضح ہو جائے گا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ کی جس بحث کی تعریف کی ہے وہ اجماع کے خلاف ہے۔ اس صورت میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ حدیث صحیح ہو یا نہ ہو۔ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے یہی بات کہی ہے کیونکہ اجماع حجت ہوتا ہے اگرچہ صحیح حدیث اس کے خلاف ہو اس لئے کہ اجماع، طعن اور اعتراض سے محفوظ دلیل کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا وہ زیادہ پختہ ہوتا ہے۔

......النہایۃ فی غریب الحدیث: والأثر، باب العین مع الراء، عرطب، ج۳، ص۱۹۶۔

حضرت سیِّدُ ناابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) نے بھی ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع نقل فرمایا اور وہ ائمۂ نقل میں سے ہیں۔ چنانچہ، فرماتے ہیں: ''اس کے سننے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے سَلَف وخَلَف (یعنی پہلے اور بعد والے) کسی بھی معتبر امام کے حوالے سے اس کے جواز کا کوئی قول نہیں سنا۔''

حضرت سیِّدُ ناامام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ قول کہ ''ہیجڑے ڈگڈگی بجانے کے عادی اور انتہائی شوقین ہوتے ہیں'' اس کی حرمت کی قوی ترین دلیل ہے کیونکہ جو کام ہیجڑوں کا شعار ہو تو ان کے ساتھ مشابہت حرام ہونے کی وجہ سے اس کا کرنا حرام ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں کہ جو ڈھول بچوں کے کھیلوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں اگر یک رُخے ڈھولوں جیسے نہ ہوں تو یہ دف شمار ہوں گے مگر ڈگڈگی کی طرح کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر یہ طبلے ڈگڈگی کی صورت میں ہوں تو بچوں کو ان پر قدرت دینا حرام ہے لیکن اگر دیگر ڈھولوں کی صورت پر ہوں تو حرام نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ڈھولوں میں سے ڈگڈگی ہی حرام ہے جیسا کہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

کُوْبَہ کے مفہوم میں اختلاف:

حضرت سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی عبارت یہ ہے کہ ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم میں ہے کہ صرف اسی ڈھول کی آواز حرام ہے جسے ڈگڈگی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے متعلق ممانعت وارد ہوئی ہے اور یہ ایک لمبا ڈھول ہوتا ہے جو دونوں اطراف سے کشادہ اور درمیان سے تنگ ہوتا ہے۔''

کُوْبَہ کی تفسیر ڈھول کے ساتھ کرنے میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ ناامام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کی پیروی کی ہے اور کلامِ اَسْنَوِی تقاضا کرتا ہے کہ یہ لوگ مذکورہ تفسیر میں منفرد ہیں مگر یہ دُرُست نہیں۔ مذکورہ تفسیر کرنے والوں میں سے حدیث کے ایک راوی حضرت سیِّدُ ناامام علی بن ندیمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بھی ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ ناامام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) نے حضرت سیِّدُ ناسفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) کے حوالے سے ذکر کیا اور راوی کی تفسیر کسی دوسرے کی تفسیر سے مقدَّم ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی روایت کو زیادہ جانتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا باریک کمر والا ڈھول ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام عبداللطیف بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی نے بھی لُغَۃُ الْحَدِیْث میں اسی طرح بیان کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی کہا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہی فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مراد ہے اور صاحبِ تَنْقِیْب فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ مذکورہ ڈھول ہی ہے جس کے ساتھ نوجوانانِ قریش صفا و مروہ کے درمیان کھیلتے تھے۔

مذکورہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے علاوہ کچھ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک کُوْبَہ سے مراد نَرْد (یعنی چوسر) ہے۔ ان میں سے ایک تو حضرت سیِّدُ نا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) ہیں جنہوں نے ڈگڈگی کو ڈھول کہنے والوں کو غلط قرار دیا اور اسی کی مثل حضرت سیِّدُ نا ابن اعرابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی اور زمخشری نے بھی ذکر کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ اثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر نے "اَلنِّہَایَۃ" میں اسے صحیح قرار دیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ کے حوالے سے ذکر کردہ کلام اس کے متعلق مروی سخت حکم کو ختم نہیں کرتا۔ البتہ! اس کا ڈھول نام کے ہر آلے پر اطلاق کرنا صحیح نہیں۔

حاصلِ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ڈگڈگی کا ڈھول پر اِطلاق کیا جا سکتا ہے اور یہی فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مراد ہے اور انہوں نے گزشتہ حدیثِ پاک کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے" کو ڈھول، نرد اور شطرنج پر محمول کیا ہے اور نرد اہلِ یمن کی لغت ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے خیال کے مطابق اس کی ڈھول کے ساتھ تفسیر بیان کرنا لغت کی کتابوں میں مشہور کے خلاف ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ کے حوالے سے مذکور کلام ان کی تردید کے لئے کافی ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے اسے ڈھول اور نرد دونوں پر بولا جاتا ہے جبکہ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے صرف ڈھول ہی مراد لیا ہے لیکن آج کل جو ڈھول پایا جاتا ہے اس کے دونوں اطراف میں برابر کشادگی نہیں ہوتی، اسی طرح ایک طرف سے کھلا ہوتا ہے جس پر چمڑا ہوتا ہے اور اس پر مارا جاتا ہے

اور دوسری طرف سے تنگ ہوتا ہے جس پر کوئی چیز نہیں ہوتی (شاید! مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دور میں ڈھول ایسے ہوتے تھے) اور یہ تمام صورتیں فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مذکورہ تفسیر کے منافی نہیں برخلاف اس کے جس کو اس میں غلط گمان ہوا مگر وہ ہمارے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر452: غیر مُعَیَّن لڑکے کے متعلق عِشقیہ اشعار کہنا اور اس سے اظہار عشق کرنا

کبیرہ نمبر453: اَجْنَبِی مخصوص عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہنا اگرچہ برے انداز میں نہ کہے

کبیرہ نمبر454: غیر مُعَیَّن عورت کے متعلق فحش انداز میں عشقیہ اشعار کہنا

کبیرہ نمبر455: مذکورہ عِشقیہ اشعار کو ترنُّم سے پڑھنا

پہلے کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے اس طرح کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کے متعلق عشقیہ اشعار پڑھتا اور اس سے عشق کا اظہار کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اگرچہ معین نہ بھی کرے کیونکہ شہوت کے ساتھ لڑکوں کو دیکھنا ہر حال میں حرام ہے۔

"اَلتَّھْذِیْب" وغیرہ میں ہے کہ لڑکے میں بھی عورت کی طرح معین کرنا معتبر ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ قول حق کے زیادہ قریب ہے جبکہ پہلا قول انتہائی ضعیف ہے کیونکہ کسی کے متعلق عشقیہ اشعار پڑھنے سے شہوت کے ساتھ دیکھنے پر کوئی دلالت نہیں ہوتی اور اکثر شاعر حضرات اپنے اشعار میں نزاکت ولطافت پیدا کرنے اور اظہارِ فن کے لئے ایسا کہتے ہیں ورنہ وہ حقیقتاً عاشق نہیں ہوتے۔ لہٰذا بہتر توجیہ یہ ہے کہ غیر معین شخص کے متعلق صرف عشقیہ اشعار پڑھنے سے کوئی فاسق نہیں ہوتا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی ایک غزل ذکر کی جس کا ایک شعر یہ ہے:

لَوْ اَنَّ عَیْنَیَّ اِلَیْكِ الدَّھْرَ نَاظِرَۃٌ   جَآءَتْ وَفَاتِیْ وَلَمْ اَشْبَعْ مِنَ النَّظَرِ

ترجمہ: اگر میری آنکھیں تمام عمر تجھے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ میری موت آجائے تب بھی میری نظروں کی پیاس نہ بجھے گی۔

اس شعر کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی تصریح نہیں پائی جاتی کہ یہ غزل آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کسی لڑکے کے بارے میں کہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اپنی بیوی یا کنیز کے بارے میں کہی ہو۔

عنوان میں مذکور دوسرا اور تیسرا گناہ بھی کبیرہ ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا قاضی شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ”رَوْضَۃُ الاَحْکَام“ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے اور فحش انداز میں اس کا ذکر کرے تو وہ فاسق ہے خواہ اس کا ذکر تفصیل سے کرے یا مختصر اور اگر اسے معیَّن کرے اور وہ اس کی کنیز یا بیوی ہو تو وہ فاسق نہ ہوگا کیونکہ یہ کم حماقت ہے اور ایک قول کے مطابق اس کی گواہی مردود ہو جائے گی اور اگر وہ عورت اجنبی اور معین ہو تو وہ فاسق ہو جائے گا اور اگر غیر معین ہو تو فاسق نہ ہوگا۔ ایک قول کے مطابق غیر معین ہونے کی صورت میں بھی وہ فاسق ہو جائے گا کیونکہ یہ بھی گناہ ہے۔

حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کی عبارت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ وہ اس عمل سے فاسق نہ ہوگا اور اگر کہا جائے کہ اس کی گواہی مردود ہو جائے گی تو اس کی وجہ عدمِ مُرُوَّت ہے نہ کہ فسق۔ ”اَلرَّوْضَۃ“ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ قول زیادہ بہتر ہے کہ غیر معین عورتوں اور لڑکوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے سے عدالت میں خلل نہیں آتا اگرچہ ایسے اشعار کی کثرت ہو کیونکہ عشقیہ اشعار کہنا ایک فن ہے اور شاعر کا مقصد محض کلام میں عمدگی لانا ہوتا ہے نہ کہ ذکر کی ہوئی بات کو ثابت کرنا۔ حضرات شیخین فرماتے ہیں: ”اگر وہ کسی ایسی عورت کا نام لے جسے جانتا نہ ہو کہ وہ کون ہے تب بھی یہی حکم ہونا چاہئے اور اگر شاعر معین عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے یا اس کا فحش ذکر کرے یا اس کے پوشیدہ اعضا کی صفت بیان کرے تو اس کی گواہی مردود ہے۔

بیوی یا کنیز کی تشبیب کا حکم:

اگر وہ اپنی کنیز یا بیوی کے متعلق عشقیہ اشعار کہے تو اس میں دو مؤقف ہیں:

﴿1﴾...... پہلا مؤقِف یہ ہے کہ یہ جائز ہے اور گواہی بھی مردود نہ ہوگی۔ اس مؤقِف کے قائلین کہتے ہیں کہ جب عورت معین نہ ہوتو اس کی گواہی مردود نہ ہوگی کیونکہ ہوسکتا ہے اس کی مراد وہ عورت ہو جو اس کے لئے حلال ہو۔

﴿2﴾......دوسرا مؤقِف یہ ہے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ جب وہ اپنی بیوی کے ان معاملات کا ذکر کرے جن کو چھپانا اس کا حق ہے تو مُرُوَّت کے ساقط ہونے کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہو جائے گی۔

اعتراض: جس چیز کا چھپانا ضروری ہو اس کے متعلق مُرُوَّت کے ساقط ہونے کا دعویٰ کرنا ممنوع ہے۔

جواب: مروَّت کے ساقط ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے ساتھ بے پروائی اختیار کرنا بھی شامل ہو جائے کیونکہ اس میں اس کی اولاد کی رسوائی پائی جاتی ہے اور بلاشبہ اس معاملے میں بے پروائی کا مظاہرہ کرنا مُرُوَّت کے منافی ہے۔

اعتراض: حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے اس کے سبب گواہی مردود نہ ہونے پر نص قائم فرمائی ہے۔

جواب: حرفِ آخر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے دو دلیلیں منقول ہیں شیخین نے ان میں سے ایک کو زیادہ واضح ہونے کی وجہ سے ترجیح دی لہٰذا ان دونوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اعتراض: جمہور نے گواہی مردود نہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے۔

جواب: میں نے حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی وغیرہ کا کلام دیکھا ان سب کا اس پر اتفاق پایا کہ شیخین کی ترجیح اور جمہور کے مذہب کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں۔ کیونکہ شیخین کا قول اُس شخص کے متعلق ہے جو اپنی بیوی کی پوشیدہ باتیں بیان کرتا ہے مثلاً جماع اور خلوت کے معاملات کو بیان کرتا ہے اور جمہور کا قول اس شخص کے متعلق ہے جو غیر معین عورت یا اپنی بیوی کے متعلق عشقیہ اشعار کہے مگر مُرُوَّتاً پوشیدہ باتوں کا ذکر نہ کرے۔

پہلا مؤقف میرے ذکر کردہ کلام کے موافق ہے اور یہ بات بھی اس کے حرام نہ ہونے کی تائید کرتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں سُعَاد کے متعلق عشقیہ اشعار کہے مگر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع نہ فرمایا۔ اس بات کو اس پر محمول کیا گیا کہ دراصل سُعَاد حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی اور چچازاد بہن تھی اور اس کے ساتھ

ان کی زندگی کا ایک طویل حصہ گزرااور اب جدائی بھی طویل ہوگئی تھی۔

"اَلـرَّوْضَـة" میں مذکور یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ یہ بات مُرُوَّت میں خلل ڈالتی ہے کہ کوئی شخص لوگوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو بوسہ دے یا باہم خلوت کے معاملات بیان کرے اور "اَلـرَّوْضَـة" میں نکاح کے باب میں اسے مکروہ کہا اور شرح مسلم میں اسے حرام قرار دیا اور یہ بات اس حکم کے منافی نہیں کیونکہ پہلا قول جماع اور اس کے مقدمات ذکر نہ کرنے کے متعلق ہے اور دوسرا ان دونوں کے ذکر کے متعلق ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے والے کی گواہی مردود ہونی چاہئے اگرچہ وہ کسی کو معین نہ کرے، کیونکہ اگر وہ اس کی بیوی ہو تو اس نے ایسی باتوں کو ذکر کیا جنہیں چھپانا اس کا حق تھا یا اگر وہ اجنبیہ تھی تو اس سے بھی سخت جرم کیا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کسی کی تعیین نہ ہونے کی صورت میں درگزر کیا جا سکتا ہے اور اس صورت میں ان کے مابین موازنہ کرنا جائز نہیں اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا قول اس کی تائید کرتا ہے کہ "اگر وہ اپنی بیوی کے بارے میں عشقیہ اشعار کہے اور محبت وچاہت کے علاوہ کوئی چیز ذکر نہ کرے یا محض ظاہری تشبیہات کا ذکر کرے تو یقینی طور پر ثابت ہے کہ یہ نقصان دہ نہیں۔ اسی طرح اگر غیر معین عورت کا تذکرہ کرے اور فحش ذکر نہ کرے تو یہی حکم ہے۔"

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ یہ بھی یقینی طور پر ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی عورت کا نام لے جس کو وہ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور فحش بات اور تہمت کے بغیر اس کے ظاہری محاسن، چاہت اور محبت کا تذکرہ کرے تو کہنے والے پر عیب نہیں لگایا جائے گا اور اس میں اختلاف ثابت نہیں۔ اس طرح کا تذکرہ شعرا نے لیلیٰ، سعدی، دعد، ہند اور لُبنٰی کے متعلق کیا ہے اور اس میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں (اپنے قصیدہ لامیہ کا مطلع یعنی پہلا) شعر پڑھا:

بَـانَـتْ سُعَـادُ فَقَلْبِیْ اَلْیَوْمَ مَتْبُوْلُ **ترجمہ:** (آہ) سُعَا دجدا ہوگئی پس آج میرا دل مغموم ہے۔[1]

......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب اسلام کعب بن زهیر، الحدیث: ۶۵۲۶، ج۴، ص۷۵۷۔

اس قصیدے میں ایسے اشعار ہیں جن میں تحسینِ کلام کے تمام ضابطے موجود ہیں اور شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب و سینہ،صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سماعت فرماتے رہے لیکن اس سے بالکل منع نہ فرمایا۔

حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی "اَلْبَحْر" میں فرماتے ہیں:''سُعا د حضرت سیِّدُ نا کعب بن زہیر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کی بیوی اور چچازاد بہن تھی اور ان کے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھاگنے کی وجہ سے ان کی اُس سے جدائی طویل ہوگئی۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدالبر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:''اہلِ علم اور اہلِ عقل میں سے کوئی بھی اچھے اشعار کا انکار نہیں کرتا اور جلیل القدر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان،اہلِ علم اور عظیم المراتب والے ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام میں سے ہر ایک نے حکمت والے یا مباح اشعار خود کہے یا بطورِ نمونہ پیش کئے یا ایسے اشعار سن کر رضامند رہے جن میں فحش گوئی یا کسی مسلمان کے لئے اذیت نہ تھی اور حضرت سیِّدُ نا عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ مدینہ کے 10 بڑے فقہا اور 7 بڑے عمدہ شعرا میں سے تھے۔''

"اِحْیَاءُ الْعُلُوْم" میں ہے کہ عورتوں کے رُخساروں،کنپٹیوں اور دیگر تمام محاسن کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور صحیح یہ ہے کہ آواز یا بغیر آواز کے منظوم کلام یا ترنُّم سے ایسے اشعار پڑھنا حرام نہیں اور سننے والے پر لازم ہے کہ اس سے معین عورت کی طرف ذہن نہ لے جائے،پھر اگر اس نے اپنی بیوی مراد لی تو جائز ہے اور اگر کوئی دوسری عورت مراد لی تو اس وجہ سے گنہگار ہوگا اور عشقیہ اشعار سن کر جس کا ذہن معین عورتوں کی طرف چلا جاتا ہو اسے ایسے اشعار سننے سے اجتناب ضروری ہے۔(1)

(1)......احیاء علوم الدین،کتاب آداب السماع والوجد، بیان الدلیل علی إباحۃ السماع،ج۲،ص۳۴۹۔

کبیرہ نمبر456: مسلمان کی ہجو والے اشعار پڑھنا اگرچہ سچ ہو

کبیرہ نمبر457: فحش کلام پر مشتمل اشعار پڑھنا

کبیرہ نمبر458: واضح جھوٹ پر مشتمل اشعار پڑھنا

کبیرہ نمبر459: ہجویہ اشعار طرز سے پڑھنا اور ان کی تشہیر کرنا

کون سا شاعر مَرْدُوْدُ الشَّھَادَت ہے؟

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی جرجانی نے اپنی کتاب ''شَافِی'' میں تصریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شعر پڑھتا اور بناتا ہے اس کی گواہی اس وقت تک مردود نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے اشعار کسی مسلمان کی مذمت یا فحش گوئی یا واضح جھوٹ پر مشتمل نہ ہوں۔ یعنی اگر اس کا منظوم کلام کسی مسلمان کی مذمت یا فحش گوئی یا واضح جھوٹ پر مشتمل ہو تو اس کی گواہی مردود ہو جائے گی اور اس کا مردود ہونا مُرُوَّت کے ختم ہونے یا تہمت کی وجہ سے نہیں بلکہ فسق کی وجہ سے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ یہاں مُرُوَّت کا ختم ہونا وغیرہ نہیں پایا جارہا تو ثابت ہوا کہ یہاں پر ان تینوں کے فسق ہونے کی وجہ سے گواہی مردود ہے۔

مسلمان کی مذمت کرنے کو فسق قرار دینے والے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام میں سے ایک حضرت سیِّدُنا امام عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہیں جنہوں نے ''اَلْبَیَان'' میں صراحت کی ہے کہ ''اگر کسی نے مسلمان کی مذمت کی تو فاسق ہو جائے گا البتہ! ذمی کی مذمت کرنے سے فاسق نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ''اَلْبَحْر'' میں فرماتے ہیں: ''جب کسی نے اپنے شعر میں ایذا پہنچائی یعنی ایک مسلمان یا کئی مسلمانوں کی مذمت کی تو فاسق ہو جائے گا اس لئے کہ مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کثرت سے ایسا کرے مگر میرے نزدیک ان کی اس بات میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔''

گویا حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمَا) نے مذکورہ دونوں اماموں (یعنی امام رویانی و

امام عمرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کا مؤقف اختیار کیا وہ یوں کہ انہوں نے مسلمانوں کی مذمّت کے باعث مطلقاً گواہی مردود قرار دی خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا۔

"تَصْحِیْحُ الْمِنْھَاج" میں حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے منقول ہے کہ گواہی مردود ہونے سے کسی فعل کا حرام ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ گواہی تو خلافِ مُرُوَّت کام سے بھی مردود ہو جاتی ہے لیکن اُن کے شاگرد حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن کی تردید کی کہ یہ مروَّت کے خلاف نہیں اور فرماتے ہیں کہ گواہی مردود ہونے کا سبب اس فعل کی حرمت ہے یعنی جب ایسا ہے تو اس کا کبیرہ گناہ ہونا لازم ہو گیا کیونکہ صغیرہ گناہ گواہی مردود ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کا گناہِ کبیرہ ہونا متعین ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ قول کا موازنہ ہمارے اُستاذ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام زکریا (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُن کی قبر پر رحمت کی بارش برسائے۔آمین) کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے کہ شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے اس قول "اشعار میں مذمت کرنے سے گواہی مردود ہوتی ہے" کی تاویل یہ ہے کہ وہ ایسے الفاظ سے مذمت کرے جن سے بندہ فاسق ہو جاتا ہے۔ گویا وہ کثرت سے ایسا کرے اور اس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر ایسے قرینہ کے ساتھ غالب نہ آئیں جس کا ذکر شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے کیا۔ اس موازنہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ جب اس سے اکثر ایسا ہو تو وہ فاسق ہو جائے گا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے حوالے سے ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول بیان ہو چکا ہے اور اسی طرح اگر وہ اکثر ایسا نہ کرے تو بھی یہی حکم ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا مؤقف بیان ہو چکا ہے اور جب وہ کثرت کی وجہ سے فاسق ہو گیا تو اس سے اس کا کبیرہ ہونا لازم آتا ہے اور کبیرہ کا ارتکاب فسق کا باعث ہے اگرچہ اس کی نیکیاں گناہوں پر غالب ہوں۔

نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ کے درمیان فرق کی پہچان:

صغیرہ گناہوں کے ارتکاب کے وقت نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ کے مابین فرق دیکھا جاتا ہے جبکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب فاسق بناتا اور مطلقاً گواہی مردود ہونے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (گواہی مردود ہونے کے لئے مذمت کو) کثرت کے ساتھ مقید کرنے کے متعلق شوافع کے مؤقف کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ مطلق مذمّتِ مسلم سے گواہی مردود ہوجاتی ہے اور اس کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں لیکن حضرت سیِّدُ نا امام دارمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مذمّت کی معمولی مقدار معاف قرار دی ہے اور کتاب ''اَلاُم'' میں مذمّت کو کثرت کے ساتھ مقید کرنے کا یہی تقاضا ہے اور یہی درست ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے استاذ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: (اشعار میں مسلمانوں کی) مذمّت کرنے کے سبب گواہی مردود ہونا بعید از عقل ہے کیونکہ نظم بھی نثر (یعنی غیر منظوم کلام) کی طرح ہوتی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام دارمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے ذکر کیا ہے کہ شاعر جب جھوٹ کی معمولی آمیزش سے کسی کی تعریف یا مذمّت کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور ''اَلاُم'' کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اکثر غضب اور محرومی کے موقع پر لوگوں میں مذمّت کا وقوع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس میں بہت زیادہ واضح اور خالص جھوٹ کا اظہار ہو تو دو اعتبار سے اس کی گواہی مردود ہے:

(۱)......اگر اس کا کلام منفرد ہو تو اس صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ اگر وہ اکثر ایسا کرے یا وہ اس میں مشہور ہو یا ایسی مذمّت کرے جس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہو جائے تو یقینی طور پر اس کی گواہی مردود ہو جائے گی۔

(۲)......اگر وہ کثرت سے مذمّت نہ کرے، نہ اس میں مشہور ہو اور نہ ہی وہ کبیرہ گناہ ہو تو گواہی مردود نہ ہوگی مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے یا جس مذمّت میں اذیت والی بات پائی جاتی ہو، وہ اُسے یاد کرلے اور ہر وقت گُنگُناتا رہے اور اس کے ذریعے مَھْجُوّ (یعنی جس کی مذمّت کی گئی اسے) اور اس کے بچوں کو اذیت پہنچاتا رہے تو اس کے کبیرہ ہونے کا احتمال ہے لیکن نثر میں نہیں کیونکہ نظم یاد ہو جاتی اور ذہنوں میں بیٹھ جاتی ہے اور انسان بار بار اُسے دُہراتا رہتا ہے۔

نظم اور نثر میں مذمت کا فرق:

''اَلْبَحْر'' میں ہے کہ شعر کی ترتیب آسانی سے یاد ہو جاتی ہے اور یہ نثر کے برعکس کئی زمانوں تک باقی رہتا ہے۔

اوراس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب کسی نے اپنے شعر میں ایذا پہنچائی یعنی ایک مسلمان یا کئی مسلمانوں کی مذمت کی تو فاسق ہوجائے گا اس لئے کہ مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کثرت سے ایسا کرے مگر میرے نزدیک ان کی اس بات میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔ کلامِ اذرعی کا خلاصہ اختتام کو پہنچا۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں: ''مِنْهَاج کا کلام مسلمانوں کی مذمَّت اور عورتوں کے متعلق ناجائز عشقیہ اشعار پڑھنے کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ ایسے اشعار بنانا حرام ہے مگر اسے مطلق طور پر حرام قرار دینا مشکل ہے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام مُوَفَّقُ الدِّیْن اَبُومُحَمَّد عَبْدُ اللّٰہ بن اَحْمَد بن مُحَمَّد بن قُدَامَه مَقْدِسِی حَنْبَلِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کتنی اچھی بات ارشاد فرمائی کہ ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ذکر فرمایا ہے کہ معین عورت کے محاسن میں مبالغہ کرتے ہوئے اس کے متعلق عشقیہ اشعار کہنا حرام ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ ایسا کرنا شعر کہنے والے پر حرام ہے تو صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ راوی پر حرام ہے تو صحیح نہیں، کیونکہ غزوات کے ابواب میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کی گستاخی پر مشتمل کفار کے قصیدے بیان کئے گئے ہیں اور کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ چنانچہ، مروی ہے کہ ''حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ابنِ ابی صلت کے حَائِیَّہ قصیدے کے علاوہ ان تمام اشعار کی اجازت عطا فرمادی جن کے ذریعے شعرا، بدر واُحد وغیرہ کے دنوں میں (کفار سے) مقابلہ کرتے تھے۔'' اور آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بذاتِ خود حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ کا قصیدہ سماعت فرمایا اور لوگ ہمیشہ سے اس جیسے قصائد روایت کرتے آرہے ہیں اور اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔'' [1]

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام موفَّق رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے جو ذکر کیا اس میں کوئی شک نہیں بشرطیکہ اس میں نہ فحش گوئی ہو، نہ کسی زندہ یا مردہ مسلمان کو تکلیف پہنچائی جائے اور اس صورت میں یہ بلا حاجت جائز ہے اور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ایک دوسرے کی ہجو کرنے کے

[1] ......المغنی لابن قدامة، كتاب الشهادات، مسئلة ۱۸۹ : العدل من لم تظهر منه ريبة ، فصل الشعر كالكلام......الخ، ج۱۴، ص۱۶۵۔

سبب جَرِیر اور فَرَزْدَق کی مذمَّت تو کی مگر عِلْمُ الْبَیَان میں اِعْرَاب وغیرہ پر استدلال کے لئے ان کے اشعار بطورِ دلیل پیش کرنے والوں کی مذمَّت نہیں کی اور حضرات ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے عدمِ جواز کے کلام کو اس صورت پر محمول کرنا ضروری ہے جو لہو ولعب میں مبتلا اور بے کار لوگوں کی عادت ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس سے مراد آج کل کے شعرا کا شعر پڑھنا ہے جبکہ وہ اشعار ناجائز ہوں کیونکہ ان کے کلام میں اذیت، زندوں کی مذمَّت، زندوں کی مُردوں کے متعلق بدکلامی یا مُردوں کی برائیوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور وہ اس پائے کے شعرا بھی نہیں ہوتے جن سے لغت وغیرہ میں حجت پکڑی جائے، محض لوگوں کی عزّتوں سے کھیلنا رہ جاتا ہے۔''

تعریضاً مذمَّت کرنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''تعریض[1] میں مذمَّت کرنا صراحتاً مذمَّت کرنے کی طرح ہے بلکہ بعض اوقات تعریض کے ساتھ مذمَّت زیادہ ہوتی ہے۔''شَرْحُ الصَّغِیْر'' میں اس قول پر قطعی حکم دیا گیا اور حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اسے بہترین قول قرار دیا اور حضرت سیِّدُنا امام ابن کج رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا یہ قول کمزور ہے کہ تعریض مذمَّت میں شمار نہیں ہوتی۔

حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی کا یہ قول میرے ذکر کردہ مؤقف کی تائید کرتا ہے کہ جس چیز کی تصریح اس کی ذات کی وجہ سے حرام ہو اس میں تعریض بھی حرام ہے اور جس چیز کی تصریح اس کی ذات کی وجہ سے حرام نہ ہو بلکہ کسی دوسرے عارض کی وجہ سے حرام ہو تو اس میں تعریض جائز ہے جیسے عدت والی عورت کو دعوتِ نکاح دینا۔

سوال: حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابن کج رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا قول قیاس کے زیادہ قریب ہے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام تہمت کے باب میں تعریض کو کنایہ کے ساتھ بھی ملحق نہیں کرتے تو یہ تصریح کے ساتھ کیسے ملائی جا سکتی ہے؟

جواب: یہ ہمارے موضوع کے خلاف ہے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام حد کے معاملے میں (تعریض کو تصریح کے ساتھ) ملحق نہ کرنے کے متعلق ہے اور ہمارا کلام (تعریض سے مذمَّت کرنے کی) حرمت کے متعلق ہے اور ہر

[1] ......تعریض یہ ہے کہ '' کلام کو کسی ایک طرف مائل کر دینا اس میں اشارہ ایک جانب ہوتا ہے اور مراد دوسری جانب لے لی جاتی ہے۔''
(معجم اصطلاحات، ص ۵۵)

موضوع کا غور وفکر اور سمجھنے کا اپنا اپنا محل ہے لہٰذا ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور تہمت کی بحث میں گزر چکا ہے کہ تعریض سے تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اس سے حد واجب نہیں ہوتی۔

مذمَّت کرنے اور اسے بیان کرنے والے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''مذمَّت والا کلام کہنے والے کی طرح نقل کرنے والوں پر گناہ نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: یہ بات صحیح ہے جبکہ دونوں برابر ہوں لیکن اگر ایک نے اشعار کہے اور عام نہ کئے پھر دوسرے نے ان اشعار کو عام کر دیا تو بلاشبہ اس کا گناہ زیادہ شدید ہوگا۔ اس قول میں حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے انہی کی پیروی کی۔

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے شیخین کے حوالے سے بیان کردہ اس قول کہ ''مذمَّت میں سچا اس میں جھوٹے کی طرح ہے'' سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے: ''شعر ایک کلام ہے، اچھا شعر اچھے کلام کی طرح اور برا شعر برے کلام کی مثل ہے۔''[1] مذکورہ حدیثِ پاک تقاضا کرتی ہے کہ سچی مذمَّت حرام نہیں اس اعتبار سے کہ سچی مذمَّت والا کلام بھی حرام نہیں اور اگر اس میں اشاعتِ فاحشہ ہو تو حرام ہے۔ یہی مَوْقِف واضح ہے مگر حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا قول شیخین کے قول کی تائید کرتا ہے کہ مذمَّت حرام ہے اگرچہ مذمَّت کرنے والا اس میں سچا ہو۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ متأخرین نے اسی مَوْقِف کو اختیار کیا اور حضرت سیِّدُنا امام قمولی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب ''جَوَاہِر'' میں مزید یہ فرمایا کہ سچی مذمَّت کرنے والے کا گناہ جھوٹے کے گناہ سے کم ہوتا ہے۔

میں نے عنوان میں مسلمان کی قید لگا کر کافر کی مذمَّت سے احتراز کیا کیونکہ اس میں اختلاف اور تفصیل ہے بلکہ اسی طرح مسلمان کی مذمَّت میں بھی تفصیل ہے۔

کافر کی مذمَّت کا حکم:

کافر کی مذمَّت کے متعلق خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کو مطلقاً جائز قرار

---

[1] ......مسند الامام الشافعی، من کتاب الحج من الامالی، ص ۳۶۶۔

دیا۔ان میں حضرت سیِّدُ نا امام رویانی، امام صیدلانی، امام ابنِ صباغ، امام محاملی، امام جرجانی، صاحبُ الکافی، صاحبُ البیان اورصاحبُ الایضاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم ہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ رفعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنی کتاب ''اَلْمَطْلَب'' میں مطلق کے قول کو اختیار کیا اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مشرکین کی مذمَّت کرنے کا حکم دینے سے اور اس دعائے مصطفٰی سے استدلال کیا کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جبرئیل امین کے ذریعے اس کی تائید فرما۔'' [1]

چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قریش کی مذمَّت کرتے اور آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے: ''بے شک یہ ان پر تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گزرتی ہے۔'' [2]

کافروں کی مذمَّت کا حکم عام ہے اور معیَّن حربی خواہ زندہ ہو یا مُردہ جبکہ اس کا کوئی قریبی ذمی رشتہ دار نہ ہو جو اُس کی مذمَّت سے اذیت محسوس کرے تو اس کی مذمَّت جائز ہے اور اگر وہ ذمی ہو یا مسلمانوں سے اس کا کوئی عہد طے پا چکا ہو یا ایسا حربی ہو جس کا قریبی رشتہ دار ذمی یا مسلمان ہو جو اس کی مذمَّت سے اذیت محسوس کرے تو اب اس کی مذمَّت جائز نہیں۔جیسا کہ ایک طبقۂ متأخرین نے کہا، حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) بھی ان میں شامل ہیں۔حضرت سیِّدُ نا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد نے اس پر مزید یہ بھی فرمایا کہ بے شک مومن ذمی کی طرح ہے اور علَّت یہ بیان کی کہ ہم پر اہلِ ذمہ سے مذمَّت روکنا لازم ہے جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی فرمایا اور یہ اس مسئلہ کی صحیح تفصیل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کفارِ قریش کی مذمَّت کرنے کا جواب یہ ہے کہ وہ اگرچہ معیَّن اشخاص کے متعلق تھی مگر وہ سب حربی تھے اور بالفرض ان کفار کی مذمت کو ناجائز مان بھی لیا جائے تب بھی اس کے جواز کی صورت یہ تھی کہ وہ اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناموس (یعنی عزَّت) کا تحفُّظ کررہے تھے، لہٰذا یہ مذمت نہ صرف مباح بلکہ عبادت تھی۔اسی وجہ سے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا حکم دیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں دعا بھی فرمائی۔

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ہجاء المشرکین، الحدیث: ۶۱۵۳، ص ۵۱۹۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، الحدیث: ۶۳۹۵، ص ۱۱۱۵۔

بدعتی کی مذمَّت کا حکم:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) نے اس مسئلہ میں بدعتی کو حربی کے ساتھ شامل کیا اور متأخرین کے ایک گروہ نے اُن کی اتباع کی۔ پس بدعت کی وجہ سے اُس کی مذمَّت جائز ہے بشرطیکہ کسی شرعی مقصد کے لئے ہو جیسے اس کی بدعت سے لوگوں کو بچانا مقصود ہو۔

مُرتد کی مذمَّت کا حکم:

حضرت سیِّدُ نا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: ''مرتد کی مذمَّت جائز ہے لیکن بے نمازی اور شادی شدہ زانی کی مذمَّت جائز نہیں۔''

مرتد کے متعلق تو ان کا قول واضح ہے کیونکہ وہ حربی کی طرح بلکہ اس سے بھی برا ہوتا ہے لیکن دوسرے دونوں کی مذمَّت تب تک جائز نہیں جب تک کہ اُن کا فسق و فجور واضح نہ ہو جائے۔

فاسق مُعْلِن کی مذمَّت کا حکم:

فاسق مُعْلِن (یعنی اعلانیہ فسق کرنے والے) کی صرف اسی فسق میں مذمَّت کرنا جائز ہے جس کا وہ کُھلم کُھلا اظہار کرتا ہے کیونکہ اس کی اس فسق کے متعلق غیبت کرنا بھی جائز ہے۔ اس بنا پر تمام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مطلق اقوال کو فاسق مُعْلِن کی مذمَّت کے جواز پر محمول کیا جائے گا۔

سوال: حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: راجح قول کے مطابق (فسقیہ اشعار کہنے والے) فاسق کی مذمَّت حرام ہے مگر جھڑکنا مقصود ہو تو جائز ہے کیونکہ کبھی مذمَّت کے باعث وہ توبہ کر لیتا ہے لیکن شعر کا داغ اس پر باقی رہتا ہے جبکہ کافر اسلام لے آئے تو اس کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا (یعنی اس پر کفر کا داغ باقی نہیں رہتا)؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ فاسق کا علانیہ گناہ کرنا، لوگوں کی بھی پرواہ نہ کرنا اور لوگوں کا اس کے متعلق باتیں کرنا اسے ناقابلِ احترام شخص بنا دیتا ہے پھر اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ پس وہ علانیہ فسق میں مبتلا ہو کر بذاتِ خود اپنے نفس کی حرمت کو پامال کرنے والا ہے لہٰذا اس عیب کے اس پر باقی رہنے کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

......روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ ۲۲۴، جز ۱۹، ص ۲۰۰۔

کبیرہ نمبر460: شعر گوئی میں عادت سے زیادہ مبالغہ آمیز تعریف کرنا

(وہ یوں کہ جاہل یا فاسق کو کبھی عالم اور کبھی عادل کہہ دینا)

کبیرہ نمبر461: شعر گوئی کے ذریعے دولت کمانا

(یعنی اپنا اکثر وقت صرف کر کے شعر گوئی کے ذریعے دولت کمانا اور جب اس کی مطلوبہ چیز روک دی جائے تو اشعار میں مذمت اور بدکلامی میں مبالغہ کرنا)

حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا آیندہ آنے والے کلام ان دونوں کو کبیرہ گناہ قرار دینے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح ''اَلْعُمْدَۃ'' میں حضرت سیِّدُنا امام فورانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا یہ کلام بھی ان کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ ''اگر کسی نے کسی کی تعریف کرنے میں مبالغہ کیا اور ایسی بات کہی جو عادتاً نہیں کہی جاتی تو یہ صریح جھوٹ اور جہالت ہے جس کی وجہ سے گواہی مردود ہو جاتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ اسے عادت کے ساتھ مقید کرنا اچھا ہے اور حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ اگر وہ محض جھوٹ کی کثرت نہ کرے تو اس کی گواہی جائز ہے۔

''اَلْعُمْدَۃ'' میں مزید فرماتے ہیں کہ اگر اس نے کسی شخص کو شیر اور چاند کے ساتھ تشبیہ دی تو اس پر کوئی عیب نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح کسی کاتب نے جب ایسی بات ذکر کی جو عادتاً نہیں کہی جاتی مثلاً میں تو دن رات کی گھڑیوں میں تیرا ہی ذکر کرتا رہتا ہوں اور میری کوئی مجلس تیرے ذکر سے خالی نہیں ہوتی اور تو مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس پر عیب نہیں لگایا جائے گا کیونکہ اس کا مقصود جھوٹ نہیں بلکہ کلام کی تزئین ہے، پس یہ یَمِیْنِ لَغْو کے قائم مقام ہوگا اور مذکورہ کلام بہترین کلام ہے اور اسی پر حضرت سیِّدُنا شیخ قفال (متوفی ۳۶۵ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام صیدلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا کلام بھی دلالت کرتا ہے جو کہ جھوٹ کی بحث میں گزر چکا ہے۔

البتہ! یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ ممدوحوں (یعنی جن کی تعریف کی جائے ان) کے مابین فرق ہو۔ پس جب وہ کسی کے اُن اوصاف مثلاً فضل وکرم، علم یا بہادری کی تعریف کرے جن سے وہ متّصف ہو لیکن اس میں حد سے تجاوز نہ کرے تو اس

میں حرج نہیں اور اگر وہ ان اوصاف سے بالکل خالی ہو یعنی وہ فاسق، جاہل یا کنجوس کو سب سے بڑا عالم، عادل یا سخی وغیرہ قرار دے جس کا جھوٹ ہونا قطعی طور پر محسوس ہو تو وہ حیا اور مروَّت کی چادر کو چاک کرنے والا ہے۔

مدح سرائی کو پیشہ بنانے کا حکم:

یہی حکم اس شخص کا ہے جو مدح سرائی کو اپنا پیشہ بنالے اور اکثر اوقات اسی میں مگن رہے البتہ! اس کا معاملہ اس کے برعکس ہے جو بعض اوقات ممدوح کی طرف سے حاصل ہونے والی کسی خیر و بھلائی کی وجہ سے اس کی تعریف کرتا ہے۔ پس اس کا اس قسم کی تعریف میں مشغول ہونا قابلِ معافی ہے کیونکہ اس کا مقصد محض فنِ شاعری کا اظہار اور نظم کی عمدگی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''شعرگوئی کے ذریعے کمائی کرنے والے کو جب عطا کیا جائے تو تعریف کرے اور جب نہ دیا جائے تو مذمت نہ کرے اور جو تھوڑا بہت اسے ملے بخوشی قبول کرلے تو اس کی عدالت اور گواہی قبول کی جائے گی۔'' یہ صحیح اور بہترین قول ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے کلام اور حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حوالے سے ذکر کردہ کلام کے مفہوم اور اسے مستحسن قرار دیئے جانے سے میرے عنوان میں ذکر کردہ مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مزید فرماتے ہیں: ''اگر شاعر تعریف کرے اور خوب سراہے تو اگر اس کی تعریف مبالغہ پر محمول ہو سکتی ہو تو جائز ہے ورنہ وہ محض جھوٹ ہے جیسا کہ عام شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کہا ہے۔''

کیا شعر میں مبالغہ کرنا بہتر ہے؟

ادبا وغیرہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ شعر میں مبالغہ کرنا بہتر ہے یا کسی چیز کو حقیقت کے مطابق بیان کرنا۔ ایک قول کے مطابق مبالغہ بہتر ہے جبکہ ایک قول یہ ہے کہ مبالغہ نہ کرنا بہتر ہے اور کسی چیز کو حقیقت کے مطابق ذکر کرنا بہتر ہے تاکہ جھوٹ سے محفوظ رہے اور حضرت سیِّدُنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ کا اسی پر عمل ہے۔ البتہ! ایک قول کے مطابق اگر مبالغہ محال چیز کی طرف لے جائے تو اسے ترک کیا جائے ورنہ مبالغہ کرنا بہتر ہے۔

عنوان میں ذکر کردہ قید سے خالی اشعار پڑھنے اور بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک،

سیّاحِ افلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں شعرا موجود رہتے جن کے اشعار آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم توجہ سے سماعت فرماتے تھے، جیسے حضرت سیِّدُنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور (مسلم شریف میں ہے:) آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمَیَّہ بن ابی صَلْت کا 100 اشعار والا قصیدہ پڑھوایا۔ [1]

ہمارے آقا و مولیٰ، مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اشعار پڑھوائے اور کثیر صحابہ وتابعین کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وغیرہ نے پڑھے اور حضرت سیِّدُنا امام اصمعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے سامنے ہذیلیوں کے اشعار پڑھے۔

نیز عربی دیوان یاد کرنے سے کتاب وسنت کے سمجھنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''بے شک شعر میں حکمت ہے۔'' [2]

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے مرسلاً روایت بیان کی: ''شعر ایک کلام ہے، اچھا شعر اچھا کلام اور برا شعر برا کلام ہے۔'' [3]

یعنی شعر کا شعر ہونا قبیح نہیں بلکہ وہ حکم میں کلام کی طرح ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) وغیرہ فرماتے ہیں: ''اشعار میں سے جس کی ضرورت ہو اسے یاد کرنا ضروری ہے کیونکہ جو چیز اطاعت پر مدد دے وہ اطاعت ہی ہوتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: اشعار کی نثری کلام پر فضیلت یہ ہے کہ یہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نثر کے برعکس یہ کتابوں میں ثابت رہتے اور پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ ''عرب کے کلام میں 3 طرح کے اشعار ہوتے ہیں: (۱)...... **مستحب:** یہ وہ ہے جو دنیا سے بچائے اور آخرت کی رغبت دلائے یا اچھے اخلاق پر ابھارے۔ (۲)...... **مباح:** یہ وہ ہے جس میں

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار......الخ، الحدیث ۵۸۸۵، ص۱۰۷۸۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر......الخ، الحدیث ۶۱۴۵، ص۵۱۸۔

[3] ......مسند الشافعی، من کتاب الحج من الامالی، ص۳۶۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

فحش اور جھوٹ نہ ہو۔ (۳)......**ممنوع:** اس کی دو اقسام ہیں: جھوٹ اور فحش اور ان دونوں کے کہنے والوں کو عیب لگایا جائے گا اور اگر کوئی حالتِ اضطرار میں پڑھ رہا ہو تو معیوب نہیں لیکن اختیار سے پڑھنے والا معیوب ہے، حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے۔''[1] اور بلاشبہ جو کلام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت، سنت کی پیروی، بدعت سے اجتناب اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچنے پر اُبھارے وہ عبادت ہے اور اسی طرح جو کلام حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف پر مشتمل ہو وہ بھی عبادت ہے۔

بے شک شاعر کا مذمَّت کرنا حرام ہے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اور اس کی گواہی مردود ہے۔ اسی طرح اگر وہ نامناسب براذکر کرے یا صریح تہمت لگائے تو یہ بھی حرام ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے شعرا کی مذمَّت میں وارد حدیثِ پاک کو اسی حکم پر محمول کیا اور اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب اس پر شعر اس قدر غالب آ جائیں کہ ان میں مشغول ہو کر قرآنِ پاک اور فقہ سے اعراض کرنے لگے۔ اسی وجہ سے حدیثِ پاک میں اِمْتِلَاء کا ذکر کیا گیا (یعنی پیٹ کے پیپ سے بھرے ہونے کو اشعار میں مشغولیت سے بہتر قرار دیا گیا) اور اشعار میں تھوڑا فخر بھی زیادہ فخر کی طرح مذموم ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......مدنی انقلاب......}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ''**مدنی انقلاب**'' برپا ہوتا دیکھیں گے۔

---

[1] ...... روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ ۲۲۴، جز ۱۹، ص ۲۰۰۔

کبیرہ نمبر462: # صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا

یعنی ایک یا کئی صغیرہ گناہوں پر یوں ہمیشگی اختیار کرنا کہ اس کی نافرمانی اطاعت پر غالب آ جائے

صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کا حکم:

حضرات ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ صغیرہ گناہ عدالت کے ساقط ہونے میں کبیرہ گناہ کی طرح ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ کسی کے عادل ہونے میں اس کا کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا معتبر ہے، پس جس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا وہ فاسق ہو گیا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ البتہ! صغیرہ گناہوں سے مکمل طور پر بچنا شرط نہیں لیکن یہ شرط ہے کہ ان پر اصرار نہ کرے، اگر اس نے اصرار کیا تو اصرار کرنے کا حکم کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے کی طرح ہوگا۔

سوال: کیا عدالت کو ختم کرنے والے اصرار سے مراد کسی ایک ہی صغیرہ گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے یا کئی صغیرہ گناہوں کی کثرت کرنا خواہ وہ ایک قسم کے ہوں یا مختلف اقسام کے؟

جواب: بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک پہلا احتمال اور بعض کے کلام سے دوسرا احتمال معتبر ہے۔ جمہور ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا قول دوسرے مؤقف کے موافق ہے کہ جس شخص کی اطاعت اس کی نافرمانی پر غالب آ جائے وہ عادل ہے اور جس کی نافرمانی اس کی اطاعت پر غالب آ جائے اس کی گواہی مقبول نہیں۔ "اَلْمُخْتَصَر" میں حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۲۰۴ ھ) کا قول بھی اس کے قریب قریب مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور جب ہم دوسرے احتمال کو معتبر قرار دیں تو صغیرہ گناہوں کی ایک قسم پر ہمیشگی اختیار کرنا نقصان نہیں دیتا جبکہ اطاعت غالب ہو لیکن پہلے احتمالات کی بنا پر یہ نقصان دِہ ہے اور صاحبِ روضہ نے اَلرَّوْضَة میں انہیں کی اتباع کی اور دونوں کا کلام دوسرے احتمال کو ترجیح دینے کا تقاضا کرتا ہے اور یہی حقیقت ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابن سراقہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وغیرہ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے۔

حاصلِ کلام:

قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ اکثر متأخرین جیسے سیِّدُ نا امام اذرعی (متوفی ۷۸۳ ھ)، سیِّدُ نا امام جلال بلقینی، سیِّدُ نا

امام زرکشی اور سیِّدُ نا امام ابنِ عماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم وغیرہ کا مُتَّفِقَہ مؤقف یہ ہے کہ ایک قسم کے صغیرہ گناہ پر ہمیشگی نقصان نہیں دیتی اور نہ ہی کئی اقسام کے گناہوں پر مداومت نقصان دہ ہے خواہ وہ ایک صغیرہ پر قائم رہے یا کئی پر یا ان گناہوں کو بکثرت کرے جبکہ اس کی نیکیاں نافرمانیوں پر غالب ہوں، ورنہ وہ نقصان دہ ہے اور حضرات شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے دوسرے دو مقامات پر واقع کلام کو اسی معنٰی پر محمول کیا جائے گا اور وہ کلام یہ ہے کہ صغیرہ گناہ پر ہمیشگی گواہی رد کئے جانے میں اسے کبیرہ گناہ کی مثل بنا دیتی ہے لیکن اس قسم کے ساتھ شرط ہے کہ اس کی نیکیاں خطاؤں پر غالب نہ ہوں۔

گواہی میں عادِل یا غیرِ عادِل ہونا:

حضرت سیِّدُ نا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مذکورہ قول کی جو وضاحت کی وہ ہماری بیان کردہ بعض باتوں کے خلاف ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہوں اور حضرت سیِّدُ نا امام جلال الدین بلقینی اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا وغیرہ نے ان کے قول پر اعتراض کیا اور ان کی تردید کی اور جمہور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ قول بھی میرے مؤقف کی تائید کرتا ہے کہ جس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں وہ عادل ہے۔ اس لئے کہ اس قول کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب ہوں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ گناہ ایک قسم کے ہوں یا مختلف اقسام کے۔

حضرت سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ مذہب، قولِ جمہور اور جس قول پر نصوص دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس شخص پر اس کی اطاعت اور مُرُوَّت غالب ہو اس کی گواہی مقبول ہے اور جس پر نافرمانی اور خلافِ مروّت کام غالب ہوں اس کی گواہی مقبول نہیں۔ حضرات شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ایک ضعیف قول نقل فرمایا ہے کہ تین بار صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے سے وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے یا اُسے اس قول پر محمول کیا جائے گا کہ اس کے ساتھ نافرمانیوں کا غلبہ ملا ہوا ہو۔

مُوجِبِ فسق عیب کی تعریف:

"اَلْعِبَادِی" کی عبارت یہ ہے کہ موجب فسق عیب یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے یا اس کے صغیرہ

گناہ اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں۔

مُرَوَّت کی تعریف:

مُرَوَّت یہ ہے کہ انسان وہ کام نہ کرے کہ لوگ اس جیسے شخص سے ایسا کام ہونے کو ناپسند کریں مثلاً کھانا پینا وغیرہ۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اگر انسان کھانے یا لباس کے معاملے میں اپنے نفس پر بخل اور تنگی کرے تو اس کی گواہی مردود ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابن عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) سے نقل کیا کہ صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) نے تو یہ عبارت ذکر ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے یہ بیان فرمایا کہ گواہ فاسق ہو جائے گا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صرف کبیرہ گناہ ہی کی وجہ سے کسی کو فاسق قرار دیا جائے یا اس کی گواہی رد کر دی جائے کیونکہ کبھی صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے اور کسی انتہائی سنگین صغیرہ گناہ کے ارتکاب سے بھی یہ دونوں لازم آجاتے ہیں جیسے لوگوں کی موجودگی میں اجنبی عورت کو بوسہ دینا۔[1]

کسی کو فاسق قرار دینے کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) نے جو ذکر کیا معاملہ اس طرح نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے فسق لازم آتا ہے جبکہ گواہی قبول نہ ہونے کا معاملہ اس کے خلاف ہے کیونکہ یہ تو خلافِ مُرَوَّت کام سے بھی رد ہو جاتی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے نزدیک بوسہ کی مذکورہ صورت جو

---

[1] ......دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت** جلد سوم صفحہ 446 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محلِ شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔''

(الهداية، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۴، ص۳۶۸، وغيرها)

اسے کبیرہ گناہ شمار نہیں کرتے۔ نیز مذکورہ اصرار کے ساتھ ان کی بیان کردہ تمثیل بھی متنازع ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی دلیل نہیں۔ میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کو مذکورہ کلام ذکر کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے پایا کہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا ذکر کردہ کلام درست نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام جلال الدین بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ غلبہ کو سمجھنے کے لئے عرف کو معیار بنایا جائے گا اس لئے کہ اس سے تمام عمر کے گناہ مراد لینا مشکل ہے، لہٰذا مستقبل کے گناہ اس میں داخل نہ ہوں گے اور اسی طرح وہ گناہ بھی شامل نہ ہوں گے جو توبہ وغیرہ سے ختم ہوگئے ہوں۔

قبولیتِ شہادت کا معیار:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے "اَلْمُخْتَصَر" میں فرمایا ہے کہ ہماری معلومات کے مطابق بہت کم لوگ اطاعت اور مُرُوَّت میں مخلص ہیں اور جب کسی شخص پر اطاعت اور مُرُوَّت غالب ہو تو اس کی گواہی مقبول ہوگی اور جب کسی پر معصیت اور خلافِ مُرُوَّت کام غالب ہوں تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ [1]

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب تو فوراً عدالت سے نکال دیتا ہے اگرچہ اطاعت غالب ہو۔ بہتر قول یہ ہے کہ عدالت کی شرط کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا اور نیکیوں پر صغیرہ گناہوں کا غالب نہ ہونا ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کا مذکورہ قول کہ "نیکیوں پر صغیرہ گناہوں کا غالب نہ ہونا" تقاضا کرتا ہے کہ اگر دونوں برابر ہوں کہ دونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ ہو تو عدالت باقی رہنے کا بھی احتمال ہے اور اس کے ختم ہونے کا بھی احتمال ہے جیسا کہ اگر جائز اور حرام کام جمع ہو جائیں تو حرام کو اس کی خباثت کی وجہ سے ترجیح دی جاتی ہے، اسی طرح یہاں بھی نافرمانی اور گناہوں کو ان کی خباثت کی وجہ سے ترجیح دی جانی چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد نصیحت نشان ہے:

وَلَمْ يُصِرُّوْا (پ۴، ال عمران:۱۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اَڑ نہ جائیں۔

---

[1] ......الحاوی الكبير للماوردی، كتاب الشهادات الثانی، مسألة:ليس من الناس احد نعلمه......الخ، ج۲۱، ص۱۵۹۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی اور حضرت سیِّدُ نا امام طَبَری عَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اِصرار کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ وہ اس گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ نہ کریں اور یہ تفسیر تقاضا کرتی ہے کہ جس طرح دوبارہ کرنے کے پختہ ارادے کو اصرار کہتے ہیں یونہی دوبارہ نہ کرنے کا عزم نہ کرنا بھی اصرار کہلاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ کسی گناہ کو دوبارہ کرنے اور فعلِ قبیح کے مسلسل ارتکاب پر عزمِ مُصَمَّم کے ساتھ توبہ کو اس کی ضد کے ساتھ اس طرح ملا دینا کہ اسے ان گناہوں کے زُمرہ میں داخل کر دیا جائے جن پر کسی وصفِ معین کی وجہ سے کبیرہ کا اطلاق کرنا درست ہو، اصرار کہلاتا ہے اور اس کی معرفت کے لئے کوئی وقت اور عددِ معیَّن نہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَہُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اصرار یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کا بار بار اتنی مرتبہ ارتکاب ہو کہ جس کے سبب دینی امور میں لاپرواہی برتنے کی وجہ سے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا شعور ہونے لگے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اصرار سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مختلف قسم کے صغیرہ گناہوں کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں میں سے سب سے چھوٹے کبیرہ کا شعور ہونے لگے۔ **ضابطۂ اصرار کی پہچان** ضروری ہے پس قولِ ضعیف کے مطابق صغیرہ پر مطلق اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ جبکہ سابقہ قابلِ اعتماد قول کے مطابق اصرار کا دارومدار نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ پر ہے اور اس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا ضابطہ یہ ہے کہ ''اصرار کی معرفت کے لئے عرف معیار ہے۔'' پس اس میں نیکیوں کے دُگنا و چوگنا ہونے کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ ان کو فقط گناہوں کے مقابل تصور کیا جائے گا قطع نظر اس کے کہ نیکیاں گناہوں سے دُگنی ہوں یا نہ ہوں اور بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس میں تردُّد کیا کہ اگر نیکیاں اور گناہ برابر ہوں تو عدالت باقی رہے گی یا نہیں؟ تو راجح قول یہی ہے کہ عدالت زائل ہو جائے گی۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر463:

کبیرہ گناہ سے توبہ نہ کرنا

اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔عنقریب آنے والی احادیثِ مبارکہ اس کی تصریح کرتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان اس کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۱۸، النور:۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

آیتِ مبارکہ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ توبہ نہ کرنا خسارہ ہی خسارہ ہے۔

کبیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا:

اسی وجہ سے قرآن وسنت کے دلائل اور اجماعِ اُمَّت کی روشنی میں کبیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا واجبُ العین ہے۔

حضرت سیِّدُ نا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ توبہ کی تاخیر پر بھی توبہ کرنا واجب ہے۔

صغیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا:

امامِ اہلسنّت وجماعت حضرت سیِّدُ نا امام شیخ ابوالحسن اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجبُ العین ہے جیسا کہ کبیرہ گناہ کے متعلق منقول ہے۔

اس میں ابوعلی جبائی معتزلی کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا اور ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام وغیرہ سے حضرت سیِّدُ نا امام اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول ہی منقول ہے بلکہ حضرت سیدنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے اور گویا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جبائی کی مخالفت کو کوئی اہمیت نہ دی باوجود اس کے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اَلْجَوَاهِر میں جبائی ہی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ صغیرہ گناہوں سے توبہ اس وقت واجب ہے جب ان پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔

میرے مذکورہ کلام کہ ''حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جبائی کی مخالفت کو اس کے ضعیف بلکہ بے اصل ہونے کی وجہ سے کوئی اہمیت نہ دی'' سے حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا

صغیرہ گناہوں کے معاملہ میں اجماعِ اُمّت کے دعویٰ کومحلِ نظر قرار دینا زائل ہو گیا (امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے مؤقف پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ) معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے اجتناب کیا جائے تو صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اورانہوں نے صغیرہ سے توبہ کے واجب ہونے میں اختلاف کیا۔

کبیرہ گناہوں سے اجتناب کا صغیرہ گناہوں کو مٹا دینا صغیرہ سے توبہ کے واجب ہونے پر اجماع سے مانع نہیں کیونکہ مٹانا چھپانے سے زیادہ نہیں ہوتا، لہٰذا جب اسے چھپا دیا جائے تو اُمید ہے کہ اس کا اثر مٹ جائے گا۔ یہ معاملہ کبھی واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر کوئی چیز واجب نہیں پھر بھی اس سے توبہ کرنا واجب ہے تا کہ اس کے کرنے والے سے نافرمانی اوراس سرکشی کا عیب زائل ہو جائے جس کا اس نے ارتکاب کیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کر کے اس سے مقابلہ کیا۔

اور میری مذکورہ تقریر اور مذکورہ اجماع سے حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا یہ قول بھی زائل ہو گیا کہ بہر حال صغیرہ گناہوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ نماز، کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور دیگر نیکیوں سے مٹ جاتے ہیں تو ان سے (فقط) توبہ ہی واجب العین نہیں، بلکہ یا تو (مطلقاً) توبہ کرے گا یا کوئی نیکی کرے گا جو اُسے مٹا دے یا اس کو مٹا دینے والی نیکی کرنے کے بعد توبہ کرے گا یا پھر فی الفور توبہ کرے گا اور یہی حضرت سیِّدُنا امام اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول ہے۔

مذکورہ واضح تردید سے اختلاف کرتے ہوئے ان کے بیٹے حضرت سیِّدُنا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب العین ہے، ہاں! بالفرض اگر صغیرہ سے توبہ نہ کی تھی پھر کوئی ایسا کام کیا جو گناہ مٹانے والا تھا تو وہ دونوں صغیرہ گناہوں یعنی گناہ اور تاخیرِ توبہ کو مٹا دے گا۔

تکْفِیْر سے مراد:

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ تکْفِیْر پردہ کو کہتے ہیں پس نماز کی مثل نیکی کا گناہوں کو مٹانے کا معنی یہ ہے کہ اس نیکی کا ثواب بڑے گناہ کی سزا کو (اپنے دامن میں) چھپا لیتا ہے۔ چنانچہ، وہ اس سزا کو ڈھانپ لیتا اور باعتبارِ کثرت اس پر غالب آ جاتا ہے اور باقی رہا یہ کہ یہ سزا کو بالکل مٹا دیتا ہے تو یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیَّت پر ہے۔ اپنی اس تقریر کے بعد حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یہ بھی فرمایا کہ قبولیتِ توبہ پر قطعی

طور پر حکم نہ لگانا مذہبِ مخالفین کے برخلاف ہے۔

سوال: جب تم قبولیتِ توبہ کا قطعی حکم نہیں لگاتے اور توبہ سزا کو بھی زائل نہیں کرتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کو کس معنی پر محمول کرو گے؟

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (پ۵، النساء: ۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے۔

نیز درج ذیل فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس جیسی دیگر احادیثِ مبارکہ کو کس معنی پر محمول کرو گے؟

﴿1﴾...... پانچ نمازیں ان کے درمیان والے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں۔ (۱)

﴿2﴾......ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے درمیان کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۲)

﴿3﴾......عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۳)

﴿4﴾......عاشورا کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۴)

﴿5﴾...... بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک رات کے بخار سے مومن کی تمام خطائیں (صغیرہ گناہ) مٹا دیتا ہے۔ (۵)

جواب: گناہوں کے ارتکاب پر فوراً توبہ کرنا واجب ہے، پس تمام واجبات کی طرح توبہ کرنا بھی واجب ہے اور درحقیقت یہ ایک عبادت ہے جس پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ رہا سزا کا زائل کرنا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے اور وہ ذات پاک ہے جس سے بہتر امید کی جاتی اور اچھا سوال کیا جاتا ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے سے صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور انہوں نے عقلی طور پر اس کے واجب ہونے کا دعویٰ کیا اور ان پر الزام آتا ہے کہ جب یہ نیکیاں کسی گناہ کو نہیں مٹاتیں اس لئے کہ صرف کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا ہی گناہ مٹا دیتا ہے تو عرفہ وغیرہ کے روزے کی مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں!

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الصلوات الخمس......الخ، الحدیث: ۵۵، ص ۲۰۷۔

(2)......سنن ابن ماجه، ابواب اقامۃ الصلوات، باب ماجاء فی فضل الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۸۶، ص ۲۵۴۰۔

(3)......السنن الکبری للنسائی، کتاب الصیام، باب صوم یوم عرفۃ......الخ، الحدیث: ۲۸۰۰، ج۲، ص ۱۵۱۔

(4)......السنن الکبری للنسائی، کتاب الصیام، باب صوم یوم عرفۃ......الخ، الحدیث: ۲۸۰۰، ج۲، ص ۱۵۱۔

(5)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المرض والکفارات، الحدیث ۲۸، ج۴، ص ۲۳۲۔

بلاشبہ یہ نیکیاں حقوق العباد کو نہیں مٹاتیں بلکہ بندوں کو راضی کرنا ضروری ہے اور ہمارے اصول کے مطابق عقلاً کوئی گناہ دوسرے گناہ کو نہیں مٹا سکتا، نیز شریعت کا حکم ان مبہم الفاظ میں وارد ہے اور ان کی تاویل کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے پاس ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد اور اُن کی کتاب "اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام" کے شارح حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ بھول جانے والے صغیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں اگرچہ وہ کسی دوسرے کے حق کے ساتھ معلَّق ہوں، کیونکہ ان سے عذر خواہی مشکل ہے اور اس کے لئے ان کو ظاہر کرنا بھی مشکل ہے اور'' اسی میں سے ایک نیکیوں میں کمی کرنا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اس کمی کو پورا فرما سکتا ہے'' اور استغفار کے ساتھ کثرتِ نوافل بھی اس صغیرہ کو مٹا سکتی ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ کلام میں اس کے لغوی معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لئے کہ مٹانا چھپانے سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب وہ چھپ گیا تو معاف ہو گیا اور توبہ کے واجب ہونے پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اجماع بھی اس کے منافی نہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی کی تفصیل تسلیم نہیں کی جاسکتی بلکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ اس پر احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ مذکورہ تخصیص پر کوئی دلیل نہیں، ہاں! جس میں بندے کا حق ہو ممکنہ حد تک اس کا معاف کرانا ضروری ہے اور تخصیص کی مُوجب دلیل (فقط) اس صورت کی تائید کرتی ہے اور حق یہ ہے کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب العین ہے۔ ہاں! اگر صغیرہ گناہ سے توبہ نہ کی تھی پھر اس گناہ کو مٹانے والے کام کئے تو اس سے وہ دونوں گناہ یعنی صغیرہ اور تاخیرِ توبہ مٹ جائیں گے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابن صلاح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ جب صغیرہ گناہ نہ پایا جائے تو نماز وغیرہ سے بعض کبیرہ گناہ بھی مٹا دیئے جاتے ہیں۔

قبولیتِ توبہ قطعی ہے یا ظنی؟

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کی قبولیت قطعی ہے یا ظنی؟

صحیح وہی قول ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نو وی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی وغیرہ نے ارشادفرمایا ہے کہ اسلام لانے کی وجہ سے کافر کی توبہ قطعی طور پر مقبول ہوتی ہے اور دوسرے گناہوں کی توبہ کا مقبول ہونا اس کی شرائط کے ساتھ بھی ظنی ہے۔لیکن ہمارے متقدمین شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک گروہ کا اس قول سے اختلاف ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ جب کافر مسلمان ہوجائے تو اس کا اسلام لانا کفر سے توبہ نہیں بلکہ اس کی توبہ کفر پر ندامت سے ہوگی اور کفر پر ندامت کے بغیر اس کا ایمان لانا متصور ہی نہیں ہوسکتا بلکہ ایمان لاتے وقت کفر پر ندامت ضروری ہے۔پھر بالا جماع کفر کا گناہ ایمان لانے اور کفر پر ندامت کے ساتھ ساقط ہوجائے گا اور قبولیتِ توبہ اس حد تک تو قطعی ہے۔البتہ!اس کے علاوہ دیگر گناہوں سے توبہ کی قبولیت ظنی ہے یقینی نہیں اور تحقیق اُمَّت کا اس پر اجماع ہے کہ کافر جب مسلمان ہوجائے اور اپنے کفر سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے اگرچہ وہ مسلسل دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرتا رہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ اجماع کفر کے متعلق ہے لیکن کفر کے علاوہ دیگر گناہ خاص طور پر توبہ سے ہی معاف ہوں گے۔جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنی طویل سند سے ذکر فرمایا اور رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان ''اگر اس نے اسلام میں اچھے کام کئے تو اس سے پہلے اور بعد والے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر اس نے اسلام میں برے کام کئے تو اس سے پہلے اور بعد والے اعمال کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔''[1] سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:''پس اگر اسلام تمام گناہوں کو مٹا دیتا تو مسلمان ہونے کے بعد کسی کا مؤاخذہ نہ ہوتا۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ''شُعَبُ الْاِیْمَان''میں فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق کئی احادیثِ مبارکہ آئی ہیں کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں مگر ان کا بھی کفارہ ہونا اس وقت ہے جب وہ توبہ کرلے۔چنانچہ،اس کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر۔''[2]

[1] ......صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب اثم من اشرک باللہ......الخ، الحدیث۶۹۲۱،ص۵۷۷،بتغیرٍ۔

[2] ......شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث۷۰۶۲، ج۵،ص۳۹۴۔

اَلرَّوْضَة اوراس کی اصل میں شَیْخَین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے منقول یہ قول بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ کسی حرمت والی جان کو قتل کرنے کا تعلق آخرت میں عذاب کے علاوہ دنیا میں قصاص، دیت اور کفارے [1] سے بھی ہے، لیکن مذکورہ قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت میں سزا باقی رہے گی اگرچہ اس سے قصاص یا دیت پوری کرلی جائے لیکن حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے شرح مسلم اور اپنے فتاوی میں تصریح کی ہے کہ دیت یا قصاص وغیرہ پورا پورا ادا کردینا، گناہ اور آخرت میں مطالبہ ساقط کردے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے توبہ کی حاجت نہیں اور حق کے زیادہ قریب یہ ہے کہ یہاں تفصیل کی جائے کہ وہ شخص جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے قصاص وغیرہ کے لئے اپنے آپ کو سپرد کردیا تو یہ توبہ ہے اور وہ شخص جسے زبردستی پکڑ کر لایا گیا تو یہ توبہ نہیں۔''

اس میں قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ جب اس سے قصاص وغیرہ کے ذریعے پورا پورا بدلہ لے لیا جائے تو وہ بندے کے حق سے بری ہوجائے گا اور شرح مسلم اور فتاویٰ نووی کا کلام اسی پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو ان میں سے کسی برائی میں مبتلا ہوگیا پھر اس پر سزا قائم کردی گئی تو یہی اس کا کفارہ ہے۔'' [2]

البتہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق باقی رہے گا اور جب توبہ کرے گا تو وہ ساقط ہوجائے گا ورنہ نہیں اور اَلرَّوْضَة اور اس کی اصل کا کلام اسی پر محمول کیا جائے گا کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر۔'' [3]

---

[1] ......**قصاص** فاعل (یعنی ظالم) کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا جیسا اس نے (دوسرے کے ساتھ) کیا مثلاً ہاتھ کاٹا تو اس کا بھی ہاتھ ہی کاٹا جائے۔ (التعریفات، ص ۱۲۴) **دیت** اس مال کو کہتے ہیں جو نفس (جان) کے بدلے میں لازم ہوتا ہے۔ (بہارشریعت، ج۳، حصہ ۱۸، ص ۸۳۰) **کفارہ** جس سے گناہ معاف ہوں جیسے صدقہ کرنا روزہ وغیرہ رکھنا۔ (القاموس الفقھی، ص ۳۲۱) جبکہ **قتل** کا کفارہ ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور یہ غلام یا لونڈی خود قاتل اپنے مال سے آزاد کرے اس کا بوجھ وارثوں پر نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اگر غلام نہ ملے یا نہ مل سکے تو قاتل اس کے عوض دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے۔ (تفسیرنعیمی، سورۃ النساء تحت الایۃ: ۹۲، ج۵، ص ۳۰۳)

[2] ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار......الخ، الحدیث: ۳۸۹۲، ص ۳۱۶۔

[3] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث: ۷۰۶۲، ج۵، ص ۳۹۴۔

مذکورہ طریقہ سے متعارض (یعنی باہم مخالف) احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ فقہا کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے اگرچہ میں نے کسی کو ایسی بات ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔

توبہ کی اقسام:

جان لیجئے! گناہ کو مٹانے والی توبہ کی دو اقسام ہیں:

(۱) ایک وہ جس سے بندے کا حق متعلق نہیں ہوتا اور (۲) دوسری وہ جس سے بندے کا حق متعلق ہوتا ہے۔

پہلی قسم:

اس کی مثال اجنبی عورت سے شرمگاہ کے علاوہ مقام میں وطی کرنا اور شراب پینا ہے۔ اس قسم میں توبہ کی شرائط یا ارکان میں اختلاف ہے اور رجحان ومیلان اس طرف ہے کہ اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک توبہ سے مراد اس کا لغوی معنی یعنی رجوع کرنا ہے انہوں نے شرائط مقرر کیں اور جنہوں نے اس سے شرعی معنی مراد لیا ان کے نزدیک اس کے تین ارکان ہیں۔

بعض کہتے ہیں: ''یہ اصولیوں کا مؤقف ہے۔'' البتہ! حدیثِ پاک کی روشنی میں توبہ صرف ندامت کا نام ہے۔ چنانچہ، میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''ندامت ہی توبہ ہے۔'' [1]

ندامت کا بیان

گناہ کو فوراً چھوڑ دینا اور اس کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کرنا ندامت کا ثمرہ ہے، لیکن یہ دونوں اس کے لئے شرط کی حیثیت نہیں رکھتے، ان کے ثمرۂ ندامت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے بغیر ندامت کا پایا جانا محال ہے، عنقریب آنے والی دلیل کے سبب کہ ندامت فقط اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونا ضروری ہے اور جب معاملہ یوں ہے تو یہ دونوں کو مستلزم ہے۔

پہلے (یعنی توبہ سے لغوی معنی مراد لینے والے) گروہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ حدیثِ پاک میں ندامت کا خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس کے بڑے ارکان میں سے ہے جیسے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذكر التوبة، الحديث۴۲۵۲، ص۲۷۳۵۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حج عرفہ کا نام ہے۔''[1]

ندامت کی شرائط:

حضرت سیِّدُنا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے توبہ کی ندامت کے ساتھ تفسیر بیان کرتے ہوئے فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور علمائے اُصول کے دونوں طریقوں کے درمیان تطبیق کی پھر فرمایا کہ ندامت ان اُمور کے بغیر متحقق نہیں ہوتی جن کی تعداد فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تین بلکہ پانچ بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔ ان اُمور کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی شرط : گزشتہ گناہ پر نادم ہونا:

گزشتہ گناہ پر نادِم ہونا ضروری ہے اور اسے ندامت تب شمار کیا جائے گا جب یہ حقوقِ الٰہی کی رعایت نہ کرنے اور گناہ میں پڑنے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا اور اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنے پر افسوس کرتے ہوئے ہو۔ پس اگر کسی دنیوی وجہ سے نادِم ہو مثلاً عار یا مال کے ضیاع، بدن کی تھکاوٹ یا اپنے ہی بیٹے کو قتل کرنے کی وجہ سے نادِم ہو تو اس کی ایسی ندامت کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ ہمارے علمائے اصول نے ذکر کیا اور ہمارے فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام اس پر دلیل ہے اور انہوں نے اس کی صراحت اس وجہ سے نہ کی کہ توبہ ایک عبادت ہے اور عبادت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ہوتی ہے، لہٰذا اگر توبہ کسی دوسری غرض کے لئے ہو تو وہ توبہ شمار نہ ہوگی۔ اگرچہ ایک (ضعیف) قول یہ بھی ہے کہ توبہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے باطنی معاملہ ہونے کی وجہ سے شیطان کو اس پر کوئی دخل نہیں، پس اس کی قبولیت کے لئے اخلاص کی بھی حاجت نہیں اور نہ ہی خود پسندی و ریا کاری کو اس میں کوئی دخل ہے۔ نیز مخالفین کے لالچ کو بھی اس میں کوئی دخل نہیں۔

بھولے ہوئے گناہ سے توبہ:

حضرت سیِّدُنا امام ابونصر قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے والدِ ماجد حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَاکِم کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ توبہ میں شرط ہے کہ وہ گزشتہ لغزش یاد کر کے اس پر نادِم ہو اور اگر اس نے پہلے کبھی

[1] ......جامع ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء فی من ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج، الحدیث۸۸۹،ص۱۷۳۵۔

کوئی گناہ کیا تھا لیکن اسے بھول گیا پھر تمام گناہوں سے توبہ کی اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان گناہوں سے توبہ نہیں ہوگی جن کو وہ بھول چکا ہے اور جب تک بھولا رہے گا اس وقت تک بھولے ہوئے گناہ سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں ہوگا لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا تو اس سے اس لغزش کے متعلق باز پُرس ہوگی اور یہ اسی طرح ہے کہ اگر کسی پر دوسرے کا قرض تھا اور وہ بھول گیا یا ادا کرنے پر قادر نہ تھا تو اس حالت میں بھولنے یا تنگ دستی کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس سے اس قرض کے متعلق پُوچھ گچھ کی جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک ہر گناہ سے علیحدہ علیحدہ توبہ کرنا معتبر ہے لیکن اگر تمام گناہوں سے ان کی تفصیل ذکر کئے بغیر توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظاہر ہے کیونکہ توبہ ندامت کا نام ہے اور یہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے جبکہ وہ گناہ یاد ہو یہاں تک کہ اس پر نادِم ہونا متصور ہو سکے اور حضرت سیِّدُنا قاضی ابوبکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر گناہ کی تفصیل یاد نہ ہو تو یوں کہے: ''اگر مجھ سے ایسا گناہ ہوا ہو جسے میں نہیں جانتا تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔'' شاید! انہوں نے یہ اس شخص کے متعلق فرمایا جسے اپنے گناہ معلوم تو ہوں لیکن ان کی تفصیل یاد نہ ہو اور جسے اپنا کوئی گناہ یاد ہی نہ ہو تو جس چیز کا وجود ہی نہ ہو اس پر ندامت ممکن نہیں اور اگر اسے اپنے گناہ معلوم ہوں لیکن یادداشت میں تعیُّن نہ ہو تو تمام گناہوں کے ارتکاب پر (بغیر تفصیل بیان کئے) ندامت کی جاسکتی ہے اور پھر گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹنے کا عزم کرلے۔

گناہ کے علم یا عدمِ علم پر توبہ کی صورت:

حضرت سیِّدُنا قاضی ابوبکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی ایک یا بہت سے گناہوں میں مبتلا ہے اور انہیں جانتا ہے یا اسے اجمالی یا تفصیلی طور پر یاد ہے تو توبہ کرتے ہوئے کہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہو کہ جسے میں جانتا نہیں تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی سزا سے مغفرت طلب کرے اور جسے وہ نہیں جانتا یا جانتا تو ہے مگر گناہ نہیں سمجھتا یا اس کے دل میں اس کے گناہ ہونے کا کبھی کھٹکا نہ ہوا تو ان (گناہوں) سے توبہ واجب نہیں بلکہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اِجمالی

طور پر گناہوں کی معافی طلب کرے اور اگر اسے اپنے گناہ یاد ہوں تو بعض سے توبہ کرنا صحیح ہے اور اگر تفصیلی طور پر اسے معلوم ہوں تو تفصیلی طور پر علیحدہ علیحدہ توبہ لازم ہے اور ایک ہی دفعہ تمام گناہوں سے توبہ کافی نہیں البتہ! نامعلوم گناہوں سے توبہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام شیخ عزالدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ ممکنہ حد تک گزشتہ گناہوں کو یاد کرے اور جنہیں یاد کرنا مشکل ہو اس پر اُن سے توبہ بھی لازم نہیں جن کا وہ اعتراف نہ کرے۔

دوسری شرط :دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا:

یہ پختہ ارادہ کرلے کہ مستقبل میں اس یا اس جیسے کسی گناہ کی طرف نہ لوٹے گا۔اسے اس شخص کے حق میں شرط ٹھہرایا جاسکتا ہے جو گزشتہ گناہ کی مثل پر قدرت رکھتا ہو۔ جو شخص زنا کے بعد مجبوب ہو (یعنی اس کا آلۂ تناسل کاٹ دیا) گیا یا تہمت لگانے وغیرہ کی وجہ سے اس کی زبان کاٹ دی گئی تو ان کے حق میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ اس گناہ کے چھوڑنے کا عزمِ مصمم کرلیں کہ اگر دوبارہ ان گناہوں پر قدرت حاصل ہوگئی تب بھی گناہ نہ کریں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ گناہ کرنے سے عاجز شخص کی توبہ بھی صحیح ہوتی ہے اور اس میں ابن جبائی معتزلی کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا اس کا قول ہے کہ ایسے شخص کی توبہ صحیح نہیں کیونکہ وہ گناہ چھوڑنے پر مجبور ہے۔اس کا وہی جواب دیا گیا جو آلۂ تناسل کٹے ہوئے شخص کے متعلق بیان ہو چکا ہے اور یہ قول حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کی شرح میں مذکور قول کے منافی بھی نہیں کہ سابقہ گناہ کی مثل پر قدرت رکھنے والے کا اسے چھوڑنے کا عزم کرنا تو صحیح ہے مگر مجبوب کا یہ عزم کرنا صحیح نہیں کہ وہ زنا نہیں کرے گا بلکہ وہ اس طرح عزم کرے کہ اگر اس کا آلۂ تناسل لوٹا دیا گیا تب بھی زنا نہ کرے گا۔

چند گناہوں سے توبہ کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا امام ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق سے نقل کیا کہ ''ایک ہی گناہ کی مثل پر اصرار کے باوجود اس ایک گناہ سے توبہ کرنا صحیح ہے حتی کہ ایک عورت سے زنا کرنے کے بعد اس سے توبہ صحیح ہے اگرچہ اس جیسی دوسری عورت سے زنا کرنے پر قائم رہے اور اگر ایک عورت سے دو مرتبہ زنا کیا تو

باوجود اصرار کے ایک بار سے توبہ درست ہے۔'' مگر ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس کا انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ توبہ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی مثل کا ارتکاب نہ کرنے کا بھی عزم کرے اور اس کی مثل پر اصرار کے ساتھ توبہ کرنا محال ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''ایک کبیرہ گناہ سے توبہ کرنا لیکن اس کی جنس کے علاوہ کسی دوسرے سے توبہ نہ کرنا بھی صحیح ہے۔'' مذکورہ قول تقاضا کرتا ہے کہ جب دوسرا کبیرہ گناہ اسی کی جنس سے ہو تو اس ایک سے توبہ صحیح نہیں۔ حضرت سیِّدُنا استاذ ابوبکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کی تصریح کی لیکن حضرت سیِّدُنا استاذ ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق نے مخالفت کی اور حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کے شارح (سیِّدُنا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی) نے حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ایک قول ذکر کیا ہے کہ بعض برائیوں پر قائم رہنے کے ساتھ دوسری بعض برائیوں سے توبہ کے صحیح ہونے میں اسلافِ اُمّت میں کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''توبہ کے کئی اسباب ہیں جن کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہوتی پھر اس کے یہ اسباب بھی مختلف ہیں: ان میں سے ایک سبب زجر و توبیخ کی کثرت کی وجہ سے حقوق العباد (کے تلف ہونے کا معاملہ) ہے، پس ایک گناہ سے توبہ کرنے کے باوجود اس جیسے دوسرے گناہ پر برقرار رہے تو یہ توبہ درست نہیں بشرطیکہ دونوں کے داعی (یعنی دعوت دینے والے) ایک جیسے ہوں اور اگر دونوں گناہ جنس کے اعتبار سے مختلف ہوں جیسے قتل کرنا اور شراب پینا لیکن دونوں کا سبب ایک ہو تو دونوں ایک ہی گناہ کی مثل ہیں اور ایک پر قائم رہتے ہوئے دوسرے سے توبہ صحیح نہیں کیونکہ دونوں کا سبب ایک ہے اور وہ ندامت ہے مثلاً توبہ کا سبب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی اور اس کے احکامات کی مخالفت کرنا ہے اور اگر ایک گناہ میں توبہ کا داعی بہت بڑا عذاب و عقاب ہے جبکہ دوسرے میں داعی کی کچھ وقعت نہیں تو صرف ایک گناہ سے توبہ کافی ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو جاننے اور یاد رکھنے والا گناہ پر عذاب کی وعیدوں کے ڈر سے کسی تاویل کے بغیر گناہ نہیں کرتا اور بالقصد اس سے گناہ کا ارتکاب متصور نہیں ہوتا جبکہ اسے معلوم ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے باخبر ہے۔ پس اگر اس سے کبھی گناہ سرزد ہو بھی جائے تو یہ غلبۂ شہوت اور اس کی بصیرت اور عقل

پرسِل کی مثل مرض، تاریکی اور پردے پڑ جانے کا نتیجہ ہے کہ وہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ پھر اگر اس کی غفلت زائل ہو جائے اور شہوت ختم ہو جائے تو وہ تمام گناہوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لیتا ہے لیکن اس کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایسی حالت میں بھی بعض سے نادم ہوا ہوگا۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ﴿۲۰۱﴾ (پ۹، الاعراف:۲۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: اگر اس کا ایمان اعتقادی ہو تو غلبۂ شہوت کے وقت اس سے بعض گناہوں سے توبہ کرنا متصور ہوسکتا ہے اور خارجیوں میں سے جو یہ کہتے ہیں کہ ہر گناہ کفر ہے۔ شاید! انہوں نے ان باتوں کو پیشِ نظر رکھا ہو جو ہم نے ذکر کی ہیں لیکن وہ اس بحث کا مکمل طور پر احاطہ نہ کر سکے۔ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت و جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بعض گناہوں پر اصرار کے ساتھ بعض سے توبہ صحیح ہے اور حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ذکر کردہ کلام ان کی میانہ روی پر دلالت کرتا ہے۔

تیسری شرط: حالتِ گناہ میں ہی اسے ترک کر دینا:

یعنی اگر گناہ میں مبتلا ہو یا اس کی طرف لوٹنے پر مصر ہو تو اسے فوراً چھوڑ دے اور اسے شرط قرار دینا حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کے اس کلام کے عین مطابق ہے جو انہوں نے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے نقل کیا ہے لیکن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے ذکر کردہ شرائط کے ساتھ مقیَّد نہیں کیا۔

اعتراض: جمہور نے تو مذکورہ شرط بیان نہیں کی؟

جواب: جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس شرط کو چھوڑ دیا ان کے پیشِ نظر وہ لوگ تھے جو نہ تو گناہ میں مبتلا ہوں اور نہ ہی ان پر اصرار کرنے والے ہوں، کیونکہ ایسے لوگوں کے حق میں یہ شرط لگانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس شرط کو ذکر کیا ان کے پیشِ نظر یہی دونوں قسم کے لوگ تھے، پس ان کے حق

میں فوری طور پر گناہ کو ترک کر دینے کی شرط لگانا قطعاً ضروری ہے۔ کیونکہ کسی ایسی چیز پر حقیقی ندامت کا حصول ناممکن ہے جس میں نادِم (یعنی ندامت کرنے والا) مبتلا ہو یا آئندہ کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو۔اس لئے کہ سابقہ لغزش پر غمگین ہونا ندامت کے لوازمات میں سے ہے اور یہ چیز اس گناہ کو چھوڑنے اور آئندہ نہ کرنے کے عزم سے ہی متحقق ہوسکتی ہے۔

چوتھی شرط :زبان سے استغفار کرنا:

لفظی طور پر (یعنی زبان سے) استغفار کرنا۔جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی ایک جماعت کا قول ہے اور "اَلْمَطْلَب" میں ہے:"وَسِیْط کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ فاسق کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے توبہ کی۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے علاوہ کسی کا کوئی قول نہیں پایا، ہاں! حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ کا قول ہے کہ ظہورِ گناہ کے وقت اپنی زبان سے ظاہری و باطنی طور پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرے۔"

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کی کتاب "تَصْحِیْحُ الْمِنْہَاج" میں ہے کہ اَلْمِنْہَاج کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ غیر قولی گناہ میں زبان سے استغفار کرنا معتبر نہیں جیسے تہمت لگانا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس میں بھی استغفار معتبر ہے اور یہی حضرت سیِّدُ نا امام ابوالطیب ،حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین اور حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کا مؤقف ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:"حقیقی علم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے البتہ! ہمیں قرآن و سنت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ گناہ اگرچہ باطنی ہے لیکن ایسے الفاظ کہنا ضروری ہے جن سے اس کا گناہ پر نادِم ہونا ظاہر ہو یعنی وہ کہے: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے گناہ پر مغفرت طلب کرتا ہوں، یا اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میری خطا معاف فرما، یا میں نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے گناہ پر توبہ کی۔" پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کو راجح قرار دیا مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابن رفعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ جن علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے استغفار سے تعبیر کیا انہوں نے اس سے مراد ندامت لی نہ کہ الفاظ ادا کرنا۔ چنانچہ، فرماتے ہیں: جان لیجئے! باطن میں توبہ وہ ہے جس کے پیچھے ظاہر میں بھی ایسی توبہ حاصل ہو کہ جس پر گناہ کی بخشش وغیرہ کے احکام مرتّب کئے جاسکیں جیسا کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: دو اُمور کے سبب حدود اللہ، مالی تاوان اور حقوق العباد

بعض گناہوں کے ساتھ متعلق نہیں ہوتے مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دینا اور مُشت زَنی کرنا (یعنی ہاتھ سے مَنی خارج کرنا) وغیرہ وغیرہ اور وہ دو امور یہ ہیں (۱)...... اس گناہ پر ندامت اور (۲)...... آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم۔ اس کی ایک دوسری تعبیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ سابقہ گناہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں استغفار کرے اور مستقبل میں اس پر اصرار چھوڑ دے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (پ۴، آل عمران:۱۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں۔

حضرت سیِّدُنا امام بندنیجی، حضرت سیِّدُنا قاضی ابوطیب، حضرت سیِّدُنا امام ماوردی، حضرت سیِّدُنا امام ابن صباغ، حضرت سیِّدُنا امام بغوی، حضرت سیِّدُنا امام محاملی اور حضرت سیِّدُنا امام سلیم رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِم وغیرہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ رفعہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا کلام ختم ہوا۔

مذکورہ دوسری تعبیر میں غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ میرے ذکر کردہ مؤقف کے متعلق صریح ہے اس لئے کہ دونوں عبارتوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے استغفار کا ذکر کیا ان کی مراد اس کے الفاظ نہیں بلکہ انہوں نے بھی اس سے ندامت ہی مراد لی جس کا دیگر نے اعتبار کیا پس اب اختلاف باقی نہ رہا اور اب مذکورہ ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام میں سے کوئی بھی الفاظ کے ساتھ استغفار کو شرط قرار دینے کا قائل نہ ہوگا۔

پانچویں شرط: توبہ کا وقتِ معتبر میں ہی واقع ہونا:

توبہ کے وقت میں توبہ کرنا ضروری ہے اور وہ گلے میں دَم اَٹکنے اور موت کے آثار نظر آنے سے پہلے پہلے تک ہے۔

چھٹی شرط: ظہورِ علاماتِ قیامت سے پہلے توبہ کرنا:

قیامت کی نشانیوں جیسے مغرب سے طلوعِ آفتاب وغیرہ نظر آنے کے بعد مجبوراً توبہ واقع نہ ہوئی ہو۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب سورج مغرب سے طلوع ہو اور کوئی شخص مجنون ہو پھر جنون سے افاقہ پا کر توبہ کرلے تو سابقہ عذر کی وجہ سے اس کی توبہ صحیح ہے۔'' لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

ساتویں شرط :مقامِ گناہ سے جدا ہو جانا:

زمخشری نے ذکر کیا ہے کہ نافرمانی کی جگہ سے فوراً جدا ہو جائے۔ یہ ایک شاذ قول ہے۔صَاحِبُ التَّنۡبِیۡہ نے اسے مستحب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''حاجی کے لئے مسنون ہے کہ جس مکان میں اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اس جگہ اپنی بیوی سے جدا ہو جائے۔اس لئے کہ اس کا نفس اسے معصیت یاد دلائے گا تو ہوسکتا ہے وہ اس جگہ دوبارہ اسی گناہ میں مبتلا ہو جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ایک شخص کے متعلق منقول ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ دور دراز کے مغربی علاقے سے حج کرنے آیا۔ جب دونوں مزدلفہ پہنچے تو اس سے جماع کر بیٹھا، آئندہ سال حج قضا کرنے کے لئے آیا تو پھر اسی جگہ اپنی بیوی سے دوبارہ جماع کر بیٹھا، تیسرے سال پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اسی جگہ اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھا۔ جب تنگ آیا تو چوتھی مرتبہ بیوی کو خود سے جدا رکھا یہاں تک کہ دونوں نے بحفاظت حج کر لیا۔

آٹھویں شرط :بار بار توبہ کرنا:

توبہ کے بعد جب بھی گناہ یاد آئے تو اس سے تجدیدِ توبہ کی جائے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا قاضی ابوبکر باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی کا خیال ہے،آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے نئے سرے سے توبہ نہ کی تو اس نے نیا گناہ کیا جس سے توبہ واجب ہے اور پہلی توبہ صحیح ہے کیونکہ گزشتہ عبادت کو کوئی گناہ ختم نہیں کرسکتا۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡغَنِی فرماتے ہیں: ''یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اپنی کتاب ''تَوَسُّط'' میں فرماتے ہیں: ''یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے جس قول کو اختیار کیا وہ اس صورت میں تو واضح ہے کہ جب وہ گناہ یاد کرے تو اس کا دل اس سے نفرت کرے لیکن اگر وہ اس سے نفرت نہ کرے بلکہ اسے یاد کر کے لذّت حاصل کرے تو یہ ایک نیا گناہ ہے جس سے توبہ ضروری ہے اور سچی توبہ تقاضا کرتی ہے کہ گناہ کا مرتکب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا اور افسوس کرتے ہوئے گزشتہ گناہ کو یاد کرے اور جو شخص احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ میں غور کرے گا وہ اس

کے کئی دلائل پائے گا۔''

گویا انہوں نے حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس کے نادِم ہونے سے اس کی توبہ صحیح ہوگی، اس کے بعد جب وہ اسے یاد کرے تو اس سے توجہ ہٹا دے اور اس پر خوش نہ ہو اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس پر ہمیشہ نادِم رہنا لازم نہیں اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اس پر لازم ہے کہ گناہ پر اصرار نہ کرے لیکن اس پر توبہ لازم آنے کا قول صحیح نہیں۔ ''اَلشَّامِل'' میں ہے: ''تجدیدِ توبہ کے وجوب کا نظریہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ جو لوگ اسلام لائے وہ زمانۂ جاہلیت کے گناہوں کو یاد کیا کرتے تھے لیکن ان پر نہ تو تجدیدِ اسلام لازم تھا اور نہ ہی انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔''

مذکورہ اختلاف تجدیدِ توبہ واجب ہونے کے متعلق ہے جبکہ مستحب ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور اسے پہاڑ کے گرنے کا خوف ہے اور فاجر اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے اس کی ناک کے اوپر سے مکھی اُڑتی ہوئی چلی گئی۔''(1)

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: شاید! حضرت سیِّدُنا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی گزشتہ تقریر اس بات پر مبنی ہے کہ توبہ گناہ کی سزا کو قطعی طور پر زائل نہیں کرتی اور اس کی صرف اُمید کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ ایک ظنی اور غیر یقینی بات ہے۔ جب معاملہ اس طرح ہو تو جب بھی وہ اس کا تذکرہ کرے گا اس حال میں کہ اسے توبہ قبول ہونے اور سزا زائل ہونے کا قطعی یقین نہ ہو تو لازمی طور پر دوبارہ نادم ہوگا خاص طور پر اس حالت میں کہ جب اسے اپنا انجام بھی معلوم نہ ہو۔

نویں شرط: توبہ کو برقرار رکھنا:

توبہ کرنے کے بعد دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا خیال ہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر توبہ کرنے والا اپنی توبہ توڑ دے تو جائز ہے کہ اس پر اس کے گناہ لوٹ

......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث۶۳۰۸، ص۵۳۱، ''یطیر'' بدلہ ''مر''۔

آئیں کیونکہ اس نے توبہ کو پورا نہیں کیا، لیکن یہ اس کی نسبت بہت کم گنہگار ہوگا جس نے توبہ کو ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا ہو۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ وہ دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹے اگر دوبارہ گناہ کی طرف پلٹا تو پہلی توبہ ٹوٹ جائے گی اور یہ شرط فاسق کے مسئلہ میں فائدہ سے خالی نہیں کہ جب اس نے توبہ کر لی اور نکاح کر لیا پھر فسق کی طرف لوٹ آیا تو حضرت سیِّدُ نا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے قول کے مطابق بوقتِ نکاح فسق واضح ہونے کے سبب نکاح کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جائے گا۔

دسویں شرط :حدقائم کرنے پر قدرت دینا:

مُجرم، حاکم کے پاس ثابت ہونے والی حد قائم کرنے پر قدرت دے۔ پس اس کی توبہ حد قائم کرنے پر قدرت دینے پر موقوف ہوگی، اگر اس پر حد قائم کرنے پر قدرت دی مگر حاکم یا اس کے نائب نے حد نہ لگائی تو یہ گنہگار نہ ہوگا بلکہ وہ دونوں گنہگار ہوں گے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کے کلام کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ کسی گناہ کا لوگوں کے درمیان مشہور ہونا حاکم کے ہاں ثابت ہونے کی طرح ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کے درمیان مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص نے موجبِ حد گناہ کا ارتکاب کیا ہے لیکن وہ گناہ حاکم کے ہاں ثابت نہ ہو سکے تو اس کی توبہ صحیح ہونے کے لئے اپنے اوپر حد قائم کرنے کی قدرت دینا شرط ہے جبکہ اس کا عرصہ زیادہ نہ گزرا ہو ورنہ لمبا عرصہ گزرنے کے بعد اس کی حد ساقط ہونے میں اختلاف ہے۔

حضرت سیِّدُ نا قاضی ابوطیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اگر اس کا گناہ ثابت نہ ہو، نہ ہی لوگوں میں مشہور ہو تو اس کے لئے اسے چھپانا افضل ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اس کا ظاہر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام بندنیجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''مدتِ دراز گزرنے کے بعد ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' ہم کہتے ہیں کہ طویل عرصہ گزرنے کے بعد حد ساقط ہو جائے گی لہٰذا حد ساقط ہونے کی وجہ سے اس کے لئے نفاذِ حد پر قدرت دینا جائز نہیں۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''اس میں اس قول کا احتمال ہے کہ اگر

اس پر کوئی گواہی قائم ہوئی ہو نہ کوئی مطلع ہوا ہو تو اب حد قائم کرنے پر قدرت دینا جائز نہیں اور اگر اس نے اسے ظاہر کر دیا تو اس کے ظاہر کرنے پر وقف اور یتیم وغیرہ پر اس کی ولایت باطل ہونے کے کثیر مفاسد کا دروازہ کھل جائے گا اور اس کی وجہ سے وہ ظالم اور خیانت کرنے والا بن جائے گا اور اگر اسے دل میں چھپائے تو محفوظ رہے گا اور ان مفاسد وغیرہ کو ختم کرنے کے لئے اس کے لئے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں۔''

گیارھویں شرط :ترک عبادت کے گناہ کا تدارک کرنا:

عبادت ترک کرنے کے گناہ میں مبتلا ہو تو اس کو دُور کرے مثلاً نماز یا روزہ چھوڑنے پر اس کی توبہ کا صحیح ہونا ان کی قضا پر موقوف ہے کیونکہ اس پر فوراً قضا واجب ہے اور توبہ نہ کرنے پر فاسق ہو جائے گا[1]۔

قضا نمازوں کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ اگر اسے قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو غور وخوض کرے اور بالغ ہونے کے وقت سے جتنی نمازوں کے چھوڑنے کا یقین ہو جائے اتنی قضا کرلے۔

قدرت کے باوجود زکوٰۃ، کفارہ اور نذر ادا نہ کرنے میں اس کی توبہ کا صحیح ہونا مستحق تک ان چیزوں کے پہنچانے پر موقوف ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام واسطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کو قتل کرنے پر موقوف تھی جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ (پ ۱، البقرۃ:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی توبہ محض جانوں کو ختم کرنا تھی جبکہ اس اُمّت

---

[1] ......دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 700 پر ہے: ''بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حجِ مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔'' (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۶)

کی توبہ ان سے انتہائی سخت ہے کہ یہ لوگ اپنی جانوں کو ان کی ہیئت پر برقرار رکھتے ہوئے ان کی خواہشات ختم کر دیں۔ بعض نے اس کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس نے کسی بوتل میں بادام یا موتی توڑنے کا ارادہ کیا تو یہ مشکل ہونے کے باوجود اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ آسان فرما دے۔

توبہ کی دوسری قسم:

توبہ کی اس قسم کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اس میں بھی گزشتہ تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے لیکن اس میں اس شرط کا اضافہ ہے کہ حقوق العباد کا ساقط (یعنی ادا) کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر وہ حق مالی ہو اور ابھی تک اس کے پاس موجود ہو تو اسے لوٹا دے ورنہ اس کا بدل اس کے مالک یا نائب یا اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث کو دے جب تک کہ اس مال کے حق دار نے اسے بری نہ کیا ہو لیکن اسے بری کرنے کی خبر دینا لازم نہیں اور اگر اس کا وارث نہ ہو یا اس کی خبر ہی نہ ہو تو وہ مالی حق حاکم کے حوالے کر دے تاکہ وہ اسے بیت المال میں ڈال دے یا کسی ایسے حاکم کے حوالے کر دے جسے رفاعی کاموں میں مال خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہو[1]۔

---

[1]...... **موجودہ دور میں حقوق مالیہ سے بریُ الذِّمہ ہونے کی صورت:** **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **"مکتبۃ المدینہ"** کی مطبوعہ 107 صفحات پر مشتمل کتاب **"چندے کے بارے میں سوال جواب"** کے صفحہ 45 پر شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تحریر فرماتے ہیں: **"سُوال:** سُود کی رقم سے غریبوں کی مدد کرنا یا مسجِد کے اِستنجا خانے تعمیر کروانا کیسا؟ کیا سُود کی رقم چندہ میں دی جا سکتی ہے؟ **جواب:** کسی نے سُود اگرچِہ نیک کاموں میں خرچ کرنے کیلئے لیا تاہم اُسے سُود لینے کا گُناہ ہوگا۔ کسی بھی نیک کام میں سُود اور **مالِ حرام** نہیں لگایا جا سکتا۔ بلکہ سودی مال کے مُتَعلِّق حکم یہ ہے کہ جس سے لیا اسے واپس کریں یا اس مال کو صدقہ کریں جبکہ رشوت، چوری یا گناہوں کی اجرت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ انہیں بھی نیک کاموں میں خرچ نہیں کر سکتے بلکہ ان میں تو یہ ضَروری ہے کہ جس کی رقم ہے اُسے ہی واپس لوٹائے اور وہ نہ رہے ہوں تو اس کے وُرَثاء کو دے اور وہ بھی نہ ملیں تو پھر صَدَقہ کرنے کا حکم ہے چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو مال رشوت یا تَغَنِّی (یعنی گانے) یا چوری سے حاصل ہوا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں ان کے وُرثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدُّق کرے۔ خرید و فروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا **حرامِ قطعی** ہے، نیز صورتِ مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وَبال سے سُبکدَوشی کا نہیں یہی حکم سُود وغیرہ عُقُودِ فاسِدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ (جس سے لیا ہے) اسے واپَس دے خواہ ابتداءً تصدُّق (یعنی خیرات)......

اگراس کے لئے مذکورہ طریقے پر عمل کرنا مشکل ہوتو حضرت سیِّدُ ناامام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اورحضرت سیِّدُ ناامام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ واجب جان کر وہ مال صدقہ کردے۔حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اسے احکامِ وراثت میں شامل کیا ہے اورحضرت سیِّدُ ناامام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور دیگر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس (مال) کوصدقہ کی نیت سے رفائی کاموں میں خرچ کرنے کی اجازت دینے میں اسی کواصل ٹھہرایا ہے۔اگروہاں پرشرائط کے مطابق قاضی نہ ہوتوامین خود رفاعی کاموں میں صرف کردے اوراگرشرائط کے مطابق قاضی تو موجود ہومگراسے رفاعی کاموں میں مال استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوتواس کی چند صورتیں ہیں: (۱)......ایسا مال قاضی کے حوالے کردے تاکہ وہ خودتصرف کرے بشرطیکہ وہ رفاعی کاموں میں مال خرچ کرنے پرامین ہو،ورنہ (۲)......قاضی کواس شرط پر مال دے کہ وہ اسے بیت المال میں شامل کر دے یا (۳)......اس کے قائم مقام جوبھی اس کی شرط کے مطابق ہووہاں خرچ کردے۔حضرت سیِّدُ ناامام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''تیسری توجیہ ضعیف اورپہلی دوصحیح ہیں اوران دونوں میں زیادہ صحیح پہلی ہےاوراگر یہ کہا جائے کہ اسے پہلی دونوں صورتوں کے درمیان اختیار دے دیا جائے تو یہ بھی اچھی رائے ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی قول راجح ہے۔''

اگرکہا جائے کہ جب امین اوراہل قاضی بھی بغیراجازت رفاعی کاموں میں اس مال کوخرچ نہیں کرسکتا تو پھرکسی اورشخص کووہ مال کیسے دیا جاسکتا ہے؟ تو ماقبل بحث میں غوروفکر کرنے سے اس قول کا فساد معلوم ہوجائے گا اورجس نے حاکم سے کوئی حرام چیز لی جس کے مالک کووہ نہیں جانتا تو ایک گروہِ علما کے نزدیک وہ چیز بادشاہ کولوٹا دے اورصدقہ نہ کرے،حضرت سیِّدُ ناامام محاسبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اسی قول کواختیار کیا جبکہ دوسرے گروہ کے نزدیک مالک کی

......کردے۔(فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص ۵۵۱) اور یہ بھی یادرکھئے کہ سُود و رِشوت وغیرہ حرام مال کو نیک کاموں میں خرچ کرکے ثواب کی اُمّید رکھنے کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: اُسے یعنی مالِ حرام کوخیرات کرکے جیسا پاک مال پر **ثواب ملتا** ہے اس کی اُمّید رکھے تو **سخت حرام** ہے، بلکہ **فُقَہا**ء (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی) نے **کُفر** لکھا ہے۔ہاں وہ جو شَرع نے حکم دیا کہ حقدار (یعنی جس کا مال ہے وہ، یا وہ نہ رہا ہوتو اُس کا وارِث اور وہ بھی) نہ ملے تو فقیر پر تَصَدُّق (خیرات) کر دے اِس حکم کو مانا تو اِس پر (یعنی حکمِ شریعت پر عمل کرنے پر) ثواب کی اُمّید کرسکتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۲۳، ص۵۸۰)

طرف سے اس مال کو صدقہ کر دے جبکہ اسے معلوم ہو کہ بادشاہ مالک کو نہیں لوٹائے گا۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مختار مذہب یہ ہے کہ جب اسے معلوم ہو یا غالب گمان ہو کہ حاکم اسے فضول ولایعنی کاموں میں خرچ کر دے گا تو اس پر لازم ہے کہ رفاعی کاموں جیسے پل وغیرہ بنانے میں خرچ کر دے اور اگر اس پر خوف وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہو تو حاجت مندوں پر صدقہ کر دے اور سب سے زیادہ محتاج کمزور ولاغر ضرورت مند ہیں اور اگر یہ گمان نہ ہو کہ وہ فضول کام میں خرچ کر دے گا تو اگر نقصان نہ پہنچے تو اسے حاکم یا اس کے نائب کو واپس کر دے ورنہ فلاحی کاموں میں خرچ کرے اور اگر حاجت مند ہے تو اپنی ذات پر خرچ کرے۔

مختلف لوگوں پر خرچ کرنے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''جہاں فقرا کے لئے خرچ کرنا جائز ہو تو ان پر وسعت کرے۔ یا اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز ہو تو ممکنہ حد تک کم خرچ کرے۔ یا اہل وعیال پر خرچ کرنا جائز ہو تو میانہ روی اختیار کرے اور اس سے امیر کو نہ کھلائے مگر یہ کہ کسی دیہات میں ہونے کی وجہ سے کسی اور کو نہ پائے اور اگر کسی فقیر کی ظاہری حالت سے معلوم ہو کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اگر اس کی حقیقت جان لیتا تو اس سے بچتا، پس اس کا حال جاننے کی خاطر اس کے بھوکا ہونے تک مؤخر کر دے اور اسے اپنے حال کے متعلق بتا دے اور صرف اسی کو کافی نہ سمجھے کہ وہ اس کا حال نہیں جانتا اور اس کے پاس نہ تو کرایہ کی سواری ہے اور نہ ہی وہ خرید سکتا ہے اگرچہ وہ مسافر ہی ہو۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اگر وہ تنگ دست ہو تو اس کی خوشحالی کا انتظار کیا جائے گا لیکن اس کی توبہ صحیح ہو گی۔

وارث کے وارث کا مستحق ہونا:

''اَلْجَوَاھِر'' میں ہے کہ ''اگر مستحق مر گیا اور ایک کے بعد دوسرا اوارث مستحق بنا تو چار وجوہات کی بنا پر سب سے آخری وارث مستحق ہو گا: پہلی وجہ: سب وارثوں میں سے آخری وارث مستحق ہے، اس کا آخری ہونا ہر وارث کی مدَّتِ عمر ختم ہونے کو ثابت کرتا ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اسے حضرت سیِّدُ نا امام

عبادی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے حوالے سے '' اَلرَّقْم ''میں نقل کیا ہے اور چوتھی وجہ: یہ ہے کہ اگر صاحبِ حق نے اس سے اپنا حق مانگا اور اس نے انکار کر دیا اور قسم اُٹھالی تو وہ اسی کا ہوگا ورنہ اس کے ورثاء کو منتقل کر دیا جائے گا اور حضرت سیِّدُنا امام قاضی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے دعوی کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وہ قسم اٹھالے تو حق پہلے کے لئے ہوگا۔

صاحبِ رَوْضَـۃ نے بھی پہلی وجہ کو ترجیح دی اور فرمایا کہ ان میں سے راجح ترین یہی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے بھی فتویٰ دیا کہ یہی ابتدائی صاحبِ حق ہے اور حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور دوسری وجہ یہ بیان کی کہ یہ تمام وارثوں کا ہوگا۔ حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ "اَلرَّوْضَۃ" کی ترجیح حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کی نہیں بلکہ انہوں نے تو یہ قول حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دوسرے تمام ورثاء کے مرنے کے بعد اسے وارث بنائے گا اور اس کا حق قیامت میں اس کی طرف لوٹائے گا اور "اَلـرَّوْضَـۃ" میں جو الفاظ مذکور ہیں اس کیفیت کا اظہار نہیں کرتے یعنی وہ اس کے منافی نہیں کہ انہیں اس پر محمول کیا جائے۔

حضرت سیِّدُنا امام نسائی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں کہ اگر ایک کے بعد دوسرا وارث کسی حق کی ادائیگی کا مستحق ہو تو اب اگر صاحبِ حق اپنے حق کا مطالبہ کر دے اور قسم اٹھالے تو "کِـفَـایَـۃ" میں ہے کہ صاحبِ حق کا سب سے آخری وارث سے مطالبہ کرنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یا اگر اس نے قسم نہ اٹھائی تو "کِفَایَۃ" میں اس کی چند وجوہ ذکر کی گئی ہیں جن میں سب سے زیادہ اصح وہ وجہ ہے جس کی نسبت حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی جانب کی ہے یعنی وہ پہلے وارث کا ہوگا اور دوسری وجہ کے مطابق وہ سب وارثوں کا ہوگا، تیسری کے مطابق صرف آخری کا ہوگا اور جو اس آخری وارث سے پہلے ہوں گے ان کو اس حق کو روک کر رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) فرماتے ہیں: '' جب سب سے آخری وارث کو حق دے دیا گیا تو وہ سب کے گناہ سے خارج ہو جائے گا سوائے اس گناہ کے جو اس نے ٹال مٹول کی تھی۔''

حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا بقیہ کلام بھی یہی ہے لیکن یہ اس قول کے برعکس ہے جس کا وہم حضرت

سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام سے ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وارث نے اسے بری کر دیا اور اپنا پورا حق وصول کر لیا تو حق ساقط تو ہو جائے گا لیکن اگر اس نے ٹال مٹول کر کے نافرمانی کی ہو تو اس سے توبہ کرے اور جس پر حق ہے اگر وہ تنگ دست ہو جائے تو نیت کرے کہ قدرت پانے پر قرض ادا کر دے گا۔ حضرت سیِّدُ ناامام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہ کی معافی بھی طلب کرے یعنی استغفار کرے اور اگر وہ ادائیگی حق پر قدرت پانے سے پہلے مرگیا تو فضلِ الٰہی سے مغفرت کی اُمید ہے۔''

''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ انہوں نے اپنی فقاہت (یعنی علمِ شریعت کی مہارت) کے مطابق جو کچھ کہا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ ناامام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کے شارح حضرت سیِّدُ ناامام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اگر نفس یا مال سپرد کرنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے جیسے کسی ظالم کا اسے روک لینا اور کسی ایسے معاملے کا پیش آجانا جو اسے قدرت سے روک دے تو یہ حق اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس پر یہ عزم کرنا ضروری ہے کہ اگر ممکن ہوا تو اس حق کو حق دار کے سپرد کر دوں گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔'' حضرت سیِّدُ ناامام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس میں اختلاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ احادیثِ صحیحہ کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ظلماً لی ہوئی چیز کا مطالبہ کرنا صحیح ہے جبکہ وہ عاجز اور تنگ دست ہو بشرطیکہ اس نے التزام کے ساتھ نافرمانی کی ہو۔

حضرت سیِّدُ ناامام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ قول محلِ نظر ہے اور ''اَلرَّوْضَۃ'' میں ہے کہ ''اگر کسی نے اپنی جائز ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا اور اسے کسی ظاہری سبب یا طریقے سے اس کی ادائیگی کی اُمید بھی تھی لیکن موت تک اس کی ادائیگی سے عاجز رہا یا پھر غلطی سے کسی شے کو ضائع کر دیا اور موت تک اس کا تاوان ادا کرنے سے عاجز رہا تو ظاہر یہی ہے کہ آخرت میں اس سے اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ وہ صاحبِ حق کو اس کا عوض اپنے پاس سے ادا فرمادے گا اور حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اسی جانب اشارہ کیا ہے۔''

حضرت سیِّدُ ناامام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی اسی کے موافق ذکر کیا۔ حضرت سیِّدُ ناامام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ

الْقَوِی کا **احیاءُ العُلُوم** سے نقل کردہ کلام بھی اسی کے موافق ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ''جس کا مقصد نرمی اور طلبِ ثواب ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حسنِ ظن رکھتے ہوئے قرض لے لے لیکن بادشاہوں اور ظالموں پر بھروسا کرتے ہوئے ایسا نہ کرے۔ پھر اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے حلال رزق سے نوازے تو وہ اس کو ادا کر دے اور اگر ادائیگی سے قبل دارِفانی سے کُوچ کر گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف سے قرض ادا فرما کر اس کے قرض خواہوں کو راضی فرما دے گا۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ قرض خواہ کے نزدیک اس کی حالت واضح ہو یعنی نہ تو وہ قرض خواہ کو دھوکا دے اور نہ ہی وعدوں کے فریب میں مبتلا کرے بلکہ قرض دیتے وقت قرض خواہ کو اس کی حالت واضح طور پر معلوم ہونا شرط ہے تاکہ وہ سوچ بوجھ سے قرض دے۔ اس قسم کے قرض کی ادائیگی بیت المال اور مالِ زکوۃ سے کرنا واجب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ اسراف نہ کرے اس لئے کہ اسراف حرام ہے اور حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس قول پر اعتماد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسی قول کو سمجھ لیجئے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ واضح ہے اور اس کی حرمت پر درج ذیل فرامینِ باری تعالیٰ دلالت کرتے ہیں:

﴿۱﴾ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۸، الاعراف:۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو، بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

﴿۲﴾ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۲۶،۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فضول نہ اڑا، بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

آیاتِ مبارکہ کی تفسیر

تَبْذِیْر اور اِسْرَاف میں فرق:

تَبْذِیْر اور اِسْرَاف کا ایک ہی معنی ہے مگر بعض مفسرین کا یہ قول اس کے منافی ہے کہ بے شک کھانے پینے، لباس اور عمدہ سواریوں میں مال خرچ کرنا اِسْرَاف نہیں۔ ان میں مطابقت یوں ہوگی کہ دوسرے قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ اپنے مال سے خرچ کرے اور پہلے قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ قرض لے کر خرچ

کرے اور اسے پورا کرنے کی کوئی ظاہری صورت نہ ہو۔

حقوق العباد سے معافی کے بغیر چھٹکارا ممکن نہیں:

توبہ ممکنہ حد تک حقوق العباد کی ادائیگی پر موقوف ہے، اس کی دلیل میں درج ذیل احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

﴿1﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کی کوئی چیز یا ظلماً چھینا ہوا مال ہو تو آج ہی اس سے معاف کرا لے اس سے پہلے کہ جب کوئی دینار ہوگا نہ درہم اور اگر اس کا کوئی (نیک) عمل ہوا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے لے لیا جائے گا ورنہ اس کے بھائی کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔'' (۱)

حقیقی مفلس کون ہے؟

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے اِستفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم اور مال واسباب نہ ہو۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اِسے بھی اُس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اُسے بھی اُس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۲)

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کا کوئی چھینا ہوا حق ہو تو اُسے چاہئے کہ اس سے معاف کرا لے کیونکہ وہاں (قیامت میں) درہم و دینار نہ ہوں گے، اس سے پہلے کہ اس کے بھائی کے لئے اس کی نیکیاں لے لی جائیں اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے

......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ......الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص۱۹۲۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ......الخ، الحدیث: ۷۳۱۱، ج۹، ص۲۲۷۔

......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص۱۱۲۹۔

بھائی کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں۔“ (۱)

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر رحم فرمائے جس کے پاس اپنے بھائی کی کوئی چیز یا ظلماً چھینا ہوا مال ہو تو وہ اس کے پاس آکر معاف کرا لے۔“ (۲)

مقروض کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَہُ اللہُ السَّلَام نے گویا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے یہ بات اخذ فرمائی کہ جسے اس حال میں موت آئی کہ اس پر کچھ قرض تھا جس کے سبب اس نے قرض خواہ پر ظلم وزیادتی کی تھی تو اس کے ظلم کے برابر اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اس پر مظلوم کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے، پھر اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اگر اس نے اُس قرض کے سبب قرض خواہ پر ظلم یا زیادتی نہ کی تھی تو آخرت میں اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی جیسا کہ دُنیا میں اس کا مال لے لیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اگر اس کی تمام نیکیاں ختم ہوگئیں تو مستحق کے گناہ اِس پر نہیں ڈالے جائیں گے کیونکہ وہ نافرمان نہیں۔

سوال: جس کی نیکیاں ختم ہونے کے بعد بھی اُس پر قرض باقی رہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اپنے پاس سے قرض خواہ کو عوض (یعنی بدلہ) دے دے اور اگر چاہے تو نہ دے اور یہ صورت اس کے متعلق وارد حدیث کے صحیح ہونے پر موقوف ہے۔ لیکن اس سے اس کے واجب ایمان کا ثواب نہیں لیا جائے گا جیسا کہ دنیا میں اس کے بدن کا لباس نہیں لیا جاتا، البتہ! مستحب ایمان کا ثواب لینے کے متعلق غور وفکر کی ضرورت ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَہُ اللہُ السَّلَام کا کلام ختم ہوا۔

عاجز مقروض کا قرض ادا کرنے کا حکم:

”اَلْخَادِم“ میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی علَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام نووی علَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی تحقیق یہ ہے اور یہی حلیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے احکام کے مناسب ہے کہ وہ ان قرضوں میں دنیا

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ، الحدیث: ۶۵۳۴، ص۵۴۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی شأن الحساب والقصاص، الحدیث: ۲۴۱۹، ص۱۸۹۵۔

کے احکام کی نسبت فیصلہ کرے اور جب مباح سبب سے حاصل کردہ دَین کے متعلق شریعتِ مطہَّرہ کا حکم ہے کہ اسے حاکمِ شرع کے زیرِ قبضہ بیت المال میں مالی ذمہ داری قبول کرنے والوں کے جمع شدہ حصہ سے ادا کیا جائے بشرطیکہ مقروض اپنا سارا قرض ادا کرنے سے عاجز ہو تو ادائیگی سے عاجز مقروض بغیر گنہگار ہوئے کیوں نہ امید کرے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے انعام واکرام کے خزانوں سے اس کے قرض خواہوں کو راضی کر کے اس کی طرف سے قرض ادا کر دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلفا کو حکم دیا ہے کہ وہ بیت المال سے ایسے شخص کا قرض ادا کریں۔

"اَلْخَادِم" کے مصنِّف مزید فرماتے ہیں کہ جس پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے جزم کیا ہے کہ دُنیا میں مقروض سے قرض کا مطالبہ منقطع ہو جائے گا وہ درست نہیں کیونکہ جب بیت المال میں اتنا مال موجود ہو کہ جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہو تو اس سے اس کی ادائیگی واجب ہے۔ یہ مسئلہ ان پیچیدہ فروعی مسائل میں سے ہے کہ جن سے اُن عادِل ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور قاضیوں کا آگاہ ہونا ضروری ہے جن کے زیرِ نگین مالِ زکوٰۃ ہوتا ہے اور اسی میں مالی ذمہ داری قبول کرنے والوں کا بھی حصہ ہے۔

آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کرم:

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدالبر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "اَلْاِسْتِذْکَار" میں اس پر آگاہ فرمایا۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دَین (یعنی قرض) کو بہت بڑا معاملہ قرار دینے والی احادیثِ مبارکہ ذکر کیں اور یہ کہ شہید کا بھی قرض معاف نہیں ہو گا تو اس کے بعد فرمایا کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے مذکورہ حکم اس وقت تھا جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فتوحات کا دروازہ نہ کھولا تھا اور رہا اس کے بعد تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے مال چھوڑا وہ ورثاء کے لئے ہے اور جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔" [1]

شرحِ حدیث:

جو بھی شخص جائز کام کے لئے لیا ہوا قرض چھوڑ کر مر گیا اور اسے ادا نہ کر سکا تو حاکم اس کی طرف سے مالی ذمہ

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الصدقات، باب من ترک دینا او ضیاعا......الخ، الحدیث ۲۴۱۶، ص۲۶۲۱۔

داری قبول کرنے والوں کے حصے یا زکوٰۃ یا مالِ فئی میں سے ادا کرے۔فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں لفظ"فَعَلَیَّ" کا ظاہر یہ ہے کہ مال چھوڑ کر یا چھوڑے بغیر مرنے والے میں کوئی فرق نہیں اور اس کا معنٰی یہ ہے کہ جس مرنے والے مسلمان کے بیت المال میں مالِ فئی وغیرہ میں سے کچھ واجبُ الادا حقوق ہوں جو اسے نہ ملے ہوں تو حاکم پر لازم ہے کہ ان سے اس کا قرض ادا کرے اور اس کا متروکہ مال ورثاء کے لئے چھوڑ دے اور اگر مقروض یا سلطان نے ایسا نہ کیا تو آخرت میں ان کے مابین قصاص ہوگا،لیکن ایسے قرض کی وجہ سے اسے جنت سے نہ روکا جائے گا کہ جس کی مثل بیت المال سے سلطان پر دینا لازم ہو یا کسی ایسے مقروض پر دینا لازم ہو جو قرض کا انکار کرتا ہو اور یہ بات محال ہے کہ کسی ایسے شخص کو جنت سے روک دیا جائے کہ جس کا اس قدر مال بادشاہ یا کسی دوسرے کے ذمہ واجبُ الادا ہو کہ جتنے مال سے اس کا قرض ادا ہوسکتا ہو۔ (1)

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کے متعلق بہترین قول ہے جس کا لازم آنے والے مال کی مثل مال بیت المال میں موجود ہو لیکن ہر ایک کا یہ حکم نہیں۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خصوصیات میں یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ تنگدست میت کے دَین کی ادائیگی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر واجب تھی تو کیا بعد والے حاکموں پر بھی رفاعِ عامہ کے مال میں سے اس کا پورا کرنا ضروری ہے؟اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔**پہلی صورت:** اگر وہ حق قصاص یا حدِّ قذف کا ہو تو اس میں گزشتہ تمام شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ مستحق کو اپنا پورا حق لینے کی قدرت دے دے اس طرح کہ اگر اُسے اس کے قاتل ہونے کا علم نہ ہو تو اُسے بتائے اور کہے:اگر تو چاہے تو قصاص لے لے اور چاہے تو معاف کر دے اور اگر وہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے انکار کر دے تو توبہ صحیح ہے اور اگر اس کا مستحق تک پہنچنا مشکل ہو تو یہ نیت کرے کہ جب بھی اس تک پہنچ سکا تو اس کو خود پر قدرت دے دوں گا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرتا رہے۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ صحیح ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کو حوالے نہ کرے لیکن اس (یعنی گناہ) کی حقِ الٰہی کی طرف نسبت ہونے اور سزا کی قدرت نہ دینے کی وجہ سے یہ ایک الگ

......الاستذکار لابن عبد البر،کتاب الجہاد، باب الشہداء فی سبیل اللّٰہ، تحت الحدیث:۶۴۴،ج۴،ص۱۰۲ تا ۱۰۴۔

نافرمانی ہوگی جو دوسری توبہ کا تقاضا کرتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَہُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسی قول کی اتباع کی اور ''اَلرَّوْضَۃ'' میں اس پر سکوت فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے اس پر اعتراض وارد کیا ہے کیونکہ اس سے حاکم پر اس کی مثل مالی ادائیگی لازم آتی ہے حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور ''اَلْخَادِم'' میں یہ فرق بیان کیا گیا کہ جس مال کو غصب کرنے پر گناہ ملتا ہے اُسے یا اُس کے بدلے دوسرا مال لوٹانا ممکن ہے جبکہ جو جان قتل کی وجہ سے ضائع ہوگئی اُسے یا اس کے عوض دوسری جان لوٹانا مشکل ہے لہٰذا ہم نے جانوں کو قتل سے بچانے کے لئے معافی کی اُمید پر توبہ اور چھپ جانے کو جائز قرار دیا۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا امام باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے نقل کیا ہے کہ قاتل کے لئے جائز ہے کہ اپنے آپ کو پیش کرنے کے پختہ عزم کے ساتھ کچھ دن چھپا رہے یہاں تک کہ مقتول کے ولی کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس کی اکثر مدت تین دن ہے۔ البتہ! اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ قصاص کے لئے اپنے آپ کو حوالے نہ کرنے کے باوجود ندامت کا پایا جانا محال ہے۔

حدِّ قذف سے توبہ:

حدِّ قذف میں بھی مستحق کو اپنے گناہ کے متعلق بتانا اور پھر اسے خود پر سزا کی قدرت دینا واجب ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''اگر اشاروں ہی اشاروں میں بالارادہ کسی پر تہمت لگائی تو اسے اس کی خبر دینا ضروری ہے اس لئے کہ اِس پر باطنی طور پر حد واجب ہے اور اس میں احتمال ہے کہ خبر دینا واجب نہ ہو کیونکہ اس میں ایذا ہے پس اسے واجب قرار دینا بعید از قیاس ہے اور چھپانا بہتر ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور حضرت سیِّدُنا امام بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اسے صریح تہمت کی خفیہ طور پر خبر دے جیسا کہ قصاص کے متعلق ہے۔

دوسری صورت: حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے ''اَلتَّوَسُّط'' میں ارشاد فرمایا کہ جس پر تہمت لگائی گئی ہے اس کو تہمت کے بارے میں بتانا واجب ٹھہرانے کے متعلق جو تفصیل میرے دل میں ہے، وہ یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والے کو تہمت کی خبر دینے پر اپنی جان وغیرہ کی سلامتی کا یقین ہو تو لازمی طور پر خبر دینا ضروری

ہے اور اگر سزا کا اندیشہ ہو اور گمان کرے کہ وہ اسے سزا دے گا تو خبر دینا ضروری نہیں بلکہ اگر اس نے جھوٹی تہمت لگائی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں التجا کرے کہ میری طرف سے اسے راضی کر دے، ہاں! اگر سزا سے امن پائے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث کو بتانا ضروری ہے اور ساتھ ساتھ بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر یہ سوال بھی کرتا رہے کہ میں نے جس مرنے والے پر تہمت لگائی ہے آخرت میں میری طرف سے اسے راضی کر دے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے جیسا کہ غیبت کے متعلق حکم ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: حق کے قریب ترین یہ ہے کہ جان یا اعضا کے قصاص میں بھی یہی تفصیل ہو تو اس میں بھی اطلاع دینا ضروری نہیں مگر اس صورت میں کہ جب اس بات کا غالب گمان ہو کہ وہ مال چھیننے یا جرم سے زائد سزا دینے کے ذریعے ظلم نہیں کرے گا اور اگر غیبت کی خبر اس کو پہنچ جائے جس کی غیبت کی گئی یا ہم اسے قصاص یا تہمت کی طرح قرار دیں تو وہ خبر پہنچنے پر موقوف نہیں، پس اس میں بہتر طریقہ یہی ہے کہ اس نے جس کی غیبت کی اس کے پاس جا کر معافی طلب کرے اور اگر اس کے مر جانے یا دُور دراز مقام پر ہونے کی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرے۔

غیبت سے توبہ:

حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی وغیرہ نے ورثاء کے معاف کرنے کے معتبر ہونے کا ذکر کیا ہے اور "اَلرَّوْضَۃ" میں ان کے اس قول کو ثابت رکھتے ہوئے کہا گیا کہ حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا فتوی ہے کہ جس کی غیبت کی گئی جب اسے معلوم نہ ہو تو اس کا ندامت اور استغفار کرنا ہی کافی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) نے اس پر یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کی غیبت کی گئی اگر اسے معلوم ہو جائے تو اس سے معافی مانگنا ضروری ہے کیونکہ اس نے اسے نقصان اور غم میں مبتلا کیا مگر جب اسے معلوم نہ ہو تو اسے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں کہ یہ اسے اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔ پس اسے چاہئے کہ توبہ کرے جب وہ توبہ کر لے گا تو یہ توبہ اسے اس جرم سے کفایت کر جائے گی۔ ہاں! اگر اس نے لوگوں کے سامنے اس کی خامی بیان کی تو ان کے پاس جائے اور انہیں بتائے کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ کثیر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس قول میں

ان کی پیروی کی جن میں حضرت سیِّدُ ناامام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی شامل ہیں اور حضرت سیِّدُ ناامام ابن صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسی قول کو پسند فرمایا۔ حضرت سیِّدُ ناامام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہی قول مختار ہے اور حضرت سیِّدُ ناامام ابن عبدالبر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اسے حضرت سیِّدُ ناامام عبد اللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کیا ہے اور بلاشبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ ناامام سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) سے اس پر بحث ومباحثہ کیا اور جب انہوں نے نہ مانا تو حضرت سیِّدُ ناامام عبد اللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اسے دوبارتو اذیت نہ دو۔ حضرت سیِّدُ نا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو نے جس کی غیبت کی اس کے لئے یہ کہتے ہوئے استغفار کر کہ اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔'' (۱)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ ناامام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) نے فرمایا لیکن حضرت سیِّدُ ناامام ابنِ صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس کی سند معروف نہیں مگر اس کا مفہوم قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ (پ۱۲، ھود:۱۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''برائی کے بعد بھلائی کرو کہ وہ اسے مٹادے گی۔'' (۲)

اور حضرت سیِّدُ نا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک میں ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے گھر والوں سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم استغفار کیوں نہیں کرتے؟'' (۳)

---

(۱) ......الدعوات الکبیر للبیهقی، باب ما یقول إذا جری علی لسانه غیبة، الحدیث:۵۰۷، ج۲، ص۲۹۴۔

(۲) ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، الحدیث:۱۹۸۷، ص۱۸۵۱۔

(۳) ......سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب الاِسْتِغْفَار، الحدیث:۳۸۱۷، ص۲۷۰۴۔

پہلا اعتراض: صحیح احادیثِ مبارکہ قرآن وسنت سے ثابت مذکورہ امر کے خلاف ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾......جب اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کسی عورت کے متعلق کچھ کہا تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تم نے اس کی غیبت کی ہے، جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔'' (۱)

﴿2﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کا حق ہو تو اسے چاہئے کہ آج (دُنیا میں) ہی اس سے معاف کرالے۔'' (۲)

دوسرا اعتراض: اگر یہاں غیبت کی صورت میں صرف استغفار ہی کافی ہے تو مال لینے کے معاملے میں بھی یہی کافی ہونا چاہئے۔

جواب: احادیثِ مبارکہ میں واقع اس تعارُض کو اس طرح دُور کیا جاسکتا ہے کہ (اعتراض میں ذکر کردہ احادیثِ مبارکہ) کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ یہ افضلیت کا معاملہ ہے یا پھر ایسا معاملہ ہے کہ جس سے فوراً مکمل طور پر گناہ کا اثر مٹ جاتا ہے بخلاف (غیبت کے کفارہ کے متعلق) پچھلی حدیثِ پاک کے کیونکہ وہ اس طرح نہیں اور غیبت اور مال لینے کے درمیان فرق واضح ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے غیبت کے متعلق سخت وعیدیں آنے کے باوجود اسے گناہِ صغیرہ قرار دینے کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے کہ لوگوں کا عام طور پر اس میں مبتلا ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان پر نرمی کرتے ہوئے اسے صغیرہ گناہ قرار دیا جائے تاکہ سوائے شاذ و نادر صورت کے تمام لوگوں کا فاسق ہونا لازم نہ آئے جو کہ بہت بڑا حرج ہے۔ اسی وجہ سے اس میں تخفیف کی گئی ہے، لہٰذا یہ مال کی طرح نہیں یہاں تک کہ اسے معترض کے ذکر کردہ کلام پر قیاس کیا جائے اور صاحبِ حق مکلَّف کو بتانا تو واجب ہے ہی مگر اس کے دیگر حقوق بھی واجب الادا رہیں گے اگرچہ وہ نرمی کے ساتھ پیش آئے۔

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۵۱۰۰، ج۹، ص۴۶۳۔
شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۲۶، ج۵، ص۳۱۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ......الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص۱۹۲۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ......الخ، الحدیث: ۷۳۱۷، ج۹، ص۲۲۷۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کیا ہے کہ اگر اپنی زبان سے عذر پیش کیا یہاں تک کہ اس کے مخالف کا دِل خوش ہوگیا تو اسے یہی کافی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ہاشم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے صرف زبان سے عذر پیش کیا اور دل سے توبہ نہ کی تو یہ اسے کافی نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اگر وہ اس میں مخلص نہیں تو یہ گناہ اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مابین ہوگا اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آخرت میں اس کے مخالف کا مطالبہ باقی رہے گا کیونکہ اگر وہ اس کی عذر خواہی میں اس کے مخلص نہ ہونے کو جان لیتا تو اسے ایذا ہوتی۔

معذرت میں اخلاص کا پایا جانا:

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس پر عذر خواہی میں مخلص ہونا ضروری ہے کیونکہ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اس کا یہ قول دِل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے الفاظ محض دِل کی ترجمانی کرتے ہیں۔ پس اگر اُس نے خلوص سے عذر پیش نہ کیا تو یہ گناہ اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہوگا اور یہ احتمال بھی ہے کہ آخرت میں اس کا مخالف اس سے مطالبہ کرے کیونکہ اگر اسے معلوم ہوجاتا کہ وہ اپنا عذر پیش کرنے میں مخلص نہیں تھا تو اس سے راضی نہ ہوتا۔''

حسد سے توبہ:

یہ تمام بحث زبان سے غیبت کرنے کے متعلق ہے، البتہ! حسد کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تصحیح پر قیاس کرتے ہوئے دِل کی غیبت کے متعلق بتانا واجب نہیں جبکہ اس میں حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) کو اعتراض ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بعض قدریہ کے حوالے سے نقل کیا کہ جس پر تہمت لگائی گئی اس سے معذرت کرنا واجب ہے، اگر گمان ہو کہ اسے معلوم ہونے سے اس کا غم دور ہوجائے گا تو معذرت کرے ورنہ نہ کرے کیونکہ معذرت سے مقصود غم کو دور کرنا ہے جبکہ اس سے تو اس کا غم تازہ ہوجائے گا۔

(قدریہ کے مذکورہ قول کو نقل کرنے کے بعد) حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہ قول

باطل ہے کیونکہ گناہ سے معذرت کے وجوب کی علّت اس کا برا ہونا ہے نہ کہ اس کے غم کا موجب ہونا، کیونکہ اگر اس نے سلطان کے مال سے ایک دِرہم چرالیا تو اُسے کوئی غم نہ ہوگا لیکن اِسے گناہ کی وجہ سے معافی مانگنا واجب ہے جیسا کہ فقیر سے ایک درہم چھیننے کی وجہ سے معافی مانگنا لازم ہے جس کے مفقود ہونے سے فقیر کو بہت افسوس ہوگا۔ ہاں! یہ واضح بات ہے کہ بادشاہ کی نسبت فقیر سے معذرت کرنا بدرجۂ اولیٰ واجب ہے، اسی طرح اگر مال چوری کر کے واپس رکھ دیا اور اس کے مالک کو معلوم نہ ہوا تب بھی برائی اور ظلم کی وجہ سے اس سے معذرت کرنا واجب ہے اور اگر اسی طرح ہو جس طرح اس قائل (یعنی قدری) نے دعویٰ کیا تو اس کے نزدیک اہل و مال میں کسی بہت بڑی برائی پر بھی معذرت کا وجوب ساقط ہو جائے گا جبکہ یہ معلوم ہو کہ جس سے برائی کی گئی، معذرت کرنے پر وہ غم میں مبتلا ہو جائے گا (حالانکہ ایسا نہیں ہوتا)۔''

انہوں نے جو کچھ چوری کے متعلق ذکر کیا اس میں چند علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ان سے اختلاف کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے مال چوری کر کے واپس رکھ دِیا تو اس پر مالک کو بتانا واجب نہیں بلکہ اس کا چھپانا بہتر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ ورثاء کے معاف کرنے کا کوئی اعتبار نہیں اور حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کی موافقت کرتے ہوئے اپنی تَعْلِیْق (یعنی اپنے حاشیہ) میں ہر اس گناہ کو اس کے ساتھ ملحق کیا جس میں حد نہ ہو لیکن اگر اس میں حد ہو مثلاً حدِّ قذف تو اس میں معافی مانگنے کا اعتبار کیا جائے گا۔ ''اَلرَّوْضَة'' میں مجہول غیبت سے معافی کافی ہونے کے متعلق دو وجوہات مذکور ہیں: ''اَلْاَذْکَار'' میں جس وجہ کو ترجیح دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ غیبت کی (مختلف اقسام کی علیحدہ علیحدہ) پہچان ضروری ہے کیونکہ انسان کبھی کسی غیبت سے درگزر کر دیتا ہے اور کسی سے نہیں کرتا اور حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی وغیرہ کا کلام اس کے یقینی طور پر صحیح ہونے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ جس نے غیبت کے ظاہر ہوئے بغیر درگزر کر دیا تو جب بھی غیبت ہوگی وہ اپنے نفس کو اس پر آمادہ کرلے گا اور ''اَلرَّوْضَة'' میں حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام بھی اسی کے موافق ہے۔

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ ابو ضَمضَم کی طرح ہو جائے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں: ''میں نے اپنی

عزت لوگوں پر صدقہ کر دی۔'' (1)

شرحِ حدیث:

اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا ابو ضمضم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں دنیا و آخرت میں اپنے حق کا مطالبہ نہیں کروں گا اور یہ روایت اس حق کے ساقط کرنے کا فائدہ دیتی ہے جو بری کرنے سے پہلے موجود تھا اور جو بعد میں پیدا ہو اس کے لئے نئی براءَت ضروری ہے۔ اس عبارت میں پہلے سے واقع نامعلوم حقوق کے ساقط ہونے کی تصریح ہے جو کلامِ امام حلیمی کے تقاضے کے مطابق ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں فرماتے ہیں: ''جس نے زبان سے کسی کی عزت خراب کی یا اپنے کسی عمل سے اس کو قلبی اذیّت پہنچائی تو اس سے معافی مانگے اور اگر وہ وہاں موجود نہ ہو یا جہانِ فانی سے کُوچ کر گیا ہو تو اس کا معاملہ فوت ہو گیا اور اب وہ اسے نیکیوں کی کثرت سے ہی پا سکتا ہے تا کہ قیامت میں بطورِ عوض انہیں لیا جا سکے اور اسے تفصیلی طور پر بتانا واجب ہے اور اگر تفصیل نقصان دِہ ہو مثلاً پوشیدہ خامیوں کا ذکر کرنا تو اس سے مبہم طور پر معافی مانگے، پھر بھی اس پر حق باقی رہا تو اسے نیکیوں کے بدلے پورا کرے جیسے میت یا غائب کا حق پورا کیا جاتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے حسد میں غیبت کی طرح خبر دینا واجب قرار دیا لیکن حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اسے بعید از قیاس جانا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ان کے قول کو صحیح قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''واجب تو دور کی بات ہے یہ مستحب بھی نہیں۔'' مزید فرمایا: ''اسے مکروہ بھی کہا جا سکتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: ''بات وہی ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمائی اور حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اس بات پر جو نص قائم فرمائی وہ اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے اور حق کے زیادہ قریب اس کا حرام ہونا ہے بشرطیکہ جب اس کا غالب گمان ہو کہ وہ معاف نہیں کرے گا بلکہ اس سے دشمنی اور بغض و کینہ پیدا ہو گا اور خبر دینے والے کو تکلیف پہنچے گی اور اگر اس بات کا شک ہو تو پھر بھی یہی

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرجل یحل......الخ، الحدیث:۴۸۸۶، ص۱۵۸۱، مفہوماً۔

حکم ہے کیونکہ پاک نفوس بہت کم پائے جاتے ہیں اور اگر اسے غالب گمان ہو کہ اگر اسے بتایا تو وہ بغیر نقصان پہنچائے معاف کر دے گا تو بتانا واجب ہے تاکہ اس کے حق سے یقینی طور پر بری ہو جائے۔'' حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام نقل کر کے اس پر جو اعتراض ذکر کیا پھر اس کا جو جواب دیا، وہ یہ ہے:

اعتراض: احادیثِ مبارکہ حسد کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں حالانکہ یہ بھی دل کے اعمال میں سے ہے، لہٰذا اس سے توبہ واجب ہے اور معافی مانگنے کے علاوہ توبہ کا کوئی طریقہ نہیں تو اس سے حضرت سیِّدُنا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے قول کو تقویت ملتی ہے؟

جواب: سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری اُمَّت کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کو معاف فرما دیا ہے جب تک وہ زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔''(۱)

مذکورہ حدیثِ پاک کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ یہ مرفوع ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محبّ طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اسے اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم وسعتِ رحمتِ الٰہی کی بدولت احادیثِ صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں کہ دِل کے خیال پر ہر حال میں مؤاخذہ نہیں ہوگا خواہ اس میں ارادہ ہو یا نہ ہو بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہیں یا اس پر عمل نہ کریں اور مؤاخذہ پر دلالت کرنے والی احادیثِ مبارکہ کو عمل کرنے پر محمول کیا جائے گا اور کفر کے علاوہ دل کے کسی خیال سے وہ گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ کفر کے دل کا عمل ہونے پر اجماع ہے۔

مؤاخذہ کا حکم:

حسد کے متعلق صحیح احادیثِ مبارکہ وارد ہیں اور ہر برا عمل مذموم ہے خواہ اس کا تعلق باطن سے ہو یا ظاہر سے۔ حسد پر مؤاخذہ کے متعلق ہمیں کوئی صحیح حدیثِ پاک نہیں ملی اور اگر اس کے متعلق کوئی صحیح حدیثِ پاک مل جائے تو ان میں تطبیق کرتے ہوئے ہم اسے زبان سے اظہار کرنے یا عمل کرنے پر محمول کریں گے۔ حضرت سیِّدُنا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے حوالے سے ذکر کردہ قول بعید از قیاس ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ)

......صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخَطَأِ والنِّسیان......الخ، الحدیث:۲۵۲۸، ص۱۹۹۔
سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب من طلق فی نفسه، الحدیث:۳۴۶۶، ص۲۳۱۳۔

نے فرمایا اور حاسد کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گناہ کا پختہ ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا خصوصاً جب اس کا نفس اپنی فطرت کی وجہ سے اس پر غالب ہو جبکہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کو ناپسند کرتا ہو اور اس سے راضی نہ ہو اور قدرت کے باوجود قولاً یا فعلاً اس پر عمل کرنے سے رُک جائے۔ بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس (یعنی گناہ کا ارادہ کرنے والے) کی جزا یہ ہے کہ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی کیونکہ اس نے رضائے الٰہی کے لئے گناہ چھوڑا اور اپنے نفس سے جہاد کیا پس وہ اس قابل ہے کہ اس کی صفت احسان کے ساتھ بیان کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے متعلق تین احادیثِ مبارکہ ذکر کیں اور پھر ارشاد فرمایا: جو نافرمانی دل کے عمل سے ہو اور اس کا بیرونی عمل سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں اور حسد کی جس صورت کو نفس سے دُور کرنا ممکن ہو لیکن وہ دور نہ کرے تو اس میں احتمال ہے کہ اس کا حکم مذکورہ حسد جیسا ہی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں میں فرق ہو بلکہ قولِ مختار کے مطابق دونوں میں فرق ہی ہے کیونکہ یہ دوسرے سے اس کی نعمت کے زائل ہونے کی امید و خواہش کرتا ہے اور کبھی کبھار تو اس کے زائل کرنے کا سبب بھی بن جاتا ہے۔ پس مؤاخذہ اس کے ممکن مُسَبَّب پر موقوف ہے بخلاف بدگمانی کے، کیونکہ اس کا کسی ایسے بیرونی فعل سے تعلق نہیں کہ جس کے اس کے ساتھ پائے جانے کا تصور کیا جائے، اس لئے کہ جس وصف کے ساتھ صفات مظنونہ متعلق ہوتی ہیں یہ اس کا غیر نہیں اور اسے ان میں کوئی دخل بھی نہیں ہے۔ مزید فرمایا کہ شرک اور اس سے ملحقہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہوں میں برابری کا قول گناہوں کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کے اعتبار سے بہت ہی خوب ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام ختم ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس مضمون کو نقل کرنے اور اس کے ضعیف اور خلافِ تحقیق ہونے کے باوجود اس پر اعتماد کرنے پر تعجب ہے حالانکہ محققین نے دل میں کھٹکنے والی بات، وسوسے، دل کے خیال، ارادے اور پختہ عزم میں فرق کیا ہے اور میں نے یہ سارا کلام اور اس سے متعلق لوگوں کا کلام ''اَرْبَعِیْنِ نَوَوِی'' کی شرح کے آخر میں بیان کر دیا ہے اس کی طرف رجوع کیجئے کیونکہ یہ بہت اہم بحث ہے۔

اس کا خلاصہ کچھ زیادتی کے ساتھ یہ ہے کہ دِل کے افعال پر مؤاخذہ اور عدمِ مؤاخذہ کے متعلق احادیثِ مبارکہ وارد ہوئی ہیں اور حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے تحریر فرمایا ہے کہ ''دِل میں جو خیال آتا ہے وہ یا تو کھٹکا ہوتا ہے اور وہ دل کا خیال ہے۔ پھر اس کھٹکے کے بعد میلان پیدا ہوتا ہے، ان دونوں پر

کوئی مؤاخذہ نہیں، پھر اس کے بعد اس پر اعتقاد پیدا ہوتا ہے جس پر اختیاری ہونے کی صورت میں مؤاخذہ ہے اور اضطراری ہونے کی صورت میں نہیں اور اس کے بعد اس پر پختہ عزم کرلیا جاتا ہے جس پر قطعی طور پر مؤاخذہ ہے۔''

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مذکورہ چاروں کا مجموعہ وسوسہ کہلاتا ہے جو دل میں گناہ کا خیال پیدا کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ کا نہ ہونا اجماع سے ثابت ہے کیونکہ یہ بندے کا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو خود بخود پیدا ہوتا ہے جسے دور نہیں کیا جاسکتا۔'' دیگر بعض نے ''اَلْخَاطِر'' کی تفسیر دل میں گزرنے والے خیال کے ساتھ کی اور حدیثِ نفس (یعنی دِل کے خیال) سے مراد تردُّد لیا یعنی کیا وہ کام کرے یا نہ کرے اور اس حدیثِ پاک کی بنا پر محققین سے پختہ ارادے پر قطعی طور پر مؤاخذہ مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مقابلے میں آمنے سامنے آتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! یہ تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کا حریص تھا۔'' (1)

ایک قول کے مطابق پختہ عزم پر بھی مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا اور ''جَمْعُ الْجَوَامِع'' میں ہے کہ دل کا خیال جب تک کہ اسے زبان پر نہ لایا جائے یا اس پر عمل نہ کیا جائے اور ارادہ، دونوں قابلِ معافی ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں پر مؤاخذے کا نہ ہونا مطلق نہیں بلکہ گفتگو نہ کرنے اور عمل نہ کرنے کے ساتھ مشروط ہے یہاں تک کہ جب عمل کرے گا تو ارادہ اور عمل دونوں چیزوں پر مؤاخذہ کیا جائے گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی معاف نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے یہ حدیثِ پاک کا ظاہر ہے اور ''اَلْهَمّ'' سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کلام نہ کرے یا اس پر عمل نہ کرے اور اس میں قید لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس کے ساتھ حَدِيْثِ نَفْس کو مقید کیا تو ارادہ بدرجۂ اَولیٰ مقید ہوگا۔

سوال: کسی نے معصیت کا ارادہ کیا یا دل میں اس کا خیال آیا لیکن عمل اس کے برعکس کیا مثلاً کسی عورت سے زنا کا ارادہ کیا اور اس کی طرف گیا لیکن پھر راستے سے پلٹ آیا تو کیا اس ارادے اور خیال پر مؤاخذہ ہوگا؟

جواب: حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضور نبی مُکَرَّم،

......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب (وان طآئفتان من المؤمنین......الخ)، الحدیث: ۳۱، ص ۴۔

نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مطلق عمل کہنے سے مؤاخذہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ نہ تو زبان سے کہے اور نہ ہی عمل کرے۔ مزید فرماتے ہیں کہ پس اس سے گناہ کی طرف چلنے کی حرمت کی وجہ سے مؤاخذہ کیا جائے گا اگرچہ چلنا بذاتِ خود مباح ہے لیکن حرام کے ارادے کے ملنے سے یہ بھی حرام ہوگیا۔ گناہ کی طرف جانے اور ارادے میں سے ہر ایک انفرادی طور پر حرام نہیں لیکن جب دونوں اکٹھے ہوجائیں تو حرام ہوجائیں گے کیونکہ ارادے کے ساتھ عمل مل گیا جو قصد و ارادہ کے اسباب میں سے ہے۔ ''اَوْ یَعْمَلْ'' کا مطلق قول اس کے مؤاخذہ کا تقاضا کرتا ہے۔ لہٰذا اس بات کو سختی سے تھام لیجئے اور اسے اصل بنا لیجئے یقیناً اس سے آپ کو بار بار فائدہ ہوگا۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا حدیثِ نفس (یعنی دِل کے خیال) کے ملنے کی وجہ سے مؤاخذہ کا مذکورہ قول ''اَوْ یَعْمَلْ'' کے اطلاق کی وجہ سے مستحسن ہے جبکہ کسی دوسری حدیثِ پاک پر اعتبار نہ کیا جائے لیکن بخاری و مسلم کی روایت میں ''اَوْ یَعْمَلْ بِہٖ'' کے الفاظ ہیں اور اس میں احتمال ہے کہ اگر وہ گناہ کی طرف بڑھنے کے بعد اس کے ارتکاب سے پہلے محض رضائے الٰہی کی خاطر لوٹ آیا تو اس کے فعل پر مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حدیثِ قدسی ہے: ''اگر اس نے وہ برائی ترک کر دی تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو، بے شک اس نے وہ میری رضا کے لئے چھوڑی۔''[1]

﴿2﴾......ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اگر اس نے وہ برائی میرے لئے چھوڑی تو اسکے لئے ایک نیکی لکھ دو۔''[2]

حضرت سیِّدُنا امام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''اَوْ یَعْمَلْ'' کے فرمان کا کوئی مفہوم نہیں یہاں تک کہ یہ کہا جائے کہ جب اس نے گفتگو کی یا اس پر عمل کیا تو اس پر حدیثِ نفس یعنی دِل کا خیال لکھا جائے گا کیونکہ جب ارادہ نہ ہو تو نہیں لکھا جاتا لہٰذا حدیثِ نفس بدرجہ اَولیٰ نہیں لکھی جائے گی۔''

اس پر حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم اور ان کے بیٹے حضرت سیِّدُنا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے قول کے خلاف ہے، بلکہ ان کے بیٹے نے ان سے اختلاف

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اذا ھَمَّ العبدُ بحسنةٍ ......الخ، الحدیث:۳۳۶، ص۷۰۰۔

[2] ......الاحسان بترتیب......، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، الحدیث:۳۸۲، ج۱، ص۳۰۰۔

کرتے ہوئے فرمایا: ''دِل میں جس فعل کا ارادہ کیا جائے اس کی طرف بڑھنے کے ساتھ عمل کے ملنے کے باوجود مؤاخذے کا نہ ہونا بطریقِ اَولیٰ لازم آتا ہے۔ مزید فرمایا کہ والدِ محترم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ قول ممنوع ہے کہ جب ارادہ نہ ہو تو نہیں لکھا جاتا تو حدیثِ نفس بدرجۂ اَولیٰ نہیں لکھی جائے گی اور ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ارادہ مطلقاً نہیں لکھا جاتا بلکہ عمل کے اس کے ساتھ ملنے سے وہ بھی لکھا جاتا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تَعْلِیق یعنی حاشیہ میں ہے: جس طرح فعلِ حرام کا ارتکاب حرام ہے اسی طرح اس میں غور وفکر کرنا بھی حرام ہے۔ جس کی وجہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (پ۵، النساء:۳۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللّٰہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔

پس ناجائز چیز کی تمنا کرنا بھی اسی طرح ممنوع ہے جس طرح اس فرمانِ باری تعالیٰ کی وجہ سے اسے دیکھنا ممنوع ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ۱۸، النور:۳۰) ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

اگر کسی نے نیت کی کہ وہ کل کافر ہو جائے گا تو اصلِ مذہب کے مطابق وہ فوراً کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ خطرناک ارادہ ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام عز بن عبد السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایک چیز ظاہری طور پر نافرمانی ہوتی ہے لیکن کبھی اس کے ساتھ اچھی نیت مل کر اسے گناہ سے نکال دیتی ہے اور کبھی وہ عبادت بھی بن جاتی ہے جیسا کہ چنگی وٹیکس پر گواہی کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محبّ طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول نقل کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: چغلی کے متعلق بھی یہی تفصیل ہونی چاہئے اور شدید اور کم اذیت دینے والی چغلی میں فرق کا احتمال ہے، پس عام طور پر جس کی چغلی کھائی جائے، وہ کم تکلیف دِہ چغلی معاف کر دیتا ہے۔'' مذکورہ قول محلِ نظر ہے بلکہ اس فرق کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ بالاجماع غیبت کا گناہ چغلی کے گناہ سے بڑھ کر ہے اس کے باوجود جب علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس میں فرق نہیں کیا تو چغلی میں تو بدرجۂ اَولیٰ فرق نہیں کرنا چاہئے۔ مزید فرماتے ہیں: پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ''مِنْھَاجُ الْعَابِدِیْن'' میں دیکھا کہ ''لوگوں کے درمیان ہونے والے گناہ عموماً 5 قسم کے ہوتے ہیں:

﴿1﴾......وہ گناہ یا تو مال کے متعلق ہوتے ہیں، پس قدرت کے وقت اسے لوٹانا واجب ہے، اگر غربت کی وجہ سے عاجز ہو تو معاف کرائے، اگر اس کے کہیں چلے جانے یا جہانِ فانی سے کُوچ کر جانے کی وجہ سے معاف کرانے سے عاجز ہو اور اس کی طرف سے صدقہ کرنا ممکن ہو تو صدقہ کرے ورنہ بکثرت نیکیاں کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع کرے اور گریہ وزاری کرے تاکہ وہ شخص بروزِ قیامت اس سے راضی ہو جائے۔

﴿2﴾......یا جان کے متعلق ہوتے ہیں تو اسے چاہئے کہ اسے یا اس کے ولی کو قصاص کی قدرت دے، اگر ایسا نہیں کر سکتا تو بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے کہ وہ قیامت کے دن اس سے راضی ہو جائے۔

﴿3﴾......یا عزّت کے معاملے میں ہوتے ہیں، اگر اس نے کسی کی غیبت کی ہو یا کسی کو گالی دی ہو یا کسی پر بہتان لگایا ہو تو اس پر حق ہے کہ جس کے ساتھ ایسا کیا ہو ممکنہ حد تک اس کے سامنے اپنے آپ کو جھٹلائے جبکہ اظہار کرنے سے اسے اس کے غضب کی زیادتی یا فتنہ بھڑکنے کا خوف نہ ہو اور اگر اس کا خوف ہو تو اس کے بھی راضی ہونے کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے۔

﴿4﴾......یا کسی کے محارم (یعنی اہل وعیال) کے متعلق ہوتے ہیں، اگر اس نے کسی کے اہل وعیال وغیرہ کے ساتھ کوئی برائی کی تو معافی مانگنے اور اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس سے فتنہ وغضب کی آگ بھڑک اُٹھے گی بلکہ اس کے راضی ہونے کے متعلق بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کرے اور اس کے مقابلے میں اس کے لئے بھلائی کرے، اور اگر اسے فتنہ یا غضب کا خوف نہ ہو حالانکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے تو اس سے معافی مانگے۔

﴿5﴾......یا دِین کے متعلق ہوتے ہیں، اگر اسے کافر یا بدعتی یا گمراہ کہا تو یہ مشکل ترین امر ہے۔ پس اسے اس کے سامنے اپنے آپ کو جھٹلانا ضروری ہے اور ممکنہ حد تک اس سے معافی مانگے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت زیادہ گڑگڑائے اور اس پر نادم ہو تاکہ وہ راضی ہو جائے۔" [1]

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کا مذکورہ کلام بہت زیادہ قابلِ تحسین اور تحقیق پر مبنی ہے۔

---

[1] ......منھاج العابدین للغزالی، الباب الثانی العقبۃ الثانیۃ وھی عقبۃ التوبۃ، ص۴۳۔

زنا ولواطت سے توبہ:

حضرت سیِّدُ نا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) نے محارم کے متعلق جو ذکر کیا اس میں بیوی اور دیگر محارم بھی شامل ہیں جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ بے شک زنا ولواطت دونوں میں بندے کا حق ہے، لہٰذا جن کے ساتھ یہ افعال کئے تو توبہ ان کے قریبی رشتہ داروں سے معافی مانگنے پر موقوف ہوگی اور جس عورت کے ساتھ زنا کیا تو توبہ اس کے شوہر سے معافی مانگنے پر موقوف ہوگی جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر فتنہ کا خوف ہو تو ان کے راضی ہونے کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرے اور اس کی توجیہ پیش کی جاتی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اور لواطت میں ایک تو اقارب حد درجہ عار محسوس کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ (اس سے کسی کی) بیوی نجس ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر کوئی عذر نہ ہو تو ان سے معافی مانگنا واجب ہے۔

سوال: جن گناہوں میں آدمی کے حق کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ان میں سے بعض کو کچھ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے صغیرہ گناہ قرار دیا مثلاً اجنبی عورت سے شرمگاہ کے علاوہ میں وطی کرنا اور بوسہ لینا جبکہ دیگر بعض کو کبیرہ گناہ قرار دِیا مثلاً زنا کرنا اور شراب پینا اور آپ کی مذکورہ تقریر اس کے خلاف ہے؟

جواب: یہ کلام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) کے کلام کے پائے کا نہیں خصوصاً جس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی عمدہ اور تحقیق شدہ کلام ہے۔ پس جس مفہوم پر یہ کلام دلالت کرتا ہے اسی کا اعتبار ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کا۔ علاوہ ازیں ان میں تطبیق بھی ممکن ہے وہ یوں کہ پہلی صورت کو اس عورت کے ساتھ زنا کرنے پر محمول کیا جائے جس کا شوہر یا قریبی محرم نہ ہو، پس اس میں عذر کی وجہ سے معاف کروانا ساقط ہو جائے گا اور دوسری صورت کو اس عورت پر محمول کیا جائے جس کا شوہر یا کوئی قریبی عزیز ہو اور فتنہ کے خوف کے بغیر معاف کروایا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا واجب ہے اور اس کے بغیر توبہ صحیح نہ ہوگی اور مذکورہ دونوں صورتوں میں یوں بھی تطبیق دی جا سکتی ہے کہ زنا اس اعتبار سے کہ وہ زنا ہے، ایک جہت سے تو اس کا تعلق حُقُوْقُ اللّٰہ سے ہے اس لئے کہ وہ کسی کے جائز کرنے سے بھی جائز نہیں ہوتا اور دوسری جہت سے اس کا تعلق حُقُوْقُ الْعِبَاد سے ہے۔ لہٰذا جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کو پیشِ نظر رکھا اس نے معاف کروانا واجب قرار نہ دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی۔ حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) کے علاوہ دیگر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ

السَّلَام کی عبارات اسی پر دلالت کرتی ہیں اور جس نے بندوں کے حق کو پیشِ نظر رکھا اس نے معاف کروانا واجب قرار دیا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابن عبد السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جس نے ڈاکا ڈال کر مال حاصل کیا تو کیا اس پر اسے بتانا واجب ہے؟ پس اگر ہم اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق غالب قرار دیں تو اسے بتانا واجب نہیں اور اگر حد میں بندے کا حق غالب قرار دیں تو اسے آگاہ کرنا واجب ہے تاکہ وہ اس سے اپنا حق وصول کرلے یا اِسے چھوڑ دے تاکہ حاکم اس سے پورا کرلے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ رفعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے اجنبی عورت کو بوسہ دینا اس نافرمانی کی مثال ٹھہرایا جس میں بندوں کا کوئی حق نہیں اور ساتھ ہی اس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ اس سے وطی کرنے میں بندوں کا حق متعلق ہے اور اس صورت میں یہ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے کلام کے مطابق ہے اور اگر اس نے ایسی ضرب لگائی جس میں قصاص نہیں تو جسے مارا گیا اسے خوش کرنے کے لئے اس سے معافی مانگے اگر وہ معاف کردے تو ٹھیک ہے ورنہ اپنے نفس پر اسے قدرت دے دے تاکہ وہ اس کے ساتھ ایسا ہی کرے جیسا اس نے کیا کیونکہ اب یہ اس کے دائرۂ اختیار میں ہے اور اگر وہ معاف کرنے اور اس سے بدلہ لینے سے رُک جائے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہے۔ یہ بات حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ذکر فرمائی۔

حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اسی طرح ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر صاحبِ حق مر گیا تو اس کے وارث سے معاف کرانے کی کوئی حاجت نہیں بلکہ میت کے لئے استغفار کرے۔'' اس پر حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا: ''وارث کو معافی کا حق منتقل ہوتا ہے لہٰذا اسے اس کی خبر دینا ضروری ہے۔'' مگر یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ طے ہے کہ اس میں کوئی قصاص نہیں اور اس طرح کا حق وارث کو بالکل منتقل نہیں ہوتا مگر یہ کہ ایسا زخم جس میں قضاءً قصاص ہو تو اس اعتبار سے کہ وہ مال کو ضمن میں لئے ہوئے ہے، وارث کو منتقل ہوگا اور اس صورت میں معاف کروانا واجب ہے اور حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی قطعاً یہ مراد نہیں بلکہ ان کی مراد ہاتھ وغیرہ سے مارنا ہے کہ جس میں کوئی قصاص یا مال لازم نہیں آتا اور یہ حق وارث کو منتقل نہیں ہوتا اور اگر مستحق موجود ہو مگر اس کے کسی دُور دَراز علاقے میں ہونے کی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو اس کا گناہ کو چھوڑنا اور نادِم ہونا ہی کافی ہے جبکہ یہ پختہ ارادہ ہو کہ جب بھی ہوسکا اپنے نفس پر اُسے قدرت دے

دوں گا (تا کہ وہ بدلہ لے لے)۔

حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''جس نے کسی مسلمان کو اس کی لاعلمی میں نقصان پہنچایا تو اس کا ازالہ کرے پھر اس سے معافی مانگے اور اس سے اپنے لئے استغفار کرائے، اس لئے کہ حضرت سیِّدُ نا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بیٹے جب تائب ہو کر حاضر ہوئے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اپنے لئے استغفار کرنے کے لئے عرض کی، یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ مظلوم سے معافی بھی مانگی جائے اور اس سے دعائے مغفرت بھی کروائی جائے۔''

چھینے ہوئے مال اور حقوق کا حکم:

''اَلْخَادِم''میں ہے کہ ظلماً لئے ہوئے مال اور دوسروں کے حقوق سے سُبکدوش ہونے کے متعلق تین آراء ہیں:

پہلا مذہب:

یہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا مؤقِف ہے کہ معاف نہ کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ صاحبِ حق قیامت کے دن اس کی نیکیوں سے اپنا حق پورا کرلے گا اور اس کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے جیسا کہ حدیثِ پاک نے اس کی گواہی دی اور کیا معاف کرنے پر اس کا اجر ظلماً لئے ہوئے مال کے بدلے حاصل ہونے والی نیکیوں کے برابر یا زیادہ یا کم ہوگا جبکہ اسے اس وقت نیکیوں میں اضافے اور گناہوں میں کمی کی ضرورت ہوگی؟ (تو اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا)۔

دوسرا مذہب:

معاف کرنا افضل ہے کیونکہ یہ احسانِ عظیم ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس پر بدلے کا حق دار ہے اور وہ ذات اس سے بلندو برتر ہے کہ جس نے اس کی خاطر کسی پر احسان کیا وہ اسے اس سے بھی کم بدلہ دے حالانکہ خود فرماتا ہے:

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ (پ۲۸، التغابن ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لیے اس کے دونے کردے گا اور تمہیں بخش دے گا۔

''اَلْخَادِم''میں اس قول کو راجح قرار دیا گیا۔

تیسرا مذہب:

یہ حضرت سیِّدُ نا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کا مؤقِف ہے کہ ظلماً لئے ہوئے مال اور حقوق میں فرق کیا جائے، پس حقوق کو معاف کر دے (مگر ظلماً لئے ہوئے مال کو معاف نہ کرے) کیونکہ ظلم کرنے والے کے لئے ظلم پر سزا ہے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عبرت نشان دلیل ہے:

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ (پ۲۵، الشوری:۴۲)

ترجمۂ کنز الایمان: مؤاخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اور دُنیا ہی میں ظالم کو معاف کر دینا اس سے قصاص لینے سے افضل ہے۔ "اَلْخَادِم" کا کلام ختم ہوا۔

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے مذکورہ مؤقِف پر اعتراض ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابوضمضم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق سابقہ حدیثِ پاک مطلق طور پر دلالت کرتی ہے کہ معاف کرنا افضل ہے اور اسی پر "اَلرَّوْضَۃ" کا گزشتہ قول بھی دلالت کرتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ میں اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے دنیا و آخرت میں بدلہ لینے کا مطالبہ نہیں کرتا اور رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا ابوضمضم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فعل پر اُبھارتے ہوئے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ ابوضمضم کی طرح ہو جائے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں: میں نے اپنی عزّت لوگوں پر صدقہ کر دی۔"[1]

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرجل......الخ، الحدیث:۴۸۸۶، ص۱۵۸۱، مفھوماً۔

کبیرہ نمبر464: انصار سے بغض رکھنا

کبیرہ نمبر465: صحابۂ کِرام کو گالی دینا

ایمان ونفاق کی علامت:

﴿1﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی علامت اوران سے بغض نفاق کی علامت ہے۔''(۱)

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انصار کے بارے میں ارشادفرمایا: ''انصار سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے اور اِن سے بغض منافق ہی رکھتا ہے اور جو ان سے محبت کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرمائے گا اور جو ان سے بغض رکھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ناپسند فرمائے گا۔''(۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھتا۔''(۳)

انصار کون ہیں؟

بعض حنبلی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اوراس کے دین کی مدد کی اور وہ لوگ قیامت کے دن تک باقی ہیں اوراُن کی دشمنی سب سے بڑا گناہ ہے۔

اُن علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس دعوے سے یہی مراد لینا اگرکسی خارجی دلیل کی وجہ سے ہوتو پھر واضح ہے اوراگر یہ عہد ذہنی کے لئے ہوتو اُن انصار کے علاوہ کسی پر اس وصف کا اطلاق نہیں ہوگا جن کا تعلق خزرج اور اوس قبیلے سے ہے۔

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامۃ الإیمان حب الأنصار، الحدیث:١٧، ص٣، ''علامۃ'' بدلہ'' آیۃ''۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن حب الأنصار......الخ، الحدیث:٢٣٧، ص٦٩٢۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:٢٣٨۔

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان کوسبّ وشتم کرنے کی ممانعت:

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے صحابہ کوسبّ وشتم نہ کرو۔اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگرتم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مثل سونا بھی (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے مُد (یعنی ماپنے کا آلہ) کو نہ پہنچے گا بلکہ اس کے نصف کو بھی نہ پہنچے گا۔'' (۱)

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے صحابہ کے متعلق اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا، میرے بعد انہیں طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنالینا۔جس نے ان سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت دی اور جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت دی قریب ہے کہ وہ اس کی پکڑ فرمائے۔'' (۲)

اس موضوع پر بہت سی احادیثِ طیبہ مروی ہیں اور میں نے اس سے متعلق تمام احادیثِ مبارکہ کو ایک جامع کتاب میں ذکر کردیا ہے اور میرے خیال میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، اسی وجہ سے میں نے اس کا نام ''اَلصَّوَاعِقُ الْمُحَرِّقَۃ لِاِخْوَانِ الشَّیَاطِیۡنِ اَھْلِ الْاِبْتِدَاعِ وَالضَّلَالِ وَالزَّنْدَقَۃ'' رکھا ہے۔

اگر آپ صحابۂ کرام واہل بیت اطہار کے اوصافِ حمیدہ، خصوصاً شیخین کریمین یعنی امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق اور امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنۡہُم کی خوبیاں جاننا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے۔اس کتاب میں اہلِ تشیُّع وروافض کے کذب، من گھڑت باتوں اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن پر بہتان طرازیوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جن سے صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان منزّہ ومبرّا (یعنی پاک وبری) ہیں۔

{برادرِاعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن اپنے نعتیہ دیوان ''ذوقِ نعت'' میں فرماتے ہیں:

اہلِ بیتِ پاک سے بے باکیاں گستاخیاں — لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ دُشمنانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ! — یوں بیاں کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلِ بیت}

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی النھی عن سَبِّ أصحاب رسول اللّٰہ، الحدیث: ۴۶۵۸، ص ۱۵۶۵۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی من سبّ أصحاب النبی، الحدیث: ۳۸۶۲، ص ۲۰۴۷۔

تنبیہ: صحابۂ کرام کوسبّ وشتم کرنا کبیرہ گناہ ہے:

مذکورہ دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی کئی علمائے کرام نے تصریح کی ہے اور اس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے، نیز شیخین وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کو گالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کو سبّ وشتم کرنا جماعت کو چھوڑنے کے تحت داخل ہے اور جماعت کو چھوڑنا بدعت ہے جس پر دلیل ترکِ سنّت ہے، پس جس نے صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کو گالی دی وہ بلا خلاف کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔''

یہ اور دیگر کئی دوسری احادیثِ مبارکہ حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِی کے بیان کردہ قول کی صراحتاً تائید کرتی ہیں:

﴿6﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ منتخب فرمائے اور ان میں سے میرے لئے وزیر، انصار اور رشتہ دار بنائے، لہٰذا جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نہ تو نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض۔'' [1]

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ منتخب فرمائے اور بھائی، دوست اور رشتہ دار بنائے، عنقریب اِن کے بعد ایسی قوم آئے گی جو انہیں عیب لگائے گی اور اُن سے نفرت کرے گی، لہٰذا تم نہ ان کے ساتھ کھانا، نہ پینا، نہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم کرنا، نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا۔'' [2]

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۴۹، ج۱۷، ص۱۴۰۔
جمع الجوامع للسیوطی، قسم الاقوال، حرف الھمزة، الحدیث: ۵۲۲۳، ج۲، ص۲۲۸۔

[2] ......جمع الجوامع للسیوطی، قسم الاقوال، حرف الھمزة، الحدیث: ۵۲۲۴ ج۲، ص۲۲۸۔
الجامع لاخلاق الراوی للخطیب، املاء فضائل الصحابة، الحدیث: ۱۳۵۳، ج۲، ص۱۱۸۔

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میرے صحابۂ کرام کا ذکر کیا جائے تو (برائی بیان کرنے سے) رُکو۔''(1)

شیخین کریمین کو گالی دینا کفر ہے:

اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے منقول ہے کہ جس نے امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق اور امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کو گالی دی اس نے کفر کیا اور ان علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کے متعلق سند کے ساتھ احادیث مبارکہ بیان کی ہیں کہ،

﴿9﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! جس نے تجھے گالی دی اُس نے کفر کیا۔''

﴿10﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کہا: ''اے کافر!'' تو ان دونوں میں سے ایک کفر میں مبتلا ہو گیا۔''(2)

لہٰذا جس نے امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ اور آپ کی اولاد کو کافر کہا تو وہ اسی وقت قطعی طور پر کافر ہو گیا۔ اسی طرح اس بات پر نص قائم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کئی آیاتِ مبارکہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے راضی ہے۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (پ۱۱، التوبۃ:۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنگ:

جس نے تمام صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان یا ان میں سے کسی ایک کو بھی گالی دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنگ کا

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۴۲۷، ج۲، ص۹۶۔

(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۹۲۱، ج۲، ص۴۴۸۔

اعلان کیا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا تو وہ اسے ہلاک اور ذلیل ورسوا کر دے گا۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کا برائی سے ذکر کیا جائے مثلاً ان کی طرف کسی عیب کی نسبت کی جائے تو اس میں مبتلا ہونے سے روکنا نہ صرف واجب ہے بلکہ تمام برائیوں کی طرح حسبِ استطاعت پہلے اپنے ہاتھ، پھر زبان اور پھر دل سے اس کا انکار کرنا واجب ہے، بلکہ یہ گناہ سب سے زیادہ برا اور قبیح گناہ ہے۔

اسی وجہ سے حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان الفاظ کے ساتھ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی: ''اللّٰه اللّٰه یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور اس کی سزا سے ڈرو۔'' یونہی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی اِرشاد فرمایا:

وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ (پ۳، آل عمران: ۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

جیسا کہ تم کسی کو بہت زیادہ بھڑکتی ہوئی آگ پر گرنے کے قریب جھک کر جھانکتے ہوئے دیکھو تو کہتے ہو: ''آگ آگ'' یعنی آگ سے بچ اور دُور رہ۔

صحابۂ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کے اُن فضائل ومناقب میں غور کرو جن کو سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بیان فرمایا اور ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے بُغض کو اپنا بُغض قرار دیا، تیرے لئے اُن کی یہی عظمت وبزرگی کافی ہے کہ ان کی محبت آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی محبت اور ان سے بُغض آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے بُغض کی علامت ہے، اسی وجہ سے انصار کی محبت ایمان اور ان سے بُغض رکھنا نفاق ہے کیونکہ وہ سبقت والے اور اپنے جان ومال کو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی محبت اور اعانت میں خرچ کرنے والے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کی آپ کے ساتھ گزری ہوئی زندگی اور وصال شریف کے بعد اُن کے آثارِ حمیدہ میں غور وفکر کرنے سے اُن کے فضائل حقیقی معنوں میں معلوم ہو سکتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اچھی، کامل وافضل جزا عطا فرمائے۔ بے شک انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کوشش کا حق ادا کیا یہاں تک کہ انہوں نے دین کو پھیلایا اور اسلامی اصولوں کو غالب کیا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم تک قرآن وسنت نہ پہنچتے، نہ کوئی اصل حکم پہنچتا اور نہ ہی کوئی فرع۔

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان پر ''لعن طعن'' کرنے کے سبب ہلاکت و بربادی:

جس نے صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان پرلعن طعن کیا قریب ہے کہ وہ ملّتِ اِسلامیہ سے الگ ہو جائے کیونکہ،

✿......اُن پرلعن طعن کرنا نورِ اسلام کو بجھانے کی طرف لے جاتا ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ یَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ (پ۱۰، التوبۃ:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔

✿......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اُن کی جو تعریف کی ہے، لعن طعن کرنا اس میں بے یقینی اور عقیدے کی کمزوری کی طرف لے جاتا ہے۔

✿......نیز اُن پرلعن طعن کرنا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو برا بھلا کہنے کا سبب بنتا ہے کیونکہ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ہمارے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے درمیان وسیلہ ہیں اور وسیلے کو لعن طعن کرنا اصل کو برا بھلا کہنے کے مترادف ہے، نیز نقل کرنے والے کو عیب لگانا اسے عیب لگانے کی طرح ہے جس سے بات نقل کی گئی۔

لہٰذا جو شخص غور وفکر کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی جبکہ اس کا عقیدہ نفاق، دھوکا اور بدمذہبی سے محفوظ ہو۔ پس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے محبت رکھنے والے پر واجب ہے کہ ان لوگوں سے محبت کرے جنہوں نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے احکام کی بجا آوری کی اور انہیں واضح کیا اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے بعد ان کی تبلیغ کی اور اس کے تمام حقوق ادا کئے اور حضرات صحابہ کرام رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن ہی وہ مقدس نفوس ہیں جو ان تمام باتوں کو حقیقی معنوں میں سرانجام دینے والے ہیں۔

سیِّدُنا ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی کا فرمان:

اکابر اسلاف میں سے حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی فرماتے ہیں کہ جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے محبت کی اس نے دین کی نشانی قائم کی اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا

عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے دین کا راستہ واضح کیا اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے نورِ الٰہی سے روشنی پائی اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے محبت کی اس نے عُرْوَۂ وُثْقٰی یعنی مضبوط رسی کو تھام لیا اور جس نے کہا: ''حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں خیر ہی خیر ہے۔'' وہ نفاق سے بری ہو گیا اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا اجماع:

اہلسنّت وجماعت کا اجماع ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں افضل وہ 10 ہیں جنہیں رسولِ اَکرم، شفیعِ معظَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق سے ایک ہی سلسلۂ کلام میں جنت کی بشارت دی گئی اور ان میں سب سے افضل امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ اکثر اہل سنت کے نزدیک اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہیں۔ منافق، خبیث اور بدعتی ہی ان میں سے کسی کو برا بھلا کہے گا۔

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمانِ ہدایت نشان سے ان چاروں کی ہدایت کو تھامے رکھنے کی تعلیم دی: ''تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، ان (کے طریقے) کو مضبوطی سے تھام لو۔''[1]

خلفائے راشدین سے مراد یہی چاروں صحابۂ کرام (ابوبکر وعمر وعثمان وعلی) رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں اور اس پر قابلِ اعتماد اور مستند علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے۔

گستاخانِ صحابہ کے چند عبرتناک واقعات

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سبّ وشتم کرنے والوں کو ایسی بری حالتوں میں مبتلا پایا گیا جو ان کی اندرونی خباثت

[1] ......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، الحدیث:۴۶۰۷، ص۱۵۶۱۔
مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل......الخ، الحدیث: ۱۳۴۱، ج۱، الجزء الثانی، ص۴۹۔

اور سزا کی شدت پر دلالت کرتی ہیں۔

گستاخ ابنِ منیر کا حال:

حضرت سیِّدُنا کمال بن قدیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "تاریخِ حلب" میں ایسے ہی ایک گستاخِ صحابہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب گستاخ اِبنِ منیر مرگیا تو حلب کے کچھ نوجوان اُس کا اَنجام دیکھنے کے لئے چل پڑے، وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالیاں بکنے والا جب مرتا ہے تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے قبر میں خنزیر کی طرح کردیتا ہے** اور مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِبنِ منیر بھی اُن مکرّم ومقدّس ہستیوں کو سبّ وشَتم کرتا تھا۔ لہٰذا اُس کے اَنجامِ بد کی خبر لینے چلتے ہیں، اِس ارادے کے ساتھ سب نے اُس کی قبر کی طرف جانے پر اِتّفاق کرلیا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے جا کر اُس گُستاخِ صحابہ کی قبر کو کھودا[1] تو وہ واقعی خنزیر کی شکل میں بدل چکا تھا اور اُس کا چہرہ قِبلہ سے جانبِ شِمال پھرا ہوا تھا، اُنہوں نے اُس بدمذہب کی لاش کو قبر سے باہر نکال کر رکھ دیا تاکہ دیگر لوگ بھی اُس کا اَنجامِ بد دیکھیں اور بے ادَبوں وگُستاخوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ جب سب دیکھ چکے تو اُس کی لاش کو آگ لگادی پھر قبر میں پھینک کر اُس پر مِٹّی ڈال دی اور واپس پلٹ آئے۔

﴿محفوظ سدا رکھنا شہا بے اَدَبوں سے ۔۔۔ اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے اَدَبی ہو﴾

صحابہ کا گستاخ بندر بن گیا:

حضرت سیِّدُنا کمال بن قدیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا ابوالعباس بن عبدالواحد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت شیخ صالح عمر زعینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں عاشورا کے دن مدینہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے قریب فقیر بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دن امامیہ (اہلِ تشیع کے ایک فرقہ کے لوگ) قبۂ عباس میں اکٹھے ہوتے تھے۔ جب وہ قبہ میں اکٹھے ہوئے تو میں نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا: مجھے

---

[1]...... بلا اجازت شرعی قبر کھودنا جائز نہیں جیسا کہ **اعلیٰ حضرت**، مجدِّدِ دین ومِلَّت، اِمامِ اہلسنّت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ** (مخرَّجہ) جلد 9، صفحہ 406 پر فرماتے ہیں: "بعد از دفن کشودن حلال نیست یعنی دفن کے بعد (قبر) کھولنا جائز نہیں۔"

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں کچھ دیجئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں، میری بات سن کر ایک بوڑھے شخص نے میرے پاس آ کر کہا: ''بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہو کر تجھے کچھ دیں۔'' میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے، پھر وہ شخص میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گیا۔ گھر میں داخل کرنے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا اور دو غلاموں کو مجھ پر مسلّط کر دیا، انہوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے پیچھے رسی کے ساتھ باندھ کر بری طرح مارا پیٹا۔ پھر اس بوڑھے شخص نے ان غلاموں کو میری زبان کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے کاٹ دیا، اس کے بعد اس نے انہیں میرے کندھے کھولنے کا حکم دے کر مجھ سے کہا: ''تو نے جس کی محبت میں مانگا تھا اب اس کے پاس جا کہ وہ تیری زبان لوٹا دے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں وہاں سے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حجرۂ اقدس کی طرف آیا اس حال میں کہ تکلیف اور درد کی شدت سے میں رو رہا تھا اور دل میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ تو جانتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں یہ تکلیف پہنچی ہے، اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دوست حق پر ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میری زبان میری طرف لوٹ آئے۔'' میں نے حجرۂ اقدس میں درد کی شدت سے بے چینی کے عالم میں رات بسر کی، آخر مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میری زبان گزشتہ حالت پر لوٹ آئی ہے، میں بیدار ہوا تو واقعی اسے پہلے کی طرح صحیح وسالم پایا اور میں کلام بھی کر سکتا تھا، میں نے کہا: ''سب تعریف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ہے جس نے مجھے میری زبان لوٹائی۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اور زیادہ محبت ہو گئی، جب دوسرے سال عاشورا کا دن آیا اور وہی لوگ اپنی عادت کے مطابق اکٹھے ہوئے تو میں نے قبہ کے دروازے پر آ کر پھر کہا: ''میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں کچھ دینار چاہتا ہوں۔'' تو حاضرین میں سے ایک نوجوان نے میرے پاس آ کر مجھ سے کہا: بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا، جب وہ فارغ ہوئے تو وہ نوجوان میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اسی گھر کی طرف لے گیا اور گھر میں داخل کر کے میرے سامنے کھانا پیش کیا، ہم نے کھانا کھایا اور جب ہم فارغ ہو گئے تو وہ نوجوان کھڑا ہو گیا اور گھر کے

ایک کمرے کا دروازہ کھول کر رونے لگ گیا، میں یہ دیکھنے کے لئے کھڑا ہوا کہ اس کے رونے کا کیا سبب ہے؟ تو میں نے کمرے میں **ایک بندر بندھا ہوا دیکھا**، میں نے اس سے اس کا ماجرا پوچھا تو وہ اور زیادہ رونے لگا۔ میں نے اسے خاموش کرایا یہاں تک کہ وہ پرسکون ہوگیا تو میں نے اس سے دوبارہ پوچھا: ''تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ مجھے اس کا حال بتاؤ؟'' اس نے بتایا کہ اگر مجھے قسم دیں کہ اہلِ مدینہ میں سے کسی کو نہیں بتائیں گے تو میں بتاتا ہوں۔''

میرے حلف دینے پر اس نے بتایا کہ پچھلے سال ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عاشورا کے دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی محبت میں کسی چیز کا سوال کیا تو میرے باپ نے اس کا ذمہ اٹھایا۔ وہ امامیہ اور اہل تشیع کا سرغنہ تھا اور اسے کہا: بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہو جائیں۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو اُسے اِس گھر میں لے آیا اور اس پر دو غلام مسلط کر دیئے، جنہوں نے اسے خوب مارا اور پھر اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو اسے بھی کاٹ کر اس شخص کو باہر نکال دیا، وہ اپنے راستے پر چل دیا، ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ جب رات کا وقت ہوا اور ہم سو گئے تو میرے باپ نے ایک بہت سخت چیخ ماری جس کی شدت سے ہم بیدار ہو گئے اور ہم نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ مسخ ہو کر بندر بن چکا تھا۔ ہم اس سے گھبرا گئے اور اسے اس کمرے میں داخل کر کے باندھ دیا اور لوگوں پر اس کی موت ظاہر کی، اب میں اس پر صبح شام روتا رہتا ہوں۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ نے جس کی زبان کاٹی تھی کیا اسے دیکھ کر پہچان لوگے؟ اس نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہیں۔'' تو میں نے اسے بتایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہی وہ شخص ہوں جس کی زبان تیرے باپ نے کاٹ دی تھی۔'' اور پھر میں نے اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر عقیدت سے اوندھے منہ گر پڑا اور میرے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پھر مجھے کپڑے اور دینار دیئے اور مجھ سے پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی زبان کیسے لوٹائی تو میں نے اسے بتایا اور اپنی راہ لی۔

اس اُمّت کے یہودی:

اکابر تابعین میں سے حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ رافضی اس اُمّت کے یہودی ہیں کیونکہ یہ بھی اُنہی کی طرح اسلام سے بغض رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ دائرہ اسلام میں نہ تو محبت سے

داخل ہوئے اور نہ خوف سے بلکہ اہلِ اسلام سے نفرت اور ان کے خلاف بغاوت کی بنا پر اس میں داخل ہوئے، اگر وہ چوپائے ہوتے تو گدھے ہوتے اور اگر پرندے ہوتے تو گِدھ (مردار کھانے والا ایک پرندہ) ہوتے۔ [1]

رافضیوں اور یہودیوں میں مماثلت:

رافضیوں کی کوشش یہودیوں کی سی ہے، یہودی کہتے ہیں: ''بادشاہ صرف حضرت سیِّدُ نا داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے ہی ہوگا اور جہاد نہیں ہوگا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لے آئیں۔'' نیز وہ نمازِ مغرب کو ستارے گڈمڈ ہونے تک مؤخر کرتے ہیں، تین طلاق کو نہیں مانتے، قبلہ سے انحراف کرتے ہیں، اپنے علاوہ لوگوں کا مال واسباب اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں: ''جہالت کی بنا پر ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔'' اور تورات میں تبدیلی کرتے ہیں اور حضرت سیِّدُ نا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: ''فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن ہے کہ اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف وحی لا کر غلطی کی۔'' اور وہ اُونٹ کا گوشت نہیں کھاتے۔

اسی طرح رافضی بھی اس طرح کی باتیں کہتے ہیں جیسے ان کا قول ہے کہ خلیفہ صرف امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی اولاد سے ہوسکتا ہے اور جہاد نہیں ہے یہاں تک کہ حضرت سیِّدُ نا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ظہور ہو جائے، یہ بھی نمازِ مغرب کو ستارے گڈمڈ ہونے تک مؤخر کرتے ہیں، تین طلاق کو نہیں مانتے، قبلہ سے انحراف کرتے ہیں، مسلمانوں کا مال واسباب حلال سمجھتے ہیں اور قرآن پاک میں تحریف کرتے ہیں، حضرت سیِّدُ نا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: اس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی لانے میں غلطی کی حالانکہ اسے امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ [2]

روافض کی یہود و نصاریٰ سے زائد دو خرابیاں:

حضرت سیِّدُ نا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ رافضیوں میں یہود و نصارٰی سے دو خرابیاں زیادہ پائی جاتی ہیں:

---

[1] ......العِقْد الفَرِيد لابن عبد ربه الأندلسي، كتاب الياقوتة فى العلم والادب، الرافضة والشعبي، ج۲، ص ۲۴۹۔

[2] ......العِقْد الفَرِيد لابن عبد ربه الأندلسي، كتاب الياقوتة فى العلم والادب، الرافضة والشعبي، ج۲، ص ۲۴۹۔

پہلی خرابی:

پہلی خرابی یہ ہے کہ جب یہود سے پوچھا گیا کہ تمہاری قوم میں سب سے اچھے لوگ کون سے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اصحاب اوراسی طرح نصاریٰ نے بھی یہی جواب دیا کہ ہماری قوم میں سب سے بہتر حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اصحاب ہیں لیکن جب رافضیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری قوم میں سب سے برے لوگ کون سے ہیں؟ تو ان بدبختوں نے کہا: محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب۔

دوسری خرابی:

یہود ونصاریٰ اپنے اگلوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا تو رافضیوں نے اُنہیں سبّ وشتم کیا اور روزِ قیامت تک ان پر یہ تلوار لٹکی رہے گی، نہ تو وہ کبھی ثابت قدم ہوں گے، نہ ہی ان کے حق میں کوئی دلیل قائم ہوگی اور نہ ہی کسی بات پر متفق ہوں گے، اُن کی دعوت دُھتکاری ہوئی ہے، اُن کی دلیل باطل ہے، اُن کا کلام باطل ہے، اُن کی جمعیت بکھری ہوئی ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ (پ۶، المائدۃ:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللّٰہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللّٰہ فسادیوں کو نہیں چاہتا۔[1]

یہودی غلام اور رافضی سردار کی توبہ:

صالحین اُمّت میں سے ایک بُزُرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک قافلے کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی قبرِ اقدس کی زیارت کے لئے نکلا تو ہم نے معزز علوی سرداروں میں سے ایک سردار کے پاس قیام کیا، اس کا ایک یہودی خادم تھا جو اس کی داخلی وخارجی خدمت پر معمور تھا، ہمارے اوراس سردار

......[1] العِقْدُ الفَرِید لابن عبد ربه الأندلسی، کتاب الیاقوتة فی العلم والادب، الرافضة والشعبی، ج۲،ص۲۵۰۔

کے درمیان تعارف کرانے والا میرا ایک ہاشمی دوست تھا۔ اس سردار نے ہماری عزت وتکریم کی اور خوب حسنِ سلوک سے پیش آیا۔ میرے ہاشمی دوست نے اس سے کہا: ''اے سردار! بے شک آپ کے تمام معاملات بہت اچھے ہیں، آپ شرافت ومروّت اور کرم کی صفات کے جامع ہیں، مگر آپ کا اس یہودی سے خدمت لینا ہمیں اچھا نہیں لگا حالانکہ وہ آپ کے اور آپ کے دادا کے دین کا مخالف ہے۔'' تو سردار نے جواب دیا: ''میں نے کثیر غلام اور لونڈیاں خریدیں لیکن ان میں سے کسی کو اپنی طلب کے مطابق نہ پایا اور نہ ہی میں نے اُن میں سے کسی میں اِس یہودی کی مثل امانت اور خیر خواہی کی صفت پائی جو میرے تمام ظاہری و باطنی امور سرانجام دیتا ہے اور اُس میں امانت اور قناعت کی صفت بھی پائی جاتی ہے۔''

حاضرین میں سے کسی نے کہا: ''اے سردار! جب یہ اس صفت سے متصف ہے تو اسے اسلام کی دعوت پیش کریں، شاید **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کے ذریعے اسے ہدایت عطا فرما دے۔'' تو اُس نے کسی کو اُسے بلانے کے لئے بھیجا، اُس غلام نے آ کر عرض کی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے کس لئے بلایا ہے۔'' تو ایک شخص نے کہا: ''اے یہودی! بے شک یہ سردار جس کے تُم خدمت گزار ہو، اس کے فضل، سرداری اور بزُرگی کو تُم جانتے ہو اور وہ تُم سے محبت کرتا ہے اور تیری امانت اور اچھی ذمہ داری ادا کرنے کی تعریف کرتا ہے۔'' تو یہودی نے جواب دیا: ''اور میں بھی اِن سے محبت کرتا ہوں۔'' ہم نے اُس سے کہا: ''تو پھر تم دین میں اُس کی پیروی کیوں نہیں کر لیتے اور اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتے؟''

وہ یہودی بولا: ''اے گروہِ صالحین! میرا عقیدہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا عُزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایک کریم نبی ہیں اور اسی طرح حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی ایک کریم نبی ہیں، اگر میں جانتا کہ یہودی اپنے نبی کی بیوی پر تہمت لگاتے ہیں اور اس کے باپ کو گالیاں دیتے ہیں تو اُن کے دین کی پیروی نہ کرتا، لہٰذا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کس کی پیروی کروں گا؟''

ہم نے اُسے کہا: ''اس سردار کی پیروی کرنا جس کی خدمت میں ہو۔'' یہ سن کر یہودی نے کہا: ''میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا۔'' ہم نے پوچھا: ''کیوں؟'' تو اس نے کہا: ''اس لئے کہ یہ سردار اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کی زوجہ محترمہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے متعلق برا بھلا کہتا ہے اوران کے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالیاں دیتا ہے، پس میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کی پیروی بھی کروں اوران کی زوجہ محترمہ پر تہمت بھی لگاؤں اور اُن کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی گالیاں دوں، لہٰذا میں نے اپنے دین کو اس سردار کے دین سے بہتر سمجھا۔''

سردار (یہ سُن کر) ایک لمحہ کے لئے غصہ سے خاموش ہوگیا، پھر یہودی کی سچی بات کو جان کر ایک گھڑی کے لئے اپنا سر زمین کی طرف جھکالیا اور پھر بولا: ''تو نے سچ کہا، اپنا ہاتھ بڑھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیِّدُ نا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں اور میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں جو میں کہتا تھا اور جو عقیدہ رکھتا تھا۔'' پھر یہودی نے بھی کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیِّدُ نا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں اور دینِ اسلام کے علاوہ ہر دین باطل ہے۔

اُس یہودی نے اچھی طرح اسلام قبول کرلیا اور سردار نے بھی **بدمذہبیت** سے توبہ کرلی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق اور ہدایت سے اس کی توبہ بڑی خوب تھی۔ (1)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے نبی حضرت سیِّدُ نا محمد مصطفٰی، احمد مجتبٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک اور سنتِ مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ جواد وکریم اور رءُوف ورحیم ہے۔

مذکورہ سردار بھی مسلمان ہوگیا کیونکہ ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو گالیاں دینا بالاجماع کفر ہے، اس لئے کہ اس میں قرآنِ کریم کی ان آیاتِ مقدسہ کی تکذیب ہے جو منافقین کے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے کی وجہ سے ان کے رد میں نازل ہوئی تھیں۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد ماجد کے صحابی ہونے کا انکار بھی بالاجماع کفر ہے کیونکہ اس میں بھی قرآنِ پاک کی تکذیب ہے، چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ

(1)......النھی عن سب الأصحاب وما فیه من الإثم والعقاب، الرقم ۵۷، ص ۴۰۔

عالیشان ہے:

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ (پ۱۰، التوبہ:۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اُمُّ المؤمنین کو سب وشتم کرنے والے کا حکم:

بہت سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کو گالی دینے والے کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا۔

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ ہمدانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن طبرستان میں حضرت سیِّدُنا حسن بن یزید داعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کی خدمت میں حاضر تھا، وہ صوف کا لباس پہنتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع فرماتے تھے اور ہر سال بغداد میں 20 ہزار دینار بھیجا کرتے جو وہاں موجود مختلف صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کی اولاد پر تقسیم کرتے، ایک دفعہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کا برائی کے ساتھ تذکرہ کیا تو حضرت سیِّدُنا حسن بن یزید داعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی نے اپنے غلام سے کہا: ''اے غلام! اٹھ اور اس کی گردن مار دے۔'' تو علوی اس کی طرف دوڑ پڑے اور کہا کہ یہ شخص ہمارے شیعوں میں سے ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے ارشاد فرمایا: ''یہ شخص دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر طعن کرتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِۚ اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَؕ (پ۱۸، النور:۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں۔

اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰه عَزَّوَجَلَّ) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا خبیث ہوں تو ان کے شوہر بھی خبیث قرار پائیں گے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نہ صرف پاک وصاف ہیں بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ پاکیزہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا بھی طیبہ، طاہرہ اور لعن طعن سے بری ہیں۔'' (پھر آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے دوبارہ اپنے غلام

کوحکم دیا) اے غلام! اُٹھ اور اس کافر کی گردن اڑا دے۔'' چنانچہ غلام نے اس شخص کی گردن اڑا دی۔ (۱)

ام المؤمنین سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے فضائل:

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا درجہ خصائلِ حمیدہ کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں:

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شادی سے پہلے حضور نبی ٔکریم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی صورت اپنی ہتھیلی میں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ (۲)

آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے علاوہ کسی کنواری عورت سے شادی نہ کی۔ (۳)

آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے علاوہ کسی ایسی عورت سے شادی نہ کی کہ جس کے ماں باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور نبی ٔکریم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے محبوب زوجہ ہیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والدِ گرامی بارگاہِ مصطفٰی میں صحابۂ کرام میں سب سے معزز و مکرم اور افضل ہیں۔ (۴)

آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لحاف کے علاوہ کسی زوجۂ محترمہ کے پاس وحی نہیں آئی۔ (۵)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر طعن کرنے والوں کے رد میں آسمان سے آپ کی براءَت نازل ہوئی۔ (۶)

ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنی باری کا دن اور رات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ہبہ کر

---

(۱)......السيرة الحلبية للنور الدين الحلبی، غزوة بنی المصطلق، ج ۲، ص ۴۱۱۔

(۲)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عائشة، الحديث: ۴۶۰۶، ج ۴، ص ۱۵۸۔

(۳)......صحيح البخاری، کتاب النکاح، باب نکاح الأبکار، الحديث: ۵۰۷۷، ص ۴۳۹۔

(۴)......المعجم الکبير، الحديث: ۴۷، ج ۲۳، ص ۳۰۔

صحيح البخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذا خليلا، الحديث: ۳۶۶۲، ص ۲۹۸۔

(۵)......سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب الرجل بعض نسائه أکثر من بعض، الحديث: ۳۴۰۲، ص ۲۳۰۸۔

(۶)......صحيح البخاری، کتاب التفسير، سورة النور، الحديث: ۴۷۵۰، ص ۴۰۰، ۴۰۱، مفهوماً۔

دیا اور باقی امہات المؤمنین کے سوا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے باری کے دو دن اور دو راتیں ہوتی تھیں۔ (۱)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ناراض ہو جاتیں تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کو راضی فرماتے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سینۂ اطہر کے ساتھ لگے ہونے کی حالت میں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہی کی باری کے دن سرکار صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وصال ہوا۔ سرکار صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی دیگر ازواجِ مطہرات سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر میں بیماری کے ایام گزارنے کی اجازت لے چکے تھے لیکن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وصال اِن کی باری اور حق کے موافق دن ہی ہوا۔ (۲)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے (دنیا سے پردہ فرمانے کے) آخری لمحات میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لعابِ دہن ان کے لعاب کے ساتھ مل گیا تھا۔ (۳)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان ہی کے گھر میں دفن ہوئے۔ (۴)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے زیادہ کسی زوجۂ محترمہ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے احادیثِ مبارکہ روایت نہیں کیں۔

دیگر ازواجِ مطہرات کے علوم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے علم کا ایک قطرہ بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے 2200 احادیثِ مبارکہ روایت کیں۔ (ایک قول کے مطابق: 2210 احادیث)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پاکیزہ حالت میں اور پاکوں کے ہاں پیدا ہوئیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مغفرت اور بہترین رزق کا وعدہ کیا گیا۔

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''ہم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو کسی حدیثِ پاک میں اشکال ہوتا تو اس کے متعلق ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب ھبۃ المرأۃ لغیر زوجھا......الخ، الحدیث: ۲۵۹۳، ص ۲۰۴۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۴۲، ۴۴۵۰، ص ۳۶۵۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۴۲، ۴۴۵۰، ص ۳۶۵۔

(۴)......اَلْمُوَطَّأ للامام مالک، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی دفن المیت، الحدیث: ۵۵۷، ج ۱، ص ۲۱۶۔

کرتے تو اُن کے پاس اُس کا علم پاتے۔'' (۱)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کشادہ رُو اور بلا تکلف بہت زیادہ کرم کرنے والی تھیں۔

ایک دفعہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے محتاجوں میں 70 ہزار (دراہم یا دینار) تقسیم فرما دیئے حالانکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِن سے محبت کا شہرہ عام ہوا تو لوگ اِن کی باری کے دن اپنے تحائف دینے کا انتظار کیا کرتے یہاں تک کہ دیگر ازواجِ مطہرات میں سے چند ایک کو یہ بات شاق گزری اور انہوں نے آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وغیرہ کی زبان سے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی کے حوالے سے برابری کا مطالبہ کیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا کہ ''مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ دو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ پر اس کے علاوہ تم میں سے کسی کے بستر میں وحی نازل نہ ہوئی۔'' (۲)

اسی وجہ سے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔'' (۳)

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی آنکھوں سے حجاب اٹھایا گیا تو انہوں نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا اور حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی کہ ''انہیں میرا اسلام کہہ دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' (۴)

کسی شاعر کا یہ قول کتنا اچھا ہے:

......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب من فضل عائشة، الحدیث:۳۸۸۳،ص ۲۰۴۹۔

......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشة، الحدیث:۳۷۷۵،ص ۳۰۷۔

سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب الرجل......الخ، الحدیث:۳۳۹۸، ۳۴۰۲،ص ۲۳۰۸۔

......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشة، الحدیث:۳۷۷۰،ص ۳۰۶۔

......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب رؤیة عائشة جبریل، الحدیث:۶۷۸۲، ج۵،ص ۹۔

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا   لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَال

ترجمہ: اوراگرعورتیں اس شخصیت کی طرح ہوتیں جس کا ہم نے تذکرہ کیا تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت دی جاتی۔

فَمَا التَّانِيثُ لِاِسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ   وَلَا التَّذْكِيرُ فَخْرٌ لِّلْهِلَال

ترجمہ: کہ سورج کے نام کا مؤنث ہونا اس کے لئے کوئی عیب کی بات نہیں اور نہ ہی مذکر ہونا چاند کے لئے کوئی قابلِ فخر بات ہے۔

کتاب الدعاوی

کبیرہ نمبر466: دوسرے کی چیز پر ناحق دعوٰی کرنا

حدیثِ پاک میں ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسی چیز کا دعوٰی کیا جو اس کی نہیں تھی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''[1]

یہ ایک انتہائی شدید وعید ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں پایا۔

کتاب العتق

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما کر اپنے پسندیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے بنا دے۔آمین)

کبیرہ نمبر467: بلاجوازِ شرعی آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا

کسی شرعی جواز کے بغیر آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا کبیرہ گناہ ہے اس طرح کہ انسان حقیقتاً اسے آزاد کر دے لیکن لگاتار اس سے خدمت لیتا رہے

اِسے کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور آزاد کو غلام بنانے کے متعلق گزشتہ شدید وعید اسے بھی شامل ہے۔

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب بیان حال الایمان من......الخ، الحدیث: ۱۱۲، ص ۶۹۱۔

خاتمہ

کتاب کے آخر میں یہ خاتمہ چار اہم باتوں کے بیان میں ہے

﴿1﴾......توبہ کا بیان:

قرآنِ پاک میں توبہ کے فضائل:

جان لیجئے! توبہ کے متعلق بہت سی آیات وارد ہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۱۸، النور: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۶۸تا۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہئے تھی۔

احادیثِ مبارکہ میں توبہ کے فضائل:

توبہ کے فضائل میں کثیر تعداد میں احادیثِ مبارکہ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور دن کے وقت اپنا

دستِ قدرت پھیلائے رکھتا ہے تا کہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (۱)

توبہ کا دروازہ:

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی 40یا70 سال کی مسافت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس دن سے توبہ کے لئے کھول رکھا ہے جس دن سے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا۔ وہ اسے بند نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ اس طرف سے سورج طلوع ہو۔'' (۲)

﴿3﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مغرب کی جانب توبہ کے لئے ایک دروازہ بنا رکھا ہے کہ جس کی چوڑائی 70 سال کی مسافت ہے، وہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج اس کی طرف سے طلوع نہ ہو اور اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا ترجمۂ کنز الایمان: جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا۔ (۳)

(پ۸، الانعام:۱۵۸)

اعتراض: بعض نے کہا ہے کہ سابقہ دونوں روایات کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں، جیسا کہ امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اس کی تصریح بیان کی ہے؟

جواب: یہ ایک ایسی بات ہے جو اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی، لہٰذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

﴿4﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''جنت کے 8 دروازے ہیں، 7 بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے یہاں تک کہ سورج اس کی طرف سے طلوع ہو۔'' (۴)

﴿5﴾......حضور نبیٔ مُکرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قَبُولِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوبُ وَالتَّوْبَةُ، الحدیث:۶۹۸۹، ص۱۱۵۶۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث صفوان بن عسال المرادی، الحدیث:۱۸۱۱۸، ج۶، ص۳۱۷۔

(۳)......جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل التوبۃ......الخ، الحدیث:۳۵۳۶، ص۲۰۱۵۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۴۷۹، ج۱۰، ص۲۰۶۔

تک پہنچ جائیں پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرو تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔'' [1]

﴿6﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے لئے سعادت ہے کہ اس کی عمر طویل ہو اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔'' [2]

﴿7﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔'' [3]

﴿8﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک بندے نے گناہ کیا پھر عرض گزار ہوا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو معاف کرتا اور ان پر مؤاخذہ بھی فرماتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔'' پھر جب تک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ گناہوں سے رکا رہا، دوبارہ گناہ کا ارتکاب کر کے عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں دوبارہ گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو بخشتا اور ان پر مؤاخذہ بھی فرماتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔'' اس کے بعد جب تک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ بندہ گناہوں سے رکا رہا پھر اُس سے گناہ سرزد ہوا تو عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں پھر گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو معاف فرماتا اور ان پر پکڑ بھی فرماتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پس جو چاہے کرے۔'' [4]

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''فَلْیَعْمَلْ مَا شَآءَ'' کا مفہوم

---

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذکر التوبة، الحدیث:۴۲۴۸، ص۲۷۳۵۔

[2] ......المستدرک، کتاب التوبة و الإنابة، باب من سعادة المرء......الخ، الحدیث:۷۶۷۶، ج۵، ص۳۴۱۔

[3] ......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی استعظام المؤمن ذنوبه، الحدیث:۲۴۹۹، ص۱۹۰۳۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوا......الخ)، الحدیث:۷۵۰۷، ص۶۲۵۔

شعب الایمان للبیهقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث:۷۰۸۷، ج۵، ص۴۰۵۔

یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ جب بھی اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا تو وہ استغفار کر کے اس سے تائب ہو جائے گا اور اس گناہ کی طرف دوبارہ نہ پلٹے گا۔ اس کی دلیل یہ قول ہے کہ "ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ" یعنی پھر وہ کسی دوسرے گناہ میں مبتلا ہو گیا، پس جب اس کی عادت ہی یہ ہے تو جو چاہے کرے کیونکہ وہ جب بھی گناہ کا مرتکب ہوگا تو اس کی توبہ اور استغفار اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا، پس وہ گناہ اسے نقصان نہیں دے گا۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ کر کے اُسے چھوڑے بغیر صرف زبان سے توبہ و استغفار کرتا رہے اور پھر اسی گناہ کا دوبارہ ارتکاب بھی کرے کیونکہ یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے۔ (۱)

حدیثِ پاک میں ہے کہ "بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے اور گناہ چھوڑ دے اور مغفرت چاہے تو اس سیاہی کو مٹا دیا جاتا ہے اور اگر وہ گناہوں میں زیادتی کرے تو وہ سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل کو ڈھانپ لیتی ہے، یہی وہ رَان (یعنی زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں یوں فرمایا:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ (پ ۳۰، المطففین: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ (۲)

﴿9﴾ ...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے، غرغرہ سے پہلے۔" (۳) (۴)

---

(۱) ......الترغیب والترھیب، کتاب التوبة والزھد، باب الترغیب فی التوبة......الخ، تحت الحدیث: ۴۸۱۰، ج۴، ص۷۔

(۲) ......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب ذکر الذنوب، الحدیث: ۴۲۴۴، ص ۲۷۳۴۔

شعب الایمان للبیھقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۲۰۳، ج۵، ص ۴۴۰۔

(۳) ......جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ، الحدیث: ۳۵۳۷، ص ۲۰۱۶۔

(۴) ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراٰۃ المناجیح، جلد3، صفحہ 365 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: "نزع کی حالت کو جب کہ موت کے فرشتے نظر آ جائیں غرغرہ کہتے ہیں، اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اب غیب مشاہدہ میں آ گیا، اسی لیے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی، مگر گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے، اگر توبہ کا خیال آ جائے اور الفاظ توبہ بن پڑیں۔ اسی لیے مرقات نے یہاں فرمایا کہ عبد......

حضرت سیِّدُنا معاذ کو وصیت:

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور میل بھر پیدل چلتے رہے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے، سچی بات کہنے، عہد پورا کرنے، امانت ادا کرنے، خیانت چھوڑنے، یتیم پر رحم کرنے، پڑوسی کا خیال رکھنے، غصہ پینے، نرم گفتگو کرنے، سلام کو عام کرنے، امام کی اطاعت کرنے، قرآنِ کریم میں غور وفکر کرنے، آخرت سے محبت کرنے، حساب سے ڈرنے، امیدیں کم کرنے اور اچھا عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تو کسی مسلمان کو گالی دے یا جھوٹے شخص کی تصدیق کرے یا سچے شخص کو جھٹلائے یا عادل امام کی نافرمانی کرے اور یہ کہ زمین میں فساد برپا کرے اور اے معاذ! ہر شجر وحجر کے پاس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا کرو اور ہر گناہ سے توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔'' (۱)

گناہوں کی مغفرت:

﴿11﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے محافظ فرشتوں اور اس کے اعضاء کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے اور زمین پر سے اس کے گناہوں کے نشانات بھی مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس پر اس کے گناہوں کا کوئی گواہ نہ ہوگا۔'' (۲)

......سے مراد بندہ کا فر ہے کہ غرغرہ کے وقت اس کی توبہ قبول نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ.. الـخ بعض علماء نے فرمایا کہ ملک الموت ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مومن ہو یا کافر، خیال رہے کہ قبض روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندہ کی اس حالت میں دل وزبان چلتے رہیں گنہگار توبہ کرلیں کہا سنا معاف کرالیں۔ کوئی وصیت کرنی ہو تو کرلیں یہ بھی خیال رہے کہ غرغرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنے ہیں گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہوجانا، اب آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد بے کار ہے کہ اب تو دنیا سے جارہا ہے، گناہ کا وقت ہی نہ پاسکے گا، مگر یہ توبہ اس وقت کی قبول ہے کہ رب تعالیٰ غفار ہے۔

۱......الزهد الكبير للبيهقي، باب الورع والتقوى، الحديث: ۹۵٦، ص۳٤۷۔

۲......تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر، الرقم ۱٤۹۲ الحسين بن احمد بن سلمة، الحديث: ۳۳۵۳، ج۱٤، ص۱۷۔

﴿12﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''گناہ پر نادم ہونے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت کا انتظار کرتا ہے اور گناہ پر اِترانے (یعنی نادم نہ ہونے) والا ناراضی کا انتظار کرتا ہے اور اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! یاد رکھو! عنقریب ہر (اچھا یا برا) عمل کرنے والا اپنے عمل کی بنا پر آگے بڑھے گا اور دنیا سے جانے سے پہلے اپنے اچھے اور برے عمل کا بدلہ دیکھ لے گا اور اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے اور دن اور رات دو سواریاں ہیں لہٰذا ان کے ذریعے آخرت کی طرف اچھا سفر اختیار کرو اور توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو، کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے اور تم میں سے کوئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حلم (یعنی بردباری) سے ہرگز دھوکے میں نہ رہے، بے شک آگ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔'' پھر شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾ (پ ۳۰، الزلزال: ۷،۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (۱)

﴿13﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔'' (۲)

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''گناہ پر قائم رہتے ہوئے اس گناہ سے استغفار کرنے والا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مذاق کرنے والے کی طرح ہے۔'' (۳)

گناہوں پر ندامت کا نام توبہ ہے:

﴿15﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ یعنی (گناہ پر) نادم ہونا ہی توبہ ہے۔'' (۴)

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب التوبة والزھد، باب الترغیب فی التوبة، الحدیث: ۴۸۱۶، ج۴، ص۹۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب ذکر التوبة، الحدیث: ۴۲۵۰، ص۲۷۳۵۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۱۷۸، ج۵، ص۴۳۶۔

(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب ذکر التوبة، الحدیث: ۴۲۵۲، ص۲۷۳۵۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

یعنی شرمندگی وندامت توبہ کے بڑے ارکان میں سے ہے جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ ''حج وقوفِ عرفہ کا نام ہے۔''(۱) اور ندامت میں ضروری ہے کہ وہ نافرمانی، اس کی قباحت اور آخرت کے خوف کی وجہ سے ہو اور محض بے عزتی یا گناہ میں مال ضائع ہونے کی وجہ سے نہ ہو۔

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کے گناہ پر نادم ہونے کو ملاحظہ فرما کر اس کے توبہ کرنے سے پہلے ہی اسے معاف فرما دیتا ہے۔'' (۲)

﴿17﴾......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہیں کرو گے اور معافی طلب نہ کرو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں لے جائے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کریں گے تو وہ انہیں معاف فرما دے گا۔'' (۳)

﴿18﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں، اسی وجہ سے اس نے اپنی تعریف بیان فرمائی اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ کوئی غیرت والا ہے، اسی وجہ سے اس نے بے حیائیوں کو حرام فرما دیا اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بڑھ کر کوئی معذرت قبول کرنے والا ہے، اسی وجہ سے اس نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور رسولوں کو بھیجا۔'' (۴)

زانی عورت کی توبہ:

﴿19﴾......جُہَیْنَہ قبیلے کی ایک عورت سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے ایسا جرم کیا ہے کہ جس پر حد ہے، لہٰذا مجھ پر حد قائم فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء فی من أدرک..الخ، الحدیث: ۸۸۹، ص۱۷۳۵۔

(۲)......المستدرک، کتاب التوبۃ والإنابۃ، باب ما علم اللہ من عبد ندامۃ علی..الخ، الحدیث: ۷۷۲۱، ج۵، ص۳۶۰۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب سقوط الذنوب..الخ، الحدیث: ۶۹۶۵، ص۱۱۵۴، دون قولہ: وتستغفروا، غیر کم۔

(۴)......المرجع السابق، باب غیرۃ اللہ تعالٰی وتحریم الفواحش، الحدیث: ۶۹۹۴، ص۱۱۵۶۔

نے اُس کے ولی کو بلوا کرارشادفرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب وضع حمل ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' پس ایسا ہی کیا گیا۔حکم فرمایا تو اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے رجم کیا گیا،اس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہلِ مدینہ کے 70 لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہوجائے اور کیا تم نے اس سے افضل کسی کو پایا ہے کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنی جان قربان کردی۔'' (۱)

فاجر کی توبہ:

﴿20﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک واقعہ بیان فرماتے سنا،اگر میں نے ایک دو دفعہ یہاں تک کہ 7 مرتبہ بھی سنا ہوتا (تو بیان نہ کرتا) لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے حضور نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا،اس کے پاس ایک (مجبور) عورت آئی تو اس نے اسے 60 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا، پس جب وہ اس سے بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی،اس نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا ہے؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟'' تو عورت نے جواب دیا: ''ایسی بات نہیں،لیکن میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا بلکہ مجھے صرف حاجت نے اس پر مجبور کیا ہے۔'' تو اس شخص نے کہا: ''تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا،چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں۔'' اور اس نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' پس وہ اسی رات مر گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کفل کو بخش دیا ہے۔'' (۲)

---

(۱)......صحیح مسلم،کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، الحدیث:۴۴۳۳،ص۹۷۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فیه أربعة أحادیث، الحدیث:۲۴۹۶،ص۱۹۰۳۔

فرشتے وشیطان کے مابین جھگڑا:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''دوبستیاں تھیں، ایک نیک لوگوں کی اور دوسری برے لوگوں کی، برے لوگوں کی بستی میں سے ایک شخص نیک لوگوں کی بستی میں جانے کے ارادے سے نکلا تو جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا اسے موت نے آلیا، تو اس کے متعلق فرشتہ اور شیطان جھگڑنے لگے، شیطان نے دعویٰ کیا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔'' فرشتے نے کہا: ''یہ توبہ کے ارادے سے نکلا تھا۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ دیکھا جائے کہ یہ دونوں میں سے کس بستی کے زیادہ قریب ہے، لہٰذا انہوں نے اس کو ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب پایا تو اس کی بخشش کر دی گئی۔'' حضرت سیِّدُ نا معمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک لوگوں کی بستی اس کے قریب کر دی۔'' [1]

100 قتل کرنے والے شخص کی توبہ:

﴿22﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے 99 قتل کئے، پھر اس نے زمین والوں میں سے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا، اسے ایک بڑے راہب کے متعلق بتایا گیا تو وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ ''میں نے 99 قتل کئے ہیں، کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟'' تو راہب نے کہا: ''نہیں۔'' اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور 100 پورے کر دیئے، اس کے بعد پھر اہلِ زمین کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تو اس کی رہنمائی ایک دوسرے عالم کی طرف کی گئی، جس کے پاس جا کر اس نے کہا کہ ''میں نے 100 قتل کئے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں، تیرے اور توبہ کے درمیان کیا رکاوٹ ہے؟ فلاں علاقے کی طرف چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر رہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف واپس نہ جانا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔'' وہ شخص روانہ ہوا اور جب آدھے راستے پر پہنچا تو اسے موت آ گئی۔ اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص دل سے توبہ کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

---

[1] ......جامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الرخص والشدائد، الحدیث: ۲۰۷۱۷، ج۱۰، ص۲۵۸، بتغیرٍ۔

طرف متوجہ تھا۔'' اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس انسانی صورت میں ایک فرشتہ آیا اور انہوں نے اسے اپنے درمیان حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنالیا، اس نے کہا: ''دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، یہ جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا اسی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔'' جب انہوں نے زمین کی پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں جانے کا اس نے ارادہ کیا تھا، پھر رحمت کے فرشتوں نے اُسے لے لیا۔ (۱)

﴿23﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''وہ نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب تھا تو اسے انہی میں سے کر دیا گیا۔'' (۲)

﴿24﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس زمین سے (جہاں سے جارہا تھا) ارشاد فرمایا کہ دور ہو جا اور اُس زمین سے (جس طرف جارہا تھا) ارشاد فرمایا کہ قریب ہو جا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''دونوں کے درمیان پیمائش کرو، انہوں نے اسے نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب پایا تو اسے بخش دیا گیا۔'' (۳)

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے کہ ''ہمیں بتایا گیا کہ جب موت کا فرشتہ آیا تو اُس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف پھیر دیا۔'' (۴)

﴿26﴾......حضور نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص نے بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کیا تھا پھر وہ ایک شخص سے ملا اور کہا کہ میں نے 99 لوگوں کو ظلماً قتل کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک دوسرے شخص کے پاس جا کر اسے کہا میں نے 100 آدمی ظلماً قتل کئے ہیں، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو اس نے کہا: ''اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو میں تم سے جھوٹ بولوں، فلاں جگہ کچھ ایسے بندے رہتے ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔ تم ان کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو۔''

(۱)......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وإن کثر قتلہ، الحدیث: ۷۰۰۸، ص۱۱۵۷۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۷۰۰۹۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷۰، ص۲۸۳۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وإن کثر قتلہ، تحت الحدیث: ۷۰۰۸، ص۱۱۵۷۔

وہ ان کی طرف روانہ ہوا تو اسی حالت پر اس کی موت واقعہ ہوگئی اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا دونوں طرف کی زمینوں کی پیمائش کرو، جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا یہ شخص انہی میں سے ہوگا، پس انہوں نے اسے انگلی کے ایک پورے کی مقدار توبہ کرنے والوں کی بستی کے قریب پایا۔ (۱)

﴿27﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ ''پھر وہ دوسرے راہب کے پاس آیا اور اسے کہا: ''میں نے 100 جانیں قتل کی ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟'' تو اس نے کہا: ''تو نے ایسا گناہ کیا ہے، جس کے متعلق میں نہیں جانتا مگر فلاں جگہ دو بستیاں ہیں، ایک کو نَصْرَہ اور دوسری کو کَفَرَہ کہا جاتا ہے، اَہْلِ نَصْرَہ جنتیوں کے عمل کرتے ہیں اور اس بستی میں ان کے سوا کوئی اور نہیں رہتا اور اہلِ کَفَرَہ جہنمیوں جیسے عمل کرتے ہیں اور اس بستی میں ان کے سوا کوئی اور نہیں رہتا، پس تو اَہْلِ نَصْرَہ کی طرف چلا جا، اگر تو ان میں ثابت قدم رہا اور ان کے اعمال کی طرح اعمال سرانجام دیئے تو تیری توبہ کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔'' پس وہ اس بستی کا ارادہ کرتے ہوئے چل دیا یہاں تک کہ جب دونوں بستیوں کے درمیان پہنچا تو اسے موت آ گئی، فرشتوں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو! دونوں بستیوں میں سے جس بستی کے زیادہ قریب ہے، اسے اس بستی والوں میں لکھ دو۔'' پس انہوں نے اسے انگلی کے ایک پورے کی مقدار نَصْرَہ بستی کے زیادہ قریب پایا تو اسے اسی بستی والوں میں لکھ دیا گیا۔'' (۲)

رب عَزَّوَجَلَّ کا بندے کے گمان کے مطابق ہونا:

﴿28﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور جہاں وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو جنگل میں گمشدہ چیز مل جائے اور (ارشاد فرماتا ہے:) جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں

......المعجم الکبیر، الحدیث:۸۶۷، ج۱۹، ص ۳۶۹۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۲۶، ج۱۳، ۱۴، ص ۲۴۔

اس کے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع [1] قریب ہو جاتا ہو اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔'' [2]

《29》......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تو میری بارگاہ میں کھڑا ہو میری رحمت تیری طرف چل کر آئے گی اور تو میری طرف چل کر آ میری رحمت تیری طرف دوڑ کر آئے گی۔'' [3]

《30》......سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے کسی بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جتنی خوشی تم میں سے کسی شخص کو اپنا گمشدہ اُونٹ مل جانے پر ہوتی ہے جسے اُس نے کسی بیابان زمین میں گم کر دیا تھا۔'' [4]

《31》......سیِّد عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جس قدر تم میں سے اس شخص کو ہوتی ہے جو کسی بیابان زمین میں اپنی سواری پر جائے اور سواری اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اُس پر اس کے کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں تو وہ اسے نہ پاکر کسی درخت کے پاس چلا جائے اور اپنی سواری کی واپسی سے ناامید ہو کر اس کے سائے میں لیٹ جائے پھر اچانک وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہو وہ اس کی مہار پکڑ لے، پھر خوشی کی شدت سے کہے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، یعنی شدّتِ مسرت کی وجہ سے الفاظ الٹ ہو جائیں۔'' [5]

《32》......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کسی ایسے شخص کو ہوتی ہے کہ جو دورانِ سفر کسی ہلاکت خیز سنسان زمین میں

[1] ......مراۃ المناجیح، جلد 3 صفحہ 307 پر مفتی صاحب باع کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باع کہتے ہیں۔''

[2] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، الحدیث: ۶۹۵۲، ص ۱۱۵۳۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من أصحاب النبی، الحدیث: ۱۵۹۲۵، ج۵، ص ۳۹۴۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث: ۶۳۰۹، ص ۵۳۱۔

[5] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، الحدیث: ۶۹۶۰، ص ۱۱۵۴۔

پڑاؤ ڈالے اوراس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو کہ جس پر اس کی کھانے پینے کی چیزیں ہوں اور وہ اپنا سر زمین پر رکھ کر سو جائے لیکن جب بیدار ہو تو سواری گم ہو چکی ہو، وہ اسے تلاش کرتا رہے یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس کی شدت یا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے حالت غالب آئے تو وہ کہنے لگے کہ واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پہلے تھا، وہاں سو جاؤں گا یہاں تک کہ مر جاؤں، پس وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر لیٹ جائے تاکہ مر جائے لیکن جب بیدار ہو تو اچانک اس کی سواری اس کے پاس موجود ہو اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہو، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بندہ مومن کی توبہ کرنے پر اس شخص کی سواری اور زادِ راہ ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔'' (۱)

ماضی و مستقبل کی خطاؤں کا مؤاخذہ:

﴿33﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنی بقیہ زندگی میں نیک اعمال کئے تو اس کی ان خطاؤں کو بخش دیا جائے گا جو ماضی میں ہو چکیں اور جس نے اپنی بقیہ زندگی میں برے اعمال کئے تو اس کی گزشتہ خطاؤں اور آئندہ زندگی میں ہونے والی خطاؤں پر بھی مؤاخذہ ہوگا۔'' (۲)

﴿34﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو برے عمل کرتا ہے پھر اچھے عمل کرنے لگتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس کے جسم پر ایک تنگ زرہ موجود ہو جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو، پھر وہ کوئی اچھا عمل کرے تو اس کا ایک حلقہ (یعنی کڑا) کھل جائے، پھر دوسرا اچھا عمل کرے تو اس کا دوسرا حلقہ (یعنی کڑا) کھل جائے یہاں تک کہ وہ زرہ زمین پر گر جائے۔'' (۳)

﴿35﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک سفر کا ارادہ فرمایا تو عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے وصیت فرمائیں۔'' تو حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم سے کوئی برائی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بھا، الحدیث: ۶۹۵۵، ص ۱۱۵۴۔
صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة، الحدیث: ۶۳۰۸، ص ۵۳۱۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۰۶، ج ۵، ص ۱۲۸۔

(۳)......المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث عقبة بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۰۹، ج ۶، ص ۱۲۱۔

سرزد ہو جائے تو اس کے بعد اچھائی کر و اور اپنے اخلاق کو اچھا کر لو۔‘‘ (۱)

﴿36﴾……حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’تم جہاں بھی رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد بھلائی کرو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔‘‘ (۲)

﴿37﴾……سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا: ’’6 دن ہیں، اے ابوذر! اس کے بعد جو تجھ سے کہا جائے گا اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا۔ چنانچہ جب ساتواں دن آیا تو ارشاد فرمایا: ’’میں تمہیں علانیہ اور پوشیدہ طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اچھائی کر لینا اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا اگرچہ تمہارا کوڑا ہی گر جائے اور امانت پر قبضہ نہ کرنا۔‘‘ (۳)

بارگاہِ نبوی میں اقرارِ گناہ اور نزولِ قرآن:

﴿38﴾……ایک شخص نے مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہو کر عرض کی: ’’یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے مدینہ شریف کے نواح میں ایک عورت کا علاج کیا اور سوائے زنا کے بقیہ گناہ (یعنی بوس وکنار) کر بیٹھا، اب آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوں، میرے متعلق جو چاہیں فیصلہ فرما دیں۔‘‘ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرا پردہ رکھا کاش! تو بھی اپنا پردہ رکھتا۔‘‘ (راوی کہتے ہیں کہ) حضور صلَّی اللہُ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو وہ شخص چلا گیا، پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک آدمی بھیج کر اُسے بلوایا اور اس کے سامنے قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

---

(۱)……المعجم الکبیر، الحدیث:۵۸، ج۲۰، ص۴۰۔

(۲)……جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، الحدیث:۱۹۸۷، ص۱۸۵۱۔

(۳)……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث:۲۱۶۲۹، ج۸، ص۱۳۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

تو لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا یہ آیتِ مبارکہ صرف اسی شخص کے لئے خاص ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ تمام لوگوں کے لئے ہے۔'' [1]

﴿39﴾......ایک شخص شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے تمام گناہ کئے اور کوئی بھی گناہ نہ چھوڑا اور اس نے اس دوران نہ حاجہ[2] کو چھوڑا اور نہ ہی داجہ[3] کو تو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکیاں کیا کرو اور برائیاں چھوڑ دو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان تمام برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میری دھوکا بازیاں اور فریب کاریاں (بھی نیکیوں میں بدل جائیں گی)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' تو اس نے کہا: ''اَللّٰہُ اَکْبَر یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے۔'' اس کے بعد وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بڑائی بیان کرتا رہا (یعنی تکبیر کہتا رہا) یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔'' [4]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، بَاب قَوْلِہ تَعَالٰی ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾، الحدیث:۷۰۰۴، ص۱۱۵۷۔

[2] ......یعنی وہ شخص جو حاجیوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے جب وہ حج کے ارادے سے جا رہے ہوں۔

[3] ......یعنی جو حاجیوں کو حج سے واپسی پر لوٹتا ہے۔

[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۷۲۳۵، ج۷، ص۳۱۴۔

تتمہ

دُشوارگزارگھاٹی سے نجات پانے والے:

﴿40﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمہارے سامنے ایک سخت اور دُشوار گزار گھاٹی ہے اس سے وہی نجات پائے گا جو ہلکے بوجھ والا ہوگا۔'' (۱)

﴿41﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمہارے پیچھے ایک سخت اور دُشوار گزار گھاٹی ہے بھاری بوجھ والے اسے عبور نہ کرسکیں گے۔''

اس حدیث کے راوی حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس سخت اور دشوار گزار گھاٹی کے لئے بوجھ ہلکا کرلوں۔'' (۲)

﴿42﴾......ایک دن سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے سامنے ایک سخت اور دشوار گزار گھاٹی ہے، اس کو صرف ہلکے لوگ ہی عبور کرسکیں گے؟'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا میں ہلکے بوجھ والے لوگوں میں سے ہوں یا بھاری بوجھ والوں میں سے؟'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل کے بعد کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تیرے پاس تین دن کا کھانا ہوتا تو تُو بھاری بوجھ والوں میں سے ہوتا۔'' (۳)

عقل منداور عاجز کون؟

﴿43﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عقل مند وہ ہے جو

(۱)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند ابی الدرداء، الحدیث:۴۱۱۸، ج۱۰، ص۵۵۔

(۲)......مجمع الزوائد، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء فی السوال، الحدیث: ۴۰۴۵، ج۳، ص۲۵۹۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۸۰۹، ج۳، ص۳۴۸۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرے پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ (کی رحمت) پر اُمید رکھے۔'' (۱)

قربِ جنت اور جہنم:

﴿44﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔'' (۲)

﴿45﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت قریب آچکی ہے اور لوگوں میں دنیا پر حرص اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوری میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔'' (۳)

﴿46﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لو، مصروفیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کر لو، ذکرِ الٰہی کی کثرت کر کے اپنے اور رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تعلق پیدا کرو اور ظاہری و پوشیدہ طور پر کثرت سے صدقہ کرو، تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور (تمہارے نقصان کی) تلافی کی جائے گی۔'' (۴)

پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو:

﴿47﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: (۱)......جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲)......تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳)......تونگری کو فقر سے پہلے (۴)......فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور (۵)......زندگی کو موت سے پہلے۔'' (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب حدیث الکیس ......الخ، الحدیث: ۲۴۵۹، ص ۱۸۹۹۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی......الخ، الحدیث: ۶۴۸۸، ص ۵۴۴۔

(۳)......المستدرک، کتاب الرقاق، باب من استحی من اللّٰہ......الخ، الحدیث: ۷۹۸۷، ج۵، ص ۴۶۱۔

(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات، بَاب فِی فَرْضِ الْجُمُعَةِ، الحدیث: ۱۰۸۱، ص ۲۵۴۰۔

(۵)......المستدرک، کتاب الرقاق، باب نعمتان مغبون فیهما کثیر......الخ، الحدیث: ۷۹۱۶، ج۵، ص ۴۳۵۔

ہر مرنے والا شرمسار ہوتا ہے:

﴿48﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر مرنے والا شرمسار ہوگا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کس چیز پر شرمسار ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر نیک ہوگا تو نادم ہوگا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر گنہگار ہوگا تو اس بات پر نادم ہوگا کہ گناہ کیوں نہ چھوڑے۔'' (۱)

کسی کا شہد کی طرح میٹھا ہونا:

﴿49﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے شہد کی طرح میٹھا بنا دیتا ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! شہد کی طرح میٹھا بنانے سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کے پڑوسی (یا ارشاد فرمایا کہ) اس کے گرد و پیش والے لوگ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔'' (۲)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

''عَسَلُہ'' اَلْعَسْل سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے اچھی تعریف کرنا اور بعض کے نزدیک یہ ایک ضرب المثل ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کے گرد و پیش کے لوگ خوش ہو جاتے ہیں جس طرح کوئی شخص اپنے بھائی کو شہد کھلا کر خوش کرتا ہے۔

سب سے اچھا اور برا شخص:

﴿50﴾……ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟'' تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی عمر زیادہ اور عمل اچھا

(۱)……جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب یوم القیامۃ ونَدَامَۃ المُحْسِن والمُسِیء یومئذ، الحدیث:۲۴۰۳، ص۱۸۹۳۔

(۲)……المستدرک، کتاب الجنائز، باب خیارکم اطولکم اعمارا واحسنکم عملا، الحدیث:۱۲۹۸، ج۱، ص۶۵۸۔

ہو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔'' (۱)

﴿51﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِين، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِين صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ عزَّوَجَلَّ قتل (یعنی آفات وغیرہ) سے محفوظ فرماتا ہے بلکہ اچھے عمل میں اُن کی عمریں طویل فرماتا، انہیں اچھا رزق دیتا اور انہیں عافیت میں زندہ رکھتا ہے اور بستروں پر عافیت میں ان کی روحیں قبض کرتا ہے اور انہیں شہدا کے مراتب عطا فرماتا ہے۔'' (۲)

﴿52﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''موت کی خواہش نہ کیا کرو، اس لئے کہ موت کے بعد کا خوف شدید ہے اور یہ بندے کے لئے سعادت ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ عزَّوَجَلَّ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔'' (۳)

﴿53﴾......سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے یا تو وہ نیک ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوجائے یا گنہگار ہو تو ہوسکتا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلے۔'' (۴)

﴿54﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ عزَّوَجَلَّ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن (سایۂ عرشِ الٰہی) کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو شمار کیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''اور وہ شخص جسے حسن و جمال اور منصب والی عورت (بدکاری کی) دعوت دے تو وہ کہے: میں اللہ عزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔'' (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب منه اَیُّ الناس خَیرٌ وَاَیُّهُم شَرٌّ، الحدیث: ۲۳۳۰، ص۱۸۸۶۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۷۱، ج۱۰، ص۱۷۶۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰه، الحدیث: ۱۴۵۷۰، ج۵، ص۸۷۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب التَّمَنِّی، بَاب مَا یُکْرَهُ مِنَ التَّمَنِّی، الحدیث: ۷۲۳۵، ص۶۰۳، دون قوله "فی احسانه"۔

(۵)......صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اِخفاء الصدقة، الحدیث: ۲۳۸۰، ص۸۴۰۔

خوفِ الٰہی کا انعام:

﴿55﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ایک شخص اپنے نفس پر زیادتی کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ آٹے کی طرح باریک کر کے ہوا میں بکھیر دینا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری پکڑ فرمائی تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔'' جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو حکم دیا: ''جو تیرے اندر ہے اسے جمع کر۔'' لہٰذا زمین نے ایسا ہی کیا تو وہ صحیح وسالم کھڑا ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟'' اس نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! تیری خشیت نے یا کہا تیرے خوف نے۔'' پس اسے بخش دیا گیا۔ (۱)

﴿56﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اسے جہنم سے نکال دو جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا کسی مقام پر بھی مجھ سے ڈرا ہو۔'' (۲)

﴿57﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو اس کے (نامۂ اعمال میں) برائی نہ لکھو یہاں تک کہ وہ اس برائی کا ارتکاب کر لے اور اگر اس نے وہ عمل کیا تو اس کے لئے اس کی مثل گناہ لکھ دو اور اگر اس نے میری وجہ سے چھوڑ دیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو۔'' (۳)

﴿58﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہ فرماؤں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرا تو اسے بروزِ قیامت امن عطا فرماؤں گا اور اگر دنیا میں مجھ سے امن میں رہا تو بروزِ قیامت اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔'' (۴)

۱......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۸۱، ص ۲۸۴۔

۲......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ما جاء ان للنار نفسین......الخ، الحدیث: ۲۵۹۴، ص ۱۹۱۳۔

۳......صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿یُرِیدُونَ اَنْ یُبَدِّلُوا کَلَامَ اللّٰہِ﴾، الحدیث: ۷۵۰۱، ص ۶۲۵۔

۴......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللّٰہ تعالٰی، الحدیث: ۶۳۹، ج۲، ص ۱۷۔

﴿59﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کو جان لیتا تو کوئی بھی جنت کی تمنا نہ کرتا اور اگر کافر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کو جان لیتا تو کوئی کافر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔''(۱)

﴿60﴾......حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸، التحریم:۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

تو شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے سامنے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان غشی کی وجہ سے گر گیا۔آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے دل پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے نوجوان! لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو۔''اس نے کہا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے جنت کی بشارت دی،صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہ ہم میں سے نہیں؟''تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔(۲)

۞۞۞۞۞۞۞

......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ،باب فی سعۃ رحمۃاللہ تعالٰی......الخ، الحدیث:۲۹۷۹،ص۱۱۵۵۔
المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۱۷۵،ج۳،ص۳۵۷۔

......المستدرک، کتاب التفسیر،باب وفاۃ فتی باستماع آیۃ:قوا انفسکم و اھلیکم نارا، الحدیث:۳۳۹۰،ج۳،ص۹۳۔

﴿2﴾......حشر، حساب، شفاعت، پل صراط اور اس کے متعلقات

یہ بحث کئی فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل: حشر وغیرہ کا بیان

میدانِ محشر میں لوگوں کی حالت:

﴿1﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بے ختنہ ملو گے۔''(۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی کہ تمام مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟'' تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ وہ اس جانب توجہ بھی نہ کر سکیں گے۔''(۲)

﴿3﴾......ایک دوسری روایت میں ہے: حضرت سیِّدَتُنا اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''ہائے افسوس! ہم ایک دوسرے کو اس حالت میں دیکھ رہے ہوں گے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ مشغول ہوں گے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے دوبارہ عرض کی: ''کون سی چیز انہیں مشغول کر دے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نامۂ اعمال کا کھلنا انہیں مشغول کر دے گا کہ جس میں ان کے چیونٹی اور رائی کے برابر اعمال کا وزن بھی شامل ہوگا۔''(۳)

﴿4﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''کیا ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ (اپنے آپ میں)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر، الحدیث: ۶۵۲۵، ص۵۴۷۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۶۵۲۷۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۳۳، ج۱، ص۲۴۳۔

مشغول ہوں گے:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔ (۱)

(پ ۳۰،عبس: ۳۷)

﴿5﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک عورت نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے بعض بعض کو کیسے دیکھیں گے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(خوفِ الٰہی سے) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔'' اور اس کے ساتھ ہی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نگاہیں آسمان کی طرف بلند فرما دیں تو اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرا پردہ رکھے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کا پردہ رکھنا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں کو سفید اور چٹیل زمین میں جمع کیا جائے گا جو سفید گول روٹی کی طرح ہوگی کہ جس میں کسی کی کوئی علامت (یعنی پہچان) نہ ہوگی۔'' (۳)

﴿7﴾......ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل۔

(پ ۱۹، الفرقان: ۳۴)

تو کیا کافر کو اس کے چہرے کے بل ہانک کر لایا جائے گا؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا وہ ذات جس نے دنیا میں اسے پاؤں کے بل چلایا وہ اسے قیامت کے دن چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں۔'' جب یہ بات حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! (وہ ایسا کرنے پر قادر ہے)۔'' (۴)

......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۹۱، ج۲۴، ص۳۴۔ ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۷۵۵، ج۳، ص۹۰۔

......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الحدیث: ۶۵۲۱، ص۵۴۷۔

......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بَاب سورۃ الفرقان، الحدیث: ۴۷۶۰، ص۴۰۳۔

جامع الاصول للجزری، کتاب القیامۃ، الباب الثانی: فی احوالھا، الحدیث: ۷۹۴۹، ج۱۰، ص۳۹۸۔

﴿8﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک تم پیدل اور سوار اکٹھے کئے جاؤ گے اور اپنے چہروں کے بل چلائے جاؤ گے۔'' (۱)

﴿9﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے: رغبت رکھنے والے اور ڈرنے والے، ایک اونٹ پر دو دو، ایک اونٹ پر تین تین، ایک اونٹ پر چار چار اور ایک اونٹ پر دس دس (۲)، باقی سب لوگوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دوپہر کریں گے وہیں آگ بھی دوپہر کو موجود ہوگی جہاں وہ رات بسر کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہوگی، جہاں وہ صبح کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہ ان کے ساتھ ہی شام کرے گی۔'' (۳)

بروزِ قیامت پسینہ کی کیفیت:

﴿10﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین پر 70 ہاتھ تک پھیل جائے گا اور وہ اس میں ڈوب رہے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔'' (۴)

﴿11﴾......ایک روایت میں ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ۝۶ (پ۳۰، المطففین: ۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اور پھر ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک شخص اپنے نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔'' (۵)

﴿12﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۱۴۳، ص۱۹۷۰، بتغیرٍ۔

(۲)......یعنی جتنی نیکیاں کم اتنی اونٹوں پر شرکت زیادہ ہوگی۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحَشْر، الحدیث: ۶۵۲۲، ص۵۴۷۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اَلَا یَظُنُّ اُولٰئِکَ اَنَّھُمْ مَبْعُوْثُوْن......)، الحدیث: ۶۵۳۲، ص۵۴۸۔

دن سورج مخلوق کے اس قدر قریب ہوگا کہ ایک میل کی مقدار رہ جائے گا۔'' حضرت سیِّدُ نا سلیم بن عامر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مِیل سے زمین کی مسافت مراد ہے یا آنکھوں میں سرمہ ڈالنے والی سلائی۔'' اور پھر ارشاد فرمایا: ''لوگ اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، ان میں سے بعض کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک ہوگا اور کسی کے منہ میں پسینہ لگام دیئے ہوگا۔'' راوی فرماتے ہیں: یہ ارشاد فرماتے ہوئے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اَقدس سے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔'' (۱)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''پسینہ بعض کی نصف پنڈلی تک پہنچے گا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی پیٹھ تک، بعض کے کولہوں تک، بعض کے کندھوں تک، بعض کی گردن تک اور بعض کے منہ تک پہنچے گا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اقدس سے منہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے منہ میں لگام ڈالے ہوگا اور (پھر فرمایا:) ''کسی کو اس کا پسینہ ڈھانپ لے گا۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''جب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ابن آدم کو پیدا فرمایا اس نے اپنے اوپر موت سے زیادہ شدید چیز کوئی نہیں دیکھی، پھر یقیناً موت اپنے بعد (کی تکلیفوں) سے زیادہ آسان ہے، بے شک وہ قیامت کے دن کو اس قدر ہولناک پائیں گے کہ پسینہ انہیں لگام ڈالے ہوگا یہاں تک کہ اگر کشتیاں اس میں چلائی جائیں تو چل پڑیں۔'' (۳)

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قیامت کے دن پسینہ انسان کے منہ کو لگام ڈالے ہوگا تو وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے اگرچہ جہنم میں ڈال دے مگر اس سے راحت دے دے۔'' (۴)

---

(۱)......المرجع السابق، الحدیث: ۵۶۳۱۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب فِی صِفَةِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ اَعَانَنَا اللّٰہُ عَلٰی اَھْوَالِھَا، الحدیث: ۷۲۰۶، ص ۱۱۷۴۔

(۳)......المستدرک، کتاب الاھوال، باب تَدْنُو الشَّمْسُ مِنَ الْاَرْضِ فَیَعْرَقُ النَّاسُ......الخ، الحدیث: ۸۷۴۴، ج۵، ص ۷۸۹۔

بروزِ قیامت مؤمنین کی حالت:

﴿16﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ﴿۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

(پ ۳۰، المطففین: ۶)

50 ہزار سالہ دن کا نصف حصہ مومن پر یہ دن اس قدر آسان ہوگا جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہوجائے۔'' (۱)

﴿17﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مومن پر اتنا آسان کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس پر فرض نماز سے بھی کم ہوجائے گا۔'' (۲)

﴿18﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن تمہیں جمع کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس امت کے فقرا اور مساکین کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ''تم نے کیا عمل کیا؟'' تو وہ کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں مصیبتوں میں مبتلا کیا تو ہم نے صبر کیا اور مال واسباب اور بادشاہی ہمارے علاوہ دوسروں کو عطا فرمائی۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم نے سچ کہا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ دیگر لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے جبکہ امیروں اور حکمرانوں پر حساب کی شدت باقی رہے گی۔'' لوگوں نے عرض کی: ''اس دن ایمان والے کہاں ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے لئے نور کی کرسیاں بچھائی جائیں گی اور ان پر بادل سایہ کرے گا اور وہ دن مؤمنین پر دن کی ایک گھڑی سے بھی ہلکا ہوگا۔'' (۳)

---

(۱)……المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۹۷۶، ج ۱، ص ۵۳۵۔

(۲)……المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۰۸۳، ج ۱۰، ص ۱۰۰۔

(۳)……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۵۹۹۹، ج ۵، ص ۳۰۸۔

{19}......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک فقرا اغنیا سے 500 سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' (۱)

بروزِ قیامت نور کا بمطابق اعمال ہونا:

﴿20﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کو میدانِ حشر میں ان کے اعمال کی مثل نور عطا کیا جائے گا، کسی کو بہت بڑے پہاڑ کی مثل نور عطا کیا جائے گا جو ان کے آگے دوڑ رہا ہوگا، کسی کو اس سے کم نور عطا کیا جائے گا، کسی کو ہاتھ پر کھجور کے درخت کی مثل نور عطا ہوگا جو اس کے آگے دوڑتا ہوگا اور کسی کو اس سے کم دیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص کو پاؤں کے انگوٹھے پر نور عطا کیا جائے گا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھے گا، جب وہ روشن ہوگا تو وہ آگے بڑھے گا اور جب بجھے گا تو ٹھہر جائے گا۔'' (۲)

روزِ محشر ادنٰی مومن کا مقام:

﴿21﴾......اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: لوگ پل صراط پر سے اپنے نور کے مطابق گزریں گے، ان میں سے بعض پلک جھپکنے کی دیر میں گزریں گے تو بعض بجلی کی طرح، بعض بادلوں کی طرح گزریں گے تو بعض ستارے ٹوٹنے کی طرح، بعض ہوا کی طرح گزریں گے تو بعض گھوڑے کے دوڑنے کی طرح، بعض کجاوہ باندھنے کی طرح گزریں گے یہاں تک کہ جسے اُس کے قدموں کے ظاہر پر نور عطا کیا جائے گا وہ چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلے گا، ایک ہاتھ کھینچے گا تو دوسرا اٹک جائے گا، ایک پاؤں کھینچے گا تو دوسرا پھنس جائے گا، اس کے پہلوؤں کو آگ پہنچ رہی ہوگی، وہ چھٹکارا پانے تک اسی کیفیت میں رہے گا، پھر جب آزاد ہو جائے گا تو کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا: ''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو کسی کو عطا نہیں کیا کہ مجھے عذاب کے دیکھنے کے بعد اس سے نجات عطا فرمائی۔''

پھر وہ جنت کے دروازے پر ایک تالاب کی طرف جائے گا اور اس میں غسل کرے گا اور اسے اہلِ جنت اور ان

---

(۱)......الاحسان بترتیب......، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ عن البعث......الخ، الحدیث: ۷۲۹۰، ج۹، ص۲۱۶۔

(۲)......المرجع السابق، باب وصف الجنۃ واھلھا، الحدیث: ۷۳۷۶، ص۲۵۳۔

کے رنگوں کی خوشبو آئے گی تو وہ دروازے کے سوراخوں سے جنت کی نعمتیں ملاحظہ کر کے عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تو جنت کا سوال کرتا ہے حالانکہ میں نے تجھے دوزخ سے نجات عطا فرمائی ہے؟'' تو وہ کہے گا: ''میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل کر دے یہاں تک کہ میں اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سن سکوں۔'' پس وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور اپنے سامنے ایک محل دیکھے گا یا اس کے سامنے کھڑا کیا جائے گا گویا وہ محل اس کی نسبت سے ایک خواب ہوگا تو وہ کہے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! مجھے یہ محل عطا فرما دے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اگر میں تجھے یہ عطا کر دوں تو ہوسکتا ہے تو کوئی دوسری چیز مانگ لے۔'' وہ عرض کرے گا: ''نہیں! اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بہتر بھی کوئی محل ہوسکتا ہے؟'' وہ اسے عطا کر دیا جائے گا تو وہ اس میں جائے گا اور اپنے سامنے ایک اور محل دیکھے گا اور اسی طرح کہے گا جیسے پہلے کہا تھا پھر وہ اس میں بھی داخل ہو جائے گا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تجھے کیا ہوا کہ کچھ نہیں مانگ رہا؟'' تو وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے مانگتا رہا یہاں تک کہ مجھے اب تجھ سے شرم آتی ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تجھے ابتدائے دنیا سے فنائے دنیا تک کی مثل اور اس سے 10 گنا زیادہ عطا فرما دوں؟'' تو وہ عرض کرے گا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا تو مجھ سے استہزاء فرما رہا ہے حالانکہ تو رب العزّت ہے؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''نہیں، بلکہ میں اس پر قادر ہوں، لہٰذا مانگ۔'' تو وہ عرض کرے گا: ''میری ملاقات لوگوں کے ساتھ کرا دے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''جاؤ، لوگوں سے ملو۔'' لہٰذا وہ چل دے گا اور جنت میں لپک لپک کر چلے گا یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے قریب پہنچ جائے گا تو اس کے سامنے ایک موتیوں کا محل کھڑا کیا جائے گا تو وہ سجدہ میں گر جائے گا، اسے کہا جائے گا: ''اپنا سر اٹھا، تجھے کیا ہوا ہے؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کی یا مجھے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرایا گیا ہے۔'' تو اسے کہا جائے گا: ''یہ تو تیرے ہی محلوں میں سے ایک محل ہے۔''

پھر وہ ایک شخص سے ملے گا تو (شکر کے) سجدوں کے لئے تیار ہو جائے گا اسے کہا جائے گا: ''ٹھہر جا۔'' تو وہ عرض

کرے گا:''میرے خیال میں تم یقیناً فرشتے ہو۔'' وہ کہے گا:''میں تو آپ کے خزانچیوں میں سے ایک خزانچی اور خدّام میں سے ایک خادم ہوں، میرے ماتحت میرے جیسے ہی ایک ہزار خزانچی ہیں۔'' چنانچہ، وہ اس کے آگے آگے چلے گا یہاں تک کہ اس کے لئے محل کا دروازہ کھولا جائے گا جو ایک ہی موتی کا ہوگا اور اس کی چھتیں، دروازے، تالے اور چابیاں بھی موتیوں سے تراشیدہ ہوں گے، اس کے سامنے کا محل سبز ہوگا جو اندر سے سرخ ہوگا، اُس کے 70 دروازے ہوں گے، ہر دروازہ اندر سے سبز محل کی طرف کھلے گا، ہر محل دوسرے محل کی طرف کھلے گا کہ جس کا رنگ مختلف ہوگا، ہر محل میں تخت، بیویاں اور نوعمر خادمائیں ہوں گی جن میں سب سے کم حسین بڑی بڑی آنکھوں والی حور ہوگی، اُس پر 70 حُلّے ہوں گے، اس کے حلوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، اِس کا سینہ اُس کے لئے اور اُس کا سینہ اِس کے لئے آئینہ ہوگا، جب وہ اُس سے منہ پھیرے گا تو اُس کی آنکھوں کے حسن میں پہلے سے 70 گنا اضافہ ہوجائے گا، وہ اُس سے کہے گا:''خدا کی قسم! تو میری آنکھوں میں 70 گنا زیادہ حسین نظر آرہی ہے۔'' تو وہ جواب دے گی: ''بے شک آپ بھی میری آنکھوں میں 70 گنا زیادہ حسین نظر آرہے ہیں۔'' پھر اسے کہا جائے گا:''نیچے جھانک۔'' وہ نیچے دیکھے گا، تو اسے کہا جائے گا:''تیری سلطنت 100 سال کی مسافت تک ہے جہاں تک تیری نگاہ پہنچتی ہے۔''

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنی تو حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا:''اے کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیا آپ نہیں سن رہے کہ اُمِّ عبد کے بیٹے (حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہمیں ادنیٰ جنتی کے متعلق کیا بتا رہے ہیں (جب ادنیٰ جنتی کا یہ مقام ہے) تو پھر اعلیٰ جنتی کا مقام کتنا بلند ہوگا؟'' تو انہوں نے عرض کی:''اے امیرالمؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! اعلیٰ جنتی کا مقام وہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔'' اور اس کے بعد انہوں نے بھی ایک حدیثِ پاک ذکر کی۔ (1)

۞۞۞۞۞۞۞

......جامع الترمذی، ابواب الزھد، بَاب مَا جَاءَ اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِینَ......الخ، الحدیث:۲۳۵۳، ص۱۸۸۸۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۹۷۶۳، ج۹، ص۳۵۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

دوسری فصل: حساب وکتاب وغیرہ کا بیان

یومِ حساب کے 4 سوال:

﴿1﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بروزِ قیامت بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ اس سے 4 چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا: (۱)......عمر کے متعلق کہ کن کاموں میں گزاری؟ (۲)......علم کے متعلق کہ اس پر کتنا عمل کیا؟ (۳)......مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور (۴)......جسم کے متعلق کہ کس کام میں پرانا کیا۔'' (۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اور جوانی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کن کاموں میں گنوائی۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ ہلاک ہو گیا۔'' (۳)

بروزِ قیامت نیکیوں کے پہاڑ کی حیثیت:

﴿4﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر ایک شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں یومِ پیدائش سے بوڑھا ہو کر مرنے کے دن تک چہرے کے بل گرا رہے تو پھر بھی اسے قیامت کے دن حقیر ہی سمجھے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش! اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جاتا تاکہ وہ زیادہ اجر وثواب حاصل کرتا۔'' (۴)

ادنیٰ دُنیوی نعمت کی قیمت:

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن ابن آدم کے 3 رجسٹر نکالے جائیں گے: ایک میں اس کے اچھے عمل لکھے ہوں گے اور دوسرے میں گناہ لکھے ہوں گے اور

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صِفَة القِیامَة، باب فی القِیامَة، الحدیث: ۲۴۱۷، ص۱۸۹۴۔

البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۶۴۰، ج۷، ص۸۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صِفَة القِیامَة، باب فی القِیامَة، الحدیث: ۲۴۱۶، ص۱۸۹۴۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب اِثْبَاتِ الْحِسَابِ، الحدیث: ۷۲۲۸، ص۱۱۷۶۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حَدیثُ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ اَبِی الْوَلِیْدِ، الحدیث: ۱۷۶۶۶، ج۶، ص۲۰۳۔

تیسرے میں اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں لکھی ہوں گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نعمتوں کے رجسٹر میں موجود سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا: ''اس کے نیک اعمال سے اپنی قیمت وصول کر لے۔'' وہ اس کے سارے نیک اعمال کو گھیر لے گی، پھر ایک جانب ٹھہر کر عرض کرے گی: ''تیری عزت کی قسم! میں نے تو ابھی اپنی پوری قیمت بھی وصول نہیں کی۔'' لہٰذا باقی گناہ اور نعمتیں رہ جائیں گی لیکن نیک اعمال ختم ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے پر رحم کرنے کا ارادہ فرمائے گا، تو ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے تیری نیکیوں کو دوگنا کر دیا اور تیری خطاؤں کو معاف کر دیا۔'' راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تجھے اپنی نعمتیں عطا کر دیں۔'' [1]

حبشی کی قسمت:

﴿6﴾......مروی ہے کہ حبشہ کا ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رنگ اور نبوت کے اعتبار سے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہم پر فضیلت دی گئی ہے، کیا خیال ہے کہ اگر میں بھی اسی طرح ایمان لے آؤں جس طرح دیگر لوگ ایمان لائے اور اسی طرح عمل کروں جس طرح انہوں نے عمل کیا ہے تو کیا میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟'' تو حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا اس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں جنت کا وعدہ ہے اور جس نے سبحان اللہ کہا اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔''

اُس شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کے بعد ہم کیونکر ہلاک ہوں گے؟'' تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک آدمی قیامت کے دن اتنے اعمال لے کر آئے گا کہ اگر اسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو اس پر بھاری ہو، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آئے گی کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت وفضل شامل حال نہ ہو تو

[1] ......الترغیب والترهیب، کتاب البعث واهوال یوم القیامة، فصل فی ذکر الحساب وغیرہ، الحدیث۵۵۱۸، ج۴، ص۲۲۳۔

قریب ہے کہ وہ اس کے تمام اعمال کو ختم کردے۔'' پھر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ﳓ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ۚ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۶﴾ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ﴿۷﴾ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ۚ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ۙ مُّتَّكِـٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ﴿۱۳﴾ۚ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَاۡ ﴿۱۵﴾ۙ قَوَارِیْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾ۚ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ (پ۲۹،الدھر ۱ تا ۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا، بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی مَنی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کردیا، بے شک ہم نے اسے راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری کرتا، بے شک ہم نے کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ، بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے، وہ کافور کیا؟ ایک چشمہ ہے، جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے، اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو، ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے، بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے، تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے، جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹر (سخت سردی) اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کردیئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے، کیسے شیشے چاندی کے ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا اور

اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہوگی ، وہ ادرک کیا ہے؟ جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔

اُس حبشی نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں بھی جنت میں وہی چیزیں دیکھوں گا جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) وہ حبشی رونے لگ گیا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی ، حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''میں نے تاجدارِ رسالت ، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُسے قبر میں اُتارتے دیکھا۔'' [1]

جنت میں داخلہ رحمتِ الٰہی سے ہوگا:

﴿7﴾ ...... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک ، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اچانک میرے پاس میرے خلیل جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور کہا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ایک بندے نے سمندر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر 500 سال تک اس کی عبادت کی ، اس پہاڑ کی چوڑائی اور لمبائی 30، 30 ہاتھ تھی اور اسے سمندر نے ہر طرف سے 4 ہزار فرسخ (ایک فرسخ 3 میل کا ہوتا ہے) تک گھیرا ہوا تھا ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے انگلی جتنی چوڑی شیریں نہر نکالتا جس میں آہستہ آہستہ میٹھا پانی بہتا اور پہاڑ کے نیچے جمع ہو جاتا اور ہر رات انار کے درخت سے ایک انار نکلتا ، وہ دن کے وقت عبادت کرتا اور جب شام ہوتی تو اترتا ، وضو کرتا اور وہ انار لے کر کھا لیتا ، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ، اس نے بوقت وصال اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ وہ سجدے کی حالت میں اس کی روح قبض فرمائے ، زمین اور کسی دوسری چیز کو اسے ختم کرنے کی قدرت نہ دے یہاں تک کہ (بروزِ قیامت) وہ سجدے کی حالت میں ہی اُٹھایا جائے۔''

حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا ، جب ہم نیچے اُترتے یا چڑھتے تو اس کے پاس سے گزرتے اور ہمارے علم میں ہے کہ اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا ہوگا تو

[1] ...... المعجم الاوسط ، الحدیث: ۱۵۸۱ ، ج ۱ ، ص ۴۳۱ ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے متعلق ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میرے عمل سے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میرے عمل سے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کے عمل کا اسے دی گئی میری نعمتوں سے موازنہ کرو۔'' تو آنکھ کی نعمت اس کی 500 سالہ عبادت کو گھیر لے گی اور باقی جسم کی نعمتیں اس پر زائد ہوں گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو جہنم میں داخل کردو۔'' تو اسے جہنم کی طرف کھینچا جائے گا، وہ پکارے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اسے واپس لے آؤ۔'' اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: ''اے میرے بندے! تجھے کس نے زندگی بخشی حالانکہ تو کچھ نہ تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کس نے تجھے 500 سال عبادت کرنے کی قوت دی؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کس نے تجھے عظیم سمندر کے درمیان پہاڑ پر ٹھہرایا، تیرے لئے نمکین پانی میں سے میٹھا پانی نکالا اور تیرے لئے ہر رات ایک انار پیدا کیا جبکہ وہ سال میں ایک مرتبہ نکلتا ہے؟ اور تو نے کس سے عرض کی کہ میری روح سجدے کی حالت میں قبض کرنا تو ایسا ہی کیا گیا؟'' تو وہ بندہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! یہ سب کچھ کرنے والا تو ہے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''یہ سب میری رحمت سے ہی تو ہے اور میں اپنی رحمت سے ہی تجھے جنت میں بھی داخل کرتا ہوں، میرے بندے کو جنت میں داخل کردو، اے میرے بندے! تو کتنا اچھا تھا۔'' پس اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ داخلِ جنت فرمادے گا۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''اے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بے شک تمام اشیاء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہی ہیں۔'' (۱)

﴿8﴾ ......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سیدھی راہ پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور بشارتیں دو کیونکہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرے گا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض

......المستدرک، کتاب التوبۃ والانابۃ، باب حکایۃ عابدعبد اللّٰہ......الخ، الحدیث۷۷۱۴، ج۵، ص۳۵۵۔

کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور نہ ہی مجھے، مگر یہ کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔''(۱)

﴿9﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اور نہ ہی مجھے، مگر یہ کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔'' راوی فرماتے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس اپنے سرِ انور کے اوپر رکھ دیا۔''(۲)

بروزِ قیامت حق دار کے حق کی وصولی:

﴿10﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن اہلِ حقوق کو ان کے حقوق دیئے جائیں گے حتی کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا۔''(۳)

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مخلوق سے ایک دوسرے کا بدلہ لیا جائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا حتی کہ ایک چیونٹی سے دوسری چیونٹی کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔''(۴)

﴿12﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن ہر چیز (اپنے حقوق کے لئے) جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ دو بکریاں جنہوں نے ایک دوسری کو سینگ مارے ہوں گے۔''(۵)

﴿13﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ایک خدمت گزار کنیز یا حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آواز دی لیکن انہوں نے جواب نہ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہو گئے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں مسواک تھی، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب صِفَاتِ الْمُنَافِقِیْنَ، باب لَنْ یَّدْخُلَ اَحَدٌ الْجَنَّۃَ بِعَمَلِہٖ......الخ، الحدیث:۷۱۲۲، ص۱۱۶۹۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۴۸۶، ج۴، ص۱۰۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۸۰، ص۱۱۲۹۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث:۸۷۶۴، ج۳، ص۲۸۹۔

(۵)......المرجع السابق، الحدیث:۹۰۸۲، ص۳۴۳۔

فرمایا: ''اگر مجھے بدلہ لئے جانے کا خوف نہ ہوتا تو تجھے اس مسواک سے مارتا۔'' [1]

﴿14﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن بندوں کو یا لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ اور بغیر کسی چیز کے۔'' راویٔ حدیث حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اُنَیس رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی: ''بُھْمًا سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُن کے پاس کچھ نہ ہوگا، پھر اُنہیں آواز دی جائے گی جسے دور والا بھی اسی طرح سنے گا جس طرح قریب والا سنے گا: میں دیّان (یعنی فیصلہ فرمانے والا) ہوں، میں مالک ہوں، کوئی جہنمی جہنم میں داخل نہ ہو جب تک کہ اس پر کسی جنتی کا حق ہو یہاں تک کہ میں اُس سے اِس کا بدلہ لے لوں اور کسی جنتی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس پر کسی جہنمی کا حق ہو یہاں تک کہ میں اُس سے اِس کا بدلہ لے لوں حتّٰی کہ ایک طمانچے کا بھی۔'' راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: ''یہ کیسے ہوگا جبکہ لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ اور بغیر کسی چیز کے ہوں گے؟'' تو حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکیاں اور برائیاں (بدلہ بنیں گی)۔'' [2]

مفلس اُمتی:

﴿15﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میری اُمَّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، پس اِسے بھی اُس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اُسے بھی اُس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو اُن کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' [3]

1 ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند امّ سلمۃ، الحدیث:۶۹۰۸، ج۶، ص۹۴۔
2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد اللّٰہ بن انیس، الحدیث:۱۶۰۴۲، ج۵، ص۴۲۹۔
المستدرک، کتاب الأھوال، باب موت ابن وھب بسمع کتاب الأھوال، الحدیث:۸۷۵۵، ج۵، ص۷۹۳۔
3 ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۷۹، ص۱۱۲۹۔

بروزِ قیامت والدین اور اولاد کا عالم:

﴿16﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: والدین کا اپنی اولاد پر کچھ دین ہو تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اس قرض کے ساتھ معلق ہو جائیں گے، بیٹا کہے گا: ''میں تو تمہارا بیٹا ہوں (معاف کر دو)۔'' والدین چاہیں گے یا تمنا کریں گے کہ کاش یہ قرض اس سے بھی زیادہ ہوتا۔''[1]

بروزِ قیامت کفار و اہلِ کتاب کی کیفیت:

﴿17﴾......مسلم شریف میں ہے، راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟'' حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، کیا دوپہر کے وقت جبکہ دھوپ نکلی ہوئی ہو اور آسمان میں بادل بھی نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ اور کیا چودھویں کی رات چاندنی رات میں جبکہ چاندنی چھائی ہوئی ہو اور آسمان میں بادل بھی نہ ہوں تو تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں، یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسی طرح تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرنے میں کوئی رکاوٹ یا تکلیف نہیں ہوگی، قیامت کے روز ایک پکارنے والا پکارے گا: تم میں سے جو قوم جس بت یا پتھر کو پوجتی تھی آج اس کے پیچھے ہو جائے۔ چنانچہ، ایسے تمام لوگ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہی لوگ رہ جائیں گے جو خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، ان میں اہلِ کتاب کے کچھ لوگ بھی شامل ہوں گے۔

پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا: ''تم کس کی پوجا کیا کرتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی عبادت کیا کرتے تھے۔'' ان سے کہا جائے گا: ''تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا دے۔'' پھر انہیں اشارے سے کہا جائے گا: ''تم پانی کی طرف کیوں نہیں جاتے، اس

[1]......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۲۶، ج۱۰، ص۲۱۹۔

کے بعد انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، وہ جہنم گویا کہ سراب ہوگی (یعنی دکھائی دے گا کہ وہ ریت اور پانی ہے لیکن ہوگی آگ) کہ اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا پھر وہ جہنم میں جا پڑیں گے۔

پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: ''تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا مسیح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پوجا کیا کرتے تھے۔'' تو ان سے کہا جائے گا: ''تم جھوٹے ہو، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' وہ بھی کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا دے۔'' پھر انہیں بھی اشارے سے کہا جائے گا: تم پانی کی طرف کیوں نہیں جاتے، اس کے بعد انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا گویا کہ وہ سراب ہے، اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا۔'' چُنانچہ، وہ سب دوزخ میں جا پڑیں گے یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتے تھے خواہ وہ نیک ہوں یا بد۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت قریب سے ایک ایسی صورت میں جلوہ فرمائے گا کہ جس صورت کو وہ دنیا میں دیکھ چکے ہوں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا کہ ''تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ حالانکہ آج ہر ایک اس کے ساتھ ہے جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔'' تو وہ عرض کریں گے: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم نے تو اُن لوگوں کو دنیا ہی میں چھوڑ دیا تھا حالانکہ ان کی بڑی ضرورت تھی اور ہم نے ان لوگوں کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گی: ''میں ہی تمہارا رب ہوں۔'' وہ عرض کریں گے: ''ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔'' وہ 2 یا 3 مرتبہ کہیں گے کہ ''ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔''

وہ ایسا وقت ہوگا کہ بعض مسلمانوں کے دل ڈگمگانے لگیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے کہ جس سے تم اپنے رب کو پہچان سکو؟'' مسلمان کہیں گے: ''ہاں۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنی شان کے لائق) پنڈلی ظاہر فرمائے گا، (اس منظر کو دیکھ کر) جو شخص بھی دنیا میں محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی رضا کے لئے سجدہ کرتا تھا اس کو سجدہ کی اجازت مل جائے گی اور جو شخص دنیوی خوف یا ریاکاری کے لئے سجدہ کرتا تھا اسے سجدہ کی اجازت نہیں ملے گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی پیٹھ ایک تختہ کی طرح کر دے گا کہ جب بھی وہ سجدہ کرنا چاہے گا

گدّی کے بل گر جائے گا، پھر مسلمان اپنا سر سجدہ سے اٹھائیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی صورت میں ہوگا (جس صورت کا تصوُّر نہیں کیا جاسکتا اور) جس میں انہوں نے اسے پہلے دیکھا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں تمہارا رب ہوں۔'' مسلمان کہیں گے: ''تو ہی ہمارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے۔''

پھر جہنم کے اوپر پل صراط بچھا دیا جائے گا اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اس وقت سب کہیں گے: ''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ سلامت رکھ، سلامت رکھ۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ پل کیسا ہوگا؟'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک پھسلاہٹ والی چیز ہوگی یعنی جس پر قدم نہ ٹھہر سکیں گے اور اس میں دندانے دار کانٹے ہوں گے، وہ لوہے کے کانٹے سَعْدَان نامی جھاڑی کی طرح ہوں گے، بعض مسلمان اس پل سے پلک جھپکنے کی دیر میں گزر جائیں گے، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض پرندوں کی طرح، بعض تیز رفتار اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹوں کی طرح گزریں گے۔ یہ سب صحیح سلامت گزر جائیں گے جبکہ بعض مسلمان کانٹوں سے اُلجھتے ہوئے پار پہنچیں گے اور بعض کانٹوں سے زخمی ہوکر جہنم میں گر جائیں گے یہاں تک کہ سب مؤمنین جہنم سے نجات پا جائیں گے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو مومن نجات پا کر جنت میں چلے جائیں گے وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسے کوئی اپنا حق حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کرتا ہے۔'' (1)

شفاعت کا بیان:

﴾18﴿...... بخاری ومسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اس دن تم مؤمنین کو دیکھو گے کہ وہ (بطورِناز) اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے بھائیوں کو چھڑانے کے لئے اس سے بھی سخت جھگڑا کریں گے جیسا تم اپنا حق حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کرتے ہو اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! وہ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔'' تو ان سے کہا جائے گا: ''جسے تم جانتے ہو نکال لاؤ۔'' پس ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی اور کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے کہ جنہیں نصف

(1)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ، الحدیث:۴۵۴، ص۱۱۰۷۔

پنڈلیوں اور گھٹنوں تک آگ پہنچ چکی ہوگی، وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے جن کا ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال دو۔'' لہٰذا کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔''

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کی مثل نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ۔'' وہ کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے، پھر عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ۔'' وہ کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے پھر عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم نے جہنم میں کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس میں کچھ بھی بھلائی موجود تھی۔''

اس حدیثِ پاک کے راوی حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اگر تم میری (بیان کردہ) اس حدیثِ پاک کی تصدیق نہیں کرتے تو اگر چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ (پ ۵، النساء: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دُونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''فرشتے، انبیا اور مؤمنین شفاعت کر چکے اب (گناہ گاروں کے لئے) سوائے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے کوئی باقی نہ بچا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنی شایانِ شان) مٹھی بھر کر لوگوں کو جہنم سے نکال لے گا کہ جنہوں نے اصلاً کوئی نیکی نہ کی ہوگی اور وہ لوگ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جنت کے دروازہ پر آبِ حیات کی نہر میں غوطہ دے گا اور وہ اس نہر سے تروتازہ ہو کر نکلیں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں سے دانہ اُگ پڑتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو دانہ پتھر یا درخت کے پاس آفتاب کے رُخ پر ہوتا ہے زرد یا سبز رنگ کا پودا بن جاتا ہے اور جو دانہ سائے کی جانب ہوتا ہے اس کا پودا سفید رنگ کا ہوتا ہے؟ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو زرعی معاملات ایسے بیان فرما رہے ہیں) گویا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگلوں میں جانور چراتے رہے ہوں۔''

پھر آپ صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ لوگ اُس نہر سے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے، ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے ہوں گے جن کی وجہ سے اہلِ جنت انہیں پہچان لیں گے اوران کے متعلق کہیں گے: ''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بغیرکسی نیک عمل کے جنت میں داخل فرمادیا ہے۔'' پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے ارشادفرمائے گا: ''جنت میں داخل ہوجاؤاور جس چیز کوتم دیکھو گے وہ تمہاری ہو جائے گی۔'' وہ لوگ کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمادیا ہے جو جہاں والوں میں سے کسی کوعطانہیں فرمایا۔'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ''میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل چیز ہے۔'' وہ کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کون سی چیز اس سے افضل ہوسکتی ہے؟'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ''میری رضا اب میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔'' (۱)

سرکار کے تبسُّم میں حکمت:

﴿19﴾......خادمِ دربارِرسالت حضرتِ سیِّدُ نا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ آپ صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشادفرمایا: ''کیاتم جانتے ہوکہ میں کس وجہ سے مسکرایا ہوں؟'' ہم نے عرض کی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اوراس کا رسول صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بندے کے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کلام کرنے کی وجہ سے مسکرارہا ہوں کہ وہ کہے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ''کیوں نہیں۔'' وہ عرض کرے گا: ''آج کے دن میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی اور کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ''آج تو خود اور کِرَامًا کَاتِبِیْن تیرے خلاف بطور گواہ کافی ہیں۔'' آپ صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ پھراس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اوراس کے اعضاء سے کہا جائے گا: ''بولو۔'' تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلق بولنے لگ جائیں گے، پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے اوراس کے کلام کے درمیان خلوت (یعنی تنہائی) پیدا کرے گا تو وہ اپنے اعضاء

......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث: ۴۵۴، ص ۱۱۷۔

صحیح البُخارِی، کِتَاب التَّوحِید، بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (وُجُوهٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ) الحدیث: ۷۴۳۹، ص ۶۲۰۔

سے کہے گا: ''دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔'' (۱)

زمین کی خبریں:

﴿20﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مقدسہ تلاوت فرمائی:

یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۟ۙ (پ۳۰، الزلزال:۴) ترجمۂ کنز الایمان: اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔

پھر استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر مرد و عورت کے اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کئے اور کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا۔'' (۲)

بروزِ قیامت انسانوں کی جسامت:

﴿21﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۷۱) ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک آدمی کو بلایا جائے گا اور اسے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا، اُس کی جسامت 60 گز لمبی کر دی جائے گی، اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا اور اس کے سر پر چمکدار موتیوں والا تاج رکھا جائے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں کی طرف چل دے گا، وہ اسے دور سے دیکھیں گے اور عرض کریں گے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بھی یہ عطا فرما اور ہمارے لئے بھی اس میں برکت ڈال۔'' یہاں تک کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے کہے گا: ''تمہیں خوشخبری ہو! بے شک تم میں سے ہر ایک کے لئے اسی کی مثل ہے۔''

---

(۱)......صحیح مسلم، کِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ، الحدیث:۷۴۳۹، ص۱۱۹۳۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره، باب اخباره......الخ، الحدیث:۷۳۱۶، ج۹، ص۲۲۷۔

اور کافر کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور انسانی صورت میں ہی اس کا جسم بھی 60 گز لمبا کر دیا جائے گا لیکن اس کے سر پر آگ کا تاج رکھا جائے گا، اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے اور کہیں گے: ''ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہمارے پاس نہ لانا۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں پھر وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے ذلیل و رسوا کر دے۔'' تو وہ کہے گا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے! تم میں سے ہر ایک کے لئے بھی اسی کی مثل (عذاب) ہے۔''[۱]

❁❁❁❁❁❁❁

فصل3: حوضِ کوثر، میزان اور پل صراط کا بیان

حوضِ کوثر:

﴾1﴿......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ''میرے حوض کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت ہے، اس کے سب کنارے برابر ہیں اور اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے۔''[۲]

﴾2﴿......ایک روایت میں ہے: ''اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔''[۳]

﴾3﴿......ایک روایت میں ہے: ''اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔''[۴]

﴾4﴿......ایک روایت میں ہے: ''اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے آبخورے (یعنی پیالے) آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جس نے اس میں سے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''[۵]

---

[۱]......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة بنی اسرائیل، الحدیث:۳۱۳۶، ص۱۹۶۹۔

[۲]......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا وَصِفَاتِہٖ، الحدیث:۵۹۷۱، ص۱۰۸۴۔

[۳]......المرجع السابق، الحدیث:۵۹۸۹، ص۱۰۸۵۔

[۴]......المرجع السابق، الحدیث:۵۹۸۹، ص۱۰۸۵۔

[۵]......المرجع السابق، الحدیث:۵۹۷۱، ص۱۰۸۴۔

《5》......ایک روایت میں ہے کہ ”اس کا چہرہ کبھی سیاہ نہ ہوگا۔“ (1)

حوضِ کوثر سے کون، کب پیئے گا؟

حضرتِ سیِّدُنا قاضی عیاض مالکی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں کہ اس کا ظاہری معنی یہی ہے کہ حوضِ کوثر سے پانی کا پینا حساب وکتاب اور پل صراط سے گزرنے کے بعد ہوگا کیونکہ اسے عبور کرنے والا ہی پیاسا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے وہی پیئے گا جس کے مقدر میں جہنم سے نجات ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس اُمَّت میں سے جو اسے پیئے گا اور جہنم میں داخلہ اس کے مقدر میں ہوا تو اسے جہنم میں بغیر پیاس کے عذاب ہوگا کیونکہ ایک دوسری حدیثِ پاک کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ سوائے مرتد کے تمام اُمَّت اسے پیئے گی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لینے والے تمام امتوں کے مؤمنین اسے پئیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نافرمان بندوں میں سے جسے چاہے گا عذاب دے گا۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا حوضِ کوثر پل صراط کو عبور کرنے سے پہلے میدانِ محشر میں ہے یا جنت کی سرزمین میں ہے کہ جس تک پل صراط عبور کرنے کے بعد ہی پہنچا جاسکے گا؟

حوضِ کوثر کی وسعت:

《6》......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے 70 ہزار لوگوں کو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔“ تو حضرت سیِّدُنا یزید بن اخنس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے عرض کی: ”خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ لوگ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں سے اس طرح ہیں جس طرح مکھیوں میں بھوری مکھیاں ہوتی ہیں (یعنی بہت کم)۔“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان 70 ہزار (جنت میں داخل ہونے والوں) میں سے ہر ہزار کے ساتھ 70 ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مزید 3 مٹھیاں (جن کی وسعت خدا و مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں) بھر کر بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔“ کسی نے

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۱۸، ج۸، ص۲۷۳۔

عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوض کی وسعت کتنی ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جتنا عدن سے عمان کے درمیان فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی وسیع۔'' اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمارہے تھے کہ اس میں پانی بہنے کے دو راستے ہیں۔ (۱)

﴿7﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس حوض پر سب سے پہلے پراگندہ سر اور میلے کچیلے کپڑوں والے مہاجرین فقرا آئیں گے، جو امیر عورتوں سے نکاح نہ کر سکے اور نہ ہی ان کے لئے بادشاہوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' (۲)

{بکھرے بال آزُردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت
بدؔر مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزّت}

﴿8﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے حوض کی وسعت عدن اور عمان کے درمیانی فاصلے جتنی ہے، جو برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں، جس نے اس سے ایک گھونٹ پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، اس پر سب سے پہلے مہاجرین فقرا آئیں گے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جن کے سر پراگندہ، چہرے بھوک سے مرجھائے ہوئے اور کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں، جن کے لئے بادشاہوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی وہ حسن و دولت والی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں، ان سے تمام حقوق تو لئے جاتے ہیں لیکن ان کے تمام حقوق دیئے نہیں جاتے۔'' (۳)

﴿9﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جنت سے حوض میں دو پرنالے بہتے ہیں ان میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔'' (۴)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث:۲۲۲۱۵، ج۸، ص۲۷۲۔

(۲)......المرجع السابق، حدیث ثوبان، الحدیث:۲۲۴۳۶، ص۳۲۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۶۱۶۷، ج۲، ص۴۹۱۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا و صفاتہ، الحدیث:۵۹۹۹، ص۱۰۸۵، بتغیرٍ۔

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے:''میں اہلِ یمن کے پینے کی خاطر اپنے حوض کے کنارے سے لوگوں کو عصا کے ذریعے ہٹاؤں گا، یہاں تک کہ پانی ان کے اوپر سے بہنے لگے گا۔''(۱)

حوضِ کوثر پر پیالوں کی تعداد:

﴿11﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے پیالے ہوں گے۔''(۲)

﴿12﴾......ایک روایت میں ہے کہ''یا آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔''(۳)

﴿13﴾......ایک صحیح روایت میں میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس میں سونے اور چاندی کے 2 میزاب (پرنالے) ہیں جو جنت سے بہتے ہیں۔''(۴)

سرکار کی کرم نوازی:

﴿14﴾......حضرت سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) میں رو پڑی تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا:''تجھے کس چیز نے رُلایا؟''میں نے عرض کی:''جہنم کو یاد کیا تو رونے لگ گئی، کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو یاد رکھیں گے؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''3 جگہوں پر (میرے سوا) کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا: (۱)......میزان کے پاس یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا بھاری (۲)......اعمال ناموں کے کھلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں یا پیٹھ کے پیچھے سے اور (۳)......پل صراط کے پاس جب وہ جہنم کی پشت پر بچھایا جائے گا یہاں

......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَاو صفاته، الحدیث:۵۹۹۹، ص۱۰۸۵۔

......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَاو صفاته، الحدیث:۶۰۰۰، ص۱۰۸۵۔

......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَاو صفاته، الحدیث:۶۰۰۰، ص۱۰۸۵۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی برزۃ الاسلمی، الحدیث:۱۹۸۲۵، ج۷، ص۱۸۸۔

تک کہ بندہ جان لے کہ وہ اسے عبور کرلے گا یا نہیں۔‘‘ (۱)

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بروزِ قیامت اپنی شفاعت کا سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ’’میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شفاعت کروں گا۔‘‘ میں نے عرض کی: ’’میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کہاں تلاش کروں؟‘‘ ارشادفرمایا: ’’پہلے مجھے پلِ صراط کے پاس تلاش کرنا۔‘‘ میں نے عرض کی: ’’اگر پل صراط کے پاس نہ پاؤں تو (پھر کہاں تلاش کروں)؟‘‘ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ’’مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔‘‘ میں نے عرض کی: ’’اگر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میزان کے پاس بھی نہ پاؤں تو (پھر کہاں تلاش کروں)؟‘‘ ارشادفرمایا: ’’پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان 3 جگہوں میں سے ایک پر ضرور مل جاؤں گا۔‘‘ (۲)

میزان کی کیفیت:

﴿16﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن (اتنا بڑا) میزان رکھا جائے گا کہ اگر اس میں آسمان وزمین کا وزن کیا جائے یا رکھے جائیں تو اس میں سما جائیں، فرشتے عرض کریں گے: ’’اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کے ذریعے کس کا وزن کیا جائے گا؟‘‘ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ’’اپنی مخلوق میں سے جس کا چاہوں گا۔‘‘ فرشتے عرض کریں گے: ’’تیرے لئے پاکی ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔‘‘ پھر اُسترے کی طرح تیز پل صراط کو رکھا جائے گا تو فرشتے عرض کریں گے: ’’اسے کون عبور کر سکے گا؟‘‘ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا: ’’میری مخلوق میں سے جسے میں چاہوں گا۔‘‘ فرشتے عرض کریں گے: ’’تیرے لئے پاکی ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔‘‘ (۳)

......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی ذکرالمیزان، الحدیث: ۴۷۵۵، ص۱۵۷۳۔

المستدرک، کتاب الأھوال، باب ذکرعرض الأنبیاء......الخ، الحدیث: ۸۷۶۲، ج۵، ص۷۹۸، ”أیجوز“بدلہ”أینجو“۔

......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب ما جاء فی شأن الصراط، الحدیث: ۲۴۳۳، ص۱۸۹۶۔

جامع الاصول للجزری، الکتاب التاسع، الفصل الرابع، الفرع الثالث، الحدیث: ۸۰۰۷، ج۱۰، ص۴۳۹۔

......المستدرک، کتاب الأھوال، باب ذکر وسعة المیزان، الحدیث: ۸۷۷۸، ج۵، ص۸۰۷، بتغیرٍقلیلٍ۔

پل صراط:

﴿17﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جہنم کے اوپر تیز دھار تلوار کی مثل پل صراط بچھایا جائے گا جس پر پھسلن ہوگی، اس پر آگ کے اُچک لے جانے والے دندانے دار کانٹے ہوں گے، ان سے اُلجھنے والے بعض جہنم میں گر پڑیں گے اور بعض زخمی ہو جائیں گے اور کچھ بجلی کی تیزی سے گزر جائیں گے، نجات پانے والے ان میں نہ پھنسیں گے اور کچھ ہوا کی طرح گزر جائیں گے اور وہ بھی نہ اٹکیں گے، پھر کچھ گھوڑے کی رفتار میں گزریں گے، پھر کچھ آدمی کے دوڑنے کی طرح، کچھ تیز چلنے والے کی طرح اور کچھ عام رفتار سے پیدل چلنے والے کی طرح گزریں گے، پھر ان میں سے آخری انسان وہ ہوگا جسے آگ نے جلا دیا ہوگا اور وہ اس میں کافی عذاب پا چکا ہوگا، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''اپنی خواہش کا اظہار کر اور مانگ۔'' تو وہ عرض کرے گا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیا تو مجھ سے استہزا فرماتا ہے حالانکہ تو ربُّ العزّت ہے؟'' اسے کہا جائے گا: ''اپنی خواہش کا اظہار کر اور مانگ۔'' یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ بھی ہے جو تو نے مانگا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی ہے۔''(1)

﴿18﴾......حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ مبشّر انصاریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی موجودگی میں یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو اصحابِ شجرہ میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔'' اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں داخل نہ ہوں گے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں ڈانٹ دیا تو انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ (پ۱۶، مریم: ۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ بھی تو

---

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث۸۹۹۲، ج۹، ص۲۰۳۔

ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا(۷۲) (پ۱۶،مریم:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔" (۱)

﴿19﴾......صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی ایک جماعت میں پل صراط پر سے گزرنے کے معاملے میں اختلاف پیدا ہوا تو بعض نے کہا کہ مومن اس میں داخل نہیں ہوں گے اور بعض نے کہا کہ پہلے اس میں تمام داخل ہوں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اہلِ تقویٰ کو بچالے گا، کسی نے حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: سب اس پر وارد ہوں گے، پھر اپنی انگلیاں اپنے کانوں کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے نہ سنا ہو کہ گزرنے سے مراد داخل ہونا ہے، یعنی ہر نیک و بد اس میں داخل ہوگا، پھر یہ آگ مؤمنین پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ہوئی یہاں تک کہ جہنم کی آگ اُن کی ٹھنڈک سے ٹھنڈی ہو جائے گی:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا(۷۲) (پ۱۶،مریم:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔ (۲)

﴿20﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "لوگ جہنم پر آئیں گے، پھر اپنے اعمال کے مطابق اُسے پار کریں گے، ان میں سے بعض بجلی کے چمکنے کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض گھوڑے کی دوڑنے کی طرح، بعض اونٹ سوار کی طرح، بعض آدمی کے دوڑنے کی طرح اور بعض پیدل چلنے والے کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔" (۳)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، با ب من فضائل اصحاب الشجرة، الحدیث:۶۴۰۴، ص۱۱۱۷۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابربن عبد اللّٰه، الحدیث:۱۴۵۲۲، ج۵، ص۸۰۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة مریم، الحدیث:۳۱۵۹، ص۱۹۷۲۔

باپ اور بیٹے کا واقعہ:

﴿21﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن ایک شخص اپنے والد سے ملے گا اور کہے گا: ''اے میرے باپ! مَیں آپ کا کیسا بیٹا تھا؟'' وہ کہے گا: ''تو اچھا بیٹا تھا۔'' وہ کہے گا: ''کیا آج آپ میرے پیچھے چلیں گے؟'' اس کا والد جواب دے گا: ''ہاں!'' تو وہ کہے گا: ''آپ میرے کپڑے پکڑ لیں۔'' وہ اس کے کپڑے کو پکڑ لے گا، پھر وہ چل دے گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب (اپنی شان کے مطابق) مخلوق کے سامنے جلوہ گر ہو گا اور ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے بندے! جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرا باپ بھی میرے ساتھ ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھے غمزدہ نہ کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باپ کی شکل مسخ کر کے اسے بِجُّو بنا دے گا اور وہ جہنم کی آگ میں گر پڑے گا، اس کا بیٹا بِجُّو کی بو سے ناک پکڑ لے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندے! تیرا باپ تو گر گیا۔ وہ کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! (گرنے والا میرا باپ نہیں بلکہ بِجُّو تھا)۔'' [۱]

﴿22﴾…… بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے چچا آذر سے ملاقات کریں گے اور پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا۔ [۲]

فصل4: شفاعت کا اذنِ عام اور پل صراط کا بچھایا جانا

ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا:

﴿23﴾……سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی نے ایک سوال کیا۔'' راوی فرماتے ہیں، یا یہ ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کے لئے ایک مقبول دُعا ہے جو اس نے اپنی اُمَّت کے لئے مانگ لی ہے لیکن میں نے اپنی دُعا کو بروزِ قیامت اپنی اُمَّت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔'' [۳]

---

[۱]……المستدرک، کتاب الأھوال، باب رجوع الناس للشفاعة إلی الأنبیاء علیھم السلام، الحدیث۸۷۵۸، ج۵، ص۸۱۱۔

[۲]……صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی(وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیمَ خَلِیلًا)، الحدیث۳۳۵۰، ص۲۷۱۔

[۳]……صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لکل نبی دعوة، الحدیث۶۳۰۵، ص۵۳۱۔

صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اِخْتِبَاءِ النَّبِیِّ دَعْوَۃَ الشَّفَاعَۃِ لِأُمَّتِہٖ، الحدیث۴۹۴، ص۷۱۵۔

﴿24﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے دیکھا کہ میری اُمَّت میرے بعد جس حال میں بھی ہوگی ایک دوسرے کا خون بہائے گی تو میں غمگین ہوگیا کہ یہ بات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے طے تھی جس طرح سابقہ امتوں میں تھی، لہٰذا میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ وہ مجھے قیامت کے روز مقامِ شفاعت عطا فرمائے؟ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ مقام عطا فرما دیا۔'' (۱)

﴿25﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے آج رات 5 خصوصیات عطا کی گئیں کہ جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔'' یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''پانچویں یہ کہ مجھ سے فرمایا گیا: ''سوال کر کیونکہ ہر نبی نے سوال کیا۔'' تو میں نے اپنا سوال قیامت کے دن کے لئے مؤخر کر دیا اور وہ تمہارے اور اس کے لئے ہے جس نے گواہی دی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (۲)

﴿26﴾......عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت جیسی سلطنت کا سوال نہیں کیا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے اور پھر ارشاد فرمایا: ''شاید اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تمہارے دوست کے لئے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت سے افضل سلطنت ہو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جو بھی نبی بھیجا اسے ایک مقبول دعا عطا فرمائی، ان میں سے جس نے دنیا ہی میں وہ دعا مانگ لی اسے دنیا ہی میں عطا فرما دی گئی اور جس نے اپنی قوم کے خلاف دعا کی جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بھی دعا عطا فرمائی تو میں نے اسے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔'' (۳)

اختیاراتِ مصطفٰی:

﴿27﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ ابھی ابھی مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے کس چیز کی خبر دی؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللّٰہ صَلَّی

......المسند للامام احمد بن حنبل، ومن حدیث ام حبیبۃ، الحدیث ۲۷۴۷۵، ج۱۰، ص۳۹۶۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۷۰۸۹، ج۲، ص۶۸۷، ۶۸۸۔

......المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ، کِتاب الْفَضَائِلِ، باب مَا اَعْطَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا ﷺ، الحدیث: ۱۰۲، ج۷، ص۴۳۲۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے تین چوتھائی اُمَّت کو بغیر حساب وعذاب جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا گیا۔'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسے اختیار کیا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شفاعت کو۔'' ہم نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا تمام اُمَّت کی؟ پھر تو ہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل فرمالیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ شَفَاعَتِیْ لِکُلِّ مُسْلِمٍ یعنی میری شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔''(۱)

مصطفٰے کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت:

﴿28﴾......حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج کو10 سال کی گرمی عطا کی جائے گی، پھر اسے لوگوں کی کھوپڑیوں کے قریب کر دیا جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں، اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حدیثِ پاک ذکر کی اور فرمایا کہ لوگ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سبب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری مصیبت دیکھ رہے ہیں، لہٰذا اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ہماری شفاعت فرمایئے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمائیں گے: ''میں تمہارا دوست ہوں۔'' پھر لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے باہر تشریف لائیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دروازے کے سونے کے حلقہ کو پکڑ کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے، پوچھا جائے گا: ''کون ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمائیں گے: ''محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)۔'' پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے دروازہ کھولا جائے گا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور سجدہ کریں گے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اپنا سرِ انور اُٹھایئے اور سوال

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۷، ج۱۸، ص۵۸۔

کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' اور یہی مقامِ محمود ہے۔ [1]

﴿29﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں کھڑا ہو کر اپنی اُمَّت کا انتظار کر رہا ہوں گا جو پُلِ صراط کو عبور کر رہی ہوگی کہ حضرتِ عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائیں گے اور کہیں گے: ''اے محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس گزارش کرنے یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس اکٹھے ہونے کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام اُمّتوں میں جدائی کر دے کیونکہ لوگ بڑی مصیبت میں مبتلا اور پسینے میں مونہوں تک ڈوبے ہوئے ہیں۔'' مگر وہ پسینہ مؤمنین پر زکام کی طرح ہوگا اور کافر کو موت ڈھانپ لے گی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمائیں گے: ''اے عیسیٰ! یہاں کھڑے رہئے حتی کہ میں آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔''

راوی فرماتے ہیں: ''سیِّدِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے جائیں گے اور عرش کے نیچے سجدے میں گر جائیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا مقام و مرتبہ عطا کیا جائے گا جو نہ تو کسی مقرب فرشتے کو عطا ہوا اور نہ ہی کسی نبی مرسَل کو، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام کو ارشاد فرمائے گا: ''محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس جاؤ اور کہو: اپنا سرِ انور اٹھائیے، مانگئے! آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے! آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنی امت کی ایک مرتبہ شفاعت کر کے ہر 99 میں سے ایک انسان کو باہر نکال دوں گا، مزید ارشاد فرمایا: میں بار بار اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہوں گا اور جب تک کھڑا رہوں گا شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے گا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے تیری امت میں سے جس نے ایک دن بھی خلوصِ دل سے یہ گواہی دی اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اُسے (جنت میں) داخل فرما دیجئے۔'' [2]

﴿30﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اہلِ قبلہ میں سے بے شمار لوگ جہنم

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۷۱۱۷، ج۶، ص۲۴۸۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث۱۲۸۲۴، ج۴، ص۳۵۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

میں داخل کئے جائیں گے جن کی تعداد کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی اور پھر اپنی اس نافرمانی پر ڈٹے رہے اور اس کی اطاعت کی مخالفت کی، پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور میں سجدہ کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اسی طرح حمد وثنا کروں گا جیسے حالتِ قیام میں کرتا ہوں تو مجھے کہا جائے گا: ''اپنا سر اٹھالیجئے، مانگئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' (1)

اذنِ شفاعت:

﴿31﴾......امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صبح کے وقت نمازِ فجر پڑھائی، پھر اسی جگہ تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ جب چاشت کا وقت ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے لیکن اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ظہر اور عصر و مغرب کی نماز پڑھی اور ان تمام اوقات میں کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ نمازِ عشا ادا فرما کر گھر تشریف لے جانے لگے تو لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت فرمائیں کہ کیا وجہ ہے کہ آج آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کام کیا جو پہلے کبھی نہ کیا۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میرے پوچھنے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر دنیا و آخرت کے آئندہ ہونے والے اُمور پیش کئے گئے، ایک ہی میدان میں پہلوں اور پچھلوں کو اکٹھا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اس حال میں کہ پسینہ انہیں مکمل طور پر ڈھانپنے لگے گا تو وہ عرض کریں گے: ''اے آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو منتخب فرمایا، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔'' تو وہ ارشاد فرمائیں گے: آج تم جس آزمائش میں مبتلا ہو میں بھی اسی میں مبتلا ہوں، اپنے میرے بعد والے باپ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے

---

(1) ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث ۱۰۴۳، ج ۱، ص ۴۰۔

پاس چلے جاؤ:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَۙ۝۳۳ (پ۳، آل عمران: ۳۳) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللّٰہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے۔

اس کے بعد وہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو منتخب فرمایا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور زمین پر کافروں کو نہ چھوڑا۔'' تو وہ ارشاد فرمائیں گے: ''تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، تم حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا خلیل بنایا۔''

وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ ارشاد فرمائیں گے: ''تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے کلام فرمایا۔'' وہ حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ بھی ارشاد فرمائیں گے: تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، حضرتِ عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ، وہ کوڑھی اور برص کے مریضوں کو شفا دیتے اور مردوں کو زندہ فرماتے تھے، لیکن وہ بھی ارشاد فرمائیں گے: تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، تم اولادِ آدم کے سردار حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس چلے جاؤ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی وہ ہستی ہیں جن کے لئے قیامت کے دن سب سے پہلے زمین (یعنی قبر) شق ہوگی، پس حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جاؤ وہ تمہاری تمہارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں گے۔

راوی فرماتے ہیں کہ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئیں گے تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اذنِ شفاعت اور بشارتِ جنت کے متعلق عرض کریں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ عالیشان میں یہ خوشخبری لے کر حاضر ہوں گے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہفتے (یعنی 7 دن) کی مقدار حالتِ سجدہ میں پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رہیں گے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنا سر اٹھایئے، کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سرانور اٹھائیں گے، پھر جب اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف دیکھیں گے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہفتے (یعنی 7 دن) کی مقدار سربسجود رہیں گے، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، کہئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات سنی جائے گی، شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پھر سجدہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے تو حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں سے تھام لیں گے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا اتنی قبول فرمائے گا جتنی کسی انسان کی قبول نہیں فرمائی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عرض کریں گے: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنایا، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں اور قیامت کے دن زمین سب سے پہلے مجھ پر کھلی، مجھے اس پر بھی فخر نہیں یہاں تک کہ میرے حوض پر صنعاء و اَیلہ کے درمیان بسنے والے لوگوں سے زیادہ لوگ وارد ہوئے۔''

پھر کہا جائے گا: صدیقوں کو بلاؤ، پس وہ شفاعت کریں گے، پھر کہا جائے گا کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بلاؤ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: کوئی نبی ایک گروہ کو لے کر آئے گا اور کوئی نبی 5 یا 6 امتیوں کو لے کر آئے گا اور کسی کے ساتھ کوئی نہ ہوگا۔ پھر کہا جائے گا شہدا کو بلاؤ، وہ جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہدا شفاعت کرلیں گے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہوں جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''جہنم میں دیکھو! کیا اس میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے کبھی کوئی نیکی کی ہو؟'' فرشتے جہنم میں ایک ایسے شخص کو پائیں گے تو اس سے پوچھا جائے گا: ''کیا تو نے کبھی کوئی اچھا کام کیا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''نہیں، سوائے اس کے کہ میں خرید و فروخت میں لوگوں سے نرمی کرتا تھا۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے سے اسی طرح نرمی کرو جس طرح یہ میرے بندوں پر نرمی کیا کرتا تھا۔''

پھر جہنم سے ایک اور شخص کو نکالا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی نیک کام کیا تھا؟ وہ عرض

کرے گا: ''نہیں! سوائے اس کے کہ میں نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا، پھر میں راکھ بن کر سرمے کی مثل ہو جاؤں تو مجھے سمندر کی طرف لے جانا اور ہوا میں بکھیر دینا۔'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم نے یہ کیوں کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''تیرے خوف سے۔'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اس بڑی سے بڑی سلطنت کو دیکھو، بے شک تمہارے لئے اس کی مثل اور مزید 10 گنا ہے۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میرے ساتھ کیوں استہزا فرماتا ہے حالانکہ تُو تو مالک ہے۔'' اس شخص کی اس بات سے میں چاشت کے وقت مسکرا دیا تھا۔ (1)

﴿32﴾......حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ رَحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: (بروزِ قیامت) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ لوگوں کو جمع فرمائے گا تو مؤمنین کھڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی، وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے باپ! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوایئے۔'' وہ جواب دیں گے: ''تمہارے والد کی ہی خطا (اجتہادی) نے تمہیں جنت سے نکالا ہے، میرا یہ مقام نہیں، پس میرے بیٹے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی یہی فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، میں تو دور کا دوست ہوں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کہ جن سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے کلام فرمایا۔'' حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی یہی فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کہ وہ کَلِمَۃُ اللّٰہ اور رُوحُ اللّٰہ ہیں۔'' لیکن حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی ارشاد فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جاؤ۔''

چنانچہ، لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے، میں بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہوں گا تو مجھے (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی پھر امانت اور رشتہ داری لائی جائیں گی، وہ دونوں پل صراط کے دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی اور تم میں سے پہلا اُچکنے والی بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! کون سی چیز بجلی کی طرح ہوگی؟''

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۱۵، ج۱، ص۲۰ تا ۲۲۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم بجلی کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پلک جھپکنے کی دیر میں آتی اور چلی جاتی ہے، پھر ایک گروہ تیز آندھی کی طرح پل صراط سے گزر جائے گا، پھر پرندوں کی طرح اور آدمیوں کے دوڑنے کی طرح۔ اُن کے اعمال اُنہیں پار کرا دیں گے اور تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پل صراط پر کھڑے ”رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ“ (یعنی اے میرے ربّ! ان کو سلامتی سے گزار دے) کی صدا لگا رہے ہوں گے، حتی کہ لوگوں کے اعمال عاجز ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک شخص رینگتے ہوئے آئے گا کہ جو چلنے کی استطاعت نہ رکھتا ہوگا، پل صراط کے دونوں طرف حکم کے پابند لٹکتے ہوئے آنکڑے (یعنی ٹیڑھے مُنہ والے کانٹے) ہوں گے جس کا انہیں حکم دیا جائے گا اسے پکڑ لیں گے اور بعض مسلمان کانٹوں سے اُلجھتے ہوئے پار پہنچیں گے اور بعض کانٹوں سے زخمی ہو کر جہنم میں گر جائیں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے! بے شک جہنم کا پیندہ 70 سال کی مسافت ہے۔“ [1]

دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کب شفاعت کریں گے:

﴿33﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک دعوت میں حاضر تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بازو کا گوشت بڑھایا گیا جو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت مرغوب تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کو دانتوں سے تناوُل فرمانے لگے، پھر ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوگا؟ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور انہیں دیکھنے والا دیکھے گا اور بلانے والا سنے گا اور سورج ان کے قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو ناقابلِ برداشت گھبراہٹ و پریشانی کا سامنا ہوگا اور وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: ”کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ کس مصیبت میں گرفتار ہو؟ کیا تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کسی کی شفاعت کا انتظار کر رہے ہو؟“ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: ”چلو! حضرتِ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس چلیں۔“

لہٰذا وہ ان کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: ”آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمام انسانوں کے باپ ہیں،

[1] ...... صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ادنی اھل الجنة منزلة فیھا، الحدیث: ۴۸۲، ص ۱۵۷۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی طرف کی روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدۂ (تعظیمی) کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں رکھا، کیا آپ بارگاہِ الٰہی میں ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت اور عذاب میں گرفتار ہیں؟ یا کہیں گے کہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں؟'' تو حضرتِ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر غضب وجلال میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس قدر اس کے بعد کبھی ہوگا، اس نے مجھے درخت سے منع فرمایا تھا لیکن مجھ سے لغزش ہوگئی، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی آج تو بس مجھے اپنی جان کی فکر ہے)، میرے علاوہ کسی اور کی طرف جاؤ، حضرتِ نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔''

پس وہ لوگ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: ''آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو شکر گزار بندہ ہونے کا خطاب عطا فرمایا، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس قدر عذاب میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرتِ نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اِرشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر غضب وجلال میں ہے کہ جس قدر اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، مجھے ایک دعا کا ہی حق تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر دی تھی، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی آج تو بس مجھے اپنی جان کی فکر ہے)، میرے علاوہ کسی اور کی طرف جاؤ، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جاؤ۔''

پس وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ زمین والوں میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی اور خلیل ہیں، آپ ہماری شفاعت کیجئے، کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس قسم کی مصیبت سے دوچار ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر زیادہ غضب میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، میں نے 3 مرتبہ خلافِ واقعہ باتیں کہی تھیں اور پھر آپ انہیں ذکر کریں گے (اور کہیں گے) نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے) لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔''

پس وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے موسیٰ! آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور کلیم ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اپنی رسالت اور کلام کے ذریعے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی، ہمارے لئے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں، کیا آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہیں؟ اور کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟'' تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج زبردست غضب وجلال میں ہے کہ اس قدر نہ تو پہلے کبھی ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے) میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔''

پس وہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے عیسیٰ! آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے حضرت سیِّدَتُنا مریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف القا کیا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اللہ ہیں، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے تو ماں کی گود میں لوگوں سے کلام فرمایا، ہمارے لئے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرما دیجئے، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کیسی تکالیف میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج انتہائی غضب وجلال میں ہے کہ اس سے پہلے نہ تو کبھی ہوا اور نہ ہی اس قدر اس کے بعد کبھی ہوگا۔'' حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے تاہم فرمائیں گے: نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ (آج تو مجھے خود اپنی فکر ہے) کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں چلے جاؤ۔''

پس وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت تو فرما دیجئے، کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ ہمارے عذاب میں مبتلا ہونے کو ملاحظہ نہیں فرما رہے؟'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

میں عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ میرا سینہ کھول دے گا اور میرے دل میں اپنی حمد وثناء کے ایسے کلمات القافرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کے دل میں داخل نہیں کیے گئے، پھر کہا جائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنا سر اُٹھایئے، مانگئے، آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری اُمَّت کو بخش دے، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری امت کو بخش دے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنی امت میں سے جن پر کوئی حساب نہیں، انہیں جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخلِ جنت کر دیجئے حالانکہ وہ دوسرے دروازوں سے داخل ہونے والوں کے ساتھ بھی شریک ہوں گے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جنتی دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور مقامِ ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔'' (۱)

شفاعت کے حق دار:

﴿34﴾ ...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شفاعت میری اُمَّت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔'' (۲)

﴿35﴾ ...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ''مجھے شفاعت یا اپنی نصف اُمَّت کو جنت میں داخل کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ شفاعت زیادہ عام اور کافی ہوگی اور میری شفاعت متقی مؤمنوں کے لئے نہیں بلکہ خطا کاروں اور گنہگاروں کے لئے ہوگی۔'' (۳)

---

۱ ...... صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِہٖ......)، الحدیث: ۳۳۴۰، ص۲۶۹۔
صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، باب (ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ......)، الحدیث: ۴۷۱۲، ص۳۹۳۔
صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، الحدیث: ۴۸۰، ص۷۱۴، بتغیرٍ۔

۲ ...... سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الشفاعۃ، الحدیث: ۴۷۳۹، ص۱۵۷۱۔

۳ ...... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۴۵۳، ج۲، ص۳۶۶۔
مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب منہ فی الشفاعۃ، الحدیث: ۱۸۵۲۰، ج۱۰، ص۶۸۲، بتغیرٍ۔

تیسرا باب: جہنم اور اس کے متعلقات

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس سے پناہ عطا فرمائے آمین)

﴿36﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے:

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔ (پ۲،البقرۃ:۲۰۱)(1)

﴿37﴾......تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا:''2 بڑی چیزوں کونہ بھولو: جنت اور جہنم۔'' پھرآپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آبدیدہ ہوگئے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ریش مبارک کی دونوں جانب سَیلِ اَشک رواں ہوگیا یا وہ آنسوؤں سے تر ہوگئیں، پھرارشادفرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آخرت کے متعلق جو میں جانتا ہوں اگرتم جانتے تو ضرور پہاڑوں کی طرف چل پڑتے اوراپنے سروں پرمٹّی ڈالتے۔''(2)

﴿38﴾......مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام خلافِ معمول آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوگئے اور دریافت فرمایا:''اے جبریل! کیا ہوا کہ میں آپ کا رنگ متغیر دیکھ رہا ہوں؟'' تو انہوں نے عرض کی:''میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنم کوبھڑکانے کا حکم ارشادفرمادیا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اے جبریل! میرے سامنے آگ یا جہنم کا پورا پورا ذکر کرو۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے ہزار سال جہنم کی آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، پس اب وہ تاریکی ہی تاریکی ہے، اُس کی کوئی چنگاری روشن نہیں اور نہ ہی کوئی شعلہ بجھتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

1......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، بَاب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً) الحدیث۶۳۸۹،ص۵۳۷۔

2......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، باب الترہیب من النار......الخ، الحدیث:۵۶،ج۴،ص۲۶۷۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی حرارت سے تمام اہلِ زمین مر جائیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم کے داروغوں میں سے ایک داروغہ اہلِ دنیا کی طرف جھانکے تو اس کے چہرے کی بدصورتی اور بدبو کی اذیت سے تمام اہلِ دنیا مر جائیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! جہنمیوں کی کڑیوں کی جو صفت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے، اگر ان میں سے ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ بہہ پڑیں اور (اپنی جگہ) برقرار نہ رہ سکیں یہاں تک کہ وہ زمین کی نچلی تہہ تک چلے جائیں۔''

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل! مجھے اتنا ہی کافی ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ) میرا دل پھٹ جائے اور میں فوت ہو جاؤں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روتے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اے جبرئیل! تم رو رہے ہو؟ حالانکہ تم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خاص مقام پر فائز ہو۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''میں کیوں نہ روؤں بلکہ میں تو رونے کا زیادہ حق دار ہوں، شاید میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے علم (یعنی خفیہ تدبیر) میں موجودہ حال کے علاوہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں جیسے ابلیس آزمایا گیا حالانکہ وہ فرشتوں میں (ہوتا) تھا اور کیا معلوم کہ میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں جیسے ھارُوت و مارُوت کو آزمایا گیا۔''

راوی فرماتے ہیں کہ پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی رونے لگ گئے اور حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام بھی رونے لگ گئے، دونوں روتے رہے یہاں تک کہ دونوں کو ندا دی گئی: ''اے جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور اے محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے امان عطا فرمائی ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں پر چلے گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں سے باہر تشریف لے گئے اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنس کھیل رہے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم ہنس رہے ہو حالانکہ تمہارے پیچھے جہنم ہے؟ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، نہ تو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور نہ ہی پانی پیتے بلکہ چٹیل میدانوں کی طرف نکل جاتے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

کی بارگاہ میں فریاد کرتے رہتے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ندا دی گئی: اے محمد! میرے بندوں کو مایوس نہ کریں، میں نے آپ کو بشارتیں دینے والا بنا کر بھیجا ہے تنگیوں کے لئے مبعوث نہیں فرمایا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرو۔'' (۱)

سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے نہ مسکرانے کا سبب:

﴿39﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں نے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا؟'' تو حضرتِ سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے جواب دیا: ''جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اس وقت سے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام مسکرائے نہیں۔'' (۲)

جہنم کی شدَّتِ تپش:

﴿40﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک تمہاری یہ (دنیاوی) آگ جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے اور اگر اسے دو مرتبہ پانی سے نہ بجھایا جاتا تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے اور یہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ ڈالے۔'' (۳)

﴿41﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بروزِ قیامت جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی 70 ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو 70 ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔'' (۴)

﴿42﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تمہاری یہ آگ جسے بنی آدم جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہی کافی تھی۔'' ارشاد فرمایا: ''بے شک جہنم کی آگ اِس (دُنیا کی آگ) سے 69 درجے زیادہ ہے، ہر درجہ اس کی گرمی کی مثل ہے۔'' (۵)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۵۸۴، ج۲، ص۷۸، ''مبشرا'' بدلہ ''میسرا''۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:۱۳۳۴۳، ج۴، ص۴۴۷۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب صفة النار، الحدیث:۴۳۱۸، ص۲۷۴۰۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جھنم اعاذنا اللّٰہ منھا، الحدیث:۷۱۶۴، ص۱۱۷۱، ''یوم القیامة'' بدلہ ''یومئذ''۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب صفة جھنم، باب مَا جَآءَ اَنَّ نَارَکُمْ ھٰذِہٖ......الخ، الحدیث:۲۵۸۹، ص۱۹۱۲۔

﴿43﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِسے (یعنی دُنیوی آگ کو) دومرتبہ سمندر سے ٹھنڈا کیا گیا اور اگر یہ نہ ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں کسی کے لئے منفعت نہ بناتا۔'' (۱)

﴿44﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک یہ (یعنی دنیاوی) آگ جہنم کا 100 واں حصہ ہے۔'' (۲)

﴿45﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگ ہوں اور ایک جہنمی شخص ہو اور وہ جہنمی سانس لے اور اس کا سانس ان سب تک پہنچے تو مسجد اور اس میں موجود سب کچھ جل جائے۔'' (۳)

سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کا جنت و جہنم کو ملاحظہ کرنا:

﴿46﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو جنت میں بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''اس کا اور جنتیوں کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کا نظارہ کرو۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے، جنت اور جنتیوں کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کا ذکر سنے گا اس میں ضرور داخل ہو گا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اسے مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا، اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور اب دیکھو کہ میں نے اہل جنت کے لئے کیا کیا تیار کر رکھا ہے؟'' وہ گئے اور دیکھا کہ اسے مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے تو واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔''

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جہنم کی طرف جاؤ اور اس کا اور جہنمیوں کے لئے تیار کئے گئے عذاب کا مشاہدہ کرو۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے اور اسے اور جہنمیوں کے لئے تیار کئے گئے عذاب کو دیکھا کہ جہنم کے بعض حصے بعض پر چڑھ رہے ہیں تو واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزّت کی قسم! جو اس کے متعلق سنے گا وہ اس میں کبھی داخل نہ ہو گا۔''

(۱)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۷۳۳۳، ج۳، ص۳۹۔

(۲)……المرجع السابق، الحدیث ۸۹۳۲، ص۳۱۹۔

(۳)……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۶۶۴۲، ج۵، ص۵۱۳، دون قولہ ''ألف''۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اسے خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اب دوبارہ جاؤ۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے اور واپس آکر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی نہ بچ سکے گا۔'' (1)

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس آیتِ مبارکہ،

اِنَّهَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ ﴿۳۲﴾ (پ۲۹، المرسلات:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے جیسے اونچے محل۔

کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: میں یہ نہیں کہتا کہ (دوزخ کا چنگاریاں اُڑانا) درخت کی طرح ہے بلکہ وہ تو قلعوں اور شہروں کی طرح ہے۔ (2)

جہنم کی وادیاں اور گھاٹیاں:

﴿48﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم میں وَیْل نامی ایک وادی ہے جس میں کافر اس کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے 40 سال تک گرتا رہے گا۔'' (3)

﴿49﴾......ایک روایت میں سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو پہاڑوں کے درمیان وَیْل نامی وادی ہے جس میں کافر اس کی تہہ میں پہنچنے تک 70 سال تک گرتا رہے گا۔'' (4)

﴿50﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جُبُّ الْحُزْن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کیا کرو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز 400 مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس میں کسے ڈالا جائے گا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(وہ وادی) اعمال کے ذریعے ریاکاری کرنے والے قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے، اللہ

(1)......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَا جَآءَ حُفَّتُ الْجَنَّةُ......الخ، الحدیث:۲۵۶۰، ص۱۹۰۹۔
سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی خلق الجنة والنار، الحدیث:۴۷۴۴، ص۱۵۷۱۔

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث:۹۱۲، ج۱، ص۲۶۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(3)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الانبیاء، الحدیث:۳۱۶۴، ص۱۹۷۳۔

(4)......الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی أودیتھا وجبالھا، الحدیث:۵۶۲۴، ج۴، ص۲۷۲۔

عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو ظالم امرا سے ملاقات کرتے ہیں۔'' [۱]

﴿51﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز 400 مرتبہ پناہ طلب کرتا ہے، وہ اُمَّتِ محمدیہ کے ریاکار قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔'' [۲]

﴿52﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم میں 70 ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں 70 ہزار پتھر ہیں، ہر پتھر میں ایک سانپ ہے جو جہنمیوں کے چہروں کو کھائے گا۔'' [۳]

﴿53﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم میں 70 ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں 70 ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں 70 ہزار مکان ہیں، ہر مکان میں 70 ہزار کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں 70 ہزار اژدھے ہیں، ہر اژدھے کے منہ میں 70 ہزار بچھو ہیں، کافر یا منافق ابھی جہنم (کی گہرائی) تک بھی نہ پہنچے گا کہ وہ سب اُس پر ٹوٹ پڑیں گے۔'' [۴]

جہنم کی گہرائی:

﴿54﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک بہت بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے اور وہ اس میں 70 سال تک گرتا رہے تب بھی اس کی تہ تک نہ پہنچے گا۔'' [۵]

﴿55﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ ارشاد فرمایا کرتے: ''جہنم کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس کی گرمی شدید، اس کی تہ بہت گہری اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔'' [۶]

......سنن ابن ماجه، کتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، الحدیث:۲۵۶، ص۲۴۹۳۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۸۰۳، ج۱۲، ص۱۳۶۔

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة النار، الحدیث:۴۵، ج۶، ص۴۰۹۔

......التاریخ الکبیر للبخاری، الحدیث:۱۱۷۷۵، ج۸، ص۲۱۔

......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة قعر جهنم، الحدیث:۲۵۷۵، ص۱۹۱۱، بتغیرٍ۔

......المرجع السابق۔

﴿56﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگرایک پتھر جہنم میں گرایا جائے تو وہ اس کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے 70 سال تک گرتا رہے گا۔'' (۱)

﴿57﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ ہم نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا تھا؟'' ہم نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ پتھر ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنم میں 70 سال پہلے پھینکا تھا لیکن اس کی گہرائی تک اب پہنچا ہے۔'' (۲)

﴿58﴾......حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ہولناک آواز سنی،حضرت سیِّدُنا جبریل علیہ السَّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے جبریل! یہ آواز کیسی تھی؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''یہ ایک پتھر ہے جو جہنم کے کنارے سے 70 سال پہلے گرا لیکن اب اس کی تہہ تک پہنچا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پسند فرمایا کہ آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس کی آواز سنائے۔'' (اس کے بعد) آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روح قبض فرمالی۔'' (۳)

جہنم کی زنجیریں:

﴿59﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر اس کی مثل سیسے کا گولہ آسمان سے زمین کی طرف گرایا جائے، جو کہ 500 سال کی مسافت ہے، تو رات سے پہلے زمین پر پہنچ جائے لیکن اگر جہنم کے سرے سے ایک زنجیر لٹکا کر گرائی جائے تو 40 دن رات میں بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے گا۔'' (۴)

---

(۱)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث: ۷۲۰۷،ج۶،ص۲۰۵۔

(۲)......صحیح مسلم،کتاب الجنۃ، باب جہنم اعاذنا اللہ منہا، الحدیث: ۷۱۶۷،ص۱۱۷۲،بتغیرٍقلیلٍ۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۵۸،ج۱، ص۲۳۸۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جہنم، باب فی بعد قعر جہنم، الحدیث: ۲۵۸۸،ص۱۹۱۲۔

جہنمی گُرز اور ہتھوڑے:

﴿60﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر جہنمی لوہے کا گُرز (ایک ہتھیار جو اوپر گول، موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے) زمین پر رکھا جائے اور جن وانس بھی جمع ہو جائیں تو اُسے زمین سے نہ اُٹھا سکیں۔'' (۱)

﴿61﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اگر جہنمی لوہے کا ایک گرز پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر راکھ بن جائے۔'' (۲)

﴿62﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر جہنم کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ سب اس سے پگھل جائیں اور (جہنم کے) ہر انسان کے ساتھ ایسا ایک پتھر اور ایک شیطان ہوگا۔'' (۳)

7 زمینوں کے متعلّق دلچسپ معلومات:

﴿63﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 زمینوں میں سے ہر زمین کے درمیان اور جو اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے 500 سال کی مسافت ہے اور (۱)......ان میں سب سے اوپر والی زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے جس کی دونوں جانبیں آسمان سے ملی ہوئی ہیں، وہ مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ اور (۲)......دوسری زمین ہوا کا قید خانہ یا جیل ہے، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قومِ عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو ہوا کے داروغے کو حکم دیا: ''ان پر ایسی ہوا چلا دے جو انہیں ہلاک کر دے۔'' اس نے عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں ان پر بیل کی ناک جتنی ہوا بھیجتا ہوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ارشاد فرمایا: ''تب تو سب اہلِ زمین ہلاک ہو جائیں گے بلکہ ان پر انگوٹھی جتنی ہوا بھیج۔'' اسی کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتابِ عزیز، قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۲۳۳، ج۴، ص۵۸، دون قولہ: جھنم۔

(۲)......المستدرک، کتاب الاھوال، باب السور الذی ذکرہ اللہ تعالٰی فی القرآن، الحدیث:۸۸۱۳، ج۵، ص۸۲۵۔

(۳)......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی سلاسلھا وغیرذلک، الحدیث:۵۶۲۵، ج۴، ص۲۷۹۔

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ کَالرَّمِیۡمِ ﴿۴۲﴾ (پ۲۷،الذٰریٰت:۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔

(۳)......تیسری زمین میں جہنم کے پتھر ہیں۔(۴)......چوتھی میں جہنم کی گندھک ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا جہنم کی آگ کے لئے بھی گندھک ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جہنم میں گندھک کی وادیاں ہیں، اگر ان میں مضبوط پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی بہہ پڑیں۔(۵)...... پانچویں میں جہنم کے سانپ ہیں، جن کے منہ وادیوں کی طرح ہیں جو کافر کو ایک مرتبہ ڈسیں گے تو اس کے جسم پر گوشت باقی نہ رہے گا۔(۶)......چھٹی زمین میں جہنم کے بچھو ہیں، ان میں سب سے چھوٹا پالان لگے ہوئے خچر کی طرح ہے جو کافر کو ایک ڈنک مارے گا تو اسے جہنم کی گرمی بھول جائے گی اور (۷)......ساتویں زمین میں ابلیس لوہے کے ساتھ جکڑا ہوا ہے، اس کا ایک ہاتھ آگے اور دوسرا پیچھے ہے، جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو آزاد کر دیتا ہے۔''(۱)

جہنمی سانپ اور بچھو:

﴿64﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک ڈسے گا تو وہ اس کی گرمی 70 سال تک محسوس کرے گا اور جہنم میں پالان لگے ہوئے خچروں کی مثل بچھو ہیں ان میں سے کوئی ایک جہنمی کو ڈنگ مارے گا تو وہ اس کی گرمی 40 سال تک محسوس کرے گا۔''(۲)

جہنمی مشروب:

﴿65﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان:

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاھوال، باب کل أرض إلی التی تلیھاالخ، الحدیث:۸۷۹۴، ج۵، ص۸۱۶، بتغیرٍقلیلٍ۔

(۲)......المسندللامام احمدبن حنبل، حدیث عبد اللّٰہ بن الحرث، الحدیث:۱۷۷۲۹، ج۶، ص۲۱۶، ''حرھاسبعین خریفا'' بدلہ ''حموتھااربعین خریفا''۔

كَالْمُهْلِ (پ ۱۵، الکھف:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: چرخ دیئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے۔

کے متعلق مروی ہے: ''وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، جب وہ جہنمی کے چہرے کے قریب ہوگا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔''(۱)

﴿66﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے سروں پر ''حَمِیْم''یعنی کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا اور وہ کھولتا ہوا گرم پانی اس کے جسم کے اندر داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے کاٹ کر قدموں سے نکل جائے گا یہی ''صَھْر'' (یعنی سب کچھ کٹ کر نکل جانا) ہے۔ اور پھر اس کا پیٹ پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔''(۲)

حضرتِ سیِّدُنا ضحاک رَحْمَةُ اللہِ تعَالٰی علَیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین وآسمان پیدا فرمائے، حَمِیْم اس وقت سے لے کر اس دن تک کھولتا رہے گا جب جہنمی اسے پئیں گے اور ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔''

ایک قول یہ ہے کہ حَمِیْم سے مراد وہ حوض ہے جس میں جہنمیوں کی آنکھوں کے آنسو جمع ہوں گے اور وہ انہیں پئیں گے۔

بعض کا قول اس کے برعکس ہے اور جس کا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں بھی ہے:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (پ ۲۶، محمد:۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

﴿67﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ یَّتَجَرَّعُهٗ (پ ۱۳، ابراھیم:۱۶، ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا۔

کے متعلّق مروی ہے: ''وہ پیپ کا پانی اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا اور جب مزید

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار، الحديث: ۲۵۸۰، ص ۱۹۱۱۔

(۲)......المرجع السابق، الحديث ۲۵۸۲۔

اس کے قریب ہوگا تو اس کا چہرہ جل جائے گا اور سر کی کھال اس میں گر جائے گی اور جب اسے پئے گا تو اس کی انتڑیاں کٹ کراس کے پیچھے کے مقام سے نکل جائیں گی۔'' چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (پ۲۶، محمد:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

اور ایک دوسری جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ (پ۱۵،الکھف:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریادرسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے۔[1]

﴿68﴾...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر (جہنمیوں کے) پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔'' [2]

''غَسَّاق'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۙ﴿۵۷﴾ (پ۲۳، ص:۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ۔

اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ بھی فرمانِ عالیشان ہے:

اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا ۙ﴿۲۵﴾ (پ۳۰، النباء:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔

غَسَّاق میں اختلاف:

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما کے نزدیک اس سے مراد وہ شے ہے جو کافر کی جلد سے بہے گی۔[3] جبکہ دوسروں کے نزدیک اس سے مراد جہنمیوں کی پیپ ہے۔[4]

حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کا ایک چشمہ ہے جس کی طرف سانپ، بچھو وغیرہ

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار، الحدیث۲۵۸۳، ص۱۹۱۱۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث۲۵۸۴، ص۱۹۱۲۔

[3] ......الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی شراب اهل النار، تحت الحدیث۵۶۵۴، ج۴، ص۲۸۳۔

[4] ......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام أبی رزین، الحدیث۶، ج۸، ص۲۱۸۔

ہر ڈنک والے جانور کا زہر بہے گا، وہ اس میں جمع ہو جائے گا، پھر آدمی کو لایا جائے گا اور وہ اس میں ایک غوطہ لگائے گا اور اس سے باہر اس حال میں نکلے گا کہ اس کی جلد اور گوشت ہڈیوں سے گر چکا ہو گا بلکہ اس کی جلد اور گوشت اس کی ایڑیوں اور ٹخنوں کے ساتھ لٹک جائے گا اور وہ اپنے گوشت کو اس طرح کھینچے گا جیسے آدمی اپنا کپڑا کھینچتا ہے۔'' (۱)

جہنمیوں کا کھانا:

﴿69﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ۴، آل عمران:۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔'' اور ارشاد فرمایا: ''اگر زَقُّوْم (تھوہڑ یعنی جہنمیوں کی خوراک) کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام اہلِ دنیا کی زندگی کو بدمزہ کر دے، لہٰذا ان کا کیا حال ہو گا جن کا کھانا ہی یہ ہو گا۔'' (۲)

﴿70﴾......ایک روایت میں ہے: ''اور اس کا کیا حال ہو گا جس کا اس کے علاوہ کوئی کھانا نہ ہو گا؟'' (۳)

﴿71﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عبرت نشان ''وَ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ (پ۲۹، مزمل:۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور گلے میں پھنستا کھانا۔'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ کانٹا ہے جو گلے میں اٹک جائے گا نہ اندر داخل ہو گا اور نہ باہر نکلے گا۔'' (۴)

جہنمیوں کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ:

﴿72﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار گھوڑے پر سوار کی 3 دن کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔'' (۵)

---

(۱)......تفسیر الطبری، صٓ، تحت الآیۃ۵۷، الحدیث۲۹۹۹۶، ج۱۰، ص۵۹۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ شراب أھل النار، الحدیث۲۵۸۵، ص۱۹۱۲۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث۴۳۲۵، ص۲۷۴۰۔

(۴)......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المُزَّمِّل، الحدیث۳۹۲۲، ج۳، ص۳۳۷۔

(۵)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث۶۵۵۱، ص۵۴۹۔

کافر کی داڑھ اور کھال کی موٹائی:

﴿73﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ جیسی ہوگی اور اس کی مقعد (یعنی پیچھے کا مقام) قُدَیْد اور مکہ کے درمیانی فاصلے یعنی 3 دن کی مسافت کی راہ جتنی ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی جبار کے گزوں کے حساب سے 42 گز ہوگی۔'' (۱)

جبار کی وضاحت:

جبار ایک یمنی بادشاہ کا نام ہے کہ جس کا گز معروف مقدار کا تھا۔ ابن حبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان کا قول اسی طرح ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ایک عجمی بادشاہ ہے۔ (۲)

﴿74﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کی داڑھ یا کہا کہ اس کا دانت اُحد پہاڑ جتنا ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی 3 دن کی مسافت ہوگی۔'' (۳)

کافر کی ران اور مقعد:

﴿75﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی، ران بیضاء پہاڑ جتنی اور پیچھے کا مقام رَبَذَہ سے 3 دن (یعنی مدینہ اور رَبَذَہ کے درمیان) کی مسافت جتنا ہوگا۔'' (۴)

﴿76﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ کی مثل ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی **70** گز ہوگی اور اس کے بازو بیضاء پہاڑ جتنے ہوں گے اور اس کی ران ورقان (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ) کی مانند ہوں گی اور جہنم میں اس کا بیٹھنے کا مقام میرے اور ربذہ کے درمیانی فاصلے جتنا ہوگا۔'' (۵)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۱۰۹۴۳، ج۳، ص۶۴۰۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی عظم أھل النار وقبحھم فیھا، تحت الحدیث:۵۶۹۳، ج۴، ص۲۸۷۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب النار یدخلھا الجبارون، الحدیث:۷۱۸۵، ص۱۱۷۳۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی عظم اھل النار، الحدیث:۲۵۷۸، ص۱۹۱۱، بتغیرٍ۔

(۵)......المستدرک، کتاب الاھوال، باب ضرس الکافر یوم القیامۃ مثل احد، الحدیث:۸۷۹۷، ج۵، ص۸۱۸۔

﴿77﴾......ایک روایت میں ہے کہ ”جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ ربذہ کی طرح 3 دن کی مسافت ہوگی۔“ (۱)

کافر کی زبان:

﴿78﴾......حضرتِ سیِّدُنا فضل بن یزید رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بے شک کافر اپنی زبان کو ایک دو فرسخ تک گھسیٹے گا اور لوگ اس کی زبان روندیں گے۔“ (۲) (ایک فرسخ 3 میل کا ہوتا ہے)

﴿79﴾......حضرتِ سیِّدُنا اَبُوعَجْلَان مُحَارِبِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کو فرماتے سنا کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بروزِ قیامت کافر اپنی زبان کو دو فرسخ تک کھینچے گا اور لوگ اسے روندرہے ہوں گے۔“ (۳)

کانوں کی لَو سے گردن کا درمیانی فاصلہ:

﴿80﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جہنمیوں کے جسم بڑے ہوجائیں گے یہاں تک کہ ان کے کانوں کی لَو سے کندھے کا درمیانی فاصلہ 700 سال کی مسافت ہوگا اور ان کی کھال کی موٹائی 70 گز ہوگی اور ان کی داڑھ اُحد پہاڑ کی مثل ہوگی۔“ (۴)

﴿81﴾......حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے مجھ سے دریافت فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ جہنم کی وسعت کتنی ہے؟“ میں نے عرض کی: ”نہیں۔“ انہوں نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، خدا کی قسم! تم نہیں جانتے کسی کے کانوں کی لَو اور اس کے کندھے کا درمیانی فاصلہ 70 سال کی مسافت ہے، جس میں پیپ اور خون کی وادیاں بہتی ہیں۔“ میں نے دریافت کیا: ”کیا وہ نہریں ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”نہیں، بلکہ وادیاں ہیں۔“ (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی عظم اهل النار، الحديث: ۲۵۸۷، ص ۱۹۱۱۔

(۲)......المرجع السابق، الحديث: ۲۵۸۰۔

(۳)......شعب الايمان للبيهقی، باب فی أن دارالمؤمنين الجنة، الحديث: ۳۹۴، ج ۱، ص ۳۵۳۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ۴۸۰۰، ج ۲، ص ۲۵۶۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة، الحديث: ۲۴۹۱۱، ج ۹، ص ۴۲۷۔

جہنمیوں کے ہیبت ناک ہونٹ:

﴾82﴿......سرکارِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (پ۱۸، المؤمنون:۱۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آگ اسے بھون دے گی اور اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا لٹک کر اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔''(۱)

﴾83﴿......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس امت کے بعض لوگوں کے جسم بھی (جہنم کی) آگ میں اسی طرح بڑے ہو جائیں گے جیسے اس میں کافر کا جسم بڑا ہو جائے گا۔''(۲)

﴾84﴿......شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے اور میرے بعض امتی (یعنی ان کے جسم) جہنم میں بڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے ایک کنارے جتنے ہو جائیں گے۔''(۳)

اہلِ جہنم میں سب سے کم عذاب:

﴾85﴿......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جسے آگ کے جوتے اور تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے ہنڈیا کھولتی ہے اور وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہوگا۔''(۴)

﴾86﴿......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنمیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب کو ہوگا، انہیں دو جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔''(۵)

......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ طعام اھل النار، الحدیث:۲۵۸۷، ص۱۹۱۲۔
......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی عظم اھل النار وقبحھم فیھا، تحت الحدیث:۵۶، ج۴، ص۲۸۸۔
......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث:۴۳۲۳، ص۲۷۴۰۔
المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث الحارث بن اُقَیش، الحدیث:۱۸۷۸۶، ج۶، ص۲۵۹۔
......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب اَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا، الحدیث:۵۱۷، ص۷۱۷، ''الناس'' بدلہ ''اھل النار''۔
......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب اَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا، الحدیث:۵۱۵، ص۷۱۷۔

اہلِ جہنم کے عذاب میں طبقات:

﴿87﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بعض جہنمیوں کو ٹخنوں تک آگ پکڑ لے گی، بعض کو گھٹنوں تک پکڑ لے گی، بعض کو کمر تک پکڑ لے گی اور بعض کو ہنسلی کی ہڈی تک پکڑ لے گی۔'' (۱)

﴿88﴾......اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب جہنمیوں کو جہنم کی آگ کی طرف ہانکا جائے گا تو وہ انہیں یوں ملے گی کہ جلا دے گی اور ان کی ہڈیوں پر کوئی گوشت نہ چھوڑے گی بلکہ ان کے کُوچوں (یعنی ایڑی کے اوپر پاؤں کے پیچھے موٹے اور سخت پٹھے) تک پہنچ جائے گی۔'' (۲)

جہنمیوں کا جل کر بار بار پہلی حالت پر لوٹ آنا:

﴿89﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ (پ۵، النساء: ۵۶)

ترجمۂ کنز الایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

اور ارشاد فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ! مجھے اس کی تفسیر بتایئے، اگر آپ نے سچ کہا تو میں تصدیق کروں گا اور اگر غلط بولے تو انکار کر دوں گا۔'' انہوں نے عرض کی: ''ابن آدم کی کھال جل جائے گی اور ایک ساعت میں دوبارہ بن جائے گی یا ایک دن میں 6ہزار مرتبہ بنے گی۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''آپ نے سچ کہا۔'' (۳)

﴿90﴾......حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۰ھ) نے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''ہر روز انہیں 70ہزار مرتبہ آگ کھائے گی، جب بھی وہ انہیں کھائے گی تو ان سے کہا جائے گا (پہلی حالت پر) لوٹ آؤ تو وہ پہلی حالت پر لوٹ آئیں گے۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جهنم أعاذنا اللّٰه منها، الحديث: ٧١٧٠، ص١١٧٢۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحديث ٢٧٨، ج١، ص٩٢۔

(۳)......الترغيب والترهيب، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تفاوتهم في العذاب......الخ، الحديث: ٥٦٨١، ج٤، ص١٩١۔

(۴)......الترغيب والترهيب، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تفاوتهم في العذاب......الخ، الحديث: ٥٦٨٢، ج٤، ص١٩١۔

جہنمی و جنتی سے ایک سوال:

﴿91﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی ہوں گی اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: ''اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا تو نے کبھی کوئی نعمت پائی تھی؟'' تو وہ کہے گا: ''نہیں! اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تیری قسم!'' پھر اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں رہا ہوگا اور اسے جنت کا ایک چکر لگوا کر پوچھا جائے گا: ''اے ابن آدم! کیا تجھے دنیا میں کوئی تکلیف پہنچی؟ کیا تو نے کبھی کوئی سختی پائی؟'' تو وہ کہے گا: ''نہیں، بخدا! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! نہ تو کبھی مجھے کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہی کبھی کوئی سختی۔'' (۱)

جہنمیوں کی گریہ وزاری:

﴿92﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں پر آہ وبکا طاری کی جائے گی اور وہ اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہرے پر گڑھے پڑ جائیں گے اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو چلنے لگیں۔'' (۲)

﴿93﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اے لوگو! رویا کرو، اگر رو نہ سکو تو رونے جیسی صورت بنا لیا کرو، اس لئے کہ جہنمی جہنم میں روئیں گے یہاں تک کہ اُن کے آنسو رخساروں پر بہنے لگ جائیں گے گویا کہ وہ نہریں ہوں، آنسو ختم ہو جائیں گے تو (خون کے) آنسو بہنے لگیں گے اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔'' (۳)

......صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، بَاب صَبْغِ اَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ، الحدیث۷۰۸۸، ص۱۱۶۷۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحدیث۴۳۲۴، ص۲۷۴۰۔

......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث۴۱۳۴، ج۳، ص۴۰۶، "خُدُوْدِهِمْ" بدله "وَجُوْهِهِمْ"۔

چوتھا باب: جنت اور اس کی نعمتیں

﴿1﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اسے محسوس نہ کر سکے گا۔'' (1)

جنتی کا استقبال اور اُس کی مہمان نوازی:

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق استفسار کیا:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (پ۱۶، مریم: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وفد تو سواروں کے قافلہ کو کہتے ہیں؟'' تو شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب متقی لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انہیں ایسی سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے، ان کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمک رہے ہوں گے، ان کا ہر قدم تاحدِّ نگاہ ہوگا، وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے، وہاں سونے کی تختیوں پر سرخ یاقوت کا حلقہ ہوگا، وہاں جنت کے دروازے پر ایک درخت ہوگا جس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے، جب وہ ایک چشمہ سے پئیں گے تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی آجائے گی اور جب وہ دوسرے سے وضو کریں گے تو ان کے بال کبھی پراگندہ نہ ہوں گے۔

اس کے بعد وہ سونے کے تختے پر حلقہ کو ماریں گے۔ اے علی! کاش! تم اس حلقے کی آواز سنتے۔ وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور اسے معلوم ہوجائے گا کہ اس کا خاوند آ گیا ہے لہٰذا وہ جلدی کرے گی اور اپنے خادم کو بھیجے گی، وہ اس کے لئے دروازہ کھولے گا، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی پہچان نہ کرائی ہوتی تو وہ شخص نور اور رونق دیکھ کر اس خادم

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

کے لئے سجدہ میں گر جاتا۔

خادِم اس سے عرض کرے گا: ''میں آپ کا خادم ہوں، آپ کی خدمت میرے سپرد کی گئی ہے، وہ متقی اس کے پیچھے پیچھے چل دے گا اور اپنی زوجہ کے پاس جائے گا، وہ جلدی کرے گی اور خیمے سے باہر آ کر اس متقی سے معانقہ کرے گی، پھر عرض کرے گی: ''آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوبہ ہوں، میں آپ سے خوش ہوں اور کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں نرم ونازک ہوں، کبھی کسی پریشانی کا باعث نہ بنوں گی، میں ہمیشہ رہنے والی ہوں، مجھ پر کبھی موت نہ آئے گی۔''

پھر وہ متقی ایک ایسے مکان میں داخل ہوگا جس کے فرش سے چھت تک کی اونچائی ایک لاکھ گز ہوگی، وہ موتیوں اور یاقوت کے پتھروں سے بنایا گیا ہوگا، سرخ، سبز اور زرد راستے ہوں گے لیکن کوئی راستہ دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا، وہ مزین تخت پر آئے گا، جس پر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر 70 بستر ہوں گے، ہر بستر پر 70 بیویاں اور ہر بیوی پر 70 لباس ہوں گے، ان لباسوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، وہ ایک رات کی مقدار تک ان سے جماع کرے گا۔

ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بعض پانی کی ہوں گی جو صاف شفاف ہوں گی، ان میں کسی قسم کا گدلا پن نہ ہوگا، بعض دودھ کی ہوں گی کہ جن کا ذائقہ کبھی متغیر نہ ہوگا، نیز وہ دودھ جانوروں کی کھیریوں (یعنی تھنوں کے اوپر کے گوشت) سے نہیں نکالا گیا ہوگا، بعض نہریں خالص شہد کی ہوں گی جو شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکالا گیا ہوگا، بعض نہریں پینے والوں کی لذت کی خاطر شرابِ طہور کی ہوں گی کہ جنہیں لوگوں نے اپنے قدموں سے نچوڑ کر نہیں بنایا ہوگا۔

جب ان جنتیوں کو کھانے کی خواہش ہوگی تو ان کے پاس سفید رنگ کے پرندے آئیں گے، جو اپنے پر اوپر اٹھائیں گے تو وہ ان کے پہلوؤں سے جس قسم کا گوشت چاہیں گے کھائیں گے۔ پھر وہ پرندے اڑ کر چلے جائیں گے، جنت میں پھل لٹک رہے ہوں گے، جنتی جب انہیں کھانا چاہے گا تو وہ ٹہنیاں اس کی طرف جھک جائیں گی اور وہ جس قسم کا پھل کھانا چاہیں گے کھائیں گے، اگر چاہیں گے تو کھڑے ہوکر، اگر چاہیں گے تو بیٹھ کر اور اگر چاہیں گے تو ٹیک لگا کر اور یہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ (پ۲۷،الرحمن:۵۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔

نیز ان کے سامنے خادم ایسے ہوں گے جیسا کہ موتی ہوں۔'' (۱)

دو دفعہ صور پھونکنے کی درمیانی مدّت:

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''دو دفعہ صور پھونکنے کا درمیانی وقفہ 40 سال ہے، پھر آسمان سے بارش نازل ہوگی تو انسان اس طرح نکل آئیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے، حالانکہ ایک ہڈی کے علاوہ انسان کے تمام اعضاء گل چکے ہوں گے اور وہ **''عَجْبُ الذَّنَب''** (۲) (یعنی ایک نرم ہڈی)'' ہے کہ قیامت کے دن اسی پر انسان کی تخلیق مکمل کی جائے گی۔'' (۳)

﴿4﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مردہ اُنہیں کپڑوں میں اُٹھایا جائے گا جن میں وہ مرے گا۔'' (۴)

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۷، ج۶، ص۳۱۵۔
جمع الجوامع، مسند علی، الحدیث:۶۰۵، ج۱۳، ص۱۱۹۔

(۲)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان مراۃ المناجیح، جلد7، صفحہ 355 پر فرماتے ہیں: ''عَجْبُ الذَّنَب کے لفظی معنی ہیں دم کچھ عجب بمعنی اصل ذنب بمعنی دم جانور کی دم اس ہڈی کے کنارہ سے شروع ہوتی ہے اس کا نام ہے ریڑھ کی جو گردن سے شروع ہوتی ہے چوتڑ پر ختم ہوتی ہے اسی پر انسان بیٹھتا ہے یہ اس کے لیے ایسی ہے جیسے دیوار کے لیے بنیاد اگر یہاں یہ ہی ہڈی مراد ہے تو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ یہ ہڈی جلد فنا نہیں ہوتی اسے خاک سو برس کے بعد گلاتی ہے اور اگر اس سے مراد ہیں اجزاء اصلیہ جو انسان کی جسم کی اصل ہیں تو وہ واقعی کبھی نہیں فنا ہوتے یہ ایسے باریک اجزاء ہیں جو خوردبین سے بھی دیکھنے میں نہیں آتے انہیں انگریزی میں ایٹم کہتے ہیں۔ عربی میں اجزاء لا یتجزی انسان جل جاوے اسے شیر کھا جاوے اور پاخانہ بن کر اس کے پیٹ سے نکل جاوے وہ اجزاء ویسے ہی رہتے ہیں حتی کہ غذا خون نطفہ میں یہ اجزاء ہوتے ہیں انہیں اجزاء سے انسان پہلے بھی بنا تھا اور آئندہ بھی بنے گا اس لیے ہم بڈھے کو کہتے ہیں کہ یہ وہ ہی ہے جو پہلے بالشت بھر کا بچہ بلکہ نطفہ تھا وہ ہی کیسے کہا جاتا ہے انہیں اصلی اجزاء کو، یہ خوب یاد رہے زائد اجزا میں فرق ہوتا رہتا ہے کہ بیماری میں گل کر نکل جاتے ہیں آدمی دبلا ہو جاتا ہے۔ عیش میں اور اجزاء بڑھ جاتے ہیں مگر اصل اجزاء اسی طرح رہتے ہیں۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ما بین النفختین، الحدیث:۲۹۵۵، ص۱۱۹۰، ''لَا یَبْلَی'' بدلہ ''اِلَّا یَبْلَی''۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب مَا یُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِیرِ ثِیَابِ الْمَیِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ، الحدیث:۳۱۱۴، ص۱۴۵۸۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حضرت سیِّدُنا حافظ زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: اہلِ لغت میں سے معتبر علما کا قول ہے کہ اس فرمان میں کپڑوں سے مراد اس کے اعمال ہیں۔ علامہ ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے: ''بندہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر مرا۔''(1) اس کے متعلق علامہ ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ یہاں کفن مراد ہے تو ان کے قول کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے کہ کسی کے مرنے کے بعد ہی اسے کفن دیا جاتا ہے۔ حدیثِ پاک کے راوی حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فعل اس حدیثِ پاک کو ظاہری معنٰی پر رکھنے پر دلالت کرتا ہے کہ میت کو انہیں کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اس کی موت ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ ''لوگ بے لباس اُٹھائے جائیں گے۔''(2)

یہ اور ماقبل حدیثِ پاک کا یہاں پر تذکرہ خلافِ موضوع ہو گیا ہے بہرحال ان دو احادیث میں بہت سے فوائد ہیں۔

﴿5﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے لوگوں کو جنت کی طرف ایک گروہ کی شکل میں لے جایا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت کے ایک دروازے کے پاس پہنچیں گے اور اس کے پاس ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے دو چشمے بہہ رہے ہوں گے، وہ ان میں سے ایک کی طرف جھک جائیں گے گویا انہیں اس کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہو اور وہ اس سے پئیں گے تو ان کے جسموں سے گندگی وغیرہ ختم ہو جائے گی، پھر وہ دوسرے چشمے کا قصد کریں گے اور اس سے وضو وغیرہ کریں گے تو ان پر نعمتوں کی تروتازگی آجائے گی، اس کے بعد ان کے بدن کبھی متغیر نہ ہوں گے اور نہ ہی کبھی ان کے بال پراگندہ ہوں گے گویا ان پر تیل لگایا گیا ہو۔ پھر وہ جنت کے دربان کے پاس پہنچیں گے تو جنت کا دربان کہے گا:

سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡہَا خٰلِدِیۡنَ ﴿۷۳﴾ (پ۲۴، الزمر: ۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب الْاَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی عِنْدَ الْمَوْتِ، الحدیث:۷۲۳۲، ص۱۱۷۶۔

(2)......المعجم الکبیر، الحدیث:۹۱، ج۲۴، ص۳۴۔

الترغیب والترھیب، کتاب البعث، فصل فی النفخ فی الصور، تحت الحدیث:۵۴۸۶، ج۴، ص۲۱۲۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ان کی ملاقات ایسے خدمت گزار لڑکوں سے ہوگی جوان کے پاس آئیں گے جیسا کہ دنیا میں لڑکے اپنے گھرے دوست کے قریب آتے ہیں یعنی ایسے قریب آتے ہیں جیسے وہ کہ جو دور سے آیا ہو۔ وہ عرض کریں گے: ''آپ کو اس عزت وکرامت کی خوشخبری ہو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا: اس کے بعد ان لڑکوں میں سے ایک، حُورِعِیْن میں سے اس کی کسی زوجہ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا: ''فلاں صاحب جو دنیا میں فلاں نام سے پکارے جاتے تھے تشریف لا چکے ہیں۔'' وہ پوچھے گی: ''کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟'' وہ بتائے گا: ''ہاں میں نے انہیں دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔'' چنانچہ، ان میں سے ایک خوشی سے اٹھے گی یہاں تک کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی، جب وہ اپنے گھر کے دروازے تک پہنچے گا تو اس کی بناوٹ میں استعمال ہونے والی ہر چیز کو دیکھے گا، وہاں موتی ہوں گے، جن کے اوپر رنگ برنگے سبز، زرد اور سرخ محل ہوں گے، پھر اس کی چھت کی طرف سر اٹھائے گا تو وہ بجلی کی مثل ہوگا کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس (یعنی دیکھنے) کی قدرت نہ دیتا تو اس کی نگاہیں چلی جاتیں، پھر اپنا سر نیچے کرے گا اور اپنی بیویوں کو دیکھے گا:

وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور چنے ہوئے کوزے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یہ کُوْب کی جمع ہے اور اِس سے مراد ایسا آب خورہ ہے جس کے ساتھ اسے اٹھانے والا کنڈا نہیں ہوتا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ایسا کوزہ ہے جس کی ٹونٹی نہ ہو اور جس کی ٹونٹی ہو اسے ''اِبْرِیْق یعنی لوٹا'' کہتے ہیں۔

وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۵) ترجمۂ کنز الایمان: اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

نَمَارِق سے مراد بستر ہیں۔

وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۶) ترجمۂ کنز الایمان: اور پھیلی ہوئی چاندنیاں۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یعنی بیش قیمت چٹائیاں اور وہ ان نعمتوں کو دیکھیں گے پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جائیں گے۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (پ۸،الاعراف:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

اس کے بعد ایک ندا دینے والا ندا دے گا: ''تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں، تم ہمیشہ رہو گے کبھی کوچ نہ کرو گے اور تم ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔'' (۱)

جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ:

﴿6﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمّت میں سے 70 ہزار یا 7 لاکھ افراد ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان میں سے پہلا اس وقت تک داخل نہ ہو گا جب تک کہ آخری بھی داخل نہ ہو جائے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔'' (۲)

﴿7﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہو گا اس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گی اور جو ان کے بعد جائے گا وہ آسمان میں بہت زیادہ چمک دار ستارے کی طرح ہو گا، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے اور نہ ہی تھوکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی اور پسینہ مشک کا ہو گا اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہو گا، ان کی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ان سب کے اخلاق ایک ہی جیسے ہوں گے، وہ اپنے باپ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صورت پر ہوں گے اور ان کا قد آسمان میں 60 گز کے برابر ہو گا۔'' (۳)

﴿8﴾......ایک روایت میں ہے: ''ہر جنتی کی دو ایسی بیویاں ہوں گی کہ جن کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اندر سے نظر

(۱)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۸، ج۶، ص۳۱۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب الدَّلِیْلِ عَلٰی دُخُوْلِ طَوَائِف......الخ، الحدیث:۵۲۶، ص۷۱۸۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب اَوَّلُ زُمْرَۃٍ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَلٰی......الخ، الحدیث:۷۱۴۹، ص۱۱۷۰۔

آئے گا، ان کے درمیان نہ تو کبھی کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض پایا جائے گا، ان کے دل ایک جیسے ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کریں گی۔'' (۱)

جنت میں داخل ہوتے وقت جنتیوں کی عمریں:

﴿9﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنتی جُرد مُرد (یعنی جسم پر بال نہ ہوں گے اور داڑھی بھی نہ ہوگی)، سفید رنگت والے، گھنگریالے بالوں والے اور سرمہ ڈالے ہوئے 33 سال کی عمر کے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ سب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خلقت پر ہوں گے، 9 گز چوڑے اور 60 گز لمبے۔'' (۲)

﴿10﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نامکمل (یعنی جسمانی خدوخال کے مکمل ہونے سے قبل پیدا ہونے والے) بچے اور بہت بوڑھے اور اس کی درمیانی عمر میں فوت ہونے والے سب لوگوں کو (بروزِ قیامت) 33 سال کا اٹھایا جائے گا اور اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہوں گے تو وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نشانی، حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صورت اور حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قلب پر ہوں گے اور اگر جہنمی ہوں گے تو پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے اور پھیلے ہوئے ہوں گے۔'' (۳)

ادنیٰ واعلیٰ جنتی کا مقام:

﴿11﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ''اہلِ جنت میں سب سے ادنیٰ مقام کس کا ہوگا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ شخص ہوگا جو دیگر تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں کیسے داخل ہو جاؤں حالانکہ لوگ تو پہلے ہی اس کے محلات اور مناصب ومراتب پر فائز ہو چکے ہیں۔'' اسے کہا جائے گا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرے لئے کسی دنیوی بادشاہ کی مملکت کی مثل سلطنت ہو؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔'' تو اللہ

(۱)......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة الخ، الحدیث ۳۲۴۶/۳۲۴۵، ص ۲۶۳۔

(۲)......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الجنة، ما ذکر فی صفة الجنة الخ، الحدیث: ۵۳، ج ۸، ص ۷۵، بتغیرٍ۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۶۴، ج ۲۰، ص ۲۸۰۔

عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل مزید ہے اور پانچویں مرتبہ پر وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''یہ تیرے لئے ہے اور اس کی مثل 10 گنا ہے، نیز تیرے لئے ہر وہ شے ہے جو تیرے دل کو اچھی لگے اور جو تیری آنکھوں کو بھائے۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔''

پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریافت فرمایا: ''اور جن لوگوں کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا وہ کون ہوں گے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام واکرام کی نوازشیں میں نے اپنے دستِ قدرت سے کرنا چاہیں اور پھر ان پر مہر ثبت کردی کہ ان انعامات ونوازشات کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔'' (۱)

﴿12﴾......ایک روایت میں ہے کہ ادنیٰ مرتبہ والے کے متعلق مروی ہے: ''جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ بھی ہے اور اس کی مثل مزید 10 گنا۔'' وہ عرض کرے گا: ''مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔'' (۲)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''سوائے ایک شخص کے جو دنیا کے 3 دنوں کی مقدار تک خواہش کا اظہار کرتا رہے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ وہ چیزیں عطا کرے گا جس کا اسے علم بھی نہ ہوگا، پس وہ سوال اور تمنا کرتا رہے گا اور جب فارغ ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ ہے جس کا تو نے سوال کیا۔''

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ اس کی مثل 10 گنا ہے۔'' پھر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ''آپ وہ حدیثِ پاک بیان کریں جو آپ نے سنی اور میں وہ بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی ہے۔'' (۳)

﴿14﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بابرکت نشان ہے: ''ادنیٰ جنتی کا مقام وہ

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اَدْنَی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً فِیھَا، الحدیث:۴۶۵،ص۷۱۲۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۴۶۴۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۷۰۵،ج۴،ص۱۴۹۔

ہوگا کہ اس کی سلطنت ہزار سال کی مسافت تک وسیع ہوگی اور اپنی سلطنت میں موجود کسی دور کی شے کو بھی ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب کی شے کو دیکھے گا جیسے وہ اپنی بیوی اور خادموں کو دیکھ رہا ہو۔'' (۱)

﴿15﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل مقام والا جنتی ہر روز دو مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرے گا۔'' (۲)

﴿16﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے ادنیٰ جنتی کا مقام یہ ہے کہ اس کے 80 ہزار خدّام ہوں گے اور 72 بیویاں ہوں گی اور اس کے لئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا اتنا طویل قبہ کھڑا کیا جائے گا جتنا جَابِیَہ اور صَنْعَاء کا درمیانی فاصلہ ہے۔'' (۳)

﴿17﴾...... دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمام جنتیوں میں سب سے کم درجہ والے جنّتی کی خدمت 10 ہزار خدّام کریں گے اور ہر خادم کے ہاتھ میں دو پلیٹیں ہوں گی، ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی، ہر ایک میں دوسرے سے مختلف رنگ کا کھانا ہوگا، وہ دوسری سے بھی ایسے ہی کھائے گا جیسے پہلی پلیٹ سے کھائے گا اور دوسری سے بھی ویسی ہی خوشبو اور لذت پائے گا جیسی پہلی سے پائے گا، پھر یہ سب ایک ڈکار ہوگا جیسا کہ عمدہ کستوری کی خوشبو، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔'' (۴)

خدّام کی تعداد میں اختلاف:

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ان احادیثِ مبارکہ میں کوئی اختلاف نہیں: ایک روایت میں ہے کہ ''جنّتی کے 80 ہزار خدّام ہوں گے۔'' (۵) اور دوسری میں ہے کہ ''10 ہزار خدّام اس

---

(۱)...... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۴۶۲۳، ج۲، ص۲۲۷۔

(۲)...... المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الجنۃ، ما ذُکِرَ فِی صِفَۃِ الْجَنَّۃِ وَمَا......الخ، الحدیث: ۷، ج۸، ص۷۴۔

(۳)...... جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، بَاب مَاجَاءَ مَالِاَدْنَی اَهْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ الْكَرَامَۃِ، الحدیث: ۲۵۶۲، ص۱۹۰۹۔

(۴)...... المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔

الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللّٰہ عزوجل، الحدیث: ۱۵۳۴، ص۵۳۶۔

(۵)...... جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، بَاب مَاجَاءَ مَالِاَدْنَی اَهْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ الْكَرَامَۃِ، الحدیث: ۲۵۶۲، ص۱۹۰۹۔

کی خدمت کریں گے۔''[1] اور ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ'' ہر روز صبح شام اس کے پاس 15 ہزار خدّام حاضر ہوں گے۔''[2] ہوسکتا ہے جنّتی کے 80 ہزار خدّام ہی ہوں، ان میں سے 10 ہزار اس کے پاس ہر وقت حاضر رہیں اور 15 ہزار صبح کے وقت اس کے پاس حاضر ہوں۔[3]

میں (یعنی حضرتِ سیِّدُنا ابنِ حجر مکی ہیتمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) کہتا ہوں:'' اس میں کوئی مانع نہیں کہ ادنیٰ جنتیوں کے مراتب بھی ان کی مناسبت سے ہوں یعنی اس کا ادنیٰ درجہ پر فائز ہونا اس کی قوم یا امت کے اعتبار سے ہو کہ جو قوم یا امت کسی دوسری امت کے اوصاف سے مختلف اوصاف کی حامل ہوگی (اسی اعتبار سے ادنیٰ واعلیٰ ہونے میں مختلف ہوگی)۔ اور شاید یہی توجیہ زیادہ اولیٰ (یعنی بہتر) ہے اور احادیثِ مبارکہ میں وارد تعداد کے ظاہری اختلاف کو اسی توجیہ پر جمع کیا جائے جیسا کہ غور وفکر کرنے والا جانتا ہے۔

جنت کے بالاخانے:

﴿18﴾......حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' اہلِ جنت اپنے اوپر بالاخانے والوں کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دور سے چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو کیونکہ بعض کے درجات بعض سے زائد ہوں گے۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی:'' یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے درجات ہوں گے کہ کوئی دوسرا جن کا مالک نہ ہوگا؟'' ارشاد فرمایا:'' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔''[4]

﴿19﴾......ایک روایت میں ہے:'' (اہلِ جنت اپنے اوپر بالاخانے والوں کو یوں دیکھیں گے) جیسے تم غروب ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔''[5]

﴿20﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' جنت میں ایسے بالاخانے

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔

[2] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث:۲۰۷، ج۶، ص۳۶۲۔

[3] ......الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فیما لأدنی أھل الجنة فیھا، تحت الحدیث:۵۷۱۰، ج۴، ص۳۰۶۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب تَرَائِی اَھْلِ الْجَنَّةِ اَھْلَ الْغُرَفِ، الحدیث:۷۱۴۴، ص۱۱۷۰، بتغیرٍ۔

[5] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحدیث:۶۵۵۶، ص۵۴۹۔

ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر کا باہر سے نظر آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اُن لوگوں کے لئے تیار فرمایا ہے جو کھانا کھلائیں، سلام کو عام کریں اور رات کو نماز پڑھیں جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔'' (١)

جنت کے دَرَجات میں فاصلہ:

﴿21﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں 100 درجے ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار فرمایا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔'' (٢)

﴿22﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں 100 درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان 100 سال کی مسافت جتنا ہے۔'' (٣)

جنت کی بناوٹ:

﴿23﴾......(صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن فرماتے ہیں:) ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں جنت کے بارے میں بتایئے کہ اس کی بناوٹ کیسی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے، اس کا گارا مشک کا ہے اور کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں، اس کی مٹی زعفران کی ہے، جو اس میں داخل ہوگا نعمتیں پائے گا اور رنجیدہ نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا کبھی نہ مرے گا، اس کے کپڑے میلے نہ ہوں گے اور نہ ہی کبھی اس کی جوانی ختم ہوگی۔'' (٤)

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور اس کے درجے یاقوت اور موتیوں کے ہیں۔''

مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''ہم بیان کرتے تھے کہ جنت کی نہروں کی کنکریاں موتیوں کی ہیں اور مٹی زعفران

١......الاحسان بترتیب......، کتاب البر والإحسان، باب إفشاء السلام وإطعام الطعام، الحدیث: ٥٠٩، ج١، ص٣٦٣۔

٢......صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدین فی سبیل اللّٰه، الحدیث: ٢٧٩٠، ص٢٢٥۔

٣......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة درجات الجنة، الحدیث: ٢٥٢٩، ص١٩٠٦۔

٤......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة الجنة ونعیمها، الحدیث: ٢٥٢٦، ص١٩٠٥۔

کی ہے۔'' (۱)

﴿25﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو جنت میں داخل ہوگا وہ اس میں زندہ رہے گا کبھی نہ مرے گا، اس میں نعمتیں پائے گا کبھی غمگین نہ ہوگا، اس کے کپڑے کبھی میلے نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی فنا ہوگی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی بناوٹ کیسی ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے، اس کا گارا کستوری کا اور مٹی زعفران کی ہے اور کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں۔'' (۲)

جنتِ عدن:

﴿26﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اس میں پھل لگائے اور اس میں وسیع نہریں بنائیں، پھر اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''مجھ سے بات کر۔'' تو اس نے عرض کی: ''بے شک مؤمنین کامیاب ہوگئے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! کوئی بخیل تیرے اندر میرا قرب حاصل نہ کر سکے گا۔'' (۳)

﴿27﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنتِ عدن کی اینٹیں سفید موتی، سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کی ہیں، اس کا گارا کستوری کا، گھاس زعفران کی، کنکر موتیوں کے اور مٹی عنبر کی ہے۔'' (۴)

جنت کی زمین اور صحن:

﴿28﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی زمین سفید ہے، اس کا صحن کافور کی چٹانوں سے بنا ہوا ہے اور کستوری نے ریت کے ٹیلوں کی طرح اسے گھیرا ہوا ہے، اس

(۱)...... کتاب الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الجنة وصفتها، الحدیث: ۲۱۰۲۹، ج۱۰، ص۳۴۷۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۱۲، ج۶، ص۳۱۸۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۷۲۳، ج۱۲، ص۱۱۴۔

(۴)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۲۰، ج۶، ص۳۱۹۔

میں نہریں رواں ہیں، وہاں تمام اعلیٰ وادنی جنّتی اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کو تعارف کرائیں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ رحمت کی ہوا بھیجے گا تو ان پر کستوری سے معطر ہوا چلے گی، پھر ایک شخص اپنی بیوی کے پاس پلٹے گا تو اس کی خوبصورتی اور خوشبو میں اضافہ ہو چکا ہوگا، وہ عرض کرے گی: ''جب آپ میرے پاس سے گئے تھے میں تب بھی آپ سے محبت کرتی تھی اور اب تو میں آپ سے اور زیادہ محبت کرنے لگی ہوں۔''(۱)

جنت کی چراگاہیں:

﴿29﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں لوٹنے پوٹنے کی کستوری کی ایسی جگہیں ہیں جیسی دنیا میں تمہارے جانوروں کے لئے (مٹی کی ہوتی) ہیں۔''(۲)

جنتی خیمہ:

﴿30﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''مومن کے لئے جنت میں کھوکلے موتی سے بنا ہوا ایک خیمہ ہے کہ جس کی لمبائی آسمان میں 60 میل ہے، اس میں مومن کے گھر والے ہوں گے، جن کے پاس وہ چکر لگائے گا، لیکن ان میں سے بعض بعض کو نہ دیکھیں گے۔''(۳) (یعنی دیگر جنتی ان کے اہل خانہ کو نہ دیکھیں گے)

﴿31﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اس کی چوڑائی 60 میل ہے۔''(۴)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ ''وہ خیمہ کھوکلے موتی کا ہوگا، جس کی لمبائی چوڑائی تین میل ہے اس کے 4 ہزار سونے کے (دروازے کے) پٹ ہیں۔''(۵)

﴿33﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کے اردگرد قناتیں ہوں گی جن کی گولائی 150 میل ہوگی، اس کے پاس ہر

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۲۸، ج۶، ص۳۲۱۔
......المعجم الاوسط، الحدیث۱۷۶۱، ج۱، ص۴۷۷۔
......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب فِی صِفَۃِ خِیَامِ الْجَنَّۃ، الحدیث۷۱۵۸، ۷۱۶۰، ص۱۱۷۱۔
......المرجع السابق، الحدیث۷۱۵۹۔
......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۳۲، ج۶، ص۳۸۵۔

دروازے سے ایک فرشتہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تحفہ لے کر آئے گا۔'' (۱)

﴿34﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دیتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابو مالک اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کن کے لئے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''جو اچھی بات کہے، کھانا کھلائے اور رات عبادت میں گزارے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔'' (۲)

جنتی سفید موتیوں کا محل:

﴿35﴾......سیدعالم، نورمجسم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے متعلق دریافت کیا گیا:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ (پ۱۰، التوبۃ:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں۔

تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں سفید موتیوں کا ایک محل ہے جس میں سرخ یاقوت کے 70 گھر ہیں، ہر گھر میں سبز زمرد کے 70 کمرے ہیں، ہر کمرے میں 70 پلنگ ہیں، ہر پلنگ پر ہر رنگ کے 70 بستر ہیں، ہر بستر پر ایک عورت ہے، نیز ہر کمرے میں 70 دستر خوان بھی ہیں، ہر دستر خوان پر 70 رنگ کے کھانے ہیں اور ہر کمرے میں 70 غلام اور خادمائیں ہیں، مومن کو اتنی قوت عطا کی جائے گی کہ وہ صبح کے ایک ہی وقت میں ان سب کے پاس آئے گا۔'' (۳)

جنتی نہریں:

﴿36﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''جنت میں کوثر نامی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور وہ موتیوں اور یاقوت پر بہتی ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔'' (۴)

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۳۲۵، ج۶، ص۳۸۵۔

......المستدرک، کتاب صلاۃ التطوع، باب صلاۃ الحاجۃ، الحدیث۱۲۴۴، ج۱، ص۶۳۱۔

......المعجم الکبیر، الحدیث۳۵۴، ج۱۸، ص۱۶۱، دون قولہ "بیضاء"۔

......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الکوثر، الحدیث:۳۳۷۲، ص۱۹۹۷۔

﴿37﴾...... ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں جیسی ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''وہ تو بڑی نعمت میں ہیں۔'' تو حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کو کھانے والے ان سے زیادہ نعمت میں ہوں گے۔'' (۱)

﴿38﴾...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کی نہریں ایک ٹیلے یا کستوری کے پہاڑ کے نیچے سے نکلتی ہیں۔'' (۲)

﴿39﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''جنت کی زمین چاندی سے بنے ہوئے سفید سنگِ مرمر کی ہے گویا کہ وہ آئینہ ہو اور اس کی روشنی ایسی ہے جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہوتی ہے اور اس کی نہریں ایک تسلسل سے بہتی ہیں، ان کے بہنے کی نالیاں مخصوص نہیں پھر بھی وہ اِدھر اُدھر نہیں بہتیں اور جنت کے حلے ایک ایسے پھلدار درخت پر ہوں گے گویا وہ انار ہوں، جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست حلہ پہننے کا ارادہ کرے گا تو وہ پھل اپنی ٹہنی سے ٹوٹ کر اس کے پاس آ کر پھٹ جائے گا، اس میں 70 رنگ کے مختلف حُلّے ہوں گے، (جنتی اپنی مرضی کا حلہ پہن لے گا) پھر بند ہو کر واپس اپنی جگہ لوٹ جائے گا۔'' (۳)

﴿40﴾...... سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایک دریا پانی کا ہے، ایک شہد کا اور ایک شراب کا، پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔'' (۴)

﴿41﴾...... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جنتی نہریں زمین کھود کر بنائی گئی ہیں، نہیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ زمین کی سطح پر بہتی ہیں، ان کا ایک کنارہ موتی کا اور دوسرا یاقوت کا ہے اور ان کی مٹی مہکنے والی کستوری کی ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔'' (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، بَاب مَاجَاء فِی صِفَۃِ طَیْرِ الْجَنَّۃِ، الحدیث۲۵۴۲، ص۱۹۰۷۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب وصف الجنۃ واھلھا، الحدیث۷۳۶۵، ج۹، ص۲۴۹۔

(۳)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۱۴۴، ج۶، ص۳۴۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ انھار الجنۃ، الحدیث۲۵۷۱، ص۱۹۱۰۔

(۵)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۶۸، ج۶، ص۳۳۴۔

جنتی درخت:

﴿42﴾......سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار 100 سال بھی چلتا رہے تو سایہ طے نہ کر سکے گا، اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھو:

وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ (پ۲۷، الواقعہ: ۳۰، ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں۔[1]

وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی تفسیر:

﴿43﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں تیز رفتار سدھائے ہوئے گھوڑے پر سوار 100 سال تک بھی چلتا رہے تو سایہ طے نہ کر سکے گا۔''[2]

﴿44﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے،''وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ'' سے یہی مراد ہے۔''[3]

﴿45﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:''اَلظِّلُّ الْمَمْدُوْد'' جنت میں ایک ایسا تن آور درخت ہے جس کے سائے تلے ایک تیز رفتار سوار اس کے قرب وجوار میں 100 سال تک چلتا رہے۔ بالاخانوں والے اور دیگر اہلِ جنت اس کے سائے میں بیٹھ کر گفتگو کریں گے اور بعض خواہشات کا اظہار کریں گے، بعض دنیاوی لھو و لعب یاد کریں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا جو تمام دُنیوی کھیل کود کے ساتھ اس درخت کو حرکت دے گی (تاکہ وہ دنیوی کھیل کود کے نعم البدل سے لذّت پائیں)۔''[4]

شجرِ طوبیٰ:

﴿46﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''طوبیٰ درخت کی جڑیں اخروٹ کے درخت کی جڑ کی طرح ہیں، اس کا ایک ہی تنا اُگتا ہے، پھر اوپر سے پھیل جاتا ہے، اس کی جڑ کی موٹائی اتنی زیادہ

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الواقعۃ، الحدیث: ۴۸۸۱، ص ۴۱۸۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث: ۶۵۵۳، ص ۵۴۹۔

[3] ......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ شجر الجنۃ، الحدیث: ۲۵۲۴، ص ۱۹۰۵۔

[4] ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث: ۴۵، ج۶، ص ۳۲۸۔

ہے کہ اگر 5 سال کا اونٹ اس پر سفر شروع کر دے تو اسے طے نہ کر سکے حتی کہ بڑھاپے سے اس کی گردن ٹوٹ جائے اور اس کے انگوروں کا بڑا خوشہ سفید داغوں والے ایسے سیاہ (یعنی چتکبرے) کوّے کی ایک ماہ کی مسلسل مسافت جتنا ہے کہ جو نہ تو تھک کر گرے، نہ اِدھر اُدھر بھٹکے، نہ رفتار میں سستی کا مظاہرہ کرے اور اس کا دانہ بڑے ڈول جتنا ہے۔'' (۱)

جنتی پھل:

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان عالیشان:

وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ (پ۲۹، الدھر: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور اسکے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہونگے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ جنتی جنت کے پھل کھڑے ہو کر، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر ٹیک لگا کر کھائیں گے۔'' (۲)

جنتی کھجور:

﴿48﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ جنتی کھجور کے درختوں کی ٹہنیاں سبز زمرد کی اور شاخوں کے جوڑ سرخ سونے کے ہیں، اس کی شاخیں جنتیوں کا لباس ہیں اور ان کا پھل مٹکوں اور ڈولوں کے برابر ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم وملائم ہیں، اُن میں کوئی گٹھلی نہیں۔'' (۳)

جنتی کھانے:

﴿49﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ جنت جنت میں کھائیں گے پئیں گے لیکن نہ ناک صاف کریں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے، ان کا کھانا کستوری کی طرح خوشبودار ڈکار کی صورت میں (زائل ہو جائے) گا، وہ اس طرح مسلسل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح وتکبیر کریں گے جیسے سانس لیتے ہیں۔'' (۴)

﴿50﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک جنتی کو کھانے پینے

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۲، ج ۱، ص ۱۲۶۔ المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۰۰۰، ج ۱۷، ص ۲۶، ملخصاً۔

......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، فصل فی شجرالجنۃ وثمارھا، الحدیث: ۵۷۴۵، ج ۴، ص ۳۱۹۔

......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الرحمٰن، أوصاف نخیل الجنۃ، الحدیث: ۳۸۴۵، ج ۳، ص ۲۸۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب فِی صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَاَھْلِھَا......الخ، الحدیث: ۷۱۵۵، ص ۱۱۷۱، بتغیرٍ۔

اور جماع میں 100 آدمیوں کی قوت عطا کی جائے گی اور ان کی (قضائے) حاجت ان کے جسموں سے بہنے والا پسینہ ایسا ہوگا جیسے کستوری کا ہو، پس وہ اس کے پیٹ کو ہلکا کر دے گا۔‘‘ (۱)

﴿51﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’تمام جنتیوں میں سب سے کم دَرَجے والا وہ ہوگا جس کی خدمت 10 ہزار خادم کریں گے اور ہر خادم کے پاس دو پلیٹیں ہوں گی، ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی، ہر ایک میں دوسرے سے مختلف رنگ کا کھانا ہوگا اور وہ دوسری پلیٹ سے بھی ایسے ہی کھائے گا جیسے پہلی پلیٹ سے کھائے گا اور دوسری سے بھی ویسی ہی خوشبو اور لذت پائے گا جو پہلی سے پائے گا، پھر یہ سب ایک ڈکار ہوگا جیسا کہ عمدہ کستوری کی خوشبو، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ قضائے حاجت کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔‘‘ (۲)

فضیلتِ صدّیقِ اکبر:

﴿52﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’جنتی پرندے بختی اونٹوں کی طرح ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے ہیں۔‘‘ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ’’یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بے شک وہ پرندے تو بڑی نعمت ہیں۔‘‘ آپ صلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’ان کا کھانا اس سے بھی زیادہ نعمتوں والا ہوگا۔‘‘ یہ بات 3 بار ارشاد فرمائی (پھر ارشاد فرمایا:) میں امید کرتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو جو انہیں کھائیں گے۔‘‘ (۳)

﴿53﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’جنتی شخص کسی جنتی پرندے (کے کھانے) کی خواہش کرے گا تو وہ پرندہ بھنا ہوا ٹکڑوں کی صورت میں اس کے سامنے آجائے گا۔‘‘ (۴)

﴿54﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’جنت میں انسان کسی

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث زید بن ارقم، الحدیث: ۱۹۲۸۹، ج۷، ص۶۲، بتغیر قلیلٍ۔

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۱۰۷، ج۶، ص۳۴۳۔

المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۳۳۱۱، ج۴، ص۴۴۱۔

......الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة، فصل فی أکل أهل الجنة۔۔۔الخ، الحدیث: ۵۷۶۱، ج۴، ص۳۲۲۔

جنتی پرندے کی خواہش کرے گا تو بختی اونٹ جیسا پرندہ اس کے پاس آ جائے گا یہاں تک کہ اس کے دستر خوان پر گر جائے گا، جسے نہ تو دھواں پہنچا ہوگا اور نہ ہی آگ نے اسے چھوا ہوگا، وہ اسے کھائے گا یہاں تک کہ سیر ہو جائے گا، پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا۔'' (۱)

﴿55﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے 70 ہزار پر ہیں، وہ جنتی کی پلیٹ پر گر کر پھڑ پھڑائے گا تو ہر پر سے ایسے رنگ کا کھانا نکلے گا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم وملائم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، کسی پَر کا کھانا دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا، پھر وہ اڑ جائے گا۔'' (۲)

﴿56﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک اعرابی سے ارشاد فرمایا جس کا خیال تھا کہ سدر کا درخت کانٹے دار ہونے کی وجہ سے تکلیف دہ ہے: کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں ہے؟

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ (پ۲۷، الواقعۃ:۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

تو آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے کانٹے ختم کر دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل اُگا دے گا اور وہ پھل بڑھے گا تو اس سے 72 رنگ کے کھانے نکلیں گے جن میں سے کوئی بھی دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔'' (۳)

جنتی حوریں:

﴿57﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' اور جنتی حور کے سر کی اوڑھنی دُنْیَا وَمَافِیْھَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔'' (۴)

﴿58﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' ہر جنتی کی بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی کے 70 حُلّے ہوں گے اور ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۱۲۳، ج۶، ص۳۴۶۔

......المرجع السابق، الحدیث۱۰۶، ص۳۴۳۔ ......المرجع السابق، الحدیث۱۰۸۔

......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، بَاب الْحُورِ الْعِینِ وَصِفَتِھِنَّ، الحدیث۲۷۹۶، ص۲۲۵۔

گوشت اور حلّوں سے اس طرح نظر آئے گا، جیسے سفید شیشے کے برتن سے سرخ شراب نظر آتی ہے۔'' (۱)

﴿59﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ادنیٰ جنتی کے پاس دنیا کی بیویوں کے علاوہ 72 حوریں ہوں گی اور ان میں سے ایک کی زمین پر بیٹھنے کی جگہ ایک میل کی مقدار ہوگی۔'' (۲)

﴿60﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنتی شخص 500 حوروں، 4 ہزار باکرہ (یعنی کنواریوں) اور 8 ہزار ثیبہ (یعنی شادی شدہ) عورتوں سے نکاح کرے گا، وہ ان میں سے ہر ایک سے دنیوی عمر کی مقدار معانقہ کرے گا۔'' (۳)

﴿61﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے نظر آئے گا اور جنت میں بغیر بیوی کے کوئی نہ ہوگا۔'' (۴)

﴿62﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، رَحْمَۃُ الِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! تم دنیا میں اپنی بیویوں اور گھروں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے جتنا اہلِ جنت اپنی بیویوں اور گھروں کے متعلق جانتے ہوں گے، ایک جنتی مرد اپنی 72 بیویوں کے پاس جائے گا جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پیدا فرمائے گا اور دو اولادِ آدم سے ہوں گی جو دنیا میں کی جانے والی عبادت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی ان حوروں پر فضیلت رکھتی ہوں گی، وہ دونوں میں سے پہلی کے پاس یاقوت کے بالاخانے میں جائے گا، وہاں موتیوں سے جڑے ہوئے سونے کے پلنگ پر 70 بیویاں ہوں گی جو سندس اور استبرق کے لباس میں ملبوس ہوں گی پھر وہ اس کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کے سینے کی طرف سے کپڑوں، جلد اور گوشت کے پیچھے سے اپنا ہاتھ دیکھ لے گا اور اس کی پنڈلی کا گودا اس طرح دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی یاقوت کے سوراخ میں دھاگا دیکھتا ہے، اِس کا سینہ اُس کے لئے اور اُس کا سینہ اِس کے لئے آئینہ ہوگا، وہ اس کے پاس ہی رہے

......صحیح البخاری، کِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب مَاجَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّة، الحدیث:۵ ۳۲۴، ص۲۶۳۔
المعجم الکبیر، الحدیث:۱ ۱۰۳۲، ج۱۰، ص۱۶۱۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث:۲ ۱۰۹۳، ج۳، ص۶۴۰۔

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث:۲ ۲۷، ج۶، ص۳۷۶۔

......صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب اول زمرة تدخل الجنة علی......الخ، الحدیث:۷ ۷۱۴، ص۱۱۷۰۔

گا نہ یہ اُس سے اُکتائے گا اور نہ وہ اِس سے اُکتائے گی، جب بھی جماع کی خاطر اس کے پاس آئے گا تو اسے کنواری ہی پائے گا، اس میل ملاپ میں دونوں کو کوئی کمزوری بھی نہ آئے گی، وہ اسی حالت میں ہو گا کہ اسے آواز آئے گی: ''ہم جانتے تھے کہ نہ تو تم اکتاؤ گے نہ وہ اکتائے گی مگر یہ کہ یہاں مرد و عورت کی منی نہیں، ہاں! اس کے علاوہ بھی تمہاری بیویاں ہیں۔'' پھر وہ نکلے گا اور یکے بعد دیگرے ایک دوسری کے پاس جائے گا، جب بھی وہ کسی ایک کے پاس جائے گا تو وہ عرض کرے گی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ حسین وجمیل کوئی چیز نہیں یا مجھے جنت میں تم سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں۔''(۱)

﴿63﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ہر شخص کا 4 ہزار باکرہ (یعنی کنواریوں) 8 ہزار ثیبہ (یعنی شادی شدہ) عورتوں اور 100 حوروں سے نکاح کیا جائے گا اور وہ سب ہر 7 دن میں جمع ہوا کریں گے اور وہ حوریں اتنی اچھی آواز میں نغمے گائیں گی کہ جس کی مثل مخلوق نے کوئی آواز نہ سنی ہو گی (وہ کہیں گی) ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم نعمت والیاں ہیں کبھی تکلیف نہیں اٹھائیں گی، ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی، ہم قیام کرنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی، ان کے لئے مبارک ہو جو ہمارے لئے اور جن کے لئے ہم ہیں۔''(۲)

دونوں احادیثِ مبارکہ میں تطبیق:

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ میں جو (ظاہری) تضاد ہے اس میں اس طرح مطابقت قائم کی جاسکتی ہے کہ یہ بات اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے کہ مذکورہ دو احادیثِ مبارکہ میں جو صفات ذکر کی گئیں باقیوں میں وہ صفات بیان نہیں کی گئیں یا ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کم کے متعلق بتایا گیا ہو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی خبر دی ہو پھر کثیر کی خبر دی گئی ہو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے متعلق بھی آگاہ فرما دیا ہو۔

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة، فصل فی وصف نساء اھل الجنة، الحدیث ۵۷۸۴، ج۴، ص۳۲۹۔

(۲)......کتاب العظمة لابی الشیخ، ذکر الجنات وصفتھا، الحدیث ۶۰۵، ص۲۱۴۔

الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة، فصل فی غناء الحور العین، الحدیث ۵۷۹۴، ج۴، ص۳۳۳۔

اس کی مثال یہ حدیثِ پاک ہے کہ ''باجماعت نماز تنہا نماز سے 25 درجے افضل ہے۔'' (۱)

﴿64﴾......اور ایک روایت میں ہے کہ ''27 درجے افضل ہے۔'' (۲)

﴿65﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اِس فرمانِ عالیشان: ''**وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ** ﴿۳۴﴾ (پ ۲۷، الواقعۃ:۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور بلند بچھونوں میں۔'' کے متعلّق حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی بلندی اتنی ہے جتنی کہ زمین وآسمان کے درمیان 500 سال کی مسافت ہے۔'' (۳)

دنیاوی عورتوں کی حوروں پر فضیلت:

﴿66﴾......حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے متعلق بتایئے:

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ (پ ۲۷، الواقعہ:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔''

تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی، ان کی پلکیں اتنی گھنی ہوں گی جیسے گدھ کے پر ہوتے ہیں۔'' میں نے پھر عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ (پ ۲۷، الرحمٰن:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں۔''

تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس موتی کی طرح لطیف ہوں گی جو ایسے سیپ میں ہو جسے ہاتھوں نے نہ چھوا ہو۔'' میں نے پھر عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ (پ ۲۷، الرحمٰن:۷۰) ترجمۂ کنزالایمان: ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک، صورت کی اچھی۔

تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں اخلاقِ حمیدہ اور خوبصورت چہروں والی حوریں ہوں

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۵۶، ج ۱، ص ۱۱۴۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ......الخ، الحدیث ۱۴۷۷، ص ۷۷۹۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الواقعۃ، الحدیث ۳۲۹۴، ص ۱۹۸۸۔

گی۔‘‘میں نے پھر عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’ان کی نرمی اس جھلی کی طرح ہوگی جو انڈے کے اندر چھلکے سے ملی ہوتی ہے۔‘‘میں نے مزید عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ (پ۲۷،الواقعہ:۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’جو عورتیں دُنیا میں بوڑھی ہو کر فوت ہوئیں،ان کی آنکھیں رطوبت سے اَٹی ہوئیں اور بال سفید ہو چکے تھے،اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بڑھاپے کے بعد دوبارہ دوشیزائیں بنا کر پیدا فرمائے گا۔‘‘اور’’عُرُبًا‘‘ سے مراد اپنے شوہروں سے بہت زیادہ عشق و محبت کرنے والی عورتیں ہیں اور’’اَتْرَابًا‘‘ سے مراد یہ ہے کہ سب ایک ہی عمر کی یعنی جواں سال ہوں گی۔میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا بڑی آنکھوں والی جنتی حوریں؟‘‘تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:’’دنیا کی عورتیں بڑی آنکھوں والی جنتی حوروں سے افضل ہیں،جیسے ظاہر باطن سے افضل ہے۔‘‘میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !کس وجہ سے؟‘‘تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:یہ ان کے نماز،روزے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے چہروں کو نور عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ریشم کے لباس بھی پہنائے گا،ان کا رنگ سفید،کپڑے سبز اور زیور زرد رنگ کا ہوگا،انگیٹھیاں موتیوں کی اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی،وہ کہیں گی:’’جان لو!ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی،ہم نرم و نازک ہیں کبھی سخت نہ ہوں گی،ہم ہمیشہ زندہ رہنے والیاں ہیں ہمیں کبھی موت نہ آئے گی،ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی،اس کے لئے خوشخبری ہے جو ہمارے لئے ہے اور جس کے لئے ہم ہیں۔‘‘میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !کوئی عورت دنیا میں ایک دو،تین یا چار کی زوجیت میں رہی ہو،پھر مر جائے اور جنت میں داخل ہو جائے،اس کے تمام شوہر بھی جنت میں داخل ہو جائیں تو جنت میں وہ کس کی زوجیت میں ہوگی؟‘‘ارشادفرمایا:اے اُمِّ سلمہ!اسے اختیار دیا جائے گا،پس وہ ان میں سے خوش اخلاق کو اختیار کرے گی اور کہے گی:

''اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے ساتھ دنیا میں حسن اخلاق سے پیش آتا تھا،لہٰذا اس کے ساتھ میرا نکاح فرما دے۔'' (پھر فرمایا:) اے اُمِّ سلمہ! اچھے اخلاق والے دنیا وآخرت کی بھلائی لے گئے۔''[۱]

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حدیثِ پاک میں جو عورت کے اختیار کا تذکرہ ہوا ہے اس کی حقیقت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے،البتہ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا جو یہ قول منقول ہے کہ'' وہ عورت سب سے آخری مرد کی ہوگی'' تو ان کے اس قول اور حدیثِ پاک میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے کہ حدیثِ پاک میں جس اختیار کا تذکرہ ہوا ہے اس کا محل وہ عورت ہے جسے موت اس حال میں آئے کہ مرنے کے وقت وہ کسی کی عصمت میں نہ ہو (یعنی بوقتِ وصال وہ کسی کی بیوی نہ ہو) جبکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے قول کا محل وہ عورت ہے جو کسی کی عصمت میں مرے تو وہ صرف اسی شخص کی بیوی ہوگی نہ کہ کسی دوسرے کی، بخلاف اس مرنے والی عورت کے جو مرتے وقت کسی کی عصمت میں تو نہ ہو لیکن زندگی میں اس کے کئی شوہر رہے ہوں تو اب ان میں سے زیادہ حق دار کوئی نہیں ہوگا،لہٰذا اسے اختیار دیا جائے گا۔

جنتی حوروں کے نغمے:

﴿67﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' اہلِ جنت کی بیویاں ایسی اچھی آواز میں گنگنائیں گی جو کسی نے کبھی نہ سنی ہوگی اور جو نغمے گائیں گی ان میں سے ایک یہ ہے: نَحْنُ الْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ ہم اچھے اخلاق اور خوبصورت چہرے والیاں ہیں، اَزْوَاجُ قَوْمٍ کِرَامٍ یَنْظُرُوْنَ بِقُرَّةِ أَعْيَانٍ ہم معزز لوگوں کی بیویاں ہیں، وہ ہمیں دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی گائیں گی: نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُتْنَهْ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی مریں گی نہیں، وَنَحْنُ الْاٰمِنَاتُ فَلَا نَخَفْنَهْ ہم امن والیاں ہیں کبھی خوف زدہ نہ ہوں گی، وَنَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا نَظْعَنْهْ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی۔''[۲]

---

[۱] ......المعجم الکبیر،الحدیث۱۹۸۲،ج۲۳،ص۳۶۷۔
المعجم الاوسط، الحدیث۳۱۴۱،ج۲،ص۲۴۱۔

[۲] ......المعجم الاوسط، الحدیث۴۹۱۷،ج۳،ص۳۹۱۔

جنتی بازار:

﴿68﴾......سرکارِوالاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو آئیں گے، پھر شمال کی ہوا چلے گی جوان کے چہروں اور کپڑوں سے گزرے گی جس سے ان کا حسن وجمال مزید بڑھ جائے گا، وہ اپنے گھر والوں کی اس حال میں طرف لوٹیں گے کہ حسن وجمال میں بڑھ چکے ہوں گے تو اُن کی بیویاں کہیں گی: ''بخدا عَزَّوَجَلَّ! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہاری خوبصورتی میں اضافہ ہوگیا ہے۔'' تو وہ کہیں گے: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے بعد تمہارا حسن وجمال بھی زیادہ ہوگیا ہے۔''[1]

﴿69﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ارشاد فرمایا: ''میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں اکٹھا فرمائے۔'' حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے استفسار فرمایا: ''کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''ہاں، مجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی کہ جنتی جب بازاروں میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق اس میں اتریں گے، پھر ایّامِ دنیا کے مطابق جمعہ کے دن انہیں آواز دی جائے گی تو وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا عرش لوگوں کے لئے ظاہر ہوگا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں تجلّی فرمائے گا، جنتیوں کے لئے منبر بچھائے جائیں گے جو نور، موتی، یاقوت، زبرجد، سونے اور چاندی کے ہوں گے، ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلے پر بیٹھیں گا اور وہاں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا اور وہ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے افضل نہیں سمجھیں گے۔

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح تم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھنے میں بھی شک وشبہ نہیں کروگے، اس مجلس میں کوئی شخص

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب فِی سُوقِ الْجَنَّۃِ وَمَا......الخ، الحدیث: ۷۱۴۶، ص۱۱۷۰۔

نہیں ہوگا مگر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے پاس بلا حجاب جلوہ فرما ہوگا یہاں تک کہ ایک سے ارشاد فرمائے گا: ''اے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جس میں تو نے ایسے ایسے کیا تھا؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا میں کئے ہوئے بعض گناہ یاد دلائے گا تو بندہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے مجھے معاف نہیں فرما دیا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ہاں، کیوں نہیں اور میری وسیع بخشش ہی کی وجہ سے تو اس مقام پر پہنچا۔'' لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان پر ایک بادل چھا جائے گا جو ان پر ایسی خوشبو برسائے گا جیسی اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی نہ سونگھی ہوگی، پھر ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اس انعام واکرام کے لئے اٹھو جو ہم نے تمہارے لئے تیار کیا ہے، جس چیز کی تمہیں خواہش ہو لے لو۔''

پھر ہم بازار میں آئیں گے جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا ایسا بازار نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا، جس چیز کی ہمیں خواہش ہوگی مل جائے گی، اس میں خرید وفروخت نہ ہوگی اور اسی بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، بلند درجے والا آگے بڑھ کر ادنیٰ درجے والے سے ملے گا حالانکہ ان میں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا، وہ اس کا لباس دیکھ کر حیران ومتعجب ہوگا، ابھی ان کی گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ اس ادنی درجے والے جنتی پر اس سے بھی زیادہ خوبصورت لباس آجائے گا اور یہ اس لئے ہے تاکہ وہاں کسی کو کوئی رنج وغم نہ ہو، پھر ہم اپنے اپنے ٹھکانے میں آئیں گے، ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور خوش آمدید کہتے ہوئے کہیں گی: ''جس وقت آپ ہم سے رخصت ہوئے تھے اس کے مقابلے میں اب آپ کے حسن وجمال میں مزید نکھار آ گیا ہے۔'' تو وہ کہے گا: ''آج ہم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، لہٰذا ہمیں ایسے ہی پلٹنا چاہئے تھا۔'' (1)

﴿70﴾......سیّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں ایک بازار ہے جس میں کوئی خرید وفروخت نہ ہوگی، بلکہ وہاں سوائے تصویروں کے کچھ نہ ہوگا، پس (وہاں) جنتی مرد یا عورت جو تصویر پسند کرے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔'' (2)

جنتیوں کا سیر وسیاحت اور ایک دوسرے کی زیارت کرنا:

﴿71﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جنت کی نعمتوں میں سے ایک

---

1 ......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَاجَاءَ فِی سُوقِ الْجَنَّةِ، الحدیث: ٢٥٤٩، ص١٩٠٨۔

2 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٥٦٦٢، ج٤، ص١٨٧۔

یہ ہے کہ جنتی عمدہ سواریوں اوراعلیٰ نسب کے جانوروں پرایک دوسرے کی زیارت کیا کریں گے، وہ جنت میں زین اور لگام لگے ہوئے ایسے تیز رفتار گھوڑے پرآئیں گے جو نہ ہی لید کریں گے اور نہ ہی پیشاب، وہ ان پرسوار ہوں گے یہاں تک کہ جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا جائیں گے اوران کے پاس بادل کی مثل ایسی چیز آئے گی جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، وہ اس سے کہیں گے: ''ہم پر بارش برسا۔'' تو بارش ہوتی رہے گی یہاں تک کہ ان کی تمناو خواہش پر ہی ختم ہوگی۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسی ہوا بھیجے گا جو تکلیف دہ نہ ہوگی وہ ان کے دائیں بائیں مشک کے ٹیلے اڑائے گی تو وہ اپنے گھوڑوں کی پیشانیوں، گردنوں کے بالوں اوراپنے سروں میں وہ کستوری لگالیں گے، ہرجنتی شخص کے سر پراس کی چاہت کے مطابق زلفیں ہوں گی، پس وہ مشک ان کی زلفوں، کپڑوں اورگھوڑوں وغیرہ پر لگ جائے گی، پھر وہ آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا جائیں گے، پھر ایک عورت ان میں سے کسی ایک کو یاعبداللہ کہہ کر پکارے گی کہ ''کیا تمہیں ہماری ضرورت ہے؟'' وہ پوچھے گا: ''تم کون ہو؟'' وہ جواب دے گی: ''میں آپ کی بیوی اور محبوبہ ہوں۔'' وہ کہے گا: ''مجھے تیرا مقام معلوم نہیں۔'' وہ کہے گی: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے: ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۱،السجدۃ:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔'' وہ کہے گا: ''کیوں نہیں، یہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کا ہی فرمان ہے۔'' پھر اس جگہ کے بعد وہ اس سے 40 سال کی مسافت تک غافل رہے گا نہ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور نہ ہی واپس پلٹے گا، اسے اپنی بیوی سے غافل رکھنے والی اشیاء محض جنت کی نعمتیں اور کرامتیں ہوں گی۔''(1)

﴿72﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے ایک دوسرے سے ملنے کی رغبت کریں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے تخت کی طرف اور دوسرے کا پہلے کے تخت کی طرف چلا جائے گا یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ جمع ہوجائیں گے پھر ایک دوسرے کے تخت پر ٹیک لگائے محوِ گفتگو ہوں گے۔ ایک اپنے صاحب سے کہے گا: ''تم جانتے ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کب تمہاری مغفرت فرمائی۔'' تو دوسرا کہے گا: ''جی ہاں! اس دن کہ ہم فلاں فلاں جگہ پر تھے ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی تو اس نے ہمیں معاف

(1)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث:۲۴، ج۶، ص۳۶۸، بتغیرٍ۔

فرما دیا تھا۔'' (۱)

﴿73﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے سے سونے کی زین اور موتی و یاقوت کی لگام والا گھوڑا نکلے گا، وہ نہ لید کرے گا نہ پیشاب، اس کے پر ہوں گے اور اس کا قدم حدِ نگاہ تک پڑتا ہوگا، جنتی اس پر سوار ہوں گے جہاں وہ چاہیں گے وہ ان کو لے کر اڑے گا، ان سے کم درجہ والے لوگ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! کس چیز کے سبب تیرے بندے ان تمام انعامات تک پہنچے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انہیں بتایا جائے گا کہ وہ رات کو نماز پڑھتے اور تم سوتے تھے، وہ روزے رکھتے اور تم کھاتے تھے، وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے اور تم بخل کرتے تھے، وہ جہاد کرتے اور تم اس سے پہلو تہی اختیار کرتے تھے۔'' (۲)

جنتیوں کا رؤیتِ باری تعالٰی سے مشرّف ہونا:

﴿74﴾......امیر المؤمنین مولیٰ مشکل کُشا حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ جب جنتی جنت میں رہائش پذیر ہو جائیں گے تو ان کے پاس ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اس کی زیارت کرو۔'' تو لوگ جمع ہو جائیں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حکم ارشاد فرمائے گا تو وہ بلند آواز سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تَسْبِیْح و تَہْلِیْل کہیں گے، پھر جنتیوں کے لئے دستر خوان بچھایا جائے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جنت کا دستر خوان کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کا ایک کونہ مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ وسیع ہے، جنتی کھائیں پئیں گے اور لباس پہنیں گے، پھر عرض کریں گے: ''اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے دیدار کے سوا ہماری کوئی خواہش باقی نہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے تجلّی فرمائے گا، وہ سجدہ میں گر پڑیں گے ان سے کہا جائے گا: ''تم دارِ عمل (یعنی دنیا) میں نہیں بلکہ دارِ جزاء میں ہو۔'' (۳)

---

(۱)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۲۳۹، ج۶، ص۳۶۸۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث۲۴۳، ص۳۷۰۔

(۳)......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ، فصل فی زیارۃ اھل الجنۃ، الحدیث۵۸۰۵، ج۴، ص۳۳۹۔

﴿75﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب جنّتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا (جنت ملنے کے بعد) تمہاری کوئی اور خواہش ہے جس کو مَیں پورا کروں؟'' تو وہ عرض کریں گے: ''کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے؟ اور کیا ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کیا؟'' پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ (ان کے اور اپنی ذات کے درمیان سے) حجاب اُٹھا دے گا، (اور جنّتی دیدارِ باری تعالٰی کریں گے) پس انہیں جو نعمتیں عطا کی گئیں وہ ان کے نزدیک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دیدار سے زیادہ محبوب نہ ہوں گی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ (پ ۱۱، یونس: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔ [1]

رؤیتِ باری تعالٰی کا مخصوص دن:

﴿76﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرے پاس حضرت جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آئے، ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا جس میں ایک سیاہ نقطہ تھا، میں نے دریافت کیا: ''اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ جمعہ ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا ہے تاکہ یہ آپ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے لئے عید قرار پائے۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر دریافت فرمایا: ''اس میں ہمارے لئے کیا اجر ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ اس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے برکت ہے، اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس نے اس ساعت میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے بھلائی کی دعا کی اگر اس کے نصیب میں ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے عطا فرما دے گا اور اگر نصیب میں نہ ہو تو اس کے بدلے اس کے لئے بڑی بھلائی محفوظ کر لی جائے گی یا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کسی شر سے پناہ طلب کی جو اس کے لئے لکھا ہو تو وہ اسے اس سے بڑی مصیبت سے پناہ عطا فرما دے گا۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے پوچھا کہ اس میں یہ سیاہ نقطہ

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اِثْبَاتِ رُؤْیَةِ الْمُؤْمِنِینَ......الخ، الحدیث: ۴۵۰، ۴۴۹، ص ۷۰۹۔

کیسا ہے؟'' بولے یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی اور یہ ہمارے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور آخرت میں ہم اسے یَوْمِ مَزِیْد کے نام سے یاد کریں گے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: ''اسے یَوْمِ مَزِیْد کی وجہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: بے شک آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے جنت میں ایک سفید کستوری کی وادی بنائی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جمعہ کے دن جنتیوں کے لئے اس میں تجلّی فرمائے گا اور انبیائے کرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نور کے منبروں پر جلوہ فرما ہوں گے، صدیقین اور شہدا کے لئے سونے کی کرسیاں بچھائی جائیں گی اور باقی جنتی ٹیلوں پر بیٹھیں گے، وہ سب دیدارِ باری تعالیٰ کر رہے ہوں گے تو ربِّ قدوس ان سے فرمائے گا: ''میں نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں، یہ میری نعمتوں کا محل ہے پس مجھ سے سوال کرو۔'' لہٰذا وہ اس کی رضا مانگیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میری رضا ہی نے تمہیں جنت میں داخل کیا اور تمہیں عزت دی، لہٰذا تم اور سوال کرو۔'' تو وہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ اس وقت ان کے لئے جمعہ کے دن کی مقدار تک ایک ایسی نعمت ظاہر کی جائے گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن انہیں اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ اس میں زیادہ لطف و کرم پائیں اور زیادہ سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جلووں کا دیدار کریں، اس لئے اسے یَوْمِ مَزِیْد کہا جاتا ہے۔'' (1)

﴿77﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جنت میں دن رات نہ ہوں گے مگر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ان کی مقدار اور گھڑیاں جانتا ہے، جب جمعہ کے دن وہ وقت آئے گا جس میں جمعہ پڑھنے والے جمعہ کے لئے نکلا کرتے تھے تو ایک منادی ندا کرے گا: ''اے اہلِ جنت! دارِ مَزِید کی طرف چلو۔'' اس کی وسعت، چوڑائی اور لمبائی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لہٰذا وہ مشک کے ٹیلوں کی طرف نکلیں گے۔

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جنتی تمہارے اس (دُنیا کے) آٹے سے زیادہ سفید ہوں

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۹، ج۶، ص۳۳۹۔

المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۸۴، ج۱، ص۵۶۶۔

المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الجمعة، باب فی فضل الجمعة ویومها، الحدیث: ۱، ج۲، ص۵۸۔

گے، پہلے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خدّام اُن کے لئے نور کے منبر بچھائیں گے اور مومنین کے خدام یاقوت کی کرسیاں لگائیں گے، جب ان کی نشستیں لگ جائیں گی تو وہ اس پر بیٹھ جائیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر مثیرہ نامی ہوا بھیجے گا جو ان پر سفید مشک بکھیرے گی اور مشک کو ان کے کپڑوں کے اندر تک داخل کر دے گی جس کے اثرات ان کے چہروں اور ان کے بالوں سے ظاہر ہوں گے۔ یہ ہوا مشک کو استعمال کرنا تمہاری اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہوگی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے روئے زمین کی تمام خوشبوئیں دی گئی ہوں۔''

اس کے بعد شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ عرش اٹھانے پر معمور فرشتوں کو حکم ارشاد فرمائے گا کہ عرش کو جنت کے درمیان رکھ دو، (اسے اس طرح رکھا جائے گا کہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ اور جنتیوں کے درمیان ایک حجاب ہوگا اور سب سے پہلی آواز جو جنتی سنیں گے وہ یہ ہوگی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے بن دیکھے میری اطاعت کی، میرے رسولوں کی تصدیق کی اور میرا حکم بجالائے؟ مجھ سے مانگیں کہ یہ یَوْمِ مَزِیْد ہے۔'' لہٰذا وہ سب بیک زبان عرض گزار ہوں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم تجھ سے راضی ہیں، تو بھی ہم سے راضی ہوجا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا، لہٰذا مجھ سے مانگو یہ یَوْمِ مَزِیْد ہے۔''

وہ پھر بیک زبان عرض گزار ہوں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنا جلوہ دکھا کہ ہم تیرا دیدار کریں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ حجاب اٹھا دے گا اور انہیں جلوہ دکھائے گا تو اس کا نور ہر شے کو ڈھانپ لے گا اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جلانے کا حکم دیا ہوتا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کی تاب نہ لانے کی وجہ سے یقیناً جل کر راکھ ہو جاتے، پھر ان سے کہا جائے گا: ''اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔'' تو وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ جائیں گے، اس حال میں کہ وہ خود پر چھائے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کی وجہ سے اپنی بیویوں سے پوشیدہ ہو چکے ہوں گے اور ان کی بیویاں ان سے پوشیدہ ہو چکی ہوں گی۔ جب وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے تو ان کا نور بھی لوٹ جائے گا پھر ٹھہر جائے گا، پھر لوٹے گا اور پھر ٹھہر جائے گا یہاں تک کہ وہ اپنی پہلی صورتوں پر لوٹ آئیں گے، ان کی بیویاں ان سے عرض کریں گی: ''تم ہمارے پاس سے ایک صورت پر گئے اور دوسری صورت پر واپس پلٹے۔'' تو وہ بتائیں گے کہ یہ اس وجہ سے

ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر تجلّی فرمائی اور ہمیں اپنے دیدار کی نعمت سے نوازا یہاں تک کہ ہم تم سے چھپ گئے۔ پھر ان کے لئے ہر 7 دن میں پہلے سے دوگنی نعمتیں ہوں گی اور اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۷ (پ ۲۱، السجدہ: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ [۱]

﴿78﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ادنیٰ درجے کا جنتی اپنے باغات، بیویوں، خادموں اور تختوں کو ہزار برس کی مسافت تک دیکھتا رہے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ان میں سے زیادہ عزّت والا وہ ہوگا جو صبح شام دیدارِ الٰہی کے شرف سے مشرّف ہوگا۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ (پ ۲۹، القیامۃ: ۲۲، ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔'' [۲]

﴿79﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مرتبہ کے اعتبار سے افضل جنتی کا مقام یہ ہوگا کہ وہ دن میں دومرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرے گا۔'' [۳]

﴿80﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جنتیوں سے ارشاد فرمائے گا: ''اے اہلِ جنت!'' تو وہ عرض کریں گے: ''لَبَّیْكَ! ہم اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور سب بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تم راضی ہو؟'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں؟ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں تم کو اس سے افضل نعمت نہ عطا فرماؤں۔'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال

---

[۱] ......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند حذیفة بن الیمان، الحدیث: ۲۸۸۱، ج۷، ص۲۸۹۔

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۳۳، ج۶، ص۳۸۶ تا ۳۸۸۔

[۲] ......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب منه تفسیر قوله: وُجُوهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، الحدیث: ۲۵۵۳، ص۱۹۰۸۔

[۳] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۹۶، ج۶، ص۳۴۱۔

کی، لہٰذا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔'' (۱)

﴿81﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا، اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ (پ ۲۱، السجدہ: ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (۲)

جنتی اور دنیوی اشیاء میں فرق:

﴿82﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک جنتی کے کوڑا (یعنی چابک، ڈنڈا) رکھنے کی مقدار کے برابر جگہ دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی ایک جنتی کی کمان بھر جگہ دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے اور جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے۔'' (۳)

﴿83﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جنت میں دنیا کی کوئی چیز نہ ہوگی صرف نام ہوں گے۔'' (۴)

﴿84﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا: ''تمہارے لئے یہ مقرر ہو گیا ہے کہ تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی تکلیف میں مبتلا نہ ہو گے۔ اس کی تائید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں ہے:

وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

ترجمۂ کنز الایمان: اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ

......صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَاب کَلَامِ الرَّبِّ مَعَ اَھْلِ الْجَنَّةِ، الحدیث:۷۵۱۸، ص۶۲۷۔

......صحیح البخاری، کِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب مَا جَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ، الحدیث:۳۲۴۴، ص۲۶۳۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرة، الحدیث:۱۰۲۷۴، ج۳، ص۵۳۲، "قَدْر" بدلہ "قَيْد"۔

......الزھد لھناد بن السری، الحدیث:۳، ج۱، ص۴۹۔

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ (پ۸،الاعراف:۴۳) تمہارے اعمال کا۔ (۴)

موت کی موت:

﴿85﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: موت کو سُرمئی مینڈھے کی شکل میں لایا جائیگا تو ایک منادی ندا دے گا: ''اے اہلِ جنت!'' وہ گردنیں اٹھائیں گے (یعنی دیکھنے کے لئے اپنی گردنیں آگے بڑھائیں گے) اور دیکھیں گے، تو وہ کہے گا: ''کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں! یہ تو موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔'' پھر منادی ندا کرے گا: ''اے دوزخیوں!'' تو وہ بھی گردنیں بڑھائیں گے اور دیکھیں گے تو وہ کہے گا: ''کیا تم اسے پہچانتے ہو؟'' وہ بھی کہیں گے: ''ہاں! یہ موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔'' اس کے بعد اس مینڈھے کو جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر ندا دینے والا کہے گا: ''اے اہلِ جنت! تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور اے اہلِ جہنم! تم اس میں ہمیشہ رہو گے اب کسی کو موت نہیں آئے گی۔''

راوی فرماتے ہیں: پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ (پ۱۶،مریم:۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

اور اپنے دستِ اقدس سے دُنیا کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۲)

﴿86﴾......دوسری روایت میں ہے کہ ''پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا کھڑا ہوگا اور کہے گا: ''اے اہلِ جنت! اب موت نہیں اور اے اہلِ دوزخ! اب موت نہیں، جو شخص جہاں ہے وہیں ہمیشہ رہے گا۔'' (۳)

......صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی دوام نعیم......الخ، الحدیث:۷۱۵۷، ص۱۱۷۱۔

الزھد لھناد، باب دخول الجنة، الحدیث:۱۷۵، ج۱، ص۱۳۴۔

......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بَاب قَوْلِہٖ: وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ، الحدیث:۴۷۳۰، ص۳۹۷۔

صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلھا الجبارون، الحدیث:۷۱۸۱، ص۱۱۷۲۔

جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَاجَاءَ فِی خُلُودِ اَھْلِ الْجَنَّةِ، الحدیث:۲۵۵۷، ص۱۹۰۹۔

......صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلھا الجبارون والجنة یدخلھا الضعفاء، الحدیث:۷۱۸۴، ص۱۱۷۳۔

اختتام

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اہلِ جنت سے کرے کہ جن پر اس نے اپنی رضا اُتاری اور انہیں ہمیشہ کے لئے اپنا فضل وکرم اور احسان عطا فرمایا اور ہمیں دونوں جہاں میں تمام آزمائشوں اور مصیبتوں سے محفوظ و مامون فرمائے، بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور بہت جلد دعا قبول فرمانے والا ہے۔ آمین! آمین! آمین! میں نے جس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا تھا آج وہ اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے اور سب خوبیاں اس ذاتِ بابرکات کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہدایت عطا نہ فرماتا تو ہم ہدایت پانے والے نہ تھے اور اول وآخر اور ظاہر وباطن میں اسی کی تعریف ہے۔ **اے ہمیں پروان چڑھا کر درجۂ کمال تک پہنچانے والے!** جو تعریف تیری عظمت وجلالت کے شایانِ شان ہے تو اسی کا سزاوار ہے، ہم اس طرح تیری تعریف نہیں کرسکتے جیسے تو نے اپنی شان خود بیان فرمائی ہے۔ تیرے لئے ہمیشہ ایسی تعریف ہے جو تیری نعمتوں، تیرے احسانات، تیری مخلوق، تیری رضا، تیرے عرش کے وزن اور تیرے کلمات کی تعداد کے برابر ہے۔ **اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ!** اَشْرَفُ الْخَلْق اور رسولِ برحق تیرے بندے، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اُن کے آل واصحاب، ازواجِ مطہرات رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور تمام پاکیزہ وطاہر اولاد پر افضل اور پاکیزہ درود وسلام اور عظیم برکتیں نازل فرما کہ جن کے سچا ہونے کی تائید تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے کی گئی ہے، جیسا کہ تو نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم اور آلِ ابراہیم عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تیری مخلوق کی تعداد، تیری رضا، تیرے عرش کے وزن اور تیرے کلمات کی تعداد کے برابر تیری حمد وثناء اور بزرگی ہے، جب بھی تیرا ذکر کیا جائے اور ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب بھی تیرے ذکر سے غفلت برتی جائے اور غافل تیرا ذکر کریں۔

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠ ﴿۱۰﴾ (پ ۱۱، یونس: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ **اللہ** تجھے پاکی ہے، ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا **اللہ** جو ربّ ہے سارے جہان کا۔

تفصیلی فہرست

٢۔ بابُ الاِمَامَۃِ العُظمٰی

۞۞۞۞۞۞۞

{......حدیث قدسی......}

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اے ابن آدم! تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو حساب وکتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی مال جمع کرنے میں مصروف ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو قبر پر یقین رکھنے کے باوجود ہنستا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جسے آخرت پر یقین ہے پھر بھی پُرسکون ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو دُنیا (کی حقیقت کو جانتا) اور اس کے زوال پر یقین رکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو گفتگو تو عالموں جیسی کرتا ہے لیکن اس کا دِل جاہلوں جیسا ہے۔

۞......تعجب ہے اس شخص پر جو پانی کے ذریعے پاکی تو حاصل کرتا ہے مگر اس کا دِل آلودہ ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے عیوب تلاش کرنے میں تو مصروف رہتا ہے لیکن اپنے عیوب سے غافل ہے۔

۞......تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے ہر عمل سے باخبر ہے پھر بھی اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو جانتا ہے کہ اسے اکیلے مرنا، اکیلے قبر میں داخل ہونا اور اکیلے ہی حساب دینا ہے پھر بھی لوگوں سے اُنسیت رکھتا ہے۔

(اے ابن آدم! سن!) میں ہی معبودِ حقیقی ہوں اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **میرے خاص بندے اور رسول ہیں۔**

(مجموعة رسائل الامام الغزالی،المواعظ فی الاحادیث القدسية،ص۵۶۵)

ماٰخذومراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن پاک	کلام باری تعالی	ضیاء القرآن پبلشر
کنزالایمان فی ترجمة القرآن	اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلشر
تفسیرالطبری	امام ابوجعفر محمدبن جریرطبری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ
تفسیرالبغوی	امام ابومحمدحسین بن مسعودبغوی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۴ھ
تفسیرالد رالمنثور	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۰۳ھ
التفسیرالکبیر	امام فخر الدین محمدبن عمررازی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	داراحیاء التراث العربی ۱۴۲۰ھ
تفسیرالکشاف	جاراللّٰہ محمودبن عمر زمخشری متوفّٰی ۵۳۸ھ	مکتبة الاعلام الاسلامی ۱۴۱۴ھ
الجامع لاحکام القران	ابوعبداللّٰہ محمدبن احمدانصاری قرطبی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۲۰ھ
اللباب فی علوم الکتاب	ابوحفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۸۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
روح المعانی	شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی
صحیح البخاری	امام محمدبن اسماعیل بخاری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
صحیح المسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن ابی داود	امام ابوداودسلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
جامع الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید القزوینی الشھیربابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
الموطأ	امام دارالھجرہ امام مالک بن انس اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۷۹ھ	دارالمعرفة ۱۴۲۰ھ
الادب المفرد	امام محمدبن اسماعیل بخاری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	ملتان پاکستان
مراسیل ابی داود	امام ابوداودسلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	افغانستان
السنن الکبری	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۱ھ
السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۴ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ

الزھدالکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	موسؤالکتب الثقافیۃ ۱۴۱۷ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
المعجم الصغیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۰۳ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکرعبدالرزاق بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
المصنف	حافظ عبداللہ محمدبن ابی شیبہ عبسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۴ھ
المسند	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۴ھ
الموسوعہ	حافظ ابوبکرعبداللہ بن محمدبن عبیدابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریۃ ۱۴۲۶ھ
مسندابی یعلی	امام ابویعلی احمدبن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۵ھ	دارالکتب العربی ۱۴۰۷ھ
سنن الدارقطنی	امام علی بن عمردارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	ملتان پاکستان
المستدرک	امام ابوعبداللہ محمدبن عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ ۱۴۱۸ھ
صحیح ابن حبان	امام حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۴۲ھ	دارالفکربیروت ۱۴۲۱ھ
شرح السنہ	امام أبومحمدحسین بن مسعودبغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
البحرالزخاربمسندالبزار	امام ابوبکراحمدبن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۲۴ھ
الفردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شھرداربن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۰۶ھ
الترغیب والترھیب	امام زکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۵۶ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۸ھ
التاریخ الکبیر	امام محمدبن اسماعیل بخاری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۴ھ
مسند الحارث	حارث بن محمد بن ابی اسامہ تمیمی متوفّٰی ۲۸۲ھ	المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۳ھ
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۰۷ھ	دارالفکربیروت ۱۴۲۰ھ
صحیح ابن خزیمہ	امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی ۱۴۱۲ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
مشکل الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمدطحاوی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۵ھ

مسندالامام الشافعی	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
التوبیخ والتنبیہ	ابو الشیخ عبد اللّٰہ بن محمد بن جعفراصبھانی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۶۹ھ	المکتبۃ الشاملہ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللّٰہ بن عدی جرجانی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
کتاب الکبائر	امام محمدبن احمدبن عثمان ذھبی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۷۴۸ھ	پشاور پاکستان
الخصائص الکبری	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
تاریخ مدینۃ دمشق	امام ابن عساکر رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۵ھ
مکارم الاخلاق	حافظ ابوبکرعبداللّٰہ بن محمدبن عبیدابن ابی الدنیارحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
مسند ابی داود الطیالسی	امام ابو داود طیالسی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	مکتبہ حسینیہ گواجرانوالہ
روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین	حافظ محیی الدین ابوذکریایحیی بن شرف نووی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	المکتبۃ الشاملہ
المغنی	ابو محمد موفق الدین عبد اللّٰہ بن احمد مقد سی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۲۰ھ	ھجر القاھرہ
السنہ	محدث احمدبن محمدبن ھارون الخلال حنبلی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	دارالرایہ
کتاب الجامع فی آخرالمصنف	امام حافظ معمربن راشدازدی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۱۵۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الزھد	امام ابوعبداللّٰہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالغدالحدید ۱۴۲۶ھ
تاریخ بغداد	امام ابوبکراحمدبن علی الخطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
المجموع شرح المھذب	حافظ محیی الدین ابوذکریایحیی بن شرف نووی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالفکربیروت
المجالسۃ وجواھر العلم	امام ابو بکر احمد بن مروان الدینوری مالکی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۳۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الحاوی الکبیر	امام ابو الحسن علی بن محمدماوردی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۵۰ھ	دارالفکربیروت
الورع	امام ابوعبداللّٰہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الاستذکار	امام یوسف بن عبد اللّٰہ محمد بن عبد البر رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	داراحیاء التراث العربی
الدعوات الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیھقی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	المکتبۃ الشاملہ
الزھد لھناد	ھناد بن السری کوفی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۳ھ	المکتبۃ الافیہ
شرح صحیح مسلم	حافظ محیی الدین ابوذکریایحیی بن شرف نووی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ
فیض القدیر	امام محمد عبد الرءُوف مناوی رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
التمھید	امام یوسف بن عبد اللّٰہ محمد بن عبد البر رحمۃاللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ

المجروحين	امام حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالصمیعی ۱۴۲۰ھ
الأم	امام ابو عبد محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۰ھ
الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
الاذکار المنتخبہ	حافظ محیی الدین ابو ذکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ
دلائل النبوہ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
الزہد	امام عبداللہ بن المبارک مرزوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
احیاء علوم الدین	ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارالصادر ۲۰۰۰ء
الرسالۃ القشیریہ	امام ابو القاسم عبدالکریم ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
جامع الاصول	امام مجد الدین ابو السعادات مبارک بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ

{......نیکیوں کا ذخیرہ......}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے **''دعوتِ اسلامی''** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے **''مدنی انعامات''** نامی رسالہ حاصل کرکے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے **''نیکیوں کا ذخیرہ''** اکٹھا کریں۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر **''مدنی انقلاب''** برپا ہوتا دیکھیں گے۔

مجلس المدینۃ العلمیہ کی طرف سے پیش کردہ209 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی17کُتُب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت }

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم)(کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِيْدفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد)(کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اوراساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)(کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چار حصے)(کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَال عُرَفَا بِاِعْزَازِشَرْعٍ وَّعُلَمَا)(کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِشیخ)(اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَه)(کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز(حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)(کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال)(کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات:31)

14...... ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہیدِ ایمان)(کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُالْكَرِيْمَه(کل صفحات:46)

عربی کُتُب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰى رَدِّالْمُحْتَار(المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس)(کل صفحات:570 ،672،713،650،483)

21......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِى عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِى(کل صفحات:458)

22......اِقَامَةُ الْقِيَامَه(کل صفحات:60)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم(کل صفحات:74)

24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَه(کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّه(کل صفحات:93)

26......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِى(کل صفحات:46)

27......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان(کل صفحات:77)

28......اَجْلَى الْاِعْلَام(کل صفحات:70)

عنقریب آنے والی کُتُب

1، 2، 3......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰى رَدِّالْمُحْتَار(جلد ۵،٦،۷)

{شعبہ تراجمِ کُتُب}

عنقریب آنے والی کُتُب

01......کتاب العلم (از کنز العمال) 02......قوت القلوب (مترجم) جلد 1 03......احیاء العلوم (مترجم) جلد 1

{شعبہ درسی کُتُب}

01......مراح الارواح مع حاشیۃضیاء الاصباح (کل صفحات: 241)
02......الاربعین النوویہ فی الأحادیث النبویہ (کل صفحات: 155)
03......اتقان الفراسہ شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات: 325)
04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)
05......نورالایضاح مع حاشیۃالنوروالضیاء (کل صفحات: 392)
06......شرح العقائدمع حاشیہ جمع الفرائد (کل صفحات: 384)
07......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل (کل صفحات: 158)
08......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (کل صفحات: 280)
09......صرف بھائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات: 55)
10......دروس البلاغہ مع شموس البراعہ (کل صفحات: 241)
11......مقدمۃالشیخ مع التحفۃالمرضیہ (کل صفحات: 119)
12......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات: 175)
13......نحو میرمع حاشیہ نحو منیر (کل صفحات: 203)
14......تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات: 144)
15......نصاب النحو (کل صفحات: 288)
16......نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات: 95)
17......نصاب التجوید (کل صفحات: 79)
18......المحادثۃ العربیہ (کل صفحات: 101)
19......تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات: 45)
20......خاصیات ابواب (کل صفحات: 141)
21......شرح مئۃ عامل (کل صفحات: 44)
22......نصاب الصرف (کل صفحات: 343)
23......نصاب المنطق (کل صفحات: 168)
24......انوارالحدیث (کل صفحات: 466)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......انوارالحرمین حاشیہ جلالین (جلد ۱)

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرضوان کاعشق رسول (کل صفحات: 274)
02......بہارشریعت، جلداوّل (حصہ 1 تا 6) (کل صفحات: 1360)
03......بہارشریعت، جلددوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات: 1304)
04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ (کل صفحات: 59)
05......عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422)
06......گلدستۂ عقائدواعمال (کل صفحات: 244)
07......بہارشریعت (سولھواں حصہ) (کل صفحات 312)
08......تحقیقات (کل صفحات: 142)
09......اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56)
10......جنتی زیور (کل صفحات: 679)
11......علم القرآن (کل صفحات: 244)
12......سوانح کربلا (کل صفحات: 192)
13......اربعین حنفیہ (کل صفحات: 112)
14......کتاب العقائد (کل صفحات: 64)
15......منتخب حدیثیں (کل صفحات: 246)
16......اسلامی زندگی (کل صفحات: 170)
17......بہارشریعت (حصہ ۹) (کل صفحات: 218)
18......بہارشریعت (حصہ ۱۰) (کل صفحات: 169)

عنقریب آنے والی کُتُب

{ شعبہ اِصلاحی کُتُب }

31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
33......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
34......قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات:115)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......قسم کے احکام 02......حسد 03......جلد بازی 04......فیضانِ دعا (غار کے قیدی) 05......بخل 06......فیضانِ اسلام

{شعبہ امیر اہلسنّت}

01......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)
04......گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)
05......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)
06......ناکام عاشق (کل صفحات:32)
07......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
08......بدکردار کی توبہ (کل صفحات:32)
09......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
10......بابرکت روٹی (کل صفحات:32)
11......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)
12......آنکھوں کا تارا (کل صفحات:32)
13...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)
14......میں نیک کیسے بنا (کل صفحات:32)
15......بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)
16......میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات:32)
17......پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48)
18......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33)
19......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
20......نادان عاشق (کل صفحات:32)
21......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)
22......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
23......چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات:32)
24...... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط2) (کل صفحات:48)
25......غافل درزی (کل صفحات:36)
26......مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات:33)
27......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
28......تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط1) (کل صفحات:49)
29...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
30......تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط4) (کل صفحات:49)
31......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
32......چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات:32)
33......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)
34......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)
35......بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)
36......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
37......ہیرو نچی کی توبہ (کل صفحات:32)
38......نومسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات:32)
39......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)
40......خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32)

عنقریب آنے والی کُتُب

{......''بسم اللہ'' شریف کی برکات وفوائد......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **1548** صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**فیضانِ سنّت**'' **صَفْحَہ 134 تا 135** پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں:: {۱} جوکوئی سوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 21 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ لے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس رات شیطان، چوری، اچانک موت اور ہر طرح کی آفت وبلا سے محفوظ رہے۔ {۲} جو کسی ظالم کے سامنے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 50 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے اس ظالم کے دل میں پڑھنے والے کی ہیبت پیدا ہو اور اُس کے شر سے بچا رہے۔ {۳} جو شخص طلوعِ آفتاب کے وقت سورج کی طرف رخ کر کے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 300 بار اور (کوئی بھی) درود شریف 300 بار پڑھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور (روزانہ پڑھنے سے) اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک سال کے اندر اندر امیر وکبیر ہوجائے گا۔ {۴} کند ذہن اگر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 786 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کا حافظہ مضبوط ہوجائے اور جو بات سنے یاد رہے۔ (شمس المعارف مترجم، ص۷۳)

قرآنِ کریم اورسنتِ رسول پرعمل، بدعاتِ سیئہ سے اِجتناب اوراَعمال میں میانہ روی اپنانے کا درس نیز اچھے اور برے اَخلاق کی تعریفات، شرعی اَحکام، اَسباب اورعلاج کا بیان

{مجددِ اعظم، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے حواشی کے ساتھ}

الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ

ترجمہ بنام

اِصلاحِ اَعمال

مُصنِّف

عارف باللہ، ناصح الامہ، علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی دِمَشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن کے فضائل، اَقوال اور زُہد وتقویٰ کا بیان

(جلد ۱)

ترجمہ بنام

اللہ والوں کی باتیں

مُؤَلِّف

امام ابونُعَیْم اَحمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی شافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

اَلْمُتَوَفّٰی ۴۳۰ ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل منفرد اور معرکۃ الآراء تالیف

اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

(جلد اوّل)

مُؤلف

شیخ الاسلام شہاب الدین

امام احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَاللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَاللّٰه عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰه عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): کاغذی بازار، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net